فقہ ص ح ن عفی

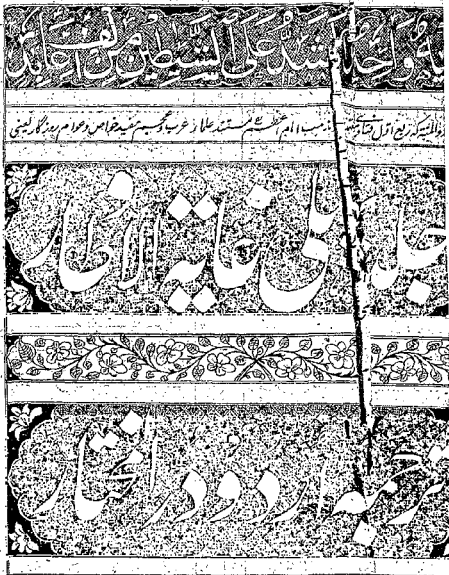
وحاشیہ علی الشیطین

والیکہ ربیع اول شریف

بسبب اہتمام حضرت مستند علماء عرب و عجم مفید خواص و عوام مرید و مگر لعینی

علی نافیۃ الظلام

وجیہ الدین اشرف

جسکا ترجمہ مولوی غلام علی صاحب جو ہم نے علماء اور رعایتیں کے اقوال کو ملا کر تصحیح تحسیل العلام محمد حسن صدیقی ہالوی

: طبع ہوا مرزی اسٹیم پریس میں

فہرست جلد اوّل غایۃ الاوطار ترجمہ نیل الاخیار

مضمون	صفحہ
دیباچہ	۱
بیان مصنفات اوّل	۳
مقدمہ تعریف اور موضوع اور غرض علم فقہ کے بیان میں	۶
بیان اسباب جہل و نسیان	۹
اسباب حرز حفظ	۱۰
تحصیل علم کے احکام کونسا علم کس علم کا سیکھنا واجب اور کونسا کس کا فضائل امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالےٰ	۱۳
اول عقائد کا ذکر پھر فقہ کی وجہ سے وقت منعی کو کار بند ہونا چاہیے	۲۳
مراتب سعید مجتہد و مقلد	۲۶
کتاب الطہارۃ	۲۸
یعنی پاک صاف ہونے کے مسائل	
وضو کے اور جنابت کس مقام میں مستحب ہے	۳۴
ارکان وضو	۳۶
جب انسان پاک ہوں اور پانی نہ ملے تو کیا کرنا چاہیے	۴۶
پاکیزہ ترین چیزیں کی سنتیں ہیں	۴۸
وضو میں اکیس سنتیں ہیں	۵۱
مستحبات وضو	۵۲
مقدار صاع و مد بحساب وزن	۵۶
نواقض وضو	"
مسائل غسل	۶۲
اقسام غسل	۶۹
جس مسجد میں پڑا نجاست ہو اسکو دفن کیا جائے	۷۴
ترتیب وضع کتب	"
تقریظ کو فسادیت ہے	"

مضمون	صفحہ
مسجد کا کوڑا پھینکنا عظیم جگہ میں رست نہیں	
باب الماء یعنی پانیوں کے مسائل	
پانی میں وہ ورد کہ بار کسی اصل سے اخوذ نہیں	
فصل فی الماء یعنی کنوئیں کے مسائل	
معنی استحسان	
شب باشی کمار جسی	
باب التیمم یعنی تیمم کے احکام	
اگر بالکل گرد ہو تو تیمم کرنا چاہیے	
باب الحیض یعنی حیض و نفاس و استحاضہ کے مسائل	
باب النجاسۃ یعنی نجاستوں اور انکے پاک کرنے کے بیان میں	
کونسی چیز کی بیٹ سے اون ناپاک نہیں ہوتا	
دھونے کے بعد بوئے نجاست کا رہنا مضر نہیں	
طریق ہر طرح کے برتن دھونے کا	
فصل اس فصل میں نجاست کے احکام ہیں	
مسئلہ کعب	
کتاب الصلوٰۃ یعنی نماز کے احکام اور مسائل	
تعداد اوقات مکروہ نماز	
جن مکانات میں نماز مکروہ ہے	
باب الاذان اذان کے بیان میں اور اسی جگہ سے شروع ہوتا ہے ترجمہ کی آنحضرت صلعم پر سلام بھیجنا بعد اذان کے امر جدید ہے	

مضمون	صفحہ
باب شروط الصلوٰۃ یعنی نماز کی شرطوں کا بیان	۱۸۰
ترکِ نماز کا سبب نبوی صلے اللہ علیہ وسلم میں	۱۹۲
جہت قبلہ کے معنوں کی تشریح	۱۹۳
باب صفۃ الصلوٰۃ یعنی نماز کی کیفیت کا بیان	۱۹۹
رہیات نماز میں	۲۰۵
ترکیب جماعتی کے دفع کی	۲۱۵
فصل اس فصل میں نماز کے ادا کرنے کا ذکر ہے	۲۱۶
نماز کو اندھیرے یا اجالے میں عورت مخالف ہے مرد سے	۲۲۸
اوقات ورد و پرستش کے	۲۳۰
فصل اس فصل میں قرأت کے احکام ہیں	۲۴۲
باب الامامۃ یعنی امامت کے مسائل	۲۴۸
جب شخص کسی امر شرعی یا عادی میں مزاحم ہوں تو بدوں حرج کے کسی کو مقدم نہ کیا جائے	۲۵۴
کیا لڑکا صفوں میں داخل کیا جائے	۲۶۰
باب الاختلاف یعنی خلیفہ کے احکام	۲۶۲
باب ما تفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا یعنی ان امور کے بیان میں جو نماز کو فاسد کرتے ہیں اور جو مکروہ کرتے ہیں اور جو نہیں	۲۸۰
جن لوگوں پر سلام کرنا مکروہ ہے	۲۸۱
جن لوگوں پر سلام کا جواب واجب نہیں	۲۸۲
مشابہت اہل کتاب ہر چیز میں مکروہ نہیں	۲۸۵
قاعدہ نماز کے فاسد ہونے کا قرأت کی غلطی سے	۲۸۸
احکام مساجد	۳۰۱
باب الوتر والنوافل نماز وتر و نوافل کے بیان میں	۳۰۳
پانچ چیزیں دنیں امام کا اتباع جماعت اور نماز میں نہیں	۳۰۷
نماز ضحیٰ کی تحقیق	۳۱۱
صلوٰۃ التسبیح کی کیفیت شرح و اور	۳۱۲
مسائل نماز نافلہ	۳۱۴
قبول نماز کا بیان	۳۱۶

مضمون	صفحہ
باب ادراک الفریضۃ یعنی جماعت فرض کے حاصل کرنے کا بیان	۳۲۱
نماز کو توڑنا کبھی حرام ہوتا ہے کبھی مکروہ کبھی مباح کبھی واجب	۳۲۲
باب قضاء الفوائت یعنی قوت شدہ نمازوں کے قضا پڑھنے کا بیان	۳۲۶
باب سجود السہو یعنی سہو کے سجدوں کا بیان	۳۳۲
حکایت عجیبہ	۳۳۳
باب صلوٰۃ المریض یعنی بیمار کی نماز کے احکام	۳۳۹
باجود قدرت تھوڑی سی دیر کھڑا ہونے کے بیٹھ کر نماز پڑھنی جائز ہے	۳۴۰
باب سجود التلاوۃ یعنی سجدۂ تلاوت کے احکام	۳۴۳
باب صلوٰۃ المسافر یعنی نماز مسافر کے احکام	۳۴۷
باب الجمعۃ یعنی جمعہ کے احکام	۳۵۲
دو خطبوں کے درمیان وعظ کا کہنا بدعت ہے	۳۵۳
باب العیدین یعنی روز عید دونوں کے احکام	
باب الکسوف یعنی سورج گہن کی نماز کا ذکر	
باب الاستسقاء یعنی طلب باران کا ذکر میں	
باب الخوف یعنی نماز خوف کے بیان میں	
باب صلوٰۃ الجنازۃ یعنی جنازہ کی نماز اور اس کے متعلق جو وجود کے ذکر میں	
جن لوگوں سے سوال قبر ہوگا	جلبی اور
ظاہر علامت مسلمان ہونے کی	دو تین سنی اور
قبر مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رش جناب جلیل الشان کو	
باب الشہید	بحر میں
باب الصلوٰۃ فی الکعبۃ	
کی کیفیت	
کتاب الزکوٰۃ	ماجز نے بنظر رفاہ عام ترجمہ نہ کرکے
شہر بہر شمارہ کا کیا اور ازاں جملہ کہ خود اسقدر مایہ نہ رکھتا	
باب الیمین	نالی تھی کہ بعض شرکا حوادث آسمانی کے

مضمون

(اس باب میں زکوٰۃ فطر کے بیان ہے)
زکوٰۃ النقد یعنی سونے چاندی کی زکوٰۃ
زکوٰۃ العنتر یعنی زکوٰۃ ہر قسم کے غلہ کی بیان میں
زکوٰۃ المال یعنی مال التجارۃ کی زکوٰۃ کا ذکر
(چاندی سونے میں طریق زکوٰۃ کو کیا ہے)
العاشر یعنی وہ جو محصول لینے والے کا بیان
الرکاز یعنی دفینہ کے احکام
العشر یعنی روئی کے احکام
المصرف یعنی زکوٰۃ اور عشر کے خرچ کرنے کا
دن کا بیان
عید میں آثار کو کھیڈنا زکوٰۃ کی قبت ہو جانے ہے
صدقۃ الفطر یعنی صدقہ فطر کے احکام
کے واجبات سات ہیں

کتاب الصوم

روزہ کے بیان میں
ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ
ان چیزوں کے بیان میں جو روزہ کی مفسد ہیں اور
وضو ٹوٹ جاتا ہے
مستحبات روزہ
مقدار صاع و من
نواقص وضو
مسائل غسل ہے
اقسام غسل
جس مسجد میں پڑھنا نماز اور سکونت فرض ہے
ترتیب وضع کتب
تعویذ کو کیا درست ہے

کتاب الحج

مضمون

فصل ۱ و ۲ حج کرنے کے اس فصل میں مسائل
احرام اور حج میقات کا بیان ہے
دعائیں طواف کی
دعائیں وقوف عرفات کی
سوال و جواب بطور میزان کے
باب القران یعنی حج اور عمرہ کو ملا کر
ادا کرنے کا ذکر
باب التمتع یعنی عمرہ سے حلال ہو کر
حج کے احرام باندھنے کا ذکر
باب الجنایات یعنی حج میں جو باتیں منع
ہیں ان کے ارتکاب کی سزا کیا ہے
باب الاحصار یعنی اگر کسی وجہ سے حاجی
حج میں روک جاوے تو کیا کرے
باب الحج عن الغیر غیر شخص کی طرف سے
حج کرنے کا ذکر
فضیلت حج کی احادیث کی طرف سے
باب الھدایا یعنی اونٹ کا ذکر جو
حرم میں نذر کیا جائے شکریہ کے طور پر یا قصور
کی عوض میں
مسائل متفرقہ حج
وقوف عرفہ جمعہ کے دن
مسئلہ اقامت حرمین
فصل کیفیت حج آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم کی
فصل ۱ و ۲ زیارت مدینہ طیبہ
علی صاحبہا الف الف تحیۃ وسلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ از طرف مترجم ثانی

الحمد للہ رب العالمین اکمل الحمد علی کل حال والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا ومولانا محمد فی العدد والاحصاء والتراکم علی آلہ واصحابہ ورضی اللہ عن الشرف والکمال وعلی من تبعھم باحسان الی یوم الحشر والتزاکم

بعد حمد و صلوٰۃ کے احقر العباد محمد احسن صدیقی نانوتوی عرض کرتا ہو کہ کتاب درالمختار شرح تنویر الابصار فقہ امام اعظم ابوحنیفہ کوفی کی جنکا مذہب ہند و ستانیون مین رواج ہوا اس فن مین نہایت معتبر ہے اس زمانہ کے سب علما اسپات پر متفق ہین کہ جسطرح صحیح مسائل از صحیحین و دلائل اس کتاب کی مولف محمد علاء الدین حصکفی نے کی ہو دوسری کتابون مین نہین پائی جاتی حتی کہ یہہ کتاب باوجود فتاوی ہونے کے مدار مذہب ٹھہر گئی اور سب علما نے اسکی روایات کو مستند جانا اور اسپر ہمیشہ بڑی بڑی عالم مثل علامہ حلبی اور علامہ طحطاوی اور شیخ رحمتی اور محمد عابد سندھی مدنی اور ابن عابدین شامی وغیرہم نے اس کتاب پر حواشی لکھے و دین ہمہ اور کئی اعظر کہ تحسین جسپر اسقدر حاشیے اول سے آخر تک ہون یا اور سکے مسائل مثل متون کے متصور ہون اس کتاب جلیل الشان کو مولوی خرم علی صاحب مرحوم بلہوری نے حسب فرمائش نواب صاحب بہادر میرزور والی باندہ ۱۲۷۵ھ ہجری مین کتاب النکاح سے اردو مین ترجمہ کرنا شروع کیا متواتر تیرہ برس ترجمہ کرکے رجب ۱۲۸۷ھ مین آخر کتاب تک پہونچا دیا پھر محرم ۱۲۸۸ھ تک کتاب الحجر کا ترجمہ پورا کرکے شروع کتاب سبو باب الاذان تک لکھہ پائے تھے کہ یکایک ریگراہی عالم بقا ہوئے اس عاجز نے بنظر فرہ عام ترجمہ مذکورہ کو مترجم مرحوم کے درجہ سبو لیکر جسقدر باقی رہگیا تھا اسکی تکمیل اور سطر بسطر کرکے قصد چھپوانے کا کیا اور از انجا کہ خود اسقدر مایہ نہ رکھتا تھا کہ تنہا اسکا متکفل ہوتا لہذا چند احباب کو اسمین شریک کیا ایک جلد بھی اسکی چھپنے نپائی تھی کہ بیچ میں شرکا حوادث آسمانی کے

بحث شرکت سے دست بردار ہوئی اوسوقت جوکیفیت سیسے دل پرگذرتی تھی اور سکو خدا ہی جانتا ہے رات دن بحر التجا اور تضرع
کے جناب باری میں دو سرا کار رہتا اسمیر حمہ میں ایک اشتہار اسکی طبع کا مشتہر کیا کہ شاید اُس سے طبع میں کچھ مدد ملے قدرت
قادر مطلق کو دیکھیئے کہ جب اشتہار نہ کور جناب مستطاب معلی القاب اعظم الامرا امیر العظما منظمۃ ذرہ شہامت و جلالت نقطۂ دائرہ
امارت وایالت مؤید مراسم سیاست و عدالت متوی ارکان ابہت و بسالت حامی دین متین ناصر اہل الیقین ملجا العلما ملاذ الفضلا
مہبط فواید خیر و منافع محسس قوانین علم و ہدی ؎ قطرۂ از لطف او سرمایۂ دریا دکان ÷ پرتوی از ذرہ ای او پرتوی خورشید داد ÷ یعنی
جناب نواب محمد کلب علیخا صاحب بہادر والی راجپور دامت دولتہ بمزید النعم وطالت مدتہ فی نشر آثار الکرم کے الماس
بیض شوال سے مشرف ہوا تو احقر کے حاضر ہونے کا حکم و باکہ زین سے کو تائید سبحی جاکر تسہیل ارشاد و شرف ملازمت سے مشرف ہوا اجمال
قدردانی حال اس کتاب کے طبع کا استفسار فرمایا جسپر بسبب کیفیت مفصل عرض کی اوسیوقت آرشاد ہوا کہ تم خاطر جمع رکھو کہ
اسکی تکمیل کیصورت مابدولت فرمائینگی چنانچہ دوسرے روز حسقدر کمی کی کہ جاجسنے عرض کی تھی اُسکی دانہید کا ارشاد فرمایا غرضکہ
صرف ادنی توجہ جناب ممدوح سے یہہ کتاب انجام کو پہونچی اس کتاب کا فخر اسباعث سے ہے کہ اسکا دیباچہ ایسے امیر کبیر کے نام سے زینت
پذیرا ہوا کریم کارساز حقیقی نے بہمہ محبت جاودانی جناب منعم الیہم کے لئوا مقرر فرمائی ؎ این سعادت بزور بازو نیست ÷ تا نبخشد خدای بخشندہ ÷ بہمہ کس بر ان اسکو شکر بین بجز اکہ مدد سے دیگر کیا اور کر سکتا ہوں ؎ از دوست فقیر ہمینا ند پسیچم ÷ جز آنکہ بصدق دل دعائے
گیسند ÷ اللھم وفقہ لما تحب وترضی وآعطہ سئولہ فی الدنیا والاخرۃ ÷ تمت ہذہ المقدمۃ بحمد اللہ والمنۃ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین
محمد المصطفے وآلہ الجمعین اب چند باتیں متعلق اس ترجمہ کے عرض کرتا ہوں اوّل یہہ کہ چونکہ ترجمہ اول کو مہلت طبع کتاب کے پورا
کرنے کی بھی نہ تھی اسلئے اس ترجمہ کا نہ کوئی دیباچہ لکھنے پایا اور نہ نام رکھنے پایا اور از انجاکہ ترجمہ مرحوم نے ترجمہ کا شروع ۱۲ جم
میں کیا اور سلسلہ تک سلسلۂ ترجمہ کا جاری رہا اس لحاظ سے میں نے اسکا نام تاریخی غایۃ الاوطار رکھا کہ بحساب ابجد ۱۲۶۴ نکلتے ہیں جو ۵۸ اور
۱۲ کا درمیانی سال ہے عجب نہیں کہ مترجم کی روح کو اس نام سے آگاہی ہو دوم یہہ کہ عبارت در مختار اور تنویر الابصار کی بخط نسخ
لکھوائی گئی اور متن پر خط سیاہی کا کھینچوایا گیا سوم یہہ کہ عبارت فسخ عنوانوں کی جو قلم جلی سے لکھی گئی ہو وہ متن کی عبارت ہو ان
شارح نے جو قولہ ہو بالہ کے آخر میں لکھے ہیں قولہ نقلہ نرد کہ بھی قلم جلی سے لکھا ہوا اور اسکے بعد ترجمہ میں لکھا ہو کہ یہہ مسائل جزء
شارح نے اضافہ کئے ہیں اسلیئے مہم فقد فائدہ ۔ جو کلام شارح میں کہیں آیا ہو اسکو بھی جلی لکھا ہے اور اگر عبارت عنوان کی قلم جلی
سے نہیں لکھی گئی تو مقدار متن پر لکیر کر دی گئی ہو چہارم یہہ کہ مترجم اول نے جہاں کہیں اقوال مختصین کے نقل کئے تھے تو انکے شروع میں
یہہ جملہ لکھا تھا مترجم کہتا ہو میں نے اس جملہ کی جگہ قلم جلی سے لکھوا دیا ہو البتہ ہر جلد کے شروع میں ایک دو جگہ یہہ جملہ بھی
لکھوا دیا ہو تا کہ ناظرین جان جائیں کہ یہہ جلی مختصر جملہ مذکور کا ہو پنجم یہہ کہ ترجمہ میں مترجم مرحوم نے اکثر جگہ فروگذاشت کر دی
تھیں اور حاشیہ پر لکھدیا تھا کہ اس عبارت کا ترجمہ بعد نا مکمل لکھا جاویگا اوسکو اس جا جسنے پورا کرا دیا اور جس وجہ سے ان میں

تامل نحاکتب متداولہ کو دیکھنیسے سوا اوسکو صاف کردیا ششم یہ کہ بعض جا عبارت دُرمختار کی بالکل فروگذاشت ہوگئی تھی یا تو سہو سے لکھی ہو یا جس نسخہ سے مترجم نے ترجمہ کیا تھا اوسمین نہو بہرحال مین نے مقابلہ کیوقت اپنی عبارتون کو داخل ترجمہ کردیا ہے ہفتم یہ کہ نظر ثانی قرار دادمی مترجم سے نہونے پائی اسوجہ سے بعض جاخود ترجمہ غلط ہوگیا تھا اسلئے مقامات کو اکثر مین نے بدلدیا ہو اور جہان تحسین پر لاچار حاشیہ پر اشارہ کردیا ہے کہ مترجم اول سے اسجگہ تسامح ہوا ہشتم یہ کہ مترجم موصوف نے اکثر جا معاورہ اردو کے لحاظ سے ترجمہ کیا ہے اور ظاہر ہے کہ ہمین الفاظ غیر مانوس داخل ترجمہ کردینے سے عوام اُن سب کو مین نے حال کی بول چال کے موافق صحیح کردیا ہو نہم یہ کہ اثنا ء ترجمہ مین جو عبارت عربی کی یا الفاظ مشکل نظر آئے اُنکے معانی حاشیہ پر بالفظون کے نیچے لکھدیے ہین دہم یہ کہ اگر اثنا ء ترجمہ مین کوئی آیت قرآنی یا کوئی حدیث یا عبارت فقہ کی ہو تو اوسکی دو نو طرف خط سنوس کھینچدیا ہی مطلع ( ) تاکہ کوئی اوسکو عبارت دُرمختار کی نہ سمجھے یازدہم یہ کہ ہم دو نو مترجمون نے اپنیات کا التزام کیا ہو کہ عبارت اُردو کا محاورہ بھی ہاتھ سے نجانے پاوے اور حتی الوسع الفاظ عربی کی رعایت بھی ملحوظ رہے اسی جہت سے بیشتر تقدیم و تاخیر کرنی پڑی ہے مثلاً شارح نے مبتدا اور خبر یا فعل اور فاعل کے درمیان مین کوئی تمہید بڑھادی تو ہے ترجمہ مین اول پورے جملہ کا ترجمہ کیا ہے اوسکے بعد شارح کی تحقیق کو بیان کیا ہے اور جسمین مقام پر کہ ایک مبتدا کی کئی خبرین یا ایک شرط کی کئی جزائین واقع ہوئی ہین تو اُن مقامون مین ترجمہ کے اندر لفظ مبتدا یا شرط کو ہم مطلب کے لحاظ سے مکرر لکھا ہی اسیطرح مقدرات اور محذوفات کو اکثر ترجمہ مین ظاہر کردیا ہے حتی کہ ضمیرون کی طرف اُن کے مرجع کو لکھدیا ہے تاکہ عبارت کا مطلب بخوبی سمجھ مین آوے اور سیطرح کی گفتگو سے مسئلہ مین باقی نہ رہنے پاوے دوازدہم یہ کہ حواشی کی پوری عبارت کا بسبب ترجمہ نہین کیا بلکہ اتنی بات کو لحاظ رکھا ہے ۱ توضیح مطلب مسئلہ ۲ ترکیب نحوی اور تشتان کلمات اگر مسئلہ کی ۳ شارح کا تسامح جسجگہ واقع ہوا ہو ۴ کسی بیان کی تفصیل جسکو شارح نے مجمل بیان کیا ہو ۵ جن مسائل کا حوالہ شارح نے دوسری کتابون پر کیا ہے اُنکا نقل کرنا بیشک یہ کوئی خاص فائدہ اُن سے متعلق تصور کیا ہو ۶ اگر شارح نے کسی مسئلہ مین قول ضعیف لکھدیا ہو تو اوسمین روایت قوی کتب مروجہ سے ۷ جس جگہ شارح نے لکھدیا ہو کہ اس مسئلہ کا حکم مین نے نہین دیکھا اوسکی تصریح کتابون سے ۸ تطبیق شارح کے اقوال مین اگر بظاہر مختلف معلوم ہوئی ۹ عنوان باب کے مناسب کوئی مسئلہ ضروری جو حواشی مین نظر پڑا ۱۰ دلیل مسائل کی کتاب اور سنت اور اصول سے خواہ دلیل عقلی ۱۱ اختلاف نسخون کا ذکر ۱۲ جس مسئلہ کو شارح نے اصح اور راجح لکھا ہے اوسکا مقابل نقل کیا ہو اور اوسکی صحت یا مرجوح ہونے مین فقہا کے قول نقل کئے ہین سیزدہم یہ کہ کہین کہین ایسا بھی ہوا ہو کہ حواشی مین ایک عبارت دوسرے مقام کے نیچے لکھی ہوئی تھی اور ہمنے اوسکو اور مقام پر ترجمہ کرنا مناسب جانا اسلئے ہمنے یہ التزام نہین کیا کہ ہر قول کا حاشیہ اوسیکو ذیل مین رہے دوسری جگہ نہو چہاردہم یہ کہ اثنا ء ترجمہ مین اگر کوئی قید ہمنے زیادہ کی ہو تو جسکتاب مین وہ قید نظر پڑی ہے اوسکا حوالہ اثنا ء ترجمہ مین کردیا ہو مثلاً اگر بحر الرائق سے نقل کیا تو اوس قید کے بعد کذا فی البحر لکھدیا باقی عبارت کا ترجمہ کیا ہی پانزدہم یہ کہ جسکا حاشیہ ہمنے نقل کیا ہو اگر اوسکا نام اور حوالہ کردیا ہو جیسے کذا فی الشامی یا قالہ الشامی اور کذا فی الطحطاوی

اور ان محشیون نے جن کتابون سے نقل کیا ہو بعض جا اونجا بھی حوالہ کر دیا ہو مثلاً کذا فی الشامی عن الحلبی اور کہین صرف اُن کتابون کے نام پر اکتفا کیا ہے مثلاً کذا فی العینی اور کذا فی الہدایہ **شانزدہم** یہہ کہ عبارت حاشیہ کی اگر بہت طویل ہو کبھی تو اوسمین سو بقدر اپنے التزام کے لکھکر حوالہ کے بعد مختصر آ لکھدیا ہو اور کسی جگہہ اور قسم کا تصرف بھی کرتا پڑا ہو تو وہان حوالہ کے بعد بتصرف یا منقطا پڑھا دیا ہو اور بعض جا ایسا بھی ہوا ہو کہ صورت مسئلہ یا تحقیق کو سواے حواشی کے اور کتابون میں پایا ہو تو وہان اُن کتابون کا نام لکھدیا ہو **هفدهم** یہہ کہ بعض مواقع مین جن کتابون سے محشیون نے کوئی مضمون لیا ہو بہت سے بدون رجوع اصل کتاب کے بہ ثبت کا نام لکھدیا ہو **هیجدهم** یہہ کہ جس عبارت مین شارح کی کوئی مہم محشیون نے بیان کیا ہو اور سکا ترجمہ بہت سے اُن لفظون کے لحاظ سے کیا ہو جنکو محشیون نے مبہم قرار دیا ہے اور جا بجا اسکی تصریح بھی کر دی ہے کہ لفظ غلط کو چھوڑ کر بہت سے مبہم لفظ کا ترجمہ کیا ہو **نوزدہم** یہہ کہ مہتم جہم اول نے اکثر اقوال شامیہ طحطاوی اور مدنی سے لیو ہین اگر کسی جگہہ سہو کا سب سہو حوالہ رہگیا ہو تو ناظرین جان لین کہ یہہ مسئلہ انھین دو حاشیون مین سے کسی مین ہوگا اور مترجم ثانی ترجمہ کیوقت اُنپر مین نظر حاشیہ شامی رکھتا تھا تو میری ترجمہ مین جسجا حوالہ متروک ہوا سکو قول شامی کا تصور فرمائین کہ جگہہ ایسی ہین جہان ہمنے اپنی طرف سے کچھ لکھا ہو اور جس جگہہ لکھا ہے سیاق عبارت آواز بلند کہدرا ہے کہ یہہ ہماری بحث ہو نہ محشیو کا قول **بستم** یہہ کہ بعض جا ایسا بھی ہوا ہو کہ ایک تقریر کو شامی نے اور طرح لکھا ہے اور طحطاوی نے دوسرا طرح تو مین نے اُس تقریر کا ترجمہ ایسی طرح کیا ہے کہ دونو حاشیون کی تحریر کو شامل ہو اور ایسی جگہہ حوالہ مین دونون کا نام لکھدیا ہے اور اسیطرح جو مسئلہ دونون کیسان نظر آیا ہو اوسکے حوالہ مین بھی دونو کا نام مندرج کر دیا ہے **بیست و یکم** یہہ کہ جو مسائل مفید اور فوائد عجیب کتاب مین نظر پڑے ہین اُنکا اشارہ حاشیہ پر صاف لکھکر کر دیا ہو اور نیز ایسے مسائل کو بہت مبین بھی لکھدیا ہے تاکہ ناظرین کو اُنکی تلاش مین دقت نہو **بست و دوم** یہہ کہ اس کتاب کی تکمیل مین مجکو میرے بڑے بھائی جناب مستطاب معلی القاب مولٰنا **مولوی محمد مظہر** صاحب نے بہت سی مدد دی اللہ تعالٰی اُنکی اور میری سبی کو شکر فرمائے **بست و سوم** یہہ کہ حتے الوسع تصحیح کتاب اور تنقیح مسائل مین مین نے بہت جان فشانی کی ہے اور با اینہمہ اپنی قلت بضاعت کا معترف ہون اگر کسی جگہہ غلطی ہوئی ہو تو ناظرین عالی ہمم سے راجی کرم ہون ؎ نیازم بسرمایۂ فضل خویش ٭ بدریوزہ آوردہ ام دست پیش

اور اللہ تعالٰی سے توقع رکھتا ہون کہ جیسے اُنھی اصل کتاب کو عرب و عجم کے باکمال دین مقبول و مختار فرمایا ایسی ہی اس ترجمہ کو بھی ارباب دین اور اصحاب یقین فرمائیگے اور ہمارے لیے اسکو باقیات صالحات مین سے کریگے ٭

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ وَاغْفِرْ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَشْيَاعِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ اٰمِيْن ٭ ٭ ٭ ٭ ٭

جلد اول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام پاک سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

ترجمہ درمختار

مترجم کہتا ہے شارح نے درمختار کو شروع جس سے کیا باتباع کلام[1] مبہم و انجوا حدیث مشہور[2] کہ جو امر ذیشان شروع بہ بسم اللہ الرحمن الرحیم نہ ہو، اجذم اور برکت ہو

محل الک وما من شرحت صدرہ بانواع العلوم تبیانا بہم تیری ستائش کرتے ہیں اے وہ ذات مقدس کہ تو نے سینہ ہمارے سینوں کو اول کشادہ کر دیا طرح طرح کی ہدایت سے دو مددت بصائر ما بتنویر الابصار ابصارا اور بعد اس کے ہماری باطن کی بینائیوں کو تو نے نورانی کر دیا ظاہر کی آنکھیں روشن کر دیں فضلت علینا من اشعۃ شرعتک المطہرۃ فرقانا اور تو نے اپنی پاک شریعت کی شعاعوں سے ہمیں صاف تر کمد دریا بہا یا واعذبت لنا من مخاضات المترقرقۃ ذلالا نقیا اور تو نے اپنی بخشش کی بہت بہتے دریاؤں سے ہمارے تئیں ایک نہر عالیقدر کو بکثرت روان کر دیا ہم اختصار شرح جمع الہی بن بطریق بحث استہلال کے کتب فقیہ کو ذکر کیا جیسے ہدایہ اور تنویر الابصار جو متن ہے درالمختار کا اور بحر الرائق اور نہر الفائق جو شرح الدقائق کی شرحیں ہیں اور منحۃ الغفار شرح تنویر الابصار ان کی شرح بالجملہ اگر انکے معانی لغویہ پر نظر کیجیے تو بھی مطلب سمجھ سے چنانچہ ترجمے میں ذکر ہو چکا اور اگر کہا بن مراد لیجیے تو بھی دعا درست ہو گا اسے خلق اللہ کو براہ فیض حاصل ہوا تو اس نعمت کا شکر واجب ہو گیا و اتممت نعمتک علیہ باحیث یشرع ابتداء علیہ فضل الشرح المختصر اختصارا وحسن تتبع الدرر اور تو نے اپنا احسان پورا کیا جسپر اسوا سطے کہ اس شرح مختصر کی ابتداء کی جیسے تو نے آسان کر دی ذات مقدس منعم شریف اور درر کے ساتھ تتبع یعنی مدینہ کیطرح من روضۃ طہرہ کے ساتھ شارح نے درالمختار کو سو دو سو صاف کر اشارح کیا اسم عرف موافقین بین چیز اس سے عبارت ہے کہ کتاب محرر مرقوم ہو غیر محرر لکھنے کے بعد غالبا اور درر یعنی موتیوں سے مراد احکام فقیہ ہیں اور اسیں اشارہ ہے اس کتاب کا جسکا نام درر ہے کرانی الظہاری وجعلتہ الجلیلین الیلی وعمی اور رسول کریم کے دو ساتھ لینے والے بجلیل القدر کے ساتھ یعنی ابی بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما بعد الاذن منہ صلی اللہ علیہ وسلم درالمختار کی تمہید شروع ہوئی رسول کریم کے اذن کے بعد حق تعالیٰ اس ذات مقدس پر رحمت فاضل نازل کرے اور سلام ہم درالمختار کی نسبت بین اسقدر کافی ہے کہ باذن نبوی موکد ہوئی[3] اور یہ کتاب لائق ہے ہم کے اسواسطے کہ اہل مذہب سوا اسطرح کی کتاب نہیں ہوئی مصنف مصنفین نقل خلاف[4] اور اقوال پر حریص ہیں اور قول ضعیف کو قول قوی سے ممتاز نہیں کرتے اور مصنف اقوال اہل مذہب اور ان کے مخالفین کے استدلال پر مائل ہیں اور بعضوں کے عبارت بین کمال بسط کر دیا کہ از اوائل تا نوبت پر نہیں اور اس کتاب بین شارح علامہ نے اختصار غیر مخل کا التجا کیا اور اقوال متعہ کا التزام کیا یا تو ایک ہی قول پر اقتصار کیا یا اسپر دو قول پر جو دو نوں صحیح ہیں اور کثرت استدلال سے اسمیں تعرض نہیں کیا کیونکہ مقصد

یا اور جو سال ہجری میں عمر و ہاشم بن ابو ربن، فون ہو تو عمر اللہ لہ کذا فی الطحطاوی ملخصاً فانی اروی عن شیخنا الشیخ عبد الباقی الخلیلی عن
المصنف الغزی عن ابن حجر المکی بسندہ الی صاحبہ الحنفی قد سندہ الی الشیخ المحدث الحافظ عبد الغنی النابلسی عن الشیخ عبد القادر الجزائری عن
ابن حجر المکی بسندہ الی صاحبہ الحنفی قد سندہ الی الشیخ المحدث الحافظ عبد الغنی النابلسی عن الشیخ عبد القادر الجزائری عن ابن حجر المکی بسندہ
مسلسلہ فی اجازتنا بطرق عدیدۃ عن الشیخ الجلیل عن الکبار سو عین روایت کرتا ہوں اس کو یعنی علم فقہ کو اپنے استاد شیخ عبد الباقی حنبلی سو وہ روایت کرتے
ہیں مصنف یعنی عبد اللہ غزی سو وہ زین ابن شیخ مکی سو وہ روایت کرتے ہیں اپنی اس سند سو جو متصل ہو امام ابو حنیفہ صاحب مذہب تک وہ روایت کرتے ہیں اپنی
اس سند سو جو متصل ہے بھی مگر بند یہ ہے تک اور بھی کریم صلے اللہ علیہ وسلم روایت کرتے ہیں جبریل علیہ السلام سو وہ فرماتے ہیں اللہ واحد قہار سے
جل جلالہ جیسا کہ سند مذکور مشروحہ اور متصل مذکور ہے ہمارے اجازت میں بہت طریقوں سو اسانید کثیرہ العلم علیہ الشان سو ہم شرانی نے میزان میں الفاظ ربیعہ
کی یوں سند ذکر کی ہے امام ابو حنیفہ عن عطاء عن ابن عباس عن ابی بن کعب صلے اللہ علیہ وسلم عن جبریل عن اللہ عزوجل اور امام مالک عن نافع عن ابن عمر عن النبی
صلے اللہ علیہ وسلم عن جبریل عن اللہ عزوجل امام شافعی عن مالک الی آخر السند کذا فی الطحطاوی وقد کان کذا فی الدر و الغرر لو اقتصر علیہ اقتصر علیہ اقتصر علیہ

شارح نے کہا اب اسکا بیہ جو کہ صاحب تعبیہ و حاشیہ دون کی عبارت مسئلہ ہوا سکے کہتے ہے کہ دیانیہ یہ کتاب ہو اور بیشہ کہتے ہے
کہ بیہ کتاب قدیم ہے ابن وہبان نے اپنی کتاب اسعاف میں سہام علمیہ کا ذکر کیا ہو اور کہا ہو کہ اس کا ذکر ابن الہائم نے
بھی کیا ہو اور ابن وہبان نے اپنی کتاب اسعاف میں سہام علمیہ کا ذکر کیا ہو اور کہا ہو کہ اس کا ذکر ابن الہائم نے بھی کیا ہو
وَمَنْ حَاسَ فَقَدْ خَابَ وَمَنْ حَاسَ فَقَدْ خَابَ وَمَنْ حَاسَ فَقَدْ خَابَ وَمَنْ حَاسَ فَقَدْ خَابَ وَمَنْ حَاسَ فَقَدْ خَابَ

رجال بود و من حصّله فقد حصل الحظّ الوافر لانّه الجامع لکلّ ما یحتاج الیه المفسّر علیٰ انّه متوصّل الی اکثر جسوا اس کتاب کو حاصل کیا سو گویا سکو بہت سے علوم اسلام کو دستیاب ہوئی لیکن نے کنارہ اور بڑی بوند دن کا میسر ہونا مشکل ہے ۱۲ منہ ۔ اس منت عبارت کو تالیف الذہر بما یشبه الدہم کہتے ہیں جس عبارات و تراکیب اشارات و تنقیح معانی فہم و بیانی طلاقت کتاب میری یا اسکی تحقیقات خوبی عبارات اور پرشبہ اشارات اور تفہم کرنے معانی اور آراستہ کرنے الفاظ سو ملکی ہو یعنی اسکی عبارت اچھی نہیں نعقیدات لفظیہ اور معنویہ اور تطویل الطائل سو حراسے ولیس الخبر کالعیان و مستقرّ بعد التامل العیان اور خبر کہنی کی برابر نہیں اور تامل کرنے کے بعد دونو انھیں اس کتاب سواب ثحقق ہی ہو گی ۱۲ منہ یعنی دیدہ کتاب میں میرا توصیف کرنا اس کتاب کا خبر ہے اور خبر ممکن ہوتی ہے صدق اور کذب کی مگر جب تو مطلع ہو گا اس کتاب پر تیرے نزدیک اسکے خود مشاہد ہو جاوے گا بحکم شنیدہ کے بود مانند دیدہ یہ قاعدہ تعلیلی ہے عطا محذوف کی خلاصہ ما نظرت من حسن و رصنفته اکملته و ما سمعت من الحسن فی مسئلة اسمر نے اسکو جو نور دیکھا ہے اس کتاب کے عالیقدر باغ کی خوبصورتی کو اور اوسکو چھڑو تونے خوبصورتی اور سلیقی کی حکایت سنی ہو گی ۱۲ منہ یعنی حسن صوری کیطرح استقاق کا حسن معنوی میں اس کتاب پر نظر کر ۔ ما نظرت و ما سمعت شیئاً یه + فی کلمة الشمس ما فیک من دخل سے اور اسکو جو تونے دیکھا اور چھڑا اسکو جو تونے سنا آفتاب کے طلوع ہونے میں و در روشنی کے جو کلمہ نے پروا کرنی ہے ۱۲ منہ یعنی دخل کی روشنی کو ہو گی ۔ مسکہ فارسی ہیں کیران اور ہندی میں کہتے ہیں ہلدا اور قد اتت تعراض المصنفین اغراض سہام السنة الحساد بوجہ لے اسکے اور تعرا ہل تصانیف کی اور ہمین اہل حسد کی زبانون کی تیزون کی نشانہ ہو کر ہیں و نفائس تصانیفهم معرّضة بآیدی سہم مشهب فوائد تلک السہام الکساد اور اہل تصانیف کے عمدہ مصنفات اہل حسد کے ہاتھون میں پڑی ہین انکے فوائد کو تو موجب بیرواونکو خوب ہونے کے پہنچتے ہین ۱۲ منہ اخا العلم لا یتحل بجمیع مصنفه + و لو تقیّل فی کفّه عسبه تعرّف العساب علامہ شاطبی کہ مصنف کی عیب جوئی میں علامہ حریری کو بھی خطا کا یقین نہیں ہو جاتا ۱۲ منہ فلم افسد الراوی الا بتعمّله + و کم حرّف الا بتاوّله و کم صحّف الا بسوء نقله ۱۲ منہ یعنی راوی نے بگاڑا ہے روایت کو زبانے نے کلام کو اپنی عقل ناقص سوار اور بہتیرے فولو نکی تحریف کی ہے ایک قوم نے اوتصحیف کی ہے ۱۲ منہ تحریف عبارت ہو تغییر اور تبدیل سو خواہ تبدیل ایک لفظ کی دوسرے لفظ سو یا ایک حرف کی دوسری حرف سو اور گاہی تحریف بمعنی تاویل آتا ہے یعنی غیر مراد کا اراده کرنا اور تصحیف عبارت ہو خطائی الصیغہ سو یعنی گلمہ بن جو کلمہ کا زمانی الخطا ۱۲ منہ یعنی سبب اسناد راوی اور خطا کاتب کا دخل ہوا تو مصنف کی خطا پر تین نہیں ہو سکتا الا بوجہ دیگر تو عیب گیری میں عالم کو عجلت مناسب نہیں ۱۲ منہ و کم ناسخ اصحّ معنی مغیّر + و جاء مصحّح لو مرّ بی للمصنّف لرجع الی الدواة و اصلح ۱۲ منہ قال فقلت و تحقّق ما سوءت بکارا سوء رائت کرنیوال

مس الحاجة الى تعلمه وهو المسمى بعلم التصوف وعلم السلوك وعلم الحقيقة وعلم المعرفة وعلم الباطن وعلم الآخرة وعلم القلب وعلم الاحسان وعلم الوقت وعلم الصفا وعلم التوحيد وعلم الفناء وعلم البقاء وعلم الجمع وعلم التفرقة وعلم الصحو وعلم السكر وعلم الحق وعلم اليقين وعلم الحقيقة وعلم الحقيقة

وفقہ بالضم فقاھۃ صار فقیھا اور فقہ بفتح فا ہمیشگی فقاہت ہو اسوقت بولتے ہیں جبکہ آدمی فقیہ ہو جائے ھم خلاصہ یہ ہو کہ فقہ لغوی کا اطلاق کسوۃ الفاظ ہو اور اصطلاحی کا مفہوم ہو اتفاق ہو گذارش کرہ صاحب بحر الرائق عمر الکریانی اور صاحب قاموس نے فقیہ کے اطلاق میں کسوۃ بھی لفظ کیا ہے واصطلاحا عند الکل ھو العلم بالاحکام الشرعیۃ الفرعیۃ المکتسب من ادلتھا التفصیلیۃ اور علماء اصول فقہ کی اصطلاح میں فقہ عبارت ہو احکام شرعی فرعی کے اس علم سے جو ما حصل ہو احکام کی دلائل مفصلہ سے ھم احکام فرعی وہ ہیں جو عمل کرنے سے متعلق ہیں اور جو اعتقاد سے متعلق ہیں ان کو احکام اصلی کہتے ہیں شارح نے احکام شرعی کی قید اسلئے لگائی کہ اس قید سے احکام عقلی اور حسی اور اصطلاحی فقہ کی تعریف سے نکل گئے چنانچہ اسکا علم کہ عالم حادث ہے اور اگ جلانا ہوا ہے اور فاعل مرفوع ہو معلوم کرنا چاہئے کہ قرآن اور حدیث اور اجماع اور قیاس فقہ کی دلائل تفصیلی ہیں اس تعریف سے معلوم ہوا کہ اصولیوں کے نزدیک فقہ حقیقی فقط مجتہد کے مانند اسکی اس طریقہ سے مقلد پر دلائل سے استدلال کرنا ضرور نہیں وھو علم النفس ما لھا وما علیھا من حیث تعلمہ بالفعل او بالقوۃ القریبۃ او البعیدۃ اور مفسرین کے نزدیک فقہ ہم ہر مسائل کا ہمہ کہ تین مسئلے یاد ہوں ھم ماں حفظ الفروع والاصول اور محدثین کے نزدیک فقہ ہم ہر مسائل کا ہمہ کہ تین مسئلے یاد ہوں ھم ماں شارح نے کتاب الوصیہ میں کہا کہ اگر ثلث مال کی وصیت کی فقیہوں کیسواسکو تو اسمیں وہ داخل ہوگا جو مسائل شرعی عین نظر و تین رکھتا ہو اگرچہ تین ہی مسئلوں کو اور دلائل کے ساتھ جانتا ہو اسمیں تو معلوم ہوا کہ جسکو ہزاروں مسئلوں اور دلائل کے یاد ہوں وہ فقیہ نہیں وعند اھل الحقیقۃ الجمع بین العلم والعمل ادراک حقیقت یعنی صوفیہ کرام کے نزدیک فقہ عبارت ہو علم اور عمل کی جامعیت سے ھم حقیقت منزہ ہے شریعت کا اور حقیقت شریعت سے جدا نہیں ہیں اور نہ شریعت حقیقت سے جدا ہے اور جو حقیقت کو شریعت سے جدا جانتا ہو اسپر کفر کا خوف ہے کذا فی الطحطاوی حضرت امیر خسرو دہلوی نے مطلع الانوار مثنوی میں فرمایا ؎ ہیں حقیقت بشریعت درست ٭ شرع اگر ہیں نباشد شرست ٭ چونکہ شارع فوائد زوہ ٭ اللہ و یارب ہمہ زوعبرہ ٭ اور حجۃ اللہ البالغہ میں احیاء کے حوالہ سے فرمایا کہ حقیقت دریاست و شریعت کشتی از دریا بحکم تواں گذشت بکشتی چہ منجملہ صوفیہ صافیہ کے شاہ ہیں عارفین کے کلام سے شریعت اور حقیقت میں اتحاد یا تلازم ثابت ہوتا ہو اسی معلوم ہو گیا کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ شریعت اور ہے اور حقیقت اور ہے وہ صوفیہ کرام کے طریق سے گمراہ ہیں اور لقول الحسن البصری رضی اللہ عنہ اما الفقیہ المزھد فی الآخرۃ البصیر بدینہ المداوم علی عبادۃ ربہ یعنی فقیہ کامل وہ ہے جو آخرت میں زہد کرنے والا ہو اور اپنے دین کا بصیر ہو اور اپنے رب کی عبادت پر ہمیشگی کرنے والا ہو اور لقول حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے کہ تفقہ میں نہیں ہے کہ تم بہت روایتیں یاد کرو اور تفقہ میں نہیں ہے کہ تم بہت بولو اور تفقہ میں نہیں ہے کہ تم بہت لوگوں سے ملو اور تفقہ میں نہیں ہے کہ تم بہت کتابیں لکھو اور تفقہ میں نہیں ہے کہ تم بہت علم حاصل کرو اور تفقہ میں نہیں ہے کہ تم بہت علم سکھاؤ اور تفقہ میں نہیں ہے کہ تم بہت تصنیف کرو اور تفقہ میں نہیں ہے کہ تم بہت بحثیں کرو اور تفقہ میں نہیں ہے کہ تم بہت مناظرے کرو اور تفقہ میں نہیں ہے کہ تم بہت مجلسیں کرو اور تفقہ میں نہیں ہے کہ تم بہت مدرسے بناؤ اور تفقہ میں نہیں ہے کہ تم بہت مسجدیں بناؤ اور تفقہ میں نہیں ہے کہ تم بہت خانقاہیں بناؤ اور تفقہ میں نہیں ہے کہ تم بہت خانقاہوں میں جاؤ اور تفقہ میں نہیں ہے کہ تم بہت خانقاہوں میں رہو اور تفقہ میں نہیں ہے کہ تم بہت خانقاہوں میں سوؤ اور تفقہ میں نہیں ہے کہ تم بہت خانقاہوں میں کھاؤ اور تفقہ میں نہیں ہے کہ تم بہت خانقاہوں میں پیو اور تفقہ میں نہیں ہے کہ تم بہت خانقاہوں میں ہگو اور تفقہ میں نہیں ہے کہ تم بہت خانقاہوں میں موتو اور تفقہ میں نہیں ہے کہ تم بہت خانقاہوں میں دفن ہو اور تفقہ میں نہیں ہے کہ تم بہت خانقاہوں میں زندہ رہو اور تفقہ میں نہیں ہے کہ تم بہت خانقاہوں میں مرو اور تفقہ میں نہیں ہے کہ تم بہت خانقاہوں میں جی

اور ہست مشترک تعیس اور تعیس علیہ میں ایسا ہو اور قیاس مستنبط میں مشترک کی مثال حرام ہونا نبیذ کے ایک پیمانہ کا ہیجنے کے دو پیمانوں سے قیاس مرست کے ایک پیمانہ کے گیہوں کے دو پیمانوں سے جو ثابت ہوا ہے حدیث سے والحنطۃ بالحنطۃ مثلا بمثل جائیکہ الفضل ربوٰ اور علت مشترک بیان نہ ہو پھر اور اوضاف ہوں اور قیاس مستنبط میں الوصف کی مثال قیاس کرنا ہے دلی حرام کا دلی حلال پر بنا شوہ مزبہ کے دلی کی مرست کو قیاس کیا ہے دکنیز مولوہ کی مرست پر جو ثابت ہے یعنی جیسا پتی لونڈی سے دلی کی تو اس لونڈی کی ماں کا حرام ہونا جماع سے ثابت ہے تو ہمیں کو نہی نہیں ہو کہ کتاب و سنت کی آیات اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے یعنی خوشہ استوہمیں بلا استثناء دلی کے نعم بلا دہ ہے کذا فی الطحاوی ثبت و علیہا القضاء والفتویٰ اور فقہ کی عمر فرات رحلت تک سعادت دارین کی نظر ہائی ہے وانما فضلہ ذکر و شہرۃ و فقہ کی بزرگی اور فضیلت نوست مشہور ہے ہم جامع ترمذی میں ابوالدرداء سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فضیلت عالم کی عابد پر جیسے میری فضیلت تمہارے ادنیٰ شخص پر پھر فرمایا اللہ تعالیٰ اور اسکے فرشتے اور اہل سرات اور اہل ارض یہاں تک کہ چیونٹی اپنے سوراخ میں اور مچھلیاں دریا میں بھلائی چاہتی ہیں آگاہی جو لوگ خیر کی تعلیم کرتے ہیں اور ترمذی میں ابن عباس سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک فقیہ شیطان پر سخت تر ہزار عابد سے کذا فی تیسیر الوصول الی جامع الاصول وعنہ تعالیٰ وما علمکم من علم الا قلیلا ما علمکم علم الا قلیلا ما علمکم الا قلیلا ما علمکم الا قلیلا ما علمک

جو تحت کا علم ہے ومن هذا قال ﷺ رجحان علم وفقه لانه يكون له كل الدين وثوابا ، فان فقها واحدا اشد على الشيطان من الف عابد كما في الدر المختار وغيره ، وفي الحديث الآخر ﷺ فضل العالم على العابد كفضلي على ادناكم ، وفي الحديث الآخر ﷺ فضل العالم على العابد كفضل القمر على سائر الكواكب ليلة البدر ، وفي الحديث الآخر ﷺ فضل العالم على العابد كفضل الشمس على الكواكب

رکھے کرتے تھے اور اسکی بہت کم ہو کہ علم ہو رہے اور دنیا بھی نہ ہو سے تو علم کا نام و نشان نہ رہے جائے اور تبحر تفقہ جاتا رہے اسی لئے فرمایا ہے کہ کتابت کیلئے باندھو نہ پھلائے اور کتاب کی تنگی ایک یہ ہے کہ حرف خط و فہم کھے اور بہت باریک نہ لکھے ایک کاتب کو دیکھا کہ باریک لکھتا تھا تو فرمایا کہ باریک مت لکھ شاید فوت ہو جائیگا اور اگر ہو گیا تو لکھوں گا۔ ہر کہیں کمی بیشی کر تو ہیر ہو گا اور میری بیاض ضبط ہو گی اور تجربہ حاصل ہوگی اور تجربہ تعلیم علم کے سر میں بہت بڑی تعلیم ہے اور بڑا قیمتی سرمایہ ہے جو مرتبہ علم کو حاصل ہوتا ہے وہ ہیسہ کو نہیں ہوتا یہ بات ظاہر ہے اور فرمایا ہے کہ علماء کو حاصل ہو کر اپنی قیمت کو نہ گھٹائیں اور کہا گیا ہے کہ علماء دین کے علم کسب پر جزیہ کی اور کمال کی حاصل ہو کر اپنی قیمت کو نہ گھٹائیں اور کہا گیا ہے کہ علماء دین کے علم کسب پر جزیہ کی اور کمال کی ترقیات دین کا سبب ہیں اور علم کو ذلیل کرنے والے علماء سوء ہیں جو علم کو ذلیل کرتے ہیں اور دنیا کی مجالس کی یعنی بہت حقیر مجلس علم کی بدولت شان سے اونچا ہوں کا ہم ہمت اور مجلس ہوتا ہے اور کہا گیا ہے کہ اگر عالم شہوت فاسدہ میں ملک اور ثناء ہو جاتا ہے تو علم اسکی ہیبت کو کم کر دیتا ہے اور حاکم ہیں فوائد فصل خصومات میں علماء دین کی بیٹھتے ہو جو کرتے تو کرتا ہو جو ہوتے اور ضرائب آخرت میں کرتا ہو جو ہوتے اور ہو جو ہوتے اور کمال تواضع اور تواضع کے ساتھ حاصل کرنے کیلئے ہو علم دین کی بیٹھتے ہو جو کرتے تو کرتا ہو جو ہوتے اور ضرائب آخرت میں کرتا ہو جو ہوتے اور ہو جو ہوتے اور کمال تواضع اور تواضع کے ساتھ حاصل کرنے کیلئے ہو علم دین کی بیٹھتے ہو جو کرتے تو کرتا ہو جو ہوتے اور ضرائب آخرت میں کرتا ہو جو ہوتے اور ہو جو ہوتے اور کمال تواضع اور تواضع کے ساتھ حاصل کرنے کیلئے ہو

حاکم ہیں فوائد فصل خصومات میں علماء دین کی بیٹھتے ہو جو کرتے تو کرتا ہو جو ہوتے اور ضرائب آخرت میں کرتا ہو جو ہوتے اور ہو جو ہوتے اور کمال تواضع اور تواضع کے ساتھ حاصل کرنے کیلئے ہو علم دین کی بیٹھتے ہو جو کرتے تو کرتا ہو جو ہوتے اور ضرائب آخرت میں کرتا ہو جو ہوتے اور ہو جو ہوتے اور کمال تواضع اور تواضع کے ساتھ حاصل کرنے کیلئے ہو

آداب و ثناء خوانی کے ساتھ حاصل کرنے کیلئے ہو علم دین کی بیٹھتے ہو جو کرتے تو کرتا ہو جو ہوتے اور ضرائب آخرت میں کرتا ہو جو ہوتے اور ہو جو ہوتے اور کمال تواضع اور تواضع کے ساتھ حاصل کرنے کیلئے ہو علم دین کی بیٹھتے ہو جو کرتے تو کرتا ہو جو ہوتے اور ضرائب آخرت میں کرتا ہو جو ہوتے اور ہو جو ہوتے اور کمال تواضع اور تواضع کے ساتھ حاصل کرنے کیلئے ہو

ترقیات دین کا سبب ہیں اور علم کو ذلیل کرنے والے علماء سوء ہیں جو علم کو ذلیل کرتے ہیں اور دنیا کی مجالس کی یعنی بہت حقیر مجلس علم کی بدولت شان سے اونچا ہوں کا ہم ہمت اور مجلس ہوتا ہے اور کہا گیا ہے کہ اگر عالم شہوت فاسدہ میں ملک اور ثناء ہو جاتا ہے تو علم اسکی ہیبت کو کم کر دیتا ہے اور حاکم ہیں فوائد فصل خصومات میں علماء دین کی بیٹھتے ہو جو کرتے تو کرتا ہو جو ہوتے اور ضرائب آخرت میں کرتا ہو جو ہوتے اور ہو جو ہوتے اور کمال تواضع اور تواضع کے ساتھ حاصل کرنے کیلئے ہو

یعلم کیف یقال ولا یقال الا عن اھلہ

یہ ہیں ہے کہ علماء جان علم اور اسکو مناصب دینی سے جسلی سمجھ دی ہیں دنیا و دنیا اور اس سبب کو ہیں ہیں سکتا ان کا ہو ہو الذی یعلم کیف یقال ولا یقال الا عن اھلہ ان کا یہ ہو فی سلطان حضرت اسلامی میرو ہے جو امیر بنانے سے ہیچ معزول ہوتے ہیچ وقت اگر فوت منصب کی مسائل ہمیشہ نوشتہ کمال کی فوت ہیں ثابت ہو تی فعلوا ان العلم کان فرض عین وھو الذی لا یجتمع الجھل اور سلم کہ اور مخاطب کہ علم کا سیکھنا فرض عین ہوتا ہے یعنی ہر شخص پر اور فرض عین اور متعلقہ علم ہو جسکی طرف آدمی حاجت مند ہو اپنے دین کیلئے ہو ہم تعلیم تعلم میں ہے کہ مسلمان پر ہر علم کا حاصل کرنا فرض نہیں بلکہ علم نماز کی طلب فرض ہی تو جتنی آدمی جیسی حالتیں واقع ہو اُس حال کا علم سیکھنا فرض ہو مثلاً جسے نماز اور روزہ فرض ہو اگر سہو موام اور سلمہ نہ کے مسائل کو دریافت کرنا فرض ہے اور اگر مال حاصل ہوا تو زکوٰۃ اور حج کے مسائل کا سیکھنا فرض ہیں ہو اور سوداگر پر علم بیوع فرض ہے یا جملہ جو جس چیز کا متعلق ہو اسکو اور اسکا علم فرض ہے کہ اور ہیں انکاب علم واجب ہے جسقدر سمو اور واجب اور ہو کہ اسنے بالجملہ اور ہی مفہوم فرض کفایہ اور ہیں سیکھنا فرض ہو تا ہے اور ہیں علم واجب ہے جسقدر سمو اور واجب اور ہو کہ اسنے بالجملہ اور ہی مفہوم فرض کفایہ اور ہیں سیکھنا فرض ہو تا ہے اور ہیں علم واجب ہے جسقدر سمو اور واجب اور ہو کہ اسنے بالجملہ اور ہی مفہوم فرض کفایہ اور ہیں سیکھنا فرض ہو تا ہے

علیہ اور فرض کفایہ وہ علم ہو جو اپنی حاجت سے زیادہ ہو جو کہ فرض کیا ہو اسکے سیکھنے سے فارغ ہوں کہ وہ لوگ مہالک اور محرمات سے بچیں فرمایا ہے کہ فراغی ہیں فرمایا ہے کہ علوم اسلمین میں ضروریات دین کے سیکھنا ہے ہیں تو عوام ضائع ہو نگے وسئل عن الفقہ فی البقعۃ وعلم الطب اعلم سے مستحب ہونا ہے اسکے مستحب علم سے اور مستحب علم سے اور مستحب علم سے اور

تو فیقیہ متعلم کے مخالف ہو گا یعنی علم اخلاق مستحب پھر بگاہ فرض وحراماً وهو علم الفلسفة والتصوف والاصول وعلوم الطاہرین والسحر والکیمیا اور علم سیکنا حرام ہوتا ہوا اور وہ حرام علم کونسا نیوتکی حکمت ہوا ورشعبدہ یعنی دست چالاکی بازیگری میں یہاں تک کی مانند اور نجوم اور رمل اور اہل طبائع کے علوم سبھی علم طبیعی اور جادو اور کہانت ھم نیوتانی حکمت ہوا سو ہر علم حرام ہوئی کہ اسمیں عالم کا تعلیم ہونا وغیرذالک من المکفرات و المحرمات داخل ہیں اور علم نجوم میں سے اضاع فلکیہ سو حوادث سفلیہ پر استدلال کرنے میں تعلیم متعلم میں ھے کہ نجوم کا علم سیکھنا حرام ہے کیونکہ وہ منجر سے نافع نہیں استرکا حصہ اتنا ہو کہ بقدر ضرورت ہو توسکتا ہے کہ ترک اللہ اور وعا اور تضرع میں مشغول ہوا ور حق تعالی سے عافیت مانگا کرے اسواسطے کہ دعا کی محرومی الاجابۃ نہیں ہوتا پھر اگر بالفرض اتنا مقدار سے تو ضرور نہ ہو جیسی لکھیں داخل کرنے میں تعلیم متعلم میں ھے کہ نجوم کا علم سیکھنا حرام ہے اور اوقات نماز کے جاننے سے انتہی اور کہانت یہ ہے کہ مغیبات پر حدس وتخمین سے اخبار کرنا وہ اخبار آئندہ کی ہو یا سوا جو لوگ علم نجوم کو علی الاطلاق حرام کہتے ہیں سو غلط ہے اسکی کچھ اصل نہیں شارح نے علم طب کو بیان نہیں کیا لیکن تعلیم متعلم میں بیان نہ کرنے سے کہ اسکا سیکھنا حرام ہے اسواسطے کہ اسباب میں سے ایک یہ بھی سبب ہے تو اسکا سیکھنا بھی ناجائز ہے باقی اسباب کیطرح اور سوال کرنا یہ علم علیالسلام کا وہ اقسام نے بھی علاج کیا ہوا اور امام شافعی سے منقول ہے کہ العلم علمان علم الادیان یعلم الاطباء بیان علم طب کو بیان کیا سو اسکو اسکی ذاتی الاطباء کی طرف منتقل کیا ہے اور المنطق اور مکالمہ یونانی میں منطق کا علوم داخل ہے یعنی حرام ہے ھم حموی مجمی نے شارح نے کہا ہے یعنی فلسفوں نے کہا کہ میں نے اپنے مذہب کے علما کی کتابوں میں تحریر منطق کا قول نہیں دیکھا اگر حاجی بابا نے دیکھا ہو تو اسکا قول کرنا مناسب تھا ہاں شافعی مذہب کی کتابوں میں اسکی بہت تصریح ہے اور تقسیم عکر اگر وجب قرار دینا کوئی قرینہ نہیں اور یہ بھی ہے کہ جو منطق سو استعمال رکھتا ہو جو غالبا فلسفہ کیطرف اہل حق ہو جاتا ہو تو منع کرنا از قبیل سد ذرائع کے ہمارا والا منطق میں نہیں ہو جو شرع مبین کے مخالف ہو اور متعصب فاضلوں نے کہا کہ شاید منطق سو وہ اقلیدسی کی منطق ہو نہ اہل اسلام کی منطق اور اسکو اسمیں قواعد اسلام کے مخالف کوئی چیز نہیں اور امام غزالی نے منطق کو معیار العلوم کہا ہو اور فرمایا کہ جسکو منطق کی معرفت نہیں اسکی علم پر اعتماد نہیں اور ابو علی سینا نے منطق کو خادم العلوم کہا ہوا ہے نحطابی نے کہا ظاہر اسطق سو وہ منطق مراد ہو جو مشتبہات اہل اعتزال اور سوفسطائیہ وغیرہ کے دفع کرنے کو ہو اور اصل فلسفہ ہی وہ ہے هذا اللفظ الجمع المعرف واللہ سبحانہ اور حرام ہے کہ تم سے بحوث اور اگر کی کا علم ھم شاید کہ علم عرض ہو کہ ان کا حرمت مراد ہو جو کہ یہ کیطرف اشارہ ہوا اور اسکی حرمت میں کوئی کلام نہیں کہ اسمیں عمر اور مال دونوں برباد ہو جاتے ہیں یا مراد حروف کا جامع ہے جس سے حرکات جو دلالت خارج ہو اور احتمال ہے کہ علم اسرار حروف مراد ہو اور فاتی اور استعمار وغیرذالک سو کہ ذاتی الطلسمات ہیں کہتا ہوں کہ ظاہر اعلم حرمت سے عبث کا سو فائق آئندہ کا استخراج کرنے ہیں نجوم کی مانند اور طلاکشا علم غیب مخصوص بعلام الغیوب ہو ھم حکم وھو شاعر تعالی المولدین حرم الشعر والنظر فیہ والمقالہ اور ہو تا ہے علم کہ وہ اور وہ غزل اور بیہودہ کوئی اس شاعر کی جو عرب میں بعد اسلام کے پیدا ہوئی ھم مولد وہ لوگ ہیں جو عرب میں پیدا ہوئے ہو اور حالانکہ وہ عرب کی قوم میں سے نہیں چنانچہ ابو نواس نجوم فارس میں سے ہے کہ شعار زینہ عبارت ہے عرب قرآن کے ساتھ بات چیت کرنے سو وہ بیمانا کما شعارہم قولی ما لا تحصف فیہا کداد و فویل شتی من الاسناد والنظائر اور ہوا ہو علم بیان یعنی اوسکا فصل اور ترک برابر ہے چنانچہ مولدین کے دو اشعار جنمیں استعمال مسنون نہیں ہے بطریق ردکہ ہو کہ اشعار اور نظائر کے نواسے منتخب ہیں ھم مولدین کی قید اسواسطے لگائی کہ انکے اشعار میں اکثر مضامین ہیئت مبتذلہ ہو عرب کیطرف نسبت کے خلاف ہیں برخلاف عرب قدیم کے انمیں عام طور پر اکثر اشعار عرب کیطرف التفات رکھتے ہیں جسکے قوان ارجوزیہ کے الفاظ پر استدلال کرنے کو کہ ذاتی الطلماوی نے ثم نقل مسئلۃ الرجز بعینہا ھی ھذہ ھذان ابنا فی الحدیث ہر صاحب شباء نے مسئلہ رجز کیان میں کلام طویل نقل کیا اور اسکا خلاصہ یہ ہے کہ مقرر فقہ حدیث کا فرمود یعنی حدیث سو مستحب ہے فی لیس ثواب الفقیہ اکثر من ثواب المحدث اور نہیں ہر فقیہ کا ثواب محدث کے ثواب سے کم اور فیہا کل الناس غیر الانبیاء کما ذکرہ اللہ تعالی لدعوۃ کان اللہ یرید بہ تعالی عبدا الا افقہا فاعلمہم علما ارادہ تعالی بہم بحدیث الصادق المصدوق بید اللہ فوق جماعۃ المسلمین واللہ اور شباء میں ہو کہ مراد می سوا ہے انبیا علیہم السلام کے جاننا نہیں ہو کہ اللہ تعالی کا کیا ارادہ ہے اسکی نسبت اور امین اور مصلح کی طرف تعالی کا ارادہ منسوب تو

مگر جب اسکو جانتے ہیں اور اسکو بیان کرتے ہیں حق تعالیٰ کے ارادہ کرنے کو جو اوپر کی ساتھ ہر رسول صادق مصدوق کے اس حدیث کی دلیل ہو کہ میری امت
اللہ تعالیٰ نہیں کرتا اور وہ کرتا ہے اور اسکو وہی نتیجہ کرتا ہے یعنی امر دین میں نہیں سلم علماء کے ہم تو کہتے ہیں جو مراد ہے وہ ہو جو مسلم علماء ہیں ہیں
اور جس کے بارے میں کہہ دیا ہے وہی نتیجہ ہمارے اصطلاح اصولیوں کا نتیجہ ہے جو مراد ہے اور مراد ظاہر ہوا ہے وہ ہو جو قصد ہو جو ارادہ ہو جو ظاہر کرنا ہو اور
کہنا ہو میں کہتا ہوں یہ استدلال آسوقت تمام ہو جب کہ یہاں شرع میں نتیجہ کا اطلاق فقط اسی پر سنیں ہو جیسے کہ ہم اسوا سکو فقیہ کی تعریف میں
اختصت کثیر واتم سے بیان کے کہ فرمایا ہے اسکو علم تصوف بحمل کیا ہو کہ ابو نعیم الطباطبائی وفیہا کان نبی نبیا ان عدد الصالحین یوم القیمۃ الا الاقلون طالب
حق یہ ہے ان یطلب ارادۃ ہیئۃ وقال تعزز فیما قلیف یسأل عنہ اور اشباہ کے فوائد میں ہو کہ ہر پیغمبر سے پوچھا جائیگا قیامت کے دن کہ
علم سے اسوا سکو کہ حق تعالیٰ نے اپنی کریم مجلس سے یہ طلب کیا کہ علم کی زیادت طلب کرو یہ دلیل اس آیت کی ہے کہ وقل رب زدنی علما یعنی اور کہدے اے میرے
پروردگار زیادہ علم دے سو کہ وہ کہ سوال ہو گا علم سے یعنی بعد مطلق کے ہم یہ دلیل ہے علمائے حق پر اور ہر غیر علم سے ہوا سوا اسکے اور سکو شرع میں مطلوب
الزیادہ کے علاوہ ابو سود نے کہا اس سے ثابت ہوا ان میں فرائض سے ہے اسکو کہ مدت میں اور وہ ہو کہ بندہ کے دونوں قدم قیامت میں نہ ہٹیں گے یہاں تک کہ
اس سے چار چیزوں کا سوال ہو گا اور اسکی عمر سے سوال ہو گا کہ کس امر میں اسکو فنا کیا اور اسکی جوانی سے سوال ہو گا کہ کس سے کہاں سی اور اسکے مال سے سوال ہو گا
کہ کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا اور اسکے علم سے سوال ہو گا کہ کیا عمل کیا ہے یعنی علم کے موافق عمل کیا یا نہیں اور احکام
الہیاں سے الطباطبائی وفیہا اذا شئت علما فاعمل بہ وان لم تعمل بہ فلا تطلبہ فانہ لا یغنی عنک شیئا حتی تعمل بما علمت اور اشباہ کے فوائد میں ہے صفی سے منقول کہ جب سوال کیا جاوے ہمارے مذہب یعنی حنفی مذہب سے اور ہمارے مخالف کے مذہب یعنی شافعی یا مالکی یا حنبلی
مذہب میں کونسا مذہب حق ہے تو ہم نہیں اس سوال کے جواب میں کہیں گے کہ ہمارا حنفی ہمیں واجب ہے یوں کہیں گے کہ ہمارا مذہب صواب ہے یعنی حق ہے بطائین راجح
احتمال کہتا ہے خطا کا یعنی ہو سکتے گا اور ہمارے مخالف کا مذہب خطا ہونے سے سوا کے علم ہے یہ جواب اسوا سکے نہیں ہو گا کہ یہ مقلد ہے اور تقلید کسی شخص کی
نہیں چاہیئے اسکو کہ ناطق ہو نا کہ اور مسئلہ میں قلد اسوا سکو کیا کہ اگر قطعی نہیں کیا جاوے تو تجتہدین کا یہ قول ہم پر ظاہر ہے کہ المجتہد مصیب والمقلد مخطی ویلزم تعدد
استنباط احکام میں خطا بھی کرنا ہو اور یہ سب بھی دلیل خلاف کے مذہب کی خطا پر نہیں کرنیا جائز نہیں اور مخالف مقام پر کہہ سکتا ہے کہ یہ کلام نفر کو ہے یعنی حکمت
باسوا امام اعظم کے ہیں وہ ان کے نزدیک سوا سوا ہو سمع اتمال الظاہر اسوا سکو کہ یہ منعہ مصیب ہو اور گا اور جس الامر میں خطا بھی کرنا چاہوا اور اعتقاد ہم
مقلدین کے چاروں امام حق پر ہیں میں اپنے اجتہاد میں مصیب ہیں نہ ہر امام کا مقلد یہی عبارت جواب میں کہیگا جبکہ اسکو کہ مذہب پر سوال ہو گا انہوں کہ یہ
سے جگہ وہ مقلد ہو اور یہ مراد نہیں ہے کہ ہر مقلد اسکا مکلف ہے کہ وہ ہر امام کی خطا کا معتقد ہو اسوا سکو کہ ایک امام کی تقلید جائز نہیں ہو فی
الوقت ضروری ہونے تقلید کے اور تقلید کی ضرورت یہ ہو کہ مقلد اجتہاد کی لیاقت نہیں رکھتا کہ احکام شرعیہ کا استنباط دلائل شرعیہ سے کر سکے کیونکہ امام
کی تقلید فقط عمل میں کرنا ہو اگر کوئی کہے کہ وہ علم کے ساتھ اعتقاد کرنیکا بھی مکلف ہوتا ہے تو اوپر کی تکلیف سے اعتقاد عدم صحت لازم آتا ہے
یہ ہو کہ یہ لازم نہیں آتا ہے کیونکہ مسائل تقلید یہ کی عدم صحت کا معتقد ہونا ہم یہ نہیں کہتے ہیں بلکہ مقلد ظاہرا سوا سکے کہ اسوا سکو کہ ہیں تو اب
تحاد دلیل تو ان تعالیٰ اوا شاکم اوا کم لعلی ہدی او فی ضلال مبین یعنی اخذ قول مجتہد جو بوجہ اس کے کہ وہ ہمارے واجب تھا ہوا سوا سکے
مکلف نہیں ہو کہ اپنا خلاف مذہب کا تخطیہ کرو یعنی اسکی خطا کا معتقد ہوا یہ خلاف ہو کیا ہمارے اوستادنے اپنے فاروم کی حنفی کے مذہب کا
کذا فی الطباطبائی عن منتقی الروح وقد اسلفنا من معتقد او معتقد حصر وہذا ہو الحق الحقیق بالقبول والمصیر الیہ وبہ یعلم ان ما
اوہمہ سوال کرو ہمارے عقائد سے یعنی اہل سنت کے عقائد سواد ہمارے مخالفین کے عقائد سے یعنی معتزلہ اور خارجی اور اشعری کے عقائد سے کہ ان
انہوں کو حق ہو جو جواب ہمیں دو ہم کہیں گے کہ مطابق واقع کے حق وہی عقائد ہیں جو ہم اور باطل مخالف فقہ الاکبر عقائد ہمیں خبر ہمارے مخالفین
ہیں وفیہا العلم ثلثۃ آیۃ محکمۃ او سنۃ قائمۃ او فریضۃ عادلۃ اور اشباہ کے فوائد میں ہو کہ علوم تین قسم ہیں ایک وہ علم کے جو ثبوت ہو گیا ذکر

نہیں ہوا یعنی کمال کو نہیں پہنچا اور وہ نحو اور اصول کا علم ہے **ع** یعنی علم سو مرد مجتہد ہو کہ قواعد و سکی مقرر ہو گئی اور قواعد پر جزئیات متفرع ہو گئی اور وہ اصول ادلہ التفصیلیہ اور قوانین مستنبط ہو گئی اور احتراز مستوفا غایت اور نہایت کا پہنچنا اور تفسیر ہو یا وہ تفسیر نہیں تو وہ تفسیر من جملہ اشیاء جو کہ ذاتی بالمطابقۃ ہو علم تفسیر اور علم اصول کے اگرچہ خواہ عدۃ[1] ہو یا نہ ہو لیکن وہ کئی نوع مستنبط ہونا کمال کو نہیں پہنچتا بلکہ وہ کمال ماہیۃ و ماہیۃ مختلف ہیں اور جب اور طرح ہے اس شخص پر جو اصول اور نحو کی کتابوں میں تامل کرتا ہے کہ ثانی الحری **وعلم الاصول والنحو واحترف وہو علم البیان والتفسیر** اور ایک علم وہ ہے جو نتیجہ ہے اور محترق اور وہ بیان اور تفسیر کیا علم ہے **ع** بیان سو مرد طالب کے میزان علم یعنی علم عقائی اور بیان اور بیہ یم حمومی کے بعض قضایا سے نقل کیا کہ علم بیان تو دوق کی طرف راجع ہے تو کسی کچھ فائدہ نہیں کیونکہ آدمی اس میں مختلف ہیں اور علم تفسیر کے عدم کمال کی وجہ یہ ہے کہ موضوع علم تفسیر کا نہیں ہے اور بیانی ہو یا عقلی اور وجوہ اعجاز اور موضع مناسبات و غیرہ کا ہے کہ کوئی محیط نہیں ہو سکتا سو اسی علوم التفسیر کے سوا کوئی غایت کو پہنچ ہو سکے انتہی کلامہ **وعلم الحدیث والفقہ** اور ایک علم وہ ہے جو کچھ ہوا اور کمال کو بھی پہونچ گیا اور وہ علم حدیث اور علم فقہ کا ہے **ع** علم حدیث نہایت رتبہ کمال کو پہنچا اسود سطوری کہ محدثین نے جو راسم اللہ خبر الاسماء و رجال اور دیگر نسب اور طبقات میں کتابیں تصنیف کیں اور فروعی الخطا و تصحیف الحفظ اور فاسد الروایۃ اور صحیح الروایۃ کو بیان کر دیا اور مقبول ایک لاکھ اور مقصوص تین لاکھ حدیثوں کے حافظ ہوئے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین کے احوال کو مفصل کر دیا اور احکام احادیث کو جو مجتہد کے فہم کے موافق بیان کیا اور فنون احادیث میں طرح طرح کی کتابیں لکھیں کوئی حالت مستغنی مانی نہیں رکھی اور فقہ کی تکمیل فرمائی جس کے فہم کو مجتہدین گنے قرآن اور حدیث میں امعان نظر کے بال کی کھال نکالی فواعد مقرر کیے اور جزئیات متفرع کیے اور طلاق کے حوادث باوجود اور نکی اختلاف مواقع کے لیعنیہ لکھ دیے یا جو ان حوادث پر واقعات کے ملحق نہ تھے ان امور میں حکم کیا جو کہ ہی واقع نہیں ہوتے اس تصور سے کہ مبادا اگر ایسا واقع ہو تو مسلمان حیران نہوں اور جو جزئی منصوص نہیں وہ مادہ ہی کیساب اور گا ہے منصوص بھی ہوا ہے لیکن اظہار و سکی محل ہونا سے فہم کا قصور ہے ہر امر فقہ میں نہ کور ہے جو ہوا و ہو ہم ہو گا بنظر نہ کرنا فی الجملہ اگر اہل اسلام انصاف کریں تو حضرت محمدین اور فقہائے کی احسان کی شکر گذاری سوا کچھ عاجز جانیں **اللھم** فاجزھم محمدین و فقہائے دین و اجزہ عنا خیر الجزاء و ارحمہم الراحمین و قد قال الفقیہ[2] **س** عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول نضر اللہ عبدا سمع منا حدیثا فحفظہ حتی یبلغہ غیرہ فرب حامل فقہ لیس بفقیہ و رب حامل فقہ الی من ھو افقہ منہ و قال ابو عیسی و سالت البخاری عن ھذا الحدیث فقال ھو صحیح و سالت ابا زرعۃ عن ھذا الحدیث فقال ھو صحیح و سالت محمد بن اسمٰعیل عن ھذا الحدیث فقال ھو صحیح و سالت عبد اللہ بن عبد الرحمٰن عن ھذا الحدیث فقال ھو صحیح و سالت محمد بن بشار عن ھذا الحدیث فقال ھو صحیح و سالت محمد بن یحییٰ عن ھذا الحدیث فقال ھو صحیح و سالت محمد بن موسیٰ عن ھذا الحدیث فقال ھو صحیح و سالت اسحٰق بن منصور عن ھذا الحدیث فقال ھو صحیح و سالت ابا عمار

سم ہیں ۹۹۹ کتابیں تصنیف کی ہیں ہم جامع سیر ہیں محمد اکثر قرشین ابو یوسف اور امام محمد بن محمد بن الحسن الشیبانی امام کبیر ہیں ۔ وَعَنْ قَالَ وَاللّٰہُ تَعَالٰی
اسامی ہیں سے تعسہ ہیں رحمہ اللہ تعالیٰ وَعَنْ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ ہیں کہا ہے ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی تابعی ہیں ۔ اور
اکثر کیا ہے تابعی کی مالک سوا دو تہائی ہیں ہیں تابعی کو ہیں کہا ہے تابعی کے سبب سو تابعی ہیں ۔ ہم جو اطلاع اول پر جلتی ہے کہا ہاں یوں کہنا صحیح کہ محمد
کتابوں سو تابعی کو ان مسائل پر اطلاع ہوئی ہے اور نہ قول اس کا کوئی ہے ۔ بعض ہوا ہے کہ محمد رحمہ اللہ علیہ سے کم تر سو استاج مسائل کی ابتدا ہوئی ہے ۔ اور
قولہ ان کے داخل ہونے اور محمد کے نکلنے سے پہلے بھی ہے ۔ محمد تھے اور اسباب مطلق کہ کہ سنا ہے اور ہوا کہ شخص سے جس کا اسباب مطلق حاصل ہیں ۔ اسباب
محمد مطلق وہ ہے جو اصول اور فروع میں ہو ۔ اور کہا ہے بعض جانبین دار دین امام اور جو اصول میں ہو ۔ اور کہا ہے تابع ہونے جو نہ فروع میں ۔ شیخ
ابو یوسف اور محمد از زجہ اللہ علیہم وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ ۔ اِنَّ اَرَادَ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ عَلَیْہِ اَنْ یَّجْعَلَ اَحَدَ حَنِیْفَۃَ وَاٰلِ اللّٰہِ وَاَنْ یَّکُوْنَ لَہٗ
مَا یَکُوْنُ لَہٗ اِلَّا لِکَسْبِہٖ وَعَلَی الْحَسَنِ اور عنقر الصادق کیا ہے شافعی نے جہاں یوں کہا ہو کہ شخص کے نفقہ ما حصل کرنیکا ادا ہو کہ سوا اس کو ہا چیز کو
اور جنسیہ کے ساتھ دوں کا ساتھ تھوڑی سو اسطرح کہ صاحبی وقیمہ قوال کو آسان اور سہل ہو گئی ہیں اور خدا کی قسم کہ میں فقیہ نہیں ہو گیا اگر محمد حسن شیبانی
کی کتابوں کے سبب کہ بھی نہ ہوتیں ۔ فرد ہم فقیہ میں ہو گئی ہو گا ۔ دانکی کتابوں کو کہ ذاتی المعلی کو شی الدار المختار ۔ وَقَالَ سَعِیْدُ بْنُ الْجُبَیْرِ رحمہ
عَبَّاسٍ فِی الْمَاءِ فَقَدْ اَمَرَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَنْ یَّغْسِلَ وَجْہَہٗ وَیَدَیْہِ وَیَمْسَحَ بِرَاْسِہٖ وَرِجْلَیْہِ فَاِنْ لَّمْ یَجِدِ الْمَاءَ تَیَمَّمَ بِالصَّعِیْدِ
فَوَضَعَ اَصَابِعَہٗ عَلَی الْاَرْضِ وَاَخَذَ مِنْہَا شَیْئًا فَمَسَحَ بِہٖ وَجْہَہٗ وَیَدَیْہِ وَقَالَ مَا جَعَلَ عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ وَقَالَ اَبُوْ حَنِیْفَۃَ
رحمہ اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ اَنْ یَّمْسَحَ بِاَکْثَرِ الْوَجْہِ وَاَکْثَرِ الْیَدَیْنِ اِلَی الْمِرْفَقَیْنِ وَاَکْثَرِ الرَّاْسِ وَاَکْثَرِ الرِّجْلَیْنِ اِلَی الْکَعْبَیْنِ وَقَالَ
اَبُوْ یُوْسُفَ وَمُحَمَّدٌ رحمہما اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ اَنْ یَّمْسَحَ بِاَقَلِّ مَا یَقَعُ عَلَیْہِ اسْمُ الْمَسْحِ وَاَقَلُّ مَا یَقَعُ عَلَیْہِ اسْمُ الْمَسْحِ عِنْدَہُمَا اَنْ یَّمْسَحَ
قَدْرَ ثَلٰثِ اَصَابِعَ مِنْ اَصَابِعِ الْیَدِ وَقَالَ مَالِکٌ رحمہ اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ اَنْ یَّمْسَحَ بِاَکْثَرِ الرَّاْسِ وَقَالَ الشَّافِعِیُّ رحمہ اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ اَنْ یَّمْسَحَ
بِقَدْرِ النَّاصِیَۃِ وَالنَّاصِیَۃُ رُبُعُ الرَّاْسِ وَقَالَ اَحْمَدُ رحمہ اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ اَنْ یَّمْسَحَ بِاَکْثَرِ الرَّاْسِ اَوْ بِقَدْرِ النَّاصِیَۃِ وَقَالَ اَبُوْ حَنِیْفَۃَ
رحمہ اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ اَنْ یَّمْسَحَ بِاَکْثَرِ الرَّاْسِ اَوْ بِقَدْرِ النَّاصِیَۃِ وَقَالَ اَبُوْ حَنِیْفَۃَ رحمہ اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ اَنْ یَّمْسَحَ بِاَکْثَرِ الرَّاْسِ اَوْ بِقَدْرِ النَّاصِیَۃِ
وَقَالَ اَبُوْ حَنِیْفَۃَ

امام ابوحنیفہ میں اور خطیب نے یحییٰ بن نصر سے روایت کی کہ ابوحنیفہ قرآن کو رمضان میں ساٹھ بار ختم کیا کرتے تھے اور خطیب نے حماد بن یوسف سے روایت کی کہ میں نے اسد بن عمرو سے سنا کہتے تھے کہ ابوحنیفہ نے نفلی نماز شفاک کی وغیرہ سے ہم تیس برس پڑوسی رہے مگر شب عاشورا میں ایک رکعت میں پڑھتے سنا اور جس مکان میں انکی وفات ہوئی وہاں ۔۔۔۔ بار قرآن کو ختم کیا اور خطیب نے حماد بن ابی حنیفہ سے روایت کی کہ جب ہمارے والد کا انتقال ہوا تو میں نے حسن بن عمارہ سے کہا کہ تم انکو غسل دو تو جب انہوں نے ہوا دیا تو کہا اللہ تجھ پر رحم کرے اور تیری مغفرت کرے تو نے افطار نہیں کیا بیس برس سے اور تیری آنکھیں نہیں سوئیں بیس برس سے مغرب سے اپنے لیٹنے تک میں اور فارغ ہو کر فضیلت کیا اور خطیب نے ابو یوسف سے روایت کی کہ میں چلایا تھا ابوحنیفہ کے ساتھ میں نے سنا ایک دوسرے سے کہتا تھا کہ یہ ابوحنیفہ ہیں کہ رات کو نہیں سوتے میں تو امام نے کہا واللہ لوگ میرا حال وہ نہ لہیں جو میں نہیں کرتا ہوں اور رات کو انکی عادت تھی نماز اور دعا اور ذکر عزوجل کرنا الی الصباح وحج حجا حسنا جیدا کما امام نے پہیں حج کئے اور ہی آیا ہے

فی المسلم مالہ مرۃ ولھا قصتہ یحسنہ ہورہ اور اپنے پروردگار جانتا ہے کہ خواہیں نہیں تنہا روایا دیکھا اور رویت کیا ایک قصہ مشہور ہے حافظ ابن الدبیثی نے وہ قصہ مرفوعہ کیا ہے کہ امام نے رب العزت کو خواب میں ننانوے بار دیکھا اپنی میں نے اگر اب سو میں بار دیکھوں گا تو سوال کروں گا کہ خالق اور کے عذاب سے قیامت کے دن کس چیز سے نجات پائیگی کہا ایمان کہ میں نے جسمانہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا اسی پروردگار عزوجل نے مجھ کو اور میرا ذکر کیا اور فقد سنۃ اسھاک کہ چیز سے نجات پائیگی فرمایا عذاب سے قیامت کے دن تو نے بارہا کہ جو صبح اور شام یوں کہا کریگا سبحان اللہ الاحد سبحان اللہ الواحد سبحان اللہ الصمد سبحان اللہ الفرد سبحان اللہ الباقی سبحان اللہ الرافع السیار وغیرہ محمد سبحان من وسع کل شیء علما سبحان من احصی کل شیء علما والحق فاحصاھم عددا سبحان من قسم الرزق ولم ینس احدا سبحان الذی لم یتخذ صاحبۃ ولا ولدا سبحان الذی لم یلد ولم یکن لہ کفوا احد اور شخص سے عذاب سے نجات پائیگا کہ امامی الطحاوی نے وفی تحیتہ الاخیرۃ اسئلک التحیۃ اللھم ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا ربنا ولا تحمل علینا اصرا کما حملتہ علی الذین من قبلنا ربنا ولا تحملنا ما لا طاقۃ لنا بہ واعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت مولانا فانصرنا علی القوم الکافرین اور امام نے اپنے اخیر حج میں کہ میں شریک تھا دعا مانگی اللھم انی اسئلک بحق السائلین علیک وبحق ممشای الیک فانی لم اخرج اشرا ولا بطرا ولا ریاء ولا سمعۃ وانما خرجت اتقاء سخطک وابتغاء مرضاتک فاسئلک ان تعیذنی من النار وان تغفر لی ذنوبی انہ لا یغفر الذنوب الا انت اور امام نے اپنے اخیر حج میں کہ میں شریک تھا دعا مانگی اللھم انی اسئلک بحق السائلین علیک وبحق ممشای الیک فانی لم اخرج اشرا ولا بطرا ولا ریاء ولا سمعۃ وانما خرجت اتقاء سخطک وابتغاء مرضاتک فاسئلک ان تعیذنی من النار وان تغفر لی ذنوبی انہ لا یغفر الذنوب الا انت اور امام نے اپنے اخیر حج میں کہ میں شریک تھا دعا مانگی اللھم انی اسئلک بحق السائلین علیک وبحق ممشای الیک فانی لم اخرج اشرا ولا بطرا ولا ریاء ولا سمعۃ وانما خرجت اتقاء سخطک وابتغاء مرضاتک فاسئلک ان تعیذنی من النار وان تغفر لی ذنوبی انہ لا یغفر الذنوب الا انت

اور امام نے اپنے اخیر حج میں کہ میں شریک تھا دعا مانگی اللھم انی اسئلک بحق السائلین علیک وبحق ممشای الیک فانی لم اخرج اشرا ولا بطرا ولا ریاء ولا سمعۃ وانما خرجت اتقاء سخطک وابتغاء مرضاتک فاسئلک ان تعیذنی من النار وان تغفر لی ذنوبی انہ لا یغفر الذنوب الا انت اور امام نے اپنے اخیر حج میں کہ میں شریک تھا دعا مانگی اللھم انی اسئلک بحق السائلین علیک وبحق ممشای الیک فانی لم اخرج اشرا ولا بطرا ولا ریاء ولا سمعۃ وانما خرجت اتقاء سخطک وابتغاء مرضاتک فاسئلک ان تعیذنی من النار وان تغفر لی ذنوبی انہ لا یغفر الذنوب الا انت

اور امام نے اپنے اخیر حج میں کہ میں شریک تھا دعا مانگی اللھم انی اسئلک بحق السائلین علیک وبحق ممشای الیک فانی لم اخرج اشرا ولا بطرا ولا ریاء ولا سمعۃ وانما خرجت اتقاء سخطک وابتغاء مرضاتک فاسئلک ان تعیذنی من النار وان تغفر لی ذنوبی انہ لا یغفر الذنوب الا انت اور امام نے اپنے اخیر حج میں کہ میں شریک تھا دعا مانگی اللھم انی اسئلک بحق السائلین علیک وبحق ممشای الیک فانی لم اخرج اشرا ولا بطرا ولا ریاء ولا سمعۃ وانما خرجت اتقاء سخطک وابتغاء مرضاتک فاسئلک ان تعیذنی من النار وان تغفر لی ذنوبی انہ لا یغفر الذنوب الا انت

اور امام نے اپنے اخیر حج میں کہ میں شریک تھا دعا مانگی اللھم انی اسئلک بحق السائلین علیک وبحق ممشای الیک فانی لم اخرج اشرا ولا بطرا ولا ریاء ولا سمعۃ وانما خرجت اتقاء سخطک وابتغاء مرضاتک فاسئلک ان تعیذنی من النار وان تغفر لی ذنوبی انہ لا یغفر الذنوب الا انت اور امام نے اپنے اخیر حج میں کہ میں شریک تھا دعا مانگی اللھم انی اسئلک بحق السائلین علیک وبحق ممشای الیک فانی لم اخرج اشرا ولا بطرا ولا ریاء ولا سمعۃ وانما خرجت اتقاء سخطک وابتغاء مرضاتک فاسئلک ان تعیذنی من النار وان تغفر لی ذنوبی انہ لا یغفر الذنوب الا انت

اور امام نے اپنے اخیر حج میں کہ میں شریک تھا دعا مانگی اللھم انی اسئلک بحق السائلین علیک وبحق ممشای الیک فانی لم اخرج اشرا ولا بطرا ولا ریاء ولا سمعۃ وانما خرجت اتقاء سخطک وابتغاء مرضاتک فاسئلک ان تعیذنی من النار وان تغفر لی ذنوبی انہ لا یغفر الذنوب الا انت اور امام نے اپنے اخیر حج میں کہ میں شریک تھا دعا مانگی اللھم انی اسئلک بحق السائلین علیک وبحق ممشای الیک فانی لم اخرج اشرا ولا بطرا ولا ریاء ولا سمعۃ وانما خرجت اتقاء سخطک وابتغاء مرضاتک فاسئلک ان تعیذنی من النار وان تغفر لی ذنوبی انہ لا یغفر الذنوب الا انت

اور امام نے اپنے اخیر حج میں کہ میں شریک تھا دعا مانگی اللھم انی اسئلک بحق السائلین علیک وبحق ممشای الیک فانی لم اخرج اشرا ولا بطرا ولا ریاء ولا سمعۃ وانما خرجت اتقاء سخطک وابتغاء مرضاتک فاسئلک ان تعیذنی من النار وان تغفر لی ذنوبی انہ لا یغفر الذنوب الا انت اور امام نے اپنے اخیر حج میں کہ میں شریک تھا دعا مانگی اللھم انی اسئلک بحق السائلین علیک وبحق ممشای الیک فانی لم اخرج اشرا ولا بطرا ولا ریاء ولا سمعۃ وانما خرجت اتقاء سخطک وابتغاء مرضاتک فاسئلک ان تعیذنی من النار وان تغفر لی ذنوبی انہ لا یغفر الذنوب الا انت

اور یہ بات ماننے نہیں کہ کچھ ہم میں منفی سبب ہوں اور کسی منفعت ہو جاوے کذا فی اللطائف صفحہ ۶ وقیل لا بأس حنیفۃ یرثلفت ما یلیق قال ما یحلف بالاباء والامہات صفحہ ۳۰ ما تقدم عن الاستعانۃ اور امام ابو حنیفہ کی یہ کیا کہ کسی چیز سے تم اس پر حکم پوچھے کہ اگر یہ میں نے نقل نہیں کیا غیر کے تابعدار اور مانی کسی کے ہم امام کسی نے بکار ہوا کہ یہ علم اگر کچھ کہ حاصل ہوا ہو اب کہ محمت اور شکر گذاری سے حاصل ہو اجب میں کسی حکمت اور فقہ کو سمجھا نہیں ہے فی الحدیث یعنی تم اگر شکر جتنے سمجھو اس پر بھی تو ہمیں دی نوید امام ابن حنیفہ کو دیا ہیں اور رسیاں حق تعالیٰ کے کسی نہ کسی کو ہاتھ میں جبل اللہ حنیفہ بیہ وبان اللہ تکونوا کالذین قالوا سمعنا وھم لا یسمعون ان شر الدواب عند اللہ الصم البکم الذین لا یعقلون ولو علم اللہ فیھم خیرا لاسمعھم ولو اسمعھم لتولوا وھم معرضون یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ فاما الذین اسودت وجوھھم اکفرتم بعد ایمانکم فذوقوا العذاب بما کنتم تکفرون واما الذین ابیضت وجوھھم ففی رحمۃ اللہ ھم فیھا خالدون تلک آیات اللہ نتلوھا علیک بالحق وما اللہ یرید ظلما للعالمین وللہ ما فی السموات وما فی الارض والی اللہ ترجع الامور کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتؤمنون باللہ ولو اٰمن اھل الکتاب لکان خیرا لھم منھم المؤمنون واکثرھم الفاسقون لن یضروکم الا اذی وان یقاتلوکم یولوکم الادبار ثم لا ینصرون ضربت علیھم الذلۃ اینما ثقفوا الا بحبل من اللہ وحبل من الناس وباءو بغضب من اللہ وضربت علیھم المسکنۃ ذلک بانھم کانوا یکفرون بآیات اللہ ویقتلون الانبیاء بغیر حق ذلک بما عصوا وکانوا یعتدون لیسوا سواء من اھل الکتاب امۃ قائمۃ یتلون آیات اللہ اٰنآء اللیل وھم یسجدون یؤمنون باللہ والیوم الاٰخر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر ویسارعون فی الخیرات واولئک من الصالحین وما یفعلوا من خیر فلن یکفروہ واللہ علیم بالمتقین ان الذین کفروا لن تغنی عنھم اموالھم ولا اولادھم من اللہ شیئا واولئک اصحاب النار ھم فیھا خالدون مثل ما ینفقون فی ھذہ الحیوۃ الدنیا کمثل ریح فیھا صر اصابت حرث قوم ظلموا انفسھم فاھلکتہ وما ظلمھم اللہ ولکن انفسھم یظلمون یا ایھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا بطانۃ من دونکم لا یالونکم خبالا ودوا ما عنتم قد بدت البغضاء من افواھھم وما تخفی صدورھم اکبر قد بینا لکم الاٰیات ان کنتم تعقلون ھا انتم اولاء تحبونھم ولا یحبونکم وتؤمنون بالکتاب کلہ واذا لقوکم قالوا اٰمنا واذا خلوا عضوا علیکم الانامل من الغیظ قل موتوا بغیظکم ان اللہ علیم بذات الصدور ان تمسسکم حسنۃ تسؤھم وان تصبکم سیئۃ یفرحوا بھا وان تصبروا وتتقوا لا یضرکم کیدھم شیئا ان اللہ بما یعملون محیط واذ غدوت من اھلک تبوئ المؤمنین مقاعد للقتال واللہ سمیع علیم اذ ھمت طائفتان منکم ان تفشلا واللہ ولیھما وعلی اللہ فلیتوکل المؤمنون ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ فاتقوا اللہ لعلکم تشکرون اذ تقول للمؤمنین الن یکفیکم ان یمدکم ربکم بثلثۃ اٰلاف من الملٰئکۃ منزلین بلی ان تصبروا وتتقوا ویاتوکم من فورھم ھذا یمددکم ربکم بخمسۃ اٰلاف من الملٰئکۃ مسومین وما جعلہ اللہ الا بشری لکم ولتطمئن قلوبکم بہ وما النصر الا من عند اللہ العزیز الحکیم لیقطع طرفا من الذین کفروا او یکبتھم فینقلبوا خائبین لیس لک من الامر شیء او یتوب علیھم او یعذبھم فانھم ظالمون وللہ ما فی السموات وما فی الارض یغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء واللہ غفور رحیم یا ایھا الذین اٰمنوا لا تاکلوا الربوا اضعافا مضاعفۃ واتقوا اللہ لعلکم تفلحون واتقوا النار التی اعدت للکافرین واطیعوا اللہ والرسول لعلکم ترحمون وسارعوا الی مغفرۃ من ربکم وجنۃ عرضھا السموات والارض اعدت للمتقین الذین ینفقون فی السراء والضراء والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین والذین اذا فعلوا فاحشۃ او ظلموا انفسھم ذکروا اللہ فاستغفروا لذنوبھم ومن یغفر الذنوب الا اللہ ولم یصروا علی ما فعلوا وھم یعلمون اولئک جزاؤھم مغفرۃ من ربھم وجنت تجری من تحتھا الانھر خالدین فیھا ونعم اجر العٰملین قد خلت من قبلکم سنن فسیروا فی الارض فانظروا کیف کان عاقبۃ المکذبین ھذا بیان للناس وھدی وموعظۃ للمتقین ولا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین ان یمسسکم قرح فقد مس القوم قرح مثلہ وتلک الایام نداولھا بین الناس ولیعلم اللہ الذین اٰمنوا ویتخذ منکم شھداء واللہ لا یحب الظٰلمین ولیمحص اللہ الذین اٰمنوا ویمحق الکٰفرین ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ ولما یعلم اللہ الذین جٰھدوا منکم ویعلم الصٰبرین ولقد کنتم تمنون الموت من قبل ان تلقوہ فقد رایتموہ وانتم تنظرون وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افائن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم ومن ینقلب علی عقبیہ فلن یضر اللہ شیئا وسیجزی اللہ الشٰکرین وکاین من نبی قاتل معہ ربیون کثیر فما وھنوا لما اصابھم فی سبیل اللہ وما ضعفوا وما استکانوا واللہ یحب الصٰبرین وما کان قولھم الا ان قالوا ربنا اغفر لنا ذنوبنا واسرافنا فی امرنا وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکٰفرین فاٰتٰھم اللہ ثواب الدنیا وحسن ثواب الاٰخرۃ واللہ یحب المحسنین یا ایھا الذین اٰمنوا ان تطیعوا الذین کفروا یردوکم علی اعقابکم فتنقلبوا خٰسرین بل اللہ مولٰکم وھو خیر الناصرین سنلقی فی قلوب الذین کفروا الرعب بما اشرکوا باللہ ما لم ینزل بہ سلطٰنا ومٰوٰھم النار وبئس مثوی الظٰلمین ولقد صدقکم اللہ وعدہ اذ تحسونھم باذنہ حتی اذا فشلتم وتنٰزعتم فی الامر وعصیتم من بعد ما اٰرٰکم ما تحبون منکم من یرید الدنیا ومنکم من یرید الاٰخرۃ ثم صرفکم عنھم لیبتلیکم ولقد عفا عنکم واللہ ذو فضل علی المؤمنین اذ تصعدون ولا تلوون علی احد والرسول یدعوکم فی اخرٰکم فاثٰبکم غما بغم لکیلا تحزنوا علی ما فاتکم ولا ما اصابکم واللہ خبیر بما تعملون ثم انزل علیکم من بعد الغم امنۃ نعاسا یغشی طائفۃ منکم وطائفۃ قد اھمتھم انفسھم یظنون باللہ غیر الحق ظن الجاھلیۃ یقولون ھل لنا من الامر من شیء قل ان الامر کلہ للہ یخفون فی انفسھم ما لا یبدون لک یقولون لو کان لنا من الامر شیء ما قتلنا ھھنا قل لو کنتم فی بیوتکم لبرز الذین کتب علیھم القتل الی مضاجعھم ولیبتلی اللہ ما فی صدورکم ولیمحص ما فی قلوبکم واللہ علیم بذات الصدور ان الذین تولوا منکم یوم التقی الجمعٰن انما استزلھم الشیطٰن ببعض ما کسبوا ولقد عفا اللہ عنھم ان اللہ غفور حلیم یا ایھا الذین اٰمنوا لا تکونوا کالذین کفروا وقالوا لاخوانھم اذا ضربوا فی الارض او کانوا غزی لو کانوا عندنا ما ماتوا وما قتلوا لیجعل اللہ ذلک حسرۃ فی قلوبھم واللہ یحیی ویمیت واللہ بما تعملون بصیر ولئن قتلتم فی سبیل اللہ او متم لمغفرۃ من اللہ ورحمۃ خیر مما یجمعون ولئن متم او قتلتم لالی اللہ تحشرون فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم ولو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولک فاعف عنھم واستغفر لھم وشاورھم فی الامر فاذا عزمت فتوکل علی اللہ ان اللہ یحب المتوکلین ان ینصرکم اللہ فلا غالب لکم وان یخذلکم فمن ذا الذی ینصرکم من بعدہ وعلی اللہ فلیتوکل المؤمنون وما کان لنبی ان یغل ومن یغلل یات بما غل یوم القیٰمۃ ثم توفی کل نفس ما کسبت وھم لا یظلمون افمن اتبع رضوان اللہ کمن باء بسخط من اللہ ومٰوٰہ جھنم وبئس المصیر ھم درجٰت عند اللہ واللہ بصیر بما یعملون لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیھم اٰیٰتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلٰل مبین اولما اصابتکم مصیبۃ قد اصبتم مثلیھا قلتم انی ھذا قل ھو من عند انفسکم ان اللہ علی کل شیء قدیر وما اصابکم یوم التقی الجمعٰن فباذن اللہ ولیعلم المؤمنین ولیعلم الذین نافقوا وقیل لھم تعالوا قاتلوا فی سبیل اللہ او ادفعوا قالوا لو نعلم قتالا لاتبعنکم ھم للکفر یومئذ اقرب منھم للایمان یقولون بافواھھم ما لیس فی قلوبھم واللہ اعلم بما یکتمون الذین قالوا لاخوانھم وقعدوا لو اطاعونا ما قتلوا قل فادرءوا عن انفسکم الموت ان کنتم صٰدقین ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون فرحین بما اٰتٰھم اللہ من فضلہ ویستبشرون بالذین لم یلحقوا بھم من خلفھم الا خوف علیھم ولا ھم یحزنون یستبشرون بنعمۃ من اللہ وفضل وان اللہ لا یضیع اجر المؤمنین الذین استجابوا للہ والرسول من بعد ما اصابھم القرح للذین احسنوا منھم واتقوا اجر عظیم الذین قال لھم الناس ان الناس قد جمعوا لکم فاخشوھم فزادھم ایمانا وقالوا حسبنا اللہ ونعم الوکیل فانقلبوا بنعمۃ من اللہ وفضل لم یمسسھم سوء واتبعوا رضوان اللہ واللہ ذو فضل عظیم انما ذٰلکم الشیطٰن یخوف اولیاءہ فلا تخافوھم وخافون ان کنتم مؤمنین ولا یحزنک الذین یسارعون فی الکفر انھم لن یضروا اللہ شیئا یرید اللہ ان لا یجعل لھم حظا فی الاٰخرۃ ولھم عذاب عظیم ان الذین اشتروا الکفر بالایمان لن یضروا اللہ شیئا ولھم عذاب الیم ولا یحسبن الذین کفروا انما نملی لھم خیر لانفسھم انما نملی لھم لیزدادوا اثما ولھم عذاب مھین ما کان اللہ لیذر المؤمنین علی ما انتم علیہ حتی یمیز الخبیث من الطیب وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء فاٰمنوا باللہ ورسلہ وان تؤمنوا وتتقوا فلکم اجر عظیم ولا یحسبن الذین یبخلون بما اٰتٰھم اللہ من فضلہ ھو خیرا لھم بل ھو شر لھم سیطوقون ما بخلوا بہ یوم القیٰمۃ وللہ میراث السموات والارض واللہ بما تعملون خبیر لقد سمع اللہ قول الذین قالوا ان اللہ فقیر ونحن اغنیاء سنکتب ما قالوا وقتلھم الانبیاء بغیر حق ونقول ذوقوا عذاب الحریق ذلک بما قدمت ایدیکم وان اللہ لیس بظلام للعبید الذین قالوا ان اللہ عھد الینا الا نؤمن لرسول حتی یاتینا بقربان تاکلہ النار قل قد جاءکم رسل من قبلی بالبینٰت وبالذی قلتم فلم قتلتموھم ان کنتم صٰدقین فان کذبوک فقد کذبت رسل من قبلک جاءو بالبینٰت والزبر والکتٰب المنیر کل نفس ذائقۃ الموت وانما توفون اجورکم یوم القیٰمۃ فمن زحزح عن النار وادخل الجنۃ فقد فاز وما الحیوۃ الدنیا الا متاع الغرور لتبلون فی اموالکم وانفسکم ولتسمعن من الذین اوتوا الکتٰب من قبلکم ومن الذین اشرکوا اذی کثیرا وان تصبروا وتتقوا فان ذٰلک من عزم الامور واذ اخذ اللہ میثاق الذین اوتوا الکتٰب لتبیننہ للناس ولا تکتمونہ فنبذوہ وراء ظھورھم واشتروا بہ ثمنا قلیلا فبئس ما یشترون لا تحسبن الذین یفرحون بما اتوا ویحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا فلا تحسبنھم بمفازۃ من العذاب ولھم عذاب الیم وللہ ملک السموات والارض واللہ علی کل شیء قدیر ان فی خلق السموات والارض واختلاف الیل والنھار لاٰیٰت لاولی الالباب الذین یذکرون اللہ قیٰما وقعودا وعلی جنوبھم ویتفکرون فی خلق السموات والارض ربنا ما خلقت ھذا باطلا سبحٰنک فقنا عذاب النار ربنا انک من تدخل النار فقد اخزیتہ وما للظٰلمین من انصار ربنا انا سمعنا منادیا ینادی للایمان ان اٰمنوا بربکم فاٰمنا ربنا فاغفر لنا ذنوبنا وکفر عنا سیاٰتنا وتوفنا مع الابرار ربنا واٰتنا ما وعدتنا علی رسلک ولا تخزنا یوم القیٰمۃ انک لا تخلف المیعاد فاستجاب لھم ربھم انی لا اضیع عمل عامل منکم من ذکر او انثی بعضکم من بعض فالذین ھاجروا واخرجوا من دیارھم واوذوا فی سبیلی وقٰتلوا وقتلوا لاکفرن عنھم سیاٰتھم ولادخلنھم جنت تجری من تحتھا الانھر ثوابا من عند اللہ واللہ عندہ حسن الثواب لا یغرنک تقلب الذین کفروا فی البلاد متاع قلیل ثم مٰوٰھم جھنم وبئس المھاد لکن الذین اتقوا ربھم لھم جنت تجری من تحتھا الانھر خلدین فیھا نزلا من عند اللہ وما عند اللہ خیر للابرار وان من اھل الکتٰب لمن یؤمن باللہ وما انزل الیکم وما انزل الیھم خشعین للہ لا یشترون باٰیٰت اللہ ثمنا قلیلا اولئک لھم اجرھم عند ربھم ان اللہ سریع الحساب یا ایھا الذین اٰمنوا اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون

اور امام شافعی کی بشارت دی اس حدیث میں جسکا حاصل مطلب یہ ہے کہ قریش کو مت کہو اس واسطے کہ قریش کا عالم تمام زمین کے علوم سے بھرپور جگا میں کہا ہوں کہ جس سے اللہ علیہ وسلم نے امام ابو حنیفہ کی بشارت دی اس حدیث میں جسکو ابو نعیم نے حلیہ میں ابو ہریرہؓ سے روایت کی وہ کہا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کان العلم بالثریا لتناولہ رجال من ابناء فارس یعنی حضرت نے فرمایا کہ اگر علم ثریا پر ہوتا تو البتہ پہنچ

ہیں اور فارس کے اسکو پاجاتے اور حدیث ابوہریرہ کی صحیح بخاری اور مسلم میں ابن الفارسی سے ہے لو کان الحلم عند الثریا لنالہ رجال من فارس اور صحیح مسلم میں یوں ہے لو کان الایمان عند الثریا لذہب بہ رجل من ابناء فارس تب بخاری اور اسی مضمون کی حدیث نسائی نے الفاظ میں اور صحیح طبرانی کے کبیر میں روایت کی ہو تو یہ اہل صحیح متعدد طریقے سے بشارت اور فضیلت میں اسکو سوتے خبر منوم کی کچھ حاجت نہیں انتہے اقال السیوطی اور تسہل خطیب نام دو روایت ہے جو خطیب بغدادی شافعی نے روایت کی ابو یحیی حمانی سے کہ میں نے ابو حنیفہ سے سنا کہتے تھے کہ میں نے ایک حوب دیکھا سوا اسکو سنو جلکو ہیبت پریشان کیا میں نے دیکھا کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کو کھودتا ہوں سو میں بصرہ میں گیا میں نے ایک شخص سے کہا کہ محمد بن سیرین سو اس خواب کی تعبیر دریافت کرے تو انہوں نے کہا کہ یہ ہو مرد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو نکالے گا اور مشہور کرے گا اور خطیب نے ابی ذیب بن مراحم سے روایت کی کہ میں نے عبداللہ بن مبارک سے سنا کہتے تھے کہ اگر اللہ تعالی میری فریاد رسی نہ کرتا ابو حنیفہ اور سفیان کے سبب تو میں بھی اور اوروں کی مانند ہوتا اور خطیب نے بحر بن عبدالجبار سے روایت کی کہ قاسم بن معین بن عبدالرحمن بن عبداللہ بن مسعود نے کہا کہ تم ابو حنیفہ کے شاگرد دفعین داخل ہونے سے ڈرا تھی ہوا اور انہوں نے کہا کہ کیسی مجلس ہوگوں کو ابو حنیفہ کی مجالس سے زیادہ تر نافع نہیں اور نہ وہ جن باتوں سے روایت ہے کہ میں ابن جریج کے پاس تھا ۱۵۰ ہجری میں کہ ابو حنیفہ کی موت کی خبر آئی تو استرجاع کیا اور کہا آج عالم بڑے بہت بڑا عالم جاتا رہا اس شخص کے مرنے سے اور خطیب نے ابن المبارز مروزی سے روایت کی کہ عبداللہ بن مبارک نے کہا کہ میں سفیان اور ابو حنیفہ کو بجا ہوں تو اوس سے کون شخص متورع دیکھا ہو اور کہتے تھے کہ جب بہہ دونوں بزرگ ایک شہر پر اتفاق کریں تو وہی حق ہے اور عبداللہ بن داؤد نے کہا کہ جب تو آثار یا حدیث کا قصد کرے تو سفیان ہو اور جب تو دقائق اور موشگافیوں کا ارادہ کرے تو ابو حنیفہ ہے اور خطیب نے محمد بن سعید کاتب سے روایت کی کہ میں نے عبداللہ بن داؤد سے سنا کہتے تھے کہ اہل اسلام پر اپنی نماز میں ابو حنیفہ کیسوا سخی و عالم کوئی نہ ہوا ہے انہوں نے لوگوں کیسوا سنی اور فقہ کو محفوظ کر دیا اور خطیب نے احمد بن محمد بلخی سے روایت کی کہ میں نے شداد بن حکیم سے سنا کہتے تھے کہ میں نے ابو حنیفہ سے زیادہ تر عالم نہیں دیکھا اور اسمعیل بن محمد فارسی سے روایت کی کہ میں نے بن ابراہیم سے سنا کہتے تھے کہ ابو حنیفہ اپنے اہل زمانے میں سب سے زیادہ تر عالم تھے اور خطیب بھی بن معین سے روایت کی کہ میں نے عبداللہ بن اسمعیل قطان سے سنا کہتے تھے کہ ہم دروغ نہیں کہتے ہیں ہمنے ابو حنیفہ کی مانند سے زیادہ اور کسی کو نہیں دیکھا اور خطیب نے سلیمان بن زنجویہ سے روایت کی کہ میں نے بکی بن ابراہیم سے سنا کہتے تھے کہ میں علماء کوفہ کی مجلس میں بیٹھا سو ان میں سے کسی کو اور ہم جیسے شقی تر ابو حنیفہ سے نہیں دیکھا اور خطیب نے علی بن حفص نزار سے روایت کی کہ حفص بن عبدالرحمن تجارت میں امام کے شریک تھے سو ایک روز ان سے حفص بن عبدالرحمن کے پاس کپڑے میں متاع کو بیچا یعنی تھا فون کی کھڑپی صحیح اور اطلاع کی کہ فلانے فلانے کپڑوں میں نقصان ہے جب پہچا تو مشتری کو اسکا عیب بتا دیا سو حفص نے اوسکو پچا اور مشتری سے اسکا عیب بتایا بھول گئے پھر جب ابو حنیفہ کو یہہ حال معلوم ہوا تو تمام مال کی قیمت تیرات کر دی کذا فی الطحاوی عن الیسوعی ہم عبداللہ بن مبارک اور ابن جریج اور عبداللہ بن داؤد اور عبدالرزاق بن حکیم اور حکیم بن سعید اور کی بن ابراہیم و غیرہم اہل جہتہا و اور اہل صدق اور محدثین کے استاد دین اونکے اقوال کی مسند و مکرر سے زیادہ عالم اور زیادہ پرہیزگار ہونے کے وقت ہیں امام ابو حنیفہ کا ثابت ہوا تو یا یقین معلوم ہو گیا کہ صحیحین کی حدیث مذکور کہ لو کان العلم عند الثریا لنالہ رجال من فارس کا محمل صحیح امام اعظم اور اونکے اصحاب ہیں کیونکہ اہل فارس میں کوئی ایسا عالم عالی ہمود رفیع القدر نہیں ہوا تو امام کیسوا سطحی بشارت اور فضیلت علیم الشان ان ہی دو صاحب فیما یاتیک ابن الجوزی محمد بن بکیر بن رشتا کا انتصار الامام اعظم کا اعتماد اور ابن جوزی حنفی کے ہونے نے مناقب امام اعظم میں دو مجلد بڑی بڑی تصنیف کیا اور اسکا نام رکھا للامام الاعظم ابو حنیفہ کی پیشوا کے کوئی انتظام لیا ہم امام اللائمہ اسود سطحی کا کہ اگر اجتہاد سب مجتہدین مشہورین سے مقدم ہے اور اجتہاد کا دروازہ انہوں نے کھولا یا کھلی علی الطحاوی وصفہ خیرہ الدرمی ذلک اور اسکیسوا اور علماء نے اونکی فضائل اور مناقب میں اس سے زیادہ بہت کچھ تصنیف کیا لعل بعض محدثین

اور ملحق بسرد واحاصل قول امام اعظم ابو حنیفہ النعمان رضی اللہ عنہ اور حاصل کلام جیسے کہ نے شک امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ
معجزات جسمانیہ میں سے خوان کے بعد بڑا معجزہ ہے ہم سمجھ کہا امام کے اسلاف کو بھی ہمیں شبہ نہیں ہم کو بھی گمان اعادہ میں ہم کو بھی
حضرت ہوا سکو کی احادیث علم ہے اعظم پر تطبیق تحمل ابن عباس کی حدیث کے کہ اور سے مفہوم نہیں ہوا ابو حنیفہ اور انکو اصحاب اور
مدینہ کی حدیث کو اور علماء مدینہ پر تحمل کیا ہو کسی کا اور سکا کوئی محمل واقعی صحیح نہیں ہوا ابو حنیفہ اور انکو اصحاب اور بیان
سوات سے مراد معجزات حقیقیہ نہیں ہیں اسکو معجزہ نہ دے ہے جنہوں نے بلکہ معجزات سوا دو کرامات ہیں کرا فی الطحطاوی و حاشیہ
من ساقہ اتیہا فرمایا ہے حکم فرمایا کہ اخذ بہ اعلم کا قال فولد لا اخذ بہ اعلم اور امام کے مناقب سو تحکم کو ذکر کرتا ہے انکے مذہب کا مشہور ہوا
امام نے کوئی ایسا قول نہیں کہا ہو کسی امام نے اسکا اعلام نہ کیا ہو ہم اتفاق سو امور مراد موافقت ہوا جتہاد میں تقلید ہوا سکو کہ ایک مجتہد دوسرے مجتہد
کی تقلید نہیں کرتا وانہ یجعل قال احد کا حجۃ یلزم بہ الخصم الا کتاب اللہ تعالیٰ او سنۃ رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم او اجماع الامۃ حق تعالیٰ
نے فرمایا ہے حکم شریعت اور سیاست کا قسمت نہیں ہم کو اصحاب اور اتباع کو امام کے زمانے سے ان دونوں تک ایک امام کے مذہب کے موافق عیسیٰ
علیہ الصلوٰۃ والسلام حکم کریں گے ہم یعنی احکام مذہب حنفی کے دوم اور فرمان کی سلطنت میں تا زمان شام ہو کہ ایک جاہی میں اور یہ ہو کہ ایک مجتہد دوسرے مجتہد
عیسیٰ بھی اسی مذہب کے موافق عمل کریں گے سو علمی مخفی ہے اسکا مطلب بوں بیان کیا ہے کہ حضرت مسیح اجتہاد کریں گے اور اگر اجتہاد ابو حنیفہ کے
اجتہاد کے موافق پر گیا لیکن شافعیہ تو افق اجتہاد شافعی کے مدعی ہو گیا انتہے اور سید احمد طحطاوی حنفی نے بعد نقل کلام حلبی کے کہا ہیں کہتا ہوں کہ
جواہ منفہ کو ایسے الفاظ موہمہ سے بولنا ہرگز لائق نہیں کہ ایسوا سوء سے منقصت نہیں مذمت قائل کی ثابت ہوتی ہے ذاکر مجتہدات کے مصنفات صاحب
اشاعۃ سو نقل کیا کہ بعضے جہال حنفیوں نے دعوی کیا کہ عیسیٰ اور مہدی دو بزرگ مذہب حنفی کے مقلد ہوں گے اور علی قاری حنفی نے اپنی
کتاب المشرب الوردی فی مذہب المہدی میں اسکو خوب رد کیا ہو اور امام مہدی کو مجتہد مطلق کہا ہو لیکن صاحب فتوحات انکو اجتہاد کے منکر ہیں کہ
اور حکام شریعت کے خلاف کیطرح نے تقلید ہو گئے ہو اہلہ ملک اور مستقل قائل اس قسم کے ہیں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نبی معصوم ہیں مطلقاً
اور امام مہدی معصوم ہیں احکام میں اور اجتہاد مجتہد ہیں اور مجتہد قد یخطیٔ ویصیبُ اور انکے صاحبین اکثر مسائل احکام میں انکا خلاف کیا ہو تو
کیونکر تقلید کرے گی شیخ جو معصوم سے کبھی خطا نہیں کرتا اُس شخص کی جسکی صفت خطی دیبے مطلع نظر ہا بوں کا رتبہ تعصب اور عناد سے کچھ نہیں ہوا
ابو حنیفہ کی تفضیل اگر ہے نہ اصل چیز سے ہو گو وہ کلام نحوی ہے اہل الکفر و اہل الجاہلیہ اور ان جاہلوں کو علم نہیں امام اعظم کے اُن فضائل جلیلہ حقہ کا جنہیں علماء
محققین نے کتابیں تصنیف کی ہیں انہوں نے اُس کتاب اور اقرار کیا ہو کیسا ہی اشراد اور امکا رسول اللہ ہی نہیں بلکہ خود ابو حنیفہ راضی نہیں
اور اگر ابو حنیفہ ایسے اجر کو سنتے تو قائل کے کفر کے قائل ہوتے امام کے دستخط کو اُنکے فضائل عالیہ کافی میں اثبات تفضیل کیا سطور السوا قائل میں
کی حاجت نہیں حسبنا حسبنی حسبنی انبیا علیہ السلام کی لازم آوے گا شیعہ ہوا ہو جو ان تواہی مخالف تو اسے اور پر اتہام سنت خلافت مرکز دیا ہے
ہوا پھر بھی سوا اللہ کسی پر بھام شیطانی نسے اور چھوڑ تعصب و مناجی جانب داری کو کرو و بایہ علیہم ہوا واب شیطانیہ سو کرا فی الطحطاوی ملتقط ہم کا سبب
طحطاوی میں محمد بن محمد بن کی جوڑی ایک کتاب طویل منقل ہو خلاصہ اسکا یہ ہو کہ احکام شرعی کو حضرت علیہ السلام نے ابو حنیفہ سے سیکھ سیکھ کر حاصل کیا ہو
تین سال میں ابو حنیفہ کی شاگردی کو تصنیف کیا انہوں نے مذہب حنفی میں بڑا کتابیں تصنیف کیں اور صندوق میں بند کر کے نہر جیحون میں امانت رکھیں جب
ع دوستی بچو خود دشمنی ست + وہذا یدل علی ما ہو المختار عند المحققین من سائر ائمۃ الاسلام ویہم سے لئے فور ساقب ذکر وہ اُس امام
عظیم کو زوال کرتا ہو جو خصوص یا امام جو باقی علماء و عظام کے مابین سے کیف کا ذکر کما تقدم رضی اللہ عنہ لہ اجرا واحد اجر من قال الصواب

واللہ وتشرح احکامہ علی الخصوص یا ایہا الظاہر ان یوم الحشر والقیام امام من الائمہ کبیر تکبیر مخصوص بامر عظیم نہیں ہوا لانکہ امام تو صدیق کی مانند ہوگا اپنی ذات کے عمل کا ثواب پائے اور اس شخص کی برابر ثواب ہوگا جس نے فقہ کو مدون اور جمع کیا، فقہ کے احکام کو فقہ کے اصول عظام پر مستفرع کیا تا قیامت مرد دنیں اول سبب صدیق اکبر ایمان لانا ہوا اور نبوت کی تصدیق کی تو اور کو اپنے ایمان لانے کا ثواب ہوا پھر اوسکے بعد جو ایمان لائیگا اوسکو ثواب کی برابر صدیق کو ثواب ملیگا اسواسطے حدیث وارد ہے کہ جسنے نیک طریقہ نکالا تو اوسکو اوسکا ثواب ملیگا اور اوس شخص کی برابر ثواب ملیگا جو اوس طریق پر چلیگا تیامت تک اسپر امام ابو حنیفہ نے اول مدون فقہ اور استخراج فروع کی راہ نکالی تو اونکو اسکا ثواب ملیگا اور ہا بانی مجتہد دن کی برابر ثواب حاصل ہوگا تو آخر میں نے جو یہ سوال دیا امام میں کہا کہ امام نے سب سے پہلے علم شریعت کو مدون کیا اور ابواب پر مرتب کیا تھے امام مالک نے موطا میں وہی طریقہ اختیار کیا اسباب میں ابو حنیفہ سبقت نہیں کی اسکا جواب دیا امام میں نے علم شریعت میں ابواب کر کے کوئی تصنیف نہیں کی اونکو اپنی یاد پر اعتماد تھا سوا امام کے جب علم کو منتشر دیکھا اور متاخرین کے سپرد خطرہ سے زوال کا علم ضائع ہو جائیگا تو مدون مستحسن ہوئے تو مدون میں نہایت سے ابتدا کی پھر صلوۃ سے پھر صوم سے پھر اتی عبادات سے پھر معاملات سے پھر خاتمہ کیا موارث پر کما فی الخلاصہ

وقد اتفقہ علی مذہبہ کثیر من الائمۃ کابی یوسف والشیبانی الصاحبی ابی حنیفۃ وزفر بن الہذیل وابی مطیع البلخی وحفص بن عبد اللہ السمرقندی وابی عبد اللہ الطحاوی وابی جعفر الہندوانی وابی حامد المقاتی وحفص بن ابوب وعبد اللہ بن المبارک وکیع بن الجراح وابی بکر الرازی وغیرہم ممن لا یحضرنی الساعۃ ذکرہم فضلا عن حفظہم

ہوئے ان اکثر اوبار کرام اس حضرات میں سے موصوف بہ ثبات مجاہدہ ہیں اور موصوف بہ تیزروی میدان شاہدہ چنانچہ ابراہیم ادہم اور شقیق بلخی اور معروف کرخی اور ابو یزید بسطامی اور فضیل بن عیاض اور داؤد طائی اور ابی حامد مقاتی اور خلف بن ایوب اور عبد اللہ بن مبارک اور وکیع بن جراح اور اسکے سوا جنکا شمار نہایت پذیر نہیں ھو وجعل وافیہ وسنبیہ علیہ ان شاء اللہ تعالیٰ والفقہ ولا احد علیہ ولا فقہ فی سواگر سیہ اولیاء کا ملین اما مین کیہ شبہ بات نہ ہے تو انکے تابع اور مقتدی ہی نہوسکتے اور نہ انکی موافقت کرتے یعنی حقیت مذہب امام کی ایک بیمہ بھی دلیل ہم کہ ارباب کشف اور مشہود کی اتفاق ہے اور مقتضی ہیں وقد قال الاستاذ ابو القاسم القشیری فی رسالتہ مع صلاتہ وفقہ ہو ما یحتاج الیہ العبد فی اقامۃ فرائض دینہ من الطہارۃ والصلوۃ وغیرہما من العبادات ثم یقال لمن اخذ فی ہذہ الطریقۃ فرض ابن فلان الفقہ او ہو فقیہ علی مذہب کذا وقد سمعت استاذنا ابا علی الدقاق یقول کنا اخذ فی ہذہ الطریقۃ فرض ابی القاسم النصرابادی وہو یقول کنا اخذ فی الفقہ علی ابی بکر محمد بن بکر الطوسی وہو یقول کنا اخذ فی الفقہ علی ابی اسحاق المروزی وہو یقول کنا اخذ فی الفقہ علی ابی العباس بن سریج وہو یقول کنا اخذ فی الفقہ علی ابی القاسم الانماطی وہو یقول کنا اخذ فی الفقہ علی المزنی وہو یقول کنا اخذ فی الفقہ علی الشافعی رضی اللہ عنہم اجمعین وہو من اکابر اصحاب ابی حنیفۃ رضی اللہ عنہ وہو من المعروف الکرخی وہو من داؤد الطائی وہو من اجل اصحاب ابی جعفر الباقر وہو من اجل اصحاب ابیہ زین العابدین وہو من اجل اصحاب ابیہ الحسین الشہید وہو من اجل اصحاب ابیہ علی المرتضی رضی اللہ عنہم اجمعین

ہم زنانی نے شرح موا ہب میں کہا کہ عبد الکریم ابو القاسم قشیری مفسر محدث فقیہ اور نحوی اور لغوی اور ادیب اور کاتب اور انشا جامع تمام انواع محاسن کے ایسا کامل شخص دیکھنے والوں نے نہیں دیکھا شافعی مذہب تھے سنہ ۴۳۷ میں پیدا ہوئے حدیث کی سماعت حاکم نیشاپوری وغیرہ اور ابو بکر بن رزاق اور ابو بکر بن مہران وغیرہ سے کی اور انہوں نے تصانیف اوسکی مشہور ہیں اور ۴۶۵ھ میں وفات پائی کذا فی الطبقات وقد اثنی علیہ وافر فقضلہ فی محبتہ لک یا اخی لم ادرک احدا حسنہ فی فوق الاستاذ ابی القاسم القشیری فی ہذا الاقران کما کان اصحابہ وہم اتمۃ ہذہ الطریقۃ قبول بالکل اللہ علی الحقیقۃ وہو ہر اتباع ان اکابر سے ثنای ہوا امام پر اور انکی فضیلت کا اقرار کیا سو تعجب کرتا ہوں تجھ سوای بھائی کیا نگاہ تیک پیروی تجھی ان بڑی بزرگوں کی اور ہیچ ہوئی ان کا گمان تجھا اس اقرار اور اعتقاد میں اور حالانکہ وہ حضرات امام اور پیشوا ہیں اس طریقہ تصوف اور روشنی کے اور وہ شریعت اور حقیقت دار ہیں اس ہم شام کا یہ خطاب اُن لوگوں سے ہو جو امام سے امریں منکر یا متردد ہیں ومن بعد کھو فی ہذا الامر فلیس تبع کل ما سلف اعتمد وہ ہو متبع

دوسرا سوال کہ ان صفات کے صحیح ہونے اور ثابت اور حقیقت ہونے کی دلیل کیا ہے اور جوابات کہ ان بزرگوں کے بھی وجوہ کے مخالف ہیں وہ مردود ہیں اور ایجاد بدعت حسنہ ہیں یا سیئہ قبیحہ اور مذموم اور مرجوح اور معاقب علیہ ہونے میں اور ان کا عامل اور قائل اور فاعل مستحق عذاب الٰہی

اور سکو لیکر علی بن ابیطالب کرم اللہ وجہہ کے پاس اور وہ صغیر تھا سو آپ نے دعا کی برکت کی اور سکو اور اسکی اولاد کو اور اسکی اولاد کو اور ہم زمین عالم کی قبولیت کی امید کرتے ہیں کذا فی الیواقیت المنتقدہ فی مناقب الائمہ الاربعہ طحطاوی نے اس قول کو خطیب کی روایت سے تمام سند کے ساتھ نقل کیا اور کہا اسمیں خلل بیّن ہے کہ ولادت امام کی ۸۰ ہجری ثابت ہوا اور وفات علی رضی اللہ عنہ کی ۴۰ سال سے پہلے ہوئی اور اسمیں کچھ شک نہیں ہوا مگر اسمیں غلط

سیت قال ۱۲ معتزلی ۱۲ مؤلف علیہ الرحمۃ ۱۲ اشارۃ الی ابی حنیفۃ حیث قال ان الناس کلھم عیال ابی حنیفۃ فی الفقہ ۱۲ الجہمیۃ ۱۲ منہم اصحاب الشیخ ابی الحسن الاشعری ۱۲ وھم یقولون بالقضاء والقدر ۱۲ سلکہ الشیخ ابو الحسن الاشعری ۱۲ ھذا ھو الحق الذی نعتقدہ ۱۲ علامہ نے کہا کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور اس کا کوئی اصل نہیں ہے اور ابن حبان نے کہا کہ یہ حدیث موضوع ہے اور ابن عدی نے کہا کہ یہ حدیث منکر ہے اور ابن الجوزی نے کہا کہ یہ حدیث باطل ہے اور ابن حزم نے کہا کہ یہ حدیث ساقط ہے اور ابن القطان نے کہا کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور ابن تیمیہ نے کہا کہ یہ حدیث کذب ہے اور ابن حجر نے کہا کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور ابن الصلاح نے کہا کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور ابن کثیر نے کہا کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور ابن حج

اسوا سکو کہ عالم کے رہنے سے عام جہان کا رہنما ہو تو اسوقت سوا امام نے اپنی شاگردوں سو کہا کہ اگر تمہارے سامنو دلیل آؤ یعنی اگر دلیل شرعی کتاب اور سنت سے ہر ظاہر تو امو پر عمل کرو تو ہر گز امام کی ایک روایت کو لینا تھا اور اوا سکو نہ چھوڑ دیتا تھا یعنی اوسکو قوی کرتا تھا اور دلیل سے اور سوا اجازت نظر کرنے کی امام کی نہایت احتیاط اور تقویٰ سے ہو اور اس سوا اجازت سے معلوم ہوا کہ اختلاف یعنی مجتہدین کا اختلاف من جہۃ الدلیل رحمت الٰہی کی نشانیوں سے ہے توجہ در اختلاف برائی ہو کر برائی وا فرہوئی رحمت برہائی وا فر ہو گی دلیل قول علامہ امام نے لڑکی کے کلام سو پسند کی یہی شان ہی علماء فرنگی کی اشارات لطیفہ عبارت مبسوطہ سو سمجھ لیتے ہیں منہ خواندن من بسیط الائمہ سرابی سو مشغول ہو کہ یعنی بہت مشہور ہو کہ امام نے چار ہزار استادوں کی علماء تابعین سو شاگردی کی اور علوم فقہ کا حاصل کیا لیکن اپنے علم پر اپنی زبان سو فتوی نہ دیا یہانتک کہ انہوں نے اجازت دی تو کوفہ کی جامع مسجد میں مجلس کے اندر بیٹھا وہ تر اسٹھ امام کے سمیع ہوئے انمیں سو ہر گز اور وا فاضل تر ستر شاگرد وہی جو تہ یا جتہاد کو پہنچے سوا دو کو اپنا مقرب کیا اور کہا کہ تم میرے راز دان اور غمخوار ہو میرے بعد نفع کرو گے ہر شو کو تمہارے سوا دلیل طلب کر دیا ہو لگام و یکر و ہو زبن کس کر سو تم میری مدد کرو اسوا سکو کہ لوگوں نے جگہ جہنم کا بنا یا ہی غرلوگ بار ہوئے ہیں اور یہ جسمیں میری بیٹھ پر ہے یعنی لوگ تو تقلید سو نجات پاویں گے مواخذہ مجھ سو ہو گا اگر عرتیری اجتہاد میں کچہ تامل ہو گا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی عادت تھی کہ جب کوئی واقعہ پیش آتا تو مجتہد شاگردوں سو مشورہ اور مناظرہ اور گفتگو کرتے اور انسو پوچھتے اور جو احادیث اور آثار شاگردوں کو پاس ہوا اور سنتے اور جو آگہو معلوم تھے اوسکو فرماتے اور جب مجتہد شاگرد امام کے ساتھ مہینہ مہینہ بھر ملکر یا دو رونڈ اور مناظرہ کرتے یہانتک کہ انکو رایہ ثابت ہو جاتی تو اُنس قول محقق کر اپنے دستخط ثابت کرتے یعنی اپنی مہر کرتے یہانتک کہ تمام اصول فقہ کو اپسطرح سو تدوین کی کہ کسی کتاب میں ایسا کامل اصول فقہ کا امام اعظم اور امام سو کی طرح بات خوب مستقر نہیں ہوئی انتہے لرواۃ الخوارزمی اختلاف کا اثار رحمت کہا یہ حدیث ہی کہ اختلاف امتی رحمۃ اور بحر الرائق میں تاتارخانیہ سو ہوں منقول ہو کہ اختلاف ائمہ اُمتی رحمۃ ہے موجہ فی القیاس کذا فی الطحطاوی سر مشغول ہونا ہی یعنی کیو سطرح یہ معنی کیو سطرح ہوئے یہ علامات مذکور ہوئی ہیں جو شخص کو فتوی دینے پر دلالت کریں مولیوں کے نزدیک مفتی مجتہد ہے بحر الرائق میں تاتارخانیہ سو منقول ہو کہ ابو یوسف نے کہا کہ فتوی دینا طال نہیں مگر مجتہد کو اور محمد نے فتوی دینا جائز کہا ہی اگر مرد کا صواب اوسکی خطا سو زیادہ ہو اور اسکانی سو منقول ہو کہ شہر کے بڑے عالم کو ترک فتوی جائز نہیں تتمۃ الغدیر میں کہا ہی کہ اہل اصول کی رائی سے بہتر قول مبتدی ہے کہ مفتی وہی مجتہد ہے اور غیر مجتہد جو مجتہد کے اقوال یاد رکھتا ہو و مفتی نہیں ہے تو غیر مجتہد پر واجب ہو کہ جب اُس سو کوئی مسئلہ پوچھے تو وہ مجتہد تو کلو بطریق حکایت نقل کرے تو معلوم ہوا کہ جو ہمارے زمانے میں فتوی دیتے ہیں وہ درحقیقت فتوی نہیں ہے بلکہ وہ نقل ہے مفتی کے کلام کی تو اُنکو سنتے اور سپر عمل کرے اور نقل فتوی کی دو صورتیں ہیں یا ناقل کے پاس سند ہو اُس امر میں یا ناقل نے وہ مسئلہ لیا ہو اُس کتاب معروف سو جو مشہور اور صحیح ہیں جیسی کتابوں سو اور مانند اوسکی اور تصنیفات مشہورہ ہی سو اسطرح کی کتاب معروف بنزلہ خبر متواتر یا مشہور کے ہو انتہی کذا فی الطحطاوی اعلم اَنَّ مَا اتَّفَقَ عَلَیْہِ اَصْحَابُنَا فِی الرِّوَایَاتِ الظَّاہِرَۃِ عَنْہُمْ یُقْضٰی بِہٖ قَضَاءً یہ معلوم کر کہ جسپر ہمارے اصحاب یعنی امام اعظم اور اوکے اصحاب متفق ہو گئے اُس روایت میں جو ظاہر ہے اُنسے تو مفتی اُسکا فتوی دی قیضا اُنکی قید لگائی وہ اسطرح کہ ظاہر الروایۃ کے سوا اور روایات مرجوع عنہا ہیں یعنی مطروح ہیں یا غیر مشہور اعتبار ہیں اور ظاہر الروایۃ کی کتابیں زیادات اور سیر اور مبسوط اور جامع صغیر اور جامع کبیر محمد بن حسن کی تصنیفات سوا ظاہر الروایۃ کے معنی یہ کہ اوسکی روایت امام اعظم یا اونکے اصحاب سو ظاہر ہے ثقات اور معتمدین کے نقل کرنے سے نقل خواہ متواتر ہو یا بالتسہیر کذا فی الطحطاوی متون فقہ یعنی وہ کتابیں اور فتہ ورسی وغیرہا بھی ظاہر الروایۃ ہیں سوا اسطرح کہ امام محمد کی کتب مذکورہ کو سب مشترجم ہیں و اختُلِفَ فِیمَا اختَلَفَ فِیہِ وَاِذَا کَانَ کَذٰلِکَ فَاِنَّ اَحَدَ الشَّرِیکَیْنِ یُفْتِی بِقَوْلِ اَبِی حَنِیفَۃَ عَلَی الْاِطْلَاقِ اور اسمیں اختلاف کیا گیا ہی جسمیں ہمارے اصحاب مختلف ہیں اور صحیح قول جانیکہ مراجیہ وغیرہا میں ہے یعنی کہ فتوی دیا جاوے امام اعظم کے قول پر مطلقاً یعنی ہر حال اگرچہ دوسرے کی دلیل قوی ہو ہو قولہ وَالثَّانِی یُفْتِی بِقَوْلِ الثَّلَاثَۃِ وَقَوْلُ زُفَرَ وَالْحَسَنِ بْنِ زِیَادٍ پہر اگر امام اعظم کا قول نہ ہو تو ابو یوسف کے قول پر فتوی دیا جاوے پہر محمد کے قول پر تو ہر قول پر دیا جاوے پہر زفر اور حسن ابن زیاد کے قول پر فتوی دیا جاوے مطوی نے کہا ہے صورت بانی یہی ہے کہ اگر صاحبین متفق ہوں اور امام اعظم منفرد ہوں سو

مصنف نے کہا کہ حنفی تمہارے جو صاحبین کے قول پر فتوی ہے چاہیے امام کے قول پر انتہے قاضی خاں کے فتاوی میں ہے کہ مصحت متعلق اگر امام کے ساتھ ابو یوسف اور محمد ہیں تو وہ قول ان کے حنفی قول پر فتوی دیا جائے گا کہ دونوں پر ترجیح اتفاق اور امام سواب کا انجام ہے اور کہ صاحبین کا قول امام کے مخالف ہو تو گاہ اتفاق ہوتا ہے اختلاف ہو تو اختلاف عصر اور ان کے پیرو پانچ قسم اظہر صاف تو صاحبین کا قول حنفی ہے اور ضلالت اور ساقط میں امام اور انکی اندین بھی صاحبین کے قول کو اختیار کرتے کہ یہ نکر صاحبین کا اجماع سے اور اسکو سوا ای مصنفین نے کہ اکثر مشائخ محمد حنفی اور مقتدمین ابن مبارک نے کہا کہ لفظ امام کا قول لے اور محمد یعنی محمد حنفی کی تعریف سے اتفاق ہو مصنفین نے کہا کہ جو مرے سوالات کے جواب میں آنحضرت کا سکوت کیا ٹھیک ہے اور دو جواب نہیں چھپا وہ مجتہد ہوا اور مصنفین نے کہا کہ اجتہاد کہیں ملحفظ ہوا اور مصنف اتباع اور متبوع اور تحکم اور معاذ کی اور گونگی عادات اور عرف کا عام ضرورت انتہوا فی الخانیۃ وصحح فی الخلاصۃ قال الترکمانی اور عادی فدسی میں قوت دلیل کی تعریف کی ہے ہم کہ بصیغہ اسم مفعول یعنی دلیل ہوا اور محمد قول غریب مرجیہ کے مخالف ہو خلاصی نے کہا یعنی جس زنگی دلیل قوی تر ہو یعنی امام کا قول ہوا ابو یوسف یا محمد کا یہی قول مفتی ہے اور وہ فتی ان دونوں مختلف قولوں میں سے کہ جس مفتی کو قوت دلیل کی ادراک کی طاقت ہو وہ قول قوی اور اظہر کہ یہ فتوی دیا انہیں تو جہات کی ترتیب مقتدر پر فتوی دیا وفی واقف البحر خیر وعلی کان فی الکافی ان مشائخ ان جاز الاعتماد علی ایا شاء لکن اور کتاب الوقف محمد اور ابو یوسف میں سے کہ جب ایک سے ہیں دو قول کی تعمیم واقع ہوئی ہو تو ان دونوں قولوں میں سے ایک قول پر خاص کر حکم بنا اور مفتی کو فتوی دینا جائز ہے ہم مطلقا کہا ظاہر روایت کہ ہمیشہ دلالت کرتی ہے کہ جب دو قول کی تعمیم ہوئی خواہ تعمیم بلفظ اصح ہے ہو دو نوں میں بالفظ صحیح کے بالیک میں اسکو لفظ ہوا اور دوسرے میں صحیح کا ہمیشہ مقتدر ہے ذکر فرمایا اور اقتدا جائز ہے وفی الفاظ الاصلاحات الاصح اصلح اقوی اولی یفتی وبہ یفتی واحد کل علیہ الاعتماد وعلیہ عمل الیوم وعلیہ عمل الصحیح ولا اصح ولا یفتی ولا یعمل ولا یفتی بہ ولا یعمل بہ ولا یعول علیہ ولا یعتمد علیہ ولا یعتبر ولا یعتد بہ ولا یلتفت الیہ ولا یعرج علیہ ولا یعبا بہ ولا یعبا بہ ولا یعتنی بہ ولا یعتنی بہ ولا یعتنی

الاتفاق نہیں بلکہ ایک امام کا تفرد ہے اور علامہ کا قول مفتی علیہ پر عمل کا موافق تر احتیاط ہے تو اس بنا پر اسکو ترک کر دینا کہاں تک درست ہے فی رسالۃ عقود رسم المفتی اذا وجد لبعض ائمۃ مذہبہ قولا مخالفا لما علیہ المفتی بہ لکونہ ارجح فی نظرہ او لکونہ اوفق بحال اھل زمانہ او نحو ذلک ھل لہ ان یفتی بما رجحہ او بما علیہ المفتی بہ اجاب بان الواجب علیہ ان یفتی بما علیہ المفتی بہ لان ترجیحہ لیس اھلا لہ لانہ لیس من اھل الترجیح فی المذہب ولا یعرف طرقہ ولا یعرف ما یعارض ھذا الترجیح من المرجحات الاخر التی ھی اقوی منہ فی نظر المجتہد المطلق ولا یعرف ایضا ما یقتضیہ حال الزمان من الاحوال التی ھی مناط الاحکام فی کثیر من المسائل فلا یکون اھلا لہ ولا یجوز لہ ان یفتی بما رجحہ لان فی ذلک مفاسد کثیرۃ ظاھرۃ وقد صرح بذلک علماؤنا فی کتب الاصول والفتاوی وغیرھا فلیراجع ذلک من اراد الاطلاع علیہ اھ ملخصا۔ اور اسی طرح اور بھی بہت سے اوراق میں اسی مضمون کی تصریحات ہیں اور ہم نے اپنے اس رسالہ میں بھی اس کو بیان کیا ہے اور ہمارے نزدیک بھی یہی صحیح ہے کہ مفتی کو مفتی بہ قول ہی پر فتوی دینا چاہیئے اور اسی کو اختیار کرنا چاہیئے اور اسی کے موافق فتوی دینا چاہیئے اور اسی کے موافق عمل کرنا چاہیئے اور اسی کے موافق قضا کرنا چاہیئے اور اسی کے موافق تدریس کرنا چاہیئے اور اسی کے موافق تصنیف کرنا چاہیئے اور اسی کے موافق وعظ کہنا چاہیئے اور اسی کے موافق خطبہ پڑھنا چاہیئے اور اسی کے موافق مناظرہ کرنا چاہیئے اور اسی کے موافق مباحثہ کرنا چاہیئے اور اسی کے موافق مکالمہ کرنا چاہیئے اور اسی کے موافق مراسلہ کرنا چاہیئے اور اسی کے موافق مخاطبہ کرنا چاہیئے اور اسی کے موافق مکاتبہ کرنا چاہیئے اور اسی کے موافق مشافہہ کرنا چاہیئے اور اسی کے موافق مواجہہ کرنا چاہیئے اور اسی کے موافق مقابلہ کرنا چاہیئے اور اسی کے موافق مجادلہ کرنا چاہیئے اور اسی کے موافق مناقشہ کرنا چاہیئے اور اسی کے موافق مکابرہ کرنا چاہیئے اور اسی کے موافق معاندہ کرنا چاہیئے اور اسی کے موافق مجاحدہ کرنا چاہیئے اور اسی کے موافق مغالبہ کرنا چاہیئے اور اسی کے موافق مماحکہ کرنا چاہیئے اور اسی کے موافق مشاتمہ کرنا چاہیئے اور اسی کے موافق مسابہ کرنا چاہیئے اور اسی کے موافق مشاغبہ کرنا چاہیئے اور اسی کے موافق مشاجرہ کرنا چاہیئے اور اسی کے موافق مخاصمہ کرنا چاہیئے اور اسی کے موافق مقاتلہ کرنا چاہیئے اور اسی کے موافق مضاربہ کرنا چاہیئے اور اسی کے موافق مقاتلہ کرنا چاہیئے اور اسی کے موافق مجالدہ کرنا چاہیئے اور اسی کے موافق مصاولہ کرنا چاہیئے اور اسی کے موافق مطاولہ کرنا چاہیئے اور اسی کے موافق مصارعہ کرنا چاہیئے اور اسی کے موافق مجاذبہ کرنا چاہیئے اور اسی کے موافق مجاذبہ کرنا چاہیئے اور اسی کے موافق مجاذب

تقلید شافعی ہیں جعل بالفظ لازم آتا ہے اسواسطے کہ حنفی شافعی کے مذہب کو خطا یا سہو محض الصواب جانتا ہے جیسے ابن سیف الدین سیرا می حنفی کے جواب کا اوپر بیان ہوا ہے اسکے بھی یہی معنے لفاظی کیا ہوا اور اس تقریر سے کھلتا ہے کہ تقلید واجب ہوا ایک امام کی باقیوں اور دوامام کی تقلید ساتھ ہی جائز نہیں اسلئے کہ حنفی اور شیعی ایک آن میں ہوا اور اسکو یاد رکھنا چاہیئے کہ جب حنفی شافعی کی تقلید کرے جیسے محمد حسن نواب صاحب کہ اس سے کسی مسئلہ میں مخالفت میں مذہب شافعی کی روایت کرے تاکہ تلفیق باطل لازم نہ آوے کما فی الطحطاوی عن شیخ الاسلام ابی السعود وقد صرحوا ان الخلاف حاصل بالمخالفۃ فی الحکم المنصوص لمذھب امامہ وھو یعلم امامہ ومخالفتہ لھم کما فی الشرنبلالی وغیرہ کی مخالفت منصوص لمذہب امام ومخالفین کا خلاف ہیں کہ جب قاضی اپنے مذہب کے سوا اور مذہب پر حکم کرے تو اسکا حکم نافذ ہوگا یا نہیں جمہور علماء نے کہا کہ اگر مذہب کے مخالف ہو تو حکم کرنا جائز نافذ ہوگا اور عبد بن الحسن وزفر وابن ابی لیلیٰ نے کہا کہ حکم نافذ نہ ہوگا اور امام نے کہا کہ اگر مذہب کے مخالف ہو تو حکم کرنا جائز نافذ ہوگا اور عبد بن الحسن اور زفر اور

اور قوی اور ضعیف اور حق و باطل میں امتیاز نہیں کرتے بلکہ ان کو ہر دو روایتیں برابر ہیں جیسا کہ متون و اجوبہ کے مصنف یعنی صاحب کنز اور صاحب مختار اور صاحب وقایہ اور صاحب مجمع الانہر ہیں ہم کہتے ہیں کہ ایسا کہنا ان کا درست نہیں بلکہ ان کا یہ کہنا ان کی جہالت پر دلالت کرتا ہے اور ان کے حق میں ایک بڑا عیب ہے اور ان کا یہ کہنا کہ ہم نے ان روایتوں میں جو ہمارے نزدیک ہیں ترجیح نہیں کی اس کا سبب یہ ہے کہ ہم کو ان روایتوں میں ترجیح کرنے کی قدرت نہیں ہے یہ ان کا کہنا بھی درست نہیں ہے کیونکہ ہم نے ان روایتوں میں ترجیح کی ہے اور ان کی ترجیح کو ہم نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے اور ہم نے ان روایتوں میں ترجیح کرنے کی قدرت پائی ہے اور ہم نے ان روایتوں میں ترجیح کی

کتاب الطہارۃ

بدأنا بالعبادات مقدمين لها على غيرها اهتماما

كتاب الطهارة

یہ کتاب ہو طہارت کی جمع ہے اور طہارت کی معنی ہیں اک صفت ہو شے سے زائل ہونے سے مثل وقدمنا العبادات على غيرها اهتماما بشأنها عبادات مقدم کی گئی غیر عبادات پر شان عبادات کے۔ عنایت کرنے سے سو ہم دین کا بنیاد اعتقادات اور عبادات اور معاملات اور مکارم اخلاق پر ہے اعتقادات اور عبادات اور معاملات یہ تین قسم ہیں اور ہر ایک کا ابتدا ایمان سے ہوتا ہے اور ایمان کا ابتدا علم سے ہوتا ہے اس واسطے علم کا ذکر پہلے کیا پھر اعتقادات کا ذکر کیا پھر عبادات کا ذکر کیا اور عبادات میں سے نماز کا ذکر پہلے کیا اور نماز کا ذکر پہلے کیا اس واسطے کہ نماز کا حکم ہر روز پانچ بار ہے اور نماز کا حکم ہر ہفتہ میں ایک بار ہے اور زکوٰۃ کا حکم ہر سال میں ایک بار ہے اور حج کا حکم ہر عمر میں ایک بار ہے اور نماز کا حکم ہر ہفتہ سے زیادہ ہے اس واسطے نماز کا ذکر پہلے کیا اور نماز کا ذکر پہلے کیا اور نماز کا ذکر پہلے کیا اور

بدلو دسیہ نہیں کہ فقط الفاظ بیانی کا کافی ہیں و اما الطہارۃ فی الطہارۃ وغیرھا مَنْ لُمِسَتْ یداہ اس رجلاہ وان جبھۃ جراحۃ نصب الماء وضع

ن یتیمم بالصعید والتیمم وعبارت کا حال یہ ہے کہ ظہیریہ وغیرہا میں ہو کہ جس شخص کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں نہ ہوں اور اسکے چہرہ پر زخم ہو تو وہ شخص بدون وضو اور بغیر تیمم کے نماز ادا کرے اور نماز کا اعادہ بھی نہ کرے صحیح تر قول میں یعنی چہرہ درست ہونے کے بعد اسپر اعادہ نماز کا نہیں ہم پھر وہی بحث دعوے کا ہے یعنے اسصورت میں عبارت ساقط ہو گئی ظہیریہ بیکار کرنے سے ساقط کیا اور اسکو اگر اعضاء مجروح میں تو اسپر بھی صورتِ تیمم کا حکم ہے لیکن ہم کچھ بھی ساقط ہو گیا

اتحسنہ کے نہ رہے سو وما قالوا ان التیمم یتبعض فی البعض وغیرہ انہ یتشبث بالمتبعض عند ہما ولیہ صحیح ہو الامام وعلیہ الفتوی فاقد الطہورین

کا تو حال ہے کہ حیض و غیرہ سے کہ فاقد الطہورین نماز پڑھنی کی مانند نماز کے اعمال تمام تر مقصود کو ہم نہ کہہ سکے صاحبین کے نزدیک یعنی جو چہرہ حرمت و فضائل

اسی قول کیطرف امام اعظم کا رجوع کرنا صحیح ہے اور اسی قول پر فتوی ہے ہم پھر جواب ہو دعوی ثانیہ کا ان اعمال کو نماز کہنا مثابہ نماز کے کہا اسواسطے کہ

جب پانی ملیگا تو اعادہ نماز کا واجب ہوگا تو حقیقت میں صحیح جواب نہیں ہو سکتا اسواسطے کہ یہہ نماز بصورت ہو نہ حقیقت نماز کی اگر حقیقت میں نماز ہوتی تو اعادہ

واجب نہ ہوتا قلت ویظہر ان لہم نصا علی قیاس قولہما الاظہر عدم تکرر الصلوۃ بتغیر القبلۃ اذا ہو تتوجہ بتحری ومن ظاہر الہدایۃ کما قالہ ثانیا تبعا لہما ہوتا

کے مضمون کہ منتہ سے صحیح ظاہر ہوا کہ بدون طہارت کے قصداً نماز کا پڑھنا آدمی کو کافر نہیں کرتا بلکہ بدن یا کپڑے سے کسی نجاست غیر مغلظہ کا لگا ہوا

تکبیر کا اور یہی معنی عدم تکفیر ظاہر ہے چنانچہ یعنی فتاوی قاضی خان میں ہے ہم تینوں صورتوں عدم تکفیر مشروط بعدم استحلال و عدم استخفاف ہو اور

مسئلہ ظہیریہ پر تمہ صلوۃ بلا طہارت کو قیاس کرنا صحیح نہیں اسواسطے کہ ظہیریہ کا مسئلہ ضرورت میں مغفور ہے تو حالت اختیار کو اسپر قیاس کرنا کیونکر صحیح

ہوگا وفی سیر الہدایۃ ومن صلی بغیر طہارۃ مع العلم حلف فی الزیادات لیطرحا اور ہدایہ کی کتاب السیر میں ہے اور

اس شخص کے کفر میں جو بدون طہارت کے قصداً نماز پڑھی اختلاف ہے روایات میں کہ بعض نہیں مرقوم ہے ہم یعنی علماء مذہب کا اسمیں اختلاف ہے

اور عدم تکفیر کا قول مستند ہے چنانچہ یعنی ظاہر ہوا ہے بلکہ فقہاء نے فرمایا ہو کہ اگر شروہ باتیں متفق ہا کی جاویں اپکے مومن کے کفر پر اور ایک روایت عدم تکفیر کی ہو

اگرچہ وہ ضعیف روایت ہو تو مفتی اور قاضی اوسی ضعیف روایت پر عمل کریگا اور فتوی وہاں پر کرنا ہو کہ یعنی فی الطہارۃ ہو ہر کہ کند اضافی ہر کہ کند

کہ کتاب الطہارۃ کا لفظ مرکب اضافی ہے یعنی دونوں لفظوں سے مرکب ہو پہلے لفظ کو مضاف کہتے ہیں اور دوسرے کو مضاف الیہ عربی زبان میں مضاف

مقدم ہوتا ہے مضاف الیہ پر اور ہندی میں مضاف الیہ مقدم ہوتا ہے مضاف پر اور کا یا کی لفظ دونوں کے بیچ میں آتا ہو چنانچہ کتاب الطہارۃ

یعنی طہارت کی کتاب اور غلام زید یعنی زید کا غلام مبتدا اور خبر او مفعول یفعل محذوف کتاب الطہارۃ مبتدا ہے یا خبر یا فعل محذوف کا مفعول

ہم جملہ اور کلام دو قسم ہے جملہ اسمیہ اور فعلیہ اگر پہلا جزو اسم ہو تو وہ اسمیہ ہے اور اگر فعل ہے تو فعلیہ ہو سو اسمیہ کے پہلے جزو کو مبتدا کہتے ہیں اور

دوسرے جزو کو خبر چنانچہ زید قائم یہ مبتدا خبر اور قائم اسکی خبر اور جملہ فعلیہ کی پہلی جزو کو فعل کہتے ہیں اور دوسرے کو فاعل اور جسپر فاعل کا فعل واقع ہو

وہ مفعول ہے تو اگر کتاب الطہارۃ کو مبتدا قرار دیجئے تو خبر اوسکی محذوف ہوگی یعنی کما ہو کتاب الطہارۃ ہذا اور اگر اوسکو خبر کہیئے تو مبتدا محذوف ہوگا یعنے

ہذا کتاب الطہارۃ و اور اگر اوسکو مفعول فرض کیجئے تو فعل اور فاعل اوسکا محذوف ہوگا چنانچہ عدد کتاب الطہارۃ یا قرأ کتاب الطہارۃ یعنی کتاب الطہارۃ کو پڑھا اور اوسکو مبتدا اور خبر ہونے کی صورتوں اخر کتاب پر رفع یعنی پیش ہوگا اور مفعول ہونے میں نصب یعنی زبر ہوگا یہہ سب

اس تقدیر پر ہے جب کتاب الطہارۃ کلام قرار دیجئے فَاِنْ اُرِیْدَ بِہِ النِّعْلَانِ اَیْ عَلَی الثَّانِی پر اگر کتاب الطہارۃ کے لفظ سے شمار کا ارادہ

کیا جاوے تو اخر کتاب کا حرف یعنے نون پر سکون اور جزم ہوگا ہم یعنی عدد کتابین مذکورین ہو انکو کوئی شخص الطہارۃ عادگانہ حرف اخر کتاب کا

مبنی علی السکون ہوگا کیونکہ وہ حروف کا مشابہ ٹھہرا عدم اعراب میں وَکُسِرَ تَخَلُّصًا مِنَ السَّاکِنَیْنِ اور اسمی حرف اخیر کو شمار کیوجہ سے کسرہ

زیر دیا جاتا ہو تا کہ التقاء ساکنین سے تخلص حاصل ہو پہلا ساکن با موجود ہے اور دوسرا ساکن حال اور الف مشتقہ وہ وَاِنْ ضَمَّ فَاَتْبَاعًا لِحَرَکَۃِ الْقَافِ

اور کتاب الطہارت کی اضافت لام والی ہو یعنی دالی ہم اضافت تین قسم ہے اسواسطے کہ مضاف الیہ مضاف کی مالک ہو یا عین ہو یا ظرف ہو

ذاکر متکلم نو دان اضافت یعنی لام جو مخصوص بہ الالت کرنا ہی مباشر غلام زید یعنی، غلام جو زید کے ساتھ مخصوص رکھنا ہو اور اگر عین سے
مضاف کا تو وان اضافت یعنی من بیانیہ جاوے گے ہوتی ہے چاہے مرکب ہو جیسے خاتم فضۃ یعنی انگوٹھی اور اگر نہ ہو جیسے ثوب خز یعنی کپڑا ریشم کا
ہوتے ہے چاہے صوم الیوم یعنی روزہ جو دن کے اندر واقع ہے تو جبکہ اضافت کتاب الطہارۃ کی لاوی ہوئی تو فقہ پر لوں ٹھہری کہ کتاب ہے جس میں
تمام الطہارۃ یعنی و کتاب جو بیان مسائل طہارت کا اسطرح ہو مرضوع ہے اور چونکہ طہارت عین کتاب نہیں لہذا شارح نے اسکی نفی کی واسطے کہ یہ اضافت
من والی نہیں ہو اور ان کی شرح میں جسکا مع الفخار ام کہا ہو کہ بیان اضافت یعنی کہ موجہ ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ یہ کتاب جو مسائل طہارت کے
بیان میں وَقَوْلُهُ تَعَالٰى فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَكِتَابُ الطَّهَارَةِ كِتَابُ کی تعریف جیسکو نام اور لقب ہوں مسائل کا اور سکو دونوں ہوتو یعنی کتاب اور طہارت
کی مضاف کہ موتوف ہے یا نہیں ھم یہ سوال ہے شارح اسکا جواب آگے دیتا ہو الراجح اعلم قول راجح یہ ہے کہ ان موتوف ہو ھم مگر مضاف
نام ہو کسی چیز کا تو نہیں اور دلیل ہیں قول صحت مرجوح ہے کہ اسکی تعریف اسکے اجزاء کے معلوم ہونے پر موقوف نہیں اسواسطے کہ نام ہوتا ہی
معنی افرادی سے پہلے ہو کل سے جیسا چھت اللہ کسیکا نام کہا اور قول راجح نوی یہ ہے کہ وابستہ اجزاء کے علم پر موقوف ہو ھم جو چھت کے
اللغوی جسکا نام ہو معنی دمعنی کا لحاظ ہو چنانچہ عقد بائع کا کسی چیز پر ہوتے ہے اب اگر کسے شارح قول راجح نہ لیتے کہ دونوں غیر لیتے تو اسکے
اور مضاف الیہ کا بیان شروع کرتا ہو فلا لکونہ یعنی صلۃ یعنی الحکیم یعنی، من یعنی بیان کا اور جسکے کتاب مصدر ہو کتب کا اور جسکے کتاب مصدر ہو کتب کا اور لیسی کی کتابت اور
اور صاحب ہو جو فرمے ہو کتاب کے معنی جمع حروف کے ہیں تو جسکے مقام کا لحاظ کیا ہو لغوی معنی کا اور جسکے کتاب مصدر ہو کتب کا اور لیسی کی کتابت اور
بھی اسکا مصدر ہو کذا فی المطول اور معنی مصدر وہ ہو جس کے ماضی مضارع اور نہی وغیرہ مشتقات بکلیں اور اسکے معنی معنی ہیں یعنی ہاں ایک جگہ کا اور دوسرا جگہ کے لفظ چنانچہ جلوس بیٹھنا قیام کھڑا
ہو اسکا جلوس مرفوع علی انہ اسم کان منصوبہ ہو جسکے ماضی مضارع اور نہی وغیرہ مشتقات بکلیں اور اسکے معنی معنی ہیں یعنی ہاں ایک

اور حکم طہارت کا یعنی وہ اثر اور ثمرہ جو طہارت پر مترتب ہوتا ہے مباح کر لینا ہے اس عمل کا جو حلال نہیں ہوتا بدون طہارت جیسے بغیر نماز کا پڑھنا اور مصحف کا چھونا ہم ثواب کو طہارت کا حکم کہنا اسواسطے کہ طہارت میں ثواب لازم نہیں کہ موقوف ہو نیت پر اور نیت طہارت میں شرط ہے نہیں وسببها اسباب جمع بها ما لا يحل فعله وضدا كان اغتسل للصلوة ومس المصحف اما هي اعني الطهارة او طهارت واجب ہیں بسبب دو فعل کے جو حلال نہیں ہوتا بدون طہارت کے خواہ وہ فعل فرض ہو جیسے نماز یا فرض نہ ہو جیسے مصحف کا چھونا صاحب البحر قال وعلى هذا الاقوال وقال كلام الكمال الظاهر ان السبب هو الارادة في الفرض والنفل کہ اس کے مصنف یعنی زین الدین ابن نجیم مصری نے بعد ذکر کرنے اقوال علماء کے سبب طہارت میں اور نفل کرنے کلام کمال الدین بن ہمام صاحب فتح القدیر کشی ہوا یہ کہا کہ قول ظاہر یہ ہے کہ طہارت کا سبب ارادہ کرنا ہے نماز فرض اور نفل کا ہم طہارت کے سبب تین چار قول ہیں جملہ اقوال حرجی کا ذاتی الجمع یہ ہو کہ سبب طہارت کا وہ سبب ہے کہ اقامت صلوۃ سبب ہے تیسرا یہ ہے کہ ارادہ نماز کا سبب ہے چوتھا یہ کہ وجوب صلوۃ سبب ہے وجوب صلوۃ صاحب فتح القدیر نے تیسرے قول پر ترجیح دیا اگر ارادہ نماز سبب ہو طہارت کا تو اسکا مقتضی یہ ہو کہ جب نفل نماز کا ارادہ کرے اور وضو کرے تو گنہگار ہو اگرچہ نماز نہ پڑھے حالانکہ ایسا نہیں ہوتا یعنی اگرچہ نماز کا ارادہ موقوف کرے تو بھی چاہیئے کہ وضو نہ کرنے سے گنہگار ہو اسکا جواب شارح آگے بطریق استدراک کے دیا بل الترك بارادة النفل مسقط الوجوب بذكره الزيلعي في الظهار سبب طہارت کا ارادہ نماز ہے لیکن نفل کا ارادہ کر کے نہ کرنے سے وجوب طہارت کا ساقط ہو جانا ایسا ذکر کیا ہے زیلعی شارح کنز نے باب الظہار میں ہم زیلعی نے کہا کہ جب نفل نماز کا ارادہ کیا تو طہارت کا سبب دور ہو گئی پھر جبکہ نفل پڑھنے سے دل ہٹا تو طہارت بھی ساقط ہو گئی اسواسطے کہ طہارت کا وجوب تو نماز ہی کیواسطے تھا کذا فی الظہیریہ وقال العلامة قاسم في تصحيحه الصحيح ان سبب وجوب الطهارة وجوب الصلوة اذ بارادة الاداء الا بحل الا بها اور علامہ قاسم نے اپنی تصحیح میں کہا کہ اقوال مذکور و بین سے صحیح قول یہ ہے کہ وجوب طہارت کا سبب وہ ہونا ہے نماز کا یا ارادہ کرنا اس فعل کا جو حلال نہیں ہوتا بدون طہارت کے ہم طحطاوی نے کہا کہ یہ قول یعنی وجوب نماز کو سبب کہنا طہارت کا نماز نفل کی طہارت کو شامل نہیں اسواسطے کہ بیان وجوب نہیں بموجب مفہوم طہارت کا مگر یہ کہ اسکو ارادہ یا لایحل کے تحت میں مع لاحظہ استدراک داخل سمجھے وقيل سببها الحدث في الحكمية اور بعضوں نے کہا کہ طہارت کا سبب حدث ہے بحسب حکمیہ یعنی ہم بحسابت حکمی وہ جو شرع کے حکم سے حکمی مناسبت ثابت ہوئی ظاہر میں کوئی مناسبت بذریعہ محسوس نہیں وہو وصف شرعي يحل في الاعضاء يمنع الصلوة وهو وصف شرعی صفت ہے اعضا میں ساری اور طاری ہو جاتی ہے طہارت کو دور کرنے والی ہے ہم وصف اور صفت لغت میں مترادف مصدر ہیں لیکن اصطلاح میں صفت عبارت ہے اس معنی سے جو موصوف میں قائم ہے اور وصف ذکر کرنا ہے موصوف کی صفت کا بغرض اطلاع وصف کذا في الفتح واقيل انه كالصفة شرعية قائمة بالاعضاء اي غالبة استعمل المرسل فيما يحل في الوضوء یعنی صفت شرعی ہے حدث کی تعریف اطرح کی ہے کہ حدث اہلیت شرعی ہے یعنی حکم شرع مانع ہے نماز وغیرہ کو وہ اہلیت قائم ہے اعضا میں نامستعمل مرسل یعنی جب پانی نہ پایا تو کہا استعمال نہ ہونا وہ قائم ہے تو یہ تعریف بثمرہ حدث ہے یعنی مانع نماز وغیرہ ہونا حدث کا اثر اور ثمرہ ہے اور حقیقت حدث کی وہی ہے جو ذکر ہوئی یعنی وصف شرعی مزیل طہارت ہو والخبث في الحقيقة اور طہارت کا سبب بخاست جسکو ہم بخاست حقیقی من وجہ عین مستقذر شرعا اور وہ وہ عین ہے جسکو ہم پاک کہیں والی ہے شرع کے حکم سے جیسا پیشاب بول و براز اور شراب شرع کی قید سے ظاہر مستقذر طبعی خارج ہو گیا جیسا نجس بالنص وقيل سببها القيام الى الصلوة اور بعضوں نے کہا کہ طہارت کا سبب قائم ہونا نماز کیواسطے یہ تیسرا قول ہے اقوال مذکور میں سے اور شارح نے بیانمیں جو صاوقيل الى اخره اظهر وضد ظاهر اور وہ دو قول ہیں یعنی حدث اور خبث کا سبب ہونا اور قیام صلوۃ کا سبب ہونا اہل ظاہر کیطرف نسبت کیا گیا ہے اور دونوں قول کا نادرہ آدمی حقیقت ہونا ظاہر ہے ہم اہل ظاہر وہ علماء ہیں جو قرآن اور حدیث کے ظاہر مطلب پر عمل کرنے ہیں اجتہاد کے منکر ہیں انکا مجمل داؤد ظاہری ہے جو فساد قول اول کی یہ ہے کہ حدث اور خبث طہارت زائل کرنے کیلئے برعکس طہارت اسکے وجود کے تواان ہونگے اسواسطے کہ ایک چیز وجود اور عدم کا سبب نہیں ہو سکتی

اسکا جواب یوں دیا ہے کہ حدث اور خبث طہارت سابقہ کے اقسام ہیں اور طہارت لاحقہ کو موجب ہیں تو کچھ منافات نہ رہی اور قول ثانی کی وجہ فساد یہ ہے کہ ایک موجبہ نمازوں کو اسلئے کافی ہے اور اگر قیام کو سبب طہارت کا نہ لار دیجئے تو لازم آتا ہے کہ ہر نماز کیواسطے تازہ وضو واجب ہو بموجب قولہ تعالیٰ اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغْسِلُوْا الآیۃ کا مطلب یہ ہے کہ جب تم ارادہ کرو نماز کا اور باوضو نہ ہو تو وضو کرو حتیٰ شارح مدینۃ النور نے تسمح فی ترجیح احد الدلیلین کو قبول نہ کیا اور اسکو دلیل سمجھکر کہ طہارت کے سبب میں اختلاف کا اثر ظاہر نہیں ہوتا ہے مگر تعلیقات کی مانند میں کہتا ہوں کہ ہم تعلیقات سے ایک جگہ کا نواد دوسری جگہ پر معلق ہونا جانتا ہوں سو کیا معلوم ہو کہ الی ان وجد علۃ طہارۃ فافہم ثانیاً چنانچہ اس شعلیق میں کہ تو دہ ہے نے دیوسکو کہا کہ اگر سبب طہارت واجب ہوگی تو بعینہٖ طلاق سے ہم تو ہمارا قول کے نزدیک سبب طہارت کا متحقق ہوگا تو طلاق واقع ہوگی چنانچہ صاحب بحر کے نزدیک ارادہ نماز سے اور حدث اور خبث سے حسی کے نزدیک اور قیام الی الصلوٰۃ سے ظاہر یوں کے نزدیک اور وجوب نماز سے علامہ قاسم کے نزدیک طلاق واقع ہوگی دون الاول فلا اجتماع علی عدم بل لاجتماع علی وجود ہما فافہم ثالثاً عن احمد فیخرج کما فی التوشیح اس اختلاف کا ثمرہ گنا ہے کہ اگر ہم سوگا کہ بلا کہے سکا اختلاف گنا ہ کے ہونے میں سبب مختلف ہونے سے اور ہم قائل کے نزدیک بلا کہے سے اور قائل کے نزدیک کہنے سے اور قیام سے اور حدث سے اور خبث سے حسی کے نزدیک اور قیام الی الصلوٰۃ سے ظاہر یوں کے نزدیک اور وجوب نماز سے علامہ قاسم کے نزدیک طلاق واقع ہوگی دون الاول فلا اجتماع علی عدم بل لاجتماع علی وجود ہما فافہم ثالثاً عن احمد فیخرج کما فی التوشیح اس اختلاف کا ثمرہ گنا ہ کے ہونے میں سبب مختلف ہونے سے اور ہم قائل کے نزدیک بلا کہے سے اور قائل کے نزدیک کہنے سے اور قیام سے اباحۃ کیا ہی فوشیح میں وفیہ الاقرار فی الترجمۃ من حقہ ذکرہ فی ربل وعلیہ ہما متعلق بقولہ لہ کما فی ملتقی الابحر والوقف کما ہو المعروف عندہم ثم تسمیح کے کلام کو کہ سو دفن ہو گیا۔ جو مراد ہم ہیں تو ہمارا اختلاف کا ثابت کرنا گنا ہ میں بلکہ وجوب طہارت وسنت کی ساتھ ہے وقت کے آنیسے جیسے نماز کے ادا کرنے میں وسعت ہے ہم جبکہ وقت تنگ ہوا تو طہارت اور نماز میں وجوب تنگی کے ساتھ ہوگا جیسے وقت تنگ ہوگا تو تاخیر طہارت اور نماز کی گنجائش نہ رہیگی وتنزل منزلۃ ما کان عشرۃ عامل فی الاشباہ اور طہارت کی شرطیں نیز ہیں بنا بر اُس بیان کے جو کہ شباہ میں ہے ہم شرائط جمع ہے شرط کی اور شرط اسمیں شرط ہے اور شرط وہ ہے جسکو عدم ہو عدم مشروط کا لازم آوے اور اسکو وجود ہو مشروط کا نہ وجود لازم ہو نہ عدم کذا نے الخطاوی شرائط ہم ازاں اجملوا وجب طہارت کی فرضیں ہیں ہم شرائط وجوب کی گو کہتے ہیں کہ جب وہ شرطیں نہ ہوں تو آدمی پر وجوب طہارت کا نہ اداً واجب ہے اور لازم ہو وشرائط صحتہم ثالثہا ہم اور صحت طہارت کی شرطیں چار ہیں ہم سوا ان دو کے جنکو کہتے ہیں کہ طہارت بدون ان شرطوں کے صحیح نہوا اور بحیہ لازم نہیں کہ جب وجوب کی شرط ہو تو صحت کی بھی شرط ہو جو نہ ہو دیکھو اگر کوئی جگہ طہارت کرے تو اوسکی طہارت صحیح ہوگی حالانکہ طہارت کرنا منیر یہ واجب نہیں وتظہیم شیخ مشائخنا العلامۃ علی المدنی شارح المنیۃ فقال شرائط الوجوب العقل والاسلام وقولہ ہم ثالثہا کما اختیارہم ازاں شرائط کو نظر کیا جاوے اسناد دون کے اوسناد علامہ علی مقدسی کی طرف منظور ہے شارح منیہ سے یوں کہا کہ وجوب طہارت کی شرط عقل ہے اور اسلام اور تکلیف جو کہ منظور کے استعمال پر اوہ پانی کا ہونا اور احتلام یعنی بالغ ہونا ہم تو ممنون ہوا ہم پر اور منظور علم الیدین والعلمین پر اور فائدہ الطہر بین پر جسکو پانی اور خاک پاک نہ ملے اور منیر یہ طہارت واجب نہیں ہے وحدث ونجس وحیض ونفاس وانقضاء وقت ہم وجود حدث کا مستمر ہونا کبرا اور عدم حیض اور عدم نفاس اور عدم گنجائش وقت کی جیسکہ ہو کہ اگر وہ ہو تو بھی وجوب طہارت کی ہم تو منتفی غیر محبوب پر اور حیض اور نفاس والی عورت پر اور وقت صلوٰۃ کے وسعت میں طہارت واجب نہیں ہے وقد یجامع عموم التیمم کما تقدم ہم فانہ فقد فیہا وجنسہا فان یقول کل ما یتیمم علیہ یطہر ہم اور صحت طہارت کی شرط تمام ظاہر طہارت مطلقاً کی گذر اتنا پھر دوسری اور تیسری شرط عورت کے حق میں منتقل ہوا اوسکے نفاس اور حیض کا اور جو حتمی شرط صحت کی دو ہیں مانع طہارت کا یہ ہیں پہلا مانع آنکھ کا بھیڑا ہم دوسرا ہم بہنہ جسکو ہم طوطا سی کہا کہ عدم حیض اور نفاس وجوب طہارت کی یہی شرطیں ہیں اور صحت طہارت کی بھی لیکن جہت مختلف ہے فوجوب ہر خطاب کا یہ ہے کہ ہو سکے اور صحت ہوا ادا ہی واجب کیوجہ سے وجعلہا بعضہم رکنا وبعضہم فی طہارت کی شرط کہکر جار قسم ٹھہرایا ہے متنزع جوہا اسلئے ایک قسم طہارت کی وجود محسوس کی شرط ہے یعنی وہ شرط کہ طہارت بدون اوسکے خارج میں محسوس اور مشاہد ہو سو اسمیں تین شرطیں ہیں وہو الجریان علی العضو الاصلی وہو الفرج الخارج المعتاد ہم ایک تو یا یا جانا اُس چیز کا جو نجاست کو زائل کرنے والی ہو جیسا کہ پانی ہے

Marfat.com

دوسرے ہو اُس چیز کا جس سے نجاست دور کیجاوے چنانچہ بہن اور کپڑا مثلاً جو پیشاب سے آلودہ ہوا اُس کا پیشاب کو مثلاً پانی سے نجاست کو استعمال کرنا اور وجود اُس کا شرط ہے

دوسری قسم طہارت کی وجود شرعی کی شرط عینی و حسی دور کرنا طہارت کا وجود و تحقیق شریعت میں معتبر نہیں بدون اسکے کہ ازالۂ نجاست حکمی مشروع الاستعمال فی مثلہ شرط نہ کرے ہونا ہے نزیل کا مشروع الاستعمال بسبیل حکمی مشروع ہونا چنانچہ طہارت پانی کا استعمال کرنا وضو اور غسل میں مشروع ہے بخلاف نجس کہ جس نزیل کو جس نزیل پر کیا ہو شریعت میں معتبر کیا ہوا اُسی سے وہاں طہارت حاصل ہوگی اور چیز ہائے نجس نہیں اور طہارت اور رخصت پاک ہوگا کپڑا اور بدن اور جگہ

بلوغ اسلام و عدالت و شرط صحت ادا و لزوم اتمام و عدم فساد ہے چوتھی قسم صحت طہارت کی شرط صحت اور ہونا ہے طاہر کہ یہ والی چیز کا اس چیز کے محل میں نافع نظیر کے مہیا کے ساتھ ہم اس طہارت سے مراد حدث ہے کہ حائض اور نفساء نہ ہو اور محل طہارت سو مراد عضو ہے اور عدم مانع سو مراد بھی ہے کہ اشتمال طہارت میں نافع نہ ہو کذا فی الطحطاوی و وظیفہ اقفال ۵ تعالیٰ شرط الوضوء عمومًا مشمشة فاقهم وتأمل بعض مذکورہ شرائط طہارت کو اُن طہارت کے ساتھ خاص ہونے کے واسطے اور بعض کو عام ہونے کے واسطے اور کو اس واسطے مخاطب کیا کہ اس مخاطب کو ضروری شرط حکم متعلم میں ہیں چار اور آٹھ یعنی بارہ شرطیں ہیں ۵ فشرة وجود الحس منها المتلة بالاعضاء وقدرة امكان استعمال الماء الطاهر وعدم حائل تو اُنہیں سو وجود حسی کی تین شرطیں ہیں کہ ایک اُنہا کا سلامت ہونا جسکو سابق شرطیں میں وجود المراد منہ کہا تھا اور دوسری شرط ندرت مخلہ خالص پانی کے استعمال کرنے پر قادر ہونا اور وہ پانی تیسری شرط ہے شرط محقق نہ کہ رہیں کے ساتھ جسکو شرطیں میں شرائط تعبیر کیا تھا پانی

۵ وشرط وجوب الشرع خطابا ميان ظنان ما وعدم طهاريه وعدم طهوريته ايضا فهم بيان اور وجود شرعی کی شرط کو ہے خود اور شرائط کو سرد و مطلق پانی ہے اور کے پاک ہونے کے ساتھ اور دسکو پاک کرنے پر بھی ساتھ موظف طاہر ہونے کے ساتھ ہم شرع کو وجود طہارت کی تین شرطیں ہیں کہ ایک پانی کا مطلق ہونا دوسرے اُسکا پاک ہونا تیسرے اُسکا مطہر ہونا یعنی پاک کرنیوالا ان شرائط کو شرائط شرعی کہا تھا کہ یہ ان کا استعمال فی مثلہ کے ضمن میں تعبیر کیا پانی مطلق وہ جو بدون اضافت کے بولا جاوے اسکو مقابل پانی مقید ہے جو اضافت کے ساتھ بولا جاتا ہو چنانچہ ماء الورد و یعنی گلاب کا پانی یا ماء البطیخ یعنی تربوز کا پانی سو پانی مقید ہے سو وضو اور غسل درست نہیں چنانچہ آگے معلوم ہوگا ۵ وشرط وجوب وجوب الاداء البالغ العاقل هم الحدث التيمم بالعقل بالبلوغ اور وجوب طہارت کی شرط اسلام ہے جو ان کا حدث کے ساتھ اور تمیز کرنا عقل سے اسی مخاطب فوائد کے قصد کرنوالے ہم یعنی وجوب طہارت کی چار شرطیں ہیں اسلام بلوغ عقل حدث دریافت کرنا چاہیے کہ بعض نسخے رالقنوا میں بجائے یا عاقلی کے باہمان مکتوب ہے صواب ظاہر اصحیح نہیں وزن کے برہم ہونے سے اور قطعاً وہی اور حلبی رالقنوا کے مخشیون نے یا عاقلی کی تصریح کی ہے اور اسکی تعریف یا فعلہ القوام کی وطحطاوی کہا تو عاقلی ہے فاعل ہوا سکی یعنی عاقلہ کو اور حلبی نے اسکو بھی اختیار کیا ہے ۵ وشرط وجوب التصرف الوضوء وان ما متيقنا بالصلاة الا بعد دخول وقتها بسمع وعرض تيمم الخ الى ان وضوء قبلها لاعطى ذوى الاسنان اور وضو صحیح ہونیکے پہلے شرط زائل ہونا اُس حدث کا جو پانی کو ہدیہ پہنچے وہ چنانچہ سوم اور آٹھ کا کہ پہنچ ہدیہ دوسری شرائط ہیں ہو اور حدث اندر کو نہی فاعل نہ آوے اسی مخاطب بڑوں کے بڑے ۵ وقد يكون اهل هذين الصنفين الصنف الاول هم العدل الذي ليس هل الذي الثاني دران دو قسم شرطوں پر دونے کے ساتھ پانی کا پاتیکا بھی زیادہ ہے کیا ہے پھر شرط امام ثانی یعنی ابو یوسف کے نزدیک نہیں ہے گو لفظ کا قول معتمد ہے ہم حنفی مذہب کی کتابوں امام بولتے ہیں امام اعظم نعمان بن ثابت ابو حنیفہ کو اور ثانی کہتے ہیں قاضی ابو یوسف یعقوب کو جو بڑے شاگرد ہیں امام کے اور ثالث کہتے ہیں محمد بن حسن شیبانی کو جو دوسرے درجے کے شاگرد ہیں امام کے اور تیسرے ہیں امام ابو یوسف کو اور طریقے کہتے ہیں امام اور محمد کو اور صاحبین کہتے ہیں ابو یوسف اور محمد کو اُس اصطلاح کو یاد رکھنا چاہیے وجعفيفة من الصلوات وصفت طہارت کی یہ ہے کہ وضو فرض ہے نماز کے لئے نماز فرض ہو خواہ نفل ہو واجب الطواف اور واجب ہو کیونکہ مظہر کے طواف کیواسطے قل ومس المصحف للقرآن بان الطهر من الاكابر اور مضمون اُس حدیث کا جسکے ساتھ پانی کو ناپاک نہیں کرتا مگر جس پر اثر نجاست کا ظاہر ہو یعنی اس آیت میں کہ لا يمسه الا المطهرون نہ ہو نہ لگانے کتاب کو کہ اگر وہ قول لیں جسمیں کہ مطہرین سے ملائکہ مقربین مراد ہیں اور کتاب سے لوح محفوظ ہے اور دوسرا قول یہی ہے اور اسی قول پر اکثر مفسرین ہیں

کرکتاب سے مراد قرآن ہو خواہ فاسد مرکب ہو جیسے نقوش دالہ اور مطہر ہی سے مراد پاک کی دی ہیں وہ قول ہو نسبی ظاہر ہو کہ آیت کی دلالت قطعی نہیں کہ
یعنی نہی سے حدث سے مراد حدث ثابت نہیں ہوا اور واجب ثابت ہوتا ہے تو مجموعہ کتابہ کی رسمی معجمت کہ اسطرح عبارت فرض ہوتی تو مراد اس کی بصحبہ ہو کہ فرض علمی ہو کذا
فی الفتح کا بالصوم وصدقۃ الفطر اور دنوست ہو سہ ہنگو قت ھم فتاوی قاضی خان میں ہے کہ جب سونیکا ارادہ کرے تو وضو کرنا مستحب ہے
اور شارح نے اسکو سنت کہا ہو وصندوب وسنۃ وقالت موقعلہ کذا فی الحر الرائق صلوا بعد الذبیحۃ غیبۃ وقعدۃ وتیمم والکل ظاہر حدیث
وبعد کان خضخضۃ قولہ ومن خلاف العلماء اور وہ مستحب ہیں ہیں اور کئی مقام میں جنکو میں نے مزامین میں مذکور کیا ہے انکو لعبہ کہ کر اس
نسبت اور تہمتہ مارکے ہنسی اور شرخرافی اور اونٹ کے گوشت کھانیکے بعد اور سگنا کے بعد صغیرہ یا کبیرہ اور عالمون کے خلاف ہونیکے
داسطے ھم وہ خرخوانی مراد ہو جو حکمتون سے اور مرہم نبوی سے خالی ہو اور صفیون کے نزدیک وضو کرنا واجب ظاہر حدیث
کی دلالت سے اختلاف علمائی مثال جنابت میں جسکو مس کرکر اور مس عورت امام شافعی کے نزدیک وضو کا ناقض ہے لیکن ہمارے نزدیک ناقض نہیں تو اگر احادیث دلالت کریں
تو مستحب یہ ہو کہ بہرہ وضو کرلے تاکہ بالاتفاق نماز ادا ہو کذا فی الطحطاوی مناسب دلائل الاستحباب کہا میں نے خزائن کیفیت جو ہم کیا دان لفظ وضو کی
مدارست اور وضو پر دوضو کرنا مذکور ہے لیکن شرنبلالی نے مستحبات نکوہ کے کو یون نقل کیا ہے کہ مستحب ہو تیکے بعد بیدار ہو کر اور وضو پر دوضو
اور وضو پر دو وضو کرنا جیکہ مجلس بدلے آدمیت کے فصل ہو یکو اور اوسکو اٹھانے کیواسطے اور نماز کے ہر وقت میں وضو کرنا اور جنابت کو فسل سے پہلے
وضو کرنا اور کھانے اور پینے اور سونے اور جماع کیوقت اور غصہ کیوقت سب سے اور قرآن اور حدیث کے پڑھنے کیواسطے اور حدیث کی روایت اور
علم کے درس کے لیواسطے اور اذان اور اقامت اور خطبہ پڑھنے کیواسطے اگرچہ خود خطبہ ہو اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیواسطے اور
وقوف عرفات اور مسجی مزدلفہ اور کعبہ شریف کے چھونیکے لیواسطے اور انکی تنظیر کی جہت سے انتے اور نہر الفائق میں ہے اور عورت کے محاسن دیکھکر اور مطلق
ذکر کیواسطے اور بے نماز کیواسطے اگرچہ وضو موجود ہو کہ شاید غیبت اور کذب صادر ہوا ہو سوا گر وضو نہو سکے تو تیمم میں کرلے اور گناہ دور ہو کی
غیبت کر یا ایسا ہو فتاوی صغیرہ میں تو یہ شارح کی مذکورات کے ساتھ تیس اور کئی مقام میں جنمیں وضو مستحب ہو انتہی نافی دلائل الاسرار وضو کرنا
غسل صحیح نہ ہو ل بخیر اور طہارت کا رکن دھونا ہو اور مسح کرنا اور نجاست کا دور ہو جانا ھم بحر الرائق میں ہے کہ طہارت کے ارکان چار
ہیں جنمیں تین عضو کا دھونا اور جو خمائی سر کا مسح کرنا اور تحقیق اکثر میں سارے بدن کا دھونا اور نجاست میں سارے بدن کا دھونا اور نجاست حقیقی
یہ ہیں جو نظر آتی ہو تو اسکو جسم کہو اور کذا اور جو نظر نہ آتی ہو تو اوسکی جگہ کو تین بار دھونا اور ہر بار نچوڑنا اگر اوسکا نچوڑنا ممکن ہو ورنہ ہر بار ہر چوڑنا ممکن
کرنا آخر سترھم کے بیان پر بھ سب آگیا اور نچوڑنے اور خشک کرنیکو شمار نہ کرنے اسطرح بیان کیا کہ وہ دونون ممکن طہارت کے نہیں ہیں بلکہ طہارت
کی شرطین ہیں کذا فی الطحطاوی وانما ھما وراء وعرفا اور طہارت کا ہتیار یعنی جس سے طہارت حاصل ہو وہ پانی اور مٹی ہو اور مانند اوسکی جانچہ
زمین کا خشک ہونا اور سونہ مگر ان خانچہ آگے اسکا ذکر آوے گا وبیانہا یہ اذا قمتم الی الصلوٰۃ اور جو طہارت کی دلیل اذا قمتم الی الصلوٰۃ کی آیت
ہے ھم پوری آیت یون ہے یا ایھا الذین اٰمنوا اذا قمتم الی الصلوٰۃ فاغسلوا وجوھکم وایدیکم الی المرافق وامسحوا برؤسکم وارجلکم
الی الکعبین وان کنتم جنبا فاطھروا وان کنتم مرضی او علی سفر او جاء احد منکم من الغائط او لمستم النساء فلم تجدوا ماء فتیمموا صعیدا
طیبا فامسحوا بوجوھکم وایدیکم منہ ما یرید اللہ لیجعل علیکم من حرج ولکن یرید لیطھرکم ولیتم نعمتہ علیکم لعلکم تشکرون وکنتم بنی ایمان الخ
جب تم اٹھو نماز کو تو دھو لو اپنے چہرے اور اپنے ہاتھ کہنیون تک اور مل لو اپنے سر کو اور پاؤن کو ٹخنون تک اور اگر تم کو جنابت ہو تو خوب فسل کرلی حاجت ہو تو
تو خوب طرح پاک صاف ہو اور اگر تم بیمار ہو یا سفر پر ہو یا کوئی شخص تم میں سے آیا ہے حاجت سے یا اپنے عورتوں کو تو نہیں پایا تم نے عورتوں کو یعنی انسے صحبت کی پھر نہ پایا پانی
تو قصد کرو زمین پاک کا اور مل لو اپنے چہرے اور اپنے ہاتھ وہان سے اللہ نہیں چاہتا کہ تم پر کچھ مشکل رکھے لیکن چاہتا ہے کہ تم کو پاک کرے اور اپنا احسان تم پر پورا
کیا چاہئے شکر کرے شاید تم احسان مانو تو یہ آیت مقدسہ طہارت صغری اور کبری یعنی وضو اور غسل کو اور طہارت آبی اور خاکی سب کو شامل ہے

وَهِيَ مَدَنِيَّةٌ اجْمَاعًا کَمَا فِي الْاِتْقَانِ اور وہ آیت مدنی ہے جو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان نازل ہوئی ہے بالاتفاق مفسرین ھم یہ آیت سورہ مائدہ میں ہے اور وہ سورت قرآن میں سب سے آخر نازل ہوئی ہے سیوطی نے اتقان میں کہا کہ مدنی وہ ہے جو ہجرت کے بعد نازل ہوئی اگرچہ غیر مدینہ میں اور مکی وہ ہے جو ہجرت سے پہلے نازل ہوئی اگرچہ مکہ میں اور کہا نزول ہوا ہو بھی قول صحیح ہے تو کذا فی المطہری وَاَجْمَعُوْا اَنَّ الْاٰيَةَ فَرْضٌ وَالْغُسْلَ فَرْضٌ عَمَلًا بِالْمَنْصُوْصِ الصَّلٰوةُ بِتَعْلِيْمِ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاَهْلِ سِيَرٍ یعنی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور احوال کے بیان کرنے والوں نے اتفاق کیا ہے کہ وضو اور غسل کا منصوص میں فرض ہونا نماز کے فرض ہونے کے ساتھ جبرئیل علیہ السلام کی تعلیم سے ہوا فَاِنَّهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لَمْ يُصَلِّ قَطُّ اِلَّا بِوُضُوْءٍ اور آپ کبھی نماز نہ پڑھتے تھے مگر وضو کے ساتھ اور غسل نہ کرتے تھے مگر وضو کے ساتھ اور اسی اتفاق کو کسی علیحدہ گروہ اہل اسلام نے کبھی نماز بدون وضو کے نہیں پڑھی ھم یہ جواب ہے اس سوال کا کہ شاید آنحضرت نے بدون وضو کے نماز پڑھی ہو بوجہ عدم فرصت وَهُوَ قَوْلٌ هُوَ مَرْدُوْدٌ بِالدَّلِيْلِ الْعَقْلِيِّ وَالنَّقْلِيِّ وَهُوَ قَوْلُ اَنْبِيَاءِ الشِّيْعَةِ بلکہ وہ مردود نا شریعت ہے جس پر سب اہل گروں کا اس حدیث کی دلیل کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مکرر کے فرمایا کہ یہ ہمارا وضو ہے اور ان پیغمبروں کا جو مجھ سے پہلے تھے وَقَدْ تَقَرَّرَ فِي الْاُصُوْلِ اَنَّ شَرْعَ مَنْ قَبْلَنَا اِذَا قَصَّهُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَوْ رَسُوْلُهٗ مِنْ غَيْرِ اِنْكَارٍ وَلَمْ يُظْهَرْ نَسْخُهٗ وَاجِبُ الْعَمَلِ اور البتہ اصول فقہ کے علم میں یہ امر ثابت ہو چکا ہو کہ اگلوں کی شریعت ہماری بھی شریعت ہے یعنی اہل اسلام کو بھی اوسپر عمل کرنا چاہیے بشرطیکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اور اوسکے رسول نے حدیث میں اسکا بیان کر دیا ہو بدون انکار کے یعنی ناپسند کیا ہو اور اوسکا منسوخ ہونا ظاہر نہ ہوا ہو ھم شریعت سابقہ کا بیان قرآن میں کقولہ تعالیٰ کَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان فرمانا احادیث میں چنانچہ صوم عاشورا مسلم کرنا جاہو کہ یہاں ایک سوال وارد ہوتا ہے تقریر اوسکی یہ ہو کہ جب نماز فرض ہو چکا تھا مسجد میں نماز کے ساتھ جبرئیل علیہ السلام کی تعلیم سے اور پیشتر شریعت سابقہ غیر منسوخ بھی ہو تو مدینہ منورہ میں آیت وضو کے نازل کرنے کیا فائدہ ہے اسکا جواب شارح نے اگلے قولین ذیل میں دیا ہے قَوْلُهٗ لِلْحُكْمِ الْمَذْكُوْرِ اَوْ لِاخْتِلَافِ الْعُلَمَاءِ الَّذِيْ هُوَ حِكْمَةٌ قولہ فائدہ نزول آیت وضو کا خوب ثابت کر دیا ہے اُس حکم کا جو قبل نزول اسکے ثابت تھا اور دوسرا فائدہ حاصل ہونا عالموں کے اختلاف کا جو حسب ہوا مت کیواسطے ھم چونکہ وضو خود عبادت مستقل ہیں بلکہ تابع نماز ہے تو احتمال تھا کہ امت کے لوگ اسکی شان کا اہتمام نہ کریں اور اسکی شرائط اور ارکان کی مراعات میں تساہل کریں طول عہد اور افتراق اقاتلین کے جو حسب پر خلاف اوسکے جبکہ اثبات وضو کا اوس نفس متواتر سے ہوا جو ہر زمانے میں اور ہر مکان میں باقی ہے تو احتمالات مذکورہ کی گنجائش نہ رہی اور علما کا اختلاف سے آیت مذکور کے عدد فرائض میں سو منشعب عالم کہتے ہیں کہ فرض چار ہیں اور بعضے زیادہ کہتے ہیں اور بعضے آٹھ ھم جیسے چل کر تو دو ہیں اور بعضے فقط ہاتھ لگانے پر اور جس عضو کے مسح کرنیکا حکم ہے آدھیں اختلاف ہو کہ کل عضو کا مسح مراد ہے یا جو تہائی کا یا اس سے بھی کم کذا فی المطہری اور اختلاف علما کا رحمت ہونا دیا جہ کتاب ہیں مذکور ہو چکا كَيْفَ فَاسْتَمِعْ عَلٰى تَيْفٍ وَسَبْعِيْنَ حُكْمًا مَبْسُوْطَةٍ فِيْ الْاَعْرَاضِ فَوَائِدُ الْهِدَايَةِ کہہ کر مکرر فائدہ نہوا آیت طہارت کے نزول میں حالانکہ وہ آیت شامل ہے ستر اور کسی حکم کی پر جو ضیا کے باب التیمم میں فوائد ہدایہ سے مشروحاً مذکور ہیں وَعَلٰى عَمَائِيَةِ اَمْوَالٍ كُلُّهَا مُتَنَاثِرٌ حالانکہ آیت مذکورہ شامل ہے آٹھ چیزوں کی ہر ایک اُنمیں دو دو ہیں یعنی ہر دو چیز میں دو شیئیں ہیں تو سولہ ہوئے طَهَارَتَانِ الْوُضُوْءُ وَالْغُسْلُ شامل ہے دو طہارت کے وضو اور غسل ھم وَطَهُوْرَتَانِ لِلْمَاءِ الْقَلِيْلِ وَالْكَثِيْرِ دو پاک کرنیوالیوں پر کہ پانی اور خاک ہیں وَمُكَفِّرَتَانِ الْغَسْلُ وَالْمَسْحُ اور دو حکم کرنیوالے ہیں دھونا اور مسح کرنا ہی وَمُوْجِبَتَانِ الْحَدَثُ وَالْجَنَابَةُ اور طہارت کے دو موجب ہیں کہ حدث اور جنابت ہیں وَمُجَوِّزَتَانِ الْمَرَضُ وَالسَّفَرُ اور تیمم کے دو مباح کرنیوالوں پر کہ بیماری ہے اور سفر کی وَدَلَائِلُهَا التَّفْصِيْلُ فَالْوُضُوْءُ وَالْاِجْمَالُ وَالْغُسْلُ اور دو دلیلوں پر دلیل تفصیلی وضو میں اور دلیل اجمالی غسل میں ھم وضو میں دھونے اور مسح کرنے کے اعضا کو منفصل بتایا اور غسل میں سب بدن کو مجمل فرمایا کہ فَاظْهَرُ جُزْءٍ اَيْ مِنْ طَهَارَةِ الْمُبْتَدِئِ الْمُحْدِثِ اَوِ الْجُنُبِ الْمُتَوَضِّئِ اور دو کنایہ پر کہ عَنِ الْبَوْلِ اور غائط سے ہو جاوے ھم کنایہ ہے لفظ ہو کہ معنی مراد پر مرسیگا دلالت نکرے سو غائط لغت میں پست مکان کو کہتے ہیں یہاں قضائے حاجت بشری

مراد ہو جس سے مرتب ہے تفسیر حاصل کا اور اداء کرنے تو بہت مکان کہ بیٹھ جانے اور بلاست لغت ہیں ناخن لگانا نیکو بولتے ہیں بیان مراد جو اجمام سو اسکو
کہ وجوہ اس کا اراد ہ کرتا ہے فرویس وکار بند شروع کرتا ہے کذا فی المطلع ف وَلْيَمْكِنِ الْمُتَوَضِّئُ الْاَقْطَعُ وَاِقْطَاعُ الْيَمِيْنِ اَوْ بَعْضِهٖ شَهِيْدٌ عَلَى الْمَذْهَبِ
کہ وجوہ اس کا اراد ہ کرتا ہے فرویس وکار بند شروع کرتا ہے کذا فی المطلع ف وَلْيَمْكِنِ الْمُتَوَضِّئُ الْاَقْطَعُ وَاِقْطَاعُ الْيَمِيْنِ اَوْ بَعْضِهٖ شَهِيْدٌ عَلَى الْمَذْهَبِ
مِنْ اَدَاءِ مَا عَلَى الْاَصَحِّ مِنْ آيَةٍ اَوْ اَكْثَرَ فِي الْجَوْهَرَةِ اور دو زبر گیوں پر منبع حق تعالی نے اپنے مومن بندوں کو طہارت میں دو طرح کی زبر گی عطا کی ایک
تر کنا ہوئی سو ایک کو رد نیا فی فرمایا تعالی یُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ تمام نعمت ہوا اور سکو شبہ ہو کہ مرسب اس تدکی
دلیل ہو کی حد و مسوح کرنے پر بیٹھ کی کر کو گا و شبہہ مرگا ایب ذکر کیا ہو جہ رہ میں جو قید درسی کی شرح ہو و اِنَّمَا قَالَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ دُوْنَ اَنْتُمْ يَعْبُدُوْنَ
كَلَامُ اَمْرٍ اَنْ يَقُوْلَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَاَلَهٗ وَالضَّمِيْرُ لِلْمُخَاطَبِيْنَ وَكَانَ حَقُّهٗ اَنْ يُّقَالَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ اَنْتُمْ وَلٰكِنَّهٗ عَدَلَ عَنِ الْخِطَابِ اِلَى الْغَيْبَةِ وَاَسْنَدَ الْفِعْلَ اِلَيْهِ وَاَخْرَجَ الْكَلَامَ مَخْرَجَ الْاِخْبَارِ عَنِ الْغَائِبِ وَهُوَ اَبْلَغُ فِي التَّحْقِيْقِ لِاَنَّهٗ اَذَا اَسْنَدَ الْفِعْلَ اِلَى الْمُخَاطَبِ اَسْنَدَهٗ اِلَيْهِ بِاَنْ يَّقُوْلَ اَنْتُمْ وَاِذَا اَسْنَدَهٗ اِلَى الْغَائِبِ اَسْنَدَهٗ اِلَيْهِ بِاَنْ يَّقُوْلَ هُمْ فَاِذَا اَسْنَدَهٗ اِلَى الْمُخَاطَبِ فَقَدْ اَسْنَدَهٗ اِلَيْهِ بِوَاسِطَةٍ وَاِذَا اَسْنَدَهٗ اِلَى الْغَائِبِ فَقَدْ اَسْنَدَهٗ اِلَيْهِ بِوَاسِطَتَيْنِ وَهُمَا الْمُخَاطَبُ وَالْمُتَكَلِّمُ فَكَانَ اَبْلَغَ فِي التَّحْقِيْقِ وَاَدَلَّ عَلَى الْقُدْرَةِ وَاَبْعَدَ عَنِ الْاِتِّكَالِ عَلَى الْاَسْبَابِ وَاَقْرَبَ اِلَى الْاِخْلَاصِ وَاَدْعٰى اِلَى الْاِنْقِيَادِ وَالْخُضُوْعِ وَاَبْعَثَ عَلَى الرَّغْبَةِ وَالرَّهْبَةِ وَاَزْجَرَ عَنِ الْمَعْصِيَةِ وَاَحْمَلَ لِلطَّاعَةِ وَاَمْنَعَ مِنَ الْمَعْصِيَةِ وَاَحْرٰى بِاَنْ يَّكُوْنَ الْعَبْدُ مُتَوَاضِعًا مُتَذَلِّلًا مُتَضَرِّعًا اِلَى رَبِّهٖ وَاَجْدَرَ بِاَنْ يَّكُوْنَ مُتَوَكِّلًا عَلَيْهِ وَاَحْرٰى بِاَنْ يَّكُوْنَ مُتَوَقِّعًا لِاِجَابَةِ دُعَائِهٖ وَاَجْدَرَ

فرض کہ کہتے ہیں جو ماہیت یعنی شی کی حقیقت ہیں داخل ہو برخلاف فرض کہ داخل اور خارج ماہیت کو بھی کہتے ہیں اور شروع دو نوں کو فرض ہونے میں صحیح مسلک ہے
عما قال ان الامر یدل علی القطع بالتقدیر المسوغ بالترجمان الاول بالعمل بہ بالمتحتم وان کان احتمالہ ایضا بوجہ سلامت بتراجمان قبیر کے اس اعتراض سے جو
بیان کیا ہو کہ جس کتاب یا بیان میں غیر فرض ہو اگر فرض کو فرض قطعی مراد ہو تو اعتراض وارد ہوتا ہے جو ظاہری ہے کیونکہ یہ قطعی نہیں بلکہ ظنی
اسمیں اختلاف ہوا ہل اجتہاد کا اور اگر فرض سے فرض عملی مراد ہو تو عنقریب مسلسل کلام اعتراض وارد ہوتا ہے اسواسطے کہ اعضاء مسئولہ کا دھونا قطعی ہے نہ عملی
وان ترجم عنہ بالمتحصاء وتم النظر کر پس اس اعتراض کا وہ جواب دیا کہ جو کچھ ہمنے خلاصہ کے فقہی الاتحکر کی شرح میں ذکر کیا ہو ہم نجملہ یہ
شرح المنقی کے ایک یہ جواب ہو کہ قطعی فرض مراد ہو اور اعتراض مسموع نہ ہو جواب اسکے کہ اصل سے فرض قطعی ہے کہ قرآن مجید سے ثابت ہوا اگرچہ اوپر کی مقدار میں ظنی ہے
کذا فی الاطقاء وقد ذکر کا یکون فرضا دخل الکعبین وان کان شرعا فی ذکرہا فالفرض منہ مقدار یسکن علیہ کہ کہ وہ فرض ہو
ابیت ہیں داخل ہو اور شروع وہ فرض ہے جو ماہیت اور حقیقت سے خارج ہو تو فرض کہن اور شرط ہونوں ہم معنی ہیں دو نو کو شامل ہو ہم لفظ فرض کا
بیان ترجمہ اخباری من مستعمل ہے اور فرض لغت میں تسل اور کبھی معنی کیا اصطلاح میں کما فی الطحطاوی ہو ما یثبت بدلیل قطعی ولا شبہ فیہ ثبوتا یکفر جاحدہ کذا فی الاشباہ والنظائر اور فرض قطعی وہ ہے جسکا ثبوت قطعی ہو اور اسمیں شبہ نہ ہو اور جسکا انکار کرنے والا کافر ہو جاتا ہو یا گمراہ مسلک منسوب بکفر ہو جاتا ہو جیسا کہ فرض مسح سر والا قلمین مقدار ہم فرض قطعی کی تعریف اختصاری یہی کہتے ہیں اور اسواسطے عمل کے ساتھ
اسکا اعضاء یعنی فرض سے علامہ عینی نے کہا کہ فرض اصطلاح شرع میں وہ ہو جو ایسی دلیل قطعی سے ثابت ہو جسمیں کچھ شبہ نہ ہو جیسا کہ پنجوقتہ نماز فرض ہونا
اور حدیث متواتر سے بلکہ قرآن اور حدیث میں خصوصیت کے ساتھ بیان ہوا ہو اور جیسا کہ اجماع امت بلکہ جمیع ادیان سے ثابت ہو جیسا کہ توحید اور تنزیہ حق تعالیٰ اور
نزاع الفاظ میں ہے کہ دلائل سمعی چار قسم پر ہیں ایک تو وہ جسکا ثبوت بھی قطعی اور دلالت مراد بھی اسکی قطعی جیسا کہ نصوص متواترہ دوسرا یہ کہ ثبوت قرآن قطعی ہے مگر دلالت مراد نہیں ہو جیسا کہ آیات مؤولہ یعنی جنمیں تاویل کرنا ہو یہ کہ جسکا ثبوت قطعی ہے اور اسکی دلالت قطعی جیسا کہ وہ اخبار احاد جسکا مضمون قطعی ہے تیسرا یہ کہ ثبوت اور دلالت دونوں ظنی ہیں تو نصوں نے اول قسم کو فرض ثابت کیا ہو اور قسم ثانی اور ثالث سے وہ جب کہ اور قسم سے سنت اور استحباب کو ثابت کیا ہو اور وہ واجب سو اسکا ارادہ کیا ہو کہ جو فرض عملی کی بھی شامل ہے اسمیں سو یہ ہے بلحاظ شارحین کے کہ اگر فرض عملی اور قطعی دونو
فرض عملی پر مجازی اسواسطے کہ عند الاطلاق وہی مراد ہے اور مراد منہی حقیقی کا علاقہ ہو فرض عملی اسواسطے کہا کہ عمل کرنا اوپر فرض کے اعضاء فرض ہیں اسلئے
کہ آدمی پر اقتداء کرنا چار رکعت کے اوپر فرض کا فرض نہیں اور فرض کی مقدار اجتہادی ہے جانچہ مسح چہارم سر کا اور دسویں حصہ سر کا اور دسویں حصہ ریش کا اور نہیں فرض
کذا فی الطحطاوی وغسل الوجہ ای اسالۃ الماء مع الاقطار او بقدرہ فی الاعضاء وظن ان فلا کہ بھلا فرض وہ کہ جسکا پھیرنا فرض ہو کذا ہو یعنی پانی کا
بہانا یا ٹپکنے کے ساتھ اگرچہ ایک ہی قطرہ ٹپکے اور فیض جس پر ٹپکے کا مکرر نہ ہو کہ دو بوند ٹپکیں صحیح قول میں غسل اور لغت میں بہنا ہے کہ دو مرتبہ کہتے ہیں جس سے سو اسے پانی بہا کر اور غسل اسم فیض تمام بدن کے دھونے کو بولتے ہیں اور اس پانی کو بھی کہتے ہیں جو بدن سے بہتا ہے جس اور شامل ہے غسل فیض حقیقی خواہ
کہ کچھ نہ جس سو سوا بہا جاتا ہو جب پانی بہتا نہ ہو تو اگر پانی نہ بہتا سو اسلئے کہ میل کی مانند چپٹا ہو گیا تو ظاہر الروایۃ میں طاہر ہو گا
اور اگر برف سو وہ نہ کیا اور قطار میں اختلاف ہو جائز نہیں اور فیض کا مصنف شیخ برہان الدین کرمی ہے کذا فی الطحطاوی وغسل کل الفم والانف
الکبار وہو فرض ہے اسواسطے کہ فاسقہ اگر اس پر مکرر کرنا مستحق نہیں ہم یعنی مقتضائے امر اجمالی کرنے سے سو اوا ہو گیا بار بار کرنا ضرور نہیں اور بہتر اور مستحب
صلے اللہ علیہ وسلم نے گا ہی ایک بار اعضاء دھونا کہ دو بار اور گا ہی دو دو بار اور گا ہی تین تین بار جنانچہ کتب احادیث میں مذکور ہے اور یہ بتانا

رتبہ سے کم ہو تو بات زیادہ کڑا ہو جاتی ہے اور مشقت سے مراد وہ مشقت ہے جو عرف میں مشقت سمجھی جائے اگرچہ
من الاخر بقدر الطہارتین التیمم اور ۔ یعنی وہ جو کہ ضابطہ مشقت یعنی کھڑا ہو جانے سے اور استنشاق نافی محرم کا خلافی مرید جیسے کہ مرید متہور نہ ہو محرم سے
رائع اور مشہور ہے جیسے استنشاق ۔ مدار اور تمام سے اور یہ کم کا نہیں ہے ۔ ھم ارتماسی ومنی اضطراب مشہور ہے اسوا سطرح کہ اگر سے مدار فساد ہے سکھا ہو کہ مرتکب
رد علی ابن منصور ہے رہتا ہو اور تیمم یعنی قصد کے متوجہ ہے دریا کہ کہا کہ تیمم سے مشتق ہے اور اسوا سطرح کہ دریا مقصود خلائق ہو کہ کوئی الجلیی خلاف
یعنی نے شرح جامع میں کہا اگر کوئی کہے کہ وہ خلافی محرم ہو اور سواجب خلافی مرید ہو اور محرم مرید میں مشتق نہیں ہوتا تو اسکا جواب یہ ہے کہ یہ استنشاق
سنیہ کی مستدل ہو استنشاق کبیرہ کی استنشاق کبیرہ کی بیشتر طبہ نہیں کہ مقدار مناسب ہو بلکہ اتنا ہو جس میں کافی ہے ہر خلاف استنشاق صغیرہ کے درمان
تناسب حروف اور ترتیب کا اور مناسب لفظی اور معنوی مع قرائن وصفی شرط ہے اور استنشاق کبیرہ میں خلافی محرم کا مشتق ہونا ضرور ہے جائز ہو جیسے
بن یعنی وہ کہ استنشاق وہ بیشتر ہیں یعنی جو ستر اسکو اہل لغت کی غرض استنشاق سمجھا ہے اور لغط کے معنی کی حقیقت کا پہان کرنا ہو جو جائز ہو کہ مرتکب ہو
کثرت مستعمل ہے اور استنشاق کبیرہ میں محرم حروف کے مناسب کا ہونا کافی ہو جاتا ہے فعل کے کہ جس سے مشتق ہو لغت ہو مستعمل ہو جیسے
ای المتوضی ثم یقوم مقام الی مستقر فقہ ای صب استنکاب بالشد طوال کان علیہ ہو
کے سر پر ہو اور سکی ٹھوڑی تک یعنی جہاں نیچے کے دانت ہیں یہ حد ہے ۔ متاخرین طول چہرہ کا پیشانی پر بال ہوں یا سوہوں وہ زیر کا دو ہوا فرض ہو جاتا ہے
نہر پیشانی کا مرہم منہ ہی کو قرار یا مقام رفسہ کے قرینہ سے عدل عن قولہم من قصاص منفرج الیہ ای علی العالی الکثر یع الاشتمال
الاصلح فی کا شرح مصنف اور مصنف کو ہیں قصاص تحریر کے قول سے جو جاری تہا نہ جائے اسکے عدول کیا اس قول مذکور کیطرف جو شامل ہے
سب کو سو مذکوکا کہ اعم اور اشمل اور اتم کو بھی شامل ہے ھم تفصیل اسی اجمال کی ہے کہ وہ ہالیہ ۔ اور کمزور عمامہ میں وہ کی حد میں جس قصاص سے کہ
لفظ واقع ہو یعنی سر کے بال جنکی انتہا سو اسفل تک چہرہ کی طرف ہے صحیح ہو اسوا سے اتم اور اصلح اعم اسر سے کا اعتراض اور وہ تہا اتم
ہو جسکو بال سر سوا ترکے پیشانی پر ہو جو ان اور اصلح ہو جسکے عدم سر پر بال نہوں اور اتم ہو جسکی پیشانی کی دونوں جانبیں بال سے خالی ہوں جن
بیاہ وغیرہ کی حد کے موافق لازم آتا ہو اصلح اور اتم کو سر کا ہونا اور اعم کی پیشانی کا ہونے سے ساقط ہونا لہذا مستقیم ہے پس اونکا چہرہ اور
ابتدا سطح پیشانی کو اختیار کیا تاکہ اعم اور اصلح اور اتم کو بھی شامل ہو ۔ یعنی اعم مرد پیشانی کے بال وہ ہا فرض ہو کا حد حلیے اور اتم سر کو شیا
کے اوپر وہ ہونا لازم نہ آوے گا ۔ مابین منبت الاذنین عرضا ۔ مابین دونوں کانوں کے دونوں کانوں کو ملا میں ہیں بایہ عرض کے یعنی اس ترکہ گوش
سے اس ترکہ گوش تک مرتفع میں چہرہ کی حد ہے ۔ وحدہ یشمل الاصلع ومالیس من اللحیۃ عند الامام ۔ اور جب کہ چہرہ کے طول اور عرض
کی حد معلوم ہو گئی تو واجب ہو گئی یعنی فرض ہو گیا کہ انکو دھونا اور اسقدر کا جتنا کہا رہتا ہے منہ بند ہونے کی وقت ھم اکثر نسخوں میں مابین کے
سے اق اور صحیح کی بہی گوشہ چشم جسکو ہندی میں کہا کہتے ہیں اور یہی سنا تمام ہوا ۔ یعنی نسخے میں مابین کا لفظ ہے اور حلیے اور طحطاوی محشیین
نے ماہی کا لفظ لکہا ہے اور اسی کو ہاشمی مراد ہی جو اسے میں کہا ہوں مابین کا نسخہ ملائی ہے اسوا سلیکہ داڑہی تو بالا تفاق داخل ہے
متن میں مذکور ہو گی واللہ اعلم ۔ وما بین العذار والاذن لزملہ والحد فیہ ۔ اور واجب ہو دھونا اس سنہدی کا جو داڑہی اور کان کے بیچ
میں ہے بسبب خلل ہونے اس جگہ کے چہرہ کی حد مذکور میں اور یہی قول منقی ہے ھم رخسار عبارت ہو داڑہی کے خط سیدہی اسکا کنارہ خاص بڑ
نصر کہا کہ حد اندام ہو داڑہی کے دونوں جانبوں کا متحرم نے سہولت فہم کو اسکا حاصل مطلب ترجمہ کیا ۔ اندام محمد کا بہی مذہب ہو کہ اس جگہ کا دھونا فرض
میں فرض ہے اور ابو یوسف کے نزدیک داڑہی اور اسکو دھونا فرض نہیں لیکن عورت اور امرد اور کمبخت کو اسکا دھونا بالاتفاق فرض ہے کذا فی
الشرنبلالی کا وشمل باطن العینین وان کثر والقروح ولو تعذر الا بالجرح والشرط وبثم ولیتفقد الرمص فرض نہیں آنکھوں اور ناک
کے اندر کا دھونا اور ہونٹوں اور داڑہی اور مونچھ کے بالوں کی جڑوں کا اور کہی کے گوہ کا دھونا فرض نہیں مجرم اور مشقت کے سبب ھم باطن

ابی بردہ کا وہ ہونا اسوقت فرض نہیں جبکہ بال بنایت کم ہو پس جبکہ نظر آوے اور اگر جلد نظر آوے تو جڑوں کا بھی وہونا فرض ہوگا چنانچہ یہ بات ہے
ذکر ہوگا ۔ وَمَسَحَ اَقَلُّ رُبُعِ رَأْسِهٖ فَقَطْ وَلَوْ بِاُصْبَعٍ وَاحِدَةٍ اَوْ شَعْرَةٍ اَوْ بِاَكْثَرَ بِاَصَابِعَ اَوْ بِاَصَابِعَ اَوْ بِاَكْثَرَ بِاَصَابِعَ اَوْ بِاَكْثَرَ بِاَصَابِعَ اَوْ بِاَكْثَرَ

ہتسیل بھی کفایت کرتا ہے کہ بہتر قول
کھ ہتھیلی سے تمام سر مسح کرنا واجب ہے ہم پر بسبب
یا بلکہ مسح کیا محل کو بلکہ تو ثلث آسا بیں پر مقدم ہے اور اگر بنا کیا قدر چہارم سر کے تو بہتر اس کے پر مقدم ہے ولو اخذ من لحیتہ
الماء وحفنہ ومسح بہ رأسہ اجزأہ لما روی انہ صلی اللہ علیہ وسلم اخذ ماء مستعملا واقام علی الصحیح کما فی البحر عن الینابیع
اور اگر سر کو پانی سے
بدن میں داخل کیا یا بنیاد دونوں عضو دکھنہ مسح کی پھر کو مالا کہ اس کو دھونا ضرور نہیں ہوتا بسطرح کہ مسح کفایت کرتا ہے اور اس فعل سے جو تین کا پانی مستعمل
ہو جاتا ہے بالاتفاق اگر اس سے مسح کرے کسی کی ہو قول صحیح پر پانچویں ہمراللہ میں بانی سے مستقل اور ہم یعنی محمد کے نزدیک جب تک پہنچ نہ ہو پانی مستعمل ہو جاتا ہے کذا فی
الظہیریہ وفرض ہے مسح پر کان کا بھی اصح علی المذہب الصحیح للدلیل المذکور ہے ہاتھ کی پیٹھ سے جو حد تک کہ کان کی ابتدا ہے اور ختم داڑھی کا یعنی
جو حد تک کہ داڑھی کی انتہا ہے بقدر مساحت تین انگلیوں کے جو محل محاذات قرن ہو باعتبار اوس دیکھنے کے جو کہ محل مسح کا ہے اور جبکہ فتوی دیا ہے اوس قول پر امام اعظم کے اگر کار
بقدر مساحت تین انگلیوں کے ہو باعتبار اوس دیکھنے کے جو کہ محل مسح کا ہے اور جبکہ فتوی دیا ہے اوس قول پر امام اعظم کے اگر کار
رحم کیا ہے اور اس روایت سب شروح کہیں چنانچہ ہدایہ میں مذکور ہے شارح نے کہا ہیں فرض مسح مراد فرض عملی ہے نہ فرض اعتقادی
ہم مانتے ہیں کہ اپنی شرح میں کہا جبکہ وہ داڑھی کا مذہب صحیح مستند ہے ہدایہ میں ہے اسی پر اعتماد کیا اس مختصر میں اور جب کہ اصحاب متون نے مذہب
ہم مانتے ہیں کہ اپنی شرح میں کہا جبکہ وہ داڑھی کا مذہب صحیح مستند ہے ہدایہ میں ہے اسی پر اعتماد کیا اس مختصر میں اور جب کہ اصحاب متون نے مذہب
الاول فرض ہے مسح پر کان کا بھی اصح علی المذہب الصحیح للدلیل المذکور ہے ہاتھ کی پیٹھ سے جو حد تک کہ کان کی ابتدا ہے اور ختم داڑھی کا یعنی
جو حد تک کہ داڑھی کی انتہا ہے بقدر مساحت تین انگلیوں کے جو محل محاذات قرن ہو باعتبار اوس دیکھنے کے جو کہ محل مسح کا ہے اور جبکہ فتوی دیا ہے اوس قول پر امام اعظم کے اگر کار
رحم کیا ہے اور اس روایت سب شروح کہیں چنانچہ ہدایہ میں ہے شارح نے کہا ہیں فرض مسح مراد فرض عملی ہے نہ فرض اعتقادی
ہم مانتے ہیں کہ اپنی شرح میں کہا جبکہ وہ داڑھی کا مذہب صحیح مستند ہے ہدایہ میں ہے اسی پر اعتماد کیا اس مختصر میں اور جب کہ اصحاب متون نے مذہب
الاول فرض ہے مسح پر کان کا بھی اصح علی المذہب الصحیح للدلیل المذکور ہے ہاتھ کی پیٹھ سے جو حد تک کہ کان کی ابتدا ہے اور ختم داڑھی کا یعنی
جو حد تک کہ داڑھی کی انتہا ہے بقدر مساحت تین انگلیوں کے جو محل محاذات قرن ہو باعتبار اوس دیکھنے کے جو کہ محل مسح کا ہے اور جبکہ فتوی دیا ہے اوس قول پر امام اعظم کے اگر کار
رحم کیا ہے اور اس روایت سب شروح کہیں چنانچہ ہدایہ میں ہے شارح نے کہا ہیں فرض مسح مراد فرض عملی ہے نہ فرض اعتقادی
ہم مانتے ہیں کہ اپنی شرح میں کہا جبکہ وہ داڑھی کا مذہب صحیح مستند ہے ہدایہ میں ہے اسی پر اعتماد کیا اس مختصر میں اور جب کہ اصحاب متون نے مذہب
الاول فرض ہے مسح پر کان کا بھی اصح علی المذہب الصحیح للدلیل المذکور ہے ہاتھ کی پیٹھ سے جو حد تک کہ کان کی ابتدا ہے اور ختم داڑھی کا یعنی
جو حد تک کہ داڑھی کی انتہا ہے بقدر مساحت تین انگلیوں کے جو محل محاذات قرن ہو باعتبار اوس دیکھنے کے جو کہ محل مسح کا ہے اور جبکہ فتوی دیا ہے اوس قول پر امام اعظم کے اگر کار
رحم کیا ہے اور اس روایت سب شروح کہیں چنانچہ ہدایہ میں ہے شارح نے کہا ہیں فرض مسح مراد فرض عملی ہے نہ فرض اعتقادی
ہم مانتے ہیں کہ اپنی شرح میں کہا جبکہ وہ داڑھی کا مذہب صحیح مستند ہے ہدایہ میں ہے اسی پر اعتماد کیا اس مختصر میں اور جب کہ اصحاب متون نے مذہب
الاول فرض ہے مسح پر کان کا بھی اصح علی المذہب الصحیح للدلیل المذکور ہے ہاتھ کی پیٹھ سے جو حد تک کہ کان کی ابتدا ہے اور ختم داڑھی کا یعنی
جو حد تک کہ داڑھی کی انتہا ہے بقدر مساحت تین انگلیوں کے جو محل محاذات قرن ہو باعتبار اوس دیکھنے کے جو کہ محل مسح کا ہے اور جبکہ فتوی دیا ہے اوس قول پر امام اعظم کے اگر کار

ہوتا ہے ہم خود ہی بتا چکے ہیں کہ بیشتر سے خود بخود اگر کھال ہو بھی جائے وہ ہو تو ان کا ہونا نہ ہونا برابر ہے اور اگر ہو بھی تو کوئی چیز ان سے متعلق نہ ہو تو نہ ہونا ہے اور اگر کچھ نہیں تو خود ان کو ہونا لازم نہیں اور اشتباہ یہ ہے کہ وضو صرف نہیں ہوتا لازم نہیں نہ ہونے کی شناخت ہوتی ہے اور ان کھالوں کے بنانے والے نہیں ہونا لازم نہیں اگرچہ وہ نہ ہونے سے ہو تو ان اشیاء سے ہو اور اسکے کہ وہ ہونے میں ہم نے اقامت قسمیں عدم لازم میں کہ نے الطہارت قصر اگر کی تو سر خصہ اوفق قرنہ تم کی کھال ہونا ایسا ہو گیا ہے

فروع

موزہ پر مسح کیا پھر موزہ کو کھرچ ڈالا باوجود اسکے کہ سیچ قائم ہے دوسری بار مسح کرنا لازم نہیں یعنی جبکہ شارع نے پیر دھونا ہے شارع علیہ السلام کی عادت ہوئیں کہ ان کی شرح کرتے ہیں مناسب مقام پر جب مسائل کی کمی کرتے ہیں تاکہ لوگوں کو فائدہ حاصل ہو فی اعتماد یہ شیخان عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کے احسان فقہاء یعنی فقہاء کرام کے احسان ہیں یعنی اوائل زمانہ میں ہوا کہ موزہ پر مسح کرنے کو اور آزمہ پر مسح کرنے کو تو انہوں نے مسح کرنا بھی چھوڑ دیا اور اسکو آس پاس دھونے کا کہا ہے کہ اگر ہو بھی تو کوئی چیز ان سے متعلق نہ ہو تو نہ ہونا ہے اور اگر ہو بھی تو خود ان کو ہونا لازم نہیں نہ ہونے کی شناخت ہوتی ہے اور ان کھالوں کے بنانے والے نہیں ہونا لازم نہیں اگرچہ وہ نہ ہونے سے ہو تو ان اشیاء سے ہو اور اسکے کہ وہ ہونے میں ہم نے اقامت قسمیں عدم لازم میں کہ نے الطہارت قصر اگر کی تو سر خصہ اوفق قرنہ تم کی کھال ہونا ایسا ہو گیا ہے

ناخن ہونے کا ہم خود ہی بتا چکے ہیں کہ بیشتر سے خود بخود اگر کھال ہو بھی جائے وہ ہو تو ان کا ہونا نہ ہونا برابر ہے اور اگر ہو بھی تو کوئی چیز ان سے متعلق نہ ہو تو نہ ہونا ہے اور اگر کچھ نہیں تو خود ان کو ہونا لازم نہیں اور اشتباہ یہ ہے کہ وضو صرف نہیں ہوتا لازم نہیں نہ ہونے کی شناخت ہوتی ہے اور ان کھالوں کے بنانے والے نہیں ہونا لازم نہیں اگرچہ وہ نہ ہونے سے ہو تو ان اشیاء سے ہو اور اسکے کہ وہ ہونے میں ہم نے اقامت قسمیں عدم لازم میں کہ نے الطہارت قصر اگر کی تو سر خصہ اوفق قرنہ تم کی کھال ہونا ایسا ہو گیا ہے

موزہ پر مسح کیا پھر موزہ کو کھرچ ڈالا باوجود اسکے کہ سیچ قائم ہے دوسری بار مسح کرنا لازم نہیں یعنی جبکہ شارع نے پیر دھونا ہے شارع علیہ السلام کی عادت ہوئیں کہ ان کی شرح کرتے ہیں مناسب مقام پر جب مسائل کی کمی کرتے ہیں تاکہ لوگوں کو فائدہ حاصل ہو فی اعتماد یہ شیخان عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کے احسان فقہاء یعنی فقہاء کرام کے احسان ہیں یعنی اوائل زمانہ میں ہوا کہ موزہ پر مسح کرنے کو اور آزمہ پر مسح کرنے کو تو انہوں نے مسح کرنا بھی چھوڑ دیا اور اسکو آس پاس دھونے کا کہا ہے کہ اگر ہو بھی تو کوئی چیز ان سے متعلق نہ ہو تو نہ ہونا ہے اور اگر ہو بھی تو خود ان کو ہونا لازم نہیں نہ ہونے کی شناخت ہوتی ہے اور ان کھالوں کے بنانے والے نہیں ہونا لازم نہیں اگرچہ وہ نہ ہونے سے ہو تو ان اشیاء سے ہو اور اسکے کہ وہ ہونے میں ہم نے اقامت قسمیں عدم لازم میں کہ نے الطہارت قصر اگر کی تو سر خصہ اوفق قرنہ تم کی کھال ہونا ایسا ہو گیا ہے

وَيَجُوزُ وَلَا يَجِبُ لَهُ كَدَانِ وَجَبَلَانِ فَلَوْ بَقِيَ مِنْ أَصَابِعِهِ شَيْءٌ لَمْ يَجُزْ وَلَوْ بَقِيَ مِنْ يَدِهِ أَوْ رِجْلِهِ جَازَ وَلَوْ قُطِعَ مِنْ فَوْقِ الْمِرْفَقِ أَوِ الْكَعْبَيْنِ سَقَطَ الْغَسْلُ وَلَوْ قُطِعَ بَعْضُ الذِّرَاعِ غَسَلَ مَا بَقِيَ وَلَوْ قُطِعَ مِنْ فَوْقِ الْمِرْفَقِ غَسَلَ مَا بَقِيَ وَلَوْ قُطِعَ مِنْ فَوْقِ الْكَعْبَيْنِ سَقَطَ الْغَسْلُ وَلَوْ قُطِعَ بَعْضُ السَّاقِ غَسَلَ مَا بَقِيَ

اور پانی کا استعمال کیا جا سکتا ہو تیمم کرنے سے اگر ایک ہاتھ صحیح سالم ہو کافی ہوئیں ہاتھ سے دو ہاتھ لازم ہوتا ہے چنانچہ شارح خود ہی ایک کہہ کر کیا گذرا مراد ہے دونوں ہاتھ میں ایسا سمجھ کہ مفرد صفات عام ہو جاتا ہے تو دونوں ہاتھ شامل ہو گا کذا فی الاتقانی وَلَوْ قُطِعَ مِنْ فَوْقِ الْمِرْفَقِ غَسَلَ مَا بَقِيَ وَلَوْ قُطِعَ مِنْ فَوْقِ الْكَعْبَيْنِ سَقَطَ الْغَسْلُ وَلَوْ قُطِعَ بَعْضُ السَّاقِ غَسَلَ مَا بَقِيَ

اور اگر ہاتھ کاٹا گیا کہنی سے تو تیمم کی تکبیر کہ دو ہی یعنی اگر کہنی باقی ہو اور اگر تمام کہنی کٹ گئی ہو تو اس ہاتھ اور پانوں سے دو ہاتھ ساقط ہو گیا ولو جاز لہ کدان وجبلان فلو بقی من اصابعہ شیء لم یجز ولو بقی من یدہ او رجلہ جاز ولو قطع من فوق المرفق او الکعبین سقط الغسل ولو قطع بعض الذراع غسل ما بقی ولو قطع من فوق المرفق غسل ما بقی ولو قطع من فوق الکعبین سقط الغسل ولو قطع بعض الساق غسل ما بقی

اور اگر ہاتھ کاٹا گیا کہنی سے تو تیمم کی تکبیر کہ دو ہی یعنی اگر کہنی باقی ہو اور اگر تمام کہنی کٹ گئی ہو تو اس ہاتھ اور پانوں سے دو ہاتھ ساقط ہو گیا ولو جاز لہ کدان وجبلان فلو بقی من اصابعہ شیء لم یجز ولو بقی من یدہ او رجلہ جاز ولو قطع من فوق المرفق او الکعبین سقط الغسل ولو قطع بعض الذراع غسل ما بقی ولو قطع من فوق المرفق غسل ما بقی ولو قطع من فوق الکعبین سقط الغسل ولو قطع بعض الساق غسل ما بقی

اور اگر ہاتھ کاٹا گیا کہنی سے تو تیمم کی تکبیر کہ دو ہی یعنی اگر کہنی باقی ہو اور اگر تمام کہنی کٹ گئی ہو تو اس ہاتھ اور پانوں سے دو ہاتھ ساقط ہو گیا ولو جاز لہ کدان وجبلان فلو بقی من اصابعہ شیء لم یجز ولو بقی من یدہ او رجلہ جاز ولو قطع من فوق المرفق او الکعبین سقط الغسل ولو قطع بعض الذراع غسل ما بقی ولو قطع من فوق المرفق غسل ما بقی ولو قطع من فوق الکعبین سقط الغسل ولو قطع بعض الساق غسل ما بقی

یعنی مفید نظر فہم ہونا بیان کرنا ہے مگر اصل کا لغۃ الکثرۃ و تعریف سے مراد حکم اور ثمرہ بیان کرنے میں ہر چند کہ حکم سے کبھی کبھی اس شی کی حقیقت میں داخل نہیں ہوتی ہے فالتمنی ہیات بقولہ علیہ السلام الحج عرفۃ الخ لیس ہو فی الحقیقۃ کذلک فتعریف الشی کی تعریف کی یعنی سنت کی حقیقت یوں بیان کرنی کہ سنت وہ ہے جو رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قول یا فعل سے ثابت ہوا اور نہ وہ واجب ہوا نہ فرض لیکن بعد تعریف کے مطلق سنت کی تعریف ہو یعنی سنت مؤکدہ اور غیر مؤکدہ کو جو کہ مستحب کہتے ہیں شامل ہو شارح اس بنا پر کہ ان میں صاحب شرع کا نتائج ہو حالانکہ سنت غیر مؤکدہ کو تمنی نے ترک کر دیا ہے تعریف اور مستحب کہ امام الطحطاوی والشرنبلالی فی المراقی صرحوا بانہ مستحب ومندوب ایضاً اور سنت مؤکدہ کی تعریف میں شرط ہے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہمیشہ کرنا اور کبھی کبھی ترک بھی کیا ہو اگرچہ ترک بھی بے عذر ہو اگرچہ بلا مواظبت حکمی ہو فہم ترک بلا عذر سے مراد عدم انکار ہے تارک پر تو عدم انکار بلا ترک حقیقی کے ہو اور عمر و اخیر و مضان کا اعتکاف سنت میں داخل رہا اگرچہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیشہ اعتکاف کیا اور کبھی ترک نہیں کیا اور یہ اسکا مقتضی ہو کہ اعتکاف واجب ہے لیکن ہر گاہ کہ اعتکاف نہ کرنیوالے پر انکار نہ فرمایا تو یہ عدم انکار بلا ترک کے ٹھہرے گی اور اگر مواظبت حکمی مراد لیجئے تو زوائد یہ سنت میں داخل ہو گی اسلئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عدم شمول زوائد یہ کا عذر بیان فرمایا یعنی کہیں امت پر زوائد یہ فرض نہ ہو جاویں کہ ذکرہ الحافی الطحطاوی عن ابی السعود ولکن مآل السنۃ والوجوب الی الکراہۃ بالتعارض فتعریف لیکن سنت مؤکدہ کا حال یہ ہو کہ انکار کرنے تعریفات بین نہ ہو اور اسلئے کہ تعریف ہوتی ہو ماہیت اور حقیقت کے بیان کیواسطے اور شروط ماہیت سے خارج ہوتی ہیں تو شمنی کی تعریف نہ کرنا صحیح ٹھہرے گی اور عدم ذکر موالظبت خارج ہونا تعریف سنت کا اور اسلئے کہ موالظبت سنت مؤکدہ کی شروط سے اور شروط کا ذکر تعریف میں مناسب نہیں والذکر علیہ فی الیتیمۃ بناء علی ان الاصل فی الاشیاء التوقف اگر شمنی کی تعریف کو ذکر بھی کرتے تو بھی الرائق میں مسلح کا اعتراض وارد کیا ہو بنا بر اس قول کے جو منصور اور مرجوح ہے دلائل سے وہ قول یہ ہے کہ اصل شیا میں توقف کرنا ہے یعنی بدون حکم شرع کے نہ کوئی چیز حلال ہے نہ حرام ہے ھم اسمیں اختلاف ہے کہ اشیا میں اصل باحت ہے یا حرمت یا توقف اول قول شوافع اور بعض حنفیہ کا اور ثانی قول کرخی شافعیہ امام ابو حنیفہ کیطرف نسبت کرتے ہیں اور ثالث یعنی توقف کا قول ہی مذہب منصور ہے اگر شیخین کا فتوا غراض کی بنا ہی اس قول پر ہے یعنی جب اصل توقف ٹھہرا تو مباح کی باحت ثابت نہ ہوگی بدون شارع کے تو سنت کی تعریف جو شمنی نے کی ہو بنا بر اس قول کے صحیح نہ ہوگی وما روی الا ان التقریر کثیراً ما یکون بناء علی الاباحۃ فالتعریف بہ لیکن بنا بر الاصل علیہ فیکون کثیر یہ حنفیہ بکثرت بولتے ہیں کہ اصل اشیا میں باحت ہے تو تعریف نہ کرنی بھی ایسی بنا پر ہوا ہی یعنی تو مباح کی باحت اصل سے ثابت ہے نہ شارع سے ھم بحر الرائق میں سنت کی دو تعریفیں پسند کی ہیں اول تعریف یعنی ما واظب علیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم مع ترکہ احیاناً من غیر عذر علی سبیل القربۃ یعنی سنت وہ طریقہ ہے جو دین میں ہماری ہو بطریق مواظبت کے بدون اس بات کے کہ وہ لازم اور واجب ہو اور ماتن نے اپنی شرح میں اسی پر اختصار کیا ہو دوسری تعریف خود صاحب بحر الرائق کی ہے وہ یہ ہو کہ سنت وہ ہی جس پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے مواظبت کی لیکن اگر مواظبت ایسی ہو کہ ترک بھی کبھی ہو تو یہ دلیل ہو سنت مؤکدہ کی اور اگر ترک ہوا جیانا تو یہ دلیل ہے سنت غیر مؤکدہ کی اور اگر مواظبت کے ساتھ ترک پر انکار ہو تو یہ دلیل ہو وجوب کی کذا فی الطحطاوی عن فتح الاسلام عینی نے شرح ہدایہ میں سنت کی چند تعریفات کر نقل کر کے انکا نقصان بیان کیا ہر ایک کو خواہ زیادہ کی تعریف احسن التعریفات ہو وہ یہ ہو کہ السنۃ ما واظب علیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم سبیل القربۃ وترک بیاناً یا بیاناً وبیاناً مرۃ او مرتین کما یعنی سنت وہ کام ہے جس کو رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے کیا بطریق مداومت کے اور اسکو کرنے میں ثواب دیا جائیگا اور نکرنے میں ملامت ہوگی بلا اذیۃ بالنسبۃ الی منہ عبادۃ فیخرج الآداب فانہا وان واظب علیہا لکن لا یقصد بہا القربۃ حقیقۃ او امتثال امر سنت ہو بدون کراہت کے ساتھ یعنی اس عبادت کا ارادہ کرنا جو بدون طہارت کے صحیح نہیں چنانچہ وضو کی نیت کرنا یا حدث دور کرنے کی نیت کرنا یا بجا آوری حکم شارع کا قصد کرنا ھم لغت میں نیت عبارت ہے عزم قلب سے کسی شے پر اور اصطلاح شرع میں نیت عبارت ہے ایجاد فعل میں طاعت اور تقرب الی اللہ کے قصد کرنے سے اور ایجاد فعل میں منہیات بھی داخل ہیں اسواسطے کہ منہیات سے بھی کف کرنا

جیسے بھی فعل بے نفس کا تابع القدیر ہوں ہو کہ رفع حدث کی نیت سو وضو کی نیت کرنا بہتر ہوا سلئے کہ حدث چند قسم ہیں تو طہارۃ مخصوصہ کی نیت نہ تھہری کذا فی الخلاصہ
فتاوی عالمگیری میں ہو کہ وضو کی دو طریق ہیں نیت کرے نویت ان اتوضا للصلوٰۃ او تقربا الی اللہ تعالیٰ الخ یعنی میں نے وضو کا ارادہ اور دل کیا نماز کے لئے اللہ تعالیٰ سے نزدیک حاصل کرنے کو وھو حسن جمیل ایاہ فی لیس بصلاۃ اور وضو بھی اسکی تصریح کردی ہے کہ وضو بدون نیت کے صحیح ہوتا ہے نہیں ہم جب وضو بدون نیت کے عبادت نہ ٹھہرا تو اسپر ثواب نہ ہوا پھر اسواسطے کہ ثواب فرضیت پر موقوف ہو بدلیل حدیث صحیح انما الاعمال بالنیات تھا وہی نے لکھا وہ شیخ الاسلام سے نقل کیا اسمیں کلام نہیں کہ جس وضو کا شرع میں امر ہے وہ بدون نیت کے حاصل نہیں ہوتا لیکن نماز کا صحیح ہونا اسپر موقوف نہیں اسواسطے کہ وضو فرضی غیر مقصودہ ہو بلکہ مقصود نو طہارت ہے اور طہارت نیت اور بدون نیت وہ نو طرح حاصل ہو جاتی ہے کیونکہ ہمارے مشائخ نے تصریح فرمائی ہو خلاصہ یہ ہو کہ وضو بلا نیت سے نماز ادا ہو گی مگر وضو کا ثواب بدون نیت کے نہ ہوگا وباشرحہ کذا اور وضو کے بلا نیت کے نہ ہونے کو نہیں کہتے کہ نماز ہو گی ہم اس میں اختلاف ہو کہ سنت مؤکدہ کا تارک گنہگار ہے یا نہیں اور نہ الفاظ میں اس اختلاف کو یوں رفع کیا ہو کہ اگر سنت مؤکدہ کے ترک کرنے پر عادت ہو گئی تو گنہگار ہے اور اگر عادت نہیں تو گنہگار نہیں کذا فی الطحطاوی میں اس پر حاشیہ میں اگرچہ گنہگار نہیں لیکن بے شبہ ملامت اور عتاب ہے جیسا سنت مؤکدہ کی فعل ہیں ہر دلیل ہے وباشرحہ وَفِی الصَّوْمِ اِلَّا مَرِیْضًا وَفِی التَّیَمُّمِ وَسَفَرٍ حَمَارِیْ وَلِتَیَمُّمٍ کَالْمَعْدُوْمِ اور سپر تصریح ہو کہ نیت کرنا اس مومن میں جسکا شرع میں حکم ہے اور کہے کے جھوٹے پانی ہے اور شرب خراسو وضو کرنے میں فرض ہو جیسے تیمم میں نیت فرض ہو ھم بھر کے شرب سو وضو کا جائز ہونا ضعیف قول ہو اور متصد قول یہ ہو کہ اس سے وضو جائز نہیں کذا فی الطحطاوی وباشرحہ اور سپر تصریح ہے کہ نیت کے نہ کرنیکا وقت وضو میں چہرہ دھونے کے ساتھ ہو وَفِی الْاَشْبَاہِ وَیَجِبُ اَنْ تَکُوْنَ عِنْدَ غَسْلِ الْبَدَنِ لِلْمَسْنُوْنِ لِاَنَّہٗ ذَرِیْعَۃُ الْفَرْضِ اور اشباہ میں ہو لائق یوں ہو یعنی مستحب ہو کذا فی الطحطاوی کی نیت ہو وضو میں انہوں کے دھونے کی یوقت نہ کہ نہ کہ اگر سنتوں کا ثواب یا دھو قلتہ کہ وَفِی الْمُجْتَبٰی وَمِنْ ثَمَّ قَالَ سَلْمَانُ السُّنَنُ کَالْقَلْنْسُوَۃِ فَلَا تَسْتَنْ عَنْدَ مَا قَبْلَ غَسْلِ وَجْہِہٖ کَاَنَّہٗ عَنْدَ الشَّافِعِیِّ الخ یعنی میں ہو اور نیت کا محل نیت کے سوا ہو سنتوں میں سے پہلے چار کلمہ تحفہ میں جمع ہو سنتوں میں نیت کرنا ہمارے نزدیک منہ دھونے سے پہلے جسطرح شافعی کے نزدیک فرض ہو انتہی انے انتہائی ھم حاصل استدراک یہ ہو کہ اشباہ میں اپنی کچھ ذکر نہیں ہو روایت نہیں اور شامی میں روایت ہو مگر شامی نے اسکی کچھ تصریح نہیں کی اور شامی کے کلام کو تقدیر نیت کی تسمیہ پر ہی نہایت ہوتی ہو اور اشباہ میں یہ بات نہیں وھو ما سمعتہ سؤالا تشنو فی نظمھا العراق مقفلا ؎ سمع سؤالا خبرا ۔ اللھم انت ۔ تحل کل عاقد فی النیۃ ۔ حتی تحل عقدتی ۔ وھو رجاؤنا والقصد للبقیۃ اور انیت میں سات سوال مشہور ہیں جنکو عراق نے نظم کیا ہے سو یوں کہ اگر سات سوال صاحب ہمکے لئے آئیں میں مذکور ہوتے ہیں نیت کے بابمیں ہر عالم کو بوجھ ایک سوال ہو نیت کی حقیقت میں ۲ نیت کو حکم میں ۳ اور سکے محل میں ۴ اور سکے زمانہ میں ۵ اور اسکی شرط میں ۶ اور سکے قصد میں ۷ اسکی کیفیت میں ھم پہلے سوال کا جواب یہ ہو کہ نیت کی حقیقت قصد طاعت اور تقرب الی اللہ سے فعل کے زمانے ساتھ دوسرے سوال کا جواب یہ ہو کہ نیت کا حکم یہ ہے کہ وضو اور غیر ماموربہ میں اگر قصد کرے کسی چیز کا پانی سے وضو کرنے میں اور تمام عبادات مقصودہ میں نیت کرنا فرض ہے تیسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ نیت کا محل دل ہے اور زبان سے نیت کرنا بدعت ہے سب عبادات میں مگر پریشان دل جو غریمت پر قادر نہو اور زبان سے کہنا اسکو آسان ہو کذا فی القنیۃ الحلبی عن الحج الجوھرۃ النیرۃ چوتھے سوال کا جواب یہ ہو کہ نیت کرنا وضو اور غسل میں سنتوں سے پہلے ہو اور غاز میں تکبیر تحریمہ کے نزدیک بلکہ کوئی فاصل مانع نہ ہو اور پانچویں سوال کا جواب یہ ہو کہ نیت کی شرط اسلام اور عقل ہے چھٹے سوال کا جواب یہ ہو کہ نیت سے قصد یعنی مقصود اور غایت نیت کی امتیاز کرنا ہو عادات کا عبادات سے یا ایک عبادت کا دوسری عبادت سے جدا کرنا ساتویں سوال کا جواب یہ ہو کہ کیفیت نیت کی یہ ہو کہ عبادت کا قصد کرے اور سکو جانکہ کہ یہ کون عبادت ہو یعنی مطلق طاعت اور تقرب کی نیت کفایت نہیں کرتی ہو دلیل تخصیص کی کذا فی الطحطاوی اور اسکی تفصیل کا حد عبادات کے مسائل میں آئیو انشاء اللہ تعالیٰ مذکور ہوگی والیہ الاشارۃ بالتسمیۃ وقولہ الخ اوسنت ہو وضو کو بسم اللہ کہنا سو شروع کرنا ھم شارح نے یہاں اور فصل میں میں

Marginal boilerplate: ۱۲ جامعہ اشرفیہ نیو مارکیٹ لاہور ۱۲ جامعہ اشرفیہ نیو مارکیٹ لاہور ۱۲ جامعہ اشرفیہ نیو مارکیٹ لاہور

بدایت کا لفظ مفید کیا کہ معلوم ہو کہ نجاست اور نسبہ اور غسل جنبن میں بدایت اور ابتداء مطلوب ہے اور انہیں کیسے منافات اور مناقض نہیں اور علیکے
نجاست کا محل اول ہے اور نسبہ کا محل ثانی ہو اور دونوں متعلق ہوں نجاست سے اور اسی وجہ سے شارح نے قولہ کے لفظ سے اشارہ کر دیا کذا
فی الطحطاوی وتحصیل بکل ذکر اور نسبہ کو ذکر یسی کہہ کر یسی خدا کا نام حاصل نہ ہو ذکر یسی یعنی لا الٰہ الا اللہ اور سبحان اللہ والحمد للہ یا تشبیہ وغیرہ ذلک کے
لکن الوارد عنہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بسم اللہ العظیم والحمد للہ علیٰ دین الاسلام لیکن دین علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یوں روایت ہے کہ
الاسلام اور اکمل نے کہا کہ یہ حدیث مرفوع ہے میں کہتا ہوں نہیں اکمل کا عجز ہے یہ جان نہ سکا کسی امام نے اس حدیث کو مرفوع نہیں کہا سوا
میں کہتا ہوں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے بسم اللہ والحمد للہ معروفی ہو کر ابی نے مسعود اور سلمان سے بطریق حسن ثابت حسن محدثین سیرین
ابی ہریرہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذا قرء تم اذا قرأتم فلا تقرؤا بسم اللہ والحمد للہ ولکن اقرؤا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ذلک لک الحدیث حسن محدثین سیرین ذلک
اور ضرور یعنی حضرت نے فرمایا کہ اے ابوہریرہ جب تو قرءت کرے تو نہ کہو بسم اللہ والحمد للہ بلکہ کہو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اس روایت سے
تو ثابت ہوا کہ ایک مصنف دوسرے مصنف کی پیروی کرتا ہے نقل احادیث میں بایں طور مخرج دہاذا کہ صحت وصف اور یہ مطلب نہیں کہ ہر مصنف ہر حدیث کو
علامہ یعنی خود مخلد ہے امام اعظم کا قبل الاستفتاح وبعدہ کہنا امام ابو حنیفہ سے ثابت نہیں ہوا بعد اور کہنا ثابت ہے اور بعد اور کہنا ثابت ہے
ہے طحطاوی ہو تنگی دہر ہے اور لعدہ استفتاحا قولہ ابتداء اس عبارت کی کافی غایۃ البیان اور یحیٰ روایت ثابت ہو کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم بعد الصلوٰۃ
جانے کو قرءت فرماتے تھے الحمد للہ رب العالمین الخ وبہ یقول الجمہ والجماعات الاحاد لکن فی محل نجاسۃ فیتنجس ذکر بہ نجاست ہوتے کہ قرءت اور جاست کے مکان
میں خدا کا نام زبان سے نہ لے اور تسمیہ اما قصدی ولا تسمیہ اما قصدی فی خلال لہ لا تحصل الا تحصل الذبح اور ابتداء اور عبارت میں خدا کا نام لینا ہوگیا
پھر اسی وجہ سے دیباں وضو کے نام لیا تو سمت ہو گا اور ہو گا مستحب حاصل نہ ہو گا ہم سمت ہو اور حاصل ہو ہوگی کہ اسکا محل ثانیا ہے ہیں سو نوت ہوا اور
اور ہو سمت ہے بھی ہو گا اور نہ خالی رہے نام خدا سے واما الاکل فتحصل التسمیۃ وان لم یقل بسم اللہ اول آخرہ کہا ہے کہ اور کہا ہے کہ درمیان
خدا کا نام لینے سے تو سمت حاصل ہو گی باقی حاصل ہو گی اور بھولنے والے کو چاہیئے کہ یوں کہے بسم اللہ اولہ وآخرہ ہم شامل تردی میں ہے
رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی کھانا کھا وے اور ذکر اللہ ہو بھولا جاوے کہا ہے یہ تو یوں کہو بسم اللہ اولہ
آخرہ ظاہر حدیث اسپر دلالت کرتی ہے کہ اول طعام میں سنت حاصل ہو گی اول طعام کے ذکر نہ ہونے اور یحیٰ مخالف ہو شارح کے کلام سو اسی سے فتح القدیر سے
نقل کیا ہے کہ قال فی الطحطاوی وفی الدر المختار ولا تسن البدأۃ بالظہر قبل الاستیعاب وبعدہ اور سنت ہو یا ک دونوں اتنہ کی میں ہے یہ ہے کہ اگر نہ
استفتاح کرے سب سے اور بعد اوسکے ہم پاک کی قید اسواسطے لگائی کہ نجس شیون کا دہونا فرض ہے لعلموں کے نزدیک قبل استفتاح اتنہ ہو نجاست ہو
اور لعلموں کے نزدیک بعد استفتاح کرنے کے سنت ہے مجتبیٰ میں کہا کہ اکثر کا قول یہ ہے کہ قبل اور بعد دونوں سنت ہیں اور فاسی خانی نے اسکی تصحیح کی ہے قبل
استفتاح کے بایں حقیقی ہے اور بعد اوسکو بایں اضافی ہی کذا فی الطحطاوی وقید بالاستفتاح لان القارئ اور عاکنی کی قید اتفاقی ہے احترازی ہم یعنی بایں
حدیث میں جو انہوں کا دہونا جاگنے کے ساتھ ذکر ہے سو اتفاقی قید ہے احترازی مقصود نہیں اسواسطے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دہونا یں سلمان
کی تصدیق کر کے ہی بالقصیدہ نہ کہا فی الطحطاوی بخاری میں ابو ہریرہ سے روایت ہو کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذا استیقظ احدکم من منامہ
فلیغسل یدیہ قبل ان یدخلہا الاناء فانہ لا یدری این باتت یدہ یعنی جب کوئی جاگ اپنی نیند سے تو چاہیئے کہ اپنے ہاتھ نہ ڈالے برتن میں جب تک

برتن میں ڈالنے سے پہلے وضو کے پانی میں اسو اسطرح کہ کوئی نہیں جانتا کہ اسکا ہاتھ رات کو کہاں رہا یعنی نجاست پر پڑا یا پاک چیز پر وبقولہ الرسول ھل ادخا لھا الا ماغلا یعنی ھم اصنہ اصل السنۃ وقت الحاجۃ اور چونکہ جاگنے کی قید اتفاقی تھی اسو اسطے مصنف نے یوں کہا کہ ناشتہ دوستوں سے ہے برتن میں ڈالنے سے پہلے تاکہ نہ دیکھ سکے کہ ہاتھ دھونے کی سنت حاصل کیوقت کے ساتھ مخصوص ہے یعنی اگر یوں کہتا تو گمان ہوتا کہ بدون حاجت کے ہاتھ دھونا سنت نہیں حاجت سے مراد وہ ہے جو مکروہ کے ساتھ ہو اور صورت تحقق طہارت ہاتھ دھونا مطلوب نہیں حالانکہ ایسا نہیں طبعی کے ماوہ قول اصح جیسا کہ اکثر فقہا نے کہا ہے کہ ہاتھ دھونا سنت ہے مطلقاً لیکن اگر نجاست کا گمان ہو حقیقی ہو یا حدثی نجاست ہو تو دھونا سنت مؤکدہ ہے اور عدم علم تو ہم نجاست ہیں یعنی ظاہر ہو کر سونے میں یا نہ سونے میں سنت غیر مؤکدہ ہے اور نجاست کیا نہیں تو وہ فرض ہوگا وہ مصنف کا قول بدن غسل میں کا مسنون ہونا بغیر نجاست کے اور سنت سے مراد وہ ہے جو مکروہ ہے اور غیر مکروہ وہ دو نوں کو شامل ہے کذا فی الطحطاوی لان مقابلھم بالکتب یحتمل قبل اور خلاف کے فیہ اسو اسطے لگائی کہ کوئی کہ مفہوم مخالف حجت ہوتی ہیں ۱۲ منہ مفاہیم جس سے مفہوم کی مخالط ہوئی نے کہا المفہوم الکتم من النطق لا نے محل النطق انتہے یعنی جو لفظ سے جو جہاں جا بدون تصریح کے یعنی مفہوم مخالف وہ ہے کہ وہ کہ کر کے حکم سے غیر مذکور کا حکم مفہوم ہو مناسب یا خرط کے بیان اسو اسطے ذران مجید میں فرمایا کہ جبکو آزار مسلمان عورتوں سے کچھ کرنے کی استطاعت نہ ہو مسلمان لونڈیوں سے کچھ کرلے امام شافعی اس سے سمجھے کہ استطاعت والیکو لونڈی سے کچھ کرنا جائز نہیں امام اعظم کہتے ہیں کہ غیر مذکور کا حکم اس کلام سے معلوم نہیں ہوتا مخالف اگر مفاھیم التخصیص لکذا فی التحریر بخلاف اکثر مفہومات تخصیص کے کذا فی النہر یعنے کتاب اور سنت کے اکثر مفہوم مخالف حنفیوں کے نزدیک حجت اور دلیل نہیں ہیں اسو اسطے کہ تخصیص سے وہ امر احکام ایسا مقصود ہے جسپر تصریح محال نص دلالت کرتی ہوں اور اکثر کی قید اسو اسطے لگائی کہ بعضوں کا مفہوم مخصوص ہیں معتبر ہے چنانچہ تنہائی سے آگے کہ ہر گاہ ہر گاہ وغیرہ میں الخ المفہوم معتبر فی غرر آیات الفاتحۃ اور نہر الفائق کی کتاب ہیں کہ مفہوم مخالف معتبر ہے روایات ہیں بالاتفاق یعنی امام اعظم اور اصحاب سے جو روایات کتابوں میں منقول ہیں اور کی اکثر مفہومات معتبر ہیں خواہ مفہوم مخالف ہو یا موافق وبہ یفتی اقول اصحابنا قال ونبغی تقییدہ بما لیس فی ذلک رأی لا مالک ولا شافعی اھ انتہی اور اسی نسبہ سے بعضا کرام کے اقوال ہیں کہ اکثر کا بھی مفہوم بالاتفاق معتبر ہے نہر الفائق کے مصنف نے کہا لائق یہ ہے کہ اقوال اصحاب میں قید لگائی جاوے اور اگر قید لگائی نہ وہ قول جو قیاس سے ہو جیسا چاہئے انتہے فی النہر ھم یعنی اگر صحابہ کا قول ایسا ہو کہ اسمیں عقل کے بھال ہو سکتی ہو تو اسکا مفہوم بھی حجت ہوگا اور اگر ایسا قول ہے کہ عقل اور قیاس کا اسمیں دخل نہیں تو اسکا مفہوم بھی معتبر نہیں اسو اسطے کہ وہ بمنزلہ نص مرفوع کے ہوگا اور نص کا مفہوم معتبر نہیں کذا فی الطحطاوی وفی التحریر اما بیانہ الخصوص معتبر فی نفی العمومیۃ کما فی قولہ تعالیٰ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَأً وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ إِلَّا أَنْ يَصَّدَّقُوا فَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ فَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ وَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِنَ اللَّهِ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا اذ لا یخفی ان نفی العمومیۃ من مفہوم ما کان من ھذا القبیل لا یستلزم نفی الحکم عن کل فرد فرد من افراد المسکوت عنہ کما لا یخفی علی من لہ ادنی تامل فی مباحث العام اھ انتہی اور روایت نفی من مفہوم کا معتبر ہونا اکثر کے ہر مقام میں نہیں الا تری قولہ تعالیٰ وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ وَأَصْلَحُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ أَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ وَيَدْرَأُ عَنْهَا الْعَذَابَ أَنْ تَشْهَدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ وَالْخَامِسَةَ أَنَّ غَضَبَ اللَّهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ وَأَنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ حَكِيمٌ إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِنْكُمْ لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَكُمْ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَكُمْ لِكُلِّ امْرِئٍ مِنْهُمْ مَا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ وَالَّذِي تَوَلَّىٰ كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ لَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنْفُسِهِمْ خَيْرًا وَقَالُوا هَٰذَا إِفْكٌ مُبِينٌ لَوْلَا جَاءُوا عَلَيْهِ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَإِذْ لَمْ يَأْتُوا بِالشُّهَدَاءِ فَأُولَٰئِكَ عِنْدَ اللَّهِ هُمُ الْكَاذِبُونَ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِي مَا أَفَضْتُمْ فِيهِ عَذَابٌ عَظِيمٌ إِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُولُونَ بِأَفْوَاهِكُمْ مَا لَيْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ وَتَحْسَبُونَهُ هَيِّنًا وَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمٌ وَلَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُمْ مَا يَكُونُ لَنَا أَنْ نَتَكَلَّمَ بِهَٰذَا سُبْحَانَكَ هَٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ يَعِظُكُمُ اللَّهُ أَنْ تَعُودُوا لِمِثْلِهِ أَبَدًا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ وَيُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ وَأَنَّ اللَّهَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ وَمَنْ يَتَّبِعْ خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ مَا زَكَىٰ مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ أَبَدًا وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يُزَكِّي مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ يَوْمَئِذٍ يُوَفِّيهِمُ اللَّهُ دِينَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِينُ الْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ أُولَٰئِكَ مُبَرَّءُونَ مِمَّا يَقُولُونَ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَهُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ

ہو یعنی ہر دو ہاتھوں کو پانی لیکر بایں طور دھوئے کہ ہتھیلیوں پر ابھرا ہوا حصہ بھی دھو لے اگر ہتھیلیوں پر بال ہوں تو ان بالوں کو بھی اگر ہتھیلیوں پر بال اس طرح اُگے ہوں کہ ہتھیلیوں کا اُوپر کا حصہ چھپ جاتا ہو تو ان بالوں کو بھی دھونا ضروری ہے ورنہ وضو نہ ہوگا۔ ۱۲ منہ

وَالْمِرْفَقَانِ اور دونوں کہنیوں کو ڈالے یعنی کہنیوں کو بھی دھوئے **هُمَا** ہم ہمزہ کے نیچے کسرہ ہو تو ضمیر مؤنث غائب کی ہے یعنی ہر دو ہاتھوں کو دھوئے **مَعَ الْمِرْفَقَيْنِ** کہنیوں کے ساتھ یعنی کہنیوں کو بھی دھوئے **وَالْكَعْبَانِ** اور دونوں ٹخنوں کو ڈالے **كَذٰلِكَ** ایسا ہی **وَاجِبٌ** واجب ہے **فِي الْوُضُوْءِ** وضو میں **وَالْمَسْحُ** اور مسح کرنا **بِالرَّأْسِ** سر کا **وَاجِبٌ** واجب ہے **وَهُوَ** اور وہ **مِقْدَارُ** مقدار **النَّاصِيَةِ** ناصیہ کے **وَهِيَ** اور وہ **رُبُعُ الرَّأْسِ** سر کا چوتھائی حصہ ہے **وَالْمَسْحُ** اور مسح کرنا **عَلَى الْخُفَّيْنِ** موزوں پر **جَائِزٌ** جائز ہے **إِذَا لَبِسَهُمَا** جبکہ ان کو پہنا ہو **عَلَى طَهَارَةٍ** طہارت پر **بِالْمَاءِ** پانی کے ساتھ **وَالْغُسْلُ** اور غسل **بِالْجَنَابَةِ** جنابت کے ساتھ **وَاجِبٌ** واجب ہے **وَالْمَضْمَضَةُ** اور کلی کرنا **وَالْاِسْتِنْشَاقُ** اور ناک میں پانی ڈالنا **سُنَّتَانِ** دو سنت ہیں **فِي الْغُسْلِ** غسل میں **وَالْوُضُوْءُ** اور وضو **مَرَّةً مَرَّةً** ایک ایک بار **فَرْضٌ** فرض ہے **وَمَرَّتَانِ** اور دو دو بار **سُنَّةٌ** سنت ہے **وَثَلَاثٌ** اور تین تین بار **فَضِيْلَةٌ** فضیلت ہے **وَالْمَسْحُ** اور مسح کرنا **عَلَى الْعِمَامَةِ** عمامہ پر **وَعَلَى الْقَلَنْسُوَةِ** اور ٹوپی پر **وَعَلَى الْبُرْقُعِ** اور برقع پر **وَعَلَى الْقُفَّازَيْنِ** اور دستانوں پر **لَا يَجُوْزُ** جائز نہیں ہے **وَالْمَسْحُ** اور مسح کرنا **عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ** جرابوں پر **جَائِزٌ** جائز ہے **إِذَا كَانَا** جبکہ وہ ہوں **ثَخِيْنَيْنِ** موٹے **وَهُمَا** اور وہ **أَنْ يَسْتُرَ** یہ کہ چھپا لیں **الْمَاءُ** پانی **مَا تَحْتَهُمَا** جو ان کے نیچے ہے **مِنَ الْقَدَمِ** پاؤں سے **إِذَا شَدَّ** جبکہ باندھا ہو **فَوْقَ الْكَعْبَيْنِ** ٹخنوں کے اوپر **وَيَمْشِيْ** اور چل سکتا ہو **فَرْسَخًا** ایک فرسخ **أَوْ نَحْوَهُ** یا اس کے قریب **وَلَا يَسْقُطُ** اور نہ گرتے ہوں **مِنْ غَيْرِ جَسٍّ** بغیر جس کے **وَلَا يَرَى** اور نہ دکھائی دیتا ہو **مِنْهُ** اس سے **شَيْءٌ** کچھ **مِنَ الرِّجْلِ** پاؤں سے **وَالْمَسْحُ** اور مسح کرنا **عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ** جرابوں پر **وَالنَّعْلَيْنِ** اور نعلین پر **جَائِزٌ** جائز ہے **وَإِنْ لَمْ يَكُوْنَا** اگرچہ نہ ہوں **ثَخِيْنَيْنِ** موٹے **وَلَا يَجُوْزُ** اور جائز نہیں ہے **الْمَسْحُ** مسح کرنا **عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ** جرابوں پر **وَالنَّعْلَيْنِ** اور نعلین پر **فِي الصَّلَاةِ** نماز میں **فَرْضًا** فرض **وَلَا** اور نہ **فِي غَيْرِهَا** نماز کے سوا **إِلَّا** مگر **أَنْ يَكُوْنَ** یہ کہ ہوں **ثَخِيْنَيْنِ** موٹے **وَالْمَسْحُ** اور مسح کرنا **عَلَى الْخُفَّيْنِ** موزوں پر **أَفْضَلُ** افضل ہے **مِنَ الْغَسْلِ** غسل سے **وَالْمَسْحُ** اور مسح کرنا **عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ** جرابوں پر **وَالنَّعْلَيْنِ** اور نعلین پر **أَفْضَلُ** افضل ہے **مِنَ الْمَسْحِ** مسح سے **عَلَى الْخُفَّيْنِ** موزوں پر **وَالْمَسْحُ** اور مسح کرنا **عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ** جرابوں پر **وَالنَّعْلَيْنِ** اور نعلین پر **يَنْقُضُ** ناقض ہے **مَا يَنْقُضُ الْوُضُوْءَ** ان چیزوں کا جو ناقض ہیں وضو کے **وَالْمَسْحُ** اور مسح کرنا **عَلَى الْخُفَّيْنِ** موزوں پر **يَنْقُضُهُ** ناقض ہے **مَا يَنْقُضُ الْغُسْلَ** ان چیزوں کا جو ناقض ہیں غسل کے **وَالْمَسْحُ** اور مسح کرنا **عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ** جرابوں پر **وَالنَّعْلَيْنِ** اور نعلین پر **يَنْقُضُهُ** ناقض ہے **مَا يَنْقُضُ الْمَسْحَ** ان چیزوں کا جو ناقض ہیں مسح کے **عَلَى الْخُفَّيْنِ** موزوں پر **وَالْمَسْحُ** اور مسح کرنا **عَلَى الْجَبِيْرَةِ** پٹی پر **جَائِزٌ** جائز ہے **فِي الْوُضُوْءِ** وضو میں **وَالْغُسْلِ** اور غسل میں **وَلَا يَجُوْزُ** اور جائز نہیں ہے **الْمَسْحُ** مسح کرنا **عَلَى الْجَبِيْرَةِ** پٹی پر **فِي الصَّلَاةِ** نماز میں **فَرْضًا** فرض **وَلَا** اور نہ **فِي غَيْرِهَا** نماز کے سوا **إِلَّا** مگر **أَنْ يَكُوْنَ** یہ کہ ہو **ثَخِيْنًا** موٹا **وَالْمَسْحُ** اور مسح کرنا **عَلَى الْجَبِيْرَةِ** پٹی پر **أَفْضَلُ** افضل ہے **مِنَ الْغَسْلِ** غسل سے **وَالْمَسْحُ** اور مسح کرنا **عَلَى الْخُفَّيْنِ** موزوں پر **أَفْضَلُ** افضل ہے **مِنَ الْمَسْحِ** مسح سے **عَلَى الْجَبِيْرَةِ** پٹی پر **وَالْمَسْحُ** اور مسح کرنا **عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ** جرابوں پر **وَالنَّعْلَيْنِ** اور نعلین پر **يَنْقُضُ** ناقض ہے **مَا يَنْقُضُ الْوُضُوْءَ** ان چیزوں کا جو ناقض ہیں وضو کے **وَالْمَسْحُ** اور مسح کرنا **عَلَى الْجَبِيْرَةِ** پٹی

ہے یعنی مشروع ہے زیادہ ہے ثواب میں کذا فی المبسوط وھو عندنا اور مسواک وضو کی سنت ہے ہم حنفیوں کے نزدیک ھم اور امام شافعی کے نزدیک مسواک نماز کی سنت ہے اور فرد اختلاف ظاہر ہوتا ہے اس شخص کے حق میں جس نے مسواک والا ایک وضو سے چند نمازیں پڑھیں تو ہمارے نزدیک اوسکو ہر نماز کا ثواب ملے نماز نے مسواک کی برابر ہوگا اور امام شافعی کے نزدیک اسقدر ہر نماز میں ثواب نہ ہوگا جیسا کہ ہر نماز کے واسطے جدا جدا مسواک کرنا افضل ہے اَلْاِدَامَۃُ فِیْہِ فَیُنْدَبُ لِلْمُصَلِّیْ مسواک وضو کی سنت ہو گر جیکہ وضو نہیں مسواک کرنا ہر نماز کیواسطے مستحب ہوگا ھم یعنی مشاہد ہر کے واسطے مسواک کرنا مستحب ہوگیا پھر عصر کو وضو یاد آیا تو اب مسواک کرلینا مستحب ہے کیونکہ مسواک کی فضیلت باِلاتفاق حاصل ہو گذا فی الظہیر طحطاوی نے کہا کہ یہ صاحب نہر کی تجویز ہے روایت مذہب نہیں ہے تو شارح کو مناسب تھا کہ اسپر آگاہ کر دیتا کما ینبہ علیہ الشرنبلالی وَقَدْ تَقَدَّمَ الْحَثُّ عَلَیْہِ وَفِیْ الْحَدِیْثِ الصَّحِیْحِ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُھُمْ بِالسِّوَاکِ عِنْدَ کُلِّ صَلٰوۃٍ جیسے مستحب ہے مسواک کرنا دانتوں کی زردی اور بدبوی دہن کے سبب سے اور قرآن شریف کو پڑھنے کے لئے ھم استحباب مسواک کا متاکد ہونا ہے اراد ہ نماز اور وضو اور قرأت قرآن اور بیدار ہونے سونے سے پہلے اسواسطے کہ اہل علم نے منقول ہوا کہ مسواک کرنا دین کی سنت ہے اور سب احوال اوسمیں برابر ہیں چنانچہ احمد اور ترمذی نے ابوایوب رضی اللہ عنہ سے حدیث مرفوع روایت کی ہے کہ چار چیزیں انبیاء و مرسلین کی سنت میں سے ہیں شرم کرنا اور مسواک کرنا اور عطر لگانا اور نکاح کرنا کذا فی العینی وَاَفْضَلُہٗ فِی الْاَصَابِعِ وَفِی الْاَسْنَانِ الْاَسَافِلِ اور افضل درجہ مسواک کا تین بار پھیرنا ہے اوپر کے دانتوں اور تین بار نیچے کے دانتوں تعین ھم اوپر کے دانتوں تعین ابتداء داہنی طرف سے کرے پھر بائیں طرف اور اسیطرح نیچے کے دانتوں کرنا چاہیئے کذا فی البحر الخلیلی ہیں ہے کہ مسواک کرنے کی کچھ حد نہیں یہانتک کہ زرد دی دانت اور گندہ و بدبو کی دہن کے زوال کا ظن غالب ہو ھذا ھو الصواب وَیَسْتَاکُ عَرْضًا بِثَلٰثَۃٍ تین پانی سے ھم یعنی پانی مضمضہ کے پانی کے سوائے اسطرح کہ مسواک کو تین بار دہوئے اسطرح کہ مضمضہ کا پانی آگے آوے کذا فی الطحطاوی وَیُکْرَہُ اِمْسَاکُہٗ فَوْقَ ثَلٰثٍ اوپر مستحب ہونے کے مکروہ ہوتا ہے مسواک کا تین ہونے ھم مسواک کو نیکا طریقہ یہ ہے کہ دہنے ہاتھ کی چھنگلی کو مسواک کے نیچے رکھے اور انگوٹھے کو مسواک کے پیچھے کرے اور باقی تین انگلیاں مسواک کے اوپر رہیں اسطرح مروی ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کذا فی الطحطاوی وَحَامِلُہٗ لَیْتِیْ مَسْنُوْنًا بِالْاِصْبَعِ الْیُمْنٰی عَلٰی حَرْفِ الْمُسْتَدِیْرِ اور مستحب ہے ہم اسواسطے کہ مسواک کا کنارہ مسنون ہے پس برابر ہے اگر وہ بقدر چھنگلی کے موٹی اور بالشت بھر لمبی ھم اور انار اور بانس سوا مکروہ کی مسواک درست ہو کذا فی الطحطاوی اور افضل پیلو اور زیتون کی ہے جیسے نے طبرانی اوسط سے حدیث مرفوع روایت کی ہے مسواک زیتون کی میں مبارک ہے درخت ہے سو کو خوشبودار کرتی ہے اور بدبو دور کرتی ہے اور وہ میری مسواک ہے اور مجھسے اگلے انبیاکی وَشَاکَ سِنَّہٗ شَوْکًا اَدْمَی مسواک کرے اور دانتوں کی عرض میں طول میں مسواک کرنے سے مسوڑے زخمی ہو جاتے ہیں کذا فی الطحطاوی وَیُنْدَبُ کَوْنُہٗ مِنْ اَرَاکٍ وَزَیْتُوْنٍ لِمَا رُوِیَ اَنَّہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ قَالَ اِسْتَاکُوْا بِالْاَرَاکِ فَاِنَّہٗ مَرْعًی مُبَارَکٌ وَاِنَّہٗ یُطَیِّبُ الْفَمَ وَیَذْھَبُ بِالْبَخَرِ وَاِنَّہٗ سِوَاکِیْ وَسِوَاکُ الْاَنْبِیَاءِ قَبْلِیْ وَاِنَّہٗ لَیُسَمَّنُ اِنْ کَانَتْ بَقَرَۃً وَیُرَطِّبُ اِنْ کَانَتْ نَاقَۃً وَاِنَّہٗ لَیَزِیْدُ فِی الْحَسَنَاتِ وَاِنَّہٗ لَیُرْضِیْ الرَّبَّ وَاِنَّہٗ لَیُغْضِبُ الشَّیْطَانَ وَاِنَّہٗ لَیُذْھِبُ الْحَفَرَ وَاِنَّہٗ لَیُذْھِبُ الْبَلْغَمَ وَاِنَّہٗ لَیُذْھِبُ الصُّفْرَۃَ وَاِنَّہٗ لَیُذْھِبُ الْحَزَرَ وَاِنَّہٗ لَیُذْھِبُ الْوَصَر

وعند الشافعیۃ اذا وقعت میتۃ نحو الفارۃ الخبیثۃ الی البئر الخ فاذا کان الماء کثیرا لا ینجس الا بالتغیر وان کان قلیلا ینجس بالوقوع وان لم یتغیر وان کان جاریا ینجس بالوقوع وان کثر وان لم یتغیر وان کان الماء قلیلا او جاریا ینجس بالوقوع

ثابت ہوا اور فرمایا کہ یہ وہ وضو ہے کہ جس کے بدون اللہ تعالیٰ نماز کو قبول نہیں فرماتا کذا فی الطحطاوی عن الحلبی ولیس احد یاتی بہذا الوضوء فیمسح جمیع رأسہ الا وقد مسح بعض رأسہ فی المرۃ الاولیٰ وبعض رأسہ فی المرۃ الثانیۃ وبعض رأسہ فی المرۃ الثالثۃ فیحصل مسح جمیع رأسہ ثلاثا ولا یحصل ذلک الا بالبلل الذی فی الید الیمنیٰ بعد مسح الرأس بالیسریٰ فل

ہو نہ ہو تو کیا وہ ہر بار اسکا وہی جواب دیتا کہ میں نے فلاں دشمن کو مگر روایت کی ہے اسکو ابو داؤد اور ابن ماجہ اور بیہقی اور ترمذی نے ہر چند مجنون نے مکروہ نصیحت کیا ہو لیکن وہ نصیحت کیا واپس شافی ہی موجود ہے شرع میں وحدیث مَنْ تَقَلَّدَ سَیْفًا بِغَیْرِ الْحَقِّ الخ اور وہ حدیث جس سے قعدۂ اخیرہ کا فرض ہونا ثابت ہوتا ہے پر محمول ہو ہم بھی الزامی جواب میں حدیث مذکور کو لیں گے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک بار نہیں کیا اور فرمایا کہ جو یہ کرے وہ فلاں نہ کرے وہ یوں کرے تو ہم بھی تین بار کرنا اور دو دو بار نہ کرنا اور فرمانا کہ جو ایسا نہ کرے اس شخص کا جنگل وہ ہے اور تین بار مطلقاً کہنا اور فرمانا کہ جو ایسا نہ کرے اس کو نماز نہ ہوگی یہ سب ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کے خلاف ہوگا اور ہم جو تین بار کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جو ایسا نہ کرے اس کو نماز نہ ہوگی یہ سب ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کے موافق

کو ضرر ہوا یہ سن آئمہ صحاح ہیں سو نقل کیا اگرچہ اگر طرق اس حدیث کو تصحیف ہیں لیکن ابن عباس کی حدیث جو ارقطنی ہیں ہے ابن قطان نے اسکو صحیح مانا ہزار نے اسکو بہتر کہا ہے انتہی لیکن وَمَسَحَ بِنَاصِیَتِہٖ فالا ثم معاً جدیلیکن اگر سح سر کے بعد پگڑی کو تھ گیا تو اب پیشانی کا تون کے مسح کو اسکا لینا ضرور ہو وھو الذی یقتضیہ کلام الکرخی وارجح ہے و ترتیب جو نص قرآنی ہیں مذکور ہے یعنی اول چہرہ دوسرا ہاتھ دونوں تک تیسرا سر مسح کرنا پھر پاؤں دھونا تحقیق تک وعند الشافعی رضی اللہ عنہ وھو قول مالک رضی اللہ عنہ لیل اور امام شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک ترتیب فرض ہے اور اسی دلیل فرضیت کا مطالبہ ہے ھم بھر الآیت ہیں بعد دلائل اور بحث کے کہا خلاصہ یہ ہے کہ عدم اعتراض پر اقامت دلیل کی حاجت نہیں کیونکہ وہ یعنی عدم اعتراض اصل ہو اور اسکو مدعی مسح دلیل کا مطالبہ ہو والا لا عتکس لما اجاز اوا مسحہ فلا حاجۃ الا دلیل علی الاعادۃ حتی یعنی باقی ہے اور عضو خشک ہو گیا تو پہ دے کی سنت فوت نہ ہوگی اس عذر سے ھم مولانا وہی عذا وہی ہے اعتدال ہیں اور عذر عذر کی طرف لگائی ہے کذا فی الظہیری تو اگر ہوا کی گرمی یا سردی یا بیماری کی وجہ سے خشکی ظاہری ہوگی شمار نہ ہوں ہیں تو یہ مانع نہیں ہے پہ دے کی سنت اوا کرنے کو وصل الغسل بالتیمم اور نہ ہوگی مدۃ غسل اور تیمم ہو گا اور نواقل بھی ہے پہ دے سنن ہیں اور اگر سبب عذر سے تتابع فوت ہو جاتو کچھ ضرر نہیں ظہاری سے کہا ہیم میں بحث ہو کیونکہ اسمیں خشکی کو دفع مولا تو قرار دیا حالانکہ ہم وھو قال مالک اور امام مالک کے نزدیک مولا تابع نہیں وھو کہ پہ دے کو فرض سے وَمِنَ السُّنَنِ الْاٰلَاتِ وَتَرْکُ الْاِسْرَافِ فِیْہِ وَتَطْہِیْرُ الْاَعْضَاءِ وَغَسْلُ الْیَدَیْنِ قَبْلَ اِدْخَالِہِمَا الْاِنَاءَ اور ہم سنن کے عضو مغسول کے فنا اور پانی کا اسراف چہارم ثانیہ زیادہ و خرچ نکرنا اور مثنہ پر پانی تخت نماز اور حدث کو اہر کی شرمگاہ کا وہنا سنن ہو ھم علیحدہ کہا کہ حدث کی شرمگاہ دہن کی مانند ہو جیسے دہن یعنی منہ کا وہنا وضو میں سنن ہو اور غسل میں واجب ہو اسیطرح غسر شرمگاہ کا وہنا انتہی اور ظاہر شرمگاہ کا وہنا لفظ حالت استنجا میں مسنون ہے و ھو کما نص علیہ قسطلانی لیکن ظاہر بیان شارح کے مخالف ہو کذا فی الظہاری تنبیہ مصنف نے یہ سنتیں ذکر کیں اور شارح نے جائد زیادہ و لکین کتب تعدیں کم و بیش مذکور کرتے ہیں منفصلہ سنتیات کو رسنن ہیں اور بعضو سنن کو مستحبات ہیں شمار کرتے ہیں تحفہ میں کہا ان سنتین و فصل کی انکو ہیں اطرح کہ استنجا کرنا ڈھیلا سے اور بیت الخلا سے اور غسل ہیں ابتدا استنجا کرنا پانی سے اور وہ زمانہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم میں آداب میں تھا اور آج کے زمانہ کے لوگ سنت ہو گیا جامع صحابہ تراویح کی مانند اور مضمضہ اور استنشاق اور دونو ہیں ترتیب اور ہر ایک کیواسطے جدا پانی لینا اور مضمضہ اور استنشاق ہیں سوا لغرہ کرنا اگر صوم کی حالت ہیں اور مسواک کرنا مضمضہ کیوقت اور ترتیب اور موالات اور تثلیث غسل اعضاء مغسولہ اور ابتدا ہیں غسل شروع کرنا اور انگلیوں کے سرے سے غسل شروع کرنا ہاتھ پاؤں ہیں اور تخلیل اصابع اور استیعاب تمام کا اور شروع کرنا مقدم سر سے اور ایجاز مسح کرنا اور تثلیث مسح کو ترک کرنا اور گردن کے ظاہر پر پانی سے مسح کرنا سر کے پانی سے آبد حدیث موضوع ہے تخلیل لحیہ ابو یوسف کے نزدیک اور مسح گردن میں اختلاف ہے مشائخ کے نزدیک سنت ہے اور بعضوں کے نزدیک ادب کذا فی العینی و مستحبہ وسبعی مندوبا و ادبا و فضیلۃ و ھو ما فعلہ علیہ الصلوٰۃ والسلام مرۃ و ترکہ احیانا و ما واظب علیہ السلف اور ضو کی سنت یا تین اور مستحب سنت و ادب اور فضیلت بھی کہا ہیں اور مستحب و ادب و عمل ہو جسکو رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کبھی کیا کبھی نہ کیا اور وہ عمل جسکو سلف صالحین نے دوست رکھا اور پسند کیا ھم اصولیوں کے نزدیک مستحب اور مندوب و ادب چیز ہیں اور فقہا کے نزدیک مستحب وہ ہو جسکو رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کبھی کیا گاہ ہو کبھی کیا گاہ نہ کیا اور مندوب وہ ہو جسکو ایک دو بار کیا جواز کی تعلیم کو اور باقی ایسا ہی شرح نقایہ میں لکین ابن قاسم نے حاشیہ میں تصریح ہو اسکو کہ جس فعل کی شارع نے ترغیب دی اور خود کیا اور اس سے خارج ہو جانا چاہا اور محمل ہیں مندوب ہے کذا فی الحموی تو جہاں مستحب کی تعریف ہو کذا نے البحر حرج الخالق ہیں کہا صاحب کنز اکثر مندوب کہتا ہو اور اس سے مستحب کا ارادہ کرتا ہو اور یہی قول ہو اصولیوں کا اسیواسطے تحریر ہیں کہا کہ جب ہو دلیل نہیں ہو و مندوب اور مستحب ہو گر چہ اور اسکو کیا ہو ترغیب کے بعد اھو النبیا من فی الیہ الی الحلبی مستحب ہو اور اسی طرف

شروع کرا ہاتھ پانو کے دھونے میں ہم سے ہمام بن حارثہ رضی اللہ عنہ حدیث سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے ہاتھ کو یعنی اوپر کی طرف سے شروع کرکے وضو کرنے کو دیکھا تھا جب ہم پانو کے دھونے میں ہم سے ابوحیہ نے پہلے پانو کی انگلی کے نیچے میں اور بعد کے ہاتھ کا مونچھوں اور ڈاڑھی کے خلال کرن

اور یہ بیرونت جاری ہو اسکو فی من قدیم و فضل کے مستحب نہیں و یطلب الاجادی السبابل الثالث المسمّٰی بہ من فاعدۃ الفرض افضل من النفل کما ان الاقامۃ فی قبل الوقت مندوب و بعدہ فرض اور یہ بیرونت قدیم و فضل کا مسئلہ ایک ہو ان تین مسئلوں کو ہو سمجھنے ہیں اس قاعدہ سے کہ فرض افضل ہے نفل سو اسکو کہ وضو وقت میں پہنے مستحب ہے اور وقت آنیکے بعد فرض ہو ھم قاعدہ مذکورہ سے تین مسئلے نکلے ہیں اول اسکو کہ انہیں نفل یعنی مستحب افضل ہے فرض سے الثانیۃ لقراءۃ المخیر منہ و بہا فضل من النظر الی الواجب دوسرا مسئلہ یہ ہو کہ مفلس کو دین چھوڑ دینا مستحب ہو نہ فضل سے مفلس کی مہلت دینے کہ وہ واجب ہو ھم مفلس یہ دین کو مہلت دینا واجب ہی ہو جب اس آیت کے اول الکان ذو عسرۃ فنظرۃ الی میسرۃ یعنی تنگدست ہو اسکو مہلت دینا چاہیئے تاکہ وہ کی تنگی تو کیونکر یہاں چھوڑنا مستحب نہ ہوا فضل ٹھہرا مہلت دینا جو سو وجب الثالثۃ الابتداء بالسلام سنۃ افضل عن ردہ و یرخص فیہ السلام علیہ ہو کہ سلام کرنا سنت ہو سو افضل ہو سلام کے جواب دینے سو اور حالانکہ جواب دینا فرض کفایہ ہو وظیفہ من قال الفرض افضل عن یقرع بابی حتی ولد جاء عبدی بکتابہ الا تکلم قبل وقتہ وابتداء بالسلام لذا کان اکثر اھم مشہور مسائل تلمیذ کہ نظم میں بیان کیا ھے جس شاعر نے یوں کہا ہو کہ فرض افضل ھے عابد کے نفل سے اگرچہ نفل کو اوسنوں زیادہ ثواب ہو ترکیا ہو فرض سو کو عبادت کرنا وقت سو پہلے اور ابتداء اسلام اسیطرح مسئلہ کا دین چھوڑ دینا افضل ہو وقت آنیکے پہلے فہارت اور جواب دینا وقت دینے سو والحق بالواسع اور مستحب ہو کہ شاد و اگلوں کی گانا اور بجانا وضو کے وقت و مسئلہ الوضوء اور بھی حال کان کی باہی کا بینی غسل کیوقت آسکا بھی پہنچنا مستحب ہو تاکہ پانی سوراخ کے اندر پہنچ جاوے وذکر ان الصین ان علقوا وصول الماء الی الرحم اور اسیطرح تمکھی کی تحریک مستحب ہو اگر اوسکے پہنچے پانی کا پہنچنا معلوم ہو گیا ہو اور اگر پانی کا پہنچنا معلوم نہو تو اب تحریک اوسکی فرض ہو ھم مستحب و عدم الاستیعاب ذقنہ بغرفۃ الید اور غرفہ سے ڈاڑھی کا بہنا ہوا وضو میں مستحب ہو گرمعذور کو مستعمل مخالف استحباب نہیں ہو قدر بھرن بھاری ہو اوسکا نہیں ہو سکتا اگر وضو کرنے والا بیمار اور ضعیف ہو کہ اوٹی الطہاوی ولما استیعابہ علیہ الصلوٰۃ والسلام للمغیرۃ فلیقم الحرج اور رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مدد و چاہنا وضو میں منصوص ہو تشبیہ صحابی سو جواز استعانت کی تعلیم نحی ھم جواب ہو اس سوال مقدر کا کہ اگر استعانت غیر سو خلاف استحباب ہوتی تو حضرت سواتع نہوتی جواب یہ کہ یہ تعلیم جواز کے واسطے تھا اور شارع کو تعلیم فضل ہی مستحب ہو کذا فی الطحطاوی تغیر ہو نہ شعب کی وجہ سے میں ھم کہ یہ حدیث کے ساتھ مشہور تھا اور آپ شامی نے تنگ آستین کا اپنے تھو تنگی آستین سوا تھہ نکل سکا آہو تو اسفل آستین سوا تھہ نکالا سو میں نے پانی ڈالا آپ نے وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا مسلم اور بخاری نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہو اما امام غزالی نے کہا کہ تنگی آستین کیوجہ سے استعانت تھی اور بعضوں نے کہا سفر کی وجہ سو کذا فی المعنی و عدم التکلم بکلام الناس الحاجۃ فقوۃ او مستحب ہو و ضو میں نہ بولنا آدمی سو بات کا مگر اس حاجت کیواسطے بولنا خلاف استحباب نہیں جو وہ ان بولے فوت ہوتی ہو والحرس فی مکان مرتفع لحراس المتبع المستعمل اور مستحب ہو وضو کرنیکو اونچی مکان میں مستعمل پانی سو بچنے کو کیونکہ اگرچہ اصح فی الدین مستعمل پانی طہور ہو لیکن اختلاف ہو بچنے میں احتیاط ہو وعبارۃ الکمال وضبط فیہا عن التاتارخانیۃ افضل الذی رایتہ کمال الدین صاحب القدیر کی عبارت یوں ہو کہ بچا لے گروں کا تقاطر سے مستحب ہو اور یہ عبارت بنسبت مانن زیادہ تر ضرورتوں کو شامل ہے اسواسطے کہ کبھی وضو کرنیوالا اونچی جگہ نہ پاوے اور ہمیشہ یوں نہ ہو سکے کذا فی الطحطاوی والجمع بین ذینک بتقلب وقیل اللسان اور مستحب ہو ہر ہیئت کنا دکی فت میں اور زبان کے ذکر میں بینی دل کی نیت کے ساتھ زبان سے بھی کہنا ہو کہ وہ مرکز تا ہوں صلی اللہ عز وجل حدث با استنانہ صلوۃ با استنان اسرکہ اسطرح ھذا فی الوضوء بدون من ذکر اللفظ بالنیۃ ومن ذکرہ لعلم لفظہ فی التلفظ اور یہ بینی زبانی قول کو مستحب کہنا مبالغہ زدی ہو وہ قول میں ایک قول اس شخص کا ہو سنت کہنا ہو زبانی نیت کرنیکو جیسا جو امام شافعی اور دوسرا قول اسکا جو زبانی نیت کو مکروہ کہتا ہو کیونکہ نیت کو زبان سو کہنا سلف سو بینی صحابہ اور تابعین سو منقول نہیں ھم یعنی استحباب رتبہ ہو سنت کہنا اور مکروہ کہنے کے درمیان میں توسع کرنا نیت و اما التلفظ زبانی کو تو سو طاہر ہے نہیں ھم اور قولہ الاصوب اوکما قالوا والتسمیۃ کما مر عند غسل کل عضو والمسح براسہ الخ کہنا جیسا کہ مذکور ہو کہ ہر عضو کے دھونے کے وقت مستحب ہو اور ہر مسح کرنے کے وقت ھم ابتداء اور وضو میں بسم اللہ کہنا سنت ہو اور ہر عضو کے دھونے اور مسح کرنیکے ساتھ مستحب ہو والدعاء عند کل عضو ورد ہ وذکرہا کما مر اور دعا جیسا اور آثار

بین اضطراب ہو اور جستہ کہ حاکم بن ابوسعید نہ رہی سے بروں روایت ہو کہ وضو کرے بہ پہنچ کے مسجد کے پھر کہے اشہد ان لا الہ الا اللہ الخ اللھم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطہرین

کی کرامت اور میرا ہی پر دلالت کرنا ہو کے اے اللہ کے ولی اور تیرا قصہ ہو سورہ یاسین ہو سورہ والصافات ہو کا پڑھنا اور سونے کے وقت تسبیح سے پہلے بہت ثواب ذکر کیا ہے کہ اسی الحمد کا اور وصلی اللہ علی النبی الی جمیع قصہ کا اور سنت ہو سونے سے وضو کے وقت کا پڑھنا سو اسی وقت کہ راحت کے ہم اس باب کو تیسرا الوضو کہتے ہیں ہم ہمام وغیرہ سے بقید تمام مرسی روی ہو کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں کوئی ایسا مسلمان ہو وضو کرے اچھی طرح سے پھر کھڑا ہو اور دو رکعت نماز پڑھے دو رکعت پر متوجہ ہو کر اپنے دل اور چہرہ سے گواہی کرے واجب ہو گئی اس کو اپنی بہشت کی گواہی جیسا الوصل الی جانب الاصل میں محمد طاہری اور الفی پر جنت کا وعدہ ہو وکذا قولہ تعالیٰ انما یعمر مساجد اللہ من آمن باللہ الآیۃ اور مکروہ تحریمی ہے ہمیرہ و میرہ پانی کے کروہ سوا ماء المشمس والمنتن والمتغیر قصہ اور حاجت ہو کہ رسیدن آدمی کے بمنزلہ ہو کہ تسلی اعضائہ من نبل کی المنہ باقی چوتھے بکلمۃ اخری جمع اوضاء پر بس باقی کرے وہ یہ الزیادۃ علی الثلث اور معلوم ہو کہ ان کے ہوتیں باسہ زیادہ و ہو ہا لیکن نہ کہیں دل اور ضرور دوسرے وضو کے قصد سے زیادت وست ہو چنانچہ ذکر ہو چکا ہم بخاری اور مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی میں حدیث صحیح ثابت ہو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ وضو کرنے اور ایک صاع سے غسل فرمانے تھا اور بعضے روایات میں کم و بیش بھی آیا ہے اور صاع چار مد کا ہوتا ہے اور مد ڈیڑھ رطل کا اور رطل میں اختلاف کا اور ہر استاد ساڑھے چار مثقال کا اور مد تین شرعی کی ایک ہی چوتھائی آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام وضو کا پانی وضو کرنے اور پینے پانی ہمانے میں توسع فرمانے اور زمانے کے بہتری امت میں وہ لوگ بیدا ہوتے جو وضو میں نقصان اور تجاوز حد سے کرتے اور فرمانے تھے کہ تم کو ضرور کا ایک ضمیمہ ہے امام وسکاکی نے تو پانی کے وسواس سے بہتر کو کنائی سفر السعادۃ و تہر اب جو کہ ہر مثقال ساڑھے چار ماشہ کا ہوتا ہے قدماء میں شرعی کا ہفت کے سیر کے حساب سے بھی تخمیناً تین پاؤ بھر کا ہوا سو اسکو کہ ہفت کا نہ سیر ۹۲ روپیہ کا اور ہر روپیہ گیارہ ماشہ کا اور ہمام جس سے غسل سنت ہو تین سیر قدیم وزن کا ہوا اقامت ہو گئی ہے پانی کے استعمال کی لہذا اگر فرق یسیر میں تیسر ہونے میں اگر تنگ و تشی کے لوٹے سے احتیاط و ذکر کریں اسطرح سے کہ دہنہ پانی کرے زمین پر بیفائدہ نگرے تو تین پاؤ پانی سے بخوبی وضو ہو سکتا ہے اسکا ضرور اہتمام کرنا چاہئے الا سنت پر عمل کرنیکا ثواب حاصل ہو اور اسراف مکروہ ہے بضاب فیہ شیء مما یحتاج الی اجرائہ بالماء النجس والمستعمل لہ پانی میں استنجا کرنا وضو کا تحریمی ہے اگر نہر کے پانی سے یا ایسا حوض کا پانی وضو کرو ہم کو ذخیرہ کی تمیز کی ضرورت نہیں کے نزدیک حرام نہیں مکروہ تنزیہی ہے اور محمد کے نزدیک مکروہ تحریمی حرام ہے بعینہ اعضاء الموقوف علی من یتطہر وہ ماء المدارس وشرح الجامع اور وہ پانی جو عبارت کرنے والوں پر وقف کیا گیا اور وقت کی قسم سے ہے مدرسوں کا پانی سو اسمیں نہانا اگر حرام ہے الا فاق وتثلیث المسح بھما جدیدا اور تین بار مسح کرنا نئے پانی سے کروہ ہو آتا یا جو بعد مندوب اور مستحب اور ایک ہی پانی سے تین بار مسح کرنا تو مکروہ ہی یا مسنون چنانچہ منع النفاس میں یہ لکھی سے منقول عن ہم ہا میں اسکو معتبر روم کہا ہے اور میں نے کہا کہ مسنون ہونے کی بھی امام سے روایت ہوا اور صحیح قول امام سے ترک تثلیث کا ہوا انتہی ومن مستحبات التوجہ بعد الفراغ الی السماء اور وضو کی منوعات سے وضو یا غسل کے پانی، ہو پانی سو وضو کرنا ہم اسوا سکو کہ شاید اس سے مراد کچھ زیادہ عامل ہو اسپر وہ ہمیرے کہ اکثر تو نکھو نجاست سے مخالف کم ہوتی ہو اور یہ کہ راحت تنزیہی پر دلالت کرتا ہو کذا فی الخطاوی اور وضو مع شیخ نجس لان بقاء الوضوء حکماً کما مر یعنی وضو کرنا اپاک مکان میں اسکو کہ وضو کے پانی کی کچھ مدت سے ہم خطاوی سے کہا کہ اور یہ بھی آیا ہے کہ دان نجاست کی چھینٹوں کے پڑنیکا خوف ہو اقدم للکعبین الا فی اناء یہ بکر ہے وضو کرنا اسجد کے اندر کہ نجاست نہ ہو کذا فی الخطاوی اور وضو جائز ہو اسے مع عدم تیقن بالنجاسۃ وضو مکروہ ہے سمجھ کر انکساں ہیں جو وضو کرنیکو بنا لایا جائے ہیں ملک میں سبکے لئے فرش وضو کے واسطے نانے میں والقاء النجاسۃ فیہ والاستعانۃ فی الماء اور مکروہ ہو وضو کنا اور سکنا پانی میں یعنی اگر جاء آب جاری ہو خطاوی نے کہا یہ کہ راحت تنزیہی ہے اسوا سطے کہ انکے ترک کرنے کے مستحبات میں شمار کیا ہے وبقصعۃ روح کل جامد نجس بالقلیل وکذا ای من المتنجی الجامد اور وضو کو نوٹنا ہی نکلنا ہر پاک چیز نکلنے والیکا زندہ و وضو کرنیوالے سے شمار ہونے کہا جس القلیل جسم ہے اور کبھی جسم کو کہہ دیتے ہیں زیر بھی دیا جاتا ہے ہم

نجس نفسہ جسم میں نجاست کا نام ہے اور بکسرہ جیم اور کنایہ ہے چرک سے نہ تو یہ عام ترجمہ تو نجس میں ہے وہ ظاہر ہو سکتا ہے مگر فتح جیم کا یہ معنی ہو کہ نجاست سے دور ہو اور لغت کی اس سے وہ دو نوعین کچھ فرق نہیں چنانچہ نہر القائق میں ہے زنہ کی قید سے مُرَدہ نکل گیا اور اس سطلق کہ خروج نجاست کا مُردہ ہی ناقض ہو اسکو وضو کا کہنا ہی بلکہ موضع نجاست کا دھونا چاہیئے کذا فی الطحطاوی صفحہ ۱۱ اقول نجس خارج عادت کی چیز ہو چنانچہ بول اور براز یا عادت کی چیز نہیں چنانچہ خون کا نکلنا من السبیلین او کا ہوا براز کی راہ سے نجاست نکلے یا نہیں الی ما یکلفھم ولا یلتبس الا بالمتعلم اے ما یکلفھم حکم الظہر من التغیر وضو ہی نکلنا نجاست کا استقاء تک بدن سے جو ظاہر کیا جاتا ہے یعنی جبکہ پاک کرنے کا حکم لاحق ہوتا ہو وضو یا غسل میں فلو اقتصر الماء خرج من السبیلین خرج الطہور بہہ اس کو معلوم کر کر خرد بہ سبیلین سے مراد فقط ظاہر ہونا نہیں بلکہ دون سبیلان کے یعنی جب نجاست بول اور براز کی راہ سے ظاہر ہوئی خروج تحقق ہوا اور وضو ٹوٹ گیا اگرچہ سیلان نہ ہو ھم محیط میں ہے کہ حد خروج کی انتقال ہے باطن سے ظاہر کی طرف اور یہ معلوم نہیں ہوتا ہے مگر بسبب سیلان کے کیونکہ موضع نجاست سے نجاست کے خروج کی تمیز سیلان کو ہی برخلاف اور سوگر نجاست ظاہر ہوئی سبیلین کے سر پر کہ وہ وضو کے ناقض ہی اگرچہ سائل نہ ہوئی اسواسطے کہ راہ سبیلین نجاست کا مکان نہیں ہے وہاں تو نجاست آئی ہے اپنے مکان اصلی سے مستقل ہو کر تو انتقال نجاست کا ظہور کو معلوم ہوا تو ظہور کو خروج کے قائم مقام کر دیا کذا فی الدر الملا فسر وضو فی غیرھا بما کان من السبیلان اور سبیلین کے سوا میں خروج بمعنے سیلان سے یعنی بہنا ہی کفایت ہے ھم سیلان بمعنی بہنا کی صدر ہے کہ نجاست زخم کے اوپر آ کر ہی بہہ تو ان پر سوڈھلیا ہو ایسا بیان کیا ہو ابو یوسف اسو اسطے کہ جبکہ احتمد یعنی سر زخم سے دھلنا پایا جائیگا تو اپنے مکان سے نجاست کا انتقال نہ ہو گا کیونکہ جب تک خون سر زخم کے برابر ہی اور سامنے ہی وہی اسکا مکان اصلی ہے اور اسی تحریر سے معلوم ہو گیا کہ خبر سبیلین میں خروج عین سیلان ہے کذا فی الدر المختار اصل سبیلین میں خروج نجاست کا تحقق فقط ظاہر ہو جانے سے ہوتا ہو اگر بہ سیلان نہو اور غیر سبیلین میں یعنی زخم وغیرہ میں خروج ثابت نہو گا بدون سیلان کے وان اقتصر فیما فاق الوھج الدم کما صرح بہ ولو لم یسل لانہ لیس بفصل لا الا اگر بہ سیلان یا فصل نہو بلکہ بالقہ ہو یعنی بہنے کی لیاقت اور قابلیت رکھتا ہو تو ناقض ہو گا اسلئے کہ نہیں نے کہا ہے کہ اگر خون نکلنے کو پہنچتا رہا اور بہتے نہ لیکن اگر وہ پہنچتا تو بہتا تو ایسا خون وضو کو توڑتا ہے اور جریان نہیں ہوا ناقض نہیں بہنے کے لائق نہیں وہ وضو کو نہیں توڑتا کما لو سال فی باطن عین اذ لم یخرج ولم یتجاوز جسیو وضو کو نہیں توڑتا وہ خون جو آنکھ کے اندر یا زخم کے اندر یا ناسور کے اندر اور باہر نہ نکلا اسو اسطے کہ ان سوا فتح کا وہ ناقد وضو میں لازم نہیں غسل میں یہ محترز ہے قولہ کمحلہ حکم الظہر کما دلت مع قولہ الآتی ولم یتجاوز الی آخرہ فتصریح علی ما سیذکرہ المصنف قریبا فافہم کذا فی الحواشی جیسے آنسو اور پسینا وضو کو نہیں توڑتا اسلئے کہ نجس نہیں مگر دائم الخروج کا پسینا تو وضو کا ناقض ہے بنا بر اس قول کے جسکو مصنف ذکر کریگا اگر کان یوذیہ من ہمو اسو پسینہ کو ھم حاصل کلام شارح یہ ہو کہ دو قول منصوص اور تخریج عرب ہے تو اصحاب کے لائق نہیں کذا فی الطحطاوی ھم ورجح غیرہ بمثل ریح او دودۃ او حصاۃ یعنی کیڑا وضو کو توڑتا ہے نکلنا پاک چیز کا مقتضی ہے چنانچہ ہوا کیڑا یا پتھری ھم ریح اگرچہ پاک ہے لیکن قول صحیح میں چنانچہ ذکر نا ہی خبیث ہے بدن میں مگر وہ وضو کی ناقض نہیں کی جماعت کی سبب سے اور کیڑا اور پتھری وغیرہ اگرچہ نجاست قلیل ہے لیکن انکا نکلنا سبیلین سے ناقض وضو ہے حاکم نے فرمایا صرح ھو کذا فی الفتح لانہ خرج ذلک من جرح ناقض نہیں نکلنا ریح اور کیڑا اور پتھری کا زخم سے ولانہ خرج ریح من قبل غیر معتاد اور ناقض وضو نہیں نکلنا ریح کا اس عورت کی فرج سے جو مفضاۃ نہیں ہو ما ہی فیتذب لہا الوضوء وقیل یجب وقیل ھو مستحب لکن متقاربا کو تو وضو کرنا مستحب ہو فرج سے ریح نکلنے سے اور بعضوں نے کہا واجب ہو اور بعضوں نے کہا کہ اگر بدبو دار ریح ہو تو واجب ہو وضو اور نہیں تو نہیں ھم مفضاۃ وہ عورت ہو جسکی دونوں راہیں ایک ہو گئیں درمیان کا پردہ پھٹ کر وذکر لانہ اختیار الخ ورنا قض وضو نہیں ناسور کی ریح اسواسطے کہ یہ احتراج ہے یعنی فضلہ کا باہر نکلنا ہی درحقیقت خروج ریح نہیں ہو ھم مستحیضہ اپنی فرج کو احتفاظ میں کہا کہ فرج اور ذکر کی ریح اسواسطے وضو کی ناقض نہیں کہ وہ نجاست کے مقام میں نہیں اور نکلی اور ریح ناقض نہیں ہوتی مگر اسیو جسو اوپر یہ وجہ نہیں ہو کہ ریح خود بخس ومحدث او خرج ریح من الفرج ومن قال ان الفرج لیس بمحل

ہمارے ساتھ شامل ہونے کے لئے ہمارے ٹیلیگرام چینل کو جوائن کریں

الاصل فهو باعتبار الخروج فلا ينقض ما لم يخرج وما في الهداية من ان الدم السائل اذا جاوز رأس الجرح نقض فمحمول على ما اذا كان بحيث لو تركه يسيل خرج وهذا ظاهر الرواية كما في الخلاصة وفي المحيط لو مسح الدم السائل بخرقة ولم يخرج لا ينقض وهو الصحيح اهـ وفي الظهيرية لو مسح الدم السائل بخرقة ولم يخرج لا ينقض وهو الصحيح اهـ وفي الخانية لو مسح الدم السائل بخرقة ولم يخرج لا ينقض وهو الصحيح اهـ وفي الخلاصة

کذا فی الخلاصۃ وفی محیط السرخسی وھو الصحیح کذا فی التاتارخانیۃ اور وہ نے ذکر کیا کہ نجس مغلظہ اگرچہ شیر خوار لڑکے نے قے کی ہو وہ پاک نہ ہوگا یہی قول صحیح ہے بسبب لبجانے نجاست معدہ کے ایسا ذکر کیا ہے حلبی نے یعنی کہا اور پانی اور دودھ جو نوالے میں ہوگیا وہ ناپاک ہوگیا پیٹ کی نجاست سے مخلط ہو کر ولو یرشح للمرء فلا ینقض لقاقا کذا فی التجنیس وکذا لو تقیأ طعاما فیہ ماء نجس کما یأتی اور اگر کھانا کہ اس میں پانی ملا ہوا ہے قے کیا پھر اس میں نجاست بحری نہ تھی ظاہر الروایۃ میں ہے کہ وضو ٹوٹ گیا اور ابو یوسف سے روایت ہے کہ وضو نہ ٹوٹا یہ اس وقت ہے کہ پانی بہت ہو کہ ٹوں کی نے ناقص نہیں بسبب پاک ہونے ہر واحد کے اپنی ذات میں یعنی اور جب قدر کہ نجاست اوپر ہے وہ قلیل ہو تنبیہ ہر کے نہیں کذا فی الخلاصۃ وکما یأتی فی قولہ ثم انما ینقض فانہ قائم مطلقا یعنی جیسے سونے اونی کی رال ناقض نہیں اسی طرح ہر وہ پاک جو ہر طرح ہو سیکا فتوی ہے ہم رال مطلقا پاک ہو خواہ سرخ ہو چرے پیٹ سے خواہ زرد رنگ بدبودار ہو یا نہ ہو اور اس اطلاق کے مقابلہ یہ قول ہے ابو نصر کا مختار کہ جو رال پیٹ سے زرد رنگ بدبودار ہے وہ نے کی مانند ہے اور جو سرخ آئے وہ پاک ہے نجس میں ہے کہ رال پاک ہے کیسے ہی رنگ کی ہو اور اسی قول پر فتوی ہے کذا فی الخلاصۃ وما فی المحیط فانہ محمول علی ما یکون فیہ اثر النجاسۃ یا کما یأتی وقع خلاف میت کی رال کے اسی طرح وہ نجس ہے جیسے نجس شراب یا پیشاب کہ اگرچہ وہ ناقص ہو علت کہ یہ وہ سے بسبب پاک ہونے شراب یا پیشاب کے اپنی اصل میں بہ پیٹ کی نجاست ملنے نے سے ہر حالت اور چیزوں کے کہ وہ اختلاط نجاست سے پاک ہو جاتی ہیں ذات اگلی پاک نہیں لا ینقضہ وقیل بلی وھو علی التفصیل اصلا نجس مغلظ ہو خواہ سرخ اور اخواہ پیٹ سے ہو اگر ہو ناقض ہے یہ قول اصح ہے کہ ہوا کم مخلط طعام ہو خواہ سرخ ہو یا سیاہ ہو یا سبز ہو اور مختار اور اسی پر اکثر مشائخ اور شارح کا قول علی الاطلاق ہے کہ ہر حالت میں ناقض ہے یہ قول اصح ہے کذا فی الظہیریۃ وھو المختار للفتوی کذا فی الخلاصۃ وھو الغالب کذا فی الکافی مخلوط بکلا تو غالب کا اعتبار ہوگا یعنی اگر بلغم غالب ہے تو ناقص وضو نہیں اور اگر طعام غالب ہے تو ناقص ہے ہم بہتر یہ ہے کہ شارع طعام کی پرسی دن کا اعتبار کرتا جیسا صاحب بحر الرائق نے کہا کہ اوس صورت کو شامل ہو جاوے گا جبکہ طعام مغلوب ہو اور یا وجود اسکے تنبہ کو ہو ہی لہذا صاحب بحر نے غلبہ طعام کو اصطراح بیان کیا کہ حالت الفرادین منہ کو بہ ہی سوا سکو یا رہ کھانا چاہیے کذا فی الظہیریۃ والوا استووا فکل علی حدۃ یعنی اگر بلغم اور طعام دونوں برابر ہیں تو ہر ایک کا اعتبار جدا جدا ہوگا یعنی اگر طعام بقدر پرسی دن کے ہو تو ناقص ہے اور نہیں تو ناقص نہیں وینقضہ دم سائل من جرح فی وجہ او غلب ریقہ دما وان حکما للغالب اور وضو ٹوٹ جاوے گا تھوک میں خون ہو یا نہ ہو بتلا خون بیٹ ہو یا تھوک کا جو غالب ہوگا تھوک پر اسوا سطے غالب ہونے حکم کا ہوتا ہے اور سواء کان احمر او اصفر او ابیض ہو یا خون برابر ہے تھوک کی تو یہی ناقض ہوگا جبکہ احتیاطی کی راہ سے ہم خون کے غالب ہونے یا برابر ہونے کی یہ پہچان ہے کہ تھوک سرخ ہوگا اور مغلوب ہونے کی نشانی یہ ہے کہ تھوک زرد ہوگا کذا فی شرح الوقایہ والبحر لا ینقضہ المغلوب بالبزاق اور وہ خون وضو کو نہیں توڑتا جو تھوک سے کم ہے والبزق کالدم اور پیپ خون کی مانند ہے وضو توڑنے کے حکم میں یعنی اگر پیپ تھوک سے غالب ہو یا برابر ہے تو ناقض ہے اور اگر کم ہے تو ناقض نہیں ولا اعتداد بالغالب کالبزاق اور خون اور پیپ کا ریشہ سے مخلوط تھوک کے ملنے کی برابر ہے حکم یہ کہ وہ میں یعنی غالب اور اسی کی نسبت ناقض ہے اور مغلوب کا یہ حکم ہے لا ینقضہ مغلوبا بالبزاق وکذا لو کان کثیرا لانہ حینئذ یتبع صفۃ سائل اور اسی طرح وضو کو توڑتا ہو وہ کپڑا اور جنگ جسنے عضو کو چوسا اور خون سے پر ہوگیا اور چیچڑی جونک کی برابر ہے وضو توڑنے میں لیکہ بڑی چیچڑی سو درم مسفوم یعنی روان خون نکلتا ہے جونک کی مانند کذا فی الغایۃ والا لا کالعلقۃ والقراد لذلک لا ینقض کمضوغ دمی کما فی الخانیۃ لعدم الدفع اور جونک اور چیچڑی ایسی نہو کہ اس سے خون جاری نکلے تو وہ ناقص وضو نہیں جیسا کہ دودھ پیتے کے کاٹنے کی مانند جیسا کہ خانیہ یعنی فتاوی قاضی خان میں مذکور ہے کہ وضو نہیں ٹوٹتا خون سائل کے نہونے سے وفی القہستانی لا ینقض فاکہ یتہ وقیل ینقض وھو المختار فی زماننا یعنی میں کہ ہے کہ ہمارے زمانہ میں ناقض ہے ہم بجا ذکر کرتے ہم بحر الرائق میں شیخ الاسلام کے بسط سے منقول ہے کہ سر خم درم کرنا ہوا اور مسی وپیپ وغیرہ کو جو ظاہر ہوا تو ناقض وضو نہو کہ بجنبات رسم سے

نجاست کو اسی اسکو موضع لدم کا دعوا ہو اب نہیں تو نجاست دہنہ اس موضع کیلئے تطہیر کا حکم لازم ہو طحطاوی نے کہا یہ حکم تو صحت کو نہیں مگر اسے جہاں دعوا ہو وہ تو ضرور کرنا ہے اور اگر ضرر نہیں کرتا تو دعوا ہو نا ہم کا دعوا ہو گا جبکہ تو تو صحت میں نجاست ورم کی بھی وہ ضرور طہارت کا تھی ولوثة ما ان اعلان نعل اجتل الخ اگر ہم کہ ہی ہو ناہ اگر تراوت اہر کیلئے ترقی ضرر کی ناقض ہے ہم تم القدیر میں اسکا مطلب یوں سمجھا واجب ہے کہ وہ تم ایسا ہو کہ اگر ہی ہو تی تو بنا اس اسطلب کو اگر نہیں تم ہر پہرے سمجھ ہو جاتا ہے کہ نہیں ہو تا جب بنا کہ یہ ایسا ہے لکھا ہے یوں سمجھا واجب ہے کہ وہ تم ایسا ہو کہ اگر ہی ہو تی تو بنا اس اسطلب کو اگر نہیں تم ہر پہرے سمجھ ہو جاتا ہے کہ نہیں ہو تا جب بنا کہ یہ ایسا ہے لکھا

قولہ مُتَعَمِّدَہٗ لَا یَنْقُضُ وَاِنْ قَعَدَ قَدْرَ التَّشَهُّدِ وَالصَّلٰوۃِ وَغَیْرِھَا عَلَی الْمُخْتَارِ اور اگر بیٹھنے بھی نہ بیٹھا اسکی قوت ماسکہ کو زائل نہیں کیا تو وہ بیٹھنا نقض وضو کی نہیں اگرچہ آدمی قعدہ اسی قدر یا اس سے زیادہ بیٹھا ہو مختار یہی ہے علی المختار صدر الشریعۃ رحمہ اللہ تعالیٰ اور غیر مختار ابو یوسف کا قول ہے کہ جب تک بدن عمداً سو نہ دیگا تو وضو نہ ٹوٹیگا لقولہ فی الطحطاوی کَمَا لَوْ قَعَدَ قَدْرَ التَّشَهُّدِ ثُمَّ اَحْدَثَ عَمْدًا اَوْ اَغْمِیَ عَلَیْهِ اَوْ سَکِرَ اَوْ قَهْقَهَ فِی الصَّلٰوۃِ اَوْ سَجَدَ لِتِلَاوَۃٍ اَوْ لِسَهْوٍ اَوْ مَشٰی اَوْ تَکَلَّمَ اَوْ اَکَلَ اَوْ شَرِبَ اَوْ اَعْرَضَ اَوْ تَحَوَّلَ عَنِ الْقِبْلَۃِ اَوْ اَضَافَ اِلَیْهِ شَیْئًا مِنَ الْاَفْعَالِ الْمُنَافِیَۃِ لِلصَّلٰوۃِ اَوْ قَامَ اِلٰی رَکْعَۃٍ اُخْرٰی اَوْ اَضَافَ اِلَیْهَا رَکْعَۃً اُخْرٰی اَوْ قَعَدَ قَدْرَ التَّشَهُّدِ ثُمَّ اَحْدَثَ عَمْدًا اَوْ اَغْمِیَ عَلَیْهِ اَوْ سَکِرَ اَوْ قَهْقَهَ فِی الصَّلٰوۃِ اَوْ سَجَدَ لِتِلَاوَۃٍ اَوْ لِسَهْوٍ اَوْ مَشٰی اَوْ تَکَلَّمَ اَوْ اَکَلَ اَوْ شَرِبَ اَوْ اَعْرَضَ اَوْ تَحَوَّلَ عَنِ الْقِبْلَۃِ اَوْ اَضَافَ اِلَیْهِ شَیْئًا مِنَ الْاَفْعَالِ الْمُنَافِیَۃِ لِلصَّلٰوۃِ اَوْ قَامَ اِلٰی رَکْعَۃٍ اُخْرٰی اَوْ اَضَافَ اِلَیْهَا رَکْعَۃً اُخْرٰی فَاِنَّ صَلٰوتَهٗ تَامَّۃٌ وَلَا یَنْقُضُ وُضُوْءَهٗ وَعَلَیْهِ الْفَتْوٰی وَقَالَ اَبُوْ یُوْسُفَ اِنْ مَکَثَ بِقَدْرِ مَا یَنَامُ النَّاسُ عَادَۃً فَاِنَّ وُضُوْءَهٗ یَنْتَقِضُ وَاِلَّا لَا وَهُوَ الْاَصَحُّ اور جو سوائے اس حالتوں کے جانور کی پیٹھ پر بیٹھ کر سویا تو نہ ٹوٹا اور نہ بیٹھے بیٹھے سے نشیب کو آتا ہوا تو نقض وضو ہوتا ہے یہ نا قض نہیں ہم بسلیکہ گرنے اترنے پر سوار آگے کو جھکتا ہو تو ترین اوٹھ جانے میں تو مشک جو مانع خروج ریح تھا باقی نہ رہا اور پاؤں زمین پر پائیدگی پر جمے نہیں کیونکہ سوار ناقہ جو ہم جھوم کر گرپڑا اگر گرتے ہی جاگ پڑا تو ناقض وضو نہیں ورنہ ہے ورنہ نہیں ٹوٹتا اس واسطے کہ جو سوتا جاگتا ہے اگر اس پاؤں کو جو اسکی پاس ہو رہتے ہیں کہ انے الخانیہ ہم خانیہ میں ہے کہ اگر جانور سوار کا بسکی چیز پر منجملہ کو تیک کرسی الامیر طحاوی نے کہا کہ یہ ناقض نہو گا انتہی والخانیہ حاصل مقام یہ ہے کہ اگر استمر ظاہر مفاصل نہیں ہوا اور عدم مذہب والی قوت ماسکہ کی دلیل قائم ہے جانچہ قیام اور قعود اور رکوع اور سجدہ ہونیز اور ذلک میں الذکر ات میں نہ وضو قائم ہے ورنہ قائم نہیں وَالْعِبْرَۃُ لِلْاَصْلِ لَا یَنْقُضُ اور اختلال عقلی اور اختلاط کلامی ناقض وضو نہیں ہم عَلَی الْمُعْتَمَدِ اول وسکون ثانی آفت ہے موجب اختلال عقل اسطرح پر کہ شخص تمتا الکلام فاسد الذہر پر ہو جاتا ہے مگر وہ کسی کو نہیں مارتا ہے اور نہ گالی دیتا ہے البتہ بکواس ہے بحر الرائق میں اور سعتہ کا وضو اسی واسطے صحیح ہوا کہ نقیانے اسکی جہت عبادت پر حکم کیا ہے اگرچہ وہ عبادت کا مکلف نہیں جیسے طفل عاقل کی عبادت صحیح ہے اور مکلف نہیں کذا فی الطحطاوی وَلِمَا ثَبَتَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ نَبِیَّنَا عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ جیسا نبینا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی مانند وضو نہ ٹوٹیگا یہ نبی کی خصوصیات میں سے ہے وَلِمَا وَرَدَ فِی الصَّحِیْحَیْنِ اور جو کہ صحیحین میں وارد ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سوئے یہانتک کہ سونے کی آواز معلوم ہوئی پھر اٹھے اور نماز پڑھی بدون وضو کے اسواسطے کہ دوسری حدیث میں فرمایا ہو کہ میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا اور اسپر اعتراض نہیں لگتا اس حدیث کا کہ لیلۃ التعریس میں حضرت سے کوئی نہیں بھایا تک کہ آفتاب بلند آیا تھا اسواسطے کہ دل مبارک جاگتا تھا

اعداد من دے آنکہ، تعالیٰ و علام آفتاب کا اوصاف دل پر منطبق نہیں آنکہ یہ کلام ہے سو آنکہ ترسانی تھی ایسا مشہور ہے محدثین اور فقہا کی
نبی ہیں علامہ ابو سعود نے کہا علاوہ بریں ہم کو قوم کی کچھ خصوصیت نہیں بلکہ قوم کے سوا اور فرائض کا بھی حکم ہے تو وقت میں حضرات انبیا
وَغَيْرُهُمْ طَاهِرٌ حُكْمًا لِلنَّبِيِّ وَالسَّلَامُ اور انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کا اخلاء وغشی ناقض وضو ہونا انہیں جواب اسکا ظاہر کلام مبسوط صحیحہ ہو کہ ان اقسام
سے ہم اخلاط نجسہ بھوشی بیہوشی کی ایک قسم ہے جس سے حس مشترک قوت مسیطہ ہو جاتی ہو اور عقل زائل نہیں ہوتی بلکہ عقل کو چھپا لیتی ہے بر خلاف جنون کے کہ
وہ عقل کو زائل کر دیتا ہے اور غشی یہ ہے کہ قوت محرکہ اور حساسہ معطل ہو جائے بسبب غلبہ مصیبت ہو جائے جیسے گرسنگی وغیرہ سے یا تکلیف جسمانی میں ہے تو
اسکا صاحب بیخبر نہ ہونا ہے بھی ہوشیار نہیں ہوتا کذا فی الطحطاوی وَبِبَعْضِهَا أَخَذَ فِي حِلْيَةِ الْمُتَّقِي اور ضو کو توڑتا ہو اخلاء اور کسی قسم
پر صرف کرنے کے گئی اس قصد کرنے وغیرہ کے بعد نماز مذکور کو تمام کر لینا سو وضو کر لینے کے بعد تہفہ ہمارے ہنا وضو ٹوٹ گیا کذا فی فتاویٰ قاضیخان
وَلَوْ تَيَمَّمَ وَلَوْ تَيَمَّمَ مُسَافِرٌ نماز پڑھتا ہو اس طہارت صغریٰ کے ساتھ جو بالاستقلال کی ہو نہ ضمن غسل اگرچہ تیمم ہو ہم طہارت

اعداد من دے آنکہ، تعالیٰ و علام آفتاب کا اوصاف دل پر منطبق نہیں آنکہ یہ کلام ہے سو آنکہ ترسانی تھی ایسا مشہور ہے محدثین اور فقہا کی
نبی ہیں علامہ ابو سعود نے کہا علاوہ بریں ہم کو قوم کی کچھ خصوصیت نہیں بلکہ قوم کے سوا اور فرائض کا بھی حکم ہے تو وقت میں حضرات انبیا
وَغَيْرُهُمْ طَاهِرٌ حُكْمًا لِلنَّبِيِّ وَالسَّلَامُ اور انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کا اخلاء وغشی ناقض وضو ہونا انہیں جواب اسکا ظاہر کلام مبسوط صحیحہ ہو کہ ان اقسام
سے ہم اخلاط نجسہ بھوشی بیہوشی کی ایک قسم ہے جس سے حس مشترک قوت مسیطہ ہو جاتی ہو اور عقل زائل نہیں ہوتی بلکہ عقل کو چھپا لیتی ہے بر خلاف جنون کے کہ
وہ عقل کو زائل کر دیتا ہے اور غشی یہ ہے کہ قوت محرکہ اور حساسہ معطل ہو جائے بسبب غلبہ مصیبت ہو جائے جیسے گرسنگی وغیرہ سے یا تکلیف جسمانی میں ہے تو
اسکا صاحب بیخبر نہ ہونا ہے بھی ہوشیار نہیں ہوتا کذا فی الطحطاوی وَبِبَعْضِهَا أَخَذَ فِي حِلْيَةِ الْمُتَّقِي اور ضو کو توڑتا ہو اخلاء اور کسی قسم
پر صرف کرنے کے گئی اس قصد کرنے وغیرہ کے بعد نماز مذکور کو تمام کر لینا سو وضو کر لینے کے بعد تہفہ ہمارے ہنا وضو ٹوٹ گیا کذا فی فتاویٰ قاضیخان
وَلَوْ تَيَمَّمَ وَلَوْ تَيَمَّمَ مُسَافِرٌ نماز پڑھتا ہو اس طہارت صغریٰ کے ساتھ جو بالاستقلال کی ہو نہ ضمن غسل اگرچہ تیمم ہو ہم طہارت

سنہ ہے عبارت ہو دضو اور تیمم سے اور عبارت کہ ہو عبارت ہے غسل ہو خلاصہ بطل وضوء فی وضوء الغسل تو باطل ہو گا وہ وضو تو بقیہ جسم کے تمام بدن کے دھونے کے ضمن میں حاصل ہو گیا ہم اور اگر اول وضو کر کے غسل کیا تو ظاہر اور ضو مستعمل ہے کذا فی الطحطاوی لکن ذکر الزیلعی فی الحاشیۃ والفتح فی النہر النقض عفو عنہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فی خزانۃ المفتین ہو کما فی الدر المختار والشرح اور نہر الفائق میں وضو فحشی کے نقض کو راجح کہا ہے ہنسی والیکن سزا دینو کیونکہ اطلو وغائر شرنبلیہ میں کہا کہ جمہور سی قول پر ہیں کہ وضو نہیں ہتا صلوٰۃ کاملۃ ہم ذکر ہم پوری نماز پڑھتا ہو تے ہم نماز کامل ہو گی اور وضو کر کے ہم سجود والی نماز سے یا جو کو ہم سجود کے قائم مقام ہے جیسا کہ اشارہ و مصدور کا یا سوار کا تو نماز جنازہ اور سجدہ تلاوت میں فتح القدیر ہی و ضو نہ ٹوٹے لیکن وہ نماز اور سجدہ باطل ہو گا ولو عند اسلامکم عمداً فانہا تبطل الوضوء لا الصلوٰۃ خلافاً لزفر کما حررہ فی التبیین بلالیۃ اگرچہ سلام کو وقت عمداً قہقہہ کیا اسوا سطوکہ یہ قہقہہ وضو کو باطل کرتا ہے نماز کو برخلاف زفر کے جیانچہ شرنبلالیہ شرح درر البحار میں اسکو لکھا ہم عمداً کی قید اسوا سطو لگائی تا خروج بغیر صنعہ متحقق ہو تو اس سے نماز باطل نہوئی اور وضو ٹوٹ گیا اسوا سطو نماز کی جنازہ میں قہقہہ میں یا الیکا ویلو یقہقہ امامہ والحال ان عدل لغیرہ ویلو سبوقاً فلا نقض در اگر مقتدی سے امام نے قہقہہ کیا یا عمداحدث کیا پھر مقتدی نے قہقہہ کیا اگرچہ مقتدی سے مسبوق ہو تو مقتدی کا وضو نہیں ٹوٹا اسوا سطو کہ امام کے قہقہہ یا حدث قصدی سے نماز باطل ہو گئی تو مقتدی کا قہقہہ خارج نماز کے واقع ہوا اور خارج نماز کے قہقہہ سے نقض نہیں بخلاف اس کلام کے اسوا سطو کہ برخلاف اس قہقہہ مقتدی کے جو واقع ہوا امام کے عدم کلام کرنے کے بعد قول اصح میں یعنی اگر امام نے قصداً کلام کیا پھر مقتدی نے قہقہہ کیا تو صحیح قول میں مقتدی کا وضو ٹوٹ جاویگا وجہ فرق قہقہہ اور کلام میں یہ ہے کہ کلام تو طرح سے نماز کا منافی ہے اسوا سطو کلام سے نماز کی شرط یعنی طہارت فوت نہیں ہو گئی تو اس سے مقتدی کی نماز فاسد نہوئی تو ہم مقتدی کا نماز کے اندر واقع ہوا بلذا وضو نہ ٹوٹا برخلاف قہقہہ کہ یہ حدث ہے کہ اسوجہ طہارت کو فاسد کر دیتا تو مقتدی کی بھی نماز فاسد ہو گئی تو اب قہقہہ مقتدی کا بعد نماز کے واقع ہوا تو وضو نہ ٹوٹا کذا فی الطحطاوی ومن مسائل الاصل ان توسی السہو فی الصلوٰۃ فضحکہ ملی ما ہو الصلوٰۃ لکن یعید الوضوء والصلوٰۃ لانہ ضحک فی الصلوٰۃ لا فی الصلوٰۃ اور اگر نماز کے اندر سہو کیا اور اس پر ہنسا تو نماز تو نہ ٹوٹی لیکن وضو اور نماز کا اعادہ کرے کہ ہنسا نماز میں ہے نہ کہ نماز کے اندر واقع ہوا تو ناقض نہوا اور جب خارج نماز کے صادر ہوا تو ناقض ہوا لانکہ امر بالکسر سے کذا فی الطحطاوی ومباشرۃ فاحشۃ بتماس الزوجین والمراد بہما الانتشار الی الہیئۃ المباشر ولو بلا انزال علی المعتمد اور ناقض وضو ہی کوئی مباشرت دونوں شرمگاہوں کے بھڑ جانے سے اگرچہ بچہ آمد و رفت نہوں واقع ہو یا دو مرد یا دو عورتوں میں باستگی کے ساتھ جانہیں یعنی لگانا ہو الاور جسکو لگایا دونوں کے وضو کی ناقض ہے اگرچہ مباشرت مذکورہ میں مذی کی برآمد نہ ہو بنا بر مشہور قول ہم بعض قول شیخین کا ہو امام محمد نے کہا کہ مباشرت فاحشہ ناقض نہیں جبتک کچھ نہ نکلے اور صاحب ھدایہ نے اسکو صحیح کہا ہے لیکن صحیح معتمد یہی ہے کہ ناقض ہے تصریح کی جانچہ اوسکو شارح منیہ نے نقل کیا کہ شیخین کا قول صحیح ہے اور یہی قول متون فقہ میں مذکور ہے کذا فی الطحطاوی عن البحرین کہا ہوں فتاوی عالمگیری میں جو نابینا ہو محمد کے قول پر فتوی اور انصاف ہے تصحیح اوسکی نقل کی ہے وہ بھی قول صاحب محیط سرخسی کے مخالف ہو سے لائق اعتماد کے نہیں قسمہ میں ہو کہ عورت کے وضو ٹوٹنے میں انتشار آلہ مرد معتبر نہیں کذا فی العالمگیریۃ لا بمقبلہ مس ذکر کان مقبلہ مس ذکر ولا بمس انثیین ولا بمس دبر ولا بمس فخذ ولا بمس شعر نہیں ٹوٹتا وضو کو نہ نماز کا چھوا لیکن مستحب ہے کہ احتیاط دہو ولا بمس امرد بشہوۃ ہم مسہ بشہوت مذکور ہے نقض وضو مذکور ہو اور طلق بن علی عن ابیہ کی حدیث میں جسکو سوا احمد ابن داجہ کے اصحاب سنن نے روایت کیا ہم نقض وضو نہ کو نہیں ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث اصح

اور اسی طرح حسین وغیرہ نے بسندِ متصل روایت کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مخدج اور ناقص وضو نہیں عورت کا چھونا اور اس کے بیر مرشد کا ہم امام شافعی کے نزدیک عورت کا چھونا ناقض وضو ہے بدلیل فولہ تعالیٰ (او لامستم النساء) ہماری دلیل یہ ہے کہ لمس سے مقارن ہو حدوث کو جو عام مراد ہوتا ہے اور صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی ران کا نماز کے حالت میں چھونا ثابت ہے اور حسین بن منصور خدا سے اللہ علیہ وسلم کا بتاتا عائشہ صدیقہ کے یا نوکا جائز نہیں ثابت ہے لکن ہم کہتے ہیں کہ الخلاف لا یسمی الوفاق لیکن وضو کو لیا اس اور کرا اس عورت سے مستحب ہوا کہ باتفاق مجتہدین کے طہارت حاصل ہو خصوصاً امام کے تین مذہب رہے اسود علقمہ امام کے بچھو مخالف اور محالف سب جائز بتاتے ہیں تو نقشہ یونکی رعایت کرنا خوب بات ہے لیکن شرط یہ ہے کہ مکروہ نہ ہو لیکن شرط یہ کرنا مکروہ کرنا ہے اپنے مذہب میں لازم نہ آوے ہم شارح نے بسند اگر کیا اس مفہوم سے جو اس کلام سے سمجھا گیا کہ امام کے مراعات مقتدی پر کی مذہب ہو خواہ اس س

وضو اور روزہ اسکا باطل ہوگیا ھم شارح کے کلام میں نقد و تعقب کرنے سے متعلق ہیں تو بطلان وضو کا اور نجاست حدیث اور بطلان صوم احکام حالت استحاضہ سے متعلق ہے ہو سکتا ہے کہ جب اندر کی نجاست باہر کی نجاست سے ملے تو باہر کی نجاست ناقض ہو جسکے استعمال کرنے میں اندر کی نجاست داخل ہی کی تو بوائی کا داخل ہونا ثابت نہیں لازم آیا صوم باطل ہوگیا کذا فی الطحطاوی بعضوں نے لفظ دشکر کا دیکھا نہیں کیا تو شارح پر اعتراض کیا کہ انگلی کے داخل کرنے سے اگر تھوڑا تھوڑا صوم باطل نہیں ہوتا شارح نے سمجھ لیا کہا ہاں لاکن شارح کا مطلب یہ ہے کہ اگر انگلی غائب کرنے سے وضو باطل ہوتا ہے صوم اور اندر داخل حالت استحاضہ سے صوم باطل ہوتا ہے

فروع

مسائل ملحقہ شارح کے ھم فروع ھم جسم سے فرع کی اور فرع کہنے میں ہر شرح کے علاوہ اور قوم کے شرائط کو تو فروع سے مسائل عالیہ اور مشکلہ مراد ہیں بطریق استعارہ کے شارحین کی غالب عادت یہ ہے کہ بامبط فروع ان مسائل کو جو ان سے موخر ہوئے یا مستقر ہیں ذکر کرتے ہیں مناسب ہر مقام کے کذا فی الطحطاوی شارح رحمۃ اللہ علیہ آخر کتاب میں فروع ضرور اور عجب ہے کہ زبان کرتا ہو اور گواہ فیضا عین کلام میں مناسب مقام ہے یستحب للرجل ان یحترز من ربابہ الشیطان ویجب ان کان بحیث یفتقطع الیہ قدمی لو صلی وھو کذا فی الحلیل میں رومی وغیرہ کہا اگر شیطان اوسکو شک میں ڈالتا ہو خطرہ آنیکے وسوسہ سے اور واجب ہے بقدر نماز پڑھنے کے اگر صف منقطع نہ ہوتا ہو دوڑتا ہوا روکی رکھنے کے نماز حاصل المقصد وعبارت سوحاصل ہم مطحطاوی سے کہا جب محدث نے وضو کیا اور جب نہایا پیشاب کے بعد پھر اوسنے اپنے کو پرکھا اور نجاست دیکھی اور اوسکو معلوم نہیں کہ وہ پانی ہے یا پیشاب ھو تو وہ وضو کا اعادہ کرے اور اگر نماز کے اندر یہی بات حاصل ہوئی اور شیطان اسکا بہت وسوسہ ڈالے اور اوسکو نجاست کا یقین نہیں ھے تو وہ نماز پڑھتا رہے اور اوسکا وہاں تک ہی جسنگا اوسکو پیشاب ہو نکلا یقین حاصل نہوا اور جو سیلا ہوا ہو سو اس کا اوسکو چاہیئے کہ وہ اپنی شرمگاہ پر پانی چھڑکے تاکہ اگر تراوت نظر آوے تو اوسکو پانی جانے نہ پیشاب کذا فی الخانیہ اسمیں ذکر ہے ثم خرج بعض ذکرہ ان ادخلہ میدہ انتقض وضوءہ وان ادخل بنفسہ لا ہر سر ذکر کیا اسکو اور اپنے ہاتھ سے اندر کر دیا تو اوسکا وضو ٹوٹا اور اگر خود بخود داخل ہوگئی تو وضو نہیں ٹوٹتا لیکن اگر کچھ نجاست ظاہر ہو گئی تو ناقض وضو ہوگی کذا فی الطحطاوی سے وکان الخارج بعض الذکر او قدر ثلثہ اصابع انتقض وضوءہ وان خرج اقل من ذلک لم ینتقض وضوءہ کذا فی الخلاصہ اگر ذکر کا بعض یا قدر تین انگلی کے باہر نکلا تو ناقض وضو ہوگیا اور اسسے کم ہو تو ناقض نہیں ہوا کذا فی الخلاصہ ذکر کے ذکر سے دو سرا ہون تو جس شخص کے ذکر سے عادت والا پیشاب نہیں نکلتا وہ ہنزار خرچ کرے ھی نجس اوس کا کوئی چیز نکلے گی تو وضو نہ ٹوٹیگا جب تک وہ شی سیلان کی نہ ہو گی جیسے خصی کے نکلنا بدون سیلان ناقض نہیں الخنثی غیر المشکل ذکرہ الاصل حکمہ حکم من ھو منہ یعنی جو خنثی کہ مشکل نہیں اوسکی دوسری فرج ہنزار فرج کے ہو تو وضو ٹوٹیگا بدون ہونے کے ایسا ہو جیسے الدیہ وغیرہ میں اور اگر فرقہ ایسا ہی ہو کہ وضو ٹوٹے کی دونوں فرج کی پہچان کیلئے یہ سائل ہو بالجملہ اسکا حال ظاہر ہو گیا ہو بانہو تو ہر الفائق میں لیکن کہا کہ اول قول پر اعتماد کرنا الاولیٰ ہے کذا فی الطحطاوی والمتردد ینتقض وضوءہ بکل ازمنتی مشکل کا وضو ٹوٹتا ھے ہر فرج کے نکلنے سو ہو ان سیلان کے بطریق احتیاط کے کذا فی التوضیح ھم منتی مشکل اوسکو کہتے ہیں کہ مرد اور عورت ہونا اسکی علامت سے ثابت نہو نہ قبل از بلوغ نہ بعد از بلوغ مشکل الوضع ھل یکفر ان انکر الوضوء کالصلوٰۃ تعم فیکفر کالصلوٰۃ سوال وضو کا منکر کافر ھے یا نہیں جواب اگر اوسنے وضو کا انکار کیا نماز کیطرح تو ان وہ کافر ہوا اور غسل کا نماز کیطرح منکر ہو تو نہیں ہو گا ھم نماز کے وضو کا منکر اسواسطے کافر ہوا کہ اوسنے قرآن کی تکذیب کی قال اللہ تعالیٰ یا ایھا الذین اٰمنوا اذا قمتم الی الصلوٰۃ الخ اور غسل کا منکر اگر بسبب ضعف کے وضو کا انکار کرے تو کافر نہ ہوگا اسواسطے کہ اوسکی آیت میں اختلاف ہے جو آیندہ مذکور ہو چکا یعنی تو قطعی کا منکر ٹھہرا شاک فی بعض وضوئہ اعاد ما شاک فیہ لو فی صلاتہ لو بکل الصلوٰۃ عادتہ فلہ وان لا شک پڑا وضو کے بعض اعمال میں یعنی کسی عضو کے غسل میں ہو جسمیں تو جس محل میں شک پڑا کہ کیا یا نہیں کیا اوسکو پھر کرے اگر اتنا وقت گذرا اور وضو کرنے میں شک ہوا ہو اور شک کا ہونا اوسکی عادت نہو ورنہ اعادہ نہیں یعنی اگر اتنا وقت نہیں پڑا بلکہ بعید و نہیں گذرے کے شک ہوا تو اوسکو شک کی عادت ہو یا نہو یا اوسکو شک کی عادت خواہ اتنا وقت بعد میں ہو یا بعید وضو ان سہو تر تھیں ہو یا عادہ مکرر ہو اور شک کیطرف التفات نہ کرے

ف ۱ وضو کرنے والے کو شک ہوا کہ اعضاء وضو میں سے کسی عضو کا دھونا رہ گیا یا نہیں دھویا تو اوسکو اعادہ کرنا چاہیئے اور اگر نماز میں شک ہوا تو نماز ہی میں دھو لے اور اگر نماز سے فارغ ہو گیا تو اعادہ کی حاجت نہیں ف ۲ اور اگر وضو کرنے کے بعد شک ہوا کہ وضو کیا یا نہیں کیا تو اوسکو وضو کرنا چاہیئے اور اگر نماز میں شک ہوا تو نماز ہی میں وضو کر لے اور اگر نماز سے فارغ ہو گیا تو اعادہ کی حاجت نہیں

اور نہیں ہوا وضو ہم کو کافی اللہ سے انشاء اللہ تو نہیں اعضا ولی یعنی اللہ تو نہیں اعضا ولی یعنی اللہ تو نہیں اعضا ولی یعنی

بشرطیکہ ظن اکثر صحیح ہو اور اس فرض کے ادا ہونے میں پانی بہانا ضرور ہے بہر کے کفایت کرتا ہے اسواسطے کہ فرضیت مضمضہ میں کلی کا بار بہر پیکا شرط نہیں صحیح قول یہی ہے ھم یعنی جبکہ خوب منہ بھر کے پانی پیا رائحہ اندر ہو گیا مضمضہ مفروضہ ادا ہوا اور اگر جو اس کو پانی پیا فرض ادا نہوا بلکہ اسکو بحر الرائق میں ہوا سلئے اگر چہ سنت میں سارے منہ کے اندر پانی نہیں پہونچا ہر پنہ کلی کا بار بہر پیکا شرط نہیں قول اصح میں لیکن احوط عمل کرنا ہی بلکہ وعدہ و عہد و نذر سے بالاتفاق خارج ہو گیا اور یہی مطلب ہے بات بلا کا کذا فی الطحطاوی عن الشرنبلالیہ حتی عاقت اللثہ ۱۲ اور تمام ناک کا دھونا فرض ہے یہانتک کہ ناک کے منکہ پڑے کے نیچے بھی پانی پہونچا نا ضرور ہے ھم بحر الرائق میں ہے کہ کذا فی البدائع یعنی خشک قبیل ناکہیں یعنی جسپر سے روئی اور خمیر کی مانند تمام افعال کا مانع ہے کذا فی الطحطاوی وفاقی بدائع اور مضمضہ اور استنشاق کے بعد تمام بدن کا دھونا فرض ہے ھم بدن ظاہر اور باطن سبکو شامل ہو جنانچہ داخل میں کہ بھی لیکن بسبب برج ظاہر کے آنکھ کے اندر کا دھونا ساقط ہو گیا اسواسطے کہ آنکھ میں جرمی کی جسے پانی کی تحمل نہیں اور حدیث اصحاب مثل ان ھمارے ابن عباس کے اندر آنکھ کے دھو یا کرتے تھے اوذکی بصارت زائل ہو گئی تھی ولہذا آنکھ کا دھونا نچاہیئے اگر چہ اُسکے اندر پاک سرمہ لگا ہو کہ اسنے منع الضرر لکن فی المغرب وغیرہ الیدان ان من المنکب الی اکنیۃ رجعہ وفی قال الناس والعضو الید والرجل خلافا لہ لنا قطعہ ثنا ظفرہ لکن کتب لغت مثل مغرب وغیرہ میں ہے کہ بدن لغت عرب میں مونڈھے سے سرتک اور جسکا یہی حال ہو اتو سر اور گردن اور ہاتھ اور پانوں بدن سے خارج ہو جن لغت کی رو سے داخل ہیں کرتہ کی جنبت پر شرم کی اصطلاح میں ھم خلاصہ یہ ہوا کہ مصنف نے بدن کا اطلاق جسپر یکبار اسواسطے کہ یہاں بدن سے بالمعنی الاخرات مراد ہو لا دلگلہ لانہ متیمم فیکون صعیدا گھ فھم خلافا لما اصل میں بدن کا ملنا فرض ہوا اسواسطے کہ ملنا کا ل کو نہ لاسکے دھو سکیگا پس لمنا مستحب ہو گا نہ شرط اسواسطے کہ مکمل اور متیمم کا اُس شے کے وجود کے بعد ہونا ہی برخلاف امام مالک کے ھم امام مالک اور ابو یوسف کی ایک روایت میں لمنا غسل میں فرض ہے دلگ عبارت یہی عضا منسولہ پر ہاتھ پھیرنے سے سوا گر پانی بہایا اور سارے بدن پر نہ پہونچا گیا بدن پاک تو ہو گیا لیکن فرض ادا ہو گیا گر امام مالک کے نزدیک ادا نہیں ہوا وجب ایصال الماء بالدلک فی الاصح ھم ھو کما تقدم من البدن بالدلک وھو کما ذکر وھو شرط وواجب وفی شرح الشیخ اسمٰعیل ولو مشی یدیہ لما فی الخانیۃ فاطھر وا ان الجنابۃ اور واجب ہے یعنی فرض ہے دھونا اگیدار ہر اوس عمل کا بدن سے جسکا دھونا بدن سنت کے ہو سکتا ھم جنانچہ کان اور ناک اور موچھ اور بھوں اور داڑھی اور سکے بالوں کے اندر کا دھونا اگر چہ کھرے بال گو ندھے ہوں اگر چہ سکے ہوں اسواسطے کہ فاطھروا کے لفظ میں بمالغہ کلمانے ھم یعنی حق تعالیٰ نے فرمایا وان کنتم جنبا فاطھروا یعنی اگر تمکو جنابت جو جماع یا احتلام سے نوخت طرحہ پاک صاف ہو یعنی سارے بدن کا دھونا جنانچہ ہو سکے بلا حرج اور ہوا وجب المضمضہ اور استنشاق فی غسل من فرض ہوا نہ فرضیت اسلئے کہ تم اکبر جو سوا داخل بدن ہو اور ایک وجہ سے خارج بدن ہو باعتبار حسب الظاہر قی اور الفاتح کہ وقت اور باعتبار حکم شرع کے صائم کی مال گو ہوئے اور داخل ہونے کسی چیز کے اوسکے منہ میں تو ضرور نہیں فرضیت داخل بدن قرار دیا اور غسل میں خارج بدن اسواسطے غسل میں بمالغہ کا صیغہ مستعمل فائقہ ذکر وا دھو اور نہ ضرور میں غسل وہ یہ کا حکم ہے اور ترجمہ عبارت یہ ہوا جو سے وشرح خارج لانہ کالفیہ لداخل لانہ یا طن اور فرض ہے عورت کو زہر خارج کا دھونا اسواسطے کہ عورت کے باہر کی شرمگاہ مرد کی مانند ہے کہ من وجہ باہر اور من وجہ خارج فرض نہیں زہر داخل کا دھونا اسواسطے کہ وہ اندر بدن کے داخل ہو اور اندر کا دھونا ساقط ہو گا ولا یدخل اصبعھا فی قبلھا بہ یفتی اور عورت انگلی کو اپنی شرمگاہ میں داخل کر کے یہ فتویٰ ہے یعنی غسل میں یہ سکا حکم ہو نکہ ہو ضرر مظہارت کے خیال سے کہ نکلے اندر کا دھونا واجب نہیں کما یجب غسل ما ظہر علیہ لتعبیر بان اکمل لکل شیئ واجب نہیں میں دھونا داخل کا بسبب مشقت اور تکلیف ہو جانیکے آنکھ کا دھونا اگر چہ اسمیں پاک سرمہ لگا ہو ولقب النھر قرد اخل قلفۃ اور بہہ سوراخ اور داخل قلفہ کا دھونا واجب نہیں ھم جو سوراخ ناک یا کان کا بند ہو گیا وان پانی نہ پہنچا واجب نہیں حرج کی جہت سے قلفہ بضم قاف و سکون لام و کھال ہے جو ختنہ کرنے میں کاٹی جاتی ہے یا بند ہے بھوا عتقہ اللہ الکمال وعللہ بالحرج فسقط الاشکال بلکہ قلفہ کے اندر کا دھونا مستحب ہی ہوا یہی قول صحیح ہے منہ ایسا کہا ہے صاحب فتح القدیر نے اور حرج کو عدم وجوب غسل کی علت

بیان کی ہو تو اشکال ساقط ہو گیا ہم یعنی جب ہر ہو کہ لعت فزاد یا تو دلیل کا اعتراض ساقط ہو گیا حاصل اعتراض کا یہ ہو کہ اگر ذائل تلبد کا ہمیشہ نہ رہنا واجب نہیں باوجود دیمومۃ مبالغہ فاقہ کے تو اسکو جہل بدن کا حکم یا تو ہمیں پیشاب کے قطرہ آنے سے کیوں ان روشور تو تا چہ قول صحیح پر بموجب اعتراض کیوں ہے کہ عدم وجوب غسل و نقض مرجح کیونکر ہو ہمیں ہر جزء ان نہیں ہر حرف المسعودی ان یکون فتح التلعۃ بلا مشقۃ یجب الاولا اور مسعود ہی ہیں کہ اگر کہو ذائل تلعۃ کا بدون مشقت کے ہو کر تو وہ نہ کا ہونا واجب ورنہ واجب نہیں ہم اسی تو کو شرنبلالی نے پسند کیا ہے اور اسکی علت تم القدیر کا کلام شریر ہو اسوا سکو کہ متعذر کا مقید بحرج کیا ہو تو جہاں حرج نہیں وہاں وہ ابھی ساقط نہیں کہ ذائل التلطاخ وکفی بل اصل صنیعہ قولہ ثم شعر لیرا للمصنف طرح اور کفایت کرنا ہو تو کرنا اور بیگانہ عورت کی کہ نہ ہی چوٹی کی ہو کہ یعنی گو نہ ہی اور ہو کہ عورت پر فرض نہیں جڑوں کا تر کر دینا کفایت کرنا ہو تخلیف اور مشقت کی وجہ سے ضعیفہ و سمراد عورت کے گو نہ ہی ہاں ہم مسلم ہم صحیح مسلم ہیں حضرت ام سلمہ سے روایت ہو کہ میں نے کہا یا رسول اللہ میں وہ عورت ہوں کہ اپنے سر کی گوندھی ہوئی چوٹی خوب مضبوط کر کے باندھتی ہوں کیا بعض اور جنابت کے غسل کو اسطرح اسکو کھولا کروں فرمایا نہیں تجھکو تو چاہیئے ہیں بار بدونوں تو نہیں پانی لیکر سر پر ڈالنا کفایت کرتا ہو پھر اپنے اوپر پانی کا بہانا اور پاک ہونا آبو داؤد میں فرمان نبوی ہو کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے غسل جنابت کا سوال ہوا تو فرمایا کہ مرد تو اپنی چوٹی کا تر کرنا کافی نہ ہو گا ولم یسل اصلا یجب نقضہا مطلقا لما مر الصحیح اور اگر گوندی ہوئی چوٹی کی جڑ بھیگے تو چوٹی کا کھولنا واجب ہے برعرسی بھی قول صحیح ہم ہر طرح کھولنا واجب ہی خواہ اوسمیں تخلیف ہو یا نہ ہو اور خبر صحیح دلول ہے کہ بالوں کا چھوڑنا دھونیکے بعد ضرور ہے خواہ ان گوندھے ہوں یا کیسے کذا فی الظہاری ولو ضفرہ غسل ما تحتہ وان لم یصل الماء تحت اصولہ ترک اور اگر سر کا ہوا عورت کو ضرر کرتا ہو تو سر کا ہوا چھوڑ دے یعنی درصورت سر کا دھونا اور مسح کرنا بھی غسل جنابت وغیرہ میں ساقط ہو کر چھوڑ کے باقی بدن دھو دے پاک ہو جاویگی وقیل تمسح اقامۃ للبعض مقام الکل کہ اگر مسح کرے گا اور ہوا ضرر کرنا ہو تو لا یمنع وجوبا وسیجئ فی التیمم اور نہ منع کرے ہو تو وجوب کو جماع سے اور اسکا ذکر آگے آویگا تیسرا مسئلہ یعنی اگر عورت کو سر کا ہوا ضرر کرتا ہو اس عذر سے اوسکا اپنوشوہر کا روکنا جائز ہو تہیں پہنچاوے ہو اسوا سطرکہ وہ شوہر کا حق ہو اور اوسکی وطی ضرر کا علاج یہ ہو کہ لقول اول غسل اور مسح دونو کو ترک کر دے یا لقول ثانی مسح کو ترک کرے کذا فی الظہاری کما یکفی فی ہذہ فینقضہا وجوبا اولا وتکلا لامکان خلافہ کفایت نہیں کرتا ہو مرد کی گو نہ ہی چوٹی کا کھولنا تو واجب یعنی فرض ہو اسکا کھولنا اگرچہ مرد علوی یا ترکین کی عادت ہو ایل رکھنے اور چوٹی گو نہ ہنی کی اسوا سطرا و نکو بالخصوص ذکر کیا ولا یتم الطہارۃ ولو اغتسل وتوضأ وصلی الف مرۃ ما لم ینقض ما تحت الضفیرۃ وان تحرک وتوضأ ولو تعذر ایصال الماء الا بقطع شعرہ یقطع ولو بعضہ یعنی نہیں پورا ہو غسل اور وضو اور نماز جب تک کہ نہ کھولے جو کچھ گوندھا ہوا ہو اگرچہ اوسکو حرکت دیکر وضو کرے اور نماز پڑھے ہزار مرتبہ اور اگر بدون کاٹنے بال کے پانی نہ پہنچتا ہو تو کاٹ دینا بھی واجب ہو اسکا ذکر کذا فی الظہاری وفی الہدایۃ وقیل یستطہر بقدر ما یصل الماء ذکرہ فی المبسوط وہو المختار اور میل بدن کا مانع طہارت ہو اور سیطرح تیل اور جمائی وغیرہ طہارت کی نہیں شارح نے کہا وتبع فی ذلک الکاظخانی تفسیری ہم یعنی وزن اور مسح دونوں یک معنی ہیں وفی الطین والوسخ مطلقا اذا صار وقایۃ اذا صح اور خشک مٹی اور گیلی مٹی مانع طہارت کی نہیں اگرچہ ناخن کے اندر ہو خواہ وہ شخص گوار ہو یا شہر کا رہنے والا دونوں برابر ہیں قول صحیح یہی حکم اور غیر صحیح قول یہ ہے

اگر شہری کے حق میں ناخن کی مٹی مانع طہارت ہو تو کسان کے حق میں اسد اسطو کہ شہری کا بدن چکنا ہوتا ہے تو پانی نفوذ نہیں کرتا طحطاوی نے کہا قول اصح کی وجہ یہ ہے کہ بہر صورت پانی نفوذ کر جاتا ہے بخلاف فی عینی پر خلاف گوشت آٹے کی مانند کہ وہ طہارت کا مانع ہے عدم نفوذ کی وجہ سے ہم کو نہیں آٹے کی مانند دو چیزیں ہیں جن میں پانی سرایت نہیں کرتا چنانچہ چلیا ہوئی روٹی اور میل کے پپڑے ناگین اور کہال چھپلی کی کذا فی البحر والا جماع معا علی طہر صبغ رنگ مانع طہارت کی نہیں وہ چیز جو رنگریز کے ناخن پر لگی ہے ضرورت کی وجہ سے اور بعضوں کے نزدیک مانع ہی ہے ضرورت میں کہا گیا اول قول پر نتوی ہے کذا فی المنح ہم عورتیں ہندوستان کی جو سمی لگاتی ہیں اگر فقط رنگ ہے تو طہارت میں کذا مانع نہیں طہارت نہیں اور اگر جرم ہے جیسا کہ دہڑی کہتے ہیں تو ظاہر الجمین کی مانند مانع طہارت ہے واللہ اعلم والحاصل ان الاستاذ او فسیہ المجوف بہ یفتی وقیل ان ضلبا منع وہو الاصح اور مانع طہارت کا نہیں وہ کہا جاتا ہے دانتوں کے اندر جو ہاتھ یا پوٹے دانت کے اندر گھس جاتا ہے ہی قول کا فتوی ہے اور بعضوں نے کہا کہ اگر وہ سخت اور خشک ہو تو طہارت کا مانع ہے یہی قول اصح ہے ہم رسم منتی میں مذکور ہو گیا کہ فتوی مقدم ہے اصح و غیرہ سو تمام مابین الاسنان اسد اسطوانی طہارت نہیں ہے کہ پانی لطیف چیز ہے ہر جگہ غالباً سرایت کر جاتا ہے الیسانہ کور ہے جنیس من فقہ ابو اللیث اور فتاوی فضلی سو لقل کیا کہ احتیاط یہ ہے کہ اسکو نکال کے پانی اوپر بہا دے کذا فی الظہیریہ ویکان خاتمہ مصنوعۃ من فضۃ او حجر لہ وجہان کھ اور اگر غسل کرنے والے کی انگوٹھی تنگ ہو تو واجب ہے کہ اسکو نکالے یا ہلا دے جنبی کی انگوٹھی کا یہی حکم ہے یعنی انگوٹھی اور بالی کا اتنا ہلانا اور گھمانا چاہیئے کہ وہاں پانی پہونچ جانیکا گمان حاصل ہو ولو لم یکن یثقب اذنہ وقم فلم یدخل الماء فیہا الی الثقب عند محمد رحمہ اللہ علیہ اجزاہ اور اگر اسکان کے سوراخ میں بالی ہو سو پانی پونچھا سوراخ میں کان پر پانی بہنے کیونکہ تو غاسل کو کفایت کرتا ہو گا ترقی واذن وخلفہما الا تحیسی نان اور کان میں پانی داخل ہو گیا اوپر مسائل ہونے سمو تو کفایت کرتا ہو یعنی انگلی وغیرہ داخل کرنا ضرور نہیں والا لا یدخل ادخالہ ولو باصبعہ ولا یکلف بہ لقولہ علیہ السلام غلبۃ ظنہ بالوصول اور اگر سوراخ میں پانی نہ گیا تو قصد اداخل کرے اگرچہ انگلی سو آدھا اور لکڑی اور مانند اسکے سینک وغیرہ سو پانی داخل ہونے کے لئے تکلف نکرے اور پانی پونچھنے میں اپنے گمان کا غلبہ معتبر ہے یعنی جب اپنے اکثل میں آگیا کہ پانی وہاں پونہچ گیا ہو گا تو زیادہ تکلف اور وسواس نکرے **فروع** مسائل مختصہ شارح کے نسبی المختصر کما اوضحہ قولہ ولو لم یعد الخ صحیحہ شیخ ہنایہ الاکلی کرنا کچھ بدن کا دہونا بھول گیا پھر اوسنے نماز پڑھی پھر اوسکو یاد آیا تو اگر وہ نماز فقط تھی تو اسکا اعادہ نکرے شروع نماز کے صحیح ہونے سے یعنی بسبب ناپاکی کے نماز کا شروع کرنا صحیح نہ ٹھہرا تو نماز اوسپر لازم نہوئی تو اسکا اعادہ بھی لازم نہو گا علیہ غسل وقد جاز لا یلزمہ وان تراءی مرد غسل کرنا واجب ہے اور وہاں لوگ ہیں تو نہانے کو نہ چھوڑے اگرچہ لوگ اوسکو دیکھیں ہم کہہ آئے ہیں کہ پردہ وہاں نہیں ہو سکتا اور نماز کے فوت ہو جانیکا ڈر ہے اور جو عمداً اوسکو چھپاگا وہ گنہگار ہو گا نہایہ الا ستذر ہے والمراد بین رجال ورجال ونساء نوع لا بین نساء فقط اور عورت درمیان مردوں کے یا درمیان مردوں اور عورتوں کے نہانے میں تاخیر کرے اور تاخیر نکرے فقط عورتوں تو نہیں ہم اسواسطے کہ نظر کرنا جنس کا ہم جنس کی طرف خفیف تر ہے برخلاف غیر جنس کے والمختلف فی الرجل بین رجال ونساء او نساء فقط کما یفید ابن الشحنۃ اور اختلاف ہے اس مرد کے غسل کرنے میں جو درمیان مردوں اور عورتوں کے یا فقط درمیان عورتوں کے واقع ہو چنانچہ ابن شحنہ شارح وہبانیہ نے اسکو مشہور جانا یعنی کہا ہم ظاہر کلام شارح اسکا مقتضی ہے کہ یہ مسئلہ مذہب میں منصوص ہے اور اسمیں اختلاف واقع ہے حالانکہ ایسا نہیں اسلئے کہ شارح وہبانیہ نے تصریح کی ہے کہ متن اس مسئلہ کی نقل پر ساقت نہیں ہوا گر قیاس سے ہو جاتا ہے کہ مرد عورتوں میں یا مردوں اور عورتوں میں غسل کو تاخیر کرے اور حشی کو نصیحت میں کشف عورت جائز نہیں کذا فی الظہیریہ مختصرا ویلبغی لہا ان تتیمم وتصلی ویصح شروعہا فی الصلوۃ اور عورت کو چاہیئے کہ تیمم کرے بعد نماز پڑھنے اسواسطے کہ عورتوں شرعاً پانی کے استعمال سے عاجز ہو

وہ الا یستیقن طہارتہ ویتیقن نجاستہ مطلقا او یظن او یشک او یتوضأ بماء مشکوک او ماء مستعمل او ماء مغیر او ماء مضاف او ماء مستعمل فی رفع الحدث الاکبر او ماء مستعمل فی رفع الحدث الاصغر او ماء مستعمل فی ازالۃ النجاسۃ او ماء مستعمل فی الطہارۃ المستحبۃ او ماء مستعمل فی الطہارۃ المکروہۃ او ماء مستعمل فی الطہارۃ المباحۃ او ماء مستعمل فی الطہارۃ الواجبۃ او ماء مستعمل فی الطہارۃ المندوبۃ او ماء مستعمل فی الطہارۃ الفرض او ماء مستعمل فی الطہارۃ النفل او ماء مستعمل فی الطہارۃ الواجب او ماء مستعمل فی الطہارۃ المستحب او ماء مستعمل فی الطہارۃ المکروہ او ماء مستعمل فی الطہارۃ المباح

والمختار بالعضاء الوضوء شرعاً کذا فی وہ فقہا جو یا نون دہ نہیں کے تاخیر کے ناقل فقط اسبوا اسطر اخیر کو سنجب جانتے ہیں تاکہ غسل کی ابتداء اور ختتام وضو کے اعضاء پر کذا فی البحر وقالوا لو توضأ ولم یأت بہ ثانیاً لا تہ لا یستحب وضوء ان للغسل لفظاً اور فقہا نے کہا ہے کہ اگر غسل سے پہلے وضو کیا تو بعد غسل کے دوسری بار وضو نکرے کیونکہ اسوا سطر کو ایک غسل کو اسطرح دو وضو والا نہ فی سنجب نہیں اسلئے تو وضأ اعیدا لغسل واختلفت المجلس علی مذہبا او وصل بینہما او لا یصلو الی کقول الشافعیۃ فضحک بقہقہۃ اگر اسے غسل کے وضو کیا اور مجلس بدلگئی ہم حنفیوں کے مذہب پر بلا تجدید وضو میں نماز کو فاسل رائع کیا شافعیوں کے قول کی مانند تو بجہ دوبارہ وضو کرنا مستحب ہوم ہم بحث یہ ہے صاحب بحر کی اور سابق یہ ذکر ہو کیا کہ وضو پر وضو نور علے نور ہے اگر یہ مجلس بدل ہی ہوا اور جو وضو کہ اہمارت میں داخل ہے وہ تیسری بار وضو کرنا چنانچہ اسکی تحقیق صاحب منیہ کے کلام سے وضو کے مسائل میں مذکور ہو چکی کذا فی الطحطاوی ثم یفیض الماء علی کل بدنہ ثلثاً مستوعباً من الماء المعہود فی الشرع للوضوء والغسل وہو ثمانیۃ ارطال پھر وضو کے بعد پانی بہا دے اپنا تمام بدن پر ہر بار تین بار میں اسقدر پانی سے جو صاع اور غسل کرنے جسقدر مقرر اور معین ہے شرع میں وضو اور غسل کیلئے اسطرح اور وہ آٹھ رطل پانی ہم غسل کو اسطرح ایک صاع پانی معین ہے اور وضو کیلئے اطرح ایک مد اور صاع چار مد کا ہوتا ہو اور ہر مد دو رطل کا اور رطل سولہ مراد فہ ادمی رطل ہے جو ۱۲۸ درم کا ہوتا ہو اسوا سطر کہ فقہا نے صاع کا اندازہ کیا ہو کہ اوسمیں ۵۱۲ درم بھر موگ یا مسور سما رکذا فی الطحطاوی کر وقات وضو کے ترجمہ میں ذکر ہو چکا کہ کلیوبی کے حساب سو مد تخمیناً تین پاؤ کا ہوتا ہو اور صاع تین سیر پختہ کا ہوتا ہو اور نسائی میں امام محمد باقر رضہ سے مروی ہو کہ ہم جابر رضہ کے پاس تھے لوگوں نے غسل ہی سوال کیا جو جابر نے کہا کہ ایک صاع تکو کفایت کرتا ہو اور ایک رجل کہا کہ مجکو اسقدر کافی نہیں تو جابر نے کہا اس شخص کو صاع کفایت کرتا تھا جسکے بال تجھ سے زیادہ نہ تھے اور وہ بہتر تھا یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کذا فی التیسیر وقیل المقصود عدم الاسراف اور بعضوں نے کہا کہ آٹھ رطل سے مقصود عدم اسراف ہو ہم شارح نے بصیغہ تمریض تضعیف قول کیطرف اشارہ کیا اور منیہ نبلالی نے اپنو متن میں اسی قول پر اعتماد کیا ہو کما سر الراکن متن کہا کہ تقدیر نہ کور لازم نہیں ہو تا چنانچہ اس مسئلہ کو مقدر ذکر کیا ہو ہمسانی سے نقل کر کے ہم یہ قول ضعیف ہو چنانچہ اسکی تضعیف مسائل وضو میں شرح منکور ہو کی تا ویلا یمسکہ الا الممسون ثم افرغ الایسر ثم الایسر ثم الرأس ثم فرغ علی بقیۃ بدنہ ثم مکانہ ذلک مرۃ وقیل یثلث بالرأس وقیل یمسح الاذنین ویسن ان یبدأ بالرأس ویسن ان یحرک خاتمہ فی الوضوء وظاہر الروایۃ ولا یاخذ شیئا فی البدن ویستحب ان یتدلک فی الغسل ویسن ان یبدأ بشق ایمن ثم بشق ایسر ثم یفیض الماء علی رأسہ ثم علی سائر بدنہ ثلثا ویسن ان یتوضأ قبلہ وظاہر الروایۃ ان الوضوء بعدہ لیس بسنۃ وقیل سنۃ وقیل یستحب وقیل یکرہ ترکہ

اور بسیر الوصول لے جامع الاصول میں بسلسلہ سند بے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث یوں منقول ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم جنبل جنابت کرتے تھے تو پہلے دونوں ہاتھ دھوتے پھر نماز کی مانند وضو کرتے پھر اوپر دیگچیاں پانی میں ڈالتے اور انسو انکی جڑوں میں خلال کرتے پھر اپنا تک کہ ساری جلد پر پانی پہنچ جاتا کا خلل حاصل ہوتا تب ہاتھ دھوتے پھر باقی بدن دھوتے پھر دونوں پاؤں دھوتے آخر تھے کی ایک روایت حضرت عائشہ سے مجھ سے کہ جب غسل جنابت فرماتی تو پانی کا برتن ہاتھ میں لیتی اور کہتے داہنی طرف سر سے شروع کرکے پھر بائیں طرف سے انتہے پس ان احادیث مجموعہ سے بعد وضو کے نہانے کی ابتدا سر سے ثابت ہوئی اور استحباب غسل کا پاؤں پر اور یہی مذکور ہے ہدایہ میں تو اسپر قوی اور مسنون سمجھنا چاہیے واللہ اعلم وقولہ ثم یفیض الماء علی سائر بدنہ الخ یعنی غسل میں بیچ سر سے وضو کر چکنے کے ایک عضو کا پانی دوسرے عضو پر لیجانا شرط نہیں بلکہ حکم یہ ہے کہ دوسرے عضو پر بہانے سے پہلے پہلے پہلے عضو کا پانی خشک ہو جائے تو اسکا ثابت ہونا ہمارے نزدیک ضروری نہیں اور اسی شرط پر مصنف نے اپنی شرح میں بیچ غسل کے فاطر کی شرط کے ساتھ نوافل جائز کہا ہے کما فی الوضوء لعام من البدن کلہ کغسل الجنابۃ ہمارے

سوا دسمین تو مستند تغلیب کا احتمال ہے ھم بہ جواب ہی سوال مقدر کا تقریر سوال کی یہ ہے کہ قوان عجبہ مین ارشاد ہوا کہ آدمی جانا گیا کود نیوالے پانی سے جو نکلتا ہے چھیلا اور جماتی کے درمیان سے تو معلوم ہوا کہ عورت کی منی مین بھی جھلک ہوتی ہے شارح نے اسکا جواب دیا کہ یہان تغلیب کا احتمال ہے یعنی مرد کی منی کو عورت کی منی پر غالب ٹھہرایا جو صفت تھی مرد کی منی کی، وہ عورت کی منی پر بھی ثابت ہی اور پانی سے مراد مرد اور عورت کی ملی جلی منی ہے اور ملی جلی منی نے دوسرا جواب دیا ہو کہ دونو سے مراد اور تنا سے منی کا اپنے مکان سے اور نزول بلاشک دونون کی منی مین ثابت ہے فَالْمُسْتَدَلُّ بِهَا كَالْمُسْتَدَلِّ بِالْمَاءِ الَّذِي يَجْلُو عَنْ مَصَبِّ الْمَنِيِّ [الآية] یہ جب آیت مین تغلیب کا احتمال ہوا تو دلیل لانیوالا عورت کی منی کے وجود سے پراس آیت سے سو اسکا نفی ثابت نہ ہوا سو استدلال کیا اسنے چھیلی کی پیروی کر کے ٹھیک بات پر نہین کہ اسکو غور کرلے ھم اسواسطے کہ جب دلیل مین دخل ہوا احتمال تو ساقط ہوا استدلال باطل کیونکہ جب ثابت ہے [1] کہ استدلال ہوتا ہوا مظہر پر اور تغلیب خلاف ظاہر ہے وَلِأَنَّهُ لَيْسَ [2] وَيَنْتَقِضُ عَنْدَهُمَا خِلَافًا لِلشَّافِعِيِّ وَلِذَا قَالَ [3] وَالْمَخْرَجُ مِنْ [4] رَأْسِ اللَّهِ [5] وَهُوَ اور مصنف نے اسواسطے وفق کا لفظ مذکور نکیا کہ وفق امام اور محمد کے نزدیک شرط نہین برخلاف ابو یوسف کے اور اسیواسطے مصنف نے کہا اگرچہ منی سرزکر سے شہوت کے ساتھ نکلی یعنی اپنی نزاگاہ سے منفصل ہوتے شہوت شرط ہے کہ اسکا نکلنا کیوقت شہوت نہ ہی ہم دریافت کرنا چاہیے کہ وفق مصدر ہے متعدی اور لازم ہی آتا ہے کذا فی المغرب تو متعدی یعنی رفع بشدت نے اور یا یعنی طرفین کے نزدیک سرزکر سے نکلے کیوقت وفق شرط نہین اور وفق لازم نہین یعنی خروج اپنی محل سے یعنی سرزکر سے تو یہ طرفین اور ابو یوسف کے نزدیک شرط ہے یعنی غسل واجب نہوگا جبتک منی سرزکر سے خارج نہو لکلام شارح مین وفق متعدی کی نفی ہے نہ وفق لازم کی کذا فی الظہاری وَعِنْدَ أَبِي يُوسُفَ اور سرزکر سے نکلنے کیوقت وفق اور شہوت کہ ابو یوسف شرط کہا ہے ھم اور ثمرہ اختلاف کا ظاہر ہوتا ہے چند صورتون مین جانچہ ایک شخص کو جماع ہوا اور اسنے ذکر کو دایا بایا تک کہ شہوت ٹھہر گئی پھر بدون شہوت کے منی نکلی طرفین کے نزدیک غسل واجب ہے نہ ابو یوسف کے نزدیک یا شہوت سو نظر کی اور منی اپنی محل سے منفصل ہوئی پھر اسنے ذکر کو دایا کہ شہوت جاتی رہی پھر بدون شہوت کے منی نکلی یا غسل کیا پیشاب کرنے یا سونے سے پہلے پھر اتنی منی بدون شہوت کے نکلی وطرفین کے نزدیک غسل واجب ہے نہ ابو یوسف کے نزدیک وَهُوَ [6] ضَعِيفٌ فَاهْرِبْهُ وَاسْتَحْيِ كَمَا فِي الْمُتَصَفَّى اور ابو یوسف کے قول پر فتوی دیا جاتا ہی اُس مہمان کے حق مین کہ ڈرا تہمت اور بدگمانی سے یا ضرر یا چانچہ متصفے مین ہم یعنی مہمان کو احتلام ہوا اور اسنے سرزکر کو دایا اور شہوت زائل ہونیکے بعد منی خارج ہوئی بعبد حرکت بدگمانی کے ڈر سے کہ زنا مین ان کو متہم نہ پڑے تو بموجب قوی کے اوپر واجب نہین اور مہمان کی قید سے معلوم ہوا کہ اسکے سوا مین طرفین کے قول پر فتوی ہی چانچہ بحر الرائق مین براج سو مصر ہے وَفِي الْمُحِيطِ وَالتَّاتَارْخَانِيَّةِ مُتَعَيِّنٌ لِلْفَتْوَى قَوْلُ أَبِي يُوسُفَ [7] لَا أَحُدُّ لَهُ شَيْئًا لِلْحَاجَةِ فَلَمْ وَلَا يَسْقُطُ بِالتَّقَادُمِ وَالسَّفَرِ اور تہتانی اور فتاوی تاتارخانیہ مین نوازل سے منقول ہوا کہ ابو یوسف کے قول کو ہم لیتے ہین اسواسطے کہ وہ مسلمانون پر آسان کرنے مین کہتا ہون خصوصاً پر [8] اا اور سفر مین ھم یعنی ابو یوسف کا قول مطلقاً اخوذ ہی گذشتہ نماز دنون اور آیندہ مین اور منصوری شرح مسعودی مین ہون کہ اما ابو یوسف کے قول پر فتوی ہی گذشتہ نماز زمین ہو بدگمانی کے خوف سے پر مین اور طرفین کے قول پر فتوی ہی مسکوات مستقبل مین کیونکہ اونمین تہمت کا خوف نہین الحاصل دونون قولکی تصحیح واقع ہوئی ہے کذا فی الظہاریہ وَفِي الْخَانِيَّةِ [9] وَيَنْقُضُ الْوُضُوءَ كَذَا فِي الْمُحِيطِ وَذَكَرَهُ مُتَصِلًا بِالْأَصْلِ قَالَ وَفِي الْجَامِعِ الْأَصْلِ وَهُمَا الشَّهْوَةُ وَمَنْ يَقْتَصِرُ عَلَيْهِ يَقُولُ بِهِ يَتَعَلَّقُ الْعِلْمُ اور خانیہ مین ہے کہ منی نکلی پیشاب کرنیکے بعد اور حالانکہ اوسکا ذکر استادہ ہو تو غسل کرنا اسپر لازم ہے اور الرائق مین کہا کہ یہ مسئلہ اُسی تصور پر محمول ہی جو استادگی کے ساتھ شہوت بھی پائی جاوے اور در یعنی استادگی شہوت کے ساتھ مقید کرنا ہی فقہا کے اس مطلق قول کا کہ پیشاب کے بعد منی کے نکلنے سے غسل لازم نہین ھم کہتے مقید مین مصر ہے کہ بولا یا دم یا سستی شہبہ کے بعد اگر منی نکلی تو غسل واجب نہین تو عدم منی متشار اور شہوت متلاشی ہو صاحب بحر نے کہا اور اسپر دلیل تنبیس کی یہ ہے تعلیل ہی کہ حالت استادگی مین خروج اور اتصال سبب دو تو پائے گئے بلا رفع دونو اور تشہوت کے کذا فی الظہاریہ وَعِنْدَ أَبِي

[1] ثابت [2] بِمُوجِبٍ [3] وَلِأَنَّهُ [4] مَخْرَجُ [5] الْإِحْلِيلِ [6] وَهُوَ [7] لَا أَحُدُّ لَهُ شَيْئًا لِلْحَاجَةِ فَلَمْ [8] ا [9] وَيَنْقُضُ الْوُضُوءَ كَذَا فِي الْمُحِيطِ وَذَكَرَهُ مُتَصِلًا بِالْأَصْلِ قَالَ وَفِي الْجَامِعِ الْأَصْلِ وَهُمَا الشَّهْوَةُ وَمَنْ يَقْتَصِرُ عَلَيْهِ يَقُولُ بِهِ يَتَعَلَّقُ الْعِلْمُ

حشفتہ فی دبر او فرج المجنون او امرأۃ نائمۃ او میتۃ او لو ادخل ذکرہ فی فرج میتۃ او بہیمۃ او فی دبر صبی او صبیۃ او فی فرج صبیۃ لا یوطأ مثلہا او ادخل ذکرہ فی فرج صبی او فی دبر خنثی او ادخل ذکرہ فی فرج خنثی او فی دبر خنثی او فی دبر صبی او صبیۃ او فی فرج صبیۃ لا یوطأ مثلہا او ادخل ذکرہ فی فرج صب

وجب غسل کا اعتراض وارد نہ ہوگا اسوا سطے کہ جنسیت مشکل کا منشاء اور فرج مشترک الوجود ہوا اور مصنف کا کلام متحقق الوجود نہیں ہوا اسکو داخل ہونے
میں غسل اسوا سطے واجب نہیں کہ شاید وہ عورت ہو اور اسکا ذکر عضو زائد ہو تو اسکا داخل کرنا بمنزلہ ایلاج داخل کرنے کے ہوا اور اسیطرح دوسری
جنسیت کی فرج میں اگر اسنے داخل کیا تو غسل دونو پر نہیں کہ شاید وہ دونوں مرد ہوں اور دونو فرجیں زائد ہوں اور جنسیت مشکل کے مفعول ہونے
میں غسل نہیں کہ شاید وہ مرد ہو اور اسکی فرج بمنزلہ زخم کے ہو اور فرج کی تقصیب سے معلوم ہو گیا کہ حقیقی مشکل کی بدریں اگر قرار واقعی کا داخل ہوگا
تو فاعل اور مفعول دونو پر غسل واجب ہوگا اور سبیلین سے مراد ذکر اور فرج ہی اسوا سطے کہ بدریں جنسی مشکل کی نہایت الوجود ہی پائی شاشہ نوگز شاشہ
یوں کہنا لائق الکلام تھے شقیقہ و فرج محققین نومتہ ہوتا کذا فی الطحطاوی وعند رؤیۃ مستیقظ حجر رؤیۃ السکران و
المغمی علیہ الذی صیانا ومنیا وان لم یتذکر الاحتلام اگر غسل فرض ہو تو دیکھ لیگا کہ مستیقظ یعنی سوکر جاگنے والا کسی منی
گہرا بدی کو دیکھ پر اگرچہ اسے احتلام نہ ہوا ہو اور سکو یاد نہو شارح کہا مستیقظ کی قید ہی متوالہ اور غشی والے کی ندی کا دیکھنا کفل گیا
ہم یعنی اگر بعد ہوشیار ہونیکے متوالا یا صاحب غشی ندی دیکھیگا تو دونو پر غسل نہیں ہر خلاف مستیقظ کے جہ فرق ہے جو کہ غیر مستیقظ ہی
احتلام کا راحت پانے کے سبب ہو تو ندی کا دیکھنا منی پر محمول ہوگا احتیاط کی رائیسے کہ شاید ہوا گرمی سے منی جگہ سے اپنی جگہ ہو گئی ہو
اور تحوالے اور صاحب غشی میں یہ سبب متحقق نہیں لیعنی سستی اور غشی سے راحت کا سبب نہیں کی قید اسوا سطے لگائی کہ اگر سست پیش بعد افاقہ نہ دیکھیں گے تو بالافاق غسل واجب ہوگا معلوم کرنا چاہیئے کہ مستیقظ کا مسئلہ بارہ صورتوں کا متحمل ہے اسطرح کہ یا وہ سکو یقین ہے کہ وہ منی
یا مذی یا وَدی ہے یا وہ سکو شک ہو منی اور مذی میں یا منی اور ودی میں یا مذی اور ودی میں اور ان چھ صورتوں میں ہر صورت کے ساتھ
احتلام یاد ہو یا نہیں تو غسل واجب ہو بالاتفاق جب منی کا یقین ہو احتلام یاد ہو یا نہو یا مذی کا یقین ہو احتلام کے یاد ہونیکے ساتھ شاشہ
ہے منی یا مذی میں یا منی یا ودی میں اور احتلام یاد ہو یا نہو یا شک ہو تینوں صورتوں میں بھی غسل واجب ہے اور جب وہ ودی کا یقین ہو
تو غسل واجب نہیں احتلام یاد ہو یا نہو یا شک ہو منی یا ودی میں اور احتلام یاد نہیں یا یقین ہے مذی کا اور احتلام یاد ہو یا نہو اور مصنف
نے ان صورتوں سے بیار صورت نوگو کر کیا اسلیے کہ جمیع جزئیات کا بیان کرنا لازم نہیں علے الخصوص مقدمۃ الوجود کا کذا فی الطحطاوی مخفف
مذی سفید پتلا پانی ہے جو حالت انتشار شہوت میں عورت کی بلوغت کے ساتھ نکلتا ہو اور ودی گاڑھا پانی سفید ہو جو پیشاب کے بعد اور اول جماع
کے بعد خارج ہوتا ہے احتلام لغت میں خواب دیکھنے کو کہتے ہیں اور استعمال میں خواب جماع کی کہ بولتے ہیں جب کے ساتھ اکثر انزال منی کا ہوتا ہے
الا اذا علم انہ مذی وشک انہ ودی او ودی وامکان ذکرہ مختار للزوم الغسل علیہ اتفاقا اگر جبکہ مستیقظ کو یا تینوں
معلوم ہو کہ وہ مذی ہے بشرطیکہ احتلام یاد نہو کذا فی الطحطاوی وہی یا اسکو شک ہو کہ وہ رطوبت مذی یا ودی ہے یا اسکا ذکر استاد و تہمام
سے پہلے تو اسپر غسل نہیں بالاتفاق طرفین اور ابو یوسف کے حکم اسوا سطے اگر اگر ذکر منتشر تھا سو سے پہلے تو جو رطوبت پانی گرنی کے بعد
تو وہ اسی استادگی کے آثار سے ہوگی تو اوسپر غسل لازم نہ آویگا لیکن اگر اسکو منی ہونیکا گمان غالب ہو گا تو غسل لازم آویگا اور اگر سوتے
یا بیوقت اسکا ذکر ساکن یعنی استادہ نہو گا تو اس رطوبت کو منی قرار دیجئے اور اوسکو غسل کرنا لازم ہوگا مسئلہ الامت علوائی نے کہا اور یہ مسئلہ اگر قوم
ہوا ہو اور لوگ اس سے غافل ہیں تو اسکا یاد کیجنا ضرور ہوا کذا فی النہایہ کا قولہ جسے سبب ودی کے دیکھنے میں غسل نہیں بالاتفاق اسلام یاد ہو نہو
لکن فی الخلاصۃ الا اذا تام مضطجعا او تیقن انہ منہ ان تذکر حلما فعلیہ الغسل والناس عنہ غافلون فلیکن جواہر واہر شیخ
وفقہ اللہ یہ ہے کہ اشتراک نزیل العوام میں غسل نہیں گر جبکہ وہ شخص کروٹ پر سویا یا اوسکو منی ہونیکا یقین ہو گیا یا اوسکو احتلام یاد ہو اور بالاتفاق اوسکو
منی یا مذی کے ہونے میں شک واقع ہے کذا فی الطحطاوی تو ان تینوں صورتوں میں اوسپر غسل واجب ہے اور لوگ اس مسئلہ سے غافل ہیں
لا یفرض ان تذکر لوجوہ اللذۃ والانزال وطریق علی راس الکریلا خیاثا غسل فرض نہیں بالاتفاق اگر احتلام یاد ہو

اگر چہ لذت اور نزال کے ساتھ خواب یاد ہو اور حالانکہ اوسنے سر کر کپڑے پر رطوبت کو نہیں دیکھا ہم اتفاق نہیں اور محمد کا اختلاف ہے اور خلاف نہیں گر حسن بن زیاد نے الطہر وسی سے ذکر کی نیہ اتفاقی ہے تو یہی حکم ہے اگر کپڑے وغیرہ پر رطوبت کو نہ دیکھا وکذا للرجل کما مثل الرجل علی الرجل ھذا ہے اور اسیطرح عورت کا حکم ہے مرد کی مانند بنا بر مشہور مذہب کے یعنی بدون رطوبت دیکھنے رطوبت کے احتلام یاد ہونے سے عورت پر غسل نہیں جیسے مرد پر غسل نہیں طحاوی نے کہا یہی مذہب متقدمین کے ہے کے نزدیک اور وہ جو محمد سے روایت ہے عورت کے وجوب غسل کی وہ اعتماد کے لائق نہیں شمس الائمہ حلوانی نے کہا کہ ہم اور روایت کو نہیں لیتے ہیں انتہے مصنف نے اپنی شرح میں کہا اور اس مسئلہ کی دلیل وہ حدیث ہے جو بخاری اور مسلم میں ام سلیم رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام سلیم ابو طلحہ کی عورت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہا کہ مجکو احتلام ہوا یا رسول اللہ حق تعالیٰ شرم نہیں کرتا حق سے جبکہ اوسکو احتلام ہو فرمایا کہ ان جبکہ وہ پانی کو دیکھے یعنی جبکہ منی نظر آوے نووی نے شرح مہذب میں کہا ہے اجماع نقل کیا ہے اگر کوئی کہے کہ تمہارے مذہب میں منجملہ شروط کے ہے کہ یقظہ ہو جواب دیںگے کہ حکم کا معلق بشرط ہونا عدم اصلی ہے اور یہ نہیں کہ عدم شرط کو عدم حکم میں اثر ہے انتہے انی اکثر الخصماء علی وجدین الوجدین ما لا یجدون کذا کذا مما قبلہا غیرھا استقلالا اور اگر دیسان زید ہو اور روح پانی یعنی منی یا مذی پائی گئی یعنی زوجین پر غسل نہ سونے سے جب پیدا ہوئی تو بستر پر منی یا مذی پائی اور تمیز کی کوئی وجہ نہیں جس سے مرد یا عورت کی منی ممتاز ہو اور نہ دونوکو احتلام یاد ہو اور ان دونوں سے پہلے کوئی اور شخص اس بستر پر سویا تھا تو دونوں پر نہانا واجب ہو احتیاطاً کذا فی الخانیہ ہم یہ تمیز کی یہ ہے کہ مرد کی منی سفید اور گاڑھی ہوتی ہے اور عورت کی منی پتلی اور زرد اور مرد کی منی طول میں واقع ہوتی ہے اور عورت کی عرض میں تو جسکی علامت پائی جاوے اسپر غسل لازم ہوگا اور جسکو احتلام یاد ہوگا اسپر غسل لازم ہوگا اور حوالہ بستر کوئی سویا نہ ہوگا اور منی خشک ہوگئی تو ظاہر الروایہ پر دونوں پر غسل واجب ہوگا کذا فی البحر بخلاف ما اذا وجد حشفۃ او قدرھا من فرج ان وجد ذلک الجماع وجب الغسل والا لا علی الاصح لاحتمال ادخال البھیمۃ او المیتۃ حشفۃ پر دونوں پر غسل واجب نہ ہوگا بلکہ حشفہ بقدر ختنہ کے داخل کیا اگر لذت جماع کی پائی تو نہانا واجب ہوا اور اگر لذت اور گرمی کذا فی الخانیہ نہیں پائی تو غسل واجب نہیں بنا بر قول کے اور یہ وہ تراحتیاط ہے غسل کے واجب ہونے میں دونو صورتوں لذت حاصل ہو یا نہو کذا فی البحر عند انقطاع حیض یقارنہ ھذا وما قبلہ من اضافۃ الحکم الشرط ای یجب عندہ بل یوجب الصلوٰۃ او ارادتہا کما مر او غسل فرض ہے حیض اور نفاس کے منقطع ہونے کیوقت شارح نے کہا یعنی انقطاع حیض ونفاس اور جو اس سے پہلے ذکر ہو چکا یعنی خروج منی اور ادخال حشفہ اور رویت مستیقظہ و منی فسبل نسبت کرنے حکم کے ہر طرف شرط کی یعنی غسل واجب ہے خروج منی اور ادخال حشفہ اور رویت مستیقظہ اور انقطاع حیض اور نفاس کی اوقات میں ان اشیاء کے سبب کر بلکہ غسل واجب ہوتا ہے جبکہ نماز کے بالیسبب ارادہ کرے اس فعل کے جو بدون غسل کے حلال نہیں جیسا کہ تلاوت قرآن مثلاً جیسا کہ مسائل مرقومہ میں گذرا ہم بنا بر ہیں خروج منی وغیرہ کو غسل کا سبب کہا ہے تو ان حکم شرط کی طرف نسبت کیا ہے کیونکہ امور مذکورہ سبب غسل کے نہیں ہیں بلکہ غسل کی شروط ہیں اور غسل کا سبب تو نے الحقیقۃ وجوب صلوٰۃ ہوا یا ارادہ تلاوت قرآن مثلاً کالحدث ثم یجب غسل فرض نہیں مذی اور دوری کے لئے کیونکہ اوسکو جو مذی کے لگنیسے غسل لازم ہوتا ہو تو اس احتمال سے کہ بدن کی یا ہوا کی گرمی سے منی رقیق ہو گئی ہو کما ھو مصرح بہ ولیکن یجب احتیاطاً علی الظاہر بلکہ وہ لازم ہے دوی اور بول دونوں سے بنا بر ظاہر الروایۃ کے ہم اور اسکا نظیر خلاف بعد البول ہے یا بول بعد الرجاء تو اگر قسم کھائی دخول کا بگاڑ مات سے پہلے اور سکو خلاف ہوئی پھر پیشاب کیا یا اسکے بالعکس تو وہ دونوں صورتوں میں آنیت ہوگا اور وہ شخص حانث ہوگا اگر کوئی یہ کہے کہ کیا فائدہ ہوا دوی سے وہ کہے کہ واجب کہنے میں اور حالانکہ بول سابق سے تو وہ واجب ہوگیا اسکا پانچ جواب بحر الرائق میں مذکور

ہیں نا انجمد ایک جواب یہ ہے کہ جسکو مذی آتی ہو اسکا وضو دو دفعہ سے ہوگا یعنی پیشاب سے وضو اور ازاحۃ علت یہ ہے کہ جنبی و غیرہ کیلئے بعد غسل کے دوسری تحفیف پہلے تو اب دوسری سے وضو دو دفعہ سے ہوگا اور ازانجملہ وہ جواب ہے جو شارح نے ذکر کیا کذا فی الطحطاوی مقصداً ولا عند ابی حنیفۃ آخ صحیح وھو کذکر غیر ادفی وذکر حنظلۃ وبیضۃ وھی ما یستنبہ وما یضمر من خشفۃ وفی الدر والشرنبلالی المختار اور فوتی میں نہانا واجب نہیں اور اسکی مانند کے جانور کے جماع سے اور اسی مانند کے آدمی کی سوکھی جانور کا ذکر اور خشی اور مست اور اس صغیر کا ذکر جسکو شہوت نہیں ہوتی اور جو پیر الت کی مانند بنائی جاتی ہے لڑکی وغیرہ سے یعنی جسکو اہل ہند سوہرا کہتے ہیں فوت ان کے قتل دہ ہیں اور نقل کرنے سے غسل لازم نہیں بنا بر قول مختار کے ھم دہ ہیں تو ترجیح تحفظ ہو گی قتل میں ترجیح مختلف ہے اسود سکوکی کو اعلام الاسلام اور محمود نے نوح افندی سے کلام سے نقل کیا ہے کہ ادخال قتل میں وجوب غسل کا مختار ہے جبکہ عورت شہوت رانی کا قصد کرے یعنی مدون انزال کے بھی غسل واجب ہے اسود سکو کے عدم وجوب میں شہوت نہ ہونا وسکے برخلاف مقام ہے قائم کیا کذا فی الطحطاوی نخلاً و عند وطی فھیقۃ او منیۃ او خنثی غیر مشکلۃ او ارمرض نہیں نہانا زندہ یا مردہ جانور کے جماع سے اور اس صغیر کے جماع سے جو شہوت کے لائق نہیں ھم یہ تقریر ہے اس قول سابق کا کہ زندہ آدمی قابل شہوت کے احد السبیلین میں ادخال حشفہ سے نہانا فرض ہوتا ہے زندہ آدمی کی فیذبہ سے جانور زندہ اور مردہ و مکمل گیا اور قابل شہوت کی قید سے صغیر وغیر مشتہاۃ خارج ہو گیا بان صغیر مخصیا او بالوطی صغیرہ غیر مشتہاۃ یعنی قابل شہوت نہ ہونا اسطرح پر ہو کہ جماع کرنے سے درمیان کا پردہ پھٹ گیا ہو دونوں راہیں یعنی قبل اور دبر ایک ہو جائیں والحشفۃ حشفۃ ہانور وغیرہ کے جماع سے غسل نہیں ہوتا ہے اگر حشفہ اندر چپ جاوے ولا یتقض الوضوء فالاول اعم الکم یستان من الظہر اور اسی پر فتوی ہے و منہ نہیں ٹوٹتا تو ہوا قتل سو ڈالنے کے کوئی چیز لازم نہیں آتی ایسا نقل کیا ہے نہستانی نے نظم سے ویتبع الرجل فرجہ ظاھرہ فقط والفرج ظاھرہ شدیدۃ اور اگلے و پوچھے کی روایت فرج کی ہیں ہوا مرد کے نزدیک تو پر ہشیار ہو جاگے جماع صغیرہ غیر مشتہاۃ کے جماع سوا ان کا دہونا جیسی کے قول پر ہو دہ ا مرد کے قول پر اور یہ مختلف فرج داخل میں ہے اسود سکو کے فرج خارج کی طوبت بالاتفاق ظاہر ہے اس دلیل سے کہ امام اور صاحبین کے نزدیک اور سکا دہونا غیر ہے اور اگر کہیں ہوتی صاحبین کے نزدیک تو وہ نا فرض ہوتا کذا فی الحلبی ولا تزال تقصد بالشھوۃ فی شباب مذکورہ میں ہو دن انزال کے غسل لازم ہونے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ناقص ہونے کیوجہ سے ھم یہ علت ہے شباب کا قصد ہو کی عدم وجوب غسل کی یعنی لذت کامل ہوتی ہے مرغوب بالطبع کے جماع سے یا انزال سے پھر جب محل مرغوب نہوا تو دن انزال کے کامل لذت نہیں ہوتی علیہ اور انزال ہونیکے ساتھ تو غسل کا واجب ہونا انزال ہی سے ہوا کیا ہوگا یعنی اسوقت میں انزال ہی منظور الیہا اور مقصود نے الوجوب ہوگا جیسی محل علیہ مقصود بالطبابہ ہوتا ہو کذا فی الطحطاوی کما لا یخفی فی آخ عذراء ولم تزل عذرتھا بیضو یکون البکارۃ فانھا تبقی بعد الجماع الخ بین الا اذا تمزقت کلھا او بعضھا وتعیبا صلت قبل الغسل کذا قالوا وفیہ نظر لانہ لا یلزم من کون البکارۃ فانھا تبقی

(علامت ہو مرد کے انزال کی گھر جب اسکو معلوم نہ ہو کہنا چاہیں اور اقرار نہ کرے تمام نہ ہوگا مگر جسکو کبارت خروج منی کی انع ہو اور حالانکہ برخلاف اسکے ثابت ہو اس سطر کو حیض اسی محل سے خارج ہوتا ہو وغامہ فی الطحطاوی ص ۱۰۳ اے یفرض علی الاحیاء المسلمین کفایۃ اجماعاً ان یغسل المیت المسلم الا الشہید المسلم الکامل الشہید اور واجب ہوتی یعنی فرض ہے مردہ مسلمانوں پر بطور فرض کفایہ اجماع کی دلیل سے جیسے کہ نہلانا ان مرد و مسلمان کو صوا اور مرد کے جو خنثے مشکل ہو تو اور کو غسل نہ دیجیے مگا اور کو غسل کے حوض نیم کرو اور حکم شارح نے دجوب کی تفسیر فرض کی معلوم ہو کہ بیان وجوب اصطلاحی مراد نہیں ہے اسلئے کہ مسلمین بھی واجب ہے فرض مراد ہے مصنف نے اپنی شرح میں فتح اللہ سے نقل کیا کہ یہ فرضیت اجماع سے ثابت ہوا اور غسل میت کی صحت میں نیت شرط نہیں ابن درستم نقل کیا اور مفاد فرض کفایہ بدون نیت کے فرض ہی کو بھی تین بار غسل دینا فرض نہیں ہے مگر ایسا کرنا مستحب ہے کذا فی الشامی انتہی شارح نے بنسبت تین مخصوص کی قید لگائی حالانکہ تخصیص وتشدید دو فرد میں متصدی ہیں کذا فی الفاکہ ہیں نے ذہن ناقص میں آتا ہوا یہ تخصیص کا لحاظ بلحاظ فضیلت کے ہو گا شاید کہ کانپ سے تقدیم واقع ہو گئی اسکو طحطاوی وغیرہ نے تسلیم کی ہے کہ میت بالتخییر دو ہو جو مر گیا اور میت بالتشدید وہ ہو جو زندہ سے آگے مرگیا کما یجب علی من اسلم جنبا او حائضا او نفساء او بعد الانقطاع علی الاصح کما فی الشرنبلالیۃ عن البرہان وعلۃ ان الکمال یتاتی بالغسل جیسے واجب ہے یعنی فرض ہے اس شخص پر جو مسلمان ہو حالت جنابت یا حیض یا نفاس میں اگرچہ حیض اور نفاس کے موقوف ہو جانے کے بعد اسلام قبول کیا بنا بر صحیح قول کے جنابت خلاف اسکے ہے اور ابن کمال نے وجوب غسل بعد الانقطاع کی دلیل بیان کی جو حدث حکمی کے باقی ہونے پر مبنی ہے جب کہ حدث اتی یا تراب دائل ہو کما مر غسل کے (وبلع بالبلوغ بالاحتلام او الحیض او الولادۃ ولو توءما او بامکانہ فی الکل بلوغہ فی الاصح حقہ) اور بلوغ ہوتا ہے لڑکا جوان ہوا اور لڑکی عمر کے حساب سے نہ بلوغ انزال یا حیض کے آنے سے یا کہ عورت جانتی ہو اور اسنے خون کو زمانہ یا اوسی کے تمام پہنچ شہادت لگی یا اپھوڑے سے بدن پر شہادت لگی اور شہادت کا مکان مختلف ہوا تو ان پانچوں صورت میں غسل کرنا لازم ہو گا ہم اور کل لونہ عمر کے حساب سے ہو گا تو غسل واجب نہیں مستحب ہے چاہیے فقہ کرے یا اور بلوغ کی عمر لڑکا ہو یا لڑکی بہ بارہ برس ہیں کسی قول پر فتوی ہے فی الاصح بلغ الجمیع غسل الامام ہی صحیح قول ہیں شارح نے کہا اصح ہو اسپ پانچوں صورتوں کی کیفیت راجح ہے وغی استار خانیۃ مفرقا لاسانیۃ والاضار وجوبہ علی مجنون افاق علت وھو لم یعلم بانہ یموت ان لم یغتسل ان ظن انہ یموت عیتا اور تاتار خانیہ کی عبارت منسوب ہے کہ قول فقار وجوب غسل کا ہے اس مجنون پر جو ہوش میں آگیا ہیں کہنا ہوں یہ قول مخالف ہے اوس قول کے حوض میں آویگا یعنی استحباب غسل کا مگر یہ کہ وجوب غسل کو اسپر محمول کیجیے کہ مجنون نے بعد افاقہ اپنے بدن یا کپڑے پر منی دیکھی اور استحباب کے قول کو عدم رویت پر محمول کیجیے تو اب خلاف باقی نہ رہا وھل السکران والمغمی علیہ کذلک اجمع اور صاحب غنیہ کا حکم اسپر مجنوں کی مانند ہی ہوشیار ہونے کے بعد کہنا ہوں میں کہ حکم دیکھنا چاہیے یعنی جسنے اسکا حکم نہیں دیکھا تو قیاس کرنا چاہیے ہم کو اطلاق من کو ذکر ہو کہ سست جب ہوش میں آیا اور اوسنے تری کو دیکھا تو اوپر بالاتفاق غسل ہیں آگئی نہ دیکھا تو بطریق اولے اوسپر غسل لازم نہ ہو گا اور حیاتنی کو توخو شارح نے مستحیات میں عبارۃ الامام کا سے نقل کیا ہو کذا فی الطحطاوی والا کان مسلما طاھرا ولبلوغہ بالسن ھندوب اور اگر دیانہ ہیں یعنی جنابت یا حیض یا نفاس کو پاک صاف مسلمان ہوا بحر کے حساب سے جوان ہوا تو غسل کرنا مستحب فرض نہیں وستۃ نصلوۃ جمعۃ ولعیدلوۃ عیدلاضحی کما فی عیدالاذکاء وعرفۃ وغیرہا اور غسل کرنا سنت ہی جمعہ کی نماز کیواسطے اور عید کی نماز کیواسطے یہی قول صحیح ہے چاہیے غیر الاذکاء وغیرہ میں ہو ابو یوسف کے نزدیک جمعہ کا غسل نماز کیواسطے ہو اور حسن بن زیاد کے نزدیک جمعہ کے دن کیواسطے ہو اور ثمرہ اختلاف کا ظاہر ہوتا ہے اوس شخص میں جسنے جمعہ کے دن غسل کیا پھر اوسکا وضو ٹوٹا اور اوسنے وضو کیا اور جمعہ کی نماز پڑھی تو ابو یوسف کے نزدیک سنت ادا ہوئی اور حسن

کے نزدیک اداء ہوتی کذا فی المنح وفی الحاشیۃ لو اغتسل بعد طلوع الفجر لا یعتبر اجماعا اور غائب میں ہو کر اگر بعد نماز جمعہ کے غسل کیا تو وہ غسل معتبر نہیں باتفاق ابو یوسف اور حسن کے نزدیک عدم اعتبار غسل کی یہ وجہ بحر الرائق میں بیان کی کہ غسل اسوا سطوا مشروع ہوا اگر کوئی کے بدن کا کامیل دور ہو جس سے اجتماع میں تکلیف ہوتی ہو اور یہ بات حاصل نہیں نماز جمعہ کے بعد نہانے سے اور حسن کے نزدیک گو غسل دن کے ساتھ ہو نماز کے ہے لیکن یہ شرط ہو کہ غسل نماز سے پہلے ہو اور بعضوں کے نزدیک الطاق مذکور کی حکایت صحیح نہیں ہو سطور کہ غنیہ نے تصریح کی کہ غسل آدمی کے بعد نماز جمعہ سے حسن کے نزدیک سنت ادا ہوگی کذا فی الطحطاوی مختصرا ویکفی غسل واحد لعید وجمعۃ اجتماعا مع جنابۃ اور کفایت کرتا ہے ایکبار غسل کرنا اس عید اور جمعہ کو اسطرح جو جنابت کے ساتھ جمع ہوئی ہو یعنی جمعہ کے دن عید واقع ہوئی اور ایک شخص کو جنابت بھی ہوئی تو ایکبار نہانا غسل سنت اور غسل فرض سبکو کفایت کرتا ہے کذا فی المنح عن سراج الدراہ کما فی صحیحۃ وحیض جیسے جنابت اور حیض و نفاس فرضوں کے واسطے ایک غسل کفایت کرتا ہے اجتماع حیض اور جنابت کیصورت میں کہ انقطاع حیض کے بعد جماع یا احتلام واقع ہوا ہو کالجمع بین الحج والعمرۃ اور غسل سنت احرام ہے یا عمرہ کیواسطے وقت جمعۃ یوم عرفۃ بعد الزوال اور غسل سنت ہو عرفات کے چلنے میں دوپہر ڈھلنے کے بعد ہم شارح نے بیہاں کا لفظ زیادہ کر کے اشارہ کیا کہ غسل عرفہ اوقت سنت ہے جبکہ وہ داخل عرفات ہو اور یہ حاج نے کہا کہ یہ غسل نفط دن کیواسطے نہیں بلکہ فلاں وقت عرفات کیواسطے ہے کذا فی الطحطاوی وقبل بعد مجاوزۃ آفاق اور غسل کرنا سنت ہے اس واسطے کہ جو شخص آگیا ہم غسل سنت ہے وقوف سنت مستحب ہے قرن غسل ہے قبل از زوال ہی سو شہوت دور ہو اور داخل حنفیہ ہو تیسرا وہ قطاع ہے جو حنفی انقطاع افاس کی وجہ سے غسل سنت چھوڑ سادی ہے بنین کہ جنابت لگتی ہو یا بعض بدن اور جنابت کا مکان مختلف ہو اور غسل سنت بارہ بن نماز جمعہ کیواسطے اور عید کی نماز کے لئے اور احرام کیواسطے اور وقوف عرفات کے لئے اور مستحب غسل کا بیان اب شروع ہوا مجنون کو وضو کان النبی علیہ السلام کما کان یتوضأ للاذکار اور اسیطرح صاحب غشی کا غسل مستحب ہوا افاقہ ہونیکے بعد چنانچہ عمدۃ الاذکار میں مذکور ہے وعلی السکران کذلک اما من لا یدری کالصبی اسیطرح کہ مجھ سے میں نے اسکو کسی کتاب میں نہیں دیکھا ہم شارح سے بھی کلام کردہ واقع ہوا اور یہی بیہوش بیخبر بحر الرائق میں ہے مذکور ہوگئی وحضور بجماعۃ وغسل مستحب ہو پہنچنے لگانیکے کیوقت یعنی پہنچنے لگانیکے بعد وقت لیلۃ براءۃ اور غسل مستحب ہو شب برات میں یعنی شبان کی سترہویں رات میں اس رات کی تعظیم کے واسطے اور شب بیداری کے لئے اسواسطے کہ آسمان ارزاق اور آجال کی تقسیم ہوتی ہے اور یہ مومن کیواسطے اسلئے ہے کہ مومن استاد اور براءۃ من النار وب عامل ہوتی ہے کذا فی الطحطاوی وعرفۃ اور غسل مستحب ہو شب عرفہ یعنی نویں رات ذی الحجہ میں وضحاہ اذا ارتفع اور غسل مستحب ہو شب قدر میں جبکہ اوسکو دیکھے یعنی جبکہ اوسکو دیکھنا ہو ظن غالب اور شب بلالی کی اداء والفتاح من ہو کر غسل مستحب ہو جبکہ شب قدر کو یقیناً دیکھے یا اُن کا وہ یہ پر عمل کرے جو یہاں اوقات شب قدر میں وارد ہوئے کذا فی الطحطاوی ھم الکبری وعند الشافعی اخیرہ رمضان المبارک کی طاق راتوں میں طلب کرنا شب قدر کا وارد ہوا ہے الخصوص الیسوس اور تیئیسوں اور پچیسوں اور ستائیسوں اور انتیسوں اور عند الوقوف بعرفۃ بعد الزوال اور غسل مستحب ہو وقوف یوم الترویۃ اور غسل مستحب ہو نزدیک ٹھہرنے کے مزدلفہ کے، وذرفرمائی کے بیہم کے دہ یا ان ٹھہرنے کیواسطے ھم مزدلفہ ایک مکان ہے عرفات اور منیٰ کے درمیان وعند دخول مکۃ یوم النحر او رکعۃ الزیارۃ اور غسل مستحب ہو نزدیک داخل ہونے کے مکہ معظمہ کے طواف الزیارہ کیواسطے کہ فرضی داہوا اکمل طہارت کیساتھ اور اسیطرح ہر بار اُس مکان مقدس کے دخول میں بلا شک غسل مستحب ہو حرمت مکان کی تعظیم کیواسطے کذا فی امداد الفتاح وللصلوٰۃ کسوفہ وجمعۃ وعید اور غسل مستحب ہو نماز کسوف کیواسطے اور نماز گہن کی نماز کیواسطے ھم کسوف اور خسوف نشانیاں ہیں بندوں کے ڈرانے کیواسطے تو اقرب حالات تعظیم طہارت کا ظاہر ہوا کہو اسطے کذا فی

ادراد الماء والتستقاء و فرع فی قلۃ و کثرۃ مستند یہ ادراد اصل طلب پانی کے اور خوف اور تنگی کے دور ہونے کو کہتے ہیں پس اس کو ماء سے ہے اگر کہ اکثر طہارتیں اتفاقی دفع مصیبت کو اسطے حاصل ہوتی ہیں کما فی امداد الفتاح وکذا قولہ تعالیٰ ولکن یطہرکم ولیتم نعمتہ علیکم لعلکم تشکرون اور اسیطرح غسل سنت ہونا سورہ کے داخل ہونے میں حدیث رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اور تکریم کیواسطے اور آدمیوں کے مجمع میں جانے کیواسطے غسل سنت ہے نہ کہ اوگوں کو میل اور پسینہ کی بدبو سے تکلیف ہو اور اوسکو غسل مستحب ہونا اوگر اوسنے وضو کر لیا ہو اور آدمیوں کے مجمع میں جانے کو ارادہ کیا ہو ظاہر کلام شارح دلالت کرتا ہے کہ جمعہ کا غسل مذہب حنفی میں منصوص ہے حالانکہ ایسا نہیں بلکہ صاحب ہدایہ کے کہا ہے اور روی شافعی کا قول ہے اپنے اپنے طلاکے درمیان نہیں دیکھا کذا فی الطحطاوی اور اسیطرح اگر کسی شخص کو غسل کرنا مستحب ہو چکے فقد کا اور وہ کیا جاتا ہے یعنی غسل اوسکا خواہ بھولا یا قصاص یا بطلم ہو ہر صورت غسل مستحب ہونا کہ موت طہارت کے ساتھ ہو اور وضو شہید پر مرنے کذا فی الطحطاوی ولیتاکد بی ذنب اور کہا ہے کہ زیادہ کرنے کو غسل مستحب ہونا کہ توافق حاصل ہو ظہارت ظاہری کو طہارت باطنی کے ساتھ اسواسطے کہ حدیث طہارت باطنی کے وقت وارد ہوی ہے مسلم اور غسل مستحب ہی مغتسل اوسکیواسطے کہ اوسکو مستحب ہونا اوسکے ادنی درجہ کا ہے کذا فی الطحطاوی ثم صاد اعتسل لیوم وصلی علیہ اسے از روح و بوعینہ کما فی الفتح لانہ لا یؤدی بہا مامتہ مصاد کالتیمم فانہ لما لم یؤد علیہ اور وہ زیادہ کے غسل اور وضو کے پانی کی نجاست زوج پر اور موت اگر چہ وہ بالغ ہو چنانچہ فتح القدیر میں ہے اسواسطے کہ صورت کو غسل اور وضو کا پانی سرد ہی پینے کے پانی کی برابر تو ہوتا ہے کہ اوس کی امرت بھی وہ ہی ہو ہم حمام کی بہتر قیاس سے صاحب بحر کا مذہب کی روایت نہیں اور یہ جو حلال میں تفصیل مذکور ہے کہ محتاج نہ وہ نجاست کے غسل اور وضو کے پانی زوج پر ہو اور الدار کا نہیں سو ضعیف قول ہے کذا فی الطحطاوی ولو کان الاغتسال لاعن جنابۃ وحیض ونفاس بل لازالۃ النتن والقذر قالوا یحتمل الظاہر انہ کالوضوء اور اگر زوجہ کا نہایا جنابت اور حیض سے ہو تو ملک نہ گرد اوگی اور بیمل کے وضو کرنے کیواسطے ہو نہ جاوے دستار حیدر الدین ملی نے کہا کہ ظاہر ایسے نہانے کے پانی کی نجاست روح پر اور ہم نہیں علم اسواسطے کہ یہ روایات ہیں نہ کلام اقسر بالکبر کی بدن کے ہو اور اس کلام سے نکلتا ہے کہ مسئلہ کا مسائل اور مسائل طہارت کی احتیاط واجب ہیں وجہ ہر کذا فی الطحطاوی وفی شرح المنیۃ الکبیر تحصل سیدہ مصلیا عیدین وجنازۃ وطواف وصلوٰۃ ذکرہ المصنف وغیرہ فی الحیض وفیہ ان ترکہا لذہاب الاکثر تحصل سیدہ مصلیا عیدین وجنازۃ وطواف وصلوٰۃ ذکرہ المصنف وغیرہ فی الحیض وفیہ ان ترکہا لذہاب الاکثر فہی مستحبۃ اور حدث اکبر یعنی جنابت اور حیض اور نفاس سے حرام ہے جانا مسجد کا اور حرام نہیں داخل ہونا عید گاہ کا اور حویلیوں کی خانہ اور مدرسہ کا ایسا ویسا کہ کیا ہے مسجد اور حیض میں اور مسائل ترک کے لیکن فتنہ کی کتاب الوقف میں ہے کہ جب اہل مدرسہ مگو کہ اوسکو نماز پڑھنے سوا اور کچھ نہیں تو مدرسہ مسجد حکم تو مدرسہ مذکورہ میں مسجد کے احکام مرعی ہونگے اور فتاوی مسجد مدرسہ مسجد ہے جوارا قصد امین اگرچہ مصروف متصل نہیں۔ دخول کے حرام ہونے میں کذا فی الطحطاوی من النہر ولو للجنب خلافا للشافعی الا لیضع فیہ شیئا یحتاج الیہ بعارۃ جنب وحیض پر وخول مسجد کا حرام ہو اگرچہ وضو کرلیا ہو خلافا للامام الشافعی گر ضرور کر نا مسجد میں جائز ہو ضرورت سے اسطرح پر کہ سوا اسی مسجد کے اور طرف نکلنا اوسکا ممکن نہیں ہم ضرورت کی یہ صورت ہو کہ اوسکے گھر کا دروازہ مسجد میں ہو اور غیر ضرورت کی قسم ملا مسکین نے درمیان لگائی ہے اور خوب قسم ہو اگر چہ اطلاق مشائخ کے مخالف ہو صاحب بحر نے کہا ہے میں قسم نہیں قسم قسم کی ہو کہ دروازہ اللہ دروازہ نہیں کر سکتا اور اوس گھر کے سوا اور مکان کے رہنے پر قادر نہیں کذا فی الفتح ولو احتاج فیہ ان خرج من غیر ان یتضرر بشیء من مالہ او نفسہ او اہلہ او ان کانت لہ ضرورۃ لا یتمکن معہا من الخروج الا بالمرور فی المسجد جاز

اس سے معلوم ہوا کہ اسوطی صحیح نہیں کہ سجدہ کا ٹھہرنا عبادت مقصودہ نہیں اور بایں حالت نماز کیوں اسقدر وہم شرط ہو کہ عبادت مقصودہ ہے کیوں ہوسکتا ہے کما فی الطحطاوی وقد یتم بہ تلاوۃ قرآن او لزوم آیۃ علی المختار اور حدث اکبر سے حرام ہونا تلاوت قرآن کی اگرچہ آیت سے کم پر ہو بناء پر قول مختار کے ہم حرمت کی دلیل وہ حدیث ہو سکتا ہے جو ہمارے روایت کیا اور مسند ہی سے اسکو حسن اور صحیح کہا قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا اقرأ الحائض ولا الجنب شیئاً من القرآن یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ پڑھے حائضہ اور نہ جنب کچھ قرآن کچھ لا بلحاظ آیت اور کم آیت اور نہ کو شامل ہے اور یہی قول ہے کرخی کا اور صاحب ہدایہ نے اسکو تصحیح دی اور قاضی خان نے شرح جامع صغیر میں اور مولوی الحی نے اپنے فتاوی میں صحیح کہا ہے اور اسطرح صفی اور کافی میں ہے اور صاحب بدائع نے اسکو عامہ مشائخ کی طرف منسوب کیا ہے صحیح کے ساتھ اس دلیل سے کہ احادیث میں قلیل اور کثیر کی تفصیل نہیں اور طحاوی کی روایت میں آیت سے کم قرآن کا پڑھنا مباح ہے اور صاحب خلاصہ نے اسکو صحیح کہا اور فخر الاسلام نے شرح جامع صغیر میں اور زاہدی نے اکثر مشائخ کی طرف نسبت کیا صاحب محیط الرضی نے بھی حکایت ذکر کر دہ کے کہا الحاصل کم از آیت میں صحیح مختلف ہے لیکن منع تلاوت کا قول راجح ہے اسوا سطے کہ احادیث میں تفصیل نہیں اور تطبیل نہیں کے مقابلہ میں مرفوع ہے اسوا سطے کہ لفظ شیئاً کا چاہیئے کافی میں ہو مگر یہ بیان فقہی میں تو اسمیں عموم کا فائدہ دیا اور کم از آیت بھی قرآن ہی تو ہوا سکی بھی قرأت ممنوع جو ہری آیت کی مانند کذا فی منح الغفار یقضی ما طوی قضاء الذکاء والنشاء وافتضاء الجری والتغلغل وقطن کلہ کلمۃ حل فی الاکل قرآن کا ارادہ کر کے جنب وغیرہ کو تلاوت کرنا حرام ہے ہو اگر آیات قرآنی سے دعا کرنیکا قصد کیا یا ستائس کا یا شروع کر نا کسیکام کا یا تعلیم کا اور ایک ایک کلمہ جدا جدا تعلیم کیا تو بطرح حلال ہے صحیح تر قول میں ہم عیون میں ہے کہ اگر سورہ فاتحہ پڑھا بطریق دعا کے یا اور آیات کو جنہیں دعا کی معنی ہیں اور تلاوت کا قصد نکیا تو ناپاکی میں احتیاط اور اسکو حلوانی نے مختار کہا ہے اور صاحب غایۃ البیان نے اور سند والی نے کہا کہ میں اسکا فتوی نہیں دیتا اگرچہ امام سرخسی فتوی دیتا ہے کذا فی الطحطاوی حتی لو قصد بالفاتحۃ الثناء فی المختار ولم یذکر کہا تاکہ اگر فاتحہ سے ستائش کا قصد کر ے نماز جنازہ میں تو کافی نہیں یعنی قرآن کا پڑھنا اگرچہ نماز جنازہ میں جائز نہیں لیکن اگر بھی سے آیت الہیم سے سورہ فاتحہ تک قصد ثناء میں کیا تو جائز ہے بحر تعریف ہے کو قصد الثناء بہا کما اذا قرء القصص او المواعظ او الاحکام او الامثال فانہ یجوز بہ الصلوۃ ولا یکون قارئا بہ قرآنا کما لو قرء شیئا من التوراۃ والانجیل وکما لو قرء آیۃ فیہا سجدۃ التلاوۃ لا یلزمہ السجود بہا کذا فی الخلاصۃ وفی الخانیۃ ولو قرء الفاتحۃ علی وجہ الدعاء بان قصد بہا الدعاء دون القرآن او لم یقصد شیئا جاز عند ابی یوسف وعلیہ الفتوی کذا فی الظہیریۃ اور اپنی نماز میں سورہ فاتحہ پڑھے تاکی نیت کر کے تو وہ قرأت اوسکو کافی ہوا اسوا سطے کہ قرأت فاتحہ اپنو ساتھ قائم میں ہو تو اوسکا حکم نہ بدلیگا اور کسی قصد کرنے سے نماز سے ہم نہیں نکلتا اور مخدوف سو مرتبہ طے تقدیر کلام یوں ہے کہ نماز جنازہ میں فاتحہ کو پڑھے نہیں اسوا سطے کہ قصد ثناء کا قصد قرأت کا صحیح نہیں قرأت سے خارج ہو ہی گیا مصور نہیں خارج نہیں اور بھیجو اب ہو اس سوال مقدر کا کہ اگر سورہ فاتحہ کا اجزو ہو قرأت سو قصد ثنا صحیح ہو تو چاہیئے کہ پڑھنا نماز کے قصد سے نماز کا بل میں کفایت کر ہی حالانکہ وہ کافی نہیں ہے جواب دیا کہ نماز کامل میں سورہ فاتحہ اپنی محل پر ہو تو اب ثنا کا قصد کرنا اوسکے حکم کو بدل نہیں سکتا کذا فی الطحطاوی اور نماز جنازہ میں فاتحہ خوانی نے محل تھی تو وہاں قصد ثنا نے حکم کو بدلدیا وفی شرح مختصر مسند ابی حنیفۃ وھو ما قالہ سافط من شرح الشرع رکانہ لانہ ذکر فی الحیض وحدث اکبر سے حرام ہے جیسا مصحف مجید کا نام رخ نے کہا کہ مسئلہ مصحف کا مسئلہ نماز نے حاجت ہوا اسوا سطے کہ جنب اسکو بھی مسئلہ ذکر ہوا ہے اور دیا قبل اور اسکا یعنی مس مصحف اور نافلہ و قرآن مصنف کی شرح کے نسخوں سے ساقط ہوا اور شاید کہ مصنف کا ساقط کر نا شرح سے اسوا سطے ہو کہ اسکو مبتدی کے سوال میں مصنف نے ذکر کیا ہے وبحرمۃ بہ طواف وبحدث الطہارۃ بہ اور حدث اکبر سے بیت اللہ کا طواف کرنا حرام ہے لیسبق اور جسے برے طہارت کے طواف میں ہم صحیحین میں مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حالت حیض میں طواف بیت اللہ سے منع کیا اور باقی اعمال حج کی اجازت دی اور صاحب ہدایہ نے حوالہ اسکو علت قرار دیا ہے طواف کی حرمت کا حج الغدیر میں کہا کہ آپ

فصیل پر اقتصار کرنے میں طہارت میں احتیاط کو مدنظر رکھنا ہوتی ہو جو عدت جنب پر حرام ہونا کہ اس نے لمس کیا ہو اے
یا کاغذ یدل علیہ قولہ تعالیٰ لا یمسہ الا المطہرون وجہ الدلالۃ ان المراد بہ حدث اکبر او حدث اصغر سے ہو اور مصحف کا مس
سے بیان مراد ہو چہ سے جس میں قرآن شریف کی آیت لکھی ہو جیسا کہ سورہ انعام و اعراف و برات و غیرہ کی اور کوئی شے کہ مصحف مجید کا ہو حرام ہو گر خط
نا سمجھنے والے کا جیسا ہجی سمجھ سے بالاتفاق امام اور صاحبین کے بخلاف ہر ہن کے مجنب سے اور حرمت میں موضع کتابت اور غیر موضع کتابت دونوں
برابر ہیں اور بعضوں نے کہا غیر قرآن کا ہجی اور سنے اور جدول خلاف مصحف مجید ہیں اور غیر مصحف میں اگر آیت لکھی ہو تو مس حرام نہیں گر مقرون کا
ہجی آذان نے باب المس من الجنب وعلی مس الخ الشکر کما ذکرنا ذلک ظاہر کلام صدر کا اور توریت اور مانند اس کے جو کتابیں اہل اور بود کا
ہجی یہی مصحف کی مانند حرام ہے یا نہیں فقہا کا ظاہر کلام سے یہ دلالت کرتا ہے کہ اوکتا ہجی حرام نہیں ہم بخلاف ہر ہن کے یہ حرام ہر اتفاق میں ہو کر وہے اور
قہستانی میں وغیرہ سے منقول ہو کہ توریت وغیرہ میں جہاں تحریف اور تبدیل واقع نہیں ہوئی اور سکا ہجی ہاتھ لگانا بدون طہارت کے مکروہ ہے کذا
فی الطحطاوی ولا بأس بمس صبیان مصحف مشترک بینہم وبین غیرہم اگر ان کے ساتھ کہ مصحف ہے ہجی کتابیں نہیں مصحف حرام نہیں
یا درس کی تعلیل کے ساتھ اوس دم کا ہجی اجیسے ہر آئینہ لگ ہی حرام نہیں اسکا قوی ہو ہم خلاف بدائع کا جو ذان اور غلاف مصحف
اور جیسا کہ اپنے مصحف کی چولی نو جوذان کے ساتھ ہجی جائز ہے اور جیلی سے ساتھ جائز نہیں اسپر قنوتی ہو سراج میں اور کافی میں چولی کی
ساتھ بھی جیسے کہ اصح کہا ہو تو یہاں دو قولوں کی تعمیم واقع ہوئی اور آستین کے ساتھ چھونے میں اختلاف ہو تو یہ جب کافی کے جائز ہو
اور بہ وجب سراج کے جائز نہیں یا یہ بیان کیسکو ہم کہا ہے اور خلاصہ میں ہے کہ اسی پر اکثر مشائخ ہیں اور اصح ہی مراد کہ اصح تحریری ہو کذا
فی الطحطاوی من النہر وحل قلم وکیس فیہ مصحف کدرج وبالعکس وما اختلف فی مسہ یغتفر تبعا لما لا یغتفر قصدا
غسل منہا وفی القہستانی لعل المضمضۃ والنعم اصح اور علامے اختلاف کیا مصحف کے چھونے میں غیر اعضاء طہارت سوا اور آستین سے مگسو
ہو لیا اور جنب کے قرآن پڑھنے میں کلی کرنے کے بعد اور جائز کہنا سیم تو قول ہم اعضاء طہارت سوا اعضاء وضو پر اور یہ اسکو کہ حدث
اکبر میں تمام اعضاء طہارت کے ہیں ولا یکرہ النظر الیہ ای القرآن بلمس ونحوہ ای نقض وضوء لان الحائل لا یحل العین اور قرآن
کا دیکھنا جنب اور حیض اور نفاس والی عورت کو مکروہ نہیں اور اسکو کہ بالکل آنکھ میں نہیں مجسماتی کما لا یکرہ آدخلہ الخ اے جیسے
عالم کا پڑھنا لے طہارت کرنا مکروہ نہیں یعنی کروہ ہی بلحاظ تحریمی نہیں ولہ فاد موضع یطلق الید کمندوب وترکہ خلاف الاولی
وہو مرجوح ولا یکرہ النشر اور اگر تحریمی کراہت مراد نہ لیجئے تو مجھ نہیں اور اسکو مطلق ترک کو بلا عذر مکروہ کہا ہو اور سنت کے
ترک کو خلاف اولی ہے اور خلاف اولی کا ہجی کراہت تنزیہی کا ہم اور بنظر صریح کے نزدیک کراہت تنزیہی نوعت مکروہ کے مقابلہ میں ہی
اور خلاف اولے میں نواصلاً کراہت نہیں کذا فی الطحطاوی ولا یکرہ مس صحیح بصفحہ وترجیح اور مکروہ نہیں ہونا اوسکے نیچے وضو کا ہو
اور اوس تنقی کو جسپر قرآن لکھا ہو ولا بأس بتقلیبہ بالعود ونحوہ ولیس منہ الضرورۃ اذا خاف الضرر کالتقلیب فی الجمر
اور کچھ مضائقہ نہیں بانے یا عود کو مصحف کے درمیان ہو تو ڈنڈے کو اور مصحف کے نیچے میں اوس سے ہاتھ پھیرانے میں ہو سکے کا دیا کیا جائز ہی بلحاظ بے ادبی ضرورت کے
اوسکا سکہ یا کرنا اگر کپڑا میں جسپر نقش نہیں ہم پر ہو گر کپڑوں سے دھوکہ دانا ہر وقت مشقت ہو تو آسپر اور تا بلزم تاخیر کرنے میں خفتان کی تعلیل کی
تو اس ضرورت سے وقت کو مس مصحف اور اوسکا دینا کیا جائز ہو ولا یکتب کآیۃ فی الصحیفۃ والتوجہ علی الاصح عند الثانی
خلافا لمحمد یعنی ان یتلک ان وضع علی الصحیفۃ ما یلی یمینا ویسارا ویوضع کتابہ الشام والا فعلی الثالث وعلہ الحلبی
اور مکروہ نہیں ہو مگر کو لکھنا قرآن کا اسطرح کہ غلاف اتنی سے نہیں ہو یا ابو یوسف کے نزدیک برخلاف قول محمد کے اور یوں لکھنا
مناسب ہو کہ اگر کاغذ پردہ پر چیز رکھی جاوے درمیان کاغذ اور تختہ کے حائل ہو تو ابو یوسف کا قول لیا جاوے اور اگر یہ نہیں ہو تو محمد کا قول

لیا جاوے ایسا کہا ہے ملّا علی نے ھم اور دوسری وجہ توفیق یہ ہے کہ ابو یوسف کا قول کراہت تحریمی کی نفی پر محمول ہو اور محمد کا قول تنزیہی پر بدلیل قول محمد اَحَبُّ اِلَیَّ اَنْ لَّا یَفْعَلَ یعنی میرے نزدیک پسندیدہ و مستحسن عدم کتابت ہے کذا فی الطحطاوی وَیُکْرَہُ لَہٗ قِرَاءَۃُ التَّوْرَاۃِ وَالْاِنْجِیْلِ وَقُرْاٰنٍ بِالْکُلِّ کَلَامُ اللّٰہِ وَبِاَیِّ کِتَابٍ مُّنَزَّلٍ کَذَا فِی الْمُحِیْطِ اور جنب وغیرہ کو مکروہ ہے پڑھنا توریت اور انجیل اور زبور کا اور اسطرح کہ سب کلام اللہ تعالےٰ کا کلام ہے اور جن الفاظ میں تبدیل اور تحریف واقع ہوئی ہو یہود اور نصاریٰ کی وہ معلوم نہیں بالخصوص مع فتح القدیر میں فتاویٰ ظہیریہ سے اسی قول پر فتویٰ منقول ہے کذا فی النہر وَعَدَمُ الْبَعْضِ وَشَرْحُ الْمَجْمَعِ بِاَحْسَنِ الْوُجُوْہِ میں حرمت قرأت پر نہیں کیا ہی وجہ مخصصہ فَاللّٰہُ اَعْلَمُ کو یَتَأَمَّلُ اور نہر الفائق میں مستثنیٰ قرأت کو ظاہر کیا اور اسکے ساتھ جسمیں تبدیل اور تحریف نہیں ہوئی لَا قُنُوْتَ کہ قنوت کہ کر وہ نہیں جنب وغیرہ کو پڑھنا قنوت کا مسمّی ہو کذا فی النہج اور مراد کراہت منفی سے کراہت تحریمی ہو تنزیہی وَلَا اَکْلُہٗ وَشُرْبُہٗ بَعْدَ غَسْلِ یَدَیْہِ اور نہ کروہ نہیں جنب وغیرہ کو کھانا اور پینا ہاتھ اور منہ کے دھو ڈالنے کے بعد وَلَا مَعَ وَدَکَۃٍ اَھْلَہٗ قَبْلَ اغْتِسَالٍ اِلَّا اِذَا اغْتَسَلَ لِوَاحِدَۃٍ اَھْلَہٗ اور نہ کروہ نہیں جنب کو ہمبستر صحبت کرنا اپنی اہلیہ کا کھانے سے پہلے کو جبکہ جنابت خفیفہ ہو سنے سے ہو یعنی ہو حدث بدون نہانے کے اپنی اہلیہ سے صحبت کرنے کی ھم یہ روایت فتح القدیر میں سنتے سے منقول ہو وَاَمَّا الْاَحَادِیْثُ الَّتِیْ ظَاھِرُھَا تُفِیْدُ اَنَّہٗ لَا بَأْسَ بِالْجَنَابَۃِ فِیْمَا دُوْنَ الْجِمَاعِ کما مر کلا بہ طبی نے کہا کہ ظاہر احادیث نہ دلالت نہیں کرتا اگر استحباب ترک جماع پر قبل غسل کے عدم جواز جماع پر جو حاصل ہوتا ہے نسخ القدیر کے کلام سے طحطاوی نے کہا کہ یہ طرز کلام کا مناسب نہیں اسواسطے کہ ضمیر کا مرجع پہلے مذکور میں کرنا ولا التفسیر کَمَا صَحَّحَہٗ الْکَثِیْرُ الشَّرْعِیَّۃُ فَاِنَّہٗ رَخَّصَ مِنْھَا بِالتَّفْسِیْرِ کَمَا فِی الدُّرِّ وَغَیْرِہٖ جَمِیْعُ الْفَسَاقِ اور تفسیر مصحف کی ماننے سے نہ شرعی کتابیں اور اسطرح کہ بدون طہارت کے شرعی کتابوں میں ہاتھ لگانے کی جسمت دیگئی ہے تفسیر میں ہاتھ لگانے کی چنانچہ درمیں ہو جمہم الفاسق شرعی منقول کما ہو مراد جسکا یہ حدیث اور نقد کی کتابوں فی فی الدرایہ المستحب اَنْ لَّا یَمَسَّ الْکُتُبَ الشَّرْعِیَّۃَ اِلَّا طَاھِرًا جس کہا کہ مگر یعنی سے کہ شرعی کتابوں کو نہ چھوئیں سمجھی نہ پکڑیں نظیم کو جو سو ھم یہ قول مخالف نہیں ھو قول سابق کے اور اسطرح کہ استحباب نفی وجوب کے مخالف نہیں لکن فی الاشباہ یومن فَاِنْ عَرَضَ اِذَا اجْتَمَعَ الْحَلَالُ وَالْحَرَامُ رُجِّحَ الْحَرَامُ وَھُوَ حَرَجٌ اَحْیَانًا مَسَّ کُتُبَ التَّفْسِیْرِ لِلْحَدِیْثِ وَالْفِقْہِ بَیْنَ کَوْنِ الْاَکْثَرِ تَفْسِیْرًا اَوْ قُرْاٰنًا وَلَوْ قِیْلَ بِہٖ اعْتِبَارًا لِلْغَالِبِ لَکَانَ حَسَنًا قُلْتُ لٰکِنَّہٗ مُخَالِفٌ صَارِحًا فَتَدَبَّرْ لٰکِنْ شُبِّہَ بِمَنْ جَھِلَ مسائل اس قاعدہ کے کہ جب حلال اور حرام کا جمع ہو تو حرام ہی غالب ہو جاتا ہو اور البتہ ہمارے علماء نے تفسیر کی کتابوں کا چھونا محدث کیواسطے جائز کہا اور تفصیل نہیں کی تفسیر کے زیادہ ہونے میں یا قرآن ہونے میں یعنی یہ نہیں کہا کہ اگر تفسیر کی عبارت زیادہ ہو تو قرآن ہو تو جائز ہے اور اگر قرآن کے الفاظ زیادہ ہو یوں تفسیر ہے تو جائز نہیں اور اگر اس تفصیل کے قائل ہو جسکو غالب چیز کا اعتبار کرکے تو البتہ خوب بات ہو میں کہتا ہوں کہ اشباہ کا قول مخالف ہو متن کے جو گذر گیا تو اوہی مخالف ہو اسکا مذہب ہو کہ اہل مذہب کی دو عبارتیں مطلق میں منع اور جواز میں اور مظہر اشباہ کا اسپر دلالت کرنا ہو کہ جواز مس تفسیر سب علماء کا قول ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ ماتن نے جو دُرر کے قول پر اعتماد کیا ہے قابل اعتماد کے نہیں بسبب مخالفت اجماع کے اور علامہ نوح نے جو ہدایہ اور سراج سے نقل کیا کہ کتب تفسیر میں موضع قرآن کا چھونا جائز محض اور اسواسطے کہ چھونا درست ہو برخلاف مصحف کے کہ اسکا بالکل چھونا بے طہارت درست نہیں اور فتح القدیر میں ہو کہ مکروہ ہے چھونا کتب تفسیر اور فقہ کا اسواسطے کہ یہ کتابیں آیات قرآنی سے خالی نہیں اور تبعیہ اصلی میں ہو کہ مکروہ ہے یعنی محدث وغیرہ کو چھونا تفسیر اور فقہ کی کتابوں کا اور انتہے تو ان روایات سے معلوم ہوا کہ عالمون کا کلام تفسیر میں کراہت کیوجہ سو ہو منع اور حرمت کے سبب سے تو صاحب درر کا یہ کلام لَا التفسیر اوسپر محمول ہے کہ تفسیر کا چھونا مرخص نہیں بلکہ کروہ ہے اور یہ مطلب نہیں کہ اوکا چھونا حرام ہے جیسا کہ ماتن سمجھا ہو اسواسطے کہ اسمیں حرمت کی تصریح نہیں ہو کہنا ہوں سب عبارتوں سے بہتر وہ عبارت ہی ہو کہ جو ہدایہ اور سراج میں ہو اسواسطے کہ وہی قواعد نفسی سے موافق تر ہو کذا فی الطحطاوی

مسئلہ فروع سائل مفتی سے کہتا ہے کہ اگر مجھے ناواقف جان کر یا نہ پہچان کر مجھ سے بیگانہ ہو جائے تو میں نہیں بگڑتا اور نہ ہی ناراض ہوتا ہوں اور نہ ہی مجھے کوئی ایذا پہنچتی ہے اور نہ ہی میرا کوئی نقصان ہوتا ہے اور نہ ہی میرا کوئی حرج ہوتا ہے اور نہ ہی میرا کوئی ضرر ہوتا ہے اور نہ ہی میرا کوئی خسارہ ہوتا ہے اور نہ ہی میرا کوئی ضیاع ہوتا ہے اور نہ ہی میرا کوئی تلف ہوتا ہے اور نہ ہی میرا کوئی ہلاک ہوتا ہے اور نہ ہی میرا کوئی فساد ہوتا ہے اور نہ ہی میرا کوئی بگاڑ ہوتا ہے اور نہ ہی میرا کوئی بگڑنا

فی عرف اہل اللہ بالشرائع وراسۃ نبی وارد ہوا اللہ تعالے کے نام شانے مین تو کہ سو وعنہ علیہ الصلوٰۃ والسلام القرآن احد الی اللہ تعالے من السماوات والارض ومن فیہن اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مروی ہے کہ قرآن محبوب تر ہے اللہ تعالے کے نزدیک آسمانون اور زمین سے اور آن اشخاص سے جو اونکے درمیانمین ہین ھم شاید کہ اس حدیث سے اسکا اشارہ کیا کہ قرآن بھی اللہ تعالے کے نام کے ساتھ ملحق ہے شانے کی بہتی مین کذا فی الطحطاوی یحجر الرجل ان المرأۃ فی بیت فیہ محجف محجوف عورت سے فرمایت کرنا اس کو محجر مین جانا ہے جسمین مسجد ہو در پردہ ہے بیتا طاھرا ترکہ کتب علیہ الملک ولیکن ھنا بسطہ واستعمالہ فی الفتیۃ للطریقۃ فرش یا سوا اور اسکو بچھونا وغیرہ جو حسب الملک اللہ لکھدیا ہے اسکا بچھانا اور اسکا استعمال کرنا مکروہ ہے اور لکھنا اوسکا آراستہ کرنیکو اسطے مکروہ ہوتا ہے ویتبع ان لا یکون کلام الناس مطلقا وقیل یکرہ حرفا بحرف والاول اوسع وتمامہ ولہجرہ کراھۃ فتیۃ اور الاول سے کہ مکروہ نہو ہے آدمیون کا کلام لکھا ہوا ہر طرح کے استعمال مین اور بعضون نے کہا کہ فقط حرفا بحرف کا ابتدال کرنا ہے اور قول اول مین زیادہ تر وسعت ہے اوسکا برابر بیان حجر الرائق اور منیہ کی کتاب الکراہیۃ مین ہے قال ح ظاھر کراھۃ التکلم بہ تعظیما وھو مخالف لما فی الزیلعی ولا یکرہ اور ظاہر کلام حجر الرائق نہو ہاتے ہے کراہت کا صرف اوسکی تعظیم اور حفاظت کرنے سے جیسا الملک اللہ لکھا ہوا خواہ اوسکو لکھا ہوا نہین اور اوس کو آراستہ کیہوئے نہیں وھل یکتب علی الدراہم ونحوھا وجہان الجواز کما فی الخانیۃ اور جو کہ سکون اور جامع مسجد کی دیوارون پر لکھا جاتا ہو جیسی فرش کی بوقلمون کی مانند ہی یا نہین جواب اسکا لکھا جاویگا ھم باب الوتر والنوافل سے پہلے شارح نے فروع مین لکھا ہے کہ مسجد کی دیوار پر لکھنا لائق نہین اور نہایہ مین ہے کہ قرآن کا لکھنا محراب اور دیوارون پر خوب نہین سقوط کتابت اور پانون پڑنے کے خوف سو کہ نے الطحطاوی قبیل الوتر باب الصلاۃ

بھیہ اب ہو پانیون کے مسائل مین ھم اب اوسکا بیان شروع کیا جس سو طہارت حاصل ہوتی ہے مطلق مین باب عبارت ہے اون مسائل کا جو مشتمل ہون حکم قابل اور بالعدم سے جدا گانہ ہون اور وہ مرکب ہے کتاب اور فصل نہین کہ انے الخ جمع جمعا علی العہد بتصریحہ مرۃ قلبت الواو الفا والھاء ھمزۃ کسیاء جمع ماء کما ری بتحریک کتاب اور قلب ہمزہ کے یعنی جمعون الف کے بعد ہمزہ ہے اور الف ہوا واو سکو نے ہمزہ یعنی ہمزہ بین اصل کا ری کہ ہمزہ ہوا واو کو الف سے بدلا اور ہاء ہمزہ کو ہمزہ سے وھو جسم لطیف سیال بحیاۃ کل نام اور پانی جسم لطیف ہے یعنی خالیا بصفات کا حاجب نہین اور بہنے والا ہے جس سے ہر بڑھتی چیز کی زندگی ہے یعنی حیوان اور نبات کی فی الوجہ الاتم مطلقا عام مطلق وھو ما یتبادر عند الاطلاق مطلق جہت یعنی صدق اکبر اور اصغر ہو کر کیا جاتا ہے مطلق پانی ہے اور مطلق پانی وہ ہے جو شتابی ذہن مین آجاوے جیسکہ پانی کا لفظ بولا جاوے بدون اضافت کے ھم منع الغفار مین ہے کہ مطلق پانی وہ وہی جو پانی ہے اپنے بدر آشی اوصاف ہر اور اوسمین مخالطت نہین لی اور نہ کوئی اور چیز اوسپر غالب ہو گئی انتہے اسکا اور شارح کی تعریف کا ایک ہی مطلب ہے کما فی سماء وماء وعیون وبیاہ وبحار وفی مذاب ثبت ینحط اکثر ثمرہ وجعل و تدا مطلق پانی جیسا آسمان کا پانی اور زمین کا اور چشمون کا اور کنوون کا اور دریاؤن کا پانی اور گہلا برف جمنا اور اولے اور برف پگھلے ہوا اور اوس ھم آسمان کے پانی مین اگرچہ اضافت ہو مگر یہ اضافت ہی ہو بر خلاف مقید پانی کے اسواسطے کہ اوسمین قید لازم ہے یعنی بدون قید وہ نہین بولا جاتا چنانچہ ماء الورد یعنی گلاب کا پانی کہ اوسمین اضافت ہے البحار اور اسطرح تر بوز کا پانی اور ویہ ہم جمع ماء وادی کی اور وادی لغت مین اوس کڑھا کی کا نام ہے جو پہاڑون اور ٹیلون کے درمیان ہوا ہو یہان مراد جنگل کا پانی ہے جو بارش کے پانی سے سائل ہو کر جمع ہو جاوے جیسے نہری اور نالہ اور جیسل کا پانی فارسی مین اوسکو رود کہتے ہین ھذا تقسیم باعتبار ما یشاھد والا فالکل من السماء لقولہ تعالے وانزلنا من السماء ماء طہورا وقولہ تعالے انزل من السماء ماء فاسلکہ ینابیع فی الارض ومقام الامتنان یقتضی ظہور تقسیم یا نہین کی ظاہر نظر کے اعتبار کرنے سے ہے اور اگر ظاہر نظر کا اعتبار نکیجے تو سب پانی حقیقت مین آسمان سے اترے ہین حق تعالی کے اس قول کی دلیل سے کہ تو نے کیا نہین دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے پانی اوتارا پانی اخراج الایۃ اور نکرہ اگر جنسہ

Marfat.com

مشبت ہو احسان جتانے کے مقام میں عام ہو جاتا ہے ھم اسم مکرر ہے واسکو کہتے ہیں جو مہمیں جز کو اسطرح موخر نہ ہو چکا ہو مرادا عدت اور پانی سو جو کہ اضافہ ہونے کے بعد عام ہو جاتا ہے یعنی جو سب اندوذ کو شامل ہو جاتا ہے لیکن انتفاء میں نکرہ ہو چکنے سے عام نہیں ہوتا بلکہ مقام اثبات میں عام ہوتا ہے سوا یہ آیت شریف میں کہ احسان جتانے کے مقام سے لفظ مار کا کہ نکرہ مثبت ہو سب پانیوں کے تمام کو شامل ہو گیا کیونکہ اگر عموم پر دلالت نہ

جس سے حقیقت حال معلوم ہو وہ تا عدہ یہ ہے جو کہ مطہر ہونے اور مطلق کا زوالِ اطلاق یا کمال استہزار ہے جو یا غلبۂ ممتزج ہو الخ منوط الفقار شرح المختصر

چنانچہ شارح اس قاعدہ کو بیان کرتا ہے علامہ حسینی نے شرح ہدایہ میں کہا کہ پانی مطلق کی طہارت اصلی ہے کہ سرسیاب کر ہوا اور پاس کو ہوا ذی اور نجاست نجاست نے بواسطہ اوپر اصول وقیعہ کے زمین کے پانی نہیں نزاعت کر پایا اسطرح کہ آب وہ پانی کہ مل نہیں سکتا بدون خالص کے اوپر طہارت کا اطلاق نہیں کرتے کیونکہ مالم یخالطہ شیء طاہر لایصلح مزیلا لحدیث الماء طہور لا ینجسہ شیء الا ما غلب علی ریحہ وطعمہ ولونہ

پس جب پانی میں خلط واقع ہوتا ہے تو اس پانی سے وضو اور غسل جائز نہیں ہوتا ہے اور اگر خلط کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ اسطرح اور طرح سے بالکل خلط کے سبب سے ہو کہ حاصل ہوا ہے رونق اور گھاس کے چرنے سے ہم نہایت اختلاط کی دوسری صورت

ہمارے جب تک مستعمل کا برابر ہونا آپ ظہور کے ساتھ معلوم نہ ہو یہ قاعدہ ہو بنا بر اس تحقیق کے جو بحر الرائق اور نہر الفائق اور منحۃ الخالق میں مذکور ہے ہم بحمدہ تعالیٰ اس قول متقدم پر کہ وہ ضرر جائز ہے اگر مطلق پانی کا اکثر ہونا جائز نہیں بحر الرائق میں کہا اور اسپر دلیل یہ دی ہو کہ شیخ علم الہدیٰ قاضی ہمارے اپنے فتاوی میں جس کو اہل مکہ معظمہ و مدینہ منورہ سے جب کسی نے اوسے سوال کیا تھا کہ کسی نے اوسے ضرر کیا ہو کہ پانی نہ جاوے یا کہ جب اس میں عرق بدن مستعمل پانی گرتا ہو اور پروز اوسمیں پانی نازل ہوتا ہے اوسمیں ضرر کیا جاتا ہے یا نہیں تو جواب دیا کہ جب اس میں عرق بدن مستعمل پانی مذکور کے اور کوئی چیز واقع نہیں ہوئی تو کچھ ضرر نہیں انتہے یعنی اگر اوسمیں نجاست پڑ گئی تو وہ ناپاک ہو جاوے گا اور ضرر یہ ہونے کے سبب کہ ازالہ طہارت حدث کا اوسکے ساتھ ہو سکے اور اوسکے استعمال میں حرج لازم آوے گا اور اگر نجاست نہیں گئی تو اوسکے ساتھ ازالہ حدث کا ہو سکے گا اور اوسکے استعمال میں حرج لازم نہ آوے گا اور اوسکے ساتھ ازالہ خبث کا ہو سکے گا اور اوسکے استعمال میں حرج لازم آوے گا پس

صحیح تر قول یہ ہے جیسے خشک سانپ کی موت سے پانی نجس ہو جاتا ہے اگر اسمیں خون سائل ہوا اور اگر خون نہ ہوا خون سائل نہ ہو تو ناپاک نہیں ہوتا ہے کذا فی الزیلعی وما لا دم لہ کالذباب ونحوہ فی الاصح فلو وقعت منہ رطوبۃ مثلا فی مائع لا تفسدہ لانہ لیس بحجۃ ملوثۃ اور اسیطرح حکم ہے یعنی پانی ناپاک نہیں ہوتا اگر مرگیا وہ جانور جو مذکور ہوا پانی سے باہر اور پانی میں ڈالا گیا صحیح تر قول یہ ہے اگر پانی میں پیدا نہ ہوا جیسے مکھی کی مانند جانور ریزہ ریزہ ہو گیا تو وہ ٹوٹا ہوا بھی ایسے جائز ہے پیا اور کھا جائز نہیں اور سوکر گرشت کے حرام ہونے سوم ہے پسینہ کی مانند وہ جانور مثل جوں کے ناپاک نہیں اگر اسکا کھانا حرام ہے ویفسد الماء القلیل ما وقع فیہ من نجس مرئی او لا فی الاصح کبول وروث اور ناپاک ہوتا ہے تھوڑا پانی صحیح تر قول میں اُس جانور کے مرنے سے جو پانی میں رہتا ہو خشکی میں پیدا ہوتا ہے چنانچہ بطہ اور چیونٹی بطہ پانی کی چڑیوں میں تسمیہ مختلف ہے لیکن شمس الائمہ جامع صغیر قاضی خان کی تصحیح موجود ہے لہذا ان نے ایسی پر اعتماد کیا کذا فی النہر وعطف علی ما لا تعاب کالمائعات فی الاصح اور پانی کے سوا باقی سائل اور دوان چیزوں کا حکم پانی کی مانند ہے صحیح تر قول میں یعنی وقوع نجاست سے قلیل فاسد ہوتا ہے اگرچہ حتی لو وقع بولہ وفصیلہ عشر فی عشر لم یجز بالاجماع تک کہ اگر آدمی کا پیشاب پڑا اُس حوض میں جسمیں دہ در دہ رس ہو کسی چیز کا ڈوبہ فاسد یعنی ناپاک نہو گا جیسا اتنا پانی ناپاک نہیں ہوتا وروسال دم رجل وعم الحصیر الذی یجتمع خلالہ الدم ذکرہ الشمنی عنہ اور اگر پانوں کا خون بہا رس کے ساتھ یعنی جاری رس کے ساتھ کذا فی الطحطاوی تو وہ ناپاک نہو گا برخلاف محمد کے ایسا ذکر کیا ہے شمنی وغیرہ نے ہم الکنوز وغیرہ کا یا نوری سوا داب کر رس نچوڑتے ہیں تو اگر پانوں کا خون جاری رس کے ساتھ بہگا ناپاک نہو گا جیسے آب روان کے ساتھ خون کا بہنا ناپاک نہیں کرتا ویتعذر حکہا او ما فوقہ من کرش او طحین او یعسر بان یحتاج الی کثیر ماء او ایک وصف کے بدلو ہو پانی کے تین اوصاف میں سے کو رنگ اور مزا اور بو سے ناپاک ہو جاتا ہو بہت پانی اور اسیطرح رس ہم شارح نے کثیر کا لفظ ذکر کر کے اشارہ کیا کہ تحدید کا لفظ فضل مضاف ہم سے اور کثیر اوسکا فاعل ہو سو یہ بات ٹھیک نہیں بلکہ حق یہ ہے کہ فوقہ ضمیر عطف ہو بمعرت مائی پر فوقہ متعلق ہو یحس بہ یوت مائی کا اور جسکو شارح مضارع سمجھا وہ جار مجرور ہو یعنی بار جارہ ہو تا ثانیہ اور یہ جار مجرور متعلق ہے یتعذر کے تقدیر کا تو مطلب یہ ہے کہ اتنا پانی ناپاک ہو جاتا ہے پانی ایک وصف کے متغیر ہونے سو بسبب واقع ہونے نجاست کے اور شارح کے بیان یہ خلل ہے کہ فاعل کا حذف کرنا بدون قرینہ جائز نہیں اور یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ پانی کا تغیر کس چیز ہو پاک چیز سے یا ناپاک سو کذا فی الطحطاوی مختصرا ولو جاریا اجماعا ایک صفت کا بدلنا نجاست سے پانی کو نجس کر تا ہم اگرچہ جاری اور بہتا پانی ہو بالاتفاق ہم علما کا اسپر اجماع اور اتفاق ہو کہ جب پانی کا ایک صفت بھی نجاست سے بدلگیا اوسکا نجس ہونا طہارت جائز نہیں خواہ پانی قلیل ہو یا کثیر جاری ہو یا غیر جاری اسیطرح منقول ہے ہم حنفیوں کی کتابوں اور امام نووی شافعی نے بھی شرح مہذب میں اسیطرح نقل کیا ہے اور اگر نجاست سو تغیر نہیں ہوا اتفاق سے عامہ علما کا اسپر کہ قلیل ناپاک ہو جاتا ہو تک کہ ایک حد قلیل اور کثیر میں اختلاف ہو جسکو آگے معلوم ہو گا کذا فی الجوہرۃ النیرۃ اما القلیل فیتجس والراکد متغیر خلافا لمالک یعنی قلیل پانی تو ناپاک ہو جاتا ہی نجاست کے واقع ہونے سے اگرچہ پانی نہ گدلا ہو یا بو نہ بدلے برخلاف امام مالک کے کہ وہ نجاست سے نہیں ہوتا جب تک کہ رنگ یا مزہ یا بو نہ بدلے اور اسکی تغیر ہو لیکن اسپر اعتراض وارد ہوتا ہی کہ جو پانی متغیر نہو وہ کثیر ہو امام مالک کے نزدیک نہ قلیل کذا فی البحر الرائق ولا یتقدر قلیل ہم بمائتی رطل ولا بمکث ناپاک نہیں ہوتا پانی اگر اوسکا مقدار دو ہزار رطل وغیرہ بدلگیا زیادہ نہ ہو تک کہ علی ہذا القیاس ہم مجرد اگر اسکی گندگی معلوم ہو یعنی نجاست کے سبب سو طہارت جائز نہیں ویستقی قال الاصطہاری اگر گمان غالب پر معلوم نہیں کہ زیادہ پانی کے سبب سو ہو یا نجاست کے سبب سو تو اصل طہارت ہم تو اصل یہی کا اعتبار کرنا چاہیئے لوگوں سے اسکی تحقیق اور تفتیش ضرور نہیں کذا فی النہر والتوضع من الحوض افضل من النہر خلافا للمتأخرین کذا اور وضو کرنا حوض سو بہتر ہم تہر سے مستحب کے تو ضرور ہم مقتدا ایک فرقہ ہے اسلام میں اہل سنت کے مخالف ہیں اصول میں اور فروع میں حنفی ہیں مگر اس مسئلہ میں مخالف ہیں

نشاء اور گندگی کے نزدیک حوض کثیر ہو قوم نجاست منجس ہو جاتا ہے اگرچہ بنیاست غلیظہ ہو سوائے رائحہ میں جس کے اثر سے نقل کیا کہ اگر نجاست اور حوض بیس ہاتھ چوکور ہو اور ہوا اور پانی میں کچھ تغیر نہ ہو تو ناپاک نہیں ہوتا اگرچہ ہو بیشک نجاست غلیظہ مثل خون اور پیشاب آدمی کے اور اگر حوض کم ہو تو ناپاک ہو جاتا ہے اگرچہ ہوا اور پانی میں تغیر نہ ہو اور یہ حد مقدر ہے ہر ہوا اور ہر پانی کے واسطے نہیں ہوتا اور جہاں دو مذہب ہیں وہاں ہر ایک کے واسطے ایک حد ہے اور جہاں دو مذہب نہیں وہاں ایک ہی حد ہے

ہو نہ ہو پانی مستعمل ہوجاتا ہے استعمال اپنے سے مراد انفصال ہے جیسے شیخ نے بیان کیا ہے اور اس سے دلالۃ نوح نے کہا کہ جب وہ مرتبہ جس پر آب مستعمل کا حکم مرتب ہوتا ہے یا وہ قدر جس سے وہ آب مستعمل کے طور پر ہونے پر دلالت کرتا ہے الصغانی وابن الہمام قیل انہ قلیل وقیل ما یغلب علی الظن انہ مستعمل وقیل ما یقع فی الوہم انہ مستعمل وقیل ما یسقط اسم الماء المطلق عنہ وقیل ما یسقط اسم الماء المضاف عنہ وقیل ما یسقط اسم الماء

مسئلہ اور میں تو نہایا کہ نجس نہیں ہو جاتا یہ نجاست کے متجزی غالب ہونے کی صورت میں ہے کہ بعض اس شخص کی جسکو طہارت کیوں ناپاکی کی حاجت پڑی تو اگر وہ کسی گمان میں ہو خلوص میں نہ پہنچا نجاست کا وہم سر پر غالب طہر گیا تو وہ نہ آب کثیر ہے نہ آب جاریہ سو وضو اور غسل جائز ہو اور اگر بھر گمان غالب نہیں ہوتا تو وہ ظہور ناپاکی عبارت اس سے جائز نہیں بھی ظاہر الروایۃ امام اعظم سے اور اسی قول کی اصلاح نے منتخب وہ دہ کا قول منقول ہے جو ہم کہا ہوا یہی قول بھتر ہو چاہیے غایۃ البیان اور غیر میں ہے اور بحر الرائق میں ثابت کیا ہے کہی قوی مذہب ہوا اور اسی پر عمل کرنا چاہیے ھم بحر الرائق میں دلیل روایات سے اسکو مذہب ثابت کیا ہے پر یوں کہا ہو کہ یہ جو ہمارے اکثر بلکہ تمام علماء متاخرین نے کہا ہے کہ آب کثیر قرار دینا ہوا ہمارے اصحاب کا مذہب نہیں اور ہمارے اکثر ہم اسکی تصدیق کی کرا ہی ہے جو ہم کیا ہے اور اگر جو ہم بھی ثابت نہ تا تو یہ تقدیر لازم نہیں کہ ہم اسکو کہ ہمارا مذہب کے اشکال کا اعتبار ہوا تو ایک شخص کا کثیر سمجھنا دوسرے پر لازم نہیں بلکہ یہ امر مختلف ہو چکے والیں ہو ہوا ہے وہ عمل کرے اور بعد اس آن اجتہاد نہیں ہو جس پر مجتہد کی تقلید واجب ہو پھر یہ فتح القدیر میں ہے کذا فی الطحطاوی مصنف نے اپنی شرح میں کہا جو کہ وہ آب کثیر میں ظن غالب ظاہر الروایۃ تھا اور اسکی تصحیح اکثر کتب معتمدہ میں واقع ہوئی لہذا ہم نے اس میں اسی پر اعتماد کیا اور اسی متاخرین نے جزوہ دہ کو اختیار کیا وہ ظاہر الروایۃ نہیں اور نہ ہمارے علماء متقدمین کا مذہب ہو اگرچہ صاحب کنز نے اسی پر متون کیا ہو اور صاحب ہدایہ نے اسی پر شرح دی ہو اسے تو وہ نجب میں ہم قول ہوا اسی پر عمل کرنا تھا میں ہے ھذا ہو الذی اختارہ اکثر مشائخنا رحمہم اللہ تعالیٰ وھو الصحیح من المذھب کذا فی التبیین وغیرہ وھو الذی صححہ صاحب الھدایۃ فی غیر ھذا الکتاب علیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ وھو صاحب التجنیس والمزید وصاحب المحیط وشیخ الاسلام وقاضی خان وصاحب الذخیرۃ وصاحب الاسرار وغیرھم من کبار ائمتنا رحمہم اللہ تعالیٰ وھو الصحیح من الروایۃ عن ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کذا فی الکافی وھو الذی صححہ قاضی خان فی شرحہ الجامع الصغیر وھو الذی اختارہ اکثر مشائخنا رحمہم اللہ تعالیٰ کذا فی الظہیریۃ وھو الذی صححہ صاحب المحیط وھو الذی اختارہ صاحب الھدایۃ فی مختارات النوازل وھو الذی اختارہ صاحب التحفۃ وھو الذی اختارہ صاحب البدائع وھو الذی اختارہ صاحب الاسرار وھو الذی اختارہ صاحب الوجیز وھو الذی اختارہ صاحب الوقایۃ وھو الذی اختارہ صاحب النقایۃ وھو الذی اختارہ صاحب الاصلاح وھو الذی اختارہ صاحب الاصلاح وھو الذی اختارہ صاحب الاصلاح

عرض میں تہائی گز اور حوض دہ در دہ میں ۳۳ گز کی ترجیح مذکور ہے ظہیریہ میں اور غنیہ میں ۳۴ گز غلط ہیں کہا کہ ۳۴ گز کے اعتبار میں زیادہ تر احتیاط ہو کما فی النہر اور اگر حوض مثلث ہو یعنی جیسے تین کونے معدل ہیں تو ہر طرف سے پندرہ گز اور چہارم گز اور شادر حوض جو چھ گز سے زیادہ کیا ہو اسکی کچھ حاجت نہیں کما فی الدرر اسقدر مساحت پانی کی سوگز ہو جاتی ہے وتمام نے الطحطاوی عن النہر الفائق میں ہو کہ معتبر وہ ذراع مساحت ہاتھ ہر زمان اور مکان کا گز نہیں کہ اختلاف سے مساحت پانی کی سوگز ہو جاتی ہے اور پھر اقول مناسب ترجمہ انچہ بدایہ اور تبیین میں ذراع کہا اس کو کہتے ہیں کہ اسکا ساتھ گز اور ساتھ مشت یعنی ساتھ انگلی کا اور ہر مشت ہر ایک کھڑی انگلی اور ذراع کہا اس بیچ کی ہڈی کو ہے اور یہ سبھی پر اور بغلی فائم نہیں اور دوسرا قول یہ ہو کہ ۴۲ انگلی کا گز لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے حروف کی شمار کے موافق اور لہ طول لا عرض لکنہ یتم عشرا وعشر جادا تیسیرا اور اگر حوض بانصف کی طول ہے اور بہت عرض نہیں لیکن اگر اسکو سمیر کر کے حساب کیجئے تو دہ در دہ یعنی سو گز تک پہنچتا ہو تو مکروہ نہ کہا اس سے جائز ہو خلق اللہ کی آسانی کیواسطے کذا فی النہر ولو اعلاہ عشرا واسفلہ اقل فجاز یتم الاقل اور اگر ایک حوض اوپر سے دہ در دہ ہو اور نیچے کم دہ در دہ ہو تو دہ فی دہ ہی سمجھا جاوے گا کذا فی السراج الہندی وفی حدادا وقد ثبت بالماء مقصلا عن الجوہرۃ لانہ کالمستقبل ان متصلا کالا یکون مقصلا اور اگر حوض کبیر کا پانی برنگی سردی وبحر کنوشہ کی مانند ہو گیا پھر اسمیں سوراخ ہو گیا کہ آب بستہ سے تو دہ فی دہ جائز ہو اسواسطے کہ وہ پانی ایسی مانند ہے جسپر چھت ہو اگرچہ سوراخ دہ در دہ ہو مکروہ ہوا اور اگر پانی حوض کا آب بستہ نہیں ہوا ہو تو دہ فی دہ سوراخ ہو جائز نہیں اسواسطے کہ وہ طاس اور طغاری کی مانند ہو یعنی وہ پانی قلیل ہے جیسے طاس کا پانی کہ اگر وہ ہو ناپاک ہو گا کذا فی المحیط وغنیہ اور فتاوی قاضی خان میں ہو کہ وضو اس سے جائز نہیں اگرا سوقت جائز ہے جبکہ ثقب دہ در دہ ہو حتی لو وقع فیہ کلب لم یتنجس بعامتہ کہ اگر کتے نے اسمیں پانی پیا یعنی اس ثقب سے جس سے حوض کا پانی متصل ہے پانی پیا تو وہ ناپاک ہو گا لانہ لو وقع فیہ فمات لتنجس بموتہ ناپاک نہ ہو گا نہ وہ مرگیا اور مرگیا اور سگ تر تھا اور سمیر کے ہونے کو کہو یعنی اسقل میں تو پانی کثیر ہے کہ نے کی تاثیر ہونے سے ناپاک نہ ہو گا مگر جبکہ اوصاف مذمومہ سے کوئی وصف متغیر ہو کذا فی الطحطاوی ثم استحسان طہارۃ الثعلب ترجیح بلا مرجح سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ مختار اور پسندیدہ مذہب میں پاک ہو جانا ہے ناپاک پانی کا اور سگ جاری ہونے کے ساتھ ہی ہم یعنی اگر ناپاک حوض یا نالاب میں پاک پانی داخل ہوا اور حوض یا نالاب جاری ہوا تو بحر جاری ہونے کے وہ پاک ہو گیا اور قول ضعیف یہ ہے کہ جب سب پانی ناپاک حوض کا نکالیجائے تب پاک ہو گا اور بعضوں نے کہا جبکہ سہ چند پانی نکلے گا تب پاک ہو گا اور یہ مطلب شارح کا نہیں ہو بدون داخل ہونے پاک پانی کے اگر اسی پانی کو بار بار اسکو جاری کیجئے تو وہ پاک ہو سکر الراتق میں کہا طہارت کا حکم اور وسوقت ہو گا جبکہ نکلتا پانی کا پاک پانی کے داخل ہونے کیوقت ہو کذا فی الطحطاوی وکذا لو البئر وحوض حمام طہارا اور یہی حکم ہے حوض نوشہ اور حمام کے حوض کا یا درکھیں کہ یعنی نجاست سے گرنے سے نوشہ یا کل ہوا اور جاری ہوا پاک ہو گیا اور اسکو جاری ہونے کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ پاک پانی اوپر سے داخل ہوا اور کنواں لبالب ہو کر جاری ہو دوسرا بصورت یہ ہے کہ چشمہ پانی کے حوض مارا اور اندر سے بطریق کا زیر کے ہوا و فی الاختیار والخانیۃ ولم یذکر ما ہو المختار فی زماننا ان فی الصغیر یقدر بعشر فی عشر وفی الکبیر بعشرین فی عشرین وقیل ما یتوضأ منہ اکثر الناس وقیل ما یغلب علی الظن انہ لا یتنجس بوقوع النجاسۃ فیہ وقیل ما یصیبہ المتوضئ بیدہ اذا توضأ وقیل ما یصیبہ المغتسل بیدہ اذا اغتسل

کے سبب متزلزل ہیں اور اسی بنا پر شافعی اسواسطے کہتے ہیں کہ وہ کم سے کم دو قلہ ہے اور اسی سبب سے متزلزل ہیں ہم طول بلا عرض میں اختلاف ہوا ایک قول ہے کہ اگر اسکا پانی بندہ دہ در دہ کے ہے تو وہ دو قلہ ہے جاست سے پاک نہیں ہوتا چنانچہ سابق میں گذرا اور مشہور یہی مذاہب اور بعضاوار اختیار ہے اور یہی اکثی تصحیح کی ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ وہ جسمیں ہو جاتا ہے قاضی خان نے اسکو مذاہب شائخ کیلئے نسبت کیا ہے اور شیخ القدیر نے اسکو اختیار کیا ہے اور قاسم نے اسکو اصح کہا ہے تو وہ دون قول اصح ہیں کذا فی الطحطاوی وحَدِّ يَزُولُ بِهِ التَّغَيُّرُ بِحِسِّ كَمَا فِي النِّهَايَةِ اور اسکی حد یعنی جسکے سبب تغیر ہو اگر اسکا پانی دہ در دہ کی برابر ہے تو نجاست کے چڑنے سے وہ ناپاک نہ ہوگا چنانچہ مسئلہ پہلے میں ہے وَهُوَ نِصْفُ ذِرَاعٍ بِذِرَاعِ الْمُعْتَدِلِ وَهُوَ عَشْرُ قِرَبٍ فِي الْأَصَحِّ وَالْمُعْتَبَرُ الْعُمْقُ وَالطُّولُ وَالْعَرْضُ كَمَا فِي الْمُلْتَقَى اور اسکی حد نصف ہاتھ ہے درمیانی ہاتھ کے ساتھ یعنی جسکے سبب پانی متغیر ہو جاتا ہے اور وہ دس مشکیں ہیں اصح قول میں اور معتبر عمق اور طول اور عرض ہیں یعنی جسکا عمق یعنی گہرائی عرض کبیر کی ہاتھ ہو اور طول اور عرض میں دو گز اور پون گز اور آدھی ہاتھ ہو تو یہ اسکی حد ہے تحریر ہو گز ہوتا ہے اسکی کا انہام ہو گیا کما ذکرنا ہے اور گھٹائش کہ اسی مقدار پانی کی وہ حوض جسکی یہ جانب طول اور عرض اور عمق میں دو گز اور پون گز اور آدھی ہاتھ ہے تحریر ہو گز ہوتا ہے اسکی کا انہام ہو گیا کما ذکرنا ہے وَهُوَ مَا فِي الْهِنْدِيَّةِ وَغَيْرِهَا اعْتِبَارًا لِلْغَالِبِ وَهُوَ الْمُعْتَمَدُ وَهُوَ مَا صَحَّحَهُ فِي الْمُحِيطِ وَالتَّحْرِيرِ وَغَيْرِهِمَا وَفِي الْمُجْتَبَى وَالْمُخْتَارِ وَالْكَافِي وَالْوِقَايَةِ وَالْإِصْلَاحِ وَالْإِيضَاحِ وَالنَّقَايَةِ وَشَرْحِ الْمُنْيَةِ وَالْغُنْيَةِ وَالْإِمْدَادِ وَالتُّحْفَةِ وَالْبَدَائِعِ وَالصَّنَائِعِ وَالْمُضْمَرَاتِ وَالْمُتُونِ وَالشُّرُوحِ وَالْفَتَاوَى وَالْمُحِيطِ وَالتَّحْفَةِ وَالْمُبْتَغَى وَالْوَجِيزِ وَالْكَرْدَرِيِّ وَالسِّرَاجِ وَالْخُلَاصَةِ وَالْمُنْيَةِ وَالْمُلْتَقَى وَالدُّرَرِ وَالْغُرَرِ وَالْكَنْزِ وَالْمَجْمَعِ وَالْمَوَاهِبِ وَالْكَافِي وَالْمُخْتَارِ وَالْمُجْتَبَى

کے نزدیک قربت بھی ہے اور ازالہ حدث بھی بلکہ استعمال فرض ہی اور وضو محض عبادۃ و عبادۃ یا عادۃ و عبادۃ یا ہر استعمال پانی کا پانی صاحب نیت نہ ہو
حائض سے عبادت کی عادت پانی رہنے کیواسطے یعنی پانی جو وضو کرے تو اب کی نیت ہو یا حیض والی عورت وضو کرے جو خیانچہ اوسکو مستحب ہو کہ نماز کے
وقت وضو کرکے جانماز پر بیٹھکر تسبیح اور تہلیل کرے تاکہ نماز کی عادت چھوٹے تو وہ پانی بھی مستعمل ہے تقرب کے سبب اوس سے بھی وضو جائز
نہیں وَغُسْلُ مَيِّتٍ یا ہر استعمال پانی کا بمیت کے نہلانے سے یعنی میت طاہر ہے اگر اوسکے بدن پر نجاست نہ ہو وہ راجح اور دوسرا قول یہ ہو کہ نجس ہی
نہیں ہوتا کذا فی البحر اور دلیل اسکا کل وضوئہ بنیۃ السنۃ یا استعمال ہوا ہاتھ کے دھونے سے کہ ایسے دھونے والے کو اذا دھیتہ کے ادا سے تشبیہ
قصہ سوہم حدیث میں دار دہوگا کہ کہنے نبی برکت سے بچے اور بعد کہنے کے ہاتھ نہ دھونا تو اگر اس نیت سے ہاتھ نہ دھوئے ثواب حاصل ہوا پانی مستعمل
ہوگیا اور اگر یہ نیت نہیں چنانچہ بیمل سان کرنے کیواسطے دھونے سے پانی مستعمل ہوگا کیونکہ ازالہ حدث عینہ اقامت قربت کذا فی الطحطاوی ناف
لاجل ربہ مرتد ولو مع قربۃ کوضوء محدث ولو للتبرد یا مستعمل ہوا پانی از الہ حدث کے سبب سو اگر جواز الہ حدث قربت کے ساتھ متحد ہو
چنانچہ بیوضو شخص کا وضو کرنا اگرچہ اوسکے سوا وضو کیواسطے وضو کیا ہو مگر چونکہ قربت کی نیت سو قربت ہی ہے پس سبب اسکے حیض جمع ہوگئے
یعنے ازالہ حدث بھی اور قربت بھی اور اگر فقط گرمی دفع کرنے کو وضو کیا تو فقط ازالہ حدث ثابت ہوا نہ قربت ہر صورت پانی مستعمل ٹھہرا فلو توضأ
مُتَوَضِّئٌ لِتَبَرُّدٍ او تعلیما او لِطَيْنٍ بِيَدِهِ لَا لِيَصِيرَ مستعملا اَلْفَاظًا اور اگر اہ نوضو شخص نے وضو کیا سرد ہونے کو یا تعلیم وضو کیواسطے یا مٹی وغیرہ
کیواسطے اٹھا تھ سے تر وہ پانی یا الفاظ تخییر اور تحسے کے مستعمل نہ ہوگا ہم یہ تفریع ہے اس قید پر کہ استعمال ثابت ہوتا ہے قربت سو یا از الہ حدث
سے سو ان صورت تو نہیں کو ہی سبب استعمال کا نہیں قربت تو اسواسطے نہیں کہ نیت نہیں کیونکہ ثواب ہے بدون نیت کے نہیں ہوتا اور ازالہ حدث بھی
نہیں اسواسطے کہ وہ شخص باوضو ہی اگر کوئی کہے کہ شخص مقصود میں یا کیسے ثواب ہی ہر کہ ارادہ ہیچ کند تعلیم قربت نہوا سکا جواب یہ ہو کہ قربت تو فقط
تعلیم میں ہوئی پانی کے استعمال میں ولہذا اگر تعلیم فوق کرے تو اس تعلیم فعلی کی کچھ حاجت نہیں ہی زِيَادَةٌ عَلَى الثَّلَاثِ بِلَا نِيَّةٍ قَيَّدَ بِهِ فَخَانِيَّةٌ پانی مستعمل
نہیں ہوتا تین بار دھونے پر زیادہ نہ کرنے سے بدون قصد کرنے ثواب کے یعنی بالارادہ وضو تین بار سے زیادہ دھونے سے مستعمل نہیں ہوتا وَقَلِيلٌ
حُكْمًا او فِي ظَاهِرِ او آنِيَةٍ وَكُلٌّ لَا جَنَابَةٍ اور جیسو پانی مستعمل نہیں ہوتا مثل ران کے پاک کپڑے یا طال چولہے کے دھونے سو ہم مثل ران
سو مراد اعضاء غیر فمر ہیں یعنی اگر غیر جنب اپنی ران دھوے تو وہ پانی مستعمل ہوگا بنا پر قول راجح کے کما فی البحر اسواسطے کہ اسمیں نہ قربت ہوئی نہ رفع
حدث نہ استعاط فرض اور کپڑے کی مانند پاک برتن حکما لَا جَنَابَةٍ لِشِقَاقِ بَعْضِ فَمٍ یعنی پانی استعاط فرض کے سبب سو ہم خلاصہ کا بحر الراق
یہ ہے کہ پانی مستعمل ہو جاتا ہے چہ دن میں سے ایک سبب سو یا ازالہ حدث سو خواہ اوسکے ساتھ تقرب ہو یا نہو یا اقامت قربت سو خواہ از الہ اوسکے ساتھ
از الہ حدث ہو یا نہو یا استعاط فرض کے سبب سو بہ دلیل قول فقہا کہ جو اپنے ہاتھ کہنیوں تک یا ایک پانوں تک ناقدی میں ڈالے تو پانی مستعمل ہو گا اور اس
صورت میں نہ ازالہ حدث ہوا اور نہ قربت کی نیت پانی کی لگی حفظ فرض ساقط ہو گیا مغنی مستصفی کے صاحب نہ نے کہا کہ استعاط فرض کو زیادہ کرنا ملین پر حرج ہے
اور کتابوں کے استعاط فرض کو استعمال کا سبب ثالث قرار دینا اس تقدیر میں تمام ہو گا جبکہ استعاط میں ثواب نہو ورنہ قربت ثابت ہو گی اسکے
جواب یہ ہے کہ فرض ساقط ہو جاتا ہے بکلف کے فعل سے اگرچہ نیت نہوا اور جبکہ نیت نہیں تو ثواب نہیں استعاط فرض کیونکر قربت ہو گا کذا فی
الطحطاوی ھو الاصل فی الاستعمال الکامل یعنی فرض کا ساقط کرنا اصل سبب پانی کے مستعمل ہونے کا پنانچہ اوپر آگاہ کر دیا ہے
کمال الدین محقق نے ہم یعنی فرض حدث میں حقیقۃً اور قربت میں حکماً استعاط فرض موجود ہوا اسواسطے کہ قربت بمنزلہ استعاط کے ہے دوسری بار کذا فی
الطحطاوی بِأَنْ يُغْسَلَ بَعْضَ اَعْضَائِهِ وَنَوَى دُخُولَ يَدِهِ او رِجْلِهِ فِي جُبِّ بِغَيْرِ اغْتِرَافٍ فَلَوْ كَانَ كُوزًا فَغَمَرَهُ فِيهِ صَارَ مُسْتَعْمِلًا اتِّفَاقًا لِلْعُرْفِ
استعاط فرض کا اسطرح ہو کہ وہ ہر دو عضو مغسولہ (جنکو بعضا عضا کہا) ہاتھ یا پانوں ڈالنے مشکے میں بغیر پانی لینے کے اور مانند اوسکی جیسا کوزہ وغیرہ کہ

کو جو ملے میں گر گیا ہے تو البتہ یہ عضو نہیں پانی مستعمل ہو جائیگا فرض کے ساتھ ہو جانے کی وجہ سے بالاتفاق یعنی اگر وضو یا غسل میں اس عضو کو نہ دھویا تو کافی ہے ہم بھ صورت حدث اصغر اور اکبر دونوں کی مثال سے لیکن محمد اور ابو یوسف سے مشہور روایت یہ ہے کہ جو اعضو پانی میں ڈالنا مستعمل ہو جاتے ہیں شرط ہو اور ایک دوا دگنی کے ڈالنے سے مستعمل ہو گیا اور اخال کہ مستعمل ہو گا چنانچہ ظاہر کریں میں ہے تغیر پانی لینے کی بھ صورت حکم نہیں ہے ہم بھ صورت حکم نہیں ہے ہم بھ صورت حکم نہیں ہے ہم

اور صاحبین کے مسلم روایات یہی ہیں کہ وہ طاہر غیر طہور ہے مگر حسن کی روایت نوح الاسلام نے کہا کہ ظاہر ہونا خلاف ہے جلد نوجہ دیکھ اور یہی مذکور ہے محمد کی تمام کتابوں میں جو مروی ہیں ہمارے علما سے اور اسی کو محققین ماوراء النہر نے اختیار کیا ہے اور محیط میں ہے کہ یہی قول اشہر ہے امام سے اور اگر کسی کتاب میں طاہر ہے پر مستوی مذکور ہے بلا تفصیل بین المتحد والمنجذ کذا فی الظہیریہ کے کذا ہی فتاوی صغری میں بھی قول مطلق ہے اور ذات جمع امام مالک سے نوادر شافعی نے کہا یہی قول طہارت کا مشہور سلف اور خلف کا قول ہے کما فی شرح المنیۃ للاستقذار وعلیہ فالماء المجاور مستعمل قطعا لکن مستعمل ناپاکی کو جب اور اس سے گندہ نہ کرے و تتنزہ بھی ہے کیونکہ یہ پسینہ اور اسکی نجاست کی روایت نہ کرے و تنزہ ہی ہے حکمہ انہ لیس بطہور لما تقدم فی حدیث الاغتسال الخ و مستعمل پانی کا حکم یہی اثر مرتب ہے جسم کے وہ حدث اصغر اور اکبر کا پاک کرنیوالا نہیں اپنی وضوء اور غسل کے لائق نہیں بلکہ بار بار قول اول کا جو حسن کے نجاست حقیقی کا پاک کرنیوالا ہو ہم کہتے ہیں مشروع اور ثواب میں جگہ ان الازالۃ نجاست کا مستعمل پانی سے جائز ہے بار بار روایات ظاہر سے کذا فی النہر الخ فرع اختلف فی عرق النفساء و بزاقہا والعاجن علیہ ولبنہ ولبن الفحل والصحیح انہ طاہر والماء مستعمل باستقرار الانفصال للاستعمال اختلاف واقع ہوا اس بحث کے حکم میں جسنے غوطہ مارا کنوئے میں ڈول نکالنے کو باعتبار کہ حاصل کرنیکو غوطہ مارا پانی سے استنجا کرکے اور اوسکو بہ نیز نجاست نہیں اور نہ اوسکو دو نوبار غسل کی نیت کی اور نہ بدکو ملا اور صحیح تر قول یہ ہے کہ وہ شخص پاک ہی ہوا اور کنوئے کا پانی مستعمل ہوا اسواسطے کہ مستعمل وہ ہے کہ وہ علیحدا ہونا پانی کا مستوجب وطہارۃ ہو یعنی جب شخص کنوئے سے نکلا تو انفصال پایا گیا ہم بحدث حدث اکبر کو بھی شامل ہے خواہ جنابت سے ہو خواہ حیض یا نفاس سے یعنی جبکہ عورت بعد انقطاع حیض یا نفاس کے کنوئے میں گھسی اور اگر قبل انقطاع جاوبگی بشرطیکہ اوسکی حضار پر نجاست نہ تو عورت اور پانی دونوں طاہر ہی انتہی ہوا اسلیکہ وہ طاہر ہے نہیں ہوئی حیض اور نفاس سے تو پانی مستعمل نہوگا چنانچہ خانیہ اور خلاصہ میں ہے اور کنوئے سے وہ مراد ہے جو دو تین ہاتھ سے کم ہے ڈول نکالنے اور مسجد کے حوض خیمہ اسواسطے ڈول گئے اگر غوطہ مارگیا نہانے کے قصد سے تو پانی بالاتفاق مستعمل ہوگا اسواسطے کہ ازالہ نجاست اور نیت قربت کی پائی گئی اور اگر وضو کیلئے اور اگر وضو کیلئے ہوگا تو پانی بالاتفاق پاک ہوگا اور اسیطرح اگر اوسکے بدن پر نجاست ہوگئی یا ازالہ حدث اکبر کی نیت کرلیا اور حدث اصغر و ذکر کی قید مطلقا اور خلاصہ میں نہ کور ہی سراج الوہاج میں کہا اسواسطے کہ طہارت نجاست غسل کے قائم مقام ہو تو طہارت حاصل ہوگئی یا بالاتفاق مستعمل ہوگیا اور اصح کے مقابل غیر اصح ایک یہ کہ کہ مراد پانی ہے دونوں ناپاک ہیں اور بعد اما یہ سے روایت ہوا اور دوسرا قول یہ کہ مراد حدث بحال سابق قائم ہے اور پانی طاہر اور طہور ہے بحدیث روایت ہے ابو یوسف سے اور یہ حوض سے کہا کہ پانی مستعمل ہے سد بعض کا قول جو اسپر ہے کہ ڈول کا لینے کی ضرورت سے اسلیے استعمال نہیں چنانچہ محیط میں اگر پانی زیادہ تھا ہے تو پانی مستعمل نہوگا بلا خلاف کذا فی الظہیری فتاوی الواجب الاعتبار ان ما انفصل باعضائہ والمنفصل عنہا مستعمل کالماء علی ما عرف اور مراد یہ ہے کہ جو پانی کہ متنفس کے اعضائے طاہرہ سے اور پھر جلد ہوا متصل اعضائے وہ مستعمل نہ تمام پانی کنوئے کا مستعمل ہوگیا بلا روایت قول کے جو گذر گیا ہم یعنی ایسی صورت میں جسنے اکثر کا معتبار کیا ہے یعنی جو پانی کہ ساقط ہوا اعضائے وہ مستعمل اور نہایت پانی کنوئے کے باقی پانی سے وکل اواب وضلہ الثانیۃ والارض قال للقہستانی فالاول ومادیم وروشن پس ہو بحکم طہر یصلی بہ ویتوضأ مادام جرکچھ باقی رہا جاوے گا جبکہ وہ پانی جو پاک ہی ہوا اگرچہ وہ پانی میں ڈالکر اوروہ بہ دباغت کے لائق ہو تو وہ بجائے سو پاک ہوگا تو آدمی پر سنیں پھنکر نماز پڑھے اور چمڑے کی ڈول وغیرہ پاکا اوس سے وضو کرنے میں کراہت نہیں کما اور چمڑے کی مانند دباغت قبول کرتے ہیں چھوٹا اور بھیڑ کی فہمائی نے کہا تو بجائے کل اواب کے دباغ کی کہا ہے خلافیہ جس پیڑی دباغت ہو وہ پاک ہوگی ماکہ چمڑے اور چھلنی اور اچکن سے سکیہ شامل ہوہم چمڑے کی دباغت سے ہیں مطالب متعلق ہیں اوسکا پاک ہونا یہ متعلق بکتاب الصلوۃ اور اسمیں نماز کا جائز ہونا یہ متعلق کتاب الصلوۃ سے ہے اور اسی وضو کا جائز ہونا یہ متعلق ہی پانی سے لہذا مصنف پانی کی بحث میں اوسکو ذکر کیا دباغت وہ قسم ہے حقیقی اور حکمی حقیقی وہ جو پیڑی کی یا بھوسی کے چمڑہ غیر بھی ہو وہ پانی پوسیدہ ہوئے پاک ہی نہیں ہوتی بالاتفاق روایات اور حکمی دباغت وہ ہے جو

وجہ سے خشک ہو اور اس میں پانی پہنچے تو وہ چمڑا پاک ہو جائے گا دوسری روایت یہ ہے کہ پاک نہیں ہوگا دوسرا قول یہ ہے کہ پاک ہو جائے گا وہ قول جو کہ ہمارے نزدیک ہے اور جو چمڑا وہ دباغت نہ پذیر نہیں وہ پاک نہیں ہوگا اور اسی قول پر مشتمل ہے وَهُوَ قَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا تَنْتَفِعُوا مِنَ الْمَيْتَةِ بِإِهَابٍ وَلَا عَصَبٍ اور جو چمڑا وہ دباغت پذیر ہو پاک نہیں ہوگا اور اسی قول پر مشتمل ہے وَهُوَ قَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِذَا دُبِغَ الْإِهَابُ فَقَدْ طَهُرَ اور جو چمڑا وہ دباغت پذیر ہو پاک نہیں ہوگا اور اسی قول پر مشتمل ہے وَهُوَ قَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِذَا دُبِغَ الْإِهَابُ فَقَدْ طَهُرَ ذکر کیا ہے اقامۃ فعل مقام فاعل کے قبیل سے ہے اور مراد دباغت ہے اور دباغت سے چربی کے ساتھ جو گوشت لگا ہوا ہوتا ہے اس کا دور کرنا ہے اور اس کی کھال پاک نہیں ہوتی ہے اس کی کھال پینے سے عدم احتمال دباغت سے کہ اس کا پاک ہونا احتمال دباغت کی وجہ سے

کی چربی سو معلوم ہو تو وہ ناپاک ھو اور اگر شک واقع ہو یعنی معلوم نہو کہ پاک چیز سے دباغت ہوئی یا ناپاک سے تو اولیٰ و بہتر یہ ہے یعنی واجب نہیں
وَعَظْمُهَا وَعَصَبُهَا كَشَعْرِهَا وَرِيشِهَا وَبَوْلُهَا وَرَوْثُهَا نَجِسٌ وَلَبَنُ مَأْكُولِ اللَّحْمِ طَاهِرٌ وَلَبَنُ الْأَتَانِ نَجِسٌ وَلَبَنُ الْفَرَسِ فِيهِ رِوَايَتَانِ وَالْمَنِيُّ نَجِسٌ مِنْ كُلِّ حَيَوَانٍ سَائِلٌ إِلَّا مَنِيَّ الْآدَمِيِّ فَإِنَّهُ طَاهِرٌ وَكُلُّ مَا لَا نَفْسَ لَهُ سَائِلَةٌ كَالْبَقِّ وَالذُّبَابِ وَالزُّنْبُورِ وَالنَّحْلِ وَالسَّمَكِ وَالْجَرَادِ طَاهِرٌ وَمَا يَعِيشُ فِي الْمَاءِ كَالضِّفْدَعِ وَالسَّرَطَانِ نَجِسٌ وَمَا يَعِيشُ فِيهِمَا كَالسَّمَكِ وَالسُّلَحْفَاةِ طَاهِرٌ وَمَا يَعِيشُ فِي الْمَاءِ وَفِي الْبَرِّ

کی چھینٹوں سے اور نہ اوسکا گوبر ہے جبتک اوسکی حال کا کھانا بہتر معلوم نہ ہو یعنی اگر کتوں کے منہ ڈالنے یا کھانے سے بدن اوسکی بال وغیرہ لگجائے تو ناپاک ہوجاتا ہے اور بدن ناپاک ہوگا اوسے اسکے پاک ہونے سے گوشت حلال ہوگا یہ کہنا ہی ولکنہ کرہ اور نہ فاسد ہوگی خانیہ اور اسکی جو نماز پڑھے ہے اوسکو دوبارہ پڑھنا چاہئے ۱۲ منہ

ہم یعنی اسواسطے کہ طاہر اور ناپاک کا پاک نہیں اور بالوں کی نجاست نمازکی مانع نہیں شارح نے بقول راجح ذکر نہیں کیا اگرچہ یہ ذکر کا ہم ہے کبیری ۱۲ منہ

ہم یعنی حال مگ کے پاک ہونے میں ہم بعضوں نے کہا کہ یہ کتا جس العین نہو اتو ناپاک ہوگا حالانکہ یہ بالکل حرام ہے اسکا جواب یہ ہے کہ طہارت عین کی مستلزم نہیں کہ اسکا ہر جز پاک ہو چنروہ اور اسکا ہم جنس ناپاک ہو کہ اوسکے ساتھ لگنے سے بدن اور کپڑے ناپاک ہوجائیں ۱۲ منہ

ہم یعنی اسواسطے کہ مشک کا ناف پاک ہے مطلقاً یعنے خواہ جانور کے گلنے سے فاسد ہوا ہو یا نہ ہو بنا بر قول اصح کے کذا فی الہندیہ اور اسیطرح

کہ اوسکو مرجانیکا خوف ہو اور تجربہ اور امتحان سے یہ بات معلوم ہو کہ خاتمۃ الکتاب یا بسورہ اخلاص اس خون سے اوسکے اتھے پر لکھنے سے خون بند ہو گیا تو ایک قول مین رخصت نہین ہے اور دوسرے قول مین رخصت ہے جیسے شربہ حمر کی رخصت ہو یا سو کو اور مردار کہانے کی نہایت کر سکتی ہین اور یہی قوی ہے کذا فی شرح المصنف مختصر

فصل فی البئر

اگر نجاست گرے کنوے کے مسائل مین اذا وقعت نجاسۃ لیست بمغلظۃ ولا مخففۃ ولا واقعۃ علی ما یقع بہ الابتلاء ولا دم لہ ولا وذنب فارۃ لا یفسد الماء الا اذا تغیر احد اوصافہ فیفسد حینئذ اگر جب گرے وہ نجاست جو غلیظ نہین اگرچہ نجاست مخففہ ہو یا ایک قطرہ پیشاب یا خون کا یا جو کہ ایسی رقم کہ کنوے کو محل قطع سوم ہو سو نہ نجاست سوار محل قطع سوم سو نہ ہو گا اور سوگر کے نسو آتو ڈول نکالا جائیگا جتنے جو ہو گر کے سو نکالے جاتے ہین یعنی ۴۰ ڈول ہم عدم جہت کی قید اوسپر لگائی کہ جاندار کے احکام آگے مذکور ہونگے اور نجاست مخففہ جو اسپر سوار ذکر کیا کہ پانی مین نجاست مغلظہ اور مخففہ یک ان ہم کچھ فرق نہین کہ یفرق بین الکثیر والقلیل نجاست مذکورہ گری اوس کنوین مین جو کہ بقدر کثیر سے بنا بر قول کم گذشتہ ہم سابق مین بحد مذکور ہو چکا آب کثیر مین مسئلہ یہ کہ خون غالب متبرسے اور متاخرین کے نزدیک دہ در دہ کنیت سے تو اگر کنوان وہ دہ در دہ ہو تو نجاست نہ گرنے سے پاک نہو گا اذا وقعت فیہ او علی حافتہ او علی ما یتصل بہ ولا یتعفن ولا یتغیر احد اوصافہ یا بالعفو علی القول المعتمد اور کپڑا پتھر نہین کنوے کے معنی کا پانی ہو قول معتمد کے معنی کثرت مین طول اور عرض کا ہونا ہے جو معنی کہ تو خوض کہا گرچہ ہو تو ہم نجاست سوا پاک ہو گا کذا فی البرہان وغایۃ ما وقفت علیہ فیہا ولو فارۃ یابسۃ علی المعتمد الا الشہید النظیف او الشمس المغسول اما الکلب فیطہر سبعا مطلقا کما سیاتی ہر کنوے مین یا در کنوے سو یا ہر اوسمین گرچہ ہو فارہ مشک چوہا ہو متعدد قول پر گرے وہ شہید کہ پاک صاف خون وغیرہ سے اور وہ مرد مسلمان جو نہلایا گیا کفن دفن کے کنوے مین گرنے سے پانی پاک نہین ہو تا ایک کہ کپڑا ہو کفن کا ہو یا غیر مغسول ہو یا غیر مغسول جیسے اسقاط حمل کا بچہ پاک کر دیا ہو حیوان کہ دموی ہے غیر ما فی لہما سائل جاندار اور ان خون والا جو کہ آبی نہین ہو لیکن گذشتہ ہم کہ غیر دموی کی موت سے پانی نجس نہین ہو تا اگرچہ پھولی پھٹ گیا ہو اور پانی کا جانور کہ خون والا ہو اوسکو مرنے سے پانی پاک نہین ہو تا کذا فی الملتقط او انتفخ او تعفن او تفسخ او لو تفسخ خارجہا ثم وضع فیہا ذکر الولوالجی جانور دموی مرے کے پھر لگایا یا اوسکو پانی مین چیرے یا پارہ پارہ ہو جائے اگرچہ کنوے کے باہر بھٹ گیا ہو پھر اوسمین گرا ایسا ذکر کیا ہے علامہ ولی محشی درمے نے یؤخذ کل ما ذکرہ الولوالجی ما ذکرہ اوقع فی ذکری ابن الکمال کا لگا جانا ہو کنوے کا وسب پانی ہو اوسمین نجاست ہو اور جانور مذکور کے گرنے کی موت ایسا ذکر کیا ہے اس کمال نے یعنی تو اگر پانی نجاست سے پہلے کچھ پانی زیادہ ہو گا تو اوسقدر کا نکالنا لازم نہو گا بعد اخراجہ الا اذا تعذر بخشیۃ او خوف منتن فیعتبر الماء حینئذ کالبئر نصف النزح لو نزحہا کلہا کنوے کا پانی جو نجاست اور جانور کے نکالنے کے بعد گہٹ جائے اوسکا نکالنا نہین ہو گا کذا فی الکبری کذا فی الخانیۃ ہو گیا تو اسقدر پانی نکالنے سے کہ ڈول بھر بھر کر سب چیزین پاک ہو جاوینگی کنوین پاک ہونے کے ساتھ ہم یعنی ڈول اور رسی اور کھرلی اور کنوے کے گرد پیش اور پانی نکالنے والا کا ہاتھ کہ ان چیزون کی نجاست کنوے کے ناپاک ہو جانے کے سبب سے تھی تو اوسکے پاک ہو جانے سے یہ چیزین بھی پاک ہو جاوینگی ہمیں خراب ہو گا شک لا یطہر الا بالماء جبکہ شراب سرکہ ہو جاوے اور استنجا کرے والیکا اتھہ ظاہر ہو جاتا ہے محل کی طہارت سے کذا فی البحر وقد رجح بعضہ ثم رجح فی النہر خلافہ فی الصحیح خلاصہ اور جو تھوڑا پانی آج نکالا گیا پھر اگلے دن زیادہ ہو گیا تو واسپر کچھ نہ نکالا جاویگا جتنا پانی رہا تھا قول صحیح مین کذا فی الخلاصہ ہم یعنی اسواسطے کہ علۃ الانفصال پانی نکالنا شرط نہین تو دوسرے دن سارا پانی نکالنا ضرور نہین ہمدا بالموجب لانہ لو ترح حیا ولیس بنجس لبقاء ما ولانہ حدث ولم یترح شیئا لان بدخول ضفۃ الماء فیعتبر موجودا فان ترح الکل فالا لاہل الصحیح مصنف نے کنوے کے پانی نکالنے مین موت حیوان کی قید لگائی اسواسطے کہ اگر جاندار نہ نکالا گیا اور حالانکہ نجس العین نہین مانند سور کی اور نہ اوسپر نجاست حکمی یا نجاست حقیقی ہو تو کپڑے پانی کا لگا جاویگا اور موقوف جبکہ اوسکا نہ پانی مین داخل ہو نا اور موقوف اسکے جھٹکے کا بہ اعتبار ہو گا سو اگر اوس حیوان کا جھوٹا ناپاک ہو تو سارا پانی نکالنا واجب ہو گا اور اگر ایک ہو یا مکروہ یا مشکوک تو کچھ بھی نکالنا واجب نہین بھی

قول ہم سے ہم جنس میں کے ساتھ ہونے سے تمام پانی جنس ہوگا خواہ اسے مارنہ مرے مُنہ اور مکا پانی میں داخل ہوا ہو اور شارح نے نجاست حکمی کو جو بیان کیا تو شائد کہ یہ قول ابن سنجلہ کی نجاست پر منہ ہو کہ کذا فی الاطلاق وبعضوں نے مزید جتایا کہ یہ اسلئے ساری پانی کا نجاست حکمی ان سب حوضوں ڈول نکالنا لازم ہوگا اور ان مشکوں میں منتظر ہونے کے اور بعضوں نے مزید جتایا کہ یہ اسلئے ساری پانی کا نجاست حکمی لعاب سے ہے کہ یہی قول ہمارے مشائخ حنفیہ کا ہے اور ابن سنجلہ کا یہ قول کہ زاد فی قنیۃ اربعین او عشرین فی الفارۃ واربعین فی الشاۃ ہمارے مشائخ حنفیہ کے نزدیک محل نظر

کی مانند ہے ہم کہتے ہیں رحمۃ اللہ علیہ کنوئیں کو کہتے ہیں تو تشبیہ نہیں ہو سکتی مگر یہ کہ مشبہ اور مشبہ بہ یعنی گڑھا جو چاہتے ہو قاموس میں کہ کلی اسی ضمن مذکر ہے کذا فی الطحطاوی ظاہر کلیہ سے مراد چاہ کثیر الماء ہے جسکو اہل ہند چوہ بولتے ہیں واللہ اعلم وعن الفوائد ان الحدیث المتقدم اکثر فی الکلام من کالبیر علیہ فالبیر مبتدا وکالبیر خبرہ وقد یعکس کالبیر مبتدا والخبر انتہی اور مصنف نے فوائد منقول کیا کہ جو مشہور پانی کی آدھ سو زیادہ نہ زمین میں گڑی ہو وہ کنوئیں کی مانند ہے اور بنا بر قول فوائد کے تو حوض جمع الماء اور بہت بڑی مشہد سی کنوئیں کی مانند قدر واجب دول نکالنا چاہیئے سوائے مخالف نجاست بیان اس تحریر کے جہاں تمام ہوا کلام مصنف کا جو کنز کے موافق ہے یعنی ہر دو مسئلہ وھذا کلہ اذا کان البئر متوسطا یا چاہیئے ۳۰ دول نکالے جاویں متوسط دول سوا اور متوسط یعنی سیانہ ۳۰ دول مراد ہے حواس کنوئیں کا ۳۰ دول ہے یعنی جس ۳۰ دول سے اسکا پانی بھرا جاتا ہو فان لم یکن فما اتسع حسا کما مر پھر اگر اس کنوئیں کا کوئی ۳۰ دول مقرر نہو تو اس ۳۰ دول کا اعتبار ہے جسمیں ایک صاع پانی سما سکے ہم صاع آٹھ رطل ہے اور لکھنؤ کے سیر سے پچھتر سیر صاع ہوا ہے وغیرہ کما یحتسب بہ اور اسکے سوا جو یعنی جو ۳۰ دول کر صاع سے کم زیادہ نہو اسکا حساب کر لینا چاہیئے صاع والے ۳۰ دول سے یعنی اگر بہت بڑا ۳۰ دول ہو تو ایک ہی دول کا نکالنا کفایت کرنا ہے ظاہر ہونے کو تو ہر مذہب میں اسوا مسئلہ کہ قدر واجب کا اخراج حاصل ہو گیا اور اگر نہایت چھوٹا ۳۰ دول ہو تو قدر واجب سے زیادہ حساب کے موافق نکالنا چاہیئے وبکفایۃ قلا کاقدر الذی قبلہ اور کفایت کرتا ہے ۳۰ دول کی شمار میں ہر ۳۰ دھی سے زیادہ یہ ۳۰ دول کا یعنی اسوا مسئلہ کہ لاکر شکم الکل وتنجس الکل قلیلا اور کفایت کرتا ہے نکالنا اوسقدر پانی کا جو کنوئیں میں موجود ہو اگر یہ ۳۰ دولوں کی شمار سے کم ہو یعنی ہم ۳۰ دول مثلا نکالنا مستحب واجب ہے اور کنوئیں میں نقط ہم ۳۰ دول پانی ضرور اوسقدر کے نکالنے سے پاک ہو گیا بخلاف القائن میں کہا کہ اگر بعد اسکے پانی زیادہ نہ ہو گیا تو کچھ نکالنا واجب نہیں وحد بان بعضہ اور کفایت کرتا ہے کنوئیں کے تھوڑے پانی کا بہنا ہم کنوئیں کے جاری ہونے کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ کنوئیں دو چشمے ہیں ایک سے پانی نکلتا ہو اور دوسرے سے بہتا ہو اور دوسری صورت یہ کہ اوسمیں سوراخ ہو نگ کے اور اسکا پانی بہا اگرچہ قلیل ہی جاری ہو اور پاک ہو یا پاک ہو جیسا کہ طہارت کا سبب یعنی جاری بہتا پانی جیسے ناپاک حوض جاری ہو سو پاک ہو جاتا ہے وعن ان قلیرا واجب اور کفایت کرتا ہے طہارت ہیں کنوئیں کے اوسقدر پانی کا زمین کے اندر سما جانا جسقدر کا نکالنا واجب تھا ہم اگر اسقدر پانی کے آنے سے پہلے پاک ہو گیا اور اگر خشک نہیں ہوا تو صحیح ترجیح ہو کہ پانی آنے سے پہلے پاک ہو جاوے گا ذا فی الطحطاوی عن البحر عن السراج وما بین حمامۃ فارۃ فی البئر کفارۃ والفکر اور جو جانور کہ مخنی ہیں کبوتر اور چوہے کے درمیان کا ہو وہ چوہے کی مانند ہے یعنی جو ۳۰ دول کا نکالنا واجب ہے کھا للہ ما بین دجاجۃ وشاۃ کذا فی خانیۃ فاخرج فی تطہیر القلیل بالاصغر شاپرہ وہ جانور کہ مرغی اور بکری کے درمیان کا ہو وہ مرغی کی برابر ہے حکم ہیں جو جانور کہ چھوٹے اور بڑے کے مابین ہو اوسکو چھوٹے جانور کے ساتھ ملا دیا بطریق دلالۃ النص کے فہم اوسکو کہتے ہیں جو صریح سمجھا نہ گیا ہو بطریق اولے اوسکو سمجھ لیتے ہیں یعنی جب مرغی ہیں ہم ۳۰ دول واجب ہوئے تو جو جانور مرغی سے بڑا ہے اوسمیں بطریق اولے ہم واجب ہونگے سوا اسطرح کہ اوسکو بڑے جانور کی مانند کہنا دلیل سے ثابت نہیں کھا اذا دخل فی الاکثر کفارۃ صح فی الاقل جیسا داخل کیا گیا اکثر میں جیسے چوہا کی کے ساتھ کہ سراج وہاج میں ہے کہ اگر بلی نے چوہا کھا لیا اور دونوں کنوئیں میں گر پڑے تو اگر دونوں زندہ نکلے تو کچھ نکالنا واجب نہیں یا دونوں مردہ نکلے تو ہم ۳۰ دول نکالنا واجب ہیں یا فقط چوہا مردہ نکلا تو ہم ۳۰ دول واجب ہیں اور اگر ہر دو زندہ ہے یا اوسنے پیشاب کر دیا تو تمام پانی نکالنا واجب ہے کذا فی الطحطاوی عن النہر وفی القائن کسائر القاقا اور دو بلیوں کی مانند بکری کی برابر ہے حکم میں بالالتفاق یعنی تمام پانی نکالنا چاہیئے وفی الفاکہانی کفارۃ اور دو چوہے کی مانند ایک چوہے کی مانند ہے حکم میں یعنی ۳۰ دول نکالنا چاہیئے والثلث کالخمس کفارۃ اور تین چوہے یا پانچ چوہوں تک بلی کی مانند ہیں ہم ۳۰ دول نکالنے میں والثلث کشاۃ علی الظاہر اور تین چوہے بکری کی مانند ہیں تمام پانی نکالنے میں بنا بر ظاہر الروایۃ کے چنانچہ جسٹین ہیں اور اسکو محمد نے لیا ہے کذا فی البحر وفی الحلیۃ یستسقی معناہ ان

وفی الخانیۃ ان حلف علی الوضوء وکنت عن النجاسۃ منطلق فکما حکم کیا جاتا ہے جانور کے گرنے کیوقت سو اگر وقت معلوم ہو والا تذبذبوم و
لیلتین توضیح ۲ اور اگر جانور کے گرنیکا وقت معلوم نہو تو ایک رات اور ایکدن پہلے سو پانی کا حکم ہوگا تاہم ملکہ بھول گیا ہو یعنی اگر
نہ سکا اور نہ بال جبرا ہو کذا فی الظہیریۃ وھذا الی حتی ھو فعل وھو الغسل وما یحصل بہ فیقع للکل اسم وغسل ما یتأتی مسح شافعی اور یہ
حکم یعنی کنوئیں کا پانی پاک رات اور دن سو وضو اور غسل کے حق میں ہوگا اور اس آٹے کے حق میں جو گرا تھا اس پانی سو وہ کہ ہمارا
جاوے کنواں کو اور بعضوں نے کہا کہ شافعی مذہب کے ہاتھ سے بچا جاوے یعنی اسواسطے کہ شافعی کے مذہب میں بھی پانی ناپاک نہیں ہوتا مگر تغیر حتی غایرہ
کنسل فی حق بحکم عاسۃ فی الحال اور وضو اور غسل کے اسواسطے کے حق میں تو پانی کی نجاست کا حکم کیا جاویگا
نے الحال جیسے یہاں ایک رات دن کا معتبار ہوگا الحاصل وضو اور غسل میں حکم نجاست کا بطریق استثناء کے ہے اور اگر اسواسطے بطریق
اقتصار کے وھذا لو لم یقم من حدث او غسل من جنابۃ ثم توضأ وصلی ثم قام فتوضأ وصلی وضو اور غسل میں ناپاک بطریق
استثناء اور کپڑے میں بطریق اقتصار کے اسوقت ہو کہ وضو اور غسل کیا ہو حدث سے اور اگر بے وضو یا بے غسل نجاست حقیقی کے دور
کرنے کو اور اگر ایسا نہو یعنی وضو یا غسل کیا ہو حدث سے پاکی اور جا بہ دن نجاست کے تو کوئی چیز لازم نہیں یا تعالی امام اور صاحبین
کے کذا فی الجوہرۃ یعنی نماز کا اعادہ اور دھونا کپڑے کا لازم نہیں ہوا سواسطے کہ مقتضی صحت نماز کا پایا یعنی طہارت سابقہ اور زائل ہونا شک کو
اسواسطے کہ پانی کی طہارت اور نجاست مشکوک ہو اور نماز شک سے باطل نہیں ہوتی برخلاف پہلی صورت کے اسواسطے کہ اسمیں تو زائل ہونا نجاست
سے یعنی حدث اصغر اور اکبر اور کپڑے کی نجاست اور تیقن کا ہوا ہے اور شک ہوا ہے دن نجاست کے اور تیقن کا نہیں زائل ہوتا شک سے اور
اور تین رات دن سو نجاست کا حکم کیا جاوے اگر جانور ہو لا یہا سے آسمان کی وہ سوھم آسمان نجاست ہوتی حسن سے حکم کیا ہے سو اور بعضوں
نے کہا عبارت ھو قیاس کے ترک کرنے اور اوسار کے لیئے سو جو لوگوں کو آسان نرمے اور بعضوں نے کہا عبارت ہوا حکام میں پانی کے
طلبہ کرنے سو اور خلاصہ ان عبارتوں کا یہ ہو کہ استحسان معنی کا چھوڑنا ہو اور آسانی کا یسنا قال اللہ تعالی یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر
بلا استحسان گذا فی الخلاصۃ اور بعضوں نے کہا کہ استحسان اس قیاس کو کہتے ہیں جسکی وجہ مخفی ہو لیکن قیاس جلی سے قویتر ہے نہ الناس دین ہے
دبہ استحسان سمجھ ہو کہ پانی میں جہان دھوی کا واقع ہونا اسکی موت کا سبب ظاہر ھو تو اسکی پرموت کا حوالہ ہوگا نہ موہوم سبب پر اور بلاشک ہو
بزیادہ وقوع کا سابق ہو تو متناقض ہیں تین دنکی تقدیر ہوئی اور اسکو غیر بین اکیدن رات کی بنا پر اکثر عادت کے وقت العادۃ اکثر
یدل علیہ شئ آخر یفتی اور صاحبین نے کہا کہ پانی کی نجاست کا حکم ہوگا حیوان کے معلوم ہونے کے وقت سو لوگوں کو معلوم ہونے سے پہلے
کوئی چیز لازم نہ ہوگی بعضوں نے اسی قول کو منتقی یہ کہا ہے ھم صاحبین کا قول بھی قیاس سے اسواسطے کہ یقین یعنی طہارت کا متیقن ہوا زمانہ گذشتہ
میں زائل نہیں ہوتا شک سو یعنی نجاست سے اسواسطے کہ احتمال ہے کہ حیوان کنوئیں سے باہر مرا ہو پھر اسکو سخت ہوانے پاکسی ناداں یا بچہ
نے کنوئیں میں ڈالدیا ہو تہر الفائن ہیں ہو کہ غایۃ البیان میں کہا کہ امام کا قول احوط ہو اور صاحبین کا قول لوگوں کو آسان ترہے فتاوی قاضی خاں
میں ہو کہ صاحبین کا قول نماز سے اور سکوہ کیا ہے کیونکہ اکثر کتب کے مخالف ہو اسواسطے کہ امام کی دلیل کی اکثر کتب میں تصحیح
واقع ہے اور وہ احوط بھی ہے اسنجو طحطاوی نے کہا شارح کریون کہا ہتہر تھا قیل وھو المختار اسواسطے کہ خصاف کا خلاف لازم نہیں

فرع مسئلہ شارح کا وجہ فی قولہ مرۃ او بولہ او دما عادت اس احتمال پر ہو یا ولی اعادۃ اپنی کپڑے میں نیند یا پیشاب یا خون
کر پایا تو نماز کا اعادہ کرے پہلے احتلام یا پیشاب یا کسیر بھہ نکسوھم فوادراس رسم میں امام سے منقول ہو کہ خون میں نماز کا اعادہ نہیں اور
اسکو مجلد میں اختیار کیا ہو کذا فی النہر ظاہر عدم اعادہ کی وجہ یہ ہو کہ غیر مخمر کا خون شاید لگ گیا ہو ولو وجد فی ثوبہ دما او منیا
فان کان قد نقب فیہا اعاد وان لم یجد نقبا لم یعد یأتم ولو منتقبۃ وان شقہ ولا یصلی بہ ولیلۃ اور اگر اپنے جبہ میں مردہ چوہا یا نوگر

جب میں سراخ تہہ تو نماز کا اعادہ کرے روشنی ہونے کے وقت سوا اگر چہ میں سوچ ہو تو تین دن کی نماز پھیرے اگر جوا پھیلا یا خشک ہوا اور لگ جوا پھیلا یا خشک تہہ تو اکیدن کی نماز پھیرے ھم روشنی ہونے کے وقت سے آسوقت اعادہ ہوگا جبکہ ہمیشہ اسکو پہنے رہا ہو کذا فی الظہاریہ ولا یجوز فی ولوبی فارۃ فی الاصح قیص اور کہتے ہیں پانی نکالنا لازم نہیں صحیح ہے کہ پیشاب میں صحیح نہ نزول میں کذا فی القنیہ وفی جرح غنامۃ وعصفور ولکن اسبلع طریق الاصح عندنا ھو بقاعدہ اور پانی نکالنا لازم نہیں کبوتر اور خچگک کی بیٹ پڑنے سے کنوئیں میں اور اسطرح حکم ہے پرندہ ورندہ کی بچوال کا صحیح قول میں اسکو حفاظت کنوئیں کی ان سے نہیں ہو سکتی ولا یتقاطر علی الاسرد عباد بخس المعفو عنہما اور نہ آس پیشاب کے ٹپکنے سے جسکی چھینٹیں نہایت صغیر ہیں جیسے چھینٹیں سوزن اور نہ ناپاک غبار کے پڑنے سے اسوا سطرح

یعنہ دونوں معاف ہیں وبقر ابل وغنم اور نہ اونٹ اور بیٹھ کر کی دو مینگنیوں کے پڑنے سے کنوئیں کا پانی نکالنا لازم ہے کما یعفی فی وقعات فی محلب وقت حلبہ مرمیا فورا قبل الغسل وکذا لو جففت وطحنت جسطرح صاف ہوا گر دو مینگنیاں ٹٹکین دودھ کے برتن میں دوہتے کیوقت پیر سے ہٹنے اور دودھ کے رگھین ہونے سے پہلے کا کہ بھیگی کہیں ھم یہہ معافی ہے ضرورت کے سبب اسواسطے کہ دودھ میں کیوقت میگنی گرنے کی عادت ہو تو سوا اس وقت کے عفو نہیں کذا فی النہر والمنیہ بخلاف ان لا ان ما وقع ذلک کذلک ذکرہ فی الفیض وغیرہ اور دو مینگنیوں کا ذکر کرنا مصنف کا اتفاقی ہے نہ احترازی اسواسطے کہ دو مینگنیوں سے زیادہ کا بھی یہی حکم ہے عفو کا کذا فی الفیض وغیرہ وذا قال قیل القلیل العفو عنہ ما یستقلہ الناظر بالکثیر بکسرہ وعلیہ الاعتماد کما فی الہدایہ وغیرہا وقال ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ ما لا یدرکہ الناظر بالرائی اور اسپر بعضے یعنی اسیلئے کہ وہ زیادہ مینگنیاں بھی تھوڑی سی معلوم ہوتی ہیں جنکو دیکھنے والا تھوڑی سمجھے اور شیرا سکے بالعکس ہے یعنی جسکو ناظر بہت سمجھے اور اسی قول پر اعتماد ہے جیسا کہ ہدایہ وغیرہ میں مذکور ہے اسواسطے کہ امام ابو حنیفہ کسی چیز کا اندازہ اپنی تجویز سے نہیں ٹھہراتے ھم صراح الدرایہ میں کہا کہ یہی قول مختار ہے کذا فی الظہاریہ اور غیر معتمد اور غیر مختار میں قول ہیں ایک یہہ ہے کہ جو ہر ڈول میں مینگنی آدھ کنکر سے والا قلیل دوسرا یہ سمجھے کہ اگر چہ بھائی پانی پر مینگنیاں ہوں تو کثیر ہے والا قلیل اور تیسرا یہ ہے کہ ہتھیلی پانی پر ہو تو کثیر ہے والا قلیل فرع مسئلہ مختصہ شارح کا النعال التی یلبسہا الرعاۃ لا یلقی فیہا قذر ہے لا یلقی فی النجس اس پانی کے کنوئیں میں نجاست نہ گرے اور نہ گرنے میں اعتقاد ور ہو ناچاہیئے جو نجاست کا اثر ظاہر ہو ظاہر نہیں ھم جب پانی میں نجاست کا اثر نمایاں رنگ اور بو اور مزہ ظاہر نہو تو کنواں پاک ہے

گو یہہ دونوں ایک کگاہ کو فرق ہو اور اگر نجاست کا اثر ظاہر ہو تو ناپاک ہے اگر چہ دونوں میں وتل گز کا فرق ہو کذا فی الظہاریہ والعبد المعتوہ والسید المعتوہ فاعل من اعتاد کذا ای ابتلی بہ لا یختلط بلعابہ اور جو بھوکی طہارت اور نجاست میں جو ٹھکانے جانور کا اعتبار کیا جاتا ہو اسواسطے جو ٹھی جیسے اس جانور کا لعاب ملجا جو شارح نے کہا کہ کثیر ہو اسم فاعل کا جسمیہ مشتق ہو آنا کثیر فعل ماضی جو ہمیشہ التی یلبسہا ھم جب صنعت نے پانی کے فساد اور عدم فساد کے بیان سے نسبت واقعہ ہونے حیوانات کے فراغت پائی تواب اور سکا بیان شروع کیا جو حیوانات سوے ہوا ہو یعنی انکو جو ٹھا اور پسینہ سور مہوش العین یعنی مہوش ہوا اور سکو کہتے ہیں جو پیشو والے سوز برش یا حوض میں پانی باقی رہے ہر قلیہ طعام وغیرہ کو بھی سور بولتے ہیں بطریق استعارہ کے اور چونکہ لعاب متولد ہوتا ہے جانور کے گوشت سے تو اوسکو منصور کہا طہارت اور نجاست اور کراہت اور شک میں کذا فی الظہاریہ فسؤر آدمی مطلقا ولو جنبا او کافرا او امرأۃ تو جو ٹھا آدمی کا مطلقا اگر چہ وہ جنب یا کافر یا عورت ہو پاک ہو ھم کافر کی نجاست اعتقادی ہوتی جسی اسواسطے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کافر کو مسجد میں شب باش دی اور جنب یا کافر فی الجملہ ھم

تذکرہ سؤر ہا لما یحل لحمہ لما یستعمل فی الطہارۃ واستعمال الماء الذی ولغ فیہ الکلب وغیرہ ان کردہ ہی جو ٹھا عورت کا مرد کو اور مرد کا عورت کو جو ٹھا عورت کو یعنی جنبی مرد اور عورت کے حین نجاست گبری کے سبب ہو اور غیر کی دال کا استعمال کرنا جائز نہیں کذا فی المجتبیٰ ھم یعنی جسکو کراہت کا استعداد کیونہ ہو سے نجاست کے سبب سے طہارتی نے کہا اس سے کھلتا ہو کہ اگر حلال کا مرد ہو اور حلوں کو اپنے مسجد میں اوسکو ناصہ لگانے سے نجاست پاک ہو نہ

کہ جسے تو حرام امر کی نسبت مال بطریق ولے مکروہ ہوگی اور کسیطرح ہاتھ پانوں کا دونوا امر نجس وحرام کے ساتھ ملوث ہونا ثابت ہوا ۱۲ منہ
ما لا ذکاۃ لہ اور اس جانور کا جو ہر طرح سے مرگیا ہو مثلاً ہوا اور پانی میں مرجانے سے یا گھونٹا جانے سے یا گلا گھونٹے سے یا منہ دبانے سے یا بالوں کے جمع ہوجانے سے یا کسی اور طرح سے مرگیا ہو اور اسکی ذکوٰۃ نہ ہوئی ہو ۱۲ منہ
نہیں ہم کہتے ہیں کہ گوشت کی کراہت کے نزدیک احترام کیوجہ سے ہو کر جیسا کہ آدمی کا گوشت کیوجہ سے حرام ہونا کسکا حکم نہیں ہم ظاہر الحکم ھذا بالدلیل الظاہر ظاہر الحکم کی قید سے کیا ہے یعنی آدمی اور اکول اللحم اور گھوڑا اور جسمیں حرمت کی اصل نہیں جیسا کہ بلی کا گوشت پاک ہونا جماعت سے تو انکا جھوٹا بھی پاک ہوا اور نہ کہا کہ گوشت الاحترام آدمی اور اکول اللحم اور گھوڑا اور جسمیں حرمت کی اصل نہیں جیسا کہ بلی کا گوشت پاک ہونا جماعت سے تو
انکا جھوٹا بھی پاک ہوا اور نہ کہا کہ گوشت الاحترام آدمی اور اکول اللحم اور گھوڑا اور جسمیں حرمت کی اصل نہیں جیسا کہ بلی کا گوشت پاک ہونا جماعت سے تو

باب یہ ہے کہ مصنف نے فوائد تیمم سے شمار ہ میں نقل کیا ہے کہ جس حیوان کا گوشت ماکول ہو اور دوسرا غیر ماکول ہو نہ ہو، حلال نہیں اصح قول میں صدم اقوال اس قول کی وجہ یہ ہے کہ ان کا اعتبار کرنا مفتیین میں مشہور قول ہے کذا فی الطحطاوی مسلوک فی طہورتہ کا فی طہارتہ ومع ہذا قلیل اعتبر بالکثیر کو دھوا اور پھر کے جھوٹے کے مطہر ہونے میں شک ہے اور اسکو پاک ہونے میں شک نہیں یہاں تک کہ اگر اسکا جھوٹا پانی قلیل پانی میں پڑجائے تو جائز ہے کا اعتبار ہو گا یعنی اگر نصف سوکھے سے زیادہ جائز ہے جاتعمل میں جواز کا اعتبار ہو گا دلیل شک یہ ہے کہ ثبوت ضرورت میں تردد ہے اور اصل اسکو گرد و نکامات میں بنا دیا جاتا ہے تو شرف سے پانی پینا ہو اور ضرورت کو اسقاط نجاست میں اثر ہے چنانچہ بلی اور چوہے میں گرد ہے کی ضرورت بلی اور چوہے کو سکتے ہے کیونکہ وہ دونوں ہر جگہ پھر میں آمد و رفت رکھتے ہیں ہر بلوٰی گردے کے اور اگر مطلق ضرورت ثابت ہوتی چنانچہ کپڑے میں وسیع نجاست کا تھکم ہوتا بلا اشکال تو جبکہ ضرورت اکبر سے ثابت ہوئی اور دوسری وجہ سے ثابت ہوئی تو طہارت اور نجاست دونوں ساقط ہو گئی تعارض کیوجہ سے کذا فی البحر وھل یطہر الخبز فی الاصح اور گدے سے کا جو ہوا پانی ناپاک ہو کر گرتا ہے یا نہیں آسین دو قول ہیں ایک قول یہ کہ ان پاک کر دیتا ہے اور مذکور قول یہ کہ پاک نہیں کرتا ویتوضأ بہ او یتیمم بعدہ ویجمع بینہما احتیاطا فی صلوٰۃ واحدۃ لا فی صلوٰتین اقامہ مقام ماء مقطر جب کہ اور کچھ کا جھوٹا ملتا ہو تو اوس سے وضو کر نا چاہیئے اور تیمم کر نا چاہیئے یعنی وضو کرے یہ تیمم کرے ایک نماز میں نہ ایک حالت میں بیشک یہ طریقہ احتیاط مطلق غیر مشکوک کہ نیا وہ ہے نماز واحد میں جمع بین الوضوء والتیمم احتیاط ہو نہ ادا و اعادہ میں جمع کیسا کہ کذا فی القنیہ وفی تقدیم الوضوء اشعار فی الاکمل دو وضو اور تیمم میں جو سکوچاہیئے مقدم کرے صحیح تر قول میں ولو تیمم ثم صلی الخ اقامہ اعادۃ التیمم والوضوء لاحتمال طہورتہ وارادۃ تکمیل الفرض اگر پہلے تیمم کیا اور پھر نماز پڑھی تو جائز ہے بھی قول صحیح ہے اگرچہ ادا و اعادہ میں جمع کیسا

ہم فنکسا دون کے حق میں فاک کو مطہر فرمایا۔ والمراد بہ ہنا ما یعم التراب وغیرہ فیشمل الرمل والحجر والجص والنورۃ والزرنیخ والاثمد والزاج والطین الاحمر والارمنی والخضر والمدر والحجر الاملس والمنقوش والمنحوت والمنقوع والمطبوخ والمحروق والمغسول والمعجون والمطبوع بالخاتم والمختوم والمنقوش بالنقش الذی یکون علی الخاتم

اور سنتین تیمم کی یہ ہیں کہ نیت کرے اور بسم اللہ کہے اور ہاتھوں کو زمین سے ضرب کرادے اور جھٹکے دے رکھ دے اور تسلسل کو نہ جھاڑے اور ضرب کے ساتھ تیمم کرے اور پے در پے بلا توقف تیمم کرے اور مٹی پر ہاتھ رکھ کر کے منہ پر اور جبڑے تک ہاتھ مسح کرے اور مستحبات تیمم کے جیسے اہل تصانیف نے فضلت کی کی انقطاع جنس اور نفاس سے اور زائل ہونا مانع مسح کا جیسا کہ موم اور جرمی کا اعضاء تیمم پر ہونا کذانے الطحطاوی من قولہ ویتیمم الخ استعمال المالوف طبعا الکافی للتطہر بہ لصلوۃ وقولہ الطیب لغۃ وشرعا الخ العصر مما لا یتسامح فیہ کما عاجز ہوا اس آب مطلق کے استعمال سے جو کافی ہو اسکی طہارت کو اس نماز کیواسطے جو فوت ہوتی ہے اپنا خلیفہ چھوڑ کر اسکا عاجز ہونا پانی کے مبعد ہونے سے ہو ایک میل اگرچہ وہ شخص شہر کا متعین ہو شارح نے کہا ہمیں تخمیر معتبر ہوا اور تیمم اسکی خبر سے جو آگے آویگا چند سطر کے بعد ھم آب مطلق اور کافی کی قید اسواسطے لگائی کہ آب مقید اور غیر کافی جیسے زیادہ سعد وہ کے ھو اگر اتنا پانی ہو کہ نقطہ دضو یا نقطہ ازالہ نجاست کو جو کپڑے میں نماز کی مانع ہے کفایت کرتا ہو تو اس سے کپڑا دھو دے اور دضو کی عوض تیمم کرے سکے نزدیک اور اگر دضو کرکے کپڑے کو سکھا نماز پڑھیگا تو نماز ادا ہوگی مگر گنہگار ہوگا چنانچہ بحرالرائق میں ھو فانیہ سے اور جو نماز کہ خلیفہ چھوڑ کر فوت ہوتی ہے وہ پنجگانہ نماز ہے جسکا خلیفہ قضا ہے اور نماز جمعہ ہے جسکا خلیفہ ظہر اور اور جیسی نماز کا خلیفہ کوئی نہیں وہ نماز جنازہ اور عیدین کو اسطرح تیمم کرنا درست ہے اگرچہ پانی موجود ہو شارح نے تیمم شہر کرہ اسواسطے شامل کرلیا کہ تیمم کی شرط عدم آب ھی ہر جہان ہیں شرط متحقق ہو وہیں تیمم جائز ہے سفر ہو یا اقامت چنانچہ یہ مسئلہ اسرار میں مصرح ھی فانیہ میں ہے کہ طلسیل سفر اور کثیر تیمم میں برابر ہو وتمامہ فی الطحطاوی اقول وبہ یؤخذ فیما لو اشتری ماء فی المصر وھو لا یعلم بہ ثم علم بہ بعد ما صلی ان علم ان ثمنہ لو بیع فی المصر یباع بثمن یسیر لا یتغابن الناس فی مثلہ لا یجوز تیممہ وصلاتہ والا جاز وھذا ما یقع کثیرا فی زماننا فلیحفظ اھ فتح وبہ علم ان ما فی الخانیۃ من انہ لو کان فی المصر وھو لا یعلم بہ ثم علم بعد ما صلی اعاد ما صلی سبع سنین وھو مخالف لما فی المتون من انہ لا یعید الا الوقتیۃ ولا یخالفہ ما فی الخانیۃ ایضا من انہ لو کان فی المصر ولا ماء فیہ فتیمم وصلی ثم وجد الماء فی المصر فی الوقت اعاد لان ھذا فیما لو کان الماء فی المصر بیسر ولا یخفی ان ھذا لا یتاتی فی زماننا فلیحفظ اھ ط اقول وبہ یندفع ما فی شرح المنیۃ لابن امیر حاج من ان ھذا یخالف ما فی الخانیۃ

اُس پر ہو کا جو سردی کو دفع کرے اور اگر سفلی مال ہو تو فرید لازم نہیں وہ معذور ہے تیمم کرے ان تخوف عدو او سبعا او رصا علی نفسہ او مالہ او حرمہ او ماشیتہ او تضرع بولیہ او والدہ او ولدہ او مریضا یخاف موتہ او شدتہ یا عاجز ہو پانی کے استعمال سے درندہ کے خوف سے یا اپنی جان پر یا فراد می چاہے مباح ہو یا اگ کا ہو پانی کے پاس گرچہ ہو خوف موت کر مرد فاسق سے کہ پانی کے پاس ہی یا خوف ہو ذھاب کے گرفتار کیے جانے کا خوف ہو اپنے مال پر اگرچہ اپنے پاس کا مال طریق امانت کے ہو ہم گرد یدن غلام سے تو خوف ہو جس کا بیٹا عقلمند ہو اور اگر مقدور والا ہو تو خفیہ تیمم اسوا سطرح کہ وہ ظاہر ہو اور تو ترک تین رکعات سے ہو ثم ان شاء اللہ خوف بسبب وجود عبد علی الصلوٰۃ والا لا کالا تمام فی پہر اگر خوف ہو اپنے بندے کے فرار سے تو تیمم کرے نماز کو پہر پڑھے اور اگر بندے سے کیفر نہیں ہو تو اعادہ نہ کرے اسوا سطرح کہ وہ خوت آسمانی ہے یعنی خدا کیطرف سے اذانے المحو سماھم خلاصہ اور خایفہ میں ہو کہ اگر امیر سلطان کا فسق و فجور اور نماز سے منع کیا تو تیمم کرے اور اشارہ اسی نماز پڑھے پہر نماز کا اعادہ کرے جب چھوٹے اور سپاہی جبکہ اسکے کہا اپنو غلام سے کہ جب تو فرار کیلئے تو بگھوڑے کر دیکھا پانی کر دیکھا تو تیمم سے نماز پڑھی پہر اعادہ کرے محبس کی اندا اسوا سطرح کہ تیمم کی طہارت منع وجوب اعادہ میں ظاہر ہیں کذانے الظھاری او عطش او یکلیہ او فی قافلۃ حالا او مآ یا عاجز ہو باصل یا بالقوہ کی تشنگی کے خوف سے اگرچہ اپنو کتے یا رہین قافلہ کی تشنگی کا خوف ہو ہم جنس پانی کی منع سلطنی کیوجہ سے جانے ہو بمنزلہ معذور کے ہو خواہ اپنے ہی ہو یا اپنے جانور کی یا اہل قافلہ کی ہشتا ہو یا جنبی تو ان صورتوں میں باوجود پانی کے تیمم جائز ہے ولکا لمتیمم ابتداء تیمم بحاجتہ کما سیجیء او تشنگی کی مانند مآ ناگہ نہ پایدن اور کپڑے کی نجاست کا وہ کہ زیادہ ہو اسکا بیان عنقریب آویگا وبقاء بالتکاثل عطش ذی علۃ متوقع بحفظ الشاۃ علیہ او علیھا اور ابن کمال نے ہر پانیوں کی تشنگی کے خوف کو مقید کیا ہر تشنہ خطہ غالبہ کے ساتھ ہو ترک کے ساتھ ہونے سے یعنی اگر وضو اور غسل کا خیال نہ کرے تو ہونے سے وہ سکتا ہو تو تیمم جائز نہیں اسوا سطرح کہ اوس کو اوس تشنگی سے ضرر کمسی کا نہ ہو اور اگر برتن ہو تو جانور دن کو پوا سکو پانی نہ رکھے اور آپ تیمم کرے دون الاحتیاج الیہ فتطرا حدثہ فتوضا وقتا لہ وقتا لہ اور اسراج ہین ہو کہ منطر کو یعنی جو شخص کہ پاس کے مارے مرتا ہو تو اسکو دوسرے شخص کا پانی زبردستی لینا اور اگر وہ مدعی ہو تو اوس پر لڑنا جائز ہے بلکہ پانی کا مالک پر جو تشنگی پانی کیطرف راجع ہو ولاھوی معتصم ہو فرید سے کذانی البحر وان قتل فی الھاد جہنم پہر اگر لڑائی میں پانی کا مالک مارا گیا تو اوسکا خون رائگان ہو یعنی وہ اوسپر قصاص سے نہ ہو نہایہ کذا نہ وکذا نے البحر وان اضطر احسن تقدیم وجیہ اور اگر منطر مارا گیا تو پانی کا مالک مضامن ہو گا قصاص یا دیت کا یعنی اگر قتل عمد سے تو قصاص ہے اور اگر شبہ عمد یا خطا یا جاری مجرا خطا کیطرح ہو تو قاتلہ پر دیت ہے اور قاتل پر کفارہ کذانی البحر والقصاص لانہ قاھر ظالم وتشنگی ہم ھا لمآء شا یا عاجز ہو پانی کے استعمال سے بسبب نہونے اس پاک سا آب جس سے پانی ملکا جاسکے یعنی جب کنوئین میں پانی ہو اور رسی اور ڈول نہو تو عاجز ہی ثابت ہوئی کنوئین کا وجود اور عدم برابر ہے اور اگر ڈول پاک ہو اور رسی نہ ہو یا برعکس ہو تو تیمم جائز ہے وان نساسا تیمم اگر بھول گیا ہو تھوڑا پانی نکل سکتا ہو ہم اور سکی مانند رومال اور کپڑا ہو یعنی اگر پورا نکلتا ہو تو تیمم جائز نہیں اگر تھوڑا نکلتا ممکن ہو تو اوسکو جمع کر دھو کر نکالنا لازم ہی اگرچہ ہو زیادہ سے زیادہ جو مقدر ترتیب لگانے سے مقصود ہو ایسی صورت میں تیمم جائز نہیں وان نقرتا او بئرا او استقی بصعبکی فلم یقدر علیہ تیمم جائز نہیں اگرچہ کپڑا وغیرہ کو کنوئین میں لگانے یا ڈول کو دیکھ کر بسبب قلت پانی کے ناقص اور خراب ہو جاوے ہم صورت اوسکی یہ ہو کہ مثلاً کچھ رنگ کی مٹی سے کہ پانی میں ڈالنے سے بدرنگ ہو کر کم قیمت ہو جاتی ہو یا روپیہ وغیرہ ہو کہ نصف نصف بہا رہ جائے سو پانی تک پہونچا ہو تو اگر مٹی یا روپیہ کے فوات کے مرافق سے کھالو وتیمموا صعیدا طیبا یعنی جانچ کر یا وہی اوس شخص کو جو کنوئین میں اترے اور پانی لاوے مزدوری کے بدلے یعنی اگر اجرت مثل سے فوات ہو تا ہو اور تیمم جائز نہیں اور اگر زیادہ نا گوار معلوم ہو تو تیمم بلا اعادہ جائز ہو کذا فی البحر قید بکونہ لا یجد الا ثمنہ

الاعذار کلہا عاجز کو تیمم کرے یہاں سب عذروں سے یعنی بیمل ہو کر بانی نہ دے سکنا یا بیماری یا سردی یا جوت و دشمن یا جوت تشنگی یا بصد آلہ آکشی ہر حصہ علت متفاوتہ سے جواز تیمم کے حق لو یتیمم لعدم الماء لقولہ تعالیٰ فلم تجدوا ماء فتیمموا صعیدا طیبا ولقولہ علیہ السلام الصعید الطیب وضوء المسلم ان لم یجد الماء عشر سنین فاذا وجد الماء فلیمسہ بشرتہ فان ذلک خیر لہ بالنصوص الاولی ویصلیہ الاول کان لو یکن جامع للفصلین قبل ان یقال ہو ذکر آلہ کہ شخص نے تیمم کیا پانی کے نہ ہونے سے پھر اس کو پانی کی بھی جاری ہو گئی جس سبب تیمم کرنا اور اسکو مباح ہو گیا تو اس تیمم سے نماز نہ پڑھو اسکو کہ رخصت کے سبب کا متغیر ہونا اور بنا پر ہے رخصت کے شمار کرنے اور کفایت کرنے کو مانع ہونا ہو اور پہلے رخصت اطہر ہو جانے کی یا کہ وہ موجود ہی تھا اگلے نہ کورسے جامع الفصلین میں تو اسکو یا در کھنا چاہیے تیمم رخصت سے مراد یہاں تیمم ہے اور اسباب سے مراد وجود اور مرض اور خوف عدو اور عطش اور فقدان آلہ ہے جامع الفصلین سے مراد وہ کتاب ہے جو عمادی اور فصول استروشی کی جامع ہے مستوعبا وجہہ حتی قولہ ثم ذکر ہ ہذا ایضا یعنی تیمم کرے اپنے ہر چہرہ کے پورا مسح کرنے تک کہ اگر ایک بال کو بااپنے نتھنے کے کنارہ یکو باحجاب بین النتھرین کو مسح کرے سو چھوڑ دیگا تو تیمم جائز نہ ہو گا گذرا نے المحلوی ودیدن خبثیہ الخاتم والسوار او تحرک بہ یقع عن قعتہ فسقط او قطع کہ اور پہ اسح کرے اپنے دونوں ہاتھوں کا تو اگر کسی کو کنگن یا انگوٹھی اور کنگن کو نکال دالے مسح کرے تاکہ مسح سے وہ مقام باقی نہ رہے یا وہ حرکت دیوے یعنی اپنے مقام سے ہلا دے ایسا کافی ہو یعنی اپنے مقام سے بقدر تحریک کافی نہیں بدون اس کے کہ ہاتھ کے ہاتھ کو مسح کرے دوسرے ہاتھ کے ساتھ کرنا ہے اور کچھ کہنی باقی ہے تو اور مسکا ہاتھ کے ساتھ کہنی کو مسح کرے یضربہ بین ولو عمدا تیمم کر دوا پنی مٹی پر ہاتھ مارے اگرچہ غیر نہیں تیمم کی غیر سے صاد ہو یعنی اگر کوئی دوسرے کو تیمم کرا دے اور اسکو بھی غیر نہیں کافی نہیں اطہر کہ ایکبار سے اور مسح چہرہ کو مسح کرے اور دوسری بار ایک ہاتھ سے ایک ہاتھ کو مسح کرے اور دوسری بار دونوں ہاتھوں کے ساتھ کو ہم حاکم اور طبرانی اور ارقطنی نے جابر سے روایت کی کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا التیمم ضربتان ضربۃ للوجہ وضربۃ للیدین الی المرفقین یعنی اہل حدیث اس حدیث کو ضعیف کہتے ہیں لیکن حاکم نے اسکی تصحیح کی ہے اور ارقطنی نے کہا کہ اسکے راوی سب ثقات ہیں معلوم کرنا چاہیئے کہ تیمم میں احادیث مختلف اور متعارض ہیں بعضی حدیث میں ضربتین ہے اور بعضی میں ضربہ واحدہ اور بعضوں میں مطلق ضرب اور بعضوں میں الی المرفقین اور بعضوں میں الی الکوعین اور کہنیوں کا احادیث ضربتین اور مرفقین کو چنانچہ امام اعظم کا مذہب ہے اقرب یا حتیاط اور عمل باحادیث طرفین ہو اسطرح کہ ضربتین میں ضربہ اول سے اور مسح ذراعین الی مرفقین میں مسح الکفین داخل ہو دون الکوعین کذا فی شرح سفر السعادۃ لعلہ بلوی وایکتفوا مقامہا کما فی الخلاصۃ وغیرہا لو مسح رأسہ او آذنہ فی موضع العمامۃ یدیہ التیمم جاز والشرط وجود الغبار فی الضربۃ یعنی اگر مسح کرے اوس فعل سے جو قائم مقام ہے غیر نہیں تیمم کے یعنی تیمم جسطرح اوسطرح کی خلاصہ وغیرہا میں ہے کہ اگر تیمم کرنیوالے نے اپنے سر کو یا چہرہ کے ساتھ کردہ غبار کے اندر کھڑے ہوئے ہلایا یا اپنا سر غبار کے مقام میں داخل کر دیا تیمم کی نیت ہو تو جائز ہے اور جواز تیمم کی شرط وجود فعل کا ہے تیمم کرنیوالے سے خواہ وہ فعل مسح ہو یا ضرب یا غیر ضرب کذا فی البحر الم تو اس تقریر سے معلوم ہوا کہ ضربہ تیمم کا رکن نہیں مکلوم کرنا چاہیئے کہ اکثر کتابوں ذکر ضرب کا واقع ہے اور اصل یعنی مبسوط میں وضع ذکر ہے نہ ضرب تو ان شجاع نے کہا کہ ضرب رکن ہے تو اگر بعد ضرب کے حدث زائل ہو گیا یا بعد ضرب کے نیت کی تو کافی نہیں اور اسی پہ اجماع ہے کہا کہ ضرب رکن نہیں تو اگر بعد ضرب کے حدث زائل ہو یا بعد اسکی نیت کی تو کافی ہے فتح القدیر میں ہے کہ بنظر دلیل کے ضرب کا اعتبار نہیں اسوا سطے کہ قرآن مجید میں فقط مسح ہا سر ہے اور یہ جو حدیث میں آیا ہے کہ التیمم ضربتان اولہا امر میں المسحتین ہو یا ہے بنا بر غالب عادت کے ہے تو شارح نے اس مقام میں ثم التقدیر کی تحقیق کر اختیار کیا کذا فی الخلاصۃ ولو مجنبا او حائضا طہرت ولم تجد الا ماء ولنفساء تیمم کر سکتا ہے اگر چہ تیمم کرنیوالا جنب ہو یا وہ حائض جو پاک ہو گئی اپنی عادت کے موافق یا جاہم جنب کو تیمم جائز ہونے تمام تر باسر کی حدیث کی دلیل سے ہو جو مسلم سنہ میں مروی ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے انکو تیمم کرنیکا حکم کیا حالانکہ وہ جنب تھے اور حائض اور نفساء کے ملحق ہے جنب ہیں جواز تیمم میں کذا نے النبی علیہ السلام ان الطیب وضوء المسلم ان لم یجد الماء عشر سنین فاذا وجد الماء فلیمسہ بشرتہ یعنی پاک کرنیوالی چیز سے جو زمین کی جنس سے ہو اگر چہ اکثر گرد و غبار نہ ہو ہم زمین کی جنس سے

مراد وہ چیز ہو جو آگ میں پگھل کر بہہ جاوے جیسا کہ چاندی تانبہ اور گیرو اور ہڑتال اور گندک اور یاقوت اور زبرجد
اور مروارید اور فیروزہ اور عقیق اور سیماب اور پختہ اینٹ اور چھارے کے ٹکڑے یعنی سنگ ملمع اور بعض نسخوں میں ہے جواہر تیم پرستی ہے چنانچہ
تجنیس میں ہے جو دولت اور شیشہ جو رنگ اور ایک سی جنس سے خارج ہو گیا الحاصل جو چیز منطبق اور متردد نہ ہو وہ جنس ارض سے ہو گی اور اسی
ہمیں کرنا جائز ہے وہ نہ جائز نہیں کذا فی المحیط وہی فلو لزید الخ اصابہ بعلم شیخی الخ ای ضربۃ ثالثۃ للمحل الی تو اگر غبار داخل نہ ہوا تو المحل
نہ تحلیل اصابع واجب یعنی فرض ہے اور یہ مسح بعینہ ہو گا کہ کف کا مسح کرنا فرض نہیں بلکہ ضرب کف کافی ہے کذا فی المحیط وعن محمد یحتاج الیہا ایضا
سے روایت یہ ہے کہ اگر غبار داخل نہ ہو تو تیمم ہی فرض ہے اور یہ تیمم بعینہ وہ ہو گا کہ کف کا مسح کرنا فرض نہیں بلکہ ضرب کف کافی ہے کذا فی المحیط وعن محمد یحتاج الیہا ایضا اور اگر
دوسرا کوئی تیمم کرا دے تو بھی یا ہاتھ زمین پر مارے ایک چہرہ کیلئے اور دوسری بار دہنی کلائی اسطرح اور تیسری بار بائیں ہاتھ کے کلائی اسطرح تیمم
شارح نقایہ نے وبہ مطلقا یخرج الترسیا والا لا تراک قیقبا اور فارسی طرح پر تیمم جائز ہے مٹی لے جانے سے اسطرح کہ غبار ہو جاوے
مٹی ہے فلا یحتاج الی نفی ولو مسح وقد التوی الخ من حواب الجامع بخلاف ما لو اصاب الخ وقیل الخ وقیل الخ وقیل الخ
حرکۃ المصنف جب تیمم کیلئے جنس زمین کا ہونا شرط ہوا تو تیمم جائز نہیں ہوتا مگر جو چیز کہ پرو بنیا ہو اسی اسطرح کہ اسکی جنس ہی معدن
کے باقی رہے اور مٹی سے بھی تیمم جائز نہیں کہ وہ رویدگی کے مشابہ ہی اسی اسطرح کہ مٹکا اون دھنکی ہوئی نہیں ہے جو معدن کی تیمم میں جیسے تحریر
اور تیمم کی ہے مصنف نے اپنی شرح میں ھم بعد رد ہے صاحب بحر پر اسی اسطرح کہ اسکی فتح القدیر سے عدم جواز تیمم کا ہونے سے وقل کیا ہے اور اسکے
سوا بحر حکم کیا اسی اسطرح کہ عدم جواز کی وجہ یہ ہے کہ وہ مٹی منسفد ہو جاتے پانی سے موتی کی مانند بہ لیل تبادت اہل بحر بلکہ اور جواز کے قائل ہیں
اسکو اجزاء ارض سے سمجھنا نہیں کذا فی المحاوی مختصرا ولا تضع کفیہ ورجاج اور تیمم جائز نہیں اس چیز سے جو آگ سے جلا کر خاکستر ہو جاوے یعنی جیسا
جیسی جانوری اور کانچ وصار تبلا احتراق اور نہ رکھے ہو جاتے والی چیز سے جلکر یعنی جو آگ سے جلکر کچھ ہو جاوے چنانچہ درختوں کا جلا ہوا کوئلہ
لو کحل بہ فوق الخ وصلوا الخ ای ان صلی فی غیرہ وہو طاہر الخ وتحصیل ان ابار الخ وقیل یجوز الخ وقیل یجوز الخ وقیل یجوز الخ
ہے میسر جائز ہو گئی ہے اور صاف پتھر ہے یعنی اگرچہ اوسپر غبار نہ ہو اور جائز ہے کہ پل کی کی ہوئی پکی لگائی ہوئی دیوار سے اور مٹی کے برتن
سے جو روئی نہیں اور کیلی مٹی مسح جو پانی سے ملا ہوا نہیں ھم وقرف یعنی ہے تیمم جائز نہیں اسپر جسکا کانچ کا روغن ہوتا ہے خاں اگر تمیم
ارض ہی اوپر روغن ہو چنانچہ گیرو کا تو جائز ہے چنانچہ بحر الرائق سے منقاد ہوتا ہے اور کیلی مٹی سے گارا اور پتھاوا بنے ہیں اگر انمیں پانی غالب ہو تو کیچڑ
یا برابر ہو تو اس پر تیمم جائز نہیں چنانچہ زمین میں مذکور ہو گا کہ غالب پتھر کا حکم ہے بلکی کا یتبع الدقیق ھم قبل وجوب الوقت ولو الخ وقت لشلا یصیر
مسئلۃ بلا عوض فی لکن کیلی مٹی مسح جو کہ تو وقت ہو جانے سے ڈیڑھ پہلے نہ چاہیئے تاکہ مشکل نہ ہو جاوے بہت دقت بلکہ بوں ضرورت کے ھم
یعنی کیلی مٹی سے تیمم علاج اول سے اور اگر کچھ نہ ملے تو جائز ہے ولو الجیر میں کہ اگر ساز کا ڈھیر کیا ہو یعنی ہموار ہو اور صیہ یعنی خشک مٹی پاوے تو اپنا کپڑا
جھاڑ کر تیمم کرے اگر کپڑا پھر غبار ہو اور اگر غبار نہ ہو تو اپنے کپڑے میں گیلی مٹی لگا دے جب وہ خشک ہو تو تیمم کرے کذا فی النہر وصادات فی علا الا تعود
یدواب علیہا جیسا کہ جائز ہے تیمم کافی چیزوں سے جو اپنا اصلی مکان نہیں ہیں یعنی جب تک کہ اوس خاک سے جدا نہ ہو جیسا کہ چاندی خاک آمیختہ سونا اور جاندی
اور لوہا ان کا تو تیمم درست جائز ہے بسبب اس مٹی کے جو اسپر لپٹی ہے کذا فی النہر وقید الا یسیبانی ان یستبین اثر التراب بحیث لا یری
علیہ ولو کان کثیرا ولو نجسا اور معدن میں جواز تیمم کو اسپیجابی نے بمنزلہ قید لگانے کے مبنی کیا ہے اگر ظاہر ہو اسپر سے تو وہ تیمم جائز نہیں کہا ظاہر اور اگر مٹی کا

ظاہر ہو تو معاذ نے تیمم کرنا جائز نہیں وکذا اکل ما یحرق النجس علیہ بخلطہ وجہ فلحمہ اور مثل معاذن کے ہر ایک وہ چیز ہے جس پر تیمم جائز نہیں مانند کیموں اور ابات کے تو اسکو اور کہنا چاہئے کہ جملہ خوبات کو کذا فی النہر ھم فتاوی عالمگیری میں محیط سے منقول ہے کہ غبار سے تیمم کرنے کی یہ صورت ہے کہ اپنے دونوں ہاتھ مار کر پھر ہاتھ کو جھاڑ دیں تاکہ اعضاء ظاہر پر جو غبار ہے بہہ جائے پھر جو غبار ہاتھ پر رہے تو تیمم کرے یا ہاتھ کو پھونک دیا جائے تاکہ غبار نکلے بہرحال ہاتھ اور اعضاء پر غبار نہ ہو کیونکہ غبار ہاتھ پر رہے تو تیمم کرے تو یہ تیمم کرنا بغیر کالعدم ہے للغالب ولو اختلط تراب بغیرہ وفصہ ولو مستعملا کذا حکم ہے غالب چیز کا یعنی غالب چیز کا اعتبار ہوگا یعنی کسی چیز میں جب تک کہ وہ زمین پر ہو اور اسکے جزو ہوں اور مٹی کے ساتھ ملی ہوئی ہو اگر تیمم جائز ہے سونے اور چاندی اور لوہے اور تانبے اور باقی جنکے کہ وہ زمین پر ہیں اور اسکے کوئی چیز پیسہ بنائی گئی اور بعد گداختگی تیمم جائز نہیں کذا فی الظہاریہ والارض محرقہ فلم تلبث جاز والا لا کاذا فیہا رماد یعنی مٹی راکھ سے ملے تو اگر مٹی غالب ہی راکھ سے تو تیمم جائز ہے اور اگر غالب نہیں یعنی مغلوب یا برابر تو تیمم جائز نہیں کذا فی الخانیہ ھم یعنی زمین پر کچا جہاز ہوتا جل گیا اور اسکی مٹی ہی ملگیا تو غالب کا اعتبار ہے اور اگر مٹی جلی ہوئی ہو بدون اختلاط کسی چیز کے یہانتک کہ سیاہ ہو گئی تو اس سے تیمم جائز ہے اور مطلقاً احتراق سے مٹی کا رنگ بدلنا کذا فی الظہاریہ وبہ یفتی الساوی وبہ یفتی اور خانیہ کی تقصید غلبہ تراب سے معلوم ہو گیا برابر کا حکم نہیں ہے یعنی برابر ہے دوسری چیز سے تو تیمم جائز نہیں اسواسطے کہ مٹی غالب نہیں وجاز قبل الوقت ولا کذا من فرض ووجاز لعبدہ کا نفل لا کمتیمم مطلق عند لا فرض یعنی اگر تیمم نماز کیوقت سے پہلے اور ایک تیمم چند فرضوں کیواسطے اور تیمم جائز ہو غیر فرض کے لوجہ کہ پانی نہیں کیواسطے اسواسطے کہ تیمم مطلق بدلا ہے وضو اور غسل کا جاہو نزدیک نہ ضروری بدلام ہے یعنی جب کہ پانی نہ ہو تو تیمم بدل مطلق ہے اور اس سے حدث مرتفع ہو جاتا ہے اور جو آب اور بیمہ نہیں کہ وہ نماز کو مبطل کر دیتا ہے یا وجود و قائم ہونے حدث کے اور شافعی کے نزدیک تیمم بدل ضروری ہی اور مسیح نماز ہی حالانکہ حدث حقیقۃً موجود ہو تو اونکے نزدیک قبل وقت کے جائز نہیں اور اوس سے ایک فرض سے زیادہ نماز جائز نہیں اور ہمارے نزدیک فرض اور نفل جو چاہے پڑھے کذا فی النہر وجاز لفرض فرض صلی بہا کالماء لا یکثیرہا ولو جنبا ۲ وحائضا ۲ اور تیمم جائز ہے نماز جنازہ کی فوت ہو جانے کے خوف سے یعنی تمام مکبروں کے فوت ہونیکے دوسرے اگر یہ تیمم کرے تو بوجہ مسبوق بالاحدث ہونیکا خوف ہو اسواسطے کہ ایک ہی شخص نماز جنازہ کا واقف ہو اور جسکا وضو کرنے جانیکا انتظار ہو گا تو اسکو تیمم جائز نہیں اور اگر معلوم کرے کہ وضو کرنے سے پہلے بعض تکبیروں میں شریک ہو گا تو بھی تیمم جائز نہیں اسواسطے کہ باقی ادا کرنا تنہا کا اوسکو ممکن ہے کذا فی البحر عن البدائع وللوجہ الاخری ان امکنہ التوضی بہما فان لم تکبرہ اعاد الصلوۃ ولا لا یعید یفتی اور جو ایک جنازہ کی نماز کے بعد دوسرا جنازہ کا لوگ لائیں تو اگر اس متیمم کو یا ہمیں ان دونوں کے وضو کرنا ممکن ہوا پانی ملنے اور فرصت پانے سے پہر جسکے قدرت زائل ہو گئی تو پہر تیمم کرے تو دوسرے جنازہ کیلیے اعادہ کرے اور اگر اس متیمم کو یا ہمیں ان دونوں کے وضو کرنا ممکن نہ ہوا پانی ملنے اور فرصت پانے سے پہر جسکے قدرت زائل ہو گئی تو پہر تیمم کرے تو دوسرے جنازہ کیلیے اعادہ نہ کرے اور یہی اصلی قول اخیر پر بستوی ہے کذا فی البحر عن المضمرات وفوت عید یعم العام العام والدوال تمیم اور جائز ہے تیمم نماز عید کی فوت ہو جانے کے ڈر سے بسبب خوف کرنے امام کے یا ڈر نہ ہونے آفتاب کے علم ہم حکم ہے کل نماز عید کے فوت ہونیکا اور اگر متقدی وضو کرکے شریک ہو بعض نماز میں تو تیمم جائز نہیں کذا فی الظہاریہ عن البحر ولو کان یکبر بناء ۲ بعد ما رکع بعد ما متوضیا ویستوفیہا اگرچہ خالف فوت نماز جنازہ یا عید تیمم کرکے بناکرتا ہو بیشرط وضو کرنے نماز کے وضو سے اور غالب ہونے حدث کے یعنی وضو کرکے نماز جنازہ یا عید شروع کی پہر وضو ٹوٹ گیا اور خوف ہوا کہ اگر وضو پہر کریگا تو نماز فوت ہو جاویگی تو امام کے نزدیک تیمم کرکے بناکرنا جائز ہے

فی ذوالہ سا حبین کذا فی البحر والاظہر فی غایات کونہ اماما او فی الاصح بدون فرق کے درمیان ہونے فرض بانی کے امام یا غیر امام ہمیشہ فرق ہے یعنے جب فوت نماز عید یا جنازہ کا خوف ہوتو امام اور غیر امام دونو کو تیمم جائز ہے لان المقاطع فوتھا لفوت کالزوال اسکا سبب یہ ہے کہ امام کا اصل مسئلہ تین فوت ہونیکا خوف ہوتا ہے اور غیر امام سے دو فوت ہونیکا بلا عوض لینے جو جماعت نہ ہوتی ہو اور اوسکا بلا وضو ہونا ممکن ہو وضو کرنے سے تو اوسکے فوت ہوجانے کے ڈر سے تیمم جائز ہے فاما الکسوف وصلوۃ رکب ولو سنۃ فخاف فوتھا وحدھا جب جماعت کا فوت ہونا پر مبنی ہوا تو تیمم جائز ہے اور جماعت سے مراد جمعہ عیدین اور جنازہ کی نماز کسوف اسطلوع اور سورکہ کی سنتوں کیساتھ کیونکہ اگر پہر بھر خبر کی سنت کہ پڑھے اور فرض پڑھنے کا وقت باقی رہے تو فرض کیساتھ خبر کی سنتیں پڑھے پہر جب پانی آوے تو وضو کرکے فرض ادا کرے مطلق کے کہنے سے کہ فقط فوت سنت خبر کی فیہ اسو اسطرح لگانی کہ اگر سنت کا فرض کیساتھ فوت ہونیکا خوف ہو تو تیمم نکرے اسو اسلئے کہ سنت کو فرض کے ساتھ نضاف کرلیگا ولیتیمم وسلامہ وردہ ان لم یخف الفوت وان لم یرجہ الماء وان رجاہ فی الاصح وانما یجب الطلب فی الاصح ان رجاہ فی الاصح وانما یجب الطلب فی الاصح ان رجاہ فی الاصح وانما یجب الطلب فی الاصح

کی شرط الاسلام اور اسکی شروع میں نہ دیکھا جو سب الرائق کے کلام کی نائب کرتا ہو کہ حسین طہارت مشروط نہیں اور حسین تیمم جائز ہوا جو اپنے کی قال وللمتیمم رؤیۃ حوض یقینی مع وجود الماء وان لم یخبرہ احد بہ یا صاحب حوضہ یعنی یہ ہے کہ ایک ظاہر الروایۃ جائز ہوا تیمم کا اگرچہ کسی واسطے باوجود ہونے پانی کے اگرچہ اوس تیمم سے نماز جائز نہیں ہم کہ مسئلوں میں ظاہر الروایۃ ہے اور ایک نسخہ مطبوعہ مصر میں فلا یجزہ التیمم ہے فلم یبق بین الکتابین کلام من الصاحبین ظاہر الروایۃ لہ لا تتیمم الطہارۃ لہ ولو مع وجود الماء بین کہنا نہیں بلکہ دل سے اور اگر ملکہ اوس کے واسطے تیمم نہ کرے جائز ہے اور اسطرح کہ یہ قاعدہ گذر گیا کہ تیمم جائز ہے ہر ایک اوس عمل کیواسطے جسمیں طہارت مشروط نہیں اگرچہ پانی موجود ہو ولو ماء لا تشرط لہ فیتیمم لفقد الماء کیتیمم من خاف فلا یجوز لو واجد الماء او الطہارۃ فان محدثا فکالاول او جنبا فکالثانی اور جسپر عمل کیواسطے طہارت شرط ہے سو دوان تو پانی کا ملنا نہیں تیمم کیواسطے مشروط ہوا جو چاہیے مسجد کیواسطے ہو یا تیمم نہ کرسکا ہو یا پانی کے ہوتے ہوئے اوسکو تیمم درست نہیں وقالوا لو تیمم لدخول مسجد او لقراءۃ او لمس مصحف او مسہ او کتابۃ او تعلیمہ او لزیارۃ قبور او عیادۃ مریض او دفن میت او اذان او اقامۃ او لسلام او رد سلام او ردہ لم یجز الصلوٰۃ بہ عند العامۃ بخلاف ما لو صلی تیمم جنازۃ او سجدۃ تلاوۃ فتاوی خیر الدین علی اور فقہاء کے کہا ہے کہ اگر تیمم کیا دخول مسجد کیواسطے یا قرآن پڑھنے کیواسطے اگرچہ مصحف دیکھکر پڑھنے کے چھونکو یا اوسکی تعلیم کو یا زیارت قبور کے لئے یا چلنا پھرنا سو کیواسطے اور دفن کرنے کو یا اذان یا اقامت کیواسطے یا سلمان ہونے کو یا سلام کرنے کو یا سلام کے جواب دینے کو تو ایسے تیمم سے نماز پڑھنا جائز نہیں اکثر علماء کے نزدیک برخلاف نماز جنازہ یا سجدہ تلاوت کے یعنی اگر تیمم جنازہ یا سجدہ تلاوت کیواسطے تیمم کیا تو اس تیمم سے نماز پڑھنا جائز ہے بشرطیکہ پانی موجود نہ ہو یہ ہماری دستاد خیر الدین علی کے فتاوی میں مذکور ہے قلت ولعلہم انہ یجوز لہ فعل ذلک فتأمل میں کہتا ہوں کہ شاید فتاوی مذکورہ کا ظاہر یہ ہو کہ اوسکو اسکا کرنا جائز ہے یعنی تیمم کرنا سجدہ تلاوت کیواسطے درست ہو سو اوسکے مخاطب اہل علم مجتہدی سے کہ یہاں ہمنے تامل کیا سو اوسکو سمجھ یا غلطہامی نے کہا ہوں کہ اگر شارح کی یہ مراد ہو کہ سجدہ تلاوت کے واسطے تیمم باوجود پانی کے جائز ہے تو یہ بالاتفاق جائز نہیں اور اگر یہ مراد ہے کہ پانی نہونے کی وقت جائز ہو تو اسکا جواز بالاتفاق ہے تو شارح کے اس کلام کی حاجت نہیں ہمنے کلامہ کالیتیمم لفوت سجدۃ وقت ولو فوت وتیمم لفوت الجمعۃ الی بدلہ کیتیمم کرے نماز جمعہ اور نماز وقتی کے فوت ہونے سے ڈر جو نماز کا وقت ہو بسبب فوت ہونے اوّل نمازوں کے اپنا بدلا چھوڑ کر یعنی جمعہ کا بدلا ظہر اور پنجگانہ نماز اور وتر کا بدلا قضا ہی ہر خلاف جنازہ اور عید کے اسواسطے کہ اوسکی قضا نہیں وقیل یتیمم لفوت الوقت اور قول ضعیف یہ ہے کہ تیمم کرے وقت کے فوت ہو جانے کے ڈر سے ہم قنیہ میں کہا کہ یہ روایت ہی ہماری مشائخ سے اور اسپر چند فروع کو متفرع کیا از انجملہ ہے کہ اگر بہت پر ہو رات کو اور کوہ ہی کے اندر پانی ہے اور اندھیری میں اوسکے اندر جانے سے ڈرتا ہو تو تیمم کرے اگر فوت وقت کا خوف ہو کذا فی البحر قال الحلبی فاذا خاف ان یتیمم ویصلی ثم یدرک الجماعۃ او الجمعۃ او الوقت صلی بالتیمم احوط یہ ہے کہ تیمم کرے اور نماز پڑھے پھر دوبارہ کرے اس نماز کا اعادہ کرے یعنی قضا پڑھے ویجب ای یفرض طلبہ ولو من رحلہ قدر غلوۃ فلا تفاکہ فرسخ من کل جانب ذکرہ الحلبی اور واجب ہے یعنی فرض ہے تلاش کرنا پانی کا اگرچہ اپنا اونٹ ہی سمجکر تلاش کرو بقدر ایک تیر کے جانیکے یعنی ۳۰۰ گز ہر جانب سو اسکا ذکر کیا حلبی نے ہم تیر پرتاب ۳۰۰ گز کہیں ۳۰۰ گز تک کہ ذائف المنع شرنبلالیہ میں ہر نماز سے منقول ہے کہ جسطرف پانی کا گمان ہو فقط اوسیطرف استقدر تلاش کرنا چاہیئے نہ ہر جانب سو توشارح کا مطلب یہ ہے کہ ہر جانب سے چھ گمان ہوا دو ہر طرف تلاش کرنا چاہیئے کذا فی الطحطاوی وفی البدائع الاصح طلبہ قدر الا یضر بنفسہ ورفقتہ یا لانظر اور بدائع میں ہے کہ صحیح تر قول یہ ہے کہ پانی کا تلاش کرنا اسقدر ہو کہ ضرر نہ پہنچے

تو اس میں اسکی ذات کو ذرا برابر ضرر نہ ہونے کے ساتھ یہ کلہ انتظار کرنے سے یعنی اگر ایک کو بھی اوس سے ضرر ہو تو عدم طلب بیان ہے اِنْ طَنَّ طَنًّا غَلَبَ عَلٰی ظَنِّہٖ دُوْنَ مِیْلٍ بِاَمَارَۃٍ اَوْ اِنْبَاءِ عَدْلٍ کی تلاش فرض ہے اگر گمان قوی ہو پانی کے پاس ہونیکا ایک میل سے کم کسی علامت سے یا ایک معتمد آدمی کے خبر دینے سے ھم نون میں اور ظن غالب میں فرق یہ ہے کہ اگر احد الطرفین قوی اور دوسرا ہم سہ دوسری ہو اور دل نہ جمے اور چہرہ ٹوسرے کو پھیر کر دیکھے اور گمان سے اور جسکا احد الطرفین راجح ہم جانو اور دوسری جانب کو چھوڑ دو اور اسکا نام اگر قرائن اور غالب الرای سے میل کی قید اسطرح لگائی کہ میل اور اذا توضأ میل پیدے اوسکی طلب واجب نہیں قرب پانی کی علامت یہ ہے کہ سبزہ نظر آوے اور پرندوں کو جمع ہوتا کذا فی الطحطاوی وَاِلَّا فَیُصَلِّیْ بِلَا طَلَبٍ اِلَّا اِذَا تَیَقَّنَ اَوْ ظَنَّ قُرْبَ الْمَاءِ اور اگر پانی کے نزدیک ہونیکا اوسکو ظن غالب ہو یعنی شک ہو جانا غیر قوی ظن ہو تو تلاش واجب نہیں بلکہ مستحب ہے اگر امید ہو نزدیک ہی کی اور اگر امید نہو تو تلاش مستحب بھی نہیں ہو اور صَلَّی بِتَیَمُّمٍ وَلَمْ یُعِدْ مِنْ یَقِیْنِ عَدَمِ الْمَاءِ اَوْ عَادِمًا وَاِلَّا اور اگر نماز پڑھی تیمم سے بدون یقین کے کہ پانی نہیں اور اگر عادم نہو تو اعادہ کرے حالانکہ وہ شخص نہایت بے پرواہ ہو نماز کے بعد اوس شخص نے پانی کے نزدیک ہونے کی خبر دی تو نماز کو پھر پڑھے ورنہ اعادہ نکرے کذا فی الزیلعی ھم بحر الرائق میں لکھا ہے مقتول ہو کہ تیمم کیا بدون طلب کے اور طلب اجب تھی اور نماز پڑھی پھر تلاش کی تو سوا فی جانب کے تیمم کے نزدیک مطلقاً خواہ امید اسکے پانی کی کوئی خبر دیوے یا نہ دیوے اور خواہ نماز پڑھی ہو یا نہ پڑھی ہو وَبَطَلَ اَیِ التَّیَمُّمُ فِیْ حَقِّ الْفَرْضِ وَالنَّافِلَۃِ مُطْلَقًا اَیْ لِلنَّجِسِ فِیْ حَقِّ الْفَرْضِ وَالنَّافِلَۃِ اور شروع ہو تیمم کیوں اسطرح جائز ہونے کے جن میں عبادت کی نیت کرنا ہم جواز نماز کی نیت سے اسطرح لگائی کہ نماز کے سوا جیسا سجدہ سلام یا جواب سلام کو اسکو مقتدی تیمم کی نیت کفایت کرتی ہے اور عبادت کی نیت کی مانند طہارت یا سیاحت نماز یا بیع مدت یا مبیع جنابت یا مبیع حدث ہو کذا فی البحر وَلَوْ صَلَّوْا جَنَازَۃً اَوْ سَجَدُوْا تِلَاوَۃً لَا یَکْفِیْ لِلْاَصَحِّ اگر جماعت نماز جنازہ یا سجدہ تلاوت کا سب نے مل کر کیا امام کے تیمم پر قول اصح میں یعنی اگر ہر ایک نماز جنازہ یا سجدہ تلاوت کی نیت سے تیمم کیا تو اس تیمم سے مطلق نماز جائز ہے اور اگر سجدہ شکر کیوں اسطرح تیمم کیا تو اس سے نماز پڑھنا درست نہیں کیونکہ وہ عبادت نہیں امام کے نزدیک قلیچی کے کہا کہ صاحبین کے نزدیک سجدہ شکر مستحب ہو اور اسی پر فتوی ہو چنانچہ سجدہ تلاوت کے باب میں مذکور ہوگا تو جب عبادت ہوا تو اس تیمم سے نماز صحیح ہوگی مقصودہ تیمم کی اسطرح اور عبادت ہو یعنی دوسری عبادت کا اسیلئے حَرُمَ دُخُوْلُ مَسْجِدٍ وَمَسُّ مُصْحَفٍ عبادت مقصودہ کی قید سے مسجد کا داخل ہونا اور مصحف کا چھونا نکل گیا یعنی دخول مسجد اور مس مصحف خود عبادت مقصودہ نہیں بلکہ نماز اور قرآن پڑھنے کے وسیلہ ہیں اگر کوئی کہے کہ دخول مسجد فی نفسہ نماز کے اعتکاف کیواسطے ہوتا ہی اور مسکا جواب ہم نے کہا عبادت تو اعتکاف ہوا اور دخول مسجد اسکا تابع ہو تو عبادت مقصودہ نہ ٹھہرا اور قرأت کی نیت سے تیمم کرنے میں تفصیل ہے چنانچہ ہم بیان سے کہ اگر جنب نے قرأت کیواسطے تیمم کیا تو اوسکو اور نماز نہیں پڑھنا جائز ہیں کذا فی الطحطاوی لَا لِقِرَاءَۃِ الْقُرْاٰنِ لِلْجُنُبِ فَاِنَّ طَهَارَتَهٗ بِالتَّيَمُّمِ كَطَهَارَتِهٖ بِالْوُضُوْءِ اے لا یکفی لجنب قرأۃ القرآن بالتیمم کیونکہ اوسکا تیمم کیواسطے وضو کے عبادت مقصودہ و مشروطہ ہو صحیح نہیں یعنی حلال نہیں ہو بدون طہارت کے لا یکفی کی تفسیر لا یحل اسواسطے کی اگر عبادت مقصودہ جنب کی قرآن خوانی کو بھی شامل ہو جاتے ھم نہ ملنے کے اور سرایج رفیع رغیرہا میں مطلق ذکر کرے کہ صحیح ہے کے قرآن خوانی کے تیمم سے نماز پڑھنا درست نہیں لیکن بالغ اور غایۃ البیان اور مبتغی میں کہا کہ اطلاق صحیح نہیں تفصیل حق ہے یعنی اگر جنب قرآن خوانی کیواسطے تیمم کرے تو اور نماز میں پڑھنا درست ہیں چنانچہ بحر الرائق میں ہو کہ تراویح سے کہ نہی عبادت مقصودہ ہو یا عبادت مقصودہ کا جزو ہو اور وہ حلال نہو بدون طہارت کے قرآن خوانی عبادت مقصودہ یعنی نماز کا جزو ہے لیکن اگر قرآن خوان جنب ہو تو شرط اخیر یعنی عدم ملت فعل بالا بالطہارہ پائی گئی تو تیمم کی شرط پوری ہو گئی تو نماز اوس سے درست ہوئی اور اگر قرآن خوان جنب نہیں بلکہ یہ عذر ہے تو شرط اخیر پائی گئی تو اوس تیمم سے نماز جائز نہیں ہوئی کذا فی البحر شارح نے لا یصح کی تفسیر و تعلل کی اگر اشارہ وہ ہو اس تفصیل تحقیقی کیطرف حَتَّی السَّلَامِ وَرَدِّہٖ شرط اخیر سے سلام کرنے اور سلام کے جواب دینے کا تیمم جائز ہو گیا یعنی سلام اور جواب اگرچہ عبادت مقصودہ ہیں لیکن بدون طہارت کے بھی صحیح ہیں تو اسکے تیمم سے نماز پڑھنا جائز نہیں فَاِنْ فَقَدَ طَاهِرًا وَضُوْءَ

لانہ لیس بأھل للنیۃ وما یصیر بہ الماء مطلقا کالمحدث اذا نوی الغسل او الوضوء لم یصر بہ طاھرا لان النیۃ لغیر القربۃ باطلۃ ۔ ترجمہ: اور نہیں ہے ناپاک کا اہل نیت کا اس واسطے کہ نیت کرنا اس کا لغو ہے اور نہیں ہوتا ہے پانی ساتھ اس کے پاک اگر نیت کرے غسل کی یا وضو کی جیسے بے وضو ۔ اور نہیں ہے ناپاک کا اہل نیت کا اس واسطے کہ نیت کرنا اس کا لغو ہے اور نہیں ہوتا ہے پانی ساتھ اس کے پاک اگر نیت کرے غسل کی یا وضو کی جیسے بے وضو ۔

وقولہ ویتیمم بمثل نیۃ الوضوء بعد الخ وصحیح کہ تیمم سابق سے وضو کی نیت سے نماز پڑھ سکتا ہے ۔ تیمم سابق سے نماز پڑھ لی تو جائز ہے اگر وہ وہ سر سامان اس شخص کے اور پانی کی میل سے کم سافت اور اگر اس قدر سے زیادہ سافت کم ہو تو نماز جائز نہیں صلی من غیر طلب فی العمران یتیمم وینسی الماء فی رحلہ وسعہ ان یتنفل ۔ اگر نماز پڑھی اس شخص نے جو آبادی میں ہے اور نہیں طلب کیا اس پانی کو جو اترنے کے مکانوں میں ہے اور بھلا دیا اس نے کہ پانی اس کے اسباب میں ہے اور گنجائش ہے اس شخص نے جو آبادی میں ہے اور بھول گ

اور پانی کا ڈھونڈنا جب تیمم کو جائز نہ ہوا جواب کہ ہاں یعنی ابو حنیفہ اور ابو یوسف اور محمد رحمہم اللہ کے واسطے کوئی پانی نہیں ہوا تو وہ ہوا اور نہ ہونا اور نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان کے نزدیک عادت میں پانی جو بمنزلہ الرائح ہیں مفقود ہے جو ہم اور جو چیز مفقود ہو ہم اس کو اور وہ چیز ہیں جن کی طلب نہیں ہوتی اور اسی لئے ان کے نزدیک ہم پر ذلت اور خواری نہیں اسواسطے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص کو جو ہم ہو اور کوئی غیر دلیل سے سوال کیا ہو کہ فانی الطھارۃ فی فلا تجب طلب الماء ولا یراد بہ الطلب کما قال حتی تستنبئ بین حمرۃ الوقت علامۃ انتظار کرنا واجب ہے یعنی آسمان کی سرخی کی عادت نہیں کذا الا ینظر وقال حتی تستنبئ بین حمرۃ الوقت علامۃ انتظار کرنا واجب ہے اور طلب کے ارادہ سے نہیں ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ پانی نہیں ہے جانا کہ پانی ہے پھر اول تو اسکے طلب کرنا واجب ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ انتظار کرنا واجب نہیں مستحب ہے کذا فی الطھارۃ وھی ولو کان فی الصلوٰۃ ان ظن الا یطلقہ فقد ولا اور اگر متیمم نماز میں کسی دوسرے شخص کے پاس پانی دیکھے اگر اسکو پانی ہونے کا گمان ہو تو نماز کو قطع کرے اور اگر دینے کا گمان نہ ہو تو نماز نہ توڑے خواہ فاتحہ میں ہو کہ تیمم کرنا لاحق نماز میں ہو اور اسکو دینے کا گمان غالب ہو تو قطع کرے اور طلب کرے اگر وہ نہ دے تو تیمم اور نماز باقی ہے پھر اگر اسنے بلا سوال نماز تمام کی پھر سوال کیا تو اگر اسنے پانی دیا تو نماز پھر دوبارہ نہ ہوگی کذا فی المحیط ولکن الاستحسان المحیط ان لما عاد الماء ولا لا وجب الطلب ولا لا لیکن قہستانی میں محیط سے منقول ہے کہ اگر پانی نہ ڈھونڈا تھا اور اسنے دینے کا گمان ہو تو طلب کرنا واجب ہے ورنہ واجب نہیں ہم یہ روایت مخالف ہونے ظاہر الروایۃ کے وجہ میں نماز نہ ہو جانے اور محیط کی مانند ہونے کی بھی تفصیل مذکور ہے کذا فی الظھیریۃ وللمتیمم ان یصلی بالتیمم الثانی من ساعتہ ان شاء وان شاء بعد ساعۃ او بعد ما صلی رکعۃ او رکعتین ما لم یحدث حدثا ینقض الوضوء او یجد الماء حتی لو وجد الماء بعد ما صلی رکعۃ او رکعتین بطل تیممہ وصلاتہ وان وجد بعد ما صلی اربع رکعات او اکثر لم تبطل صلاتہ وتیممہ ولا یبطل التیمم الا بوجود الماء او بحدث ینقض الوضوء او بالردۃ کذا فی الکافی متیمم کو اختیار ہے کہ اول نماز میں دوسری نماز کے لئے تیمم کرے یا ایک وقت کے بعد یا ایک رکعت پڑھنے کے بعد جب تک کوئی ایسا حدث نہ کرے جو وضو کو توڑ دیتا ہے یا پانی نہ پائے اگر پانی پایا تو تیمم باطل ہو گیا اور نماز بھی اگر چار رکعت سے زیادہ پڑھ چکا ہو تو نماز باطل نہ ہوگی اور اگر چار رکعت سے کم پڑھا ہو تو نماز بھی باطل ہو گئی اور اگر مرتد ہو گیا تو بھی تیمم باطل ہو جاتا ہے

فروع مسائل متفرقہ شارح کی صلۃ المحیط وان تیمم ان فی المصر اعاد ولا لا متیمم نے تیمم کے ساتھ نماز پڑھی اگر وہ قریب ہی شہر میں ہو تو اعادہ کرے اور اگر شہر میں نہیں ہے تو پھر اعادہ نہ کرے یعنی مقیم جو مسافر ہو جانے کے بعد پانی پائے اسواسطے کہ مسافر کا عدم عجز حقیقی کے ساتھ ملحق ہوا اور مسافر میں غالب آبادی ہونے کا عدم متحقق ہو گیا ہر وہ جس کے اور متیمم کے اعادہ اسواسطے ہوا کہ عجز متحقق

ہوا تھا وہ کے نعل سے اور مثل ہیا دھونے نہیں حق اللہ کے بمقابلہ حق اللہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا ۔ سوال ہوا تلاوت کیا ہوا تیمم کرے یا نکرے جواب اگر وہ شخص مسافر ہے تو اس تیمم کرے اور اگر مسافر نہیں تو نہ کرے ہم اگر پہلے سے پانی موجود ہوتے ہیں فرض نہ تو حق ہے کہ مطلقاً وقت نہ ہو نہ سفر میں نہ اقامت میں اور اگر پانی موجود نہیں تو مطلقاً وقت ہو کہ اس کے الصعید الماء المسلم فی الفلاۃ اربع التیمم اکثر ما یکون کذا فی الفتاوی قولہ ولو صوف جدید الخ جو پانی کے بطور نہیں سبیل کے کہا ہو مثل بالم نہیں جب تک کہ ہیت معنی اگر کثرت تو معلوم ہو گا تر نہ ہو کہ وہ وضو کیوں سے بھی ہے ہم پہنچ کر اسطرح پانی راہوں میں دفعت ہو تا ہو وہ نہ کہ ہم نہ کا مانع نہیں اسوا سطرح وہ ضو گا پانی شیر خاصہ ہے اور کثیر پانی سے اموقت وضو درست ہو گا جبکہ نقط شرب کا یقین نہ ہو اور جب کہ یقین ہو کہ نقط شرب کیوں کہ اطلاع ہے تو وضو حرام ہے اسوا سطرح کہ وقت کی شرط شارع کے نعس کی مانند ہو کذا فی الفتاوی وَيُشْتَرَطُ فِيهِ مَا يُشْتَرَطُ فِي الْوُضُوءِ اور وہ پانی جو وضو کیوں سطرح دفعت اور سیبل ہوا وسکا پینا درست ہو الْمُجْتَبَى أَوَّلُ بَحْرِهِمْ مِنْ حَادِثٍ يَعْنِي مَعْنَى مَنْعِ جَنَابَتِ وَالْأَلَائِقِ بِتَصْحِيحِ پانی کے استعمال کرنے میں طاعض اور یہ وضو غسل بیت سو یعنی اسوا سطرح کہ جنابت اشد ہو تو اوسکا ازالہ اسے ولو کان احدھم فھو اذی اور اگر وہ پانی نہیں سکے کسی ایک شخص کا مملوک ہو تو وہی شخص متعدم ہو کیونکہ وہ مالک ہو وَلَوْ مُشْتَرَكًا يَسَعُ وُضُوءَ الْمَيِّتِ اور اگر وہ پانی نہیں میں مشترک ہو تو اسکا مرت کیا نعل بیت کیوں طلاق ہو حَاجَتُهُمْ جَمِيعًا فَيَقْسِمُ عَلَى حَاجَتِهِمْ تیمم کا بناء کا اس پر ہیں یعنی اسوا سطرح کہ مٹی مستعمل نہیں ہو تی یہانتک کہ اگر تیمم کرنیوالوں کے ہاتھ کی مٹی ایک جگہ جمع ہو تو اوسسے بھی تیمم درست ہو گذا فی الفتاوی حیلہ جواز تیمم مَعَ مَا مَرَّ مِنْ وُجُوبِ الْخُرُوجِ إِلَى الْمَطَرِ إِنْ لَمْ يَظُنَّ أَنَّهُ يَبْلُغُهُ إِلَّا بِمَشَقَّةٍ عَلَى نَفْسِهِ أَوْ مَالِهِ أَوْ يَنْقَطِعُ الرَّكْبُ عَنْهُ بِمَرَّةٍ تیمم کی اس شخص کو جسکے ساتھ زمزم کا پانی ہے اور اوسکو پاس کا کھٹکا نہیں سمجھ ہے کہ زمزم کے ساتھ اس چیز کو ملا دے اور اوسسے غالب ہو جاوے یا برابر ہو جاوے گلاب وغیرہ کو خلوط کر دے یا اوسکو بہ کر دے اسطرح کہ مانع ہو جو ہم نے اپنے کے ہم عدم خوف تشنگی کی اسوا سطرح قید لگائی کہ تشنگی نہ ہو تیمم جائز ہے بدون تخوط کرنے کے اسوا سطرح کہ وہ پانی حاجت اصلی میں مشغول ہو اور ظاہر ہے مذکور کا حیلہ خوب نہیں کہ اوسمیں پانی کا ہیہ فائدہ فرمایا اللہ اعلم وَنَاقِضُهُ نَاقِضُ الْأَصْلِ وَلَوْ عَمْدًا اور تیمم کا ناقض ہو وہ ہی ہو تیمم کہ اصل کا ناقض ہے یعنی تیمم جسکا خلیفہ اور بدل ہو اگر چہ وہ اصل غسل ہو یعنی جو تیمم کہ ناقض ہے وہ اس تیمم کی ناقض ہو جو خلیفہ ہو وضو کا اور جو تیمم غسل کی ناقض ہو وہ اس تیمم کی بھی ناقض ہے جو جدا گانہ غسل کا مصنف نے اپنی شرح میں کہا کہ کذا اور فائدہ میں یوں کہا کہ تیمم کا ناقض وہ ہی ہو جو وضو کا ناقض ہے اور شرح نقایہ میں کہا کہ نَاقِضُهُ نَاقِضُ الْأَصْلِ وَضُمِّرَ الْكَافُ اور غسلاً اور یہی کہنا بہتر ہے اسوا سطرح کہ جو ناقض ہو غسل کا وہ ناقض ہو وضو کا لیکن ہر ناقض وضو کا غسل کا ناقض نہیں کیونکہ حدث باقض وضو ہو ہو غسل کا ناقض نہیں تو سمجھ لینا چاہیئے کہ اگر ناقض وضو کا ہو ناقض ہو تو ناقض غسل کا بھی ہو فَإِنَّ الْجَنَابَةَ تَرْتَفِعُ بِالْخُرُوجِ صَارَ جُنُبًا اگر جنابت کو اسطرح تیمم کیا ہو حدث اصغر ہوا تھا تو وہ محدث ہو گیا جنب یعنی اگر جنابت کا وضو ٹوٹا تو غسل ہم درمانت کر کہ متن مذکور میں صورت کو سوال سے ایک گیسے کہ اگر تیمم حدث اصغر ہی ہو تو اوسکا ناقض وہ ہی ہو جو اوسکی اصل یعنی وضو کا ناقض ہو تو سر ایسا ہو کہ اگر تیمم جنابت سے ہو تو اوسکا ناقض وہ ہی ہو غسل کا ناقض ہو حدث اصغر اور حدث اکبر یعنی جنابت کیا اسطرح بھی تیمم کیا ہو حدث اصغر ہوا تو ہیہاں تیمم ٹوٹا ایک اصل کے بمقابلہ ہے یعنی باعتبار حدث اصغر کے، باعتبار جنابت کے تو شارح کا تفریع کرنا تیمم ظہر اتو علی کا اعتراض جو شارح پر تھا کہ اوسنے سکوت کیا وہ نہ پر تفریع کی دفع ہو گیا کذا فی الطلاوی وَيَرْتَفِعُ حَدَثُهُ بِصَلَاةٍ وَاحِدَةٍ بِحَيْثُ لَوْ صَلَّى صَلَاةً أُخْرَى جنب تو اب وہ وضو کرے اگر پانی نقدر وضو کے پاوے اور اوپر دونوں عذر ہوا اور نہ کے پانوں ہو دی ہم یعنی جو عذر کہ جنابت سے بھی طہارت کا طلب پہلے تھا وہ کذا اور عذر جنابت کا یعنی میں جو عذر کہ اسوا سطرح کہ عذر کہ جنابت کا مانع نہیں جیسا کہ باب المسح علی الخفین میں مذکور ہو گا کذا فی الحلبی نَقَلَهُ شَيْخُ عَلِيٍّ عَلَى مَا فِي الْمَاءِ بہر وضو کے بعد ہر فرض کی پسمع کہ نماز پڑھے ہر غسل کرے سنگی قیاب کرنا ہم کو مگر اگر اسقدر پانی پر قدرت ہو گا تو جنابت کا بھی تیمم ٹوٹ جاویگا پھر نجاوز کے بعد جنابت کیسطرح دوسرا تیمم کر سکے کہ بھلا ٹوٹنا گیا پانی کے دیکھنے سے پھر اگر

بعد اگر حدث اصغر لاحق ہوا ہو پانی بقدر وضو کے پایا ہو تو ضرور دن پر مسح کرے بلکہ وضو کرے اور نماز ہو اور پانی کو ضرورت کے لیے رکھ چھوڑے کیونکہ جنابت یا فوت میں بسرایت کرگئی ہے موجب ہے اور مسح کرنا بعد حدث کے کذا فی الطحطاوی فمع فی بیان الاصل الشریعۃ بعد حدثا کما فی قولہم العشر بعد الماء تم توضع کا لفظ صدر الشریعۃ کی عبارت میں یعنی بعد کے جو کہ ظاہر ہوا ان سے العشر ہے یعنی بعد یعنی وضو ہے یعنی وضو ہے بعد آسانی کے ہے سو اگر کہیں کہ ہم نے مخالف ہیں شرح وقایہ میں اول باب تیمم میں صدر الشریعۃ کی عبارت الاطہر ہو آلۃ اذا کان مع الجنابۃ یوجب الوضوء کتب علیہ الوضوء یعنے جبکہ مسح الجنابۃ حدث موجب وضو ہو تو اسپر وضو واجب ہے تو اسکا مطلب یہ ہے کہ جب جنابت کے ہمیں بعد حدث یا اگر جنابت کے نہیں ہے بعد حدث اسپر وضو واجب ہے اسلیے جنابت کے ساتھ وضو کرنے کی حاجت نہیں جانچہ تمہاری ہی بیان ہوگا اور اسکو کہا عضا یا وضو کفایت کرتا ہو تو وہ تیمم کی واجب ہے اور اسپر واجب نہیں پانی کا صرف کرنا عضا یا وضو کفایت کرچکا ہے جنابت کا تیمم کرنا بعد حدث واقع ہوا وضو کا موجب تو اب اسوقت اسپر وضو کرنا واجب کیونکہ وہ پانی بقدر کفایت ہے نہ ہوا اور اسکا ذکر الطحطاوی اور بسیار تیمم حسن بلیلی کنسی شرح وقایہ نے عبارت مذکورہ کے وضو کو بعد تیمم جنابت کے محمول کیا ہو وتلک رابعۃ ماء وہ ولا بالبادیۃ فی الصلوٰۃ اور افضل تیمم ہے فاقد ہونا پانی پر اگرچہ قدرت بطریق اعانت کے ہو نماز میں تم یعنی اگر ایک شخص پانی کے ہونے سے تیمم کرکے نماز شروع کی اور عین نماز میں کسی شخص نے اسپر پانی لیا کر دیا تو قدرت حاصل ہوگئی نماز چھوڑ کر وضو کرے اور نماز پڑھے مصنف نے شرح میں کہا کہ رویت سوقدرت کر تیمر کرنا بہتر ہے اسواسطے کہ مریض پانی کو دیکھتا ہے اور پھر بھی تیمم کرتا ہے اور بعد زوال مرض تیمم باطل ہوگا بسبب قدرت کے اگرچہ پانی نظر نہ آوے کما فی قولہ ولو مرض مع فقدہ قدرت اوس نعمہ پانی کی نافضی ہے کہ پانی ہو اوسکا کوئی وضو یا غسل کو اگرچہ ایک بار عضا کا روبرو نکل ہو فضل عن حاجتہ لعطشہ وعجین وعطش من یلزمہ مؤنتہ دفعہ حیوان محترم ولو بہیمۃ لا یؤکل لحمہ ولو خنزیرا او کلبا عقورا او سنورا او حیۃ او نحو ذلک من المؤذیات او لحاجۃ اخری کطبخ طعام لدفع جوع مبیح او لعجن او لعطش مبیح او لاجارۃ او لثمن او لنفقۃ عبد او امۃ او بہیمۃ او زوجۃ او قریب او لدین او لوضوء ثان او لغسل ثان او لوضوء او غسل لصلوٰۃ عید او جمعۃ او جنازۃ او کسوف او استسقاء او وتر او نفل او قضاء فائتۃ او منذورۃ او لصلوٰۃ فرض اخر وقتہ او فائتۃ اخری او لطواف او لاعتکاف واجب او لصلوٰۃ جنازۃ اخری

ہر حکیا اقل میل یا گیا اسکو پہلے سو نہیں ٹوٹ گیا دوسرا تیسرا میں متیقن ہے حدیث اور اگر غیر متیقن ہے جیسا کہ یہی یا پاکان کے شبہ پر ثبوت نہیں ہے تو تیمم

سر کے ساتھ سر کو ملنا۔ ساقط ہونا کہ بسبب لاعلمی کے موافق عبارت اسلام منا سب نہیں ولا بین النقیضین ملکفہ کہ یعنی اجتماع نہیں درمیان نقیضوں کے اور کفنہ کے سوا اسکو کہ قصاص ہو یا نہ ہو قصد میں اور اسمیں کفارہ نہیں اور کفارہ ہونا بہ شبہ عمد اور خطا اور اسکی جاری ہونا میں اور آزاد قصاص نہیں انتہے انتہی الطحطاوی اور یعنی مسلمون بین یون عبارت ہوا اور قیما یوجب یعنی موجب نہیں درمیان قصاص اور دیت کے واللہ اعلم ص لاصبان وَقَطْعِ الْيَدِ اور اجتماع نہیں تاوان اور قطع میں یا تاوان اور اجتماع نہیں یعنی جب سارق کا ہاتھ کاٹا گیا تو اسپر مال مسروق کا تاوان نہیں اور جسپر فرد پر مال کے تلف کرنے سے تاوان ہو اسکو یا اسطلاح مزدور نہیں اور جسکی مزد وری لازم ہو اور پر تاوان نہیں ولا يَجْتَمِعُ مَعَ حَبْسِ لِاسْتِيفَاءِ اور نہ مارنا تعزیر کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتا یعنی جو تعزیر حاکم کیلئے ہو اسکے ساتھ جمع ہو سکتا ہو کذا فی الطحطاوی ولا يَجْتَمِعُ مَنْفَعَةُ إصْبَعٍ وَإِصْبَعَانِ أَفْضَلُهَا اور منفعت ہائے انگشت اجتماع نہیں کرتی ہیں منفعت ایک انگشت کی اور دو انگشت کی سے افضل انکی یعنی اگر کسی نے ایک انگشت کاٹ ڈالی تو اسپر ایک تہائی دیت واجب ہوئی اور اگر دو کاٹ ڈالے تو اسپر دو تہائی دیت واجب ہوئی اور اگر تین کاٹ ڈالے تو اسپر تین تہائی دیت واجب ہوئی اور اگر چار کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل واجب ہوئی اور اگر پانچ کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر چھ کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر سات کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور تین حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر آٹھ کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور چار حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر نو کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور پانچ حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر دس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور چھ حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر گیارہ کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور سات حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر بارہ کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور آٹھ حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر تیرہ کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور نو حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر چودہ کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر پندرہ کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور گیارہ حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر سولہ کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور بارہ حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر سترہ کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور تیرہ حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر اٹھارہ کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور چودہ حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر انیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور پندرہ حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر بیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور سولہ حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر اکیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور سترہ حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر بائیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور اٹھارہ حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر تیئس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور انیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر چوبیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور بیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر پچیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور اکیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر چھبیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور بائیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ستائیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور تیئس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر اٹھائیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور چوبیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر انتیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور پچیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر تیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور چھبیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر اکتیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ستائیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر بتیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور اٹھائیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر تینتیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور انتیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر چونتیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور تیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر پینتیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور اکتیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر چھتیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور بتیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر سینتیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور تینتیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر اڑتیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور چونتیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر انتالیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور پینتیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر چالیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور چھتیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر اکتالیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور سینتیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر بیالیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور اڑتیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر تینتالیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور انتالیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر چوالیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور چالیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر پینتالیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور اکتالیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر چھیالیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور بیالیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر سینتالیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور تینتالیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر اڑتالیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور چوالیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر انچاس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور پینتالیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر پچاس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور چھیالیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر اکاون کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور سینتالیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر باون کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور اڑتالیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر تریپن کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور انچاس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر چون کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور پچاس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر پچپن کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور اکاون حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر چھپن کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور باون حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ستاون کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور تریپن حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر اٹھاون کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور چون حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر انسٹھ کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور پچپن حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ساٹھ کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور چھپن حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر اکسٹھ کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ستاون حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر باسٹھ کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور اٹھاون حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر تریسٹھ کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور انسٹھ حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر چونسٹھ کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ساٹھ حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر پینسٹھ کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور اکسٹھ حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر چھیاسٹھ کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور باسٹھ حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر سینسٹھ کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور تریسٹھ حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر اڑسٹھ کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور چونسٹھ حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر انہتر کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور پینسٹھ حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ستر کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور چھیاسٹھ حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر اکہتر کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور سینسٹھ حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر بہتر کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور اڑسٹھ حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر تہتر کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور انہتر حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر چوہتر کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ستر حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر پچہتر کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور اکہتر حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر چھہتر کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور بہتر حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ستہتر کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور تہتر حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر اٹھہتر کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور چوہتر حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر انہاسی کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور پچہتر حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر اسی کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور چھہتر حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر اکاسی کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ستہتر حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر بیاسی کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور اٹھہتر حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر تراسی کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور انہاسی حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر چوراسی کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور اسی حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر پچاسی کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور اکاسی حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر چھیاسی کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور بیاسی حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ستاسی کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور تراسی حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر اٹھاسی کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور چوراسی حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر نواسی کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور پچاسی حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر نوے کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور چھیاسی حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر اکانوے کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ستاسی حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر بانوے کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور اٹھاسی حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ترانوے کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور نواسی حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر چورانوے کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور نوے حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر پچانوے کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور اکانوے حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر چھیانوے کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور بانوے حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ستانوے کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ترانوے حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر اٹھانوے کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور چورانوے حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ننانوے کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور پچانوے حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر سو کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور چھیانوے حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو ایک کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ستانوے حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو دو کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور اٹھانوے حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو تین کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ننانوے حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو چار کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور سو حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو پانچ کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو ایک حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو چھ کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو دو حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو سات کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو تین حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو آٹھ کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو چار حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو نو کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو پانچ حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو دس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو چھ حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو گیارہ کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو سات حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو بارہ کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو آٹھ حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو تیرہ کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو نو حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو چودہ کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو دس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو پندرہ کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو گیارہ حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو سولہ کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو بارہ حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو سترہ کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو تیرہ حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو اٹھارہ کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو چودہ حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو انیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو پندرہ حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو بیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو سولہ حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو اکیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو سترہ حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو بائیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو اٹھارہ حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو تیئس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو انیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو چوبیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو بیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو پچیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو اکیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو چھبیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو بائیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو ستائیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو تیئس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو اٹھائیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو چوبیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو انتیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو پچیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو تیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو چھبیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو اکتیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو ستائیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو بتیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو اٹھائیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو تینتیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو انتیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو چونتیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو تیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو پینتیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو اکتیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو چھتیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو بتیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو سینتیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو تینتیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو اڑتیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو چونتیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو انتالیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو پینتیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو چالیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو چھتیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو اکتالیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو سینتیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو بیالیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو اڑتیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو تینتالیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو انتالیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو چوالیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو چالیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو پینتالیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو اکتالیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو چھیالیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو بیالیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو سینتالیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو تینتالیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو اڑتالیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو چوالیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو انچاس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو پینتالیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو پچاس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو چھیالیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو اکاون کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو سینتالیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو باون کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو اڑتالیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو تریپن کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو انچاس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو چون کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو پچاس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو پچپن کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو اکاون حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو چھپن کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو باون حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو ستاون کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو تریپن حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو اٹھاون کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو چون حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو انسٹھ کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو پچپن حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو ساٹھ کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو چھپن حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو اکسٹھ کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو ستاون حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو باسٹھ کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو اٹھاون حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو تریسٹھ کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو انسٹھ حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو چونسٹھ کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو ساٹھ حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو پینسٹھ کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو اکسٹھ حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو چھیاسٹھ کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو باسٹھ حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو سینسٹھ کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو تریسٹھ حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو اڑسٹھ کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو چونسٹھ حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو انہتر کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو پینسٹھ حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو ستر کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو چھیاسٹھ حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو اکہتر کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو سینسٹھ حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو بہتر کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو اڑسٹھ حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو تہتر کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو انہتر حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو چوہتر کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو ستر حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو پچہتر کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو اکہتر حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو چھہتر کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو بہتر حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو ستہتر کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو تہتر حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو اٹھہتر کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو چوہتر حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو انہاسی کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو پچہتر حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو اسی کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو چھہتر حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو اکاسی کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو ستہتر حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو بیاسی کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو اٹھہتر حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو تراسی کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور ایک سو انہاسی حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو چوراسی کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو پچاسی کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو ایک حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو چھیاسی کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو دو حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو ستاسی کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو تین حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو اٹھاسی کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو چار حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو نواسی کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو پانچ حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو نوے کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو چھ حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو اکانوے کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو سات حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو بانوے کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو آٹھ حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو ترانوے کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو نو حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو چورانوے کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو دس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو پچانوے کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو گیارہ حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو چھیانوے کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو بارہ حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو ستانوے کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو تیرہ حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو اٹھانوے کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو چودہ حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر ایک سو ننانوے کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو پندرہ حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر دو سو کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو سولہ حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر دو سو ایک کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو سترہ حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر دو سو دو کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو اٹھارہ حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر دو سو تین کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو انیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر دو سو چار کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو بیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر دو سو پانچ کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو اکیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر دو سو چھ کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو بائیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر دو سو سات کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو تیئس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر دو سو آٹھ کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو چوبیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر دو سو نو کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو پچیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر دو سو دس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو چھبیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر دو سو گیارہ کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو ستائیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر دو سو بارہ کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو اٹھائیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر دو سو تیرہ کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو انتیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر دو سو چودہ کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو تیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر دو سو پندرہ کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو اکتیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر دو سو سولہ کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو بتیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر دو سو سترہ کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو تینتیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر دو سو اٹھارہ کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو چونتیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر دو سو انیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو پینتیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر دو سو بیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو چھتیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر دو سو اکیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو سینتیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر دو سو بائیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو اڑتیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر دو سو تیئس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو انتالیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر دو سو چوبیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو چالیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر دو سو پچیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو اکتالیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر دو سو چھبیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو بیالیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر دو سو ستائیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو تینتالیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر دو سو اٹھائیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو چوالیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر دو سو انتیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو پینتالیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر دو سو تیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو چھیالیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر دو سو اکتیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو سینتالیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر دو سو بتیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو اڑتالیس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر دو سو تینتیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو انچاس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر دو سو چونتیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو پچاس حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر دو سو پینتیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو اکاون حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر دو سو چھتیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو باون حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر دو سو سینتیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو تریپن حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر دو سو اڑتیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو چون حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر دو سو انتالیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو پچپن حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر دو سو چالیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو چھپن حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر دو سو اکتالیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو ستاون حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر دو سو بیالیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو اٹھاون حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر دو سو تینتالیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو انسٹھ حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر دو سو چوالیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو ساٹھ حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر دو سو پینتالیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو اکسٹھ حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر دو سو چھیالیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو باسٹھ حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر دو سو سینتالیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو تریسٹھ حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر دو سو اڑتالیس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو چونسٹھ حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر دو سو انچاس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو پینسٹھ حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر دو سو پچاس کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو چھیاسٹھ حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر دو سو اکاون کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو سینسٹھ حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر دو سو باون کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو اڑسٹھ حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر دو سو تریپن کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو انہتر حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر دو سو چون کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو ستر حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر دو سو پچپن کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو اکہتر حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر دو سو چھپن کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو بہتر حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر دو سو ستاون کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو تہتر حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر دو سو اٹھاون کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو چوہتر حکومت عدل واجب ہوئی اور اگر دو سو انسٹھ کاٹ ڈالے تو اسپر دیت کامل اور دو سو پچہتر حکومت عدل واج

للثة اوسرایہ الاول کونہ مسایرا لمحل فرض الغسل لقدم مع الکعبین او یکون تقصا کما قال فی الجوہرۃ المسح مع موزہ کی تین شرطیں ہیں پہلے شرط ہو موزہ کا ٹخنے والا اوسمقدار کا جسکا وہنا وہو مین فرض ہے یا قدم کا ٹخنے کے ساتھ یا ہو کمی اوسکی کتر اوس سوراخ سوجو مانع ہو مسح کا یعنی اگر پانوں کے چھوٹے تین انگلیون سوزیادہ کا نہ ہو کہ اوسسے توسیع جائز ہے اتنا نقصان مانع مسح کا نہیں ہوتا ہے علی الرجل ومشہ قدر الاقل ان یظہر منہ ثلثۃ اصابع تو جائز ہے مسح زبول پر اگر وہ ناگیا گیندی سی ہو نہ ہا ہو مگر جبکہ بقدر تین انگلیون کے پانون کھلا ہو تو اوسپر مسح جائز نہیں ہم زبول مصری کی زبان مین وہ جراب ہو چمڑے کی جو اوپری پر قائم ہے اور دونون ٹخنون کیطرف مشہور ہو وہ تعہ نہیں جبکہ اوس ملک مین ملتے ہون چمڑے کے موزے ٹخنون سے نیچے دوختہ نہین ہوتے اور گنجلدار نون سوا اوسکو نہیں لیتے مین وجوز مسح علی مشمر ساق مرتفق بنفسہ او بالشد فاذا کان ساقہ قدمہ کے عالم مین ڈھک لیتا زبول شقون کا کہ اوسپر مسح جائز کہا جو معنی اگر موضع شقون کا کہ نیچے مسح کرنیکو کافی ہو ہم بھی قول ضعیف ہو اور معتمد اہل بخارا کا قول ہے کہ جائز نہین ہم کہتے ہین کہ جبکہ شخنین یعنی گٹے اور سخت چیز سے ہمسین پانی سرایت نکرے اوسکو سہنے کی چاہئے بات وہو کذا فی الخلاصۃ وعلی ہذا فالمعلی والناقص کونہ متمکنا بالمشی علیہ من غیر مشی ہو سرایۃ الحدث اور دوسری شرط شمول ہونا موزہ کا پانون کے ساتھ یعنی تمام موزہ مین پانون بھرا ہو موزہ اوسقدر کہ اوسمین سرایت کرنے حدث کو مانع رہو فلو واسعا قدمیہ جدا لایمنع ولو قدر قدرہ الیہ لم یجز اگر موزہ کشادہ اور لمبا ہو پہر اوسنے مسح کیا زائد پر حالانکہ اوس زائد کیطرف پانون نہین پہونچتا تو مسح جائز نہوا ہم فتاوی عالم گیری مین سراج سے منقول ہے کہ معتبر نہیں مسح کرنا اوس موضع کا جو خالی ہو قدم سے اگر اوسنے پانون کو خالی مقام مین کر دیا تو مسح کیا تو جائز ہوا اور اگر وہ اوسی پانو پر موزے کو اعادہ کرے انتہا اور حلبی نے اپنا اوسکا سوا نقل کیا کہ اعادہ مسح کا ضرور نہین کذا فی الظہیریۃ وحاصلہ یعنی مختصرا ولا یضر بقدر ما یمکن المشی علیہ من غیر مشی اور مسح مین ضرر نہین کرتا نظر پڑتا ہے پانون کا اوپر سے یعنی اگر ایسا موزہ وکشادہ ہو کہ اوپسے نظر آتا ہو تو ہم مسئلہ نہین والثالث کونہ مما یمکن متابعۃ المشی المعتاد فیہ فرسخا فاکثر اور تیسری شرط ہونا موزہ کی کہ اوس چیز کو ممکن ہو پیادہ یا چلنا اوسمین عادت کے موافق تین کوس پیرزیادہ وہمقدار سے ہم فرسخ کی قید حاشیہ ہدایہ مین اور محیط مین امکان سفر نہ کور ہے علی ما فی مختصر الجامع الصغیر او خلیہ ولو جاز بامکان مسح اوس موزہ پر جو مانع سے کا پہنچ بالکری یا لوہے کیوجہ اوسکو ہنکڑا دینے سے تخلف عادت کے موافق چل نہین سکتا وہو جائز بلا اشکال افضل الاحالۃ وھو افضل اور وہ افضل نہین اور خوارہم کے نزدیک مسح موزہ کا واجب ہوا جیوا وسشخص پر جسکے پاس پانی نہین مگر اتنا کہ مسح کو کفایت کرتا ہو یا ڈاوتت کے فوت ہونیسو ڈرتا ہو وہو یا ڈاوقت خرابات کے فوت ہونیسو کذا فی البحر ہم بحر تجزیہ سے صاحب بحر کی کتب شافعیہ کے موافق اسواسطے کہ قواعد حنفیہ کے مخالف نہین وفی القہستانی انہ رخصۃ مسقطۃ للفرض والوضوء لبا وحقیقیۃ للغسل بنیۃ کما فی الخانیۃ اور قہستانی کی شرح قفایہ مین ہے کہ رخصۃ مسح رخصت عزیمت کے ساتھ کہ زوال اوسپر اگر باقی رہوے اپنے موزون مین رہنے کی نیت سے تو جائز ہے کہ گنہگار ہو ہم رخصت وہ ہو جو عذرات جاوہ سے مبنی ہو اور عزیمت عبادت ہی حکم اصلی سو جسکی باعذرات جاوہ پر نہین ہو لاصح سے الشرائط توسیع (یعنی رخصت ہو کہ مشروعیت عزیمت کی سفلہ ہو یعنی اسکو ساتھ عزیمت کا مشروع ہونا باقی نہ رہا برخلاف رخصت ترفیہ کے کہ اوسکے ساتھ عزیمت کی مشروعیت باقی رہتی ہی ہم موزہ رکھنا سفر مین کہ اسے البحر بسنۃ مشہورۃ مسح موزہ کا جائز بسنت مشہورہ سو بھی احادیث مشہورہ ہی ہم حدیثہ مشہورہ وہو جسکے راوی سے زیادہ ہون ہر طبقہ مین طبقات رواۃ سوا اور قاتر کی صحابہ کرام پنجمین امام اعظم نے فرمایا مین ہم کا قائل ہوا یہان تک کہ مسح کا ثابت ہونا مجھپر ظن کی تا ایدروشن ہو گیا یعنی کثرت احادیث سوکذا فی الظہیریۃ وفسد کرہ مبتدع ہو ترکہ کسم کا بہ معنی ہم امام اعظم مذہب اہل سنت وجماعت سوسوال ہوا فرمایا کہ تفضیل الشیخین وحب الختنین واعتقاد المسح علی الخفین وعلی ہذا الثانی کافر ہم اور ابو یوسف کے نزدیک منکر کافر ہم اسواسطے کہ انکر تواتر کیا حدیث

مشہور حدیث شرعہ کے حکم ہیں ہو کما فی الطحطاوی وفی الحلبۃ شرح منیۃ المصلی بالاجماع علی بالتواتر رواہ کذا فی نہایات منہم العشرۃ
فقہاء وقد تعہد ہیں ہو کہ ثبوت مسح کا اجماع سے بلکہ تواتر سے ہو راوی اسکے صحابیوں سو زیادہ ہیں انہی سے ان اکابر عشرہ مبشرہ ہیں کہ انہی کے
ہم علماء حنفیہ نے شرح صحابہ ہیں ذکر کیا کہ جنہی سمانی الامام کی شرح ہیں ۶۶ صحابیوں کی روایت احادیث کی ذکر کی ہو مسح المخفین ہیں وفصل
بالکتاب ہو قولہ تعالیٰ فاغسلوا وجوہکم وایدیکم الی المرافق وامسحوا برؤسکم وارجلکم الی الکعبین اور قول صحیح یہی ہو کہ ثبوت مسح خفین کا قرآن مجید سے ہے اور یہ قول رد کیا جاتا ہو
اسطرح کہ مسح موزہ کی غایت دونوں ٹخنے نہیں بلکہ اجماع تو اہل حکم کا زیر فرض مجرد ہے کہ وہ جہاں تک ہو قدم تک ہو اور نصب کی قرأت کو جبکہ موزہ پاؤں نہیں ہوتا اس
ہیں جمہور نے کہا ہو کہ وہ دونوں قرأت ہیں تقارض واقع ہوا تو ہم کو اس قرأت کی طرف رجوع کرنا واجب ہوتا اسواسطے کہ اہل حکم کے
قول کا دو وجہ سے اگر جر کی قرأت سے مسح موزہ کی مراد ہونا تو نہیں مسح کی غایت ٹھہرتی یعنی ٹخنوں تک مسح کرنا واجب ہوتا اسواسطے کہ اہل حکم کے
بعد الی الکعبین ذکر ہے حالانکہ بالاتفاق یہ ثابت نہیں اور اہل حکم کے جر کا جواب یہ ہو کہ وہ مجرور مضمول پر عطف ہو فرنصب لازم نہ تھا جو تم
وہ مجرور کے پاس پڑا ہو یعنی پڑوس کے پاس تو اسکو کہہ بھی مجرور کر دیا جاتا ہو جیسے جحر ضب خرب اور نصب بالحمل علی المحل جائز ہو علم جواز ہ
الجحر الی ضب خرب اور نصب کو اس لیے بھی نہیں گرا سکتا یوں جواب دیا جاتا کہ نہ گرانا مفید ہو نصب کو جبکہ ثواب حاصل ہو اس صورت میں نصب کرنے سے کچھ تو وہ یہ ہو فضیلت کی اتنہ
لا الجنب حاضر جائز نہیں مسح کرنا موزہ کا جب اور جنابت کو یعنی جب جنابت یا یعنی بالفاظ دیگر اسواسطے مسح جائز نہیں اسواسطے کہ
اسکو غسل بدن کا واجب لازم ہے اور مسح میں یہ بات حاصل نہیں ترمذی ابن ماجہ اور ترمذی میں صفوان بن عسال سے روایت ہو کہ رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم حکم کرتے تھے جبکہ ہم سفر میں ہوتے تھے کہ ہم اپنے موزے نہ اتاریں تین دن اور تین رات مگر جنابت سے ولیکن بول اور خلاء اور
نوم سے کما فی بیانہ ایسے طحطاوی نے بحوالہ الرائق سے نقل کیا کہ حاصل کیا سند ابو یوسف کے قول پر ہتی ہو اسواسطے کہ اقل یعنی ادنی کم سے کم زیادہ سے
دن اور رات تک کا ہو تو سفر میں اسکی تصویر ہو سکتی ہو بخلاف طرفین کے انکے مختصر اور المنتقی لا یلزم تصویر اور کسی نے کہا کہ اسکی تصویر
لازم نہیں یعنی حکم منہوم کے وجود کے لیے ضرور نہیں کہ یہ بات بیان کرنا ضرور ہو کہ جنابت نہیں اور عدم لزوم تصویر اسکے امکان کا منافی نہیں کذا فی
الطحطاوی چونکہ جنابت کیلئے منہوم نہیں وفیہ ان الفعل الشرعی یعتبر فی العقول الاتری کہ نفی اسکی ہو شرعی نفی ہو وجود وفعل ہو یعنی
منہوم کا وجود بیان کرنا لازم نہیں وفیہ ان الفعل الشرعی یعتبر فی العقول الاتری کہ نفی اسکی ہو شرعی نفی ہو وجود وفعل ہو یعنی
تصور عقلی کے محتاج ہوں جیسے حدث ہو تو اسکی نفی ہو شرعی کی قید اسواسطے لگائی کہ نفی عقلی ہو احتراز ہو جیسا کہ نماز میں شریک ہو اسکی نفی ہو وجود وفعل یعنی
عقلی کی حاجت نہیں اور اثبات عقلی ہو تصور پر موقوف ہو کما مر یعنی جیسے فعل ہو کہ اسکی تصور ذہنی کی تصریح واقع ہو تا کہ نفی کرنا حاصل ہو کیونکہ نفی
شی کی فرع ہو اسکی تصور کی تو شرعی کی قید لگانا بہتر نہیں اور مسح جنب کیلئے ثابت نہیں یوں نہ کہو کہ وہ کیلئے اور مجلد جراب کو پہنا ہوا ہو جنب ہو گیا
تو اسکو جائز نہیں کہ جراب کو باہر نکلوا دے کہ تمام وضو دھو لیوے کیا اور جراب پر مسح کر سکتا ہو کذا فی الطحطاوی اور ہدایہ میں اسکی تصویر مستقبی
سے یوں کہ کر دے کہ ایکموزے نے وضو کیا اور موزے پہنا ہو جب وہ پہنا ہو تو اپنا پاؤں کو توڑ کر نکالا تو اسکو وضو کفایت کرتا ہو تو شخص وضو کر کے اور اوپر موزے پہنے
اور مسح نکرے اور جنابت کیوجہ سے ہو کہ اسکو بھی مسح کرے انتہی الغنیہ قولہ ولا یجوز مسح جنب ظاہر کلام ماتن جائز نہیں مسح کا جمعہ کے اور
اسکی امثلہ کے بتانے والے کہ وہ جمعہ یعنی ماتن نے جنب کے مسح کی نفی کی فرد بیان کرنا سے مفہوم ہو اگر جمعہ اسکے بتانے والے کو مسح کیا جائز ہو کیونکہ غسل جنابت
نہیں ولیس لہ ان یقلع خفیہ ولا یتوضأ وہو حالۃ کہ ایں نہیں بلکہ یا ایں بالفاظ دیگر اسواسطے کہ اسکو غسل واجب ہو اور غسل جمعہ غیر
کو جنب کے حکم میں ٹھہرانا کچھ ضرور نہیں اور تو ہر عبارت لتوضیح المنتقل ہو یعنی بجائے لحدث والجنب کے لتوضیح المنتقل
کیا بہتر ہو یعنی مسح موزہ کا وضو کر نیوالیکو جائز ہو نہ انیوالیکو ہم طحطاوی سے کہا یعنی اسواسطے کہ اسکو غسل واجب ہو کما فی السنۃ ان یغتسل

باحکام بالوضوء مرۃ مرۃ قلیلا ۱۲ درست نہیں ہے کہ مسح کرنے میں ہاتھ کو بائیں انگلیوں سے خط بنا دیں خصوصاً سامنے انگلیوں کو کہ کھینچنا ہے من قبیل اصابع رجلہ متوجہا الی السماء مسح شروع کرے بائیں کی انگلیوں سے پنڈلی کی جڑ تک کھینچتے ہوئے شروع کرے ہاتھ کو۔ کیفیت مسح کی قاضی خان کی شرح جامع صغیر میں اسطرح ہے کہ داہنی ہاتھ کی دو انگلیاں رکھے داہنی موزے کے سرے پر اور بائیں ہاتھ کی انگلیاں بائیں موزے کے سرے پر اور انگلیوں کی طرف سے پیر جمکا دے انگلیاں روان ٹھہریں تو اور نکو کھینچے پنڈلی کی جڑ تک اور دونوں ٹخنوں کے اوپر اسطرح کہ ٹخنوں کا دھونا فرض ہے اور اوپر کا حصہ فرض ہے اور اگر انگلیوں کے ساتھ ہتھیلی بھی رکھے تو بہتر ہے اسطرح مروی ہے محمد بن حسن سے اور مسح فرض ہو ہاتھ کی تین انگلیوں کی برابر اسمیں قول یہ ادا ہے فرض ہے اور تین انگلیوں کی برابر قدم پر فرض ہو اور ہاتھ کے اندر سے مسح کرنا مستحب ہے اور اگر پورے مسح پر پانی لگایا تو کافی ہے ایسا بعضوں نے کہا اس پر چلے اگرچہ گیلا نہ ہو یہ بھی قول معتمد ہے کذا فی الطحطاوی وحملہ علی ظاہر حصۃ من رؤس اصابعہ ای مقدار الثلث اور مسح کرنیکا مقام دو موزوں کا ظاہر ہے اور انگلیوں کے سروں سے مقدار تین انگلی تک یعنی جہاں تسمہ باندھا رہتا ہے چپلی میں کھلا رہتا ہے کذا معتمد شراح سے وسطح قدم مراد ہو اور جمہ قول فانیستان کو مذکور کے مخالف سمجھا ہو ظاہر موزے کی تیسرے معلوم ہوا اگر کوئی یا جوانب یا ایڑی یا ٹخنے پر مسح کرے گیا تو جائز نہوگا چنانچہ زیلعی میں ہے انتہی فی الطحطاوی وتبعہ الحلبی بین ظاہر وباطن ہاتھ مسح میں مستحب ہے مسح کرنا درمیان ظاہر موزہ کے اور باطن کے جو ظاہر ہے باطن سو موزے کا تلوہ مراد ہو نہ داخل موزے کا لہذا باطن کو موصوف لفظ کیا ہم شارح اس مقام میں صاحب ہدیہ کا تابع ہوا اور بحر الرائق میں محیط سے منقول ہو کہ مسح باطن موزے کا ظاہر کے ساتھ مسنون نہیں اور محیط کے سوا اور کتابوں میں اسکی نفی ہے اور اعلی اور اسفل موزے کے مسح کی حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے ضعیف کہا ہو انتہی فی الطحطاوی علامہ عینی نے شرح ہدایہ میں اس تضعیف کا جواب نقل کیا ہو کہ اصابہ نے اسکو ثقہ کہا ہو کہ ہمارے نزدیک جمع بین الظاہر والباطن مستحب ہوتا ہے لیکن بعد ہو جمہور اصحاب نے علی مرتضی کی اس حدیث سے استدلال کیا ہو کہ اگر دین را پس بہتر انا تو اتفاقہ اسفل موزے کا ظاہر کے ساتھ مسح کرنے میں ظاہر سے مقدم تھا حالانکہ میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ مسح کرتے تھے موزوں کے ظاہر پر اسکو ابوداؤد اور احمد اور ترمذی نے صحیح کہا ہو انتہی قولہ ہیئت کیا اور کیفیت ہو کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور جمہ جو صاحب ہدایہ نے کہا ہو کہ باطن موزے پر مسح جائز نہیں اگر یہ مراد ہو کہ باطن پر اقتصار جائز نہیں تو ہم اسے اور اگر جمہ مراد ہو کہ باطن کو ظاہر کے ساتھ مسح کرنا جائز نہیں تو مسلم نہیں کما ذکرنا انتہی یعنی مختصراً من شاء زیادۃ التوضیح فلیرجع الیہ اجزہ موقوتہ یوقوف قضاء او بقاء کلا یا جائز ہے مسح ظاہر پر جو موقوت ہو مسح کے اوپر یا پانوں کے پہنے کپڑے پر ہم موقوت بقصر جیسے چمڑے سے جسکو موزے پر پہننے میں کیچڑ وغیرہ کی حفاظت کیواسطے اور مثل اسکے الفافین میں جو کہ موق اور جرموق فارسی ہے معرب اسکو موزے پر پہنتے ہیں اوسکی ساق موزے سے کمتر موق ہو کذا فی الطحطاوی ہمم الغفار میں ہے کہ جرموق جو موزہ پر پہنا جاتا ہو اوسکی حفاظت کیواسطے سو اگر جرموق پھٹ گیا اور اوسکی مانند کا ہو تو اوسپر مسح جائز ہو خواہ اوسکو تنہا پہنا ہو یا موزے پر اور اگر جرموق پھٹ گیا ہو تو اگر تنہا پہنا ہو تو مسح اوسپر جائز نہیں اور اسی طرح اگر اوسکو موزے پر پہنا تو بھی جائز نہیں یہاں تک کہ جتنا زائد اندر کے موزے پر ہو پھر تو جائز ہو یہ اتنا ہی مختصراً ولا اعتبار بما فی فتاوی الشادی الیہ یرجع فی جمیع ما خالف النقول اور کچھ حیثیت نہیں اس قول کو فتاوی شادی خان کی جس اسواسطے کہ شادی مرد مجہول غیر مشہور ہو تو اوسکی پیروی کیونکر ہو اور مانند اسکی غایۃ البیان میں صدر شہید سے کہا ہی جو کذا فی البحر مختصراً اور جعل علیہ ولو من غیر ثخین حیث یمسح معہ ویثبت علی الساق بنفسہ ولا یشف ما تحتہ ولا یصف العلم الان بقدر

اَلٰی الْخُفِّ فَقَطْ اَلْمُرَادُ بِہٖ اَنْ یَّمْسَحَ کَفَّہٗ عَلٰی خُفِّہٖ اَگرچہ وہ ہوں مُتوسط سے بال اسکے اسطرح کی گاڑھی جرابوں پر مسح جائز ہے کہ اور کچھ پہنے ہوئے نہ ہوں اور وہ جرابیں ایسی ہوں کہ اگر کوئی آدمی پہنے اور وہ تین میل چل سکے بغیر پنڈلی پر آپ سے آپ نہ ٹھہریں بدون باندھنے کے اور اسکو نعلین کی چمڑہ نہ ڈھکی ہو اور پانی اوسمیں سے نہ بہے گر اوسمیں سے تھوڑا سا رطوبت مسح جائز ہے کہ پانی نہیں ذکر کیا ہے اسکو بھی مرئی تک پر مسح عام مقصد درست ہے کہ ہم پر جبہ مشہور ہے لیکن یہاں مراد پانی کا لفظ سے بدلیل استثناء اور تاکہ تکرار لازم نہ آوے کہ اسکے اصطادی مختصراً اَوْ اَنَّہٗ جَبِیْرَۃٌ مَوْقِیَۃٌ اَعَادَ مَسْحَ حَقِیْقَۃً اور اگر اتارا ہی وہ نہ مرموق موزہ تک سے توسیع کرنے دو مسنی بانہا موزون پر فَلَوْ تَوَضَّأَ وَاحِدَھَا مَسَحَ الْخُفَّ وَالْمُوْقَ الْبَاقِیَ اور اگر ایک پر موق اور اتارے تو مسح کرے والمتعلین لیکون النزول تابعاً لھا لعلہ اَسْفَلُ طَاھِرٌ اَوْ مُثَقَّلٌ عراقیوں پر مسح جائز ہے متصل بسکون نون وہ جرابیں ہے کہ نچلا حصہ اوسکا موٹے پر مضبوط چمڑے سے مثمون پر والْجَوَارِبِ اور جرابوں پر مسح جائز ہے غیر الفاتق بین جو جراب مجلدہ ہو جسکے اوپر اور نیچے چمڑا چڑھا ہو جَرْمَقِ مسح کرنا ہے ایکا۔ یعنی دونیں یا مسح کرنا طلاء مسنون ہو کذا نے الخ وَلَوْ اَھْرَاقَ اَوْ خَلَعَ اسمیں جائز ہے اگرچہ عمداً یَنْتَقِضُ طَھُوْرُہٗ یَلْبَسُ الْخُفَّ عَلٰی طَھَارَۃٍ اَحْدَاثِ مین کہ موزہ یا جرابوں یا براہین پہنے کو جن طہارت پر فَلَوْ اَحْدَثَ وَمَسَحَ اَحْدَثَ حَدَثًا فَلَیْسَ لَہٗ مَسْحٌ مُوَقَّتٌ یَمْسَحُ عَلَیْہِ کا فرض تو اگر اوسنے موزہ کا فرض دھویا اور اوسکو پانی موزوں پر مسح کیا پانکا پہر اوسکے اوپر موزہ پہنا تو پہر موزہ کو مسح کرنا کچھ نہیں اسواسطے کہ پہر موزہ پر مسح نہیں ہوسکتا بلکہ موزہ پر مسح کرنا متعین ہوگا کیونکہ اوسکو طہارت پر پہنا ہے کذا نے الطحطاوی وَتَاَبَّدَ مَسْحُ النَّاشِرِ حَقِیْقَۃً کَاَلْمَتْنِ وَمُوَقَّتًا کَغَیْرِہٖ یعنی ہمیشہ کیلئے مسح کرنا متعین ہوگا اگر

نماز دوسری دن پڑھی اول وقت میں کہ اسنے اقتصانی وقت لا یمکن مراد ہیں اگر کم اور کبھی آدمی قادر نہیں ہوتا مگر جاڑا نماز سے کھنچ وضوء اور خفت قبل ان یخرج فلما اتم صلی فلما تشہد احدث جانچہ ایک شخص نے رضد کیا اور دیکھا کہ پہلا صبح ہوا سو صبح صادق ہوئے بعد طلوع فجر کے نماز پڑھے ہر چند التجا کی پڑھ چکا وضو ٹوٹ گیا ہم اس شخص کو اگلی نجو کی نماز پڑھنا صبح کے ساتھ ممکن نہیں ہوا اسطرح کہ وقت واقع ہوا اور اسکی آخر نماز میں کہ اقوی الفضیلتانی یعنی اظہر مستحب عشا جاڑا نماز کیوں اسطرح پر شخص صبح کر جگا اور دوسرے دن کی نجر کو پہلا اگر مسح کرے تو نماز سے فارغ ہو گا بدت گذرنے کے ساتھ اور یہ حد ضد نماز ہو گا وقتی وقوع وقفا تین لعدم الحرج جائز نہیں مسح کہ اگلی موزے اور ٹوپی اور مرتع اور دستانوں پر بسبب نہ ہونے نے مشقت اور تکلیف کے ہم اور دوسری وجہ عدم جواز کی یہ ہو کہ مسح موزے کا ثابت ہوا حدیث مسح پر خلاف قیاس تو اور پیر کا قیاس موزے پر نہیں ہو سکتا و فرضہ عملا قلۃ ثلث اصابع الید باصبعہ فاطوا و ربعہ رضا من کل بطن المحف اور مسح کا فرض عملی اتنہ کی تین پوری انگلیوں کی برابر ہو طول اور عرض میں ہر پاؤں سے ہر موزے پر ہم یعنی فرض مسح اسقدر ہے خواہ آپہ اسح کی پاؤں کی انگلیوں سے ہو خواہ پنڈلی سے خواہ درمیان سے اور ہمنے جو پہلے ذکر ہو چکا کہ انگلیوں سے ہی پنڈلی تک ہر پاؤں کی قید اسواسطے لگا ئی کہ اگر ایک پاؤں پر لقدر چار انگلی کے مسح کیا اور دوسری پر لقدر دو انگلی کے تو فرض ادا ہو گا اور سیطرح اگر موزہ زیادہ ہو پاؤں سے اور اسپر وہاں مسح کیا جو پاؤں کے محاذی ہیں تو بھی فرض ادا ہو گا اعفوا عما یعم بلوی ما لکم ضبع جب فرض بقدر تین انگلی کے مسح ہوا تو قصیرون نے مسح بین ایک انگلی کا کہیں مسح کیا ہو یعنی اگر ایک انگلی کو ایکبار ترکر کے بقدر تین انگلی کے مسح کیا تو جائز نہیں اور اگر ایک انگلی سے تین بار مسح کیا اور ہر بار پانی لیا اور جدید حد بہ مقام مسح کے تو جائز ہے لقولہ فلم یمسح برؤسہن اصابعہ وجائی اصولہا ظہورہا اگر انگلیوں کے سروں پر مسح کیا اور انگلیوں کی جڑ کو مسح نہ کیا تو مسح جائز نہیں اور اسطرح کہ مستعمل پانی سے مسح ہوا لان کل من المحدثین الوضع فان الوضع فالمصیب فیہ کہ اگر انگلیوں کے رہنے کو موت بقدر فرض کے موزہ تر ہو گیا تو مسح اب جائز ہے ایسا کہا ہے مصنف نے اپنی شرح میں ہم اسواسطے کہ فرض حاصل ہو گیا بدون مستعمل پانی کے کذا فی الظہیریہ قال وفی الذخیرۃ ان الماء مستقر اجاز والا لا یہ مصنف نے شرح میں کہا اور ذخیرہ میں ہے کہ اگر انگلیوں کے سرین سے پانی ٹپکتا ہو تو مسح جائز ہے یعنی اسواسطے کہ فرض حاصل ہو گیا مستعمل پانی سے اور اگر ٹپکتا نہیں ہے تو مسح جائز نہیں ولو قطر قدر ان یبلغ من ظہرہ قدمہ لم یجز والا فعسل ابہن ظہر من کعبیہ اگر ایک آدمی کا پاؤں کاٹا گیا تو اگر بقدر قدم بقدر فرض کے یعنی بقدر تین انگشت کے باقی ہو تو موزہ پر مسح کرے اور اگر بقدر فرض باقی نہیں تو وہ فرض پاؤں کو دھونا اندا اس شخص کے جسکا پاؤں کٹا ہوا یعنی کٹوں کے نیچے سے اسکو بھی مسح کرنا جائز نہیں کیونکہ مسح کا محل باقی نہیں رہا کمحل غسل کا محل باقی ہو قولہ الی مرفق واحد ہ کھا اگر ایک آدمی کے ایک ہی پاؤں ہو پہلے پاؤں کے بالائے ٹخنہ سے ٹوٹا ہوا ہو یا ایک پاؤں ٹخنہ سے نیچے کا ٹا گیا تو ایسی ایک پاؤں کو یعنی اسکو موزے پر مسح کرنا جائز ہے ولا یجاوز محلہ مقصودا بلا عذر یعنی جائز ہے مسح کرنا جبھی موزے پر جو طہارت حقیقی نہ ہو یوں کے ہم ہر چند غصب کرنا کل کا ہے اور ہو لیکن مسح کی نماز ادا ہو گی کما لو غسل بماء مغصوب او تیمم بتراب مغصوب جائز جس طرح ہم جائز ہے وضو کرنا مغصوب پانی کا یا بالائے فتاد ہم اطلاق غصب کا اسپر سالم ہو اور اسکی صورت یہ ہے کہ کسی شخص کا پانی سب سرقہ یا نصاب کے مستحق قطع ہوا چہرہ وہ بھاگ گیا اور وہ ضرور ہے اسکے اسی پانی دھونا کذا فی الظہاری والخف الکبیر الموجاۃ وامتلاۃ ہو قدر ثلث اصابع القدم الا صابع کذا یدا و مقدوعلی المشی معتادا بنعلہ یعنی موزے کا بڑا ہونا یہ ہے قدر کسی چیز کی جو پنڈلی ہے قدر تین انگلی کے اور موزے کا ایسا ہونا کہ پہنکر چل سکے آدمی اپنے گھر سے بازار تک یا مسجد تک بغیر لکڑی کے اور بغیر کسی چیز کے باندھے ہوئے کے اور یہ حد ضد

تو موزہ سرسے کرے اسے الٹ کر اسے کا اعتبار ہے اسفل کا اور ہی الیہ فی علی غیر اصابعہ وعقبہ ومن ملأ فاختہ اور یہی اصابع بیرونی کا اعتبار کرنا دشوار ہوگا سو اسے خواہ درید گی اوسکی اونگلیوں یا ہوا پہنی سے پہنچا دہ ہوا تو کے نیچے پاؤں نظر آتا ہو فلو علیہا اعتبر الثقات ولو کبارا اور اگر درید گی اونگلیوں پر ہو تو صحیح ہے یہی اونگلیوں کا اعتبار ہے مگر بڑی اونگلیاں ہوں یعنی اسقدر یہی متوسط اعتبار نہیں تو اگر بہام اور کلمہ شہادت کی انگلی سمٹ جائے اور یہ دونوں ہی اونگلیوں کے ہوں تو صحیح اور نہ جائز ہے اور اگر ان دونوں کے ساتھ چھوٹی انگلی بھی کٹھکٹا جائے تو صحیح جائز ہو گا علی الاصح کما ذہب الیہ الطحطاوی عن شمنۃ القہستانی ولو علیہ اعتبر الاکثر کما ذہب الیہ اگر درید گی ایڑی پر ہے تو اگر ایڑی کا کٹھکٹا مقدر ہے یعنی اوہی ایڑی سے اگر زیادہ مکشوف ہو تو صحیح جائز نہیں ہے فاضی خان شرح جامع صغیر میں اسی قول پر اقتصار کیا ہے اور ظاہر متون میں ہر مقام میں اونگلیوں کا اعتبار ہے اور اسی قول کو کمال الدین صاحب فتح القدیر اور سرخسی نے بسنہ کہا ہے کذا فی الطحطاوی ولو لو قدر القدم للابرام عنہا استتر بہا صلاتہ لو جمیعا واتر اکثر اگر اسکے نظر آنے والے قدم برابر سرخسی کے قدم کے پاؤں سے پشت کی طرف ہو یا پیٹھے کی پشت موزہ کی تہنی کے سبب سو توسیع کا مانع نہیں اگر چہ بہت پیٹھا ہو ہم بھی نے کہا کہ نہ میں سے پاؤں اوٹھانے کی پشت اگر نظر آوے تو سیع کا مانع نہیں کما دل علیہ قولہ ینتہی الی الکعبین فانہ اگر موزے کا ابرہ بہت گیا ہو اسکا استتر توسیع کا مانع نہیں خواہ استتر چھوٹے کا ہو یا کبیر کا سا ہوا موزہ میں کذا فی الطحطاوی وفی الجمع الحروق فی جلد او ثقبہ او خرق کیڑے موزے میں جلنے کے یا سوراخ ہونے کے یا پھٹ جانے کے متفرق سوراخ جمع کئے جاتے ہیں ایک موزے میں نہ دو تین موزوں میں یعنی اگر ایک موزے میں کئی جگہ چھوٹا بڑا سوراخ ہو تو سوراخ جمع کرکے دیکھیں گے کہ اگر بقدر تین انگشت کے ہو تو سیع جائز نہیں ورنہ اگر اور اگر ایک موزے میں بقدر دو انگشت کے پٹا ہو اور دوسرے موزے میں بقدر ایک انگشت کے تو دونوں ملا کر بقدر تین انگشت کے ہو جائے تو صحیح جائز ہے ہو یعنی ہر موزے میں بقدر دو انگشت کے ہو تو دونوں ملا کر بقدر تین انگشت کے ہو جائے تو صحیح جائز نہیں ہے ہو یعنی ہر موزے میں بقدر ایک انگشت کے ہو تو دونوں ملا کر بقدر تین انگشت کے ہو جائے تو صحیح جائز ہے ہو یعنی ہر موزے میں بقدر ایک

سوا خون کے جمع کرنے میں اختلاف واقع ہے یعنی ایک قول پر ہو کہ جمع کرنے سے اگر ایک کان کی نہائی سے زیادہ ہو گا تو ناپاکی جائز نہیں اور دوسرا قول یہ ہے کہ جمع کرنے سے اگر ایک کان کے سوا خون موزہ کی مانند اور جمع کرنے کو ترجیح دیا لائق ہے احتیاط کی راہ سے باب عبادت میں کذا فی الجوہرۃ النیرۃ نا قضۃ وصفۃ لاکثہ لبعضہ اور مسح کا توڑنے والا وہ ہے جو وضو کا توڑنے والا ہے اسی واسطے کہ مسح بعض ہے وضو کا یعنی تو جو کل کا ناقض ہے وہ بعض کا بھی ناقض ہو گا ومسح الخف واجب ولو واحدا اور موزہ اتارنا اگرچہ ایک ہی موزہ اتارا اور مسح المقیم یوما ولیلۃ اور مدت کا گذر جانا مسح کا ناقض ہے اگرچہ اسنے مدت میں مسح کیا ہو لان لو یمسح یقطع الطہارۃ ہاب رجلہ من مسح للمدۃ ثم برء کا گذرنا مدت کا ناقض ہے بشرطیکہ اور سکو قبل غالب خوف نہ ہو اپنے پاؤں کے جانے رہنے کا سردی سے بھی یہ شرط ہوئی ضرورت کے سبب سے حکم ظاہر اس کلام کا اسپر دلالت کرتا ہے کہ مسح نہیں ٹوٹتا ہے مدت کے گذرنے سے خوف نہ کرکے کیونکہ پہلے حکم بھی سردی کے خوف کی سراسر حدث کے منع میں کچھ اثر نہیں غایۃ الامر یہ ہے کہ موزہ اوھار ہو لیکن مسح نہ کرے بلکہ تیمم کرے کذا فی المعراج السعود گر اس بھی یہ خلل ہے کہ فقہا نے وضو کا تیمم منع کیا ہے سردی کے خوف میں لہذا بقدر الضرورت میں ہو گا لائق یہ ہے کہ وقتی دیا جائے مسح کے ٹوٹنے کا مدت کے گذرنے سے اور دوسرے مسح کرنے والے کا پیٹی کی مانند شارح نے اسکی طرف اشارہ کیا ہے اور یہی قول اختار کے لائق ہے کذا فی المحیط وفی ینابیع الخبز فیستوعب یالمسح ولا یتوقت توخوف نہ کرے درمیان موزہ ہو جائیگا پٹی کی مانند تو سارا موزہ کو پورا مسح کرے اور اس مسح کی مدت نہیں جیسے پٹی کے مسح کی مدت نہیں یعنی جبتک خوف باقی ہے مسح کرتا رہے ہم پورا مسح کرنا افضل ہے اور اگر اکثر موزہ کا مسح کر سکا تو صحیح ہے اور یہ جو صاحب نہر نے معراج سے جو یہ استنباط کیا ہے اور سو دونے اسکو رد کیا ہے اسطرح کہ عبارت معراج کی احتمال رکھتی ہے کذا فی المحیط وفی الظہیریۃ الادلۃ وھو فی صلوتہ ولا علمہ متفق فی الاصح اور اسپر دلالت یعنی ضرورت میں مدت کے گذر جانے سے مسح نہیں ٹوٹتا فقہا نے کہا ہے کہ اگر مسح کی مدت تمام ہو گئی اور مسح کرنیوالا نماز میں ہے اور پانی موجود نہیں تو نماز پڑھتا رہے صحیح قول میں اسوا سطے کہ موزہ اوتارنے میں کچھ فائدہ نہیں کیونکہ پانی نہیں کہ پاؤں کو دھووے وقیل لفسد ویتیمم ویعید لانہ کشف اور بعضوں نے کہا کہ شخص مذکور کی نماز فاسد ہو جاتی ہے اور وہ تیمم کرے اور یہی قول مناسب ہے روایت کی راہ سے اور بہتر ہے فہم کی راہ سے ہم وہ ایسا ہے جو کہ مدت کے گذر جانے سے پاؤں نہیں سرایت کی اسواسطے کہ پانی کا نہونا مانع سرایت کا نہیں تو تیمم کرے اور نماز پڑھے جیسے طرح وہ شخص کہ اوسکے اعضاء وضو میں کچھ شک باقی رہا اور پانی نہیں ہم جو اوسکو دھووے تو اور سکو تیمم کرنا چاہیے کذا فی المحیط والسادی ویعاد ای الخرج والمتوضی غسل المتوضی رجلیہ لا عند الاول الخ السابق قدمیہ اور موزہ اوتارنے اور مدت کے گذر جانیسے بعد باوضو شخص دھووے انچہ دونوں پاؤں تکنہ اور اعضاء وضو کے بسبب سرایت کرنے اگلے حدث کے اوسکے دونو پاؤں وہ جو ان کو یعنی حدث سابق کے بعد باوضو اعضا دھوئے گئی فقط قدم پانی سے تر اوسپر کیونکر واجب نہیں قدم دھونیکے سوا کذا فی البحر الرائق وکرہ بتبلہ ہندیۃ اگر کسی مانع کے ہونیسے تر نکو دھووے چنانچہ نہایت سردی سے تو اب تیمم کرے لقولہ علیہ السلام جلی شخصی نے کہا کہ اوسوقت میں تیمم صحیح نہیں اسواسطے کہ اوسکے خوف میں مسح کرا چاہیے موزے پٹی کی مانند اور تیمم تو اوسوقت ہے جبکہ غیر کا خوف ہو اور پانی ہو کذا فی المحیط والسادی وحرم المزید فیہ من الخف الشرعی ولو احرقہ ترفع فی الاصح اعتبارا للاکثر اور نکلنا اوسکا دو ہم قدم سے زیادہ نہ ہو شرعی موزے سے نکالنا الناصح موزے کا صحیح قول میں اکثر کے اعتبار کرنے سے یعنی اسواسطے کہ اکثر حکم الکل ہم صحیح ہے تا سراصابع اکثر شرعی موزہ ہو تا ہی شخص سے سراصابع تک ولا یجوز المسح علی جوربہ وعلیہ نعلان او کان احدھما یمنع المشی فیہ اور کچھ اشتباہ نہیں ٹیڑے کے مزدم اور دخول کا یعنی اگر یہ دونو صفت موزے کی کٹا دی گئی خروج اور دخول عقب کا متعذر نہیں وقدر ثلث من اصغر اصابع الرجل ان کانت بدیۃ ترفع الخف اور یہ حد جو قدر میں انگلی کے کٹ جانے سے مسح کا ٹوٹ جانا مروی ہو متعذر ہو اوس صورت کے ساتھ جبکہ اوسکا کٹنا ظاہر ہو موزہ کو اوتارنے کی نیت سے واما اذا

لرکن اے مران تحصیہ بنیۃ الصلوٰۃ ح ج فلا ینقض بالاجماع کما نقلہ من البدیعۃ مغربا للنہایۃ وکذا القہستانی لکن
باحتصار حتی ترکہ فی شرحہ للمنیۃ مع انہ صرح بالاجماع فتنبہ لکن بحثہ فی نسبتہ غیر بجہ مع ذکرہ کما ذکرنا فی ما سبق سوا اور وہ
سے ہو توسیع نہیں ٹوٹتا ہے اتفاق روایات فیا خیر برجندی کو معلوم ہوا ہے جو یہ قول نہایہ کی طرف نسبت کرکے اور بطریق تہستانی ماتن نقایہ نے بیان قول
کرا نقصان عبارات کے ساتھ بیانک کہ جسنے لوگوں نے گمان کیا ہے تہستانی نے اجماع کو بھاری اعنی مخالف اجماع کے بیان کیا سو خبردار ہو کہ ارسکا قول
اجماع کے مخالف نہیں ہے ویتقض ایضا بفعل اکثر الرجل فیہ او بدخول الماء خفیۃ بحیث لو مد رجلہ او رمزہ میں اکثر پانوں کے ہو جانے سے
بھی مسح ٹوٹتا ہو اگر اسکے اندر موزہ میں پانی کو داخل کیا اور اس قول کی وجہ یہ تھی کہ ہم علیہ نے کہا اور اسطرح کا حکم ہم اگر پانی خود موزہ کے
میں داخل ہو گیا وقبل لا ینقض وان بلغ الماء الرکۃ وہو ما ظہر کما فی البحر عن البدائع وان استیقن ان الماء اصاب ما تحت القدم لم یجز
الی الرجل فلا یتم ذلک غالبا معتادا فالاولی ان یعلل بان المسح مع تحقق ذلک لیس مسحا اصلا لانہ اذا لم یتحقق کما مر اور یہ ضرور میں ہی
کے داخل ہونے سے مسح نہیں ٹوٹتا ہے اگر یہ پانی زانو تک پہنچا ہو اور یہی قول ظاہر ترجمہ ہے چنانچہ بحر الرائق میں سراج سے منقول ہوا سو اسطرح کہ جسنے
قدم کا موزہ پر مسح کیا ہو مدت کے پورا ہونے سے پہلے اسکا پانو تک تو اسطرح کا ہو جانا معتبر ہو نا نہ ظہر ہیگا تو بطلان مسح کا موجب نہوگا چنانچہ منہ الفائق
میں ہو قدر فرض قدم مکشوف ہوا اور نماز کیلئے بعد دوسری بار وضو ہو گیا چنانچہ ذکر ہو چکا ونبہ من توقیتہ الخرقی وصرح فی الوقت للمقیم
اور مسح کے نواقض میں سے پانی یا موزہ کی پھٹنا اور معذور کے حق میں نماز کے وقت کا نکل جانا مسح مقیم کنقضہ لہ صلوٰۃ وقتا او یوما
ولیلۃ فلو بدا لہ نزع مسح یوم ولیلۃ ونزع مسح ثلثۃ ایام کیا ہے مسح کیا وضو ٹوٹنے کے بعد پیر اوسنے سفر کیا ایک رات اور دن کے تمام ہو جانے سے پہلے تو وہ
تین رات اور دن مسح کرے تو اگر مدت کے تمام ہو جانے کے بعد سفر کرے تو موزہ اتارے ہم تین دن مسح کرے یعنی مسح کی مدت کو پورا کرے ہم
کہ مجموع تین دن ہو جاویں اور یہ مراد نہیں کہ سہ روزہ تین دن تک مسح کرا رہے کذا فی الطحطاوی ولو اقام مسافر ثم نوی اقامۃ خمسۃ عشر یوما
ولا یدری انہا کاملۃ صار مقیما وان صام رمضان یعنی ایک رات دن کے بعد تو موزہ اتارے اور پانوں دھووے اور اگر یہ کرات
دن تین گذرا تو مقیم کی مدت کو پورا کرے اسوجہ سے کہ مسافر مقیم ہو گیا مدت مسح یعنی ایک رات دن کے بعد تو موزہ اتارے اور پانوں دھووے اور اگر یہ کرات
دن تین گذرا تو مقیم کی مدت کو پورا کرے اسوجہ سے کہ مسافر مقیم ہو گیا وحکم مسح جبیرۃ ہی جبیرۃ لا یجاوز الکسر قدر قوۃ ومع ضم
حصایۃ ودواء ونحو ذلک کعصابۃ یتوضأ ویمسح علی اکثرہا فتکمل بالحاقہا اور مسح جبیرہ کا حکم اور زخم کے بھاؤ کا اور فصد اور داغ کے نشان کا اور
مانند اسکی چنانچہ زخم کی پٹی کا اگر جبیرہ زخم سر میں ہو اسکے کا ہٹانے کے دھونے کی مانند ہو یعنی ہوں نہیں ہے شارح نے کہا جبیرہ وہ لکڑیاں
ہیں جنسے ٹوٹی ہڈی باندہی جاتی ہے فیکون وصایہ عملنا بالنص بہ یطیح وظاہر قولہما وایدہ ترجیح لامام مما اصحہ علیہ الفتوی شرح
المجمع جبکہ مسح جبیرہ وغیرہ کا ہاتھ کے دھونے کی مانند ہوا تو مسح کرنا فرض ہو گا یعنی فرض عملی فرض اعتقادی بسبب ثابت ہونے مسح
کے دلیل ظنی سے اور جبیرہ یعنی مسح ذکر کرد فرض کہنا صاحبین کا قول ہے اور اسکی طرف امام نے آخر کو رجوع کیا چنانچہ خلاصہ میں ہے اور
اسی فرض ہونے پر فتوی ہے چنانچہ مجمع کی شرح میں ہم جوار مسح جبیرہ کی دلیل یہ ہو کہ علی رضی کے ہاتھ کی ہڈی جنگ احد یا خیبر میں
ٹوٹ گئی تھی سو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اوکو مسح علی الجبائر کا امر فرمایا اگرچہ یہ حدیث ضعیف ہے لیکن قعد وطرق متعددہ قوی ہو گئی
ہے الامام اول مسح جبیرہ کو واجب کہتے تھے پھر فرض ہونیکے قائل ہوئے وقد صحا ان لفظ الفتوی الذی ہو المختار الصحیح من الخلاف
اور جیسا کہ کتاب میں پہلے ذکر کرد یا ہو کہ فتوی کا لفظ تصحیح میں کم کرتا ہے مختار اور اصح اور صحیح کے الفاظ سے ہم یعنی ہر جب بعضوں نے
وجوب مسح کی تصحیح کی ہے لیکن فرضیت میں فتوی کا لفظ واقع ہوا ہے تو فرضیت کو کمتر ٹھہری اللہ یألف بین قلوبہم وذکرہا ثلثۃ عشر یہ معلوم کرنا چاہیئے کہ مسح جبیرہ کا مخالف ہو مسح موزہ کی کئی وجہوں سے اول تین سے مصنف نے تبرہ ہو کو میان
کر کیا ہو فقال فلا یتوقت لانہا لعذر حتی یؤتی الا بہا ثانیا سو مصنف نے کہا تو مسح کا وقت یعنی مدت معین نہیں اسواسطے کہ وہ

دھونے کی مانند ہے تاہم کہ مسح کرنا تو اتبدرستہ کیا مامت کرنا ہے یعنی اسوا سطے کہ وہ مسا عفیہ نہیں کذا فی الطحطاوی وقولہ لہا یا سقطت العلما الرجب اعادۃ المسح بل یندب اور اگر ایک چیرہ کو بلکر دوسرے چیرہ کو باندھا یا اوپر کے چیرہ سا قط ہو گئی تو دوسری بار مسح کرنا واجب نہیں ہے بلکہ مستحب ہے ویجمع مسح جبیرۃ ویجب غسل ما حولہا ای مسح مستطیل الجبیرۃ کیا جاتا ہے ایک پانون کی پٹی کا مسح دوسری پانون کے ساتھ یعنی اگر مسح چیرہ کا مسح ہونا مکلا تو غسل کے ساتھ جمع ہونا جیسے ایک قدم کا ہونا اور دوسری قدم کے موزے پر مسح کرنا جائز نہیں کذا فی الدر لا مسح فیہا جمع نہیں کیا جاتا جیرہ کے موزے کا مسح دوسری قدم کے جیرہ کے مسح کے ساتھ یعنی اگر دونوں قدم پر چیرہ ہو سوا اوسکے ایک قدم کے جیرہ پر مسح کیا اور دوسرے قدم کے موزے پر مسح کیا تو جائز نہیں طحطاوی نے کہا اسوا سطے کہ اصل اور بدل مین جمع کرنا لازم آیا بل عفیہ بلکہ دونوں موزون کا مسح جمع کیا جاتا ہے ھم صورت اوسکی یہ ہے کہ اگر ایک پانون پر چیرہ ہے سوا اوسکے کیا اور دوسرے پانون کو دو چار پانہ دونوں قدم پر موزے پہنے پہرہ نوٹ تو دونوں پر مسح کرنا جائز ہے اسوا سطے کہ جبیرہ یہان نہیں ہے یعنی اصل اور بدل مین یہان اجتماع نصیر کذا فی الطحطاوی ویلزم لمن بعضہ مسوحا ولبشرۃ بلا ضرر مسح دفعا للحرج اور جائز ہے یعنی مسح چیرہ کا صحیح ہو اگرچہ جیرہ بدون دضو اور دھونے کے باندھی گئی ہو تحقیق کیونکہ اسطرح کا مسح ان ضرر الا لازالۃ اور ترک کیا جاتا ہے جیرہ کا مسح جیسوا ہونا دا لنکا متروک ہم اگر ضرر کرتا ہوا اور اگر ضرر نہو تو ترک نہیں کیا جاتا ہے ھم نہر سے مراد وہ ضرر ہے جو اعتبار کے لائق ہو نہ مطلق ضرر اسوا سطے کہ عمل وانے ضرر سے خالی نہیں اور بہہ ترک کو مباح نہیں کرتا کذا فی الطحطاوی وھو ای مسح علی الجبیرۃ مسح بالید علی نفس الجبیرۃ اور وہ یعنی جیرہ کا مسح کرنا مشروط ہے ساتھ عاجز ہونے کے مسح کرنے نفس پر موضع جبیرہ یعنی عضو کہ وہ مسح کرنے ساتھ جبیرہ کے عاجزی کی صورت مین یعنی اگر جیرہ کا مسح نہ کرے تو پانی ضرر کرتا ہو یا پٹی نہ ہو سکو تو کھولنا ضرر کرتا ہو کذا فی الدر وان قام علیہ فالمسح علیہا سوا اوسکے عضو کے مسح پر قادر ہو تو پٹی پر مسح کرنا صحیح نہیں ہے ھم تحقیق اوسکے یاد رکھنا چاہیئے کہ لوگ اکثر شرطون کا غافل ہین کذا فی الدر وان زال اصل الدم وبلل ما حولہ جاز وان ضر مسحہ فلا وضر مسحہ ان سقط اصلا فلا اصل کلام یہ ہے کہ وہا مسح عمل کسور کا لازم ہے اگرچہ پانی سو یعنی اگر سر و پانی سے دہونا ضرر کرتا ہو تو گم پانی سے دہونا چاہیئے اور گرم پانی بھی سو دہونا وان کا ضرر کرتا ہو تو عضو کو مسح کرے اور اگر نفس عضو کا مسح ضرر کرتا ہو تو اوسکی پٹی پر مسح کرے اور اگر پٹی پر مسح کرنا بھی ضرر کرتا ہو تو بالکل ساقط ہو گیا یعنی نہ دہونا لازم رہا نہ مسح کرنا ویجب غسل صحیح محتضنہ وجرح علی کل عصابۃ مع مجتمعین لا بمعرض ہو الماء ولو حملہ اور مسح کرے فصد لینو والا اور زخمی اور جو کہ انکی ناخنہ ہو ساری پٹی پر اوس مکان کے ساتھ جو پٹی کی گرہ کی دونون طرف کشادہ ہو صحیح نزول مین اگر اسکو پانی ضرر کرتا ہو یا پٹی کا گرنا ضرر ہو ھم مصنف نے استیعاب نہیں کیا ہے مین صاحب کنز کا تابع ہوا اور قول اصح جبیرہ نمزی ہے یعنی ھم کہ اکثر عصابہ کا مسح کافی ہے اور کرہ کے پاس کی کشادگی کا مسح کرنا کافی ہے ذخیرہ مین کہا کہ یہی قول اصح ہے یعنی خلاصہ مین جو دہان کے دہونیکو فرض کہا ہی سو اصح نہیں کذا فی الطحطاوی ومسہ ان لا یلحقہ ضرر بنفسہ ولا یلحقہ ضرر من یرحمہا اور تحقیق ضرر کے ہم کہ اوس شخص کو خود پٹی کا باندہنا ممکن نہین اور نہ اوس شخص پٹا ہو جو پٹی کو باندہ دے ہو الیکم یلفہ دواء او ضعہ علی شقوق رجلہ اوجع الماء علیہا فلہ ربطہا لا المسح لہا ان ترکہا ایک شخص کا ناخن توڑا سوا اوسپر دوا رکھی یا پانون کی پڑا پٹی پر دو الگائی تو دھوین اوسپر پانی کو بہاوے اگر ہو سکو اور اگر اوسپر بار نہو تو اوسکو مسح کرے اور اگر بھی بھی نہو سکے تو چھوڑ دے یعنی نہ دہونا نہ مسح کرنا دونون ساقط ہو گیا عذر مسح والتیمم یمسحہا لعجز وجہ ولا لا اور مسح کو باطل کرتا ہو گرہ پٹی کا زخم کے چنگے ہو جانے سوا اور اگر بدون صحت کے پٹی ساقط ہو گئی تو مسح باطل نہین ہوتا بر خلاف مسح سر وہ فان سقطت فی الصلوۃ استأنفہا پھر اگر پٹی صحت کے بعد نماز مین ساقط ہو گئی تو نماز کو پھر شروع کرے ولو قد الدواء او برء موضعہا ولم یسقط لم یجب اور اسیطرح حکم تفصیلی ھو گرد و اساقط ہو گئی پٹی کا مکان اچھا ہو گیا اور نہو زخم یا فین کذا فی الجتبی ھم یعنی اگر وہ اصحت کے بعد نماز مین ساقط ہوئی یا پٹی کا کھلنا چاہا ہو گیا تو نماز کو پھر شروع کرے وینبغی تقییدہ بما اذا لم یکن الزائل یسیرا فان کان یسیرا فہو کالعدم کذا فی الحلبی اور حکم مذکور کو متعلق کرنا چاہیئے اس

صورت کے ساتھ جبکہ پٹی کا اوّل ناصر پر ہو تو مسح باطل نہیں کذا فی البحر ھم یعنی پٹی کے ساتھ بہنے سے بدعت کے اور سنت مسح باطل ہوا ھو جبکہ پٹی کا کچھ اوّل ناصر پر ہو اور اگر صفر ہو اور سطوح کہ پٹی بنایت چکی ہے گوشت سوا اور کچھ کہ اس پر نہ ہو تو اس سے نماز کی زخم کا اتصال ھو تو اس صورت میں مسح باطل نہ ہوگا ھذا ظہر الرجل والمرأۃ والخنثی والجنب فی المسح علیہا علی الجبائر سواء کان اتفاقاً اور مرد اور عورت اور خنثی اور جنب جبیرہ کے مسح میں اور اسکے قوائم میں برابر ہیں بالاتفاق ھم توابع جبیرہ بھالا اور نفسہ کی پٹی اور زخم کا موضع اور وہ متدرست مقام ضرورت کے سبب سے پٹی کے نیچے آگیا ہے ولا یشترط فی مسحہا استیعاب کل ظاہرہا کما فی الاصغر فیکفی مسح اکثرہا ھو الصحیح اور پٹی کے مسح میں پوری پٹی پر مسح کرنا شرط نہیں صحیح قول میں تو یہی کا اکبار آوی سو زیادہ مسح کرنا کفایت کرتا ہے یہی قول پر فتوی ھم بر خلاف قول مخالف ھو قول سابن کے کہ دامن پوری پٹی کا مسح مذکور ہے اور اگر اسی قول اخیر پر اقتصار ہوتا تو بہتر تھا اسو اسکے کہ قنوی اسی قول کو اصح کذا فی الخلاصۃ وکذا لا یشترط فیہا نیۃ الصلاۃ بخلاف الخف فی قول اور اسی طرح پٹی کے مسح میں نیت شرط نہیں برخلاف مسح موزہ کے کہ اسمیں ایک قول میں نیت شرط ہے اور اصح قول بھی ھو کہ موزہ کے مسح میں نیت شرط نہیں وھذا ھو الصحیح الذی صححہ عند المصنف فی شرح الجامع اور جو عبارت کہ متن کی نسخوں میں ہے مصنف نے اوسکو ترک کیا ہے اسی طرح شرح مجمع النفائر میں ہے صحح صحتہ جو سیح سے آفرنگ ساقط ھو علامہ حلبی کے کہا اوسکا ذکر نہ کرنا بہتر ہوتا اسکو کہ ناقص کا مصنف پر اعتراض نہ لگتا ہے

باب الحیض

یہ باب ہو حیض کے احکام اور مسائل میں عن عائشۃ رضی اللہ عنہا کان رسول اللہ ﷺ یقبل فی لثۃ بعض نسائہ وہی تباشر عائشۃ صنف نے حیض کو عنوان قرار دیا بسبب کا حیض کی کثرت اور حالت کے سبب سے ورنہ عورت کے خون تین قسم ہیں حیض اور نفاس اور استحاضہ یعنی ہر جنس کا سبب ہیں حیض اور نفاس اور استحاضہ تینوں خونوں کے احکام مذکور ہیں مگر مستقل بسبب کے نقطہ باب الحیض کر کے آغاز کیا تو اسکی وجہ یہی ہو کہ حیض اقوی ہو اور اصل ہے برخلاف نفاس کے کہ حیض نہیں ہوا ہو جب پیدا ہو جب کے بعد ہو اور استحاضہ بھی بیمار عورت کو ہوتا ہے نہ ہر عورت کو لھذا فصلہا وہو فی عرف اھل اللغۃ القول بانہ من الاحراب مأخوذ من قولہم حاضت السمرۃ اذا سال صمغہا وھو یعنی حیض لغت عرب میں روانگی اور بہنے کو کہتے ہیں اور مطلق شرع میں بنابر اوس قول کے کہ حیض حدث ھو منجملہ حدث اور احداث کے شرعی رد کنا ہے خون نکورکے سبب سو یعنی جن عبادات میں طہارت شرط ہے جیسا نماز اور مس مصحف اور دخول مسجد اور نہیں شارع نے حیض کو مانع طہارت باعتبار کیا ھو اگرچہ انجیت حسیۃ نہیں ھو علی القول بانہ من الاخباث ھو المختار وہو قول ابن ابی لیلی رحمہ اللہ وابن شبرمۃ رحمہ اللہ وابن سماعۃ رحمہ اللہ یعنی پر دان سو جاری ہوا ہے خرج الاستحاضۃ بقید رحمی کی قید سے استحاضہ حیض کی تعریف سو نکل گیا اسو اسلئے کہ استحاضہ رحم کا خون نہیں بلکہ رگ کے پھٹنے سے نکلتا ہے اور اسی طرح نکسیر اور خون کا نوں اور جو کچھ منفعہ سے خارج ہو وہ رحم کی قید سو خارج ہو گیا ومنہ ما رأتہ صغیرۃ او آیسۃ او مشکلۃ او حبلی استحاضہ ہی ہے دوخوں ھو کہ بیسکو نو برس سو کم عمر کی چھوٹی لڑکی دیکھتی ھو اور وہ بڈھی عورت جسکو حیض کی امید نہیں اور جو خون کہ مشکل دیکھے قول مختار یہ ہے کہ وہ ہر سکی عورت ایسہ ھو کذا فی اکثر المعتبرات لا لونہ لانہ خارج العرق القاصر نہ ولادت کے سبب سے ہو اس قید سے نفاس خارج ہو گیا حیض کی تعریف سو اسو اسکے کہ نفاس خارج ہوتا ہے رحم سے ولادت کے سبب سے ہو برخلاف حیض کے وسببہ ابتداء ابتداء اللہ تعالی الماء الذی ہو رحم المرأۃ اور حیض کے ہونیکا ہیلا سبب خدا کا بنانا تھا حوا علیہا السلام کو درخت سدرۃ جنت کے کہا یعنی سو وہ درخت کیسون تہا یا انجیر یا انگور وسببہ من مزاج الرحم اور حیض کا رکن خون کا باہر نکل آنا ہے رحم سو یعنی خرچ ہوا خلق کے کنارہ کی برابر ہو جاوے یہی قول متصور ہوا دو محمد کے نزدیک اسمیں اگر کسی ھو حیض کا اور شروع اختلاف اصور تین ظاہر ھو کہ عورت کے رحم کے منہ پر نزول خون کا ہوا قبل عزیمت پھر گہری جدائی اسکی بعد تو محمد کے نزدیک روزہ ٹوٹا برخلاف شیخین کے یعنی جبکہ خون فرج کے محاذی نہو اور اگر محاذی ہو گا تو بالاتفاق حیض یا نفاس ثابت ہوگا کذا فی الخلاصۃ وابتداء الطہر فلا یحکم بہ الا بصفات الطہر وحیض کی شرط عدم ہونا ہے نصاب طہر

ہے اقل مدت طہر کا کہ پندرہ دن ہیں اگرچہ طہر کمی بر ہم نہ ہو سکی کی دو طہر بین بین ہیں ایک تو عورت مستحاضہ کہ بعد ایام حیض کے وہ طاہر ہے گو اگرچہ خون بہا کرے دوسری وہ عورت جسکو اول بار حیض نہ ہوا تو یہاں بھی نصاب طہر کا متحد ہر دو احکام سے وعلم مفہوم من اقلہ اور شرط حیض کی کم تو ہے اقل مدت حیض یعنی تین دن سو اوانہ بعد النسج اور حیض کا زمانہ نو برس کے بعد ہو وقت بنوبۃ بالدم ورحمہ تارت الصوق ولو مبتدۃ اتی فی الاصح لان الاصل الصحۃ والحیض عارض یحتاج لحیض کے ثابت ہونیکا وقت اور اسکو خارج ہونیسے ہو اور صحت میں عورت نماز کو چھوڑ دے اگرچہ اسکو بھلی بھلی حیض آیا ہو صحت قول میں اسکا ہے کہ صحیح سالم ہونا اصل ہے اور حیض صحت کا خون ہو کذا فی الشمنی ہم غیر صحیح بصحت قول ہے کہ جو خون اول بار خون دیکھا وہ تین دن تک بعد نماز چھوڑ دے کہ شاید وہ خون استحاضہ کا ہو نہ حیض اور اصح قول اسکا مشائخ بخارا کا ہی کہ جب اسکی حالت بلدم خون خون دیکھا تو بمجرد دیکھنے کے نماز ترک کر دی اسلئے کہ صحت اصل ہم اور مرض تقضی استحاضہ عارض ہو تو تقضاء اصالت اس خون کو حیض قرار دینا چاہیئے نہ استحاضہ وادلہ ثلثۃ ایام بلیالیہا الثلث اور کثرت حیض کی تین دن میں تین راتوں کے ساتھ خواہ انہیں دنوں کی راتیں ہوں یا نہوں فالا ضافۃ لنسیان العلم المقدر بالساعات الفلکیۃ کالیالی اعتبر اصر فی اضافت اور نسبت لیالی کی ایام کیطرف اس زمانہ کی تہار کیوں اسلئے ہے جسکا اندازہ ساعات فلکیہ یعنی بجی گھڑیوں سے کیا گیا ہو خصوصیت کے بیان کیوں اسطے لیجئے یعنی مراد عنیں کہ انہیں ایام مخصوصہ کی تین راتیں ہوں ہم ساعت و قسمے ہے ساعت زمانی ساعت فلکی اور ساعت زمانی ساعت فلکی پندرہ درجہ کی ہوتی ہے اور سکو ساعت معتدلہ بھی کہتے ہیں اکیاون اور دن کی ۳۴ گھڑیاں ہوتی ہیں تو اقل مدت حیض کی ۴۲ گھڑیاں ہوئیں اور ساعت زمانی رات یا دن کے بارہویں حصے کا نام ہو اور ساعت موسوعہ بھی کہتے ہیں تو ساعت فلکی کی قسم سے ساعت زمانی ہوا اور اسطرح ہوا اور اسطرح ساعت اعتدالی ساعت شرعی سو کہ عبارت ہو زمانہ کے ایک جزیہ سے اگرچہ وہ قلیل ہو اگر حیض کو اول بار خون آیا جبکہ نصف قرص آفتاب کا طلوع ہوا اور چھ بجے دن متطلع ہوا جبکہ چہارم قرص طلوع نہ ہوا تو وہ استحاضہ ہے حیض نہیں کیونکہ اقل مدت اسکی پانی نہیں گیا اور اگر نصف قرص کے طلوع ہو جیسے لمحہ دن متطلع ہوا البتہ حیض ثابت ہو گا کذا فی المحیط ہاں عن الفقہانی تصرت ذکرا بکرا ہم تلیا لیا ثلثۃ کالیام جبکہ اضافت مذکرہ بیان عدد کیوں اسطے مؤنث ہو ہم ہے خصاص کیوں اسطے ہو تو اگر کہیں دو نہیں کہ لیالی راتیں ہوتا لازم نہیں ہم بات مقدم ہوتی ہو دن پر تو اگر جمعہ کے دن سے حیض شروع ہوا تو یہ لازم نہیں کہ جمعہ کی رات میں بھی ہو بلکہ مطلقا تین راتیں لازم ہیں بسطرح یہ لازم نہیں کہ تین دن پورے ہوں آفتاب کے طلوع سے بلکہ مقدار تین دن کی زائد گذرنا چاہیئے ولکنا قلنا اکثرہ عشرۃ بعشر لیالیہا کذا فی الہدایہ وغیرہا اور اسطرح مصنف کا یہ قول ہو کہ اکثر مدت حیض کی دس دن ہیں دس راتوں کے ساتھ مطلقا خواہ انہیں دنوں کی راتیں ہوں یا نہوں ایسا روایت کیا ہو اقل اور اکثر مدت کی دار قطنی وغیرہ نے ہم بعدہ مدت طہر متعدہ وہ سی موری ہو غیر متحیرہ کہ پوچھ لائیں وہ متحیرہ کہ ہو گئی کذا فی النہر والدلیل علی الاکثرہ اہ والاقل الغالب الفاشر ان علی العادۃ وجاز ہم اکثرہا وارہا صغیرۃ قدرت بیتم الشہر والعصبۃ علی طہارۃ هو وما قبل اخرج الکثر الوارد اسطہ صحیحۃ اور جو خون کہ حیض کی اقل مدت یعنی تین رات اور تین دن سو کے سے اور جو کہ اکثر مدت حیض سے یا اکثر مدت نفاس سے زائد ہو یا زائد ہے حیض اور نفاس کی عادت سو جو متحیرہ تھی اور بڑھ گیا اکثر مدت حیض اور نفاس سو اور جو خون کہ نو برس سو کم عمر کی لڑکی دیکھو یا بڑول استحاضہ کے اور جو خون کہ وہ بڑھی عورت دیکھو جسکو حیض سے ناامیدی ہو گئی بنا بر ظاہر ہے اور جو خون کہ حاملہ عورت دیکھو اگرچہ وہ اکثر ولد کی تخلیق سے پہلے ہو سب استحاضہ ہم اقل اور اکثر مدت سو ناقص اور زائد ہوا استحاضہ ہو اگرچہ کمی اور زیادتی نہایت کم ہو تو اگر عورت کو یا چھ دن کی مبتلا عادت ہو اور اسکو خون جاری ہوا پہلی تاریخ جبکہ نصف قرص آفتاب کا طلوع ہوا لاہور گیا رہویں تاریخ متطلع ہوا جبکہ وہ نصف قرص طلوع ہوا تو جو پانچم دن سے زیادہ ہو وہ دس حیض ہم اسر اسطرح کہ وہ دن سو سے زائد ہو گیا کذا فی المحیط وہی عن الفقہانی واقل الطہر بین الحیضتین او النفاس والحیض خمسۃ عشر یوما ولیلیہا اجماعا اور کثرت طہر کی یعنی پاک رہنے کی وہ حیض کے درمیان یا نفاس اور حیض کے درمیان بشرط

دن اور اوسکی ایتین باتفاق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہم نفاس اور حیض کے درمیان کا طہر آسمیں پندرہ دن ہوتا ہی جبکہ نفاس کی اکثر مدت پوری
ہوگئی ہو کذا فی الطحطاوی ولا حد لاکثرہ وان استغرق العمر اور حد مقرر نہیں اکثر مدت طہر کی اگرچہ تمام عمر کو احاطہ کر جاوے ہم استغراق طہر کی تین
صورتین ہین پہلی صورت یہہ ہے کہ عورت بالغہ ہو جاوے عمر کبو جیسی اور تمام عمر اوسکو خون نہ آوے تو وہ روزہ رکہا کرے اور نماز پڑہا کرے اور ہمیشہ شوہر سے
قربت کیا کرے اور اوسکی عدت مہینوں سے منقضی ہوگی دوسری یہہ کہ بلوغ کے نزدیک یا بعد اوسکے تین دن یا کم خون کو دیکہے پہر ہمیشہ کو خون منقطع ہو جاوے
اسکا حکم پہلی صورت کا سا حکم ہے تیسری یہہ کہ ایسا خون دیکہے جو حیض ہو سکتا ہی پہر دائمی انقطاع ہو جاوے اسکا حکم بہی پہلی صورت کی مانند ہی مگر یہہ کہ اوسکی
عدت منقضی نہوگی مگر حیض سے اگر حیض جاری ہو قبل از سن ایاس اور اگر جاری نہو تو مہینوں سے اوسکی عدت منقضی ہوگی ابتدا سن ایاس سے چنانچہ
باب العدۃ مین مذکور ہوگا الا عند الاحتیاج الی نصب عادۃ لہا اذا استمر بہا الدم اکثر طہر کی حد نہین مگر عورت کی عادت مقرر کرنیکی احتیاج
کیوقت جبکہ اوسکا خون برابر بلا انقطاع جاری ہو جاوے یعنی سیلان دائمی ہین البتہ اکثر طہر کے محدود کرنے کی حاجت ہوگی فیحکم لاجل الابتداء بستۃ
اشہر تو طلاق کی عدت کیواسطے طہر کی اکثر مدت دو مہینے ٹہرائی جاویگی یہی قول مفتی بہ ہی ہم نہایہ مین کہا کہ حاکم شہید کے اس قول پر اسواسطے
فتوی ہوا کہ یہہ آسان تر ہے انتہی اور یہہ دو مہینوں کی حد معتادہ اور متحیرہ کے حق مین ہی نہ مبتداۃ مین یعنی جس عورت کو جوان ہوتے ابتداء جوانی
سے برابر خون جاری ہوگیا اسواسطے کہ مبتداۃ کا حیض ہر مہینے سے دس دن ہین ابتدا رویت سے خواہ عشرہ اولی ہو یا عشرہ ثانیہ یا ثالثہ اور باقی
ایام طہر کے ہین سو اگر مبتداۃ کو اوسکے زوج نے طلاق دی آخر طہر مین تو اوسکی عدت اُنہتر دن مین منقضی ہوگی تین حیض تیس دن کے اور دو طہر
ایک طہر ۲۰ دنکا اور دوسرا اُنیس دن کا اور اگر اول طہر مین طلاق دی تو عدت آخر ہوگی ۸۸ یا ۸۹ دن مین تین حیض تو تیس دن کی اور تین طہر
ایک طہر ۲۰ دنکا اور دو طہر اونتیس اونتیس دن کے یا ایک طہر اونتیس دن کا اور دو طہر بیس بیس کے اور اگر طلاق دی اول حیض مین تو عدت منقضی ہوگی
۹۰ یا ۹۹ دن مین چار حیض چالیس دن کے اور تین طہر بطور سابق کے کذا فی الطحطاوی وشمل کلامہ المبتداۃ والمعتادۃ ومن نسیت عادتہا
اور مصنف کا کلام نصب عادت مین شامل ہے مبتداۃ اور معتادہ یعنی وہ عورت کہ اپنی عادت نہین بہولے اور اوس عورت کو جو اپنی حیض کی عادت بہول
گئی ہم یہہ کلام فی نفسہ صحیح ہے اگرچہ اکثر طہر کی حد مختلف ہی اسواسطے کہ معتادہ اور ناسیہ کے اکثر طہر کی حد دو مہینے ہین اور مبتداۃ کے ۲۰ دن
ہین حالت استحاضہ مین طحطاوی نے کہا مصنف کا یہہ کلام الا عند نصب عادۃ لہا اذا استمر بہا الدم مبتداۃ کے ۲۰ دن پر بہی صادق آتا ہی
وتسمی المتحیرۃ والمضلّلۃ اور جو کہ حیض کی عادت بہولگئی اوسکو متحیرہ اور مضللہ کہتے ہین ہم متحیرہ اور مضللہ بصیغہ مفعول اور فاعل دونون جائز ہین
یعنی وہ عورت اپنی حیض اور طہر مین حیران اور گمراہ ہے یا یہ کہ اوس نے فقہا کو حیران کر رکہا ہی اور اسکو ناسیہ اور ضالہ اور متحیرہ بہی بولتے ہین لضلالہا
عادتہا عددا او مکانا او بہما کما بسط فی البحر والشامی اور اوسکا گم کرنا اور بہولجانا یا تو شمار ایام حیض کا بہولنا ہی کہ کے دن حیض آتا تہا یا مکان
کا بہولنا ہی یعنی شمار ایام کا تو یاد ہی مگر تاریخ یاد نہین کہ عشرہ اولی مین ہوتا تہا یا ثانیہ یا ثالثہ مین یا دونون کا بہولنا ہی یعنی نہ شمار یاد ہی نہ تاریخ
چنانچہ بحرالرائق اور شامی مین شرح مذکور ہے وحاصلہ انہا تتحری اور حاصل اوس بیان شرح کا یہہ ہی کہ بہولنی والی اٹکل دوڑاوے اور
خوب سوچے یعنی ظن غالب پر عمل کرے یعنی جن دنونکو طہر گمان کرے تو وہ پاک ہی ہر وقت وضو کرکے نماز پڑہا کرے اور جن دنونکو حیض سمجہے انمین
نماز روزہ ترک کرے خلاصۂ کلام یہہ ہی کہ جب اوسکو حیض کا یقین ہو وقت مخصوص مین تو عبادت ترک کرے اور اگر یقین نہو تو گمان غالب پر عمل
کرے اور اگر کسیطرف دل نہ ٹہرے اور تردد واقع ہو اوسکا حکم شارح بیان کرتا ہی ومتی ترددت بین حیض ودخول فیہ وطہر تتوضأ لکل
صلوۃ اور جبکہ عورت مذکورہ کو تردد واقع ہو حیض مین اور حیض کے آنے مین اور طاہر ہونے مین تو ہر نماز کیواسطے وضو کرے یعنی جس دن یہہ تردد ہو
کہ شاید یہہ دن حیض کا ہی یا حیض شروع ہوا یا شاید پاکی کا دن ہی تو ہر نماز مین وضو کیا کرے یہی قول صحیح ہے اور واجبات اور سنن موکدہ ادا کرے
اور قران بقدر مفروض اور جب کی پڑہے اور مسجد مین نجاوے اور قران کا مس نکرے و تمامہ فی الطحطاوی وان بینہما والاصول فیہ تغتسل لکل صلوۃ

اور اگر تر و رہو حیض اور طہر میں اور طہر کے داخل ہونے حیض سے خارج ہونے میں تو ہر نماز کیلئے غسل کرے اسواسطے کہ شاید حیض سے خارج ہو گیا اور طہر میں داخل ہوئی وَتَرْكُ خَبَرِ الْوَاحِدِ وَصَوْمُ الدَّهْرِ وَنَوَافِلِ النَّهَارِ اور چھوڑے نماز خبر واحد کو کہ اور سے سنے جائے کہ اور جام کو یعنی نسوخ کو اپنے اوپر فارد ہونے دو کہ شاید حیض میں جماع واقع ہو ہم طلبی شخص نے کہا کہ بیہ دوسری جگہ سے مستعمل ہے وَصَوْمُ رَمَضَانَ ثُمَّ قَضَى عَشَرَةَ أَيَّامٍ اور روزہ رمضان کا یعنی اگر ابتدا حیض دس پر ہو جاتی ہو تو ۲۲ دن قضا کرے اسواسطے کہ اگر حیض دنکو شروع ہوا تو دن میں ہوگا لیا کہ اور سارا ہر رمضان میں روزہ رکھو پھر ۲۲ دن قضا کرے اگر جانتی ہو شروع ہوا حیض کا اس جماری سے پہلی رات کو ہم اسواسطے کہ اگر حیض رات سے شروع ہو اور اگر رات پر ختم ہوگا تو اسکا روزہ رمضان میں سواء دس دن کے فاسد نہوا اور دس دن قضا کے فاسد ہوئے کذا فی المحلی وقضایے دس فاسد ہوئی حیض کے اشتمال سے تو ۲۲ دن کے قضا کرنے میں دس روز ہو یا یقین طہر میں واقع ہو نگروں کا فالتفاوت وَصَلَّتْ لِأَرْبَعِينَ يَوْمًا اور نماز پڑھے حیض کے اشتمال سے تو ۴۰ دن کے قضا کرنے میں دس روز ہو یا یقین طہر میں واقع ہو نگروں کا فالتفاوت وَصَلَّتْ لِسِتِّينَ يَوْمًا اور نماز پڑھے حیض کے اشتمال سے تو ۶۰ دن قضا کرے یعنی اگر ابتدا حیض دس ہو جاتی ہو تو ۴۲ دن قضا کرے اگر حیض دنکو شروع ہوا تو دن میں ہوگا لیا کہ بیس دن تو گیا اور روز ہو اوسکی فاسد ہو گئے اور بمقدار قضا میں کذا فی المحلی تو ۴۲ دن کی قضا میں گیارہ روز ہی یا یقین طہر میں واقع ہو نگروں کا فالتفاوت وَتَطُوفُ لِكُلِّ أَرْبَعِينَ يَوْمًا اور طواف کرے ہر چوتھے مہینے کہ کہنے میں پہلا دسکا طاہر ہو کہ دس دنکے بعد یعنی اسواسطے طواف الزیارۃ میں طہارت واجب ہو اور شاید کہ وہ طواف حیض میں واقع ہوا ہو وَيَقْضِي صَلَاةَ الْأَيَّامِ الَّتِي طَافَتْ فِيهَا اور طواف القدوم کہ یہی کیسو سنت ہو تو کیا طواف اور اوسکا اعادہ نکرے اسواسطے حائض پر سوا طواف الصدر ساقط ہو وَتَقْضِي بِسِتَّةِ أَسْبُوعٍ طَوَافَ الزِّيَارَةِ اور عدت کہ طلاق کیو ہو سوسات مہینے منتہی یہ قول پر یعنی مستقلہ اور مستقرہ متساویہ الدم فقول حاکم شہید سات منہی کی عدت کر سکو کذا فی المحلی اگر حیض میں ۳ دن اور چوتھے کے میں طہر خالص سابق میں گذا کر اکثر طہر اور سکا دو حیض کا ہو وَإِنْ كَانَ فِيهَا حَيْضٌ أَوْ نِفَاسٌ أَوْ جَنَابَةٌ لَمْ تَطُفْ حَتَّى تَطْهُرَ اور اگر ہو اوسمیں حیض یا نفاس یا جنابت نہ طواف کرے جبتک طہر نہ ہو جملہ کا اور حیض کی مدت متادہ دس یوم رنگ کہ ریکو جنانچہ تری اور خاکستری وہ حیض ہے وَأَقَلُّ الطُّهْرِ خَالِصًا خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا اور کم سے کم طہر خالص پندرہ دن ہے وَأَكْثَرُ الْحَيْضِ عَشَرَةٌ اور زیادہ سے زیادہ حیض دس دن ہے وَأَقَلُّ النِّفَاسِ لَا حَدَّ لَهُ اور کم سے کم نفاس کی حد نہیں ہے وَأَكْثَرُهُ أَرْبَعُونَ يَوْمًا اور زیادہ سے زیادہ نفاس چالیس دن ہے وَمَا رَأَتْهُ الْحَامِلُ مِنَ الدَّمِ فَهُوَ نِفَاسٌ اور جو کچھ دیکھے حاملہ خون سے تو وہ نفاس ہے وَالطُّهْرُ بَيْنَ الدَّمَيْنِ طُهْرٌ اور طہر دو خونوں کے درمیان طہر ہے وَالْعِبْرَةُ فِي الْأَدْوَارِ لِلْغَالِبِ اور اعتبار ادوار میں غالب کا ہے وَالْغَالِبُ فِي الطُّهْرِ خَالِصٌ اور غالب طہر میں طہر خالص ہے وَفِي الْحَيْضِ مَمْزُوجٌ اور حیض میں ممزوج ہے وَالْمُعْتَادَةُ تَدَعُ الصَّلَاةَ بِأَوَّلِ رُؤْيَةِ الدَّمِ اور معتادہ چھوڑ دے نماز کو ساتھ اول دیکھنے خون کے وَإِنْ جَاوَزَ الْعَادَةَ اگرچہ عادت سے تجاوز کرے وَلَا تَدَعُ الْمُبْتَدَأَةُ الصَّلَاةَ حَتَّى يَمْضِيَ أَكْثَرُ الْحَيْضِ اور نہ چھوڑے نماز کو مبتدا حیض کی تک کہ گذر جائے اکثر حیض کا وَالْمُتَحَيِّرَةُ تَدَعُ الصَّلَاةَ فِي عَدَدِ أَيَّامِ عَادَتِهَا اور متحیرہ چھوڑ دے نماز کو عدد ایام عادت کے وَالْمُسْتَحَاضَةُ تَغْتَسِلُ لِكُلِّ صَلَاةٍ اور مستحاضہ غسل کرے ہر نماز کیلئے وَالْمُتَيَمِّمَةُ تَتَيَمَّمُ لِكُلِّ صَلَاةٍ اور متیممہ تیمم کرے ہر نماز کیلئے وَالْمَرْأَةُ تَدَعُ الصَّلَاةَ أَيَّامَ حَيْضِهَا وَنِفَاسِهَا اور عورت چھوڑ دے نماز کو ایام حیض و نفاس کے وَلَا قَضَاءَ عَلَيْهَا اور نہ قضا ہے اوسپر وَلَا يَقْرَبُهَا زَوْجُهَا اور نہ قریب ہو اوسکے شوہر وَلَا يَطَؤُهَا اور نہ جماع کرے اوسکا وَلَا تَصُومُ وَلَا تُصَلِّي اور نہ روزہ رکھے نہ نماز پڑھے وَلَا يَأْتِيهَا فِي غَيْرِ الْمَأْتَى اور نہ جماع کرے اوسکا غیر مأتی میں وَلَا يَقْرَبُ مَا تَحْتَ الْإِزَارِ اور نہ قریب ہو اوسکا ما تحت ازار کے وَلَا بَأْسَ بِمُؤَاكَلَتِهَا وَمُشَارَبَتِهَا اور نہ بأس ہے اوسکے ساتھ کھانے اور پینے میں وَمُضَاجَعَتِهَا اور سونے میں اوسکے ساتھ وَالْحَائِضُ تَقْضِي الصَّوْمَ دُونَ الصَّلَاةِ حائض قضا کرے روزہ کی نہ نماز کی وَالْمُسْتَحَاضَةُ تَقْضِي الصَّوْمَ وَالصَّلَاةَ اور مستحاضہ قضا کرے روزہ اور نماز کی وَالْمَرْأَةُ تَقْضِي الصَّوْمَ دُونَ الصَّلَاةِ اور عورت قضا کرے روزہ کی نہ نماز کی وَالْمُسَافِرُ يَقْضِي الصَّلَاةَ دُونَ الصَّوْمِ مسافر قضا کرے نماز کی نہ روزہ کی وَالْمَرِيضُ يَقْضِي الصَّوْمَ دُونَ الصَّلَاةِ مریض قضا کرے روزہ کی نہ نماز کی وَالْمُغْمَى عَلَيْهِ يَقْضِي الصَّلَاةَ دُونَ الصَّوْمِ مغمی علیہ قضا کرے نماز کی نہ روزہ کی وَالْمَجْنُونُ لَا يَقْضِي الصَّلَاةَ وَلَا الصَّوْمَ مجنون نہ قضا کرے نماز کی نہ روزہ کی وَالْمَرْأَةُ تَقْضِي الصَّوْمَ وَالصَّلَاةَ اور عورت قضا کرے روزہ کی اور نماز کی وَالْمُسَافِرُ يَقْضِي الصَّوْمَ وَالصَّلَاةَ اور مسافر قضا کرے روزہ کی اور نماز کی وَالْمَرِيضُ يَقْضِي الصَّوْمَ وَالصَّلَاةَ اور مریض قضا کرے روزہ کی اور نماز کی وَالْمُغْمَى عَلَيْهِ يَقْضِي الصَّوْمَ وَالصَّلَاةَ اور مغمی علیہ قضا کرے روزہ کی اور نماز کی وَالْمَجْنُونُ يَقْضِي الصَّوْمَ وَالصَّلَاةَ اور مجنون قضا کرے روزہ کی اور نماز کی وَالْمَرْأَةُ تَقْضِي الصَّوْمَ وَالصَّلَاةَ اور عورت قضا کرے روزہ کی اور نماز کی وَالْمُسَافِرُ يَقْضِي الصَّوْمَ وَالصَّلَاةَ اور مسافر قضا کرے روزہ کی اور نماز کی وَالْمَرِيضُ يَقْضِي الصَّوْمَ وَالصَّلَاةَ اور مریض قضا کرے روزہ کی اور نماز کی وَالْمُغْمَى عَلَيْهِ يَقْضِي الصَّوْمَ وَالصَّلَاةَ اور مغمی علیہ قضا کرے روزہ کی اور نماز کی وَالْمَجْنُونُ يَقْضِي الصَّوْمَ وَالصَّلَاةَ اور مجنون قضا کرے روزہ کی اور نماز کی

کر روزہ قضا کرے نہ نماز وہ الحیض لو نامت ظاہرہا فاسمہ حائضۃ کما یحکم بہ ابو نامت اور فیض ہوں ہو کر اگر عورت سوئی پاکی اور اٹھی حیض کی حالت ہیں تو اسکو حیض ہوئے کا حکم ہوگا جب سو کر وہ اٹھی ہم پھر یہ حکم نظر بالشباہ ہم تو اگر عادت کا وقت ہو دن نماز پڑھ سو گئی اور صبح کو اٹھی تو عادت کو قضا کرے اسواسطے کہ انسانی حادث کی اقرب اوقات کی طرف نسبت ہوتی ہے ویکرہ بہ فاما حیضا کما اور اسکو بالکل دن میں سوئی نہ تھا اور اٹھی تو شک

کر فقہ اور فقہ اور احادیث کی کتابوں کا پڑھنا حائض کو منع ہے کیونکہ آیات قرآنی سے خالی نہیں پس تعلیل سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شروح مختصر کا بھی یہی حال ہے کذا فی النہر وکذا یمنع حملہ کتبا وفی قولہ فیہا کما یؤخذ من اطلاقہ الخ اور حیض کے سبب حرام کرنا ہی زوال کنواری پنے اور بیاہنے کو جیسا کہ اس سے ظاہر اور دین کا اوٹھانا ممنوع ہے مسجد میں آیت قرآنی کا پڑھنا کہ تو سب ہو تو اسکا چھونا مکروہ نہیں کذا فی الخطابی وعن ابن عباس رضی اللہ عنہ لا بأس للجنب والحائض بقراءۃ الآیۃ والآیتین ومسہا وحملہا وعن ابراہیم لا بأس بقراءۃ الآیۃ والآیتین للجنب وذکر اللہ تعالیٰ تسبیح وتہلیل وتکبیر وصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکہ مضائقہ نہیں حائض اور جنب کو دعا اور کے پڑھنے اور چھونے اور اٹھانے میں اور اللہ تعالے کے ذکر میں اور سبحان اللہ کہنا اور قبروں کی زیارت اور عیدگاہ کے داخل ہونے میں ہم لا باس کے لفظ میں اشارہ ہے کہ جنب اور حائض کو ان چیزوں کا کرنا مستحب ہو وَاَکْلٍ وَشُرْبٍ بَعْدَ مَضْمَضَۃٍ وَغَسْلِ یَدَیْہِ اور کھانے پینے میں کلی کرنی اور ہاتھ دھونے کے بعد ہم کو کلی اور ہاتھ دھونے کے بعد کھانا پینا اصلا مکروہ نہیں حائض کو نوقطہ لاباس کا خلاف اولے ہے پر جو مرجم ہو کہ اباحت نجز یحی کا دلالت نہیں کرتا بدلیل قول شارح والدلیل علیہا ایکہ کذا فی الخطابی وما قبلہا لصاحب الہدایۃ وَلَا بَأْسَ عَلَی الْحَائِضِ بِغَسْلِ ذِکْرِ الْحَیَوَانِ اور کلی اور ہاتھ دھونے سے پہلے کھانا پینا جنب کو مکروہ ہے نہ حائض کو حیستک کہ حائض کو نہانیکا حکم نہو بیشی ظاہر ہونے کے بعد ایسا ذکر کیا ہو یعنی ہم جنب اور حائض میں فرق یہ ہو کہ جنب کا منہ دھونا کلی سے ساقط ہو جاتا ہو پانی مستعمل ہو گا اور مستعمل پانی بینا مکروہ ہے جب یہ تعلیل طہارت میں جاری نہیں ہر اخلاف حائض کہ اوپر کے ساتھ تقدم نہیں ہو قبل از اتمام الظہر حیض منقطع ہو لَمْ یَجُزْ وَطْؤُہَا حَتَّی تَغْتَسِلَ اَوْ تَتَیَمَّمَ اِنْ عَجَزَتْ عَنِ الْغُسْلِ اَوْ خَافَتْ فَوْتَ الْوَقْتِ کَمَا فِی الْہِدَایَۃِ اور مکروہ ہو تحریمی نہیں جیسا کہ قرآن کا نہیں سے اگر طاہرات کی نزدیک آسانی کو ہو اور جانہ میں اگر کروہ ہونے کو سمجھ گیا ہو اور اسمیں زیادہ تر احتیاط ہو ہم اسمیں سو وازار کہ کپڑا ہی ہو جو ہونے ران کے بدن سے متصل ہو وَمَحَلِّ وُجُوْبِہٖ اِذَا انْقَطَعَ حَیْضُہَا لِاَکْثَرِہٖ بِالْاِغْتِسَالِ وَمَا یَلِیْ ذٰلِکَ اور حلال ہو عورت سے جماع کرنا جبکہ اوسکا حیض منقطع ہو گیا حیض کی اکثر مدت کے بعد بدون غسل واجب ہونے کے بلکہ قبل جماع کے نہانا مستحب ہو یعنی جبکہ دس رات دن کے بعد حیض نہ ہوا تو بدون نہانے کے اوس مرد کا جماع درست ہو اور قبل جماع کے غسل کرنا واجب نہیں ہے بلکہ مستحب ہو تو جماع بلا غسل کرنا مکروہ نہ ہو یہی ہم وَاِنِ انْقَطَعَ لِدُوْنِہَا فَلَا یَطَؤُہَا حَتّٰی تَغْتَسِلَ اَوْ یَمْضِیَ عَلَیْہَا وَقْتُ صَلٰوۃٍ کَامِلٍ اور اگر منقطع ہو حیض کی اقل مدت سو کمتر تین یعنی رات دن کی سو کم مدت میں نہ ہوا تو عورت وطی کرے اور نماز پڑھے نماز کے اخیر وقت میں ہم یہاں غسل سے ثابت ہوا کیونکہ جب خون حیض کا نہیں ہے تو طہارت ہی سے کہا شارح نے یعنصر تین جماع کا حکم بیان نہیں کیا لیکن اوسکا حلال ہونا اگلے مسئلے سے ظاہر ہو گا یعنی جبکہ عادت سو کم اقل مدت کے بعد منقطع ہونے سے صحت نہیں تو یہاں طہارت اور اسے حلت نہو گی وَاِنْ عَادَ فَاِنْ لَمْ یَعُدْ لِاَقَلَّ مِنْ عَادَتِہَا حَلَّ الْوَطْءُ اور اگر حیض منقطع ہوا اپنی اقل مدت کے بعد پھر اگر عادت سو کم مدت میں بند ہو گیا تو جماع حلال نہیں اگرچہ وہ غسل کر بھی چکی ہو کذا فی البحر وَتَغْتَسِلُ وَتُصَلِّی الْفُرُوْضَ وَالْوَاجِبَ احْتِیَاطًا اور عورت نہ کرے غسل کرے اور نماز پڑھا کرے اور روزہ رکھے احتیاط کی راہ سے ہم تاخیر کرنا غسل کا اخیر وقت تک مستحب ہو جبکہ پوری عادت کے بعد حیض منقطع ہوا ہو اور اگر عادت سو کم منقطع ہوا ہو تو تاخیر واجب ہو کذا فی النہر وَاِنْ لِاَقَلَّ عَادَتِہَا فَاِنْ کَانَ عَلٰی عَادَتِہَا حَلَّ الْوَطْءُ اور اگر اقل مدت کے بعد عورت کی عادت پر حیض منقطع ہوا تو اگر وہ عورت اہل کتاب سے تو اوسکا جماع کرنا فی الحال حلال ہو گا یعنی اسوا سکے کہ اسپر غسل کرنا واجب نہیں کیونکہ کفار احکام شرعیہ کے مخاطب نہیں کذا فی البحر وَالَّا لَا حَتّٰی تَغْتَسِلَ اَوْ تَتَیَمَّمَ اور اگر عورت مذکور مسلمان ہو تو جماع حلال نہیں یہاں تک کہ غسل کرے یا تیمم کرے بدلے غسل کے تیمم کی شرط کے موافق یعنی اگر آب مطلق کافی کے استعمال سے عاجز ہو جب تو اوسکو تیمم درست ہو گا نہر الفائق میں ہو کہ تیمم کے بعد بدون نماز پڑھے جماع اوسکا حلال نہیں الا جماع بنا بر قول اصح کے اَوْ یَمْضِیَ عَلَیْہَا زَمَنٌ یَسَعُ الْغُسْلَ وَلَیْسَ الْمَانِعُ مِنَ الْغُسْلِ اِلَّا تَعَلُّمَ الصَّلٰوۃِ لِعَدَمِ الْمَاءِ اَوْ لِعَجْزِہٖ بِہَا فِیْ ذِمَّتِہَا وَظَنَّتْ فِیْ وَقْتِ الصَّلٰوۃِ بَقَاءَ الْوَقْتِ کَمَا فِی الْمُسْتَصْفٰی اور گزر جائے اوس پر اتنا زمانہ کہ غسل کر سکے اور نہ ہو مانع غسل کا سوا سیکھنے نماز کے یا عاجز ہونے اوسکا پانی سے ذمہ اوسکے نماز کا ہو اور گمان کرے عورت وقت نماز کے اخیر وقت سوا سقدر زمانہ چاہیے بیان کرنے فقہا کے واجب ہونے غسل کے ذمہ پر یعنی وجوب نماز کا ثابت نہیں بدون خروج وقت کے فوگر عورت طاہر موتی عید کو وقت تو ضرور ہو گا ظہر کا وقت گذر جائیگا چنانچہ سراج وغیرہ میں مذکور ہے

ہم نماز اور حیض ہر کپڑے وقت میں پاک ہو کر خروج وقت تک اگر احتمال باقی ہو کہ تہا اور کپڑے پہنا اور تحریمہ باندھا ہے تو یہ مراد نہیں کہ نماز کے اول وقت میں پاک ہوا اور احتمال نہ رہا کہ بعض غلط فہمی ہوئی ہے بلکہ مصنف کی عبارت عام ہے لیکن مراد یہی ہے جو کہہ گیا اور جام کو اس اصل خصوص کر کے دیکھا تا معلوم ہو کہ حیض اور نفاس کی عبارت وقت مذکور کے گذر جانے سے جام کے حق میں ہے نہ قرآن پڑھنے کے حق میں کذا فی الطحطاوی عن الحموی میں کہتا ہوں کہ اگر حیض بند ہوا دس دن کے بعد تو وہ پاک ہو گئی اور غسل واجب ہوا اور اگر دس دن سے کم میں خون بند ہوا یا تین دن سے زیادہ، عادت سو کم یا عادت کے موافق بند ہوا اور پہر جاری ہوا دس دن کی مدت میں تو اسکی عبارت کا حکم باطل ہو گیا وہ بمنزلہ اُس حیض کے ہوا جو ابتداء آخر دن میں شروع ہوا اور دس دن تک مستمر رہا یہی جواب ہے کہ صحیح تر قول میں معتبر نہیں یعنی اگر قبل دس کے طہر ہو بھی تو وہ یہ حیض کہ اسکو استمرار نہ شروع سے رات کو حیض نہیں ہوا تہا اور کپڑے پہنا تھا میں ہوتا نماز اور صوم میں کچھ فرق نہیں سوا اسکے حیض

زیادہ ہو ۱۵ پھر کہ حیض مبتدأہ سے زیادہ ہو اور اوسکا حیض دس روز کا ہی ہو پھیض ۱۰ پھر کہ نفاس مبتدأہ سے زیادہ ہو اور اوسکا نفاس ۴۰ چالیس دن کا ہے ۵ پھر کہ حیض اور نفاس کی عادت سے زیادہ ہو اور وہ دونوں کی اکثر مدت سے بڑھ جاوے ۶ حاملہ کا خون کہ زمانے الحمل اور ان اور صغیرہ اور دو بیضیہ الرحم کا خون ایسی قسم کا ہے کذا ذکرہ ابوالسعود اور خون استحاضہ کی علامت یہ ہے کہ اوسمیں بو نہیں ہوتی اور حیض کے خون میں بو ہوتی ہے کذا فی الطحطاوی عن البحر لا یحتم صوماً وصلوۃ ولو نفلاً لحدیث ان ہذہ لیست بحیضۃ وصلی وقال فلم لا اصلی الحدیث خون استحاضہ مانع نہیں صوم اور صلوۃ کا اگرچہ نفل کی نماز ہو اور جماع کا مانع نہیں بدلیل اس حدیث کے کہ فاطمہ بنت ابی حبیش سے فرمایا کہ اپکو صوم کیا کرو اور نماز پڑھا کرو اگرچہ خون بہتا ہی پرے ھم حکم نماز کا حدیث کی عبارہ الصلوۃ سے ثابت ہے اور صوم اور جماع کا دلالۃ النص کو کذا فی الدر المختار لغۃ ولادۃ للمرأۃ وشرعاً خروج بعض من حیوان ولو مائیاً کسمک او نطفۃ استقر فی رحم امرأۃ او مضغۃ او علقۃ او دم لم یستبن شیء من خلقہ الا ان فیہ تخطیطاً یظہر ان اصلہ آدمی او اکثر شعرہ او ظفرہ او سقط منہ عضو یتبین فیہ شیء من خلقہ الا ان ظاہر بدنہ لم یتخطط بعد ذلک کلہ ولد ونفاس لغت عرب میں عورت کا جننا اور اصطلاح شرع میں نفاس وہ خون ہے جو رحم سے بچے کے لڑکا پیدا ہونے کے بعد ہو اگر عورت ولادت کے بعد خون نہ دیکھے کیا وہ نفاس والی ہو جاوے گی یا نہیں جواب ہو گی کہ اکثر مدت حمل بھی ہے کذا فی الدر المختار تو اسپر غسل واجب ہے احتیاط کی راہ سے اور اسواسطے کہ ولادت قلیل خون سے خالی نہیں کذا فی البحر فلو ولد ولم یر دماً من عشر فنفاس او لا قالا یجب ان یثبت لہ احکامہ الا الاولیٰ ہو اگر عورت لڑکا جنی اپنے مکان سے اسطرح کہ نا وہیں زخم تھا وہ پھٹ گیا اور کچھ خون آیا اور اگر خون بھی نہ آیا تو اگر خون بھرا ہوا تو وہ نفاس ہے جاری ہے ورنہ نہیں ہوا تو وہ عورت جو کچھ اوسکی زخم والی ہو گئی اگرچہ اسپر ہمارے کو احکام نہ ثابت ہونگے لیکن ہم حکم کرینگے کہ اوسکی مان کی عدت منقضی ہو گئی اور وہ ام ولد ہو گئی اور اوسکی طلاق اگر واقع ہوئی ہو تو اوسکی عدت پوری ہو گئی اور اگر خاوند وہاں سے جاتا رہا ہو تو وہ خاوند کے پاس واپس نہ آوے اور اگر خاوند اوسکے پاس ہو تو وہ نہ جاوے اور اگر خاوند وہاں سے جاتا رہا ہو تو وہ عورت جو کچھ اوسکی زخم والی ہو گئی اگرچہ اسپر ہمارے کو احکام نہ ثابت ہونگے لیکن ہم حکم کرینگے کہ اوسکی مان کی عدت منقضی ہو گئی اور وہ ام ولد ہو گئی اور اوسکی طلاق اگر واقع ہوئی ہو تو اوسکی عدت پوری ہو گئی

اور بعد کے تین دیکھے اپنے مدت تصدین کے ۴۰ دن اور ایک عادت ہوا ایک عادت نفاس کی اور پندرہ دن طہر کے اور تین حیض نو دن کے اور باقی میں کے طہر کے ۳۰ دن کرلئے المطلاوی و الکثرۃ اربعون یوما لما رواہ الترمذی و غیرہ و لان اکثرہ اربعۃ امثال اکثر الحیض اور اکثر مدت نفاس کی ۶۰ دن ہیں اسطرح ترمذی وغیرہ محدثین نے روایت کی ہے اور اسواسطے اکثر نفاس اکثر حیض کا چاہار چند ہو ھم اکثر حیض دس دن کا ہو تو اکثر نفاس چار چند ہو کر چالیس دن ہوگا اور چار چند نہ ہو سکے بعد یہ ہے کہ چار مہینے کے بعد بچے میں بان پڑتی ہے تو اسوقت سے حیض کا خون اوسکی تمار ا ہوتا ہے اور سیار ا ہو گا ۶۰ دن سو یہ استحاضہ ہے اگر وہ عورت مبتدأ ہے یعنی پہلا ہی حیض جی ہوا اوسکی عادت مقرر نہیں ہوئی اما المعتادۃ فقد یاتی ایضا اور عادت والی عورت جا بچا اپنی عادت کیطرح پھیری جاوے گی یعنی اگر اوسکی عادت ۱۰ دن کے نفاس کی ہو اور خون ۶۰ دن جاری رہا تو ۱۰ دن نفاس ہے باقی ۵۰ دن سو یہ استحاضہ ہے اگر وہ عورت عادۃ المخاضین اور اسطرح علیہا حکم ہے یعنی اگر مبتدأ ہے یعنی پہلا ہی دس دن سے زیادہ و خون جاری ہوا تو زائد استحاضہ ہے اور عادت والی اور اپنی استحاضہ ہو کر لہا المخاضین اور اسطرح علیہا حکم ہے یعنی اگر مبتدأ ہے یعنی پہلا ہی دس دن سے زیادہ و خون جاری ہوا تو زائد استحاضہ ہے اور عادت والی اپنی عادت کیطرح پھیری جاویگی کذا فی المطلاوی ما لم یتجاوز علی اکثرہا و ان تجاوز فلکل نفاس و لکل الحیض الی اٰخرہ یعنی اگر عورت کو اکثر حیض اور اکثر نفاس پر تجاوز نہ ہوا ہو تو

بِتَقَطُّرِ الدَّمِ وَاَمَّا مَوْصُوْلًا وَتَقْصِيْدًا وَهُوَ مَا جَاوَزَ اَكْثَرَ الْحَيْضِ اَوِ الْعَادَةَ فَاسْتِحَاضَةٌ وَالْاَقْرَاءُ الْاَطْهَارُ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى ثَلٰثَةَ قُرُوْءٍ وَالطُّهْرُ
بِالْفَتْحِ فِعْلُهَا وَبِالضَّمِّ اِسْمٌ لِلْمَاءِ الَّذِيْ يُتَطَهَّرُ بِهٖ وَبِالْكَسْرِ لِلْحَالَةِ الَّتِيْ تَحْصُلُ لِلْمَرْاَةِ بَعْدَ الْحَيْضِ وَالطَّلَاقُ فِي الطُّهْرِ
بِدْعِيٌّ وَفِي الْحَيْضِ بِدْعِيٌّ وَالطَّلَاقُ بِدْعِيٌّ اَنْ يُّطَلِّقَهَا ثَلٰثًا اَوْ يُطَلِّقَهَا فِي طُهْرٍ جَامَعَهَا فِيْهِ وَاِنْ طَلَّقَهَا وَاحِدَةً اَوْ
طَلَّقَهَا فِي طُهْرٍ لَمْ يُجَامِعْهَا فِيْهِ اَوْ طَلَّقَهَا حَامِلًا قَدِ اسْتَبَانَ حَمْلُهَا اَوْ اَيِسَةً اَوْ صَغِيْرَةً اَوْ مَنْ لَمْ يَدْخُلْ بِهَا فَلَيْسَ بِبِدْعِيٍّ وَلَا
سُنِّيٍّ وَهُوَ الطَّلَاقُ الَّذِيْ اَبَاحَهُ الشَّرْعُ وَاَمَرَ بِهٖ وَهُوَ اَنْ يُّطَلِّقَ الرَّجُلُ امْرَاَتَهٗ وَاحِدَةً رَجْعِيَّةً فِي طُهْرٍ لَمْ يُجَامِعْهَا فِيْهِ ثُمَّ
يَتْرُكُهَا حَتّٰى تَنْقَضِيَ عِدَّتُهَا وَالْعِدَّةُ لِلْحُرَّةِ ثَلٰثَةُ اَقْرَاءٍ وَلِلْاَمَةِ قُرْءَانِ وَاِنْ كَانَتْ تَحْتَ عَبْدٍ وَعِدَّةُ الْحَامِلِ اَنْ تَضَعَ حَمْلَهَا
وَعِدَّةُ الْاَيِسَةِ وَالصَّغِيْرَةِ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ وَعِدَّةُ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا اَرْبَعَةُ اَشْهُرٍ وَعَشْرٌ وَالْاَصْلُ فِي الْعِدَدِ الْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ
وَالْاِجْمَاعُ اَمَّا الْكِتَابُ فَقَوْلُهٗ تَعَالٰى وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْءٍ وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى وَالَّٰٓئِيْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ
مِنْ نِّسَآئِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى
وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا وَاَمَّا السُّنَّةُ فَقَوْلُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ
لِفَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ اِعْتَدِّيْ فِيْ بَيْتِ ابْنِ اُمِّ مَكْتُوْمٍ وَاَمَّا الْاِجْمَاعُ فَاِنَّ الْاُمَّةَ اَجْمَعَتْ عَلٰى وُجُوْبِ الْعِدَّةِ فِي الْجُمْلَةِ وَالْحِكْمَةُ
فِيْهَا اَنَّ النِّكَاحَ نِعْمَةٌ فَشُرِعَتِ الْعِدَّةُ شُكْرًا لِهٰذِهِ النِّعْمَةِ وَلِاَنَّ النِّكَاحَ يُفْضِيْ اِلَى اخْتِلَاطِ الْمَاءَيْنِ وَاخْتِلَاطُ الْمَاءَيْنِ
يُفْضِيْ اِلَى اخْتِلَاطِ الْاَنْسَابِ وَفَسَادِ الْفِرَاشِ وَلِاَنَّ الْعِدَّةَ تَشْتَمِلُ عَلٰى مَصْلَحَةٍ لِلْمَرْاَةِ وَهِيَ اَنَّهَا تَتَرَبَّصُ فِيْهَا لِيَظْهَرَ
حَالُ الْحَمْلِ وَمَصْلَحَةٍ لِلزَّوْجِ وَهِيَ اَنَّهٗ يَتَرَبَّصُ فِيْهَا لِيَظْهَرَ اَنَّهٗ يَرْتَجِعُهَا اَوْ يَتْرُكُهَا حَتّٰى لَا يَكُوْنَ جَامِعًا بَيْنَ
الْمَاءَيْنِ وَمَصْلَحَةٍ لِلْوَلَدِ وَهِيَ اَنَّهٗ يَتَرَبَّصُ فِيْهَا لِيَظْهَرَ اَنَّهٗ يَرْتَجِعُهَا اَوْ يَتْرُكُهَا حَتّٰى لَا يَكُوْنَ جَامِعًا بَيْنَ
الْمَاءَيْنِ وَمَصْلَحَةٍ لِلْوَلَدِ وَهِيَ اَنَّهٗ يَتَرَبَّصُ فِيْهَا لِيَظْهَرَ اَنَّهٗ يَرْتَجِعُهَا اَوْ يَتْرُكُهَا حَتّٰى لَا يَكُوْنَ جَامِعًا بَيْنَ
الْمَاءَيْنِ وَمَصْلَحَةٍ لِلْوَلَدِ وَهِيَ اَنَّهٗ يَتَرَبَّصُ فِيْهَا لِيَظْهَرَ اَنَّهٗ يَرْتَجِعُهَا اَوْ يَتْرُكُهَا حَتّٰى لَا يَكُوْنَ جَامِعًا بَيْنَ
الْمَاءَيْنِ وَمَصْلَحَةٍ لِلْوَلَدِ وَهِيَ اَنَّهٗ يَتَرَبَّصُ فِيْهَا لِيَظْهَرَ اَنَّهٗ يَرْتَجِعُهَا اَوْ يَتْرُكُهَا حَتّٰى لَا يَكُوْنَ جَامِعًا بَيْنَ
الْمَاءَيْنِ وَمَصْلَحَةٍ لِلْوَلَدِ وَهِيَ اَنَّهٗ يَتَرَبَّصُ فِيْهَا لِيَظْهَرَ اَنَّهٗ يَرْتَجِعُهَا اَوْ يَتْرُكُهَا حَتّٰى لَا يَكُوْنَ جَامِعًا بَيْنَ
الْمَاءَيْنِ وَمَصْلَحَةٍ لِلْوَلَدِ وَهِيَ اَنَّهٗ يَتَرَبَّصُ فِيْهَا لِيَظْهَرَ اَنَّهٗ يَرْتَجِعُهَا اَوْ يَتْرُكُهَا حَتّٰى لَا يَكُوْنَ جَامِعًا بَيْنَ
الْمَاءَيْنِ وَمَصْلَحَةٍ لِلْوَلَدِ وَهِيَ اَنَّهٗ يَتَرَبَّصُ فِيْهَا لِيَظْهَرَ اَنَّهٗ يَرْتَجِعُهَا اَوْ يَتْرُكُهَا حَتّٰى لَا يَكُوْنَ جَامِعًا بَيْنَ
الْمَاءَيْنِ وَمَصْلَحَةٍ لِلْوَلَدِ وَهِيَ اَنَّهٗ يَتَرَبَّصُ فِيْهَا لِيَظْهَرَ اَنَّهٗ يَرْتَجِعُهَا اَوْ يَتْرُكُهَا حَتّٰى لَا يَكُوْنَ جَامِعًا بَيْنَ

ما نحن فیہ بطریق اولی ان استوت جہتہ عند ابتداء تیمم وقت صلوۃ من فرضہ یا ان کان یعلم ان جہتہ وقت الصلوۃ من فرضہ یا یتوقعہ ویصلی فیہ
لما علیہ من الطہارۃ لیدرک الصلوۃ کما یجب علیہ الاستقبال لیدرک الصلوۃ کما یجب علیہ الاستقبال لیدرک الصلوۃ کما یجب علیہ الاستقبال لیدرک الصلوۃ
بلوغ پہنچے مدت خواہ کم ہو کر دلو حکما کان الانقطاع للدم او حقیقۃ کما لو کان یخرج قلیلا قلیلا بحیث لو احتشت لم تمتلیء ولو ترکت لم تسل
منقطع ہو جانا عذر کا دم الانقطاع کے ساتھ ملوث ہے ہم استیناب یہ ہے کہ ابتداء عذر انقطاع قلیل ہو کہ اگر حشو کی جائے تو نہ بھیگے اور نہ بہے اور اگر چھوڑ دی جائے تو بہہ پڑے
وضو کر کے نماز پڑھ لے الحاوی وھذا اذا علم ان الدم یرقی حتی لا یسیل ہذا ہو الاصح کذا فی الظہیریۃ اور یہ بھی استیناب عذر کا خمار ہے کہ تمام وقت میں شرط ہو جب کسے شروع ہو
کے حق میں یعنی ثبوت عذر اولا اور استیلاء ثانیا ہو وفی البقاء کفی وجودہ فی جزء من الوقت ولو قدرا ثم ادرکہ بالی الوقت اور عذر باقی ہونے کے حق میں عذر کا
پایا جانا وقت نماز کے کسی جزء میں کفایت کرتا اگر چہ ایک ہی بار ہو یعنی ایسا کہ اگر وہ کافی ہے نہ استیناب وفی ھذا دلیل لمن یقول باستیعاب
الانقطاع تمام الوقت حقیقۃ لا الانقطاع الکامل او عذر جانے رہنے کے حق میں استیناب انقطاع عذر کا تمام وقت میں حقیقتاً
طرح ہے اسی طرح کامل انقطاع کا کامل بھی ہے ہم انقطاع حقیقی یہ ہے کہ تمام وقت میں اصلا عذر کا اثر معلوم نہ ہو ہمارا کامل انقطاع کامل کے بعد دوسرے
وقت میں عذر موجود نہ ہونا تو وہ ہر صاحب عذر کو مل گیا اور نہیں تو نہیں کذا فی الظہیری وھکذا فی الوقایۃ وشرحہ للکل فرض ہے
اور حکم معذور کا وضو کر کے نماز فرض کے وقت نہ ہونا گویا کہ وضو کا اور اندر اسکی یعنی بدن اور مکان کا ہم نجس سے ظاہر ہونا ہے
سے ہو خواہ ہم سے اور قصری کہ ہر حکم کو جگر کہا ہو یا جاتا ہے تو خانے کے فراغت ہونے سے پہلے وہ ناپاک ہو جاتی تو اب کپڑا اور ہمارا
نہیں اور سجدہ ہو بدن اور مکان کا کذا فی الحاوی واللام للوقت کما فی لدلوک الشمس حرف لام کا کل فرض میں وقت کیونکہ ہر نماز
سجدہ میں ادراک النجس کا لام وقت کیونکہ اسلئے ہے کہ ناقص کا سوجود ہونے کیونکہ جب تو کل فرض ہے وضو کرنا ہر نماز فرض کے لئے ہوگا تھا اگر چہ
اگر وقت میں چند دفعہ ہوں لہذا شارح نے جو ادیا کہ حرف کا ہم کا بیان وقت کیونکہ ہر ایک ہے فیہ وفاء تفعلہ بہ فیہ وفاء تفعلہ مثل الواجب
ناپاکی کے پہر نہار پڑھے اس وجہ سے وقت کے اندر فرض ادا کرنے والا ہو جب نماز بطریق اولے داخل ہے یعنی جبکہ نفل با وجود یکہ ضرر نہیں نماز سے
تو واجب بطریق اولے جائز ہے فان ھو موقت بوقت یطرأ الظہر حدثہ السابق حتی لو توضأ قبل الانقطاع ودام الی آخر وقتہ لم یجز
ملکہ ہو جائے فاذا لم یجد ماء حتی صلی بتیمم وقت گیا تو وضو باطل ہو گیا یعنی الکلا حدث ظاہر ہو گیا یعنی ظہور حدث سابق بطلان کا سبب
تو وہ جب وقت میں نہیں تو گلا محدود نے وضو کیا عذر کے منقطع ہو جانے کے وقت پہرہ انقطاع دائم نہ پایا تا وقت ادا کے کامل جانے تک تو وہ
باطل ہو گیا وقت کے خارج ہونے سے جیسا کہ وہ ہر اعادت اس وضو پر ہماری نہیں ہوا عذر سابق جاری ہو ہم المصر نہیں جزء جزء وقت میں اور اسطرح
وضو باطل ہو گیا کہ سیلان کے وقت وضو نہیں کیا اور نہ سیلان اس کے بعد پایا گیا کمسئلۃ من ابتدأ صلاتہ بتیمم لسلس سلس کرنے والے مرد یا عورت کے
یعنی اگر سلسہ کو وقت وضو کے موزہ پہنا تو وقت کے اندر مسح کرنا جائز ہے اور جزء جزء وقت میں وہ ان نزع خف نہیں سمجھا اور اگر انقطاع عذر
ہیں وضو کیا اور موزہ پہنا تو عذر مذکور کی مانند ایک رات دن ہم کم کو اور تین رات دن مسافر کو مسح جائز ہے وانما حالہ لو توضأ قبل الانقطاع ولو
بعد ما بقی لا یبطل الا بخروج وقت الصلوۃ لان الوقت فی حقہ کالوقت فی حق المتیمم اگر چہ بعید یا ہاشت یا عید الضحے
کا وضو ہو تو وضو باطل ہو گا کہ ظہر کے وقت کے خارج ہو جانے سے یعنی یہ جو مصنف نے کہا کہ جزء جزء وقت میں وضو باطل ہو سمجھ لینا چاہئے
کہ وقت ہی اور جلد سے بلند اتنا نصف النہار کو کوئی نماز فرض کا وقت نہیں تو بعد دن جزء جزء وقت ظہر بطلان وضو ثابت ہو گا والا سئل عن
قولہ فرقد وھو جائز ان لا یسیلہ تکلان توضأ بحضرۃ قبل الزوال صح الی آخرہ لا یتبقی قبل زوالہ فرقد لا یتحقق ان یتحقق
الا بخروج الوقت اور اگر معذور نے کپڑے پر زخم کے یا کسی مباحث دندان ہی کی تو اس کو اور کپڑا نہ ہو تا جائز ہو جب اطہر ہو کہ اگر اسکو
دھوئے تو کپڑا نجس ہو جائے فقاء کے فراغت ہونے سے پہلے اور اگر ناک بہنے والا زخم ہونے سے تو وہ نماز کر نا جائز نہیں یہی قول اصح ہے وہ

جو کہ بے وضو کا ہو یا نجاست کا یا بے وضو ہونا بدن پر نجاست کا ہونا یا کپڑے پر نجاست کا ہونا اور نجاست حقیقیہ وہ ہے کہ جس کو شرع نے ناپاک کہا ہو جیسے پیشاب اور پاخانہ اور نجاست حکمیہ وہ ہے کہ جس کو شرع نے ناپاک کہا ہو جیسے بے وضو ہونا اور نماز کے لئے پاک ہونا شرط ہے اور نماز کے لئے پاک ہونا شرط ہے اور نماز کے لئے پاک ہونا شرط ہے

حقیقۃ بین طاہرا او ناقلا او حکما کماء مضاف او مستعمل لا بالقدر جائز ہو اور کذا نجاست حقیقی کا اس کو مقام لیتے ہیں
وہ بھی اگر بہ محل نجاست متن نہ کھانے کی چیز ہو جیسا چونہ روٹی یا گھی جامہ یا اس کا سلعہ ہو پانی سے دھو کر کہ اگر پیشاب یا پاخانہ ہو تو
دو بھی کئے اگر بہ محل نجاست متن نہ کھانے کی چیز ہو جیسا چونہ روٹی یا گھی جامہ یا اس کا سلعہ ہو پانی سے دھو کر کہ اگر پیشاب یا پاخانہ ہو تو
فتوی دیا گیا ہے ھم غلط اوی میں خلاصہ سے منقول ہے کہ کپڑے کا ایک کنارہ نجس ہو گیا سو یا دنا کہ کپڑے سے اس کو نہ کھولیں گے تا کہ خود اس
پر پانی بہ جائے ھم کلاب اور سرکہ کی بالکل یہی نوعیت ہے کہ اگر پاک ہو گیا یہی قول ہمارے ھو وبکل ما یقع طاھرا قالہ الناسفی ینجس بالعصر کلی دفعۃ ورجحہ الزوزنی
اور ملنے سے بالکل نہ گرے اور پاک ہو گیا یہی قول ہمارے ھو وبکل ما یقع طاھرا قالہ الناسفی ینجس بالعصر کلی دفعۃ ورجحہ الزوزنی
وفلہ ینجس حتی یغلی اور جائز ہے رفع نجاست ہر ایک بہنے والی چیز سے کہ نچڑ جاوے اور نچڑنے والی چیز کے نچڑ جانے سے کپڑا شرع میں پاک ہو جاتا ہے
یہاں تک کہ دھونے والی کی بدلی بھی تو جوا و کھلی اور پستان کہ ناپاک ہوئی پاک ہو جاتی ہے مینہ یا کے چاٹنے سے ھم کلاب اور سرکہ کی اس تاثیر کے
اور ازالہ اثر سے پاک ہو جاتی ہے بخلاف خمر این کہ لا یطہر قالہ ابو یوسف کذا فی الخلاصۃ یا اور یہ جو بعضوں نے کہا ہے کہ دو دن کے بعد دوسرے
کرنا یعنی اپنی پکائی کے سبب سو دو ما قیل ان اللبن یحول طبع الحلاوۃ الخمیا یرا اور یہ جو بعضوں نے کہا ہے کہ دو دن کے بعد دوسرے
پکا پیشاب نجاست کا ہو دو کر نہ ہو الا سے سو قول نجاست کے مخالف ہم ھو قول غیر نتا ابو یوسف کا قول ھو والیہ رجع محمد وھو کل ظاہر
ہے دیدی جرم ھو حول ما یقع بعد النفاض دلو میں خیر ہا کہ کر دیوں ما یقع بعد النفاض دلو میں خیر ہا کہ کر دیوں ما یقع بعد النفاض دلو میں خیر ہا کہ کر دیوں ما یقع بعد النفاض دلو میں خیر ہا کہ کر دیوں
انہ چاہئے ہو جانا پاک ہو گیا جسم والی نجاست سو ایک ہو جاتا ہے اس کو سرکہ سے کہ اثر اس کا اس سے دور ہو جاوے جسم اور ہو تاب کپڑا ہو یا فرش
آدھ سوکھی کے بعد اگر چہ اور چیز سے ملکہ نظر پڑے جیسا چونہ شراب اور پیشاب کہ سوکھنے

نجاست کیا اسطرح سے زائل ہو جس سے نجاست کا اثر جیسا کہ بو رنگ اور مزہ اور بسطرح مرفوعہ کان الماء وقد طاب الطہارۃ
کہ پانی پاک ہے جب تک اسکا مزہ یا رنگ یا بو نجاست سے متغیر نہ ہو اور تمہید کیلئے مطہر ہونا اور تمہید کیلئے مطہر ہونا اثر شرط ہے نہ فقط پاک ہونا دلیل اول
کہ مطہر ہونا سوا اسکے کہ خود پاک ہو غیر کو پاک کرتا ہے نہ مطہر ہونا اور تمہید کیلئے مطہر ہونا اثر شرط ہے نہ فقط پاک ہونا دلیل اول
وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لِيُطَهِّرَكُمْ بِهِ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ وَلِيَرْبِطَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ
وہ مہربان ہے جس نے تم پر آسمان سے پانی اتارا تاکہ تم کو پاک کرے اور تم سے شیطان کی نجاست دور کرے اور تمہارے دلوں کو قوی کرے اور اس سے تمہارے پاؤں جمائے
وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لِيُطَهِّرَكُمْ بِهِ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ وَلِيَرْبِطَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ
وہ مہربان ہے جس نے تم پر آسمان سے پانی اتارا تاکہ تم کو پاک کرے اور تم سے شیطان کی نجاست دور کرے اور تمہارے دلوں کو قوی کرے اور اس سے تمہارے پاؤں جمائے
وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لِيُطَهِّرَكُمْ بِهِ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ وَلِيَرْبِطَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ
وہ مہربان ہے جس نے تم پر آسمان سے پانی اتارا تاکہ تم کو پاک کرے اور تم سے شیطان کی نجاست دور کرے اور تمہارے دلوں کو قوی کرے اور اس سے تمہارے پاؤں جمائے
وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لِيُطَهِّرَكُمْ بِهِ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ وَلِيَرْبِطَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ
وہ مہربان ہے جس نے تم پر آسمان سے پانی اتارا تاکہ تم کو پاک کرے اور تم سے شیطان کی نجاست دور کرے اور تمہارے دلوں کو قوی کرے اور اس سے تمہارے پاؤں جمائے
وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لِيُطَهِّرَكُمْ بِهِ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ وَلِيَرْبِطَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ
وہ مہربان ہے جس نے تم پر آسمان سے پانی اتارا تاکہ تم کو پاک کرے اور تم سے شیطان کی نجاست دور کرے اور تمہارے دلوں کو قوی کرے اور اس سے تمہارے پاؤں جمائے
وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لِيُطَهِّرَكُمْ بِهِ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ وَلِيَرْبِطَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ
وہ مہربان ہے جس نے تم پر آسمان سے پانی اتارا تاکہ تم کو پاک کرے اور تم سے شیطان کی نجاست دور کرے اور تمہارے دلوں کو قوی کرے اور اس سے تمہارے پاؤں جمائے
وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لِيُطَهِّرَكُمْ بِهِ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ وَلِيَرْبِطَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ
وہ مہربان ہے جس نے تم پر آسمان سے پانی اتارا تاکہ تم کو پاک کرے اور تم سے شیطان کی نجاست دور کرے اور تمہارے دلوں کو قوی کرے اور اس سے تمہارے پاؤں جمائے
وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لِيُطَهِّرَكُمْ بِهِ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ وَلِيَرْبِطَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ
وہ مہربان ہے جس نے تم پر آسمان سے پانی اتارا تاکہ تم کو پاک کرے اور تم سے شیطان کی نجاست دور کرے اور تمہارے دلوں کو قوی کرے اور اس سے تمہارے پاؤں جمائے
وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لِيُطَهِّرَكُمْ بِهِ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ وَلِيَرْبِطَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ
وہ مہربان ہے جس نے تم پر آسمان سے پانی اتارا تاکہ تم کو پاک کرے اور تم سے شیطان کی نجاست دور کرے اور تمہارے دلوں کو قوی کرے اور اس سے تمہارے پاؤں جمائے
وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لِيُطَهِّرَكُمْ بِهِ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ وَلِيَرْبِطَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ
وہ مہربان ہے جس نے تم پر آسمان سے پانی اتارا تاکہ تم کو پاک کرے اور تم سے شیطان کی نجاست دور کرے اور تمہارے دلوں کو قوی کرے اور اس سے تمہارے پاؤں جمائے

الحاصل تقسیم اور اعتبار طہارت کی ہر سہ میں مختلف ہو گو طہارت کا اعتبار بہ حسب تین اولی سے ہے کہ اصحاب متون نے اور اسکی تصریح کی ہو مسلم من وقد اضیفت فی الحوالی المعلقات الی بقع وثلثین وغیرت نضرات وهبات فقلت اور البتہ جنی ہیچا یہ قوانین الاسرار میں طہارت کو کہی اور تین تک اور بدل ڈالا ہو ان نے ان برہان کی نظر کو مسدود من نے برین کہا ہے وعسل وعسیٰ ولحاف معلقات وعسیٰ وقلب الیدین فالکفین یذکر اور ہوا اور پونچھنا اور خشک ہونا پاک کرنیوالا ہے اور چھپانا اور کھونڈا نہ کرنے سے طہارت میں ہو دونا جیسے مشک پڑے بنی اور پونچھنا صیقل دار میں اور خشکی زمین میں اور چھپانا لکڑی میں اور ذات کا پہنچا ہے ہر اور سوکھ کے تمک ہو جانے میں اور کھونڈا نہ کرنا میں طاہر کرنا ہے وذوق وبکحل وذی محل وذی الدحول التعس اور باعث قرار پڑنے کا اور شستہ کے بنا نا شراب کا تمک وغیرہ ڈالکر اور دوسرے آب کا خود بخود سوکھ جانا اور خشک ہونا اور سوکھ کر کانڈا نا اور سوکھ کر کانڑا نا اور حوض نجس میں پاک پانی کا مستعد ہونا ہر ایک کو وہ کپڑوں ہو جانا اور کنوئے کے پانی ناپاک کا زمین کے اندر گھسنے اور رس جانا ظاہر کر نا ہے تصریح کی نفی المعنی الاخیر وحوض کبیر وذی عمق اصل ابعین لتقدیر نصف کرنا بعض میں اور روئی کا تر ہونا اور کنوئے کے پانی کا نکالنا دشوار ہونا اور ناپاک چیز کا آگین جل جانا اور آبادانا اور بستی کا ہونا اور بستہ چیز میں نجاست نکال کر گرد اگرد دینا ہم نصف بعضہ کا اسطرح سے کہ اناج جب بھر سو سے جدا ہو جانا ہے پیلوں کے رونڈنے سے تو اگنے سے بچاؤ اور گھر سے نکالنا پاک ہو جاتا ہے تو جب آدھیں گھر خرچ کیا تو حب پاک ہو گیا خرچ کرنا جائز ہے خواہ کھانے کو اسلئے ہو خواہ بیچنے کو خواہ خیرات کرنے اسلئے فتاوی عالم گیری میں ہو کہ اگر نصف سے کم تر روئی ناپاک ہوئی تو دھونے سے پاک ہو جاوے گی اور ہتھانی میں ہو کہ تیل اور اسکی تہ چیانے گھی یا شہد ناپاک ہو جاوے پھر آدھیں یا چوتھائی حصہ پانی ڈالکر ابالا کہ پانی جل جاتا تو وہ پاک ہو اور گھی ناپاک ہوا معلوم نہیں کہ پانی کہاں ہو تو ایک طرف کے ہونے سے پاک ہو جاتا ہو اور گھی یا شہد یا رابا گاڑھی ہے اور آدھیں ہو جانے کو اور اسکا گرکر پڑنے کو کچھ نہ کچھ کمی کو نکال لینے سے گر گرا ہونا ہو تو پاک ہو گئی ویطهر بیبس الشمس حصرا وما بالید بقوله تعالیٰ کشمس رس یابس بالحصر وہ اور پاک ہو جاتا ہو پاک تیل اور گھی ماہرین بتاتا ہو آدھے کے قول پر فتوی ہے اور بعد بلوی یعنی اس کی بجائے دوسرے سے ہو تو مثر ہو ناپاک پانی سے پڑ گیا آدھیں ٹوٹی پھوٹے کو کچھ ڈھیر کپڑے تخت قلیل منه کوئی آدھا بعد تحلیل فی الماء یطهر ان لم یظهر فیه اثر النجس بعد التقی ذکره الحلبی اور پاک ہو گئی سوا رسکا کوزہ بنایا گیا آدھیں ڈالنے کے بعد پاک ہو جاتا ہو اگر آدھیں نجاست کا اثر پڑنے کے بعد ظاہر نہیں ہوا ایسا ذکر کیا ہو حلبی شاہ ہم یہ حلبی شارح ہے منیہ الصلے کا اور دوسرا حلبی ابراہیم ہے وذالتخار کا تحفی وعفا التاسع عشر قدر درهم وان کرهت فیجب غسله اور صاحب شریعت نے نجاست بقدر درہم کے معاف کر دی ہو اگر چہ اسکے ساتھ نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہو بقدر درہم کے نجاست کا دھونا واجب ہم ضمیر مراد یہ ہو کہ قدر درہم کی نجاست کے ساتھ نماز دیہم ہے بدون اوسکو دھونے کے اور یہ مراد نہیں کہ درہم کو دھونا نہیں کیونکہ اوسکی طہارت ثابت ہے اور اگر نماز شروع کر چکا اور اسکو دھونے کیواسطے نماز کا توڑنا جائز ہے کذا فی الخلاصۃ اور نماز میں نجاست ہو اسکا دھونا فرض ہے اور بقدر درہم سے کم نجاست تو اوسکا دھونا مسنون ہو واجب اور فرض ہم بھی قول متوسط ہے ہم اگر درہم سے کم نجاست کے ساتھ نماز شروع کر چکا تو اگر کسی اگر وقت میں بہت ہو تو وہ نماز افضل ہی ہے نماز پڑھنا اور اگر جماعت فوت ہوتی ہو تو اگر پا سکتا ہو اور دوسری جماعت پا سکتا ہو دوسری مسنام میں تو بھی وہ نماز افضل ہے ورنہ نماز قطع کرے وفوقه مغلظة اور درہم سے زیادہ نجاست نماز کو باطل کرتی ہے تو اوسکا دھونا فرض ہے والعبرة لوقت الصلوة لا الاصابة على الاصح وہ اور اعتبار نجاست کی مقدار میں نماز پڑھنے کے وقت کا ہو نہ نجاست لگنیکے وقت کا اگر علماء کے نزدیک جانچنے اور اندازہ کرنے کا طریقہ یہ ہو وهو مثقال وزنا عشرون قيراطا وفي الخبر كيف له جرم وعرض معتبر الكثة وهو اصل مقدر الاشياء بعرفه من مخلطه كعذرة الخ وہ یعنی درہم وزن ایک مثقال کے ہو یعنی بیس قیراط کی گاڑھی نجاست جرم وارہن اور بقدر جوڑائی تمر کفدست کے ہو ہتھیلی میں اور تمر کفدست اندر ہو انگلیوں کے جوڑوں کا غلیظ نجاست میں جیسے آدمی کا گوہ ہم نجاست غلیظہ ایک درہم

معاف ہے بعضوں نے درہم کے وزن کا اعتبار کیا مطلقاً اور بعضوں نے مساحت کا جنہوں نے دونوں قولوں میں توفیق وہی مطلوم کہ اگر نجاست گاڑھی ہے تو درہم کے وزن کا اعتبار ہو اور اگر پتلی ہے تو مساحت درہم کا اعتبار ہے بدائع میں کہا یہی قول مشائخ ماوراء النہر کے نزدیک مختار ہے اور زیادہ اور زیلعی نے اسیکو صحیح کہا ہم الامام اعظم کے نزدیک نجاست غلیظہ جسمیں دونوں متعارض نہوں صاحبین نے کہا اور اسکے ساتھ مجتہدین مصاحبین اور امام کے ساتھ قیس کا اسمیں اختلاف نہوا اور نجاست خفیفہ امام کے نزدیک وہ ہے جسمیں دونوں متعارض ہوں صاحبین نے کہا اور اسکے ساتھ مجتہدین کا اتفاق ہے نجاست غلیظہ کی تعریف میں اختلاف ہوا ہے اور جو کہ اوسکے اجتناب میں بلوی ہے جو واقع نہو کہ ذات الطعام وی مختصر ولکل ما کرہ اکلہ ومنہ صبیہ وجبانا وہو اصل عاما اور اسکا بیان جو چیز کہ آدمی کے بدن سے نکلی وضو یا غسل کی موجب ہو مکروہ و نجاست غلیظہ ہو ہم چنانچہ پیشاب اور منی اور مذی اور وہی اور بیت الخلا سے نہر کے اور حوض جسکی کا میہ سب نجاست غلیظہ ہیں لیکن اس کمیہ پر یہ کہ کا اعتراض وارد ہوا ہم کہ باوجود یکہ ناقص وضو ہے پر طاہر ہے ولہذا غیر ما کول دلومن سنور ولبنہم کالبان الفاسق وسنجیئ ظاہرہ ہم چنانچہ جانور غیر ماکول کا پیشاب آدمی ہوا غیر آدمی اگر چہ شیر خوار بچے کا پیشاب ہو کر جگیدڑ کا پیشاب اور اسکی بیٹ پاک ہے وکذا اول الفارۃ لتعذر التحرز عنہ وعلیہ الفتوی لعموم البلوی کما فی التاتارخانیہ اور اسطرح جو کہ کا بیشاب اور بیٹ یعنی حاقن کے لیے نہو سکنا ہے اسی سوا اور اسی پر فتوی ہے چنانچہ تاتارخانیہ میں ہم ہم حلیہ نے کہا یہ سماق کپڑوں اور طعام میں ہے نہ پانی میں نہ ذیہ اور فتاوی قاضیخان میں جو ہم کی نجاست کو ظاہر الروایۃ کہا ہم لیکن ظاہر الروایۃ پر فتوی نہیں ہے کذا فی الخلاصہ وسیجئ آخر الکتاب ان شاء اللہ تعالی ظاہرہ اور آخر کلام بین آدمی کا جو کہ نجاستی ناپاک نہیں کہ نجاست اوسکا اظہار نہ ہو یعنی رنگ یا بو ہم روئی کے اندر جو کہ نجاستی تھی اگر رطوبت ہو تو اوسکو نکالنے والے اور روئی کو کہا ہوگا کہ وہ پاک ہو کذا فی الخانیہ اور فی الخلاصہ الا فی العصفور یطیر بالقوارب اور اشباہ میں ہے کہ اگر پیشاب پانی کے برتنوں کے سوا مساحات ہو اور اسی پر فتوی ہو وہ مستوفح من سائر الحیوانات الا دم شہید یا دام علیہ وقایئ فی بحر تمر ولو مع مرق وکبد لحال وقلب ولم یسل ودم سمک وقل یکرہ ونوی ونجاست غلیظہ ہے خون روان تمام حیوانات کا اگر شہید کا خون پاک ہے جبتک اوسکی جسم پر ہے اور جو خون کہ ذبح کی گوشت اور کون اور کلیجے اور تلی اور دل میں باقی ہے یعنی ذبح کے بعد اور جو خون کہ جاری نہیں اور مچھلی اور جراد یعنی ٹڈی کا خون کہ یہ سب پاک ہیں ہم جو خون کہ کلیجے وغیرہ میں باقی ہے تا وہ جاری نہو وہ دم مسفوح کی قید سے خارج ہو گیا تو استثنا کی کیا حاجت نہیں زیادتی ہے کہ الیسیر وکثیر وہی کما فی القاموس وکل ثلاثین دونیۃ حرام تسعۃ اسمار وہ جانور اور خون کتان روان کا جانا جسکا قاموس میں ہے چوڑا سانپ کہ اسے سرخ رنگ لبیدا گردنہ ہم شارح کو کتان کا ذکر کرنا نہیں ہے واللہ اعلم فالمستثنی انما ہو خون مذکور ستثنے میں ہے نہ وہ اپاک نہیں ویحرم فی باقی الاشربۃ ربا یات للغلیظۃ والخفیف والطہارۃ رجح فی الہدایۃ الاول وفی المجتبی الاول وانتسفہ اور جسیوم محرمہ شراب انگوری کہ وہ جس غلظہ ہو اسی قدر باقی سکر شراب ان میں غلیظ اور خفیف اور طہارت کی روایات مختلف ہیں ہدایہ اور المجتبی میں اول یعنی غلیظ کی روایت کی ترجیح ہم اور ہر الفائق میں درمیان یعنی خفیفہ کی ہی ترجیح ہے ہم صاحب ہدایہ نے یہ اس سبب سے سوال کیا ہو کہ اگر نماز پڑھو اور اوسکے کپڑوں میں شراب سکر کے قدر نجاست نہیں تو قول صحیح میں وہ ناپاک نہیں ہونا چاہیئے حلیہ نے کہا یہ نفس ہے تخفیف نجاست میں نہ صاحب نہر نے کہا اور اسکو کسی نے نقل نہیں کیا اور اسکا نفی ہی ہے حلیہ نے کہا اور صاحب نہر نے کہا یہ سوء ادب ہے اور اسطرح کی کلمات سے اجتناب چاہیئے اور صاحب بحر کی ترجیح تو فقط بحث کی رعایت سے ہے ورنہ کل طیر یابہ فالہوی یلتحق الاہلی وجاب نجاست غلیظہ جیسے پنجال ہر ایک اس پرندہ کی جو ہوا میں اوڑتا جائے لیکن طیران کی مثل بے سکون ناپاک ہے ہمارے عرف عام بلوی کی وجہ سے یعنی اس کے بچانے میں مشکل ہی کہ کذا فی الخلاصہ وفی الخانیہ اور نجاست غلیظہ جیسے لید اور گوبر ہم بحر الرائق میں ہو کہ فضلہ درس اور حمار کو عرب میں روث یعنی لید کہتے ہیں البقر کو خثی یعنی گوبر کہتے ہیں اور فضلہ ادمی کو نجو یعنی پیخانہ اور فضلہ انسان کو غائط یعنی گوہ بر قولہ تمر اذا قادہما الجاسۃ حرکما حیوان یعنی غیر الطیبی مصنف کے لید اور گوبر کے لفظ سے ہر جیوان کے فضلے کی نجاست کو جتا دیا اسواسطے ہر جیوان کی

ہم بتیسرے شاگرد کہتا ہوں کہ نجاست غلیظہ نجاست ہراگاہ کہ بدیں اندازہ باشد کہ بمقدار نصف ثیاب ثوب ہوئی تو حرام باشد ورنہ نہ اور ثابت ہوگی بلکہ بقدر ربع اوسے کہ اقل ثیاب ہست و قال محمد و ابو یوسف رحمہما اللہ نجاست غلیظہ بمقدار کف دست ہم عام ست کہ بسوئے گاہی متوسل کہا کہ کثیر او مقدر ہو جاوروں سے گو ہی کی نجاست غلیظہ ہونے میں امام اور صاحبین کا اتفاق ہی تو اختلاف نہیں کہ لہٰذا بعض کا اس طرف دے و فی نسخ بلا یذکر قولہ الا ہم و ہ نسخہ بلالیہ میں ہے کہ صاحبین کا قول ظاہر ترجمہ اس طرح کہ ملا کا اختلاف ہی نجاست اور طہ ۔ رہ میں اور ہم نجاست غلیظہ کا معاف ہونا قول ترک کرکے طہارت کے قول ہوئے و لہما انہ عم بلوی فاشبہ مخففۃ فاعتبر بالدرہم و ہی نجاست کا ہمارا قول ترک کرکے طہارت کے قول ہوئے و لہما انہ عم بلوی فاشبہ مخففۃ فاعتبر بالدرہم و ہی نجاست غلیظہ معفو عنہا کما فی الظہیریۃ اور اگر یوں کہا کہ نجاست غلیظہ اور سی ست خفیفہ لگ گئی تو صفت آتی خفیفہ کے ضرائی جاوے کی جنسیاں کی راہ سے جیسا کہ طہارت میں ہے یعنی حصہ رسد تیں اسراسے حصہ کے ہوگی تو اگر دونوں مکدر ہوں تو نماز جائز نہ ہوگی فیحتاج الحقنی الی اسمہ فقاہر التعلیل ثم یرد بانا نجاست کو مطلق بلا قید دلیل قولہا ہر طلان کو غلیظہ کی نجاست پر دلالت کرتا ہے و یحتمل دون الدرہم المقدر و لو بیدا اظہر الجواب کما ذکرہ الحلبی لہ یحتمل فی الدرہم فیقال یعفو عنہ اصاب کذا یکون قال فی الخانیۃ و علیہ الفتوی ۱۲ منہ نجاست خفیفہ سات ہو نام ہوں اور کپڑے کی جو نجاستی ہے کم اگرچہ کپڑا بڑا ہو جاتا ہے جاتا ہے جلبی نے اور اس قول کو نہر الفائق میں اچھا کہا ہو اس چیز کے جو نجاستی تقدیر پر جبکہ کہ نجاست لگ گئی ہو ظاہر ہوا اور اسی قول کو نہر الفائق میں کہا ہے و علیہ الفتوی یعنی بدون تقدیر کے جس کپڑے کی نجاست لگی اوسکی جو نجاست ہو احتیاط سے حکم ہونے کی معافی پر فتوی ہے حقائق میں ہے نام ہوں اور جسم ثوب کی جو نجاستی پر فتاوی عالم گیری میں ہو گو صاحب ہدایہ اور محیط اور بدائع اور مختبی اوسترح وراح نے صحیح کہا ہو جلبی مجتبی صاحب نے کہا کہ مفتی بہ ہی قول اول ہے کہ قدر درہم ہو خانیۃ مخففۃ بکول ما اول بمنعہ الرمن و طہر بہ الرمن و طہر بہ الرمن کہ اگر جسم کی معافی کے نجاست خفیفہ ہو جیسے جانور کا کول الحمم کا پیشاب اور سی جیسے جانور کا پیشاب اور کا کول الحمم کے پیشاب کو بھرنے نے کہ اکثر جسم بیچیں کے سر دیک کپڑے کی پیشاب کی نجاست خفیفہ ہو اور اگر جسم نجاست غلیظہ ہو جیسے جانور کا پیشاب اور کا کول الحمم مڑیوں کی خفیف نجس ہی جاوے و ہ جانور دہ ہوں مثل بار مرغ و یا درندہ ہوں و قیل طاہرۃ و ہی روایۃ الاصل و ہی الصحیح کما فی الہدایۃ و غیرہا و ہو الصحیح کما فی الخلاصۃ و غیرہا و ہو الاصح کما فی الظہیریۃ و ہو المختار کما فی الفتح و ہو الاظہر کما فی البدائع و ہو الاشبہ کما فی الحلبی و ہو المفتی بہ کما فی الاختیار و غیرہا و ہو المذہب کما فی المحیط و غیرہ و ہو الاوسع کما فی الوجیز و غیرہ و ہو الاحوط کما فی الخانیۃ و غیرہا و ہو الاقیس کما فی الحلبی و غیرہ و ہو الاوفق بعموم البلوی کما فی الحلبی و غیرہ و ہو الاوفق بالاصول کما فی الحلبی و غیرہ و ہو الاوفق بالقیاس کما فی الحلبی و غیرہ و ہو الاوفق بالنظر کما فی الحلبی و غیرہ و ہو الاوفق بالروایۃ کما فی الحلبی و غیرہ و ہو الاوفق بالدرایۃ کما فی الحلبی و غیرہ و ہو الاوفق بالعقل کما فی الحلبی و غیرہ و ہو الاوفق بالنقل کما فی الحلبی و غیرہ و ہو الاوفق بالاعتبار کما فی الحلبی و غیرہ و ہو الاوفق بالاستحسان کما فی الحلبی و غیرہ و ہو الاوفق بالاستصحاب کما فی الحلبی و غیرہ و ہو الاوفق بالاستقراء کما فی الحلبی و غیرہ و ہو الاوفق بالاستدلال کما فی الحلبی و غیرہ و ہو الاوفق بالاستنباط کما فی الحلبی و غیرہ و ہو الاوفق بالاستخراج کما فی الحلبی و غیرہ و ہو الاوفق بالاستنتاج کما فی الحلبی و غیرہ و ہو الاوفق بالاستدراک

کنوئیں میں پیشاب کی چھینٹ گر گئی تو اناک نہیں ہوگا کذا فی الحلبی وفی الغنیۃ لو اتصل وانبسط وزاد علی قدر الدرھم ینجس ان وقع کالدھن الخ ھذا اذا انبسط فی نفسہ میں ہو کہ اگر پیشاب کی چھینٹیں باہم گلگیں اور پھیل گئیں اور درہم کی مقدار سے زائد ہو گئیں تو چاہئے کہ اناپاک تیل کی مانند مانع نماز ہوں جبکہ وہ تیل جما ہوا ہو ھکذا فی الظھیریہ ھم یعنے اگر پیشاب کے چھینٹے فہمائی میں کہ رہائی سوکھا ہوا ہو کذا فی البطحاوی عن الحلبی وطریق شارح وفی الخانیہ وغیرھا رجل رش ثوبہ من بول فاصابہ رشاش کثیر ان رؤیۃ ذلک عسر علیہ لا یطھر وان لم یکن کذلک یطھر ھکذا فی الکبری ھم یعنے اگر کپڑے پر پیشاب کے چھینٹے عام طور پر دیکھنے میں آئیں تو ناپاک ہوگا ورنہ نہیں

کثیر ہونے کے واجب کہا ہو، بعضوں نے اس کا رد کیا ہے کذا فی الطحطاوی قولہ فلو ظہر الخ فی طرف استعمال الصغیرۃ الخ الا لمعذور فی الظہریۃ الحاصل انہ لا یعید الا المتیمم لو فی ہو وہی کما یاتی ہو راکب سواری کے بعد ظاہر ہوا کہ نجاست دو سو رطل سے کم ہے بدن ہو یا کپڑا ہو تو اس کو دوسری نماز ظہر میں قول صاحبین کے موافق اعادہ کرنا واجب ہے اور امام صاحب کے قول کے موافق اعادہ کرنا واجب نہیں ہے کذا فی الطحطاوی اور

طہارت ہو کیونکہ عین نجاست ہو جانا تک کہ اُس سے بچنے کی دقت نہ کھینچے بلکہ مسجد کے سوا اور جگہ اور دسکا چراغ میں جلانا چاہیے وَلَا یُطَیَّنُ بِغَیْرِ اِلَّا اِذَا غَلَبَ مَاءُ بِقْعَۃٍ طَرَحَ غَاسِلٌ لَوْ مُسْتَکْفًا اَوْ لَا یَسْتَوْلِیْ طَاهِرٌ عَلَیْهَا بِاَنْ هَرَبَ بِمَعْنَی اَوْ جِہ نجاست نمودار نہیں اُسکا محل پاک ہوتا ہے دہونے والیکے گمان غالب سوا دسکے محل کے پاک ہو جانیکو بالتعیین حد دسیکا نہ تھا یہ ہے یعنی جبکہ غاسل کے گمان غالب حاصل ہو اور محل نجاست پاک ہو جانیکو دہونے والا مستکف یعنی قابل بالغ مسلم ہو اور جو دہونے والا مستکف نہیں یعنی صغیر یا مجنون تو اسکی استعمال کرنیوالیکا ظن غالب کا اعتبار ہو ھم دہونے کیحالت میں جبکہ طہارت محل کا گمان غالب حاصل ہوا اگرچہ ایک ہی بار دہونے سے یہ گمان حاصل ہو تو کفایت کرتا ہے چنانچہ کرخی نے بھی تصریح کی ہے اور ہیچانی نے اسکو اختیار کیا ھو ظاہر الروایۃ کما فی الطحطاوی وَهُوَ ذٰلِكَ لِاَنَّ مَا وَرَدَ مِنَ التَّقْدِیْرِ بِثَلَاثٍ اَوْ سَبْعًا فَهُوَ تَعَبُّدِیٌّ مَبْنِیٌّ عَلَی الْاَکْثَرِ اَوِ الْاَغْلَبِ وَهُوَ دہونا اور اس دہونے والیکے حق میں اندازہ کیا گیا ہے مناسبہ دہونے اور پچھوڑنے کے تین بار یا سات بار اُس چیز میں جو پچھوڑ سکتی ہو کمالت مبالغہ اسطرح پر کہ پہر پچھوڑنے سے بو نہ رہے ھم اور اسکے موہوس کونسی غالب کثرت اور اہم سے حاصل نہیں ہوتا اور شارع میں بھی اندازہ مقرر ہوا تعبداً اور عوائد کا قول ظن غالب کا معتبر ہتا اور فقہا و کبار کا تین بار دہونا اسکا تین بار دہونا اسکے مناسب ہونا خلاف شافعی کا نہوا اور اشترط عَلَیْهِ عَلَی الْاَهَمِّ نہیں کہ لیطے پر حوض میں نہیں ہوتا بحر الرائق میں حاوی قدسی سے منقول ہے کہ یہ حوض طرح ہیں مٹی سے اور کلڑی کے اور ہو وغیرہ کے اُونکا اکثر تطہیر جاطہر میں ہے جلانا اور پیسلنا اور پوچھنا اور دہونا تو اگر برتن مٹی یا پتھر کا ہو اور نجاست اوسکو اجزا میں گھس گئی تو جلایا جاوے اور اگر پرانا ہو تو دہویا جاوے اور اگر نئی لکڑی کا برتن ہے تو چھیل ڈالا جاوے اور اگر پرانی کا ہے تو دہویا جاوے اور اگر دہونے سے یا پیتل یا دانگ یا کانچ کا ہو اور چکنا مصقلا ہے تو پچھوڑ ڈالا جاوے اور اگر چکنا نہیں کھردرا ہے تو دہویا جاوے اور وغیرہ میں ہو کہ اگر یہ نہیں نجاست لگی تو تین بار بہے دہویا جاوے اسلئے کہ پچھوڑنا متعذر ہے تو بہے دہونے قائم مقام پچھوڑنے کے ہو کما فی الطحطاوی وَلَوْ کَانَ لِمَعْصَرَۃٍ غَیْرَۃٌ قَطَرَ طَهُرَ بِالنِّسْبَۃِ اِلَیْهِمْ لَا الْغَیْرِ اگر یہ حال ہو کہ اگر وہ پچھوڑنے والیکے سوا اور شخص اوسکو پچھوڑے تو وہ پاک ہو گیا ہو پچھوڑنے والیکے سوا اور شخص کے حق میں یہ ہو کہ نجس ہے اور شخص مخاطب ہے بقدر اپنی طاقت کے تو دوسرے کی قدرت سے یہ شخص قادر نہ ہو گیا وَلَوْ بِمَا کَثُرَ مِنْهُ بِاَنْ یَّتَعَذَّرَ اِظْهَارُهُمْ لِلْغَیْرِ وَهُوَ اور اگر پچھوڑنے میں مبالغہ کیا پچھوڑنے کے باریک ہونے کیوجہ سے تو پاک ہو گیا یا نہیں ظاہر جواب یہ ہے کہ پاک ہو گا ضرورت کے سبب ھم فتاوی قاضی خان میں عدم عبارت کو پسند کیا ہے وَقَدِّرَ بِالثَّلٰثِ حَقَّقَ اِلَی انْقِطَاعِ التَّقَاطُرِ فِی غَیْرِ الْاَعْضَاءِ مُعْتَصِرٍ مَا یَتَشَرَّبُ النَّجَاسَۃَ وَالْاَ فَبِغَلَبَۃِ ظَنٍّ اَوْ بِمَا یَغْلِبُ ظَنَّ طَهَارَتِهِ اور تین بار کے ساتھ اندازہ کیا ہے یعنی قطاع کا باقی نہ ہونا اور اسکو غیر میں یعنی جو چیز پچھوڑ نہیں سکتی اُس قسم کو نجاست کو جو پچھوڑ نہیں سکتی ہو اور اگر یہ کوئی نہیں تو اوسکا غالب گمان یہ ہے کہ پاک ہو جاتی ہے یعنی ہمیں خشک کرنا شرط نہیں کما فی الطحطاوی اِنْ اَهْلَکَهُ اِذَا غَسَلَ ثَلٰثَۃَ اَمْثَالِهِ وَعَصَرَ کُلَّ مَرَّۃٍ اَوْ صَبَّ عَلَیْهِ مَاءً کَثِیْرًا یَسَعُ فِیْهِ طَهُرَ بِهٖ عِنْدَ الْعَامَّۃِ اَیْ مَشَائِخِ الْعِرَاقِ وَهُوَ الْمُخْتَارُ اگر اسکو تین مثل اوسکے دھوئے اور ہر بار نچوڑے اور ہر بار نچوڑنے کے بعد اوسکو غیر میں ڈالے یا اوسپر اتنا پانی جاری ہو جو اوسکو سما لے اور ہر بار اوسپر پانی جاری ہو تو وہ پاک ہو جاتا ہے مطلقاً یہ شرط نہیں کہ ہر بار نچوڑے اور سکھانے اور چند بار غوطہ دینے کے بھی قول مختار اور پسندیدہ یہ ہے ھم فرش ناپاک پر جب پانی جاری ہو اسمقدر کہ زوال نجاست کا گمان آتا ہو تو وہ پاک ہو گیا کیونکہ پانی کا جاری کرنا قائم مقام نچوڑنے کے ہو کما فی الطحطاوی عَنِ الْمُحِیْطِ وَظَهِرَ اَنَّ غَسْلَ دِرْسٍ دَهَرَ بِمَنِّ قَلْنَا اَوْ تَبْنٍ قَلْنَا اور جو گوشت کہ کیا پکا شراب میں پاک ہوا ہو تین بار جوش دینا اور سہ رکنے سے مراد خشک کرنا ہے یہ قول ھو ابو یوسف کا اور امام کا قول منفی ہے عدم طہارت ہے ذکرہ ما کما فی الطحطاوی

من البول وكذا دحاية ملقاة على النجاسة قبل تشربها فانه اور اس بیٹھ پاک ہوتی ہے نہیں بارہ ہونے اور خشک کرنے سے ہو ۔ مرغی جو پانی کے جوہیں ڈالی گئی ہو اور کہا نہ نے کیونکہ اسطرح پیٹ پھاڑنے سے پہلے کہ نافی الفتح ہم یہ مرغی امام کے قول پر کھولی بھی نہ ہو گی ابو یوسف کے نزدیک پاک ہے اور فتح القدیر میں ہے تو ہر سے کے سمجھنے کو گرم پانی میں ڈالنے سے اسکے پیٹ کی آلائش نکالنے والی اور محل ذبح میں جو خون کے جانور ہو ہو ڈالی گئی ہو اور کذا فی الطحطاوی وفی الفتح ينبغي حفظه لهجت فيه كثيرا لكثرة وقوعه وانجس میں ہے کہ جو کپڑا کہ شراب میں دھویا گیا ہو نجس ہے اور کپڑا کہ سرکہ میں دھویا گیا ہو پاک ہے

والنزل بالماء الذی ان یقع فی قلیلہ نجس موسوسا مبتلی کھاتہ اور پانی سے دھونا یہاں تک کہ استنجا کرنیوالے کے دل میں یہ گمان حاصل ہو کہ موضع استنجا کا پاک صاف ہو گیا ہے اور اسکی حق میں ہے جو شخص وسواسی نہیں تو وسواسی کے حق میں ان باتوں کا دھونا ٹھہرایا جاتا ہے کما سبق غیر مرئیہ میں گذرا بل ھو ای الحجر یکفی ثلثا ان کان منقیا وعند ابی یوسف لا بد من الماء ان تنجس ما حولہ پانی سے دھونا ڈھیلوں کے بعد ہے بدون شرمگاہ کے پھیرنے کے روبرو اسکے شخص کو وضو درست ہو جاتا ہے عند ابی یوسف رح کے ڈھیلوں کے بعد پانی سے دھونا واجب ہے بغیر نقطہ پانی پر اکتفا کرنا اسکے بعد نقط ڈھیلوں پر کفایت کرنا کذا فی الطحطاوی اما لمتہ فانہ یکفی اماہم کشف عورت کے ساتھ تو وہ جبکہ ترک کی ہو جاتا ہے غسل کی سنتوں میں سے پہلے ذکر ہو چکا فلو لم تنقہ لہ صار واجبا فاگر دھونے کیوقت اسکو بدن نہ کھولا تو گنہگار ہو جاویگا ہم بحوالہ ان میں ہے کہ ایسی صورت میں ڈھیلوں پر کفایت کرے پانی سے استنجا کرنا ضروری نہیں تو گنہگار نہ ہوگا اور عوام نمازی اکثر ایسے کرتے ہیں او تنقی بما لا یتہ ان النجسۃ تکون نجسۃ یا کوئی کپڑا اسطرح شرمگاہ کو پہلی چادر یا تہبند شارم وہیا نہ نے اسکو بھی اسی راہ سے روایت کی زیلعی بیان کیا ھو سنۃ مطلقا یعنی مسلم ڈھیلوں کے بعد پانی سے دھونا سنت ہی ہے زمانے میں یہ کیا تھوڑی ہے یعنی ہمارے زمانے اور سحابہ کرام کے زمانے میں یکساں سنت ہوا اور قول ضعیف یہ ہو کہ ہمارے زمانے میں سنت ہو صحابہ کرام کے وقت میں مستحب تھا ویجب ان یعرض عسلہ ان جاوز الحشفۃ خمسین درھما ع اور واجب یعنی فرض ہے محل استنجا کا دھونا اگر مخرج سے تجاوز کر گئی ہو وہ نجاست بقدر خمسین درھم کے یعنی اگر قدر درہم سے زائد ہے مخرج عرصہ مخرج ہو قبل یا دبر ویعتبر القدر المعتاد فیما یوضع الا ان یستنجی لان الاعلی الخرج سار وان کثر فلہذا لا یکثر الصلوۃ معہ اور اتنی نماز کی مقدار نجاست یا دراہی موضع استنجا میں سے ہے اسواسطے کہ جو نجاست کہ مخرج پر ہے وہ شرعا ساقط الاعتبار ہے اگرچہ دہان بکثرت ہو یعنی درہم سے زیادہ ہو اور لہذا اگر نجاست کے ساتھ نماز پڑھیگا مکروہ نہیں ہم قدر درہم سے زیادہ نجاست کا ہونا مخرج پر اسوجہ سے ہے کہ ایک شخص کی مقصد پڑی ہو اور عدم کراہت سے مراد کراہت تحریمی سے نہیں تو ترک استنجا مکروہ تنزیہی ہے کیونکہ استنجا سنت موکدہ ہے کذا فی الطحطاوی ولو تعلم ان ھو ذرق یابس کفاہ یا بسہ ویستحب ان یستنجی بہ ۲۹ اخ اور مکروہ تحریمی ہی استنجا کرنا ہے اور کہانے کی چیز اور خشک لید سے جسکو مکروہ ہم ادنی خشک کہہ سمجھا اور اس ڈھیلے سے جس سے ایکبار استنجا کیا گیا ہو دوسری نوک سے آلودہ نجاست سے نہیں استنجا کرنا مکروہ نہیں واحترز بہ عن رجیع وروث وعظم ومطعوم وبما یعد نقیا ولا علی یمینہ ہم اینٹ اور ٹھیکری اور کانچ اور مسند والی چیز سے ریشمی کپڑے سے اور داہنے ہاتھ سے استحالت میں کہ اسکو بائیں ہاتھ میں کچھ عذر نہیں ہم بیراحت سوضع کا قادر ہے اور محترم چیز سے اسکی تنقیح معلوم ہے اور داہنے ہاتھ سے استنجا اور مس ذکر حدیث میں منع ہوا تو چاہیئے کہ مشاب کے بعد ذکر کو بائیں ہاتھ سے پکڑے اور دیوار یا زمین سے رگڑے اور اگر نہ ہو سکے تو داہنے ہاتھ میں ڈھیلا لے اور اسکو حرکت نہ دیا بلکہ ذکر کو اسپر رگڑے وبائیں ہاتھ سے کذا فی البحر فلو مشاہ ولم یجد الا حجرا یابسا او اصاب الماء بعد ترک الماء پھر اگر پانی یا ہاتھ لمبا ہوا اور وہ شخص جاری پانی نہ پاوے اور نہ اوس شخص کو جو اسپر پانی ڈالے تو پانی سے استنجا کرنا ترک کر دے ہم اور اگر جاری پانی ہو یا پانی کا ڈالنے والا ہو تو داہنے ہاتھ سے استنجا کرے ولو تلتا سقط اصلا ہم وبعینہ او بخلقہ او بخرقۃ او بحجر او بعظم او بروث او بخزف او بخشب او بطعام او بکل طاہر غیر متقوم او بمتقوم لا ینتفع بہ او بمکرم او بمحترم یعنی اگر عورت کو زوج پسر یا مولی سے استنجا کرے او قوم وخلق حیوان او بغیر مقوم کل ما ینتفع بہ او بمکرم او بمحترم ہی استنجا کرنا کو یعنی سوا اور جانور کے چارہی اور غیر شخص کے حق سوا بچہ غیر کی دیوار یا مدرسہ کرایہ اور جو چیز قابل انتفاع ہو اس سے بچانے کا قصد اور بنا اور نزل اور بانس اور روئی اور کپڑا ان سب سے استنجا کرنا مکروہ ہے کذا فی الطحطاوی عن البحر فلو فعل اجزاہم الکراھۃ

لیحصل الاتقاء پھر اگر پوری دفعہ سے استنجا کیا تو کفایت کرتا ہے کراہت تحریمی کے ساتھ جب حاصل ہو جائے صفائی کے ہم نے اس حدیث سے مستفاد ہوئی کہ اگر چاہے کہ تین ڈھیلوں سے استنجا کرے تو پھر اگر پانی دستیاب ہو تو بھی بہتر ہے مگر ملک سے مراد ان تین پتھروں کے سوا استنجا کرنے کے ہو جب صدمہ کے مدت غیر ہے سے اور کثیف استنجا کرنے کی بوجہ کہ گشت وسطی کو تھوڑا سا دبا کر کھا اور اسکا منہ چوسے ہو پھر منہ کر لیا جب کرے اور پھر وہی پتھر کو پہلے سا لے کر دبا کر کے دوسری جانب کو کہ اطمینان حاصل ہو اسی قول میں اور جنہوں نے کہا ہے کہ دو طرف چٹانی دو ہونے کا قید اور ہو جاوے اور عرف اس پر بنا اور وسطی کو دبا کر کے دوسری جانب کو دبوے اور ہو سکے سوا اس پر زیادہ نرمی سے اگر ضرورت نہ ہو اور اگر گرم پانی ہو تو گرم سرد کرنا کی مانند مبالغہ کی جانب نہیں لیکن آہستہ آہستہ کرنا ثواب زیادہ ہے ورنہ اگر ہم سے کوئی ذاتی الطہارۃ کی دفع کا نظر فیما ذکرنا من سنۃ الاحجار فلینظر ان الاولیٰ مقابلہ بین سنت ہے اس قول میں کہ ڈھیلوں سے استنجا کرنا کافی ہے سنت سے خلل ہوا اور بلکہ مذکور ہو چکا کہ استنجا سنت ہے کیا اور توافق سمجھ کر کہ نہ ادنی کام کرنے والا سنت کا منہوم ہم چیز ہم صاحب نہر الفائق نے یہ کہا کون ہو یا کہ مسنون فرائض ہو سکتا ہے کا اور ڈھیلا وغیرہ مقصود بالذات نہیں بلکہ اس ہیت سے کہ وہ ذریعہ ہی ازالہ الامر مبہم کا اس کی منہوم ہوا اس سے بھی ازالہ منہوم ہوا اس سے بھی ازالہ نہیں ہوتی چاہیے غسل سے سکان میں سنت پڑھنے سے سنت ادا ہو گی لیکن ارکان سنت ادا ہو گا کما لا یخفی ہم یا استقبال قبلہ واستدبارھا لحدیث ابی ایوب اذا اتیتم الغائط فلا تستقبلوا القبلۃ ولا تستدبروھا بغائط او بول جیسے کرو۔ تحریمی ہو قبلہ کا سامنا اور اسکو پیٹھ دینا پیشاب کرنے یا کچھ کرنا اسطرح ہم قبلہ کی جہت میں ہو اسکا استقبال ادا دبار منہوم ہوا اور مجھ کو حدیث میں اور ہو کہ مشرق مغرب کیطرف بول یا غائط کرو مطلب یہ ہے کہ جو لوگ مدینہ شریف سے جنوب کی طرف ہیں یا شمال کی طرف ہیں ان کو مشرق مغرب کیطرف بول یا غائط کرنا چاہیے کہ جہت قبلہ نہ ہو اور اگر استنجا کرنے کی جہت استقبال یا استدبار قبلہ ہو تو کروہ نہیں یعنی کروہ تحریمی نہیں لیکن کراہت تنزیہی ثابت ہو کیونکہ کراہت کی دو قسم ہیں ایک تحریمی دوسری تنزیہی جیسا کہ حدیث شریف میں عبادت اور سیان کی خبر نہیں تو ہم شام ہوا کہ ادا یہ حدیث ہوا ولا یستقبل القبلۃ لغائط ولا بول ولا یستدبرھا کذلک الا ان یکون بینک وبینھا شیء یسترک فلا بأس بہ اگر کوئی ہو قبلہ کیطرف سے ہو یا اور اگر ممکن نہ ہو تو پھر نہ کرو یہ ہو یا نہ ہو یا کذا اذکرہ تعالیٰ الحنفیۃ والتنزیہ المستفاد من ایاک ایاک صفیر لیوں اور ایاک اطلاق اسکا اور اسطرح عرفاً کہتا ہے یا کچھ کہا اسطرح کیطرف شارح نے کہا کہ یہ کراہت کے تمام شامل ہیں کراہت تحریمی اور تنزیہی ہو نہ کہو کذا قالہ ابن ہمام اور اسطرح یا نون پہلا قبلہ کیطرف کرو وہم طحطاوی نے کہا کہ یہ کراہت تنزیہی ہے ویستقبل شمسا وقمرا لما لا یخلو ان واغائط اور کر رہے سامنا سورج اور چاند کا پیشاب یا کچھ کرنا اسطرح ہو یا وغائط الناس ماء ولا جاریا ولا ھبوبۃ ولا الی ثمار ولا دابۃ نافعۃ ولا فی ظل ینتفع بہ الناس اور کرے پیشاب یا کچھ کرنا اسطرح ہم پانی میں کہ جاری ہو یا ٹھہرا ہو ہم جو نزول میں ہو اور نہ ہو اور ہم کنوئیں میں ہو یا حوض میں ہو اور نہ ہو اور ہم کہ ہو یا نہ ہو اور ہم کہ ہو یا نہ ہو اور ہم کہ ہو یا

ہے جس سوزنہ کہ کیفیت بری ہے اور ظاہر اجب گرا ہٹ تر بی ہوا سوا حکم کے نقاضائے تصریح ہی کی ہو کر جو مستان مین جدید راہ حادث ہوئی ہو اسمین چلنا حرام ہے تو بول و براز بطریق اولیٰ ممنوع ہوگا کذا فی الطحطاوی وفی مَصَبِّ بِیْ وَخَرَابَۃٍ اَوْ صَحْرَاءَ اَوْ عَلَیْہِ وَقَبٍ اور ہوا جلنے کے مکان اور جو باساب ا چینٹی کے بل ہون اور ہر سوراخ مین نہ اد الیشتی فی موضع یکثر علیہا احتمالاً وبعدہ علیہ وبجنب طریق ووقافلۃ او حیث فی استقبال کا مرہن الی اکاہا یعنی مین ایسا زیادہ نہ کہا ہو اور مکروہ ہے اُس مکان مین جہان کوئی گذرتا ہو یا وہان بیٹھنا ہو اور راہ یا قافلہ یا میمہ کی برابر اور پاس تر زمین پر پیشہ کہ بلندہ زمین کی طرف سے پیشاب کرتا کر دہ ہو یعنی عود سپاشت کیہ بسوی والمکان علیہا اور کروہے بولنا بول براز کے قسم اسوا سطرکے جو تعالی کے سوا خوش ہوتا ہو اور بول براز کرنے خدا کا ذکر کرنا ہو اور پھنک مارنا کہو اور جیسکے والکبہ و ظاہر ہو اور سلام کا جواب نہ دینا اور اذان کا جواب نہ دینا اور بلا ضرورت شرمگاہ اور بول براز کو نہ دیکھو اور نہ وہان تھوکنے کو ناک کو چھاڑنے اور نہ کھکارنا اور داہنے اور بائیں نہ دیکھنا اور داہنے بوں سوا حبت نعمل نہ کرے اور آسمان کی طرف سر نہ اوٹھانا اور وہان بہت نہ ہنسنا کہ بسیار ہنسنا ہی ہے اور در دیگر حادث ہوا ہو جیسا کہ فحان علیہ السلام نے سوا مرمی ہی اور سخت کہ نماز ہی کپڑون کو وہان نہ لپیٹنا اور اگر مقدور ہو نہیں تو خوب خلاصت کر سوا سخت کے گلے نہ سوا اور آب سمل سے اور سر پر نہ مکنا اور وہان داخل ہونے کے کہو اللھم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث اعوذ باللہ من الرجس النجس الشیطان الرجیم اور جب اور مکروہے وہان و اگلو تھی ہیا ہا جسپر نماز ادا کرنا مکروہ ہا تران کھیا ہو اور وہان داخل ہوتے یا بائین اول بڑھا دہو اور کپڑے ہو کر شرمگاہ کو نہ دیکھو اور دونون پانو کو ملا کر اور بیٹھے اور بائین پانون پر بھکا رکے بیہر حب فراغت یا وضو کہو اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ اللھم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطہرین واجعلنی من عبادک الصالحین الطحطاوی ذات بول قائما ان ضمخا او مقعدا من توبۃ بلا عذر اور مکروہے پیشاب کرنا اکہڑے ہو کر یا بیٹھ کر یا دون سوا ہو نہ ہو مگر دیوار کے قسم بلا عذر کے قسب سو متعلق ہیا سوا سطرکے کہ عذر سو کر بیٹھ کر پیشاب کرنا جائز ہے اسوا سطرکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کھڑے پیشاب کیا ہیہ مکروہ ہے کذا فی البحر او بین کثیب ای موضع مرتفع ملھا ولیستدبر ہ القبلۃ او الریح ومنہ فان عاد فمن عاد اور بیٹھے پیشاب کرنا اُس مکان مین جہان کوئی شخص وضو کرتا ہو اسمین غسل کرتا ہو اسمین حدیث کی دلیل سوا کہ ہر کہ پیشاب کرے کہ اوس کو تنگی ہو تم لوگون نہیں ہو اپنے غسل خانہ مین اسوا سطے کہ اکثر وسواس اسی سو پیدا ہوتا ہی فروع مسائل ملحقہ شارح کے بعد الاستنجاء بالحجر او نحوہ علی الصفۃ الآتیۃ اور جب اسنجا فرض ہے اسنجا یعنی پیشاب کے بعد طہارت پاکنی کی اور صفائی حاصل کرنا پانی یا ڈھیلا اور کپڑا اور پانی سو بہتر ہے کہ ہم حدیث مین وارد ہی کہ خوب پاکنی کی حاصل کرو پیشاب سو کہ اکثر عذاب قبر اسی سو ہی یعنی عدم پاکنی کی سو ہوتا ہی قسم اسنجا عبارت ہی ازالہ خارج ناپاکی متلوث ہو جا سوی کذا فی الطحطاوی ویختلف باختلاف الناس اور اسنجا مختلف ہوتا ہو گرون کے اختلاف طبائع کے سبب یعنی کسیکو جلد پاکنی حاصل ہوتی ہو کسیکو دیر سو کسیکو چلنے سو کسیکو کھکھارنے و غیرہ ہی سو ومع طہارۃ المتنوع لھم الیس اور متسول کی طہارت کے ساتھ اتحمہ بھی پاک ہو جاتا ہے یعنی جب دھونکا بھی پاک ہوا تھا بھی اسکے ساتھ پاک ہو گیا اسکی علیحدہ دھونے کی حاجت نہیں خواہ محل دھونیکا استعمال ہوا سوا سوا سکے ویشترط زوال النجاسۃ عینا وان لم یجز الا اذا تعدی ولم یمکن الا بمشقۃ فلو لا اور طہارت مین شرط ہو دور کرنا بدن کا ناپاک سو اور محرم نجاست سو کہ جسکو عاجز خود آدمی بوسکے دفع کرنے سو یعنی ہر چند ہو تا ہو بروبہ و نعم نہیں ہو تی ثواب سعادت ہو اور لوگ اوس سو دور ہے غافل اور بیخبر ہین ھم یا محمد ہو کذا دفع ہوا سو گنجائش ہے معلوم ہوتا ہو اور مخرج نجس معلوم ہوتا ظن غالب کے حاصل ہونے سو کہ اذا فی الطحطاوی استنجی المتوضی ان علی وجہ السنۃ فقال ثلثا ینقض الاولا او نحو شخص نے استنجا کیا اگر استنجا مسنون وجہ پر کیا اسطرح کہ مخرج کو دھویا کر کے استنجا کیا تو وضو ٹوٹ گیا اور اگر بطریق سنت کے استنجا کیا تو وضو نہ ٹوٹا قام او استنی علی قاسہ ان طھر عینا نجس وقالا یکفی سماحت پر اگر سماحت کی ذات ظاہر ہو جیسے بدن یا کپڑے یا پانون یا موزہ یا جوتی پر تو ناپاک ہوا اور نہ ناپاک نہوا ھم نور الایضاح مین لفظ عینا کے عوض مین اثر کا لفظ دار د ہوا اور یہی بہتر ہے کہ بو و غیرہ کو بھی شامل ہے کذا فی الطحطاوی ولو وقعت فی قریۃ ماء قلیل فاصاب ثوبہ انا نجس وقالا لا

والا کا اور اگر نجاست گوبر ہو تو آدمی کے گھٹنے سے زیادہ پانی ہو اگر نجاست کا اثر نہیں تک یا بو ہو یا مزہ تو کپڑا پاک ہو جاوے اور اگر ایسا نہیں تو ناپاک ہے
لَقَوْلِهِ ظَاهِرٌ فِيمَا بَيَّنَّا بِخِلَافِ مَا إِذَا لَمْ يَكُنْ لَهُ أَثَرٌ لِأَنَّهُ لَا كُرَّ لِمَا يَبْقَى فِيهِ أَثَرُ النَّجَاسَةِ وَلَا يَكُونُ طَاهِرًا فِي نَفْسِهِ لِأَنَّ الطَّاهِرَ مَا يَكُونُ فِي نَفْسِهِ طَاهِرًا وَيُطَهِّرُ غَيْرَهُ وَلَا يَتَأَتَّى هَذَا فِي الْمَاءِ الَّذِي لَا أَثَرَ لَهُ لِأَنَّهُ يَصِيرُ مُسْتَعْمَلًا بِالْإِجْمَاعِ وَالْمُسْتَعْمَلُ لَا يَكُونُ طَاهِرًا مُطَهِّرًا عِنْدَنَا وَلَا يَكُونُ طَهُورًا عِنْدَهُمَا

پانی سے کہ یہ ہم مخلوط ہو گیا ہو اسکا نتوی ہے یعنی پانی اور شی ہو گیا یا مکروہ یہ بھی پاک ہو تو مکروہ ہم ہے قول مصنف ہو ہو الاظہر من ہو کہ جب کثیر رہا ناپاک پانی سے ہو یا پاک شی سے تو صحیح قول یہ ہے کہ وہ ناپاک ہو یہ وہ قول ہے کہ وہ پاک ہو بھی قول ممتاز ہو ہے قاضی خان اور فقیہ ابو اللیث کا اور خلاصہ میں عدم طہارت کی بھی توجیہ کی ہے کہ ترکیب سے وہ دوسری چیز بن گئی ہے وظاہر الفہم نہیں اسکا ہر کہ اس سے لازم آتا ہے کہ اگر نجاست کم ہو تو ناپاکی نہ ہو پاک ہوں کیونکہ ترکیب سے اب وہ شی نجس تو ترکیب سے ہو گئی ہے حالانکہ وہ سب مرکبات جسکو انکی جمیع عنصرات ناپاک ہوں حالانکہ یہ ظاہر الفساد ہے کذا فی الحاشیہ

فی تمام ولم لا یفسد کما قالہ اللہ تعالیٰ پیادہ یا چلا جانا ہم اور اسکی مانند اور نجاست چاہیے غسل خانہ میں تو ناپاک ہو گا جبکہ یہ معلوم ہو کہ وہ پانی ناپاکوں سے لگا ہے نجاست کا وہ نجاست کا ہو رہا ہے کہ ہم مراد سے کہ یہ ہم پانوں چلا تو ہو یدوں یا پانوں دو ہو ہم نماز جائز ہو اور بسطا طہیر ہی کو نماز کا عادہ نہ کرے کذا فی البحر لا یشترط الخ الماء من کالثوب لانہ یتصور لماء ہراء ذاتی لیتاس بانی سے نجاست کا پانی حوض میں گرتا ہے پہلا پہلے اسطرح کہ حوض گہرا جاری ہو جائیگا ہم شاید کہ انجمہ میں نجاست ہو تو پانی لینے سے ہو جو حوض میں نجاست واقع ہو گئی ہو اسمیں اور یہ گریگا تو ناپاک ہو گا آب مستعمل کی نجاست کے قول پر مخطط وی نے کہا ہے قول ظاہر الروایۃ سے سبیل الاولویۃ کے ہو یا آب مستعمل کی نجاست پر مبنی ہو الحکم الی ان الماء من المرۃ لا ان فیہ اجزاء نجاسۃ بالکلیۃ بالطبع حرام میں غسل کرنا بطور عبادت کے افعال سے نہیں ہم جنبی سے شرعی ہے اسمراد سطرح آئین مسلوت کنایہ کا اظہار ہے ہم مسلوت کنایہ ہے تکبت سے یعنی جماع میں لوگوں کے سامنے حرام میں جانا ہم کیونکہ ظاہر کرنا جماعت کے جماع کا اور صحیح بشیری ہے مخطط وی نے کہا ہے شرعاً ہیں تہا کہ شارح کہا ہے مسلوب کنایہ مسلوب کان کہنا اور یہ وہ مسلوب ناک ہو یعنی جماع میں نہایت اھل اللہ ظاہرۃ ہم ظاہر ہونا صفوفان اور دیوں کے کپڑے پاک ہیں ہم یعنی اوکی مستعمل کپڑے میں نماز درست ہو تا وقتیکہ نجاست کا ظن نہو اور محیص ہیں ہو کہ وہ میدان کے جامہ میں نماز مکروہ ہو یعنی نے کہا شاید اسمو سکو کہ وہ آستبرا اور استنجا نہیں کرتے ذیلہ حرام اھل فارس لیس لہم ذیلہ فی السوق لیقع علیہ فیہ النجاسۃ اس فارس کا دیبا یعنی ریشمی کپڑا ناپاک ہو اسمیں پیشاب وانیہ کہ یہ نجس ہو جاتا ہم فارسیوں کا پیشاب ڈالنا یا لیقین معلوم ہو لہذا اگر سکو ناپاک کہا سطرح جس ناکہ یہ نجس ہو جاتا ہم کپڑے میں نجاست کا پڑنا یا لیقین معلوم ہو یا سکو ترک کرنا چاہیئے اور فقط احتمال سے ترک کرنا ضرور نہیں اسمیں پہلے ان اصل علت ہم ہر کہ فی توضیح غرفۃ ثانیا ان علیہ ثانیا ان اجزاء الماء واجب ولا لا فلا ہم المعروف اھل ایک شخص نے دو سرے کے کپڑے میں نجاست دیکھی کہ وہ نماز کی رائج ہے یعنی رواج مسجدیا وہ ہو اگر اور سکو اسکا ظن غالب اسمیں عمل ہو گا اور سکو ترک کریگا تو وہ نجاست کو دور کریگا تو خبر دیدیا ہے یعنی فرض ہے اور اگر اسکا ظن غالب نہو تو یہ فرض نہیں تو امر بالمعروف کا فرض ہونا بھی اسی تفصیل پر ہے ہم یعنی اگر ظن غالب ہو اسکا کہ وہ شخص عمل کریگا تو امر بالمعروف فرض ہو ورنہ فرض نہیں اور یہ بھی امر بالمعروف میں شرط ہے کہ اپنی ذات پر ضرر کا خوف نہو ورنہ وہ شخص معاف ہے چاہیے کہ ہو جاتا ہو یا نہو اور یہ بھی من الکبائر ہے کہ خود ہو ترک نہو تا ہو اس فعل کا جو اسمیں غصہ کا ظن ہے اور ترجیح ظاہر ہے یہ بھی ظاہر ہو سکا اعراض بھی ظاہر ہے تحسین ہیں کذا فی الخطا وی حمل التیمم کذا فی ہزا الی احتیاط الماء ورد اولی فلیسئل عنہ فی اقدار الطہارۃ وفی الصوم فی الصلوٰۃ یعنی ناپاک کا الجواب یہ ہوا چاہیئے یہ نہیں ہے ہم یعنی احتیاط کی راہ سے اسطرح کہ حدیث شریف میں وارد ہو کہ قبر میں پہلے طہارت کا سوال ہو گا اور فیما بعد میں نماز کی اول پرسش ہو گی ہم شارح رحمۃ اللہ علیہ کے حسن بیان کو عمدہ کرنا چاہتے کہ ختم اللہ کتاب الطہارۃ اور آغاز کتاب الصلوٰۃ قولہ ان ہذا الحدیث بہذا اللفظ لم یصح ولفظہ صلی اللہ علیہ وسلم

کتاب الصلوٰۃ

یہ کتاب ہے نماز کے احکام اور مسائل کے بیان میں شرح وقایہ المقصود من ہذا بیان الوسیلۃ

یہ شروع ہے اصل مقصد میں کہ نماز ہو اسکا بیان کرنے کے وسیلہ کہ طہارت ہو وذلک لان الصلوٰۃ عبادۃ مرکبۃ من اقوال وافعال مختلفۃ ہو ہو نماز ہو عالی نہیں ہو کسی رسول کی شریعت میں یہ عبادت دائمی قدیمی ہے کبھی منسوخ نہیں ہوئی وفضلہا صارت قرۃ بواسطۃ الکعبۃ کانت دون الایمان لا منہ بل من وجہ اور جبکہ شریعت محمدی میں نماز عبادت ٹھہری ہو واسطہ کعبہ معظمہ کے تو کمتر ہوئی بایمان سے ہو ایمان کے اعلیٰ ہو کہ ایمان

کے ذرہ سے ہے ھ یعنی چونکہ ایمان بلا واسطہ عبادت ہوا اور نماز بواسطہ استقبال قبلہ عبادت ہے بلا واسطہ عبادت نہیں لہٰذا ایمان یا اس
میں داخل نہیں بلکہ اسکی شاخ ہے باعتبار فعل کے اور باعتبار اسکو حکم کے بھی اسکو فرض ہونے کی راہ سے تو وہ ایمان میں داخل ہو اور باعتبار
کرایمان عبارت ہو جمیع ارشادات تکلیفیہ کی تصدیق سے کہ اسکو الاعمال ہی فی لغۃ الا ما صدقت بہ من ثمانی الاعمال المعبر بہ ہو ہی
الظاہر ہو جو ہا بان الاعمال الا الاخرس اور خالعت عرف میں منفی و خاص ہو ترجمہ منقول ہو ہو اعمال بواسطہ یعنی کرم اور
مسجود و غیر کیونکہ اور بھی منقول ہوا ظاہر الفاظ سے بسبب حرد ہونے نماز کے بدون دعا کے حاصل اور گونگے کی نماز میں ھم شامل ہو اعمال مخصوصہ ہو صلوٰۃ
کیونکہ صلوٰۃ منقول تعریفی ہے منقول شرعی ہے کہ ذاتی الطلاق ہی فی فرض عین بلا کل مکلف بالاصالۃ ہنا یا نیت پنجگانہ نماز فرض میں سے ہر
اسوا بسطہ کیا کہ ایمان داخلی میں داخل ہے کہ ذاتی الطلاق ہی فی فرض عین بلا کل مکلف بالاصالۃ ہنا یا نیت پنجگانہ نماز فرض میں سے ہر
مسلمان عاقل بالغ پر باجماع اہل اسلام ھم اہتمام نماز پنجگانہ اسی امت کو مخصوص ہے کسی امت کو ہرگز اہتمام حاصل نہوا اور عدت کی نماز بھی اسی
امت کو خاص ہے کسی نے نہیں پڑھی اور اذان اور اقامت اور شروع نماز میں اللہ اکبر کہنا اور آمین اور رکوع کرنا بھی اسی امت محمدی کے مخصوص ہے
چنانچہ ایک جماعت مفسرین نے اسکو ذکر کیا ہے اور نماز میں اللھم ربنا لک الحمد کہنا اور نماز میں گھگھ کا حرام ہونا بھی اسی امت کو خاص ہے
ہوئی اور ظہر کی نماز حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پڑھی جبکہ آپ کو حکم ہوا ذبح اسماعیل کا صبح کے وقت اور عصر کی نماز حضرت یونس علیہ السلام
نے پڑھی جبکہ آپ کو مچھلی کے پیٹ سے نجات حاصل ہوئی اور عشا کی نماز حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پڑھی جبکہ آپ کو مچھلی کے پیٹ میں
پڑھی ان عبادات نے شکر نماز فعل پڑھی اور ہمیشہ دوش ھم آنحضرت صلعم اور امت اجماعی نماز کی سنیہ یہ آیت ہو فان اللہ حین تمسون کی تفسیر میں
الصلوٰۃ ھم یعنی اسی ساعات قائم کرو نماز کو اور نماز کو نہ چھوڑو تک من الآیات والاحادیث الشہورہ وقضت فی الاسراء لیلۃ الستت سابع عشر من رمضان
قبل الھجرۃ بسنۃ والصبح رکعتان بمکۃ صلی بہ جبریل علیہ السلام فی الیوم الثانی و قبل غروبہ ھما بمعنی نماز فرض ہوئی معراج میں شب ستائیس رمضان
ترک کی کسی نے اور جمعہ ڈیڑھ برس ہجرت سے پہلے اور معراج سے دو سال پہلے اور نماز میں ایک تو آفتاب کے نکلنے سے پہلے اور دوسری اوس کے
ڈوبنے سے پہلے کذا فی الفتحی ھم یہ ہو شارح نے معراج کا ہم نماز مضاف کیا ہے بین ذکر کیا ہے اور دوسرا قول یہ ہو کہ معراج رجب
بین ہو تھی کہ اور یہی ذکر کیا جمہور مفسرین مشہور ہو اور امام نووی نے سیرہ ضرور میں اسکو ذکر کیا ہے وان وجب علی الفور ہو واجب ہو فوری طور پر اور
لحدیث مروا اولادکم بالصلوٰۃ وھم ابناء سبع واضربوھم علیھا ابناء عشر فرض ہے عاقل بالغ مسلمان پر اگر یہ واجب ہو فوری طور پر اور
کیونکہ ترک نماز پر ڈانا مقصود ہو کہ ہی ہو اس حدیث کی دلیل سے کہ اپنی اولاد کو نماز کا حکم کرو جس حال میں کہ وہ سات برس کے ہوں اور اگر کہا
جائے کہ دس برس کے ہوں ھم بر حسب حدیث بین علی ضربہ مذکور ہے لیکن چونکہ لڑکی کی نماز بلوغ کی غایت میں ہو اور وہ اور صغیر محل غایت
ہے لہٰذا

وَلَمْ يَأْخُذْ بِهَا الشَّافِعِيُّ لِدَلِيلٍ قَطْعِيٍّ يعنی ہم نے جو کہا کہ نماز کا انکار کرنے والا کافر ہو جاتا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے نماز کے دلیل قطعی ہونے پر یعنی قرآن احادیث اور اجماع کی قطعی دلیل سے نماز ثابت ہے جسمیں کوئی احتمال نہیں مثلاً اس معنے میں ہے کہ جو شخص نماز کا حکم کرتا ہے اور نماز کا منکر ہے وَيَأْمُرُهُمْ بِالصَّلَاةِ أَيْ بِالصَّلَاةِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُ بِهَا وَيُحَبِّبُ فِي الصَّلَاةِ وَقِيلَ يَأْمُرُ بِهَا حَتَّى يَسْأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهَا فَيَتَعَلَّمَ وَيُعَلِّمَ غَيْرَهُ وَقِيلَ يَأْمُرُ بِهَا مَنْ يَصِفُهُ بِالصَّلَاحِ وَالْأَوَّلُ أَظْهَرُ اور نماز کا حکم کرتا ہے یعنی نماز کا حکم کرتا ہے تو نماز کا منکر نہیں ہوتا اور بعض یہ کہا کہ تارک الصلوٰۃ تارک ہونے کے باوجود بھی نماز کا حکم کرتا ہے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے بارے میں سوال کرے تو سیکھ لے اور دوسروں کو سکھائے اور بعض یہ کہا کہ جو شخص اس کو نیک کہتا ہے اس کو نماز کا حکم کرتا ہے اور پہلا قول ظاہر ہے وَلِحَدِيثِ مُعَاذٍ وَقَوْلُكُمْ اور نماز کا عمداً چھوڑنے والا مستحق قتل ہے اور کافر ہو جاتا ہے اور بعض یہ کہا کہ جب تک نماز کے نہ پڑھنے سے اس کو قتل کرنا جائز ہے اس وقت تک کافر نہیں ہوتا اور

کرنے سے حاصل ہے اور ثانی کے کرنے سے نفس پر شقت متحقق نہیں ہوتی تو ثابت مطلقاً جائز نہیں ہو محمد نے قدرت میں اتنا تسلیم کیا
وَاذَا ضَاقَ الْوَقْتُ عَنِ الْبَعْضِ سَقَطَ الْبَعْضُ وَصَارَ كَمَا لَوْ ضَاقَ عَنِ الْكُلِّ لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِذَا اَمَرْتُكُمْ بِاَمْرٍ فَاْتُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَلِاَنَّ الْاَدَاءَ مَعَ قِيَامِ الْوَقْتِ اَصْلٌ وَمَعَ فَوَاتِهِ خَلَفٌ وَالْاَصْلُ اَقْوٰى مِنَ الْخَلَفِ وَاِنَّمَا يَسْقُطُ الْبَعْضُ لِاَنَّ الْوَقْتَ لَا يَتَّسِعُ لِاَكْثَرَ مِنْهُ وَلَا يَسْقُطُ الْكُلُّ لِاَنَّ الْوَقْتَ يَتَّسِعُ لِلْبَعْضِ وَاِنَّمَا يَسْقُطُ الْبَعْضُ الَّذِيْ لَا يَتَّسِعُ الْوَقْتُ لَهُ لِاَنَّ الْوَقْتَ سَبَبٌ لِوُجُوْبِ الْاَدَاءِ وَالسَّبَبُ اِنَّمَا يَنْصِبُ لِلْحُكْمِ عَلَى قَدْرِ الْحِكْمَةِ وَالْحِكْمَةُ فِيْ اِيْجَابِ الْاَدَاءِ عِنْدَ بَقَاءِ الْوَقْتِ اَنْ يَتَمَكَّنَ الْمُكَلَّفُ مِنَ الْاَدَاءِ بِيُسْرٍ وَسُهُوْلَةٍ وَذٰلِكَ بِاَنْ يَكُوْنَ الْوَقْتُ وَافِيًا بِالْاَدَاءِ وَبِمَا لَا بُدَّ مِنْهُ مِنَ الطَّهَارَةِ وَسَتْرِ الْعَوْرَةِ وَاِزَالَةِ النَّجَاسَةِ الْحُكْمِيَّةِ وَالْحَقِيْقِيَّةِ وَالْحِكْمَةُ فِيْ اِيْجَابِ الْخَلَفِ عِنْدَ فَوَاتِ الْاَدَاءِ اَنْ لَا يَسْقُطَ الْوَاجِبُ بِالْكُلِّيَّة

ولا يخرج وقت وجوب الادا وعلى العلم بالكيفية فالادا وفي نبينا صلى الله عليه وسلم الخ صحيح لكن الاشتراك اور پر شبہ نہیں نہ وقت ہونا وجوب ادا کا کیونکہ نماز کی والست ہر تو اسپر اطلاع جاری ہی صلے اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز کی قضا کی شب معراج کی جبکہ کوہم پھر جواب سے سوال مقدر کا حاصل سوال یہ ہے کہ جب فجر کی نماز پھگا نماز کے اول مخیری تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کیونکر ترک کی شب معراج کی جبکہ وہ وقت کا وہ واجب ہو گئی تھی جواب میں کہا کہ وقت کو ظرفیت ادا و نماز کا معلوم نہ تھا اور بدون اوسکو ادا کرنا واجب نہیں اور یہ سوال وارد ہوتا اگر یہ نہیں روایت پر نہ فیر شہور ہے اگر کوئی کہے کہ وجوب کیونکر ثابت ہو گا بدون وجوب ادا کے ہم جواب دینگے کہ ہمیں کچھ استبعاد نہیں اسوسطے کہ جو شخص ادکان بین اسلام کو ادا نہ کرے اوسکی نجات معلوم کیا تو اسپر وجوب ثابت ہو گا اور ادکا بلا علم کیونکر ادا ہو گا اور کیا بلا علم کیفیت وجب ہو گا کذا فی اللطعاوی **وهو ظاهر كان** وقل البقعة مستعدا اسپر وجوب ادا **وعندنا لا يكون كذلك فيما ظهر له من الكشف الصادق من شهر رمضان وغيره** پر اور دلیل کرنا چاہیئے کہ جماعی حضرت ہوش سر پہلے کسی نبی کی شریعت پر عبادت کرتے تھے ہمارا نہیں جواب پسندیدہ ہم حنفیون کے نزدیک یہ ہم کو کسی شریعت حاکم پر عمل کرتے تھے بلکہ اسپر عمل کرتے تھے جو وحی سوا کہ ظاہر ہوا تھا حضرت ابراہیم علیہ السلام وغیرہ کی شریعت سے **وهي محمد** صلى الله عليه وسلم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا عبادت کرنا ظاہر بین ہمکا ثابت نہیں کذا فی البحر **هم** ابن آسحق وغیرہ نے مذکور کیا کہ نبی علیہ السلام وحی سے رسال ایک ہفتہ پھر جبرائیل شراب لیجاتے تھے عبادت کرنے کو بعضون نے کہا عبادت آپکی ذکر تھی اور بعضون نے کہا تفکر تھی واللہ اعلم کذا فے الطحاوی **من اول طلوع الفجر الثاني وهو المسمى بالصبح الصادق للمسطيل** نماز فجر کا وقت ہی ابتداء طلوع فجر ثانی سوا اور وہ نسے فجر ثانی منتشر ہی جو پھیلی کنارہ آسمان مین عرضاً اور چوڑی نہ لیعنی صبح فجر دو قسم سے اول اور ثانی فجر اول طویل ہوتی ہے مسکو صدیث مین ذنب السرحان کہتے ہین اور ثانی فجر ثانی ہوتی ہے مسکو حدیث مین فجر مستطیر کہتے ہین اور صادق کہتے ہین اول کو اسلیے کہ اول فجر کاذب کی مانند ہوتی ہے اور ثانی کو صادق اسلیے کہ وہ ظاہر ہوتی ہے اور صادق کو مستطیر بھی کہتے ہین اسلیے کہ وہ پھیلی ہوتی ہے **وهو** اي الصبح الصادق **وقت الظهر من زوال الشمس** نماز فجر کا وقت شروع فجر ثانی سے ہوا تا آنکہ سورج ڈھلنے لگے تھوڑا سا پہلے شارح نے کہا کہ ڈھلنا زوال ہی حضرت امام کا کلام سے ہم جو کہ حدیث امامت جبرئیل سے اقیت نمازین اصل ہے اور مشہور لہذا اوسکا ذکر کرنا یعنی شرح پر ایسے مناسب مقام سے اور وجہ یہ ترک معلوم کرنا چاہیئے کہ اکثر حدیث کو بہت صحابیون نے روایت کیا ہے از انجملہ ابن عباس اور عبداللہ بن مسعود اور ابو برید اور عمرو بن حزم اور ابو سعید خدری اور انس بن مالک اور ابن عمر اور برید ہ اور ابو موسیٰ اشعری اور براء بن عازب اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سو ابن عباس کی حدیث کو ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور ان سبکو کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امامت کی جبرئیل علیہ السلام نے بیت اللہ کے نزدیک دو بار تو ظہر ادا کی پہلی بار جبوقت کہ سایہ اصلی مثل شراک یعنی بند نعلین کی مانند ہو تا ہے پھر عصر ادا کی جبکہ سایہ ہر چیز کا اسکی برابر ہو تا ہے پھر مغرب پڑھی جبکہ آفتاب ڈوبا اور روزہ کھولنے کا وقت آیا پھر عشا پڑھی جبکہ شفق ڈوبا پھر فجر کی نماز پڑھی جبکہ فجر چمکی اور صائم پر کھانا حرام ہوا اور دوسری بار ظہر پڑھی جبکہ سایہ ہر چیز کا اوسکی چیز کے برابر ہو گیا کل کی عصر کے وقت پھر عصر پڑھی جبکہ سایہ ہر شے کا دو شے کے برابر ہو گیا پھر مغرب پڑھی پہلے دن کے وقت پر پھر عشا پڑھی جبکہ تہائی رات گئی ہو پھر صبح پڑھی جبکہ زمین روشن ہو گئی ہو پھر جبرئیل علیہ السلام نے علیہ قفت ہو کر کہا اے محمد صلے وقت ہے تجھ سے پہلے انبیا کا اور وقت ہو ما بین ان دونون وقتون کے ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور اسکو ابن حبان نے اپنی صحیح مین اور حاکم نے اپنی مستدرک مین اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح مین روایت کیا ہے کذا فی الہدایۃ شرح الہدایۃ للعینی **ووقت الظهر من زوال الشمس** **الى ان يصير ظل كل شيء مثليه** اور ظہر کا وقت آفتاب کے زوال سے یعنی آفتاب کے ڈھلنے سے ہر شے کا سایہ ہے دوچند ہو نیتک ہم ظل کے ادا وقت مین خلاف نہیں آخر وقت مین اختلاف ہوا امام اعظم کے نزدیک مثلین تک ہو نیتو وقت باقی ہے اور صاحبین کے

محمد کی روایت میں مذکور ہے کہ یہی قول قیاس اور ظاہر الروایۃ ہے اور محیط میں ہے کہ امام ہی کا قول صحیح ہے اور مجوزین کے لیے اسیکو صحت کہا اور مشائخ نے اسی پر اعتماد کیا اور صدر الشریعۃ نے اسیکو صحیح اور مختار کہا اور ہم المختار للفتویٰ میں کہا کہ اسی اصح ہونے کی وجہ سے اسیکو ترجیح دی اور فتاویٰ قاضی خان میں ہے وھو قولھما وبہ یفتی وھو قول الائمۃ الثلثۃ وقال الامام الطحاوی وبہ ناخذ وعلیہ الفتویٰ اور اسی پر اقتصر کیا صاحب ہدایہ نے اور صاحب کنز نے اور صاحب مختار نے اور صاحب مجمع نے اور صاحب وقایہ نے اور صاحب نقایہ نے اور صاحب اصلاح نے اور صاحب ملتقی نے اور صاحب درر نے اور صاحب غرر نے اور صاحب تنویر

الشمس فمن سایہ الرابع ووقت العصر منہ الی قبیل الغروب اور عصر کا وقت سایہ مثلین ہے ہر چیز کے دوگنا تک لفظ ہر چیز سے طحاوی نے کہا یعنی اصل متوسط اور قول نصف بعید ہے کہ آفتاب کے زرد ہونے تک ہے وقال ھو وقت کراھۃ عندنا وقت الظہر بعد الوقت المکروہ عصر ہے اور ہمارے نزدیک وقت مکروہ ہے ظہر کے بعد یعنی تحقیق صاحب شرع صلے اللہ علیہ وسلم نے فاصلہ کیا ظہر اور عصر کے وقت میں اور یہ واقعہ خیبر میں ہوا تھا اس حدیث کو طحاوی اور قاضی عیاض نے صحیح کہا ہے اور احمد محمد بن نصر نے اسکو روایت کیا ہے اور ابن حزم نے اسکو مرسل کہا ہے اور جسکو مرسل کہا چاہیئے ابن حزم سے اسکو خطابی اور ہمارے قائلہ بھی اسکی مخالفت نہیں کرتا فی الطحاوی وھی بعد صلوٰۃ العصر اور یہی عصر کی نماز کے بعد ہے نہایہ میں ہے کہ ہم قرآن مجید میں فرمایا کہ حافظوا علی الصلوات والصلوٰۃ الوسطیٰ یعنی محافظت کرو نماز اور نماز وسطیٰ پر یعنی درمیان کی افضل نماز پر سو نماز وسطیٰ کی تعیین میں تیس قول ہیں جو ہم نے بیان کیا ہے اور اسکی شرح میں مذکور ہیں از انجملہ ایک قول یہ ہے جو شارح نے ذکر کیا واللہ اعلم وقت المغرب منہ الغروب الشفق وھو الحمرۃ عندھما وقال الثلثۃ البیاض وبہ رجع الامام کما مر فی حق الیوم وغیرھا وکان ھو الاصل ھذا اور مغرب کا وقت آفتاب کے غروب ہونے سے شفق کے ڈوبنے تک اور شفق سے وہ سرخی مراد ہے جو غروب آفتاب کے بعد مغرب کیطرف رہتی ہے صاحبین نزدیک اور یہی کہا ہے تینوں اماموں نے اور اسی قول کی طرف امام اعظم نے رجوع کیا ہے جیسا کہ مجمع وغیرہ کی شروحوں میں مذکور ہے تو یہی صاحبین کا قول صحیح مذہب ٹھہرا پھر امام اعظم کے نزدیک وہ سفیدی ہے جو سرخی کے بعد افق میں ہوتی ہے اور یہی قول ہے صدیق اکبر اور عمر اور معاذ اور عائشہ صدیقہ کا اور ایک روایت ہے ابن عباس اور ابوہریرہ سے اور یہی مذہب ہے عمر بن عبدالعزیز اور اوزاعی اور زفر اور مزنی اور ابن منذر اور خطابی کا اور یہی مختار ہے ہمارے اور صاحب الملتقط کا اور ابوداؤد میں حدیث ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے نزول کیا اور کہا کہ نماز عشا کا وقت وہ ہے جبکہ افق سیاہ ہو جاوے ابن حبان نے اسکو اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور ابوداؤد اور نسائی اور احمد نے نعمان بن بشیر سے روایت کی کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم عشا کی نماز اسوقت پڑھتے تھے جبکہ تہیری تاریکی کا چاند ساقط ہوتا تھا کذا فی العینی اور محقق نے فتح القدیر میں امام کے قول کو ترجیح دی ھو الصحیح اور کہا کہ شفق کو حمرت کہنا امام کی روایت صحوبت ہے روایت سوا اول تو اسواسطے کہ امام کی ظاہر الروایۃ کے مخالف ہے اور ثانی تو بدلیل حدیث ابن نفیل کے کہ آخر وقت مغرب کا یہاں تک ہے کہ افق غائب ہو جاوے اور غائب ہونا افق بیاض کی کنار کا ہے شفق کا اس سفیدی کے ساقط ہونیسے ہوتا ہے جو سرخی کے بعد ہوتی ہے اور محقق کے شاگرد شیخ قاسم نے تصحیح قدوری میں کہا قولہ ثابت ہوا کہ امام ہی کا قول صحیح ہے انتہی تو اس سے ظاہر ہوا کہ فتوی اور عمل ہمیشہ امام اعظم کے قول پر اور اسپر مشہور کتب صاحبین کے قول کو باکسی اور کے قول کو لینا نہ چاہیئے الا بضرورت ضعف دلیل یا تعامل کے اگر یہ ضرورتیں کسی صاحبین کے قول پر فتوی ہو تو مع اقتدی ہو تو مع اقتدی نہ ہو کیونکہ یہ اسپر اجماع جائز نہیں اور امام کے قول پر صاحبین کے قول کو ترجیح دینا درست نہیں مگر جب ضعف دلیل کے یا بضرورت بالسبب تعامل یا باختلاف زمان کے حالانکہ ان چاروں امر سے کوئی متحقق نہیں تو امام ہی کے قول پر عمل کرنا بلکہ اسھو ہے جبکہ اسپر ادلہ بھی امام ہی کے مذہب پر ہو چاہیئے اس مسئلہ میں لازم ٹھہرا انتہی وقد ان التعامل علی خلافہ اگر کوئی کہے کہ جب امام ایک جانب ہوں اور صاحبین دوسری جانب تو مفتی مختار جسپر چاہے عمل کرے اسکو دو جواب ہیں ایک یہ کہ یہ حکم مفتی مجتہد پر محمول ہو اور جو مجتہد نہیں تو واضح یہ ہے کہ امام ہی کے قول پر مطلقاً فتوی دے چنانچہ شرنبلالیہ میں مصرح ہوا اور دوسرا جواب یہ ہے کہ وہ بعض شارح کا قول ہو اور بعضوں کے نزدیک قول امام کے قول کے ہونے صاحبین کے قول پر عمل نہ چاہیئے از انجملہ صاحب ہدایہ ہیں اور حسینی میں کہا کہ یہ مذہب نزدیک وجیہ تر ہے کہ امام کے قول پر ہر حال میں فتوی دیا جاوے کذا فی الطحطاوی وقتھا ای وقت العشاء والوتر منہ الی الصبح

فرض وقت سے جو جمیع کے وقت کا بعینہٖ ہوتا ہے علیہا الجواز لا ما امر بہا الوجوب الترتیب کما ہو مختار عند الامام لیکن ہمیں ہمارے مشایخ و ترک کا عدم کہ ان کا بھی کہ لیکن بسبب واجب کے اس کو سنت مؤکدہ کہا اور وتر دونوں فرض ہیں ایسا کہ جو منکر ہو ہم اس کو کافر نہیں کہتے ہیں اور وتر فرض عملی ہے اور صاحبین اور امام شافعی کے نزدیک وتر سنت ہے واللہ اعلم بالصواب وفاتہ وقتیہا کما یقضی الفرض

قولہ وبین العشاء والصبح الی آخرہ اور ہمارا امام ابو حنیفہ کے ساتھ اس مسئلہ کے بلخار میں فجر طلوع کرتی ہے صبح صادق سے پہلے چاہے ہمارے ہیں ہم کو ناموس ہیں ہو کہ بلخار ایک شہر ہے ملک ماوراء النہر اور جیحون جو شام نے جاتا ہے سو کہ وہ کرکیا سو ہے اور شیخ یہ ہے کہ اختصار لیا ہی سال میں روایت مشاہ کا وقت نہیں ہوتا جانچہ بحر الرائق اور امداد الفتاح میں ہے کہ یعنی اول مسیت میں جبکہ آفتاب طلوع کرتا ہو اس سلطان میں فوت ہو گئے ہیں ہم ۳۴ گھنٹے تقریباً اور ایک ساعت یعنی گھنٹہ بھر غروب ہوتا ہے عرض بلد کے حساب پر چاہئے علم ہیئت میں اسکی تفصیل مذکور ہے کذا فی الطحطاوی عن الحلبی **مکلف بہما فی کل یوم** نہ یا ہوا لا عشاء اور وتر کا مکلف ہے اس دو فرقوں کا یعنی ایسے عشاء اور وتر کا پڑھنا فرض ہے تو اندازہ کرلے اُن دونوں نمازوں کو اسطرح یعنی حقدہ مدت کے بعد غروب ہوتا ہے اچھے طرح اور بمرتبہ ہونے تھی اسقدر مدت کے بعد دونوں کو پڑھا بلا دقیقہ ہر قیاس کر دہ **لبقاء وقت الاداء الی الصباح** الکاذب اور عشاء اور وتر کے قضا کی نیت نکرے وقت ادا کے ہونے کے سبب کیسا کہ قنوت وایا ہو ہمارے امام کے بہ نزدیک ہم فصلاً کی نیت اسطرح کرے قضا اسکے کہتے ہیں جبکہ وقت ہو اور فوت ہو جاوے اور یہاں وقت ہی نہیں تو قضا بھی نہیں **واختارہ الکمال وتبعہ ابن الشحنۃ فی المعراج وصححہ فی منیۃ المصلی** اللہ اعلم اور فرضیت عشاء اور وتر کی ثبوت کیا ہے کمال الدین صاحب فتح القدیر نے اور ابن شحنہ شارح وہبانیہ نے اسکی پیروی کی اپنی کتاب معراج میں سو اسکی تصحیح کی ہے تو مصنف ان میں سے ہے تو گمان نہ کرے کہ یہ مذہب ہمیشہ کا ہے بلکہ یہ اقوال کیا ہے مذہب میں داخل نہیں کرتے ہیں اور مذکور قول کی تصحیح کی چانچہ اسکے بعد بصیغہ تمریض و اگر چہ عام شارح نے اسمیں تصحیح قول مصنف پر اشارہ کیا اور شرنبلالی نے امداد الفتاح میں اسکی تصحیح ہونے کی تصریح کی ہے کذا فی الطحطاوی **دلیل لا یکفر جاحدہ** اور جنہوں نے کہا کہ عشاء اور وتر کا ثبوت فرض کا بنا ہوا ہے بلکہ اُن دونوں غار دں نہیں اونکے کیلئے نہوئے کہ یہ بسبب ہونے کے ہمارے نام کا **ثبوت بخبر واحد** اور بنا بر اسکے **یستلزم استفاضۃ** ہے وہ حرج فی الکثیر **والدین والبیلمانی** اور اسی عدم وجوب کا یعنی کیا ہے حسن بن زیاد کوفی اور زفر اور منتقی الاخبار میں ہے **وہو اختیار الحلوانی والکرخی** اور اسکی تائید نوافی و علامہ نبلالی نے اور انکی موافقت کی بعد مخالفت کو طحاوی اور مرغینانی تو ہم محتمل ہیں ہے کہ بیان الاکمل کو ثبوت میں استفادہ وارد ہوا کہ ہم لوگ اپنے شہر میں عشاء کا وقت نہیں پاتے تو ہم عشاء کی نماز کو واجب جانا ہم کو لکھا کہ تیسرے واجب نہیں اور اسکے ظہیر الدین مرغینانی نے فتوی دیا اور اسکا استفتاء بخارا سے وارد ہوا اسمیں لائمہ حلوانی نے جو فتوی کہ عشاء کا وجوبی دیا ہے فرض کا نہیں اور حلوانی نے عدم وجوب کا فتوی دیا ہو اسکا فتوی واجب ہوا تو جو کوئی حلوانی کے فتوے پر پہنچا تو پہنچا تو پسند کیا اور اس مسئلہ میں اونکے موافق ہو گئے کذا فی الفتح والبحر **والحلبی واوسع العقل ومتنا کما ذکر الکمال** اور عدم وجوب عشاء کی ترجیح دی شرنبلالی اور ابراہیم حلبی شارح منیہ نے اور اسمیں سب گفتگو فی ہو اور نہیں ہا اور اس قول کو جو کمال الدین محقق نے فتح القدیر میں ذکر کیا ہے علم خلاصہ محقق یہ ہو کہ قیاس عدم وجوب عشاء وتر مثل یہ ہی مظہر عین برقیاس مع الفارق ہو کیونکہ عدم عمل فرض میں اور عدم سبب جعلی میں ہو وجوب بنفس الامری کی علامت سب فرق مسیم ہو علاوہ

اسکو اخبار متواترہ شب معراج سے وفرضیت صلوات خمسہ جمیع آفاق پر بالتفصیل ثابت عام ہے اور بسیط حدیث صحیح مسلم دلیل واضح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا ذکر کیا صحابہ نے کہا کہ وہ زمین میں کتنا ٹھہرے گا فرمایا چالیس دن ایک دن سال کی برابر اور ایک دن مہینے کی برابر اور ایک دن ہفتے کی برابر اور باقی دن تمہارے دنوں کی مانند صحابہ نے کہا یا رسول اللہ جو دن سال کی برابر ہے اسمیں ہمکو ایکدن کی نماز کفایت کریگی فرمایا نہیں اندازہ کر لیا کرو اسطرح انتہائے تو اُس دن میں ۳۶۰ سی بار وعصر کی نماز واجب ہوئی مثل باقی دنوں کے سایہ ہو جائے سے چلو انتہا کا لکل خلاصہ جواب یہ ہو کہ جیسی صلوات خمسہ عمر بھر کیلئے ہیں اور بسیط اسباب اور شروط عمر بھر کیلئے ہیں کہ ہر دن اور ہر دن کو واجب نہیں پایا جاتا ہو تو اگر صلوات خمسہ کا حکم عام اسباب اور شروط کے ساتھ مراد ہو تو مسلم ہے اور حکم مفید نہیں اور اگر ہر فرد مکلف کا عموم مطلقاً مراد ہے تو باطل حق اسلئے کہ حائض اگر صبح طلوع آفتاب کے ظاہر ہو مثلاً تو اسپر اور سدن فقط چار نمازیں واجب ہیں نہ پانچ اور حدیث دجال کی مخالف قیاس ہو تو اُسپر حکم کیونکر قیاس نہیں کر سکتے وما نحن فی الطحاوی وغیرہ من البسطاء علت ولا تیاس علی مسئلۃ الدجال الا بانہ وان وجب الذین ثلثۃ ظھر مثل اقبال الزبل لیس کسئلتنا لان المفقود فیہ العلامۃ لا الزمان وانما فقد ھھنا الامران من کتابہ اور کمال الدین ساعت نہیں کر فی دجال کی حدیث اسوا سطرکہ ہر شخص سو ظہر سو مثلاً زیادہ سے تر دد واجب ہوئی زوال آفتاب سے پہلے ہماری ایس سطر کی مانند وہ دن بیس اسوا سطر کہ یوم و دجال ہیں فقط علامت اوقات مفقود ہے زمانہ مفقود نہیں اور بخاری عشا اور در ترمین علامت اوقات اور زمانہ دونوں مفقود ہیں یعنی علامت عشا کی موجود ہوا اور نہ اسقدر زمانہ ممتد ہے کہ مغرب اور عشا اور صبح کے اوقات کی برابر ہو بلکہ مابین غروب اور طلوع آفتاب کے فقط بقدر مغرب اور صبح کے زمانہ ہوتا ہو ھم شارع کا یہ کلام مسلم نہیں اسوا سطر کہ یوم و دجال سال بھر کا ہو تو جیسیں چوبیس ساعت بیشی ہوتی ہے پانچ نمازیں ادا ہو سکتی اور بخارا کا دن بھی انہی رات کے ساتھ ۲۴ گھنٹے کا ہو تو اسمیں بھی پانچ نمازیں واجب ہو سکتی تو زمانہ پایا گیا اور بنزلہ ایام دجال کے ہو گیا بیں کہنا ہوں الحاصل وجوب اور عدم وجوب عشا بین دونوں تو لکی تصحیح ثابت ہی ہو گی بھیجہ کہ دلیل قصد کی مشرق ہو اور جگنو بخارا کے رہنے والے نے خبر دی کہ چلہ ایام گزا میں شفق شرع کے غائب ہوتے سے پہلے فجر طلوع کر تی ہو اور وہاں کے لوگ صوم میں رات کی مدت بیس اکیس یا دو بار کہاتے ہیں قبل ظاہر ہے فجر سے اور وہاں رہنے والے شخص نے بھی بحکایت کی کہ وہاں مطلق اندھیرا نہیں ہوتا اور مفہوم اس بلاد بین ہمیشہ اندھیرا ہے وہاں روشنی نہیں مگر چراغ کی فیصیاں لعظم کذا فی الاحوال الطحاوی والاستحباب للاحتیاط فی ابتداء الفجر استفاد ہ والاحتیاط فیہ ھو الخروج بعد تحقق الفجر بحیث لو قیل ان الفجر طلع قبل ھذا لم یکن بعیدا ہ فی قولہ ھو الصحیح اور مرد کو سست ہو تو مرد کہ نماز میں اور روشنی میں اور ختم کرنا روشنی میں بھی قول فیاسی ہے اسطرح کہ ۴۰ آیت کو اڑا دھو سو کے ساتھ ظہر بھرے کے دو گز کمتوں میں پڑھو ہر ہر نماز کو اعادہ کہ ہی طہارت کے ساتھ اگر فساد نماز کا ظاہر ہو ھم فساد کیصورت یہ ہے کہ بدون طہارت کے سہو سے نماز پڑھی یا نماز میں کوئی فساد واقع ہوا وقیل یکرہ لان التساھل یوھم اور قول ضعیف یہ ہے کہ مجرد نماز کو بہت تاخیر کرنی اسوا سطر کہ فاسد ہو جاتا نماز کا امر موہوم ہو ھم بحر الرائق میں ہو لیکن مقصد تاخیر نکلو کہ طلوع آفتاب بین شک طارق ہو ولا حاجۃ الی قولہ فالتاسیس افضل کما توھم مطلقاً کر ھا جی کہ مرد اندھیرا میں اور مرد روشن میں برابر فرمانا مستحب نہیں تو وہاں اندھیری میں نماز افضل ہے جیسی عورت کو مطلقاً خواہ ہجم میں اندھیری میں نماز بہتر ہے یعنی اسوا سطر کہ نماز حال اسوا من پردہ داری میں ہو سو وہ اندھیرا بین حاصل ہے وفی غیر الظھر الافضل لھا انتظار فراغ الجماعۃ اور مجھکو سر دا اور نماز وہیں عورت کو فراغت جماعت کا انتظار کرنا افضل ہے یعنی جب مرد وں کی جماعت ہو چکے تب عورت مسجد میں نماز پڑھے وتاخیرھا الی الصیف بحیث یخشی الخلل مطلقا کذا فی الجمع وعن ای یوسف الاشتراط المسئلۃ قدر ما یذھب فیہ قدر ما عادۃ اور تسب ہو برکہ تاگ کی نظر کا اسطرح کہ دیوار وں کے سایہ بین چلے مسجد جانے کو وقت مطلقاً ایسا ہی عجم وغیرہ میں مطلقاً کی تفسیر صحیح ہو کہ تاخیر مکروہ بین شرط نہیں شدت موسم گرما کی اور نہ گرمی شہر کی اور تمہید جماعت کا ھم صیغہ کی قید بین اشارہ ہو کہ ربیع اور خریف کے موسم بین تعجیل ظہر کی مستحب ہو اور تاخیر کی حد بھیہ ہو کہ قبل از مثل نماز ہو اسطرح

نماز میں جبکہ وقت مکروہ ہے پڑھنا منعقد کی صحیح داخل ہوا اور جبکہ سایہ ہر شے کا اور کسی برابر ہوا تو حد اختلاف بین داخل ہوا اور یہ قول شارح کے کلام سے بہتر ہے اور اسکو صدر کی دیواروں کا سایہ اور اسکے سوا سے کی نسبت بلد حاصل ہوا ہو کذا فی الطحطاوی علی المراقی وفی الہندیۃ وقتہا المستحب ذلک مطلقا ویکرہ تاخیرہ کہ جو ہرہ وغیرہ بین و شروط ہونا تاخیر کا یہ ہے کہ بلد حاصل ہو اور ذکر کہ حاصل ہوتا ہے عبارت اور غیر کا سو اسکے نہیں اور حسین علل ہو وجہ ہے کذا فی الصلاۃ واستحبابا فی الزائد لا عاصلۃ اور جمعہ ظہر کی مانند ہے اصل اور استحباب کی رامسو دونوں مرسم گرمی اور جاڑے میں اور اسکے سوا سے بخلاف ہونے ظہر کے کام یعنی اصل وقت جو ظہر کا ہے وہی جمعہ کا ہوا اور جیسا وصیت میں ظہر کی تاخیر سب ہوا اور تعجیل ادا یام میں رسا ہی جیسے کہ بیان کیا گیا اور سرد وقت میں پڑھنا مستحب ہیں سوتا ہدایہ اس مسئلہ میں دو اماتین ہیں اور یہ ہے کہ ہمیشہ ظہر کے بخلاف واحد القولین اور دوسرا قول مشہور ہے کہ جمعہ فرض مستقل ہے اور سو زیادہ نزدیک ہو کذا فی الطحطاوی وتاخیر عصر مستحب للمنفرد وسعۃ للمنفرد فی الصیف الی ان یصیر ظل کل شیء مثلیہ سوائے ظل فیٔ الزوال ہم ابو داؤد میں حدیث ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم عصر کو تاخیر کرتے تھے جب تک کہ آفتاب صاف اور سفید رہتا تھا کذا فی الہندیۃ وتکرہ تاخیرہا عن ذلک ای الاصفرار علی الاصح تاخیر عصر کی سب ہے جب تک کہ آفتاب متغیر نہ ہو اور متغیر ہونا آفتاب کا یہ ہے کہ آنکھ سے دیکھ سکے اور اسکی روشنی کی چمک جاتی رہے تو بعبارت کو اس سے حیرت حاصل ہو اور تغیر روشنی کا اعتبار نہیں ہے کہ وہ تو زوال کے بعد حاصل ہوتا ہے اور قول ضعیف یہ ہے کہ شعاع دیواروں پر بلند ہو اور مصنفین نے کہا تو عصر آفتاب متغیر ہو جاوے کذا فی الطحطاوی علی المراقی ولا تاخیر عشاء الی ثلث اللیل فیکرہ فی الثانیۃ وجاز الی ثلثہ اما الصبح فیندب تعجیلہا ولو بغلس سب سے مستحب ہونا صبح کا ہے پڑھنا اسکا غلس میں یعنی ستارے ظاہر ہوں اور ابھی روشنی نہ ہو اور مستحب ہونا عشاء کا تہائی رات تک خانیہ و ظہیریہ میں ہے تاخیر کرنا مکروہ ہے اور جاوے تہائی رات تک اور کراہت ثانیہ کی ہے یعنی تہائی رات کے بعد عشاء کا وقت مکروہ ہے اور جاوے تہائی رات تک اور کراہت ثانیہ کی ہے یعنی تہائی رات کے بعد عشاء کا وقت مکروہ ہے اور جاوے تہائی رات تک خانیہ و ظہیریہ میں ہے تاخیر کرنا

ہوتا ہی کی اور دوئی بہتر کہے گی اور صحیح وہ ہو جس میں دونوں چیزوں کی طاقت ہو اور رہے اور خرابی وہ ہو جس میں ایک چیز کی طاقت ہو نہ دونوں چیزوں کی کذا فی الطیبی وہی من الخلاصۃ یعنی بہ الربیع وبالصحیح الخ ہم سو سم سرا کے ساتھ رہے ملحق ہوا اور موسم گرما کے ساتھ خریف ملحق ہے ہم بحث ہو چکا ہے صاحب بحر کی اور معقول مذہب کے مخالف ہو اسکو کہ شرنبلالی نے مجمع الروایات سے نقل کیا کہ رہے اور خریف میں تعجیل ظہر کی مستحب ہو حالانکہ نقل کے ہوتے بحث کا کچھ اعتبار نہیں کذا فی الطحطاوی وتعجیل عصر فی شدید یوم غیم ہم ومستحب ہو تعجیل عصر اور عشا کی ابر کے دنوں میں یعنی ہوا سوائے کذا فی عصر میں احتمال ہے مکروہ وقت کے آجانیکا اور عشا کی تاخیر میں تقلیل جماعت کا احتمال ہے پانی برسنے اور کیچڑ کے تعرف سو وتعجیل المغرب مطلقاً ہم وجلد پڑھنا مغرب کا ہر موسم شتا اور صیف میں مستحب ہم اور اطلاق سے یہ مراد نہیں کہ ابر ہو ہم تعجیل مغرب کی مستحب ہو اسکو کہ ابر کے دن تاخیر مغرب کی مصر ہے وتاخیرہ مکروہ کما تقدم ہم ومغرب کی تاخیر کرنا بالقصد وہ رکعت کے مکروہ تنزیہی ہے وتاخیر عشاء بعد ھا کما مر ہم اور عصر اور عشا کے سوا باقی اور نماز نہیں ابر کے دن تاخیر کرنا مستحب ہی یعنی مجرد ظہر اور مغرب میں تاخیر ابر کے دن میں افضل ہے سو اسکو کہ فجر اور ظہر کے وقت میں کراہت نہیں تو تاخیر مضر نہیں اور مغرب کی تعجیل میں یہ خوف ہو کہ قبل از غروب صیاد اور آدم ہھنا فی دیار یکثر تھم ویقل رقیبھا عایۃ وقاھا ہمہ حکم تعجیل عصر اور عشا کا اور تاخیر ان کی سو اسوا کے ابر کے دن ان ملکوں میں ہی جنہیں جماعت کی کثرت ہوتا ہو وعدم غایت اوقات خواہ ابر کے سبب سو کم ہوتی ہے جیسا کہ بخارا و غیرہ ما وراء النہر کے ملک میں اتفاقی دیار نا فقد رأی الحکم الاول اولی ہمارے ہو ملک میں یعنی مصر اور شام میں تو پہلا حکم مرجح ہے یعنی تاخیر عصر کی مطلقاً اور عشا کی ثالث لیل اور تعجیل ظہر سرا اور ابرد اور مغرب ہمیشہ اپنے اول وقت القدم ہمہ بحث ہو چکی اور صاحب بحر نے اسکو پسند کیا ہو کذا فی الطحطاوی وحکم الاذان کالصلوٰۃ فیجری فیہ ما ذکر ہم اور اذان کا حکم نماز کی مانند ہو تعجیل اور تاخیر میں تفصیل سابق کے موافق ویکرہ تحریماً وکل ما یکرہ فی الصلوٰۃ مکروہ فیہ مطلقاً ولو فضائاً او واجبۃ اوفائتۃ وعلی ھذا یقاس الاذان الا فی سنۃ الفجر ہم فی قولہ اسم مشتق الخ اور طلوع آفتاب کے ساتھ مکروہ تحریمی ہو مطلق نماز اگرچہ فضا ہو یا واجب یا فائتہ یا خبازہ کی نماز اور سجدہ تلاوت اور سجدہ سہو کا شارح نے کہا لنکر کا سجدہ اور سوائے مکروہ نہیں کذا فی التبیین اور جو چیز جائز نہیں وہ مکروہ ہے ہم یہ جواب ہے سوال مقدر کا وہ یہ ہو کہ مصنف نے مکروہ نہیں مطلق نماز کو جو غیر منعقد کہ بھی شامل ہے ذکر کیا اور غیر منعقد باطل ہوتی ہے مکروہ کو ہاں یہ جواب ہے کہ مصنف نے کراہت لغوی کا ارادہ کیا اور شارح غیر جائز کو مکروہ کہا ہو خواہ غیر جائز حرام ہو یا باطل نا مکروہ و باطل مصطلح فقہ پر ہو مطلب کرنا چاہیئے کہ اصل میں مکروہ ہے کہ جبتک آفتاب بقدر نیزہ بلند نہ ہو تو وہ در حکم طلوع ہے اور امام فضلی کا یہ قول مختار ہے کہ جب تک آدمی آفتاب کے دیکھنے پر قدرت رکھتا ہے وہ طلوع میں داخل نہیں سو جس نماز طلائی نہیں پر جب عاجز ہوا اور سکو نظر کرنے سے تو نماز طلائی ہو گئی یہی تفسیر قدیر مصحح کی مناسب ہو چنانچہ ربانی میں گذر گیا کذا فی الطحطاوی ولا یکتفون من فعلھا کالعوام بل یذکرونھا والاداء الجاری علی اللسان بعض اولیٰ من الذکر الصادر فی القعدۃ وغیرھا کہ عوام لوگ لکے بجائے دین اور سوخت کی نماز سوا اسکو کہ وہ نماز چھوڑ دیگے اور جو ادا کر بعضوں کے نزدیک جائز ہو وہ بالکل چھوڑ دینے سوا ولی ہے جیسا کہ قنیہ و ذخیرا میں ہو ہم بعض سے یہاں ایسا شائع ہو ہیں کذا فی الطحطاوی واستوی الاظل یوم الجمعۃ علی قول الثانی المصحح المفتی بہ کما فی الاشباہ وقیل الحادی عشر الخ علیہ الفتوی ہم اور نماز مطلق مکروہ تحریمی ہے آفتاب کے متوسط ہونے کے وقت آسمان میں یعنی ٹھیک دوپہر کو گر روز جمعہ کے قبل کرو نہیں ابو یوسف کے قول معتمد پر جیسا کہ اشباہ میں ہو اور حلبی شارح منیہ نے حاوی سے نقل کیا کہ ابو یوسف کے قول پر فتوی ہے ومع غروب الاحمر یکرہ فعلہ لا ادائہ کما یکرہ تاخیرہ الی الاحمر کما فی الاحادیث فتنبہ فافہم کما بسطہ صدر الشریعۃ وزاد مکروہ تحریمی ہے آفتاب کے غروب ہونے کے ساتھ مگر روز غروب بھی اسکو قرآن کا پڑھنا اور سوخت مکروہ نہیں بسبب اسکو ادا ہو جانے کے جسطرح کہ وہ ناقص واجب ہوئی تھی مخالف فجر کے اور احادیث اسمیں متعارض ہیں تو اسقاط العمل ہو گئی چنانچہ شرح وقایہ میں صدر الشریعۃ نے اسکو مشروح بیان کیا جو ہم آسمی دن کی عصر جائز ہو

یعنی کی عصر غروب کیوقت جائز نہیں وجہ ناقص کی وہ یہ ہے کہ وجوب عصر کا سبب خروقت ہو یعنی تغیر آفتاب کا وقت اور وہ ناقص ہی یعنی عبارت کنارہ کا وقت ہو پر بخلاف فجر کے کہ اسکا تمام وقت فجر کا کامل ہے تو وجوب بھی کامل ہے تو ظلم ہو نے سے سوا، یا طل ہو جاویگی وقت اور ادے کے ناقص ہونے سے مقدار ان احادیث کا بھی بیان ہو کہ جماعہ محمد بن نے حدیث مرفوع ابوہریرہ سے روایت کی کہ جس شخص نے عصر کی ایک رکعت قبل غروب کے پائی اسنے عصر پوری نماز پائی اور جسنے ایک رکعت سبح کے طلوع آفتاب کے تو اسنے پوری صبح کی نماز پائی جو نکہ اس حدیث میں اور اس حدیث میں تعیین اوقات ثلثہ میں نماز مفہوم سے قضا فرض واقع ہوا تو ہتے فاسی کیلئے رجوع کیا فرض قضا کی پس اسلئے جانچہ قضا فرض کا یہی حکم ہے تو ہتے اس حدیث کے حکم کو ترجیح دی بعض کی نمازیں کذا فی الطحطاوی عن البزدوی وتعقد نفل بتحریمۃ فاکرہ اداءھا التحریمۃ کراہت تحریمی کے ساتھ منعقد ہوتی ہے نفل اوقات ثلثہ میں شروع کرنے سے یعنی تو اسکا قطع کرنا اور اسکو کامل وقت میں قضا کرنا واجب ہی ہم جگہ کا نام ہی مگر وہ ہماکا نام بولتے ہیں وہ تین قسم ہے وفرض واجب نفل اول قسم حقیقی اور قطعی تو فرض عملی اور قسم ثانی یا واجب یعنی وہ فرض قطعی کتاب ہی اور امین سنت فرض کفایہ جنازہ ہو اور فرض عین نماز پنجگانہ اور جمعہ اور سجدہ تلاوت اور قسم ثالث یا واجب یعنی جو قطعی کے واجب کہ دیتے ہو یا واجب غیر ہو یعنی جو ہنہ نے اپنے اوپر یا سے فعل سے واجب کر لیا ہو سو واجب یعنی وتر اور نماز عیدین اور سجدہ تلاوت ہو اور واجب نمبرہ سجدہ سہو اور دور کعتین طواف کی ادا اگر نفل کی قضا کر دیا اور نذر کی نماز اور قسم ثالث یعنی نفل یا سنت مکررہ وہ یا فجر سو کہ وہ اور اسکو دریافت کر کہ اوقات کر وہہ تین ہو تے ہیں وہ تین ہو تے ہیں وقت اول طلوع اور استوا اور غروب ہے اور دوم ثانی یا بین فجر اور آفتاب کے اور امین تمام عصر کے آفتاب کے نزدیک ہونے تک تو اوقات کی دو قسم اول بین قسم اقسام مذکورہ نماز کی متصف نہیں ہوتی مگر نفل اور نذر مقید با وقات مذکورہ اور قضا اس نفل کی جسکو انہیں اوقات میں فاسد کیا اور نماز جنازہ کی جو انہیں وقت نہ آیا اور سجدہ تلاوت اس آیت کا جو سنا انہیں میں پڑھی گئی اور جمعہ اسی دن کی اور عید الفطر کی ہونی بین یعنی ہمیشہ نماز بین کراہت کے ساتھ تو اسکو قطع کرنا اگر کامل قضا بین بھی کرا اور سجدہ کی عصر کو قطع کرنا جائز نہیں اور دوم ثانی بین ہو نے سے مراد یہ ہے نماز بین کراہت کے ساتھ تو اسک

من البروج کرکے نفل پڑھنا مستحب ہے کذا فی الطحطاوی علی المراقی اور تحیۃ المسجد کا یہ حکم ہے کہ اگر کوئی شخص مسجد میں داخل ہوا اور فرض یا سنت یا نفل پڑھنے لگا تو تحیۃ المسجد ادا ہو گئی اور اگر کسی نے تحیۃ المسجد کی نیت سے نماز شروع کی اور فرض یا سنت یا نفل کی نیت نہ کی تو بھی تحیۃ المسجد ادا ہو گئی کذا فی الدر المختار اور اگر کسی نے تحیۃ المسجد کی نیت سے نماز شروع کی اور نفل کی نیت نہ کی تو بھی تحیۃ المسجد ادا ہو گئی کذا فی الدر المختار اور اگر کسی نے تحیۃ المسجد کی نیت سے نماز شروع کی اور نفل کی نیت نہ کی تو بھی تحیۃ المسجد ادا ہو گئی کذا فی الدر المختار اور اگر کسی نے تحیۃ المسجد کی نیت سے نماز شروع کی اور نفل کی نیت نہ کی تو بھی تحیۃ المسجد ادا ہو گئی کذا فی الدر المختار

ویکرہ الطواف والسجود فی الاوقات التی تکرہ فیہا الصلوٰۃ وقت طلوع الشمس وقت غروبہا وقت الزوال یوم الجمعۃ کذا فی الکافی

اور طواف کی دو رکعتیں اور دو سجدہ سہو کے اور جس نماز کو شروع کیا مستحب یا مکروہ وقت میں پھر اسکو توڑ دیا اگر چہ فجر کی سنت ہو ہم بھی دونے اس قول کو کہ جس فجر کی اقامت ہوا اور فوت ہونے فرض کا خوف ہو تو سنت کو شروع کرکے قطع کرے پھر اسکو قضا کرنے کے طلوع سے پہلے اور دیر دیر ہو کر جس طرح کہ اسکی قضا اسوقت میں مکروہ ہے علاوہ یہ ہو کہ خطبہ کیواسطے شروع کیا ہو تو قیاس ہے نفل میں قصد کی قید اسواسطے لگائی ہے اگر تحیۃ کی نماز پڑھتا ہوا اور ایک رکعت کے بعد فجر طالع ہو تو اضعف ہے اور دوسری رکعت پڑھ لے کیونکہ نفل بعد فجر کے بدون قصد کے داخل ہوئی اور یہ سنت نماز سنت فجر کے قائم مقام نہیں ہو سکتی صحیح قول میں کذا فی الطحطاوی ونوافل مؤکدۃ تقضی بعارضۃ نفل وغیرہ جسکے بعد مکروہ ہے اگر چہ عذر کے ساتھ ملائی گئی ہو عرفات میں کذا فی البحر من الصلوٰۃ والسنۃ لا لکن قضاء فائتۃ ولو وتراً ولا سجدۃ تلاوۃ وصلوٰۃ جنازۃ کروہ نہیں قضا فوت ہو گئی نماز کا اگرچہ وقت مکروہ ہو اور نہ سجدہ تلاوت کا اور نہ نماز جنازہ بعد نماز فجر اور عصر کے ولکنہا تکرہ من کراھۃ النفل واجب لغیرہ کالوتر واجب لغیرہ فیما یظہر من فتاوی السنۃ لشغل الوقت بہ نفلاً اور اسی طرح حکم ہے نفل اور واجب لغیرہ کا نہ فرض اور واجب لعینہ کا بعد طلوع ہونے فجر کے سوا سنت فجر کے بسبب مشغول ہونے اسوقت میں تحیۃ کی نماز فجر کے ساتھ تقدیر کرتا ہوں شارح نے اسوقت میں نوافل اور واجب لعینہ کی گنجائش نہیں رکھی سوا سنت فجر کے ہم کہا ہے نفل کی دلیل صحیح مسلم کی وہ حدیث ہے جو ام المومنین حفصہ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جب فجر طلوع ہو گئی تھی نہیں پڑھتے تھے مگر ایک دو رکعتیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وہ رکعت سنت سے زیادہ نہ تھیں ہاں جو چاہے دو رکعت کثرت نوافل اور محبت میں ہو کہ سنت فجر میں حقیقت رات چاہیے بدلیل قول ابن عمر کے میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو سنا کہ دو لوگ رکعتوں میں نفل یا بیانا الکافرون اور قل ہو اللہ پڑھتے تھے کذا فی التبیین ثم اعلم ان ما کان سنۃ الفجر او بعدہا بالاتفاق جانا کہ اگر بعد طلوع فجر کے کسی نفل کی نیت کی تو وہ سنت فجر کی ہو جاوے گی بدون تعیین کرنے کے ہم یہ بھی کہا ہے اس قول پر کہ جس نے تعیین نیت شرط نہیں سمجھا اور مستحب میں بلکہ اسکو مطلق نیت نماز کی کافی ہے کذا فی الطحطاوی وقیل صلوٰۃ مغرب لمن لہا فاتتہ اجزاہ لا یسیراً اور مکروہ ہے نفل اور نہ واجب لغیرہ نماز مغرب میں پہلے بسبب مکروہ ہونے تاخیر مغرب کے اگر تھوڑی تاخیر کرے نہیں ہم کہا ہے قضاء فائتہ اور نماز جنازہ اور سجدہ تلاوت اسوقت میں بلا اہمیت جائز ہے اور پہلے مغرب کی نماز پڑھے پھر جنازہ کی نماز پڑھے یہ اشارہ ہے اسکی طرف کہ یہ افضلیت کا بیان ہے اور شرح منیہ میں ہے کہ قنوی اسپر ہے کہ جمعہ کی سنت کے بعد نماز جنازہ کی بڑھے تو بہتر ہے اسکی مغرب کی سنت سے بھی تاخیر جنازہ کی جاہیے اسواسطے کہ موکد تر ہے کذا فی الطحطاوی وعن ابی حنیفۃ حج امام ولم یصل الجمعۃ او وقایۃ للمعود ان لم یکن لہ جمعۃ اخطبۃ فانہ یصلی الجمعۃ اھا عشی کی امام نماز پڑھ رکر وہ ہو نفل اور واجب لغیرہ وقت کھلنے امام کے جمعہ پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ اسواسطے امام کے لڑے ہونے کے کیوقت منبر پر چڑھنے کے لوگ گرامام کا چہرہ نہیں آتا نماز امام کی اور آگے باب العیدین میں آ جاگا نہ خطبے دیں ہیں یعنی خطبہ صدقہ اور خطبہ عید الفطر اور خطبہ حج کے اور تین خطبے جمعہ کے اور خطبہ ختم قرآن اور خطبہ نکاح اور خطبہ استسقاء اور خطبہ کسوف بخلاف فائتۃ فانہا لا تکرہ یعنی نماز فائتہ کہ اسکی قضا وقت خطبہ مکروہ نہیں وفیہا المصنف والجمع بینہا وبین الاستماع والانصات لا یقبل ان یحصل التوفیق بین کلامی الہدایۃ والمصنف رحمہما اللہ تعالیٰ فائتہ میں بالجملہ بین الترتیب فی نفسہ لکائی اور اگر وہ نماز فائتہ لازم الترتیب نہ ہو اسکی قضا خطبہ کیوقت مکروہ ہو اور اس تمہید سے موافقت حاصل ہوتی ہے نہایہ اور صدر الشریعہ کے دونوں

کلام ہیں ھم صاحب بتایا کہنا ہو کہ وقت خطبہ فائتہ کردہ نہیں اور شرعہ دفاعہ میں صدر شریعہ کا یہ قول ہے کہ مکروہ ہی تو صاحب بنایہ کا قول لایم الترتیب ہو محمول ہے اور صدر شریعہ کا مکروہ ہونا لازم الترتیب ہونے کی وجہ سے ہو کذا فی الطحطاوی ولو شرع فی نفل او سنۃ الفجر او سنۃ الظہر ثم اقیمت الجماعۃ او صلی بعضہا ثم اقیمت اتمہا خفیفۃ ولا یقطعہا لانہ اذا ضاق الوقت لا یقطع الفرض بالاتفاق فالنفل اولیٰ ولو قطعہا لا یقضیہا کما فی الکافی وغیرہ اور اسیطرح نفل کرہ ہے نماز فرض کی اقامت کیوقت ۔ دلیل اس حدیث کے کہ جب اقامت ہو نماز کی تو سوا فرض کے کوئی نماز نہیں شارح نے کہا اقامت سے مراد اتمام ہو جب امام کی اقامت ہو ھم منہوم کلام شارح یہ ہو کہ مخالف مذہب کی اقامت میں فعل کردہ ہو نہیں خواہ معلوم ہو کہ امام حنفی کے مذہب کی رعایت کرتا ہو یا معلوم نہ ہو اور محاذ الرائق میں یوں کہ جب مراعات معلوم ہو تو اقتدا کردہ نہیں ورنہ نہیں خواہ معلوم ہو کہ امام حنفی ہے کذا فی الطحطاوی ولو اراد ترک التشہد فان خاف ان رکع رکوع الجماعۃ او سجد سجدۃ السہو لم یرفع رأسہ من السجدۃ الاخیرۃ بل یتابع الامام وان خاف ان لم یرفع رأسہ رفع رأسہ ولم یتابعہ ولو اراد ان یقوم الی الخامسۃ

ثلثاھے یا کم یا زیادہ کذا فی الطحطاوی فھذہ ثلث وقتٌ ونکتۃ وقتًا تو یہ چھ اوقات ہوئے یعنی طلوع آفتاب اور استواء اور غروب اور بعد نماز عصر اور قبل نماز فجر اور قبل نماز ظہر یہ آخر وقت مکروہ تک اور آخر وقت فرض کی کیفیت اور مستحب وقت میں اور عصر اور عشاء کی نماز سے پہلے اور آخر وقت کے بعد مسجد میں اور عشاء کے بعد مسجد میں اور تا ہیں جمیع تقدیم کے اوقات میں اور تا ہیں جمیع تاخیر کے مراد الفہیم میں اور مرادالفہیم میں قولان پر زیادہ ہو جاویں فائدہ طلوع اور استواء اور غروب کی کراہت ان اوقات کے نقصان کے سبب سے یعنی عبادت کفار کے اوقات ہیں اور انکی سوا اور اوقات میں وجہ کراہت نقصان وقت نہیں بلکہ اور وجوہ ہیں کذا فی الطحطاوی وکذا تکرہ ۲ الصلٰوۃ علی قارعۃ الطریق الا لعذر کالمکث لانتظار رفقۃ او لصلٰوۃ الجنازۃ او لخوف فوت رفقۃ او لخوف فوت جنازۃ او لخوف فوت جمعۃ او لخوف فوت وقت مکتوبۃ او لخوف فوت سنۃ مؤکدۃ کسنۃ الفجر والظھر والجمعۃ وفی طریق یمر فیہ کل احد او اکثر الناس او فی مزبلۃ او مقبرۃ او مغتسل او حمام او بیت او کنیف او مسلخ او فی اعطان الابل او فی مجزرۃ او فی مواضع النجاسۃ او فی الکنیسۃ او فی بیعۃ او فی بیت فیہ خمر او خنزیر او فی بیت فیہ مجوسی او فی بیت فیہ تصاویر او فی بیت فیہ سراج او فی بیت فیہ نائم او فی بیت فیہ مصحف او فی بیت فیہ حائض او فی بیت فیہ جنب او فی بیت فیہ بخور او فی بیت فیہ بول او فی بیت فیہ فحم او فی بیت فیہ جوز او فی بیت فیہ ماء زمزم او فی بیت فیہ ماء وردٍ او فی بیت فیہ ماء ورد او فی بیت فیہ ماء ورد او فی بیت فیہ ماء ورد

قولہ ولو قام الخ وقید بہ لانہ لو رکع او سجد ساہیا بطلت صلوٰتہ لانہ لا یتصور منہ الا الفساد کما فی الفتح
یعنی اگر امام رکوع یا سجدہ میں سہواً چلا گیا تو نماز فاسد ہو جائیگی اور مراد سے امام اگر اپنی جگہ سے ہٹ جائے تو مقتدی کو بھی ہٹنا ضروری ہے ورنہ مقتدی کی نماز فاسد ہو جائیگی
قولہ ولو قام الخ یعنی اگر امام شافعی کے سفر کرنے میں ضرورت کی وجہ سے ہو جیسے ہمارے زمانہ میں حجاز کے سفر میں امام شافعی کے مقلد کو ضرورت ہوتی ہے کہ وہ امام حنفی کی اقتداء چھوڑ دے اور تنہا نماز پڑھے کیونکہ وہاں کے ڈاکو اور چور ایسے ہیں کہ اگر ان کو معلوم ہو جائے کہ یہ حنفی ہے تو اس کو لوٹ لیتے ہیں اور اس کو قتل کر ڈالتے ہیں اور اگر یہ شافعی ہو تو اس کو کچھ نہیں کہتے اور اس کو چھوڑ دیتے ہیں اور اس کا مال نہیں لیتے اور اس کو قتل نہیں کرتے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ شافعی مذہب والے ان کے نزدیک حنفی مذہب والوں سے بہتر ہیں اور ان کے قریب ہیں اور ان کے ساتھ ملتے جلتے ہیں اور حنفی مذہب والے ان کے نزدیک بہت برے ہیں اور ان سے بہت دور ہیں اور ان کے ساتھ بہت مختلف ہیں اور ان کے مخالف ہیں اور ان کے نزدیک بہت برے

کہ کچھ حدیثیں اسبات پر دال ہیں کہ اذان کا منظم طریق ہجرت شروع ہوئی چنانچہ طبرانی اور دارقطنی اور بزار نے اس مضمون کی حدیثیں روایت کی ہیں
لمرحق بعد ھجرتہ الی المدینۃ ہیں سے کوئی بھی نہیں تبرہجرت جیسے کہ شروع اذان کا مدینہ پاک میں ہوا جیسا کہ مسلم میں مذکور ہے کذا فی الشامی وھل ھو
جبریل ام بلال وقیل سوال اذان کا فرشتہ جبریل تھے یا کوئی اور جواب بعضوں نے کہا جبریل تھے اور بعضوں نے کہا خبر جبریل علیہ السلام وسبعۃ
بقاع دخول اوقت اور اذان کا سبب بقاع کی رایہ سمجھا کر دیکھ تو کہ اذان داخل ہونا وقت کا اور اسی سے ہے حاوث ہونے سے اذان اور نوکہنی پڑی وہ دخول وقت ہے اور مسنونہ للرجل فی مکان عال
مؤذنا یؤذن کالواحب فی حق الاداء للوقت الخمس اور اذان مردوں کیواسطے اونچے مکان میں سنت مؤکدہ ہے خلاف بیٹھکانے کے لئے سنت
مؤکدہ واجب کی مانند ہے کنگھار پھونے میں اگر کوئی چھوڑ دیوے سو ہم محمد نے کہا کہ اگر اہل شہر ترک اذان پر اتفاق کریں تو انکا قتال حلال ہوا اور ابو یوسف نے
کہا کہ وہ لوگ مانے اور قتل کرنے کے لائق ہیں اور مسنت کفایہ ہے یعنی شہر میں ایک شخص کی اذان کفایت کرتی ہے کذا فی الطحطاوی نرفی وقتہا اوقضا
لا یستفاد الصلوۃ حتی یؤدیہ الی وقت اذان سنت ہے فرائض کے وقت میں اگرچہ فرض قضا ہو اسواسطے کہ اذان نماز کی سنت ہے وقت کی نہیں
کہ مہینوں کی عمر کی ٹھہرے وقت اذان دیجانی سے یعنی تعدد ہم و تاخیر میں اذان نماز کی تابع ہے کذا فی الطحطاوی ولا یسن لغیرھا کعید اذان مسنون
نہیں سوا پنے فرض نمازوں کے اور نمازوں کے لیوا نماز عید کی ھم عید کی نماز خانہ خانہ پڑھنا اور نماز کسوف اور نماز استسقا اور تراویح اور سنن روا تبعیہ
اور وتر پر جیسا امام مظہر کے نزدیک واجب ہے مگر یہ کہ وقت عشا میں اذان دیا گیا ہو تو عشا ہی کی اذان پر اکتفا کیا گیا کذا فی الشامی فیعاد اذان وقع
بعضہ قبلہ کاقامۃ علی الاقامۃ فی الاصح تو دوسری بار اذان کہی جاوے گی جیسے کلمات اذان کے فرض ہوتے سو پہلے واقع ہوئے ہوئے ہوں
اقامت کی مانند برخلاف ابو یوسف کے فجر میں یعنی اونکے نزدیک اگر وہی رات کے بعد فجر کی اذان درست ہو ھم اقامت اگر قبل وقت ہو تو اسکا اعادہ
نا فی الفتاح ھو اور اگر اما م حاضر سوا اقامت کے بعد ساعت بہر بیٹھے اور اگر مسجد فجر کی سنت پڑھی تو اقامت کو دوسری بار کہنا واجب نہیں تو سر بیکا معلوم
ہوگیا کہ اگر اذان سنت کے بعد نے الفور نماز شروع تو اقامت باطل ہوگی کذا فی الطحطاوی عن الحلبی ویکبر فی اذانہ وھی اثنتا عشرۃ کلمۃ
اذان سنت سو چار بار تکبیر مثلہ اللہ اکبر کہنے کے ساتھ شروع ہو اذان میں اور ابو یوسف سو ایک دو بار تکبیر ہے ھم پھر اذان میں چار
بار اللہ اکبر کہے ہر طرح کہ ایک آواز میں دو بار اور دوسری آواز میں بھی دو بار اللہ اکبر کہے یعنی چار بار آواز دیوے سو چار دن تکبیر کو علیحدہ علیحدہ ہم کہ
کذا فی الطحطاوی ویقف بعضہ راللہ اکبر و الثانی یقولہ ویقولہ اکبر کہ سو کو ذرا ٹھہر کے ساتھ کہو اور عوام لوگ اوسکو پیش دیتے ہیں کذا فی ردہ ھم مضمر ہیں
ہے کہ سوزن کو احتیاج ہی چاہیو اگر کسی کو ضد یعنی پیش دیو چاہے جزم دیو اور اگر آسائش زندگی میں اللہ اکبر چہار بار کہو تو ہم ذات مرفوع ہے ہر بار اور
اکبر کو لفظ تحویلی بار کی سوا چاہے پیش کے ساتھ کہو چاہے جزم کے ساتھ کذا فی الطحطاوی عن ابی السعود ولکن فی الطلبۃ معتمد علیہ السلام
الاذان جزم ای مقطوع الھمزۃ فالامر لہ ان یقول اللہ لانہ استفہام واللہ اعلم لیکن شیخ علیہ الصلوۃ والسلام کے قول الاذان
جزم کا صیغہ طالب کے اذان مقطوع الہمزہ ہے لفظ میں الف کو کشش نہیں تو اسکو الف کو بڑا کرنے کے کرو یہ نہیں ہے کہ کیا الف
بڑا ہے اور بون کہنا شرعاً غلط ہے ھم جبکہ بیشتر عاً غلط ہو اور اطراد اذان مکروہ ہو اور اگر استفہام کا ارادہ کرے گا تو کافر ہو گا کذا فی الطحطاوی
وشامی میں ہو کہ سیدی مسواب صدیث کا دال ہو چکا ہے کہ جسکو صدیث ثابت نہیں بلکہ ابراہیم نخعی کا قول ہے او مقطوع حرکۃ الاخیر بان
یقف بالراء فالمعنی تعالوا ای الصلوۃ فیہ من الباب السادس والثانی یقولہ صدیث مذکور کا یہ مطلب کہ آخری حرکت مقطوع ہو ذرف
سو کہنے پر کرو نہ وقف عرب میں غلطی ہوتی ہے چنانچہ تعالوا ای صلوۃ فیہ کے چھٹے باب میں ہے یعنی اذان میں حی علی الصلوۃ کے آخر حرف پر وقف کرے
کہ اسکے معنی ہیں اللہ اکبر جو اذان میں ہیں ان معنی میں اور نہیں ہے اور یا کچھ ان میں اکبر کی رے کو یا ساکن اور اگر چاہے تو مفتوح کے ساتھ اگر
کہو اور اگر پیش سو ملا دیگا تو خلاف سنت ہو گا کذا فی الطحطاوی والشامی انتہا و لا یترجیع فانہ مکروہ تحریما اور اذان میں ترجیع نہیں اسکو

ترجمہ مکروہ ہے کذا فی القنیۃ ۱۲ ترجمہ یہ ہو کہ شہادتین یعنی اشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد ان محمدا رسول اللہ کہنا اور ابن محمد رسول اللہ کہنا پہلے آیا ہے کہ یہ ہر جماعت ان کلمات کو زور سے کہنا شافعی مذہب میں سنت ہوا ہے جاری ہے اور مکروہ کہنا حنفی مذہب میں کذا فی الحلبی اور ابی محمد زور سے کہنا اذان میں ترجمہ حدیث میں مذکور ہوا ہے اسباب پر محمول ہوگا بطریق تعلیم کے تھا کیونکہ یہ کلمات روایات متفق ہیں اس پر کہ بلال اذان میں ترجمہ نکرتے تھا اور اسی سے طبرانی میں ابی محمد کی اذان میں بھی ترجمہ نہیں تو معہ ترجمہ بھی ثابت ہوا اور یہ ہر گز ایسا نہیں ہے کہ اذان اعلام کے لیے مشروع ہوا اور آہستہ کہنے سے اعلام نہیں ہوتا کذا فی الشامی **ولکن یقول بقدر کلماتہ فانہ یحصل اعلامہ ومناجاتہ کالتشہد** یعنی ترجمہ نہیں یعنی اور رکنی جو اذان کے کلمات متفرقہ ہیں کہ اسکا کہنا اور سننا مثل ان ہیں جیسے اذان کا سننا حال نہیں ہم نہیں یہ ہے کہ حروف کے ادا میں اور انکی حرکات اور سکنات میں کسی شی واقع ہو جانا جو گانے میں ایسا ہوتا ہو خطا و اعراض کا بھی لحن یوں تو ہے ولا یقتصر اور اہ خوش آوازی پر تغیر کرنے کلمات اور حرکات اور سکنات کے خوب ہو اذان اور قرآن میں ہم یعنی تغنی یا تغیر خوب ہو اسی واسطے کہ تحسین مشروع ہے اور تحسین صوت کو تغیر لازم نہیں کذا فی البحر **وقیل لا بأس بہ فی الحیعلتین** اور قول ضعیف یہ ہے کہ پر ڈر نہیں تغنی **علی الصلوٰۃ** اور حی علی الفلاح کہنے میں ہم قائل ہیں اس قول کو صلاحی نے اور یہ ہے جان کی کہ یہ دو کلمات ذکر نہیں اور نفلا باس ہے بسوئے اشارہ رہا استطرد کرنا اور یہ ہے کہ انہیں بھی لحن نکرے کذا فی الشامی **وترسل لیس بسنۃ بین کل کلمتین وکرارہ وتدبر اعادۃ** اور سنت ہے اذان کو ٹھہر ٹھہر کے ادا کرے سکوت کرے وہ دو کلمہ کے درمیان میں اور ترسل یعنی سکتہ کرنا کہ ہر ہے اور اسکے تکرار کی ہے اور اعادہ اذان کا پھر کہنا مستحب ہے کذا فی الصغری **وسن الغیر بہ ولکتف بہ ولکذا اقامۃ مطلقا وقیل ان الحق تشمیعا یغنا فلا اذا لیس بہ والصلاۃ بصلاۃ وقلا** اور اذان میں مثنیٰ بھیجنے والے اور بانین حی علی الصلوٰۃ اور علی الفلاح کہنے کے ساتھ اور سیطرح اقامت میں التفات کرے ہر حال میں بیٹھی جگہ میں وہ سنت ہوا ہے اور بعضوں نے کہا کہ اگر جماعت کا امکان نہ کرے ہو تو التفات کرے حالت نطق دا ہنے اور بائیں سے تاکہ پشت واقع نہ ہو قبلہ کی طرف اور **قیل ولو لمؤذنۃ لا لمؤذنۃ** اور کہا گیا ہے کہ عورت کو اذان ملفقا نہ کہنا چاہیے اور نہ ترک کرے اگر ہم سوا دن نہ ہو سنے کی وقت اذان کہنا ہو سو ہم کو ترک اقامت اذان کی سنت ہے ہر طرح **ویستحب علی المنارۃ ومتسعۃ وقیل ہو اسکنہ منہا** اور ہے مستحب یہ کہ مؤذن ہو منارہ پر اور ہو منارہ کشادہ اور ہو جانا سرا سکے طاقچہ پر کنارے پر تاکہ لوگوں کی خبر دار کرے کہ ہم حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت منارہ یا اذان کے لیے نہ تھا حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے گھر پر اذان کہا کرتے تھے کہ اور سمرہ رضی اللہ عنہ کے حکم سے منارہ بنایا گیا **وقولہ لمدۃ بلال حاذان الفجر الصلوٰۃ خیر من النوم مرتین** اور ہے قول مؤذن کا وقت فجر کے **بلال** یعنی نماز بہتر ہے نیند سے دو بار کہے اذان فجر کی ہی کے لیے الفلاح کی **وقیل قبل الفجر** یعنی نماز بہتر ہے نیند سے سو اسکے سوا ہم نیند کا وقت ہی **بلال** **وقیل ہذا بذا** **وقولہ حسن** اور ہے قول مؤذن کا حسن ہونا **بلا** **وقیل** **ہو** **حسن** اور بعضوں نے کہا ہے دونوں

کہنے والا اپنی دونوں انگلیاں کانوں میں رکھے اور اسکو اقامت کی آواز نہ سنی ہو اسکو اذان کی آواز سنی ہے اور یہ بھی ہے اور اقامت کہنے میں جلدی کرو یعنی میں الکلمتین سکتہ کرو شارح نے کہا کہ محمد رحمہ اللہ والی یعنی ٹھیرو ہم نے یعنی سرعت کرو فلیہ قل الراجح فی الاقامۃ اگر اقامت محدث ہو ہم کہے اذان کی مانند تو اسکا اعادہ نہ کرو ہم پر جلد جلد کہنے کی وجہ سے ترقل نہیں ہم لیکن اگر اذان کو جلد جلد کہنے کی طرح کہیگا تو اسکا اعادہ کرنا مستحب ہے کیونکہ اذان میں ترسل مشروع ہے چونکہ جب کہ روزانہ پنجگانہ میں تکرار شریعت میں ثابت نہیں ویزید قد قامت الصلوٰۃ قد قامت الصلوٰۃ مرتین مرتین اور اقامت کے حی الفلاح کے بعد دو بار کہو یہ روایت ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے ہے وھو المذھب الصحیح ہم اور یہ قول شافعی رحمہ اللہ کا ہے ایک کہو ہے ویستقبل غیر القبلۃ لقیامہ اور سوار کے سوا اور مشغول اذان اور اقامت میں قبلہ رخ ہو جائے ہم جماعت کیواسطے سوار کو اذان کہنے کے حال میں سوار کرنا نہیں اور اقامت درست ہے اور استقبال قبلہ شرط نہیں وکرہ ترکہ بہا اور ترک استقبال قبلہ کو مکروہ سمجھتے ہیں ہم صاحب ہدایہ نے استقبال قبلہ کو جس کیواسطے کہا ہے اسکے تارک کو مکروہ کہنا صحیح ہے اور تعبیر بھی ہوگا ذاتی الصلوٰۃ کے ولو نوی قوماً فمروا ان اذا اقامۃ فقط اگر اذان اور اقامت میں سے ایک کو ترک کرے یعنی اوسمیں لفظ کا اوسکو بھی ان اعادہ کرے مشائخ حی علی الفلاح کو حی علی الصلوٰۃ سے پہلے کہنا بقاعدہ صرف انہیں دو لفظوں کا صحیح طور پر کرنا ہم تمام اذان کا اعادہ ضرور نہیں ولا یعید فیما اصلا ولو ترک سلاماً اور اذان اور اقامت میں اصلا کلام نہ کرے اگر چہ وہ کلام جواب سلام کا ہم یعنی سلام کا جواب نہ دیوے اجنبی اذان اور اقامت کے بعد یعنی قول صحیح ہے اور کبھی بار بھی کلام میں داخل ہو مگر تحسین صوت کیواسطے بھی جائز ہے لذاتی الصفات کذا فی البحر ویکرہ تسلیمہ اگر اذان اور اقامت میں بولا تو پھر سر سے شروع کرے ویستحب بین الاذان والاقامۃ فی الکل بالکل بمقدار قعدۃ اور سنتوں اذان اور اقامت میں بڑا فاصلہ نہ کرے یعنی اتنا فاصلہ کہ جماعت کو مغرب میں ثواب نہ ملے ہم یعنی اتنا فاصلہ نہ کرے کہ جماعت کو ثواب نہ ملے اور یہ بھی ہے وجلسۃ خفیفۃ بین الاذان والاقامۃ فی المغرب ہم مغرب میں اذان اور اقامت میں جلسہ خفیفہ کرے یعنی اتنا فاصلہ کرے کہ جماعت کو ثواب نہ ملے اور یہ بھی ہے ولا یفصل بینھما بغیر سنۃ المغرب ہم مغرب میں اذان اور اقامت کے درمیان سنت مغرب کے سوا اور کچھ نہ پڑھے ہم یعنی اتنا فاصلہ کرے کہ جماعت کو ثواب نہ ملے اور یہ بھی ہے ولا یتکلم بینھما بشیء ہم اذان اور اقامت کے درمیان کچھ نہ بولے ہم یعنی اتنا فاصلہ کرے کہ جماعت کو ثواب نہ ملے اور یہ بھی ہے ولا بین الاقامۃ والصلوٰۃ ہم اقامت اور نماز

سے بسکا اعادہ کیا وقت میں پھر کہنا چاہئے اور اگر دو مجلسوں میں فصل ہو تو دونوں کا اعادہ کرے اور اگر ایک مجلس میں ہو اور کچھ مجلس میں فصل ہو تو مجلس میں اذان و اقامت کہہ لینا فی الشامی اور باقی میں اذان کہنا جس سے اذان و اقامت کے سب خازون قضا میں اسواسطے کہ جنگ خندق میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے چار نمازون کی قضا میں اذان اور اقامت کا حکم کیا کذا فی الصحاح ولا یسن ذلک فی قضاء الا فی قضاء الفائتۃ للنساء اداء و قضاء فی جماعۃ بکیفیۃ صبیانی وعبیدہ اور جیسے بیانی اذان و اقامت مسنون نہیں اُس نماز میں جسکو عورتین پڑھتی ہین اور اذان و اقامت سنت نہین ہمکو اور نمازون کی جماعت میں اذان اور اقامت مسنون نہین ہم اگر شارع جماعۃ کو جماعت کے واسطے مشروع نہ کہتا تو نہ ہم تعالی اسکی کہ عورتون کی جماعت مشروع نہین رہی کہ اذانی الشامی و لا یسن الا فی الفجر الظہر یوم الجمعۃ فی مصر اسی طرح اذان اور اقامت سنت نہین ہمکو دن نکلے کی نماز کہ اسواسطے شہر مین ہم اسواسطے کہ نہین شہر مین جماعت مخالفت بسکا اور شہر کی نسبت معلوم ہوا کہ گانو نہین اذان نہین کہ رونق کم ہوتی ہے ہم اور نماز کہ قضا کرتا ہے مسافر ہے ہم اسواسطے کہ وقت کی اذان سونا کانا چاہیے کرتا کہا ہے تو کہنا کہ کوئی نہ کہے کہ کذا فی البزازیۃ ہم جمعہ جماعت مین ظاہر ہے مسافر مقیم مین اسواسطے کہ منفرد اذان آہستہ کہتا ہوگا تفصیل مسئلہ کی معلوم ہوئی کہ جو نماز کہ قضا کی جاتی ہے اگر منفرد ہے خواہ جماعت مین ہو یا اکیلے و یجوز الاکتفاء اذان علی فوائت و یکرہ اور بلا کراہت جائز ہے اذان منفرد پر اسی طرح مسجد مین نماز نفل اور غلام کی کم کراہت ہے مراد کراہت تحریمی ہے ورنہ کراہت تنزیہی فوائت جسے کہ جو اوراق مین علاحدہ منقول ہوئی ہے تو اگلی اذان مین ترک اولی ہوگا کذا فی الشامی و لا یطلق الا بالاذن کا جیر خاص اور مسافر کو اذان جماعت کی حاجت نہین مگر سوائے کے اذان سے خاص مرد و رکی نائب ملکہ اسکو بھی اذان سنتا ہے مگر یہ کہ نزدیک مراجات اور تو نہ سنے سوائے اسکے یا لازم آوے گا اور سب سے مزدور خاص کی فوائت کا پڑھنا درست نہین و تجزی واحدۃ لہ اور جب مزدور نے اذان اندھیرے مین اور اعادہ دن کے واسطے کیا تو ہوا تو ہوا فی الشامی اور اگر اذان مؤذن نے بیوقت کہی ہو تو اعادہ نہین و تجزی واحدۃ من اذان الوقت و الاعادۃ و لو غیر محتسب علی الاصح اور اذان کہنے والا مؤذن نہ ہو تو اب کا مستحق نہین ہوا مگر جبکہ وہ اذان کے طریقہ مسنونہ کو جانتا ہو اور نماز کے اوقات کو پہچانتا ہو اگرچہ غیر محتسب ہو کذا فی البحر یعنی اگرچہ بیت خواب نہ کہتا ہو بلکہ بعبرت کہا کرتا ہو اذان کہنا محتسبی نے کیا ہو غیر محتسب نہین کرنے کے لائق نہین اسواسطے کہ صاحب ہوے بسکو بطریق احتساب کے بیان کیا جو دکہ اذان جنب و اقامۃ و اقامۃ امۃ محدث و اقامۃ علی المذہب اور کروہ ہے اذان نمازی کی حاجت والے کی اور اسکی اقامت اور ہو عورت کی اذان نماز نہ محدث کی نہ جنب درست ہے ہم کہ مسجد مراد نماز ہے اور وہ کراہت جب کی اذان کی جبکہ جماعت وہ لوگون کہ نماز کے لئے آتا ہے اور خود اسکی جاہت نہیں کرتا کذا فی الشامی و اذان اھا و خصی و فاسق و نوبی اما کانت اذانی یا اما مؤ اذان صح جہل بفسقہ اور کروہ ہے اذان عورت اور خصی کی اگرچہ وہ فاسق کی اگرچہ وہ فاسق عالم ہو لیکن امامت اور اذان مین فاسق عالم اولی ہے جاہل پرہیزگار سے یعنی جہان سوا ہوا اور سر فاسق کے دوسرا عالم نہ ہو کذا فی حاشیۃ الحلبی و مسکرک و نوبی بیمک اور اذان کروہ ہے بنابر اُس کی کہ مسجد ہے ست سوگیا ہو یا نہ ہو خراسانی اوراق مین کہ یستحق و یجب الاستقبال مسجد و مشرق شہر اور منبر قبر عالمی کی اذان کہ مکروہ ہے و فاعل اذان کروہ ہو گر سوا رہو کی اذان کروہ نہین و یعاد اذان جنب لا قلیل و صوابہ اور پھر کہی جاوے اذان جنب کی استحباب کی واسطے اور فقہا نے کہا کہ وجوب کی واسطے لا اذا صلت من غیر تکرار فی الجمعۃ دون تکرار دوبارہ نہ کہی جاوے اقامت جنب کی جب شروع ہوئے مکرار اذان سے بعد میر اور نہ مشروع ہونے اقامت کی مکرار کے یعنی جمعہ کی اذان مکرر ہونے سے معلوم ہوا کہ عقب سے مکرار اذان درست ہے و کذا

بخلاف المصنف وقرأه فی شرحہ فی المحیط وغیرہ بالتاء علی الاول لا یترک السلام ولا یقیم بل یوطن نفسہ لیجیب ولا یشتغل بغیر الاجابۃ اور جیسا کہ اجابت بالقدم کو ذکر کیا متفرع اور مستخرج ہے مطلق کے قول پر اور ظاہر قول صاحب ہدایہ کا یہی ہے اجابت کا زبان سے جیسا کہ ظاہر اسکے جو اس حدیث میں ہے کہ جب تم مؤذن کی آواز سنو تو کہو مثل اس قول کے جو مؤذن کہتا ہے پھر جو سنو کہو اشہد ان لا الہ الا اللہ میں اور ثابت کیا اسکو مصنف نے اپنی شرح میں اور زبان سے جواب دینے کو فرمی کہا ہے تم الفاتح میں محیط وغیرہ سے نقل کر کے اسطرح کہ اول قول پر یعنی وجوب اجابت زبانی پر اذان کا سامع سلام کا جواب نہ دے اور نہ قرآن پڑھے بلکہ قرأت کو قطع کر دے اور اذان کا جواب کہے اور مشغول نہ ہو کسی عمل میں بجز اجابت کے قال ویبنغی ان لا یجیب بلسانہ تفاقا بان یمشی للخطیب ان یجیب بقدمہ اتفاقا اذا الاذان الا یجب الحضور بہ بالنص یعنی صاحب ہدایہ نے کہا اور چاہیے کہ زبان سے جواب نہ دے اتفاق فقہا جیسے خطیب کے سامنے کی اذان میں جمعہ کے دن اور یہ کہ اجابت بالقدم کرے بالاتفاق فقہا دن اور جمعہ کی پہلی اذان میں بسبب واجب ہونے سعی کے نص قرآنی سے ہم عدم اجابت لسانی کی یہ وجہ ہے کہ جب خطیب منبر پر چڑھے تو امام کے خود بخود مطلقاً کلام کرنا مکروہ ہے لیکن باب الجمعہ میں آنیوالا کہ صحیح قول جمعہ ہو کر امام کے منزدیک ذکر جائز ہیں خطبہ شروع ہونے سے پہلے تو اب کون مانع ہے اجابت کا کہ زمانے الخطاوی وفی الدرالمختار تمام یجیب اذان مسجدہ او فناء خانہ میں ہو کر جواب نہ دے گر اپنی مسجد کے اذان کا ہم یعنی جو قدم مسجد چلکر اپنی مسجد کو مخصوص سے بعد متفرع ہے علاوہ کے قول پر جنانچہ شارح نے اوپر پہلے اشارہ کر دیا کما فی الطحطاوی وصل علی الثانی عشر مرۃ فی ان من جہان ماذن یجیب علی الجابۃ اذان مسجدہ بالفعل اور زیر المدین سوال ہوا کہ جس شخص نے اپنے گھر میں اذان سنی کسی طرفوں سے اکیسر کیا وہ جب کہ اکیسر اپنی مسجد کی اذان کی اجابت عملی یعنی قدم سے چلکر دے تو ہو یجیب الاقامۃ ایضا اما کالاذان و یقول عند قد قامت الصلوٰۃ اقامہا اللہ وادامہا اور جواب لسانی دے یا نہ دے اقامت کا جواب کہی نہ کہی کما فی الخانیہ کہ اقامت کا جواب نہ کہے اور اسی قول کا یہ لیں کیا ہے شمنی شارح منیہ نے ہم بہ نفی اجماع سابق کی محمول ہیں کہ یہ نفی نفی وجوب پر محمول ہو اور الفقہاء اجماع سے جواب دینا ہر سہ فروع مسائل ملحقہ شارح علی السنۃ بعد الاقامۃ ان حضر الامام رجاء ان یصلی بالقوم سنۃ ثم اذن ثم اقام کے بعد اذان اور اقامت کے بعد اقامت کا اعادہ نہ کرے کذا فی الزیلعی ویبنغی ان طال الفصل او وجد ما افسدہ فاطفا کالاکل والا فلا اور اگر بعد اقامت کے مسجد سے نکل گیا قصداً یا سہواً یا جاہل ہو یا ناواقف ہو جبکہ اس نے اذان اور اقامت کو نہ سنا ہو اور نہ جماعت کا ارادہ کیا ہو تو اقامت کہی جائیگی اور اگر ان میں سے کوئی بات نہ ہو تو اقامت نہ کہی جائیگی کما فی الخانیہ اور اگر اقامت اور نماز میں مدت زیادہ ہو جاوے یا جاوے اور عمل کثیر جو قواطع اور ناقل کے جیسا ہو کہ اسکی وجہ سے گمان ہو کہ اب کوئی نماز نہ پڑھیگا تو اقامت کہی جاویگی کما فی الخانیہ وفی الدرالمختار اقیمت ان دخل المسجد والا فی منزلہ ان لم یخف فوت الجماعۃ والا فی مصلاہ ان شخص مسجد میں داخل ہوا اسمعال میں کہ مؤذن اقامت کہہ چکا ہو تو اقامت کہی جاوے اپنے گھر میں اگر فوت جماعت کا خوف نہ ہو ورنہ مسجد میں یا نماز کی جگہ میں اگر فوت جماعت کا خوف نہ ہو ورنہ اپنے گھر میں اور اگر امام کے گھر کے برابر ہونے تک اپنی جائے نماز پر تشریف نہ لائے تو اختیار ہے اور اگر مؤذن نے اقامت کہہ دی ہو تو امام کا انتظار کیا جاوے جبتک کہ وہ نظر نہ آوے اور نماز کا وقت فارغ ہونے تک اگر وقت کو سمجھے اور تشریف لاوے اور اگر وقت تنگ ہو تو انتظار نہ چاہیے اگرچہ تشریف لاوے مگر یکہ لان لمؤذن فی مسجدین مؤذن کر سکتا ہے دو مسجدوں میں ہم بہ کہ اذان کہنا دو مسجد و نمیں ہم بہ کہ اذان اور سرفت ہو جبکہ مؤذن پہلے مسجد میں نماز پڑھ چکا ہو کذا فی البحر ولا یعاد الاذان والاقامۃ لصلوٰۃ فی المسجد مطلقاً اذان اور اقامت کا باعتبار مسجد کے جانیوالے کے اسطرح پر جماعت یعنی خواہ عادل ہو یا غیر عادل اگر چہ لوگ مکروہ سمجھ کر اذان دی ہو وکذا الامامۃ فی الاصح اور اسطرح مسجد کے جانیوالے کو امامت کا اختیار ہے اگر عادل ہو یعنی خاص نہ ہو اگر فاسق ہو تو الامام ہو الاحق بالامامۃ ہم امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی کیونکہ اسکے نزدیک اذان فی الطحطاوی وفی الدرالمختار ہو اذان علیہ الصلوٰۃ والسلام اذن فی سفر بنصبہ فاقام وصلی الظہر وقد حققناہ فی الحواشی اور ضیاء رمضہ میں ہے کہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سفر میں نبات مقدس اذان اور اقامت کہی اور ظہر کی نماز پڑھی اور البتہ ہم نے اسکو محقق بیان کیا ہے حواشی الامراء میں ہم سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے اذان کہی جبکہ

آپ سوار تھے کوئے اعلان کرنے والے نے اعلان کیا اور آپ کا اذان کہنا مدینہ میں فرندی کی صریح میں ہر دی گواہ اور ہوئے اور اسپر تین کیا ہے کہ

باب شروط الصلوٰۃ

باب شروط الصلوٰۃ

ماں خلاف غیرہ تابعین نے ایں کیا ہے کہ ذاتی الشاعی **باب شروط الصلوٰۃ** یہ باب ہو نماز کی شرطوں کے بیان میں

ہم شرطوں میں قسم ہے شرط تھا جیسے کہ بطہارت بدن کپڑے اور جگہ کے اسلام اور ستر وغیرہ جس عبارت نماز کیواسطے اور شرط ہیں جیسے کہ ہر میں جانا زید ہو کہ جس کے

طلاق مشروط ہو کہ ذاتی ایسے تو میان شروط شرعیہ مراد ہیں نہ عقلیہ اور جعلیہ اور شروط شرعیہ سے وہ شروط مقصود ہیں جو صحت نماز کی شرط ہیں

نماز کے واجب ہونیکی نہ جو شرائط وجوب ایک تکلیف ہو یعنی مسلمان ہونا اور عاقل بالغ ہونا اور ان میں سے جملہ وقت بھی قسم ہے

الواجع مشروطین میں قسم ہیں **شرطاً انعقاد** ایک قسم شرطے انعقاد کی ہے جسکا وجود ضرور ہے انعقاد نماز میں جیسے

موجود ہو کر آسمان تک سر پر ہو یا نہ ہو کذا فی الحلبی **کینیۃ وشرعۃ وقت وصلاۃ** جیسے نیت اور تکبیر تحریمہ اور وقت کا ہونا جیسے کہ ظہر

ترجمہ اس مرد سے کہ اول ہوگئے نماز کا وجود ہو گا اس نیت تو اگر نماز تک وجود رہ سکتی ہو اور خطبہ ایسا نہیں **وشرط دوام**

کالطہارۃ وستر عورۃ واستقبال قبلۃ اور دوسری قسم شرطے ہے دوام نماز کی جیسے طہارت اور ستر عورت اور استقبال قبلہ ہم شرط دوام ہے

جسکا وجود ضرور ہے دوام میں نماز کے اور ایسے تینوں شرطوں میں ایک دوسرے میں متداخل ہیں کیونکہ انہیں عموم و خصوص مطلق ہے شرط دوام خاص ہوا اور ہر شرط

ہونا ہی استمرار کے طور پر اور ایسے تینوں شرطوں میں ایک دوسرے میں متداخل ہیں کیونکہ انہیں عموم و خصوص مطلق ہے شرط دوام خاص ہوا اور ہر شرط

انعقاد اور بقا عام مثلاً طہارت جو شرط دوام کے گزا شتہ اور نماز میں اسکا وجود کا لحاظ کریں تو شرط انعقاد وجود جانیگی اور اگر حالت بقا میں اسکا

وجود کو شروط کہیں تو شرط بقا ہوگی اور دوسرے آوقت صبح کے اور وقت نماز کے الوہ شرط انعقاد ہم کہ نہ اسکا وجود دوام ہو اور نہ بقا اور نہ

شرط بقا کی مثال قرات ہم کہ اثنا نماز میں حادث ہو کر اتنا تک رہتی ہو گو وجود حکمی ہو جیسے مقتدی کی قرات کہ امام کی قرات کو اسکی قرات

سے کذا فی الشامی **تصرت فانہ کن فی نفسہ مستمر فی غیرہ لا یوجد فی کل الارکان لقدیرا** اسواسطے کہ قرات بذات خود تو رکن نہ

اور اپنے غیر کے حق میں شرط ہو جیسے کہ جانے قرات کے تمام ارکان میں تقدیر اینی اگر یہ سلسلہ کان میں قرات ضمنی موجود نہیں لیکن گویا کہ موجود ہے

ہم رکن اسکو کہتے ہیں جو ماہیت میں داخل ہو اور شرط وہ جو ماہیت سے خارج ہو اور مجموعہ دونوں ایکدوسرے کے مخالف ہیں گو کہ رکن اور شرط کا

ہونا ہم ایک اصلی جو کبھی ساقط نہیں ہوتا اور سرا زائد جو کبھی ساقط بھی ہو جاتا ہے جیسے قرات کہ مقتدی سے ساقط ہو جاتی ہو اس لحاظ سے ایک

حالت میں اسکو رکن کہا اور دوسری میں شرط سے تعبیر کیا کذا فی الشامی **تعبیرنا ولا فرق فی ذلک الاختلاف الاعتباری** اور اسواسطے کہ وجود قرات کا سب

ارکان میں ضروری ہو انہی معنی کا خلیفہ کرنا نماز میں گو یہ شبہ اخیر ہو جائز معنی **قولہ العلامۃ** پہر معلوم کرنا چاہیئے

کہ شرط اور رکن اول اسکو کہتے ہیں علامت لازم کو کہتے ہیں یعنی جو نشانی کہ ایک ہی چیز میں پائی جاوے دوسری چیز میں نہ ہو معنی **علما یوقف**

علیہ ایتفع ولا یدخل فیہ اور اصطلاح شرع میں شرط اسکے جسکے ہونے سے چیز کا ہونا ہو اور نہ اس چیز میں داخل نہ ہو یعنی اسکا خارج ہو اور ایسی

ہم کسی چیز کا متعلق اگر اسکی ماہیت میں داخل ہو تو رکن کہلاتا ہے جیسے رکوع نماز کے اندر اور اگر خارج ہو تو وہ حال سے خالی نہیں یا چیز پر موقوف

ہو گا یا نہ ہو گا اگر موقوف ہے تو اور اسکو علت کہتے ہیں جیسے قتل قتل کے لئے اگر موقوف نہیں تو پہر چیز کہ **قولہ الجلد** پہر صحیح ہے یا نہیں گو ہے تو

اوسکو سبب کہتے ہیں جیسے وقت ہوا اور اگر موقوف ہیں تو چیز اوسپر موقوف ہو گی یا نہیں گی اگر موقوف ہو گی تو اوسکو شرط کہتے ہیں جیسے وضو نماز کے

حق میں اور اگر چیز اوسپر موقوف بھی نہیں تو اوسکو علامت بولتے ہیں تو شارح کی تعریف سے رکن اور علامت نکل گئی گر سبب اور علت شرط میں داخل

یعاد اذان امرأۃ وخنثی ومعتوہ وسکران وسمع بعض الاقامۃ لا اقامۃ صبی ولحن بسیط ومتفرد بسطوح اعادہ کما جاء عورت اور خواجہ اور بدہوش اور مست اور صغیر غیر عاقل کی اذان کا اور کی اقامت کا بدلیل گذشتہ یعنی تکرار اذان شرعًا ثابت ہے تکرار اقامت نہیں ثابت لہٰذا یہ لوگ اذان دوبارہ کہیں اور اقامت نہ کہیں ویستحب استئناف لمسبوق مؤذن وغیرہ وحصر وکفیف ونحو اعمی ولو مع وجود بصیر خلافا لہما اور جب بے شرع مسبوق کا اذان اور اقامت کا بسبب مرجانے مؤذن کے اذان کہنے میں اور مر جانے مقیم کے اقامت کہنے میں اور بسبب اندھا ہونے اور کسی کے خبر دینے کا محتاج ہونے اور نہ سمجھنے اور نہ سمجھانے ہونے کے اور غلا کہہ دینا ان لوگوں کو جنہیں اذان کا طریقہ نہ معلوم ہو یعنی اذان شروع کرنے سے پہلے یا بیچ میں صورت ان میں ایسا ان لوگوں کو بتا دینا واجب ہے یعنی کہنا کہ اذان شروع کرنے سے پہلے یا بیچ میں صورت ان میں ایسا ان لوگوں کو بتا دینا واجب ہے یعنی کہنا کہ اذان شروع کرنے سے پہلے یا بیچ میں مؤذن

اور پاداور ساسع کسی خلیہ کا امرتہ جواب دے ملاوے اور جنازہ ہیں اور صحت کرنے ہیں اور باغانہ ہیں اور علم کھانے اور علم کے سیکھنے کا
برخلاف قرآن کے یعنی اگر قرآن پڑھا ہو تو مرفوعن کرے کہ اذان کا جواب کیونکر دیوے لیکن بلسانہ کمقالہ ان
ہمارا جواب ہے واضح ہو کہ کہنا اپنی زبان سے مؤذن کے کلام کی مانند بستر بلکہ مؤذن کے سنتے وقت اذان کے سننے مستحب ہے اور جو طلبہ حدیث کے ہر
لئے نفیر کلمات متوہم اذان ہیں یعنی منہم الالفاظ ہم حروف کے ہیں اور اصوات ہیں پس اگر کہتے ہیں حروف اور حرکات کو پڑھا کرتا
اور حرام ہے اس اذان کا جواب دینا تو کہتا ہے کنانے المطلوب فی الصلوٰۃ کما قال اذا قرأ فانصتوا اور اگر اذان کہہ تو نہ سنے تو بھی اذان کا جواب نہ دیوے
کی اور اس پر اور مقام کی کنانی اعلمی بان المراد بالقرآن ہو اعم من الکلام والصوت فیشمل صوت المؤذن والمکبر کما یشمل الخطاب من الخطیب
الوقوۃ الا بالسنۃ کہو وفی التصلوٰۃ خیر مما فی النوم فیقول صدقت وبررت ہمارا جواب ہے نہ ہیں النوم میں کہو صدقت و برزت یعنی تو صادق اور نیکوکار
ہے اس کہنے میں کونسا بدعت ہے پہنچا ہے اور یستحب ان یقول مثل ما یسمع حتی الحیعلتین فانہ یقول لا حول ولا قوۃ الا باللہ
اور یکرہ لہ ان یشتغل بما یشغلہ عن سماع الاذان کی کراہت ہونے تک یا شیخ جامی و لو لم یسمع لبعد او صمم او کان فی بلد کبیر لا یسمع اذان
اور اگر سماع سے مؤذن کا جواب دینا بیان تک کہ وہ اذان سے فارغ ہو اسکا حکم ہیں نے نہیں دیکھا کتاب ہیں اور مناسب یہ ہو کہ اسکا ذکر کرے
اگر فصل تھوڑا ہو لیکن اگر بہت عرصہ گذر گیا ہو کہ بحث صاحب بحر کی ہو اور ہیں نے کہا ہو کہ جواب دینا ساقط ہو جاتا ہے مؤذن سے بوجہ کلمات جواب کے کہ ہیں کہ ہر کہ
تمام ہونے پر اسکا جواب کہو کہ یہ حدیث عمر بن ابی امامہ میں اسکی تصریح موجود ہوا اور آنحضرت سے ظاہرا یہ بھی معلوم ہوتا ہو کہ ساتھ ساتھ جواب دیتا بھی کہتے
ہیں کذا فی الشامی وفی عمدۃ القاری عن ابی امامۃ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذان کی فراغت کے وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کیا علیہ وسلم انا کم و دعا رسیلہ مستحب ہے اسرا سلکہ صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمرو بن عاص سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے رادا
کہ جب تم مؤذن کو سنو تو کہو مثل اُس قول کی جو وہ کہتا ہے پھر پڑھو مجھ پر درود پڑھو اسکو کہ جو مجھ پر درود پڑھتا ہے ایک دفعہ اللہ تعالیٰ اسکے بدلے دس رحمتیں
رحمت کرتا ہے پھر مانگو اللہ سے میرے لئے وسیلہ اگر مانگو کہ وسیلہ اگر جنت ہے جنت میں کہ وہ لائق نہیں مگر ایک بندہ کو میرے اللہ خدا کے بندوں سے اور میں
امید کرتا ہوں کہ وہ بندہ میں ہوں پس جو شخص میرے لئے وسیلہ مانگیگا تو میری شفاعت اسکو لازم ہوگی انتہیٰ یعنی اسکی شفاعت واجب ہوگی اس
سے زیادہ ترتیب اس مناسبت سے کہ ذانی المطلوبی من الجواب وشرعا اور دعا وسیلہ کا طریقہ صحیح مسلم وغیرہ میں جابر سے یوں مروی ہے کہ
نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کہو اذان کو سنکر اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ والصلوٰۃ القائمۃ آت محمدا الوسیلۃ والفضیلۃ والدرجۃ الرفیعۃ وابعثہ مقاما محمودا
الذی وعدتہ تو اسکو وہ اسکو میری شفاعت حلول کریگی یعنی واجب ہوگی کذا فی تبیین الحوال الی جامع الاصول الی ہیثمی نے وعدہ کے بعد لا تخلف المیعاد
اور یا حی یا قیوم زیادہ روایت کیا ہے ابن عمر نے شرح منیہ میں کہا ہے ابن الفضیلہ کے بعد حوالہ حدیث کے ہیں اور تمامی یہ ہوا کہ ہم الراحمین ا
ان دونوں کی کہ ہم اصل نہیں اسمیں بعد وعدہ کے بعد واذا قال فقط شفاعتہ کی زیادتی کا حال ہو کذا فی الشامی ودوکان فی المسجد جاز لہ ان یسعی
علیہ الا جابۃ لو کان خارجا جاز لہ الشروع بالاقامۃ اور اگر اذان کا سننے والا مسجد میں ہو جبکہ اسنے اذان سنی تو اسپر جماعت کا پانا لازم نہیں
اور اگر مسجد کے باہر ہو تو جواب کہے اور اسکی مشی قدم سے ہو بلکہ ولو کان بالسان لا یہ لا یکون مجیبا ومن ابتداء علی الاجابۃ الصلوٰۃ بطلت
بالسانہ کما ھو المختار اور اگر اذان کا جواب دیا زبان سے نہ قدم سے ہو بلکہ تو یہ شخص مجیب نہیں ہوگا اور اس قول کی بنا اسپر ہو کہ اجابت مطلوب
شرع ہیں قدم سے ہو یا زبان سے جو کچھ بھی قول ہو طحاوی کا وعلیہ فقہ من ان لو کان یمر ولو کان یمر متعمدا یکون مجیبا وجب لو اذان مسجد کی
اگر کسی نے تسبیح کی لا الہ الا اجابت بالقلب تو اور بوجہ اسکے قول کے فعل کرنے والا نہیں ہوا ہو کہ ہیں اگر پڑھتا ہوا کہ ہیں اور جواب قدم سے بلکہ اگر کسی
مسجد محلہ کی اذان ہو جاتا ہو گئے مگر وہ گانا خانیہ سے اور اگر مسجد میں اذان پڑھتا ہو تو نہ قطع کرے اسرا سلکہ وہ مجیب ہو گا اور مسجد کے حاضر ہے
کو وھذا المختار کما فی قول الحلوانی ولا اثر لحدیث اذا سمعتم المؤذن فقولوا کما یقول کما لا یخفی فقہ ا

اسلئے چاہتے تھا کہ شرطوں کی تعریف میں اتنا اور زیادہ کہتا کہ وہ امر جو تعریف ہو ولا یُرسل الیہ نہ کی بجائے یہ کہتے کہ جو چیز میں شروع ہو نماز اور اسکی طہارت کے سبب امر ہو اور ان شرطوں کی تعریف میں کہا اور بعضوں نے شرطوں کی یوں تعریف کی ہے کہ شرط وہ ہے جس کے ہونے سے مشروط کا ہونا لازم ہو دوسری اور شرطوں کی جو کہ سب شرطوں کا رجوع ہو ہی ہے سترۃ ظاہرۃ بدنہ ای حسیۃ القول الاعراف فی الحمد دون اللہ لان فلوضط سترہ میں نماز کی جو ہیں پہلی شرط پاک ہونا ہے نمازی کے بدن کا پاک ہونا حدث اکبر ہو جو شامل ہوتے ہاتھ پانوں کے جسد میں بدن میں تو اسکو پاک کرنا چاہیئے ہم چونکہ لغت عرب کی راہ سے ہاتھ پانو بدن داخل نہیں ہم نے بدنکی تفسیر جسد کی نکر کا ہاتھ پانوں کی بھی طہارت ثابت ہو اگرچہ اور دو زبان میں بدن سارے جسم کو کہتے ہیں من حدث بنوعیہ طہارت بدن کی شرط ہے دونوں قسم کے حدث یعنی حکمی نا پاکی سے ہم دو قسم سے مراد حدث اصغر اور حدث اکبر ہیں اول متضی وضو کا ہوا اور دوم موجب غسل اوقد مہ بلا لہ اغلظ اور مصنف نے مقدم کیا حدث یعنی نجاست حکمی کو نجاست حقیقی پر اسلئے کہ وہ غلیظ تر ہے تر ہے نجاست حقیقی سے ہم یعنی اسواسطے کہ نجاست حکمی تھوڑی بھی ہو معاف نہیں ہر حال نجاست حقیقی کے کہ وہ قلیل معاف ہو وخبث مانع کثالث اور طہارت شرط ہے اسپر طرح دونوں قسم کی نجاست حقیقی سے ہو نماز کی مانع ہے ہم دونوں قسم کی نجاست یعنی مغلظہ اور مخفف سے مغلظہ زیادہ تر اور دوم مانع نماز ہے اور مخفف زیادہ تر ہو بہ وجوب وتوبہ ولکن اھما یعنی اشد فی المنع کہ دوسری شرط نماز کی پاک ہونا نمازی کے کپڑے کا ہے اور اسپر طرح پاک ہونا اُس چیز کا جو ہاتھ نمازی کے بھی ہو ہم یعنی ایسی چیز جو نمازی کے بدن سے متصل ہو مثلاً ایک چادر کا اُسپر ہونا اور دوسری اُسپر ایسی نجاست ہو جو مانع نماز ہے تو اگر نمازی کی حرکت سے نا پاک اُسپر حرکت کرے تو نماز کا مانع ہے اور نہیں تو نہیں اور اگر وہ چیز اسکے بدن سے متصل نہیں مثلاً چادر کی ایک کنارہ ناپاک ہو اور بھی دوسری کنارہ نماز پڑھنا ہو تو یہ نجاست نماز کی مانع نہیں خواہ چٹائی بڑی ہو یا چھوٹی لقدا فی الشامی اوقد حاملا لابالہ کصبی علیہ النجاسۃ بقدمہ قسم والا یا خاوندی اوس چیز کا اٹھانے والا جاہی جیسے دایہ کا جسپر نجاست ہے اُس طرح کہ وہ آپ نہیں بدن تھا سکی بدن نماز کے تو نماز کا مانع ہو اور اگر اُسکا نمازی کے سنھالنے کا محتاج نہ ہو خود اور اسکو چھوڑ ہو تو نمازی اور اسکا حامل نہ ٹھہرے گا تو نماز کی مانع نہ ہوگا ہم اور بھی حکم ناپاک چیز اور چیز اور جنیس نجس کا ہو جبکہ نمازی کا سر کپڑے ہونے اس چیز سے نہ لگتا ہو لقدا فی الطہارۃ کبقر یکلس ان شاء اللہ فی الا ھ بسطر مانع نماز نہیں اگر نمازی پر جنب آدمی اور کہتا ہو اگر اسکا سئلہ یا بدہ ہو صحیح تر قول ہیں ہم اگر شارح یوں کہتا کہ کالبشر طبکہ اُس پر لعاب وغیرہ ایسا نماز نہ تھہرے تو بہتر ہوتا لقدا فی الشامی بحر الرائق ہیں ہو کہ اگر نمازی کے پاس وہ انڈا ہو جو اندر سے خون ہو گیا تو نماز جائز ہے کیونکہ وہ انڈا بدن میں سے ہے برخلاف آنسو تھی کے جو بدن سے بہتا ہو یعنی وہ مانع نماز ہو ومکانہ ای موضع قدمیہ او احدھما ان لم یضم الاصبع وضع الاخری الفاقا فی الا ھ اور تیسری شرط پاک ہونا مصلے کے مکان کا ہے یعنی اسکو دونوں قدموں کی جگہ کا یا ایک قدم کی جگہ کا اگر نمازی نے دو سرا قدم اوٹھالیا اور سجدہ کی جگہ کا بالاتفاق صحیح تر قول ہیں ہم موضع قدمین کی طہارت امام اور صاحبین کے نزدیک شرط ہے بالاتفاق بالفاظ ملاں اور موضع سجود میں خلاف ہے مگر صحیح تر یہی قول ہے کہ امام کے نزدیک اسکی طہارت بھی شرط ہے اگر نمازی کے کپڑوں کی اطراف نجاست پر پڑتی اور نماز پڑھی تو صحیح نہ ہوئی کذا فی الطحطاوی کما ھو صریح بہ وبہ یفتی علی الظاھر اذا سجد علی طاقیۃ کما سیجئ شرط نہیں پاک ہونا دونوں ہاتھوں اور دونوں گھٹنوں کے مکان کا ظاہر الروایۃ ہیں مگر جیسکہ یہ مصلے نے اپنی ہتھیلی پر چٹائی آگے کی اور اسنے اوسپر سجدہ کیا تو جسکے مکان کی طہارت شرط ہوگی کیونکہ وہ سجدہ کا مکان ٹھہرا ہم نقلہ ابو اللیث کے نزدیک ہاتھوں کے مکان کی عدم طہارت سے نماز فاسد ہوتی ہے اور اسکی تصحیح کی ہے ہیں اور اطلاق متون بھی اسی پر دلالت کرتا ہے اور شیخ الاسلام ابو سعود حنفی رومی نے کہا کہ جس عضو کا کپڑا سجدہ ہے اگرچہ دونوں ہاتھ ہوں تو اسکے مکان کی طہارت شرط ہے کذا فی الطحطاوی من التحفۃ لقولہ تعالیٰ وثیابک فطھر وبہ ومکانہ بالاولی لانھم الترم کپڑے اور مکان کی طہارت شرط حقیقی ہے بدلیل قول حق تعالیٰ وثیابک فطھر اور اوپر کپڑوں کو پاک کر

تو جب کہ بی بی کے کرنے لازم ہوئی تو مجنی کے بدن اور مکان کا پاک ہونا طریق اولے لازم ہوا اسواسطے کہ بدن اور مکان بنسبت کپڑے کے یاد رکھنے کے
اسواسطے کہ کپڑوں کا بدلنا جو نا مشکل ہے بدن اور مکان کے حکم اوپر سے کہ آیت کریمہ میں فرمایا کہ ثیاب طہر پاک ہوں اور نجاست سے
پاک کرنا قول ہی ہے فقط کا اور اجر تقدیر ہو کہ انی الطہارۃ ہی الیوم ستون ثیابہ وہو ہذا خاتم والرفی الطاق علی العصر کا قول صحیح ہے
اور نفاس کی چوتھی شرط دیکھنا ہے اپنی عورت یعنی شرمگاہ کا اور اسکو عورت کا واجب ہونا علاوہ الحرم ہونے کے اگر چہ آدمی غیر محاسن ہونا پر خوان ہم
کے گو فرض نہیں کیونکہ ایسے شرمگاہ کو کھولنا جائز نہیں پاسکو دفع بول وہوا یا قصد یا علاوہ یا جام حلال ہم شرعیت میرے ماجب ہونا اپنی ذات سے
جہر کے نزدیک بھی قول ہیجم ہے کذا فی البرلوی لیکن ادب نہیں تو فہیم ہیں اختلاف واقع ہوا اور دیکھنا بشکل کا جائز طرف ہے ۱۲ منہ اس واسطے کہ مرد کی ناف
نیچے سے بشکل اور سرد کی کہ کہ نے نماز فاسد ہونے کی کذا فی الظہیری ولا یکشف ثوب لیحسر فی صلوٰۃ ومیلان کرنا پاک کپڑا جیسا جائز ہوا حالان
میں سوا نماز کے وہی الرجل ما بین سرتہ الی رکبتہ اور عورت یعنی مرد کی شرمگاہ ۱۲ منہ عورت کی نیچے سے ہو دونوں سے ہے تک ۱۲ منہ
عورت کا فقط تحلل ہی عورت ہے جو مسئلہ نفساس اور حیض میں ہے تو شرمگاہ کہ عورت کہا اسواسطے کہ اسکا کھولنا اور ظاہر کرنا حرام اور تجویز ابو حنیفہ ۱۲ منہ حیائی ہوا
فی الصلوٰۃ اور دین عورت مرد کے مقابل کہ کہتے ہیں دسی میں زن اور بندی میں لگائی اور چوروا رانے ہیں وینظر الی ما یظہر عادۃ عند الخدمۃ یکشف
الیہا او امام احمد بن حنبل نے تو کہا ایک کہنہ ہوا بھی نماز میں شرط کہ ہے وسن طلاق ہی القبل والدبر فقط اور امام مالک ہوا ایک روایت میں
کہ عورت یعنی شرمگاہ فقط ہے اور مقصد ہو ہم امام اعظم کے مذہب میں شرمگاہ کی جو ہمیشہ رہ کر ذریات سے زیر زبر ہوتا ہے جوان کے حق میں ہے
ہم عنبر کے حق میں کہ اسکا چھپانا اور دیکھنا جائز ہے اور جوان میں حکم زنا کا خصیت زیر ہوان کی تو جو شخص اپنا زنا کرنا دیکھے ہو اسپر انکار نہ کرنا جیسے
انکار کرنا چاہیے اور اگر انکار کرنا تو ہو کہ اسپر کوئی ضرر ہو اور جو اپنی زبان کہو لی ہو اسپر انکار زبانی اسکے ساتھ کرنا چاہئے ۱۲ منہ دون ثوب کے
اگر اسراف کرے جو کذا فی العزیزی وما ہو عورۃ منہ یعنی من الامۃ والخنثی اوبعضہ او مکاتبۃ اوام ولدہ مع ظہرہا وبطنہا او بعضہ
کہ مرد کا بدن شرمگاہ ہوا تو امۃ کی بھی شرمگاہ ہے اوسکی پیشہ اور پیٹ کے ساتھ اگر چہ اور مسلمی ہو ۱۲ منہ یا مکاتب یا ام ولد ہو ہم عبد وہ
تو مدبر ہو جسکو قانے کہہ یا بوی کہ میرے مرنے بعد تو آزاد ہو اور مکاتبہ وہ جسکو کہہ یا ہو کہ تو آزاد ہو جب تک میرا ہو کو تو ادا نہ کرے اور ام ولد وہ لونڈی ہے
آقا کے وہ بوی ہو اور احتجبن منہم اور لونڈی کا پیٹ اوسکی پیٹ اور پیٹ کا تابع ہی جیسے بطن پیٹ متصل ہو اور پیٹ کا تابع اور
مولی سے مقصد جیسے ہو جسے کہ آقا ہم تو بیٹی اوسکی پہلو بھی شرمگاہ میں ولو لمتتہ فاستصلیۃ ان استبرئت کاذا ذہبت ہو ۱۲ منہ ۱۲ لاتحلہا
لبیعتہ او لاحد الا لمشتریہ اور اگر مولی نے لونڈی سے کہا تو نماز کیا حالت میں اگر اسکو اپنا جان دیکھی جانچ کر وقار ہوئی تو نماز جیسی ہوا
اگر نہ ہوا ہو وقدرت میں نہ جیسا پایا تو نماز درست نہ ہوئی مولے کے آزاد کر دیکھو اسکو جانا ہوا پھر نماز پڑھنا ہوا تو نماز مذہب دوست کے ہم پر وہ سازی
اسی مقصد مراد ہے جیسے عربیہ بیع کہ پورہ ہو جانے اور استثناء میں پر شرط ہو کہ میں قبیل ہوا اور قبیل ادا ہو جس ہوا اور اگر استثناء ہو حاجز ہوگی تو نماز
باطل ہو کذا قال ان صلی صحیحۃ واست خرج بہا فصلت کما قدمنا وقیل لا تبطل وہو الاصح لانہ التصاق وہو کالتعلق کما حجم فی الاصح ان الاذن
مولی سے کہا اپنی لونڈی سے کہ آقا جیسے تو پڑھ کر تو نماز نہ ہوئی تو نماز کے بعد اسکی نماز اور وضو سے کی نماز پھری تو قبیلت کا منکر ہو دیا اور طلاق کا واقع ہوا
اوق سے جانچ نقصانے قبیلت کے لوگ کرنے کو طلاق دوسری میں تو جیسے اوی ہو ہم پر سیکھ مسائل مذہب نہیں بلکہ صاحب بحر الرائق کی تجویز ہے طلاق
دوسری پر قیاس کر کے طلاق دوسری کا یہ ہے صورت ہو کہ تو مرد ہے تو نے بوی سے کہا کہ اگر میں تجکو طلاق دوں تو تجکو تین طلاق ہیں قبیل ازطلاق پہلا دسکے ہاتھ
طلاق ہی تو شرعیت انہی کہی تو تین طلاقیں ہیں طلاق ہو پہلے واقع ہو گی اور ان کا واقع ہونا یہ چاہتا ہو کہ پہلی طلاق واقع ہو کیونکہ تین طلاق کے بعد
عورت محل طلاق نہیں رہتی تو جب ہو قبلیت کو لفظ کرو بازالیا ہو گیا کہ یا دوسرا دین کہا کہ اگر میں تجکو طلاق دوں تو تجکو تین ہیں طلاق ہو تو ایک طلاق
اوسکا واقع کرنے سے واقع ہوگی دوسرا دو طلاقیں تعلیق ہو واقع ہوئیں تیسری طلاق باطل ہو جائے گی صریح کے سبب سو واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ

سنتے سَتْرُ عَوْرَتِهَا السَّابِقُ فِي الْأَصَحِّ اور حرہ یعنی بی بی کا تمام بدن ستر ہے سوا چہرہ اور ہاتھ پہنچوں تک اور اسکے ٹخنے بان بھی عورت ہیں صحیح قول میں اگرچہ مستحب ہو ہم کہ ان باتوں کی تمیز اسواسطے لگائی ہے کہ جو بال ستر میں ہو وہ بالاتفاق عورت ہیں خلا الوجہ والکفین فظهرالکف عورة على المذهب والقائمين على الاستيطاني یعنی بی کا تمام بدن عورت ہے مگر اسکا چہرہ اور دونوں ہتھیلیاں اور دونوں قدم عورت نہیں قول معتمد پر یہ ثابت ہے کہ قدمت کا چھپانا واجب ہے مذہب درست یہ ہے اور اقوال یا مستحب ہے میں کہ پشت کفین نماز میں عورت نہیں اور بعضوں نے کہا کہ وہ مطلقاً عورت نہیں اور بعضوں نے کہا کہ دونوں قدم عورت ہیں اور کسی نے اسکو صحیح بھی کہا ہے کذا فی الطحطاوی وصوت على الراجح اور حرہ کی آواز عورت نہیں راجح قول پر ہم اور آواز کا بلند کرنا جو مرد اسے تو بخوف فتنہ حرام ہے اور بعضوں نے کہا کہ اسکو آواز کا بھی پوشیدہ کرنا واجب ہے کذا فی الطحطاوی وذراعاها على الأصح اور حرہ کی دونوں کلائیاں عورت نہیں مرجوح یعنی ضعیف قول پر ہم بحد ابو یوسف کا قول ہوا اور اختیار شرح منہاج میں اسکو راجح کہا ہے لیکن مذہب راجح اور قوی یہ ہے کہ کلائیاں عورت ہیں کذا فی الطحطاوی وتمنع المرأة الشابة من كشف وجهها بين رجال لا لامة عون لها على الفجور اور جوان عورت منع کیجاوے چہرہ کھولنے سے نامحرموں کے سامنے ہے کہ چہرہ اسکا عورت ہے بلکہ بخوف فتنہ منع کیا گیا ہے کما هو ان امن السفهة لانه اغلظ ولذا ثابت به حرمة النظر كما في باب الحظر یعنی مرد کو عورت کا چہرہ دیکھنا منع ہے اگر بشہوت کا خوف نہ ہو اسواسطے کہ جو ناشحت ترے نظر کرنے سے اور سوا اسکے شہوت کے چہرے سے حرمت مصاہرت ثابت ہوتی ہے جو پیچھے باب المحرمات میں آچکا واما لو نظر الرجل اليه بشهوة وعكسها فان نظر الرجل الى وجهها وجيدها وكفها اذا لم يأمن ذا شهوة فليس له ذلك ولو مع امن الفتنة كما اعتمده الكمال اور جائز نہیں نظر کرنا عورت کے چہرہ کیطرف بشہوت سو مانند چہرہ امرد کی یعنی پرسش لڑکے کی اسواسطے کہ ہم کو نظر کرنا عورت کے چہرہ کا اور امرد کے چہرہ کا جبکہ شہوت کا شک اور ترود ہو اور بدون شہوت کے تو نظر کرنا مباح ہے اگرچہ امرد خوبصورت ہو چنانچہ اسی قول پر کمال الدین صاحب فتح القدیر نے اعتماد کیا ہے قال فكل النظر مربوط بعدم خشية الشهوة وعدم الوقوع كما قالوه ان الدين فوق حلة نظر وابسته بعدم خوف شہوت ہے اسکو ہم اس امر کے کہ وہ محل ذہب الاستاذ نہیں یعنی جبکہ محل نظر وہ مقام نہ ہو جسکا چھپانا چاہیے اور شہوت کا خوف نہو تو نظر کرنا حلال ہے والا حلال نہیں وفي السراج لا عذر لاحد في النظر الى فخذ غيره لغير داء فلم ار الشافعية قبلوا عذر من قطع الى عشر سنين توكيأم اور سراج وہاج میں ہے کہ نہایت صغیر کا بدن عورت نہیں یعنی ڈھکنے کے لائق نہیں ہر چند کہ وہ قابل خواہش کے نہیں تو قبول اور برداز کی رائے چاہیے کے لائق ہے ہر عورت غلیظہ ہوتی ہے دس برس تک یعنی بول وبراز کا مقام موکد وخواہ کے قابل چھپانے کے ہو جاتا ہے پھر دس برس کے بعد جوان کی مانند برہنگی کے چھپانے میں ہم نہایت صغیر سے مراد وہ ہے کہ سکتا کچھ ہو لڑکا ہو یا لڑکی کذا فی الطحطاوی عن الحلبی عن شيخه وفي الاشباه بلوغ على الصحيح الى خمسة عشر سنة حتى يحد بزنا واشباه من ہوا اندر جاوے لڑکا عورتوں میں فقط پندرہ برس کی عمر تک ہم بھی اسی قدر تین ہو کہ اسکا بلوغ بحیض ہم کے ثابت نہو اور اگر احتلام وغیرہ سے اسکا بلوغ ثابت ہوا ہو تو پندرہ برس سے پہلے بھی اسکا عورتوں میں جانا منع ہوگا اور جو عضو کہ عورت ہے بدن میں مانند لڑکا کے کیا بدن سے جدا ہونے کے بعد بھی درست نہیں کذا فی الطحطاوی شامی نے کہا کہ شارح کو حمس عشرة کہنا مناسب تھا اسلئے کہ لفظ سنة مرتث ہو وبتمم حق العقار وهاكذف بعضو ادا رأى ركن دلا اشعره من عورته غليظة او خفيفة على المعتمد اور تمام کرنا نماز کو وہاں تک کہ الفعاء نماز کو کہیں جانا ہو تو ہاتھ سے عضو کا بقدر ادا کرنے رکن کے بدون فعل صلوٰۃ کے عورت غلیظہ یا خفیفہ سے معتمد قول پر ہم کشف ربع عورت مانع افتتاح نماز اگر موقت ہوگا جبکہ تکبیر تحریمہ کی حالت میں ہو اگرچہ ادا ہی رکن کسی کو سہ ہوا دا ہی رکن کی مقدار میں یا سبحان اللہ کہنا ہے اور اگر کشف عورت بفعل صلوٰۃ ہوگا تو فی الحال نماز فاسد ہو جائیگی اگرچہ کمتر ہو ادا ہی رکن کی مقدار اسی یا غليظة قبل ركوع وما حولها هما الحقيقة واعلم انه لا فرق بين الرجل والمرأة اور عورت غلیظہ مرد اور عورت میں بول وبراز کا محل ہو اور جو مکان کہ اس دونوں کے آس پاس ہے اور عورت خفیفہ وہ ہے جو ادا سکو سوا ہو وتجمع بالاجزاء لو في عضو واحد اور چند جگہ سے کھلی ہوئی برہنگی جمع کیجاوے گی اجزا سے اگر ایک عضو میں

ہر ہم اخیر ہو اور کسر جا بیہ میں شامل ہو اور ان اور چھٹا اور آٹھواں حصہ فوجدار شمار اس ایک پلہ سو آٹھواں حصہ اور دوسری جگہ پر سی کی ایک حصہ کہلا ہو دو بار کہ میں کہ تو چہارم حصہ شمار ہوگا اور نماز کا مانع ہوگا اور اگر میں کرنے سے اوس عضو کا چار پہنچنا قرائن نماز کا نہ ہوگا والا فلا یمنع

اور اگر عورت کشتہ نہ متفرق ایک عضو میں نہیں بلکہ چند اعضا میں ہو تو وہ پیمائش میں جمع کیا جائیگی نہ افراد سو فان بلغ ربع اعضاء کاملۃ او مع ما تفرق من اعضاء متفرقۃ کے چہارم کو

نکلنے کی ہو تو نماز میں تاخیر کرو جبکہ کہ فوت وقت کا خوف ہو وھل یأتم المستتر بمثل ذلک سوال اور کیا ہر شخص کو راز دار ہونا چاہیے جو کہ راز ہو کا اسکی رازدانست ہو جواب لائن میں ہے کہ نہیں ہو ہم جیسے بحث ہو صاحب ہدایہ کا ان کی مذہب کی روایت نہیں ولو وجد ما یستر کالمصلی لیس لہ الصلوٰۃ عریانا لتحقق المیسرۃ لم یلزمہ التقرب فانہ لا یستتر بہ ثم انما یلزم ما ذکرھا اذا کان الثوب لغیرہ او ھو لہ ولکن رھنہ او استأجرہ او اتھب لہ اما لو ملکہ بالشراء او الاتھاب او الاستئجار او الارث او الوصیۃ لم یجز لہ التیمم ویلزمہ الصلوٰۃ فیہ وھذا ظاھر الروایۃ وھو الصحیح لانہ قادر علی استعمال الماء من غیر ضرر یلحقہ فی نفسہ او فی مالہ فاشبہ الصحیح وھذا کلہ اذا کان الثوب نجسا نجاسۃ مغلظۃ او خفیفۃ زادت علی قدر الدرھم او کان دون ذلک وھو مانع من جواز الصلوٰۃ عند ابی حنیفۃ وابی یوسف رحمھما اللہ وقال محمد رحمہ اللہ یجوز وھو قول الشافعی رحمہ اللہ لان ما دون الدرھم عفو عندہ فاشبہ الطین الرقیق فی الطریق ولھما ان النجاسۃ المغلظۃ ما ورد الشرع بالتغلیظ فیہ وھو الدم السائل والبول والخمر والخفیفۃ ما ورد الشرع بالتخفیف فیہ وھو بول ما یؤکل لحمہ وخرء ما یؤکل لحمہ عند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ وقالا خرء ما یؤکل لحمہ طاھر وبول ما یؤکل لحمہ نجس نجاسۃ خفیفۃ وھو قول الشافعی رحمہ اللہ لان النجاسۃ الخفیفۃ ما ثبت بدلیل فیہ شبھۃ وھو نھی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن الصلوٰۃ فی مبارک الابل وقد قیل انہ نھی عن الصلوٰۃ فی اعطانھا لما فیھا من الشیاطین

اسود اسکو سرکا عت ہوا حنفیہ نزدیک باقی حرمت سواء دلیل ہو کہ منسوخ ہو اور ہم سرکہیں کہ ہم جو قواب ناقص باقی رہیگا وہ ہمیشہ
الفعل والتقریر اولا اھ وہ ہمکے بیناب کی راہ کو اور جامدہ کی راہ کو پہلے فان وجدما یسقط احدھما قبل یستنجی بالاخر تحسن
فی الکرخ والتیمم ویقبل الفعل کما فی البیر بالترجیح ہر ایک باہو وہ جیسے ہر ایک شرمگاہ کو جہاد ہی مبتلی کے ساتھ کہ ہر ایک
اسود اسکو کہا ہے کہ مرجح ہو اسود سے اور بعضوں نے کہا قبل کو جہاد ہو یعنی اسکو کہ وہ قبلہ مرجح ہو اور کوئی منصو
اسکی تائید میں ہے میں نہ کہ کسی نے اشارہ میں نقل کیا ہو وہ فرماتے ہیں بہ دون ترجیح کے وفی النفس نظر اھ
ان الحلاف فی الاولویۃ والتعلیل یفید الاباحۃ بعد صلاۃ بالایماء تعین سنۃ قبل فرض قریب الصلوٰۃ وفھم فائدۃ الباقیۃ فی الباب
علی التوکید اور نہر الفائق میں ہے کہ ظاہر ہو دونوں قولوں کی خلاف اولیٰ ہونے میں ہو اور تعلیل یعنی کشف تیمم کا فیصلہ ہو کہ اسکو مرجح بن
اسکا منصب ہو کہ اگر بہ دون رکوع اور سجود کے بنا ء پر نماز پڑھی تو قبلہ کا چہرا تعین ہو گا بہ ایسا کے بعد ان کا پھر صرف کے پیٹ اور سینہ کا
ہمراز آگے پھرانا دین برابر ہو ہم ران و غیرہ کا ذکر حلبی کے کلام سے جو نہر الفائق میں ہے یعنی اگر زیادہ ہو ہے کپڑا تو قبل کے بعد ان کو پھر صرف
پیٹ اور سینہ کو پھر ازار کو جہاد کے ذکر حلبی کے کلام سے جو نہر الفائق میں ہے یعنی اگر زیادہ ہو ہے کپڑا تو قبل کے بعد ان کو پھر صرف
لعطف علی صفا او اولیا او الاعادۃ علیہ اور اگر عاقل بالغ مرد یا عورت نماز ہو اور میں پر کہ جس کے نجاست کو دور کر سکے اور اسکو کچھ کپڑے
ہوئے ہو نے ذریعہ کے کوس ہمراہ پاس کے سب سے قریب نماز پڑھے نجاست کے ساتھ یا بہتہ ہو کر اور اسی ہمراہ اعادہ نماز کا نہیں ویشیع
روحہ الی الحرج فی قلیل وساتر بفعل العباد کما فی الجنائز ہے اگر عاجز ہو نا ذریعہ ہمراہ نجاست اور ساتھ
نہ دین کے فعل سے ہو جیسے نہیں ہیں کہ قیام سے بحالت ہو صاحب بحر الرائق کی اور مصنف نے اپنی شرح میں اسکو ثابت رکھا ہو تم ھذا
للسافر لان للمقیم تیمم طھارۃ السافر بان لم یکفہ ہمیشہ ہو معلوم کہ بعد نماز کا پڑھنے جائز ہو اسافر کے حق میں ہو اگر کو
مقیم کیو اسطے طہارت سافر کی تیمم ہو اگر چہ سافر کا وہ مالک نہو جیسا کہ وہ کہا کہ اس حکم کی تخصیص مقیم کے ساتھ بلا
وجہ ہو وللماسح ان ینوہ بالاحداث اور اسکو پر ان شرط نماز کی نیت یعنی پختہ ارادہ ہو بدلیل اجماع والفاق ہم یعنی اشتراط نیت کی اوپر
احرام سے نہ بہ آیت وما امروا الا لیعبدوا اللہ مخلصین اسکو اسلوکہ عبادت ہو پہان تو حید مراد ہو تو بعد اخلاص یعنی خلوص ارادہ
وبنا اس آیت سو توحید میں یا کہا یہ عبادت میں اور بعد یہ بھی دلیل ہمیں ہو کہ انما الاعمال بالنیات اسواسطے کہ آسمیں تو قیت کا ثواب مرادے
اور رسمت سو فرض نہیں کرانی المطلق وھو فی الارادۃ المرجحۃ لاحد المتساویین اور نیت ارادہ ہو مرجح ہو دیو والا ایک چیز کا دو برا
پیزوں سو ہم دو چیزیں برابر جانچو کرنا اور نکرنا فعال ہمسایہ کا مثلاً نماز پڑھنا اور نہ پڑھنا وہ دونوں برابر ہیں کہ بذات خود نہ فعل اسکا
لازم اور محال ہے نہ ترک اسکا بہر حیکہ ارادہ متعلق ہوا فعل سے تو نماز رائج ہوئی تو ترجیح فعل کی ترک پر صرف ارادہ سے ہوئی اسی
ارادہ مرجحہ کو نیت کہتے ہیں طحطاوی نے کہا کہ نیت مطلق ارادہ کا نام نہیں بلکہ عبارت ہو اس ارادہ فعل سے ہو جسکے ساتھ ہو جاوے علم
ہیں اسی سے پہلے ہمارے ارادہ تعالیٰ علی الخلوص یعنی نماز کا ارادہ خالص اللہ تعالیٰ کیو اسطے ہو شارح نے شاید
کیا کہ الارادۃ کا الف لام عہد کا ہو یعنی نیت ہر ارادہ کے نام نہیں بلکہ یہاں ارادہ نماز کا مراد ہو خلوص کے ساتھ یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ
اسکے شریک نہ ہو عبادت میں نہ شرک جلی سے کہ کسی اتنہ کو شرک نہ ہو یا کہ دل کی طرف پر لا یطلق العلم الا بعد الاخبار ان عدم العلم
لا یکون ولو فی الباطن یعنی نیت عبارت ہو ارادہ سے مذکورہ سے مطلق دانست سو صحیح قول میں کہ نیت نہیں دیکھتا کہ جسکو کہ کر جاوے کہ نیت نہیں ہوتا
اور اگر کفر کی نیت کی تو کافر ہو جاوے ہم خلاف صاحب الواحد کا یہ قول ہو کہ نیت دانست کا نام ہو حالانکہ دونوں کے مفہوم مبائن ہیں ارادہ کو
علم یعنی دانست لازم ہو اور دانست کو ارادہ لازم نہیں کہ قال الطحطاوی والمعتبر فی اعمال القلب الارادۃ فالاخبار بالسلکی

باللسان وان خالف القلب لانہ کلام نفسی وانت مین متبر دل کا عمل ہے جسکو ارادہ لازم ہو تو کچھ اعتبار نہین زبان کے ذکر کا اگر چہ وہ دل کے مخالف ہو اسواسطے کہ زبانی ذکر کلام ہے نیت نہین ہے ہم جب عمل دل معتبر ہوا تہ عمل زبان تو اگر زبان نے خطا کی تو کچھ ضرر نہین مثلاً ظہر کی ارادہ ہو ظاہر کا اور زبان سے عصر نکلا تو نیت صحیح ہے اور عدد رکعات مین خطاء قلبی بھی مضرت نہین کرتی اسواسطے کہ تعیین عدد شرط نہین تو اسکی خطا بھی مضر نہین کذا فی الاشباہ الا اذا تعرض لہ صراحۃ فیضر کما فی اللسان مجتبی کہ جسکو آدمی عاجز ہوا دل سے عاجز کرنے سے انکار اور تشویشات کے لاحق ہونے سے تو اب اسکو زبان کا عمل بجای عمل دل کے کفایت کرتا ہے کذا فی المجتبی وھوای عمل القلب ان یعلم عند الارادۃ بداھۃ کانا ملی ای صلوٰۃ یصلی فلو یعلم الا بتامل لم یجز اور وہ یعنے دل کا عمل یہہ ہو کہ جانے آدمی نماز کیوقت فوراً بدون غور اور تامل کے کہ کونسی نماز پڑہتا ہو سوا گر یہہ جانے کہ فوراً نہ جانے سو تو نماز جائز نہین ہم یہہ اختصار نقط ضرورت کیوقت شرح مختار مین ہے اور اگر نہ جانے بدون غور تامل کے تو جرح نہین اور اسمین کسیکو اختلاف نہین کذا فی الظہیریہ سے مختصراً والتلفظ عند الارادۃ بہا مستحب ھو المختار اور ارادہ نماز کیوقت زبان سے نیت کرنا مستحب ہی بھی قول مختار ہے ویکون بلفظ الماضی ولو فارسیاً لانہ الاغلب فی الانشاءات ونیت بلفظ الحال فقستانی اور ہو وے زبان سے کہنا ماضی کے لفظ کے ساتھ جو زمانہ گذشتہ پر دلالت کرتا ہے اگر چہ فارسی بولی مین ہو اسواسطے کہ ماضی کا لفظ اکثر مستعمل ہے انشاءات مین یعنی اُن الفاظ مین جو ایجاد اشیاء مین بولے جاتے ہین چنانچہ معاملات مین اور صحیح ہے نیت کرنا حال کے لفظ کے ساتھ جو زمانہ موجود پر دلالت کرتا ہو کذا فی التتمہ فی شرح القدوری لفظ حال جو صیغہ مضارع کا مراد ہے جس پر لفظ حال مقصود ہو نہ استقبال اسواسطے کہ ارادہ استقبال ہو وے عدہ پڑہ گیا نہ وقوع فی الحال مین نیت یہ لفظ ماضی اسطرح سے کہ نویت اُن اُصلّی الفجر اور فارسی مین یون کہ نیت کردم کہ نماز فجر گذارم اور ہندی مین یون کہ نماز فجر کی مین نے نیت کی اور لفظ حال اسطرح کہ اُریدُ اَنْ اُصَلِّیَ الفجر اور فارسی مین یون کہ نماز فجر ادا میکنم اور ہندی مین یون کہ نماز فجر کی نیت کرتا ہون وقبل سنۃ رباعیۃ یعنی احببہ اوسنۃ علیٰ ما یقول عن المصطفیٰ وآلہ واصحابہ الذابین عن الشریعۃ اور یہہ مون نے کہا کہ زبان سے نیت کرنا سنت مؤکدہ واہم الصل ہو یعنے بیان سو جو امور واجبہ ہو کہ پہنچ جاتی ہو اسلئے زبان سے کہنا سنت ہے سنت شرعی یہان مراد نہین اسکے کہ زبان سے نیت کرنا جناب مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اور اصحاب اور تابعین رضی اللہ عنہم سے منقول نہین بلکہ بعض علماء نے اور کہا ہے ہم بدعت ہو بیان بدعت حسنہ مراد ہو قول من قال بدعۃ حسنۃ مجمع الرافع من کہا کہ زبان سے نیت کرنا حسن ہے اطمینان کے سبب سے اور بدعت یعنی انسان کی بہی پرشان خاطر ہوتا ہو اور زبان کی کہنے سے ارادہ دل کو جمعیت ہو جاتی ہو اسلئے زبان سے کہنا حسن ہو الخ کذا فی الحلبی اور وفی یحیط اللہ یقول اللھم انی اریدان اصلی صلوٰۃ کذا فیتعرضھا وتقییدھا وفی الخلاصۃ ویحیط بعض کہ اگر زبان سے نیت کرنا ہون تو اللہ کے سوا کسکو میرے دل کا حال معلوم نہین ہو اسواسطے کہ مجھ کو اللہ کے سپرد کرتا ہون اور اللہ کو گواہ کرتا ہون تو اللہ تعالیٰ میرے دل کا حال خوب جانتا ہو اسواسطے کہ مجھ کو زبان سے کہنے کی حاجت نہین ہم اور اسمین کسیکو اختلاف نہین ہم یہہ ثابت ہوتی ہین بر خلاف نماز کے کذا فی الظہیریہ وھو قول الکرخی اور جائز ہے مقدم کرنا نیت کا تکبیر تحریمہ پر تقدیم نیت کی نماز کی نیت سے پہلے ہو ہم اور نماز کی نیت سے عبادت پر مقدم نیت کی جائز ہو ہم قول ہین وفی البدائع ھو مذھب علمائنا الثلاثۃ رحمہم اللہ ہم یہہ ثابت ہوتی ہین بر خلاف نیت کے اللہ اکبر ہم لیجہر بالنیۃ جائز ومعادہ جوار تقدیم نیتہ ایضاً یحیط اور بدائع مین ہو کہ ایسا شخص نکلا ہو کہ ہر روز نیت بدلتا ہو کبھی ظہر کی نیت کرتا ہو کبھی عصر کی نیت کرتا ہو کبھی جمعہ کی نیت کرتا ہو کبھی عید کی نیت کرتا ہو کبھی جنازہ کی نیت کرتا ہو کبھی وتر کی نیت کرتا ہو کبھی سنت کی نیت کرتا ہو کبھی نفل کی نیت کرتا ہو کبھی فرض کی نیت کرتا ہو کبھی ادا کی نیت کرتا ہو کبھی قضا کی نیت کرتا ہو کبھی اقتدا کی نیت کرتا ہو کبھی انفراد کی نیت کرتا ہو کبھی امام کی نیت کرتا ہو کبھی مقتدی کی نیت کرتا ہو کبھی امامت کی نیت کرتا ہو کبھی مقتدیون کی امامت کی نیت کرتا ہو کبھی امامت عورتون کی نیت کرتا ہو کبھی امامت مردون کی نیت کرتا ہو کبھی امامت خنثیٰ کی نیت کرتا ہو کبھی امامت مسافر کی نیت کرتا ہو کبھی امامت مقیم کی نیت کرتا ہو کبھی امامت ان امیون کی نیت کرتا ہو کبھی امامت ان قاریون کی نیت کرتا ہو کبھی امامت ان مسبوقون کی نیت کرتا ہو کبھی امامت ان لاحقون کی نیت کرتا ہو کبھی امامت ان معذورون کی نیت کرتا ہو کبھی امامت ان صحیحون کی نیت کرتا ہو کبھی امامت ان عورتون کی نیت کرتا ہو کبھی امامت ان مردون کی نیت کرتا ہو کبھی امامت ان خنثیون کی نیت کرتا ہو کبھی امامت ان مسافرون کی نیت کرتا ہو کبھی امامت ان مقیمون

سا سیسہ نہیں ہوتا یا سیسہ ہم مانع نیت چنانچہ کہا اور پیا اور کلی نہ کرے کہ اگر اس نے البحر و ہو کل مانع یمنع الاستئناف اور وہ یعنی عمل غیر نماز ہے نماز و عمل ہے جو نماز سے نہ ہو نماز نہیں ہے ہم اگر اثنا نماز میں نماز کی کا وضو جاتا رہے تو وہ وضو جاتا رہے اور دوسرا وضو کر کے بقیہ نماز پڑھ لیوے اس لئے کہ نماز کا مانع ہے ہم اگر چلنا اور وضو کرنا قاطع نیت نہ ہوگا کہ بعد وضو کے بنا پر نماز کے اندر قاطع نیت نہیں ہوتے تو نماز کے خارج بطریق اولے توطیع ہوں گے وفی کلیات فمن قطع الصلوٰۃ فقام فاھدنا سعدنا اور امام شافعی نے نیت کا متصل کرنا تحریمہ کے ساتھ شرط کیا ہے قولنا ہے بطریق اولے توطیع ہوں گے وفی کلیات فمن قطع الصلوٰۃ فقام فاھدنا سعدنا اور امام شافعی نے نیت کا متصل کرنا تحریمہ کے ساتھ شرط کیا ہے قولنا ہے کہ ہمارے نزدیک مستحب ہوگا ہم اسواسطے کہ محل اختلاف سے بنا مستحب ہوگا گرچہ ہمارے نزدیک فراق شرط نہیں ہے ولانہ یاتی بما ینافیھا بعد الشروع فی الصلوٰۃ وھو التحریمۃ ثم یقرأ الثناء ثم التعوذ ثم القراءۃ ثم یرکع لقولہ علیہ السلام اذا کبر الامام فکبروا ولا تکبروا حتی یرکع یعنی جب امام تکبیر کہے تو تکبیر کہو اور جب تک امام رکوع نہ کرے تم رکوع نہ کرو اور اس سے ثابت ہوا کہ امام کے رکوع سے پہلے رکوع کرنا مفسد نماز ہے اور رکوع کی تکبیر کہنے

کی نیت کرنا بلا اضافت کافی ہے اصح قول میں اسوا سکو وہ دہ وقت تو اسکو وہ اسکی تعیین ہو گیا ہو ولو الفرض فقضاءً نیت فرض کی تعیین کی ضرورت ہوگی اور فرض قضا ہو کذلک لان الفرض المعتاد لکن قضاءً لکن قضا کا پڑھنے والا ہمیں کہ فلانے دن کی ظہر یا عصر کو بنا بر قول متعدد کے ہم یعنی قضا نہیں فقط ظہر یا عصر کہنا کفایت نہیں کرتا بلکہ متعدد قول یہ ہے جو کہے کہ فلانے دن کی ظہر پڑھتا ہوں خواہ کثرت فوائت ہو ترتیب ساقط ہو گیا ہو نہیں ہوا اور غیر متعدد قول یہ ہے جو کہے کہ نیت تعیین کی کثرت فوائت سے ساقط ہو گیا فلانے الخطاطبی و ما لا یتم الفرض الا بہ فھو فرض یعنی جو چیز فرض کے پورا ہونے کی موقوف علیہ ہو وہ بھی فرض ہے یا نہ ہو ہے سی قضا نماز دن کے آسان ترطریقہ یہ ہے کہ جو میں نے کہا ہوں پہلی ظہر کی جو مجھ پر واجب ہو پچھلی ظہر کی جو مجھ پر واجب ہے ہم آسانی کیچہ اس نیت میں یہ ہو کہ شاید تاریخ اور دن قضا کے یاد نہ ہوں و فی القنیۃ لا بد ان ینوی عن الفائتۃ ذلک فی الاصح و یسقط الترتیب ہم الکتاب اور قبضانی من سنۃ الیٰ سنۃ سو متعقل ہو کہ قضا میں معین کرنا نیت کا شرط نہیں صحیح تر قول میں اور اس مسئلہ کا ذکر آخر کتاب میں ہے یعنی مسائل متشتی میں ذکر ہوگا

وان تحب اللہ وتزاولتہ ہمراہ وسبع دعاء اور ضرور ہے جو میت کا معین کرنا واجب نماز کیواسطے اسطرح کہ وہ وتر کی نماز ہے یا نذر کی یا سجدہ تلاوت کا ہم وتر کی تعیین ضرور ہے لیکن اسکو واجب یا سنت کہنا لازم نہیں کیونکہ اسمیں اختلاف ہے اور نہ نماز میں یوں کہو کہ وہ نماز پڑھتا ہوں جو قضا کیواسطے یا فلانی حاجت کیواسطے میں نے نذر یا فی الحال اسواسطے کہ تعیین نذر کی نہیں یہ دن ذکر کرنے اوسکے اسباب کے کذا فی الطہطاوی ولکنہ اشکل الیہا فی سنۃ ہم اور سجدہ ہم ضرور ہے میں کہ اسجدہ سہو یا شکر کی نیت کا خلاف سجدہ سہو کے کہ اوسمیں تعیین ضرور نہیں ہم سجدہ شکر اور سجدہ سہو میں شارح سجدہ واقعہ ہوا میں کہتا ہوں کہنا ٹھیک تھا وکذا اصلاً بخلاف شکر یعنی اسواسطے ضرور ہے میں کہ اسجدہ سہو کا اسواسطے کہ سجدہ سہو کا واجب ہوا اور سجدہ شکر کا نفل ہے حالانکہ نفل میں تعیین نیت ضرور نہیں یہ بحث ہم صاحب نہر الفائق کی کہ تعیین نیت سجدہ میں واجب خود شکر میں کذا فی الطحطاوی

عند آدون تعیین عادۃ کما لو صلی اربعا ضمنا فالاصح خلافہا عکسہا ضرور نہیں معین کرنا متعدد رکعات کا فرض اور واجب میں کیونکہ رکعات تو ضمناً حاصل ہیں یعنی تعیین رکعات تو حق تعالیٰ کیطرف سے حاصل ہو چکی اوسمیں تو احتمال کمی بیشی کا نہیں تو عدد رکعات میں جو کمی ضرر نہیں کرتا یعنی جسکی تعیین ضرور نہیں تو اوسمیں خطا واقع ہونے سے بھی کچھ ضرر نہیں تو اگر ظہر میں مثلاً تین رکعت کی اور فجر میں چار رکعت کی نیت کی تو نماز جائز ہے ویتبع المقتدی المتابعۃ اور نیت کرے امام کے پیچھے پڑھنے والا امام کے پیچھے ہونے کی نیت بعضے یوں ارادہ کرے کہ امام کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں لہ بقید الصلاۃ لانہ قد یقید الاقتداء بالامام والاشتغال فی صلوٰۃ الامام والصلوٰۃ صحیح فی الاصح وان لم ینو بہا لانہ اشتغل بالصلوٰۃ الامام مستلزم لقطع الاقتداء کما یعنی کنز وغیرہ کیونکہ یوں کہنا کہ فقط نیت سابقہ کے مقتدی نیت متابعت کی بھی کرے اور اگر نماز ی امام کی اقتدا کی نیت کرے یا امام کی نماز شروع کرنے کی نیت کرے اور نماز کو تمام کرنے کی نیت نہ کرے تو صحیح تر قول میں اقتدا درست ہو جائیگا گو مقتدی امام کی نماز کو تمام ہونے تک نہ پہنچائے کیونکہ امام ہونے تو اپنے آپ کو امام کا تابع کر دیا ہے تو اسکو نماز کے تمام کرنے وغیرہ کی حاجت نہیں ہم شامی نے کہا کہ تبعاً للصلوٰۃ الامام کی جگہ اگر شارح تبعاً للامام کہتا تو بہتر تھا جیسوز طیعی نے کہا ہے اسلیئے مترجم نے دو سرے لفظ کا ترجمہ کیا خلافاً لمالو نوی صلوٰۃ الامام ان استطرد تکبیرۃ فی الاصح لعدم منازعۃ الاقتداء بخلاف اس صورت کے کہ نیت کی ہو امام کی نماز کی اگرچہ اوسکو اللہ اکبر کہتے کا منتظر رہے صحیح تر قول میں اور یہ صورت حکم سابق کے خلاف ہوئی جسمیں اقتدا کی نیت نہ کی ہو یعنی اسصورت میں اقتدا درست نہ ہوگا کیونکہ نیت اقتدا منعقد ہو چکی کہ جب امام کی نماز کی نیت کی تو امام سے ہم لازم نہیں آتا کہ اقتدا کی نیت بھی کی ہو مگر اسطرح جب امام کی تکبیر کا انتظار کیا تو انتظار بھی کبھی اقتدا کے لئے ہوتا ہے اور کبھی عادت کیوجہ سے تو دونوں صورتوں میں شک کیوجہ سے مقتدی نہ ہوگا کذا فی الشامی الا فی جمعۃ وجنازۃ وعید علی المختار لاختصاصہا بالجماعۃ مگر جمعہ اور جنازہ، اور عید کی نماز میں مذہب مختار پر نیت اقتدا ضرور ہیں اسلیئے کہ جمعہ نماز میں جماعت کے ساتھ مخصوص ہیں ہم یعنی تنہا نہیں پڑھی جاتیں تو جسوقت آدمی نے نیت کر لیگا تو نیت اقتدا ضمناً ثابت ہو گئی دولو یوم الوقت مع بقاء ما جاز اور اگر نماز ی سے فرض وقت کی نیت کی وقت کے باقی ہوتے ہوئے تو یہ نیت درست کرنا جائز ہے یعنی

اگر امام میں پختگی نہ ہو کہ وقت پر پڑھتا ہو تو اس میں نیت سے نماز درست ہو گی الا فی الجمعۃ فانہا باطلۃ اگر جمعہ کی نماز میں تو وقت کی نیت سے جائز نہیں اگرچہ جمعہ کی نماز میں بھی ہو اور روزہ کے ظہر کا یعنی فرض وقت ظہر سے جمعہ الا ان یکون لہا استناد فی استفتاء او غیرہ الوقت کما ھو الشائع المتعارف کہ جمعہ کی نماز کے عذر یا اور عذر میں یہ جو جمعہ فرض وقت ہونے کا کامل نہیں مثلاً جمعہ قضا کی ہو جیسے ہم آج مسافت میں جمعہ فرض وقت کی نیت سے درست ہو گی والا یلغو قولہ لظہر الوقت فانہ ای الوقت جاز ولو الجمعۃ اور اگر وقت کے ظہر کی مشابہت کی نہ اگر وقت کے باقی رہنے کے ساتھ ہو گی تو جائز ہے اگرچہ جمعہ میں ہو ہم نے الصفا شرح المنار میں کہ اگر نیت وقت کے ظہر کی جمعہ کے سوا میں کر چکا اور وقت کے اندر ہو گی تو درست ہو گی اس لئے شارح نے غیر خیالیہ کی نیت سو واقع فی الجمعۃ کی قید لگائی تاکہ معلوم ہو کہ اس حکم میں جمعہ اور غیر جمعہ برابر ہیں گذانے الشامی فقط اور لو صرح بانہ ان کان آخر ہو ھو الیوم لا یصح فی الاصح اور اگر ظہر الوقت کی نیت وقت کے ختم ہونے کے ساتھ ہو تو اس کو علم ہو کہ وقت نکل چکا ہو اور حاکمی اور اسکے مخلص کو سنا نا ہو تو جمعہ نہ ہو گی ہم وقت کے ختم کرنے کو فیصلہ سنانا کہتے ہیں اگر وقت کے ختم ہونے کو جانتا ہو مگر فیصلہ نہ سنایا ہو تو جمعہ درست

وانه لا یضر نقصان عن الثلثین الا اذا بان الاقل الباقی بنیۃ الزائد او رشاء من بیعہ بھی مذکور ہے جو دو دن کے عدد دن کا تعین کرنا مضر نہیں گو جس صورت میں کہ ظاہر ہو کہ بنیاد اوقاتِ نماز کی تعیین ہو زیادہ جو بیس بائیس جانے نیت زائد از اثنا کے یعنی اگر نماز ہی نے نیت دس جنازہ ونکی کی اور وہ درحقیقت دس ہیں یا کمتر تو نماز درست ہوگی اور اگر گیارہ یا زیادہ ہو گئے تو درست نہ ہوگی کیونکہ جب زیادہ ہیں آگئی نیت نہیں پائی گئی مطلوبہ شے کہ اکثر ہو تعین دس کی جو نیت کی سے آگئی بھی درست نہ ہوگی کیونکہ دس غیر معین کی نیت کی ہے تو ہر جنازہ زائد ہو سکتا ہے اور زائد نیت میں داخل نہیں ہے سو اسکی نماز باطل ہوگی ولو کان الامام ینوی صلوٰۃ قلان اور امام صرف اپنی نماز کی نیت کرے ہم یعنی کہنے والے امام ہونے کی نیت نہ کرے ہو کو فاصل اپنے جن جن تنہا پڑھنے والے کی طرح جواب بیان ایک وہم ہوتا ہے کہ امام کا حال مثل مقتدی کے ہوا چاہئے یعنی جیسے مقتدی کو تحریمہ اقتدا شرط ہے ویسے ہی امام کو امامت کی نیت شرط ہونی چاہیئے اس ہم کے مصنف اور شارح نے آہستہ قول میں رفع کیا لا یشترط لصحۃ الاقتداء نیۃ الامامۃ المقتدی بل لیتل التلبیۃ عند اقتداء اسوۃ بہ لا لھم کما کبتہ فی الاقتداء ولو امّ نساء جاز اور مشروط نہیں اقتدا کی درستی کے لئے امام کو مقتدی کی امامت کی نیت کرنی جس صورت میں کہ مرد ون کا امام ہو بلکہ ثواب جماعت کا حاصل کرنے کے لئے امام مقتدی کی نیت شرط ہو جبکہ کوئی امام کا اقتدا کرے یہ نیتِ اقتدا کے چاہئے اسکو شتابی میں بیان کیا ہو ہم یعنی اقتدا کے صحیح ہونے کے لئے ضرور نہیں کہ امام نیت امامت کی کرے بلکہ جماعت کا ثواب حاصل کرنے کو امامت کی نیت چاہیئے اور یہ وقت ہو جب کوئی امام کا اقتدا کرے پیشتر یہ بھی ضروری نہیں اگرچہ پہلے سے نیت کر لینی بھی جائز ہے فالا یجھنّ احدٌ امامۃ الرجال الا ساءۃ تو امردن قسم میں جھوٹا ہو گا اگر قسم میں کہ کسی کا امام نہ ہو گا حبیتک کہ امامت کی نیت نہ کرے گا ھم شارح یہ مسئلہ اپنا اس قول پر مستفرع کیا کہ صحت اقتدا کے لئے امام کو نیت امامت کی ضروری نہیں اور صورت مسئلہ کی یہ ہو کہ ایک شخص نے قسم کھائی کہ میں کسی کا امام نہ رہوں گا پھر جب وہ نماز کو بدون نیت امامت کے کھڑا ہوا تو لوگ اسکے پیچھے نماز پڑھنے لگے تو پس صورتِ تعین اسکی قسم نہ ٹوٹنے کی ہے اگر قسم کو ٹوٹنے کی شرط یہ تھی کہ امامت کا قصد کرتا اور بچہ شرط بدون نیت امامت کے موجود نہیں ہوئی اسلئے قسم نہ ٹوٹی کذا فی الشامی وینبغی ان یؤم نساء ان اقتدین بہ المرأۃ تھا ذیۃ ویعل فی غیرھا وفی جنازۃ فلا بد لصحۃ صلوتھن من نیۃ امامتھن لتحمل نفسہا دیۃ الجنازۃ بالتزام اور اگر نماز عورتوں کا امام ہو اگر کوئی عورت اسکا اقتدا کرے مردوں کا برابر کھڑے ہو کر جنازہ کی نماز کے سوا ایسا نہ کرے گی اور نماز عورتوں کا امام ہو اگر کوئی عورت اسکا اقتدا کرے مردوں کا برابر کھڑے ہو کر جنازہ کی نماز درست ہونے کے لئے اسکی امامت کی نیت ضرور ہو گی تاکہ عورت کی برابر میں سے نماز کی ہر دون کے لازم پکڑنے کے لازم نہ آوے ھم صلوٰۃ جنازہ کو اسلئے مستثنا کیا کہ اسکو اندیت عورت کی امامت کی بالاتفاق شرط نہیں اور بجائے تو سوہ برابر میں ہو جو امن شروط کے منافی ہو جو آگے باب الامامت میں مذکور ہو گی اور التزام نیت امامت ہو اور حاصل شارح کی تعلیل کا یہ ہو کہ اگر عورت کا اقتدا بدون نیت کے درست ہو جائے تو امام پر خوف اس کا مرد کی نماز کا بدون لازم پکڑنے کے لازم آ جائے یعنی اگر بالفرض عورت مرد کی برابر کھڑی ہو گئی اور بدون نیت امامت کے اسکا اقتدا صحیح ہو گیا تو چاہیئے کہ امام کی جہت سے اس مرد کی نماز فاسد ہو جائے حالانکہ لازم ہوا تا کسی چیز کا امام پر بدون اوسکا لازم پکڑنے کے جائز نہیں ہے سو عورت کی اقتدا کے لئے نیت اوسکی امامت کی شرط ہوئی وان لم تشتھ ذا یہ اختلف فیہ فقیل لا یکفی غیرۃ اجماعا وطھر وعلیہ الاکثر وقیل یکفی استحسانا اور اگر عورت نے محاذی مرد کے ہو کر اقتدا کیا تو اسمیں اختلاف ہوا بعضے نے کہا کہ صحت اقتدا کے لئے نیت امامت کی شرط ہوا اور بعضوں نے کہا کہ شرط نہیں جیسے جنازہ میں بالاتفاق شرط نہیں اور جیسے جمعہ اور عید میں امام قول پر شرط نہیں ہم ہوا اور عید میں امحو کی قید اسلئے لگائی کہ جمعہ پر کہ نزدیک ان دونوں میں نیت امامت عورت کی شرط ہو گی ذافی الخلاصۃ وعلیہ ان اقتدا بامرأۃ تمت صلوتھا ولا فلا اور اس قول پر کہ عورت کی اقتدا کو اوسکی امامت کی نیت شرط نہیں ہے یہ کہ اگر عورت کسی محاذی مرد یعنی برابر یا آگے بڑھی ہوئی کسی کی نیت تھی تو اسکی نماز پوری ہو گی اور اگر کچھ نیت نہ کرے گی تو اسکا اقتدا باطل ہو گا اور نماز تمام ہو گی وانما اقتدا الخنثی المشکل بالرجال علی الاصح یعنی اگر خنثی مشکل نے مردوں کا اقتدا کیا تو اسکی نماز صحیح ہو گی ولو اقتدت قبل الامام لم یصح یعنی خواہ نماز کی کسی رکعت میں ہو یا دو رکعتوں میں ہو یا سجدہ میں یا بر قول قومی کے

ہم مقابل قول نووی کا یہ قول نسبت ہو کہ چونکہ قرب حسی کے لئے ہیں کعبہ کا سامنے ہونا فرض ہے بالاتفاق اور دوسرے کو یہ امر ممکن نہیں پھر کیونکر کہہ دیں نیت کرے اللہ اکبر دوسرے کی نیت توبکہ کعبہ نیت کرنے کی شرط کی گئی ثانیاً قول نووی بنا علی الکعبۃ والمقام ومحراب مسجد ہے علی التحقیق صحیح نہ ہو جب کسی نے کہا کہ اگر غازی عبارت کعبہ کی نیت کرے گا یا بمقام ابراہیم کہے گا یا بمسجد کی محراب کی تو درست ہوگی بہ سلسلہ قول ضعیف ہا مندرجہ ہے ہم یہی جواب دیں گے اگر کعبہ کی نیت ہوگی تو درست ہوگی مقابلت کعبہ کی علامت ہے کعبہ کی علامت کی بنا پر بندگی اسلئے کہ کعبہ میدان خاص وہ اکثام ہے عبارت کا اور مقام ابراہیم وہ پتھر ہے جسپر حضرت ابراہیم علیہ السلام خانہ کعبہ کے بنانے کو تیار ہوئے تو اور محراب مسجد علامت سمت کعبہ کی ہے غرضکہ ان امور تین میں سے کسی کعبہ کی نیت نہیں ہوئی جانی اسلئے اونکے نزدیک نہ یہی درست ہوگی اور یہ قول نسبت ہے اور قول نووی کے بموجب نماز درست ہوگی اسلئے کہ جب جہت کعبہ شرط نہیں تو یہ کہنا کہ کسی سمت کی نیت سے کرے نقصان نہ ہوگا کذا فی الشامی لفظ کفایۃ تنبیہ الامام ومن خلفہ فانہ امام لیست شرط حسی نیت امام کی تعیین اقتدا کی درستی میں کہ کبھی شرط نہیں فلو نوی امامہ زیدا فاذا ھو عمرو خلفہ اقتدا امام کا اقتدا کیا اور مکبر نے پیچھے کہا پس دو بار کہلانا تو اقتدا درست ہوگا اسلئے کہ اوسنے امام موجود کی اقتدا کی نیت کی تھی ثواب اگر اوس کا نام عمرو اور مسمی لیا تو کیا نقصان ہوگا یہ کلمہ اعتبار نیت کا ہے سمجھ کا کذا فی الحلیہ الا اذا عین اسمہ بیان عذرہ کہ اسمہ درست نہیں کہ امام کو اوسکا نام و مسمی کیا پھر کوئی غیر نکلا یعنی اقتدا عین امام موجود کی نیت کی بلکہ اقتدا زید کی نیت کی خواہ اوسکا نام ایسا ہو یا ایسا ثواب اگر وہ عمرو ہوگا تو اقتدا درست ہوگا کیونکہ نیت کا اعتبار ہوا اوسنوا امام حاضر کو پھر کہ اقتدا کی نیت کی اسلئے صحیح ہوئی الا اذا اشار الیہ کما لو اقتدی بالامام الذی یقوم فی ھذا المسجد فاذا ھو فی مسجد آخر فی الاصح واشار الیہ کما لو اقتدی بالامام الذی یقوم فی ھذا المسجد فاذا ھو فی مسجد آخر فی الاصح یعنی اگر کسی نے کہا کہ اقتدا کرتا ہوں اس امام کی جو اس مسجد میں کھڑا ہے یا اشارہ سے اوسکو بتا دی کہ یہ امام موجود ہے ثواب اگر کوئی اور امام نکلا تو کیا نقصان نہیں اسلئے کہ اشارہ کو وہ سوا ہم لیتے کا اعتبار جانا کذا فی الشامی الا اذا اشار الی وصفہ مثلا فقال اقتدی بھذا الشاب او باھذا الشیخ فالاصح ان اگر کسی نے صفت نام سے اشارہ کر کہا اور وہ صفت امام میں پائی جاتی تو اقتدا صحیح ہوگا مثلاً خواہ کہا اس جوان کے پیچھے اور وہ بڈھا امام نکلا تو اقتدا صحیح نہیں لانعکاسہ ینعکس ان الشاب شیخا لما مر اور اسکے عکس میں اقتدا درست ہوگی یعنی اگر نیت کی اس بڈھے کو پیچھے اور وہ جوان نکلا تو اقتدا اصح ہے کیونکہ جوان کو اوسکے علم کی وجہ سے بوڑھا کہا کرتے ہیں وفی المجتبی لو ان الصبی الخ لو صلی خلف من ھو علی ناحیہ فاذا ھو غیرہ لم یصر شیئا اور مجتبی میں ہے کہ صغیری نے نیت کی کہ اوسکو پیچھے نماز پڑھتا ہوں جو میرے طریق پر ہو اور پہرہ دے اس طرح نماز نہ ہوگا اھ وبعد ہم جواز کی یہ وجہ کر سکتے ہیں کہ جب اوسنے اپنے مذہب کے امام کی نیت کی اور امام غیر مذہب کا نکلا تو گویا اوسنے امام مسدود کی اقتدا کی نیت کی کذا فی الشامی عن النبہ فائدہ کا یہ احکام کی بات صلی انا کان الاعتبار للتسمیۃ معہ تم یشتق ثواب الدنیا وفی مسجدی علیہ الصلوٰۃ والسلام مسجدا کان فی تزھیہ فلیحفظ ہم حنفیوں کے نزدیک اعتبار امام رفیع کا ہو (یعنی اوسمدرت میں کہ اشارہ نہ ہو) اسلئے ثواب نماز کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مسجد شریف میں منضم ہوں مقدار زیادہ ہوگا جو اوسکے مسجد مبارک میں تھی تو اسکو یا رکھنا چاہیئے ھم یعنی یہ جو بخاری اور مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک نماز میری اس مسجد میں ہزار نماز دوسری اوسکے سوا اور دوسری مسجد میں سوا مسجد حرام کے ہزار نماز گنا ہونا نماز کا صرف اوسمسجد پر مخصوص نہیں ہو جہت کے وقت مبارک میں تھی بلکہ مسجد شریف میں ہو جہت عرصہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ وعبدی نے اضافہ کیا ہے اوس زیادہ کی ہوئی ہیں بھی ایک ہزار کی برابر ہوگی اسلئے کہ حدیث میں میری مسجد ارشاد فرمایا ہے اور ظاہر ہے کہ جو مسجد اب موجود ہے وہ سب مسجد نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کہلاتی ہے تو یہ فرمانے ہیں کہ حدیث میں بھی ثواب ہزار گنا ہوگا اور امام نووی نے اس ثواب کا اوسی مقدار کے ساتھ کیا ہے جو آپکے عہد مبارک میں تھی تو یہ فرمانے ہیں کہ حدیث میں سوا امام لفظ کے شارہ بھی ہے کہ فی مسجدی ہذا تو یہی ہے کہ اس مسجد میں جس جگہ خاص میں اوس روز موجود تھی وہی مراد ہے پس آئندہ ہوئی ہوئی مقدار اسمیں داخل نہ ہوگی اسکے داخل ہونے کو کوئی دلیل چاہیئے اور مجھے

جواب دیتے ہیں کہ جہاں شاہراہ جگہ کے خاص کرنیکے لئے نہیں بلکہ اسلئے ہے کہ مسجد مدینہ مطہرہ کے سوا اور سب جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کیلئے مشروب ہیں وہ اس تخصیص میں داخل نہیں کذا فی الزاد مع زیادت **والسادس استقبال القبلۃ حقیقۃ او حکما لعاجز** اور چھٹی شرط نماز کی قبلہ کیطرف منہ کرنا ہے خواہ حقیقت میں ہو یا حکما ہو جیسے حاضر ہونے والے شخص کے عرض یا دشمن کے ڈر سے یا قبلہ کے نہ معلوم ہونے کی حیثیت سے قبلہ رخ نہیں ہو سکتا تو جس طرف کو مریض و خائف اپنا منہ کر سکتے ہیں یا قبلہ کا بتانیوالا جس طرف کسیکو نکو قبلہ بتلا دے اور جو اسکا قبلہ سمجھتی ہے **والشرط حصول الاصابۃ** اور شرط قبلہ رخ ہونا ہے تو اوس کا طلب کرنا ہم **لمقدور** یعنی شرط مقدور پر ہے تو مقابلہ کعبہ کا یا یا جانا جو اس مقابلہ کا طلب کرنا شرط نہیں یعنی سین اور تے بستقبال میں یعنی طلب نہیں ہاں جس صورت میں کہ حصول قبلہ طلب پر موقوف ہو تو اوسوقت طلب شرط ہوگی کذا فی الزاد **الی عین الکعبۃ وھو شرط الا بالاعادۃ** یعنی اگر کعبہ شریف کا منہ نہ کیا تو نماز کیواسطے زائد شرط ہے بندہ دن کے امتحان کے لئے مانا جائیگا **فی حق العاجز** عاجزی کے سبب سے ہم زائد شرط ہے یعنی عبادت میں مقصود نہیں اور امتحان سے مجرد مراد ہے کہ عاقل بالغ شخص جو خدا تعالیٰ پر بہت کو محال جانتا ہو اسکی اصل پیدائش اسکی تقتضی ہے کہ نماز میں کسی خاص طرف کو منہ نہ کرے اسلئے اللہ تعالیٰ نے مخلوق بندہ نکو ایسی بات کا حکم کیا جو اوسکی مقتضائی اصل پیدائش کے خلاف ہو تاکہ امتحان کرے کہ کہانتک مانتے ہیں یا نہیں کذا فی المحیط **حتی لو صلی بلا الکعبۃ بنفسھا کفر** یہانتک کہ اگر بغیر دیکھے کعبہ کو سجدہ کریگا تو کافر ہو جائیگا ہم یعنی جب کعبہ کیطرف منہ کرنا شرط زائد ٹھہرا اور مقصود سجدہ کا اللہ تعالیٰ ہے تو ہمیں کعبہ کو سجدہ کرنا کفر ہوگا کذا فی الشامی **فالصلوٰۃ** ولان اللہ تعالیٰ لما ثبت قبلتہا بالوحی اضافہا الیہ تعظیما لہا وتعریفا لمکانہا وغیرہا لم یضفہا الیہ لانہا **فی الحقیقۃ** ضعیفۃ ولا تعرف ان منہ قبلۃ وبیتہا حائل لا تغایب وان **قبلۃ المصلی** فانہ لو اراد ان یقوم فی ذلک المکان یقوم **بعین الکعبۃ** تو مکہ کے رہنیوالے کا قبلہ اور اسی طرح مدینہ کے باشندہ کا کیونکہ مدینہ کا قبلہ بھی سیدھی سمت ہے ہمیشہ قول مانتن کا عام ہے کعبہ کے دیکھنیوالے کو یعنی سب اہل مکہ اور مدینہ کو نماز میں عین کعبہ کی سمت پر نماز پڑھنی چاہیئے شامی نے کہا کہ لام تملیک کا معنی علی ہے یعنی کی پر واجب ہے سمت پر باندھنی کعبہ کی مگر بحر الرائق میں ہے کہ یہ قول ضعیف ہوا اور صحیح منقول یہ ہے کہ جس شخص کو اور کعبہ کے درمیان میں آڑ ہو مثل دیوار یا پہاڑ کے تو اوسکا حال مثل غائب کے ہے یعنے اوسکا قبلہ جہت کعبہ ہے نہ عین کعبہ اور ثابت رکھا ہوا اس قول ظاہر الروایہ کے مقابلہ میں کہ مکہ کے رہنیوالے کو کعبہ کو دیکھنا ہو **ولقولہ** ﷺ اے خبیر **عن عرفۃ اصابا سمتہا** اور کعبہ کے سوا کا قبلہ یعنی اس شخص کا جو کعبہ کو نہ دیکھتا ہو سمت ہے **ولقولہ** ﷺ **ما بین المشرق والمغرب قبلۃ لاہل المشرق** اور **للکعبۃ** ولانہا **بانیۃ** یفرض من **تلقاء** وجہہ **مستطیلۃ** حقیقۃ او حکما **بلا انحراف** یمینا وشمالا **بخط** وہمی **یخرج** من **عین** الناظر **قائما** من تحت قدمیہ **الی** عنان السماء **فما حاذاہ** من ذلک الخط **فہو قبلۃ** لمن علیہ **ثم** یفرض **خطا** آخر **یمر** علی **رأس** الناظر **قائما** ایضا

مانا جائیگا اور جب ناپنیوالا دور ہوگا تو اسکی مناسب مرکز پر سے مقابلہ کیا جائیگا جسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ ناپنیوالے جو ناپنیوالے ہوتے ہیں جانتے ہیں کہ ناپنے کے وقت سے دور ہونے کی صورت میں تمام شہر کے آدمی ہوں گے ایک ہی سمت میں ہونگے اگر ایک کے سر پر ایک کعبہ ہوگا تو دوسرے کے سر پر کعبہ ہوگا اور تیسرے پر بھی معلوم ہوگا اسلئے کعبہ کا قصد جب ہیت اور جہات کو مقابل کعبہ کے مقصد ہونا اور دور ہونے میں مقابلہ نہیں ہوتا اور یہی وجہ ہے کہ ہندوستان کے اکثر شہروں کی سمتیں ایک ہیں +

اور مراد ان جہات معلوم ہونا ہے کہ نمازی کی آنکھوں سے کعبہ کے قبلے سے دو خطوں کے کھینچنے سے حاصل ہوتی ہیں وہ ایک تو وتر ہے جو نمازی سے کعبہ تک کھینچا جائے اور دوسرا خط ان دو خطوں کے درمیان واقع ہوگا تو وہ وتر ہے جو نمازی سے کعبہ تک کھینچا جائے اور دوسرا خط ان دو خطوں کے درمیان واقع ہوگا تو وہ وتر ہے جو نمازی سے کعبہ تک کھینچا جائے اور دوسرا خط ان دو خطوں کے درمیان واقع ہوگا

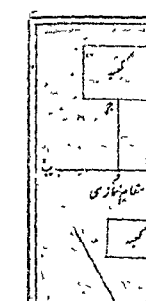

مقابلہ زائل نہ ہوگا اور اسکی صورت یہ ہے کہ اقامۃ الشاعی مسبوق +

قلت فما اسمی التیامن والتیاسر یا امام فیقول سمی بما ہو ان کہا ہوں کہ ہی معنی ہیں دہنے بائیں ہٹنے کے نہ کہ ان کی جہات ہیں اور ہمکو خوف ہے ایک ال کے کہ مطلب نہیں ہے ہم بھی ہوں گے یہ مطلب نہیں کہ کعبہ کو دہنی طرف کرلے یا بائیں طرف کرلے یا صورت میں قطعاً مقابلہ جاتا رہیگا بلکہ مراد یہ ہے کہ

خطابت پر اور اپنی ہونے سے مقابلہ جاتا رہتا ہے جیسا ہوا ہے بیان کیا جائے گا طرفین اول میں والقرآن بالدلیل اور قبلہ پہچاننا ہوا اس صورت سے جو قبلہ کو بتاتے وھو فی القریٰ والامصار محاریب الصحابۃ رضی اللہ عنہم اجمعین والبادیۃ والقفار وغیرھا بالنجم الذی لا یزول کالقطب اور علامت قبلہ شہروں اور گاؤں میں صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم کی ہیں اور مجتہدوں اور مستنصر نے بنائی ہیں جیسے قطب یعنی جسے مگیہ مسجد میں منبر ہوتا ہوں اور ان سمت قبلہ کی اس سے معلوم ہو سکتی ہے اور قطب غیر ستارہ سے شمالاً ہندوستان کے اکثر شہروں میں قطب نمائی کے دہنی شانہ پر بنا ہوا رات کو ہر گھڑی اس سے سمت قبلہ معلوم ہو سکتی ہے والذین لا اھل العالم یعلمون الوصول الیہ اور نہیں تو اوگھڑ کے باشندہ سے قبلہ کے جاننے والے سے پوچھا جائے اور باشندہ ناآشنا ہو سمت قبلہ کا اگر نمازی دیکھ کر تو وہ اسکی نگاہ سے ہم یعنی اگر نہ مسجد میں نہ قطب نما کوئی آلہ شمالی قبلہ نما کی پاس ہو تو سمت قبلہ کو اسجگہ کے باشندہ سے پوچھنا چاہئے دس سے پوچھیں دو تو پوچھیں ہیں ایک سے پوچھا جائے تو اطمینان نہ ہو تین کہا کرے اسکی سمجھ لیا جائے کہ مقبول الشہادۃ ہوتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ ذمی اور جاہل کا کہنا اسباب میں معتبر نہیں اور جسکو قبلہ کو نمازی کی ایک سمتی مطلعاً سے کہا کہ ہیں تو صاحب بدل پڑا ہوا ہل سو ولمستقبل فی الفلاۃ الوجھۃ کالبناء فی من الارض مسایعۃ الی العرکب اور قبلہ کے باب میں متبرک ہوگی اور میدان کھیت ہوئے اسکی عبارت تو وہ کشادگی ساتوں زمین میں لیکر عرش تک ہو طحطاوی نے کہا کہ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص زمین کے اندر گہرے کنوئیں میں یا تنگ چاہ میں ہو تو نماز پڑھیگا تو اسکی نماز درست ہوگی جیسے کعبہ کی چھت پر نماز جائز ہے پھر قبلہ معاینۃ ہوتی تو نماز تمام ہوتی وقبلۃ العاجز عنھا المریض فان یجدہ وجھہ عند الامام وبوجہ عن یسقط عنہ الامام وجھہ قبلہ ولو مصطحعا یا ایماء طوعا ومرۃ یکفیہ ۱۲ اور قبلہ اس شخص کا جو کسی مرض کے سبب سے قبلہ رخ ہونے سے عاجز ہو گو کسی قبلہ رخ کرنیوالے کو یا امام کے نزدیک بالمال کے پھری جانے وغیرہ کے خوف سے قبلہ کیطرف ہونے سے عاجز ہو معلوم ہو جس شخص سے ارکان نماز ساقط ہو گئے ہوں اگر ایک کا قبلہ اسکی قدرت کی جہت ہو یعنی جدھر کو پڑ سکتا ہو تو قبلہ رخ ہو ورنہ نہیں اسکی کوئی خوبی مقصود ہی نہیں اور امتحان ایسی صورتوں بھی حاصل ہے اگرچہ دشمن کے خوف سے نماز بیشتر بنا رہے سے پڑھ رہا ہو ہم نے یہ کہا ہے کہ صاحبین کے نزدیک اگر دوسرا اسکی مدد سے قبلہ رخ ہو سکتا ہو اور دوسرا اسکی پاس موجود ہو تو اسکو بہت قدرت پر کھڑے نماز درست نہ ہوگی اور جس سے ارکان نماز کے ساقط ہو گئے ہوں اسکی مثال بوڑھا آدمی ہے جو پیری کے ضعف سے قیام وغیرہ نہیں کر سکتا تو اوس سے قبلہ رخ ہونا بھی ساقط ہے اور ایک مثال شارح نے

متوضا کو ان کی دشمن کے دیکھ پانے کے خوف سے یا ان کی سے یعنی اگر آدمی کو خوف ہو کہ کپڑا دھونے یا بچھونے سے دشمن دیکھ لیگا تو اس پر سوار کان سا نماز ہو جائیگی کیونکہ اشارہ سے نماز درست ہو گی تو ایسے شخص کو استقبال قبلہ بھی ساقط ہو گا لہٰذا فی الجملہ تو لعلہ کان الطاعۃ بحسب الطاقۃ اور اس نماز کا اعادہ دیگر سواسلوکو طاعت موافق طاقت کے ہونے ہی یعنی بسبب عذر آسمانی جس کسی مخلوق کی جہت سے نہیں پھر موافق طاقت کسی کے کم و بیش نہیں ہوتے یہاں تک کہ خوف بھی کسی کے کرنے سے بڑھا نہیں ہوتا اسلیوا ان عذرون میں نماز کا دوبارہ نہ پڑھنا نہیں کذا فی الشامی وہو قول المنصور عاجز عن معرفۃ القبلۃ بعلامۃ اور وہ شخص جو عاجز ہو قبلہ معلوم کرنے سے سوائے یہ ان امور کے جو پیشتر گذرے یعنی نہ مسجد ہو نہ ستارہ نہ کوئی ثانیہ الاشارہ کے کہا کہ تحری کے سعی میں کوشش کرنا انتہائے وسع حاصل کرنے کو اور مراد تحری سے بیان اتکل کرنا اور قیاس و وڑا نا ہو یعنی اگر مسجد غیر سے قبلہ کا پتا معلوم ہو تو نماز ہی اتکل سے کو کسی سمت قبلہ ٹھہرائے فان ظہر خطاؤہ لم یعد بعد اتکل میں خطا ظاہر ہو تو نماز کو دوبارہ نہ پڑھے یعنی اگر نماز کے اندر رائے بدل گئی کہ قبلہ سمت ثمین و سمت یسار یا پشت ہو تو دوسری طرف پھر جاوے اگر بنا کر سکے موافق تو فقط کہ پھر گیا تو نماز فاسد ہو جائیگی کذا فی الخانیہ اور بنا کر سکے مطلب یہ ہے کہ بقیہ رکعات کو پورا کرے ادھر ہی تو نماز نہ پڑھے یعنی رائے کی غلطی سے بنا کی نماز جاتی نہیں وہ بھی قائم ہو باقی کو اسی پر بنا کرے حتی لو صلی کل رکعۃ علیہ جاز لو کان علی ظہر الکعبۃ او مسجد مطلقا اگر برکت کو جدا گانہ جہت کھڑے ہونے کی تو نماز درست ہو گی اگرچہ نماز کے بیچ میں پھر جاوے کسی سمت کو اور اسی مسجد تاریک میں ہم صورت مسئلہ کی یہ ہو کہ ایک شخص کو قبلہ معلوم تھا اسنے ایک طرف اتکل سے ایک رکعت پڑھی اور دوسری رکعت میں اوسکی اتکل دوسری طرف ہو گئی تو دوسری رکعت اس طرف کو اوا کی ہیطرح نماز کے آخر تک یہ توجہ نماز جائز ہے اور مکہ میں ہو نیکی یہ صورت ہو کہ مکہ میں مقید ہو اور آپ اسکے پاس ہو جسمیں قبلہ دریافت کرے پھر اتکل سے نماز پڑھے اور اسمیں خطا ظاہر ہو کذا فی الشامی ولا یلزمہ تعرف ابواب و مس جدران اور لازم نہیں نماز گاہ لوگوں کے دروازوں کی کاشیوں کو کہ کونسی قبلہ بنا دی اور دیوار و مکہ ٹٹولنا کہ محراب قبلہ معلوم ہو جائے یعنی اندھیری رات میں اگر مسجد میں جائے اور قبلہ معلوم ہو تو اتکل کرے لوگوں کے پاس قبلہ پوچھتا پھرے اور نہ دیوار کو ٹٹولے صاحب منتقی نے کہا کہ یہ حکم نفس مسجد میں ہو سکتا ہو اگر ان میں محراب قبلہ اندھیری میں بھی معلوم ہو جاتی ہے تو اسپے مسجد میں پھرنا اتکل کرکے کذا فی الشامی ولو اقتدی فسمع رجلا یقول لا ادری اقبلتہ ام لا اور اگر نماز ادا ہوا اور اسکے کسی شخص نے سنا یہ قابل کہنے کے نہ پایا تو وہ اندا نماز کو پہلی ہی نماز پر بنا کرے اور سمجھ لے کہ اسکا فقط اتکا ہے اسلیوکہ وہ اسکا معلوم ہو گیا یہ کہ شروع کی نماز اندھیرے میں قبلہ رخ نہیں تھی ولا یضر تحول اور نہ اس اتکل کرنے والیکا اقتدا اترے ہو ایک طرف کو مڑ کر کے نماز کے اندر ہی دوسری طرف پھر گیا ہو شامی نے کہا کہ اسمیں یہ قید ہو کہ مقتدی امام سے گمان بھلا حال جانتا ہو اور اگر بھلا حال اوسکو معلوم نہ ہو تو اقتدا نہیں کیونکہ خراب نہیں ہوتا اقتدا اسکی ولو امہم یحسن الظن بہم احتیاطا الا امام او اگر کسی تحری کرنیوالیکا اقتدا کیا بیرون تحری کے تو اگر امام نے تحری میں غلطی کی ہو گی تو اقتدا درست ہو گی اسلیوکہ شبہا نہ کی صورتیں بیرون تحری کے خارج ہی درست ہوتی ہے کہ ٹھیک قبلہ کیطرف ہو گیا امام کی نماز درست ہے کہ اوسنے تحری کے بعد پڑھی اور لو سلم فلو رای مسبوق رای امامہ یستقبل استسلم للسبوق واستانف اللاحق اور اگر امام نے سلام پھیرا پیشتر اسکے مسبوق اور لاحق کی یہ لگی یعنی اوسکی رائے میں نماز سلام اور طرف ٹھہرا تو مسبوق اپنی رائے کی سمت کیطرف پھر جائے اور نماز پوری کرے اور لاحق نماز از سر نو پڑھے ہم مسبوق وہ مقتدی ہے کہ ایک یا زیادہ رکعت اوسکی فوت ہو اسکو پھر نماز کا حکم مسلوق ہوا کہ وہ باقی نماز کے پڑھنے میں مثل متفرد کے ہو تو جیسے متفرد کو نماز کے اندر رائے بدلنے سے پھرنا پڑتا ہو ویسے ہی مسبوق کو پھرنا ہو گا اور لاحق وہ ہی جو شروع امام سے امام کا شریک تھا پیچھے مین مثلاً وضو کے جاتے رہا اور کسی قدر سے کچھ نماز امام کے ساتھ نہ ملی آخر میں پھر شریک ہو گیا تو اسکا حکم یہ ہو کہ نماز از سر نو پڑھے اسلیوکہ باقی نماز میں بھ حکما امام کے پیچھے ہو جیسے مقتدی امام کے پیچھے ہو اور اسکو معلوم ہو کہ قبلہ امام کے منہ کیطرف نہیں دوسری طرف ہے تو وہ اپنی نماز کی اصلاح نہیں کر سکتا اسلیوکہ اگر وہ طرف منہ پھیرا ہو تو امام کی مخالفت

اور نہ آتی ہے نماز کی فرصت ہو اور اگر نہیں پہنچ سکتا نہ جان تو پھر قبلہ کے سوا اور طرف نماز پڑھتا ہے یہ بھی فرض ہے نماز ہی تو ہر حال میں ہو کبھی ہو کبھی ہو
کن اصلاح کچھ فرض ہو نہیں ہو سکتی اسلئے اور نہ فرض پڑھے گا ذانی الشامی مخلصاً ومن لم یقدر علی شیء صلی لکم ما قدر من شیء ثابتاً اور جس کی انگلی کسی
ہو بسبب طرف قبلہ ہونے میں اور سکے زیر دار ہوں تو وہ ہر طرف کو ایکبار نماز پڑھ لیگا مخلوط احتیاط کے حکم جب نماز سے فارغ ہو اور نظر اس انگلی
پر پڑا ہو اور کپڑے پر جو اسمیں تین قول ہیں آپ سمجھ گئے نماز میں ناپاکی ہو سکتی کہ ایکطرف قبلہ اور کی ضمنہ میں ظاہر ہو اور دوسرے یہ کہ جاہدون طرف
ایک ایک نماز پڑھے جیسے مریض کہ اور کسی طرف منہ نہیں پھیر سکتا جاہ چار نہ نہیں پڑھے گا نماز ہی عالم گیری میں ضرورات سے فقہ کیا ہو گی زیادہ
درست اور دوسرا قول ہے اسلئے شارح نے اسکو اختیار کیا اور شرح منیہ میں بھی اسکو اعتماد کیا ہو کذا فی الشامی وصح علی الاول فلا یلزمہ
الاعادۃ لما استدل اور جس شخص کی رائے پہلی طرف کو پھر جائے تو اسی طرف کو پھر جائے یعنی کچھ نماز ایک طرف کو تحری کے بعد پڑھی پھر نماز میں
دوسری جانب قبلہ کی معلوم ہوئی اور اسطرف کو پھر گیا اور اسکی پہلی جانب پر رائے آگئی تو اوسیطرف کو پھر جائے اور خلاصہ میں ایک قول
یہ ہے کہ از سر نو فرض پھر سے قضا کرے اور تہذیب نے اول قول کو مقدم کہا ہے اور ظہیریہ اور شامی اور خانیہ نے بھی اور اسکو اوپر ذکر کیا ہو وھو ظاہر الروایۃ
وجدید ہو الاولی استدلالاً اور جس شخص کو پہلی رکعت کا شبہ ہوا جانا یا آیا ہو اور فرض نماز پڑھ رہا ہو مسئلہ اوسکی یہ ہے کہ ایک شخص نے تحری
بعد ایک رکعت ایک جانب کو پڑھی پھر رائے بدلگئی اور دوسری جانب کو پڑھنے لگا اور سوقت یاد آیا کہ پہلی رکعت کا شبہ نہیں کیا تو نماز کو پھر سے
پڑھے اسلئے کہ اگر سجدہ مذکور اوس جانب کو کرتا ہو جدید دوسری رکعت پڑھتا ہو فسدہ وقبلہ کیطرف نہ ہوگا اسلئے کہ پہلی رکعت کا قبلہ یہ طرف تھی اور
پہلی سجدہ رکعت مذکور کا پھرنے سے اور اگر پہلی رکعت کے قبلہ کیطرف کر کرتا تو فرض ادا ہو جاتا اسکے نزدیک قبلہ ہو اور اسی پر لازم آتا ہو اسلئے نماز از سر نو
پڑھ کذا فی الشامی وان شرع بلا تحری فی ثوبین او اصاب احدھما فرض القبلۃ اور جو شخص کہ قبلہ معلوم کرنے سے عاجز ہو اگر وہ نماز کو
بدون تحری کے شروع کر لیا تو شروع درست نہ ہوگا اگر چہ ٹھیک قبلہ کو پڑھتا ہو اسلئے کہ اوسنے فرض تحری کو چھوڑ دیا یعنی بصورت اشتباہ قبلہ کے
تحری نہ فرض تھی اور کا اور اسنے چھوڑ دیا الا اذا اجاد اصابتہ بعد فراغہ فالاصح القاء کرچہ اپنے فارغ ہونے کے بعد ٹھیک قبلہ کو پہنچا جانے
تو دوبارہ نماز نہ پڑھ یا القاء من مخالف لاعتقادہ بخبرہ بالحق یقیناً او غلبۃ ظنہ مطلقاً بخلاف بہت تحری کے سوا اور طرف پر ہو جانے سے کہ وہ
از سر نو پڑھ ہر حال میں یعنی اگر تحری کی بطرف پر ہوئی اور اسنے دوسری طرف پڑھی تو نماز کو پھر سے پڑھ ہر حال میں یعنی جانے کہ ایک
قبلہ کیطرف پڑھی یا خطا کی یا بعد نماز کے جانے یا کچھ بھی معلوم نہ ہوا یا امام عالم سے مروی ہو کہ اس شخص پر خوف کفر ہو کذا فی الشامی تفصیل لقولہ
انہ محلت لانہ لن یتجسس والوقت لم یدخل وبان خلافہ فی حق مجتہد آخر جسکو نماز کی پڑھنے والا اس گمان سے کہ وہ بہتر ہو جائے اور سمجھ پڑا ہو کہ اب
نہیں پایا ہو اسکا خلاف معلوم ہوا تو اسکی نماز درست نہوگی وہی نماز از سر نو پڑھے وہ نماز جو نیکی بھی ہو کہ اوسکا ضمنہ میں نماز فاسد ہو بھی ہو
ثواب خلوت ظاہر ہونے سے جائز نہوگی کذا فی الظہیری صلی جماعۃ خلف امام استحساناً وفی الصلوٰۃ علی الدابۃ یستقبلہ ان اصاب جاز والا فسد
وبقیت اللھم صلی الی جہات مختلفۃ فصح بتیقن منہم مخالفۃ امامہ فی الجہۃ وتذکرہ حلیہ صالحہ الاداء اما بعدہ فلا یضر اگر ہر شخص
ایک جوامت نے نماز پڑھی قبلہ کے مشتبہ ہونے کیوقت تحری سوا امام کے ساتھ اور ظاہر ہو کہ اسنے ان نے مختلف نماز پڑھی تو ہر
شخص کو اوس نے یقین سو یقین ہوا تھا کہ ادا میں بھی خلیفہ ہوا کذا فی النہیں کہ اسنے امام کے مخالف جانب نماز پڑھی یا امام سوا اسکے کہ پڑھ چکا یقین ہوا تو اسکی
نماز نہ درست ہوگی اور بعد ادا کے مخالفت کا حال معلوم ہوا اسکو مفترض نہیں شارح نے کہا کہ اگر قبلہ مشتبہ ہوا تو اگر نمازی شبکیہ طرف کو پڑھیگا تو درست ہوگی
اگر کوئی ایسا شخص ہو جو دریافت سے قبلہ کو پہچان لیا ممکن تھا مگر دریافت نہ کی تحری سو نماز پڑھی تو اگر ٹھیک قبلہ کیطرف کو پڑھی ہو گی تو درست ہو گی
ورنہ درست نہوگی شامی نے کہا کہ حالۃ الاداء ظرف ہو یعنی مخالفۃ امامہ کو اس سو کچھ علاقہ نہیں اسکو آگے پڑھو سو نماز ہر صورت سو درست نہیں
خواہ حالت ادا میں آگے پڑھنا معلوم ہو خواہ ادا کے بعد لاحتمال کونہ حالۃ الاداء والمتروک فرض کالمقام حالت ادا میں امام کی مخالفت معلوم

کرنے والے کی نماز اسکی نہ ہوگی کہ اوسکا امام ہونا اور اوسکو اقتداء صحیح سمجھتا ہو پھر اوسکا اقتداء کیسے ہوگا اور آگے بڑھنے کو معلوم کرنے والے کی نماز اسوجہ سے نہ ہوگی کہ اوسنے مقام کے فرض کو ترک کیا یعنی اوسکو امام کے پیچھے کھڑا ہونا فرض تھا آگے بڑھنے سے یہ فرض چھوٹ گیا شامی اور طحطاوی نے کہا کہ لاعتقادہ والحکم نشر مرتب ہو ومن لم یعتقد ذلک فصلوٰتہ صحیحۃ اور جس شخص کو حال مخالف امام اور آگے بڑھنے کا معلوم نہ ہو اور اوسکی نماز درست ہو کہا لو لم یعتقد الامام بان رجلا فی حالین یصلی ان قائم ولا یعلم الا بانیۃ جیسوا امام کو متعین نکر سے نماز درست نہیں بطریق یہ کہ دو شخصوں کو نماز پڑھتے دیکھا اور ایک کو معین کا اقتدا کرنا صحیح نہ ہوگا ہم ظاہر عبارت سے ایسا معلوم ہوتا ہو کہ تشبیہ صحت نماز کی ہو حالانکہ تشبیہ عدم جواز کی ہو تو شارح نے مناسب جانا کہ اوسکو لو نہ پڑھنا صلوٰۃ کے بعد ذکر کرنا کذا فی الطحطاوی **فروع** سائل طلقہ شارح کے شامی نے کہا کہ اگر شارح ان مسائل کو متصل مسئلہ کے بیان کرتا یعنی پیشتر استقبال قبلہ سو تو بہتر ہوتا الثانیۃ عشر تا ناشر ہ مطلقا نیت چاہیے خواہ منہ سے سب عبادتوں میں یعنی کسی عبادت میں نیت رکن نہیں بلکہ سب میں شرط ہو البتہ تکبیر تحریمہ میں اختلاف ہو کہ اوسکو بعض نے رکن بھی کہا ہے مگر معتمد یہی ہے کہ وہ شرط ہے **ولو عکسہ یمسئیۃ فلو عما معین باطل کصلاتی وصائم بطل والا لا** اگر اس الفاظ نیت کہے انشاء اللہ کہا تو اگر نیت کی ہوئی چیز ان کا نوں سو ہو گی جو زبانی قولوں سے متعلق ہیں چنانچہ طلاق اور ادا دی تو انشاء اللہ کہنے سے وہ باطل ہو جائیگی بلو اگر ایسی نہیں جو قول سے متعلق ہوں جیسے روزہ ہو تو انکی نیت کے بعد انشاء اللہ کہنے سے وہ باطل نہ ہوگی **لیس المراد من یدری ما یقول الاصل قول محقق للجہۃ وھو ضعیف** ہم حنفیوں کے نزدیک ایسا کوئی نہیں جو نیت کچھ کرے اور ادا اوسکو کچھ اور سے مگر امام محمد کے قول پر جمعہ میں ایسی صورت محکوم ہے اور وہ قول ضعیف ہو ہم ضرورت جمعہ کے مسئلہ کی بطرح ہو کہ ان کے نزدیک جمعہ نہیں ہوتا جب تک کہ خانہ کی کو اپنا رکھتے خلو اگر کسی شخص نے دوسری رکعت کے رکوع کے بعد جمعہ میں امام کا اقتدا کیا تو وہ یہ فرماتے ہیں کہ متقدی جمعہ کی نیت کرے اور بعد امام کے فارغ ہونے کے ظہر کی نماز پڑھی کر پس یہ صورت میں نیت تو کچھ اور تھی یعنی جمعہ کی اور ادا دوسری چیز کی یعنی نماز ظہر اصورت کے سوا دوسری ایسی نہیں کہ نیت اور کچھ ہو اور ادا اور کچھ کذا فی الشامی **المعتمد ان العبادۃ ذات الافعال تتحیب بنیتہا علی کلہا** قول معتمد یہ ہو کہ عبادت بہت سے فعلوں کا کی نام ہے ان سب افعال کو کیجیے جانی ہے یعنی اوسکو ہر فعل شروع سے لیکر اوسکو پورا ہونے تک نیت شرط ہو ہیں کافی ہے جیسا اس عبادت میں کہ ایک جی فعل ہو جیسا نچہ روزہ کہ بلا خلاف اوسکو اول ہی میں نیت کرنا کافی ہے **فلو نسیہا حالۃ الطلوع الریاء الحسن الساتی** شروع کیا عمل کو اخلاص کے ساتھ پھر اوس عمل میں ریا کا جی نمود کا خطرہ ہو گیا تو اعتبار سابق کا ہوگا یعنی جی اخلاص کے ساتھ ہی رہیگا ہم شامی نے کہا کہ اسکی وجہ شاید یہ ہو کہ نماز نا قابل تجزی نہیں تو ایسا نہیں ہو سکتا کہ بعض خالص خدا تعالیٰ کے لیے ہو اور بعض غیر کے لیے تو ان اگر بعض کو دکھانے کے لئے باستوار کر پڑھیگا تو اس بنائے سنوار یگا کچھ ثواب نا پائیگا **والریاء انہ لو خالط عمر الناس کالصلاۃ فی** دریا وہ کامل ہے کہ اگر نمازی لوگوں سے مطلع ہو تا تو نماز نہ پڑھتا **فلو معہم شخصا او وحدہ کالاول او اثنا فالثانی** پس اگر لوگوں کے ساتھ ہو کر نماز کو اچھی طرح پڑھا اور تنہا اچھی طرح نہ ادا کر ہو تو اوسکو اصل نماز کا ثواب ملیگا اچھی طرح پڑھنے کا ثواب نہ ملیگا بظاہر یہ حکم فرض اور نفل دونوں کو شامل ہو گا ذکر فی الخلاصۃ **ولا یترک لخوف وجود الریاء کالاول** اگر ہو وہم ہو نماز یا دوسری نیک کام کو نہ چھوڑے ریا کے وہم ہونے کے خوف سے اسلئے کہ ریا کا داخل ہونا ایک دہمی بات ہو تو دہمی بات کے لئے نیک کام کیوں چھوڑا جائے **ولا ریاء فی اخر الجمعۃ فی الاصح** اور اصح یہ ہو کہ جمعہ واجب اور نصوص حتمیہ ہو فرضوں میں واجب ساقط ہونے کے باب میں یعنی ریا نہ فرض کو باطل نہیں کرتا اور فقیہ ابو اللیث نے نوازل میں اپنے بعض اساتذہ کا قول نقل کیا ہو کہ نہ صحیح ہو جمعہ ہی ہو **وقیل یکفر** اور ایک قول ہو کہ کافر ہو جائیگا **والاول اصح** اگر یہ اصل ثواب کو نہیں کہتا بلکہ زیادتی ثواب کو فوت کرتا ہو تو اگر کوئی شخص ریا کے ساتھ نماز پڑھ لیگا تو اوسکا ذمہ سے واجب ساقط ہو جائیگا **کما یعلم مما یاتی** جانے شرائط اور ارکان نماز کے کذا فی الشامی **قیل لمن حضر صل الظہر فی بیتک فصل الجماعۃ الذی یعنی ان حضورہ کالا یستحق الذی لم یحضر** ایک شخص سے کہا گیا کہ ظہر کی نماز پڑھ لے مسجد کو ایک دینار ملیگا مگر اوسنے اسی ارادہ سے نماز نہ پڑھی تو چاہیے کہ یہ نماز اوسکو کافی ہو اور وہ ستر دینار کا

ہم نماز کا کافی ہونا تو اسوجہ سے ہو کہ فرض میں ریا کو دخل نہیں اور دیانۃ کا استحقاق اسوجہ سے کہ نماز وہ ہے کے واجب تھی پھر یا جو کا استحقاق نہیں ہوا مثلاً باب اپنے بیٹے کو اپنی صحت کے لئے نذر رکھے تو بیٹا کیسے نذر کی مستحق ہوگی اسلئے کہ اپنے کیصحت اوسپر واجب ہو کر ذمۂ الشامی الصحۃ لا یرتضی الخصم لا یفید بل یصلح للہ تعالیٰ فان لم یکن خصمہ اجتمعن مسکہ نماز کا پڑھنا دشمنوں کے دامن کر دینے کے لئے منصب نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کو بندے کا خوف دشمن اپنا خیال معاف نکریگا تو آخرت میں اوسکی پکڑ نہ ہوگی مسکہ اگر کوئی نماز قضا کر گیا تھا ہم نے کہدیا کہ اوسکو فرض نہ ہوگا اور نہ اوسکا

نماز چوار اور نماز جنازہ و طاہر و لا تبطل بنیۃ القطع ما لم یکبر بنیۃ صلوٰۃ اخری اور نماز باطل نہیں ہوتی قطع کی نیت سے جب تک دوسری نیت نہ کرے
اگر کوئی ہم میں ایک شخص نے فرض شروع کیا پھر یہ نیت کی کہ فرض کو قطع کرتا ہوں نفل پڑھتا ہوں تو جب تک نیت نفل کے بعد اللہ اکبر نہ کہے گا تب تک اسکا فرض
باطل نہ ہوگا اور نیت میں جو تبدیل کی قید لگائی ہے اسکے معنے یہ ہیں کہ اگر پہلی نیت کے موافق نماز کا ایک رکعت پڑھ کر پھر اسنے دوسری نیت کی مثلاً ظہر کی نیت سے کچھ پڑھ کر کسی نے دوسری رکعت باطل نہیں ہوگی کہ اسنے الخطاط فی الصلوٰۃ ولو نوی فی صلوٰۃ الصوم صحت اور اگر اپنی نماز میں روزہ کی نیت کی تو درست ہے
خطاط اسکی کہا کہ جو پھر ہو گویا جس فعل میں مشغول ہو اسکی اندر دوسری چیز میں مصروف ہو

باب صفۃ الصلوٰۃ

یہ اب ہے نماز کی کیفیت
میں ہو وہ فرض ہے یا واجب یا سنت یا مستحب شروع کے بیان میں بعد شرط کے بیان کے جو معنی اول نمازی شرط کا بیان ہوا اب نماز کا بیان
شروع ہوا ھو فی اللغۃ مصدر فرع فکیفیۃ مشتقا علی فرض وواجب وسنۃ ومستحب وصفت لغت میں مصدر ہے یعنی جیسے معنی
ہیں بیان کرنا اُس چیز کا جو موصوف ہے اور عرف میں صفت وہ کیفیت ہے جو شامل ہو فرض اور واجب اور سنت اور مستحب پر ہم یہ لفظ
عرفی مطلق صفت کی نہیں بلکہ خاص صفت نماز کی ہے اور تیز اس سے مفہوم ہوتا ہے کہ صفت نماز سے مراد صفت اجزاء نماز ہو کہ بعض اجزا
فرض ہیں اور بعض واجب اور بعض سنن اور بعض مستحب میں قرأۃ الثانی لا التعریف بدلیل انہا التقویم فانہا نماز کے اُن فرضوں سے
جنکے بدون نماز درست نہیں ہوتی ایک تکبیر تحریمہ ہے حالت قیام میں ہم تحریمہ سے مراد ذکر خالص جو مثل اللہ اکبر تحریم کے معنی میں کسی چیز
کا حرام کرنا اور چونکہ تحریمہ کے بعد نمازی پر کلام وغیرہ مباح چیزیں حرام ہو جاتی ہیں اسلئے اسکا نام تحریمہ ہوا اور فراقص فرضوں میں یہ چیز جدا جدا
نے لگائی کہ جنکے بدون نماز درست نہیں ہوتی بعد ظاہر کر نیوالی صفت ہے کیونکہ فرضوں میں ایسا کوئی نہیں جسکے بدون نماز صحیح ہوتی ہو اور
تحریمہ حالت قیام میں چاہیئے اس سے معلوم ہوا کہ اگر امام کو رکوع میں پایا اور اللہ اکبر کہا تو اگر گھٹنے رکوع سے قریب تر تھے نماز صحیح ہوگی اور
جبکہ سر کو گھٹنے تک درست نہ ہوگی اور اسکے پہلی شرطوں کے ساتھ اسلئے ذکر کیا کہ تحریمہ نماز کے ساتھ ایسی ملی ہو جیسے دروازہ گھر سے کہ آگے
الشامی والطحطاوی وھی فی غیر جنازۃ الفاء بمعنی بعد لیفید التکبیر تحریمہ شرط ہے جنازہ کے سوا اور نمازوں میں اور فرض ہے قدرت والے
پر یعنی گونگا اور اسی پر اللہ اکبر کہنا فرض نہیں بلکہ جو کچھ سکتا ہو اسپر فرض ہے یعنی تحریمہ کی شرط ہونے پر قسمتی ہیں نہ کہ ان ہونے پر جو قول ہمارا
محمد کا ہے اور جنازہ کو اسلئے مستثنا کیا کہ اسمیں یہ تکبیر کن حرشل اور تکبیروں کے کہ ذانی الشامی فجیء بناء الفعل علی الاول وان
کے یہ تکبیر تحریمہ شرط ہے تو درست ہوا کہ ایک نفل کی بنا دوسری پر اور نفل کی بنا فرض پر اگر چہ مکروہ تحریمی ہے ھم یعنی ہونگے تکبیر تحریمہ رکن نہیں تو
اگر ایک رکعت نفل کے بعد دوسری کے لئے کھڑا ہو گیا تو درست ہو گیا اگر تکبیر تحریمہ کہتی ہوتی تو دوسری نفل سب فوت ہونے کے رکن کے جائز نہ ہوتا
اور فرض پر بنا نفل اسلئے جائز ہوئی کہ فرض قوی ہوتا ہے قوی پر بنا ضعیف کی ہو سکتی ہے عکس صحیح نہیں اور وجہ فرق یہ ہے جو ان دونوں صورتوں کی
یہ ہو کہ اول تو سلام میں تاخیر ہوتی ہے دوسری ابتدا دوسری نفل کی تحریمہ نہیں ہوتی کذانی الشامی والطحطاوی کا ھو ھنا علی فرض
الوقت علی الظاہر نہیں جائز ہے بنا فرض کی دوسری فرض پر یا نفل پر بموجب ظاہر مذہب کے ھم اسمیں کچھ سخت ہے کہ جب تکبیر تحریمہ شرط ہے تو
چاہیئے یوں نہ ہو کہ ہر نماز کی بنا دوسری پر جائز ہوتی جیسی کسی نماز کی طہارت سے مثلاً وہ دوسری نماز درست ہو سطرح اور شرطوں کا حال ہے کہ
انمیں خصوصیت خاص نماز کی نہیں ہر تحریمہ ایک فرض کی دوسرے کیلئے کافی نہیں اسکا جواب یہ ہے کہ فرضوں میں تعین اور جدا جدا مطلوب ہے
کہ عبادت مقصودہ ہو اگر ایک کی بنا دوسری پر ہو تو دونوں ملکر ایک عبادت ہو جائیں جو خلاف مقصود ہے کما بینا ھا بارکانہ ھذا ھو
الصحیح الشرط ہے اور بسبب متصل ہونے کے تکبیر تحریمہ کے ارکان نماز کے ساتھ مراعات کی گئی ہیں اور کسی شرطوں کا ہم جو ایک سوال مقدر
کا اسکی تقریر یہ ہو کہ اگر تکبیر تحریمہ شرط ہے تو اوسکی کئی شرطوں کی رعایت کیوں کی گئی ہے شرطیں تو ارکان میں ہوتی ہیں شارح نے جواب
دیا کہ تکبیر میں طہارت اور استقبال قبلہ وغیرہ شرطوں کی رعایت اسلئے ہے کہ تکبیر متصل ہو قیام سے جو رکن ہے نماز کا یعنی جو شرطیں رکن میں ہوتی ہیں شرط

نہیں دہ بربنا اتصال تکبیر میں ملحوظ ہوئیں یہ نہیں کہ حد تکبیر کے لئے ہوئے کی جہت سے ملحوظ ہوں کہاں وقد صعفہ الفاضل المحشی لہذا یہ تکبیر تحریمہ کے لئے شرائط کی مراعات کا انکار کیا ہے یعنی امام شامی جو اسکے قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم شرطین نماز کی ہیں ہی تکبیر کے لئے ہیں انکے جواب میں علی نے کہا ہے کہ یہ کہاں سے کہ جو شرطین نماز کے لئے ہوں وہی تکبیر کے لئے ہوں مثلاً ایک شخص کے نجاست کا دہونا تکبیر تحریمہ کی اور تحریمہ سے فارغ ہو کر نجاست ڈالدی یا شرمگاہ کھولے تحریمہ کیا اور تحریمہ کے بعد تھوڑی سی حرکت سے شرمگاہ یا جہاں نجاست تھی دست بھی جاتا کہ شرطین نماز ہیں پھر اسی وجہ سے فتح القدیر میں ہے قولہ ویدیہ الخ یعنی علی نے مراعات شرط نماز تحریمہ میں ہیں کہا ہے کہ ہم مراعات اسلئے نہیں کہتے کہ تحریمہ رکن نماز ہے بلکہ اسلئے کہ ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر مراعات شرط نماز تحریمہ میں نہ کریگا تو نماز ہی نہ ہوگی اور یہ تو ہمیں کلام ہے اسلئے کہ یہ قول بمقابل قول شرنبلالی کے ہے جو کہتے ہیں کہ تحریمہ میں مستحب ہے ملحوظ ہے کہ علی نے شرنبلالی کے قول کو ضعیف بتایا ہے اور جو ہم دوسرا کہتا ہے ہیں لہذا العبرۃ للدلیل فقہ لہم المدیع علی التسلیم اولے ہاں تسلیم میں ہے کہ مراعات شرط کے کرنے کو کہہ غایت شرائط کی مان لینے پر تتمہ چیز یہ ہے یعنی ہمارا جواب یہ ہے کہ تحریمہ میں مراعات شرط نماز کا انکار کیا جاتا ہے اور نہ ہم تحریمہ میں علی نے لکھی ہیں دوبن سکیگی ملحوظ ہے کہ اسکے جیسا شارح نے علی کے قول کو ملحوظ رکھ کر جو جواب دیا کیا تو اس سے یہ نکلتا ہے کہ شاید یہ ہی قول سنیہ ہوگا اسلئے تسلیم کے اس جملہ سے اس امر کا کہ ہم کو دور کر دیا لکن نقول الاحتیاط لمعلاقہ مگر ہم یہ کہتے ہیں کہ احتیاط کے خلاف ہے ضعیف ہو حنفیہ تحریمہ کے قول سے ترجیح ہم مراعات کی معلوم ہوتی ہے مگر احتیاط کیسے نہ ہو کہ مراعات شرط نماز کی جاتی ہے کہا کہ ظاہر عبارت بحر الرائق اور غیر الفائق اور نہج الفقاہ سے یہ ہے کہ عدم مراعات پر اعتماد ہو وحسارۃ الدرھان والاحتیاط فی ھذا ما مشی علیہ الشارح لکنہ یشکل بما اختیارہ لکنہ قال باختیار القول الذی ھو کتابہ اور عبارت برہان کی یہ ہے کہ تحریمہ کو کرے مگر اس پر شرائط نماز کی جو نماز کے لئے ہے تو وہ باعتبار تحریمہ کے رکن ہونے کے نہیں بلکہ اس لحاظ سے ہو کہ تحریمہ قیام سے متصل ہو پھر نماز کا رکن ہو وھو انہ القیام بحیث لو مد رجلہ لا یکون رکنا کتبہ اور ایک فرض نماز کا بیٹھ کر بدون نماز ہیں ہوتی کہا ہوا ہے اسطرح کہ اگر کوئی ہو اور وہ اقامہ سنے تو وہ بیٹھ کر وہ بیٹھ کر پڑھے تو نماز ہو گا کیونکہ ہو چکا ہو گا تو فرض ادا ہو جائیگا لیکن جب اتنا ہو کہ لوگ ہو اور وہ اقامہ سنے تو کھڑا ہو کر نماز پڑھے تو نماز نہ ہوگی اور اگر نماز میں خروج پایا جائے

فرمسجد ہو اشارہ مسجد پر بہتا ہیئکہ اسلئے کہ قیام در اصل مسجد کا جاء اصل ہے قدرت نہیں فرمذر لیکہ کیجی ترک کرے کہ مطلوبی نے کہا کہ اس سے اشارہ مسجد پکڑنے سے ہو کر پڑھنا بھی جائز ہے لکھا اس لیے کہ جائے اور اسی طرح اشارہ مسجد پر بہکر پڑھنا سجد ہو اس شخص نے کہ اگر رکوع کر سکے تو اور سکا فرض ہے لگو کہ یہ شخص کہ بھی گویا سجد ہو حاضر ہوا اسلئے کہ سجدہ کرنے سے سر زمین تو ٹھتا ہو تو جب سجدہ ساقط ہوا تو قیام بھی ساقط ہو گا کذا فی الحلبی وقد قال القفال من یسر جل جبریحہ اذا قام وان یسلمن کما اذا رکع (رواہ البیہقی عن ابن عمر) وتو المصنف عن القراء اصالا ار عن صوم رمضان اور کبھی لازم ہوتا ہے بہکر پڑھنا مثلاً کشتی ہونے سے کسی شخص کا زخم ہے لگو یا پیشاب جاری ہو جاوے یا چوتھائی شرمگاہ کھلا ہوا تو اوات نہوا لکھا عاجز ہو جاوے یعنی قدر فرض بھی نہ پڑھ سکو یا قیام کی جب سے روزہ رمضان کے روزہ سے عاجز ہو تو ان صورتوں میں بیٹھکر پڑھے کیونکہ بیٹھکر ہونے سے یہ اطہارت جاتی رہیگی (ستر اوات یا مردہ اور انکا کوئی بدل نہو گا اور قیام کو ترک کرکے نہ سے بیٹھنا اسکا خلیفہ ہو جائیگا ولو کان قادرا علی القیام الترخص الی الجماعۃ صح فی بیتہ قائما بہ یفتی خلافا للاستبا اور اگر جماعت کے لئے لکھنا نمازی کو قیام سے عاجز کردے یعنی جماعت میں جانے سے اتنی طاقت نہیں تھی کہ پھر کھڑا ہو کر جماعت کا شریک ہو تو اپنے گھر میں کھڑا ہو کر نماز پڑھے جماعت میں نجاوے اسکا فتوی ہوا اسلئے کہ قیام فرض ہوا اور جماعت سنت موکدہ ہے تو اوا سکی لئے فرض کو نہ چھوڑنا چاہیے بخلاف قول شبانہ کے ھم شبانہ میں مجتبی سے اسکی تصحیح کی ہے کہ جماعت کے لئے جاوے اور بیٹھکر شریک ہو صفہا القراءۃ فان قدر علیہا کما سبق اور ایک فرض نماز کا قراوت ہوا شخص کے لئے جو قراوت پر قادر ہے جہانتک فصل آیندہ میں ذکر ہو گا وھی کذا وھی کذا یعنی عدد الاکثر اور قراوت کرنی زائد ہے اکثر فقہا کے نزدیک ھم رکن کی دو قسمیں ہیں ایک اصلی اور ایک زائد کرکن اصلی وہ ہے کہ بدون ضرورت اور بدون عوض کے ساقط نہیں ہوتا مثل قیام کے اور زائد وہ ہے کہ بدون موجود ہونے ضرورت کے بھی جنس صور فرض ساقط ہو جاتا ہے اور اوا سکا کوئی قائم مقام بھی نہیں ہوتا جیسے قراوت لیسقط طہ بالاداء یا لاداء یا لاخلف بسبب ساقط ہونے اس رکن کے مقتدی ہونے سے جو دن نماز کے یعنی مقتدی سے قراوت ساقط ہو جاتی ہے اور اوا سکا خلیفہ کچھ نہیں ہوتا بخلاف اوا رکان کے کہ اگر وہ ساقط ہوتے ہیں تو دوسری چیز اوا سکا عوض ہوتی ہے مثلاً جس شخص سے رکوع اور سجدہ ساقط ہوتا ہے تو اشارہ اور اون دونوں کا قائم مقام ہوتا ہے پہانتک بیطا فترا فرض ہے کہ رکن وہ ہے جو داخل ماہیت ہو تو وہ نہ زائد کیسے ہو سکتا ہے اور اسکا جواب یہ ہے کہ رکن ہوتا اور حالت میں ہوا اور زائد ہوتا دوسری حالت میں یعنی جب ایسی حالت ہو کہ قراوت کے ہوتے ہو سکتا نہ ہوتی ہو اور نہوتے ہو سکتی ہو تب تو اس کو رکن کہیں گے جیسے تنہا نماز پڑھنا اور جب ایسی حالت ہو کہ قراوت کے نہوتے ہو سکتا ہو جاتی ہو تو اسکو زائد کہیں گے کذا فی الطحطاوی والشامی ویسنہا الرکن بحیث لو تلا یلا ثلاثا لم یکتف بہا اور ایک فرض نماز کا رکوع ہو یعنی اسطرح جھکنا کہ اگر اپنے دونوں ہاتھ پھیلا ہوا ہو تو دونوں ہاتھ کو پکڑ لے اور سجدہ ہو اگر صورت سر کا جھکانا رکوع میں کافی نہیں اور جب صورت کھڑے ہو کر رکوع کرنے کی ہو اور اگر بیٹھکر رکوع ہو تو بیٹھنی مقابل زانو کے آجانی چاہیے کذا ذکرہ ابو السرور وفیہا السجود وھو وضع الجبہۃ واحد القدمین فرض ہے اور ایک فرض نماز کا سجدہ کرنا جو اپنی پیشانی اور دونو قدموں سے اور ایک اونچی جگہ کا بچھانا دونوں پاؤں سے شرط ہو سجدہ کے درست ہونے کی یعنی اگر دونو پاؤں زمین سے بالکل اٹھ رہیں تو سجدہ درست نہو گا واذکر اثرہ تعیشا ما یعتبر بالسجدۃ لا بالرکعات اور مکروہ ہے کہ جاء سجدہ کا متصل جماوت ہو حدیث ہو مثل رکعتوں کی شمار کے ھم یعنی سجدہ کے دوبارہ کہنے کی کوئی وجہ عقلی نہیں صرف منقول بعبادت حق ہے جسکو ہم جانتے ہیں کہ اور دوبارہ سجدہ کرنے سے شیطان کی مخالفت کرنیکے لئے ہو کہ اسنے انکیبارنہ کیا ہم دوبارہ کرتے ہیں ہمارا اس میں کیا کہ آیت قرانی سے سجدہ کا تکرار نہیں مفہوم ہوتا اگر حدیث اور اجماع سے ثابت ہوا جیسے شمار رکعات کا انہیں دونو سے ثابت ہوا وھی القعود الاخیر ہ اور ایک فرض نماز کا قعدہ اخیرہ ہو والذی لیکبر ارادۃ شرط لہا کما لہ شروع لخبر مع الشروع اور جو ارادت کا شرط ہو وہ یہ ہو کہ قعدہ اخیرہ شرط ہے اسکے کہ وہ شروع ہو اور نماز سے خارج ہونے کے جیسے تکبیر تحریمہ شروع ہوتی ہے نماز کے شروع کرنے کو یعنی قعدہ اخیرہ مقصود بالذات نہیں ذلیسہ

فصد ہو چکا ہو دی نے کہا کہ یہ جملہ علت شرط ہونے کے لئے کافی نہیں کیونکہ قیام بھی خود بہ سجدہ کے مانند خالکہ وہ رکن ہونہ شرط ہم قعدہ اخیرہ میں اختلاف ہو بعض کے نزدیک رکن اصلی ہے اور بعض کے نزدیک شرط اور بعض کے نزدیک کن نہ شرط یہی بیان اختلاف ہو گا اور اصح یہی ہے کہ فرض ہے اور رکن ہو وصحح فی البدائع انہ رکن لانہ الحق من خلف بالفرض من السھو اور یہ ان میں کی تصحیح کے بہ مانند ہے کہ قعدہ اخیرہ رکن نماز ہے اور سجدہ سہو کرنا اگر کمی تسلیم کیا جائے تو نماز اور اسکی قسم سجدہ سہو سر اٹھانے پر نماز باقی ہو گی تصحیح کی سے بہ مانند ہے کہ قعدہ اخیرہ رکن نماز ہے اور سجدہ سہو کرنا اگر کمی تسلیم کیا جائے تو نماز اور اسکی قسم سجدہ سہو سر اٹھانے پر نماز باقی ہو گی اگرچہ قعدہ اخیرہ کا مکلف کافر نہیں شامی نے کہا کہ مراد منکر ہے اور اسکی فرضیت کا منکر ہے اسلئے کہ بعض کے نزدیک قعدہ اخیرہ واجب ہے اور اگر اسکی اصل مشروع ہونے سے انکار ہو گا تو کافر ہو جائے گا

سمجھو ایک طرح بیان کرنا چاہا ہوتا یعنی یوں کہتا کہ تقدیم امام کی رکوع میں اور سجدہ کی سجدہ میں اور تشہد کی تشہد میں اخیرہ پر پس اگر اس ترتیب کے خلاف کرے گا تو نماز فاسد ہو جائیگی کذا فی الطحطاوی وَاَتِمُّوا الصَّلٰوۃَ الخ تتمیم فرض جماعت کے بیان سے ہوا گیا نماز کا پورا کرنا یعنی ایسی طرح ادا کرنا کہ آسکا کوئی فرض نہ چھوٹے ھم طحطاوی نے ابو السعود سے نقل کیا کہ شارح کے اس قول کے بعد کہ واجب کو واجبوں کے ارکان سے جو حرف

اگرچہ غائبی حرفی ہو نادر ہو ان فارسی میں قرارت میں نہیں ۵ وعن ترکہا عمداً او سہواً او جہلاً ۵ وعن ترک حرف منہا او تغییرہ ولو مشدداً او تبدیلہ بآخر کذلک فی الفاتحۃ اگر ترک ہو عمداً یا سہواً یا جہلاً سے اور حرف میں سے ایک حرف کا یا تغییر کرے اگرچہ مشدد ہو یا تبدیل کرے بآخر کذلک فاتحہ میں ۵ وعن ترک ترتیبہا او موالاتہا بقدر اداء رکن ۵ وعن ترک قیام فی فرض علی قادر ولو فی رکعۃ او فی رکن منہا ۵ وعن ترک قراءۃ فی فرض ولو فی رکعۃ او فی رکن منہا ۵ وعن ترک فاتحۃ فی رکعۃ من فرض او نفل ۵ وعن ترک ضم سورۃ او ثلاث آیات قصار او آیۃ طویلۃ او قدرہا فی رکعتین من فرض او نفل ۵ وعن ترک تعدیل رکن ۵ وعن ترک ترتیب بین فرض وواجب ۵ وعن ترک واجب فعلی ۵ وعن ترک واجب قولی ۵ وعن ترک واجب عملی ۵ وعن ترک سنۃ ۵ وعن ترک ہیئۃ ۵ وعن ترک تعدیل ۵ وعن ترک ترتیب ۵ وعن ترک قعدۃ ۵ وعن ترک سلام ۵ وعن ترک خشوع ۵ وعن ترک طمانینۃ ۵ وعن ترک تسبیحۃ ۵ وعن ترک تکبیر ۵ وعن ترک تسمیع ۵ وعن ترک تحمید ۵ وعن ترک تسبیح ۵ وعن ترک تشہد ۵ وعن ترک صلوٰۃ ۵ وعن ترک دعاء ۵ وعن ترک تعوذ ۵ وعن ترک تامین ۵ وعن ترک قنوت ۵ وعن ترک تکبیرات العید ۵ وعن ترک تکبیرات الجنازۃ ۵ وعن ترک تکبیرات التشریق ۵ وعن ترک تکبیرات الافتتاح ۵ وعن ترک تکبیرات الانتقال ۵ وعن ترک تکبیرات الرکوع ۵ وعن ترک تکبیرات السجود ۵ وعن ترک تکبیرات الرفع ۵ وعن ترک تکبیرات الجلسۃ ۵ وعن ترک تکبیرات القعدۃ ۵ وعن ترک تکبیرات القیام ۵ وعن ترک تکبیرات القراءۃ ۵ وعن ترک تکبیرات الرکعۃ ۵ وعن ترک تکبیرات السجدۃ ۵ وعن ترک تکبیرات الرکن ۵ وعن ترک تکبیرات الصلوٰۃ ۵ وعن ترک تکبیرات الفرض ۵ وعن ترک تکبیرات الواجب ۵ وعن ترک تکبیرات السنۃ ۵ وعن ترک تکبیرات الہیئۃ ۵ وعن ترک تکبیرات التعدیل ۵ وعن ترک تکبیرات الترتیب ۵ وعن ترک تکبیرات القعدۃ ۵ وعن ترک تکبیرات السلام ۵ وعن ترک تکبیرات الخشوع ۵ وعن ترک تکبیرات الطمانینۃ ۵ وعن ترک تکبیرات التسبیحۃ ۵ وعن ترک تکبیرات التکبیر ۵ وعن ترک تکبیرات التسمیع ۵ وعن ترک تکبیرات التحمید ۵ وعن ترک تکبیرات التسبیح ۵ وعن ترک تکبیرات التشہد ۵ وعن ترک تکبیرات الصلوٰۃ ۵ وعن ترک تکبیرات الدعاء ۵ وعن ترک تکبیرات التعوذ ۵ وعن ترک تکبیرات التامین ۵ وعن ترک تکبیرات الق

وقت فرض اور بیٹھ کے معاف ہوں بیمہ بیان ہو نوین فرض کا بیمی سجدہ بالبنت ہر زمین سوا بچھی جگہ پر ہو اور اکثر بیشر کی جہت سوا اور کرسی خدر ہو جو نوخات ہو سیلم اگر کثرت آدمیہ کی جہت سو نماز کی کسی شخص کی پشت پر سجدہ کرے بغیر طبکہ وہ شخص بھی وہی نماز پڑھتا ہو جو خارجی پڑھتا ہو تو سجدہ بھی ہوجائے گا کذا فی الشامی ۵ اداءات افعال الصلوٰۃ بیقطۃ و تیۃ مرفوض علیک مقرر اور اگر تارک نماز کے افعال کو بیمہ ہی میں اور اگر نہیں مقرر ہوں کی تہیہ متقدم ہے ۵ وتیۃ افعال الصلوٰۃ فقد ہ و فی شرح عنہا الخروج منہا فرض ختم کرنا تیہ نماز کے افعال کو قصد و کرنا تارکی کا اور ختم کی آغاز ہے سے بیٹھنے قعود کے منع ہے شامی نے کہا کہ کی تیہ سے تب ہوا اور عنہا ختم ہو ہوا اور ختم صلوٰۃ و کیفیت ہی الاستیناف ظاہر الاحتیاج ذرائض کے لئے اختیار شرط ہے یعنی ہو شمین ہونا اور جاگنا ہم ایک سنہ مین رشرقوتی اور اہا الاختیار ہے چونکہ ماتن کے قول مین و مستحبہ کی اوا ئیسا کذ بجائے تو ہر شارح کا مکرر لانا فضول ہے لیکن البتہ بسبب دور پڑ جانے قول ماتن کے اعادہ کا خالی فائدہ سے نہیں اما او یکع او یسجد ذاہا لا کل للہ علی اجزاہ تو اگر رکوع کیا یا سجدہ کیا بالکل غفلت کی حالت مین تو اوسکو کافی ہوگا یعنی غفلت اور بھول مخالف اختیار کے نہیں بلکہ سونا اوسکی مخالف ہو چنانچہ ماتن کہتا ہو فان فی ہما او باحدہما ناسیا قام او قرأ او رکع او سجد او قعد الاخیر تامًا لا یفسد ہما الی بل یصیرہ و لو القراءۃ فانہ لا او القعد قدر التشہد الاخیر پس اگر اوا کیا سب ذرائض کو یا اخیر سے ایک کو سونے کیحالت مین بطریقہ کہ سونے مین قیام کیا سکے کو سونے کیحالت مین بھی سنہر ہوتے ہین کذا فی الشامی وان لم یعد الا فضل و مع الاعن اختیار فکان وجہ قولہ کفاہ و التأخر عنہ فاوان اور اگر حسب کر کن کو سونے ہوا اوا کیا و سکو نہ دہرائے گا تو نماز فاسد ہو جاوے گی بسبب سنہر و ہونے اس رکن کے لئے اختیار ہی ہو تو اگر کا وجود اور عدم برابر ہو گیا اور لوگ اس سے غافل ہین یعنی اسپر ارکان کو دہراتے نہین پڑھتے جبکہ سونے کی حالت مین اوا کیا ہو فانوائی النائم ترکہ فانہ تفسد صلاتہ لانہ ذاہر کہ قصدی لا تشل الرکن پس اگر سونیوالے نے ایک رکعت پوری اوا کی تو اوسکی نماز فاسد ہو جائیگی اسلئے کہ اوسنے ایک رکعت زیادہ کر دی حالانکہ رکعت ترک کی قبول نہین کرتی یعنی سونے مین جو رکعت اوا کی وہ غیر معتبر ہوئی اوسکی عوض دوسری رکعت اوا کی تو اب پوری نماز مین ایک رکعت بڑھگئی اور ایسا ہونہین سکتا کہ قدر معتبر کو ترک کر کے باقی کو صحیح کیا جائے جیسے چار رکعتون کی جگہ دو کی اوا ہو پڑھ دو نماز درست نہین ہو سکتی اسطرح یہ نماز بھی درست نہین و لو رکع او سجد ناسیا فانہ یعتبر فیہ اجزاہ لعدم الرفع و الوضع الا باختیار اور اگر نماز نے رکوع کیا یا سجدہ کیا اور رکوع یا سجدہ مین سو گیا تو اوسکو کافی ہوگا اور اطمینان کے ساتھ رکوع کے اختیار کے ساتھ یعنی رکوع کے لئے جھکنا اور سر اٹھانا اور سجدہ کے لئے زمین پر سر رکھنا اور اٹھانا افعال اختیاری ہین انکے بیچ مین سو جانا معتبر نہین ہوتا واجبات لا تفسد بترکہ اور نماز کے کچھ واجبات ایسے ہین جنکو ترک کر سو نماز فاسد یعنی باطل نہین ہوتی ہم شارح نے اوانقسد بترکہ کے قول کو رد کیا کہ اوسنے ذکر کیا ہوگا کہ واجب کے ترک سے نماز فاسد ہوتی ہے مگر اوسکا باطل نہین ہوتی و جہ وہ یہ ہو کہ اوسنے فقہا کی عبارت مین فاسد اور باطل کو ایک ہی معنی مین برتتے ہین تو پہر اوسکا کیا معنی کہ فاسد ہوتی ہے باطل نہین ہوتی البتہ سطالعات مین فاسد اور باطل جدا جدا معنی مستعمل ہین جس سے کہ کوئی وصف مرغوب جاتا رہے اور باطل ہو جس سے کوئی رکن مفقود ہو جاوے و نداد وجہا قولہ و السہو بان لا یسجد الخ اور جس نماز مین واجب ترک ہوا ہو وہ بارہ پڑھی جاوے بطور جبر کے اوسکی مین بسہو ان سے ثابت ہوگا کہ سہوا کا سجدہ نہ کیا ہو یا سہو سے کیا مگر سجدہ سہو نہین کیا فرد و نہ نوین اوس نماز کا دوبارہ پڑھنا واجب ہو و ان لم یعد لم یسجد ہا ثم لو کان ناسیا قضاہا اور اگر اوس نماز کو نہ دہرائے گا اور اوس نماز کو بھی بھول گیا ہو گا اسلئے کہ ترک واجب کرنے سے ترک سنت ہی ہو اور کرنے سے کوئی نماز لازم نہین آتی اور اگر اوسکو یاد آ جاوے تو فایدہ ہی اور اگر نہین تو کچھ نہین اور اسطرح جو نماز کہ اوسمین سجدہ سہو کے ساتھ اوا کیا ہو مثلاً جہری یا سرار کو بہ قدر رکن کے یا جہر کی جگہ مین تصدیہ سرار اوسکو پھر نماز اوا کی فوا لیسی نماز کا ذہرانا واجب ہو و الحاصل ان الفرض لا یتکرر الا بترک واجب او فساد مفسد ہو کہ دوبارہ پڑھنا اوس نماز کے پہلی نماز کے نقصان کا پورا کرنیوالا ہو اسلئے کہ فرض مکرر نہین ہوتا ہم قولہ ان ترک لا یعتبر

ادا بلسہ کا ہو کہ وہ اسہ کی نماز کو فرض کہتا ہو حالانکہ وہ تو اول کے نقصان کو زائل کرنے والی ہے جیسے سجدہ سہو سے نقصان دور ہو جاتا ہے تو وہ نماز فرض نہیں ہے کیونکہ اگر اسکو فرض قرار دیں تو اول نماز بھی فرض ہی تھی حالانکہ اول نماز تو ادا ہو گئی تو کیا وہ فرض ہو جاتی ہے حالانکہ ایک ہی فرض دو مرتبہ ادا ہو اسکی فرض وقت اور اسکے سوا وقت میں بھی معلوم ہو گیا کہ نماز اول فرض ہے تو اگر یہ فرض ہوں تو دو فرض ہو جائیں حالانکہ ایک ہی فرض ادا ہو سکتا ہے اگر ایسا نہ ہو تو پھر ایک ہی فرض کے دو مرتبہ ادا ہونے کا قائل ہونا پڑے گا حالانکہ کوئی شافعی دو مرتبہ ادا میں جماعت کا شریک ہو گا تو اسکی نماز ہو گی کیونکہ امام کی نماز فرض نہیں تو فرض دالیکا اسکے ساتھ درست نہ ہو گا وھی علی ما ذکرت ایہا الشافعی اور نماز کے واجبات جو اب اس بیان کے جو حنفیہ نے بیان کئے ہیں ہم بیان کئے دیتے ہیں اس اعتبار سے کہ ان میں سے بعض واجب ہیں اور بعض سنت ہیں اور بعض فرض ہیں فقال وللصلوٰۃ واجبات وھی تکبیرات الافتتاح غیر تکبیرۃ الانتقال والقیام فی الاولیین والقراءۃ فیھما والتعدیل فی الرکوع والسجود والقعدۃ الاولیٰ والجہر والاسرار والجہر علی الامام فی الجہریۃ والاسرار علی المنفرد فی السریۃ والمراد بالقراءۃ ھی قراءۃ الفاتحۃ وضم السورۃ فی الاولیین وفی الوتر والنوافل کلھا وفی الثالثۃ من المغرب وفی الرکعۃ الثانیۃ من الفجر والجمعۃ والعیدین والتعدیل ھو الطمانینۃ وھی ان یسکن بحیث یستقر کل عضو فی مکانہ قدر تسبیحۃ والقعدۃ الاولیٰ ھی التی تعقب الرکعۃ الثانیۃ من الرباعیۃ والجہر والاسرار ھو ان یسمع نفسہ ومن یلیہ عند الصحیح من الروایۃ والمراد بالجہر ان یرفع صوتہ بحیث یسمع من بقربہ من الصف الاول او الثانی وھذا ھو الصحیح من الروایۃ والمراد بالاسرار ان یخفی صوتہ بحیث لا یسمع من بقربہ وھذا ھو الصحیح من الروایۃ وھی ما ذکرت ایہا الشافعی ان الجہر علی الامام والاسرار علی المنفرد فی السریۃ والجہریۃ

تیسرا قول یہ ہے کہ پہلی دو رکعتوں کو قرات کے تعین کرنا افضل ہے۔ واجب اور یہ ہے قول نسبتی ہو تقدیم الفاتحۃ علی کل السورۃ اور اسی سے مقدم کرنا اتم کا ہے کا تمام سورہ پڑھنی اگر دو سری سورہ کا حرف بھی اگر سے پہلے پڑھ تو سجدہ سہو کرے کذا فی الطحطاوی شامی نے کہا کہ حرف سے مراد اتنی دیر پڑھنا ہے جس میں ایک رکن ادا ہو تو اگر ادا ہو کر بعض سہو کم درجہ کا سہو لازم نہ آئیگا وکذا ترک تکریرھا قبل سورۃ الاولیین اگر یہ طریقہ واجب ہو کہ سورہ پڑھنا الحمد کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ سے پیشتر ہو تو اگر سورہ سے پیشتر الحمد نہ کرے گا تو سجدہ سہو واجب ہو گا بیشتر سورہ ملانیکے اور پہلی رکعتوں کی اسلئے قید لگائی کہ اگر پچھلی رکعتوں میں سورہ سے پیشتر نہ پڑھیگا تو سجدہ سہو نہ کرنا پڑیگا کما فی الطحطاوی و نہایۃ الترتیب بین القراءۃ والرکوع وبینما یکررہ فرض کما مر فی کل رکعۃ کما اذا سجد الصلب کما عاد رکعا قائما اور دو رکعتوں کے لحاظ سے کہا ترتیب کا درمیان قرات اور رکوع کے اور درمیان اُن افعال کے جو ہر رکعت میں کرتے ہیں جیسے سجدہ کرنا اور جو افعال ہر رکعت میں کرتے نہیں ہوتے تو ان میں ترتیب فرض ہے چنانچہ اوپر کی ترتیب کا بیان گذر چکا یا ترتیب واجب ہے لیکن افعال میں جو کل نماز میں کرنے ہوتے ہیں مثل سجدہ نماز کی رکعتوں کے حکم ترتیب رکعات کی صورت مسنونہ میں ظاہر ہوتی ہے مثلاً چار رکعتوں میں ظہر کی اور سکو ایک رکعت آخر کی طرح پڑھا تو اول قرات والے دو گانہ کو ادا کر چکا پھر پہلا قرات والی کو طحطاوی نے کہا کہ سجدہ کی مثال تعمداً ہے یعنی جو کام کسی رکعت میں کرنے ہیں ہر رکعت میں کرنے نہیں ہوتا حتیٰ لو نسی سجدۃ من الاولی فقضاھا ولو بعد السلام قبل الکلام فقط بسنۃ اور یہ یعنی اگر بھولے سے کوئی سجدہ پہلی رکعت کا چھوڑ گیا تو اس کے یاد آنے پر اگر ابھی سلام نہ پھیرا ہو تو اس کی قضا کر لے اگرچہ بعد سلام پھیرنے کے قضا کرے لیکن کلام سے پیشتر قضا کرے یعنی اسوقت تک کوئی منافی نماز کا نہ کیا ہو لیکن اس سجدہ کی قضا کے بعد تشہد التحیات پڑھ کر سجدہ سہو کرے پھر التحیات اور درود اور دعا پڑھ کر سلام پھیرے لانہ یبطل بالعود الی الصلوٰۃ والسلام وتشہدہ الاخیر ثم کرر التحیات بعدہ فقط باطل ہو جاتی ہے سجدہ سہو اور سجدہ تلاوت نماز کیلئے سہو کرنے سے حکم سجدہ سہو اور نماز کے سجدہ کو کہتے ہیں جو ادا سکا جبر اور وجہ باطل ہونے قعدہ کی یہ ہے کہ قعدہ واجبہ اور ارکان کا نماز میں ترتیب شرط ہے یعنی جب کل ارکان نہ ہو چکیں اوسوقت قعدہ اخیرہ ہونا چاہیئے تو جب سجدہ سہو چھوٹ گیا اور قعدہ کے بعد اوسکو ادا کیا تو قعدہ کو اخیرہ نہوا تو وہ ادا ہو سکا تشہد باطل ہو ہری اسلئے دوبارہ التحیات سجدہ سہو اور تلاوت سجدہ کے باطل ہو جانے کی یہ وجہ ہو کہ جب سجدہ تلاوت نماز کے اندر واقع ہوا تو اوسکو حکم سجدہ صلبی کا دیا گیا کذا فی الثانی اما السہو فلما فرغ النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ بعد الفقد حتی لو سلم بحدث او تکلم او نقض متعمداً فسدت لان ذلک السہو باق لان سجدتی السہو لم تکونا مؤدیتین لکن سجدہ سہو التحیات کہ اگر بھولے سے قعدہ کو چھوڑ دیا تھا یعنی سجدہ سہو سلام سے پہلے نماز فاسد نہوگی بخلاف اُن دو سجدوں کے اوگو بعد سلام پھیرنے سے نماز فاسد ہو جاتی لیکن اسے نسیان الخ ذکر نسب یعنی فی الرکوع والسجود وکذا فی الرفع منہما علی ما اختارہ الکمال اور واجب ہو تعدیل ارکان کی یعنی سکون کرنا اعضا کا مقدار تسبیحہ ان اللہ کہنے کے رکوع میں اور سجدہ میں اور اسطرح واجب ہو تعدیل سر اوٹھانے میں رکوع اور سجدہ سے یعنی قومہ اور جلسہ میں بنا بر قول کے کہ یہ کیا ہے اسکو کمال الدین محقق نے حکم بحالہ الزمن میں کہا کہ علت تعدیل کی مواظبت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اسپر تو وہ چار دن چیزوں یعنی رکوع اور سجدہ بطور ہو گئے کہ نمازی میں یہوں میں نے سکھایا ہو کما صرح بہ فی المنیۃ وان قلیل الفرض واجب کمکمل الواجب سنۃ لیکن مشہور یہ ہے کہ اعادہ ہو کر دوبارہ پڑھا واجب ہے وان لم یعد ھا لکان ناسقا اور اگر اُس نماز کو جسکا تعدیل نہ ہوا ہو رکوع اور سجدہ وغیرہ میں بنا بر قول کمال الدین اُس تعدیل اور کرہ تحریمی کے ارتکاب سے واجب نہ ہو کر یا اعادہ کرنا بھی بہتر ہو کذا فی الصغیری کما مر اشارہ کا اعتراض ہے کمال الدین پر جسکے ساتھ ادا کیجائے جیسا کہ بعض بیمار اگر یہ قدرت رکھے کہ بیٹھ کر یا جس کپڑے میں تصور ہو اسکو پہنکر نماز ادا کرے تو واپسی نماز کا کہ ہر ادا فی الثانی وبعینہ الثانی الاول فرض لان الفرض کاملا وادا اور نماز پھر ہو کر دوبارہ پڑھنا اس نماز کے نقصان کی بنا پر اگر یہ بالفرض اسکو فرض کرے نہیں ہو سکتا فرض فی نفل فلا یصح

اور واجب ہو اول قعدہ کو فعل میں ہر سجدہ قول میں ہر رکعت کے بعد قعدہ فرض کہتے ہیں ہر اسی سجدہ کو ہر رکعت علیحدہ سے
تمام رکعتوں کا قعدہ وہی اخیرہ ہوا اور سجدہ قول میں بھی قعدہ اول واجب ہے مگر یہ کہ جب بعد قعدہ کے تیسری رکعت کو اور بڑھا تو سجدہ سہو لوٹ گیا
کر وہ قعدہ اخیرہ نہیں اسلیئے فرض نہ رہا کذا فی الشامی وکذا ترک الرباعیۃ فیہ علی التشہد اگر سہواً ہو واجب ہے قعدہ اول میں التحیات سے زیادہ
نہ پڑھنا شامی نے کہا کہ اگر قعدہ اول میں التحیات تمام کر کے مقدار اللھم صل علی محمد کی کوئی چیز پڑھ لی تو واجب نوت ہو جائیگا واپس آنا اول
جلسہ کی طرف اخیر ہو اور مصنف نے قعدہ اول سہوا جو اخیر نہو سجدہ سہو شارح نے یہ کہا کہ اگر اتفاقاً بدون زائد نفل کے بیٹھ گیا اور
تیسرے سجدے پڑھ گیا تو سہو اس قعدہ اخیرہ کے سب پہنچ کے قعدہ دن کا بھی حکم ہے یعنی واجب ہو مگر لکن یرد علیہ لو استخلف مسافر سبقہ
الحدث فصلی رکعتین الخ تو صلوٰۃ اول پر لوٹ گئی لیکن اول سجدہ غیر اور لینے پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ اگر کوئی مسافر امام ہو فرض
پڑھ کر مقیم کو اپنا خلیفہ کر دے تو صورت میں اس مقیم پر بیٹھنا قعدہ امام کی نسبت کیونکر جیسے فرض ہے اور اسکا جواب یہ ہے کہ یہ فرضیت قائمی
ہے اسلیئے اگر کوئی مسبوق مغرب کی تیسری یا دوسری رکعت میں ملا تو بوجہ متابعت امام کے اسپر یہ قعدہ فرض ہوگا حالانکہ حواشی حق میں اخیر
نہیں والتشہد الی والتحیۃ المشروع ترک بعضہ کلہ او کلاھی کل فعلا فی الاظہر اور واجب ہیں دونوں تشہد یعنی دونوں قعدہ میں
التحیات کا پڑھنا اور سجدہ کرکے سہو کا بعض تشہد چھوڑنے سے یعنی اگرچہ صحت سے کم چھوڑا ہو کذا فی الظہیریہ سے مثل کل تشہد کے چھوڑنے کے
اور اسلیئے واجب ہی شہد ہر قعدہ میں ہم نے قول میں ہم اور فعل ضعیف یہ کہ کر سوا اخیر قعدہ کے اور دو میں تشہد ہست ہوا اس قول سے شارح
نے قولہ فرض کی وہ صفت اگر تشہد کو لیسہ تشبہ نہ کہتا تو اچھا تھا کیونکہ اگر مفرد لاتا تو اسم جنس ہوتا اور ہر تشہد کو شامل ہوتا حالانکہ یہ مراد نہیں
ہے اسی کی طرف اشارہ کیا ہے کہ ای الحلبی اذ قد یتذکر حتی لو ادرک الامام فی تشھدہ الاخیر وعلیہ سہو تشھد معہ وتشھد
قدر تشھد ثلاثۃ فیصیر معہ وتشھد قدر تشھد المسبوق وتشھد معہ لو قضی رکعتین بتشھدین وقد قال ذلک وجوب تشہد کی
ہر قعدہ میں اسلیئے تھا کہ بعض اوقات تشہد دو بار کرے ہو جیسا ایک شخص نے مغرب کی دو تشہد دو میں امام کا اقتدا کیا یعنی پہلے قعدہ میں
اسکا شریک ہوا حالانکہ امام پر سہو تھا تو اسنے امام کے ساتھ سجدہ سہو کیا اور جب تشہد پڑھا امام کو سجدہ تلاوت یاد پڑا اور سجدہ کیا تو قعدہ
نے بھی اوسکے ساتھ سجدہ کر کے تشہد چہارم پڑھا اب چونکہ سجدہ تلاوت سہو شیخین کے قعدہ اور تشہد باطل ہو گیا تو امام نے بعد سجدہ سہو کے تشہد
اور مقتدی نے اوسکے ساتھ تشہد مختصر پڑھا پھر مقتدی نے اپنی باقی دو رکعتوں کو دو تشہد دو میں پڑھا تو سات تشہد ہوئے اب جو امام مقتدی کو
یاد نہ رہا وہی مقتدی پر پیش آیا یعنی ان دو رکعتوں میں اسکو سہو ہوا تھا سجدہ سہو کرکے آٹھواں تشہد پڑھا پھر معلوم ہوا کہ سجدہ تلاوت بھی اوسکے
ذمہ ہو گیا تھا اوسکو ادا کرکے نواں تشہد پڑھا اور چونکہ اسی سجدہ سے پہلے کے قعدہ اور تشہد بیکار ہو گئے اور سجدہ سہو بعد قعدہ اخیرہ کے بجائے
اسلیئے کہ سجدہ سہو کرکے دو سلام تشہد پڑھا تو یہ سب تشہد واجب ہیں بخصوصیت دو تشہد کی نہیں قلت ومثل التلاوۃ تذکر الصلوٰۃ
طہور فرضا ثم تذکر وقتا ایضا یرد علیہ اخر الصلوٰتین کہا ہیں اور سجدہ تلاوت کی مثل ہے یا وہ سجدہ صلبی کا اگر سجدہ فرض
کریں اور اسکا بھی یاد پڑا امام و مقتدی دونوں کو تو چار تشہد اور پڑھنا چاہئے اسلیئے کہ صلبی سجدہ کے بعد پھر سجدہ سہو کرنا پڑیگا
ہم صورت اوسکی یہ کہ امام نے صورت مذکورہ بالا میں پانچوں تشہد کے بعد سجدہ صلبی کو یاد کیا اور سجدہ ادا کر کے چوتھا تشہد پڑھا پھر
سجدہ سہو کرکے سات واں تشہد پڑھا تو امام کے سات تشہد ہوئے اور چونکہ مقتدی کو اپنی باقی نماز میں بھی اسطرح سات تشہد پڑھنے پڑیں گے اور
امام کے ساتھ پڑھا بھی تو اوسکے چودہ تشہد ہوئے اسلیئے شارح نے کہا کہ چار اور بڑھا دیگا یعنی پہلے دس تھے اور اب چودہ ہو گئے
ولو فرضا فقد وقتا تلاوۃ والصلبیۃ فیھما ایضا فلا یتأتی الا بست عشرۃ اور اگر فرض کریں قعدہ وسجدہ تلاوت اور سجدہ صلبی کا بھی امام
مقتدی کے لئے تو چھ تشہد اور بھی بڑھانا پڑیگا ہم صورت اوسکی یہ ہے کہ صورت مفروضہ بالا میں امام کو ساتوں تشہد کے بعد ایک سجدہ

صلبی یاد ہو تو اقتدا سے نکلے اور اگر نہ کھڑا ہو سکے تو بیٹھ جائے اور پہلی رکعت کا سجدہ و تلاوت کرے اور اگر سجدہ نہ کیا تو سلام پھیرنے کے بعد سجدہ کر لے اور اگر سجدہ کیا ہو تو سجدہ نہ کرے اور اگر سجدہ کیا ہو تو سجدہ نہ کرے اور اگر سجدہ کیا ہو تو سجدہ نہ کر

تستلزم الترتیبیۃ بالاول ام بالثانی جزم فی الجوھرۃ والدرھان وغیرھما بالاول وصحح شارح المنیۃ الثانی وعلیہ فیعم الاقتداء فیما لو اعتقد المقتدی انہ لم یسلم امامہ ولو اقتدی بہ بعد خروجہ فی السلام وقبل علیکم لم یصح الاقتداء وذکر الزیلعی انہ فی باب مفسدات الصلوٰۃ لو اقتدی بہ بعد خروجہ فی السلام وقبل علیکم کہنے کے تو جائز نہ ہوگا اور غالباً کی تحریمہ سلام اول پر ہو تو مقتدی کا سلام اول ہی پر منقطع ہو جاتا ہے اور اگر ہم تحلل نہ دوسری کی تصمیم کی ہے کہ دوسرے سلام پر تحریمہ کا انقطاع ہوتا ہے اور اس قول پر اقتداء اور دوسرے سلام میں بیشتر درست ہوگا اور اہل ہی مذہب والوں کے نزدیک متعین ہے کہ اگر اس نے کہا امام کا بعد شروع کرنے امام کے سلام کو اور پیشتر علیکم کہنے سے تو اقتدا صحیح نہ ہوگا ذکر کیا ہے اسکو زیلعی شافعی نے مسجد سہو کے باب میں ہم شامی نے کہا کہ یہ عبارت فلہ اتم سے آخر تک اور الحصار کے بعض نسخوں میں ہے وقولہ وقنوت الوتر وھو مطلق الدعاء وکذا النکرہ فی الاظہر اور واجب ہوا پڑھنا قنوت وتر کا اور قنوت مطلق دعا ہے یعنی ہر ایک دعا کا حاصل ہوتا ہے خصوصیت القنوت بالدعاء المشتمل علی الثنا کی نہیں کہ اس خاص دعا کا پڑھنا سنت ہو اور اسیطرح واجب ہے قنوت وترکی اللہ اکبر کہنا ہم حنفیوں کے نزدیک اللہ اکبر کہنا قنوت کو سنت کہا ہے کذا فی الکافی اور یعنی نے کہا کہ اولیٰ یہ ہے کہ قنوت کو ترک کرنے سے سجدہ سہو واجب ہے کذا فی الشامی وتکبیر قنوت مع رفع الیدین قبلہ فی الاظہر اور واجب ہے اللہ اکبر کہنا تیسری رکعت وتر کے رکوع کا کافی الجملہ ہم زیلعی میں اس کو دیکھ چکے ہیں سجدہ سہو کے یا نہیں اس سے معلوم ہوا کہ شارح کا بیان مجمل نہیں یعنی تکبیر رکوع کی واجب نہیں بلکہ سنت ہو وتکبیرات العیدین وکذا الحدۃ اور واجب ہیں تکبیریں دو عید کی جو چھ بار اللہ اکبر کہنا ہو ہر رکعت میں بارہ اور اسیطرح واجب ہے آٹھیں سے ایک یعنی ہر تکبیر واجب جدا گانہ ہو یہ نہیں کہ چھوں ملکر مجموعہ ہوں طحطاوی نے کہا کہ اسیطرح واجب ہیں تکبیریں امام شہریں کی پانچ اور تکبیریں اخیا میں آگے آرہی ہیں وتکبیر رکوع رکعۃ الثانیۃ وکلمات التکبیر فی الاستتابۃ اور واجب ہیں ہر تکبیر عید کی دوسری رکعت کے رکوع کی جیسے واجب ہوا اللہ اکبر کہنا عید کی نماز کے شروع میں یعنی اگر سوا اللہ اکبر کے اور کسی لفظ سے شروع کر لیا تو کروہ تحریمہ ہی ہوگا کذا فی الشامی ولکن لا کاشیۃ وجوبا فی کل صلوٰۃ جہر فلیعظم لئلا یشتبہ بغیرہ یعنی ہر نماز جہری میں کہ اللہ اکبر کہنا ہر نماز کے شروع میں واجب ہو کذا فی البحر اور مکروہ کہنا چاہیئے والجہر للامام والامۃ للکل فی ما یجہر فیہ ویسر فی ما یسر فیہ اور واجب ہے پکار کر پڑھنا امام کو ان نمازوں میں کہ پکار کر پڑھا جاتا ہے یعنی صبح اور مغرب اور عشاء اور جمعہ وعیدین اور واجب ہے آہستہ پڑھنا سیکھنے والے کو اور تنہا کو یعنی ان نمازوں میں کہ آہستہ پڑھی جاتی ہیں چنانچہ ظہر اور عصر اور پچھلی رکعت مغرب کی اور وھو یسقط الواجبات ایماء کل واجب ادرکہ فی محلہ الخ اور باقی رہی واجبات یہ سب واجبات آیندہ یعنی ایک واجب ادا کرنا ہو ہر واجب یا فرض کا اسکے محل میں فلو اتم القراءۃ الخ فلیمکث متعادل سہو کم او تذکر السورۃ راکعا فقطعہا فاتما فاعاد الرکوع وبحث المسئلۃ بوجوب اعادۃ الرکوع نماز ہی قرارت کو تمام کر کے بھولے سے سو چکا پھر رکوع کیا تو سجدہ سہو کرے یا ہم صورت ہوئی کہ سورہ کو ملانا بھول گیا اور رکوع کرنے میں اسکو یاد آیا اسی سجدہ سہو کر کے پڑھے ہو کر ملایا تو رکوع کو دوبارہ کرے اور سجدہ سہو کرے ہم پہلی صورت مثال سے فرض کی تاخیر کا اسکے موقع سے یعنی بعد قرارت کے رکوع فوراً فرض تھا تو اسنے رکوع کو اسکے محل سے ٹلا دیا اور دوسری مثال سے واجب کو اسکی جگہ سے ٹلانے کی یعنی ضم سورہ واجب تھا بعد الحمد کے اور سجدہ ایک رکوع زائد حائل ہو گیا شامی نے کہا کہ شارح کی عبارت بین منتسف ہو واعادۃ الرکوع تحریف لئلا یشتبہ کہتا تو خوب تھا یعنی اس عبارت کو وہم یہ ہوتا ہے کہ اعادہ رکوع اور سجدہ سہو دونوں سجدے متعلق ہے حالانکہ اعادہ رکوع صرف مسئلہ دوم کے متعلق ہے اور سجدہ سہو دونوں مسئلہ کے اور تنقیح عبارت کی یہ ہے کہ اعادۃ الرکوع وتثلیث سجودہ اور ترک کرنا رکوع کے کرنے کے اوپر سجدہ سہو کے شبہ کو یعنی اگر ایک رکوع کر کے پھر اعادہ نہ کیا تو کہا کہ کیا یا دو سجدہ کی جگہ بھی رکوع کیا تو سجدہ سہو لازم ہوگا وترک قعود قدر التشہد واجب ہے ترک کرنا قعدہ کا دوسری یا چوتھی رکعت سے پہلے تو اگر پہلی

رکعت میں قعدہ کر لیا یا چار رکعت والی نماز میں تیسری رکعت پر قعدہ کر گیا تو سجدہ سہو لازم ہوگا وَفِیْ زِیَادَۃِ الْفِعْلِ بِنَاءُ الْفَرْضِ عَلَی النَّفْلِ وَفِیْ زِیَادَۃِ الْقَوْلِ لَا یَلْزَمُ سَجْدَۃُ السَّہْوِ اور قول کی زیادتی سے نماز فاسد نہیں ہوتی اور سجدہ سہو لازم نہیں ہوتا وَالْاَصْلُ اَنَّ کُلَّ مَا یُفْسِدُ عَمْدُہٗ یُوْجِبُ سَہْوُہٗ سَجْدَۃَ السَّہْوِ اور اصل یہ ہے کہ جس کا عمداً کرنا نماز کو فاسد کر دیتا ہے اس کا سہواً کرنا سجدہ سہو کو واجب کر دیتا ہے وَمَا لَا فَلَا اور جس کا عمداً کرنا نماز کو فاسد نہیں کرتا اس کا سہواً کرنا سجدہ سہو کو واجب نہیں کرتا وَالْوَاجِبُ فِی الزِّیَادَۃِ وَالنُّقْصَانِ سَجْدَتَانِ بَعْدَ السَّلَامِ اور زیادتی اور کمی میں سجدہ سہو سلام کے بعد دو سجدے ہیں وَالْوَاجِبُ فِی النُّقْصَانِ سَجْدَتَانِ قَبْلَ السَّلَامِ اور کمی میں سجدہ سہو سلام سے پہلے دو سجدے ہیں وَالْوَاجِبُ فِی التَّاْخِیْرِ سَجْدَتَانِ بَعْدَ السَّلَامِ اور تاخیر میں سجدہ سہو سلام کے بعد دو سجدے ہیں وَالْوَاجِبُ فِی التَّقْدِیْمِ سَجْدَتَانِ قَبْلَ السَّلَامِ اور تقدیم میں سجدہ سہو سلام سے پہلے دو سجدے ہیں وَالْوَاجِبُ فِی التَّغْیِیْرِ سَجْدَتَانِ بَعْدَ السَّلَامِ اور تغییر میں سجدہ سہو سلام کے بعد دو سجدے ہیں وَالْوَاجِبُ فِی التَّکْرَارِ سَجْدَتَانِ بَعْدَ السَّلَامِ اور تکرار میں سجدہ سہو سلام کے بعد دو سجدے ہیں وَالْوَاجِبُ فِی التَّغْیِیْرِ سَجْدَتَانِ بَعْدَ السَّلَامِ اور تغییر میں سجدہ سہو سلام کے بعد دو سجدے ہیں وَالْوَاجِبُ فِی التَّکْرَارِ سَجْدَتَانِ بَعْدَ السَّلَامِ اور تکرار میں سجدہ سہو سلام کے بعد دو سجدے ہیں

ترجمہ: رکعت میں قعدہ کر لیا یا چار رکعت والی نماز میں تیسری رکعت پر قعدہ کر گیا تو سجدہ سہو لازم ہوگا وَفِیْ زِیَادَۃِ الْفِعْلِ بِنَاءُ الْفَرْضِ عَلَی النَّفْلِ وَفِیْ زِیَادَۃِ الْقَوْلِ لَا یَلْزَمُ سَجْدَۃُ السَّہْوِ اور قول کی زیادتی سے نماز فاسد نہیں ہوتی اور سجدہ سہو لازم نہیں ہوتا وَالْاَصْلُ اَنَّ کُلَّ مَا یُفْسِدُ عَمْدُہٗ یُوْجِبُ سَہْوُہٗ سَجْدَۃَ السَّہْوِ اور اصل یہ ہے کہ جس کا عمداً کرنا نماز کو فاسد کر دیتا ہے اس کا سہواً کرنا سجدہ سہو کو واجب کر دیتا ہے وَمَا لَا فَلَا اور جس کا عمداً کرنا نماز کو فاسد نہیں کرتا اس کا سہواً کرنا سجدہ سہو کو واجب نہیں کرتا وَالْوَاجِبُ فِی الزِّیَادَۃِ وَالنُّقْصَانِ سَجْدَتَانِ بَعْدَ السَّلَامِ اور زیادتی اور کمی میں سجدہ سہو سلام کے بعد دو سجدے ہیں وَالْوَاجِبُ فِی النُّقْصَانِ سَجْدَتَانِ قَبْلَ السَّلَامِ اور کمی میں سجدہ سہو سلام سے پہلے دو سجدے ہیں وَالْوَاجِبُ فِی التَّاْخِیْرِ سَجْدَتَانِ بَعْدَ السَّلَامِ اور تاخیر میں سجدہ سہو سلام کے بعد دو سجدے ہیں وَالْوَاجِبُ فِی التَّقْدِیْمِ سَجْدَتَانِ قَبْلَ السَّلَامِ اور تقدیم میں سجدہ سہو سلام سے پہلے دو سجدے ہیں وَالْوَاجِبُ فِی التَّغْیِیْرِ سَجْدَتَانِ بَعْدَ السَّلَامِ اور تغییر میں سجدہ سہو سلام کے بعد دو سجدے ہیں وَالْوَاجِبُ فِی التَّکْرَارِ سَجْدَتَانِ بَعْدَ السَّلَامِ اور تکرار میں سجدہ سہو سلام کے بعد دو سجدے ہیں

ترجمہ: رکعت میں قعدہ کر لیا یا چار رکعت والی نماز میں تیسری رکعت پر قعدہ کر گیا تو سجدہ سہو لازم ہوگا وَفِیْ زِیَادَۃِ الْفِعْلِ بِنَاءُ الْفَرْضِ عَلَی النَّفْلِ وَفِیْ زِیَادَۃِ الْقَوْلِ لَا یَلْزَمُ سَجْدَۃُ السَّہْوِ اور قول کی زیادتی سے نماز فاسد نہیں ہوتی اور سجدہ سہو لازم نہیں ہوتا وَالْاَصْلُ اَنَّ کُلَّ مَا یُفْسِدُ عَمْدُہٗ یُوْجِبُ سَہْوُہٗ سَجْدَۃَ السَّہْوِ اور اصل یہ ہے کہ جس کا عمداً کرنا نماز کو فاسد کر دیتا ہے اس کا سہواً کرنا سجدہ سہو کو واجب کر دیتا ہے وَمَا لَا فَلَا اور جس کا عمداً کرنا نماز کو فاسد نہیں کرتا اس کا سہواً کرنا سجدہ سہو کو واجب نہیں کرتا وَالْوَاجِبُ فِی الزِّیَادَۃِ وَالنُّقْصَانِ سَجْدَتَانِ بَعْدَ السَّلَامِ اور زیادتی اور کمی میں سجدہ سہو سلام کے بعد دو سجدے ہیں وَالْوَاجِبُ فِی النُّقْصَانِ سَجْدَتَانِ قَبْلَ السَّلَامِ اور کمی میں سجدہ سہو سلام سے پہلے دو سجدے ہیں وَالْوَاجِبُ فِی التَّاْخِیْرِ سَجْدَتَانِ بَعْدَ السَّلَامِ اور تاخیر میں سجدہ سہو سلام کے بعد دو سجدے ہیں وَالْوَاجِبُ فِی التَّقْدِیْمِ سَجْدَتَانِ قَبْلَ السَّلَامِ اور تقدیم میں سجدہ سہو سلام سے پہلے دو سجدے ہیں وَالْوَاجِبُ فِی التَّغْیِیْرِ سَجْدَتَانِ بَعْدَ السَّلَامِ اور تغییر میں سجدہ سہو سلام کے بعد دو سجدے ہیں وَالْوَاجِبُ فِی التَّکْرَارِ سَجْدَتَانِ بَعْدَ السَّلَامِ اور تکرار میں سجدہ سہو سلام کے بعد دو سجدے ہیں

کہ تشہد کبھی دس بار مکروہ ہوا ہو الم اور وہ پانچ واجب ہیں پہلا قعدہ ضرب دگنا ہوا وسکی التفات مسکوم التفات کو ناقص نہ پڑھنا چہارم اسکو کلمات کے اتمام میں زیادتی نکرنی جیسا اوسکے ختام کرنے پر کچھ زیادہ نکرنا تو پوشکہ ہر تشہد میں ہے تشہدون مسنی یہ ہیں ان دو فرض ہونے چاہئیں اسلئے پانچ کہ ہے تین ضرب کیا ۳۹ ہو کہ ھم شافعی نے کہا کہ ان واجبات نکورہ بالا میں سوسنی زیادہ یعنی ہیں ان دونوں واجب ہیں قعدہ اول اور دونوں پڑھنا زمین پر کہنا اور دو نوز انو کا رکھنا ان تین کو سہو میں ضرب کرنے سے تین سو ہوتے ہیں اور پہلو واجبات ہیں ملانے سے ۳۰۰ کے ضرب ہو جاتے ہیں اور جیسا ہم تم کو بقیہ ۳۴ واجبات میں ضرب کر دینگے تو ۳۴ ہزار سو نہ ہو نگا اور چونکہ مقتدی کی شامت اعمال پر ۳۴ فرض ہیں اور کچھ اور ۳۴ واجبات ہیں یعنی کچھ اور واجب ہیں جملہ ۶۸ واجب ہیں تو اب اگر اوپر کے تین ضرب کر دو تو ۲۰۴ لاکھ سو نہ واجب ہو سکتے ہیں حالانکہ ابھی اور واجب باقی ہیں مثلاً پاک پر سجدہ کرنا اور رکوع میں زیادت نہ پڑھنا اور التفات اور سلام پر سجدہ سہو نہ کرنا وغیرہا وغیرہا پس انمیں ضرب دینے سے تعداد اور بھی بڑھ جائیگی اسلئے شارح نے کہا اَلْتَتِمُّ تَنْفِی الْحَصْرَ یعنی اور تلاش واجبات کی لفی کرتی ہے حصر کو یعنی تلاش سے معلوم ہوتا ہے کہ لائحۃ والمنتھیٰ میں نہ اسکو خوب دیکھو جیسا کہ ھم شافعی نے کہا کہ ان واجبات میں سے اکثر موقعین فرض اور بعضی ہیں کہ کبھی خارج میں نہیں پائی جاتی اور اکثر کی تلاش سے بہت سے اوقات اور کچھ فائدہ نہیں اور اگر ضرورت شارح کے کلام کے بیان کی ہوتی تو ہو سکتا تھا کہ ایسی سہو بھی بتلاتی انتہے ترجمہ نے کہا کہ اسلئے مختصر ترجمہ پر کفایت کی اور شامی کی عبارت میں بہت کچھ تصرف کیا کہ مطلب عبارت شارح کا ظاہر ہو جاوے جو کہ میں تفصیل اسمقام کی چاہیے وہ شامی کو دیکھو فَلِذٰلِکَ اَحِبَّ یَسْتَنِّ یَجِبُ ۳۹ واجب ہیں تو چہارم تو پوچھی جاتی ہے کہ وہ کونسا واجب ہو کہ ۳۹۰ واجبوں کا مستوجب ہوتا ہو یعنی جس سے ۳۹۰ واجب لازم آتے ہیں ھم جواب دیتے ہیں کہ یہی فاعدہ اول ضرب کا ھم نے مفصل سے کہ ہے بالا و دستکار اور نیز کی تسنین یعنی ہم جو اسکے مذکور ہوئی ہیں فرق فَلَہٗ یَجِبُ سُجُوْدُ السَّھْوِ لِاَنَّ الْاِسَاءَۃَ لَوْ بِتَرْکِ وَاجِبٍ اَغْلَظُ مِنْ تَرْکِ سُنَّۃٍ مُؤَکَّدَۃٍ کہ ترک سنت کا نہ تو نماز کے فساد کا موجب ہوتا ہو نہ سجدہ سہو کا بلکہ اساءت یعنی برا کرنیکا موجب ہو اگر نمازی نے دانستہ ترک کیا ہو اور سنت کو بلکہ سمجھا ہو ھم یعنی اگر ترک سنت نادانستگی میں ہوا تو کچھ برائی بھی نہ ہوگی اور اگر سنت کو حقیر جانیگا تو کافر ہو گیا چنانچہ ھم الفاظ میں بزیادہ بسط منقول ہے کہ اگر سنت کو حق سمجھا تو کافر ہو گیا اسلئے کہ حق سمجھنا خیر سمجھنے سے ہے وَلَوْ اَلْاِسَاءَۃُ اَدْوَنُ مِنَ الْکَرَاھَۃِ اور فتحہ نے کہا ہے کہ اساءت کم سے بلسبت کراہت کے ھم شافعی کہا کہ مراد کراہت سے تحریمی کراہت ہو یعنی اساءت میں ملامت بلسبت کراہت تحریمی فعل کے کمتر ہے اور مکروہ تنزیہی سے زیادہ ہو یہی اسکو اکثر مین ہو کہ سنت سو کہ نہ کا پہونچا ھم سے تو بہ ھم اور الفاظ میں ہے کہ حکم سنت کا بعینہ ھم اوسکے ترک پر بطلاحت کیا ہو اور کسقدر کہ ملامت ہو اور طحطاوی نے کہا کہ اساءت کے معنی ترک اولے میں تو وہ اور کراہت تنزیہی ایک ہوئی تُرْشِی عَلٰی مَاذَکَرَ نَا لَانَّہٗ وَمَعْنٰی یہ ہیں بموجب مصنف کے بیان کے ۳۳ ہیں اور الفاح میں زیادہ ہیں چنانچہ شارح بیان کریگا وَفِیْ اَلْبَیْنِ لِلْمُتَوَفِّی فِی الْحَالِ صِفَۃُ اَنَّ اِسْاءَۃَ تَوْکُ اَلْسُّنَّۃِ ھُوَ اَوْ مَا ھُوَ اَعَمُّ مِنْ فِعْلِ الْمَکْرُوْہِ تَحْرِیْمًا کَمَا ھُوَ اَلْمُتَبَادِرُ

کہا کہ مکروہ ہے اس صورت میں کہ حاجت سوزیادتی نہایت درجہ کو پہنچ شلاً اسکے صف سے جدا ہو رہا ہو اتنا چھوٹا ہو کہ دس مصنوں میں آواز جاری ہو تو مکروہ ہوگا پھر یہ معلوم کرنا چاہیئے کہ جب امام شروع میں اللہ اکبر کہے تو اگر اسکی نیت صرف تکبیر تحریمہ کی ہو تو اسکی نماز ہوگی اور نہ کسی مقتدی کی ہوگی بلکہ خبر دار کر نیکے ساتھ نیت اپنی نماز کی تحریمہ کی بھی کرے اسیطرح کبریٰ امام کی آواز دینے والے کو بھی چاہیئے وہ بھی خبر دار کر نیکی نیت سے اللہ اکبر کہیگا تو نماز نہ اسکی ہوگی اور نہ اُس شخص کی جو اسکی آواز پر اقتدا کریگا بلکہ بجائے اسکے تکبیر تحریمہ کا قصد کریگا تو نماز ہوگی اور بدون حاجت کے تکبر کا اللہ اکبر کہنا مکروہ ہوگا وَاَمَّا الْمُؤَدِّیْ وَالْمُتَفَرِّدُ فَیَجْمَعُ لِنَفْسِہٖ اور منفرد اور تنہا پڑھنے والا اللہ اکبر اتنی آواز سے کہو کہ اپنے آپ سُنے وَالثَّنَاءُ وَالتَّعَوُّذُ وَالتَّسْمِیَۃُ وَالتَّأْمِیْنُ وَکَوْنُہٗ سِرًّا اور مسنون ہے سبحانک اللّٰھم پڑھنا اور اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہنا اور بسم اللہ کہنا اور الحمد کے بعد آمین کہنا اور ان سب کا آہستہ ہونا یعنی آہستہ کہنا سنت علیہ ہے اور اگر کسی نے پڑھا سنت جدا گانہ وَوَضْعُ یَمِیْنِہٖ عَلٰی یَسَارِہٖ وَکَوْنُہٗ تَحْتَ السُّرَّۃِ لِلرِّجَالِ لِقَوْلِ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مِنَ السُّنَّۃِ وَضْعُ الْاَکُفِّ عَلَی الْاَکُفِّ تَحْتَ السُّرَّۃِ وَلِحَذَاءِ اسْتِمَاعِ الْاِمَامِ فِی الْمَکْتُوْبَاتِ اَلْاَمْرُ بِہٖ اور مسنون ہے عورتوں کو کہ ہاتھ باندھیں پر اور مسنون ہے عورتوں کو کہ ہاتھ کندھوں کے بمقابل رکھیں کہا ہے اس کا ابو حنیفہ نے کہ سنت عورتوں کی یہ ہے کہ ہاتھ اٹھاویں جب نماز شروع کریں تو ہاتھ اٹھاویں جب رکوع میں جاویں اور جب سجدہ میں جاویں اور جب سجدہ سے سر اٹھاویں اور جب قعدہ میں بیٹھیں تو اپنے ہاتھ اپنی رانوں پر رکھیں اور جب نماز سے فارغ ہوں تو ہاتھ نیچے لٹکا دیں اور جب سجدہ میں جاویں تو اپنے ہاتھ زمین پر بچھا دیں اور جب رکوع میں جاویں تو اپنے ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھیں اور جب سجدہ سے سر اٹھاویں تو اپنے ہاتھ اپنی رانوں پر رکھیں اور جب قعدہ میں بیٹھیں تو اپنے ہاتھ اپنی رانوں پر رکھیں اور جب نماز سے فارغ ہوں تو اپنے

اور دوسرا سجدہ پہلے کی طرح کرے اور سنون ہو رکھنا اپنی دونوں ہتھیلیوں کا جلسہ میں اپنی دونوں رانوں پر جیسے التحیات میں اپنی ہتھیلیوں کا رکھنا رانوں پر سنون ہے بسبب توارث کے یعنی اگلے سب مسلمان ہمیشہ ہر مبتدا سے طحطاوی نے کہا کہ اسی طرح رکھو گے ہتھیلیوں کو اپنی دونوں رانوں کے پاس ہوں اور ھذا ما اغفلہ اھل الکتون والتشریح کما فی ردالمحتار للشرنبلالی اور یہ جلسہ جلسۂ استراحت ہے اور نہ جلسہ کہ بیٹھنے کے ہو اس قسم سے کہ کوئی نہ کہے کہ اور شرح والوں نے کہاں ذکر نہیں کیا چنانچہ شرنبلالی کی امداد الفتاح میں مرقوم ہے وبالجملۃ فالمعتمد فی ھذا الجلسۃ ما فھمتہ من عبارۃ الشارح المحقق المدقق وھو ما ذکرہ بقولہ ثم یرفع رأسہ مکبرا ویجلس ویفرش رجلہ الیسری ویقعد علیھا وینصب الیمنی ویضع یدیہ علی فخذیہ کالمتشہد اھ یعنی جلسہ کا مثل جلسۂ التحیات کے بیٹھنے کے ہو اس قسم سے کہ کوئی نہ کہے کہ اور شرح والوں نے کہاں ذکر نہیں کیا چنانچہ شرنبلالی کی امداد الفتاح میں مرقوم ہے وبالجملۃ فالمعتمد فی ھذا الجلسۃ ما فھمتہ من عبارۃ الشارح المحقق المدقق وھو ما ذکرہ بقولہ ثم یرفع رأسہ مکبرا ویجلس ویفرش رجلہ الیسری ویقعد علیھا وینصب الیمنی ویضع یدیہ علی فخذیہ کالمتشہد اھ یعنی جلسہ کا مثل جلسۂ التحیات کے ہے یعنی

مستحب نہ ہوگا کیونکہ اس سے انکسار جاتا رہیگا ہو مستحب ہو تو مکروہ ہے واما مسالک فہو عند الشافعی ادب ولو باحد شفیہ فسنۃ فان لم یفعلہ فعلیہ دم یطعم بہ المساکین ہدایہ قیل بالیمنی اولو قائما والا فالیسری واللہ سبحانہ اعلم بحقیقۃ الامور مسئلہ اور مستحب ہونا بائیں ہاتھ کو دونوں کے پکڑنے سے ہے نہ ہو سکے تو داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی پیٹھ پر رکھے اور بعضوں نے کہا کہ اگر کھڑا ہو تو داہنی ہی پیٹھ پر رکھے اور نہیں تو بائیں کی پیٹھ پر کذا فی المجتبیٰ وجہ مسئلہ کے بندکرنے کی یہ ہے کہ جمائی لینا نماز میں اور خارج نماز کے مکروہ ہے اور کھڑے ہو کر بائیں ہاتھ پر اسلئے کہا کہ حرکت ایک ہی ہاتھ کی ہو ورنہ بائیں ہاتھ کو داہنے کے نیچے سے نکالنے میں دو ہاتھ کو حرکت ہوگی اور بعض نسخوں میں لفظ تثنیہ بصیغہ تثنیہ ہے اگرچہ کہ دونو ہتھیلیاں ہوتا ہے جائی کے رفع کے لئے دانت سے دونو ہاتھ کو دبانا اسلئے صیغہ مفرد درست ہوگا کذا فی الشامی واذکیفیۃ ہیئۃ کرچہا ویا پنی آستین سے لان القضیۃ بالاضرورۃ ذکروہ ہاتھ یا آستین سے مُنہ یا رومال وغیرہ کہ جب بلا ضرورت اور آستین کے منہ نہ ہو اسلئے کہ منہ کا چھپانا بدون ضرورت کے مکروہ ہے اگر ہو تو ہاتھ کو دانت سے دبا کر جمائی روک سکتا تھا مگر اسطرح نہ کرے بلکہ ہاتھ یا آستین سے مُنہ کو چھپا لے تو مکروہ نہ ہوگا کذا فی الخلاصہ **فائدہ** مرکب جمائی کے دور کرنے کی یہ بہت عمدہ ہے جو انبیا علیہم السلام نے جمائی نہیں لی تھی اور شامی نے ذکر کیا کہ ہمکو اسکا بارہا امتحان کیا نوراً جمائی دور ہو گئی واخراج کیفیۃ صوت کیفیۃ عند التکبیر للرجل لا الصفیر ومع کراہۃ صوت مستحب ہونا یعنی سنت ہے دونو استینوں میں سے دونو ہاتھ کو باہر کرنا مرد کو اللہ اکبر کہتے کیوقت یعنی شروع نماز میں کرسی ضرورت سے مثل سردی کے باہر کالنا ہاتھ کا مستحب نہیں رہتا ودفع السعال ما استطاع لانہ یلاقی مقعد الصلوٰۃ اور مستحب ہونا منع کرنا کھانسی کا اپنی مقدور بھر اسلئے کہ کھانسنا بلا عذر منضد نماز ہو یعنی جملہ اوس سے حروف پیدا ہوں کذا فی العینی تو اس سے اجتناب کرے والقیام للامام ومن یصلی حتی قیل حتی علی الفلاح حلافا لابی یوسف عند حتی یقول قد قامت الصلوٰۃ ان تکامل اور مستحب ہو کھڑا ہونا امام اور مقتدی کو جبکہ مکبر نہیں حی علی الفلاح کہا جاوے بخلاف قول ابو یوسف کہ انکے نزدیک حی علی الصلوٰۃ کہنے کیوقت کھڑا ہونا مستحب ہے ذکرہ ابن کمال شامی نے کہا کہ یہ مفتی قول زفر کی درست نہیں بلکہ حسن بن زیاد اور زفر کا قول یہ ہو کہ قد قامت الصلوٰۃ کہے کیوقت کھڑا ہوں اور کمال الامام تقرب الصف واللہ یقیم من یشاء الیہ الامام علی الاطہر حی علی الفلاح کیوقت کھڑا ہونا اور صوفت مستحب ہونا امام محراب کے پاس ہو اور اگر محراب سے دور ہو یعنی صفوں کے درمیان میں ہو تو جب صف میں امام پہنچے وہیں کھڑی ہو جائیں ظاہر قولین وان دخل من قدام قام علی یمین یقع بصرہ علیہ اور اگر امام آگے کسی جانب سے داخل ہو تو اگر اسوقت کھڑے ہوں جب انکی نظر امام پر پڑے اگر اذا اقام الامام بقضیہ او مسجد ولا ینتظر حتی یراہ اقامتہ ظاہر الروایۃ اگر مکبر امام صوفت میں تکبیر کہے تو مقتدی کھڑے نہ ہوں یہاں تک کہ امام اقامت پوری کرے کذا فی الظہیریہ شامی نے کہا کہ شارح کو فی لیسہل الف لام کے ساتھ اور خلا یلقین کہنا مناسب تھا بصیغہ نفی وان خارجہ قام کل صف بتہ حتی الیہ اور اگر امام مسجد کے باہر ہو تو جس صف تک پہنچے وہ کھڑی ہو کذا فی البحر شامی نے کہا اور اس قول کو میں نے بحر الرائق میں نہ دیکھا وسن قوم الامام فی الصلوٰۃ قبل قد قامت الصلوٰۃ ولو احرمہ انہا لا بأس بہ اجماعا کما مر وسن قول المؤذن والاقامۃ وھو عدل المذاہب کما فی شرح المجمع وھو ثنتی عشرۃ کلمۃ الا الاخیر ومستحب ہے نماز شروع کرنا امام کا جبکہ قد قامت الصلوٰۃ کہا جاوے اور اگر نماز کے شروع کرنے میں تاخیر کی یہانتک کہ مؤذن نے اقامت تمام کر لی تو اسکا کچھ مضائقہ نہیں بالاتفاق اور وہ یعنی تاخیر کرنا امام ابو یوسف اور ائمہ ثلثہ کا قول اور وہی درست نہ ذکرہ کاہی شرح مجمع میں اور اسکو مصنف نے ذکر کیا ہو اور قہستانی میں منسوب بخلاصہ یہ ہو کہ تاخیر کرنا ہی صحیح تر قول ہو اسلئے کہ اس سے نمازیوں پر اشتباہ رہیگا اور مؤذن بھی امام کے ساتھ نماز شروع کر دیگا **فرع** مسئلہ مختصہ شارح للوہبانیہ یکرہ ما فی الصراط من الحن والسن واحزاۃ ھنیا اور اگر نماز میں یہ سنجانا کہ جو فرض مثلاً ادا کرنا ہو اسمیں فرض کیا افعال میں اور درست کیا تو یہ نماز اور سکو کافی

ہو کی کہ ذرا فی التشہد **فصل** اس فصل میں نماز کے ادا کرنے کا بیان شروع ہوا سو آگر اس طریق پر ہو جو سلف سے منقول چلا آیا ہو
واذا اراد الشروع قال سبحانک اللھم الخ قال وجھا اللہ اکبر اور سبب نماز ہی نماز شروع کرنا ہے
تو شروع نماز کے لئے تکبیر کہو کہ اگر کہیں پر قادر ہو یعنی براہ وجوب لفظ اللہ اکبر کے طوطا ہی نے کہا کہ قادر کی قید سے عاجز نکل گیا اور اللہ
اکبر کہنے کے وجوب سے یہ حکم کہ اگر اللہ کبیر یا اللہ الاکبر کہیگا تو اجزا ادا نہ ہوگا کما لا یخفی **وکبر** یعنی تکبیر کہیگا **تحریما** یعنی تحریمہ کہنا **فقط** کا یہ
وکا تکبیر فقط ھو المختار اور مختار یہ ہے کہ نماز کا شروع کرنیوالا ہوگا صرف مقتدا کہنے سے فقط لفظ اللہ کہو اور خبردار کہو اور یہ صرف اکبر کہنے سے
شروع کر نیوالا ہوگا یہی قول مختار ہے شامی نے کہا کہ یہی قول امام محمد کا ہے اور یہی ظاہر الروایۃ ہے امام اعظم سے اور وجہ شروع کرنیوالا ہونے
کی یہ ہے کہ شروع نماز کی شرط پورا جملہ ہو صرف مبتدا یا خبر کہنے سے شرط پائی نہ جائیگی **قالوا قال اللہ معن الامام واقتدیتم له** اور اگر
الامام مر الغافا قال اللہ اکبر فکبر الداخل یصح فی الاصح پس اگر مقتدی نے لفظ اللہ امام کے ساتھ کہا اور لفظ اکبر کہا امام
فارغ ہونے سے پیشتر کہہ لیا یعنی ہنوز امام نے اکبر کو پورا نہیں کیا ہنوز مقتدی کہہ چکا یا مقتدی نے امام کو رکوع میں پایا تو لفظ اللہ
تو کہدیا پھر کہا اور اکبر رکوع میں تو دو صورتوں میں اور سکا اقتدا درست ہوگا صحیح قول یہی ہے ہم پہلی صورت میں اقتدا اسلئے صحیح نہوا کہ امام پر تقدیم
ہونے اللہ اکبر کے ابھی عاجز کا شروع کرنیوالا نہیں ہوا تھا تو مقتدی نے انکا اقتدا کیا یا تو فارغ ہو نماز کا اقتدا ہوا اور دوسری صورت میں شرط
بتحریمہ متقدم وھو یفوت حین قیام من اعتدل جایئے تھا وہنوز اعتدال اقتدا بھی صحیح نہ تھا شامی نے کہا کہ جیسے اقتدا صحیح نہیں ایسی ہی مقتدی نے جو
اپنی نماز کا شروع کرنیوالا ہی نہوا گا کیونکہ اسنے قصد شریک ہو کر پڑھنے کا کیا تھا یعنی تحریمہ پڑھنے کی نیت پہلے ہی سے تھی **کما لو نوی من**
اللہ قبل الامام جیسے اقتدا صحیح نہیں جبکہ نام ہوا مقتدی بلفظ اللہ کے کہنے سے پہلے شروع کرنے امام کے یعنی امام نے تکبیر تحریمہ ابھی
شروع نہیں کی کہ مقتدی اللہ کہہ چکا تو اقتدا صحیح نہوگا و **لو ذکر الاسم ولا یضر عطفا الاسم مجلا لا المختار** اور اگر صرف اسم ذات
کو یعنی لفظ اللہ کو ذکر کیا وہ ان صفت لیتے اکبر کے تو صحیح ہوا امام کے نزدیک برخلاف محمد کے طوطا ہی نے کہا کہ میں نے اللہ کہہ کر چھوڑ دیا اور اکبر
کہہ رہنے کے قصد سے ہو کیونکہ ظاہر الروایت یہ ہنوز کہنا ذکر الٰہی ہم اگر اسی صورت کو بھی صرف عدد کے ذکر کرنے سے شروع کرنیوالا ہونے
کو منفرد یا امام کے لئے محمول کریں اور صورت کو حالت اقتدا پر تو کر نہیں ہوتا **الحمد للہ رب العلمین** **الرحمن الرحیم** **مٰلک یوم الدین** **ایاک نعبد وایاک نستعین**
اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین اور جب فارغ ہو فاتحہ سے **قال آمین** یعنی کہا آمین
یعنی ایسے ہی کہا جیسے ہم نے کہا یعنی آمین کے مد کو قصر کے ساتھ یعنی اللہ اور اکبر کے ہمزہ کو نہ بڑھا کر پڑھا جیسا کہ کبھی کبھی پڑھا جاتا ہے
سے ایک کا معنے ہے شروع نماز کا اگر امام کو نہ سنے کی وجہ سے بڑھا ہو اور جانکہ امام کو رکوع میں پایا اور سمجھے کہ اگر میں نے لفظ اکبر کہا تو رکوع
میں مدرک رکوع نہ ہوگا اور رکوع کی تکبیر فوت ہو جائیگی **وھو مقابل ارکانه** وھو جو علیحدہ کے شرح نقایہ میں کہا کہ یہ تکبیر کہنا ہم نہیں کہ ذاتی الطوطا ہی **وانتظر قولہ قائما قاعدا**
وجنبا الا امام **ثم کبر لرکوع وھو فی الصلوٰۃ** **وان رکع قبل ان یاتی بالثناء او التعوذ او التسمیۃ او التکبیر للرکوع او بواحد منھا ثم کبر**
وھو راکع او رفع رأسه ثم کبر للسجود لم تفسد یعنی اگر رکوع کی تکبیر قبل ہوا اور ہو گیا سجدہ قبل فرض کے محل میں واقع ہوئے اسلئے فرض کی ادائی نہ ہوئی شامی نے کہا **وھو مسائل مھمۃ**
لم یکد یسبق الیھا **ثم کبر للرکوع** یعنی اگر رکوع کی تکبیر قبل ہوا اور پھر کہا تکبیر رکوع کی **ثم رفع رأسه** یعنی اٹھا سر سے رکوع سے **ثم کبر للسجود** یعنی
ثم سجد **ثم کبر للسجود** یعنی اگر سجدہ کی تکبیر قبل ہوا اور پھر کہا تکبیر سجدہ کی **ثم رفع رأسه** یعنی اٹھا سر سے سجدہ سے **ثم کبر للسجود** یعنی
**ثم سجد

قصہ ختم کیا ۔ مؤذن نے جواب نہ دیا ۔ اور کہا تو نے بدعت کا ارتکاب کیا ۔ نماز کا منہ کا کیونکہ تعجب کرتا اور جواب اذان کا دیتا جیسی کہ ابن ہبیرہ نے اپنی کتاب اختلاف الائمہ میں اس کی حکایت کی ہے ۔ اور ابن حزم نے اس سے دلیل پکڑی ہے کہ جو شخص مؤذن سے شہادتین سنے اس پر واجب ہے کہ اس کا جواب دے ۔ اور اس کی دلیل وہ حدیث ہے جو صحیحین میں ہے کہ جب تم مؤذن سے سنو جو کچھ وہ کہتا ہے تم بھی اسی کو کہو ۔ اور ابن حزم نے کہا ہے کہ اس حدیث کے عموم سے ہم نے اس کو مخصوص کیا ہے ۔ اذان کے جواب کے سوا

مرد عورتوں کے برابر کرنے سے کانوں کی عادات الگ ٹھوں سے معلوم ہو جاتی ہے کذا فی الشامی وثبت ویستقبل بکفیہ القبلۃ وقیل لا وقیل ہو الصحیح کذا فی الظہیریۃ والسراج الوہاج وہو الاصح کذا فی التجنیس والمزید وہو المختار کذا فی الکافی والنہر الفائق لکن فی الظہیریۃ والسراج الوہاج ان ہذا اذا کان الرجل فی حیزہ کما ہو الواقع وعورت اگرچہ مرد کی طرح ستر عورت میں ہے مگر بحر الرائق میں ہے کہ لیکن نہر الفائق میں ہے کہ لکن فی الظہیریۃ والسراج الوہاج ان ہذا اذا کان الرجل فی حیزہ کما ہو الواقع وعورت اگرچہ مرد کی طرح ستر عورت میں ہے مگر بحر الرائق میں ہے کہ لیکن نہر الفائق میں ہے کہ لکن فی النہر عن الینابیع انہا کال

اسی پر فتویٰ ہو وَلَمْ یَحِلَّ الْعِبْرَۃُ الشروع کا قراءۃ لا یسلف لہ فی ھذہ ولا یستدل بہ حیلہ فی انہ اذا نام خانیۃ کالثانیۃ یجوز الفا فاطاھر کالاول وجوعھما ابیہ لاھو الیھما فالحفظہ فقد اشتبہ علی کثیر من القاصرین حتی الذی یتلالی کل کتبہ فتنبہ

از عینی نے شروع نماز کی تکبیر کو قرات کی مانند کیا ہو یعنی غیر زبان میں اسکو صحیح ہونے کو لو بھی قید عربی ملحوظ ہونے کی لگائی ہو تو اسباب میں یعنی کو بھی مسئلہ ہو جیسے پشر ایسا کیا ہو اور نہ کوئی سنہ اسکو وجوہ کو قوت دینی ہو بلکہ شروع کو تاتار خانیہ میں تلمیہ کی مانند ٹھہرایا ہو کہ غیر زبان میں باتفاق جائز ہے پس ظاہر ہو تتار خانیہ کا شامل متن تنویر الابصار کے یہ ہو کہ صاحبین نے امام کے قول کیطرف رجوع کیا ہو سمجھ کہ امام نے صاحبین کیطرف رجوع کیا ہو تو اسکو یاد کرلے کہ بہت سی کم تو بہ کرنیوالوں پر ہے امر ضرور ہو گیا ہو یہانتک کہ شرنبلالی پر بھی اوسکی کتابوں میں مشتبہ ہو گیا ہو سنو خبردار ہو جاؤ صاحبین کے نزدیک نماز کو سب ذکر اور تکبیر تحریمہ کو دوسری زبان میں اوسوقت درست ہونے میں کہ نماز عربی کے ساتھ ہو اور امام کے نزدیک سوا قرات کے سب اذکار و تکبیر تحریمہ باوجود قدرت عربی کے غیر زبان میں جائز ہیں تو فقط امام صاحب قرات کے باب میں صاحبین کے قول کیطرف رجوع کیا ہو اسپر سوچ کہ قرآن ایک خاص عربی منظوم کلام ہے جو بنقل متواتر ہم تک پہنچا ہو تو فارسی وغیرہ میں وہ منقول خاص باقی نہ رہیگا باقی رہا شروع کا حال تو اسمیں امام صاحب کی دلیل قوی ہے یعنی وہ یہ فرماتے ہیں کہ شروع میں مطلوب اور تعظیم ہے جسم زبان میں حاصل ہو سکتا ہے خصوصیت عربی کی نہیں پس صینی نے جو شروع کو قرات کی مانند ٹھہرایا اس سے معلوم ہوا کہ امام صاحبین کا قول شروع نماز میں اختیار کیا حالانکہ ایسا نہیں کیونکہ تاتار خانیہ میں شروع نماز کو تلمیہ کے موافق کہا ہو بالاتفاق دوسری زبان میں درست ہے اور اثنیہ میں بھی شروع نماز میں قیمہ عاجزی کی نہیں لگائی جیسی قرات میں لگائی ہو تو تاتار خانیہ کی ظاہر عبارت اور اس متن کے عدم تفصیل اس بات کی دلیل ہیں کہ صاحبین نے شروع نماز میں امام کا قول اختیار کیا ہو نہ یہ کہ امام نے صاحبین کا قول لیا ہو جیسا عینی نے سمجھا کذا فی الشامی قیمتہ لا یجوز اَدَّتْ بِھَا عَلَی الْاَصَحِّ وَاِنْ عَلِمَ اَنَّہٗ اَذَّنَ ذِکْرِیْ الْحَدَّادِی اِعْتَبَرَ الْبَاقِیْ الْاِتِّفَاقَ نہیں صحیح ہو اگر اذان دی شہر عربی میں معتبر قول کے موجب اگرچہ لوگ یہ جانیں کہ وہ اذان ہی ذکر کیا ہے اوسکو ہدایہ نے اور جملی نے تحارت کا اعتبار کیا ہو یعنی اگر اذان فارسی میں ہو اور لوگ جان جاویں کہ اذان ہوئی ہے تو درست ہو گی ورنہ جائز نہو گی کیونکہ اذان سے مقصود خبر کرنا نماز کا ہو وہ حاصل نہیں ہوا **فروع** مسائل متفرقہ اس کے قولہ یا لفارسیۃ والتوراۃ اولا یحسن الا قصۃ نفسہ وان ذکر الا قرات پڑھی فارسی میں یا قرآن کی جگہہ موریت یا انجیل پر سی اگر کوئی قصہ بڑا ہو تو نماز فاسد ہو جائیگی اور اگر ذکر پڑا تو فاسد نہو گی ھم یہ ہو کہ کہا کہ فارسی میں قرات سو نماز فاسد نہیں بالخلاف بشرطیکہ جتقدر قرات سو نماز درست ہو جاتا ہے اسقدر عربی میں پڑھ لی ہو اور قاضیخان نے کہا کہ صاحبین کے نزدیک نماز فاسد ہو جاتی ہے فتح القدیر میں ان دونو قول میں یوں توفیق کی کہ اگر فارسی میں فصول کی جگہہ یا مرد نہیں کی جگہہ پڑھیگا تو فاسد ہو جائیگی اور اگر ذکر اور تنزیہ کے مقام کو پڑھیگا اور اسی پر اکتفا کریگا تب بھی فاسد ہو گی کہ نماز قرات سے خالی رہ جائیگی اور کسیقدر قرآن اوسکے ساتھ ملا لیگا تو فاسد نہو گی کذا فی الشامی والحق بہ فی البحر البسنالۃ در محرالرائق میں فارسی میں قرات پڑھنے کے ساتھ قرآن کی روایت شاذہ کو ملحق کیا یعنی روایت شاذہ کا حکم بھی اوسی تفصیل سے ہے جیسا فارسی قرات میں مذکور ہوا لکن فی الظہیریۃ وجہہ انہ لا یفسد وہو الذی یقتضیہ الدلیل ہمیں ظہر الفاق میں ہو کہ جو یہ ترجیہ ہو کہ روایت شاذہ قرآن کو فاسد نہیں کرتی اور قرات فارسی کو کرتی ہو جسکی وجہ ہم کو نہ پہنچا قرآن کا مثلاً یوں کہنا الرحم ولی الذی اکرمہ وہی قصد نہیں اور نہ مقدار وجب کو کہ کم ہو ھم قرآن مجید کی روایات مشہورہ سات ہیں اور آئمہ قرات وصل ہیں تو متواتر روایتیں وصل تک ہو سکتی ہیں پس جو روایت کہ ان دسوں روایتوں سے خالی ہو گی وہ شاذ ہو گی در ظہیر الفاق میں کہا کہ وہ اسکے مفسد نہونیکی یہ ہو کہ روایت شاذ کے قرآن ہونے میں شک ہو تو شک سے نماز فاسد نہیں ہوتی بخلاف فارسی کے کہ وہ ہرگز قرآن نہیں کیونکہ عرف میں قرآن عربی زبان ہی کو کہتے ہیں وَلَمْ یَقْدِرْ بِکَاٰیَۃٍ اَوْ اٰیَتَیْنِ بِالْفَارِسِیَّۃِ اَوْ الْاَکْثَرِ اور درست ہو کہنا ایک آیت یا دو آیتوں کا فارسی میں نہ زیادہ کا مطلق یعنی بلفظ کیا کہ اسکی وجہ یہ ہو کہ ایک یا دو آیت قلیل ہے اور

قلیلا سماں ہو۔ اکثر قرءتوں میں ضرورت کے قدر سماں نہ ہوگا اور ضرورت کے صورت میں زیادہ کے لکھنے میں بھی کچھ حرج نہیں دیکھو کتب تفسیر و حدیث و فقہ۔ مکروہ ہے لکھنا قرآن کی تفسیر کا قرآن کے بیچ فارسی میں علماء نے کہا کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ شریعت میں حکم ہے قرآن کے خالی رکھنے کا غیر قرآن سے اور قرآن کی تفسیر میں کافی سے مشغول ہو کر لکھنا قرآن کا اور تفسیر ہم جزء کی اور ترجمہ اسکو ہم لکھنا جائز ہے۔ پس سے معلوم ہوا کہ اکثر سنی حنفی زیادہ مکروہ ہے اور ترجمہ قرآن کا ہندی میں کہ بیان ہندی کا بھی حکم ہے تو ہمارے نزدیک بہتر طریق جمعہ کا ہو کہ قرآن محمد میں ہو اور ترجمہ حاشیہ پر لکھے تاکہ ان کو آیت سے بچے و لو شاء ربک لجعل الناس امۃ واحدۃ ولا یزالون مختلفین الا من رحم ربک ولذلک خلقھم (اگر تیرا رب چاہتا تو کر دیتا لوگوں کو ایک گروہ اور وہ ہمیشہ اختلاف کرتے رہیں گے مگر جن پر تیرا رب رحم کرے اور اسی لئے ان کو پیدا کیا ہے) سے بچے و اذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون (اور جب قرآن پڑھا جائے تو اس کو سنو اور چپ رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے) سے بچے و اذکر ربک فی نفسک تضرعا وخیفۃ ودون الجھر من القول بالغدو والآصال ولا تکن من الغافلین (اور یاد کر اپنے رب کو اپنے دل میں عاجزی اور خوف سے اور بلند آواز سے کہنے سے کم صبح و شام اور غافلوں میں سے نہ ہو) سے بچے و لا تحرک بہ لسانک لتعجل بہ (اور نہ ہلا اپنی زبان کو قرآن کے ساتھ تاکہ جلدی کرے اس کے یاد کرنے میں) سے بچے و ان علینا جمعہ وقرآنہ (ہمارے ذمہ ہے اس کا جمع کرنا اور پڑھنا) سے بچے و ان علینا بیانہ (ہمارے ذمہ ہے اس کا بیان کرنا) سے بچے و ان ھو الا ذکر للعالمین (نہیں ہے یہ مگر نصیحت سارے جہان کے لئے) سے بچے و ما ھو الا ذکر وقرآن مبین (نہیں ہے یہ مگر نصیحت اور قرآن ظاہر) سے بچے و ان ھو الا ذکر وقرآن مبین لینذر من کان حیا (نہیں ہے یہ مگر نصیحت اور قرآن ظاہر تاکہ ڈر سنائے اس شخص کو جو زندہ ہے) سے بچے و ما علمناہ الشعر وما ینبغی لہ (ہم نے نہیں سکھایا اس کو شعر اور نہ لائق ہے اس کے) سے بچے و ما ھو بقول شاعر قلیلا ما تؤمنون (نہیں ہے یہ قول شاعر کا تھوڑا ایمان لاتے ہو) سے بچے و ما ھو بقول کاھن قلیلا ما تذکرون (نہیں ہے یہ قول کاہن کا تھوڑا دھیان کرتے ہو) سے بچے و ما ھو بقول شیطان رجیم (نہیں ہے یہ قول شیطان مردود کا) سے بچے و ما ھو بقول شیطان رجیم فاستعذ باللہ (نہیں ہے یہ قول شیطان مردود کا پس پناہ مانگ اللہ کی) سے بچے و ما ھو بقول شیطان رجیم فاستعذ باللہ انہ سمیع علیم (نہیں ہے یہ قول شیطان مردود کا پس پناہ مانگ اللہ کی بیشک وہ سنتا ہے جانتا ہے) سے بچے و ما ھو بقول شیطان رجیم فاستعذ باللہ انہ سمیع علیم ان الذین اتقوا اذا مسھم طائف من الشیطان تذکروا فاذا ھم مبصرون (نہیں ہے یہ قول شیطان مردود کا پس پناہ مانگ اللہ کی بیشک وہ سنتا ہے جانتا ہے بیشک جو لوگ ڈرتے ہیں جب ان کو چھوتا ہے کوئی خیال شیطان کا تو یاد کرتے ہیں اللہ کو پھر وہ ہی راہ پر آتے ہیں) سے بچے و ما ھو بقول شیطان رجیم فاستعذ باللہ انہ سمیع علیم ان الذین اتقوا اذا مسھم طائف من الشیطان تذکروا فاذا ھم مبصرون وان اخوانھم یمدونھم فی الغی ثم لا یقصرون (نہیں ہے یہ قول شیطان مردود کا پس پناہ مانگ اللہ کی بیشک وہ سنتا ہے جانتا ہے بیشک جو لوگ ڈرتے ہیں جب ان کو چھوتا ہے کوئی خیال شیطان کا تو یاد کرتے ہیں اللہ کو پھر وہ ہی راہ پر آتے ہیں اور بھائی ان کے شیطانوں کو کھینچتے ہیں گمراہی میں پھر کمی نہیں کرتے) سے بچے و ما ھو بقول شیطان رجیم فاستعذ باللہ انہ سمیع علیم ان الذین اتقوا اذا مسھم طائف من الشیطان تذکروا فاذا ھم مبصرون وان اخوانھم یمدونھم فی الغی ثم لا یقصرون واذا لم تاتھم بآیۃ قالوا لولا اجتبیتھا (نہیں ہے یہ قول شیطان مردود کا پس پناہ مانگ اللہ کی بیشک وہ سنتا ہے جانتا ہے بیشک جو لوگ ڈرتے ہیں جب ان کو چھوتا ہے کوئی خیال شیطان کا تو یاد کرتے ہیں اللہ کو پھر وہ ہی راہ پر آتے ہیں اور بھائی ان کے شیطانوں کو کھینچتے ہیں گمراہی میں پھر کمی نہیں کرتے اور جب تو نہیں لاتا ان کے پاس کوئی آیت تو کہتے ہیں کیوں نہ بنا لی تو نے) سے بچے و ما ھو بقول شیطان رجیم فاستعذ باللہ انہ سمیع علیم ان الذین اتقوا اذا مسھم طائف من الشیطان تذکروا فاذا ھم مبصرون وان اخوانھم یمدونھم فی الغی ثم لا یقصرون واذا لم تاتھم بآیۃ قالوا لولا اجتبیتھا قل انما اتبع ما یوحی الی من ربی (نہیں ہے یہ قول شیطان مردود کا پس پناہ مانگ اللہ کی بیشک وہ سنتا ہے جانتا ہے بیشک جو لوگ ڈرتے ہیں جب ان کو چھوتا ہے کوئی خیال شیطان کا تو یاد کرتے ہیں اللہ کو پھر وہ ہی راہ پر آتے ہیں اور بھائی ان کے شیطانوں کو کھینچتے ہیں گمراہی میں پھر کمی نہیں کرتے اور جب تو نہیں لاتا ان کے پاس کوئی آیت تو کہتے ہیں کیوں نہ بنا لی تو نے تو کہہ میں تو تابع ہوں اسی کا جو حکم آوے مجھ کو میرے رب کی طرف سے) سے بچے و ما ھو بقول شیطان رجیم فاستعذ باللہ انہ سمیع علیم ان الذین اتقوا اذا مسھم طائف من الشیطان تذکروا فاذا ھم مبصرون وان اخوانھم یمدونھم فی الغی ثم لا یقصرون واذا لم تاتھم بآیۃ قالوا لولا اجتبیتھا قل انما اتبع ما یوحی الی من ربی ھذا بصائر من ربکم وھدی ورحمۃ لقوم یؤمنون (نہیں ہے یہ قول شیطان مردود کا پس پناہ مانگ اللہ کی بیشک وہ سنتا ہے جانتا ہے بیشک جو لوگ ڈرتے ہیں جب ان کو چھوتا ہے کوئی خیال شیطان کا تو یاد کرتے ہیں اللہ کو پھر وہ ہی راہ پر آتے ہیں اور بھائی ان کے شیطانوں کو کھینچتے ہیں گمراہی میں پھر کمی نہیں کرتے اور جب تو نہیں لاتا ان کے پاس کوئی آیت تو کہتے ہیں کیوں نہ بنا لی تو نے تو کہہ میں تو تابع ہوں اسی کا جو حکم آوے مجھ کو میرے رب کی طرف سے یہ قرآن سمجھ کی باتیں ہیں تمہارے رب کی طرف سے اور ہدایت اور رحمت ہے واسطے ان لوگوں کے جو یقین لاتے ہیں) سے بچے و ما ھو بقول شیطان رجیم فاستعذ باللہ انہ سمیع علیم ان الذین اتقوا اذا مسھم طائف من الشیطان تذکروا فاذا ھم مبصرون وان اخوانھم یمدونھم فی الغی ثم لا یقصرون واذا لم تاتھم بآیۃ قالوا لولا اجتبیتھا قل انما اتبع ما یوحی الی من ربی ھذا بصائر من ربکم وھدی ورحمۃ لقوم یؤمنون واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون (نہیں ہے یہ قول شیطان مردود کا پس پناہ مانگ اللہ کی بیشک وہ سنتا ہے جانتا ہے بیشک جو لوگ ڈرتے ہیں جب ان کو چھوتا ہے کوئی خیال شیطان کا تو یاد کرتے ہیں اللہ کو پھر وہ ہی راہ پر آتے ہیں اور بھائی ان کے شیطانوں کو کھینچتے ہیں گمراہی میں پھر کمی نہیں کرتے اور جب تو نہیں لاتا ان کے پاس کوئی آیت تو کہتے ہیں کیوں نہ بنا لی تو نے تو کہہ میں تو تابع ہوں اسی کا جو حکم آوے مجھ کو میرے رب کی طرف سے یہ قرآن سمجھ کی باتیں ہیں تمہارے رب کی طرف سے اور ہدایت اور رحمت ہے واسطے ان لوگوں کے جو یقین لاتے ہیں اور جب پڑھا جائے قرآن تو سنو اس کو اور چپ رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے) سے بچے و ما ھو بقول شیطان رجیم فاستعذ باللہ انہ سمیع علیم ان الذین اتقوا اذا مسھم طائف من الشیطان تذکروا فاذا ھم مبصرون وان اخوانھم یمدونھم فی الغی ثم لا یقصرون واذا لم تاتھم بآیۃ قالوا لولا اجتبیتھا قل انما اتبع ما یوحی الی من ربی ھذا بصائر من ربکم وھدی ورحمۃ لقوم یؤمنون واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون واذکر ربک فی نفسک تضرعا وخیفۃ ودون الجھر من القول بالغدو والآصال ولا تکن من الغافلین (نہیں ہے یہ قول شیطان مردود کا پس پناہ مانگ اللہ کی بیشک وہ سنتا ہے جانتا ہے بیشک جو لوگ ڈرتے ہیں جب ان کو چھوتا ہے کوئی خیال شیطان کا تو یاد کرتے ہیں اللہ کو پھر وہ ہی راہ پر آتے ہیں اور بھائی ان کے شیطانوں کو کھینچتے ہیں گمراہی میں پھر کمی نہیں کرتے اور جب تو نہیں لاتا ان کے پاس کوئی آیت تو کہتے ہیں کیوں نہ بنا لی تو نے تو کہہ میں تو تابع ہوں اسی کا جو حکم آوے مجھ کو میرے رب کی طرف سے یہ قرآن سمجھ کی باتیں ہیں تمہارے رب کی طرف سے اور ہدایت اور رحمت ہے واسطے ان لوگوں کے جو یقین لاتے ہیں اور جب پڑھا جائے قرآن تو سنو اس کو اور چپ رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے اور یاد کر اپنے رب کو اپنے دل میں عاجزی اور خوف سے اور بلند آواز سے کہنے سے کم صبح و شام اور غافلوں میں سے نہ ہو) سے بچے و ما ھو بقول شیطان رجیم فاستعذ باللہ انہ سمیع علیم ان الذین اتقوا اذا مسھم طائف من الشیطان تذکروا فاذا ھم مبصرون وان اخوانھم یمدونھم فی الغی ثم لا یقصرون واذا لم تاتھم بآیۃ قالوا لولا اجتبیتھا قل انما اتبع ما یوحی الی من ربی ھذا بصائر من ربکم وھدی ورحمۃ لقوم یؤمنون واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون واذکر ربک فی نفسک تضرعا وخیفۃ ودون الجھر من القول بالغدو والآصال ولا تکن من الغافلین ان الذین عند ربک لا یستکبرون عن عبادتہ ویسبحونہ وللہ یسجدون (نہیں ہے یہ قول شیطان مردود کا پس پناہ مانگ اللہ کی بیشک وہ سنتا ہے جانتا ہے بیشک جو لوگ ڈرتے ہیں جب ان کو چھوتا ہے کوئی خیال شیطان کا تو یاد کرتے ہیں اللہ کو پھر وہ ہی راہ پر آتے ہیں اور بھائی ان کے شیطانوں کو کھینچتے ہیں گمراہی میں پھر کمی نہیں کرتے اور جب تو نہیں لاتا ان کے پاس کوئی آیت تو کہتے ہیں کیوں نہ بنا لی تو نے تو کہہ میں تو تابع ہوں اسی کا جو حکم آوے مجھ کو میرے رب کی طرف سے یہ قرآن سمجھ کی باتیں ہیں تمہارے رب کی طرف سے اور ہدایت اور رحمت ہے واسطے ان لوگوں کے جو یقین لاتے ہیں اور جب پڑھا جائے قرآن تو سنو اس کو اور چپ رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے اور یاد کر اپنے رب کو اپنے دل میں عاجزی اور خوف سے اور بلند آواز سے کہنے سے کم صبح و شام اور غافلوں میں سے نہ ہو بیشک جو فرشتے تیرے رب کے پاس ہیں تکبر نہیں کرتے اس کی بندگی سے اور اس کی پاکی بولتے ہیں اور اسی کو سجدہ کرتے ہیں) سے بچے و ما ھو بقول شیطان رجیم فاستعذ باللہ انہ سمیع علیم ان الذین اتقوا اذا مسھم طائف من الشیطان تذکروا فاذا ھم مبصرون وان اخوانھم یمدونھم فی الغی ثم لا یقصرون واذا لم تاتھم بآیۃ قالوا لولا اجتبیتھا قل انما اتبع ما یوحی الی من ربی ھذا بصائر من ربکم وھدی ورحمۃ لقوم یؤمنون واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون واذکر ربک فی نفسک تضرعا وخیفۃ ودون الجھر من القول بالغدو والآصال ولا تکن من الغافلین ان الذین عند ربک لا یستکبرون عن عبادتہ ویسبحونہ وللہ یسجدون فاتحہ (نہیں ہے یہ قول شیطان مردود کا پس پناہ مانگ اللہ کی بیشک وہ سنتا ہے جانتا ہے بیشک جو لوگ ڈرتے ہیں جب ان کو چھوتا ہے کوئی خیال شیطان کا تو یاد کرتے ہیں اللہ کو پھر وہ ہی راہ پر آتے ہیں اور بھائی ان کے شیطانوں کو کھینچتے ہیں گمراہی میں پھر کمی نہیں کرتے اور جب تو نہیں لاتا ان کے پاس کوئی آیت تو کہتے ہیں کیوں نہ بنا لی تو نے تو کہہ میں تو تابع ہوں اسی کا جو حکم آوے مجھ کو میرے رب کی طرف سے یہ قرآن سمجھ کی باتیں ہیں تمہارے رب کی طرف سے اور ہدایت اور رحمت ہے واسطے ان لوگوں کے جو یقین لاتے ہیں اور جب پڑھا جائے قرآن تو سنو اس کو اور چپ رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے اور یاد کر اپنے رب کو اپنے دل میں عاجزی اور خوف سے اور بلند آواز سے کہنے سے کم صبح و شام اور غافلوں میں سے نہ ہو بیشک جو فرشتے تیرے رب کے پاس ہیں تکبر نہیں کرتے اس کی بندگی سے اور اس کی پاکی بولتے ہیں اور اسی کو سجدہ کرتے ہیں) سے بچے و ما ھو بقول شیطان رجیم فاستعذ باللہ انہ سمیع علیم ان الذین اتقوا اذا مسھم طائف من الشیطان تذکروا فاذا ھم مبصرون وان اخوانھم یمدونھم فی الغی ثم لا یقصرون واذا لم تاتھم بآیۃ قالوا لولا اجتبیتھا قل انما اتبع ما یوحی الی من ربی ھذا بصائر من ربکم وھدی ورحمۃ لقوم یؤمنون واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون واذکر ربک فی نفسک تضرعا وخیفۃ ودون الجھر من القول بالغدو والآصال ولا تکن من الغافلین ان الذین عند ربک لا یستکبرون عن عبادتہ ویسبحونہ وللہ یسجدون فاتحہ الکتاب (نہیں ہے یہ قول شیطان مردود کا پس پناہ مانگ اللہ کی بیشک وہ سنتا ہے جانتا ہے بیشک جو لوگ ڈرتے ہیں جب ان کو چھوتا ہے کوئی خیال شیطان کا تو یاد کرتے ہیں اللہ کو پھر وہ ہی راہ پر آتے ہیں اور بھائی ان کے شیطانوں کو کھینچتے ہیں گمراہی میں پھر کمی نہیں کرتے اور جب تو نہیں لاتا ان کے پاس کوئی آیت تو کہتے ہیں کیوں نہ بنا لی تو نے تو کہہ میں تو تابع ہوں اسی کا جو حکم آوے مجھ کو میرے رب کی طرف سے یہ قرآن سمجھ کی باتیں ہیں تمہارے رب کی طرف سے اور ہدایت اور رحمت ہے واسطے ان لوگوں کے جو یقین لاتے ہیں اور جب پڑھا جائے قرآن تو سنو اس کو اور چپ رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے اور یاد کر اپنے رب کو اپنے دل میں عاجزی اور خوف سے اور بلند آواز سے کہنے سے کم صبح و شام اور غافلوں میں سے نہ ہو بیشک جو فرشتے تیرے رب کے پاس ہیں تکبر نہیں کرتے اس کی بندگی سے اور اس کی پاکی بولتے ہیں اور اسی کو سجدہ کرتے ہیں) سے بچے و ما ھو بقول شیطان رجیم فاستعذ باللہ انہ سمیع علیم ان الذین اتقوا اذا مسھم طائف من الشیطان تذکروا فاذا ھم مبصرون وان اخوانھم یمدونھم فی الغی ثم لا یقصرون واذا لم تاتھم بآیۃ قالوا لولا اجتبیتھا قل انما اتبع ما یوحی الی من ربی ھذا بصائر من ربکم وھدی ورحمۃ لقوم یؤمنون واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون واذکر ربک فی نفسک تضرعا وخیفۃ ودون الجھر من القول بالغدو والآصال ولا تکن من الغافلین ان الذین عند ربک لا یستکبرون عن عبادتہ ویسبحونہ وللہ یسجدون فاتحہ الکتاب ھذا بصائر من ربکم وھدی ورحمۃ لقوم یؤمنون (نہیں ہے یہ قول شیطان مردود کا پس پناہ مانگ اللہ کی بیشک وہ سنتا ہے جانتا ہے بیشک جو لوگ ڈرتے ہیں جب ان کو چھوتا ہے کوئی خیال شیطان کا تو یاد کرتے ہیں اللہ کو پھر وہ ہی راہ پر آتے ہیں اور بھائی ان کے شیطانوں کو کھینچتے ہیں گمراہی میں پھر کمی نہیں کرتے اور جب تو نہیں لاتا ان کے پاس کوئی آیت تو کہتے ہیں کیوں نہ بنا لی تو نے تو کہہ میں تو تابع ہوں اسی کا جو حکم آوے مجھ کو میرے رب کی طرف سے یہ قرآن سمجھ کی باتیں ہیں تمہارے رب کی طرف سے اور ہدایت اور رحمت ہے واسطے ان لوگوں کے جو یقین لاتے ہیں اور جب پڑھا جائے قرآن تو سنو اس کو اور چپ رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے اور یاد کر اپنے رب کو اپنے دل میں عاجزی اور خوف سے اور بلند آواز سے کہنے سے کم صبح و شام اور غافلوں میں سے نہ ہو بیشک جو فرشتے تیرے رب کے پاس ہیں تکبر نہیں کرتے اس کی بندگی سے اور اس کی پاکی بولتے ہیں اور اسی کو سجدہ کرتے ہیں) سے بچے و ما ھو بقول شیطان رجیم فاستعذ باللہ انہ سمیع علیم ان الذین اتقوا اذا مسھم طائف من الشیطان تذکروا فاذا ھم مبصرون وان اخوانھم یمدونھم فی الغی ثم لا یقصرون واذا لم تاتھم بآیۃ قالوا لولا اجتبیتھا قل انما اتبع ما یوحی الی من ربی ھذا بصائر من ربکم وھدی ورحمۃ لقوم یؤمنون واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون واذکر ربک فی نفسک تضرعا وخیفۃ ودون الجھر من القول بالغدو والآصال ولا تکن من الغافلین ان الذین عند ربک لا یستکبرون عن عبادتہ ویسبحونہ وللہ یسجدون فاتحہ الکتاب ھذا بصائر من ربکم وھدی ورحمۃ لقوم یؤمنون ان ھذا لھو الحق المبین (نہیں ہے یہ قول شیطان مردود کا پس پناہ مانگ اللہ کی بیشک وہ سنتا ہے جانتا ہے بیشک جو لوگ ڈرتے ہیں جب ان کو چھوتا ہے کوئی خیال شیطان کا تو یاد کرتے ہیں اللہ کو پھر وہ ہی راہ پر آتے ہیں اور بھائی ان کے شیطانوں کو کھینچتے ہیں گمراہی میں پھر کمی نہیں کرتے اور جب تو نہیں لاتا ان کے پاس کوئی آیت تو کہتے ہیں کیوں نہ بنا لی تو نے تو کہہ میں تو تابع ہوں اسی کا جو حکم آوے مجھ کو میرے رب کی طرف سے یہ قرآن سمجھ کی باتیں ہیں تمہارے رب کی طرف سے اور ہدایت اور رحمت ہے واسطے ان لوگوں کے جو یقین لاتے ہیں اور جب پڑھا جائے قرآن تو سنو اس کو اور چپ رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے اور یاد کر اپنے رب کو اپنے دل میں عاجزی اور خوف سے اور بلند آواز سے کہنے سے کم صبح و شام اور غافلوں میں سے نہ ہو بیشک جو فرشتے تیرے رب کے پاس ہیں تکبر نہیں کرتے اس کی بندگی سے اور اس کی پاکی بولتے ہیں اور اسی کو سجدہ کرتے ہیں) سے بچے و ما ھو بقول شیطان رجیم فاستعذ باللہ انہ سمیع علیم ان الذین اتقوا اذا مسھم طائف من الشیطان تذکروا فاذا ھم مبصرون وان اخوانھم یمدونھم فی الغی ثم لا یقصرون واذا لم تاتھم بآیۃ قالوا لولا اجتبیتھا قل انما اتبع ما یوحی الی من ربی ھذا بصائر من ربکم وھدی ورحمۃ لقوم یؤمنون واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون واذکر ربک فی نفسک تضرعا وخیفۃ ودون الجھر من القول بالغدو والآصال ولا تکن من الغافلین ان الذین عند ربک لا یستکبرون عن عبادتہ ویسبحونہ وللہ یسجدون فاتحہ الکتاب ھذا بصائر من ربکم وھدی ورحمۃ لقوم یؤمنون ان ھذا لھو الحق المبین فسبح باسم ربک العظیم

حکم ہو خواہ وہ فجر کا فرض ہو یا واجب یا سنت اس سے بھی نکلا کہ ناحق باندھ چکا تو پڑھے کیونکہ اندر اور جانے کی بکیسوں بن کیونکہ ایسی خیار نہیں
ذکر مشروع ہوا یا ناحق ہم اسے بھی مفسد خطبہ پڑھنے کیونکہ ناحق باندھ لیتے جاتے ہیں کہ وہ بھی ذکر مشروع ہے سوا ناحق باندھا ہوا ہے
لعدم القراءۃ ولا یتین تکبیرات العیدین لعدم الذکر المطلوب القیام وبقصر القیام بین السنتین ہی قیاساً بین التکبیر
وبقصرہ لعدم القراءۃ ولا یتین تکبیرات العیدین لعدم الذکر المطلوب القیام وبقصر القیام بین السنتین ہی قیاساً بین التکبیر
میں بیٹھنے زیادہ دیر نہ کرے یعنی اگرچہ تو مدہ میں ذکر مسنون ہو جو کہ تسبیح اللہ اکبر الحمد للہ ہے مگر چونکہ اس خیار میں طول نہیں
ناحق باندھا ہوا سنتین نہیں اور جہاں سنتین عیدین کی تکبیروں میں ناحق کا باندھا بالبیت ہے ذکر کے جنگ کہ قیام کو طول نہ ہو اور اگر طول ہو تو ناحق باندھ
لے کذا فی السراج وقطعاً وہی نے کہا تو ظاہر ایسا معلوم ہوا ہے کہ حلقہ بالتسبیح کے فور میں ناحق باندھا سنتین پر ہی ہو سکے کہ اسمین فاتحہ کی بھی اور ذکر مسنون
دو تین دفعہ کما لہ سبحانک اللھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جدک ولا الٰہ غیرک وجل ثناؤک کہ ہو ذکر ہے مقتضر علیہ ولا یجہر بہ ولا یخافت بہ ولا یتعوذ ولا یقرأ فاتحۃ ولا سورۃ
المسلمین فی الافتتاح اور پڑھ ہو ذکر ہے سبحانک اللھم وبحمدک کہنے کے سبحانک اللھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جدک ولا الٰہ غیرک کلمہ وجل ثناؤک کہ ہو ذکر ہے بعد کے بعد تک جدک
وجل ثناؤک کہنے ہوا یا نہ جانا وہ کے کہ اسمین اس لفظ کا زیادہ کرنا یعنی اگر سنتین ہو جد ہو جد ہو یا نہ ہو بہر حال ثنا پڑھے اور تبھی اگر نہ جانے ہو
بجز نماز نفل کے اور اسمین اور کسی لفظ کا زیادہ کرنا ناحق باندھنے کے ساتھ جائز ہے اور نماز فاسد نہیں ہوتی صحیح قول میں نماز ہی کے اس جنسے ہو واذا اقول المسلمین یعنی مین پہلا
ہوں سب المامون کا ہم منہ مین کہا کہ اگر جل ثناؤک بھی کہا گیا تو نماز میں کچھ حرج نہ ہوگا اور وجہ تبھی پوری بسطرح ہو وجھت وجھی للذی فطر السموات
والارض حنیفاً وما انا من المشرکین ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین لا شریک لہ وبذلک امرت وانا اول المسلمین اسکو نفل نمازمین ثنا
کے ساتھ ملانے اور متاخرین نے اسکو مستحباً کیا ہے کہ تحریر سے بیشتر اسکو کہہ لے اور اصح قول کا مقابل و ضعیف قول ہے کہ نماز فاسد ہو جاتی ہو اسکو
اذا اول المسلمین پر اسکی طرف جو ہے ہوتا ہو سحر الرائق مین کہا کہ احادیث صحیحہ مین آیا ہے تو مفسد نماز نہیں ہو سکتا علاوہ اسکے جو وقت
کہ نماز ہی اپنوں کی خبر تیار ہوا ہو اسکی غرض تو صرف قصد تلاوت ہی تو ہو تو کیسے ہو گا ذا فی الشامی لمنتفع الا اذا شرع اذا اصلی فی الفرض او تسوک
کان مسیوقا او تذکر انہ کان اماما یثنی القراءۃ اولا فاتحۃ کما فی الفرع السابق اذ کذا اذا قام فی القیام یثنی ملا یبدا
بالتعوذ کما فی التحریر یعنی تبھی ثنا پڑھے گا جب امام قرات پڑھتا ہو اور صوت مقتدی نہ سنائی دیتی ہو اور مقتدی کہ جو نماز امام کے بعد علاوہ یا شروع سے امام کا شریک ہو
اور یا جو کہ اوسکا امام قرات بلکار پڑھتا ہو یا سنتین الحکم ہو الفاتحہ مین ہو مگر سنے اور صغول ہو کہ امام کو مقتدی کی خبر مین نہ پایا تو ثنا پڑھے جب کہ امام قرات شروع کی ہو
طحطاوی طحطاوی نے نقل کیا عبارت یہ ہے یعنی امام سے پہلے مقتدی کو ثنا پڑھنا جائز ہے جب کہ امام قرات شروع کی ہو اور یہ اس صحیح کی طرف ہے ہو
وقیل لا یثنی وہو الصحیح کما فی الخانیۃ وبعضہم نے کہا کہ امام کے آہستہ پڑھنے کے بعد ثنا پڑھے کیونکہ یہ ثنا بھی اعوذ کی طرح ہے یہ بیان کی ہے کہ جب
مقتدی سے امام کے پیچھے قرات ساقط ہو گئی جو فرض تھی تو ثنا جو نفل ہے بطریق اولے ساقط ہو لی چاہیے ولو اقرء کما ترکنا او ساکتا
ان اکثر رایہ انہ یعیدہ کما فی البدائع اور اگر امام کو رکوع میں پایا اور رکوع کرتے پایا تو اگر مقتدی کا گمان غالب ہو کہ ثنا پڑھا امام سے ملیگا تو ثنا پڑھ والطحطاوی
نے شرنبلالی سے نقل کیا کہ اگر امام کو رکوع میں پایا تو تحریمہ کہہ کر رکوع میں جائے اور ثنا کو ترک کرے اور اگر سجدہ میں پا وے تو بعد تحریمہ کے ثنا پڑھے اور
سجدہ میں شریک ہو اور یہی حال قعدہ کا ہو وکذا اذا سبقتہ رکعۃ او رکعتان فی الاصح خلافا لما فی الہدایۃ اور جب یہی کہ وہ ناخر ہو یعنی ثنا کی پڑھ چکے
شیطان وسوسہ ڈالے کہ ثنا پڑھ اور جو نے کے لفظ سے جابر نہ مہب تو ہی سے اعوذ پڑھے بدون اسباب کے ثنا مین آہستہ کہنا مکروہ کی ہے اور جہر سے بھی
اور اعوذ باللہ کہہ کر آہستہ باللہ کہہ کر اگرچہ ہو یہ بین آہستہ کہنا ہو وعلی ھذا لا یستفتح ایضا ثم یتعوذ کما تقدم اعوذ پڑھ کر آہستہ شمار سے کہا
کہ پھر ثنا پڑھے کی بھی تبھی ہو یعنی دو تو کو آہستہ پڑھے تو یہ لفظ مثل تمازع کے ہوا یعنی جیسے وہ فعل ایک اسم مین تنازع کرتے ہین فاعل
اور مفعول ہونے مین ویسے ہی لفظ سترا و تو فعلون قرأا و تو قعدو کے بعد دو کی قید واقع ہوا ہے تو تنازع کے منتفی ہوا اور خود تنازع اسلئے
نہ کہا کہ تنازع مفعول لہ اور تمیز اور حال مین نہیں ہوتا اور سیاہان حال ہو یا مفعول مطلق فعل محذوف کا بقرأۃ ولو اذکر بعد القراءۃ

ترکہ ویوخذ قولہ کما یاتی ویبنی ان سبق انہ یتعوذ ذکر الخلیجا ونحوہ پڑھ قرات کے لئے اس سے پیشتر کہ اگر بھول کر الحمد کے اعوذ کا کلمہ پڑھنا یاد آئے تو اعوذ پڑھ لے اور اگر الحمد کے بعد کہنے کی یاد آئے تو نہ پڑھے اور جاہیئے یوں کہ الحمد کو از سر نو پڑھ ذکر کیا ہوا اسکو ملحوظ رکھے تو اعوذ اور سکتہ ترک کر

امتیاز اسمیں ہوئی کہ اسکو نماز جائز نہ کہہ کر فرمایا قرأت لیتنی ہو وشکر کہ خبر کے پڑھنے سوا اور نہ ہو کی وجہ سے بگڑ جاوے ھا اختلاف ملاحظہ فرمایا
فَيَأْتَمُّ الْمُصَلِّي بِإِمَامًا أَوْ مُنْفَرِدًا أَلْفَاتِحَةَ وَبِسْمِ اللّٰهِ پڑھنے ہی نمازی اگر امام بالکل چپ تو خاموش پڑھے یعنی مقتدی ہو تو نہ پڑھے وَقَرَءَ بِعِبَادِهَا وَجِيءَ سُورَةً أَوْ ثَلَاثَ آيَاتٍ وَلَوْ كَانَتْ آيَةً أَوْ كَايَةَ الدَّيْنِ تَقْدِيلَ ذٰلِكَ آيَاتٍ فَصَارَ انْتَفَتْ كَرَاهَةُ التَّحْرِيمِ بِتَرْكِ الْحِلْيِ لَا تَنْتَفِي الْكَرَاهَةُ إِلَّا بِالْمَسْنُونِ وَپڑھے بعد الحمد کے جب ہونے کی رائے سورہ قرآن کی باتوں آیتوں اور اگر ایک آیت یا دو آیتیں برابر ہوں تین ہوں آیتوں کے تو کراہت تحریمی زائل ہو جائیگی وکر کیا ہوا سکو حلیمی نے اور کراہت نہ رہیگی وہ نہ ہوگی مگر مسنون قرارت سے ہم سورہ کوثر کی سو ہوا کہ الحمد کے بعد فرمتین افضل ایک ہی سورہ کا پڑھنا چاہو اور اگر دو یا زیادہ پڑھنا چاہے بھی کراہت نہیں اور قرارت مسنون یہ ہے کہ مجرد اور ظہر میں طوال مفصل پڑھے اور عصر اور عشا میں اوساط مفصل اور مغرب میں قصار مفصل کذا فی الشامی وَاسْكُتْ بِمِثْلِ وَقْتِ قِرَاءَةِ الْمَأْمُومِ اور آمین کہو الف کے مد کے ساتھ اور قصر کے ساتھ اور الف کے ساتھ ہم آمین مد کے ساتھ پڑھنا بے معنی ہے اور قصد کے ساتھ امین بروزن قرین ہو اور الف کے ساتھ امین بروزن لئین ہو کذا فی التبیین ہر طرح کہنا جائز ہے وَلَا تَقْتَدِ بِهِ فِي هٰذِهِ الْمَوَاضِعِ الْخَمْسَةِ اور اسکے پیچھے اقتدا نہ کرو اَوْ بِمَنْ يَجْهَرُ بِهَا اور نہ اسکے پیچھے پڑھو جو جہر سے پڑھتا ہو اور نماز باطل نہیں ہوتی مالکیہ سے تشدید میم کے ساتھ یا قصد حق کے ساتھ باطل فاسد ہو جاتی ہے قصر کے تشدید یا قصد یا مد کے ساتھ ہو اور مد سے دونوں کے ساتھ اور یہ تفہیم ہو کہ امین میں ہی تنہا ہوں اور کسی نے نہیں بیان کی ہم حاصل یہ ہو کہ آمین کی آٹھ صورتیں شارح نے بیان کی اپنچ سو نماز فاسد نہیں ہوتی اور تین سے فاسد ہو جاتی ہیں جو تین سے نہیں ہوتی اوپنچ تین تو اوپر بیان کردیں مد اور کوتاہ وزن کے چوتھی صورت الف کو مد کے ساتھ اور میم کو مشدد پڑھنا یعنے آمین بروزن نائلین ہو تیسری صورت الف کو مصدد پڑھنا اور حق کو دور کر دینا جیسے آمین بروزن غساسین تو اس صورت تین نماز فاسد نہ ہونگی بسبب اسکے کہ قرآن میں بعد الفاظ یلین آمین اور آمین اور آمین موجود ہیں اور مالکیہ بھی جائز ہو اور تین صورتیں نماز کی مفسد ہیں اول الف مقصور پڑھنا یعنے یہ میم یعنی آمین دو تکے الف کو مقصور پڑھنا ہم مد حق یعنی آمین جیسے الف کہ مد پڑھنا تشدید ادا و مد دونو کے ساتھ یعنی آمین بعد الفاظ قرآن میں نہیں ہیں اسلئے مفسد ہیں جلبی نے کہا کہ ایکصورت مفسد بناء اور کہی یعنے الف کو مقصور پڑھے ہاء ساکنہ تشدید ادا و حذف دونو کے یعنی آمین نو اگر شارح حیون کہتا اور ہیّن کہتا اور ہیّن سہا نو سب جانی الا امام وَيُؤَمِّنُ كَأَصْحَابِهِ وَمُنْفَرِدٍ وَفِي الْبَسْمَلَةِ إِذَا سَمِعَهُ وَلَوْ مِنْ شَاةٍ فِي الْأَصَحِّ وَبَعْدَهَا اور آمین کہے امام جسکے امام اور جدا جدا میں یعنی اپنے اپنے کثیر کی جماعت میں امام کی آمین بلا واسطہ یا بواسطہ دوسرے مقتدی کے سنکر خود جیسے مقتدی کہے امام اور جدا جدا میں یعنی اپنے اکیلے کی آمین بلا واسطہ یا بواسطہ دوسرے مقتدی کے سنکر ہم آمین کہے امام والا الضالین کہے تو نزدیک امام کے اور مقتدی کے نزدیک امام اور جدا جدا مقتدی کے دونوں بیکار کہیں اسلئے مستحب یہ ہے کہ اب آمین آہستہ کہیں اور بعضوں نے کہا کہ مقتدی نماز سری میں آمین نہ کہو کہ اگر جہر امام کی آمین سنکر ذاتی الشامی وَاقْتَدَى بِمَنْ يُخَافِتُ اَلْإِمَامُ وَالْمُوَافِقُ فِي التَّلَفُّظِ بِحُرُوفِهِ وَلَوْ لَمْ يَقِفْ عَلَى سَاكِنِهِ مِنْهُ بَلْ يُصِلُ بِتَمَامِ الْفَاتِحَةِ بِدَلِيلِ إِذَا قَالَ الْإِمَامُ وَلَا الضَّالِّينَ فَقُولُوا آمِينَ اور یہ جو صحیح حدیث میں آیا ہے کہ جب امام آمین کہو تو آمین کہو کہ جسکا آمین کہنا فرشتوں کی آمین کہنے کے موافق ہوگیا اسکے پیشتر کے گناہ بخشے جائینگے اس حدیث کو عبد الرزاق اور نسائی اور ابن حبان نے روایت کیا ہم یعنی صحیحین کی حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہم کہ مقتدی امام سے پیشتر کہیں اور شام کے بیان سے پایا جاتا ہم کہ دو سرے مقتدی سے سنکر آمین کہیں حالانکہ یہ حدیث کو مخالف ہم تو شارح اسکا جواب دیتا ہم کہ حدیث میں آمین کہنے کو ایک شرط معلوم الوجود پر مشروط کیا ہم یعنی جبکہ آمین کہنی ہی مقرر کردی ہم دلیل دوسری حدیث کے کہ جب امام ولا الضالین کہو تو آمین کہو اس سے یہ غرض ہم کہ جب الحمد کا تمام ہونا معلوم کرو تو آمین کہو پس آمین کہنا امام سے

سنتوں پر موقوف نہیں بلکہ الحمد کی تلاوت معلوم کرنے پر ہو خواہ امام سے سنکر یا خاموشی سے سنکر کذا فی الطحطاوی لقنہ فلم یفہم
[illegible] الا بالتکبیر ثم الاخفاء بالسکوت ع پھر زوالت سو نماز نہیں ہوتی یعنی رکوع کے لئے اللہ اکبر کہہ چکنے کے ساتھ ہی یعنی مسبوق یہ ہو کہ پہنچا اور اللہ اکبر کہا ایک ساتھ شروع ہوں وکذا بکلہ وصل القراۃ بتکبیرۃ الرکوع اور کرد و نہیں فراوت کا کلا دیا رکوع کے اللہ اکبر میں یعنی اگر حرف فراوت کو لام اللہ اکبر میں لا ملا کر وہ نہیں ملا سود و فشرع کا خاتمہ فاسد ہو جو اگر امام رکوع سے سر اٹھا لیوے اکبر میں نہ پہنچ تو مکروہ ہو نہ گناہ شامی نے تاتارخانیہ سے کسا ہے میں یہ تفصیل ذکر کی ہو کہ اگر آخر سورہ میں تا ہو جیسا کہ سورہ تبت ہلا کہ کذا ہو تو ایسی صورتوں میں نماز نہیں ہوتی ہے ابداً کذا فی البحر وا اگر امام سے پہلے رکوع کا ارادہ نہیں کیا اور امام کو رکوع میں پایا تو ہو جائے گی اگرچہ امام نے رکوع سے سر اٹھا لیا ہو بشرطیکہ اس نے امام کے ساتھ رکوع میں اتنا وقت پایا ہو جس میں تین تسبیحیں پوری کہہ سکتا ہو اور اس کا ہاتھ گھٹنوں کو نہ پہنچا ہو اور اگر ہاتھ گھٹنوں کو پہنچا ہو اور امام نے رکوع سے سر اٹھا لیا ہو تو نہیں ہوئی کذا فی الکافی اور اگر امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہوا اور امام نے رکوع سے سر اٹھا لیا اور اس نے تین تسبیحیں پوری نہیں کہیں تو نماز نہیں ہوئی کذا فی الکافی اور اگر امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہوا اور امام نے رکوع سے سر اٹھا لیا اور اس نے تین تسبیحیں پوری نہیں کہیں تو نماز نہیں ہوئی کذا فی الکافی اور اگر امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہوا اور امام نے رکوع سے سر اٹھا لیا اور اس نے تین تسبیحیں پوری نہیں کہیں تو نماز نہیں ہوئی کذا فی الکافی اور اگر امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہوا اور امام نے رکوع سے سر اٹھا لیا اور اس نے تین تسبیحیں پوری نہیں کہیں تو نماز نہیں ہوئی کذا فی الکافی

قولہ ضعیف ہو مستحب وہی ہو کہ سب قراءت کو پوری کرکے رکوع کرے ویتمم ولو بآیۃ معتدلۃ بہا علی الاصح ویقیم ثوابہ للتکبیر اور اسے چاہئے کہ ہمیشہ دو نوں زانو پر سہارا دیکر کھڑا ہو اور ہاتھ کی اوستھلیوں کو ہموار کھیلا ہوا رکھے کہ انہیں کو اچھی طرح پکڑ کر گھٹنوں کی طرف لے جائے کذا فی الطحطاوی اور ان سے گھٹنوں کا پکڑنا اور انگلیوں کا کھلا رکھنا سنت ہے ویفرج مرفقیہ ویبسط ظہرہ ویجعل رأسہ حیال صلبہ ولا یشخص رأسہ ولا یطامنہ اور سنون ہو کہ دو نوں ہاتھوں کو اٹھا لیوے اور دو نوں پہلوؤں کو سیدھا رکھا اور اس پشت کو پھیلا ہوا رکھے اور پشت کو سرین کے برابر رکھے نہ اوپر سر کے اونچا رکھے نہ نیچا سر کے برابر ہو تو بہتر ہے اور نیچا ہونا شامی نے کہا کہ پہلے یہ گمان کیا جاتا تھا کہ جیسا کہ عوام کرتے ہیں کہ وہ ہوا اور شارح کو مناسب تھا کہ لفظ ایسا نہ کہتے کہ جس سے شبہ لازم آتا کہ وہم اور ہو اور ایسے کہنے والے کے حق میں ضعیف ہونا جو کہ ایسا کہے اور یہ سب سے بدتر مردوں کے حق میں ہیں اور عورتیں رکوع میں تھوڑا جھکیں اور ہاتھ گھٹنوں پر نہ رکھیں بلکہ ملی رکھیں اور ہاتھ گھٹنوں پر رکھ لیں نہ کھلا رکھیں اور اپنے گھٹنوں کو جھکا لیوے اور بازو کو ملا لیوے وتکرہ تسبیحہ ثلثا وادناہ ثلثا فاوتر کہ وادنی کمالہ ثلث عشرۃ اور کم سے کم تین تسبیح کہنا ہے پس اگر تسبیح نہ کہی یا اگر تسبیح کو ترک کر دیا یا کم کر دیا تو مکروہ ہو یہ ہے کذا فی الکافی اور اگر امام نے تین تسبیح کہی اور مقتدی نے ایک بار تسبیح کہی یا اس نے تسبیح کو ترک کر دیا یا کم کر دیا تو مکروہ ہو یہ ہے کذا فی الکافی اور اگر امام نے تین تسبیح کہی اور مقتدی نے ایک بار تسبیح کہی یا اس نے تسبیح کو ترک کر دیا یا کم کر دیا تو مکروہ ہو یہ ہے کذا فی الکافی اور اگر امام نے تین تسبیح کہی اور مقتدی نے ایک بار تسبیح کہی یا اس نے تسبیح کو ترک کر دیا یا کم کر دیا تو مکروہ ہو یہ ہے کذا فی الکافی اور اگر امام نے تین تسبیح کہی اور مقتدی نے ایک بار تسبیح کہی یا اس نے تسبیح کو ترک کر دیا یا کم کر دیا تو مکروہ ہو یہ ہے کذا فی الکافی

ایک بار تسبیح واجب ہے اور طیبی بھی وجوب کیطرف گئے ہیں تو تسبیح ضرور کہنی چاہئے تاکہ اختلاف سے بچا رہے وکرہ تخریمۃ ان اطاق ترکہ واجب قراءۃ الا ذکر اتی الرکوع والا فلا یأس اور کرد و تکبیر رکوع یا قراءت کا دوبارہ کرنا استغرق سر کا نہ اٹھانے میں یعنی اگر امام رکوع سے سر اٹھا کر طول دیوے تو مکروہ ہو گا وانہ یکرہ للمأموم التسبیحات الثلاث وجماعۃ ولد الحسن ولا یکرہ للامام ولا للمنفرد ولا للمقتدی الذی یعلم متابعۃ امامہ من الرکوع والسجود قبل ان یتم الامام التسبیحات الثلاث اور مکروہ ہو تین تسبیحوں کا مقتدی کو اور جماعت کا لڑکے حسن کے اور مکروہ نہیں ہے امام کو اور منفرد کو اور مقتدی کو جو یہ جانتا ہو کہ میں امام کے رکوع اور سجود سے پہلے تین تسبیحیں پوری کر لوں گا

اور جان لو کہ امکان میں امام کی پیروی لازم ہونے کے یہ مسئلہ مبنی ہو کہ اگر امام نے اپنا سر رکوع سے اٹھایا ہو تو مقتدی کو اس کے ساتھ رکوع میں شامل ہونا جائز ہے یا نہیں اس کے مقتدی تین تسبیحیں پوری کرے تو مقتدی کو امام کی متابعت واجب ہے یعنی جملہ تسبیح رکعتی ہوا سکو ترک کرکے امام کے ساتھ رکوع میں سر اور پیٹھ اوا اور اسطرح حکم ہو اسکو جسکو کہ یعنی مقتدی نے امام کی تسبیحیں پوری نہیں پھیر سر اوپٹھا لیا مثلاً رکوع میں تو متابعت امام کی واجب ہو یعنی پھر سجود کرے ہیں بلا یہ اگر نہ کرے تو نماز کا مکروہ ہو گا اور پھر دوبارہ رکوع نہیں ہو گا کیونکہ دوبارہ کا رکوع پہلے کی تکمیل کے لئے ہوتا ہے جداً مستقل کذا فی الجملی فلا یسلام او فیہا او انتالۃ وقبل اتمام المؤتم للسنۃ فانہ لا بنایۃ وجوبا یہ ولو لیدرک جماعۃ کمالا امام کے سلام پھیرنے اور سیدھی رکعت کو لوٹانے سے پہلے مقتدی کی التحیات پوری کر لینے کے کہ مقتدی متابعت امام کی کرے بلکہ التحیات کو تمام

کر ہی بسبب واجب ہونے التحیات کے اور اگر التحیات پڑھی گیگا اور امام کے ساتھ سلام پھیر دیگا یا تسری رکعت کو کھڑا ہو گا تو جائز ہو گا اور سجدہ سہو کے جیسی التحیات واجب ہو سنت بھی واجب ہو تو ایک واجب کو ترک کر کے دوسری کا ادا بلا کراہت درست ہو گا کذا فی المحیط اور اگر مقتدی نے کہا نماز درست ہو گی کراہت تحریمی کے ساتھ کیونکہ التحیات کے پڑھ لانے سے متابعت بالکل تو جاتی نہیں بلکہ آسمین اخیر واقع ہو گی اور متابعت کرنے سے التحیات کا بقیہ فوت ہو جائیگا اور فہری تقریر شامی میں ہو ولی سنکرہ والصحیح انہا واجبۃ التشہد تابعا لہ کالقراءۃ للمأموم عند القرأۃ اور اگر امام سلام پھیر دے اور مقتدی نے تشہد کی دو آیتیں پڑھا ہو تو امام کی متابعت کرے کیونکہ مقتدیوں میں واجب نہیں کہ اگر خود پڑھ لیوے تو اگر نوں کو لازم ہو کہ اس اوسکی فاعل جان بیٹھے دو آیتیں پڑھتے رہیوے بلکہ امام کے ساتھ سلام نہیں پھیرے سنت کو لحوظ واجب میں تاخیر کرنے میں شامی نے کہا کہ دعا میں اردو بھی داخل ہے تقریر فتح اللہ من دعوۃ مستجابۃ پھر کرے کہ جس سے اپنا سرور ہا ہو یا شیخ الشیوخ رحمہ کہتا ہو یا جس کے ساتھ ہی نیک اعتقاد ہو شرم نہ کرے نہ جھجکے مولوی صاحب ہا ہو کر اوالوں الجبۃ لو بدل الدنان لا ما نقشہ ولو الجبہ میں ہو کر غالباً فاسد ہو گی جیسی شارح نے لکھنے لسن محمد کی جبکہ لمبی ہو گیگا تو نماز فاسد ہو گی اسلئے کہ معنی لفظ ہو گیا شامی نے کہا کہ نیہ المحلی میں ہو کہ غالباً فاسد ہو گی جیسی شارح نے کہا کہ اوسکا حکم تو اسے آدمی کا سا ہے یعنی اگر تاور نہو کا صحیح کے پر نو فاسد نہو گی وھل یقوم مقامہ الرکبۃ او کیا وقت کر کے حمدہ کی تو پر شرم نہ ہا حرکت ہو یعنی دو قول ہیں یعنی جو لوگ اس قوم کے سکوت کے الوقتی ہیں و جزم بہ وقت کرتے ہیں اور جو نہیں کہتے ہیں وہ نہیں شیام کے ساتھ کہتے ہیں کذا فی الشامی ویلفظ بہ الامام ویقال بصیغۃ الجمع ویقول المؤتم کذلک در کفایت کرے گی صحیح اللہ لسن محمد بہ امام اور فتاح نے کہا کہ اوسیں رتبنا ولک الحمد ہو سو ولا اور کفایت کرے گی دعا و لک الحمد ہو مقتدی کو لحاظ سے اوسکی وجہ یہ ہو کہ حدیث میں وارد ہو آیا ہے سو اسی فضل اللہم ربنا ولک الحمد ہو پر حذف کرنا واو کا یعنی اللہم ربنا لک الحمد ہو حذف کرنا صرف اللہم کا بدون حذف واو کے یعنی بعد واو لک الحمد شامی نے کہا کہ اسکی بعد جو تھی صورت یہ ہو کہ اللہم اور واو دونو محذوف ہوں یعنی ربنا لک الحمد اور واو میں اختلاف ہو یعنی زائد کہتے ہیں اور نیچیں امام عطف وضمیر یدعیہا لمن منفرداً اجعل الدعاء لیشمہم رافعاً وخفضہ مستحب ہو ان دونو کو جمع کر سوا اگر تنہا پڑھے تو مذہب مفتی بہ یہ ہو کہ سمع اللہ لمن حمدہ کہو سر اوٹھانے وقت اور تحمید کہو سیدھا ہو کر ویقوم مستویا فان لم یفعل واجب اوفرض اگر کھڑا ہو سیدھا برابر اسوقت سب کو بیشتر لازم ہے یہ قیام سجدے یا واجب یا فرض ہے بہت ہو بقول طرفین اور واجب ہے یہ جب اختیار کمال الدین صاحب فتح القدیر کے اور فرض ہے بقول امام ابو یوسف کے کذا فی المحیط وہی تقریر ہم الخرد وتسویۃ واضعا کفیہ الاکذنیہ الاعلیہ فروجہما صفۃ الفعل ما تمین کفہ اعتباراً لآخر رکعۃ وانما صاما اصابہ یدیہ الشحمۃ للقبلۃ ثم اللہ اکبر کے ساتھ ہی اور سجدہ کرے اسطرح کہ اپنے دونو گھٹنے زمین پر اول رکھے کہ تر کہ زمین سے قریب رہی میں ہو ہاتھ دونوں ہاتھ رکھے مگر کسی عذر سو اگر ہاتھ پہلے رکھ گھٹنوں سے تو مضائقہ نہیں پہر پیشانی یعنی پیشانی کے ساتھ اکثر کہ پہلے اکثر کہو اوسی اسطرح کہ گذری یعنی ناک نسبت پیشانی کے زمین سے قریب ہو پیشانی کو رکھے دونو ہتھیلیوں کے بیچ میں اسپر اور کر اگر گھٹنے کانوں کی لو کے برابر ہو جائیں اسطرح اختیار کرنے سے کہ آخر کے اوسکا اول ہو یعنی جسوقت شروع رکعت اول میں تحریمہ کیوقت سر دونو ہتھیلیوں کے بیچ میں تھا آخر میں بھی دیسا ہی ہو جاوے اور دوسری تیسری وغیرہ رکعتوں کو اول پر قیاس کر لیا جسمیں تحریمہ ہو اور اپنے دونو کہنی اٹھیلدار کچھ نہ رکھے کہ سب قبلہ کیطرف متوجہ ہو اور ینکس رأسہ حتی یکون اعلی من مرفقیہ عکس کرے سجدہ سے اوسی اٹھنے میں یعنی سجدہ سے سر اٹھانے میں اول پیشانی اٹھاوے پہر ناک پہر گھٹنے وسجد انفہ ای علی صلابۃ بصیرۃ منہ ھو المراد من الرغام الصحیح وصحامن اسفل الجانبین الی الحجر اور سجدہ کرے پیشانی ناک کے مقام سے کہ سخت ہو مراد اس سے نرم زمین کا ہے کہ اگر ناک کے برمقام پر سجدہ میں اکتفا کرے گا تو جائز نہو گا بالاتفاق اور سجدہ کرے پیشانی سے پیشانی کی محل میں ایک کف بھی جگہ دوسری ناک ہو اور عرض میں دونو ہوں اور کم

الاختلاف

کہ ہیں تک اور بعضوں نے صد پشانی کی یہ حد بھی کہ گھٹنوں کے اوپر سے سر کے بال جہاں تک ہوں اور جمہور واضح ترجمہ کہ ناف کی سیدھ میں ہو دونوں
اکثر ھا واجب وقیل فرض کما یفھم واں قول اور کہا اکثر پشانی کا سجدہ میں واجب ہو اور بعضوں نے کہا فرض ہے جیسے بعض پشانی کا
رکھنا فرض ہے مگر بہ تعلیل ہر قول میں اختلاف ہو کہ سجدہ میں اکثر پشانی کا رکھنا فرض ہے یا پسندیدہ کا اور اور ہر دو قول ہو کر اکثر پشانی کا
کا رکھنا واجب ہے مولف کہ یہ ہے کہ کنانے البحر اور سراج میں ہے کہ پشانی کی سب اطراف کا رکھنا شرط نہیں الا اجماع فوگا اور بعض اطراف پر
اکثر کا رکھنا گو قلیل ہو سجدہ جائز ہوگا کذا فی الشامی وذکرہ اقتصارہ فی المتن علی احدھما ومتعارف الکنانۃ بالاکثر بل الاصح
الیہ ویجوز رجحہ وعلیہ الفتوی کما حررناہ وسیذکر المتن اور مکروہ ہوتا ہے اکثر کا نہ سجدہ میں پشانی اور ناک میں سے ایک پر اور
شامی نے شرح منیہ سے سجدہ واجب ہونے کی حد ران قدر کے اور خاصین کے قول کیطرف میل ہوا ہو جو ہم کرنا امام کا اور اسی پر فتوی ہے
کہ صرف ناک پر سجدہ کرنے سے سجدہ ادا نہ ہوگا خانیہ ہتے شرح منیہ میں اسکی تشیع کی ہے وفیہ یفترض وضع اصابع القدم ولو لغۃ
سنت ہو اور اس سنت کا ترک کرنا بے عذر مکروہ ہے کما یذکرہ تبعا للدرر وان صح عنا ما لبنر لو لو اعتیاد الا یقدر علی سجودہ علی الکمال او لیضعھا
کام میں جسکو کرنا ہو تو سجدہ میں سے کرنا اپنی پگڑی کے پیچ پر بدون کسی عذر کے اگرچہ ہمارے نزدیک درست ہو جیسا کہ پہلے ہم سارے پشانی پر
یا تھوڑی سی پیشانی پر گو گیا کہ سجدہ بعض پشانی پر فرض ہے یعنی اگر بیچ پگڑی ہٹا کر سجدہ کیا تو ہو گیا تو اسپر سجدہ کرنا مکروہ ہے تنزیہی ہے مولف کہ سر پر
کے پیچ پر ہو اسلئے کہ اسپر سجدہ درست نہیں چنانچہ مصنف بیان کرتا ہے امتا اذا کان الکور علی انفہ فقط وتعمد علیہ مقتصرا
ای ولم یضع جبھتہ لا یجوز علی الصحیح کما افادہ علی القاری لانہ لم یوجد السجود علی الجبھۃ جس معلوم ہوتا ہے کہ سجدہ میں
اپنے مقام پر یعنی محل سجدہ ناک اور ماتھے سے تو جب سجدہ دونوں پر ہو یا ایک پر بدون دوسرے پر نہ ہو تو سجدہ جائز نہ ہوا ویستحب طھارۃ المکان وان
اور اگر بچا کہ ہوگی تو سجدہ درست نہ ہوگا جب تک کہ دوبارہ پاک جگہ پر سجدہ نہ کرے اور اپک جگہ پر سجدہ دوبارہ کرنے سے بالاتفاق درست ہو جائیگا
طہارت کے ذکر کرنے کا شارح مضمرات نماز میں ذکر کیا گیا کہ اپک جگہ میں سجدہ کا نشان کامل ہو گیا تو دوبارہ اپک جگہ پر کرلے تو سجدہ بیان اور اسکی مخالف ہے
اور سجدہ جو فوت کیا گیا ہے کہ میدان میں آڑ ہے اور وہاں بدون حائل کے سجدہ کی جگہ میں آڑ ہے تو سجدہ درست ہوگا کذا فی الشامی
کفتہ قولہ الاصح وفی الولوالجیۃ لا یجزہ لکن صحح الحلبی اقامۃ الاکثر مقام الکل اور مسئلہ حکم ہر جبیر کا جو نماز کی سنتوں میں ہو یعنی اور سجدہ صحیح
ہے بلکہ اسکے نیچے کی جگہ پاک ہو اگر یہ مسئل جبیر نماز کی کا جو مسئلہ اسکی تشبیہ صحیح قول میں اور اسکل ران اگر کسی عذر سے ران سجدہ
اور بلا عذر دونو پر درست نہیں کذا فی الملتقی وذکر بسطہ ذالک ان لم یکن ثمۃ ثوب او حصاۃ او خرقۃ ولا ثانیہ فوقہا او کرہ فی

بچھانا آستین وغیرہ متصل چیز کا سجدہ کے لئے اگر سجدہ کی جگہ مٹی یا کنکر یا ٹھنڈی ہو یا گرمی ہو یا سردی ہو شامی نے کہا کہ اگر لقصد تکبر سمجھا جائے تو مکروہ ہے ورنہ نہیں ہوگا وَالَّا یَکُنْ وَقْعًا فَاِذَا لَمْ یَخَفْ اَذًی لَا بَاْسَ بِہٖ فَیَکُوْنُ تَفْرِیْقًا بَیْنَ خَافَۃٍ کَانَ صِیَانًا اور اگر سجدہ کا نقصہ تکبر نہ ہو تو اگر مٹی کنکر وغیرہ کی ایذا سے نہ ڈرے تو کچھ مضائقہ نہیں اور اس صورت میں بچانا مکروہ تنزیہی ہوگا اور اگر ایذا سے خوف کرے تو مباح ہوگا دلیل الزیلعی اِنْ لَمْ یَقَعْ تَرَابُ الْمَسْجِدِ وَجْہَہٗ کُرِہَ وَعِنْدَ عَامَّۃِ الْعُلَمَاءِ لَا اور زلیخی میں ہے کہ اگر سجدہ کی جگہ مٹی ہے اپنا چہرہ سے نہ ڈرے ہے اسلئے کہ علامت تکبر کی ہوا اور اگر اپنے عمامہ سوا کے دور کرنے سے نہ ڈرے کیونکہ یہ تکبر نہیں کمال کی مخافت ہو وَصَحَّحَ الْحَلْوَانِیُّ عَدَمَ کَرَاھَۃِ بَسْطِ الرِّدَاءِ اور حلوانی نے تصحیح کی ہو نہ مکروہ ہونے کپڑا بچھانیکی سجدہ کے لئے یعنی اس دلیل سے کہ حدیث صحیح میں آچکا ہو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک چھوٹا کپڑا خرید کیا تھا کہ اسکا ساتھ رہتا تھا جب آپ سجدہ کرتے تھے اور امام غزالیؒ سے مروی ہو کہ جب وہ مسجد حرام میں آئے تو کپڑا بچھا لیا کرتے تھے اور ایک شخص نے ان کو منع کیا امام نے پوچھا کہ تو کہاں کا ہے اوسنے کہا کہ خراسان کا ہے آپنے فرمایا کہ کیا خوب مجھی سے سیکھے ہو اور جو شخص کہ سجدہ کی جگہ پر کپڑا بچھائیں یا نماز نہیں پڑھتے اوسنے کہا کہ پڑھتے تو ہیں آپنے فرمایا کہ گناہ پر سجدہ جائز بتلاتے ہو اور جو شخص کہ زمین پر کسی اور بچھی ہوئی چیز پر مسجدہ میں بالاجماع کراہت نہیں جو نماز کے لئے نہ لے ولو بسط القباء جعل لاقہ تحت قدمیہ وتجعل علی ذیلہ لانہ اقرب للتواضع اور اگر نماز کے لئے قبا کو بچھاوے تو اوسکی شانوں کو اپنے پاؤں کے نیچے کرے اور سجدہ اوسکو اس پر کرے کسی اسلئے کہ سجدہ فعل تواضع سے زیادہ تر ہے اور نیز شیطان کی مخالفت بھی ہو کہ وہ اکثر اوس کی مخالفت کا وسوسہ ڈالا کرتا ہو کذا فی الظہیریہ وَاِنْ سَجَدَ لِلزِّحَامِ عَلٰی ظَہْرِ اَحَدٍ اَوْ قَعَدَ اِحْتِرَازًا عَنْ قِرَاءَۃِ مُصَلِّیْ صَلٰوۃِ الَّتِیْ ھُوَ فِیْھَا جَازَ لِلْعُذْرِ وَاِنْ رَفَعَ رَأْسَہٗ قَبْلَ الْاِمَامِ لَمْ یُعْتَدَّ بِھٰذَا السُّجُوْدِ اور اگر بسبب کے سجدہ کرے پشت پر کسی کے یا پشت پر بیٹھے اوسکی نماز کے لیعنی جس نماز کو وہ خود پڑھ رہا ہو اوسیکے پڑھنیوالیکی پشت پر سجدہ کرے تو درست ہوگا ضرورت کی وجہ سے شارح نے کہا کہ پشت کی قید احترازی ہو یا نہیں اسکا حکم میں نے نہیں دیکھا مگر انہوں نے کہا تو اسی سے منقول آگے آتا ہو کہ سجدہ عذر ازدحام کے باعث راکون پر درست ہے یعنی توقیعہ مذکور آتا ہو وَاِنْ اَقْعٰی عَلٰی ظَھْرِ ھٰذَا لَمْ یَجُزْ لِاَنَّہٗ یَصِیْرُ بِھَا بَاطِلَ صَلٰوۃِ غَیْرِہٖ اور لَمْ یَصِلْ اِلَی الْاَرْضِ فَرْجَتُہٗ کا بیٹھنا اور اگر وہ دوسرا شخص وہی نماز نہ پڑھتا ہو بلکہ اسکے سوا دوسری پڑھتا ہو یا سرے سے نماز ہی نہ پڑھتا ہو یا فرجہ ہو یعنی ازدحام میں جو گرنماز کے سامنے کشادگی سجدہ کے لئے موجود ہو تو ان صورتوں میں دوسرے شخص کی پشت پر سجدہ صحیح ہوگا وَشَرْطُ الْاِقْتِدَاءِ کَوْنُ یَدَیْہِ اَلَی السَّاجِدِ عَلَی الْاَرْضِ وَشَرْطُ الْمُقْتَدِیْ سُجُوْدُ الْمَسْجُوْدِ عَلَیْہِ کَمَا ذَکَرْنَا فَاِنْ شَرَطَ خَمْسَۃً اور شرط کیا ہو کہ اقتدا میں سجدہ کرنیوالے کے دونوں گھٹنوں کا زمین پر اور جسمیں میں شرط کیا ہو سجدہ کرنا اوس شخص کا زمین پر جسپر سجدہ کیا جائے تو کل شرطیں جواز سجدہ کی پانچ ہوئیں یعنے اوّل انبوہ کثیر ہونا کہ فرجہ سجدہ کے لئے نہ رہے دوم سجدہ دوسرے نمازی کی پشت پر ہونا سوم سجدہ کرنیوالے اور سجدہ کئے گئے کا ایک نماز میں شریک ہونا چوتھے سجدہ کرنیوالے گھٹنوں کا زمین پر ہونا پانچویں سجدہ علیہ کا سجدہ زمین پر ہونا لکن نقل القہستانی الجواز ولو اقتدا علی ظہر الثالث وعلی ظہر غیر المصلی بل علی ظہر کل ما اذا لم یعل علی غیر الظہر کالفخذ بنی للذل لیکن قہستانی نے جواز سجدہ کا نقل کیا ہو گر دوسرا شخص تیسرے کی پشت پر سجدہ کرے اور اگر وہ نماز نہ پڑھتا ہو بلکہ اسکی پشت پر کسی اور چیز پر سجدہ کرتا ہو بلکہ کل کی پشت پر سجدہ کا جواز بلکہ پشت کے سوا اور چیز پر مثلاً اپنی دو رانوں پر عذر انبوہ کی وجہ سے جواز نقل کیا ہو غرض کہ قہستانی کے نزدیک سجدہ اونچی جگہ پر کرنیکے لئے صرف کثرت ازدحام شرط ہے اور قہستانی نے جلابی سے نقل کیا ہو کہ مستحب یہ ہو کہ نماز میں تاخیر کرے یہانتک کہ ازدحام کم ہو مگر جسمیں صورتیں ممکن ہے کہ نماز جماعت نہ ہو لو کان موضع سجودہ ادنی فرض موضع القدمین بقدر اربعۃ اصابع منضمۃ یجوز سجودہ وان کان اکثر لا یجوز کذا فی الکافی اور اگر نمازی کے سجدہ کی جگہ قدموں کی جگہ کی نسبت کم ہو مگر اوسی انگلیوں کی برابر ہو اونچی ہو تو اسکا سجدہ درست ہوگا اور اگر اسقدر سے سجدہ کی جگہ زیادہ بلند ہو کی تو سجدہ درست نہ ہوگا مگر انبوہ کے باعث جو ہم نے ذکر کیا کہ انبوہ کی حالت میں پشت پر سجدہ درست ہو حالانکہ پشت دو انگلیوں کی بلندی سے زیادہ اونچی ہوتی ہے والمراد الیسیر ما یتعذر

وھو ذراع وشبر عرضہ ستۃ اصابع مقدار ارتفاعھا ثلثۃ اذرع ثم تتناقص عشرۃ اصابع ثم تعتاد کذلک الی الحلۃ اور ایسا سجدہ گاہ کہ اونچا ہے
ہے یعنی چوتھائی ایک ہاتھ کی چوڑائی ہو تو مقدار دونوں کی اونچائی کی نصف ہاتھ ہو یعنی ۱ ہاتھ ۲ انگشت و کیا حرج اگر کسی علمی کے
ایک بالشت کی موٹی برابر ہاتھ لے وطبع عھیدیہ فی غیر سبعۃ مواضع وسیاتی طبعہ علی جبینہ لیکھر کل عضو بعضو بہ بخلاف الکفین
فان المقصود اخذھم حتی کاھم حسدہ واصلہ اور ظاہر ہے کہ ایسا ہونا دونوں کو مدد اور دبانا دونوں کا ہوگا اور ہاتھ ہی پر ہوسکتا ہے
کہ دونوں ہاتھوں سے آگے قبلہ رخ کرے گا اسلئے کہ قبلہ رخ کرنا سنت ہے کہ دوسرے بیماروں کی طرح بلکہ بیمار کو چاہئے کہ اپنی
طرف سے کوشش کرے اسلئے کہ مقصود یہ ہے کہ سب لوگوں کا ایک ہی طریقہ ہو گویا ایک ہی جسم ہیں اور یہ حکم تندرستوں اور بیماروں کے لئے ہے وہ سجدہ میں
ہاتھوں کو ان کے مقام پر رکھے اور دونوں قدم اور اعضاء سجدہ کے ساتھ ملائے کما ظاہرا یہ سجدہ کی ہیئت مسنونہ ہے اور یہ حکم اس وقت ہے جب کہ
کوئی عذر نہ ہو اور اگر عذر ہو تو جس طرح ہو سکے ادا کرے اور نہ ہو سکے تو اشارہ کرے اور اگر اشارہ بھی نہ ہو سکے تو دل سے ادا کرے
اور کہا ہوا اور دوسرے مکروہ دن عذر اور اعضاء سجدہ کے کما ظاہرا یہ سجدہ کی ہیئت مسنونہ ہے اور یہ حکم اس وقت ہے جب کہ
ہو سکے اور اگر نہ ہو سکے تو جس طرح ہو سکے ادا کرے اور نہ ہو سکے تو اشارہ کرے اور اگر اشارہ بھی نہ ہو سکے تو دل سے ادا کرے
ویستحب ان یقول فی سجودہ سبحان ربی الاعلی کے سجدہ میں یہ تین بار پڑھنا مستحب ہے اور اگر کسی نے ایک بار پڑھا تو بھی
ہو جائے گا اور تسبیح ہو جائے گی اور تین بار سے کم نہ کرے اور تین بھی ہو گا اور المراد ان یقول ھذا القدر ویستحب ان یزید فیھا ویلصق بطنہ بفخذیہ
اور یہ تین بار سے کم نہ کرے اور تین بھی ہو گا اور المراد ان یقول ھذا القدر ویستحب ان یزید فیھا ویلصق بطنہ بفخذیہ
العالم الرجل فی حسنۃ وعشرین اور عورت سجدہ میں لیٹ جائینگی لمبے بازوؤں کو ظاہر نہ کرے اور اپنا پیٹ اور ران سے ملا دے اور
اسلئے کہ یہ امر اور کسی کے زیادہ پردہ کا ہو اور مثنے خواتین اسرار میں لکھا ہے کہ عورت مرد کے مخالف ہے یعنی مرد کہنیوں کو اٹھائے رکھتا ہے اور عورت
کو حکم ہے کہ اپنے اعضاء کو ملائے رکھے اور مرد کا ہاتھ پہلو سے جدا ہوتا ہے اور عورت کا ہاتھ پہلو سے جدا نہیں ہوتا اور مرد کا پیٹ
ران سے جدا ہوتا ہے اور عورت کا پیٹ ران سے جدا نہیں ہوتا اور مرد کا بازو زمین سے جدا ہوتا ہے اور عورت کا بازو زمین سے جدا نہیں ہوتا
کوہان سے معراج تین کے سطح منبطح کیا ہوا ہو تحریر میں ہاتھ اور ٹھاڑی ہو جائیں تو کہنی برابر ۳ ہاتھ استیون سے باہر رکھے اور ہاتھ کو شانوں کے
دوسری طرح قبلہ پر رکھے ۴ ہاتھ لسان کے بیچ لائے ۵ رکوع میں تو ہوا چکے ۶ رکوع میں ہاتھوں پر سہارا نہ دے ۷ رکوع میں ہاتھوں
کی انگلیوں کو نہ بچائے ملکہ ملی رکھے ۸ رکوع میں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے لے ۹ رکوع میں پیٹھ برابر رکھے ۱۰ سر
نہ اونچا کرے نہ نیچا ۱۱ رکوع میں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے لے ۱۲ رکوع میں پیٹھ برابر رکھے ۱۳ رکوع میں ہاتھوں
کی انگلیوں کو نہ بچائے ملکہ ملی رکھے ۱۴ رکوع میں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے لے ۱۵ رکوع میں پیٹھ برابر رکھے ۱۶ رکوع میں ہاتھوں
کی انگلیوں کو نہ بچائے ملکہ ملی رکھے ۱۷ رکوع میں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے لے ۱۸ رکوع میں پیٹھ برابر رکھے ۱۹ رکوع میں ہاتھوں
کی انگلیوں کو نہ بچائے ملکہ ملی رکھے ۲۰ رکوع میں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے لے ۲۱ رکوع میں پیٹھ برابر رکھے ۲۲ رکوع میں ہاتھوں
کی انگلیوں کو نہ بچائے ملکہ ملی رکھے ۲۳ رکوع میں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے لے ۲۴ رکوع میں پیٹھ برابر رکھے ۲۵ رکوع میں ہاتھوں
کی انگلیوں کو نہ بچائے ملکہ ملی رکھے ۲۶ رکوع میں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے لے ۲۷ رکوع میں پیٹھ برابر رکھے ۲۸ رکوع میں ہاتھوں
کی انگلیوں کو نہ بچائے ملکہ ملی رکھے ۲۹ رکوع میں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے لے ۳۰ رکوع میں پیٹھ برابر رکھے ۳۱ رکوع میں ہاتھوں
کی انگلیوں کو نہ بچائے ملکہ ملی رکھے ۳۲ رکوع میں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے لے ۳۳ رکوع میں پیٹھ برابر رکھے ۳۴ رکوع میں ہاتھوں
کی انگلیوں کو نہ بچائے ملکہ ملی رکھے ۳۵ رکوع میں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے لے ۳۶ رکوع میں پیٹھ برابر رکھے ۳۷ رکوع میں ہاتھوں
کی انگلیوں کو نہ بچائے ملکہ ملی رکھے ۳۸ رکوع میں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے لے ۳۹ رکوع میں پیٹھ برابر رکھے ۴۰ رکوع میں ہاتھوں
کی انگلیوں کو نہ بچائے ملکہ ملی رکھے ۴۱ رکوع میں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے لے ۴۲ رکوع میں پیٹھ برابر رکھے ۴۳ رکوع میں ہاتھوں
کی انگلیوں کو نہ بچائے ملکہ ملی رکھے ۴۴ رکوع میں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے لے ۴۵ رکوع میں پیٹھ برابر رکھے ۴۶ رکوع میں ہاتھوں
کی انگلیوں کو نہ بچائے ملکہ ملی رکھے ۴۷ رکوع میں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے لے ۴۸ رکوع میں پیٹھ برابر رکھے ۴۹ رکوع میں ہاتھوں
کی انگلیوں کو نہ بچائے ملکہ ملی رکھے ۵۰ رکوع میں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے لے ۵۱ رکوع میں پیٹھ برابر رکھے ۵۲ رکوع میں ہاتھوں
کی انگلیوں کو نہ بچائے ملکہ ملی رکھے ۵۳ رکوع میں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے لے ۵۴ رکوع میں پیٹھ برابر رکھے ۵۵ رکوع میں ہاتھوں
کی انگلیوں کو نہ بچائے ملکہ ملی رکھے ۵۶ رکوع میں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے لے ۵۷ رکوع میں پیٹھ برابر رکھے ۵۸ رکوع میں ہاتھوں
کی انگلیوں کو نہ بچائے ملکہ ملی رکھے ۵۹ رکوع میں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے لے ۶۰ رکوع میں پیٹھ برابر رکھے ۶۱ رکوع میں ہاتھوں
کی انگلیوں کو نہ بچائے ملکہ ملی رکھے ۶۲ رکوع میں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے لے ۶۳ رکوع میں پیٹھ برابر رکھے ۶۴ رکوع میں ہاتھوں
کی انگلیوں کو نہ بچائے ملکہ ملی رکھے ۶۵ رکوع میں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے لے ۶۶ رکوع میں پیٹھ برابر رکھے ۶۷ رکوع میں ہاتھوں
کی انگلیوں کو نہ بچائے ملکہ ملی رکھے ۶۸ رکوع میں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے لے ۶۹ رکوع میں پیٹھ برابر رکھے ۷۰ رکوع میں ہاتھوں
کی انگلیوں کو نہ بچائے ملکہ ملی رکھے ۷۱ رکوع میں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے لے ۷۲ رکوع میں پیٹھ برابر رکھے ۷۳ رکوع میں ہاتھوں
کی انگلیوں کو نہ بچائے ملکہ ملی رکھے ۷۴ رکوع میں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے لے ۷۵ رکوع میں پیٹھ برابر رکھے ۷۶ رکوع میں ہاتھوں
کی انگلیوں کو نہ بچائے ملکہ ملی رکھے ۷۷ رکوع میں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے لے ۷۸ رکوع میں پیٹھ برابر رکھے ۷۹ رکوع میں ہاتھوں
کی انگلیوں کو نہ بچائے ملکہ ملی رکھے ۸۰ رکوع میں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے لے ۸۱ رکوع میں پیٹھ برابر رکھے ۸۲ رکوع میں ہاتھوں
کی انگلیوں کو نہ بچائے ملکہ ملی رکھے ۸۳ رکوع میں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے لے ۸۴ رکوع میں پیٹھ برابر رکھے ۸۵ رکوع میں ہاتھوں
کی انگلیوں کو نہ بچائے ملکہ ملی رکھے ۸۶ رکوع میں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے لے ۸۷ رکوع میں پیٹھ برابر رکھے ۸۸ رکوع میں ہاتھوں
کی انگلیوں کو نہ بچائے ملکہ ملی رکھے ۸۹ رکوع میں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے لے ۹۰ رکوع میں پیٹھ برابر رکھے ۹۱ رکوع میں ہاتھوں
کی انگلیوں کو نہ بچائے ملکہ ملی رکھے ۹۲ رکوع میں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے لے ۹۳ رکوع میں پیٹھ برابر رکھے ۹۴ رکوع میں ہاتھوں
کی انگلیوں کو نہ بچائے ملکہ ملی رکھے ۹۵ رکوع میں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے لے ۹۶ رکوع میں پیٹھ برابر رکھے ۹۷ رکوع میں ہاتھوں
کی انگلیوں کو نہ بچائے ملکہ ملی رکھے ۹۸ رکوع میں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے لے ۹۹ رکوع میں پیٹھ برابر رکھے ۱۰۰ رکوع میں ہاتھوں
کی انگلیوں کو نہ بچائے ملکہ ملی رکھے

کراہت مجتہدی کے ساتھ رجحان فی الدرایۃ اگر ان کان الی القعود اقرب صحّ والا لا واحتجّ فی الظہیریۃ والشرنبلالیۃ اور پیام میں اسکی تصحیح کی کہ مرجوح اور بین کراہتہ مجتہدی کے قریب ہوجاتا کہ تو سارا ہونا صحیح ہوگا ورنہ درست نہ ہوگا اور ہم الطاف اور شرنبلالیین قبول کی ترجیح میں جو شفعۃ البدیع فی القیام الیہ فرضٌ بالاجماع وعند محمدٍ علیہ الفتویٰ کہ نزدیک قیام سارا ہی فرض ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اور امام ابو یوسف کے نزدیک سجدہ پر اٹھ جانا بقدر سر کرنے سے اور اگر سجدہ میں کوئی عوارض ہوجائے تو سجدہ وضو کے امام مستدرک نہ کرے تو اسکا اعادہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک نہ کرے تو پورا ہوگیا سجدہ کا اعادہ نہیں چاہیئے کذا فی الملتقط اور اسی پر فتویٰ ہے اور اتفاقی امام اور مقتدیوں کے نزدیک اعادہ چاہیئے کذا فی المحیط طحطاوی کہا کہ تو فرق تلاش کرنا چاہیئے کہ ابو یوسف کے نزدیک سجدہ کیوں نہیں تو امام کے سجدہ کیوں نہ ہوا اور مقتدی کے سجدہ کیوں ہوا ہی وتقدم یداہ علی رکبتیہ ثم جبہتہ ثم انفہ کما فی منیۃ المصلی اور میں دونوں سجدہ کرے درمیان الطمانان کہ اتنی دیر میں سبحان اللہ کہہ سکے اور اس میں بے عذر کرہ کہ ہر سر کی ایسی ہر جلسہ بہت ہی اور واجب اقرب اور کہ پہلے دونوں اتمہ دونوں الوں پر جیسے التحیات میں کہ اتنی منیہ المصلی ولیس بشیء اذ المستحب لہ التیسر بعد الفیء من الرکوع دعاءً وکان الاباذی ذکرہ وکذا یکرہ بغیر التسلیم علی المذہب وما وردہ محمول علی الفضل اور دونوں سجدہ میں دعا مانگنا مسنون ضعیف اسکے سوا اور کچھ نہیں اور بلیسا جاتا ہے کہ وہ سجدہ میں کہ سوا اور کچھ نہیں کہ جو مطلقہ مذہب ہے اور جو قرار دادہ ان کے مواضع میں اور اس میں زیادہ نقل نہ ہوا اور اس میں ہر امام اور مقتدی کی جماعت میں سہو اور نہ ہو کی اللّٰہم اغفرلی وارحمنی واہدنی وارزقنی اور کہے سبحان ربی الاعلیٰ اور کہے اللّٰہم لک سجدت ولک اٰمنت ولک اسلمت انت ربی سجد وجہی للذی خلقہ وصورہ وشق سمعہ وبصرہ تبارک اللہ احسن الخالقین کہا ہو کہ سجدہ عاجزی نقل یا کہا کہ ہو کہ سجدہ عاجزی نقل یا کہا کہ ہو کہ سجدہ عاجزی نقل یا کہا کہ

المزدلفۃ وعرفات والجمرات تین تین منٹ میں تین تین مرتبہ تکبیر تحمید کہے اور تلبیہ کو چھوڑ دے اور عید کی تکبیروں کو لوٹ اور باہر نکلنے میں تین تین مرتبہ کہے
بوجہ اپنے کے وقت اور صفا اور مروہ اور عرفات مزدلفہ اور جمرات کے اور جمع کرتا ہے ان مواضع کو اس ترتیب مذکور
نشر میں بہ کلمہ نفس صحیح یعنی سیاہ تر حسن میں تین تین سے کو ہر عرف ہر مسجد کے شروع کا عرف ہو شاذ نخع کا اور سنت تلبیہ کا آمتکا اور نظر میں ان جلیلوں کو
ابن نجیع کا شعر جامع ہو جو یعنی شروع نماز اور تلبیہ اور تکبیر عید اور سلام کو جو اور صفا مروہ کی سباحۃ اور عرفات اور جمرات اور الرقعۃ الذبیحۃ
کالخبر یعنی المثلثۃ الاولیٰ واثانی الاسلام والرمی عند الجمرتین الاولیٰ والوسطیٰ فانہ یرفع صوتہ بالتلبیۃ ویجعل الخبر عن الجمرۃ العقبۃ
وہ ماہ تمہوں کا اور ہمارا اول ہے تین مقاموں میں یعنی تحریمہ اور تلبیہ اور عید کی تکبیروں میں بانچوں کو لوٹ کر باہر نکلنے میں تکبیر تحمید کہے اور حجر اسود کے بوسہ دینے اول
اور دسواں حرف کے کنکریاں مارنے میں تمہوں کو اپنے دونوں شانوں کے برابر لے جائے اور صفا اور مروہ کے اندر کی طرف یعنی ہتھیلیاں بوسہ میں حجر اسود کے اور ذکر
اتنے میں کہ ہیئت رکوع شکل مرتب ہو اور کہا کہ اور کی کیفیت مشہور ہے مگر نہیں ہے مقاموں میں اور یہی داخل ہے اور جمرۃ العقبہ کو سبع کے مخصوص کیا کہ
جمرہ اخیرہ کے پس عالموں اسلام کو اور عالموں اسلام کے بعد کہ ذکر نماز ہے کہنے کو اور کہنا اس کے طواف کے اور اما عند الصفا والمروۃ من عرفات فیرفع فیہا کالذی عاد و
الرفع فی الاستقبال مستحب اور صفا اور مروہ اور عرفات میں ہاتھوں کو اٹھانا مثل دعا مانگنے کے اور وہ عالمین ہاتھوں کا اوپر اٹھانا اور منہ کی طلب میں
اٹھانا اور ہاتھ کا مستحب ہونا ہے بعد حمد اللہ کے اور ثنا کے اور صلوٰۃ کے اور یدعو لاقامۃ الصلوٰۃ وبعض یلبیہ ثم یدعو قریبا تو اپنے دونوں ہاتھوں کو سینے کے برابر تک اٹھائے
اسلام کو کہتا ہوں دعا کرتا ہے میں جیسے کہ بیان کیا گیا قبلہ ہونے کی آسمان کی طرف ہو کہ کہ مثل جیسے دعا مانگنے میں دعا میں کے ہاتھ
کنائی الظہارۃ اور دونوں ہاتھوں میں دعا کرے قدر نہ زیادہ کہ تھوڑا ہی ہو یا اشارہ مسبحتیہ لقفا یکفی اور انگشت شہادت سے اشارہ کرنا
دعا کے وقت کسی عضو مقل سوا کی جہت سے کنائی ہو یعنی ایک طرف سے اکا دکا دعا اور تضرع میں ہو جائے آواز سے میں نہ ہو اور نہ بہت آہستہ کہ نہ سنے اور ہر کی انگلی اور
انگلی کو حلقہ نہ کرنا اور مسہ انگشت سبابہ سے اشارہ کرنا کافی ہے مگر سری وغیرہ کا مذہب ہونا ہے یشیر بسبابہ یدعو اللہ اور دعا کرتا ہے
بعد دعا کے ہاتھوں کا اپنے منہ پر پھیرنا سنت ہے جو تحریر نزول میں کرنا کافی ہے اور دعا مغفرۃ یقبل کلما عاد و دعا دار ذھبا
بجعل ظہرہ الیہ کالمستفیت من الشیء ودعاء تضرع بعد الدعاء بالمغفرۃ یکفی وہو یستحب ودعا الخیر یعنی یفعل فی نفسہ اور
بوجہ الزبن کے باب الہ تین ہے کہ چاہ اور طرح کی حوامل دعا و عبادت میں کرے جیسا کہ بیت میں کرے چاہ کہ اللہ ہو کو آنحضرت کے
طرف پھیرے دوسری دعا و عبادت سے یعنی خوف جیسے دوزخ سے بچنے کی دعا میں ہتھیلیوں کی پشت اپنے منہ کی طرف کرے جیسے کسی سے فریاد چاہتا ہو اور آگاہ ہو
شافعی نے کہا کہ بجز الزبن میں ظہر کہنے سے اور یہی صواب ہو شاید شارح کی مراد ظہر کے لفظ سے وہی اشارہ ہو کہ ہتھیلیوں کی پشت اپنے منہ کی طرف کرنا کہ الٰہی میری دعا
تضرع ہے کہ اس سے کسی چیز کی خواہش نہ کرے بلکہ صرف اظہار اپنی عاجزی اور ذلت کا سامنے خدا تعالیٰ کے ہو جیسے بندہ کہتا ہے الٰہی میں بیزار ہوں
عالم سے تیرے فضل و مغفرت کی امید سے اپنی خنصر اور بنصر کو بند کرے اور بیچ کی انگلی اور انگوٹھے سے حلقہ کرے اور اپنی انگشت شہادت سے اشارہ کرتا
جیسی ماہر شیعہ ہے ہاتھوں میں عالم کا یعنی اس کی گواہی نہیں اگر گواہ دعا کی علامت اطوار کی ہے تو درحالتہ ہیئت کنائی کی شامی
وبعد فراغہ من مجادلۃ الرکعۃ الثانیۃ یقدم الرجل رجلہ الیسریٰ فیضعہا بین الیتیہ ویجلس علیہا وینصب رجلہ الیمنیٰ ویجعل بطن
فی المنصوص تعلق القیاسیۃ وھو الثانیۃ فی الفرض والنفل اور بعد فارغ ہونے کے دوسری رکعت کے دو سجدہ بجا لائے مرد اپنا بایاں پاؤں بچھا دے اور اس
اپنی دونوں سرین کے نیچے کر کے اور داہنا پاؤں کھڑا کرے اور اپنی داہنی طرف اپنی دونوں بین فخذ کے طرف کر دے کہ دونوں سنت فخذ اور نصف
ھر طرف بین فخذ اپنی سے مستقبل ہو کہ پیچھے پاؤں کی انگلیوں کو نہ پھیرے بلکہ کر کے جہت روبرو کے اور نزول بین سجدتین ہو کہ نہ سرین لگائے کہ اس میں
قول ہے کہ جیسے چاہے اور سلام تحیہ کنائی الظہارۃ ہے ویضع یمینہ علی یمنہ الفخذ ویسرہ علی الیسرۃ ویشیر باصبعہ المسبحۃ قلیلا

جاءک الاعرابی فاسئلہ کیف یؤذن لا یاخذ الرابیۃ ویولیھا ظھرہ ویجعل اصبعیہ فی اذنیہ ویرفع صوتہ فان کان یؤذن کما یؤذن المؤذنون فافعل مثلہ
اپنی انگلیاں کانوں میں ٹھونس لی ہوں کسی زخم کھا کر اور کہے اور انگلیوں کے سرے دونوں گھٹنوں کے پاس اور منہ پھیر لیتے ہیں تاکہ اذان دیکھنے والے کی صحیح سمت ہو اسلئے کہ یہ
سب تبلیغ ہے حتیٰ کہ کہہ سکتے ہیں کہ ایسی صورت میں مرد کے لئے بھی جائز ہے مگر افضل یہ ہے کہ اذان کہنے والے کی طرح ہو جائے گی اور ہر خبر زائد کا پڑھنا بھی جائز ہے
اور لا یکتفی بتثنیۃ عند الشہادۃ وعلیہ الفتوی کما فی اللباب الجلیہ والتجنیس وخمسۃ الفتوی وعامۃ الفتاوی لان المعتمد ما صححہ الشارحان
الا یستلزم الخروج کالکمال والحلبی البھنسی الباقانی وشیخ الاسلام الجامع تیمورخانیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ونتبع لحکمہ
والامام فی متن درر البحار وشرحہ بحر الرائق وغیرہما لانہ کذا فی المغنی یا عند ثانیۃ کتبیر ایضاً اما بقیۃ کلمہا اور شارح درمختار نے بھی یہاں پر لکھا ہے
لا الٰہ الا اللہ کہنے کے وقت اور یہی مفتی بہ قول ہے چنانچہ دلوالجیہ اور تجنیس اور عمدۃ المفتی اور عمدہ وغیرہ میں ہے مگر قول معتمد وہ ہے جسکی تصحیح کی ہے شارحین نے متصنف
صاحب تنویر مثل کمال اور حلبی اور بہنسی اور باقانی اور شیخ الاسلام جامع اور دارد کی ہے اور دوسروں نے کہا کہ شارح درمختار نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
اور بیشک کہا ان لوگوں نے اصول کرام اور امام محرر اور امام عظیم کی طرف بلکہ در مجار کے متن اور اسکی شرح غرر الاذکار میں کہ کافی ہے ہم متصنف کے مذہب سے پھیر دیتے ہیں کہ
کر یہاں سبب اسکے کہ اس مقام پر حنفیوں میں دو ہی قول ہیں ایک یہ کہ تمام کلمات میں شہادتین لا الٰہ الا اللہ کے مثنیٰ ترک انگلیاں کھول دیتا ہے اور دوسرا یہ
کہ اس مقام پر کہ اشارہ کرتا ہے اور بجا لاتا ہے اور اس کی شرح سے یہ نہیں پایا جاتا کہ اشارہ کرنے میں انگلیاں کھولی ہوں بلکہ غرر الاذکار
میں تصریح ہو کہ مفتی یہ ہے اشارہ کرنا بسبابہ سے دو تین کے عقد کی صورت پر جیسے امام شافعی اور امام احمد فرماتے ہیں بسبابہ کہ لا الٰہ الا اللہ کہنے کے وقت اور شہادۃ ہے
لا الٰہ الا اللہ کہنے کے وقت رکھے اور بیشک اہل علم اور محرر کہا اور سنت آثار و احادیث اس کیفیت پر دلالت کرتی ہیں اور تحقیق تو شارح کا یہ مسئلہ اصح صحیح ہے نقل کرنا
غلط ہے خلاصہ یہ ہے کہ اس مقام پر حنفیوں میں دو ہی قول ہیں ایک یہ کہ تمام کلمات میں شہادتین لا الٰہ الا اللہ کے مثنیٰ ترک انگلیاں کھول دیتا ہے اور دوسرا یہ
کہ اس مقام پر کہ اشارہ کرتا ہے اور بجا لاتا ہے اور اس کی شرح سے یہ نہیں پایا جاتا کہ اشارہ کرنے میں انگلیاں کھولی ہوں بلکہ غرر الاذکار میں تصریح ہو کہ مفتی یہ ہے
کہ اشارہ کرنا بسبابہ سے دو تین کے عقد کی صورت پر جیسے امام شافعی اور امام احمد فرماتے ہیں بسبابہ کہ لا الٰہ الا اللہ کہنے کے وقت اور شہادۃ ہے لا الٰہ الا اللہ

ترجمہ: اور نمازیں ہمارے تینوں امامو ں کی کہ شمار کرنا نہ ہو اور سجدہ شرع کہ زیادہ ہے اس پر مسجود جو اجماعیہ نہ ہو قول امام کلام اور
یقیدہ بہ اور حرام شیخین الا لسان الحدیث ان الخلاف الا افضلیۃ وغیرہ فی حکم الاقرار اور پڑھنا والیہ اشارہ جو ذرہ دس ہو جو ان سے مروی ہے اور اس
بطور وجوب چاہئے ہوتی ہو اور سکوت کرنا ان پر لکھی کلام اور ان کا سوائی صاحب کو فرمانا جو اجماع ہے یعنی شہید کے مسئلہ میں ہو سکتا کہ اجتماع اہل اسلام کے خلاف
کیا ہو کوئی فضل نہیں ہوا اور اس کی مثل ہے مجمع الابحر میں قم التحیات کو تشہد اسی کہا کہ مشتمل ہے شہادتوں پر اور صد الشہید مسعود کا تشہد
ہے ہو اور التحیات یہ تشہد و الصلوٰات یہ الصلوٰۃ و رحمۃ اللہ و برکاتہ السلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و اشہد
ان محمدا عبدہ و رسولہ اور جو ان امور کا ان الفاظ میں کوئی معنی ہو اگر کسی تشہد کا بنا دیا ہے گا اور کہ تشہد نہ ہوا جب تک ہو لیکن ہمیں
واجب یہ خاص فضل اور جو الفاظ میں ہو کہ اسے ثابت ہے جیسے ورد قرآن عام مشروع واجب ہو اور الفاظ مخصوصہ ایسے الفاظ مستحبہ
اور امام ابو حنیفہ کا قول ہے کہ الفاظ میں ہو کہ اسے ارادہ کی ذکر کردہ ہو گا ہے کہ نماز کے ذکر مقصود اور مقصود میں ان کو ہم نماز ہی کہ ذکر ان
النسائی العلماء متفقا انما یقع بہ الفاظ التشہد وہو بما ہو ارادۃ اہل دعظم الاشارۃ کانہ یعنی اللہ تعالیٰ و یسلم علی نبیہ و علی نفسہ و اولیائہ صحیحۃ
الا اخبار عن ذلک ذکر ان التحیۃ للہ تعالیٰ و فصد کر ہے تشہد کے الفاظ سوا اور فصد کر ہے تشہد کے نماز کی مقصود میں ہو جو ان کا ایجاد اور یہ سوچنا تصور کر ہو اس کا
کو انہ نماز ہی اس کا سوچنا ہو اپنے نبی ہو اور اپنے نفس اور احباب پر سلام ہو یعنی ارادہ کر ہے تشہد کے الفاظ سے خبر دینا اور حکایت کرنا اس حال کا ذکر کرنا
ہو اس کے ہو جس میں ہو یعنی ہو غیبہ مخاطبہ میں واقع ہوا جاتا اس حکایت کا قصد کرنا ہو اور وقت یہ ہے کہ شب معراج میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مقام
قرب پر پہنچے ہو تو آپ کو بیٹھنا ہو تشہد ہو آپ نے فرمایا التحیات للہ والصلوات والطیبات یعنی ہمیں کوئی بادشاہی ہو کہ بادشاہ ہو کہ ہم ہیں ہمارا ملک ہو کہ ہمارا ہی
السلام علیک ایہا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ یعنی ہمیں سلام خاص ہمیں ہوا ہی اور حمت اور تمہیں اللہ کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں کہا
الصالحین کو لفظ واحد کا ہو اقتضاء ہی جو کہ ہمارا ہوا کہ اقتضاء ہو ہمیں ہر آسمان و زمین میں عرش کیا السلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین یعنی ہمیں سلام خاص ہمیں ہوا
اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر ہمیں سلام کہا ان میں ہر کہ ہمیں شامل آ جائے گا کوئی ہو کہ سلام نہ پہنچے اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و اشہد ان محمدا عبدہ و رسولہ
اور امت ہی ہمیں سلام کہا جو کہ ہمیں شامل آ جائے گا ان میں ہر کوئی آ کر کہ کوئی دس سلام نہ پہنچے ہو ہر ہمیں ہو اور ہم ہیں ہو ہر ہمیں ہو اور ہم ہیں ہو ہر
اور رسول ہے اللہ کا بیشک چونکہ شیطان ابو بکر آ کر کہ ہر شب و ہر شنبہ آ جب ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ ہمیں ہو اور ہم ہیں ہو اور ہم ہیں ہو
اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و اشہد ان محمدا عبدہ و رسولہ ترجمہ شہادت دیتا ہوں میں اس کی کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے اور شہادت دیتا ہوں میں اس کی کہ محمد
کی حضور میں بحسب پیش کر رہا ہوں اور میں صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اس کی نبوت پر اور سوچتا ہوں سلام ہو ہمیں اور تمام نیک بندوں پر اللہ کے آسمان میں اور زمین میں
اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و اشہد ان محمدا عبدہ و رسولہ ترجمہ شہادت دیتا ہوں میں اس کی کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے اور شہادت دیتا ہوں میں اس کی کہ محمد
ہو تو اس سے ہو کہ ہمیں ہو کہ آپ شہنشاہ ہیں محمد اللہ کے رسول ہیں فرمایا کہ نے تو ان کو ہمیں سنوایا ان کی تباہ ہیں ہو کہ ہو کہ آپ نے فرمایا ہیں ہو کہ ہو کہ آپ نے
ہمیں ہو کہ آپ نے فرمایا ہیں ہو کہ ہو کہ آپ نے فرمایا ہیں ہو کہ ہو کہ آپ نے فرمایا ہیں ہو کہ ہو کہ آپ نے فرمایا ہیں ہو کہ ہو کہ آپ نے فرمایا ہیں ہو کہ ہو کہ آپ نے
ہمیں ہو کہ آپ نے فرمایا ہیں ہو کہ ہو کہ آپ نے فرمایا ہیں ہو کہ ہو کہ آپ نے فرمایا ہیں ہو کہ ہو کہ آپ نے فرمایا ہیں ہو کہ ہو کہ آپ نے فرمایا ہیں ہو کہ ہو کہ آپ نے
ہمیں ہو کہ آپ نے فرمایا ہیں ہو کہ ہو کہ آپ نے فرمایا ہیں ہو کہ ہو کہ آپ نے فرمایا ہیں ہو کہ ہو کہ آپ نے فرمایا ہیں ہو کہ ہو کہ آپ نے فرمایا ہیں ہو کہ ہو کہ آپ نے
ہمیں ہو کہ آپ نے فرمایا ہیں ہو کہ ہو کہ آپ نے فرمایا ہیں ہو کہ ہو کہ آپ نے فرمایا ہیں ہو کہ ہو کہ آپ نے فرمایا ہیں ہو کہ ہو کہ آپ نے فرمایا ہیں ہو کہ ہو کہ آپ نے
ہمیں ہو کہ آپ نے فرمایا ہیں ہو کہ ہو کہ آپ نے فرمایا ہیں ہو کہ ہو کہ آپ نے فرمایا ہیں ہو کہ ہو کہ آپ نے فرمایا ہیں ہو کہ ہو کہ آپ نے فرمایا ہیں ہو کہ ہو کہ آپ نے

الاصابع ربع عجز التشهد اوقال التحیات لله الخ او غیر ذلک فی الاصح وصل الصلوٰۃ بل ذہب بعضہم الی القیام بہ لکن الاقتصار علی ما ذکرنا اولیٰ زیادہ اور اگر اس پر سجدہ سہو واجب ہوگا یا نہیں اس میں مختلف روایتیں ہیں صحیح یہ ہے کہ سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا اگر کیا تو بھی اسے اختیار ہے ہر طرح جائز ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ سجدہ سہو کرے اور پھر تشہد اور درود اور دعا پڑھے اور یہ بھی جائز ہے کہ تشہد اور درود پڑھ کر سلام پھیر دے اور یہ بھی جائز ہے کہ صرف تشہد پڑھ کر سلام پھیر دے اور یہ بھی جائز ہے کہ صرف درود پڑھ کر سلام پھیر دے اور یہ بھی جائز ہے کہ صرف دعا پڑھ کر سلام پھیر دے اور یہ بھی جائز ہے کہ تشہد اور درود اور دعا تینوں پڑھ کر سلام پھیر دے اور یہ بھی جائز ہے کہ تشہد اور درود پڑھ کر دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دے اور دعا مانگے اور یہ بھی جائز ہے کہ تشہد اور درود اور دعا پڑھ کر دائیں بائیں دونوں طرف سلام پھیرے اور یہ بھی جائز ہے کہ ایک طرف سلام پھیرے اور یہ بھی جائز ہے کہ دونوں طرف سلام پھیرے اور یہ بھی جائز ہے کہ ایک طرف سلام پھیرے اور دوسری طرف نہ پھیرے اور یہ بھی جائز ہے کہ دونوں طرف سلام پھیرے اور دوسری طرف نہ

اللھم صل الخ سے شروع اور آخر محمد والی محمد کی حضرت علی ابراہیم کی ہمارا مذکورہ ہمیں محمد کا سہیل اگر درود مذکور الصدر میں ابراہیم محمد آل محمد زیادہ کر دیا
تو ہمارا ہو جاتا کیونکہ فیض ہمیں کھا کہ ان جگہ کا ترک کرنا ہمیں سے استیناف اور ابتدا کو دینے کیا کہ اس کا بڑا فائدہ یا ہوتا ہے اور کسی اور صلوٰۃ میں ہو کہ وہ حاجت
کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تشہد میں کسی سے ہیں طریق ثابت نہیں ہوئی کذا فی الساعی لفظ اذا تذکر الشاہد کان زیادۃ ایضاً اخبار کا اس قبیح
عین سلوٰۃ الادب فھو افضل ہمیں ترکہ ذکرہ الرملی الشافعی وغیرہ اور سنت ہو سینہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مبارک اور حضرت
ابراہیم علیہ السلام کے اسم شریف ہر سلسلے کہ غیر وہ حاجت حقیقت حال کا عین طریق ادب کا چلنا ہو پس سینہ کہنا بہ نسبت اوسکے چھوڑنے کے افضل ہو ذکر کیا ہو کہ
رملی شافعی وغیرہ نے طحطاوی نے کہا کہ الفاظ زیادت کو حذف کرنا ہمیں سے اسلیئے مروی نہیں ہوا کہ ہمیں شامل کیا اور سید جو کہا کہ خبر دینا واقع کو لازم
کی راوی کا چاہیئے ہو اس سے ہو سید خبر ہو کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سہیل ابا دلیل ہو الآخرین جن ہو آپکے لو حسبوا ابتدا ما مطابق نفس الامر کے اور مقتضائے ابا اور ہو
اس سے معلوم ہو کہ درود وہ جاہیئے کہ زیادہ ہو اس آلہ سے ابتدا اور آخر کو نہ کہ چار یار کا نام مبارک ہو اور جاہیئے جگہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جاہیئے اصنیون
ان الصلوٰۃ کذلک وقولہ اتسمیتہ بالوالد ہو دلیل ہو اس پر کہ ہمارے متوسل کو کہ تمام ہیں تحکم سے ہمت کہو تو ہمیت جہت ہو اور ہیں
جو الاسیئے ہو اختیار سے تو قبل کے ہو اور ہیں ہو کہ سوا خلقتکم ہو صحیح اور اسی سے ہو کہ اسکا مصدر داعی ہو وحشر ابراہیم لیلۃ ہو علیہا کہ ہو ہتا
الملک لیلا ولا کالملک الملوک صلوٰۃ ہو ابتدا ہو اور ہو کہ ہو ہو ہو

عمل کرنے کے امور ہیں جو شیطان کو غصہ دلانے والے ہیں یعنی نصیحت کرنا کہ کلام معقول اور بہتر ہو جس سے دل خوش ہو اور اس سے بہتر نکلنا کہ کسی فرضیت قطعی سے صرف علی الحسن تو اب کے لئے نکل جائے ہم اور ہمارے آپ سب پر سلام ہو اللہ کے نیک بندوں پر اور اس سے ثابت ہوا کہ جو شخص نماز پنجگانہ کو اس کے اوقات میں ادا کرتا ہے اور پانچ وقت کی نماز کو پانچ وقت

اور رہے مست بادکر نہ کرنا اس صاحب کا جو جب پر وقت آتا عند قدم الباب ومتاعہ وخیمہ اور سامنے سے وقت کہ وہ ناچیز اپنے پیچھا جاکر اور اس جیسے دوسرے قرآن میں کرو تو تم کو ضائع نہ کیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی جس کے تعلق مقصود نہ ہو بلکہ دوسرے کو جانا یا اپنے پیچھا جانا اس کو مقصود ہو تو ہم کہا تو کرو تو مقصود کا اپنے پیچھا میں لیتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کی جس کے تعلق مقصود نہ ہو بلکہ دوسرے کو جانا یا اپنے پیچھا جانا اس کو کرنا نماز مقرر وہ بھی کہ یہ کیسے ہی کہ فی الواقع اوسی کو نصیب الصادق الاوسطین ہو اور دوسرا نماز میں یعنی آمد و شد کے بعد و مستحبات فی اوقات الاوقات مستحبات اور دوسرا مستحب ہے سب المکان کے وقتوں میں یعنی جس وقت کہ کوئی ان شرعی نہ ہو اسمیں دوسرا ہم مستحبات اوقات اور وقت ہی تو ہم کو طلوع کی ہو ہر روز جمعہ ہو ہر روز جمعہ ہو ہر روز جمعہ

منہ تعالیٰ اللہ عنہ و نوبت دہم ماہین سنۃ فقیر المامول بالفضل اور حاجی نے تصحیح کی ہو کہ درود شریف بعض اوقات مقبول نہیں ہوتا جیسے کفار و تجدید الایمان اللہ عزوجل، علاوہ کے مقبول نہیں ہوتا اور جو کلمہ توحید اور شریعت سید دو عالم کے مقبول نہیں ہوتا کیونکہ مقبول ہونا کسی کے درود شریف کا بھی ایسا ہی ہے جیسا ہر عبادت کا، بعض حنفی مفتی استفتائے جنہ کے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس پر بھیجا ہے درود پڑھا اور درود پڑھنا اس کا مقبول ہوا اللہ تعالیٰ نے اپنے اسی پر رکھا ہوگا اور حدیث میں ثواب متوقع کو قبول کے ساتھ مقید کیا یعنی اس کو نکلتا ہی کہ کوئی درود ناقبول بھی ہوا ہو ہم اور درود پڑھا بھی ایک عمل ہے تو جسے اور عمل مقبول اور ناقبول ہوتے ہیں بسیط درود شریف کا بھی حال ہے اگر بفرض محقق نے فرمایا کہ درود شریف پر وثوق و تحقق نہ کرنا چاہئے کہ ثواب کا ہونا پر ہے نہ ہونا کیونکہ تو اس قبول میں درود کا محل اور عمل کا ساہا کہ جب موانع اور عوارض سے خالی ہوگا تو ضرور ثواب ہوگا اور ایک تعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوجانے کے درجات زیادہ کرنے کے حق میں تو اس اعتبار سے درود شریف ناقبول نہیں ہوا کرتا کذا فی الطحطاوی حنفی، وقد صرح بعدہا فی المنیہ و آبوبۃ و اُستاذہ المؤمنین اور تعدد و انہ رمین درود کے بعد و عزیز علی میں ہو اور ہم ہو جانا شاہی عرش میں جانا ہو تو بادشاہ کے سوا اور سری زبان میں داخل ہی نہ ہو اپنے باپ اور استاد کے نہ جسے اللہ تعالیٰ میں ہم دار و رکھے جیسے آپ کی کوئی دربار شاہی میں جانا ہو تو بادشاہ کے خواص کو ضرور سلام کرتا ہو اور شاہنشاہ علی الاطلاق کا خاص الخاص اور سکار رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور آپ پر درود پڑھنا مقبول ہے تو اس کو توقع ہو کہ اس کے بعد باعی مقبول ہوا اور دوسری زبان میں داخل ہو اور ناقابل میں نہ کہ ہر اس تعلیل کے کہ ذکر سری زبان میں اسے الفاظ ہوتے ہیں جو منافی تعظیم ہیں مقتول الاسود کے کہا جب نماز کا شروع کرنا غیر زبان میں جائز ہے تو ماسکے حرام ہوگی کذا فی الطحطاوی قلت فی بعد تحقیق کیا کہ غیر زبان میں داخل کرنے سے نہ حرام و صرح بہ ایضاً قولہ الا ان یرد قرآنا او یقصد بہا الاخبار اللہ او احد الاذکار العادیۃ قدس اللہ سرہ العزیز المادۃ قبیل والتسبیح علیہ اور حرام ہو، انگلنا قدرستی کا عرصہ ستون میں بسبب مرضوں سے بہتری دو فرجہان کی اور درد بہتا اور فرجہا کی بیماروں کا اور ان پیروں کا جو عادۃً حال ہیں جیسے اور نماز و ستون اور بعضوں نے کہا کہ محال چیز میں شرعی میں ہوا کہنی حرام ہیں جیسے کہنا ہر درد گار کا ذمانہ میں ہم سب مرضوں سے عافیت کا مانگنا سے حرام ہو کہ خدا تعالیٰ نے کسی حکمت کے سبب آدمی میں امراض پیدا کیا ہی جیسے کہ فائدہ اوسی کی خلاف عادۃ ہوتا ہو دعائے آدمی اوس حکمت کو ابطال کیا چاہئے اور حیرا ان کی طلب الحرام ہو ہی کہ مرد شرک کی آدمی کو حاصل ہوتی محال ہے بعض شراح جیسے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کو ان کی شفی فان کہ ہر سے عباد ارادہ کرکا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک پانچ میں خبر ہو تو مصالحہ نہیں چاہئے اور سکم کی دعا حیرت میں اور ہو حدیث الولدان اسکلک سرش الجنۃ کلہ، اعلیٰ صفۃ و اعلم انکم و اعجز و کیف بن آنکہ کہا علیہ کذا فی الطحطاوی قیدت والحق حرمۃ اللہ علیہ بالمنفرۃ الماکور کذا فی الدر المختار من کلی ذنوبہم، بجز ادھن بیہم ہی کو دعا مانگنی کا نہ سکی مغفرت کے لیے حرام ہی ہے سب مومنین کے واسطے اوسکے کہ سب ہوں گے بخشے جانیکی کذا فی الدر المختار ہے اور قرآن اور غیر وہ کا بھی کہتے ہیں کہ کافر کی مغفرت کی دعا کرنے سے کافر ہو جاتا ہی یہ کہ اللہ تعالیٰ تو اوسکی خبر دیتا ہی پھر دعا ہی مغفرت سو اللہ تعالیٰ کافر میں غیر ہو نہ گناہ کا گناہ ہوتا ہو کہ مسلمان خدا در سے لیے بھی ہی جانتا ہی سے دعا کو حرام نہیں ہے کہ اور مومنین کے کل گناہوں کی مغفرت جائز ہی موجب آیات و یغفر مادون ذلک لمن یشاء و ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً کے قرار ہو کہ فرط شفقت پر ارزان و دینی کی جہت سوا ان کے لیے ایسی دعا مانگو جائز الوقوع ہو کہ نفس الامر میں واقع نہو کذا یستفاد من کلی الطحطاوی، والاشتغال بالقرآن والشغل بالتسبیح کلام الباقی و جائز ہی اور دعائیں موجود کور میں قرآن اور حدیث میں آہیں کہ اولوں کے کلام کے مشابہ لطحطاوی ہے کہا کہ قرآن کی ماکار گر پڑھو تیت قرآن ہو سکی اوس کے کہ زیادت قرآن سوا ہی خیال کے دوسرے کہ ہمیں کہ ہم دعا ہیں دعا ہیں نماز کے آخر میں پڑھنا بہت اچھا ہی مشکوٰۃ میں مذکور ہی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھ کو ایک دعا تعلیم فرمائی کہ نماز میں اور دیگر میں آپ پڑھا کروں آپ نے یہ دعا تعلیم فرمائی

بعض کتابوں میں ہے کہ جو شخص ہر نماز کے بعد ۱۰ بار یہ دعا پڑھے اس کو ۱۰ حج کا ثواب ملتا ہے

بعض کتابوں میں ہے کہ جو شخص ہر نماز کے بعد ۱۰ بار یہ دعا پڑھے اس کو ۱۰ غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے

بعض کتابوں میں ہے کہ جو شخص ہر نماز کے بعد ۱۰ بار یہ دعا پڑھے اس کو ۱۰ شہیدوں کا ثواب ملتا ہے

فتح فی ملک فتح فی ملک فتح فی ملک

نماز سے باہر ہو گا بلکہ اپنے سلام پھیرنا واجب اور تشہد اور قعدۂ اخیرہ فرض ہے جو ہمارے امام کے نزدیک ایسے نہیں کہ جو عمداً ترک کرے نماز نہ ہو اور سلام کا پھیرنا بھی صاحب ہدایہ کا مذہب ہے کہ اگر قہقہہ یا امام سے سبقت کی تو فاسد ہو جائے گی اور اگر مقتدی نے قہقہہ یا سبقت کی تو نماز فاسد نہ ہوگی اور یہ قول ہمارے امام کے نزدیک ضعیف ہے اور اسی پر فتویٰ ہے کہ اگر مقتدی نے قہقہہ یا سبقت کی تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر مقتدی نے امام سے پہلے سلام پھیر دیا تو نماز درست ہو گی اور اب فعل مکروہ ہوگا کیونکہ متابعت امام کی حد میں عذر کے ترک کی اباحت ہے مگر مقتدی نے اس کو ترک کیا اور اگر مقتدی نے امام کے سلام کے بعد کوئی نماز کا ساتھی امام کو پہچان کر یا بغیر پہچانے سلام پھیرا تو نماز فاسد ہو جائے گی کیونکہ وہ تو ساتھی نہ تھا بلکہ اجنبی تھا اور اگر مقتدی نے امام کے سلام پھیرنے کے بعد سہو کی نماز پڑھی تو نماز درست ہو گئی اور اگر امام سے پہلے سلام پھیر دیا تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر امام کے ساتھ ہی سلام پھیرا تو نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر امام کے ساتھ ہی سلام پھیرا اور ساتھیوں نے نہ پھیرا تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر امام کے ساتھ ہی سلام پھیرا اور ساتھیوں نے بھی پھیرا تو نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر امام کے ساتھ ہی سلام پھیرا اور ساتھیوں نے بھی پھیرا اور ساتھیوں نے کہا کہ ہم نے امام کے ساتھ ہی سلام پھیرا تھا تو نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر امام کے ساتھ ہی سلام پھیرا اور ساتھیوں نے بھی پھیرا اور ساتھیوں نے کہا کہ ہم نے امام کے سلام سے پہلے سلام پھیرا تھا تو نماز فاسد ہو جائے گ

اسکا ساتھی شیطان ہے یعنی وہ پیر دلالت کرتا ہے اور اسکا ساتھی فرشتوں سے جو خیر پر دلالت کرتا ہے تو لوگوں نے عرض کیا اور آپ پر اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ فرماتا کہ بھر بھی میرا قرین مقرر ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اسپر غالب کر دیا ہے تو مسلمان ہو گیا پس سوائے خیر کے اور بات نہیں کہتا شارح نے کہا کہ اسکا ہم کو سمجھنے تھوڑا اور ضد دونوں سے مردی ہے سمجھنے زیر میں سینہ ماضی باب افعال سے اور ضمیر مستتر قرین کے طرف ہوگی جس کو خبر میں پر لایا گیا اور ہے کے ہمزہ سینہ جمہ مکسر مصدر مضاف الی السلام ہو گا باب ضرب سے ہو گا اور الف بعد لے نے میری اعانت فرمائی تو میں اوس سے بچا رہا ہوں وَیُرْوَی الْفِعْلُ الْمُتَکَلِّمُ

السلام علی مامرہ وفی التسلیمۃ الاولی اربعۃ کلمات وفی الثانیۃ واحدۃ او ثنتان او ثلاث وفی روایۃ واحدۃ اذا

امام پر اور نماز خود کے سلام میں اگر امام طرف ہو رہ بائیں طرف کے سلام میں نیت امام کی کرے اور اگر امام اور مکے سامنے ہو تو دو سلاموں میں امام کی نیت کرنا ہو یعنی المنفرد الحفظۃ فقط نقل المکتبۃ تبعۃ المزید فی متن الکنز وہ منفرد جو محافظ فرشتوں کی نیت کرے شامل کر نا ہو کے مستحب ہے کیونکہ حفظہ کرا ماکاتبین ہیں اور ان کے کو بھی کہ اوسکے ساتھ کاتب اعمال ہیں کہا کہ اس صورت میں مراد بحافظین ذات ہیں نہ صفت حافظین لیکن صحیح یہ ہے کہ ان کے حسنات لکھی جاتی ہیں اور ان کا ثواب ہم کو پہنچتا ہو گا کما فی القہستانی تو اسمیں ہمارا ہی فائدہ ہے اور ہم ہی اپنی جان کی نیت کرتے ہیں تو سلام فرشتوں کی نیت سے کرنا مستحب ہے اور اسکے طرح ہو گی جیسے کہ ہم نے پہلے سلام میں کہا تھا یعنی ہم واقعین اسکا قول درست ہے اگر الگانہ ہو اور صورت یہ ہے کہ ہم نے پہلے سلام میں کہا نیت کی کہ وہ ہی جو شیخ ابی مکرم کا دیگر وہ کاتبین الحسنات ہیں اور کرام کے بعد فرشتوں کی تاثیر کرتی ہے اگر چہ قبر شریف اللہم السلام الوحے ھم پوری علامہ طحطاوی نے کہا کہ السلام مشترک السلام ہے یا ذا الجلال والاکرام کہنے فرض ہونے کے بعد مستحب ہے تھوڑا ہو کر جیسے ہنڈیا اسکے برابر کر دیا اور اوپر سے زیادہ ہو کر نہ ہو یعنی کہ مستحب ہے اور

یعنی سمّاہ للمبتدی اور ترجمہ اور عبارت یہ ہے کہ مستحب ہے امام کا یہ کہ ہو نہ قریب نمازی کے یہاں طرف حق کے جس کی طرف نماز پڑھتا ہے اور مستحب ہے کہ ہو نہ قریب قوی امین کے جو یاد رکھے امام کی نماز کو تاکہ اگر بھول جائے امام نماز کو تو یاد دلا دے امام کو اور مستحب ہے کہ ہو نہ امام مرد عالم تاکہ اقتدا کرے امام کی ساتھ علم کے اور مستحب ہے کہ ہو نہ امام مرد صالح تاکہ اقتدا کرے امام کی ساتھ صلاح کے اور مستحب ہے کہ ہو نہ امام مرد بینا تاکہ اقتدا کرے امام کی ساتھ بینائی کے اور مستحب ہے کہ ہو نہ امام مرد عالم تاکہ اقتدا کرے امام کی ساتھ علم

فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ (یعنی ہر کل نماز دن میں جہر کرنا نہ کل میں آہستہ پڑھو مگر امام و منفرد کے درمیان ایک راہ نکالی کہ رکعات کی نمازوں میں جہر کرو اخیر دو کی نمازوں میں آہستہ پڑھو بعد اس کے آپ اظہار اور مصر میں آہستہ پڑھنا ترک کرنے کیونکہ کفایان و مفوتون میں ایسا دیکھا کہ مستمع اور مستمع اور جہر سے چڑکہ کفا کا ہمائے میں مشغول رہتا اور عشا اور تجربین سوتے ہوتے ہیں اپنے ان بھائیوں میں آپ کا ساتھ نہ کرتے اور جمعہ اور عیدین آپ نے مسنون و مبین فرمائی ہیں وہاں کفا کا عذر نہ رہا ہے پکار کر جہر کرنا ہی مسنون ہے وَيُكْرَهُ التَّنَفُّلُ بَعْدَ الْفَجْرِ وَبَعْدَ الْعَصْرِ لِمَا رَوَيْنَا (یعنی مکروہ ہے نفل پڑھنا صبح کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک اور عصر کی نماز کے بعد سورج ڈوبنے تک لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا صَلٰوةَ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَلَا بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ (یعنی حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ نماز نہیں ہے صبح کے بعد جب تک سورج نہ نکلے اور نہ نماز ہے عصر کے بعد جب تک سورج نہ ڈوبے) وَلِأَنَّ الْوَقْتَ يَضِيقُ عَنِ الْأَدَاءِ لِأَنَّ الْفَرْضَ يُؤَدّٰى بِجَمَاعَةٍ وَالْجَمَاعَةُ تَحْتَاجُ إِلَى الْإِعْلَامِ وَالْإِعْلَامُ يَقَعُ بَعْدَ الطُّلُوعِ وَالْغُرُوبِ (یعنی وقت تنگ ہو جاتا ہے ادا کے لئے کیونکہ فرض ادا کیا جاتا ہے جماعت کے ساتھ اور جماعت کو اعلام کی حاجت ہوتی ہے اور اعلام طلوع و غروب کے بعد ہوتا ہے) وَالنَّفْلُ يُؤَدّٰى بِدُونِ الْجَمَاعَةِ فَلَا يَقَعُ الْإِعْلَامُ فَلَا يَضِيقُ الْوَقْتُ وَلَا يَتَحَقَّقُ الْكَرَاهَةُ (یعنی نفل ادا کیا جاتا ہے بغیر جماعت کے پس نہیں ہوتا اعلام پس نہیں تنگ ہوتا وقت پس نہیں ہوتی کراہت) وَلَا بَأْسَ بِالتَّنَفُّلِ بَعْدَ الْعَصْرِ بِمَكَّةَ لِمَا رَوَيْنَا (یعنی نہیں ہے کچھ حرج نفل پڑھنے میں بعد عصر کے مکہ میں بسبب اس حدیث کے جو ہم نے روایت کی ہے) وَلِأَنَّ الْكَرَاهَةَ لِمَعْنًى فِي الْوَقْتِ وَهُوَ الْمَعْنَى الَّذِي ذَكَرْنَاهُ وَهٰذَا الْمَعْنٰى لَا يُوجَدُ فِي حَقِّ أَهْلِ مَكَّةَ لِأَنَّهُمْ لَا يُصَلُّونَ بِالْجَمَاعَةِ لِكَوْنِهِمْ مُتَفَرِّقِينَ فِي الشِّعَابِ وَرُءُوسِ الْجِبَالِ (یعنی کراہت بسبب وقت کے ہے اور وہ معنی جو ہم نے ذکر کئے ہیں اہل مکہ کے حق میں نہیں پائے جاتے کیونکہ وہ جماعت سے نہیں پڑھتے کیونکہ وہ متفرق ہیں گھاٹیوں اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر) وَلَا بَأْسَ بِالتَّنَفُّلِ بَعْدَ الْعَصْرِ بِمَكَّةَ لِمَا رَوَيْنَا (یعنی نہیں ہے کچھ حرج نفل پڑھنے میں بعد عصر کے مکہ میں بسبب اس حدیث کے جو ہم نے روایت کی ہے) وَلِأَنَّ الْكَرَاهَةَ لِمَعْنًى فِي الْوَقْتِ وَهُوَ الْمَعْنَى الَّذِي ذَكَرْنَاهُ وَهٰذَا الْمَعْنٰى لَا يُوجَدُ فِي حَقِّ أَهْلِ مَكَّةَ لِأَنَّهُمْ لَا يُصَلُّونَ بِالْجَمَاعَةِ لِكَوْنِهِمْ مُتَفَرِّقِينَ فِي الشِّعَابِ وَرُءُوسِ الْجِبَالِ (یعنی کراہت بسبب وقت کے ہے اور وہ معنی جو ہم نے ذکر کئے ہیں اہل مکہ کے حق میں نہیں پائے جاتے کیونکہ وہ جماعت سے نہیں پڑھتے کیونکہ وہ متفرق ہیں گھاٹیوں اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر) وَلَا بَأْسَ بِالتَّنَفُّلِ بَعْدَ الْعَصْرِ بِمَكَّةَ لِمَا رَوَيْنَا (یعنی نہیں ہے کچھ حرج نفل پڑھنے میں بعد عصر کے مکہ میں بسبب اس حدیث کے جو ہم نے روایت کی ہے) وَلِأَنَّ الْكَرَاهَةَ لِمَعْنًى فِي الْوَقْتِ وَهُوَ الْمَعْنَى الَّذِي ذَكَرْنَاهُ وَهٰذَا الْمَعْنٰى لَا يُوجَدُ فِي حَقِّ أَهْلِ مَكَّةَ لِأَنَّهُمْ لَا يُصَلُّونَ بِالْجَمَاعَةِ لِكَوْنِهِمْ مُتَفَرِّقِينَ فِي الشِّعَابِ وَرُءُوسِ الْجِبَالِ (یعنی کراہت بسبب وقت کے ہے اور وہ معنی جو ہم نے ذکر کئے ہیں اہل مکہ کے حق میں نہیں پائے جاتے کیونکہ وہ جماعت سے نہیں پڑھتے کیونکہ وہ متفرق ہیں گھاٹیوں اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر)

Marfat.com

معلیتین میں گو مجہر تھے کو روایت غیر مجہر کے سامنے پڑھنے سے خفافت آوے دین کے ہم یعنی جو مجہر سنا تھا دین روایتیں صحیح اور فصیح ہیں مگر غریب روایت حولہ کے سامنے پڑھنی بہار ہو جیسے روایت ابی جعفر اور ابن عامر اور حمزہ اور کسائی کی کہ اوسکو مستکر جانتے ہیں اور ہنسا فرآن پر بہ بیٹی غرض اسکے اور سکے بیچ بچانیکے لیوے روایت غریبہ پڑھو وتقال اذا قرأ الفجر ولا تقرأ بقدر الثلثین وقیل النصف نقلا عن ملا خسرو کا پاس نہ قطعاً اور زیادہ کیجائے پہلی رکعت سے تو فرق ہو اور دوسری رکعت پر بقدر سو جملے اور بعض نے کہا بقدر نصف کے ازماء سجابات کے پیچھے پس کم سے کم تیس جملے رکعت میں یا وتی ہوں گے تو ہوگا صفت پہلی میں رس گنی زیادت پڑھی بہ نسبت دوسری کے ونکہ مشابہ نہیں ہم یعنی پہلی رکعت میں اتنی قراءت پڑھو کہ اوسکی زیادتی دوسری رکعت سے زیادت کے مقدمہ ہو مقدار قراءت کے ہو جاوے مثلاً پہلی رکعت میں ۴۰ آیتیں پڑھیں اور دوسری میں ۲۰ تو دو تیں آیتیں ہوئیں اور اول میں آیتیں ہیں اور دوسری سو اور اوسے زیادہ ہوئیں تو ہوئیں ۲۰ کی اور اگر اول میں ۵۰ پڑھیں اور دوسری میں ۱۵ تو پہلی میں تیس آیتیں زیادہ ہوگئی بہ نسبت دوسری کے اور دو نصف ہیں کل زیادت کی اور قدر موجب اوسکا یہ ہے کہ حکم مستحب فرمائی نماز میں ہے موسمی نمازوں میں وقال محمد أولی الکل حتی الذا وقع قبل طلوع الفجر اور امام مستشنے فرماتا ہے کہ تیس تا دین کی اول رکعت دو رکوع بڑی کی تا مستحب ہو یعنی اتنی کہ تہائی کی بھی ہوئیں کہ فرق اسی قول میں ہو ہم طحاوی کہا کہ یہ خیال ہمارے اور دوسری نمازوں میں ہیں اور ان دو فرضوں میں اتفاق دو فرد رکعتیں ظہر اور عصر میں امام اور صاحبین کی دلیل سے نقل کر کے کہا کہ فرق شیخین کے قول پر ہونا چاہیئے ولہما قولہ علیہ السلام اقرأ فی الاولیین کل رکعۃ بثلثین آیۃ او خمس عشرۃ کلمۃ وقصر آوا و الاعتدال المروی والکلمات واعتدالہا قال محمد فی الاولیین الاعتدال الآیات اور دوسری رکعت کا زیادہ کرنا اول پر بقدر تین آیتوں کے مکروہ تنزیہی ہوا لا تنافی اگر آیتیں ہوں تین رکعتوں کی بڑی اور چھوٹی ہو نہیں ترجیح بڑی ہیں اور اگر ایسی آیتیں نہوں تو اعتبار حروف اور کلمات کا ہو یعنی اس صورت میں دوسری رکعت کے کلمات اور حروف اول سے زیادہ ہوں اور جملے بہت سے زیادتی کا اعتبار کیا ہے۔ شمار آیتوں کا یعنی کہ دوسری رکعت اول سے بہت نہ بڑھے اور قاعدہ مقرر ہے الجزء ما ورد بہ السنۃ ویستفرض فی النفل عندہ کالواجب مطلقاً اور ہمارے نزدیک نفل میں بھی مکروہ ہے اگر دو سورتیں سے زیادہ پڑھیں اور اگر ایک سورت کو دو رکعتوں میں بانٹ دیوے تو مکروہ نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا ہے اور سورتوں کو یہ حدیث میں وارد ہے پڑھنے اگر دو رکعتوں کے بیچ میں ہو جیسے بعد سورۂ فاتحہ کے اور سورۂ میں پڑھی اول رکعت میں اور دوسری میں بعد سورۂ فاتحہ کے اور سورۂ میں پڑھی اور ترتیب وہی جو نظم مصحف کی ہے مطلقاً یعنی صحت میں واجب ہے یا ہو واجب اگر کل لا یأتم علیہ الصلوٰۃ والسلام صلوٰۃ العشاء بالتین اور اگر زیادہ پڑھی دوسری رکعت میں آیتوں کے حکم کے تو کراہت نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت میں سو سورتیں پڑھی ہیں اور دوسری میں سورۂ نساء اور پہلی میں سورۂ انعام اور دوسری میں سورۂ اعراف اور اول میں یا بچے لا یعقل شیئ من القرآن فی الصلوٰۃ وعلی ہذا فرض الفرض بل تعیین الفاتحۃ علی ما ہو الاصح اور واجب ہے سکو دو رکعت نماز میں پڑھے اور دوسری میں سورۂ قرآن میں سے کچھ پڑھے اور اگر بھول کر نہ پڑھی تو سجدۂ سہو کرے اور اسکے بدون نماز درست ہو جاوے بلکہ سجدۂ سہو واجب ہے سکو ویلزم السہو بترکہا ولو فی الفجر اور مستحب ہے یہ پڑھنا ویندب قراءتہا جہراً اور کہا ہے بعض نے کہ اگر کسی نے نماز کے لیے جیسے جمعہ کی فجر میں پہلی رکعت میں الم سجدہ اور دوسری میں سورۂ دہر پڑھنا چاہا کبھی کیوں نہ ہو تو بھی مستحب ہے سورۂ دہر کو اگر صبح سورۂ کے پڑھنے کو واجب جانے اور دوسری کو جائز ہو تو اوسکو بھی کراہت کی نہیں کرے ہو اور اگر باتباع مصحف علی الاستحباب حکم کے صبح کی پڑھے اور بعض اوقات دوسری سورتوں کو بھی پڑھے یا صبح میں سورتوں کے دوسری رکعت میں پڑھنا ہو اور کہا پڑھنا اوسکو سہل تر یا ہو تو کرہ و نہیں اور مراد یہ ہیں مصحبہ کراہت کی یہ کہی ہو کہ صبح کے سبب چھوڑ نا باقی قرآن کا اور دوسرے صبح کے افضل ہو بیکار نہ آنا ہو کراہۃ الاولی النافی قصد اولملو فا لا یلیق اصطلاحا کالفاحشۃ فی الشریعۃ تفاقا وما تبت بخبر الضعیف کالمسنون بسنۃ الکمال اور مقتدی قراءت نہ پڑھے جہری نمازوں میں دسری میں اور الجہر فی الجہریۃ دسری نمازوں میں باتفاق للعلم اور صاحبین کے اور قول کہ امام محمد کا لیکر منسوب ہو کہ سری نمازوں میں مقتدی کو استماع الجہر کا ہونا مستحب ہے، وضعیف ہے چنانچہ کمال نے مشرح بیان کیا ہے وہو قول الکرخی وہو الذی صححہ فی الہدایۃ کہیں اکثر نمازیں جہری ہوا ہیں کہ امام محمد نے یہ کہا ہے کہ سری نمازوں میں مقتدی کو قراءت نہ کرنا چاہیئے اور جہری نماز میں بھی مستحب ہے کہ نہ پڑھے اور اگر پڑھے تو کرہ و نہیں اور اگر مقتدی قراءت پڑھے تو کرہ و نہیں ہے اور نماز صحیح ہوگی کیمر قول ہیں وفی قرأۃ الجاہر عن بعد شیئا فشیئا فرادی تفسدہ ولو قلیلا قولہ وہو الاصح وہو الذی صححہ فی الہدایۃ فلم یصححہ ہنا وفی الجاہر عن بعد شیئا فشیئا فرادی تفسدہ ولو قلیلا قولہ وہو الاصح وہو الذی صححہ فی الہدایۃ فلم یصححہ ہنا وفی

بین بسط ظواہر زاد ہے مستقل ہے کہ امام کے پیچھے قرات پر منہی سے نماز فاسد ہوتی ہو اور پڑھنے والا فاسق ہو تو اہم اور قرات کا ممنوع ہونا چند صحابہ سے مروی ہے
ہسلیئے منع کرنے میں زیادہ احتیاط ہو غرض ان دلائل کی بنا پر ہی کہ سفدی کی قرات سے سنتے کرنا اتنی معلوم ہوتا ہے جنہیں حضرات علی مرتضیٰ اور عبد اللہ بن عباس
اور عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم جیسے بین اور فرماتے ہیں کہ ہم نماز صحیح رہتی ہے بل کہ ہم تم اذا اجتھد
اذ بصت اذا اسکت قولوا ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ کما تقرأ خلف الامام فنزل وذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا تم کو تعجب ہوتا ہے
سنے جب پکار کر پڑھے اور جب سنے سے پڑھے جب بیٹھے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے کہ امام کے پیچھے پڑھا کرتے ہو پس حکم نازل ہوا کہ جب قرآن پڑھا جاوے تو کو
اسکو سنو اور چپ رہو ہم اصول ہوا ہے کہ آیت بین دو باتیں مطلوب ہیں ایک قرآن کا سننا دوسرا خود بھی سکوت کرنا تو سننا تو بھی نماز کے لیئے مخصوص نہیں مگر
سکوت خاص نہیں اسلیئے وہ دونوں نازوں میں مطلقاً واجب رہیگا کذا فی الشامی وان وصلیا یہ ترغیب لی الامام ایۃ لاستماع لغیر
القرآن وما ورد من قصد الفعل منفرداً الامام فمتعدی کچھ پڑھ ہو گرچہ امام آیت ترغیب پڑھ یعنی جیسیں ذکر رحمت اور خوف کا ہو یا آیت ترہیب پڑھ جیسیں
ذکر وعید اور عذاب کا ہو یعنی مسوال ثواب کا کرے عذاب سے پناہ مانگے بلکہ سکوت کرے اور سطیرح امام ہی سنو اور قرآن کے آیت ترغیب یا ترہیب کے پڑھنے کی دو حی
رہا میں مشغول نہو اور جو کچھ سنا جا ہیں حدیث میں اور دو ہرا ہو وحالت انفراد میں نقل پڑھنے پر محمول ہو جیسے کہ پیشتر اسکی نظیر واجبات کے بیان میں گذری ہے مسئلہ
خاص شارح نے کہا اور ان متصلہ ہو شرطیہ ہو یعنی اور اگر وہیں پر بات حدیث قدسی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو کہ الحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار نماز پڑھنے والیں
رحمت پر گرنے پر وان تو قف ذاکر اپنے سے کہا کل اور جس آیت عذاب پر گذرے وہاں وقفہ کرکے بناء مانگنے اور دعا کرنے کی الشامی وقد ذکرنا الخطبہ
فلا یأتی بما یفوت الاستماع وقرأۃ اذکار والصلوٰۃ والسلام وان صلی الخطیب علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا قرأ آیۃ صلوا علیہ فیھما یسرا
فی نفسہ ویتصت بلسانہ عملاً بالسنۃ وان صلوا جھراً وانصتوا اور سطیرح حکم ہو خطبہ پڑھنے کے وقت آدمی دو باتیں کرے جن سے سننا جاتا رہے اگرچہ
کلمہ اسلام کا جواب ہی ہی اور اگر خطبہ پڑھنے والا یعنی صلی اللہ علیہ وسلم مرد و دیر پڑھنے سوقت بھی سکوت کرے مگر جب خطیب سے آیت پڑھے تو صلوا علیہ
تو سنے الخطبہ کا پڑھنا دو خطبوں میں دو پڑھنا اور زبان سے سکوت کرے تاکہ دو انام دین ہر حل ہو یعنی بات کہ صلہ اعلیہ کا اور دعا انصتوا کا قول ہو یعنی
کوئی سے دونوں کی تعمیل ہو جاسکے شامی سے کہا کہ جو امام نہ ہو وہ خطیب میں بھی حرام ہو وہ خطبہ جمعہ کا ہو یا نکاح کا یا عید کا سب یکساں واجب ہے اور ظاہر جامع الشرح
اور درمختار سے خطبہ میں اخفا نہیں ہے البتہ عربی شرط ہے اور ہر اتفاق ہیں اعتبار اتفاق کا ہے اور خلیفے درکنار کھنس اور نہ درکنار ہمارا بھی سکوت کرنا فرض کیا یا جیسے کہ
عام شارح نے سکوت کو فرض کہا یا جیسے کہ

اکثر پڑھتا پہلے دو رکعت میں سورۂ اخلاص اور دوسری دو رکعت میں سورۂ کافرون پڑھے کہ ترتیب سور توں کی تلاوت کے واجبات میں سے اور لزوم کو کہتے ہیں کہ ترتیب بدلکر پڑھنا ہے ہر نوافل کی ضرورت کے سبب سے ہو کذا فی الشامی اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ وَوَضَعْنَا عَنْکَ وِزْرَکَ الَّذِیْ اَنْقَضَ ظَهْرَکَ وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ وَاِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ ترتیب ہر ایک کو کہتے ہیں کہ جمع ہو تمام اجزاء کا ایک امر میں اور ہر ایک جزو اپنے مرتبہ پر ہو کذا فی التعریفات وَاِنْ قَرَأَ الْکَافِرُوْنَ اَوَّلًا وَالْاِخْلَاصَ ثَانِیًا فَلَا بَأْسَ بِهٖ اگر پڑھے سورۂ کافرون پہلی اور سورۂ اخلاص دوسری رکعت میں تو کچھ حرج نہیں ہے وَالْاَوْلٰی اَنْ یَّقْرَأَ کَمَا وَرَدَ بِهِ الْاَثَرُ اور بہتر یہ ہے کہ پڑھے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے یعنی پہلی رکعت میں سورۂ اخلاص اور دوسری میں سورۂ کافرون وَلَا یَقْرَأُ سُوْرَةً وَاحِدَةً فِیْ رَکْعَتَیْنِ اور نہ پڑھے ایک سورۃ دو رکعت میں یعنی ایک سورۃ کو دو رکعت میں پڑھنا مکروہ ہے وَلَا بَأْسَ اَنْ یَّقْرَأَ سُوْرَةً وَاحِدَةً فِیْ رَکْعَتَیْنِ اور کچھ حرج نہیں ہے کہ پڑھے ایک سورۃ دو رکعت میں وَلَا یَقْرَأُ سُوْرَةً وَاحِدَةً فِیْ رَکْعَةٍ اور نہ پڑھے ایک سورۃ ایک

خلق کا معصوم ہونا نہیں ہوتا بلکہ اس کا شیعی ہونا یا امام کا ناشی ہونا اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ہونا ان ہوتوں سے معصوم ہونا ہے نہیں ہوتوں کی گئی ہیں کہ امام کا شیعی ہونا ضرور ہے اس پر یہ مطلب کی مخالفت سخت ادب کے برابر حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کی اہانت ہے اگر علی کا کہنے سے ہو مدار کہ مخالفت عایشہ ولی باطل ہوا اور معصوم اثنا عشری شیعوں اور ہم اعلیوں کا قول ہو جیسی کے کہ شمار علی کا تسلیم کرنا فعل لا تعیین جگہ لا تعیین بدن کہنا الا شیا والعلویا و لا معصوما ہے کہ یہ تین قدیم شیعین کے تین فرقوں کے قول ہیں اور ہم تو قول تعلیمہ الفاسیق اور نکرہ ہو حاکم بنانا بکار کا ہم کو کہنے کی اشارہ کیا کہ ہم کو امامی ہونا امام کا شرط نہیں ویسے ہی امام قابل سزا ملی ہو جاتا ہے فسق ہونے سے مینی اگر امام حکومت میں دخیرہ شامی ہو گیا تو اس سے معزول ہو جائے گا بلکہ بستی عزل ہو گا کہ نہیں خوف فساد کے اور سکو معزول کیا چاہیے ویجب ان یدعی لہ بالصلاح اور واجب ہے کہ ایسے امام کے حق میں دعا بہ بخت ہونے کی چاہیے و تقدم سلطنۃ متغلبۃ و ان فسق و ترکوا بہ اور مقدم ہو سلطنت زبردستی حاکم فسق والی کی بہ نسبت دوسرے کے ہم عند الامامت و دو طرح کے منعقد ہوتا ہے اول بہ کہ خلیفہ خود اپنی جگہ بہ دوسرے کو الامام کر دے جیسے حضرت ابوبکر نے حضرت عمر کو خلیفہ کیا تھا دوسرے یہ کہ زبردستی علما اور صاحبان رائے و تدبیر کے بیعت کریں تو اگر بیعت کرنے والوں میں نو معتبر نہیں ہوں اور کوئی شخص زبردستی والی ہو جائے تو اس کی سلطنت صحیح ہو گی بہ ضرورت کی وجہ سے یعنی تا ان کا اس سے الام نہ فتنہ و فساد کا صبح ہو بنیوں ان یقوض امور التغلبیہ علی اہل تایم لہ والسلطان فی الرسم ہو الولد فان الحقیقۃ ھو الوالی لقدر ہ علیہ بقضایاہ و حکمہ فیما لا شبہۃ فیہ و علی الابزازیہ اور سپرد کرے امام زبردست ہو سلطنت اوکی فورت کی وجہ سے اور چاہیے کہ کار و بار حکومت کے ایک حاکم کے سپرد کیا جاوین تو امام سلطان کا ہو اور بادشاہ ظاہر میں تو وہ والی کا ہو اور حقیقت میں والی نہ کہ کیونکہ وہ کسی کا اجازت نقضا اور حکم میں دوست نہیں چاہیے سبا ہو میں فرمانروا ہو حقیقی اگر والی نہ کہ کو حقیقت میں بادشاہ کہیں تو اور کے احکام و قضا اور حکم کے لیے دوست ہو گا کیونکہ اور دوسرا شخص کا اذن جمیع نہیں ہو سکتا ہو لیکن لوگوں کا چاہیے کہ جس شخص میں ایک خاص قوت اگر حقیقت میں سلطان ہو یعنی لڑکے کے بالغ ہونے تک امر حرث کے بیٹے پیدا نہ ہو گا کہ جب وہ لڑکا بالغ ہو کے بدعا حکم متقرر کیا تو اس مولائی کے معزول کرنے کی طاقت نہ ہو گی کذا فی الشامی و فیہا لو حکم السلطان او الوالی بجنایۃ تحدیدیا او فراریہ یتعین کہ اگر سلطان یا والی بالغ ہو دے کہ جو حاجت پڑے گی کہ تا کہ ہو کہ حاکم نا کہ ہو و الا فتعینی ربط صلوٰۃ الجمعۃ بالامام و شرط عشرۃ و الامامت صنعے و لہ یہ ہو اقتدہ کی وہ نماز کا ہو امام کی نماز سو دس شرائط کے ساتھ ہو شرائط چو دہ شرائط مذکور کی ہیں ہو اقتدا کی بنیں الامت کی البتہ فورا الاضلع میں چہ شرائط میں امامت کی بنیں کہ تندرست مرد دانا کے اول سلمان ہو نا دوم بالغ ہو نا سوم عاقل ہو نا چہارم عدل روی سلامت ہو نا پنجم قرات کا ہو نا ششم قرات فرض میں صحیح ہو نا شرط نماز کا شامل طہارت اور سترعورت و غیرہ کے تو یہ کہ امامت بدون اقتدا کے ہو نہیں سکتی اسلیے شرائط نماز ہے اقتدا کی بھی ہیں و امامت کی بھی ہو سکتی ہیں بعض شرائط ہیں کہ امامت کے اقتدا پر بسطرح ہے چہ شرائط میں اقتدا کی ہی ہو سکتی ہیں اس سے معلوم ہوا کہ کل شرائط امامت اور اقتدا کی سوا نہیں گر چہ کہ دس تعدیل کا ساتھ قائم ہیں اور جیسا امام کی تو ہتر ہو کہ دس کو شرائط میں اقتدا کی ہتر ہو اور جیسے کو امامت کی کذا فی الشامی نیۃ الامام الا اقتدا یہ شرط اول ثابت اقتدا کی کرنی مقتدی کو اگر اقتدا کا نہ کرے تو نماز اس کی نہ ہو گی اور دوسری شرط مقتدی کی امام کے مکان کا تو اگر سوار پیادہ کو اقتدا کر کیا یا بالعکس تو جائز نہ ہو گا اور اگر امام و مقتدی کے بیچ میں اتنی دیوار ہو کہ جس سے امام مشتبہ نہ ہو تو صحیح ہو گا اور تیسری شرط مقتدی ہونا و نوی ذلک بحیرالائتم میں کہا کہ اس کو یہ عرض ہو کہ اگر مقتدی ہو امام کی نماز کی نیت سے اقتدا کرے تو درست ہو جاوے یعنی یہ اسکو کی کہ اقتدا منتقل کا فرض ہو نہ و الیکن ہیچم اس عبارت میں داخل ہو جاوے اس شرط کو کہ نزد الاصح میں خوب لکھا ہو کہ مقتدی پر سوا امام کے فرض کے اور کسی پر فرض نہ ہو نماز کذا فی الشامی ان الطحی و عبدہ مصلوٰۃ امامیہ اور چوتھی شرط صحیح ہو نا امام کی نماز کا مقتدی کے گمان میں تو اگر مقتدی کی دانست میں امام کی نماز فاسد ہو گی تو اس کا اقتدا صحیح نہ ہو گا و علم صحۃ الامام اما اقرارہ او بینۃ اور پانچویں شرط صحیح ہو نا عورت کا کہ یہ عورت کا برابر ہو نا ان شرطوں کے ساتھ کہ مذکور ہوئی مفسد نماز ہو دعدم تقدمہ علیہ بعقبہ اور چھٹی شرط نہ آگے ہو نا مقتدی کا پیچھے امام سے و علم تاخرہ اما بمن یقتدی بہ اما بمن یقتدی بہ اور ساتویں شرط جاننا مقتدی کا امام کے ایک رکن سوا دوسری میں جانا کہ خواہ دیکھنے سے یا اور کسی طرح سے مقتدی کو دیکھ کر یہ علم حاصل ہو و علیہ لو من اقامۃ و منفرد اوشہ من

ضروری ہوا مقتدی کا امام کے حال کو یعنی اس کے ساتھ ادا میں شریک ہونا بجائے پہلے ہو لیجئے تو اگر اس نے سہو کیا امام نے چار رکعت والی نماز میں دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیا اور لوگوں کو مسئلہ معلوم تھا تو اس پر شریعت کی جہت سے تو نماز نہ ہوگی (اَمَّا اَدِلَّتُہٗ فِی الْاَرْکَانِ اور جس وقت وہ شریک ہوا مقتدی کا امام کے ساتھ ارکان نماز میں یعنی ہر رکن کو اسکے ساتھ ادا کرنا تو اگر کسی رکن کو چھوڑ دیگا تو نماز باطل ہو جائیگی پس اقتدا بھی نہ ہوگی وَکَذَا مُشَابَۃُ اَدَاءِ فِی اَدَاءِ الْاِقْتِدَاءِ کَمَا یَسْقُطُ فِیْہِمَا اور سر میں جلوہ ہوتا ہے مقتدی کا امام کے ساتھ نماز کے ارکان میں اور نماز کی شرطوں میں چنانچہ مشروع مذکور ہے بدائع الصنائع میں ہم امام کے ارکان میں برابر ہی برابر ہے یہ نہ ہوگا جس وقت امام نے رکوع کیا مقتدی نے بھی رکوع کیا اور جس وقت امام نے سجدہ کیا مقتدی نے بھی سجدہ کیا جس وقت امام نے قعدہ کیا مقتدی نے بھی قعدہ کیا اور جس وقت امام نے سلام پھیرا مقتدی نے بھی سلام پھیرا اور شرائط میں کیسا ہے کہ اگر امام بے وضو ہو گیا تو مقتدی کا بھی وضو جاتا رہا اور اگر امام نے نماز میں قہقہہ کیا تو مقتدی کا بھی وضو جاتا رہا اور اگر امام نے نماز میں کسی شرط کو چھوڑ دیا مثلاً قبلہ کی طرف منہ کرنا یا ستر ڈھانپنا تو مقتدی کی بھی نماز جاتی رہی

نہ دون ھم کرکے سے مراد کردہ ہے جیسے ہوسکتا کافی نے کہا ہو کہ جماعت دوبارہ جائز نہیں اور یہی صحیح ہے اور شرح جامع صغیر میں ہے کہ عدم جواز اس مسجد محلہ سے ہے جو امام اور جماعت مقرر ہو اور یہ میں کہا گیا ہے کہ اگر اہل محلہ دون اذان و اقامت مسجد محلہ میں جماعت ثانیہ کریں تو یہ مسجد شارع عام پر ہو تو اور یہ کہ جماعت جائز ہوگی بخلاف جیسے اوس مسجد میں جسکا امام اور موذن نہیں اور آدمی گزرہ کر آکر نماز پڑھتے ہوں تو فصل ہے کہ ہر گروہ کو اذان اور اقامت جدا گانہ سے نماز پڑھنی مستحب ہیں یا کہ دوسری اذان کی تیسرے اضراز ہوا اس صورت ہو کہ محلہ کی مسجد میں دوبارہ جماعت بدون اذان پڑھی جائے گی اور پہلا مسلم ہے بالاتفاق اور جماعت دوم کے ہونے کی یہ دلیل ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر مسجد میں صلح کرا دیتے ہو کر نکالتے تو جماعت کے وقت مسجد میں تشریف لیگئے جس میں جماعت ہو چکی تھی اپنے مقام پر اپس تشریف لائے اور گھر والوں کو جمع کرکے نماز پڑھی پس اگر جماعت دوم مسجد میں درست ہوتی تو مسجد کی جماعت چھوڑ کر آپ گھر میں نماز نہ پڑھتے علاوہ اسکے جماعت ثانی کے جائز نہ کہنے میں جماعت کی کبھی ہی متصور نہ ہے کیونکہ جب لوگوں کو معلوم ہوگا کہ ہر کرکے جانے میں بھی جماعت نہ ہوگی اگر اول میں نہ ملی تو دوسری جماعت کی آشا نہ رکھے گا اور یہ فساد ہے کہ اگر جماعت کو بدون اذان کے ہو کر دہ اور اعادہ کیا ہو تو یہ ہے کہ اگر کچھ لوگ ایک مسجد میں آئے جس میں جماعت ہو چکی ہو تو وہ نماز پڑھیں اور یہی ظاہر الروایہ ہے اور یہ ہے کہ شیخ سندی فتح القدیر ابن الہمام نے اپنے استاد مہین ذکر کیا ہے کہ یہ ہے جو ابن حزم نے کہا ہے جماعت ثانیہ میں امام ابو یوسف منقول ہے کہ جماعت ثانیہ نہیں ہے بالاتفاق کردہ ہے اور شرح منیہ غزنوی جو ۵۵۵ھ میں ہے کہ گویند فتوان جماعت کے باب میں انکار مذہب کیا ہے اور بعض الکبیری فتوے دیا ہے کہ اگر جماعت مسجد محلہ میں چار دن مذہب کے علاوہ کے قول پر نہ جائز ہو مگر اس میں مشکل ہے کہ مسجد پر محلہ اور مدینہ مقرر کیے لئے نہ ہیں مقرر نہیں تو اور کیونکر مسجد محلہ کیسے کہہ سکتے ہیں بلکہ ان کا حال مثل مسجد شارع عام کے ہوا اور پیشہ گزرہ کر آکر شارع عام کی مسجد میں ملا جماعت بالاتفاق کردہ ہوئی اور شیخ منیہ میں امام ابو یوسف منقول ہے کہ دوسری جماعت پہلی جماعت کی صورت پر نہ ہو تو کروہ نہ ہوگی ورنہ مکروہ ہوگی اور یہی قول صحیح ہے اور تاتارخانیہ میں دو اور ایسے منقول ہے کہ استحق لوگ ہم لیتے ہیں اور بزازیہ میں ہے کہ مراد اس سے جب کہ مکرر ہو جانے میں پہلی جماعت کی صورت لیجاتی ہو کذا فی الشامی مختصراً چونکہ ان تینوں جماعت میں جماعت ثانیہ میں بحث رہتی ہے اس لئے مترجم نے تینوں روایات کو مناسب سمجھا اور مجلوکہ امت و علم کے اس جماعت دوم میں تردد نہ ہو تاکہ اکثر فرض و نفل و صلوٰۃ فوت کا خیال دل میں گزرے کہ نصف فرض مقابل دشمن کے رہتی ہے اور نصف امام کے ساتھ پڑھتے ہے تو اگر امر فرضی شارع کی دوسری جماعت کے ذریعہ سے کو ایک امام کے ساتھ پڑھنے کا اور نصف کو دوسرے امام کے ساتھ پڑھنے کا حکم ہوا تھا تکلف کی اجازت ہوتی اس روز سے مجلوکہ وہ تردد رفع ہو گیا اور معلوم ہوا کہ جماعت دوم کا کرنا ہونا ہی ارجح ہو وَاَقَامَهَا اثْنَانِ وَاحْكَمَ الْاِمَامَ وَلَوْ بِمَكَانٍ اَوْ مَكَانًا وَجَنَازَةٍ مَسْجِدًا وَغَيْرِهٖ اور کرے جماعت جو بن یعنی ایک مقتدی امام کے ساتھ اگرچہ کسی لڑکا تمیز دار ہو یا دوسرا شہ ہو اور جو نماز مسجد میں ہو اور غیر مسجد میں ہو مگر جنازہ تو اوسی میں ہو سکیگی جو مسجد ہو جیسا کہ عید طرح عیدین میں ہے جامع صغیر میں اور ہدایہ کہا ہے کہ اور دو سے زیادہ جماعت ہیں اور سراج الوہاج میں وجہ معلوم بیان کی ہے کہ جماعت اجتماع کا نام ہو جو کہ دو میں بھی ہو جاتی ہے اور اسلئے شاہی پڑھی جاتی ہے اور ہر نفل میں سوائے جمعہ کے کہ یہ جمعہ میں امام کے سوا تین آدمی لائق ہو سکتے مقتدی کے جو امام کے شامی ہوا بِحَيْثُ لَوْ مَامَهُ اَلْبَاقِي اِشْتَبَاهَ اور صحیح ہے امام موذن کا ذوالی الاشباہ سے کہ جس میں کراہت نہ ہو اور فرشتہ کی امامت درست نہیں کیونکہ فرشتہ مکلف نہ ہونیکی وجہ سے نفل پڑھنا اور فرض پڑھنے والے کے پیچھے درست نہیں اور حضرت جبریل علیہ السلام کا امام ہونا اوقات کی تعلیم کے لئے مخصوص تھا اور یہ بھی احتمال ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخر نماز کا اعادہ فرمایا ہو کذا فی الخطابی وَقَالَ وَاجِبَةٌ عَلَيْهِ الْاِعَادَةُ اَیْ عَامَّةُ مَشَائِخِنَا وَاخْتَارَ الْجَرْجَانِيُّ فِي الْخُلَاصَةِ فَاَفَادَ فِي الْبَحْرِ اَنَّ الرَّاجِحَ عِنْدَ اَهْلِ الْمَذْهَبِ اَوْ بِعَضِ اَهْلِهٖ اَنَّهٗ لَا يُعِيْدُ وَاجِبٌ اور اسی قول پر میں اگر ہمارے علما اور مشائخ کا یقین کیا ہو جو ہمارے لئے حجت ہیں کہا ہو کہ ہمیں ہے اور وجوب کی وجہ ہی مذہب کے نزدیک علط اور صحیح نہر الفائق سے نقل کیا کہ یہی قول سب میں مشہور ہے اور یہی اصح ہے اور یہی قول جو اوس کی جماعت کے باعث چہرہ وہ ہوا وسکی گواہی مقبول نہیں اور بعضوں کے نزدیک جماعت فرض کفایہ ہے انوفض عین ہے فَلْتُنْ وَلْتَقُمْ لَكُمْ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا اَسْلِحَتَهُمْ وَلَا تَقُوْمُ عَلَى الرِّجَالِ الْعُقَلَاءِ الْبَالِغِيْنَ الْاَحْرَارِ الْقَادِرِيْنَ عَلَى الْاَدَاءِ بِاَنْفُسِهِمْ بِغَيْرِ عُذْرٍ شَرْعِيٍّ مَعَ الْجَمَاعَةِ مَرَّتَيْنِ فِيْ مَسْجِدِ مَحَلَّةٍ اَوْ مَسْجِدِ شَارِعٍ وَاجِبٌ مرد ہوں عاقل اور بالغ آزاد اور جماعت کی ادا پر بدن کی کسی وقت کے قدرت رکھنے والوں پر شرع کے ہاں کے واجب اور مسنون ہونے کا ظاہر اس موقعہ میں ظاہر ہوتا ہے کہ اگر جماعت کو کہیں رہجیگا تو وجوب کے

قول پر گئے ہیں اور مسجد تو بنکر تول پر گئے ہیں اگر بنو عوام جمع ہو سے مراد مذہب شرعی ہے یا عرفی حضور جماعت ہو جیسے سرمنڈانا ہو تو وہ اور اور اصلاح میں ہو گا اگر کسی شخص مذہب جماعت میں ہے اور اگر کسی شہر میں ہے تو وہ شہر ہو اگر کسی نے جماعت کا ثواب لینا گوارا نہ کیا شامی دلیوا فاتتہ تذہب طلبا فی مسجد اخر ۱۲ المسجد العام تحقیق اور غالبی کو مسجد محلہ میں جماعت ہو تو مستحب ہے کہ جماعت کی تلاش دوسری مسجد میں کرے مسجد عام اور اوسط مسجد اور محلہ کی مسجد میں اگر جماعت ثانی کو خوش خبتی کی سنی تہیں ہو گی اور مسجد ذوعین جسکا کی نماز سے اگر کوئی شخص کہتا ہے کہ ثواب زیادہ ہے تو ثواب کہتا ہے کہ ثواب زیادہ ہے تو ثواب کہتا ہے کہ ثواب زیادہ ہے تو ثواب

اتقاء التشبہ والتقوی اتقاء اللہ تعالیٰ اگر امن میں برابر ہوں تو پرہیزگار امامت کا زیادہ حق دار ہے اور قراءت کی تجوید میں زیادہ اچھا ہو زیادہ محیط طالا یعنی ہر شہر میں رہنے والا متقدی حرام چیز سے بچتا ہے اور متقدی حرام چیز سے بچتا ہے ہم قلاوت اور متقدی حرام چیز سے بچتا ہے ہم قلاوت اور متقدی حرام چیز سے بچتا ہے ہم قلاوت

عَلَی بِنَاءِ الْمَفْعُوْلِ حَتّٰی یَطَّابِقَ مَا بَعْدَہٗ وَحَسُنَ حَذْفُ تَمِیْمٍ کَمَا حَسُنَ فِیْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی اَلَسْتَ تَرٰی مَا اَرٰی اَیْ اَلَسْتَ تَرٰی شَیْئًا اَرٰی بِنَاءً عَلٰی اَنَّ الْمُتَبَادِرَ مِنْ قَوْلِہٖ اَلَسْتَ تَرٰی مَا اَرٰی

اور جس شخص کو امام ہونا کروہ تحریمی ہے جب تک اپنی واہ دیکھ کر اللہ تعالیٰ اور شکل کی نماز نہ قبول کرتا ہو نیاز فوہ کی امامت کرے اور وہ لوگ اوس سے نفرت رکھیں اور اگر امام مذکور زیادہ متقدار امام ہونے کے لائق ہو تو اوس کے حق میں امام ہونا مکروہ نہیں اور مقتدیوں کو اوس سے نفرت کرنا مکروہ ہو دیکھو تنزیہ اما مہ عبد یؤمہ قوما فیہم من ہو اعلم منہ بامور الصلوٰۃ ولعلۃ لما قال مناہ من متقدم الشر لا لصلوٰۃ اذ الذراھۃ تنزیھیۃ فتنبہ اور مکروہ تنزیہی ہے امام ہونا غلام کا آزاد آزاد پر کہ جب کہ آزاد کے لئے اس غلام سے افضل اور بہتر نہ ہو اور شاید کہ اسی وجہ سے جو پہلے بیان کر چکے ہیں یعنی ہر اسلی کا مقدم ہونا آزاد شدہ غلام پر اور ہر کوئی کہ کراہت اس مسئلہ میں تنزیہی ہے اور وہ ترک اوسی پر اکرتی ہے جس میں امام ہونا جام ایک اسنے میں لیکن اگر وہ شاہ کی بیگہ یا اللہ تعالیٰ مقدم ہونا ہو جس کی وجہ جو پہلے لکھ چکے ہیں واعرابی ومسئلہ ولد الزنا وقد اراد دعاقی اور مکروہ ہے امامت بدوی کی اور شل بدو ہی کے قوم تر کمان اور کرد اور جاہل آدمی جو کہ ایمان سب کی امامت کروہ ہے اور علت کراہت غلبہ جہالت ہے اور لوگوں کا تنزل اوسکی امامت و فاسق و اعمی و مقعد کی امامت کرنا اور کروہ ہے امامت بدعتی اور شل اوسکے ہے جو کہ شخص بدعت کا ہو اور جس بدعت کے سوجب کفر اور دین ہے کم ہے سو جیسا کہ ذاتی الہوم اور ہو کی امامت کی کراہت بوجہ یہ کہ جو شخص بدعت کے ہو صاحب ہوا اور بحث کی سزا کہے کہا کہ اس امر میں کم سے کم آدمی ہو جو اب ہے الا ان یکون ای غیر الفاسق اعلم القوم فھو اولی مگر یہ کہ ہو وہ اعلم صاحب کے سوا اور فاسق سے زیادہ عالم تو اس صورت میں اوسکے امام ہونا اولیٰ ہے حد ذاتہ کیا کہ باوجود عالم ہونے کے بھی اوسکی امامت خالی از کراہت نہیں یہ کہ اوسکی امامت میں کوئی تسلیم ہے حالانکہ غیر فاسق مقتدیوں پر اوسکی امامت واجب ہے منتقی ابو الیسر نے کہا کہ اس تفصیل کا منہا یہ ہے کہ امامت فاسق کی کروہ تحریمی ہے اور اوسکی امامت میں ہر حند عالم اور سوعلت کراہت یعنی بے پرواہی سمجھا جاتا ہے اور گر اسمیں نص وارد ہو کہ کراہت جاتی رہی یعنی ابن امکتوم ان کا مقدم ہونا مروی ہوا جو کہ اندھے تھے اور جس شخص نے علم حاصل کیا ہو اور اوسکو بدعت سئہ ہو اور اپنا عیب کیا ہوا نہ چھپاتا ہو تو اوسکے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ مردوں میں اوس سے زیادہ لائق موجود نہ ہونا اوس کے حق میں عذر ہے ومبتدع ای صاحب بدعۃ وھو اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول لا عنادا ویقابلہ السنی وھو متبعہ اور کروہ ہے امامت مبتدع یعنی بدعت والیکی اور بدعت اعتقاد کرنا ہو خلاف اوس بات کے جو مشہور ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ بوجہ عناد کیونکہ بوجہ عناد تو ہر مخالف کافر ہو جاتا ہے نہ کہ فاسق ہے ہم شیخ نے تعریف بدعت کی میرے کی ہو کہ ہو ہر شخص کہ شبہ اسمیں ہو کہ اوس نے حکم جسکی تعلیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہو خواہ دین ہو یا علم ہو یا حال یا اوس پر عمل ہو اور اوسکو مستقیم سمجھے اور اوسکو اوس تعریف میں بدعت صنہ عناد کا نام نہیں جیسا کہ بعض مفہوم ہوتا ہے وکل من کان من قبلنا الا کلھم ھالک الا الراسخ الذین یعلمون ویعملون وما اتاکم الرسول صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا صفاتہ تعالیٰ وجزاء الروحیۃ کلھم من فی الجنۃ الا واحدۃ ھی الذین ھم علی ما انا علیہ واصحابی ہم اہل السنۃ والجماعۃ ناجی اور جو ٹولہ کہ مخالف ہو اوس سے کہ ہم اور فرقہ سے کہ ہم اور فرقہ ہائے ضالہ کے طرف ناجیہ ہونے اور جو ٹولہ کہ مخالف ہو اوس

رضی اللہ عنہ کا یعنی میں کی جو زآن مجید میں (اذا یقول لصاحبیہ لا تحزن) کہ ابو بکر سے کہا تھا پیغمبر خدا نے کہ غم نہ کر تو ہمارے ساتھ ہے اور کہنا چاہیے تھا کہ ہم نہ کرو ہمارے ساتھ ہے اور قولہ الی الزنا اور کہ جب امامت ولد الزنا کی کہے کہ لوگوں کو یہ بات بہتر معلوم ہو اور اگر ایسا نہ کرے تو وہاں نہیں تو کرامت بھی نہیں ایسا مذہب ہے جو اہل السنت کا ہے اور اس مسئلہ میں بحث کی امامت کا ہونا چاہیے کہ اس سے اور نماز امام اس سے بہتر موجود ہو اور اگر ایسا نہ ہو تو کراہت بھی نہیں کرتے ہیں ہمارے نزدیک اور ہمارے اصحاب کی اس مسئلہ میں بحث کی اس کراہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ کو فرمایا کہ تو مجھ سے دلیل نہ مانگ کہ میں جو فتویٰ دیتا ہوں اس کا سنت ہونا ثابت ہوتا ہے اور یہی مطلب ہے ان کی کہنے کا کہ جو سنت مؤکدہ ہو اس کو ترک کرنا ضرور نہیں ہے کہ اگر کسی سے ترک ہو جائے تو وہ گناہ گار ہو جیسا کہ سنت زائدہ کا حال ہے سمجھا ہو وھو المراد منہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قولہ وایما لمعتاد ذین فی الفجر حین معہ بکاۃ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحیح یہ ہے کہ تخصیص رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ ہو بلکہ ہر فرض نماز میں سنت مؤکدہ میں ایک جگہ کا ترک کرنا مثلاً نماز فجر میں طوال مفصل کا چھوڑنا مستحب ہے اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا دو سنت مؤکدہ میں ہر سلام کے بعد لوگوں کو تعلیم کیا کہ اپنے تئیں متصادر فرمایا اور شاید اور کہ ایک بھی کا ترک نہ کرنا اور اگر کبھی کبھی اتفاقاً ترک ہو جائے تو کچھ ہرج نہیں ہے اور وقت متعارف سنت کے کہ

جائیو اور جماعت کو سیدھ میں زیادہ تر نظر رکھنے میں جماعت ہو تو دوسرے مرد یا محرم عورت کا جانبہ نہ رہے کہ کوئی نہ پہچانتا دیکھ لے تو نماز فاسد ہو جائے فقط واللہ اعلم

صورت ۲ جو دیکھے امام کے کہنے ہوئے سنائی دے کہا کہ امام کو چاہیے کہ مقتدی کی طرف نہ ہو بلکہ سیدھا بائیں یا بالقبلہ ہو اور ہمارا کہا ہوا ہمارا مقتدی ہے اور ہمارا نہیں سو کہا ہوا سنا جو کہ مقتدی کی حالت میں اگر مقتدی سامنے ہو جو امام نہ ہو تو کہنے والا امام کا نائب نہیں ہوتا اور نہ امام کا کہا ہوا اس کا کہا ہوا ہوتا ہے اور نہ اس کے کہنے سے امام کی نماز میں کچھ خلل آتا ہے اور نہ مقتدی کی نماز میں کچھ خلل آ

ہو اور اگر کسی عذر سے کھڑا ہوا سہارا شہ جس کھڑا ہو اور طاق پر چڑھنے سے آواز سب عقبوں میں پہونچ گی تو اس صورت میں مکروہ نہیں اور نماز نے صدیت کو اگر اپنی سامنی کی صف میں جگہ پہونچی دیکھی اور اپنی جگہ سے چلکر اگلی صف میں کھڑا ہو گیا تو اسکی نماز فاسد نہیں کی ہر فرد ہوا لی صف کا پیچھے کھڑا ہونا مکروہ تحریمی ہے ہاں سترہ کی شتیج چاہیے کہ صدیث شریف میں جو وعید آیا ہو کہ جو شخص صف کے قطع کرے اور سجدہ قطع کرے اس کی نماز کی ہے مکروہ تحریمی ہے لہذا فی الشامی فلت (وبالاولی اذا بقی امام مرتفع الخ) فعلیہ یحمل ما فی الخانیۃ من انہ لو صلی وحدہ فی صف خلف الصف لا تفسد صلوٰتہ ولکنہ یکرہ لانہ ترک الواجب الکفف فی (امام الصرف وھذا الفصل مفوت لفضیلۃ الجماعۃ الذی ھو المضعف لا اصل ھا کما فی قضیۃ عامۃ کتبنا ھا اور کما ھی عبارۃ ابن الکمال منھوم علی الناقص انتھی سید ابو سعید شافعی نے اپنی کتاب بسط الکف فی اتمام لصیف میں بیان کیا ہو کہ صف میں جگہ چھوڑنا جائز ہے کہ اس کو کوئی کرتا ہو ثواب ہو اور اگر کوئی گناہ ہو تو اس کا گناہ نہیں ہو کہ جماعت کو فوت نہیں کرتا یکونکہ تضعیف دوسری چیز ہو کہ ترک سے سوا اور جماعت کی برکت کھو دے کہ نمازیوں میں سے کامل شخص کی حرمت حاصل ہو (بحر) اور مطلب یہ ہو کہ اور اسے کہ جماعت کی نماز تنہا پڑھنے سے پچیس گنی زیادہ ہی فرجہ جو ثواب یہ ہو ثواب نہیں ملتا بلکہ اہل برکت جماعت کی مثل ہوتی ہو کامل شخص کی خلاف کے سبب سے وہ ثواب نازل ہوتی ہی اور یہی حاضرین شریک ہو جاتی ہیں کذا فی الطحطاوی شامی نے کہا کہ صفوں کے نزدیک ہونے کی فضیلت میں اور اگر دو کے ساتھ ہو دی فجاء فرجۃ فی الاول او الثانی لہ اجر الثانی لتقصیرھم اور اگر نمازی اول صف میں فرجہ پاوے تو دوسری میں تو اور سکو جاتے ہو تو اور سکو صف کے سبب قصور کرنے والوں کے ہم یعنی جب کوئی شخص نماز میں داخل ہونا چاہتا ہو اور اگلی صفوں میں جگہ نہ پاوے تو پچھلی صف والوں کے ساتھ کھڑا ہو اور پھر اوس جگہ میں جاکر کھڑا ہو کہ جو نکہ پچھلی صف والوں کا قصور ہوا کہ اوہوں نے جگہ نہ پائی اور اسکو پاوے تو جگہ پاوے تو پچھلی صف والوں کے ساتھ کھڑا ہو اور ان کو اگلی صف کی شخص جگہ دیکھ کر آگے بڑھ جاوے تو اسکو حرج نہیں کہ اوہوں نے جگہ نہ پائی اور اسکو پاوے تو جگہ پاوے تو اگ

مرد ہوں پیچھے لڑکے صف اخیر میں ہو کیونکہ لڑکے کی نماز کسی بڑے پر پس اگر ایک لڑکا ہو تو وہ صف میں اکیلا جماعت ہی جائے گا کہ جیسا
ہر پیچھے والے کے لیے ہے کہ اگر اکیلا ہو تو کوئی صف میں نماز نہ پڑھتا تھا اکیلا ہو تو لوگوں کی صف میں نماز پڑھے اور اس جس ستون میں کراہ ہے اس کے برابر ہو کر نماز پڑھے
نماز پڑھتا ہو تو پیچھے سے کھینچ لے اکیلی عورت مردوں کی صف کے پیچھے ہو تو وہ پیچھے ہی ہو سکتی ہے کہ اگر صف میں کھڑی ہو گی تو وہ صف کے برابر ہو کر مرد کی نماز درست نہیں ہوتی
کذا فی الشامی **وَلَا تَحْسَبَنَّ** اکیلا

پیچھے صحیح درست نہیں کہ ثانی الحیض زمانی الحیض کا اقتدا نا قابل صحیحۃ ثالثۃ الحیض الشکل والطہارۃ والمستحاضۃ اور امی حالی الحیض فلم تنقطع اور حیض والی عورت کے پیچھے مستحاضہ کا اقتدا کرنا تجھے کیونکر صحیح ہے اگر یہ شخص ان کے اقتدا اپنے مثل کے تجھے درست نہیں اور حیض والی عورت کے پیچھے مستحاضہ کا اقتدا درست ہونا کیونکر مشکل ہے پھر درست نہیں اس حال سے کہ ضایع مقتدی ہو جو امام عورت دوم اقتدا امام عورت کا اپنی مثل کے تجھے سو امام اقتدا مستحاضہ پر مستحاضہ کا اقتدا بہ امام نا جائز ہیں بسبب احتمال حیض کے یعنی شاید امام کو دو دن حیض کا ہو پس اگر یہ جہال ہو جاوے اسطرح کہ یقین ہو کہ اقتدا درست ہو گا ہم ضال اور متحیر اور عورت کو کہتے ہیں جسکو خون ام ہو گیا ہو اور وہ اپنی عادت حیض کی بھول گئی ہو تو ایسی عورت کے امام ہونے میں شبہ نہیں کیونکہ جس روز وہ امام ہو دو دن حیض کا ہو گا مستحاضہ ہیں یہ عورت مشکل ہے سبب اسکے کہ خون مستحاضہ پر جہال حیض نہیں ہو سکتا ہاں یوں ہو سکتا ہے کہ ایک عورتیں کی عادت چھ روز کے حیض کی ہو پھر شروع ایک بارہ کے ہو گئی تو بعد دس دن تک کے دنوں میں دو روز جہال ہو سکتے ہیں یعنی اگر خون دس تک منقطع ہو گا تو یہ دن حیض کا ہو گا اور اگر پس بڑہ جائیگا تو مستحاضہ کا ہو جاوے گا تو ایسی عورت کی امامت درست ہونی شیخ حسنی مختصر نے کہا کہ میں نہیں پہچانتا کہ استحاضہ کا استحاضہ کے پیچھے جائز ہونا ظاہر الروایۃ ہے اقتدا امام کے پیچھے نا جائز ہیں اور اس شخص پر سبیل کا اشکال نہیں اور اصل التعیین مبنیا اور اسکی خبر قول شارح امی الاحتمال ہے یعنی عقد کیونکہ امی مبتدا کے تو اسکی تفسیر اطلع ہو کر انی الشامی وما حاصلہ نظیر ما مر القرآن بغیر حافظ لھا وھو الاقوی اور ہیں شخص کی جس کو ایک آیت قرآن کی یاد ہو تجھے اسکے حسکہ ایک آیت میں یاد ہو اور وہی امی کہلاتا ہے الا الامی بالمعنی الخاص فلیس فی حقہ ضعف کلمۃ اور نہیں جائز ہو اقتدا امی کا تجھے کہ قوی کے پیچھے ضعیف کے پڑھنے والے ہونے اوپر کے ترجمہ پر صحیح ہو گا اور اسکا عکس یعنے اقتدا قوی کا ضعیف کے درست نہیں ہے پر جیسا کہا ہے کہ اگر امی تحریمہ پر قادر ہو تو اور کا اقتدا کرنے کے تجھے درست ہو گا اور اسکا عکس یعنے اقتدا قوی کا ضعیف کے درست نہیں ہے پر جیسا کہا ہے کہ اگر امی تحریمہ پر قادر ہو تو اور کا اقتدا کرنے کے تجھے درست ہو گا بر اساس کوئی وجہ ترجیح امی کی کو نگویہ باقی نہ رہی وکل مستند احدھما یعارض مستند الآخر ولا یجب ان نصلوۃ الامام وقد امام جائز تو اقتدا کذا وجہ ترجیح ممنوع و بصحیح اور نہیں صحیح ہو اقتدا بہ امام سنگی کے پیچھے ہو شخص کا جو کہ گے تو الامام ہو بہ شخص نہ صلوۃ الامام وقد امام جائز تو اقتدا کذا وجہ ترجیح ممنوع و بصحیح اور نہیں صحیح ہو اقتدا بہ امام سنگی کے پیچھے ہو شخص کا جو کہ گے تو الامام ہو بہ شخص نہ پر ہونہار اور کہ طلے سے پہنچ ہوں کہ تو امام کی نماز اور اسکی شل کی یعنی برسنہ مقتدی کی جانتی ہے بالاتفاق اصح طریق درست ہے زخم نماز زخم طلے کی ساتھ درست رہنے کے یعنی اگر مرض امام یوں کہ اتفاقا نماز فاسد

اعتبار نہیں فاسقہ و فاسد عورت کی نماز فاسد ہونے کی شرطوں میں جانچہ مرتب نے اوپر کہا ہے اور اگر عشر اک درتحریمہ اور تحریمہ اک دعا کا فرق و قرار نہ ہو تکرار ہو جاتی ہیں اور تیسرے مسئلے کے لیے امام کے ساتھ شریک ہونے کو یہ الشرط پیدا ہونا ہیں اب معلوم کرنا چاہیے کہ ایک عورت کی محاذات سے مرد اور دو عورتوں کی متعدد سے ایک عورت کی داہنی طرف ملنے کی ایک جیسی بڑی ہونے والے کی اس سے زیادہ کی نماز فاسد ہونے کی وجہ کی نماز فاسد ہوتی ہے وہ حائل ہونے درمیان عورت اور دوسرے نمازیوں کے وھذا اذا لا یکن الصبر المتعم کما یفسد بھا علی المذھب الضعیف لمافی شرح الجبوبی و در المختار من الفساد کما انہ والمراۃ اذا صلیا محاذیین ولم یکن بینھما حائل فتحریمۃ المراۃ فاسدۃ ایضا ان علم بحالھا و ان لم تعلم بحالھا لم تفسد صلوٰۃ الرجل لاحتمال کونھا رجلا خنثی مشکل یعنی اگر عورت نے نماز میں امام کی محاذات کی اور معلوم ہوا کہ امام مرد ہے تو اس کی نماز فاسد ہو جاتی ہے اور اگر امام کی محاذات کی اور معلوم ہوا کہ امام عورت ہے تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوتی اور اگر امام کی محاذات کی اور امام کے حال سے بے خبر رہی کہ مرد ہے یا عورت تو اس کی نماز فاسد ہو جاتی ہے اور اگر امام کی محاذات کی اور امام کے حال سے بے خبر رہی کہ مرد ہے یا عورت تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوتی اس لیے کہ امام خنثی مشکل ہو سکتا ہے اور اگر امام خنثی مشکل ہے تو اس کی نماز فاسد ہو جاتی ہے اور اگر امام خنثی مشکل ہے

اور دوسری بات قول پر ہو کہ وہ بھی تو نہیں صحیح ترجیح کرکے مقتدی کا فرض ہونا ہی ثابت ہو گیا گو یہ ثابت ہوتی دوسرے کی شرکت کا فرض ہونا ثابت ہوا شرکت میں پہلے نیت شرط تھی اب تحریمہ شرط ہوئی اور صورت ان میں موجود ہے کہ یہ مسبوق شروع نماز میں امام کے ساتھ تھا پھر سہو کرکے امام سجدۂ سہو کرنے لگا یہ مسبوق بھی سجدۂ سہو کرنے لگا یہ سجدۂ سہو صحیح ہوگا کذا فی الدر المختار وغیرہ اور یہ بھی یقینی امر ہے کہ یہ سجدۂ سہو اس مسبوق کی اداء اور کما حقہٗ ادا ہوا تو فرض کیسے صحیح ہوگا کذا فی الشامی قال الامام العلامۃ الشامی رحمہ اللہ تعالیٰ قولی لمحمد ما حاصلہ ان صحت کہنا ایک معاملہ کا علامہ شامی سے کہ محمد صحت شروع قول ہے حالانکہ ماحصل جو علامہ شامی نے بیان فرمایا ہے اس سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ جس کو یہ ترجیح دی ہے کہ ترک مقتدی خود اپنی نماز کا شروع کرنے والا ہو بالا جماع ہے اور یہاں امام کے ترک پر موقوف ہے تو ترک امام کے بعد تصحیح الشیء لم یصح حالانکہ اصل مذہب امام اعظم کا یہی ہے کہ صاحب ترتیب میں یعنی جو رکعت کے متعلق ہو اس کا فساد مفسد ہوتا ہے اور صحت شروع بالکل فاسد نہ ہوا تو شروع بالکل فاسد ہوا تھا یہ نفل میں اقتداء فاسد ہوا تھا اور صحت شروع بہرحال درست ہوا نماز دونوں کیوں فاسد ہوتی اور یہاں دعوی عدم صحت شروع کا کرنا ہو تو دعوٰی عدم صحت شروع کا کرنا فی الشامی وحینئذ فالاحتیاط فی الرابع اقوٰی متعین ہوا اقتداء ظاہر ہے کہ جب اقتداء فرض میں فاسد

تین شخص کھڑے ہو جائیں تو صفیں متصل ہو جائینگی اور سیدھے اگر نہ ہوں امام ابو یوسف کے نزدیک ایک شخص بالاتفاق اسکے کہ سب کھڑے ہونے تک نماز نہ کرے کیونکہ اس کے ہوتے ہوئے صف ہو گیا اور ان لوگوں کے حق میں جو اسکے پیچھے ہیں یعنی ایک شخص کے رستہ میں کھڑے ہونے سے صفوں کا اتصال ثابت ہو گا جیسا کہ دکھایا ہوا طریق کے نزدیک اور یہی قول صحیح تر ہے ھم اور نہیں ہیں صورت اتصال میں کیونکہ اس صورت میں جو لوگ ان پر لوگ کھڑے ہو جائیں اور صحت کی اقتدا میں ان کو شبہ ہو بلکہ مقتدی میں حال اور امام کا کسی آواز سے یا اور کسی ذریعہ سے کیا تو جہ ہے اگرچہ کہیں دور ہو اور دروازہ بھی ہو اور امام کے حجرہ کا دروازہ مسجد میں ہو تو اقتدا صحیح ہے اور یہی قول صحیح تر ہے اور دیکھنا عام ہے اس کو کہ دیکھنے والا مکان میں ہو یا باہر ہو

کرامؓ کو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا امامت نہیں بنایا تو پھر حضرت عباسؓ اور فضل علی صلے اللہ علیہ کے ساتھ تھے اگر یہ حدیث صحیح ہو تو حضرت صدیق اکبرؓ کی آواز لوگوں کو سنانے کے لیے تھی اور حکم کی تبلیغ کے لیے تھی کہ آواز نکلنے کرانا اتفاق سے دست ہو سکتا ہے اس لیے کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا ہے اور اگر یہ حدیث صحیح ہو اور آپ کی آواز لوگوں کو سنانے کے لیے ہو تو پھر بھی حکم کا

الثانی فی الثانی وہو اگر امام سے نماز پڑھنے کے بعد کہا کہ وہ شخص کافر ہے تو قول بکفر ان پر لازم ہوگا یا نہیں اور امام پر جبر کیا جائے گا یا نہیں جس کے
لیے کہ اس کلام سے وہ مرتد ہو گیا یا القدر الذی یلتبس بہ الکفر وہو قولہ علی الاصح من المعتبرین والاظہر انہ یصیر مرتدا وتبین منہ امرأتہ
الفتاوی علی ما مر فلا تقلد الکفر عن خطاء مع تعلق حرمۃ امرأتہ لان الترجیح مع من یقول بالکفر کما فی الفتاوی الخیریۃ اھ
لگا کر نماز فاسد ہو گئی لازم ہو گی تو قول کے بموجب اگر متقدی سے معین نہیں معلوم ہوں تو جبر وینا اصح لازم نہیں کذا فی المعراج حلبی نے کہا کہ اگر
ہوشیار معلوم ہوں اور نہ ہوشیار معلوم نہ ہوں تو جبر وینا لازم ہے اور تعیین کی صحت فتاوی میں نہ ہونے کی وجہ سے فتاوی یعنی خزانۃ المفتین خواہ نماز کا فاسد ہونا بالاتفاق ہو یا اختلاف ہو
بسبب ہونے امر نقل امام کے خلاف کے دو بار جس سے دور گذر گئی ہو لیکن ترجیح دی گئی ہے فتاوی میں یہ یعنی خزانۃ معراج الدرایہ شرح ہدایہ اور بحر الرائق
شرح کنز الدقائق میں مذکور ہے ترجیح مجموع الفتاوی کا قول ان کے ساتھ قابل التفات نہیں شامی نے کہا کہ بالقدر متعلق اخبار ہے اور علی الاصح متعلق ہے لازم سے
واذا اقتدی بمن یصلی قاعدا وقائما بمن یصلی علی الدابۃ یومی الکل للقدرۃ علی القراءۃ بالاقتداء وبالقاری سواء کان علیہ بالایماء او علی الہیئۃ وھذا علی الاصح بخلاف
الامام امیا فی الاخیرین ولو فی التشہد اما بقدر فرضہ فصحیح وبصنعہ یفسد صلوٰتہم لان کل رکعۃ صلوٰۃ فلا تخلو من القراءۃ وھی
اقتدیا اور جبکہ اقتدا کیا ایسی اور امیات قاری نے پیچھے امی کے تو نماز سبکی فاسد ہو گی بسبب تبدیل ترتیب امیوں کے قراءت پر قاری کے پیچھے پڑھنے سے بزیادہ کے کہ امام
علم قاری کا ہو یا امی ہو اور نیت قاری کی کی ہو یا کچھ ہو نہایہ مذہب قوی کے شامی نے زیلعی سے نقل کیا کہ وہ رکن کی حالت کا حال ہو اور جہالت سے بدلنا
نہیں تو جب علم شرط ہوا تو بیت میں بطریق اولے شرط ہو گی انتے یا خلیفہ کو مرض امام کسی امی کو پیچھے اور رکعتوں میں اگر چہ تشہد میں خلیفہ کی نماز فاسد ہو گئی نماز سب کی
کہ پھر کیف نماز علیحدہ کی تو خلیفہ ہوئی کوئی رکعت قراءت سے اگر چہ قراءت مقتدیوں کی ہو اور ہی میں قراءت لقدیری ہی نہیں کیونکہ وہ دالی ہی نہیں تو امام کا خلیفہ
کیا جس میں صلاحیت امامت کی نہیں یعنی نماز متقدیوں کی فاسد ہوئی اور امام کی نماز عن کثیر کی جہت سے فاسد ہوئی اور متقدیوں کی نماز امام کی نماز پر بنی ہوتی ہے کذا
فی البحر اور اسی سے معلوم ہوا کہ خلیفہ کو اسی پر بنی ہوتی ہے امام کے اپنے نعل سے انتے اور جو کہ وہ صلی کما کان یصلی الامی القاری فی
وخطأ فی الصحیح اور صحیح ہو نماز اگر پڑھی ہو ایک امی امی اور خارسے تنہا تو ان صحیح ہیں ہم نقل صحیح کا مقابل قول الا حازم کا ہے کہ نماز امی کی اس صورت میں جائز
نہیں بقیاس مسئلہ گذشتہ اور ہدایہ میں قول اول کو صحیح کہا ہے کذا فی الشامی بخلاف حصول الامی بعد اقتداء القاری اذا تم یفسد بہ وصل منفردا او اقتدی
فی الاصح الماتن یعنی صاحب متن کنز نے اسی کے بعد شروع کر دیا کہ نماز امی کی فاسد ہو گئی صحیح قول میں اس پر کہ جب سے کہ نماز امی کی فاسد ہو گئی صحیح قول میں اس پر کہ جب سے
کر لگ گئی جبھی ہو سکے باوجود قدرت علی القراءۃ کے قراءت کرتا کہ اگر فارسی کے پیچھے پڑھتا تو اسکی قراءت ہی بھی قراءت ہو جاتی ذا علم ان المدرک
من صلاتھا کاملہ مع الامام والاحق من فاتتہ بالکیات کلھا او بعضھا لان بعد اقتدیہ اور جان کہ مدرک وہ متقدی ہو جس نے نماز کی پوری رکعتیں
امام کے ساتھ پڑھ لیں اور لاحق وہ متقدی ہے جو سبب کل کھا یا تھوڑی سی کھنیں امام کے ساتھ نہ پڑھ سکا اور یہ حکم ان میں ہے کہ اقتدا کر چکنے کے بعد یہ کیفیت فوت ہو ہوئی
ہوں بعذر کنعاس او نحوہ او سبق خلط صلوٰۃ علی خلاف موجب اعتقادہ او نوم یا کل بعض رکعات کا کسی عذر سے ہو مثلاً غفلت سے یا بھر سے یا بعض
جاگنے سے یا نیند کی کہ تمام نہیں کر اسکتا تھا کہ مسافر کے پیچھے ہو گئی غفلت کی صورت یہ ہے کہ متقدی اقتدا کے بعد قاعد رہا یہاں تک کہ امام نے سلام پھیرا بعض پڑھی
اور نیند کی صورت یہ ہے کہ سنا جہر میں اقتدا کیا اور لوگوں کی کثرت کے باعث ایک رکعت امام کے ساتھ نہ پڑھ سکا اور یہ بھی صورت ہو جاتی ہے متقدی اور امام دونوں
لاحق ہو سکتے ہیں یوں امام کے لاحق ہونے کی صورت تو یہ ہے کہ جب امام وضو کو گیا تو جبکہ خلیفہ کر گیا تھا اور اسنے اس اثنا میں کل یا بعض رکعات پڑھ لیں اور وضو کی نماز کے
طرح ہوئی جو کہ امام فوج کے دھشہ کرکے کہ اگر نماز پڑھا دوں اور دشمن کو مقابل دیکھ کر اڑ گئے جب پہلا حصہ نصف نماز امام کے ساتھ پڑھ لیا تو شوکت کر
نماز جاری اور دوسرا امام کے پیچھے اقتدا کر دی جا پچھے صلوٰۃ خوف میں بیان ہو گا تو پہلا حصہ لاحق ہو گا تو شارح نے مراد لیا ہے اور دوسرا حصہ مسبوق ہے وہ اور
نہیں اور مقیم جیسا نماز پڑھے پڑھے یعنی چار رکعتوں والی نماز میں مقیم کو امام کے نماز پڑھ رہا ہے کچھ دور رکعتیں اور پڑھنی پڑیں گی اور دونوں مقیم کا حکم لاحق کا
ہو وکذا ابدا علی لسان سبق امامہ فی دکوع وسجود فانہ یقضی رکعۃ اور اسی طرح ہو جو فرد پڑھنا رکعات کا بلا عذر طرح کے متقدی سے اپنے امام سے پیچھے

ایک رکعت ادا نہیں کرسکتا اور اس رکعت کے پڑھنے میں لاحق ہوگا وَحُکْمُہٗ حُکْمُ مَنْ شَرَعَ فِی النَّفْلِ بِخِلَافِ مَا لَوْ شَرَعَ فِی الْوِتْرِ وَلَا یَنْعَقِدُ شُرُوْعُہٗ بِنِیَّۃِ الْاِقْتِدَاءِ وَبِہٰذَا الْقَضَاءِ مَا قَالَہٗ اور حکم لاحق کا مقتدی کی طرح ہے یعنی فوت شدہ رکعت میں قرأت نہ پڑھے اور اگر امام کے ساتھ رکوع میں کچھ پڑھ چکا ہو تو سجدہ سہو نہ کرے اور اس کی قرأت پر بنا کرلے اور اس کا شروع نماز کا شروع نہ شمار ہوگا اور حکم لاحق کا مقتدی کی طرح ہے یعنی فوت شدہ رکعت میں قرأت نہ پڑھے اور اگر امام کے ساتھ رکوع میں کچھ پڑھ چکا ہو تو سجدہ سہو نہ کرے اور اس کی قرأت پر بنا کرلے اور اس کا شروع نماز کا شروع نہ شمار ہوگا اور شروع بنا بدلنا اقتداء کی نیت سے ہوگا اگر اقتداء نہ کرے تو نماز ہی فاسد ہوجائے گی اور اگر اقتداء کی نیت کرلی تو وہ نئی رکعت اور اس کے وہ سب سے پہلی رکعت شمار ہوگی اور اس کی قرأت امام کی قرأت کے قائم مقام ہوگی اور اس کا رکوع اور سجود امام کے رکوع اور سجود کے قائم مقام ہوگا اور اس کا قعدہ اولیٰ اور قعدہ اخیرہ اس کے حق میں قعدہ اولیٰ ہوگا اور اس کا قعدہ اخیرہ اس کے حق میں قعدہ اخیرہ ہوگا اور اس کا سلام اس کے حق میں سلام ہوگا اور اس کا سلام اس کے حق میں سلام ہوگا اور اس کا سلام اس کے حق میں سلام

کما ذکرہ فی الاشباہ کہ مسبوق منفرد ہو گر چہ بیشتر میں کہ در مثل مقتدی ہے اول سلام سے کہ اقتدا مسبوق کے پیچھے جائز نہیں اور منفرد کے پیچھے درست ہو گا جیسا صحیح ہونا بنظر کہ نماز سب منکمالات مسبوق ہوتے ہیں حالت قضائی ذات ہیں تو شتہا نہیں ہر گز جیسا کہ شبہا وہم کیا ہو کہ مسبوق کے پیچھے اقتدا جائز نہیں اس کے اتحاد کا سلسلہ ٹوٹتا ہے یعنی اگر امام محدث ہو اور مسبوق کو ضلیعہ کرلے تو درست ہو شارح کہتا ہو کہ یہ شتہا نہیں اگر اتحاد مسبوق کا امام کے سلام سے پیشتر ہو اور عدم جواز اقتدا بعد سلام امام کے ہے جو مسبوق اپنی نماز پڑھ کر اتنی للطیبی تعلو لو قیل احد الشرطین تناقض لاتحاد الشرط فلا تضاد فی الجزاء یعنی اگر مسبوق جو ایک رکعت باقی ہو امام کے ساتھ شریک جماعت ہوا دنہیں سے ایک بھول گیا کہ کتنی رکعتیں باقی ہیں اور امام کی کو اداکیا اور سجدہ کر چکا دیکھ کر بدون اقتدا کے تو درست ہو گا حالانکہ اس حال کے پہلے کی ضرورت نہیں کیونکہ اس وقت اپنی نماز کا امام ہو گیا ان علیہ الشراح اجماعاً اور سہو امام سے سجدہ کرنا مسبوق پر لازم نہیں کیونکہ اس وقت مسبوق کی نماز امام کی نماز کے ساتھ ہو گئی اور سجدہ سہو کا وجوب نماز کے ساتھ ہوتا ہے جیسا کہ اگر امام سجدہ سہو کرے اور مسبوق اس کے ساتھ سجدہ کرے تو مسبوق پر سجدہ سہو نہیں ہو گا اور اس کو اختیار ہے کہ سجدہ کرے یا نہ کرے اور اگر مسبوق نے سجدہ سہو کیا تو اس کی نماز فاسد ہو گئی

لقدا فسدت فی صلٰوۃ ملفقا وکان الاولی قولہ وسجد ثم ان تابع الامام فی السجدۃ الثانیۃ او فی سجدۃ اخری سہوا او عمدا او فی رکعۃ اخری سہوا او عمدا صحت متابعتہ فی الکل ولا یسجد للسہو وان سجد لہ لا تفسد صلٰوتہ لانہ اداہ مع الامام وان لم یتابعہ فی شیء من ذلک فسدت صلٰوتہ لانہ لم یؤد مع الامام شیئا وان سجد للسہو لانہ لا سہو علی المسبوق وان سجد للتلاوۃ فسدت لانہ لا تلاوۃ علیہ وان سجد لہا فسدت لانہ لا تلاوۃ علیہ وان سجد لہا فسدت لانہ لا تلاوۃ علیہ وان سجد لہا

[illegible] نماز کی [illegible] ہے [illegible] مقتدی [illegible] سے [illegible] کیونکہ [illegible] ہے [illegible] فاسد [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہے

مین غلیظ کر دیگا تو اسکی نماز فاسد ہونگی دا ستیناۃ افضل عندنا من الخلاف اور اندر سے نہ پڑہنا امام کا فضل ہے وہ سطور بیچنے کے خلاف سے ہم
الشافعی کے نزدیک اختلاف جائز نہین اوس سے نماز فاسد ہوجاتی ہے جیسے کہ نماز کو ئی سرے پر پڑہنا فضل ہے مگر اسکے نزدیک نماز ہوجاتی ہے
استیناف کی یہ صورت ہو کہ کوئی کام نماز کے مخالف کر کے پہلے نماز کو قطع کرے اور وضو کے بعد جدا نیت کر کے ذا تی الشامی وتحقیق الاستیناف
ان لم یکن منقطع الصلوٰۃ حکما بخروج او بما یقوم مقامہ من مسجد اظفر حدث او احتلام ینوم او قہقہۃ او نکاح امرۃ ونحو ذلک
فیدخل فیہا واستحسن ہو ان مر پڑہنا اگر متعدد نہ ہو جیسا بسبب جنون کے بہت دیر کے گمان پر بسبب نکلنے کے پہلے بتلا ہو جاتا ہے
سونے سے یا مرگ سے اور دیکھنی یا شبہ کے ساتھ جیسے بسبب ہیچ کے یا کھلا ہوا کہنے سے کہ کہ اس قسم کے واقعات اور مین اور شرائط استحلاف اور دنیا کی عدم
قدرت ہونا ذکر کر ہوا اور کذلک لو قال ان شاء اللہ او قال الا ان یشاء اللہ او الا ان یبدو لی او غیر ذلک مما یدل علی الاستثناء
اما اذا قرء بالسین صلی اللہ علیہ وسلم حین قرء فی قراءۃ فاتحۃ الکتاب قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم والقراءۃ فلو اجری کما جری الفتاء
یکلام آدم اسپر یطلع جائز ہوا امام کو خلیفہ کر کا ب کہ بند ہوجاوے صدر فرض قراءت کے پڑہنے سے بسبب بیت حصر امیر ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہ اوہنون نے
جب آہستہ سنت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاتی تو قراءت سے بند ہوجاتے پیچھے جس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کر کے مگر یہ کہ نماز میں کلام کرنا اگر بہت جائز نہوا تھا مثل
صلی اللہ علیہ وسلم کو نکرنے کے کہ انی لم اصح ہم فرض کے مقدار کی قید ہیلو گائی گر اگر سبب پڑہنے مقدار فرض کے ترک کا تو خلیفہ کرنا بلا وجہ جائز ہوگا کذا فی الہدایۃ
وکا تفسد الا ربعۃ الباقون بزیادۃ فرض سے رکعتا وغیرہ سے رکعتا وغیرہ کے باعث نماز فاسد ہوجاتی تو اوز تجویز خلیفہ کی ہم معہ فرض کے ہو چکی ہے پھر بعد زوال ہو جاوے
شرائط استخلاف یہ ہو کہ نماز فرض ہو کذا فی الشامی تکمل الخلاف لو حضر مولیٰ او غائب ولم یأذن لہ او حضر ولم یأذن لہ او اذن ولم یحضر او حضر واذن
یعنی صاحب بیچ نزدیک اختلاف جائز ہو اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک جائز نہو ولو حضر من لہ ولایۃ ولم یأذن لہ او اذن ولم یحضر او حضر واذن
اور سجود سہو فوت ہو گیا تھا خلیفہ کرہ جیسو قراءت کے سمجھے بین کر اچھا اس سلئے کا حکم بین نہین دیکھا ہم شامی نے کہا کہ جیسو شارح کا یہ کلام خلاف الاسرار کے ماخوذ
دیکھا کہ ظاہر کلام صاحب ہدایہ سے یہ ہوتا ہے کہ اس صورت مین خلیفہ کر نیکو کہ اختلاف خلوف ثابت ہوا ہی یعنی بسبب کثیر ہونے کے تو جہان دار ہو اوسی جگہ جائز
ہو کہنہ وہان یحتمل الخلل فی الحال اذ خول اعذارا قراءت سے کذا فی البحر یا بسبب چپ کر کے امام کو چپڑا ہو لا یستخلف اجماعا لو شرع
القراءۃ اصلا او قدما فاتا او اصابہ علف علی المعتمد بولایۃ بنجس مانع من غیر سبق حدث فلو منہ فقط فی الاصح خلیفہ کر سو ہوا اگر
ہو چکا ہو قراءت کر سے سے پہلے کہ امام اسقدر مین ادا ہو گیا اور حکم فی نماز ہلال ہو گیا تو اگر مسبوق کو یہہ صورت پیش آئی تو وہ یہی جانا کر یہی کیا گذا فی الشامی یا لگ جائیگا
یہ تاب بیت یعنی بجماعت ادا نماز کی کہ حدث سابق کے سوا بیچ کی بجماعت لگیو نہ جانا کہ نے شارح نے کہا کہ او اصابہ عطف علی سبق حدث فی الصحیح
لو نسی بروہ صورت مسبوق کی یہہ ہو کہ امام کو سنا نہ سہو کی اور نماز امام نہ تمام ہوا سے کہ لگیو کو گھڑ گئی تو اس بجماعت کے نماز سادہ ہو گی وضو کے ساتھ کر اوہ پر کر سکتا ہے
ان گھڑ جانے سے بجماعت امام کی تو مسبوق ہو گیا او کشف عن ثلثہ فی الاستیعاب ما والمراد قدر اداء الی وضوء اذا لم یصطر لہ فلو اضطر لہ فسد الا کہ بے
اپنی ہر سہ رکن کا استبقا کر تین یا عورت کے ہاتھ سے وضو کے لیو نماز توڑ گی اور اختلاف او بنا دست ہو گا بشرطیکہ کشف عورت کے لیو مضطر نہو ہیں اگر چادر لیتا تو پر ہی
یعنی وضو ہو سکتا ہے تو بنا دست ہو گا اور اگر نہ ہو سکتا ہو تو نماز فاسد ہو گی لا وفی حالۃ الذہاب او الرجوع لا لانہ کما تم خلا فتنی ۱۲ منہ تحفۃ وضو قراءت کے لیے جانیکی حالت مین
یا پھر اسی حالت مین نماز فاسد ہو گی بسبب اکرنے نمازی کے رکن نماز کو حدث کے ساتھ جانیکی وستدین ہو چکنے کے ساتھ واپس آنیکی وستدین بنا لا کہ تو بنا دست
ہو گا اور اسی طرح اگر نماز کے بعد وضو کر کے آیا تو بنا دست نہو گا اور اگر وضو کر کے آیا تو بنا دست ہو گا اور اگر وضو کر کے آیا تو بنا دست نہو گا
ہو گا اور اگر وضو کر کے آیا تو بنا دست نہو گا اور اگر وضو کر کے آیا تو بنا دست نہو گا اور اگر وضو کر کے آیا تو بنا دست نہو گا

دیدہ دانستہ یکبارگی نماز کے فاسد نہیں ہوسکتا وجہ کہ پانی کو شارع سے مانگنے میں نماز فاسد ہوتی چنانچہ بیان ہوا یا کہ پانی کا مانگنا اور قبول کرنا نماز بعمدہ کے افعال سے نہیں ہوتا بخلاف رد سلام کے اور تیمم کے کہ وہ سلسلے پانی کے رکھ دینا اور بیمعذور اور بیحالیا زبان سے ایجاب و قبول کہنا کہ تو نے تیمم کیا اور میں نے قبول کیا تو یہ تیمم صحیح ہوتا ہے اور نماز فاسد ہوجاتی ہے

اشیاء وھو ذکرہ بقولہ الا ان یطن فوت شیء الخ کما اوما الیہ بقولہ المتیقن علی المادہ وروہ ابو سعید ہیں جو مسئلہ اجتہادی قول آئندہ پر نہ کرو کہ اجتہاد باطل ہو جاتا ہے تو نماز بے طہارت پڑھ لینے کے بعد پانی پا لینے پر یا بیت بے طہارت پڑھ لینے کے بعد پانی پا لینے کے بعد یا بے استعمال کر سکنے کے تیمم کر کے نماز پڑھ لینے کے بعد صحیح ہو جاتا ہے اور اس کو نماز دوبارہ پڑھنی واجب نہیں ہوتی اور یہ مسئلہ ہے اجماعی اور اس کے استعمال پر تمام صحابہ متفق ہو گئے ہیں اور اس کے استعمال کرنے کے بعد کسی صحابی کا خلاف ظاہر نہیں ہوا

بعد التشهد الاخير وهو الاصح مما في الكافي لانه على اكثر الروايات کے کرما قاری کی اسی کو مطلقاً خواہ تشہد کے پہلے ہو یا بعد اور جس فقہا نے کہا ہے کہ اگر بعد تشہد کے کیا تو بالاتفاق نماز فاسد ہوگی اور یہی قول صحیح تر ہے چنانچہ کافی میں ہے اور درمیان عدم فساد کی وجہ یہ ہے کہ استخفاف عمل کی شرط پر ہی ہو جاتی ہے اور اس سے نماز پر ہی ہو جاتی ہے اور یہاں منظور یہاں تک مسائل متفرقہ تشہد کے بعد میں علماء کا بالاتفاق عدم فساد ہوا۔ خلاصہ اس صاحب کے نزدیک اور یہاں منظور بیان ہے اور دون مقدار قول تشہد کے اختلاف ہوا اور یہ مقدار بعد تشہد کے ہوا اور جب اصح اس باب میں عدم فساد ہوا معلوم ہوا کہ بعد تشہد کے خلاف ہے کہ یہ مقدار قول تشہد کے ہو اور یہ مقدار بعد تشہد کے ہو اور جب اس کے نزدیک مفسد ہوا تو اذا فاتا فی العیدین اور وہ

کردہ مخالف نظر کے منتہ ہو سکے نہیں ہے اتباع نقل اور ان میں جائز ہے تو بتانا نقل کے خلاف کیسے ہو گا فوا استخلف الامام مسبوقا لا صحة ادا مقاما ہو مافی صحیح والدلیل الاولی اور اگر خلیفہ کر دہ امام کسی مسبوق کو امام خلیفہ کر دہ مقیم کرا دے اور خود مسافر ہو تو درست ہو یعنی بوجہ شرکت پہلے کے تحریمہ میں اور درک رکعت خلیفہ کرنے کے لیے بہتر ہے پہلے کہ امام کی نماز سے تمام کرنے پر زیادہ تاخیر ہو ہم مسبوق کا مخالف نہ کہو ہوتا ہے گاہ اور عدد کا مخالف کیونکہ ہر دو ہی پس اگر امام خلیفہ کو کیا چاہو تو اسکو چاہیے کہ لوگوں کو اشارہ سے منع کر دے کہ میری متابعت نہ کرو جب تک اگلے دو رکعت نہ تمام کر لے اور چھوٹی ہوئی نماز نہ پڑھ لے اور اگر امام خلیفہ کیا ہوا دو نوت شدہ کو تو پڑھ لے اور سکے بعد جہاں اس کے امام کی نماز ہے ہوا رہ سکو پڑھے اسمیں مقتدی کی مثابت اگر ہیں فوت شدہ تمام کرنے میں اور اگر مقیم کو خلیفہ کیا مسافر نے اور مقتدی مسافر تھے ہیں تو امام کو چاہیے کہ وہ دو رکعتوں کے بعد اسی نوٹ کو خلیفہ کر دے اور خود نکل کر دہ سلام پھیر دے پھر مقیم مقتدی دو رکعتیں اپنی اکیلے اکیلے بدون قرات کے پڑھ لیں اور ہیں یہ ہے کہ جب امام مسبوق بالاخیر کو خلیفہ کر دے تو دو رکعتیں اور امام کے ساتھ جس طرح ہیں ایسی ہیں ہر دو کے سوا دوسرے کو خلیفہ کرنے کا ثانی الشافعی ولو تحمل الکیفیة تعدی بکل واحد احتیاطا اور اگر مسبوق ہے بچانے اگر کتنی رکعتیں باقی ہیں ہر دو میں ہر دو رکعت میں پڑھے اور اگر ہر دو کعت الامام کی تحریمہ پر ہو ہم یہ مسئلہ شیخ مجمل بیان کیا ہاں تفصیل اگر ہر دو خلیفہ ہوئے ہی

اگر سہو کی وجہ سے سجدہ کی رکعت کا اضافہ کیا جو نماز سے خارج ہونے کے وقت تک سلام پھیرنا اور قہقہہ سے وضو اور قہقہہ سے وضو اور قہقہہ سے وضو

فرمہ کے علیحدہ کر کے خواہ کسی نہ ہو مامور ہوں جب یہ تیرا مام کے لیے حل فتیا ہوسکے کہ اقوال شامی دلوام دسل دسلا دحاما دحرجا میں انحتہ صلوٰۃ
امام و دتی حل صلوٰۃ و صلوٰۃ المقتدی امام اور ایک شخص جو کہ امام ہوا اور وہ ہو گیا اور سمجھتا ہے تو امام کی مانند ہوتی
اور اسی مانند سارے وہ مقتدی کی نماز ناقص ہوتی ہے اب اس سے کہ گذشتہ بھی اس کی امامت قائم ہے اور مقتدی بلا امام رہ گیا کذا فی الملتقط اقصد
دوائی بیک الاقتضاء ثوبتہ وما وہی امامۃ اللہ واعلم جاکہ یہ کہ بیرونی اوسکے سدہونے تک توقف کریں بیرو ہوں کہ یہ ہیں ہوا اور سمجھتے
کہ پیشتر ہوئی بھی توقف کر لیں اور ہو جاویں اور اسی لیے امام ناصبی رحمۃ اللہ علیہ نے باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا یا ہیہ باب ہر
اور اس سے مسائل میں خواہ کہ کرنا ہو مراد ہو دو معنوں کا ایک معنی مطلب چاہنا لیکا تناع آدرق ترک ہے معنی ہر ہیں حفاظت کرا دو
دوسرے ہیں بچانا ترک ہے معنی ہیں کہ ایک حرف معنی کا دوسرا کلام میں داخل ہو گا کہ لانے اتنا می اور لانے کے باعث کی کو ملا جانا یا ہو کہ اکثر کا تمام نا ممکن ہو تو کم
ہونا اور ہیں ہیں کہ معنی ہے کہ ہر معنی حروف کا ہو ماہیہ مرجبہ آثار میں صحت نہیں گر کر وہ ہیں کہ ذی الطہارۃ وحدہ وہی قبل قولہ الا ان التیمم
بیان کا مراد ہے کہ اور ہے کہ ایسے معنے مازی کے مقدا نتیجے کے بیان کا ہو فقہ کی کہ صد قعود کے کلام مراد ہو ہے ہوا اصفہ
سوا سکان ما یسیا اوراد ما یفسد اوما یکرہ اوما یستحب اوما یباح ہو کہ کلام مراد ہو کہ کلام مراد ہو یہاں کہ یہ نماز پڑھتا ہو اسکے میں کلام کرنا یا جائز
کہ یہ نماز پڑھتا ہو اسکو سلام دینا مکروہ ہے یا چوک کہ کلام کیا کہ قصد قرات خواہ ذکر کا ہو اسکی جگہ ہو کلام مراد ہو یا حالت اکراہ میں کلام کیا ہو اخبر کے لیے کسی
پر ہنسی اور سمجھ کر ہنسنا کہ اس سے نماز فاسد ہو گئی یہی مراد ہو ہم جانا چاہو کہ فقہا اور اصولیوں اور اہل لسنت نزدیک ہو اور یہاں بھی یہ
موقع نہیں تو کہا ہو وہ فی جاں کرتے ہیں کہ ہو کہ کچھ ہیں کہ کوئی پڑھ کر پڑھے جاتی ہو کہ کل حاطبہ میں باقی ہو اور یہاں ہے کہ مدد کر اور خاندہ دو
سوا خاتی ہو اوسکے معلوم کر لیتے ہیں ہر ہیں ہے یہ کی احتیاج ہو مراد ہو اور ہو اور خطاب میں بھروسہ کی ہو کہ سہو والا آگاہ کرتے ہیں ہو اور ہو مراد ہو اور سہو والا ہے ہیں ہو
اور اگر ہو کہ ہو تو ہو کہ تقاضا ہو اسکا کہ کوئی امام رضہ ہو کی حالت کے کلام کیا ہو اوسی میں حساب نہیں ہو اور ہو جب چاہا خبر دار ہو جاوے اور اسکو اوسکا
اسماء و کواسب کیا ہو اور بقیہ ہو ہو ہو ہیں جیسوں کا طلب ہیں بلکہ ہو ہو ہو

مسئلہ: صحابہ تین طرح کے ہیں کسی نے دیکھا کسی نے تین تہائی سنا کسی نے دیکھا بھی سنا بھی۔ ایک شخص نے لوگوں سے جھگڑا کیا تھا کہ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی ہے تم نہیں پڑھتے ہو اور ہم نے اپنے کانوں سے سنا ہے کہ آپ نے قرأت کی ہے تم نہیں کرتے ہو۔ ہم نے کہا کہ ہم بھی تو آپ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے ہم نے تو نہیں سنا

بصورت ان لوگوں کو بھی شامل ہے جو بڑھا ہوا ہو یا بڑھا کر نہ بولتا ہو اور جھوٹ بولنے والا اور سچ بولنے والا دونوں برابر ہوں یہ سخت گناہ کی بات ہے اور جھوٹ کو گناہ سمجھنا اور اس سے بچنا ضروری ہے۔

جواب جب کوئی شخص السلام علیکم کہے تو جواب دینا واجب ہے اور جواب میں وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ کہنا افضل ہے اور اگر صرف وعلیکم السلام کہا تو بھی جواب ادا ہو جاتا ہے اور اگر صرف وعلیکم کہا تو جواب ادا نہیں ہو

اسلئے نہیں ہم شافعی نے کہا کہ الفیل و میل ہو جانا حسی ہے یہ کرنا شیئ ماضی کو کہ شیئ ماضی نہیں اضافت بمعنے لام ہے اور یہ لفظ ضارع نفی سے ساتھ ملا کر ثبوت دوامہ پر ہوتی ہے گو عبارت سادہ کیا جائے کہ شیئ کا فاعل خارجی ہونا موصول عاطس ہو لفیر ہونا کیا حاجت ہوا رہ تشمیت سے دعا مراد ہے کہ یرحمک اللہ جو مخاطب ہو کر کہے یہ ہوگا کہ یرحمک اللہ کہنے والے کو یہ تو غیر خطاب ہونے کی وجہ سے کلام ہوگا مفسد نہ بکلیۃ التأمین بعد التشمیت اور سکے الٹا ہونا آمین کہنا بعد جواب چھینک کے یہ ہے جواب دینا پھر آمین کہنا قرار فاسد ہوا گیا اور غیر کے لیے سنت ہوا مگر ہم نے راس مسئلہ کی طہیر میں لوین پر کہ مشاہدا ور محدو نماز ہیں اور حدائے چھینک لی تو الدنے جو خاص جائز تا کہا ہو رحمک اللہ کہنا اور محدود تو نہ کہا آمین تو ہو نہیں نماز نماز ہی کی کراس سے خود اپنی شیئ ماضی نماز نماز ہو گی کہ نہ کیے لیے آمین کہنا کوئی ایسا کام نہیں جو نماز کو فاسد کرے ہو ہو ہو

اس میں دلیل ہے اس قول کی کہ مرد اور عورت کی صف برابر ہے اور اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ عورت کا اکیلا ہونا مرد کے اکیلا ہونے کی طرح

اول شروع کیا تھا وہ فاسد ہو جاتی ہے مثلاً فجر کی نماز پڑھنا تھا ایک رکعت کے بعد جو الصلوٰۃ کہا اور اس سے نیت عصر کی کر لی تو فجر کی نماز فاسد ہو جائیگی بخلاف نیت ظہر کر بعد ایک یا دو رکعت ظہر کے یعنی اگر ایک ہی نماز کی نیت دو بارہ کی تو پہلی نماز فاسد نہیں ہوتی مثلاً ظہر کی نماز پڑھتا تھا ایک رکعت کے بعد پھر اسی ظہر کی نیت کی تو دو رکعت پہلی صورت میں نیت کے الفاظ سے کہے یوں صورتیں ان سے پڑھے والا ہو جائیگا یعنی خواہ ظہر نماز کی نیت کرے خواہ اور کسی کی کر لے بلفظ نیت پہلی نماز فاسد ہو گئی کیونکہ نیت کا لفظ کلام ہے اور کلام نماز کا منافی ہے کذا فی الشامی وقرأ قراءۃ من یصحف ای مافیہ قرآن مطلقاً لانہ تعلم او عند ما رجح نماز میں کاپی سے قرأت کرنا مصحف کو دیکھ کر یعنی جس میں قرآن لکھا ہو خواہ اس میں پڑھے دیکھ کر پڑھنا مساجد ہو مطلقاً خواہ نماز پڑھ رہا ہو امام ہو منفرد ہو دیکھے نہ دیکھے یہ ممکن ہے صورت میں تعلم ہے اسی کو کہیں ہو یہ الفاظ ہے ہم امام کے نزدیک دیکھ کر پڑھنے میں دو فساد کی وجہ سے لکھی گئی اول جو صحت ہے دوسرے سے اسی قرآن کا اوٹھانا اور دیکھ کر دیکھنا لے لیا ہے جو کہ ایک ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ عمل کثیر ہے بہ تبعیت حسی تصحیح کی وجہ سے جو کہ سطور پڑھنا تعلم ہے یعنی قرأت سیکھنا جانا ہو اور نماز ہی سیکھتا ہو اور تعلم تعلیم نماز کی مفسد ہو کذا فی الشامی الا اذا کان حافظا لما یقرأ او قرأ بآلۃ علی ان لا ینظر مع وجوب ہے جبکہ کر پڑھا ہو اور دن قرآن اور شمائل کے پڑھنا نواس صورت میں نماز فاسد نہیں کی کیونکہ جو معنی فساد کی اس میں موجود ہیں وقیل لا تفسد الا بالید لانہ قلیل اسد نظر من المطلبی اور ایک قول ہے کہ نماز فاسد نہ ہوگی کر ایک آیت ہے اور اظہر کہا ہو اسکو جلسی ہے یعنی سوچ سوچ کر ایک آیت ہے امام کے نزدیک نماز جائز نہیں ہوتی ہے وجہ ذہ الشائع لانہ اشبہ ھا التشبہ باھل الکتاب ای ان فصلا فان التشبہ جلسہ لا یکاد فی کل شیٔ بل فی المذموم اور فیما تفصد بہ التشبہ کما فی الفتح اور جائز کہا ہو دیکھ کر پڑھنا امام شافعی نے بدون کر ہے اور صاحبین کے اور جائز کہا ہو کراہت کے ساتھ بسبب اہل کتاب کے کہ وہ بھی نماز میں قرأت دیکھ کر پڑھتے ہیں یعنی اگر نماز ی قصد تشبہ کا کرے گا تو کراہت ہو گی ورنہ نہیں ہو اس لئے ہم نہیں منع کرتے ہیں کہ تشبہ منع کیا ہوا اور ہیں اور ضروریات بدنی مسلمانوں اور اہل کتاب میں یکساں ہیں تو شباہت سے کچھ حرج نہیں لکھا ہے یہ بات بہت اچھی کہی ہے اور ہم بھی قصد مشابہت نہیں کرتے ہیں ہم اور وہ جس سے قصد مشابہت ہو نہیں کیا جاتا چنانچہ ہم لاتے ہیں سے وفیہا لھا کل علیہ لیس من اعمالھا ولا لاصلوٰتھا اور اسے کرنا جو نماز کے اعمال میں سے نہیں اور نہ نماز کی اصلاح کے لیے ہو جیسے نماز کے اعمال میں سے ہو جیسا کہ اشارہ کر چکے ہیں کہ ایسا ہونا مفسد ہو گا اگرچہ عمل یسیر ہے کرنا نماز کے اعمال میں سے نہیں اور نہ نماز کی اصلاح کے لیے عمل کثیر مفسد نہیں جیسے ہلکہ ہو جانا اگر امام کو یہ ہو جانا ہو یا کوئی اور ضرورت ہو فیہا لھا کل علیہ لیس من اعمالھا ولا لاصلوٰتھا اشارۃ الی ما ذکرہ الناظم من بعید فاجالہ انہ لیس فیہا اور عمل کثیر کی تعریف میں پانچ قول ان میں سے صحیح تر یہ ہے کہ عمل کثیر وہ ہے کہ جسے دور کا دیکھنے والا اور سے کہ کرنوا الیکہ سہاں میں تردد نہ کرے کہ وہ نماز کے اندر نہیں ہم دور سے دیکھنے والے سے یہ فا کچھ کے سامنے نماز شروع کی ہو حاصل یہ ہے کہ عمل کثیر وہ ہے کہ اور نہیں کرنیوالا دیکھنے والا یقین نظر میں لفظ اس لیے کہ نماز نہیں پڑھتا ہے ایک قول ہے اور اور قول ہے نماز مقتدیوں اور دوسروں کو کیا ہوا تو وہ کثیر ہے اگرچہ خارج میں ایک ہاتھ سے کرے جیسے پگڑی باندھنا یا جامہ کا باندھنا اور جوتا کے ہاتھ سے کیا جاتا ہو کے آدمی آدھ گھنٹہ تک وضو کرتا رہا ہو اور کہتے ہیں کہ ٹوپی کا پہننا یا آدھا سر اس قول پر ہے کہ میں ہر کہ میں متصل پہنچ کثیر ہیں ورنہ قلیل جو تھا قول ہے کہ عمل کثیر وہ ہے کہ کرنے والا کہا مقصود ہو بیٹھ جیسے وضو کا اگر وہ تحریمہ کا ہو مجلس کرنا ہو اگر ان قول پر ہے جو کہ عمل کثیر وہ ہے جو کہ خود نماز کی جنس سے نہ ہو اگرچہ عمل کثیر ہو جیسے کھانا کھانا اور پینا اور سونا اور ہنسنا اور رونا اور سجدہ کرنا اور اشارہ کرنا اور سلام کرنا اور جواب سلام کا دینا اور اگر کہو وہ اور سو کرنے والا سمجھ کر کہ ذا فی الشامی مختصر اوان شک انہ ہا ام لا فقلیل فلکنہ یشکل بمسئلۃ المشی والتقبیل فتامل اور اگر کہو وہ اور سو کرنے والا سمجھ کر کہ کام کرنیوالا نہیں ہے اور نہ عمل قلیل ہے لیکن مشکل یہ ہے کہ مسئلہ چلنے اور بوسہ لینے سے سو کہ چلنے اور تقبیل کی یہ ہے کہ ایک عورت نماز پڑھ رہی ہے کسی شہر سے تھکی شہوت سے ہو جو ہاتھ لگانے سے ہو جاتا ہے اور نماز عورت کی فاسد ہو جاتی ہے حالانکہ عورت ہو اس صورت میں عمل کثیر نہیں ہوا چنانچہ مسئلہ اسکے جواب کا یہ ہے کہ فرعون کر گیا فانہ لفضل ہو فقیر یا فی تکبیرات الزوائد علی المذہب وما دوی من الفساد فی ذالک یہ ہے کہ نماز میں سلام ہوتی ہے نماز کے اور شمائل کے وقت مذہب قومی کے بموجب اور جو فساد کہ کیا گیا ہے وہ مخالف ہے روایت اور درایت کے بطور قوی کہا کہ تکبیرات زوائد سے مراد رکوع کرنا اور اوس سے سلام پھیرنے کا وقت ہے اور اگر یہ تکبیرات زوائد کہنا خلاف اصطلاح الفقہا ہے اسلیے کہ فقہا کی اصطلاح میں تکبیرات عیدین کہنا زوائد کہتے ہیں اور یہ روایت جو محمول ہے حضرت امام صاحب کی ہر گز نہیں کہ یہ تکبیرات اور اوس سے

کہ وقت آجانے کا ڈر ہا نماز سے اور وہیں سے شاید نہ سکے کیونکہ اکثر امامے قول کے بموجب وہ ہوتے ہیں دیکھنے والی طرف میں معذور ہو کر اور سمجھ کر بے دانستہ
ایسی تعلیم دے دی کہ ہاتھوں سے کیا یا زبان کے ذریعہ ہا صحیحۃ وعلی حسب ان اعادۃ علی طاھر خلاف تعدیا وہ تکثیر علی العلم
اور فاسد کر لیا ہو نماز کو اسمعہ کر لینا نماز کا ایک پیشہ پر اگر ہو کسی ایک پیشہ پر اور ہو ہاتھوں اور گھٹنوں کے اگر اور کہنوں پر کہ ہو گھٹنوں پر اور
نماز فاسد ہونگی ماہر روایت ہو ہم فساد نماز سجدہ کی موجب قول طرفین کا ہے اور ابو یوسف کے نزدیک بیشتر سجدہ فاسد ہوتا ہے نماز پھیر لینا اور
پیشہ پر کر سجدہ کر لینا تو ابو یوسف کے نزدیک نماز صحیح ہو جاتی ہے اور طرفین کے نزدیک جب بھی صحیح نہیں کیونکہ اسکے نزدیک نماز قابل قضا نہیں جب
اس کا ایک جزو فاسد ہو اکل فاسد ہو گئی اور انہوں اور گھٹنوں کے مسجد میں علم فساد اس جہت سے ہے کہ اور کہنوں پر کہ نماز میں بیٹھ جاتے ہیں کہ لینے
الشیاء ویفسدھا اداء رکن حقیقۃ اتفاقا او حکمہ منہ جنۃ وھو فذلک دستیلات مع کتب جوانح او جناحیہ ما بعد او وقوع ایماء
فی صوب نساء او امام مامور عند الثانی وھو المختار وقال لا یفسد احوط قالہ الحلوانی اور فاسد کر لیا نماز کو حنفیہ میں اگر کہا ایک رکن کا اتفاق امام
ابو یوسف اور محمد کے بانا و ہونا نمازی کا اداء ہی رکن پر موافق سنت کے بیٹھنے بقدر تین حرف سبحان اللہ کہنے کے توقف کرنا فاسد کرنا ہے امام ابو یوسف کے
نزدیک جو بیٹھنے کے برابر رہنے کے ساتھ) بات نماز کی مانع نماز کے لگانا یکی صورت میں یا پھرنے کے باعث مورتوں کی صف میں جا پڑنے والا ہونے سے لگنے جو مانع
کیصورت میں اور یہی قول مختار ہو ان مشائخ میں کیونکہ زیادہ احتیاط والا ہے بیان کیا ہو کہ علیحدہ ہم حاصل ہو کر اگر نمازی کی جو بیٹھنے بقدر ربع حصہ کے
مانع نماز ہو کہوں کہا نہیں اگر حقیقت میں اور سے کوئی رکن ادا کر لیا تو ابو یوسف اور محمد دونو کے نزدیک نماز فاسد ہو گئی اور اگر واقع میں ادا نہیں کیا مگر
ہو سہو کی وجہ سے تو ابو یوسف کے نزدیک نماز فاسد ہو جاتی ہے اور محمد کے نزدیک فاسد نہیں ہوتی اس سے معلوم ہوا کہ اگر بقدر رسمی
کم پھرنا ہو تو نماز کیسے کو نزدیک فاسد ہونگی اور یہی حال ہے اگر جماعت بدن پر لگ گئی یا اتفاقاً منہ سے کھڑا ہو گیا یا عورتوں کی صف
کسی طرح سو جا پڑا اور اسے آگے نکل گیا اگر ان صورتوں میں کوئی رکن ادا کر گیا تو اتفاق نماز فاسد ہو گئی اور اگر ایسا نہیں ہوا اگر رکن ادا کر سکا تو امام
ابو یوسف کے نزدیک فاسد ہو گئی طحاوی نے کہا کہ نحت کے یہ اتفاقی ہے وصلوا علی میت مقبر غیر المتقابلۃ بحلاف غیر مقبر ویلبس علی
لفظہ اور اس پر نظر کرو اور دیکھو اور فاسد کر لینا نماز کو نماز پڑھنا نماز کی سی ہوتی ہے نماز جسکا اسا پاک ہونا خلاف اور بخلاف بھی ہوتی کپڑا پاک
اگر رنگ یا دو نجاست کا ظاہر ہو کہ اس صورت میں فاسد ہو گئی ہم وہی اگر ناپاک زمین یا وش وغیرہ پر کوئی پاک کپڑا بچھا دیا تو اگر کپڑا ناپاک ہو گیا
میں سے رنگ یا دو نجاست کی جگہ ہوتی ہے تو نماز درست ہو گئی اور اگر گارا ہے تو درست ہو گی شامی نے کہا کہ یا رنگ کپڑا اور اس جگہ حائل شمار نہیں ہوتا
جہاں نجاست سجدہ واقعہ ہو کی جگہ کپڑا کی گویہ نکلے وہ ناپاکی نجاست ہو گا اور نہ مطلق ہو گا اما مفید ما نہیں نجاست ترتب سجدہ پر ہیں
فی قول صحیح وعن القاضی اتفاقا فیہ صدق فاسمیۃ فاسدا ۹۷ پھر لینا نماز کی اپنے سینہ کو قبلہ کی جانب سے والا اتفاق بدون قدر کے ہر سامنے کیا
کہ منہ کا پھیر لینا کم ہو جو مفسد ہو اور آگر ان ھو ولا یستطیع القبلۃ تعرفوا ولہ ان قبل فی حرجہ ہو المسجد الا لقصد
ذبیحہ فقدت پس اگر نمازی نے اپنا ہو منہ ہو گا گان کیا اور قبلہ سے ہٹ گیا بسبب لمبے مدت نہ کرنے کے پھر یاد آگیا کہ حدث نہیں ہے تو اگر یہ علم سے
نکلنے کے پیشتر ہوا تو نماز فاسد ہو گی اور اگر بعد نکلنے کے ہو گا تو فاسد ہو گی بسبب مختلف ہو جانے مکان نماز کے **فروع** بیان کیا ہو
شارح کے متعلق یستقبل القبلۃ ہل تفسد لان قد یصیر مستدبرا ہو وقف قدر رکن متوالی وقف کذلک او ھکذا لا تفسد فان کثر
مالم یخالف المکان وقیل لا مطلقا حالۃ البعد یہ مالم یستدبر القبلۃ اتفاقا وقیل الفھستانی جلا تفسد کمونہ فی حرج نماز فاسد ہو گی یا
نہیں جواب اگر بقدر ایک صف کے چلا پھر پھر اندر ایک کی کے پھر ہٹا اور پھیرا اور سیطرح یعنی ایک صف اور ایک رکن کی مقدار ادا کر سیطرح چلا گیا تو فاسد نہیں ہو گی
اگرچہ بہت دفعہ چلا اور پھرا ہو جب تک کہ مکان متحد ہو گا یعنی اگر مسجد میں ہے تو جب تک مسجد میں ہی ہو گا اور کھلی میں ہو تو جب تک صفوں کے اندر ہو گا فاسد نہ ہو گی ورنہ فاسد ہو جائیگی جیسا کہ بھی دفعہ میں دو صفوں کی مقدار چلنے سے فاسد ہوتی ہو کذا فی الشامی اور بیٹھ رہنا

کہا کہ حالت عذر میں چلنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی اگر پہلے چلے اور پھر بیٹھ جائے جب تک کہ قبلہ کی طرف پشت نہ کرے ہو یہ ہر آسمان کے ہو کذا فی السراج الوہاج
قہستانی نے طہاری سے کہا کہ قہستانی نے یہ حالت عذر ہے دھل یشترط فی المقصد الاقتداء فی الجنازۃ تعرف قال الحلبی لا اور کہا شرط ہے علی عقد میں نمازی کا قابو ہونا فاجزیہ میں ہے کہ ان شروع ہو اور حلبی نے کہا کہ اس سے معلوم ہوا کہ نماز شروع نہیں ہوئی جب تک کہ ظاہر امنہ شرط ہونا سمجھ لے پہلے کہ شارح نسبی پر اگلا قول مستنبع کرا ہے فان من قدم واجد بقدرۃ اللہ آیۃ خطوات او فی ثوبہ علیہا او فی آخر ہو من مکان الضلوع او مصق قد یتاہا او مستقی او نزل لبنا او مستقی او نزل لبنا او مستقی او نزل لبن

مقتدی بلا تاخیر بعد تکبیر امام کے ساتھ ہی نیت شامل کرے اور مقتدا نماز سے پہلے ہی فراغت کی نیت کرے تو مسبوق کا ایسے امر کے ساتھ مقید ہونا مستلزم ہوتا ہے افراد مسبوق کے اور پیشتر مستلزم ہوتا ہے افراد کے تو مناقضت واقع ہے ہم صورت سابق کی کہ جب کوئی مسبوق امام کے سلام پھیرنے کے بعد کھڑا ہوا اور ایک رکعت پڑھ چکا تھا جبکہ سجدہ رکعت مذکور کا کیا یا نہ کیا تو اب مسبوق تھا پس سجدہ میں امام کا شریک ہو گیا تو اسکی نماز فاسد ہو جائیگی کیونکہ مکمل افراد میں اقتدا از امت تک ہے اس سے رکعت بعد اگلی کا ضمنہ نہیں کیا جب بلکہ افراد اپنے تمام ہوئے اور امام سجدہ سہو کرے تو مسبوق پر متابعت واجب وعلیہ اعادۃ الجلوس لما لا خبر بعدہ اذا سجد معہ ولا تفوتہ صلاتہ فرضا ولا وترا ولا شفعا حلوا ہی اور منفرد فاسد ہو دوبارہ پڑھنا ہماری کا قول ہے اور کہا امام شافعی نے کہ اسکو سجدہ سہو واجب نہیں اور سجدہ کی وجہ سے نماز پوری ہو جاتی ہے لیکن مترجم کہتا ہے کہ یہ ایک قول ہے امام شافعی کا اور ایک قول انکا یہ ہے کہ سجدہ سہو واجب ہے اور سجدہ کی وجہ سے نماز پوری ہو جاتی ہے اور یہ قول ہمارے موافق ہے اور ایک قول انکا یہ ہے کہ سجدہ سہو واجب ہے اور سجدہ کی وجہ سے نماز پوری نہیں ہوتی بلکہ نماز فاسد ہو جاتی ہے اور یہ قول ہمارے مخالف ہے اور ایک قول انکا یہ ہے کہ سجدہ سہو واجب ہے اور سجدہ کی وجہ سے نماز پوری ہو جاتی ہے اور نماز فاسد نہیں ہوتی اور یہ قول ہمارے موافق

دیکھنا چاہیے کہ ویسا لفظ قرآن میں ہے یا نہیں اگر نہیں ہو تب بھی نماز فاسد ہوگی اور اگر قرآن میں وہ لفظ ہو مگر نحویوں کے نزدیک نماز فاسد ہوگی اور صحیح قول (جو طحاوی نے اور ابو یوسف کے نزدیک نماز نہ ہوگی اور اگر لفظ سے سمجھے نہ بگڑیں اور ویسا لفظ قرآن میں ہو تو نماز فاسد نہیں ہوتی جیسے قوابن کی جگہ قیابن پڑھنا کہ دونوں کے سمجھنے ایک ہیں حالانکہ قیابن قرآن میں نہیں اور ابو یوسف کے نزدیک فاسد ہوجاتی ہے فاعرفہ مستفید ہے ہیں اور ابن مقاتل اور ابن سلام اور سہما عیل زاہد اور ابو بکر بلخی اور ہندوانی اور حلوانی وغیرہ متاخرین کے اس پر اتفاق ہو کہ جو اب میں غلطی کرنے کیسبب کی جو نماز کی مفسد نہیں اگرچہ اوس کا جاننا اور کہنا کہ اکثر آدمی اعراب کی تمیز نہیں کر سکتے اور اگر غلطی حرف کی جدید میں ہو تو اگر دونوں حرفوں میں فرق بآسانی معلوم ہو سکتا ہو مثلاً ص کی جگہ ط پڑھنا تو متاخرین کا اتفاق ہو کہ نماز کا مفسد ہو اور اگر فرق مشکل سے معلوم ہوتا ہو جیسے س کی جگہ ص پڑھنا تو کشکہ کے نزدیک نماز فاسد نہیں ہوتی لیکن متاخرین کے قواعد منضبطہ ہمیں ایسے نماز کے باب میں متقدمین کا قول بہتر اور زیادہ احتیاط ہے کہ اوسکے فوائد بھی درست ہیں اور اگر وزع فتاوی ہیں اور نہیں کے قول پر محمول ہیں کذا فی الشامی من مشرح المنیہ قولہ فی اعراب او ضعف مشدد مکسور کذا فی الزیادۃ فی الخ فاکثر ہو الظہور اظہار الذین اوجب تصحیح حرف کلمۃ عما ایاک نعبد او ابی وقف وابتداء ایہ تغیر المعنی تغیرا یتعلق بہ الجہل بزیادۃ ہیں اگر غلطی اعراب میں ہو جیسے نعبد کی ب کو زبر پڑھنا یا تخفیف سے پڑھنا جس سے مشدد کے جیسے قتلوا کی جگہ قتلوا پڑھنا اور مشدد میں مخفف کے جیسے یعلمون کو تخفیف سے پڑھنا یا غلطی سے ایک حرف بڑھا دینا جیسے الصراط الذین بجای صراط الذین کے یعنی الف اور لام کی زیادتی جیسے پڑھنا یا غلطی ہو ایک حرف کے غلطی سے دوسرے کلمہ میں جیسے ایاک نعبد میں آ کا بجائے ہ کر لینے میں وصل کرنا یا غلطی ہو وقف کرنے اور ابتدا کرنے کی جیسے مثلاً الا پر وقف کرنا اور للہ سے ابتدا کرنا تو ان صورتوں میں نماز فاسد نہ ہوگی اگرچہ بعضوں نے اس کا فتوی دیا ہو اسے کذا فی البحر الرائق ابراہیم حلبی نے کہا کہ شارح کے ظاہر عبارت سے معلوم ہوتا ہو کہ مسائل میں عدم فساد پر فتوی ہو نماز پر نہیں متقول ہے۔ الا کہ اس جہل سے نماز درست ہے میں معنت اعراب کی غلطی میں اگر صحیح کی نیت نہ ہو تو عدم فساد کا مذکور ہے اور باقی صورتوں میں بدرجہ بڑھ جاتے ہیں صحیح کے نزدیک فساد مذکور ہو جیسا کہ متقدمین کا قول ہے اور جیسا بادی میں ہو الا انشد یدالضالین ولا الذین انعمت علیہم بہ تشدید لام الذین اور الف ولا کے بعد یا کی کمی کی کراہت کے برگ نماز فاسد ہو جاتی ہو ولو اتی کلمۃ ان نقص حرفا او قدمہ او بدلہ بآخر ہو من غیر ان یزید او ینقص او یقدم او یؤخر او یستحضہ تعالی جد ثبا انفرجت بدال او آ او ب او نقصہ مالم یغیر المعنی اور اگر زیادہ کیا ایک کلمہ کو مثلاً ہیں نحو واذا آخر ہیں کلمہ کو یا بعد زیادہ کر دیا یا ناقص کیا کلمہ کو جس کی مثال شارح نے نہیں کی جیسے کہا ہو سبحان ربی العظیم تین مرتبہ تسبیح پر یا دوسری تسبیح کو چھوڑ کر کہا ایک مختصر کو جیسے تعالی جدہ اور دین کی کے آخر میں متصل کر دیا ایک حرف کا دوسرے سے جیسے انفرجت عوض میں انفجرت کے یا بعد کا پہلی حرف کو دوسرے جیسے ایاک نعبد اور اب کے نماز فاسد ہو گی جب تک کہ معنی بدلیں ہم شارح کے کلام میں لف و نشر مرتب ہو اسلیے مرتب کی تسہیل کے واسطے ہر مثال کو اوسکے موقع پر مرتب کر دیا اور واضح ہو کہ تغیر معنی کی صورت میں نماز کے نزدیک فاسد ہوتی ہے اور ابو یوسف کے نزدیک اوس صورت میں کہ لفظ مفرد و قرآن میں ہو فاسد ہو گی ورنہ فاسد ہو گی الا ما یشق تمیزہ کالضاد والظاء فانکم لو قصدتم ھاھنا حرف کے بدلنے سے یا صورت بدلنے کے صحیح کے نزدیک نماز فاسد ہوتی ہو مگر ایسے حروف کے سیاق سے جن میں تمیز دشوار ہو مثلاً ضاد اور ظ کے بدلنے سے کہ اکثر فقہا نماز کو فاسد نہیں کہتے ہم شامی سے عاجلے منقول ہے کہ اگر ایسی تبدیل پر ہمیشہ کریگا تو نماز فاسد ہو گی اور اگر بے اختیار زبان سے نکل گیا تو معذور ہے کو نہیں جانا تو فاسد ہو گی بزازیہ میں کہا کہ یہ قول سب اقوال سے درست تر ہے اور یہی مختار ہے ولذا لو قرء کلمۃ ولو قرء کلمۃ وصح الباقی فی الفساد الا ان یغیر المعنی تغیرا یتعلق بہ الجہل فکما لو بدل کلمۃ بکلمۃ وغیر المعنی حتی ان الفجار لفی جنات ونعاسہ فی المطولات اور سطریہ فاسد نہیں ہوتی نماز اگر کسی کو

کسی کلمہ کو اور تصحیح کی ہو اضافی نے خدا نماز کی گرسے بدلجا میں جیسے رب العالمین سبب اضافت جیسے ہوتا ہے تو نماز اگر جلد ہی ایک کلمہ کو دوسرے کلمہ اور سے بگاڑ جائیں جیسے ان الحمد للہ کی جگہ انا لہ اور پورا بیان اسکا بڑی کتابوں میں ہے ہم شامی نے کہا کہ ظاہر کلام ظہیریہ ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مکروہ ہونا ایک کلمہ کا اور اس صورت میں متعدد کہ بڑھنے والا منصاف و منصاف الیہ کو جیسا کہا ہوا اور اگر بچانا ہو تقلید تحقیق انکیا ہو بلکہ تصحیح مشائخ کے لیے کلمہ کو دوبارہ کہا ہو یا زبان سے بے ساختہ نکل گیا ہو تو جائز ہے تو نماز فاسد نہیں ہوا اور مفتاح نماز ہے وہ بعد تزیین بھی ہمیں جو اس باب سے بہتر ہے پھر میں مسئلہ اور ہے اور خلیفہ ایسے کو نہ بنانا چاہیے قابل امامت نہ ہوا اور امام کا مسجد سے باہر جماعت میں خلیفہ کرنے کے اور حدث کے عہد نمازی کا باب رکن کی مفسد امر مثل اہانت حدث اور قہقہہ میں ایک رکن کو اور ذکر انا اتانا و نحاز میں کسی فصل کا نماز کا صادر ہونا وغیرہ تو غالبا امامی و شارح نے ان کو پہلے بیان ذکر نہیں کیا کہ پشتہ زبان پر ہو چکا ہے وکذا یفسدھا نظرہ الی مکتوب فیہ قہقہہ وفی مسقفہا وان لم یرکع اور نہیں فاسد کرتا نماز کو دیکھنا نمازی کا کسی چیز کو اور سجدہ جانا اس کا اگرچہ دانستہ ہو بعد چند رکعت کے اگر وہ ہو پہلے کہ کسی سجدہ نماز کے مکمل میں سے نہیں اس سے نہ نکلا کرا اگر انعافا نظر کیا ہو پڑ گئی اور مسجد میں یہ دون تیسد کے اگر وہ مکروہ ہی نہیں کنانی فی المختار وھو ما فی الصغیر اوفی مسجد کبیر ہو وھو ضعیف ۱۲ منہ اور نہیں فاسد کرتا نماز کو گذرنا کسی گذرنے والے کا جنگل میں یا بڑی مسجد میں نمازی کے سجدہ کی جگہ میں کو بعضے قول میں ہم یعنی نمازی کے قدموں میں سجدہ کی جگہ تک میں سے کسی کا گذر جانا مفسد نماز نہیں اور اس کا مقابل قول تمراشی کا ہے کہ قدموں سے لیکر اس جگہ تک گذرنا مفسد ہیں جہاں تک نمازی کی نظر پڑتے جب کہ یہ سجدہ کے مقام کو اگر نہ ہو فرشکہ فساد نماز تو دونوں قول نہیں لیکن گذرنے والے پر گناہ کا ہونا اصح قول میں قہستانی سے لیکر سجدہ تک کی جگہ میں گذرنے سے ہو گا اور تمراشی کے قول پر اسجگہ میں ہی گونے سے ہو گا جہاں نمازی کی نظر پڑتی سجدہ گاہ کو تمکنے کی حالت میں کنانی الشامی اور مکروہ بان یدیہ الی حائط القبلۃ او الی بیت و مسجد ھذہ فانہ بقعۃ واحدۃ مطلقا وفی امام آفاقی کلیا لا نماز نہیں گذرنا اگر نے والے کا سامنے نمازی کے اور کے قدموں سے لیکر دیوار قبلہ تک گھر میں اور عیدگاہ مسجد میں کو گھر اور چھوٹی مسجد میں ایک مکان کے بیچ بیچے مقدار دو صفوں کے فاصلہ کا جو اذان و دفون میں مانع اقتدا کا نہیں جیسے محلی اور بڑی مسجد میں مانع ہوتا ہے مفسد نماز نہیں گذرنا کسی کا مطلق خواہ وہ عورت ہو یا کتا ہم شامی نے کہا کہ سجدہ نہ قدمے ظاہر ہے کے قول پر جو کہ گذرنا عورت کے بالغہ کے سفر حج اور انشاء سے اس امر کے طرف کہ اس باب میں جو کچھ مروی ہے وہ تسبیح ہی چنانچہ ملیہ میں کو ثابت کیا ہے اور وہ ذہ بعض ان اللہ کان امام المصلی لو کان یصلی علیہا ای اللہ کان بشر تحقا ذا بعض اعضاء المار بعض اعضاء مصلہ و لذا یستقبح و مس مار کلی من یقیع دون قامۃ المار وقیل دون السترۃ کانی غرما لا کذا تکار نہیں نماز نہیں گذرنا گدھے کا اور نہ کتے کا اور نہ عورت کا اور نہ کجاوہ کے نیچے نمازی کے سامنے کو جبکہ وہ دکان پر سترہ بنا ہوا بقدر برابر آجانے کے بعض اعضا گذرنے والے کے بعض اعضا نماز اور نہیں حکم عدم فساد کا مرجیت اور تحت اور ہر اونچی چیز کا جسکی بلندی گذرنے والے کے قدر سے کم ہو اور قول ضعیف یہ ہے کہ مقدار سترہ یعنی ایک ہاتھ ہو کہ ہو سکا غرر الاذکار میں ہے ھو المختار اس میں اس قول ضعیف کو غلط کہا ہے اسپر سو کو اگر مقدار سترہ کا اعتبار نہ ہو تو سوار کا نکلنا نماز میں کے سامنے کرہ نہ ہو نکرہ وہ تو غالبا ہمارے ہاں ہوتا ہے اور نہ ہی ہوتا ہے کنانی الشامی وان اقر المار لو بعلم المار ذما علیہ وھو الوجہ الذی لو قف اربعین خریفا کما فی الخانیۃ ولو ستارۃ من قعد او اعتجل وتعوج اذا قام اگرچہ اس گذرنے میں گذرنے والا گناہ گار ہوتا ہو لیکن بسبب حدیث بزار کے کہ اگر گذرنے والا جانے کہ اوسپر کیا گناہ ہے تو ٹھیرا رہے چالیس برس اور گناہ اوسوقت ہو کہ گذرنا بدون اوسکے ہوا اگر چہ ایسا سترہ ہو کہ سجدہ اور کیسکے وقت دور ہو جاتا ہو اور قیام کے وقت پر سترہ ہو جاتا ہو ھم علیہ ہیں کہ اس مسئلہ میں چار رسورتیں ہیں اول یہ کہ گذرنے والے کو گنجائش ہے کہ نمازی کے سامنے کو نہ گذرے اور نماز نے رستہ رد کا نہیں تو اس صورت میں اگر گذرے گا تو گناہ گار خاص

گذرنے والے پر ہو گا دوسرا یہ کہ ادھر ادھر کو رستہ نہیں اور نمازی نے رستہ روک لیا ہو تو اس صورت میں گناہ خاص نمازی پر ہو گا سوم یہ کہ نمازی نے رستہ روکا ہو مگر گذرنے والا ادھر ادھر کو بھی نکل سکتا ہو تو اب گذرنے سے دو تو نکل جائیں گے چہارم یہ کہ نمازی نے رستہ نہیں روکا اور گذرنے والا سیدھا اور راستہ نہیں تو اس میں بھی پکڑا ہوا نہیں اور صورت مستمرہ کی یہ ہو گی مثلاً ایک انگشت کے برابر موٹی لکڑی یا کوئی اور چیز نہیں تو کھینچی ہوئی خط نمازی کے آگے ہو تو وہ بھی درست ہے لیکن بلکہ پر ہو جانی ہو تو بہتر ہے جب کھڑا ہونا ہو تو سترہ کی لکڑی کو آگے جا گڑے نہ ہو اور نہ اس سے یہ بہتر ہی معلوم ہوا کہ ہمیشہ ستر کا قیام کی حالت میں ہے کذا فی الشامی والطحطاوی ولو کان فرجۃ فالاحسن ان یرکز علی یمینہ او یسارہ بقدر ما لا یقطع حرمۃ الصلوٰۃ فتنبہ واگر امید میں کوئی جگہ خالی ہو تو نماز میں آنیوالے کو جانے دے کہ جس طرح اوس جگہ کو جب نہیں کیا اسی کی گردن کو پھلانگ کر چلا جائیگا کیونکہ اس نے اپنی عزت آپ کھو دی فوجہ دار ہو یا بیٹھے ہوئے کے سامنے سے گذرنا گناہ نہیں ہم شامی نے کہا کہ اگر ایک شخص نمازی کے سامنے گذرا چاہتا ہو اور اوسکے ساتھ کوئی چیز قابل سترہ کر دینے کے ہے تو اوس کو نماز کے سامنے کھڑا ہو اور دستہ طرف جاکر اوسکو اٹھا لیوے اور اگر شخص ہوں تو ایک نمازی کے سامنے کھڑا ہو جاوے دوسرا اوسکی آڑ سے نکل جاوے یہ دوسرا نمازی اگر اول شخص کو اوسکی آڑ سے گذر جانے دے تو مسلمانوں سے معلوم ہوا کہ ایک طرف سے سامنے نمازی کے کھڑا ہو یا اوسکا ہاتھ پکڑ کر دوسری طرف ہو جاوے اگر اول شخص

اعادہ نہیں کرتے فی الشامی متعلقہ اور اگر اس نے تصریح نہ کی ہو بلکہ مطلق اندھیری عورت گذرنے والے کو بتانے کے لیے تالی بجانا منع ہے کہ تسبیح ہی ہے کیونکہ تالی بجانا کسی کو بتانے کے لیے ہے اور تسبیح ذکر ہے اور ذکر کو بتانے کے لیے تالی بجانا منع ہے اندر طرف یعنی ہتھیلی میں درمختار شامی اور حلوانی نے کہا کہ طریق تالی بجانا یہ ہے کہ دہنی ہتھیلی کو بائیں ہتھیلی کے اندر طرف یعنی بیچ میں مارے اور بائیں ہتھیلی کو دہنی ہتھیلی کے اندر طرف یعنی بیچ میں مارے اور بعض نے کہا کہ طریق تالی بجانا یہ ہے کہ دہنی ہتھیلی کو بائیں ہتھیلی کے اوپر مارے اور بعض نے کہا کہ طریق تالی بجانا یہ ہے کہ دہنی ہتھیلی کو بائیں ہتھیلی کے نیچے

اگرچہ مٹی میں ہونے کے سبب سے وہ جیسے مکروہ ہو مگر جہل ہو نماز میں آستین یا دامن چڑھانا مکروہ ہے کہیں نماز کی کاپنے پکڑے سے اور بدن سے بسبب معالجہ کے گرمی حاجت کے لیے مکروہ نہیں مسلمانوں کو خارش ہے سب سے کپڑا یا پسینا تکلیف دیتا تھا اسکو پونچھ ڈالا تو عمل قلیل سے ہے اسی لیے مکروہ نہیں گے اور کچھ مضایقہ نہیں کہ لیکن اگر اور بدن سے نماز کے باہر ہم شامی نے کہا کہ آستین چڑھائی نماز شروع کرنے سے یہ صورت بھی داخل ہے کہ آستین اور کام کے لیے چڑھائی ہو یا نصف کے لیے چڑھائی ہو یا رکعت ہونے کے لیے آستین نہ اتاری شریک جماعت ہو گیا فرانیہ میں فضل یہ ہے کہ عمل قلیل سے آستین نماز کے اندر آتار لے اور مبحث کے باب میں ہے کہ حدیث ہم جسکو تضاعف نے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالے نے ہمارے لیے تین چیزیں مکروہ کیں نماز کے اندر عبث کرنا اور روزہ میں فحش باتیں کرنی اور مرنے میں منہ اور صلوٰۃ فی ثیاب بذلۃ یلبسھا فی بیتہ وتکرہ ای حلۃ وھی الا غالیۃ والا ۱۲ اور مکروہ تنزیہی ہے کذا فی النہر نماز میں کپڑا لپیٹنا کہ کپڑوں کو پھیر کر پھیر دے یہاں تک کہ کپڑوں میں لپٹ جائے اور کام کرنے کے لیے کپڑوں میں لپٹ جائے اور کپڑے سنبھالنے ہوں ورنہ مکروہ نہیں ہے کذا فی الشامی اور سکون کے ساتھ ہاتھ باندھنا مکروہ ہے کذا فی الشامی اور کپڑا جھٹکنا یا ہلانا تحریمی

خارجہا للحاجۃ اور مکروہ بتحریمی ہے اور گلیاں چنگلی اور ایک امام کی دو مگلیوں کو دوسرے کی دو مگلیوں میں ڈالنا اگرچہ نماز ہی ہو متعلق نماز کہا جاتا ہے والنماز کے طرف منہ بھی مکروہ ہی بلاعذر ہی کے اور مکروہ تحریمی نماز کے باہر بسبب کسی حاجت کے ہم امام ابوحنیفہ نے مرفوعاً روایت کی کہ اپنی انگلیاں امت پٹخا جب کہ تو نماز پڑھتا ہو اور مجھی میں حدیث نقل کی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اس سے کہ آدمی اپنی انگلیاں چٹخائے جس وقت کہ مسجد میں نماز کے منتظر بیٹھا ہو اور ایک روایت میں ہے کہ جب تک کہ نماز کے لیے جاتا ہوا اور احمد اور ابوداؤد وغیرہ بہ تشبیک کی ممانعت کی حدیث نقل کی ہے اور خارج نماز سے مراد ہے کہ نماز کہا نہ ہو اور نہ مسجد میں اوس کا منتظر ہو اور حاجت ہو کہ جوڑوں کا آرام دینا ہو شاید اس سے معلوم ہو کہ بدون حاجت کھیل کے طور پر از مگلیوں کا چٹکانا ایک ہنر کا اور مکروہ تنزیہی ہی کذا فی الشامی والحاصل ہو للحاصر فی الصلوٰۃ وبلکہ خارجہا کذلک اور مکروہ ہے کہ نماز میں تھوکنا یا ناک صاف کرنا بے پر رکھنا بسبب نہی کے اور باہر نماز کے مکروہ تنزیہی ہے ہم مسجد میں وغیرہا میں مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازیوں کو دیکھ پر اپنے رکھنے سے ممانعت فرمائی اور حسان غائی کی کراہت بیان ہو صاحب ہدیہ کی کہ انی اشبہ الاشیاء الالتفات وکالالتفات بوجہہ کلہ او ببعضہ فلسفی اور مکروہ تحریمی ہے سارا چہرہ یا تہوڑا پھیرنا نماز میں دیکھنا بسبب نہی کے ہم ترمذی نے انس سے روایت کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم نماز میں التفات سے کیونکہ التفات نماز میں موجب ہلاکی ہے کذا فی الشامی وبعضہم ذکرہ فان عاد بعضہ لا بکلہ کما مر اور بہ دن موجہ بہت سے کے آنکھ سے اور ادہر ادہر دیکھنا مکروہ تنزیہی ہے اور سینہ کو پھیر کر دیکھنا بدون عذر کے منصف نماز ہی پیچھے منصفات نماز میں بیان ہوا وقیل قائلہ قاضی خان نصف حجتی ہو والمعتمد کما فی قاضی خان کے کہا ہو کذا فی زاد سرجانی ہے مرفوع کے بیٹھنے سے اور معتمد یہ ہے کہ کافر نہیں ہو فی بلکہ مکروہ تحریمی ہے وقیل قائلہ کالکلب الہیمی اور مکروہ تحریمی ہے نماز کی کا بیٹھنا مثل کتے کے بسبب نہی کے ہم قائل تفسیر طاوی کے یہ بیان کی ہے کہ دو موسرین پر بیٹھے اور رانوں کو کھڑا کرے دونو گھٹنے چپکائے سے لگائے اور دونو ہاتھ زمین پر رکھے اور جو بیٹھنا سنت کہتے کی نسست ہے کہ بیٹھنا ہے یہی ہے ترجمہ اور حدیث میں آئی نسست کی ممانعت ہو اور کہتے ہیں نے تشہیر کی ہے کہ دونو ٹانگ کو کھڑا کرے انکی ایڑیوں پر بیٹھے اور دونو ہاتھ زمین پر رکھے ویسے کہا کہ یہ بیٹھنا سنت کہہ دو تحقیق نہیں بلکہ جو کہ مخالف نسست معمول کے ہو یہ ہے کہ مرتبہ نہی ہو کہ ذا فی الطحطاوی وذا فتراش الرجیل ذراعیہ واللہی اور کہ تحقیق میں ہے پہلا امام کا پاؤں دونو ٹانگوں کو ہاتھوں کے بیچ میں حدیث مسلم میں مالف وارھو وصلوٰۃ الی وجہ انسان کراھۃ استقبالہ الا مستقبلا لمن صلی فلا کراھۃ علیہ الا لفعل المستقبل وفی بعیۃ اذا کان مکروہ تحریمی ہے نماز پڑھنا نماز کا کسی آدمی کے موہنہ کی طرف جیسے مکروہ ہو موہنہ کرنا نماز کی طرف پس اگر موہنہ کرنا نماز کی طرف کسی کے کراہت اسپر ہو گی اور کراہت اسپر ہو گی ورنہ دوسرے شخص پر جو نماز کی طرف کو موہنہ کر رہا اگرچہ موہنہ کرنے والا امام ہو اور نماز کی میں اور اوس میں کوئی آڑ نہو ہم طحطاوی نے کہا کہ استقبال کی صورت نماز کی طرف ہی اور استقبال غیر مقصود کی طرف صفات ہو اور آڑ ہونہ کسی قدر ہاتھ گلگا کی کہ آڑ کیلئے ہو نہیں ہوتی شاید نماز کی کا موہنہ دوسرا موہنہ کیلئے ہو گر دونو کے بیچ میں ایک اور شخص ہو جسکی پشت نماز کی طرف ہو تو مکروہ ہو گا وذکر السلام بیدا اور آیہ کما ھنا اور مکروہ تنزیہی ہی جواب مسلم کا یہ ہاتھ سے ہاتھ سے پیسا پیسنا سنت میں کذا فی قبیل لم یصل فیہ فاشار بیدہ انہم صلوا وذکر تعین کہ مبنا علیہ نہیں نماز کی بولنا جواب دینا میں اپنے سر سے یا ہتھ سے کسی نے نماز سے کرنی بیزار ہا تھا یا رہ سے دیکھا یا اور یہ جواب کہ کر لے پس نماز کی نے اشارہ سے زبان سے نہیں کیا نماز کی سے پوچھا کہ تم کتنی رکعتیں پڑھی ہیں اور اوس نے انگشت سے اشارہ کر دیا کہ چھ رکعتیں پڑھی ہیں ہم لفظاً اس سے اشارہ ہو کہ بہتر یہی ہو کہ سر یا ہتھ سے اشارہ نہ کرے کما فی الطحطاوی اما الی قبیل لم تعلم فتعلم او اجعل احدا تضیق فتم لہ فوا فسدہ ذکرہ الحلبی وغیرہ خلافا لما فی من البحر اور اگر نماز کی سے کسی نے کہا کہ لگے بڑھ یا بس ہے آگے کوئی شخص مفتون میں جہل ہوا اور نماز کی نے تو اسکو جگہ دیدی تو نماز کا فاسد ہو جاویگی ذکر کیا ہم کو حلبی نے برخلاف

اس قول کے موافق اور البحر الرائق میں کہا کہ اس صورت میں نماز فاسد نہیں ہوتی اور طحطاوی نے کہا کہ یہی قول عدم فساد کا مستند ہے اور قول نماز کے فاسد ہونے کا ضعیف ہو جانا چہ شیخ شرنبلالی سے اسکی تصنیف گذر چکی وکذا التقریم حاشیۃ التنویر الملقبۃ المسماۃ بغنیۃ ذوی الاحکام وغایۃ ما یقتضیہ الدلیل بفساد الصلوٰۃ بالالتفات کما انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کان جُلّ جلوسہ مع اصحابہ التربع کذا فی اعراب حدیث عدی رضی اللہ عنہ اور کمرہ کو سیدھی ہو جانا زانو پر ہاتھ رکھنا نماز کے اندر بدون عذر کے بسبب ترک کرنے جلسۂ مسنون کے اور کمر تو ہمیں بالبیع اگر نماز سے باہر ہو اسلئے کہ سنت صلی اللہ علیہ وسلم کی نشست ہمیشہ کبار کے ساتھ اکثر چار زانو ہونا تھی اور بسیط حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نشست بھی نقل کیا ہوا اس حدیث کو شرح منیہ میں ابن حاجم سے اور اس میں ہے اور ان لوگوں کے قول کا جو کہتے ہیں کہ چار زانو بیٹھنا نماز کے باہر کردے اس وجہ سے کہ جابر لوگوں کی نشست کو کذا فی الشامی والنفاق ولو خاصا ذکرہ شیطان لانہ من الشیطان والا نبیاء علیہم السلام لم یحفظ عنہم ذلک منہ اور کردہ ہو جانی لینا اگرچہ نماز کے باہر ہو ذکر کیا ہے اسکو کسی نے اس لئے کہ جمائی لینا شیطان کے طرف سے ہے اور انبیاء علیہم السلام اس سے محفوظ رہے ہم مسلمین میں مروی ہے کہ جمائی لینا شیطان کے طرف سے ہو جب کوئی تم میں سے جمائی لے تو چاہیئے کہ جتنی الوسع روکے شائد نے کہا کہ جمائی کی کراہت کو کسی نے یہ نہیں لکھا کہ محرم ہے یا تنزیہ یعنی مگر اس سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اگر اپنے آپ سے ذکر نہ ہنسنا ہی ہو اور اگر دانستہ ہنسنا جائے تو کہ وہ کہ ہنسنے سے یہ فعل عبث ہے اور عبث کردہ و محرم ہی ہوتا ہے وتغمیض عینیہ للمتھی الا لکمال الخشوع اور مکروہ تنزیہی ہے کہ آنکھوں کا بسبب نہ کھولنے اپنی آنکھوں کے مگر کمال خشوع کے لیے ہو مگر ان کمرہ نہیں عم نہی کی حدیث کان ابن عدی نے بسند ضعیف روایت کیا جو اور بدائع میں وجہ کراہت یہ ہے کہ قعدہ گاہ کا ناکا مسنون ہے اور کمر کو جھکانے کے بدلنے سے یہ سنت متروک ہو جاتی ہے تو اسی لیے علیہ اور البحر الرائق میں کہا کہ کذا فی الشامی مضت وفیہا کلام فی الحراک یحتاج فیہ وقد مامنا خبرہ بان العبرۃ للقدم مطلقا وان لم یستقبلہ حال الامام من جلال بالتشہد ودان بالاشتباہ فلا اشتباہ آہ فی قول للاطلاق اور مکروہ ہے کھڑا ہونا امام کا محراب میں سجدہ کرنا امام کا محراب میں حالانکہ دونوں پاؤں اسکے محراب کے باہر ہوں اسکو اندر باہر ہونے میں اعتبار قدم کا جو امام کا کھڑا ہونا محراب میں مطلق مکروہ ہو اگرچہ حال امام کا مقتدیوں پر پشت نہ ہو خواہ محراب مسجد میں سے ہو یا نہ ہو اگر علت کراہت ہونسکی اہل کتاب کی مشابہت کو بنایا جاوے اور اگر علت کراہت امام کے پشت بہ ہونیکو کہا جاوے کہ محراب میں کھڑا ہونے سے کچھ مشابہت پائی نہ جاتی ہو تو مکروہ نہ ہونا چاہیئے بین کچھ شبہہ نہیں ہم حاصل یہ ہے کہ امام محراب جامع صغیر میں امام کے محراب میں کھڑا ہونا مکروہ کہ وہ کہا جاوے اور کچھ تفصیل نہیں کی اس لیے اس کی کراہت کو شیخین مشائخ نے اختلاف کیا بعض نے تو یہ کہا کہ محراب ایک جداگانہ مجرد کی طرح ہو تو اس میں کھڑا ہونا اہل کتاب سے مشابہ ہو نا ہے کہ وہ بھی اپنے امام کا مکان جداگانہ بناتے ہیں اور ہدایہ میں اسی پر اکتفا کیا ہے اور مختار امام حلبی بھی یہی ہے اور بعض فقہا نے کراہت کا سبب یہ بیان کیا کہ امام کا حال داہنے و بائیں کے مقتدیوں پر پشت ہو گیا کہ وہ ہو تو شارح کہتا ہے کہ اگر وجہ کراہت اہل کتاب کی مشابہت ہے تو ہر صورت سے مکروہ ہونا چاہیئے مشابہ ہو یا نہ ہو اور اگر وجہ کراہت مشابہ حال امام سے تو جس صورت میں مشابہ نہ ہو گا مکروہ بھی نہ ہوگا کذا فی الشامی وانفرادہ اذا کان امام علی الدکان للنہی وقد کان اذا تقام بلال اراع ولا یأس بہ اذا وقف ما یقرء بہ کما یستفاد مما یاتی وجہ الاول ۱۲ وغیرہ اور کردہ ہو کھڑا ہونا امام کا تنہا جو درہ پر لیسبب نہی کے یعنی حدیث مالک کے کہ منع فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہ امام کھڑا ہو اونچی جگہ پر اور لوگ اسکے پیچھے ویسی ہی جگہ پر بیٹھ لینا نے الخطوط اور اندازہ کی گئی ہو بسبب ایک ہاتھ کی اور کچھ مضائقہ نہیں ایک ہاتھ سے کمتر بلندی کا اور بعض کا قول مقدار ارتفاع میں یہ ہے کہ جسکے اعتبار سے ایسا نہ ہو اور یہی قول موجب زیادہ ہونے ذکر کا ہو اگر کوئی الذین تحقق وغیرہ نے عم ۱۲ منہ سے کہا کہ ظاہر الروایۃ یہی ہے وما قول بحدیث کے اطلاق کے منافی نہیں طحطاوی نے کہا کہ وکرہ للفتح دال تشدید کذا وہ اونچی جگہ جو چبوترہ کے لیے بنائی جاوے اور مقتضائی حدیث یہ ہے کہ کراہت تحریمی ہو کذا فی الشامی وکرہ علی عکسہ ای الاکھڑا ہونا امام کا نیچی جگہ پر اور مکروہ ہونا مقتدیوں کا اونچی مکان پر اور مقتضا امام کا پستی میں ہونا ہے خلافا لما ذکرہ غالبا کراہت تنزیہی ہے اسلیے کہ نہی تو خاص حال میں وارد ہے اور وجہ کراہت یہ ہے کہ اسمیں امام کی حقارت ہے اور اصح قول یہی ظاہر الروایۃ ہے اور کما

مقابل قول علماء ہی کا ہو کہ یہ صورت مکروہ ہے جیسا کہ فتاویٰ شامی وغیرہ میں ہے فلو قاموا علی الرصیف والامام علی الاصح اوفی الطریق الضیق المکروہ لم یکرہ کما فی الخانیۃ وغیرھا وھو المختار کما حررتہ فی جوامع المسائل اور یہ کراہت تیسرے مسئلہ میں دفع ہونے سے مراد رکے ہے مثل جمعہ اور عید کے دن کے تو اگر پیشتر از وقت کے باعث مقتدی بالائے زمین پر کھڑے ہوں اور امام زمین پر یا محراب میں کھڑا ہو لیکن مسجد تنگ ہو گیا ہے کہ مکروہ ہو گا جیسے اس صورت میں مکروہ نہیں کہ امام کے ساتھ مقتدیوں میں سے بعض ہوں صحن مسجد میں اور بعض ہوں بالائے زمین جو مسجد سے پیوستہ ہی ہوں تو مکروہ ہو گا اور ایسی باتوں کی عادت ہو گئی ہے جامع سجد دل اہل اسلام میں جیسے اگر سردی کے باعث امام کو محراب میں بالائے زمین پر کھڑا ہونا ہو اتنے مقتدی کے ساتھ تو وہ ایک مقتدی ہی کی طرح ہے جو بالائے زمین وھی التقدیر ارادۃ التعلیم او التعلیم کالبسط فی البیت اور عذر جیسی ہوا راوہ کرنا امام کا فلیکبر ویشرع فیہ ویسکت بقدر ما یراہ انہ فرغ من الثناء ثم یتعوذ ویقرأ سراً ویسکت بقدر ما یراہ انہ فرغ من القراءۃ ثم یجہر بالتکبیر ویرکع ویسکت بقدر ما یراہ انہ فرغ من تکبیر الرکوع ثم یجہر بالتسمیع ویرفع رأسہ ویسکت بقدر ما یراہ انہ فرغ من التسمیع ثم یجہر بالتحمید ویسجد ویسکت بقدر ما یراہ انہ فرغ من تکبیر السجود ثم یجہر بالتکبیر ویرفع رأسہ ویسکت بقدر ما یراہ انہ فرغ من تکبیر الرفع ثم یجہر بالتکبیر ویسجد ویسکت بقدر ما یراہ انہ فرغ من تکبیر السجود ثم یجہر بالتکبیر ویرفع رأسہ ویسکت بقدر ما یراہ انہ فرغ من تکبیر الرفع ثم یجہر بالتکبیر ویقوم الی الثانیۃ ویسکت بقدر ما یراہ انہ فرغ من القیام ثم یتعوذ ویقرأ سراً ویسکت بقدر ما یراہ انہ فرغ من القراءۃ ثم یجہر بالتکبیر ویرکع ویسکت بقدر ما یراہ انہ فرغ من تکبیر الرکوع ثم یجہر بالتسمیع ویرفع رأسہ ویسکت بقدر ما یراہ انہ فرغ من التسمیع ثم یجہر بالتحمید ویسجد ویسکت بقدر ما یراہ انہ فرغ من تکبیر السجود ثم یجہر بالتکبیر ویرفع رأسہ ویسکت بقدر ما یراہ انہ فرغ من تکبیر الرفع ثم یجہر بالتکبیر ویسجد ویسکت بقدر ما یراہ انہ فرغ من تکبیر السجود ثم یجہر بالتکبیر ویرفع رأسہ ویسکت بقدر ما یراہ انہ فرغ من تکبیر الرفع ثم یجہر بالتکبیر ویقوم الی الثالثۃ ہم یعنی اگر امام تعلیم بلند ہی پر کھڑا ہو تو ایک مقتدی کا اونچی جگہ پر کھڑا ہونا مکروہ ہے جیسا کہ فتاویٰ شامی وقد مر آنفا انہ القیام فی جھۃ خلف صف فیہ فرجۃ فلو فی اقل القیام بمقدار ان لو رجع فرجۃ بل جذب واحد امام الصف ذکرہ ابن الکمال لکن قالوا فی غیر ما ان کان اول ولیس اقل فی الفرجۃ بل واحدۃ او اثنتان فرجۃ اور ہم پیشتر یا بالائے مسجد میں کھڑا ہو کر مقتدی ہونا قیام کا ایک صف میں پیچھے ایسی صف کے جس میں فرجہ ہو جیسے پیچھے کھڑا ہونا قیام کا تنہا اگر یہ صف میں جگہ نہ پاوے بلکہ ایک نمازی کو صف میں سے لیے برابر پیچھے نہ ذکر کیا صاحب بحر کمال نے لیکن کہا ہے صاحب تنویر وغیرہ نے کہ جاوے زمانے تین قدم پیچھے ہٹ کر یعنی لوگوں میں جہل زیادہ ہے اکثر لوگ ذرا ذرا فاصلہ کی وجہ سے اقتدا توڑ دیتے ہیں اور ہمیں وجہ ہو گا اقتدا تین کا کہ مکروہ تحریمی ہو گا اگر اس صورت میں کہ صف میں جگہ نہ پاوے فرجہ نہ ہو تو پیچھے اکیلا ہونا مکروہ نہیں جیسے دوسرے نمازی کے پیچھے کہ صاحب سترے ذکر نہیں کیا وللشیخ قاسم فیہ تأمل لی وجہ وان یقوم عن یمین امامہ او یسارہ او الی جنبہ ایۃ جہۃ ادی جہۃ وصل بھی لو فعل قیل لا ولو فی مسجد ہ منعوا تأخر الامام قلیلا ذکرہ ابن الکمال اور کھڑے ہونے نماز کے میں کہ سر پر نہیں ہے یعنی ہے میں باسانی بار بار داہنے خواہ بائیں باسجدہ کی جگہ میں کوئی تصویر گھر کی کھڑکی میں ہو جیسے چلتے ہوئے کسی کرسی نہیں کرتے ہوں نہیں کرتے اگر پیٹھ ہو گی تو پر تصویر ہو جو مثل اس جانور کی صورت کہ کہتے ہیں اور نہ سر پر عام ہے جانور کی ہو یا سے بیان کی اور جانور کی تصویر کا گھر میں رکھنا کروہ تحریمی ہے کیونکہ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ فرشتے داخل نہیں ہوتے اس گھر میں جس میں کتا یا تصویر ہو کہ اس الفاظ باہر ہو گا تصویر کپڑے کی ہو یا دیوار میں اور اختلف فیما اذا کان التمثال حقیرا والا ظہر انہ لا یحرم اور خلاف ہوا ہے درست میں کہ تصویر نمازی کے پیچھے ہو اور باہر تر کراہت ہو اسے کہ جامع صغیر میں امام محمدؒ سے اسکی کراہت کی تصریح کی ہوا اور یہ کتاب ابو بکر جعفر الفقیہ ہی نے تالیف کی ہے فالظاہر ان امور کو لکھا ہو گا جو مشتہر ہو چکے ہوں گے کذا فی الحلبی وقدمنہ اعلی جلی سبعہ کانما قائما او فی بابہ عامۃ الشمس بدلیل انہ کالمستلقی بقبابہ اور مکروہ نہیں اگر تصویر نمازی کے دونوں پاؤں کے نیچے یا بیٹھنے کی جگہ میں دبی ہو کہ یہ نکہ اس صورت میں تصویر ذلیل ہے یا تصویر ایسا ہو کہ اس امر تب بھی مکروہ نہیں جو نماز میں پوشیدہ ہو جیسا کہ فتاویٰ شامی نے کہا کہ شمنی کی جگہ میں دبی ہو کہ یہ نکہ اس صورت میں تصویر ذلیل ہے یا تصویر ایسا ہو کہ اس امر تب بھی مکروہ نہیں جو نماز میں پوشیدہ ہو جیسا کہ

یا دہری کپڑے میں چھپی ہو اور ثابت کر لیا ہو کہ مصنف نے بالتصویر اتنی مہوتی ہو کہ اور اسکے ہونا کی تفصیل نہ دیکھی ہو کیونکہ سو جبکہ وہ کپڑا ہو اور تصویر زمین پر ہو جیسی اگر اسکے فاصلہ سے اور اسکے ہونا جدا جدا معلوم نہ ہوتے ہوں تب بھی مکروہ ہونگی تو کر کیا ہے کہ حلبی نے تو مقطوع عن الرأس او الوجہ او الصدر او عضو کا تعین بدون الوجہ والصدر دی روح لا یکرہ لانہا لا تعبد یا صورت سر کٹی ہو یا چہرہ کٹا ہوا یا اس کا ایسا عضو کاٹ دیا ہو جسکے بدون اوس صورت کا جاندار زندہ نہ رہے یا تصویر سے بالکل ہی چیز کی ہو تو مکروہ نہ ہوگی کیونکہ یہ سب منکر ترین عبادۃ نہیں کی جائیں ہم شافعی تو کہا کہ سر کاٹا ہوا عام ہے اس سے کہ اور سکو مٹا دیا ہو یا نہا یا ہی ہو بنا کر یکدن سے کاٹ دیا ہو یا کہ رہ تو الابوسا ہی خواہ مرتبی ہیروی ہو سب صورتوں سے کہ ایت نرسیگی وخصیہ بدل خصوص بغیر الہانۃ لہا بسطہ ابن الہمام اور حدیث جبریل علیہ السلام کی مخصوص ہو اوس تصویر کے بارہ میں جو بالکل ہو چنانچہ مشرح بیان کر چکا ہے کہ ابن کمال نے ہم یہ جواب ہو ایک سوال مقدر کا اور مکی تقریر یہ ہو کہ اگر تصویر کی کراہت اس وجہ سے ہے کہ جس جگہ میں نماز ہوتی ہے وہاں فرشتے بسبب تصویر کے نہ آئینگے چنانچہ حدیث جبریل میں جسکو مسلم نے روایت کیا ہو مذکور ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے تخلف صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا تھا کہ فلاں ساعت میں حاضر خدمت ہو گا جب وہ ساعت آئی تو جبریل نہ آئے آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالے اور اس کا رسول اپنا وعدہ خلاف نہیں کرتا اور معاً جواب کے انہوں نے تمام کمرہ زمین پر تو اوپر جو دیکھا تو ایک کتے کا پلا چارپائی کے نیچے ہے تب آپ نے حضرت عائشہ سو پوچھا کہ یہ کب آگیا اور ہوں نے عرض کیا کہ مجکو خبر نہیں پھر وہ پلا نکالا گیا اور حضرت جبریل تشریف لائے آپ نے فرمایا کہ میں تمہارا ہی وعدہ کا منتظر تھا تم وعدہ پر نہ آئے اور انہوں نے عرض کیا کہ میکے اندر آنے کا یہ ہی مانع ہوا جو آپ کے گھر میں تمثالیں ایسے گھر میں نہیں جاتے جسمیں کتا یا تصویر ہو تب تو تصویر ذلیل ہو یا غیر ذلیل دونو صورت میں کراہت ہونی چاہیئے کیونکہ حدیث میں لفظ صورت عام مذکور ہے اور اگر وہم کراہت شباہت عبادت ہو تو جس صورت میں تصویر سامنے یا سر کے اوپر ہو مسجد مکروہ ہونی چاہیئے نہ اسلئے ہم نے یہ جواب دیا ہے کہ کراہت کی وجہ یہ ہے کہ نماز کی جگہ میں فرشتوں کا گذر نہیں ہوتا اور حدیث جبریل میں ہر چند لفظ تصویر عام ہے مگر وہ اوسی تصویر سے مخصوص ہو جو دلیل نہو اسکی خصوصیت دوسری حدیث سے ہے جسکو مسلم اور ابن حبان نے روایت کیا ہے کہ جبریل علیہ السلام نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نوبت سے حاضر ہونیکی اجازت چاہی آپ نے فرمایا کہ اندر آؤ انہوں نے عرض کیا کہ میں اندر کیسے آؤں آپ کے گھر میں تو ایک پردہ ہے جسمیں تصویریں ہیں اگر آپ کو ان کا رکھنا منظور ہے تو انکے سر کاٹ ڈالیں یا اوسکے گدے کر دیں اور پھر میرے بنوانے تک کے زمانہ الشامی واختلف المحدثون فی اقتناء ما لا روح لہ عما علی المقدین فمنعہ عیاض واثبتہ النووی اور جبرائیل کا جو اس حدیث سے رحمت کے فرشتوں کے نہ آنے میں سبب ہونا دوں تصویروں کے جو زیر پیر شرعی ہو بنا دی ہیں تو قاضی عیاض مالکی نے امتناع کی نفی کی ہے اور نووی شافعی نے منکر ثابت کر دیا ہے ہم شامی نے کہا کہ قول قاضی عیاض کے موافق علماء حنفی نے بھی تصریح کی ہے چنانچہ فتح القدیر میں کہا کہ چھوٹی تصویر کا رکھنا گھر میں مکروہ نہیں یعنی جو تصویر اتنی چھوٹی ہو کہ اوس سے نماز مکروہ نہ ہوتی ہو تو اوس کا رکھنا گھر میں مکروہ نہیں اور جو نماز میں کراہت پیدا کرتی ہو اوس کا رکھنا بھی مکروہ ہے فائدہ یہ حکم تصویر کے رکھنے کا ہے لیکن بنانا تصویر جاندار کا جھوٹی ہو یا بڑی ہر طرح سے حرام ہے کذا فی التبیین اثبات التحریمی کی پیدا کرنے سے ہے چنانچہ نووی نے شرح مسلم میں اسپر اجماع نقل کیا ہے وکذا فی ازہا علی الاکلی والشوہد والتسبیح بالید فی الصلوٰۃ مطلقاً ولو نفلاً اما اتخاذہا سبحۃ فلا یکرہ لعدم ما یفید ہ اما فیہ وعلیہ یحمل ما جاء من صلوٰۃ التسبیح اور مکروہ ہونے میں انگلیوں پر تسبیح پڑھنے کی ہر طرح برابر ہے چاہے شمار کرنا آپس اور دوسرے سبحان اللہ کہنے کا ہو چاہے دل میں پڑھنے کا ہو چاہے زبان سے لیکر کذا فی البحر مطلق نماز میں اگر یہ نفل نماز ہو اور مکروہ نہیں ہو شمار کرنا ظاہر ہے جیسے مکروہ نہیں شمار کرنا نماز کی اپنے دل میں یا لوگوں کے دیکھنے سے اور یہ ہی محمول ہے صلوٰۃ التسبیح جو حدیث میں مذکور ہے یعنی اوس میں بھی شمار دل سے کریں یا اگلی ایک ایک رکوع دعا نہ کریں فرع مسئلہ المحیط شارح کا بالیس باتخاذ المسبحۃ یعنی رایہ کا بسبحۃ اللہ کہہ سکتا ہے تسبیح رکھنا مکروہ نہیں ہے جیسا کہ شرح بیان کیا ہے بحر الرائق میں ہم مسجد کہ تسبیح سبحۃ الکاکا ہو اور بحر الرائق اور علیہ و فی مرقی سبحۃ بضم سین ہو جیسا

المطلق مرہ میں تسبیح کہتی ہیں جب کہ مرد نے ایک دوسری میں ہو چکے تھے اور دلیل جواز تسبیح یہ کہنی کی وہ حدیث ہے جو ابوداؤد و ابن ترمذی و نسائی و ابن ماجہ نے سہل بن سعد ساعدی سے روایت کی ہے کہ میں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک عورت کے پاس گیا جس کے سامنے چھ تختیاں یا تین تین پردہ دفعہ پر تھی تو آپ نے فرمایا کہ میں تمکو اس سے آسان تر اور فضیل بتاؤں یا تمہارے واسطے بہتر ہے سبحان اللہ عدد ما خلق فی السماء الخ یعنی پاکی ہے اللہ کی بقدر اس کے کہ اس نے آسمان میں پیدا کیا ہے اور پاکی ہے اللہ کی بقدر اس کے کہ اس نے زمین میں پیدا کیا ہے اور پاکی ہے اللہ کی بقدر اس کے کہ اس نے ان دونوں کے درمیان پیدا کیا ہے اور پاکی ہے اللہ کی بقدر اس کے کہ وہ پیدا کرنے والا ہے اور اللہ بڑا ہے مثل اس کے اور لا الٰہ الا اللہ مثل اس کے اور الحمد للہ مثل اس کے اور لا حول ولا قوۃ الا باللہ مثل اس کے تو اس حدیث میں آپ نے تسبیح کرنے کی فضیلت بیان فرمائی اور تسبیح میں اس حدیث کے مضمون سے اتنی بڑھانی جائز ہوئی کہ ایک رکعت میں سو تسبیح کہے اور اس سے زیادہ نہ کہے اور اس حدیث میں جو تسبیح کرنی بتلائی گئی ہے اس کا کچھ ضرور نہیں ہے جو تسبیح چاہے پڑھ لے اور ان تسبیح

ہوگی تو نہیں کہ اوس کا ترک کرنا ضروری ہو وھکذا فی حدیث ابن ان فی الصلوٰۃ لشغلا اور مکروہ ہوجاوے مدوں حاجت اور مثالیہ ہے کہ نماز میں اوجہ قصد کو حدیث میں وارد ہے و مشروع ہوا اس حدیث سے کہ ان فی الصلوٰۃ لشغلا یعنی نماز میں ایک شغل ہے جو اور باتوں کا مانع ہوتا ہے جواب یہ سوال مقدر کا کہ جب یہ کام اوٹھانا مکروہ کیسے ہو سکتا ہے حالانکہ ابوداؤد وغیرہ نے روایت صحیحہ میں ثابت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نماز میں اپنی نواسی بی بی امامہ کو اوٹھاتے تھے جب سجدہ کرتے تو اوتار دیتے تھے اور کپڑا ہو نیکے وقت پھر اوٹھا لیتے تحقیق اس سوال کا جواب ایک تو یہی ہو شارح نے دیا کہ یہ حکم منسوخ ہو گیا پھر جواب کام کا نہیں ایسے کہ حدیث ان فی الصلوٰۃ لشغلا بھتیرے صحیح بشیر کی ہے اور تصدیق بی امامہ کا ہجرت کے بعد ہونا اور حدیث سہو کی ناسخ کیسے ہو سکتی ہے اور ایک جواب بدائع میں مذکور ہے کہ یہ فعل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اس لئے تھا کہ آپ کو کسی ضرورت تھی کیونکہ ایسا شخص کوئی نہیں جو بی بی امامہ کی حفاظت کرتا تو اگر اب بھی کوئی شخص ایسے کام کی ضرورت میں مبتلا ہو تو اس کو بھی کام اوٹھانا مکروہ نہیں البتہ بدون حاجت مکروہ ہوگا کذا فی الشامی و ہو باب قطعھا الحیۃ قتل حیۃ و ذی طفیتین و ابتر فانہ یلقی بصر الحیۃ و یطمس نور البصر و یصیب الحبل فلا یرجع من الحبالی الا اخنث فوت و فتی و اجماعا و یرخص فی قتل ما یؤذی کالفارۃ و الحدأۃ و الغراب الابقع و الکلب العقور و ما فی معناھا و یکرہ قتل ما لا یؤذی کالھرۃ و الصرد و الھدھد و الضفدع و النملۃ و الزنبور و النحلۃ و الھدھد و الخطاف و الببغاء و الطاؤس و الدجاج و الحمام و البلبل و الشحرور و الخفاش و الدیک

فرماتے ہیں کہ بدون نذر اور بدون قسم کھانے کے بھی ایسا ہی ہوگا اور دونو باتوں کے مانند ہے حکم ایک ہے اور بالغ اور لڑکے اس حکم میں برابر ہیں شامی نے کہا کہ وہ کہ ابتدا کرے بدعی تو امید ہے ایسا سلوم ہوتا ہے کہ گناہ تشریعی ہوگا گے آگے کا ذکر ہے طرف ہے نہ بسلسلہ سے آدمی کی گواہی قبول نہیں ہوتی جو فاسق معلن ہو ظاہر ہے کہ ارتکاب حرمی سے اذا اقیمت او شئ من المکتب الشرعیۃ الا ان یکون علی صورۃ ما تقدم عن الخلاصۃ قولہ کالسماع یا مکروہ ہی جیسا کہ فاسق کا شرعی کے طرف یعنی تفسیر و حدیث و فقہ اور ان کے اصول کی کتابیں مگر یہ کہ کتاب موصوف کسی اچھی جگہ پر ہو تو نماز پڑھنے سے بہتر ہوگا کیونکہ اس الدین محض نے شافعی کا اظہار کرتا ہے بہت دور رکھی ہے تب بھی کراہت نہ ہوگی دلکا رہ خلق ابدا السبیل الا لحق بی ملتمسا یہ یعنی اور نہیں کرہ وہ جو خلل لگا مسجد کے دروازہ کو گرا دے یا سیڑھی ڈور سر کر فصل لگا دے نہ کرہ نہیں سمجھی ہے فتوے ہم شامی نے کہا کہ خلق کی جگہ اخلاق کہنا چاہئے تاکہ نہ کاموس میں ہو کہ خلق یا بالفتح مراد ہو اخلاق اما صبیح ہو اور دیر کرہت جیسے کہ دروازہ بند کرنے سے نمازیوں کو نماز سے روکا یا جاگہ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ) اور نخر متبع کی صورت میں ہو اوقات نماز میں بند کرنا مکروہ ہے کذا فی النحر وکرہ منع بانا لوظی فوق اذان الاول والمنع ظ لانہ مسجد الی عنان السماء و فساد ظاہر بانخیر عن وقتہ الی القضیۃ فضیقہ اعتیادیہ اور مکروہ ہے منع کرنا مسجد کی جب پر اور اول بہر اذکر ملاسیے کے مکروہ مسجد ہونے تک اور مکروہ ہے منع کرنا ہر ایسا شخص کو کہ رہتا ہو دن ندر کے اور نہ قیام نماز کی ہو تو اس کے فاسق ہونیا لی کی مسجد کو کہ رہتا ہو نیا لیے کی عادت کرنے سے بنیخ آدمی کو کہ رہتا ہو مسجد میں جس کو چاہتا تو منع ہو جائیگا واذ تعالیٰ فیہ وحلیہ فلا یجوز الاستیناس بہ فی شیء من امور الدنیا ولا التطیین فیہ ولا النوم فیہ ولا فی الرحبۃ التی فیہ اور مکروہ ہے اندر لیجانا نجاست کا مسجد میں اور اس جا پر مقرر ہو کر جانا نہیں پر اغ جلانا یا آگ تیلی سے سینکنا اندر اور سہ کاری کرنا مسجد کا یا آگ گاہی سے اور پیشاب کرنا اور پھولوں کا اگرچہ برتن کے اندر پیشاب اور حیل لیا عام و عادی طالگیری میں ہے کہ جس آدمی کے بدن پر کچھ نجاست لگی ہو وہ مسجد کے اندر نہ جائے اور جس کے منہ میں ناپاک بدبو دار چیز ہو اس کے مسجد کا لیسا مکروہ ہے وفہم ان یدخل صبیانی مجانین حیث غلبۃ تخیبہم والا لیکرہ کذا فی الخانیۃ اور حمام اور اس کے داخل کرنا کافروں اور مجنونوں کو مسجد میں جبکہ کافر غالب ہو کہ مسجد کو پلید کر دینگے اور اگر ایسا نہ ہو تو اندر لیجانا اون کا مکروہ ہے شامی نے کہا کہ راہ معلوم ہونے سے مکروہ نہ ہوگی ہے اور منہ اندر لیجانے لڑکوں اور دیوانوں کی جیسے کہ حدیث مرفوع میں آچکا ہے کہ اپنی مساجد کو لڑکوں اور دیوانوں اور بیع اور شراء اور شور و شغب اور تعزیر کرنی اور اقامت حدود سے علیحدہ رکھو اور جمعہ میں ان کو خوشبو ضرور کر سلگا کر کرنا اولی الجواس سے سلوم ہو کہ وہ صورت گاں نہیں ہے کہ لڑکوں کا لیجانا مکروہ نہ سمجھے ہے وینبغی لامام تعاھدھا فیہ وحفہ وصلوتہ فیہا افضل اور سمجھنا چاہئے امام کو مسجد کی اور صاف رکھنا اور خوشبو کرنا اور اس میں نماز پڑھنا افضل ہے ہر مسجد سے سوائے مسجد حرام کے کیونکہ مسجد حرام میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نماز کے برابر ہے اور مسجد نبوی میں ایک نماز کا ثواب پچاس ہزار نماز کے برابر ہے اور مسجد اقصیٰ میں ایک نماز کا ثواب پانچ سو نماز کے برابر ہے اور مسجد قبا میں ایک نماز کا ثواب ایک نماز عمرہ کے برابر ہے اور مسجد جامع میں ایک نماز کا ثواب ستر نماز کے برابر ہے اور مسجد محلہ میں ایک نماز کا ثواب پچیس نماز کے برابر ہے اور مسجد تجار میں ایک نماز کا ثواب بارہ نماز کے برابر ہے اور مسجد سوق میں ایک نماز کا ثواب چھ نماز کے برابر ہے اور مسجد بیت میں ایک نماز کا ثواب دو نماز کے برابر ہے اور مسجد بیت المقدس میں ایک نماز کا ثواب پانچ سو نماز کے برابر ہے اور مسجد بیت المقدس میں ایک نماز کا ثواب پچاس ہزار

ہیں کہ اگر ظاہر اس سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ جب عید گاہ اور نماز جنازہ کا مکان مسجد نہیں تو اس میں بول و براز وجمیع نجائز ہو حالانکہ باقی نے ایسے نہیں بلکہ نماز تو لائق یہ ہو کہ جیسا احترام مسجد کا ہمیں اور مقابل قول منتقد یہ کہا وہ قول ہی جسکی تصحیح محیط نے کی ہو کہ عید گاہ اور نماز جنازہ کے لیے کسی بات میں حکم مسجد نہیں اور جسکی تصحیح تاتارخانیہ نے کی ہے کہ عید گاہ و بیرونات میں حکم مسجد کا رکھتی ہو کہ اذا دخل المسافر المصلی دخل الجنب الحائض فناء مسجدی وبیوتی ومساجد حیاضی ودساتیری لا فوائد لہم نہیں حلال ہے داخل ہونا عید گاہ اور مکان جنازہ میں جنب اور حائضہ کو جیسے حلال ہے انکو داخل ہونا مسجد کے فناء میں اور خانقاہ اور درسہ میں اور حوضوں کی مسجدوں اور بازار کی مسجدوں میں مشارع عام کی مساجد وہ مکان ہو مسجد کے اور مسجد کے بیچ میں راستہ نہو اور حوض کی مسجد ہے وہ چوترہ مراد ہو جو حوض کے پاس بنا دیتے ہیں تاکہ جو کوئی وضو کرے وہ سیر ہو کر الوضوء الوضوء اور بازار کی مسجد ہے وہ چوترہ مراد ہے جو غیر نافذ بازار میں نماز کے لیے بنا لیتے ہیں جیسے سوداگروں کی سرائیں میں ہوا کرتے ہیں غرض کہ ان مکانوں کو حکم مسجد کا نہیں اور شارع عام کی مسجدیں جنمیں جماعت معین نہیں وہ در حکم مسجد ہیں گراوں میں اعتکاف نکیا جاوے کذا فی الشامی ولا یأس بقعودہ فیہا لکن الافضل فی حقہ المکث فی بیتہ لانہ یکثر المصلی فیکثر التکلف بالقیام للتفرج وغیرہ اھ خصوصاً فی جامع دمشق اھ وقد اوصانی جماعۃ من اھلہا بالقعود فیہ لما فیہ من الفضل الذی لا یخفی اھ وقد رأیت بعض الناس یتحرون الصلوٰۃ فی المحاریب الداخلۃ دون السقف وامام محرابہ الخارجی وظاہر ان المراد بالمحراب الداخل ما یقابل القبلۃ فیخطیٰ بہ ویکرہ مضاعفۃ لتنفل بمسجد کما سیأتی ویحرم التنفل فی محراب الجامع لانہ یشغل بہ المصلون اھ ط (یعنی مشروع کہ نماز پڑھے اور کروہ ہے مخالف کرنا باریک نقش و نگار اور اوسکے مثل سے خصوصاً قبلہ کی دیوار میں کیونکہ اسکی طرف نماز میں سب کا خیال ہوتا ہے اور مکروہ ہے محراب کا نقش و نگار اور محراب میں نماز پڑھنا اور بہتر یہ ہے کہ نماز ہی کو اوس میں نہ پڑھے اور محراب سے مراد وہ جگہ ہے جو قبلہ کی طرف ہو اور محراب داخل کی زیادہ تاکید ہے اور محراب خارجی کو بعض فقہا نے کہا کہ نقش و نگار محراب میں کروہ ہے بجہت اور پچھلی دیوار میں تمام ہو اقول بہتری کا اور مخالف اس کا ظاہر ہو کہ محراب سے مراد قبلہ کی دیوار ہو تو اوسکو باہر کی طرف بھی چاہئے ہم یعنی پچھلی دیوار اور جہت کو کراہت نہ ہونے کے سوا اور نیز علت کراہت کہ عدم خشوع قرار دینے سے معلوم ہو کہ محراب سے خشوع ہوتا ہے اسلیے کی دیوار ہو اسلیے کہ خشوع کا جانا ہمیشا امام کو ہر جگہ ہے ویسا ہی صف اول کے مقتدیوں کو بھی ہر اسے کیونکہ خشوع سب کے لیے مستحب ہے اور اسکو شدت کراہت قرار دینے سے معلوم ہوا کہ یہاں غرض کراہت سے تنزیہ ہے جو کذا فی الشامی یحیث دعاۃ ھیئۃ لو جاء اللہ المال لا عن مال الوقف فانہ حرام وفیہن متولیہ لو فاضل النفقۃ والبیاض اھ اذا خیف طمع الظلمۃ فلا بأس بہ کما فی الاذکار لانتفاء المحذور الذی ذکرہ الزیلعی فی قولہم لو وقف کتابا علی مسجد یقرأ فیہ جاز اھ ط (یعنی اگر مسجد کا متولی اوسکے نقش کرنے میں اپنے مال حلال سے کرے نہ مال وقف سے اسلیے کہ مال وقف سے نقش کرنا حرام ہے اور ضامن ہوگا مسجد کا متولی اگر نقش و نگار اسقدر ہو کہ اوسمیں مال وقف ضائع ہوتا ہو اور ڈر ہو کہ ظالم بادشاہ لیلیگے تو اوسوقت نقش کرنیکا مضائقہ نہیں کذا فی الکافی اور اگر اوس صورت میں خیال نہ ہیگا نقش وغیرہ و عمارت کی مضبوطی کے لیے ہوں بادشاہ وقف کرنے والے نے اوسی طرح کی نقش بنوائے ہوں تو اس صورت میں بھی خیال نہ ہیگا بسبب قول فقہا کے کہ وقف کی تعمیر ویسی کیجاہی جیسی پہلے تھی اور اس کا پورا بیان ہمارے الفوز الکبیر میں ہو) حاصل مال حلال کی قید اسلیے لگائی کہ مال حرام سے مسجد کا نقش و نگار کروہ تحریمی ہے اور مسجد سے غرض اندرون مسجد ہوا اس سے معلوم ہوا کہ خارج مسجد کی زینت کرنی مکروہ ہو کذا فی الشامی عن الحلوانی ۲۹ مسائل متعلقہ شارع کے مساجد کے احکام میں افضل المساجد بعد المسجد الحرام ثم المسجد الاقصیٰ ثم الاعظم فرقا ثم الاکثر خطوۃ ثم الاقرب فالاقرب مسجد وہ ہیں جنکو ہم نے فضل مسجد کہا ہے کیونکہ ان مسجدوں کے جسکی شان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ (بیشک مسجد جسکی بنیاد پہلے ہی دن سے تقویٰ پر رکھی گئی ہو زیادہ بڑی ہو بہتر ہو وہ جو قریب تر ہو ہم یہ ترتیب اپنے اجتہاد سے نکالی ہے اور اسکو الفوز الکبیر

الفوز الکبیر فی اصول التفسیر
شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
مطبوعہ قدیمی کتب خانہ

قدس سرہ العزیز سے جامع مسجد ہونے کا اور اذان کے متعدد ہونے کا اور اذان کے بلند ہونے کا مسجد کو کھلا ہوا اور شارع عام کی مسجد ہونے کا اور امام کے مسجد کے صحن سے اذان دینے کا اور مسجد میں جماعت ثانیہ کے مکروہ ہونے کا اور مسجد میں سوتے رہنے کا اور مسجد میں سونے کا اور مسجد میں کھانے کا اور مسجد میں خرید و فروخت کرنے کا اور مسجد میں ضالہ کے تلاش کرنے کا اور مسجد میں شعر پڑھنے کا اور مسجد میں حلقہ باندھ کر بیٹھنے کا اور مسجد میں قصاص لینے کا اور مسجد میں حد قائم کرنے کا اور مسجد میں تعزیر کرنے کا اور مسجد میں قید کرنے کا اور مسجد میں بچوں کے پھرنے کا اور مسجد میں دیوانوں کے پھرنے کا اور مسجد میں ہتھیار لے کر جانے کا اور مسجد میں تیر چلانے کا اور مسجد میں شکار کرنے کا اور مسجد میں کشتی لڑنے کا اور مسجد میں کھیل کرنے کا اور مسجد میں کھیل کرنے کا اور مسجد میں کھیل کر

رطوبت کو کہتے ہیں جیسا کہ مسجد سے بدبوؤں کے باعث رطوبت کے نہ ہوتے ہوں تو اس وظیفہ کے لگانے کا مضایقہ نہیں اور بدون کسی نفع کے لگانا ناجائز ہے اور فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ اگر لوگوں کو درخت کے سایہ سے آرام ہوتا ہو اور ان کو مسجد تنگ ہو اور جماعت میں خلل پڑتا ہو تو یہ مضایقہ نہیں اور اگر کوئی خاص اپنے نفع کے لیے لگاوے کہ اس کے چھل اور لکڑی بیچا کرے یا نمازیوں میں خلل ہوتا ہو یا درختوں کے باعث کفار کے مشابہ ہونا ہوتا کہ وہ سے واکل کوتوم کا مستعف وغیرہ اور مکروہ ہو مسجد کے اندر کھانا اور سونا مگر ہمگاہ نہ ہے اور مسافر کو رہنے نہیں دو حوال اکل خوف یدعنہ دلکہ اکل موذی کو لباسایہ اور مکروہ ہو مسجد میں آگ یا کوئلہ لے جس سے چنگاری گرے کچا پیاز اور مولی وغیرہ جن میں بو آتی ہے اور بیچ کیا جائے کہ شخص مسجد میں گھسے اور اس سے ایذا پہنچے یا شخص ایذا پہنچنے کا اندیشہ ہو اگر یہ زبان ہی سوا ایذا دے سکتا ہے جیسا کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اس درخت کو بو سے کھاوے وہ ہماری مسجد کے پاس نہ پھٹکے اسلیے کہ جس چیز سے انسان کو ایذا ہوتی ہو اس سے دور رہنا چاہیے اور ایذا دینے والے سوم داغدنہ و ہیں اور گندہ دہن بدبو دار کو بھی ہیں پس کہنے سے کیا اگر کوئی ایسا سوئی سے تکلیف ہوتی ہو اور زبانی ایذا سے جو شخص غیبت اور چغلی وغیرہ بہ کرتا ہے اور کہ وہ مسجد میں نہ رہنا چاہیے مسافر نہ رہنے مثل ہیز دشمن کے کذا فی الشامی گم ہو گیا ہو اس کو پیشہ ور بہت سا روپیہ دے جو اس کی شرط پہ ہو کہ اس پیشہ کا جانے والا ہے کسی کام میں اور ایک پہر کہ متاع کو مسجد میں نہ منگاوے و کذا فی الظہیریۃ وفیہ فی الظہیریۃ بأنہ یجلس بین الخلق للتعلیم لان ذا اجرہ اور اگر وہ ہو مسجد میں کلام مباح کرنا اور ظہیریہ میں قید لگائی ہے کہ کلام ہی کی خاطر مسجد میں بیٹھے یعنی اگر مسجد میں عبادت کے لیے بیٹھا اور اس کے بعد کلام دنیا کیا تو کراہت نہ ہوگا لیکن بہتر الفاظ میں ہو کہ کراہت کو مطلق نہ کہنا موجب یہ ہو جیسے کلام کے لیے بیٹھا ہو یا عبادت کے لیے دو سو رکعتوں میں کلام مباح کرنا مکروہ ہے اور شامی نے کہا کہ صاحب نہر کی بحث مخالف منقول ہے اور سیمیں جمع بھی بہتر ہے و خصوصا ہو متکلم لنفسہ ولیس لہ ان یعلم غیرہ منہ ولو علم درسا واذا ضاق فالمفصل ان کان علم القاعد افقہ فی مسئلۃ فالقراءۃ او درس بل واہل المحلۃ منہم من لیس منہم عن القبول فیہ اور مکروہ ہو خاص کر اگر اسی جگہ کو اپنے لیے اور بنی جائز ہو سکونہ بنانا غیر شخص کا اور جس جگہ سے اگر وہ ضرور نہی ہو اور اگر جگہ تنگ ہو تو نمازی کو جائز ہو جانا دینا بیٹھنے والے کا اگر وہ بیٹھے والا قرات یا درس میں مشغول ہو بلکہ تنگی کی صورت میں اہل محلہ کو اختیار ہو کہ جو شخص اوس محلہ والوں سو نہ ہو نکلوا دیں مسجد میں نماز سے کرنی ہو شامی نے کہا کہ اگر کسی کے بیٹھنے سے صف میں خلل پڑتا ہو تو اوسی کا اور نمازیوں کو جانا ہو اور ظہر نصب مصلیٰ وجعل المسجد بیت واحدا او عکسہ لصلوٰۃ لا الدرس واذکر اور جائز ہو محلہ والو نکو مقرر کرنا مسجد کے کاموں کے لیے اگرچہ قاضی مقرر کرے اور جو بنانا ہو دو مسجدوں کو ایک کر لینا اور ایک مسجد کا دور کر لینا نماز کے لیے نہ درس اور ذکر کے لیے کیونکہ مسجد میں درس اور ذکر کے لیے نہیں بنائی گئیں اگرچہ درس اور ذکر اور نہیں جائز ہے کذا فی الضیفی فی المسجد یعتاد فی زمان ناسیتام العطیۃ اولی مسجد میں وعظ اور تلاوت قرآن ہو تو سننا وعظ کا بہتر ہے اور شامی نے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ عوام کے لیے اور جو لوگ آیات قرآنی کے معانی اور نکات اور احکام شرعی سمجھ سکتے ہوں اونکے حق میں قرآن کا سننا بہتر ہے بلکہ پڑھنا بھی کذا فی الکفایۃ علی جلد ایہ اور مناسب نہیں کہ امام قرآن اور حدیث بالنظر کا مسجد کی دیوار وں پر ہم معنی اسلیے کہ گرد یا مال ہونوں کذا فی البزاز اور مثل اسکے ہے رقعوں پر کچھ لکھکر دروازوں میں یا اہل محلہ کو یا کسی ہر ہی غسیس محاش و حلم للتعلیم اور کچھ مضایقہ نہیں جگہ اور اور کبر تر کے گھر لینے کا ہمیشہ بنا واسطے مسجد کی مضافی کے ہم طحاوی نے کہا کہ لتعلیم جواب سوال ہے اسکی تقریر یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رہنے و پڑھنے دن کو اونکے گھروں میں تو دور کرنا گھر نسلوں کا مخالف ہوا اس امر کے شارح نے جواب دیا کہ یہ دور کرنا صفائی کے لیے ہو جو شرعاً مطلوب ہو اس سے معلوم ہوا کہ حدیث کا حکم غیر مسجد کے لیے مخصوص ہے

باب الوتر والنوافل

یہ باب ہے وتر اور نوافل کے بیان میں ہر دو متبوع اور کسرہ واو لغت میں طاق عدد کو کہتے ہیں اور ہم اصطلاح شرع میں تین رکعتوں کا نام رکھا ہے جنانچہ آگے آئیگا اور نفل کے معنے لغت میں زیادتی کے ہیں اور شرعاً نفل اوس عبادت کو کہتے ہیں جسکے کرنے سے ثواب ہو اور نہ کرنے سے عذاب ہو کذا

سنۃ مؤکدۃ والاحکم برسنت نفل ہے اور اس کا اور فرائض سے ہر نفل سنت نہیں ہوتی یہ جملہ شارح نے اجمالی بیان کیا کہ سب میں ذکر سنتوں کا ہی ہو حالانکہ مندوبات میں صفر و تراویح نوافل ہیں مگر ذیل سنتوں کی تقریر میں کی تقریر کرنے کا عذر کر دیا کہ سنتیں نفل ہوتی ہیں اور سنت مؤکدہ عملاً واجب اعتقاداً دسنۃ مؤکدۃ ثبت بالاحادیث و ترک فرض سے عمل کے لحاظ سے اور واجب ہونا اعتقاد کے اعتبار سے اور سنت ہونا ثبوت کی اس طرح سے تو فرض کی ہوتی ہے اسکے یہ معنی کہ عمل ہیں اوس کا حال فرائض کا سا ہوتا ہے جو کہ چھوڑنے سے گناہگار ہوتا ہے اور اسکے ادا کے قضا اور ترتیب کا واجب ہونا جیسے فرضوں میں ہے، فرضی ہی قرار دینے میں ہے اور اعتقاداً واجب ہونے کے یہ معنی کہ اوس کے واجب ہونے کا یقین ہونا اور ثبوت سنت ہونے کا یہ ہوتا ہے کہ وہ قرآن سے یا متواتر سے یا مشہور سے روایت کی گئی ہو اور قابل ان تینوں اصول کے ہو اور وتر و عیدین کی نماز کا ثبوت واجب ہونے کا ثبوت سنت ہونے کی نسبت قوی ہے اسلئے کہ وتر قرآن سے یا متواتر سے یا مشہور سے روایت کی گئی ہے اور عیدین کی نماز کا ثبوت صرف خبر واحد سے ہے جو کہ قابل ان تینوں اصول کے نہیں ہے اور وتر کا ثابت ہونا اور عیدین کا ثابت ہونا اس طرح سے ہے کہ وتر کے ثابت ہونے کی روایات سے یہ ہے کہ امام ہمام سے وتر کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ وتر تمہارے اوپر واجب ہے جیسا کہ تم فرض پڑھتے ہو اور وتر کے ثابت ہونے کی روایات سے یہ ہے کہ وتر کے بارے میں ابن عمر سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ وتر سنت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر پڑھے اور اے اہل قرآن وتر پڑھو اور عیدین کے ثابت ہونے کی روایات سے یہ ہے کہ عید کے بارے میں ابن عباس سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ عید سنت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید پڑھی اور عید

وان قیدت وارث الی بقاء المطلب فی قیدہ ما قصیت الیہ تقیدہ ولا یقضی علیک وانہ لا یکلف الا مرع الیت وکا تعرض ما حبیت تبا لک فتوفیت وانت تسبح
وتعلی بالیل الظلماء حی تنشر اجا ہا کہ بہت سے کو ان دو دوزہ دار کو دعا میں مسنہ دردو دعا وقوت بین طال کہ سوا اور مسنہ دردو دعا وقوت کو ہمیں الراق سے کوئی نجات نہیں
دردو دعا اور نوری اور تعلیق کیا کہ سب سے کیونکہ دنیا کی مسند علیہ النبی الاکرم کا اور بیانی کی روایت میں ان الفاظ سے وارد ہے وصلی اللہ علی النبی الامی ہر حال دردو
پر مشتمل ہے کہ یہ کلمات ہمارے حق میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں جو کہ ہر دعا کے لئے رحمتی ہوتے ہیں اور دردو شریف ہر دعا کے ساتھ ہی ہے کہ اگر چہ حضرت قوت
پڑھنا نہیں چاہیے دردو کو اسی جگہ پر ہر دعا کے ساتھ ہی ہے کہ اگر چہ حضرت قوت
وحبہ الجبل بالکسر یعنی الحق وملحق یعنی لاحق وتحقیق بدال مہملہ اسم جامد ہے بمعنی ثبات اور ہمیشگی کے ہے کہ اگر چہ صحیح ہو جو یعنی
کی بہت مرسل میں اور اگر الجد کہ بمعنی شدید ال ہمزہ کے بعد لفظ مذاہب کے دیکھیں اور صحیح یعنی لاحق ہے دوالاد اور تحقیق فتح نون اور کسرہ فا اور نصب دال مہملہ ہے
اسکی ہمزہ ہیں ہم جلدی کرنے ہیں ہیں اگر خانہ ہی ہیں ہے کہ یہ کہنے کی ثانی الثانیہ شاید وہ نماز ہے ہم کہ یہ کہنے کی ہیں ہم خطاء اور اگر ہم
کلمہ ہیں نہیں ہے کہ ہمارے ہیں ہیں ہیں ہیں کہ دعا کی ہیں ہیں ہیں ہیں

الجزء دوم، رکوع کیا تو اگر امام سجدہ میں ہو تو اس کے ساتھ رکوع میں شریک ہو جائے اور اس رکعت کو پا لیا اور اگر امام رکوع سے سر اٹھا چکا ہو تو اس رکعت کو نہیں پایا۔ اور اگر امام رکوع سے سر اٹھا چکا ہو اور مقتدی نے رکوع کر لیا تو اس رکعت کو پا لیا۔ اور اگر امام رکوع سے سر اٹھا چکا ہو اور مقتدی نے رکوع نہ کیا تو اس رکعت کو نہیں پایا۔ اور اگر امام رکوع میں ہو اور مقتدی نے رکوع نہ کیا یہاں تک کہ امام نے سر اٹھا لیا تو اس رکعت کو نہیں پایا۔ اور اگر امام رکوع میں ہو اور مقتدی نے رکوع کر لیا پھر امام سے پہلے سر اٹھا لیا تو اس رکعت کو پا لی

بھی کرے اور اگر سہو کا سجدہ امام سے چھوٹ گیا ہو تو مقتدی بھی چھوڑ دے اور امام کی متابعت کرتے اور چار چیزیں ایسی ہیں کہ ان دونوں میں متابعتِ امام نہیں کی جاتی یعنی اگر امام دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دے اور مقتدی سمجھے کہ امام نے سہواً سلام پھیرا ہے تو مقتدی کو سلام نہ پھیرنا چاہیے بلکہ امام کے انتظار میں بیٹھا رہے اور اگر امام کو سلام پھیرتے دیکھ کر مقتدی نے بھی سلام پھیر دیا تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر امام چار رکعت پڑھ کر سلام پھیرے اور مقتدی سمجھے کہ امام نے سہواً تین رکعت پڑھی ہیں تو مقتدی کو چاہیے کہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی نماز کی ایک رکعت اور پڑھ لے اور اگر امام نے تین رکعت پڑھی ہیں اور مقتدی سمجھے کہ امام نے چار رکعت پڑھی ہیں تو مقتدی کو چاہیے کہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی نماز کی ایک رکعت اور پڑھ لے اور اگر امام نے تین رکعت پڑھی ہیں اور مقتدی سمجھے کہ امام نے دو رکعت پڑھی ہیں تو مقتدی کو چاہیے کہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی نماز کی دو رکعت اور پڑھ لے اور اگر امام نے دو رکعت پڑھی ہیں اور مقتدی سمجھے کہ امام نے تین رکعت پڑھی ہیں تو مقتدی کو چاہیے کہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی نماز کی ایک رکعت اور پڑھ لے اور اگر امام نے تین رکعت پڑھی ہیں اور مقتدی سمجھے کہ امام نے چار رکعت پڑھی ہیں تو مقتدی کو چاہیے کہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی نماز کی دو رکعت اور پڑھ لے اور اگر امام نے دو رکعت پڑھی ہیں اور مقتدی سمجھے کہ امام نے چار رکعت پڑھی ہیں تو مقتدی کو چاہیے کہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی نماز کی دو رکعت اور پڑھ لے اور اگر امام نے چار رکعت پڑھی ہیں اور مقتدی سمجھے کہ امام نے تین رکعت پڑھی ہیں تو مقتدی کو چاہیے کہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی نماز کی ایک رکعت اور پڑھ لے اور اگر امام نے چار رکعت پڑھی ہیں اور مقتدی سمجھے کہ امام نے دو رکعت پڑھی ہیں تو مقتدی کو چاہیے کہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی نماز کی دو رکعت اور پڑھ لے اور اگر امام نے چار رکعت پڑھی ہیں اور مقتدی سمجھے کہ امام نے پانچ رکعت پڑھی ہیں تو مقتدی کو چاہیے کہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی نماز کی ایک رکعت اور پڑھ لے اور اگر امام نے پانچ رکعت پڑھی ہیں اور مقتدی سمجھے کہ امام نے چار رکعت پڑھی ہیں تو مقتدی کو چاہیے کہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی نماز کی دو رکعت اور پڑھ لے اور اگر امام نے چار رکعت پڑھی ہیں اور مقتدی سمجھے کہ امام نے پانچ رکعت پڑھی ہیں تو مقتدی کو چاہیے کہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی نماز کی دو رکعت اور پڑھ لے اور اگر امام نے پانچ رکعت پڑھی ہیں اور مقتدی سمجھے کہ امام نے چار رکعت پڑھی ہیں تو مقتدی کو چاہیے کہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی نماز کی ایک رکعت اور پڑھ لے اور اگر امام نے چار رکعت پڑھی ہیں اور مقتدی سمجھے کہ امام نے دو رکعت پڑھی ہیں تو مقتدی کو چاہیے کہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی نماز کی دو رکعت اور پڑھ لے اور اگر امام نے چار رکعت پڑھی ہیں اور مقتدی سمجھے کہ امام نے تین رکعت پڑھی ہیں تو مقتدی کو چاہیے کہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی نماز کی ایک رکعت اور پڑھ لے اور اگر امام نے تین رکعت پڑھی ہیں اور مقتدی سمجھے کہ امام نے چار رکعت پڑھی ہیں تو مقتدی کو چاہیے کہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی نماز کی دو رکعت اور پڑھ لے اور اگر امام نے چار رکعت پڑھی ہیں اور مقتدی سمجھے کہ امام نے پانچ رکعت پڑھی ہیں تو مقتدی کو چاہیے کہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی نماز کی ایک رکعت اور پڑھ لے اور اگر امام نے پانچ رکعت پڑھی ہیں اور مقتدی سمجھے کہ امام نے چار رکعت پڑھی ہیں تو مقتدی کو چاہیے کہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی نماز کی دو رکعت اور پڑھ لے اور اگر امام نے چار رکعت پڑھی ہیں اور مقتدی سمجھے کہ امام نے پانچ رکعت پڑھی ہیں تو مقتدی کو چاہیے کہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی نماز کی دو رکعت اور پڑھ لے اور اگر امام نے پانچ رکعت پڑھی ہیں اور مقتدی سمجھے کہ امام نے چار رکعت پڑھی ہیں تو مقتدی کو چاہیے کہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی نماز کی ایک رکعت اور پڑھ لے اور اگر امام نے چار رکعت پڑھی ہیں اور مقتدی سمجھے کہ امام نے دو رکعت پڑھی ہیں تو مقتدی کو چاہیے کہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی نماز کی دو رکعت اور پڑھ لے اور اگر امام نے چار رکعت پڑھی ہیں اور مقتدی سمجھے کہ امام نے تین رکعت پڑھی ہیں تو مقتدی کو چاہیے کہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی نماز کی ایک رکعت اور پڑھ لے اور اگر امام نے تین رکعت پڑھی ہیں اور مقتدی سمجھے کہ امام نے چار رکعت پڑھی ہیں تو مقتدی کو چاہیے کہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی نماز کی دو رکعت اور پڑھ لے اور اگر امام نے چار رکعت پڑھی ہیں اور مقتدی سمجھے کہ امام نے پانچ رکعت پڑھی ہیں تو مقتدی کو چاہیے کہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی نماز کی ایک رکعت اور پڑھ لے اور اگر امام نے پانچ رکعت پڑھی ہیں اور مقتدی سمجھے کہ امام نے چار

وَاذْكُرْ فِي الْمَوْصُوفِ اور کہا الاصل میں نہایت حد و تنتیج کا ساتھ ثابت کیا ہو سوال ہو اور مرکبی سی کسوٹی کا تعریف ہو اور ثابت کہا ہو جیسے مراد الوجوب میں اور اور مصنف لزوم حاصل فور گرال کا پہ ہو کہ قبل ہر ب کی دو رکعتیں سنت ہیں تو ہم یکے جہاں کہ ثرمی ہیں تو سبل ہیں کہ فی النفسی متفاوتا بالنفس ہیں اَلْكَلَامُ فِي الْحَيْرَانِ فَلَا يَرِدُ قَبْلَ الظُّهْرِ وَالْجُمُعَةِ وَبَعْدَهَا وَلَوْ صَلَّى فِي بَيْتِهِ وَقَبْلَ الْعَصْرِ وَالْعِشَاءِ وَبَعْدَهُمَا وَلَوْ صَلَّى فِي بَيْتِهِ وَقَبْلَ الْعَصْرِ وَالْعِشَاءِ وَبَعْدَهُمَا وَلَوْ صَلَّى فِي بَيْتِهِ اور سنتوں میں ہو کہ زیادہ ہو نہ کی ہو تو دیکھ پہلے کی جیسے ترتیب ہو کہ ظہر سے پہلے ہو ظہر کی سنت ہو جمعہ کی نہیں ہو سکتی ہو جمعہ کی سنت ہو ظہر کی نہیں ہو سکتی

وفی العوارف ذوات الاربع یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویدعو ولو لم یکن کان کما تقدم وقیل کالمالکی فی الصحیح وفی الصلیہ
اور باقی نوافل جماعت مکروہ ہیں اور وہ جو تہجد و اوابین میں ہی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا اور مسجد ہی کی رکعت ہیں ظاہر استطہار ہے جو کہ اور جگہ پڑھنے سے افضل ہے اور مکروہ نوافل کا نماز خدا آگاہ ہے اور بعض فقہا کہتے ہیں کہ سب سنتوں میں بارہا اور اور دوسرے پڑھنا صحیح کیا ہوا ہے اس کو فقیہ ہیں ہم اندر کو مسجد سے جدا نہ کیا کہ گھر
اور جو اکثر رسمی ہو وہ حقیقت و وہی اصل ہے کذا فی الطحطاوی وکذا فی الشرنبلالی وجب بین طول القیام فی المکتوبۃ وتخفیفہا فی النفل
ثلاثۃ وجہین اور تہجد کو ہم اس اور دیر تک سجدہ کرنا چاہیے اور جیسا کہ نماز کے خاتمہ تحیہ مسجد میں ہوا اور تہجد سے بھی کہ ہم اس کو گھر والوں میں لے جائیں کہ ہم اس
ہو اوسیں ہم القیام کے اور دین ہوئیں ہم اول سے کو خاص پڑھنے سے گلا رہے کے طول کی وجہ سے باعث سے ہو کہ آسین قواب بہت ہوتی ہے اور رات کو بہ
تمام قرآن کم ہو جاتے ہے تو اس کی خلاف رکعت اور سجدہ کی تسبیحوں دوسری دیکھے کہ اوراد کے کرنی آلہ ہو جیکہ فضیلت میں کہ اوراد تیسری دیتے ہیں
مسجد کا نماز نفل میں اور اس سب کو تہجد میں زیادت واجب کذا فی الشامی وقال عن البرہان ان ہذا قول بعض الائمۃ وعلیہ امام الصفیۃ القیام وعلیہ الفتوی
قلت وہکذا رأیتہ بخط شیخنا الخیضری رحمہ اللہ فتدبر فانہ اور صاحب برہان نے مستحب نقل کیا کہ کثرت رکوع و سجود کا فضل ہو قول ہو امام محمد کا اور بہ
سب ماہر کا فضل ہو امام ہو اور تصحیح کی جو کسی نے ان تین میں کہا ہو ان اور اسی ہی ہو دیکھا ہم مجبور کے اپنے تنہ میں مسجد ہیا ہم محمود تفضل ہیں حرام ہو
ہم مکروہ کہا کہ مسجد رمضان ہو یا ہم مکتوبہ کیطرح اور بعضی دوسرے میل واقع ہو جیو دھل طول قیام الاکثرین افضل کذا فی الدرر اور کہا کہ کہ کا زیادہ
تیام کرنا فضل ہو جس کو اس کی حکم ہے ہیں کہا ہم مرجح بعضی نے کہا کہ کو کہا کہ کہا فارسی ہو تو اور سکتا قیام بالاشارۃ فضل ہے وہیں قعدہ ہے اور
وہو کعنان واذا اقام الفرض وصلوا فرادی اذا فاتتہ الجماعۃ فی بیتہ فرض فاتتہ الجماعۃ ہو یعوب عنہا بالنیۃ اور سنتوں جو تحیۃ المسجد ہیں تحقیق تحیۃ المسجد ہیں ہو
تحیتین ہیں اور پڑھنا نماز فرض کا باہر تو فرض کا اور سمجھ کر داخل ہونا نماز کا مسجد میں فرض کی تیت سے واقعہ کی میت سے ہاتھ ہو جانا ہو تحیۃ المسجد
دون تیت کے ہم ہے کی تیہ لگانی کیونکہ تیت کے قابل ساحب خانہ ہو جانا ہو مکان تو صلاۃ ہو کہ تحیۃ المسجد مختلف مضاف کرنا نفل الحالیہ
وتکفیہ کل رکعۃ ۴ ۴ ۴ ولا یستقط بالجلوس عندنا بخلاف ہو کہ اور کافی ہو کہ ہو کر بیٹھ تو کیا نماز تحیۃ المسجد پڑھنا یعنی جب کسی نماز سنت مسجد میں پڑھا
جاوے تو تحیۃ المسجد کیا دال مرتبہ میں اور کسی مرتبہ میں پڑھے اور ساقط نہیں ہو تحیۃ المسجد مسجد میں ہو جس سے جانے کو ہو کہ کذا فی البحر ہم اس پر ہو کہ
میں ہو کہ جب ہم تین کی مسجد میں آوے تو تحیۃ المسجد ہیں ہو تو ہے یہاں تک کہ دو رکعتیں پڑھے اور بیان امر برتر کا ہے کیونکہ ان جہان کی حدیث میں اور دیکھ کر آپ اور
کو فرمایا کہ تحیۃ المسجد دو رکعتیں ہیں ہوا دھڑا اور اوں کو پڑھ لے کذا فی الشامی قلت وفی الضیاء عن الغنیۃ من ہم تکن مصلحات او جوہ
یعوا تذا کلمات التسبیح الا کما ہو بعد الاعتبار ہیں کہا ہوں اور ضیاء و سنتی ہیں قوت القلوب سے منقول ہے کہ جو شخص قدر تحیۃ المسجد ہیں بیٹھ
ہو موجود ہے تا کہ اور کہے وہ کہ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر کہ جاوے کہا کہ کہا ہو
ہو کر کہ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر کہ جاوے کہا کہ کہا ہو
الا اللہ قبلہ اور کلام کیا درمیان سنت اور فرض کے خواہ سنتیں فرضوں سے پہلے کی ہیں پیچھے کی تو بولنا ساقط نہیں کرتا سنت کو مگر سنتوں کا قواب کم
کر دیتا ہو اور بعض بنانے کہا کہ سنتیں ساقط ہو جاتی ہیں بعض او مکروہ ہے پڑھے اگر پہلے کی سنتیں ہوں کذا فی البحر اور بیٹھ کر ہر عمل جو کہ بیٹھ کر
مخالف ہو سنت کے قول کی ہو سبب ساقط نہیں کرتا سنتوں کو بلکہ قواب کم کر دیتا ہو کذا فی الہندیہ وفی الحلابۃ لو اشتغل بسبیح او شراء اذا کل آحاد ہا
بقعدۃ او بشرۃ لا یتحلل اور خلاصہ میں ہے کہ اگر سنتوں کو ہوا بیع یا شرا کیا نے میں تو سنتوں کو پھر سے پڑھے اور اگر سنتوں کو
ایک قعدہ کیا گھر سنت میں تو سنتیں باطل ہو گئی ولو جیء بطعام او ان تعاقد ذہاب تعالیہ او یعیبہ بنانا وانہ فتسمن الا اذا خاف
فوت الوقت اور اگر کہا نماز کیا تو اگر نماز ہی خوف کرے دور ہونے اور سکے ہمزہ کا یا ہو قوتی لوقت جاتے رہو کا تو شروع کیا ہو سنتوں کا اور ہو
رہو کہ جبکہ دیر ہو تک جاوے سنتوں کو اول سنتیں پڑھ پھر کہا کیا ہم عمل مخالف عذر کی وجہ سے سنتوں کو ساقط نہیں کرتا چاہیے کہ ایک جمعہ ہو جاتا ہو

مراد ہے کہ سنتوں کو تو چھوڑ سکتا ہے ولو اشتد ما احراق الوقت لا تترک سنۃ وقبل تترک ۱۲ اور اگر سنتوں کو ہم نہ پڑھیں تب تو یہ سنتیں کہ ہمیشہ کی اور ایک قول یہ ہے کہ سنتیں ہو جائیں گی فروع مسائل مختصر تاریخ الاسعار سنۃ اھ ہو جانی چاہئیں اور صحیح یہی ہے کہ سنتیں ہو جائیں گی اور ایک قول یہ ہے کہ نہیں ہو جائیں گی اور یہی قول اصح ہے اھ شامی نے کہا کہ یہ قول عالی کا ہے اور الزائن کا قول یہی ہے اور ایک قول یہ ہے کہ

پڑھوگا وہی افضل ہوگی چنانچہ ابن حجر کی یہ عبارت اِلخ کا دعویٰ کیا ہے ہم ابن حجر کو لکھا ہے کہ اکثر اور افضل میں فرق اور مقصود نہیں ہوگا کہ اگر اکثر سلام سے پہلے اور اگر بعد اٹھ جائے تو اکثر رکعتیں مسجد میں پڑھیں گی اور ثانی حنفیوں کو جائیگی تو ظاہر ہے کہ مسجد میں افضل صرف مسجد میں ہوگا خطا واقع ہوگا کہا کہاں ابن حجر کا کلام ہمارے مدعا کے موافق نہیں کہ بنگلہ چار رکعتوں سے زیادہ دن کی نظائر کلمو ایک سلام پر مرتا کرہ وھی اللہ ذات ذکعتا التسلیم القدام منہ اور سنحانہ تعالیٰ ہے کہ

عبداللہ بن سبا کی مروی ہے جو کہ نبی الحمیر کے پندرہ بار سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر کہے اور تین سو بار ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھے پھر کھڑا ہو جائے اور فرمایا میں اس بارہ میں پس ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہوں دستِ مجدہ میں بارہ مرتبہ تین بار چار دن رکعتوں میں پھر سجدہ میں بار پھر کھڑا ہو جائے تو یہ فعل ہے جو ہم کو ملا ہے اور حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ الحمد اور سورۃ مجدہ بار کر رکوع میں تین بار سجدہ اول اور جلسہ اور سجدہ دوم اس بار بعد سجدہ دوم کے دس بار کہ کر دوسری رکعت کو اٹھے پس دو بار میں ہو جائے اور قال بن عمر سے ہے کہ اول بن عشر قائم میں پھر اس پر کہنا ہو جائے اور قرأت سے فارغ ہو جائے اور پس بار قرأت کے سجدہ اور بار بعد قرأت کے دوسرے اور دس بار بعد سجدہ دوم کے اور جو کہ حتی بعد سجدہ دوم کے بیٹھ جائے آخر تین بار پس سلام پھیرے اور قتیبہ میں اول ہی روایت کو اختیار کیا ہے کہ اور میں حاجت دو رکعت بعد حدیث کی تین پر قائم کرے مگر سلمہ ہو گی کہ دو رکعت حدیث سوائے ہیں تو شاید سہو کیے کہ بھی سلام پڑھ جاتے ہیں اور قال سنے کہ میں اول ہی بار کہ حدیث ابن عباس سوال ہوا اور اس کا جواب کہ لوگ کہ سوتے ہیں مجھ پر کہ میں جھوٹا ہوں کہ وہ بار کہ اول میں اول کی لگا کر دو رکعت میں سورۃ تین بار کہ اول میں تین بار کہ رکوع اور سجدہ میں اول سبحان ربی العظیم اور سبحان ربی الاعلیٰ کہے اور اسکے بعد اسکی بیچ میں پڑھے کہ ستار سبحانک اللہم ربنا لک الحمد کہ اور تشہد میں تین گنتا ہوا اور نکلے اور درود کہا ہوا چاہیے شیوخ اس نماز کی الحمد کے بعد دعاء سلام کے بعد اللہم انی اسئلک توفیق اھل الھدیٰ واعمال اھل الیقین ومناصحۃ اھل التوبۃ وعزم اھل الصبر وجد اھل الخشیۃ وطلب اھل الرغبۃ وتعبد اھل الورع وعرفان اھل العلم حتی اخافک خوف اھل الغلو حتی شاکرک شکر المخلصین اسئلک مخافۃ تحجزنی عن معاصیک حتی اعمل بطاعتک عملا استحق بہ رضاک حتی اناصحک بالتوبۃ خوفا منک حتی اخلص لک النصیحۃ حیاء منک وتوکل علیک فی الامور حسن ظنی بک سبحان خالق النور سبحان من دانت لہ الجبابرۃ بعزتہ سبحان من تواضع کل شیء لعظمتہ سبحان من ذل کل شیء لقدرتہ سبحان من استسلم الخلق کلہ لموتہ سبحان الحی الذی لا یموت ابدا سبحان ذی المن والنعم سبحان ذی القدرۃ والکرم اسئلک بمعاقد العز من عرشک ومنتہی الرحمۃ من کتابک وباسمک الاعظم وکلماتک التامۃ ان تملأ قلبی بنورک وبصری بضیائک وسمعی بسرورک ویقینی بحقیقۃ ایمانک وصدری بشواہد ذکرک وجوارحی بالعمل بطاعتک وبمعونتک یا مؤید الحق یا دلیل المتحیرین یا ولی المؤمنین یا ذا الجلال والاکرام یا سمیع الدعوات یا رب العالمین یا اللہ یا رحمٰن یا رحیم یا حی یا قیوم یا بدیع السموات والارض یا ذا الجلال والاکرام یا ذا العرش المجید یا فعالا لما یرید اسئلک بنور وجہک الذی ملأ ارکان عرشک ان تجعل القرآن ربیع قلبی ونور بصری وجلاء حزنی وذہاب همی وغمی وکاشف کربی وذہاب بلیتی وشدتی وغلبۃ عدوی وشماتۃ اعدائی وسقم جسمی وضعف بدنی وفاقۃ فقری وقلۃ حیلتی وعجزی وکسلی وبخلی وجبنی وغلبۃ الدین وقہر الرجال وفتنۃ الدنیا وشرہا وشر الشیطان وشرکہ وشر الانس والجن وشر کل ذی شر یا کاشف الضر والبلوی یا مجیب دعوۃ المضطرین یا رحمٰن الدنیا والآخرۃ ورحیمہما صل علی محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم تسلیما کثیرا والحمد للہ رب العالمین۔

فصل اور جو کہ حاجت ہو اس کو اللہ تعالیٰ سے یا کسی آدمی سے تو وضو کرے اور دو رکعت نماز پڑھے اور ثنا کہے اور درود پڑھے پھر کہے لا الٰہ الا اللہ الحلیم الکریم سبحان اللہ رب العرش العظیم والحمد للہ رب العالمین اسئلک موجبات رحمتک وعزائم مغفرتک والغنیمۃ من کل بر والسلامۃ من کل اثم لا تدع لی ذنبا الا غفرتہ ولا ہما الا فرجتہ ولا حاجۃ ہی لک رضا الا قضیتہا یا ارحم الراحمین اتنا اللہ تعالیٰ حاجت روا ہو گی مطلوب کی کہ اگر کسی کو نماز ہمارے ہی حاجت ہو تو ہر دن اور ہر نماز میں کیا فرق ہو تو ہمکو جواب ہو کہ اللہ تعالیٰ سے ہمارا حاجت آپنے کے لئے ہم ہو اور جو کہ حاجت ہو جو کہ اپنے کہ اور ہو کہ تو کہ حاجت روا ہو

کلام ہو و تفرض القراءۃ کما تعلم فی المتون الفرض مطلقاً اما معین کالاولیین فواجب علی المشہور اور فرض عملی ہی قرار دیتے ہیں فرض کی دو رکعتوں میں کوئی سی دو ہوں اول کی یا آخر کی اور تیسرے کو زاد واحد کی رکعتوں کا واجب ہونا مذہب مشہور کی بموجب ہے فرض عملی سے یعنی اعتقادی نہیں کہ اوس کا منکر کافر ہو بلکہ ایسا نہ سمجھے گناہگار ہوتا ہو مگر یہ کہ فرض عملی واجب کی اسلئے تسمیہ کیا فی الہدایہ اور مشہور کی تقیید لیتے لگائی کہ وہ قول نکل جاتا ہے جس میں اول و دوگانہ میں فرض کہا ہوتا بعضوں نے افضل بیان کیا ہو کہ فی الشرح دخل الفعل للشروع ہو کل منہم صلوٰۃ اللہ لا یتم الا بہا و ہو الصلوٰۃ فما شامل اور فرض عملی سے تراویح نماز نفل کی ہر رکعت میں مقرر و یعنی تحریمہ تقدیمی کے حق میں پہلے بیان ہو چکا کہ اوس کے قعدہ اولے میں درود پڑھے اور شامل تین چار رکعت والی مستون موکدہ کہ پیش امل کر رکعتہ شامل ہو چکی ہو جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا کہ اوس کے قعدہ اولے میں درود پڑھے اور تیسری رکعت میں علاوہ استفتاح نہ پڑھے اور شامل سے اشارہ ہو جو اب کا جو شامل سے پہلے لکھا ہو کہ سنن وہ کہ ہو سکے مساہد اور فرض میں قولان میں دو فرد جاہیں کی تین قراءت کا فرض ہونا ہر رکعت میں بسبب نفل ہو سکنے کے ہو اور درود و ثنا اور دعا کا نہ پڑھنا بسبب ہیئت کے فرض کے ہر کرنے فی الشامی کل اور احیاطاً اور فرض عملی ہو تراویح مدنی کی ہر رکعت میں احتیاط کی وجہ سے

اور شامی کہ قول اول موافق کہ جب کہ زنا ہو جو شروع کرنا جس پر واجب ہو جاتی ہیں ہے میں اول سبکم یلزم السلام ۱۲ اخذ الله لک عما فاته السلام صوم صلوٰۃ اطلق فیشمله ایام ۱۲ منه کو ہو کہ ہو کہ یحرمه السلام ۱۲ نفلوں میں سے سات ہیں جو شروع کر دیا کہ کا نہ ہو جاتی ہیں جس پر واجب ہو جاتا ہے اس قول کو زیادہ پختہ کرنے کے لئے علیحدہ دلیل ۱۲ اول نماز نفل دوسرا روزہ نفل سوم طواف نفل چہارم حج نفل پنجم اعتکاف کہ مسئلہ ششم عمرہ نفل ہفتم احرام اعزہ نفل ہم طواف شروع کرنے سے ساتھ پھیرے دور سے کرنے لازم ہیں اور اعتکاف کی صورت اوسوف ہو سکتی ہے جب اوسکی اقل ایک دن رہ بھی ہیں لوگوں کے نزدیک اعتکاف میں روزہ شرط ہے اور نزد کیک تمام دن اقل نہ ہوگا اور اکثر اوج ہے جب کہ اعتکاف میں روزہ شرط نہیں فرائض اقل اعتکاف ایک ساعت کا ہوگا اس صورت میں قضا لازم ہوگی کیونکہ شروع اعتکاف میں جتنا وہ بیرونی ہے اتنا ہی اعتکاف ادا ہو جاوے گا ان تمام میں ہو کہ عمرہ رمضان کا اعتکاف شروع کرنے سے لازم ہو جاتا ہے اور اس کو ادا کرنے کی صورت ہو کہ اعتکاف کی صورت ہو کہ اعتکاف کی تعیین حج یا عمرہ کے احرام شروع کرنا تو جیسے ہو گا اور لازم ہو جاتا ہے اور جس کے نزدیک اعتکاف ہو کہ حج اعمرہ میں جیسے کیوں جائے ہو کر لے کہ فانی الشامی وفصل التعیین لو نوی اداء ما علیه موافقا لما علی اختیار الطحاوی وغیرہ ونقض فی خلال التسع الاول والثانی او نقض الاول والا یقضی الکل اتفاقا ۱۲ منه کہ اور دیکھیں گر نیت ہار رکعت نہ ہو کہ وہ کی جو ہو جب اختیار علمی وغیرہ کے اور تو وہ دو نماز کہ اول دو گانہ کے درمیان ہو وہ ہے شوافع کہ اگر وہ دو سجدے ہیں تو شے کی یہ شرط ہے کہ دو گانہ اول کا شروع کرنا ہو یعنی مقدار تشہد بیٹھ لیا ہو اور وہ دو گانے ہو جائے کہ ان کا ادا کرنا ہو جائے کہ الا اتفاق اس لیے کہ دو گانہ اول اور سوئت صحیح ہو جاتا کہ اس کا قاعدہ یا جانا کہ اگر نفل کے ابتدائے صحیح نے کہ کہ جیسے کہ غیر مکروہ کا نفلوں کا ہو اور اگر مکروہ کہ سنتوں میں سے چار رکعت والی کی نیت کرے اول یا دوم دو گانہ کو توڑ دیا تو لازم جاری کہ تین قضا کرے کیونکہ وہ اکیلا ہی مسلم ہو ستر ہے ہیں اور اداء ہو گئے دو دو گانوں کو حکم ایک ہی نماز کا ہے اور درمیان کی قید لیسے لگائی کہ آخر فعل وہ ہو گا اگر نیت توڑنا تو کہنہ لازم ہو گا واصل ان الفعل الذی لا یتجزی ہو کہ کا ایسا ہو اقتداء وندبا ۱۲ منه قولہ قعود اول اور قاعدہ کیونکہ ہے کہ ہر دو گانہ عمل کا نماز علیحدہ ہے اگرچہ چار رکعت اقتداء نہ ہو جیسے دو اقتداء کے ہو جیسے ۱۲ منه قولہ ان نیت ہو توڑنا ہر دو گانہ کا بعد انہیں چار دو گانہ کا ایک حکم ہے اقتداء کی صورت ہے کہ مثلاً امام کے پیچھے ہے نیت نفل کی کر کے توڑ دی تو دوسری نہ جائز نہیں قضا کرنی چاہیں گا

ثم الشامی کما یفهم من کلامهم لو قرأ القرآنی فی سجدة الاولی او قرأ الثانی او احدا رکعتی الاولی او الاولی او الثانی ۱۲ منه قولہ الثانی لانه بطل بطلان الاول علیه فقد لاصح جاء ۱۲ منه قولہ ولو ترک قعدة الاولی ۱۲ منه قولہ ولو ترک قعدة الاولی ۱۲ منه قولہ ولو ترک قعدة الاولی

ف	ق	.	.	۔
ف	ف	ق	.	۔
ف	ق	.	ق	۔
ف	ف	ق	ق	۔
ف	ق	.	.	۔
ف	ف	ق	.	۔
ف	ق	.	ق	۔
ف	ف	ق	ق	۔
ف	ق	.	.	۔
ف	ف	ق	.	۔
ف	ق	.	ق	۔
ف	ف	ق	ق	چار کی فصل لازم ہوگی

ذیکعدہ اور اسکی صورت یہ ہو کہ اول دو رکعتوں میں قرأت نہ پڑھی اور پہلا قعدہ بھی کیا اور دوسری دو رکعتوں کو فاسد کر دیا اس کا حکم یہ ہو کہ چار رکعتیں قضا کرے یا ظہر اور دو قعدے اور وہم یقعد لثالثۃ یعنی تیسرا اور تیسری رکعت ایکو اور اٹھا ہو اسکی صورت یہ ہو کہ دو رکعتیں اول میں قرأت نہ کی اور فرض پڑھ لیے اور کھڑے ہو گیا اور تیسرے کے لیے نہ اٹھا تو اسمیں صرف دو رکعتیں قضا کرے گا اور اگر اھو قائم ولم یقعد قدر التشہد اجزأتہ صلوٰتہ و قیل ھا تنبغیہ و میزان المتن داخل یا تیسری کے لیے اٹھا اور اسکو سجدہ سہو نہ کیا بتبعیہ کیا سجدہ کے پیس خبر دار ہو اور متداخل صورت تو نکو میز کر دیں یعنی پہلے دو رکعتیں قرأت ترک کر کے تیسری رکعت پڑھ سجدہ کر دیا بتبعیہ سجدہ کر دیا سجدہ کر کے بیٹھا تو اسکی کا حکم یہ ہو کہ ظہر میں کے نزدیک دو رکعتیں قضا کرے اور امام ابو یوسف کے نزدیک چار رکعتیں قضا کرے والمتن داخل یا تیسری رکعت میں قرأت نہ کی اور رکوع سجود تین میں ہر طرح مشغول رہا اور دو رکعتیں قضا کرے اور امام ابو یوسف کے نزدیک چار رکعتیں قضا کرے والمتن داخل

ف	ق	.	.	۔
ف	ف	ق	.	۔
ف	ق	.	ق	۔
ف	ف	ق	ق	۔
ف	ق	.	.	۔
ف	ف	ق	.	۔
ف	ق	.	ق	۔
ف	ف	ق	ق	۔
ف	ق	.	.	۔
ف	ف	ق	.	۔
ف	ق	.	ق	۔
ف	ف	ق	ق	چار کی فصل لازم ہوگی

صورتیں ہیں جو ظاہر میں مختلف ہیں اور اصل ایک ہے چنانچہ ماتبعہ سے ظاہر ہوا کہ آٹھ صورتیں ہیں لیکن ان کا حاصل یہ ہے کہ جو شخص نماز میں مشغول تھا اور اسکو کچھ خبر نہ تھی کہ امام کا کیا حال ہوا اور کیا حکم ہو

ہستہ کیا اور کہا ثواب قیام اور صفوں میں سیدھے پن کی شرائط کے کنوائی لیکن اقطع اور لا یصل بعد صلوٰۃ مفروضۃ متعاقبا فی القراءۃ ولا فی الجماعۃ اور فی شرح مجمع بعد فرض نماز کے ایسی نماز کہ مثل ہو نماز سابق کی نوافل میں باجماعت ہر دو امام ابن ہمام نے لیکن بعد الفاظ واجب کو پس وہ فعلی اور بعد صلوٰۃ مثلہا یعنی بے بڑھنے تا آنکہ نماز کے کوئی رکن نہ چھوٹے اور ظاہر کلام امام محمد کا یہ ہے کہ یہ صفت مرفوع ہو اور وہ نکلنا ظاہر ہو جانا مراد نہیں کہ یہ جمیع کی اور ظہر کی نماز سے طریق پر بھی جائی ہو کہ اوائے چہار رکعتی ہی صفتین ہیں کہ ایک میں جہر اور دوسرے میں سر اور ایک میں قرأت طویل اور دوسرے میں قرأت قصیر ہو اور دوسرے یعنی مثل ہو اطلاق امام و مقتدی بلکہ قرأت یا جماعت میں مثل ہونا امام و مقتدا ظہر کے بعد پانچ سنتیں اس طریق پر ہو کہ اول کی دو میں قرأت بڑھے اور دوسرے دو گانہ کو تہائی مثل دو رکعت کے تو یہ نماز کردہ ہو گی اسی طرح سے دوسری نماز کی اسی طرح سے تیسری نماز کی اور فی الشامی اعتبار ذکا بقاء عدد فقط فی الفساد للفتح اور نہ پھرا جائے جاوے تو فرق ہی نہ ہوتا کہ سب بچانا سنتیں ہیں اگر ایک نماز پڑھی ہو تو ہر نماز سے ہو گیا یہ نماز فاسد ہو جاوے تو اس نماز کا اعادہ کرنا کہ جو نماز اس کے بعد پڑھی ہو شاید کوئی واجب ہو اور واجب ہوا ہو تو ہر نماز میں اعادہ واجب ہو اور ہر ایک صبح جو ہر ایک ظہر کی ہو کہ فرض ہے اور ان یصلی الفرض الا ان یخاف فوت الوقت اور یہ جو قول کل کا ہے کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک نماز نفل کی واجب ہے اور صاحبین کے نزدیک سنت ہے اور ہمارے تمام اصحاب کا قول یہ ہے کہ واجب

پہلی سورت میں نیت ایسی نماز کی ہوئی جس میں رکوع اور سجدہ اشارہ کو ہو یا اور جب تکرار کرے دو بار کا تو شروع کی سنت زیادہ کامل طور پر ادا کیا اور دوسری
صورت میں بہتر تحریمہ اور اس نماز کی طرح پر شروع کرے اور سجدہ کے ساتھ واجب تو دو بار سجدہ کرنا پڑے گا اور اگر اشارہ کرے تو ایک بار اشارہ کافی ہے اور تو اس صورت میں
المصر وقد دخل المصر اتم علی الاطلاق وقیل لاہل بلخ وعلیہ الاکثر قال الحلیمی وقیل یتم ان کان مقامہ فی السفر وان کان فی القریۃ فلا
شہر کے باہر شروع کیا پھر شہر میں داخل ہوا اور سواری ہی پر اشارہ سے پڑھا اور ایک قول یہ ہے کہ سواری پر تمام کرے یا کہ باہی کو اتر کر تمام کرے اور
اسی قول پر ہے اگر شہر فتحایا گیا ہو جیسا کہ طبری نے اور قول ضعیف جیسے کہ سوار ہے پر تمام کرے جب تک اپنی مکان کو نہ پہنچا ہو اور مکان پر پہنچنے سے اتر کر
تمام کرے کہ لغت تو پہنچنا ہے اور تحقیق فاما الی القباء او فی بدر اور بنا کر سے فیصلہ کی طرف کہ کہا ہو کہ نا شہر ہم یعنی جب نفل کو سواری پر شروع کیا ہو اور پھر اترا ہو
تو اب باقی نماز کو قبلہ رخ کھڑا ہو کر پڑھے یا بیٹھ کر دلو لا یقیسہ کہ انہ عمل کثیر بخلاف الاول اور اگر نفل کو زمین پر شروع کیا ہو سوار ہوا اور قبلہ سے
ہو جانے کی پرواہ نہ کی علی کثیر بخلاف اول اور نیچے سواری سے کہ عمل قلیل ہے ہم کہتے ہیں کہ وہ ڈرا یا وہ ایک طرف کو رکے کہ پڑھے کہ ایک طرف کو رکے کہ پڑھے جس
نے کہ رسول کریم ان کہ اگر پہلے علت فساد پر ہے لیکن جس کو کہ کامل طور پر ادا درست نہ ہو گا اور یہاں علت فساد عمل کثیر کو ہم ہرا نہ ہو گا کہ نے
الشامی وقد صلی علی الدابۃ شیخ فعجز وہو یقدر علی الارض بقیہ لا تجوز صلوتہ لانہ اذا کانت واقعۃ الحال کان علیہ اعادۃ الصلوۃ علی الارض
بیان کر کے شہر حسبۃ اور اگر زید شہر اور نماز پر محمل کے ایک طرف میں حالانکہ وہ اپنے آپ پر سے اتر سکتا ہو تو اس کی نماز ماوث پر درست نہیں ہو گی جب اوٹ
شہر اہو گریہ کہ پالے محمل کے زمین پر ہوں مثلاً محمل کے نیچے لکڑی کی گاڑی ہو جس سے محمل زمین پر پہنچ رہا ہو اوٹ کی بیٹھ پر ہو ہم یہاں سوار نماز فرض
اور واجب کا بیان ہو سواری پر ہو جانا چاہئے کہ فرض واجب قبلہ سے پھر جانا درست نہیں اور ضرور ہے میں سے ہو ہم کو خوف ہو جو کہ کاہا زندہ کا اترنے
کی صورت میں زمین پر نہ گرا دغیرہ ہو جیسا چھوٹے گے آنا ہو اور محمل میں نماز کا حال ایسا ہو جیسا خود سواری پر ہو تو ہمیں ہو سکتا ہے کہ یہ نماز اشارہ سے پڑھے جب
ہم اپنے قبلہ کی طرف کو اگر ممکن ہو ورنہ حتی الوسع جس قبلہ جانب رکھنا چاہئے اور چلتی سواری کو اگر ٹھیرائے تو قادر ہو تو نماز درست نہیں اور اگر خوف دشمن
عذر وسیع باعث ہو ٹھہرنے کے تو جبکہ بڑا ہو سکے بڑا ہو لے اور عذرت کو دفع اس نماز کا اعادہ اور اسے کے ذمہ نہیں جیسے بیمار کے ذمہ اعادہ نہیں کہ اس
الشامی واما الصلوۃ علی الجنازۃ ان طرأ المطر فلہ ان یصلی علی الدابۃ وہو قول ابی یوسف وقال محمد لا یصلی الا علی الارض وہو قول ابی حنیفۃ
فی غیر ہذا اور گاڑی پر نماز کا یہ حال ہو کہ گر گاڑی کا جانا جاتا ہو پر اور گاڑی چلتی ہو یا زمین پر ہو اور سواری ہی پر ہے یعنی جانور سواری کی حالت عذر
جس کا ذکر ہم میں ہوا دو سری حالت میں ہم محمل فقیہ وجہ اوپر کہ گاڑی کہتے ہیں جو کہ اونچی کی طرح کی ہوتی ہے کہ انی المغرب اور عذر جس کا ذکر ہمیں ہوا
خوف مال اور نفس یا عورت کو خوف کسی بیکار کا دمن العذر المطر فلو صلی بغیر الوجہ وہو ذہابا الرفقاء دابۃ لا یرکب لا یعتبر اربعین ولو
تجمعا کان قرابۃ الغریق اعتبارا اور عذر میں داخل ہے یہ کہ بارش ہو اور گاڑی میں نہ غائب ہو جائے یعنی اترنے میں ڈر ہو یا جانا نماز فریقوں کا اور جانور کا ایسا ہو
جس پر بوجھ مشقت سوار ہو سکے یا دو مرد کا رکے سوار ہو سکے اگرچہ وہ مرد ہم سایہ کے غیر کی قدرت سے نہیں ہم شامی ہے کہا اگر کشتی میں ہو پھر
سواری نہیں اور زمین میں سب کا رہا ہو رہی ہے کہ سجدہ نہیں کر سکتا تو وہ شخص گویا ہو اشارہ کا نماز پڑھے اور اگر ایسا نہ کرے تو نماز نہ ہو گی اور اگر
اعجلہ جاز لہ ایضا اذا افاد او فی البحر فلیخفض بہا تک کہ اگر سجدہ کرے دریا نہ کے کیطرف میں اور جب وہ اترا ہو تو اسی کی اکیلی سوار میں ہو سکتی تو اس
مرد کو بھی نماز پڑھنا محمل میں درست ہو جائے جہاں کہیں کہ بجز الرکوع میں تو بیٹھ جائے اور کہا چاہئے ہم یعنی محمل کے دو سواروں میں سے ایک کا ایسا ہونا کہ تنہا ہے
دوسرے کو جتنی عذر ہو اور اگر ہیں طرف القبلۃ ما جاز لہ ترکہ تعلیلہ بانہا کالسفینۃ اور اگر گاڑی کا رہا ہیں اور عذر ہو نہ تو نماز نہیں جائز گی اور یہ کہ اگر
چلتی ہو اسب علت بیان کئے فقہا کے کہ زمین پر کھڑی ہوئی گاڑی مثل تخت کے ہو ہم بیان کر لئے ہیں کہ اس صورت میں کہ اسمیں بیٹھنا ممکن ہو یعنی
اتنی جگہ ہو کہ بیٹھ کر نماز پڑھ سکے اور بعض کہتے ہیں جو درست نہیں کہتے ان کی تعریف یہ ہے کہ ایل پر جگہ ہو اتنی بڑی کہ بیٹھ کر نماز پڑھ سکے
چلتی ہو تو ان کو سوار کی طرح پڑھ سکتا ہو اور نماز کو پورا کر ایک وقت میں اتنی دست ہو کہ ہمیشہ عرصہ میں بیل کسی جگہ پر ٹھہرا ہے تو دس کے اوقاتوں عدد تین میں

پڑھ اور بدون عذر کے سواری پر نماز جائز نہیں اور جو درست کہتے ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ نمازی کا عذر وقت ادا ہو نماز ادا اور اس کے شروع کرنے کے سفر ہو کہ وقت خروج وقت کے ادا ہو گا عذر جانا پہنا توقع ہو لیس کلھن رمل پر ہو تو نہیں عاجز بنا عذر میسر ہو پھر کیا وجہ کہ نماز جائز ہو حالانکہ اگر نمازی تیمم کرے اول وقت نماز پڑھ لے وقت باقی ہے پانی نہ پائے گا پھر اسکی نماز جائز ہوگی کوئی اسکے عذر جواز کا قائل نہیں کہ یہ صورت ہیں نماز اول کی اور سوقت پانی پر قادر مقابلہ ہو دونوں طرف ہیں یہ ہو جو ترجیح کتب فقہ کے طرف رجوع کیا قول نماز کے جائز کہتے ہیں اور نکا عذر درست ہو چاہے شامی نے اسکی ایک نظیر لکھی ہو کہ مسافر قافلہ اجماع میں جو عذر کے سبب اترتے نہیں سکتا اور توقع زوال عذر کی قبل خروج وقت رکھتا ہو کیا اور اسکا عذر درست ہو کہ سند علمی کا مدار وقت پر اہل میں اول وقت پڑھے یا سوقت تک توقف کرے کہ ہر کسی ظاہر عشا کے لیے آتا ہے پس یہ زیادہ ظاہر یہ ہے کہ اول وقت پڑھ لیوے اسکے سوا اول وقت نماز درست ہو گو توقع ہو کہ وقت کے زوال سے پیشتر پانی مل جائیگا انتہی مختصرا معلوم ہوا کہ نماز کے جواز میں کچھ تردد نہیں اگر وقت کے باقی رہنے تک توقف کرے اور یہ کل کے بجائے ہر نماز پڑھ لیوے مقتضا احتیاط کی ہے چنانچہ حلیہ یا البحر میں منتقل ہوا کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک اول وقت نماز پڑھنا اور تاخیر کرنا یہاں تک کہ جب وقت جاتا دیکھے اور سوقت پڑھے ھذا کلہ فی الفرض والواجب بالقول (وسنۃ الفجر شرط لبقاء کالفرض لا ان آمنہ) والا بعد الامکان لما یختلف بہ یعنی نہ قادر ہونا اترنے پر اور محمل کے نیچے پاکر کھڑا ہونا یا کوئی جواب ہیں پر ہونا فرض اور واجب کی اقسام اور غیر کی متون کا تتبع ہو جو تبصرا ظہر کرنے سواری کے قبلہ کی جانب اگر سوار کو توقع ممکن ہو اور اگر جانب قبلہ کھڑا کرا ممکن نہیں بنا سوار کے کھڑا کرانے ایسے شرط ہو اگر مکان نماز سواری کے چلنے سے مختلف ہو جس حاصل یہ ہے کہ مکان کا متعدد ہونا اور تبدیل ہو نا سوا نماز نفل کے اور نمازوں میں شرط ہو اگر ممکن ہو تو بدون عذر کے دونو امر سے ساقط ہوں گے پس اگر قبلہ رخ سواری کو کھڑا کر سکے تو کرے باقی رہا یہ کہ اگر کھڑا کر سکتا ہو لیکن قبلہ رخ نہیں کر سکتا تو کھڑا کرانا لازم ہے تاکہ امتحاء مکان سب نمازوں میں حاصل ہو اور اگر قبلہ رخ کر سکتا ہے اور کھڑا نہیں کر سکتا تو علیحدہ ذکر ہے کہ قبلہ رخ کرنا لازم ہوا اور شارح کے قول بعد امکان سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے اور واجب اقسام میں مراد وتر اور نماز نذر اور ہر نماز نفل کی قضا جبکہ شروع کرے تو واجب ہو کذا فی الشامی النفل یجوز علی المحمل والعجلۃ مطلقا زادنی الکافی بلا عذر اھ یعنی نماز نفل کی مثال یہ ہے کہ درست ہو نماز نفل محمل پر اور گاڑی پر مطلقا خواہ کھڑی ہو یا چلتی قبلہ رخ ہو یا نہ ہو اترنے پر قادر ہو یا نہ ہو لیکن تحقیق یہ ہے کہ درست ہونا نفل کا ایک حالت میں ہے کہ ایک سواری کے ساتھ پر جماعت نہ ہی درست ہو خواہ متصل ہے جیسا ہوا محمل میں برابر ہو کہ نزدیک اسکے ہو یا بعید ہو یا معدوم ہو اور ایک حالت میں یہ

لمشروعية جماعة النوافل بالمقصود الترغيب في خلاف الثاني فرد يا مدر كي عبادت كي سجد مكان مين مين بوار وسكو واكي السجد مكان مين جس كا شرف بيت مكان سے زيادہ ہو اور اسے بندوبست ہو گا بہلے کہ مقصود قربت ہے اور وہ بہ جگہ ہے کی نماز سے حاصل ہے بخلاف نفل فرادا اور تمیزوں امامو ہوں کے ق لو صلت رقت عبادة تخصوص وصلوة في غير ذلك فاثبت فيه بلزومها قضاءها لانه منع اداءها الواجب اور اگر کسی عورت کسی عبادت کی صلی نماز اور روزہ کی مذر کی کل کے روز مین پھر اوس روز مین وہ حائضہ ہو گئی تو لازم ہو گئی قضا اوس عورت کو قضا اوس عبادت کی جس کے حائضہ ہونا اوا وہ عبادت کا مانع ہو جو وجوب عبادت کا ہو کہ شامی نے کہا کہ نہیں لاتی جس کی طرف ہو یہ فعل ثابت سو معلوم ہو تا ہو قولہ اذا تبین ہو ہو لا لانه نذر بمعصية اور اگر عورت نے عبادت کی مذر اپنی حیض کے دن مین کی یعنی یون کہا مثلاً کہ جس دن مین حائضہ ہون اوس روز اتنی نفلین پڑہون یا روزہ رکھون تو اوسپر قضا لازم نہو گی اسلئے کہ یہ مذر معصیت کی یعنی یہ حیض عبادت نماز و روزہ کا مناقی ہو تو یہ مذر بھی درست ہو ہی الدار و بہ ستہ موالک کما فی ملوا ظبة الخلفاء الراشدين للرجال والنساء اجماعاً ترا ویح سنت سو کدہ ہو بسبب مواظبت خلفاء راشدین کے مردون اور عورتون کے حق مین بالاجماع علماء متاخرین کے اگرچہ بعض متقدمین نے اختیار دیا ہو ہی اور اسکی پیروی کی ہو اور علماء علی اسیہ بہ متفق علیہ ہو اور کسی کا خلاف نہین کیا اور خود متعین ہین کہ اگر جماعت کے مستول ہو تو پڑہا جائے اور اگر مستحب کہ وہ بھی صحیح ہے اور جماعت کی تہمت نہین ہو قولہ بالسنة ہو ہی اور شرط نہین ہے کہ ہمیشہ جماعت سے پڑہے کبھی کبھی تنہا بھی پڑہ لیوے اور سنت ہی ہین ہو قولہ ہو ہی روایت کی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ نے ابی بن کعب عنہ کو امام مرد ون اور تمیم داری عورتو ن کا کیا تہا اور تمیم داری عورتو ن کا امام تہا بعد صلوة العشاء الى الفجر قبل الوتر وبعدها في الشامي وقته بعد العشاء الى الفجر قبل الوتر وبعدها في الشامي اور وقت ترا ویح نماز عشا کے بعد ہی فجر تک اور نماز سے پہلے اور نماز کے بعد صحیح قول یہ ہی ہے کہ تمام شب اوس کا وقت ہو تا اس مذہب کے مرجب صحیح صادق تک وقت ہو گا اور یہ را قول بہتر ہے کہ ترا ویح کا وقت عشا اور وتر کے درمیان ہے یعنی عشا کی بعد اور تیسرے حصہ شب اور تیسرا قول جو ان نے ذکر کیا بحر الرائق مین کہا کہ پہلے قول کی تصحیح کسی نے نہین کی اور دوسرے کو ظاہر مذہب صحیح کہا ہے اور خانیہ اور محیط مین صحیح کہا ہے اور کافی مین ہے کہ یہ جو دوسرے طرف نسبت کیا ہو کہ شامی اور فلواتہ بعضهما وقالا كالامام ال الثلث الاول اور تیسرا قول جو امام نے ذکر کیا بحر الرائق مین کہا کہ یہ قول کسی کا نہین ہے اور خانیہ مین ہے کہا ہو

مانیں کہ جماعت سے مستحب ہیں اور میں سمجھ نفس ہے کہا ہو کہ جمعہ کی نماز کیوں اور تراویح وغیرہ کو سمجھ میں پڑھنا فضل ہے بہ نسبت گھر پڑھنے کے
اور حضور رکعت مساۃ المکتوبۃ المنزل اور تراویح میں برکت ہیں حکمت اور کیوں ہوتی ہیں کل اس کو کل کا لفظ سو ہم معنی نوافل
فرائض کی کیل کیلئے ہوتی ہیں اور جو نکہ شمار فرائض تھا جگہ کا عدد نہ کے جیسے سنن تراویح بھی میں نفیس آئیں تو تکمیل کے لیے ہوئی اور تراویح ہوئیں تکمیل کے لئے
الفرائض اور نہ ہونے دلیل عقلی ہوئی اور دلیل نقلی یہ ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نفیس روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
میں سے کہتیں اور تہرے ہے تو بہتر فیما ان قد ذکر تسمیع صحت بکرتہ والا آباب عن متعم واحد یلہ یفتی تراویح میں کہتے
ہیں سے اس سلام پڑھا اور ہر دو رکعت پر سلام پھیرتے تھے کہ ہمیشہ دست ہو جاتی ورنہ ایک دو گانہ کی مانع تمام نہ کی اسی پر جمعہ ہیں
ہیں سنت کی اگر ایک سلام پڑھا اور ہر دو رکعت پر سلام پھیرتے تھے کہ ہمیشہ دست ہو جاتی ورنہ ایک دو گانہ کی مانع تمام نہ کی اسی پر جمعہ ہیں
سنت کی پڑھا اور اس اس رکعت پر سلام پھیرتے تھے کہ ہمیشہ دست ہو جاتی ورنہ ایک دو گانہ کی مانع تمام نہ کی اسی پر جمعہ ہیں
الاربعۃ بقراۃ والا ابی الحاسبۃ والوتر وجیحن ان میں تسلیم دو تراویح و تسلیمۃ دو تراویح صلوٰۃ واحدۃ یعنی تمام تراویح میں
ہیں سے ایک سلام پھیرتے تھے کہ ہمیشہ دست ہو جاتی ورنہ ایک دو گانہ کی مانع تمام نہ کی اسی پر جمعہ ہیں

میں پڑھنا تمام قرآن کا ایک بار سنت ہے اور دو بار فضیلت ہے اور تین بار افضل ہے اور جو پڑھا جائے تمام قرآن کا پڑھنا لوگوں کی سستی کی وجہ سے
ہم قرآن مجید کی آیتیں کچھ اور حدیثیں ہزار ہیں اور شمار تراویح میں کی رکعتوں کی جو ہے سو ہم اگر میناتیس دن کا حساب سے گھر پر رکعت میں آیتیں
پڑھیں گے تو جیسے ہیں ایک ختم ہو جائیگا کہ انے الطحاوی اللہ فی الاختیار الا افضل فی زمانیا نقلا مالا یثقل علیھم واذا قالہ المصنف وغیرہ
لیکن اعتبار میں ہے کہ فضل ہمارے زمانہ میں اوس قدر کا پڑھنا ہے کہ لوگوں پر گراں نہ ہو اور ثابت رکھا ہے کہ مسند وغیرہ فی الجمعتی عن الامام
الی فرائہ فاضا اذا وایۃ طویلۃ فی الفرض فقل احسن وہ لیس تماطنک والقراۃ وجیح اور مجیب میں ہے امام اعظم سے گزرا فرض میں تین آیتیں
چھوٹی یا ایک آیت بڑی پڑھی تو اچھا کیا اور برا نہیں کیا لوگ گمان ہو تراویح میں ہم معنی جب زمیں میں تین آیتیں بڑی ہیں تو تین آیتیں دو تراویح میں بطریق اولے
اسی پر فی فضائل القرآن للراھل الی ابو الفضل المکرمان انہ اذا قرأ فی الفرائض الفاتحۃ وایۃ واحدۃ او ثلاث
ایات من طوال السور فھو جاھل اور ہمارے زمانہ میں کی فضائل رمضان میں ہے کہ فرمایا ابو الفضل کرمانی اور دوسری نے کہ جب تراویح کی ہر
میں ایک اور ایک آیت خواندہ اور آیتیں بڑی نہ کرے وہ نہ ہوگی اور جو ختم نہ پڑھے وہ جاہل ہے ہم کہتے ہیں ایک آیت سورہ بڑی آیت ہو جیسی
چھوٹی آیت کی برابر سو سطر اور دو آیتیں برابر تین آیت کے ہوتی چاہیں ورنہ کرے وہ تحریمی ہو گا کذا فی الشامی ماحاصل شمار کی تقریر کا یہ ہوا کہ اگر پورا ختم
کے سنت اور بدل ہوں کہ تمام قرآن کو سنتے کی ثابت کرتے ہوں تو ہم ہزار حجتیں قائم کر چکے ہیں کہ مسجدوں جماعت سو خالی مزین ہو نہ ایک ختم پر کہ کر کی
کی سنت ہی ہو زان الامام بالقوم الشافعی فی کل شفع ویوتد الامام علی المشہور اگر امام نے قوم کو پڑھایا اور قوم نے نماز پڑھی ہو امام شافعی کے
الشافعی ویوتد للامام اور جو پڑھا امام اور قوم سو اسکے لیے ہر دو گانہ میں
ہی الجہر صلی علی محمد کما ذکرنا وسیلے کہ درود فرض ہوا امام شافعی کے
مو ویستحب للمکتوبات ھذا وما
القراۃ وترک تعوذ وتسمیۃ وتھلیلۃ وتسبیح واستعاذۃ اور جہر کرنا سری غیر مشروع بالترک یعنی قراۃ سری جلد پڑھنا اور سوا اللہ کے سوا چھوڑنا اور ہاتھ
اور رکوع اور سجدہ کی تسبیح اور تردد کی تسبیح کے چھوڑنے سے ہم نہ ہونا بلکہ نماز ادا ہو جاتی ہے اور وہ مل سے مکروہ کی تنزیہی طرح کا ذکر
ناعدا الاباۃ وتاخیرھا حتی فعل القوم عند قامۃ القیام اور کرنا وہ تراویح کا پڑھنا بیٹھ کر بیٹھنے کے بہانہ تک کہ بعض قیام کی کیا ہو کہ بیٹھ کر پڑھنا درست

باوجود وتار ہونے کے کھڑا ہوتے وقت بھی اگر کہ ابھر کر پڑنے کی طاقت ہو تو بیٹھا نہ کرے دنیں اور بیٹھ کر پڑھنا بلا عذر مکروہ و تنزیہی ہوگا اسلئے کہ خلاف سلف کے فعل کے ہوگا فی الشامی کالبرہ اختلف القیام الی ذکر و الامام للتشبیہ المنافی ان حیث مکروہ وہی دیر کرنا قیام من الامام کے رکوع تک وہ بھی مثل بہت سے لوگوں کے سوم یعنی مقتدی کا بیٹھا رہنا اور امام کے رکوع کو وقت نماز کا شروع کرنا مکروہ ہوگا اسلئے کہ یہ علامت کسل کی ہو جائیگی اللہ تعالیٰ اپنا پناہ میں رکھے قال ابن زیادۃ تامرون الا تصلوا ای کیسی جب نماز کو کھڑی ہوں تو کچھ دیر ہو سکتا ہے اسی تشبیہ کی وجہ سے یہ حرکت کرنا مکروہ ہوا ولو رکع الجماعۃ فی الفرض لم یصلوا للاداء بجماعۃ لانہا تم فصیلیہ وحدہ کما یصلیہ معہ اور اگر کوئی جماعت فرض میں کی ہو تو دوبارہ جماعت میں نہ پڑھے یعنی یہ کہ جماعت دوبارہ کی پہلی ہو جماعت فرض کی قضیہ شخص فرض تنہا پڑھی ہوں وہ دوبارہ جو کہ امام کے ساتھ پڑھ لو لم یصلہا فی الوقت او صلاہا مع غیرہ لہ ان یصلی الوتر معہ اور اگر پڑھا تراویح کو امام کے ساتھ یا تراویح کو وہ دوبارہ امام کے ساتھ پڑھا تو نماری کو جائز ہے کہ وتر کو امام کے ساتھ پڑھے ہر چند مکروہ ہے جو کہ فرض کی جماعت کے ساتھ پڑھا اور تراویح کی جماعت کے ساتھ نہیں پڑھا وتر میں جماعت سے پڑھ سکتا ہے لیکن اگر فرض تنہا پڑھی ہوں تو وتر کی جماعت سنو نہ پڑھے فی الشامی یعنی لو فاتہا الکل ہل یصلون الوتر بجماعۃ فیہ تردد والاظہر نعم کما فی الاختیار و یہی کہ جماعت سے نہ پڑھے اسلئے کہ وتر میں جماعت کا مسنون ہونا تراویح کی جماعت کے بعد سلف سے منقول ہے اور وتر کی جماعت تابع ہوئی تراویح کی جماعت کی ولا یصلی التطوع بجماعۃ خارج رمضان الی قولہ ذلک الی علی سبیل التداعی بان یقتدی اربعۃ بواحد ای کما فی الدرر او اکثر ان فی صحۃ الاقتداء الا کما مر بہا اور نہ پڑھا جائے اور نہ پڑھنا چاہئے رمضان کے سوا اور نوافل میں یعنی جماعت فرض اور نفل کی اور وتر میں مکروہ ہونے پر شرط تکرر کی ہے کہ ایک آدمی کبھی پڑھے کبھی نہ پڑھے یہ مذہب ہے صاحبین کا اور امام اعظم کے نزدیک مکروہ ہونے پر شرط تکرر کی ہے کہ ایک آدمی ہمیشہ پڑھے یہ مذہب ہے امام اعظم کا اور مفتی بہ قول صاحبین کا ہے کیونکہ ایک آدمی کبھی پڑھے کبھی نہ پڑھے مدرسین ہوا اور مفتی ہو

لما سبب بتہ کہ اس باب کا عنوان مسائل شروع ہوتا ہے کہ مواضع کتب جماعت بیان کئے اور مسائل یہی ہیں جو مذکور ہوئے والمراد بالمواضع المعاذیر والله اعلم
والفضیلۃ فانہ لا یقطع تمام اقیمت ای شرع فی الفرض قطع وصلاۃ الامام والقوم فی حکم واحد وھو فی حدیث یقطع اقتدی بالجماعۃ
فرض کیا تو اپنی نفل توڑ کر اس کا طریقہ پر اور اسی فرض کی جماعت شروع ہو گئی اپنی نماز پڑھی تھی جبکہ تو نے وہ فرض توڑ دیئے سبب عذر حاصل کر نے جماعت کے شاید کہ اگر فرض کی قید نہ بتاتے نفل اور نذر کی نماز ادا کی جیسے نماز نفل شروع کی اگر اکیلا پڑھتا ہوا اور جماعت شروع ہو جاوے تو ان کو توڑ کر جماعت میں شریک ہو جاوے اسی طرح فرض شروع کئے ہوئے ہوں کہ نماز ہی اسکے فرض ہوں یعنی مرد ان کی بجہ سے توڑ دیں نماز کا درست نہیں بلکہ
امام کی تکبیر تحریمہ پر تو شریک ہو جاوے اگر نماز کی گھر پر پڑھتا ہو اور جماعت مسجد میں شروع ہو تب بھی توڑ دے طحطاوی نے کہا کہ شرح نی الفریفہ سے یہ معلوم ہوا اور
اقامت ہو رہی ہو شروع ہو چکنے ہی شروع ہو حاصل یہ ہے کہ شروع ہو اقامت مؤذن کا تو ان دابتہ اوفار قبی رھا او خافت ضیاع
درھم من مالی او کان لی لعذر اخر فی معناہ قطعہ لامکان قضایہ یا ہو توڑ دے اگر اس کا جانور بھاگ جاوے اور اسکی سواری کا جانور یا اسکی عورت کی
یا خوف ضائع ہونے کا ہو ایک درم کا مال ہے یا اتنا ہی نفل نماز میں اور نماز ادا کیا ہو اور ڈر ہو فوت ہو جانے نماز جنازہ کا تو قطع کر دے نفل کو بسبب قضا
کر سکنے نفل کے عوض ہی اگر فرض نماز پڑھتا ہو جس میں جنازہ کی نماز کے خوف ہو تو فرض کو قطع نہ کرے کہ وہ قوی تر ہے نماز جنازہ سے کذا فی الطحطاوی حاشیہ
یعنی العظم لکونہ فضائہ غرائی اور واجب یعنی فرض ہو تو نماز نماز کا نہ بھی پڑھے تو ہو جاوے ہو گا اور اول قسم کی دلیل عامۃ احادیث
اخر بادی الفرض کا یجیبہ الان یستقبلہ بہ وفی النفل یتم ترکہ فی الصلوٰۃ فلا ماء کا یجیبہ والا اجابہ اگر اکیلا نماز پڑھتا ہو کسی کا
یا ماں باپ بھی ہوں جو حاجت کو مگر ہے کو فرا چاہے کہ اس کو یعنی فرا وہ چاہے کے وقت جواب آوے اور ہو ضرور ہیں نہ کہ ذانی الطحطاوی اور نفل نماز میں اگر ایسا
کو علم ہو کہ بلا نماز پڑھتا ہی پورا ہو سکو کہا یا تو جواب نہ دے ورنہ جواب دے صاحب ہدایہ کا قول تو یہ ہے کہ نماز کا توڑنا کبھی حرام ہوتا ہے اور کبھی مستحب اور کبھی
مباح اور کبھی واجب تو حرام ہو وہ ان عذر کے توڑ دینے سے اور مستحب حصول جماعت یا اور کسی ضرورت کے کامل کر لینے کے لیے اور مباح توڑنا
مال کے خوف سے اور واجب اسطے بچانے کے ذانی الشامی قالا ان القوم مشرفون علی الفساد فلم یکمل وبالتوی یسلم وھو الصحیح
الاصح غایہ وتقتدی بالامام نماز کو قطع کر کے امام نماز کے اسطے حلال ہو جاوے اور یہ توڑنا ہو نہ حلال ہوا اور گناہ ہو گا
نماز توڑنے میں ایک سلام پھیرنا صحیح تر ہے کذا فی الغنیہ اور اقتدا کرے امام کے پیچھے ہم پڑھے اپنی نماز کو حالت قیام میں اگر سلام دو رکعت پر توڑ کر امام کی
اقتدا کرے وھذا ان لم یقتد بالرکعۃ الاول لمسجدیۃ اما لو اقتدی بھا فی حدیۃ یا مفیدۃ او دیا وللم یصر الیھا رکعۃ اخری ذھبا تماما
للعلی والجمعیۃ اور یہ نماز کا توڑنا اور امام کا اقتدا اس صورت میں ہے کہ پہلی رکعت سجدہ کی نہ کی ہو پس سجدہ کیا ہو تو پھر نماز تین یعنی ظہر
مغرب کی نماز میں یا چار رکعتوں والی میں سجدہ کیا ہو لیکن اس رکعت میں دوسری رکعت ملا کے بطور وجوب کے ہو اقتدا کرے دو اسطے حاصل کر نے نفل
اور جماعت کے ہم حاصل امر مہمل کا ہے کہ جیسا کہ شخص نے فرض پڑھنے شروع کئے ہم امی کی جماعت شروع ہو گئی تو اگر تین رکعت اول رکعت کا سجدہ نہیں کیا
تو نہ توڑے اور اگر رکعت اول کا سجدہ کر چکا ہو اور نماز نفل پڑھتا ہو تب بھی توڑ کر اقتدا کرے اور اگر ظہر یا عصر کی نماز پڑھتا ہو تو چار رکعت پہلی میں ملا کر اور
اقتدا کرے تاکہ کچھ نفل ہو جائیں اور چھوڑ دے اور اگر نماز مغرب میں کسی رکعت کا سجدہ نہیں کیا ہو تو پانچ رکعت پڑھ کر اقتدا کرے کذا فی الشامی وان صلی نفلا
سوای الرباعیۃ اتم اقتدی کالاما او قضیا لا یدل علیہ فصیلہ ابتداء عند ثانیا کالاولی العصر یقتدی بالظہر اتفل بدا الا اذا جاء کہ رکعتان والی
نماز میں دو رکعت پڑھ چکا ہو تو اگر کہیں نماز کر سکو ہو اقتدا کرے تو نفل پڑھنے والا ہو اور حاصل کر چکا امر مہمل کا کذا فی الخانیہ اگر عصر میں اقتدا کرے ظہر کی نماز کی تو نفل ہو جاوے
نفل کے بعد ظہر کے ہم یعنی جاوے گی اگر سہو کا سجدہ کر چکا ہو تو ورنہ توڑ کر اقتدا کرے کذا فی الشامی وان اقتدی فی نفل بالمفترض
مطلقا وبعکسہ وکذا بالسنۃ الظہر وسنۃ الجمعۃ اذا نیت او خطب الامام بتمام ارتباطا علی الصحیح الراجح کما تاصلوۃ واحدۃ فلیس لقطع
للکمال بل الاکمال خلافا لمن قالہ الکمال اور شرع کر دیا نفل پہلے اور اس رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو یا کیا ہو اور نہ کر سکو ہو نفل کو دو رکعتیں اور سنت سترع

ظہر کی اور سنت ہمیشہ جب جماعت شروع ہو جاوے یا امام خطبہ پڑھنے لگے تو اذکر چار رکعتیں پڑھو قول غالب کے موجب اسکے کہ دو تین ایک نماز ہیں اور قطع کنا دو رکعا
کا اکمال کرنے کے لیے نہیں ہے بلکہ باطل کرنے کے لیے جو مخالف اوس قول کے کہ ترجیح دی ہے اکمال نے ہم تطوع کو بالکل کے لیے نہیں ہے اگر قطع کرنا اور
پھر پڑھنا جیسی ہی طرح ہو کہ مخالف فرض کے قطع کرنے کے اور اسکو دوبارہ جماعت میں پڑھنا ہو تو وہ سنت کا ترک کا اکمال کرنے کے لیے ہے اور کمال الدین
اسکو تو جو امر دی ہو کہ سنت کو دو رکعتوں پر قطع کر دیا اور یہ ایسی بین نظائر کیا ہو کذا فی الشامی وکرہ تحریما قبل الفجر وبعد صلوٰۃ الصبح
اذان فی الصحراء علی التغالب المراد بحضور الوقت اذان فیہ اولا اور مکروہ تحریمی ہے مسجد جماعت کے نکلنا اوس شخص کو جس نے نماز نہیں پڑھی اوس مسجد میں
اذان ہو گئی ہو شارح کہا کہ اذان جلا کر یعنی اکثر سنی جاتی ہو جاتے ہیں اذان ہو جاتی ہو اور جماعت اذان ہونے سے وقت نکاح آنا جانا ہو
جو اوسے مسجد میں اذان ہوئی ہو یا ہو یعنی اگر کسی شخص کو کسی مسجد میں نماز پڑھ اوسے مسجد سے نکلنا مکروہ تحریمی ہو مطلقاً ہو کہا اگر وہ دخول وقت
حرام اعلیہ ثابت ہو صاحب بحر الرائق کی اور حالانکہ کی حدیث ابن ماجہ سے روایت کی ہے کہ جس مسجد میں اذان کو پا باہر نکل گیا اور کسی کام کو نہیں نکلا اور مسجد سے نکلنا
ارادہ نہ پھرنا کا ارادہ ہو کہ نہیں پھرے گا اگر نہیں پھرے گا ذی الفرض اذان الظہر او الجمعۃ او لاستاذہ او لاستاذہ الذی سمع منہ الاقامۃ او عطر
الجماعۃ وہی عزیمہ ان یعرض ظہر کو نکلنا اوس مسجد کے مکروہ نہیں جس سے دوسری جماعت کا انتظام ہو یعنی دوسری مسجد کا امام یا موذن ہو جاوے کہ نکلنا جائے
خطبہ کی مسجد کے لیے جو امر اوس میں لوگوں نے نماز نہ پڑھی ہو یا نکلنا اپنے اوستاد کی مسجد کے لیے جو اپنے پڑھنے کے لیے نکلنا ہو وعظ کہنے کے لیے کہ جس جگہ
کو پھر جاوے ارادہ سے کا ارادہ ہو کہ نہیں پھرے گا اور نہ کہ پھریں گے ذی الفرض الظہر او الجمعۃ لمن صلی الظہر او الجمعۃ فلا یکرہ لہ الخروج بعد الجماعۃ لانہ
الشروع فی الاقامۃ فیکرہ فیما فیہ بالاعذار بل یتقدی متنفلا ما لم او گمراہ شخص کے لیے جس نے ظہر اور عشا کی نماز ایک مرتبہ پڑھ
لی ہو تو نکلنا مکروہ نہیں بلکہ چھوڑ جماعت کا یعنی مسجد میں مکروہ ہو کہ نماز نہ پڑھ لیا اور جماعت کا انتظار کیا مکروہ وقت شروع ہونے تکبیر کے مکروہ ہے اوس
مقصد کا نکلنا بسبب اوس کے مخالفت کرنے جماعت کے بدون عذر کے مکروہ اقتدا کرے فرض نفل پڑھنے والے میں جبکہ نفل پڑھے والا بسبب اس بات کے کہ گذری یعنی نفل اور جماعت دو فرائض کی کہ
کذا فی الظہیریہ او لا لمن صلی الفجر او العصر او المغرب مؤدیۃ بخلاف ما لو اقیمت للمکتوبۃ النفل بعد الاقامۃ او لیعین وفی المغرب خلاف المنظور
المبتدء او مخالفۃ الامام بالاتمام اور گمراہ اس شخص کو مکروہ نہیں جو فجر اور عصر اور مغرب کی نماز کیا پڑھ چکا ہو تو وہ نکلے ہر حال میں اگرچہ تکبیر ہو چکی
بسبب کرنے نفل کے بعد فجر اور عصر کے نماز کی کیونکہ اگر ان دو نماز دن کو پڑھ لیا ہو گا تو نفل ہو گا تو نفل کا پڑھنا ان دونوں کے بعد کہ وہ تحریمی ہے اور مغرب کے
بین اقتدا کی نیت سے اور شروع باقوں میں کیونکہ ہو گئی ہے بالیک رکعت نفل کی یا امام کی مخالفت کی بواسطہ اوس کے اور ترادا اوس کا بر کیونکہ کو نہیں
بین کہ ساتھ اوسکے دوسری اگر شروع میں اقتدا بیت نفل کر چکا تو اوس سے ہر ایک لازم آوے گا تیسری رکعت تمہارا چوتھا امام اگر سہو فرض کیا جاوے گا کہ مقتدی امام کے ساتھ
تین رکعتیں پڑھ کر اوسکو ہو جاوے اور ملا کو امام کی مخالفت لازم آوی ہو وفی الغنیۃ ینبغی ان یقید جوازہ الا لاعذر اھ مکتفیۃ بالصلوٰۃ اتسلل او ہو افضل
ہو کہ مناسب یہ ہے کہ جماعت ہو جانے کے وقت اوس کا نکلنا واجب ہو اسلیے کہ بڑھنا اوس کا مسجد میں بدون خانے کے زیادہ مکروہ ہو بہ نسبت
نفل پڑھنے کے ہم ملتے محیط میں کہا ہو کہ مخالفت جماعت کا گناہ بہت بڑا ہو کذا فی الظہاری قلت آفادا لفصلتانی اشتراھۃ النفل
بالثلاث تزھیۃ وفی المنھمات لو اقتدی فیہ لا بأس میں کہتا ہوں کہ فہستانی نے جو بیان کیا ہو کہ تین رکعتیں نفل پڑھنے کی کراہت
تنزیہی ہو اور منھمات میں ہو کہ اگر فرض کا اگر مغرب میں تو پڑھ کر یگا ہم فہستانی نے اپنے قول کی تائید میں منھمات کا جو یہ قول نقل کیا
ہے حالانکہ قول فہستانی کا مردود ہے اسلیے کہ صاحب بدایہ نے تصریح کراہت کی کردی ہے اور غایۃ البیان میں کہا ہے کہ تین رکعتیں
نفل کا پڑھنا بدعت ہے اور شافعی فان نے شرح جامع صغیر میں کہا کہ اوان کا پڑھنا حرام ہے اور صاحب بحر الرائق نے
کہا کہ حرمت میں متبر ہے مخالفت واد دھے تو معلوم ہوا کہ اوان کا پڑھنا مکروہ تحریمی ہے کذا فی الظہاری وفی الخانیۃ
ذھبی الفجر کشفعلہ بسنتہ اذا کان الجماعۃ اہل اور جب تمہاری پڑھ جو شروع جماعت ہو گا نہ فرض فجر سے بسبب اپنی مشغول ہونے کے اہل سنتوں میں تو سنتوں کو

ترک کرے وہ مستحق ہوتا ہے جماعت کے کامل ثواب کا پس جماعت کی بنا پر نماز میں کمی کا ہونا اس کے لئے سبب نہیں ہوگا بلکہ اس کے لئے وعید ترک جماعت کا زیادہ ہونا
بدلست وعید ترک سنت فرمودہ کذا فی الغنیۃ وفی ردالمحتار عن الفتح وقیل التشدید لمواظبۃ المصیف والمسیء علیہا ۔ قولہ
الا لضعفہ فی الزیلعی وکذا لمن یخاف ضیاع امتعتہ او ضیاع ماشیتہ او ان لم یجد من یصلی معہ ۔ قولہ او ان رآہ الخ المذکور فی متن الکنز
وغیرہ ان لم یقتد فیہ ۔ قولہ او ان لم یقتد الخ ۔ قولہ او ان رآہ الخ ۔ قولہ او ان رآہ الخ ۔ قولہ او ان رآہ

رکعت کو ملتا ہو جو کہ سہو سے ساقط کرے اور لاحق مدرک کی برابر ہے اور مسبوق کو ان دونوں کم شمار شمار کیا کہ اگر کہتے تمکن کی قید جو ہر باقی نہ ہو کی سہو اگلا قول کہ لاحق اور کی الثانی کے لیے ہو ورنہ حکم واحد ہوتا ہے تکبیر والی نماز کا یہی ہو کہ اگر گفت ملتزم سے جماعت نہیں ملی ولکن اول رکعۃ الثانی کا یکون مصلیاً بتبعیۃ علی الاظہر وقال الشیخ حکمہ الکل وضعفہ وللجہر اگر سہو پڑھ تین رکعت تکبیر کا پنوالا پڑھ چار سے جماعت کی ساتھ نماز کا پڑھو والا ہو کہ ہر جہاں ہار ترتول کے اور امام صریح نے کہا ہو کہ اکثر کہ حکم کل کا ہو یعنی تین رکعت تکبیر کا پنوالا پڑھتا اور ضعیف کہا ہے کہ ہر الاکثر کا ہو کہ ہر الاکثر کے ہر ایک شخص نے فسر کیا ہی کہ سید دلی کہا دنگا ہو بالاتفاق اوسی تم جب ہی ٹوٹی جبکہ وکل رکعۃ کہلائے الگ کہ ہر ایک سو تو ہو گی ہر ایک سو ہو کا اکثر ہو کا اکثر مقام کل کے نہیں کیا جاتا کذا فی الشامی واذا امین فاتت الوقتی تطوع مامشاء قبل الفرض والاولی ترکہ ویقضی بہ الفرض اور جیتا زی بیچوں ہو رفت کے جانے سے تو نفل پڑھ جتنا چاہے فرض سے پہلے اور اگر رفت کے جانے کا خوف ہو تو نفل نہ پڑھو بلکہ نفل چھوڑ دو اور فرض کو ادا کرو اور فی الدر بالسنۃ مطلقاً ولو تصلح منفرداً علی الاصح ذاوی والمانی حتیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فلیزد ادۃ الاجتہاد اور پڑھے سنتوں کو ہر حال میں مگر فرض تنہا پڑھنا صحیح ہے قول کے بموجب اسکے کہ سنتیں فرضوں کی تکمیل کے لیے ہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں زیادتی درجات کے لیے ہیں ہر جانا چاہیے کہ نفل و طوع ہو ایک سنت موکدہ وجوب بارہ رکعتیں ہیں پانچوں نمازوں میں اور ایک غیر موکدہ جیسے عصر سے پیشتر کی رکعتیں ہیں اور نوافل ہر نماز کی دو حال سے خالی نہیں فرض جماعت سے پڑھیگا یا تنہا اگرچہ جماعت ہی پڑھے تو سنت موکدہ قطعاً پڑھے یعنی بلا عذر اور نہ کہ ترک کرنے کا اختیار نہیں اور اگر تنہا پڑھنا چاہتا ہو تب بھی ایک روایت میں یہی حکم ہے اور ایک روایت میں اسکو اختیار ہے اسلیے ماتن نے کہا کہ اگر یہ منفرد ہی پڑھتا ہو تاہم سنتیں پڑھ تو قول صحیح کے بموجب شامی نے کہا کہ نفس شرعی میں جب نفرض منفرد اور جماعت کی نہیں تو احوط بھی ہو کہ اختیار ترک کا مطلقاً ہو تاہم اگر رفت کے جانے کا خوف ہو تو اوسکو ترک کر دیگا تاہم فوت الدرس ولان فاتتہ الجماعۃ مشتکیاً فہم قدر شہر قول دوم کا اگرچہ فوت ہو جاوے نماز کی کو جماعت متصل کی ہو اور اس مسئلے سے کہ گذرا اسوا الحکم فوجہ سے صریحی پیشتر بیان ہو اکہ جسکو ایک رکعت فوت ہو اسکو خوف فوت ہو جانے کے نماز کے ترک کر دینے کا جواب یہ کہ سکتے ہیں کہ سنتوں کو ترک صریحی اگرچہ اسکو جماعت کے بھید صاحب درر نے کہا ہے اعتراض ماتن کے اپنی شرح مجمع الانہار میں کیا ہو اور اوسنے اس اعتراض نہیں بلکہ درر کی عبارت کا مطلب غلط سمجھ لیا ہو اور اسکے شروح کو خیال نہیں کیا اور سنین کلیہ اون کو لکھا ہو کہ ایک شخص کو جماعت فوت ہو گئی اور اوس نے فرض تنہا پڑھ لیے تو شخص مذکور پڑھ لیا ہو نہیں بیشک پڑھ گا کہ پڑھ لیگا کہ سنتیں بھی فوت ہو گئی جاتی ہیں کہ فرض جماعت سے پڑھ جاویں گے سنتیں پڑھ گا اگرچہ جماعت اصلی کی ہو اور مصنف اور شارح نے اوسکے مطلب سمجھ لیا کہ سنتیں ادا ہو گئیں اور ادا کرنے کو جماعت ہونا لازم کہ سمجھا مطلب یہ تھا کہ جماعت اسکی فوت ہو گئی ہو گی تاہم سنتیں پڑھ گا ادا کی الشامی تصرف وقولہ الفرض یا مامہ الخ فوقتی ذہم الامام راسہ عوید رک المؤخر الرابعۃ لانہ المستدرک فی جزء من الرکعۃ ثم وجد فیکون کمسبوق اقتدی بہ فی رابع الامام بخلاف ما لو ادرک فی القیام ثم رکع معہ فانہ یصیر مدرکاً لہا حقیقۃ فیکون لاحقاً فیما فاتہ فی الرابع وادرکہ اکثر نمازی پیچھے امام کو پس اسکے اور فوت کیا سہانگ کو اور بنایا امام نے اپنا رہ نماز کو تو مقتدی کو نہ رہے اس رکعت کو نہیں پایا ہے کہ شرکت کیا جزء من کسی رکعت کی ابتدا کی شرط سے اور وہ نہیں پائی گی تو مقتدی اس صورت میں مسبوق ہو گا بنی اس رکعت کو امام کے فارغ ہونے کے بعد پڑھے بخلاف اوس صورت کے کہ اگر امام کو قیام میں پایا اور نہ فوت کیا اور اوسکے ساتھ رکوع کیا تو وہ اوس رکعت کا پنوالا ہو گا بنی مقتدی کو اور امام رکعت کے حق میں لاحق ہو گا تو ہو گا پڑھے امام کے فارغ ہونے پیچھے کہ اور اگر ہو شامت امام کی بقیہ نماز میں کہ ہو اور چونکہ مسبوق کے مسئلے میں بعد الفراغ کہا تھا اور اوسکی مناسبت سے یہاں بھی قبل الفراغ کہدیا حاصل یہ کہ اقتدا رکعت ملنے کے حقیقی ہوتا ہے اور شبہ حکمی جب کوئی حصہ قیام کا یا رکوع کا نہ پاوے مسبوق بنی جزء نماز میں شرکت ہو بنی رکعت میں اسکی مسبوق ہو اور وہ سجدوں میں متوجہ ہیں تصالو ثابت ہو گا اگر رکوع میں پایا ہو تو نہیں ہو لاحق ہو گیا کذا فی الشامی وقولہ ثم قضاء ما سبق بہ الخ وفی الدر ویقضی اولاً ما سبق بہ ولا یقتدی فیہ فی الاصح وجہاً اگر ہو جیا پیچھے مسبوق ہو امام کے ساتھ پایا نماز میں ہو امام کی بقیہ نماز میں کہ ہو اور

فاسد ہے کسی نماز میں دو رکعت سے زیادہ ترک سوم بنیاد واقف جب کہ وہ نہیں بنا تو قیت فرد تو ہے ہیں کہ دوسری کے ساتھ شریک ہو جائے اور ان نے آگاہ کر دیا اگر گر
لمن قدر اصح ہو جائیں امام کی متابعت سجدہ نہیں واجب تو گو ان کے ترک سے نماز فاسد ہو گی ملوم یتقاضیہ الزکوۃ وہ یتابعہ للملۃ اذا سلم الامام تقام و
اَن یرکع فیہ صلوۃ تامۃ فقد ترک واجبا اھر فی للجنس ہو اگر متعدد ہے کو نہ پایا اور امام کی متابعت سجدوں میں کی گر جب امام نے سلام پھیرا تو اٹھ
اٹھ کر ایک رکعت پڑھ لی تو نماز اور کی پوری ہو گئی اور سجدہ سہو ترک واجب کی وجہ سے نہ کیا یعنی شروع اقتدا میں متابعت امام کی سجدہ سہو اب نہیں اور کیا تارک ہوا گو ان ہو
عن الجنس ولو ترکہ تبعا لامام فکعدہ امامہ فیہ یضع رکوعہ و رکوعہ فی قعدہ فان قرأ الامام قدر الفرض اور اگر مقتدی نے رکوع کیا امام سے پیشتر سر اٹھا لیا تو
رکوع میں حالیا تو مقتدی کا رکوع درست ہو گا اور اگر کھڑا ہی رہا پہلے رکوع کرنے اگر امام مقدار فرض پڑھ چکا ہو ہم کردہ و تحریمی اس دجہ سے ہو گا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ رکوع اور سجدہ میں مجھ سے پہلے مت کرو اور ایک حدیث میں فرمایا کہ جو شخص امام سے پہلے رکوع کرتا ہے یا اپنا سر اٹھاتا ہے اور سکو یہ خوف نہیں کہ خدا اس کی صورت
کو بدل دے گا یہ بدل کے معنی اور مراد ہیں کہ گدھے کی سی صورت بنا دے گا اور اگر امام نے سجدہ سہو کیا ہو تو مقتدی کو اور سجدہ سہو کرنا کافی ہو گا اور پھر امام کی تکرار نہ ہو گی اور
امام نے اگر مقتدی نے سجدہ سہو کیا اور امام نے ابھی کیا ہو تو مقتدی کا وہ سجدہ معتبر نہیں اس کو سجدہ دوبارہ کرنا چاہیئے اور نماز فاسد ہو جائے گی یا نہ کرنے سے
باب فی قضاء الفوائت یہ باب کے بیان میں ہے فوت شدہ نمازوں کا قضا کرنا مسلمان حیث الا التخیر بالرجوع الیہ کما قال واما قولہ تعالیٰ بالقضاء بدل
بالفتح ہو اور صحیح مستحق فوائت کہا نماز وں کا تو کہا واسطے بہتری کے گمان کرنے کے مسلمانوں پر کہ نماز میں بدون عذر تاخیر کرنا گناہ کبیرہ ہے کہ وہ نہیں قضا
پڑھ سو ملکہ وہ ہو جاتا ہے وقت کہ جب کہ آیا ہے کہ سہو ہو جانا نماز میں اور وہ نہیں حکم نماز کی چھوڑ دیا جائے جبکہ یاد آوے کہ پڑھ لیا کرے
اسلیئے فوائت کہا نہیں نماز ہائے مسلمان کہ نہیں پڑھا اور حق سبحانہ و تعالیٰ نے اوسی قول کے موجب کہ جو مقبول ہو گیا ہے کہ وہ ہو جاتا ہے
شایعہ کنایہ بالیوم ہے ان کو بگاڑنا فی الحقارت و دوں المنزلۃ العدالۃ وضع المقابلۃ موت الولی لانہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اخرھا عن الحد ذات اور ضرر
ہو ضمنی ہو اور ڈورنا اور ڈورا ہی جانا کی بچے کے نزدیک ہونے کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تاخیر خارج کی فرمائی جگہ خاص کے دن عرفہ نہیں جمعہ نہیں خاص
اور سیر و زیارت نماز میں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات معہ پر نہیں سیانک کو گو رات گزر جانے کے حضرت بلال کو ارشاد فرمایا ہو اذان کہی ہو مگر کسی
نے بھی کھانا نہ پڑھی ہو مگر بعد ہی پھر عبد ہی پھر کہ صلوٰۃ کو مگر سونے پر پھی ہو مگر بعد اس کے معلوم ہوا کہ وہ ضعف کے مخمور کر کیسے نماز میں تاخیر
ہو کہ اذان الفطاء اب شارح فہل شروع کرتے ہیں مسائل بابے چند مطالعین فہمی بیان کرتا ہوں کہ الاداء فعل الواجب فی وقتہ وقد یطلق علی ما وقع فقط بالوقت یعنی الاداء
عندنا وہ ہے کہ عین الشافعی ہو ہر ادا کے ہے تحقیق ہیں کہ واجب کو ادا کرے وقت میں کرنا اور بسبب صرف تحریمہ کرنے کے وقت کے ادا ادا ہو گی ہمارے
نزدیک اور ادا کرکت وقت میں ہو سے ادا ہو گی امام شافعی کے نزدیک یعنی ہمہ خود نہیں کیا دامین سب نماز یا تمام واجب وقت کی ادا نہیں ہو کہ ضرور ہے نزدیک نماز
کی تحریمہ اگر وقت میں ہو تی تو وہ نماز ادا ہی ہو گی اور امام شافعی کے نزدیک ایک رکعت وقت میں ہو جانے سے ادا کہلائے گی والاعادۃ فعل مثلہ فی وقتہ
الخلل عبر الفساد لقولہم کل صلوٰۃ ادیت مع کراھۃ التحریم تعاد او دجوبا فی الوقت والا بعد ندبا اور اعادہ کے معنے ہے کہ جو نماز ادا کی جائے کراہت تحریمی کے ساتھ
وہ اعادہ کی جائے نہیں ادا میں کا اعادہ واجب ہو وقت کے اندر اور مستحب وقت کے لو اعادہ مستحب ہو ہم نے اسے لئے کہا کہ جیسے تسلیل شایع کی
قبیل سے ہے ہیکو کہ اس کو سہو نہیں معلوم ہو تا کہ جو نماز فاسد ہو اس کا اعادہ نہ کیا جائے حالانکہ مترتب ہیں نہ فاسد مذکور ہے اور نہ ہے کہ
اعادہ خاص ہے وقت کے اندر بلکہ خود لفظ جو کر دی کے کہ جب وقت کے بھی اعادہ ہوتا ہے دوسرے یہ کہ تفصیل اعادہ کے واجب

ہونے کی وقت میں اور مستحب ہونیکی بعد وقت کے مضبوط بے دلیل ہے جو الرائق کی نسبت سو شارح ذکر کی ہے حالانکہ خیر الدین بھی علامہ مقدسی سے نقل کیا ہے کہ اداء جب ہو کہ جواز الرائق کے اس قول پر عمل کیا جاوے کیونکہ فقہا کا قول کہ جو نماز کراہت تحریمی کے ساتھ ادا کی جاوے اوس کا اعادہ لازم ہے اسکے معلوم ہوتا ہے کہ اعادہ وقت کے اندر ہو بلا بعد وقت نہ ہو نعم ہو اور یہی قول راجح ہے والقضاء فعل الواجب بعد قتہ واطلاقہ علی غیر الواجب کالنفل الظہر یحکاذ اور قضا کے یہ معنی ہیں کہ واجب کو اوسکے وقت کے بعد کرنا اور غیر واجب پر قضا کا بولنا بغیر مشابہت کے مستعمل نہیں قضا کا کہنا مجاز ہے یعنی قضاء فرض و واجب کی ہونیکے وقت ہو اور سنت پر قضا کا بولنا مجاز ہونیکی وجہ التقریب بین الفرض والنفل الخ قضاء لازم ہونیکی وجوب الجہاد الخ بقولہ الظہر المشہور ومن لم یعلم صلوٰۃ وجب علیہ ان یقضی الفرض العملی ترتیب درمیان پانچوں فرض اور وتر کے ادا میں اور قضا میں لازم ہونیکی دلیل اس حدیث کو بیان کرتا ہے جو کوئی سو جاوے کسی نماز سے یا بھول جاوے اوس کے یاد آوے تو پڑھ لیوے اوسکے سوا اوسکے کفارہ کا حکم ہوا شارح نے اوسکی نسبت کہا ہے کہ اوسکی سند صحیح ہے اور حدیث ابن شیبا و ابن ابی شیبہ میں ہے جو کوئی سو جاوے کسی نماز سے یا بھول جاوے اوسکے یاد آوے تو پڑھ لیوے اوسکے سوا اوسکا اعادہ واجب نہیں اور جو کہ اوسکی نسبت کہا ہے کہ اوسکی سند صحیح ہے اور ترتیب فرض عملی ہے اور شرط صحت ہے اور سنت نہیں ہوئی اور ترتیب ساقط ہو جاتی ہے اور واجب کے فوت ہونے سے صحت فوت نہیں ہوتی بخلاف ترتیب کے اسلیے صحت کا لازم کہا تا کہ سہو اقضا کو عام ہو شارح نے لزم کیا ہے کہ اسکی فرض ہونے میں بھی خلاف ہو کہ بعض موقوف کہتے ہیں جو حاکم نے کہا ہے کہ مشہور یہ کہ قضا فی الشامی والواجب والمسنونۃ فرض قدیم الخ ولا یجب الترتیب الخ ولا یجب ترتیب الخ وفرض کا ترتیب واجب اور واجب کا سنت سے اور واجب کا سنت سے ہو اور واجب کا سنت سے قول پر کہ اوسکی ادا و قضا میں فرق ہے اور واجب کا سنت سے قول پر کہ اوسکی قضا کا تصور نہیں ہے اور واجب کا سنت سے ہو اور واجب کا سنت سے قول پر کہ اوسکی قضا کا تصور نہیں ہے

بترکہ کما فی الہدایہ والدلیل علی ذلک ما ذکرہ بقولہ لانہ عذر یکثر وجودہ الخ یعنی ترتیب لازم نہیں ہوتا ہے کہ ہر فائتہ نماز پر یہ عذر آسمانی ہو کہ ہمیشہ نماز کو قضا کرنے پر مجبور ہو بلکہ یہ عذر کبھی کبھی ہوتا ہے جب تک یہ عذر نہ ہو تو ترتیب کی ادائیگی ممکن ہے اور یہ عذر اس وقت ہوتا ہے جب فوائت کی تعداد چھ سے زیادہ ہو جائے اور اس کا وقت نہ ہو گا لہٰذا

اور جو نہیں کہا زوم ترتیب کا بعد ساقط ہونا بایں کثرت فوائت کی وجہ سے سبب ہونے کے ان کی تعداد قضا اور نیز بعض فوائت کے مذہب معتبر پر معفو ہونے کی وجہ سے کہ ساقط ہو جاتا ہے نہیں آتی اور صورت اسکی یہ ہو کہ مثلاً ایک شخص کے ذمہ سال بھر کی نمازیں قضا ہیں تو ظاہر ہے کہ لزوم ترتیب ان فوائت کی وجہ سے ساقط ہو گیا اب اس شخص نے ایک نماز نکو قضا پڑھا جو پڑھا ہوا وقتی ہے تو کہہ دیا جائے گا کہ مثلاً ایک ہی فائتہ اسکی ذمہ پر تھی تو اسپر لزوم ترتیب ہو گا کیونکہ باقی گیارہ مہینہ کی فائتہ معفو ہو گئی اور اسکے ذمہ کچھ نہیں رہا تو ایک ہی نماز باقی کو ادا کرے گا اگر کوئی نماز پڑھیگا یعنی اوس نماز کا فی نماز وقتی جائز ہو گی اور اسکے ذمہ کی فائت سلیکر لگا ہی گو غیر معتمد قول یہ ہو کہ جب فوائت چھ سے کم ہو جائیں تو ترتیب ساقط ہو جاتا ہے اور یہی قول ہے ہدایہ میں پسند کیا ہوا اور ہمکو اسی پر عمل کرنا چاہیئے اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اوسپر رحم کرے اور کوئی میں فتویٰ اوّل قول پر ہے اور بعض کے تضایہ پڑھنے کی قید سلیکر کہ اگر کل کی قضا کرا لیگا اور ایک نماز بھی اگلوں کی قضا نہ پڑھیگا تو بھی ذمہ پر رہیگی یہ قید نزدیک صاحب ترتیب ہو جانیکا چنانچہ قہستانی نے اسکو نقل کیا ہے کذا فی الشامی **ولکن الا یعود الترتیب بعد سقوطہ بعفو بعض الفوائت السابقۃ** یعنی الفوائت الصیغۃ حقی **لو ترکھا الوقتیۃ فی خلال الوقتیۃ لا تفسد وھو مؤید لما الاصح** یعنی اسپر ہمکو عود ترتیب نہیں کرنی ترتیب بعد اوسکے ساقط ہونیکے کسی فرمشہ سے ساقط کر دینے والی چیز کی وجہ سے یعنی ہو لینے اور نہ کرنے وقت کے سبب اگر ترتیب ساقط ہو جاتیگی تب بھی عود نہ کریگی یہانتک کہ اگر وقت جاتا رہیگا درمیان وقتی کے نماز وقتی فاسد ہو گی اور یہ ارشاد ہوا ہے اللہ کا گو ابھی صحیح تر ہو کہ اسنے المجتبیٰ ہم یعنی تنگی وقت کے باعث ترتیب ساقط ہو گیا اگر وقت جاتا رہا تو ترتیب عود نہ کریگی یہانتک کہ اگر وقتی کے پڑھنے کے درمیان وقت جاتا رہا تو فاسد ہو گی کیونکہ ترتیب ساقط ہو گئی اور یہ نماز وقتی ادا ہو گی نقضا الیعاہی نسیان سے ساقط ہو کر نہ عود کریگی اور یہ مثل قضا کے نزدیک بعضی نماز ہو جاتیں ہو گی (مستدرا ہو گی اور بعضی وقت نہ نماز ہو گی وہ قضا ہو گی اور ایک قول یہ ہے کہ سب قضا ہو گی مگر اصح یہ ہے کہ ادا ہو گی کذا فی الطحطاوی **خلافا لمن زعم والیہ اشار عن الدرایۃ لو سقط النسیان والضیق فترکہ لکن اتسع الوقت لیعود لفقدان عذرہ وفی الاشباہ فی بیان الشقط لا یعود** یعنی **فیلزم الفائت** (لیکن ہر الفائت اور سزاوار ہیں ہو گی اگر ترتیب نسیان اور وقت کی تنگی سے ساقط ہو گئی ہو پر اسکو ساقط نہ جانا ہو ہی اور وقت ہو گیا بالاتفاق اور مثل اسکے لکھا ہے میں اس قاعدہ کے بیان میں کہ ساقط ہو جانیکے کے بعد عود نہیں کرتی تنگی وقت کرنا ہی ہو ہم نتیجہ یہ ہے کہ وقت کی تنگی میں خلاف اوّل کے ہے کیونکہ مجتبیٰ میں عود ہونے کی تصریح اوس صورت میں ہو کہ وقت نکل گیا ہو اور رہا یہ میں عود کی تصریح اوس صورت میں ہے کہ وقت میں گنجائش عود ہو تو کہ جس کے نزدیک تو دو نوں قولوں میں کچھ منافات نہیں اور سہو کے بعد ہو لینے کے بعد نماز کے نہ کسی صورت مجتبیٰ میں اوس پر محمول ہے کہ نماز وقتی کے قائم ہونے سے پیشتر یاد ہو ہی ہو اور اوسکا یہ حکم ہے کہ نماز وقتی کے قائم ہونے سے پیشتر یاد ہو ہی ہو کذا فی الحلبی و **فساد اصل الصلوٰۃ بترک الترتیب ھو فی حق بعض الکیفیۃ سواء ظن وجوب الترتیب او لا فان کثرت وصارت الفوائت مع الفائتۃ سبعۃ اظھر صحۃ ما یخرج وقت الخامسۃ الذی ھی سادسۃ الفوائت لان دخول وقت السادسۃ عذر شرعی لا تارک لترتیب فی زعمہ واذی باقی صلوٰۃ انقلبت صحیحۃ بعد طلوع الشمس** اور فاسد ہونا نماز کا بسبب چھوڑنے ترتیب کے بعض کیفیت کے نزدیک ہے ہمارے یہ کہ نماز ہی نے ترتیب ہو لینے کا ظن کیا ہو یا نہیں پس اگر ثابت ہو جائیں اور سب نمازیں حکماً فساد وقوت ہو جانے کو ساتھ ہی اگر صحیح ہو جائیں تو ظاہر ہو گی صحت ان باقی کی یا بچنیکی نماز کے وقت پر جو شامل ہیں چھ نمازوں سے اسلیکر دخول وقت مزاحم نماز کے وقت کی نہ نہیں کیونکہ اگر ایک شخص کے ذمہ روزے کی فجر پڑھی اور ادا کی نمازیں اور سے فجر کو اور دوسرے دن کے آفتاب طلوع ہونے پر صحیح ہو جائیں گی یعنی اگر دخول وقت چوتھی نماز کا تو ظہر ہو سو صحیح ہیں شامی نے کہا کہ اشباہ کے ترتیب **الفائتہ** فساد اصل کی حالت **الا** اسکے نزدیک اصل نماز فاسد نہیں ہوتی بلکہ وصف فاسد ہو جاتا ہے یعنی نماز فرض نہیں رہتی نفل ہو جاتی ہے تو سہو شرح اشباہ اصل کی جگہ وصف کرنا بیاسبب ہر ہم نے ترجمہ وصف کا کیا ہو اور صاحبین کے نزدیک فساد اور موقوف نہیں رہتا بلکہ امام محمد کے نزدیک اصل و وصف دونوں فاسد ہو جاتے ہیں اور امام ابو یوسف کے نزدیک فقط وصف فاسد ہو جاتا ہے **قولہ لکن یشکل علیہ الخ** یہ اشکال نہیں بلکہ ساقط ہونا الصلوٰۃ درست ہونے سلیکر کہ پھر بھی انجوان فوت نہیں ہوتا

اما فی القعدۃ الاولیٰ فلا یاتی بشیء لانہ یظہر تحتہا ان فصلہ مفترض وفیہا یقال صلاۃ تصیر حسادا واخری تفسد حسادا اور اگر اسکا ذکر نہیں
بہت سے مسائل ایسے ہوتے ہیں جو نماز میں یاد آجائیں تو ان سے نماز فاسد ہو جاتی ہے مثلاً کسی نے ظہر کی نماز شروع کی پھر عصر کا وقت ہو گیا اور اسکو عصر کی نماز
یاد آگئی تو ظہر کی نماز فاسد ہو جائیگی اور اسکو توڑ دینا واجب ہو جائیگا اسی طرح اگر

کذا فی المحیط اور جنازہ اور تلاوت کا اور نذر مطلق اور رمضان کی قضا سخت سمجھی گئی ہے یعنی ان تینوں کو جب چاہے ادا کرے اور تنگ کیا جاوے گا کذا فی التبیین اور یہ جو حکم علی الفور ہے اور نذر میں مطلق کی قید بیسلکھا گیا ہے کہ نذر معین کا اسکو وقت میں ادا کرنا واجب ہے کذا فی الشامی ویجب بالشروع فرع اسلم فی وقت ناقص وکذا قضاء علیہ لان الخطاب اتما ایلزم بالعلم وقد بیلیہ ولم یوجد اور صدقہ فطر کا جانگی جہالت سے ہو تو بھی کہ مسلمان ہوا اور الحرب میں اور حجہ ارکا یہ ہے تو اور یہ قضا نہ ہوگی اسلئے کہ خطاب شریعت کا صرف اس وقت لازم ہوتا ہے جو علم سے یا وہ زمانہ دونوں کا ہو یعنی کم سے کم اتنا زمانہ کہ دلیل علی سے فراغت ہو سکے اور یہ دلیل علی ہو یا دلیل اجمالی جیسے کوئی شخص اول اسلام میں اسلام لے آیا تو اسکے اوپر فرض ہوگیا جانتا ہو یا نہ ہو یا جیسے کوئی شخص دار الاسلام میں پیدا ہوا اور جوان ہوگیا اور اسکو فرض ہونا معلوم نہ ہو تو بھی اسکے اوپر فرض ہوگیا اور جیسے غلام ہیں تو انکے اوپر بھی فرض ہوگیا اور اگر اسلام میں اسلام کے فرض ہونے کا جانتا ہو یا نہ ہو یہاں تک کہ عذر جہالت کا سوم ہو گ

باب سجود السهو

اور جب سہو واقع ہوا اور جب سہو کو ظن غالب کے درجہ تک پہنچا دیا ہو یعنی ظن غالب کے درجہ تک پہنچا دیا ہو یعنی ظن غالب کے درجہ تک پہنچا دیا ہو یعنی

تا ہاں کہ یعنی کوئی عمل نماز کا ایسا ہے کہ اگر نمازی سے سہواً سرزد ہو تو سجدۂ سہو اس پر واجب ہوتا ہے یا نہیں فقہاء نے جواب دیا کہ ہاں ہے اور وہ نماز کے چھ واجبات ہیں کہ اگر ان میں سے کوئی واجب نماز کی چھ رکعتوں میں سے کسی رکعت میں سہواً ترک ہو جائے تو سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے اور وہ یہ ہیں کہ قعدۂ اولیٰ میں التحیات پڑھنا اور قنوت وتر میں پڑھنا اور عیدین کی نماز کی چھ تکبیروں میں سے کوئی تکبیر کہنا اور نماز کسوف کی دو رکعتوں میں سے ہر رکعت کے قیام میں قرأت کرنا اور نماز استسقاء کی دو رکعتوں میں سے ہر رکعت کے قیام میں قرأت کرنا اور نماز جنازہ میں چار تکبیروں میں سے کوئی تکبیر کہنا اور ان چھ واجبات میں سے کسی واجب کا سہواً ترک ہو جانا مراد ہے اور ان چھ واجبات کے سوا نماز کے اور جتنے واجبات ہیں ان کے سہواً ترک ہو جانے سے سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا ہے اور ان چھ واجبات کے سہواً ترک ہو جانے سے سجدۂ سہو اس لئے واجب ہوتا ہے کہ ان واجبات کے ترک ہو جانے سے نماز میں نقص آ جاتا ہے اور سجدۂ سہو اس نقص کی تلافی کر دیتا ہے اور نماز کے اور واجبات کے ترک ہو جانے سے نماز میں نقص آ جاتا ہے اور سجدۂ سہو اس نقص کی تلافی نہیں کر دیتا ہے اور نماز کے اور واجبات کے ترک ہو جانے سے نماز میں نقص آ جاتا ہے اور سجدۂ سہو اس نقص کی تلافی نہیں کر دیتا ہے اور نماز کے اور واجبات کے ترک ہو جانے سے نماز میں نقص آ جاتا ہے اور سجدۂ سہو اس نقص کی تلافی نہیں کر دیتا ہے

اصلاح تعلیم

وَفِي الْفَتْحِ وَمَنْ تَرَكَ وَاجِبًا وَاحِدًا مِنْ سِتَّةٍ سَجَدَ لِلسَّهْوِ وَهِيَ الْقُنُوتُ وَلَوْ فِي الْوِتْرِ وَتَكْبِيرَاتُ الْعِيدَيْنِ وَتَكْبِيرَةُ الرُّكُوعِ فِي رَكْعَتَيْ الْكُسُوفِ وَتَكْبِيرَاتُ الْجَنَازَةِ وَالْقِرَاءَةُ وَالتَّشَهُّدُ الْأَوَّلُ وَلَوْ فِي النَّفْلِ وَلَوْ تَرَكَ سُنَّةً أَوْ فَرْضًا أَوْ شَرْطًا أَوْ أَخَّرَ رُكْنًا فَلَا سُجُودَ عَلَيْهِ وَلَوْ تَرَكَ الْجَهْرَ أَوْ الْإِخْفَاءَ أَوْ الْفَاتِحَةَ أَوْ السُّورَةَ أَوْ الْجَهْرَ فِي مَوْضِعِ الْإِخْفَاءِ أَوْ عَكْسَهُ أَوْ الْجَهْرَ فِي الْعِشَاءِ الْأَخِيرَةِ أَوْ الْإِخْفَاءَ فِي الْفَجْرِ وَالْجُمُعَةِ وَالْعِيدَيْنِ وَالتَّرَاوِيحِ وَرَمَضَانَ وَالْوِتْرِ بَعْدَ الْعِشَاءِ لَا سَجْدَةَ عَلَيْهِ وَلَوْ تَرَكَ الْقُعُودَ الْأَوَّلَ سَجَدَ لِلسَّهْوِ إلَّا إذَا عَادَ إلَيْهِ قَبْلَ أَنْ يَسْتَوِيَ قَائِمًا وَلَوْ تَرَكَ الْقُعُودَ الْأَخِيرَ سَجَدَ لِلسَّهْوِ إلَّا إذَا عَادَ إلَيْهِ قَبْلَ أَنْ يَسْجُدَ لِلسَّهْوِ وَلَوْ تَرَكَ الْقُعُودَ الْأَوَّلَ وَال

ان یحول وجھہ او بدنہ عن القبلۃ بالاجماع اصلہ سہو سرزد ہونا اور قصدی ہونا اس سے شرط ہے اور قصدی ہونا اس سے شرط ہے کہ اس کو فرض نماز میں سہو لاحق ہو اور اس کے ساتھ کسی اور نماز میں شریک ہو اور اس کے ساتھ کسی اور نماز میں شریک ہو اور اس کے ساتھ کسی اور نماز میں شریک

سجدہ کیا یعنی نیت اداء سہو کی اور اداء سہو کو تکبیر کہنا یا اداء سہو کی نیت یا سجدہ کی اگر وہ مثلاً سجدہ سہو اور نماز فرض ہو اور سجدہ کو فاسد کیا کسی وجہ سے کلام یا سجدہ کیا سجدہ تلاوت کا یا نماز نفل کا اور نماز فرض کی اور اگر نماز نفل ہو تو سجدہ سہو اور سجدہ تلاوت باطل ہو جائے گا اور نماز نفل کی اور اگر نماز فرض کی تو سجدہ سہو اور سجدہ تلاوت باطل ہو جائے گا اور نماز فرض کی اور اگر نماز نفل کی

سنن قرأت اور تسبیحیں مشغول نہ ہو کر کسی کو بھولا ہوا خیال کرے اور اسی طرح سجدہ سہو کے بعد تشہد میں شک کی یعنی خواہ اوسے عمل غالب پر حمل کیا ہو یا کسی طرح پر شک ہی رہا ہو کہ نہ کی نماز کی کہ نہ کی التحیہ سجدہ سہو کرو کسی سے خبر نہ کرے گا ۱۲ منہ ۔ لکن سراج میں ہے کہ وہ سجدہ سہو کرے اگر چہ بعد رکعت نہ کرے ۔ منہ ۔ مطلق خواہ بعد رکعت کی ہو یا قبل کہ سجدہ سہو کرے اگر چہ بعد رکعت نہ کرے ۔ منہ ۔ فروع مسائل ملحقہ شارح اخرج عن علی انہ ما صلی اربعا وشک فی السادسۃ اعاد احتیاطا اخرجہ ابن ابی شیبۃ یعنی جو شخص چار رکعت پڑھ کر سلام پھیر چکا ہو اور اسے شک گزرا کہ پانچ رکعت پڑھی ہیں یا نہیں تو اوسے چاہیے کہ ایک رکعت اور ملا لے یعنی چھ رکعت پوری کر لے اور اگر نماز کی رکعتیں پوری چار ہی تھیں تو یہ رکعت نفل ہو جائے گی اور اگر پانچ رکعت پڑھی ہیں تو یہ چھٹی رکعت نماز کو جوڑ دے گی ۔ منہ ۔ ولو اختلف الامام والقوم فلو لاما م القوم فلو لا اماما علی یقین لم یعد ولا اماما بقوم فلو عاد اگر امام اور مقتدیوں کو یکساں شک ہوا یعنی شک ہونے میں امام اور مقتدی برابر ہوں تو مقتدیوں کے کہنے کے موجب نماز کا اعادہ نہ کرے گا اور یہی صورت ہے جس قوم امام دو رکعت کہہ کر کھڑا ہو گیا اور قوم نے کہا کہ تم نے تین رکعت پڑھی ہیں اور امام کو بھی اپنے شک کی وجہ سے یقین نہ ہوا ہو تو امام کو اعادہ نہ کرنا چاہیے ۔ منہ ۔ ولا یعید شک کی نماز ہی نہ ہو یہ نہیں کہ اعادہ کرے ۔ منہ ۔ ولو اعاد فحسن

اب عدم الصلوٰۃ من عجز فجاز و لخص مشائخنا رحمہم اللہ تعالیٰ ہو اگر کسی مریض کو کسی مرض کے بڑھ جانے کا یا دیر میں اچھا ہونے کا یا بہت تکلیف سے نماز پڑھنے کا غلبہ ظن ہو جائے جس پر وہ مریض کسی طبیب حاذق سے رجوع کرے اور وہ طبیب حاذق اس کو یہ کہے کہ روزہ رکھنے سے تیرا مرض بڑھ جائے گا یا دیر میں اچھا ہوگا یا بہت تکلیف سے نماز پڑھے گا تو اس مریض کو روزہ نہ رکھنا جائز ہے اور اس کو فدیہ دینا واجب ہے اور اس کو تیمم کرنا جائز ہے اور اس کو بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے اور اس کو سواری پر نماز پڑھنا جائز ہے اور اس کو نماز کا وقت ہونے سے پہلے تیمم کرنا جائز ہے اور اس کو نماز کا وقت ہونے سے پہلے بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے اور اس کو نماز کا وقت ہونے سے پہلے سواری پر نماز پڑھنا جائز ہے اور اس کو نماز کا وقت ہونے سے پہلے

وان اقل الانفراد ولو حکما اما مستقبلا علی ظهره ورجلاه من البساط متربعا ینصب رکبتیه لکراهة وضع الرجل الیمنی ان لم یرفع راسه بسبابته الیسری وجهه الیها وعلی جنبه الایمن اذا کان یبصر وجهه الیها والا دار الی افضل علی المعتمد

اور اگر وضو اور نماز ہی کو بیٹھا اگرچہ حکماً بعد ہو تو وہ چت لیٹ کر اشارہ کرے اور دونوں پاؤں قبلہ کیجانب کر دیں لیکن کچھ کو کر کر لے سب کر دے ہوئے پاؤں پھیلانے کے فعل کیوجہ اور آبھارنا سرانا تھوڑا سا اگر ہو جاوے اور اسکا چہرہ قبلہ کیطرف پھیلے اور داہنی یا بائیں کروٹ پر اور منہ کر قبلہ کیطرف اور چت لیٹنا افضل ہے قول معتمد کے موجب ہم حکماً نہ حقیقۃً جیسے کہ مثلاً بیٹھے ہو کر ایک یا دو دن لیٹے رہتا اگر بیٹھنا بیٹھنا ترک کر دیوے اور لیٹ کر سر اونچا رکھنا اسکو مثل بیٹھنے کے ہو جاوے ورنہ اشارہ کرنا ہم اور جو کا لیٹے ہوئے مقتدی ہو تو وقت سجدہ کے سر جھکانا مریض سے اور قول معتمد کا مقابل یہ ہم کہ کروٹ پر لیٹنا درست نہیں کر سکتے ہیں لیٹنا ممکن ہو کذا فی الطحطاوی وان تعذر الایماء برأسه کذرف العوائف بان زادت علیهم ولیلة سقط القضاء عنه وان کان یفهم فی ظاهر الروایة وعلیه الفتوی کما فی الظهیریة لان حرج العقل لا یکفف لتوجه الخطاب اور اگر اشارہ سر سے بھی نہ ہو سکتا ہو جاوے اور عوارت بہت ہو جاویں الہام کر بڑھا دیں ایکدن اور رات پر تو ساقط ہو جاتی ہے اس مریض پر سے قضا اگر سر بھی جاتی رہی قضا ظاہر روایت میں اور عوارت کے ساقط ہونے کے جیسا کہ ظہیریہ میں ہی اسلئے کہ صرف عقل کا ہونا خطاب شرعی کے متوجہ ہونے کے کافی نہیں ہم یہ مسئلہ چار طرح پر ہے اول یہ کہ مرض و نوبات بہت زیادہ رہا اور اوسکو ہوش نہ آنا تو صورت میں بالاتفاق حالت مرض کی نماز کی قضا نہیں اور دوسرے یہ کہ مرض بہت سی کے ساتھ دن رات سی کچھ نہ کچھ نوبات رہا کرے کہ نوبات رہنا کبھی کم کبھی زیادہ قائم رہے تو اسصورت میں نماز قضا پڑھی جاتی ہے تیسرے یہ کہ نوبات سی زیادہ یہ مرض سی اور نوبات بھی رہی ہے چوتھے یہ کہ نوبات سی کم رہا اور عقل بھی رہی تو یہ دو صورتیں محل اختلاف ہیں ظاہر الروایت میں قضا پڑھنا معلوم ہوتا ہے اور ہدایہ میں اسکی تصحیح کی ہے گیا صاحب ہدایہ نے اپنی کتاب تجنیس مزنجیہ عدم نقض کا کہا ہے اور قاضی خان وغیرہ محققین نے بھی عدم قضا کو ترجیح دی ہے کذا فی الطحطاوی وافاد بسقوط الاکثر کان سقوط البعض اولی الحرج فالاول ولا یعید الخ ظاهر الروایة یدل انه اذا ترک واحدا من الارکان کان ساقطا لانه سقوط الشرائط فعلی اور اعادہ کرے ان نمازوں کا جو ارکان یا شرائط کے ساقط ہونے سے پڑھے ظاہر الروایت میں کذا فی البدائع ہم یعنی جیسا کہ ان عاجزی کے باعث ساقط ہو جاتے ہیں تو شرائط طہارت اوسے ساقط ہو جاویں گی مثلاً استقبال قبلہ اور ستر عورت اور طہارت نجاست حقیقی سے عاجزی کیوقت ساقط ہو جاتی ہیں ان وقت ساقط نہیں ہوتا شاید ہو کہ مناسب تھا کہ اس مسئلہ کو کہ وان تعذر الایماء سے پیشتر بیان کرتا کیونکہ ایما کے متعذر ہونے سے تو نماز ہی ساقط ہو جاتی ہے اور اس سے پیشتر ذکر سقوط ارکان کا کچھ تنہا نہ تو نہیں ہیں اس مسئلہ کا نہ ہونا بہتر معلوم ہوتا کذا فی الشامی وله ان سنیته علی مریض لعدم ادراک عشر السجدات لتماس الجبهة لا لیلة الاداء وهو لو اداها لما بقی غیر یا یعنی ان یخبر به الخ فی القنیه اور اگر مریض کو یاد نہ رہتا ہو کتنوں اوسجدوں کا شمار بسبب اونگھ کے کہ اوسکو لاحق ہوتی ہو تو اوسپر اداء نماز لازم نہیں اور اگر ادا کر گیا تو دوسرے شخص کے سکھلانے سے تو چاہیے کہ کافی ہو اوسکو کذا فی القنیه ہم اسمیں یہ معترض کہ وہ دوسرا کیونکر بتلا سکتا ہے اور وہ منہ نماز ہی تو کافی کیسے ہوگا اسکا جواب یہ ہو کہ یہ تعلیم و تعلم نہیں بلکہ یاد دانی اور خبردار کرنے سے ہے جیسے بچہ کا شخص بڑے مجمع میں امام کی آواز اللہ اکبر کی دوسرے کو پہنچانا ہم کافی ہے اور لم یرفع رأسه وقلبه بحاجبه خلافا لزفر رحمه الله اور اشارہ نہ کرے اپنی آنکھ اور دل اور بھوں سے بخلاف امام کہ رفع سر کے نہ کرنے سے اوسکی مزدوری نہ کرے گا اور دوسرے کو اشارہ سر سے کرے اور اس سے بھی عاجز ہو تو آنکھ سے کرے اور اس سے بھی عاجز ہو تو دل سے کرے اور ہماری دلیل عدم سقوط عمران اور ابن عزیز کی ہے کہ اگر اشارہ سر سے نہ کر سکے تو اللہ تعالیٰ اوسکو عذر نہ کرنا وہ قبول فرمانیکا مستحق ہو کذا فی البحر الرائق

المفترض فصلوہ بتیمم تام کما مر فی العجز اور اگر صحیح ہو اشارہ سے نماز میں تو تمام کرے نماز کو اس افعال سے جن پر قادر ہو قول تک سے بوجب یعنی خواہ بسبب کہ صحیح ہو اور سجدہ سے ہی اشارہ سے خواہ دونے سے ہو تو اولیٰ کی بنا پر بدلت کرنا فی البحر اور امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ از سر نو پڑھے کذا فی الحلبی ولو صلی قاعدا اوراکع واسجد فصح بہ لو کان یصلی مایا یماء صح لا بالعکس الا اذا احرم قبل ان یقوی بالرکوع والسجود فی الاصح یعنی مگر کہ اگر نماز پڑھی بیٹھ کر کہ رکوع اور سجدہ سے ہی پڑھا ہوا کیا ہوتے پر قوی نماز کو پہلی پر بنا کر کے یعنی کھڑا ہو کر پوری کرے اور اگر اشارہ سے پڑھتا ہوا تندرست ہو جاوے یعنی رکوع اور سجدہ پر قادر ہو جاوے تو بنا کرو اگر اس صورتین کہ رکوع اور سجدہ کے لئے اشارہ کرنے سے پیشتر ہی تندرست ہو گیا ہو ہم بناء نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ رکوع و سجدہ والی نماز کی بنا اشارہ والی پر جائز نہیں اقتداء پر قیاس کرنے سے کما لو کان یومی صحیحا فاقتدی بہ قاعد یصلی الرکوع والسجود فانہ یستانف علی المذہب لان حالہ قبل الاقتداء فی حکم الصحیح حیث لم یشرع فی الاشارۃ کما مر اور اگر اشارہ کرتا ہوا بیٹھ جاوے یعنی اشارہ سے نماز پڑھتا ہوا بیٹھ جاوے قول تمام کے ہو جب کہ بیٹھنے کی حالت تو شروع سے بلا شبہ بیٹھنے کے ساتھ قوی کی بنا نہیں ہو سکتی اور سجدہ پر کہ وہ بیٹھنے کی حالت میں تھا بنا کر

فی الحمس من نماز وقت جملوع سادسہ کالاخیر ہم ولو فاتی فی النسخۃ فان کانا فیہ وقت کعلوع وقت ہوں تو کالاخیر اور جو شخص بیہوش ہوا اگر بیہوش ہوا یا دوا دی کے خوف سے بیہوش ہوا ہو ایک نماز قضا ہوئی تو وہ پانچ نمازیں قضا پڑھے اور اگر بے خود ہوئے یعنی پہلے پہر دن چڑھی نماز کا وقت قضا ہو پڑھے سبب عذر ہم کے اور اگر دو نمازیں اس پر سو قضا ہوئیں تو اگر ان کا وقت معین ہو تب تو قضا پڑھے ورنہ قضا نہ پڑھے ہم مثلہ دو نمازیں بیہوش رہنے سے مگر صبح کو ہوش میں آیا ہو تو دوا دل کی بیہوشی بیگانہ ہو گی اور قضا پڑھنی پڑے گی اور اگر وقت ہوش کا معین نہیں کہ بایک ہوش ہو جاتا ہو تو ایں ہوش کا وقت بار نہیں کذا فی الظہیریہ وقال علیہ الرحمۃ اذا اغمی علیہ اکثر من یوم ولیلۃ سقطت الصلوٰۃ عندنا وعند الشافعی رحمہ اللہ لا تسقط لانہ لا یعتم العبادۃ کالنوم ہم زائل ہوش حواس عقل نمازی کی بوٹی یا شراب یا کسی دوا سے ہوا ہو سو قضا پڑھنا معتقل کیا ہے ای نماز کو کالازم ہے اگرچہ مدت بیہوشی بہت ہو مگر کہ بیہوشی خود بندہ کے کرنے سے ہو جیسا سونے سے قضا نماز قطعاً ہوئی بیہوشی پر کچھ کہا کہ اگر بیہوش ہونے سے پہلے ساتھ ہو گئی ہم۔ منجملہ مفردہ نام ایک بوٹی کا ہے جو ہند لاتی ہے سوار ہونک کے کذا فی الظہیریہ اور بیہوش نے کہا کہ اجزا ان جڑ انسانی ہے ولو قطعت یداہ او رجلاہ من المرفق او الکعب وبحیاۃ جراحۃ صلی الغیر طہارۃ ولا یقدر لا یعید صلاۃ صحت ذکرہ فی الحیط قیل لا صلوٰۃ علیہ وقیل یلزمہ عشر موضع القطع اور اگر کٹے ہوں دونوں ہاتھ نمازی کے کہنی سے اور دونوں پاؤں ٹخنے سے اور اسکی ہمیشہ میں زخم ہے تو وہ نماز پڑھے بدون وضو اور تیمم کے اور اوسکا خانہ تکرہ ہی صحیح ہے اور ہمیشہ گذرنا تیمم میں اور مبسوط میں کہا کہ اگر شخص پر خارش ہیں اور بیقرار ہے کہا کہ اگر بیقرار ہے جو اوسکا کھجانا کام ہے جو دونوں قول مقابل قول اصح کے ہیں اور اگر وہ غسل ضرور ہے کہ اوسکو وضو کرانیوالا موجود ہو کذا فی الظہیریہ فروع مسائل مختلفہ شامل ہیں اگلی فروع الصلوٰۃ بالایماء یا اہل الاشارۃ الاداء کالا قادر ہوا اور دبتا آدمی نماز پڑھنے پر یا شارہ سے بدون عمل کثیر کے کہ اوا پڑھنا لازم ہو اور اگر بدون عمل کثیر کے نہ پڑھ سکے تو اوا لازم نہیں قضا لازم ہے ہم بدون عمل کثیر کے اسطرح کہ کوئی چیز سہارے کے لگائی ہو یا تر خوب جانتا ہو کذا فی المحیط سرخسی الطیب لا یسرا قام لنزع الماء من عینیہ صلی بالایماء لان حرمۃ الاعضاء تحرمۃ النفس حکم کیا نمازی کو طبیب حاذق مسلمان نے چت لیٹو ورنہ مثلاً البتہ آنکھ کی آنکھ میں پانی نکالا تو آنکھ سے وہ نماز اشارہ سے پڑھو اسلئے کہ حرمت اعضائی مثل حرمت نفس کے ہے یعنی جسے جان کا بچانا فرض ہی ویسے ہی اعضا کا بچانا فرض ہو ہم نزع بفتح نون وسکون زا مجہولہ ہمزہ مہملہ بمعنی کھانا اور بعض نسخوں میں برع ہ بفتح موحدہ وسکون مہملہ وعین مہملہ بھی لکھا ہے کذا فی الظہیریہ وصرح بہ صاحب الہدایہ وکذا فی الاسبسابی نفسہ فی صلاتہ کالمریض یصلی بالایماء لان حرمۃ الاعضاء کحرمۃ النفس یعنی جیسے بیمار کو نہیں چاہیئے کہ اپنی جان کو ہلاک کرے ایسے ہی نمازی کو نہیں چاہیئے کہ اپنے اعضا کو ہلاک کرے اور جب کوئی چیز سہارے کی جاتی ہی اور تا پاک ہو جاتی ہو تو وہ بیمار اوسی حال پر نماز پڑھے اور سجدہ کرے اگر پانی اور آنہو نے ہوں مگر آنکھ پر زخم کے سبب سجدہ کی حرکت سے تکلیف ہوتی ہو تب بھی نماز اوسی طرح پڑھے کہ اوسکو حق میں پاک ہیں واللہ اعلم

باب سجود التلاوۃ

یہ باب ہے سجدہ تلاوت کے احکام میں ماصل اضافۃ الحکم الی سببہ سجدہ کی اضافت طرف تلاوت کے اضافت حکم کی طرف اپنے سبب کے ہم کھا ہے کہ حکم تو وجوب سجدہ ہے خود سجدہ تو اگر شارح حکم کی جگہ فعل کہنا مناسب تھا یا سجدہ کہ حکم بمعنی محکوم بہ یعنی فعل کے لیا جاتا ہے یجب بسبب تلاوۃ ایۃ الخ اور شعار القرآن المجید فی الصلوٰۃ من اربع عشرۃ ایۃ اربع فی الاعراف والرعد والنحل وبنی اسرائیل ومریم والحج الاول والفرقان والنمل والم تنزیل وحم السجدۃ والنجم واذا السماء انشقت واقرأ باسم ربک الذی خلق یعنی قرآن مجید کی چودہ آیتیں سجدہ کی ہیں اور دس نصف دو میں ہم پس اگر آیت سجدہ کو کلی یا بعض کرے تو سجدہ واجب ہو گا اسطرح ساری آیت میں ہو اگر کلمہ سجدہ کو چھوڑ دیا اگر آیت پڑھی گر کلمہ سجدہ کو چھوڑ دیا سجدہ واجب ہو گا کذا فی الظہیریہ شامی نے کہا کہ وجوب عام ہے خواہ تلاوت آیت نماز میں ہو یا نماز

سجدہ جاہلہ آیات قابل یاد کہنے کے ہیں کہ سجدہ سورہ حم تنزیل العزیز والعظیم پارہ سورہ حم سجدہ میں الذین عندک یسبحون لہ الخ اور امام شافعی کے نزدیک قصد دل پر ہو گرچہ کہ دلائل بن مجرد اوپر ان عباس سے لایسئمون سے پڑھنے سے ہوتا ہے اسی اعتبار سے اسی میں ہے کہ لایسأمون پر سجدہ کیا جاوے کہ یہ ایک آیت کی تاخیر مذہب حنفیہ نہیں اور ایک آیت کی تقدیم کسی کا مذہب ہوتی ہے اور یہی دلیل سورہ حم تنزیل میں ہو گزر لیکن نے اتاب پر سجدہ لکھا ہے فانما یسبحون لہ الخ پر سجدہ کرنا ہے اور ہمارے نزدیک یہ سجدہ تلاوت کا نہیں ہو گا اور احمد و نخعی و مالک محرم المفصل ان پر سجدہ تلاوت نہیں سمجھتے ہیں ہم کہتے ہیں کہ اول سجدہ سورہ نجم کا ہے اور دوسرا سجدہ سورہ انشقاق کا مذکور ہے کہ نہ تلاوت کا نہیں ہو گا اور اس سے لازم آتا ہے کہ سجدہ ہی سجدہ ہو جس کا ہمیں مخالف امام شافعی اور احمد کے کہ ان کے نزدیک سجدہ تلاوت ہے جس میں سجدہ نہیں ایسے مفصل ہوئے اس سجدہ کے رکوع سوا اور ایک

اعتبار نہیں بخلاف اس مسئلہ کے کہ بیان رکوع کرنیوالا قرارت سے معلوم ہو حالانکہ جب کے قرأت ہی سجدہ واجب ہوتا ہے
ویسا ہی یہاں بھی واجب ہونا چاہیئے اور شامی نے درجواب ہی کو ترجیح دی ہے بشرط وقوع الصلوٰۃ المتنفل بہا خلافا للتعلیل
سجدہ واجب ہی ساتھ شرائط نماز کے جو پہلے گذریں یعنی طہارت اور ستر عورت اور قبلہ رخ ہونیکے ساتھ سوار تحریمہ اور نیت تعیین
یعنی سجدہ کے لئے جدا تحریمہ کرنا اور یہ کہ فلاں آیت کا سجدہ ہو شرط نہیں گویہ سنت ہے کہ یہ سجدہ تلاوت ہوا وسکی شرط ہونے میں کلام ہیں
وقیدنا بما ایفہ ہادرکہا الصبی ثم ادرک الکوع مصل ایماء مریض ورکب اور فاسد کردی ہی سجدہ تلاوت کو وہ بھی پھر نماز
کی مفسد ہو یعنی دانستہ حدث اور نجاست اور کلام سہو فاسد ہو جاتا ہے اور اسپر اعادہ اور سکا واجب ہوتا شامی نے کہا کہ عورت کی محاذات سے
فاسد نہیں ہوتا اور سجدہ تلاوت کے اندر قہقہہ سہو نہیں جانا اور کہ اگر کسی آسکا سجدہ کرنا ہو یا بدل سجدہ کا جیسے رکوع کرنا نماز پڑھنے والے کا
اور اشارہ بیمار کا اور اشارہ سوار کا ہم رکوع میں نمازی کی قید اسلئے لگائی کہ خارج نماز اگر سجدہ کی جگہ رکوع کر لیگا تو کافی ہوگا اور بیمار
الزمہ آیت سجدہ حالت صحت میں پڑھے اور بیماری میں اشارہ سے ادا کرتا جائز ہو گا اور سوار پر سجدہ اگر حالت سواری میں شہر کے باہر اترتا
ہو اور جب تو سواری پر اشارہ سے ادا ہو جائیگا گو ہم میں اتر پڑا ہو اور اگر سجدہ واجب زمین پر ہو تو اور سکا ادا کرنا سواری پر کافی ہوگا
لقدانے الشامی وہی سجدۃ بان تنیہ ان تسمونہا تین جہراوان قیاوان تسجدتین بلا رفع یدین تشہد وسلام اور سجدہ تلاوت ایک
سجدہ ہو درمیان دو رکعتوں سنون کے بچکر کریں مثلاً کہ کہیں سمع اللہ لمن حمدہ کہکر اور دوسری بار اور کہدے کہ اور اللہ اکبر کہکر سجدہ کرے اور اسکو اٹھا کر
سنے اور امام اتنا کہہ کر اور دیکھو آواز جاوے اور درمیان دو سجدے تمام کے یعنی کھڑا ہو کر سجدہ میں جاوے اور بعد سجدہ کے کھڑا ہو جاوے بخلاف
سجدے بدون احرام اور تحلل کے نیت اللہ اکبر کہنے کے یوقت اور بدون التحیات اور سلام کے دینا تسبیح الصبی فی الاصح اور سجدہ تلاوت میں
تسبیح سجدہ کی ہے صحیح قول میں یعنی سبحان ربی الاعلی میں بار کہو ہم فتح القدیر میں لکھا کہ اگر نماز فرض کے اندر سجدہ پر یہ حکم ہو اور اگر نفل نماز
ہو یا خارج نماز تو چاہے سبحان ربی الاعلی کہے یا سجدہ میں وہ یا وہی سجدہ وجہی للذی خلقہ الخ جیسا کہ متون میں ہے ثابت بالسنۃ
من الکیفیۃ علی من کان مصلیا بقید اہلا لوجوب الصلوٰۃ لا کمن اخر اداء کالا یصح اداؤہا وقضاء کالحیض والسکران
والمسافر واجب ہی سجدہ تلاوت اوس شخص پر کہ ہو وہ اہل نماز کے واجب ہونیکا اور ادا کرنے کے اعتبار سے یعنی ادا کرنیکا اہل ہو جیسے بیہوش اگر
آیت سجدہ پڑھے یا قضا کے اعتبار سے اہل ہو یعنی اوسوقت اہل ہو نہ ہو جب وقت ہو جیسے جنب اور متوالا اور سونے والا شارح نے کہا کہ کلی
من متعلق ہے مجنب سے اور وجوب سجدہ کے نماز کے وجوب کی اہلیت اسلئے معتبر ہوئی کہ سجدہ تلاوت نماز کے اجزا میں سے ہے یعنی جس صورت
میں کہ آیت نماز کے اندر پڑھی جاوے تو یہ سجدہ جزو نماز ہو جاتا ہے ہم متوالے پر سجدہ کے وجوب کی لیئے اوسکی عقل قائم رکھی گئی تاکہ اوسکو
نسیہ ہو اور سو نیوالا اگر آیت سجدہ پڑھو اور بیدار ہو کر اوسکو کوئی خبر دے تو اوپر لازم سجدہ میں اختلاف ہے اصح یہ ہے کہ سجدہ واجب ہو لازم ہو گا
قول صحیح میں لازم نہیں اور اگر سوتے اور بیہوش سے سجدہ کی آیت کو کوئی شخص سنے تو اوسکا حکم مغتسر کے برگا فالاخیر علی کلا وصبی وھو الاظہر
وقضاء شرائا ان سمع الا نہم لیس اہلا لیکن نہیں واجب سجدہ کا کافر پر اور نابالغ اور دیوانہ اور حیض و نفاس والی عورت پر تو اوہ آیت
سجدہ کو کر نہیں یہ تنسیس اسلئے کہ یہ سب نماز کے اہل نہیں نہ اس وقت پر ادا ہو نہ اوسکے بعد اور ایک نسخہ میں کہا ہے یعنی ادا اور قضا دونو کے اہل نہیں
وجب بتلاوتہم یعنی الذی لزمہ الخطاب المطلق فلا تجب تلاوۃ لعدم اہلیتہ اور واجب ہو سجدہ تلاوت ان سب کو کہ زمین کے
پشت ہی پر سوار اس مجنون کے جب کہ افاقہ ہوتا ہو کہ اوسکو پشت ہی پر سجدہ واجب ہوگا اسلیئے اہل ہونے مجنون کے ہم خطاب ہونے کی لیئے کہا کہ شارح
کی تسلیل میں لوگ کہتے ہیں اہل ہی یعنی اوسکی پشت پر سجدہ واجب ہو نا ہم حالانکہ وہ اہل نہیں ہوا اور مطلق بکسر اول موصل ہے یہاں
دو مجنون مراد ہیں سکو جب نماز دن پاتا رہا وہ تک مجنون رہو اور لو فتح جنونہ فکان یؤدی بالبلاۃ دائما فلا تلزمہ تلاوۃ ولو سمع والذی کان یسلم لہ بل

تلزم من سمعه على ما ذكره مشائخنا ولكن حرم التعميم لان الرواية نقل الرجوع بالتكرار من المحيط وعن القنائي الشيخ ابو الحسن الكرخي قلت وبه حرام كلام قنائي اور اگر کسی پر ہمیشہ سنوں اور نہ سنوں برابر ہو یا اس کو کثرت ہوا یا اس کو کثرت اور شبہ ہو تو واجب ہے اور اگر ہمیشہ ن

پڑھتا ہو اور اُس شخص نے اُسکے پیچھے اقتدا کیا اور اسو بہ سو امام ہوگیا پھر اقتدا کرنیوالا امام کے پیچھے پہلے اِس سو کو امام سجدہ تلاوت کرے تو وہ شخص امام کے ساتھ سجدہ کرے اور اگر اُسکا اقتدا اِس سجدہ کرنیکے اِسی رکعت مین کرے تو سجدہ نکرے نہ اندر نماز کے نہ بعد نماز کے ایسا ہی مطلق بیان کیا ہو کذا مین اصل کی تبعیت سو یعنی اگر امام نے سجدہ نماز کا ہو گیا تو خارج نماز اوا نہین ہو سکتا اور نماز کے بعد امام کی مخالفت نہین ہو سکتی اور اگر اقتدا امام کے پیچھے یکبارگی نہ کیا بلکہ اُس رکعت مین تو دوسرے مین تو سجدہ تلاوت کرے اور اسیطرح اگر اقتدا کرے دوسری رکعت مین تو سجدہ کرے کہ مرتبط نماز سے فارغ ہونیکے بموجب اُس قول کے کہ اختیار کیا ہو اور سکو بزہ و بی فرنے اور یہی ہو ظاہر ہوتا ہے کا ھم حاصل یہ کہ جب آیت سجدہ کا امام سے سُنی تو اگر اوسکا اقتدا نکرے خارج رہے تو سجدہ تلاوت کرے اور اگر اقتدا کرے اوسی رکعت مین جسمین امام نے آیت سجدہ کو پڑھی تو اگر سجدہ امام کے ساتھ سجدہ کرے اور نماز اوسکی ساتھ سجدہ کے درست ہو بشرطیکہ امام کے ساتھ ہی اوٹھ کر دوسری رکعت مین اقتدا کرے تو بعد نماز سے فارغ ہونیکے سجدہ کرے کذا فی الشامی بلفظہٖ ولو تلا ھا فی الصلوٰۃ سجد ھا ثم لا حاذ بھا الامام اور اگر پچھلی آیت سجدہ کو نماز کے اندر تلاوت کرے تو سجدہ خارج نماز سے بسبب اسو جہ کے کہ بیشتر بیان ہوئی یعنی نماز کے اندر کا سجدہ تلاوت نماز کا جزو ہو جاتا ہے وفی البدائع واذا قرء السجدۃ الواقعۃ فی آخر السورۃ فرکع بھا ثم قام فقرء ثلاث آیات وسجد للتلاوۃ ثم رکع رکعۃ اخری وسجد فانہ یجوز ولا یعید السجدۃ التی فی آخر السورۃ اور مراد یہ ہے کہ اگر نماز کے اندر سجدہ تلاوت کرے گا تو نماز کا فساد لازم ہو گی اوسکو توبہ سلام کہ ترک واجب کیا جسکی قضا ممکن نہین تو گناہ ثابت ہو گیا اور اُس سے مخلصی کی بہتر بجز توبہ کے اور صحیح نہین کذا فی الظہیریۃ واذا قرء السجدۃ فی الصلوٰۃ ینبغی ان یسجد فان لم یسجد فقد اساء کما فی الخلاصۃ فیصیر بھا تارکا لھا فتلزمہ الکراھۃ کما ھو ظاھر الروایۃ کما فی الکافی ثم ھذا اذا لم تکن السجدۃ فاسدۃ اما لو کانت فاسدۃ لا یلزمہ شیء کما فی الخانیۃ اگر سجدہ نماز کا سوائے حیض سو تو سجدہ تلاوت کرے خارج نماز سے اسلیئے کہ جب نماز فاسد ہو گئی تو صرف تلاوت ہی رہی اسلیئے سجدہ مذکور نماز کے اندر کا نماز ہی اسلیئے خارج نماز سجدہ کرے کیونکہ حکم مواد اور سوا حیض اسلیئے کہ اگر حیض سے نماز فاسد ہو گی تو صرف پر سے سجدہ تلاوت ساقط ہو جائیگا ذکر کیا ہے اور سکو خلاصہ مین دلیل علی ما اختارہ بعض الفقیہ و مخالفۃ ما فی الخانیۃ ثم لا ھا فی نفل فافسدہ قضاہ دون السجدۃ الا ان یحمل علی ما اذا کان بعد سجدۃ ھا ودر اگر فاسد ہوئی نماز یہ سجدہ کرنیکے تو قاعدہ کا بانکہ ذکر کیا ہے اور سکو مخالفت نہین اور اوسکو مخالف ہے وہ جو خانیہ مین ہے کہ آیت سجدہ پڑھی نماز نفل مین پھر نفل کو فاسد کر دیا تو نفل کی قضا کرے نہ سجدہ کی یعنی اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ فساد نماز کیصورت مین سجدہ خارج نماز نہ کرے اور متن کی عبارت سو معلوم ہوتا ھے کہ کرے مگر یہ کہ محمول کیا جاوے مسئلہ خانیہ کا اِسصورت پر کہ فساد نفل کا بعد سجدہ تلاوت ہو تو اِس صورت مین فساد نے سجدہ کا اعادہ نہو کا چنانچہ شارح منیہ سو نقل کیا ہے وقولہ (وسجدتی برکوع غیر رکوع الصلوٰۃ وسجدتی ھما فی الصلوٰۃ وکذا فی خارجھا) یعنی سجدہ تلاوت کی ادا یہ لھا اے للتلاوۃ اور ادا ہو جاتا ہے سجدہ تلاوت رکوع کر کر سو یا سجدہ کرکے سو اسطرح تلاوت کے سوا رکوع نماز کے اندر اوسکی سجدہ کے نماز کے اندر اوسیطرح خارج نماز مین قائم مقام سجدہ کا ہو جاتا ہے رکوع ظاہر روایت کو کہ گئی مین کذا فی البزازیہ ھم صورت مسئلہ کی یہ ہو کہ ایک شخص نے نماز کے اندر آیت سجدہ پڑھی اور اوسکو لوٹ رکوع کیا سوا رنماز کے رکوع کے یا سجدہ کیا سوا نماز کے سجدہ کے تو سجدہ تلاوت ادا ہو جائیگا اسیطرح خارج نماز مین رکوع یا سجدہ سے ادا ہو گا مگر رکوع مین یہ شرط ہو کہ فوراً ہو بلا تاخیر اور اگر تاخیر کر یگا تو سجدہ تلاوت کو بھی سجدہ خاص چاہیئے ہوتا ہے اندر ہونا نہو کذا فی الشامی وفی البدائع برکوع صلوٰۃ واذا کان الرکوع علی الفور من قراءۃ اٰیۃ اٰیۃ او اٰیتین ودار التالی علی الطاھر کما فی الکافی ان نوی الرکوع للسجود للتلاوۃ وھو الراجح اور ادا ہو جاتا ہے سجدہ تلاوت نماز کے رکوع سے جبکہ رکوع ہو وہ ایک آیت کے پڑھنے سے یا دو آیتون سے اور اسطرح مین آیتون مین ظاہر قول راجح ہے کہ بموجب چنانچہ بحر الرائق مین ہے اگر آیت کریمہ سجدہ کی یعنی آیت کریمہ کے رکوع کے ہوتے ہی سجدہ تلاوت کے اُنحو قول راجح ہے کہ یعنی اگر آیت نماز مین پڑھی اور اوسکے بعد تین آیتون سو زائد نہین پڑا

اور سجدہ کر کیا اور نیت کی کہ یہ رکوع سجدہ تلاوت کے لئے کرتا ہوں تو سجدہ ادا ہو جائیگا طحطاوی نے کہا کہ اور یہ رکوع میں نیت نماز کے رکوع کی بھی کرے تو نہ۔ صرف تلاوت کا رکوع ہو گا یہ نماز کا وتجب بالسجدۃ علی التالی والسامع اذا کان الخ علی القول بانہ بالشروع او الاحتمال اور ادا ہونے سے سجدہ تلاوت نماز کے سجدہ سے ایسا ہو جو نیت کی ہو کہ یہ سجدہ تلاوت کا ہے بالاتفاق ہم ایت سجدہ کے بعد فوراً سجدہ نماز کرنے کی صورت محشیون نے نہیں لکھی غالباً اس کو مراد یہ ہے جو کہ رکوع مقتدر کے بعد سجدہ کیا ویسے ظاہر ہے کہ رکوع سے قومہ کے تین آیتوں کی مقدار سے کم نہیں ہو سکتا ہو لو رفعوا ھا فی رکوعہ والرفع ھا الی الرکوع ھم اشبہ واذا صلی الامام ویعد القعدۃ ولم یرفع فاقتدت صلوتہ کذا فی الغنیہ ویسجد جملۃ علی الجہر یۃ اور اگر نیت کی سجدہ تلاوت کی امام نے اپنے رکوع میں اور نیت کی اور سکے مقتدی ہے تو مقتدی کو امام کی نیت کافی ہو گی اور سجدہ کرے مقتدی جبکہ امام سلام پھیرے اور اعادہ کرے قعدہ کو اور اگر قعدہ کو چھوڑ دیگا تو اور سکی نماز فاسد ہو گی اسکو کہ سجدہ تلاوت سے قعدہ اخیرہ الغرض ہو جاتا ہے اگر ارادہ کر لیگا فوت فرض نماز کا رہ جائیگا کذا فی الغنیہ اور محمل اس کا جانے اسپر ہے کہ نماز جہری پڑھتا ہو اور سکو نماز سری میں مقتدی کو کیسے معلوم ہو گا کہ امام نے آیت سجدہ پڑھی نعم لو رکع وسجد فانہ یتابعہ ان اراد الاتیۃ ان اگر رکوع کیا اور سجدہ کیا اور سلام نماز کے فوراً تو پھر سجدہ کرنا مقتدی کا قائم مقام سجدہ تلاوت کے ہو جائیگا بدون نیت کے بسبب متابعت امام کے مع یعنی امام نے رکوع میں نیت سجدہ تلاوت کی تھی بلکہ سجدہ میں کی یا بالکل نیت ہی نہ کی تو مقتدین مقتدی پر کچھ نہیں خواہ مقتدی نیت کرے یا نہ کرے کذا فی الطحطاوی ولو سجد لھا فاتت القوم اتم ولم تحسب رکعۃ بفضلہ وسجد لھا ومن ذکر سجد سجدۃ التلاوۃ عقب من ذکر فصلی ثم اعادہ افتر فرضہ وتنا اور اگر سجدہ تلاوت کیا امام نے اور مقتدیوں نے خیال کیا کہ امام نے رکوع کیا تو جو شخص رکوع میں جا چکا ہے کہ وہ سجدہ تلاوت کرے اور رکوع کر لیا اور ایک سجدہ کیا تو اور سکو یہ سجدہ تلاوت کا سجدہ سہو کافی ہو گا اور جس نے رکوع کیا اور وہ دیکھ رہا ہے کہ تو اور سکی نماز فاسد ہو گئی اسلئے کہ اسنے ایک رکعت پوری نہیں پائی اور زیادتی ایک رکعت کی منجملہ نماز ہو لو تابع الامام فی السجدۃ الاولی من غیر رکوع او رکع ولم یسجد او سجد ولم یرکع او رکع وسجد ولم یعد الرکعۃ صلوتہ ولا یعتد بھا لانہ اضاف الرکعۃ الی رکعۃ لم یتم بھا وھی السجدۃ الاولی من غیر رکوع فی الاولی او رکع وسجد ولم یعد السجدۃ الاولی من غیر رکوع فی الثانیۃ فسدت لانہ اضاف السجدۃ الی رکعۃ لم یتم بھا وھی الرکوع فی الاولی او رکع وسجد ولم یعد الرکوع والسجدۃ الاولی فی الثانیۃ فسدت لانہ اضاف الرکوع والسجدۃ الی رکعۃ لم یتم بھا وھی السجدۃ الاولی فی الثانیۃ کذا فی الکافی والسراج وھم صورت اور سکی یہ ہو کہ ایک شخص نماز پڑھتا ہو اور سکی آیت سجدہ پڑھی خواہ پشت در پشت سنی کے بعد سنی کے یہاں تک کہ اسنے سجدہ و نماز کے اندر کیا تو یہ صورت میں اس سجدہ کا اعادہ کرے اور غیر مقتدی کی قید اسلئے لگائی کہ مقتدی کا آیت سجدہ کو پڑھنا متحقق نہیں تو وہ بدون سجدہ کر سکتا ہے جو سنی آیت کے لفظ کذا فی الشامی وھذا فی الصلوٰۃ کان زیادۃ رکوع او رکعۃ الا فیہ او اذا تابع المصلی الثانی فی جلسۃ الاستراحۃ عبر امامہ وکبر ثم سجد سجدۃ ثم قعد ثم قام فصلی رکعۃ اعاد وکبر نماز کا اسلئے کہ زیادہ ہوتا

ایک رکعت اگر کسی نماز میں فرض ہو تو ضرور ایک سجدہ سہو کی زیادہ تر مفسد ہوگی ان اگر پیروی کرے نماز پڑھنے والا تلاوت کرنے والے کی تو نہیں ہوتا
تلاوت کرنیوالے کے سجدہ کیا اور سہو تلاوت نماز میں ہے اور سکے صاحبہ کیا تو نماز فاسد ہو جائیگی بسبب متابعت کرنے نماز ہی کے اس شخص کی جو اسکا
امام نہیں اور بسبب سجدہ تلاوت کی اسکو کرنے سے نہ ہوگا سجدہ کیطرف سکے کافی نہیں ہوگا کذا فی التبیین وعمدہ وان تلا ھا فی غیر الصلوٰۃ فسجد فی
الصلوٰۃ وتذکر انہا فی غیر الصلوٰۃ اسقط سجدۃ السہو لانہ لزمہ لاجل الصلوٰۃ وقد فرغ منہا فصار کما لو تذکر بعد ما خرج عن المسجد وان اخذ فی الجلوس
اور اگر آیت سجدہ کو کسی نماز میں پڑھکر سجدہ کر لیا پھر نماز میں داخل ہوا اور اسی آیت کو نماز میں پڑھا تو دوسرا سجدہ کرے اور اگر اول
سجدہ کیا ہو تو نماز کے اندر کہ ایک سجدہ واجب ہوگا اور سکو کافی ہے اسی سجدہ کا سجدہ وقوع سے تو اپنی خیر کہ اپنا ثواب پائیگا اگرچہ
مجلس بدلا کیونکہ ھم غلطواہی نے کہا کہ شمار جزائس سکیلہ میں صاحب نہر الفائق کا تابع ہوا اور بحر الرائق میں مجلس کا ایک ہونا شرط کیا ہو ایک سجدہ
کافی ہوسکے لئے تو اگر ایک آیت سجدہ دو سری مجلس میں پڑھی اور نماز میں پھر اس آیت کو دوہرایا تو اب نماز کے اندر سجدہ تلاوت کے بسبب سے ایک کو
سجدہ واجب ہوگا اور سکو کرے دوسرا سجدہ بعد نماز کے کرنا چاہئے ولو تلا سجدۃ فی الصلوٰۃ مستقبلۃ فی الاصح وان سجد کما مر اور اگر سجدہ
نکیا نماز کے اندر تو دونوں سجدہ سہو ساقط ہونگے صحیح قول میں اور گناہ ہوگا چنانچہ گذرا اسی باب میں ھم اور ایک قول یہ ہے کہ سجدہ خارج
نماز کا ساقط نہ ہوگا گیا صحیح یہی ہے کہ دونوں ساقط ہیں اسلئے کہ خارجی سجدہ تابع ہو داخلی کا کذا فی الحلبی ولو کرر آیۃ فی مجلسین ذکر فی
واحد فی مجلس واحد لا تکرار بل سجدۃ واحدۃ وفیہا لو بعد الاولی اتی فیہ وفی الاخیر الی الاخیر فقط اور اگر مکرر پڑھا آیت سجدہ کو دو مجلس
میں تو سجدہ مکرر ہو جائیگا اور ایک مجلس میں مکرر ہوگا بلکہ ایک سجدہ کافی ہوا اور کرنا سجدہ کا بعد اول آیت کے بہتر ہے بسبب جلد بجالانے جہات
کے کذا فی التبیین اور بحر الرائق میں تین ہے کہ ماجرین زیادہ احتیاط ھم فی ۔ قولہ وفی الاخیر الی الاخیر فقط کہ وجوب سجدہ کا تین ہے ایک کے باعث مکرر ہوا
سجدے اول اختلاف تلاوت کا دوسرا اختلاف مجلس کا سوم اختلاف مجلس کا پہلے دو سجدہ عرض بدلنا آیتوں کا ہے یعنی گو ایک ہی مجلس میں
مختلف آیتیں سجدہ کی پڑھیگا یا بکثرت تو قعدہ اور آیات کی برابر سجدہ ہوا واجب ہوگا اور اختلاف مجلس وہ قسم ہے کہ ایک جگہ سے ایک مجلس سے
دوسرے میں دو قدم سے زیادہ چلکر پہنچی اسمیں یہ شرط ہے کہ دونوں مکانوں کو ایک حکم نہو مثلاً چوٹی مسجد اگر ایک کی مختلف جگہ نہوں تو ایک
حکم ایک ہی مکان کا ہوئیں اگر ایک ہی آیت سجدہ کو مسجد یا گھر کے کئی کونوں میں پڑھیگا تو سجدہ ایک ہی واجب ہوگا اور ایک قسم اختلاف
مجلس کی صحن ہے وہ یہ ہے کہ اگر دو شخص ایک ہی آیت سجدہ کو ایک ہی مجلس میں عمل کثیر کرکے یا بغیر عمل کثیر کے مثلاً خرید و فروخت یا عقد نکاح یا کھانا کھانا یا تین قدم چلنا وغیرہ کیا ہو
تو اسصورت میں بھی سجدہ مکرر ہو جائیگا اور اگر عمل قلیل کیا ہو مثلاً آیت سجدہ پڑھکر ایک گھونٹ پانی پیا یا ایک لقمہ کھایا یا ایک دو قدم چلا ہو تو اس
آیت کو پڑھنا قعدہ تلاوت ایک ہی کافی ہوگا اور مستحب نہیں دوسرا سجدہ کرنا اس جگہ جہاں ایک کافی ہو کذا فی الشامی وا للہ اعلم ان
ھذا علی اللہ اخل دفعا للحرج لیتنا ھا لا یاتی والمجلس اور اصل یہ ہے کہ ناسجدہ کی تداخل ہو ہے یعنی ایک سجدہ دو سجدہ کا
تابع ہو جانا ہے واسطے دور کرنے حرج کے یعنی ہر تلاوت پر سجدہ واجب کرنے میں سکنیوالوں اور سکنیوالوں پر وقت ہوگی تا عدم داخل
پر ایسی شرط سے حرج کہ آیت اور مجلس متحد ہو یعنی ایک ہی آیت کو ایک ہی مجلس میں مکرر پڑھنے سے ایک سجدہ سکے لئے کافی ہوگا واسطے ارتفاع گرفت
آیت کو خود پڑھا اور اسکو سکیوا سی مجلس میں دوسری کسی سے سنا تب بھی ایک ہی سجدہ واجب ہوگا وھو ما اخل فی السبب الجعل الکل
کتابا واحدا وجعل قراءۃ احدھما قراءۃ الاخر سببا والسماع تبعا لہا وھو الذی یوجب السجدۃ لان رکنہا ھو وجوب سببہا استماع اور وہ یعنی کہ سجدہ
کا نکنا داخل ہو سبب میں اسطرح کہ کیا جاوے سبب فعل کا پڑھنا مثل ایک تلاوت کی پس ایکبار کی تلاوت سبب سجدہ کا ہوگی اور باقی
تلاوتیں اور اسکی سامع ہونگی اور سبب میں تداخل کہنا لائق نہ ہو عبادت کی کیونکہ اسلئے کہ چھوٹنا عبادت کا باوجود پائے جانے اور اسکے سبب کی برابر
ھم حاصل یہ کہ عبادت کے معاملہ میں ہم نے داخل حکم میں ہمیں کہہ سکتے کیونکہ اسی کے سجدہ میں خرابی لازم آتی ہے کہ سبب عبادت موجود ہو

اور عادت مترددی حالانکہ عادت کی کثرت مطلوب ہے اسلئے ہے سب ہوگا تو اس کو ایک کرنا اگر سجدہ حرامی ہو کرنا نے الشامی طرطوسی نے کہا کہ نہیں ہوگا
راجح ہے عدد پر کرکے کیفیت پر مصنف کے قول لا تتکرر سجدتہ سمجھا جاتا ہے لانہ لما دخل الحکم بان دخل کل الثلاث سقط اعتبار السجدات کلہا کما لو حلف لا یاکل الخ والمعنی لانہا الخ والجزء ھو مسمی الرکعۃ لا الرکعۃ بکمالہا فلا یضر الفصل بالرکوع والسجود ونحوہما فافہم منہ
المعنی اگر کہا نہیں داخل ہوگا حکم میں اس پر کہ کیا جاوے تلاوت سب ایک جدا سجدہ کا پس جب ہی ایک دو تین آیتوں میں کریم متعال سے
ایک سجدہ پر اسلئے کہ حکم میں داخل ہوا بار بار کے لائق ہو جانے کے لئے کیونکہ شرار حرم کے لئے ہوتی ہے اور آدمی ایک شر اسی زجر چاہتا ہے اور مقصود
حاصل ہو جاتا ہے اور کریم متعال عذر کرنیکا باوجود قائم ہونے سبب نزاکے ہم یعنی سزاؤں کا معاملہ عادت سے جدا ہوا کی نواہی اور غیر
برے تو اور کے ترک سے پاوے جو کسب کے کچھ خرابی نہیں اور دنیا میں زجر کا مقصود ایک سزا سے حاصل ہوا اور آخرت میں کریم متعال سے
توقع ہو کہ صاف کر دیوے اسلئے ہیں داخل حکم میں مناسب معلوم ہوا مثلاً ایک شخص نے شراب پی دو بار تو ہر چند سب دو ہیں مگر سزا ایک ہی
دیجاوے گی اور دوسری بار کی سزا اسی میں داخل ہو جاویگی دانما وقع قولہ فتسقط الواحدۃ فی الواحدۃ فی حال السکر فانہا واحدۃ
بعدما لا تتکرر فی حال الخ کما قالہ احمد قولہ وفی محمد الخ والمعنی لانہا الخ اور مصنف نے بتا دیا فرق درمیان اہل
سنت داخل حکم کے اپنے اس قول سے کہ قائم مقام ہوگا ایک سجدہ تلاوت سب کے داخل ہیں ہو متکرر کے اور لعدم کے سجدوں کو یعنی اگر کسی
شخص نے ایک مجلس میں ایک آیت سجدہ کی مثلاً یا بار بار ہی اسطرح پر کہ سجدہ تلاوت کر لیا پھر دو بار بڑھی تو ایک سجدہ ہو گیا
ہے سبکی طرف سو کافی ہو گیا کیونکہ جب اول تلاوت کر چکا سجدہ تو اور دیا تو یا دہانی اسکو لعدم کی اسکی تالیف ٹھہریں تو جہاں سجدہ کر چکا وہ سب
کے لعدم ہی ہوگا اور یہی قائم مقام ہوگا سجدہ کا داخل حکم کے پھر جو کچھ میں کر لیوے بہتیرے سجدوں کے مثلاً پہلے ہو چکے اگر بالفرض تلاوت کی جدا
جدا سب قرار دو اور حکم کو مثلاً اول کہو تو تین بار کی تلاوت کے بعد جو سجدہ کیا وہ ان تینو کا ہوگیا اب خود اسی مجلس میں سجدہ کی آیت کو
پڑھا تو سبب جدید پیدا ہوا اسکو لئے دوسرا سجدہ چاہیئے جیسے سزاؤں میں ہوتا ہے اگر زنا کیا ہر حد مار کیا ہر اسی مجلس میں زنا کیا تو
دو بار حد مارا جاویگا کیونکہ دوسری حد کا سبب یا لگیا اور یاد رہے کہ پہلی حد سے زجر حاصل نہیں ہوا کذا فی الشامی اما سجدات التلاوۃ
داخلہا واما انتقالہ من عضو الی اٰخر وسکتہ فی اثناء ھوی سجد الخ الا اذا نوی سجدۃ او سجدات اخر الخ
لحدیث یا بنی سعید یا بنی سعید سماہ فی قلیل الکلام الذی ھو فی اثناء الصلوٰۃ کذا فی الدرایۃ فصل علیہا لان الجہات کلہا
تختم الاداء الی ایہا شاء لتعذر الجمع وان اداہا تاما کما لو قرأ فی رکعۃ اٰیۃ السجدۃ وفی اخری اٰیۃ اخری فسجد فی الاخری
ہر مجلس یا عوض میں بولنا ہو مجلس کا پس واجب ہوا ہو ایک اور سجدہ۔ یا کئی سجدہ ہو یعنی مثلاً تا تینے میں ایک ہی آیت جانے میں پڑھ
اور وہی لوٹنے کو وقت تو ادا ہو گا کہ یاد دو مجلسوں میں پڑھی اور آیت کا بار بار ہو گا سو دو ہی سجدے جن میں یعنی مثلاً سننے والے نے ایک ہی
آیت کو ایک تاتیہ پر سنا اور اسی کو دوسری پر تو ادا ہو گا کہ گویا دو آیتوں کو سنا بخلاف کو نوں سجدہ اور گہرا ایک کشتی چلنے والی
اور معلم قلیل کے جیسے دو لفظوں کا کہا نا بیچ میں دو بار کی تلاوت کے اور کھڑا ہو جانا اور سلام کا جواب دینا کہ اس سے مجلس نہیں بدلتی
اور اترنا سواری کے چلتے جانور پر اگر مقام پر ہتا ہو تو مجلس دو نہ ہونگی کیونکہ نماز ان مجالس کو ایک کر دیتی ہے بالخلاف مکان کی
کہ تعدد میں معاً فاسد ہو جاتی ہے تو ضرورت کیونکر ہے سب مکان ایک کئے جاتے ہیں اور اگر سواری پر نماز نہ پڑھتا ہو تو سجدہ کر نہ ہو جاوے
کیونکہ سواری کا چلنا منسوب سوار کی طرف ہو تو اسپر ہوگا گویا خود چلنا ہے اور پڑھتا ہو کذا فی الشامی کما قالوا لو بدل العاشی مع دوں
قالوا حتی لو رکبہا اداء الصلوٰۃ وقد لزمتہ تکبیرۃ القیام لا الرکوع جیسے کہ نہ ہوا ہو سجدہ سننے والے پر اگر بدلجا مجلس سننے
والے کی یہانتک کہ اگر کر پڑا آیت سجدہ کو سواری پر تمار پڑھتی ہو گی اور اسکا خدام چلا رہا ہو تو سجدہ کر نہ ہوگا خلام پر نہ سوار پر کما

تلاوت کرے وہ سجدہ کرے اور یہ اس صورت میں ہے کہ سننے والے نے سننے کا قصد کیا ہو اور اگر سننے والے نے سننے کا قصد نہیں کیا ہو تو اس پر سجدہ واجب نہیں ہے اور اسی طرح اگر سننے والے نے قصد تو کیا ہو لیکن پڑھنے والے کو نہ دیکھا ہو تو بھی اس پر سجدہ واجب نہیں ہے اور اگر پڑھنے والے کو دیکھا ہو لیکن اس کی آواز نہ سنی ہو تو بھی اس پر سجدہ واجب نہیں ہے اور اگر سننے والے نے پڑھنے والے کو دیکھا ہو اور اس کی آواز بھی سنی ہو لیکن سننے کا قصد نہ کیا ہو تو بھی اس پر سجدہ واجب نہیں ہے اور اگر سننے والے نے پڑھنے والے کو دیکھا ہو اور اس کی آواز بھی سنی ہو اور سننے کا قصد بھی کیا ہو تو اس پر سجدہ واجب ہے اور اگر سننے والے نے پڑھنے والے کو دیکھا ہو اور اس کی آواز بھی سنی ہو اور سننے کا قصد بھی کیا ہو لیکن پڑھنے والے نے سجدہ نہ کیا ہو تو اس پر سجدہ واجب نہیں ہے اور اگر سننے والے نے پڑھنے والے کو دیکھا ہو اور اس کی آواز بھی سنی ہو اور سننے کا قصد بھی کیا ہو اور پڑھنے والے نے سجدہ بھی کیا ہو لیکن سننے والے نے سجدہ نہ کیا ہو تو اس پر سجدہ واجب ہے اور اگر سننے والے نے پڑھنے والے کو دیکھا ہو اور اس کی آواز بھی سنی ہو اور سننے کا قصد بھی کیا ہو اور پڑھنے والے نے سجدہ بھی کیا ہو اور سننے والے نے سجدہ بھی کیا ہو تو اس پر سجدہ واجب نہیں

سے ہو یا بھری سی ہو ایک حرف آیت کا ہو یا تین حرف والا جیسے کہ ہو اسلئے کہ اس پر ایک پڑھنے والے سے لوگ سجدہ کرتے ہیں
التحیۃ تو صاحب قامیہ نے تلاوۃ کا ہے کہ پڑھنے والے پر سجدہ واجب ہوتا ہے شرط ہونے کے لئے ایک جملہ تامہ ہے اور امر ضروری کے لئے ہے
الکافی قال ترتب السجدۃ کما فی جملتین نحو قال لہ اللہ تعالیٰ اسجد فسجد وقال ابو یوسف رحمہ اللہ لا تجب السجدۃ
لیعلم کان قال اقرأ یا محمد فقال لا اقرأ میں کہتا ہوں کہ یہ کافی میں ہے کہتے ہیں کہ سجدہ سب سجدہ کی آواز کو ایک مجلس میں پڑھو اور ہر ایک کی آواز ایسی سجدہ کرنے والے
اور سجدہ کرنے والے کی آواز ایسی ہو جیسے کہ ہو اور ہر ایک کی آواز ایسی ہو جیسے کہ ہو اور ہر ایک کی آواز ایسی ہو جیسے کہ ہو اور ہر ایک کی آواز ایسی ہو جیسے کہ ہو
تعالیٰ اور سجدہ کرنے والے کی آواز ایسی ہو جیسے کہ ہو اور ہر ایک کی آواز ایسی ہو جیسے کہ ہو اور ہر ایک کی آواز ایسی ہو جیسے کہ ہو اور ہر ایک کی آواز ایسی ہو جیسے کہ ہو

اور سفر اصل میں مباح ہو مگر مسنون بھی عبادت بھی ہو سکتا ہے جیسے حج کا سفر یا حرام ہو سکتا ہے جیسے ہتھیار کے لئے سفر کرنا تو جو چیز اصل میں عبادت ہو وہ مقدم ہے اور سفر جو اصل میں مباح ہو اور الا بعارض استثنا ہو عبادت اور مباح دونوں سے کذا فی الشامی وسمی بہ لانہ یسفر عن اخلاق الرجال اور سفر اسلئے نام رکھا گیا کہ وہ ظاہر کرتا ہے مردوں کے اخلاق کو ہم یعنی سفر کے لغوی معنی ظاہر کرنے کے ہیں اور چونکہ سفر اصطلاحی میں آدمی کے اخلاق ظاہر ہو جاتے ہیں اسلئے سفر کو کہا گیا یا یہ کہ یہ روی زمین کا حال اس سے ظاہر ہوتا ہے اسی سے معلوم ہوا کہ لفظ مسافر سفر کے معنی میں ہے شارح کے لئے مستعمل نہیں اور ہو سکتا ہے کہ مشارکت بھی ملحوظ ہو کیونکہ سفر اکثر قافلہ ہی کے ساتھ ہوتا ہو اور ایک رفیق کو دوسرے کی عادتیں ظاہر ہوتی ہیں کذا فی الشامی من حرم من عمارۃ موضع اقامتہ من جانبہ الخ جو شخص کنکے اپنی اقامت کی جگہ کے گھروں سے یعنی اپنے کنکو کیلئے فسیح آبادی کے باہر ہو جاوے اگرچہ دوسری طرف سے آبادی سے متجاوز نہ ہو اسطرح کہ کوئی محلہ شلاً سیدہ میں پڑتا ہو ہم خبر ہیں کی آگے آتی ہو یعنی وہ دو پڑے چار گھستوں والا فرض کر شاشی کہا کہ عمارت سے غرض گھر ہیں نہ ہوتے والے بھی شامل ہیں اور آبادی سے باہر ہونے میں اسطرح نکلا اعتبار ہے جدہر سے مسافر نکلے تو اگر کوئی محلہ ایسا ہو کہ پہلے شہر میں ملا ہوا تھا اب جدا ہو گیا تو جب تک اس سے باہر نہ ہو جاوے قصر نکرے اور باہم داخل آبادی نہیں اگرچہ اوسمیں بعض اوقات لوگ آکر رہتے ہوں یا کھیوا الگ ہی ہو ہم پر ان ہوں وفی الخانیۃ ان کان بین الفناء والصرم اقل من غلوۃ وایس بینہما مزرعۃ یسیر فہو فی الاصل وان نوی الاقامۃ فی خانیہ میں ہے کہ اگر فناء شہر کے درمیان دو سو گز سے کم فاصلہ ہو اور دونوں کے درمیان کھیت نہ ہو تو اس سے باہر نکلنا قصر کے لئے شرط ہو ورنہ شرط نہیں ہم فناء شہر اس میدان کو کہتے ہیں جو شہر کے نفع کے لئے ہو شلاً گھوڑوں کے پھیرنے اور مُردوں کے دفن کرنے اور مٹی ڈالنے وغیرہ کے لئے تو اس طرح کا مکان اگرچہ شہر سے متصل ہو اعتبار نہیں ہے کہ نیت نہ ہو تو قصر کے لئے شرط ہے کہ اس سے بھی تجاوز کر جائے ورنہ اوس سے تجاوز کرنا شرط نہیں فقہ وبقیہ سیر ۳۰ ہاتھ سے ۳۰۰ ہاتھ تک کے فاصلہ کو کہتے ہیں کذا فی الخطابی قولہ مسیرۃ ثلثۃ ایام ولیالیہا من اقصر ایام السنۃ ولا یشترط سیر کل یوم الیل الی اللیل بل الی الزوال اپنی اقامت کی جگہ سے نکلے قصد کرنیوالا سفر کا اگرچہ حالت نفر میں قصد کیا پھر مسلمان ہو گیا تو اپنے وقصر سے پھیرلے اور جو شخص دنیا کے گرد پھرے بدون قصد سفر کے وہ قصر نکرے یعنی اگر شلاً دو منزل کی نیت کی اور جب دوسری منزل پر پوچھا تو پھر آگے کی نیت کی اسطرح تمام دنیا میں پھرا تو قصر نکرے قصد کرے سفر تین دن کا ہم انکی راتوں کے برس سے سب سے چھوٹے دونوں سے اور نہیں شرط ہے سفر تمام دن کا رات تک بلکہ شرط ہے زوال تک ہم شامی نے کہا کہ یہ لیسا کا حذف کرنا مناسب ہے کیونکہ چلنا دن کا رات کے معتبر نہیں ہاں اگر وادی کی جگہ آکر کہتا تو بہتر ہوتا یعنی نیت سفر تین دن کی باتیں راتوں کی دونو صور تو نمیں قصر کرے اور سال کے سب سے چھوٹے دنوں سے مراد ان ملکوں کے دن ہیں جو مستدل ہوں یعنی جن دنوں بہت چھوٹے ہو جاتے ہوں جیسی بلغار میں کہ دن چھوٹے سے چھوٹا ایک گھنٹہ کا ہو جاتا ہے تو مصر میں سب سے چھوٹے دنوں میں صبح صادق سے زوال تک پونے سات گھنٹے ہوتے ہیں تو تین دن کا سفر سوا بیس گھنٹہ کا ہوا انتہا اور بربلی اور سہارنپور میں صبح صادق سے زوال تک ساڑھے چھ گھنٹہ سے کچھ زائد ہوتے ہیں اور ہر ایک شہر میں جیسا عرض بلد ہو گا اوسکے موافق مقدار کم و بیش ہو گی اور زوال تک سفری قید اسلئے لگائی کہ مسافر کو کھانا اور آرام اور نماز بھی ضرور ہے اگر کبھی پورے روز کے چلنے میں یہ باتیں کر سکیگا تو نصف روز بلا شبہہ صرف ہو گا اسلئے زوال تک کا چلنا معتبر ہوا کذا فی الشامی ہم بقدر ذلک اعتبارا للغالب علی الندر ہم اور اعتبار نہیں فرسخوں کا مذہب کے بموجب ہم فرسخ ۳ میل کا ہوتا ہے اور ایک میل چار ہزار قدم کا تو اس حساب سے فرسخ بارہ ہزار قدم کا ہوا تو جن لوگوں نے مدت سفر کو ۱۲ یا ۱۸ یا ۱۵ فرسخ کہا ہو اوسکا اعتبار نہیں اسلئے کہ ظاہر الروایۃ میں اعتبار تین دن کی مسافت کا ہے اور ہدایہ میں اسکو صحیح کہا ہے بالسیر الوسط مع الاستراحات المعتادۃ تین دن کا فاصلہ ہو درمیانی چال سے ساتھ اراموں معتاد کے ہم یعنی درمیان راہ میں

معمولی مسافرت کرے پیدل اور دریائی جہاز سے یا اونٹ کی جال جو بہت تیز اور گھوڑے کی کیونکہ جہاز سے کی جال بہت ہی اور گھوڑے کی تیز تر مگر عادت پر معمول کے موافق تین منزل دس فرسخ کی ہیں کذا فی الشامی حاصل یہ ہے کہ مسافر کا حال اگر مذکور معلوم ہو تا ہے شبہ بصورت میں اوپر تین کیفیات رہ جاتی ہیں جن میں قصر کرنا چاہئے حتی الوسع فی فصل نے تین قصہ بیان کیا کہ اگر جلد جلد اور دور دراز میں پوری کی نماز قصر سے یعنی تین منزل یا دس فرسخ کی راہ کو دور زمین قطع کیا تو قصر کرنا چاہیو ولو لم یضع رحلہ الا لقضاء حاجۃ او لصلوٰۃ السفر او لاکثر اللیل او النہار فی الاصح اور اگر کسی جگہ کے دو راستے ہوں ایک مدت سفر ہو اور دوسرا کم تو نماز قصر کرے اول میں دوسرے میں پوری کی نماز پڑھے اور اگر دو منزل کسی جگہ ٹھہرے بغیر حاجت کے تو قصر نہ کرے اور اگر ٹھہرا حاجت سے تو قصر کرے اور اگر ٹھہرا بغیر حاجت کے تو قصر نہ کرے اور اگر ٹھہرا حاجت سے تو قصر کرے اول میں دوسرے میں پوری کی نماز پڑھے اور اگر کسی جگہ کے دو راستے ہوں ایک مدت سفر ہو اور دوسرا کم تو نماز

اپنے سفر کے سبب سے معصیت کرنیوالا ہو مثلاً سفر اسلئے کرتا ہو کہ رہزنی کرے سب بھی قصر کرے اسلئے کہ برائی ساتھ ہو برائی نہیں معصوم کرنیوالی مشروع ہونے کو ہم مجاور برائی سے بھی غرض کہ جدا ہو سکنے کے قابل ہو مثلاً سفر معصیت میں برائی مجاور حق اسلئے کہ معصیت بعد ان سکنے بھی ممکن ہو تو اس قسم کی برائی قصر کے شروع ہونے کو مسافر کے لئے مضر نہیں کذا فی الطحطاوی حتی یدخل موضع مقامہ ان صار مقیما الا المقیم المقیم ہو نیۃ العود للحکم باستحکام السفر نماز میں قصر کرتا رہیگا جبتک کہ داخل ہو اپنی اقامت کی جگہ میں بشرطیکہ مدت سفری چل چکا ہو اور اگر مدت سفر نکلا ہو تو بغیر نیت کے پوری نماز پڑھیگا جیسے سفر سے آنیوالے کے لئے ہم صورت مسئلہ کی یہ ہے کہ ایک شخص بارہ منزل سفر چار منزل کے اپنے شہر سے نکلا اور وہ منزل جاکر پھر اپنے گھر کی نیت کی تو اسپر دو نمازیں واجب ہیں اور اگر تین منزل جاکر پھر شہر کو آیا تو شہر میں آنے تک قصر کرنا شامی نے کہا کہ جیسے ابتداء قصر کے لئے شہر سے نکلنا شرط ہو ویسے ہی بقاء قصر کے لئے مدت سفر کا پورا ہو جانا ضروری ہے اور ینوی واوفی الصلوٰۃ اذا المراد بالشروع وقتا ولم یترک لاعذار اقامۃ نصف یوم حقیقۃ او حکما کالی الزوال وخروج اول وقت العشاء الی الفجر الثانی وحکم الاقامۃ فی نصف شوال اما ترکہ کذا فی الاقامۃ وسوی وحکم صلی الخامس صلی رباعیۃ ان صلی اربعا داراً وھو من اھل الکثیبۃ یا قصر کر جاہے مسافر جبتک کہ نیت اقامت کی کرے پندرہ دن ایک جگہ میں جولائق اقامت کے ہو یعنے شہر یا گاؤں میں یا دار الاسلام کے صحرا میں حالانکہ مسافر خیمہ والوں میں سے ہو اگر مسافر خیمہ کے باشندہ دیہی سے نہ ہو اور نیت اقامت کی صحرا میں کرے تو اسکی مدت معتبر نہ ہوگی شارح نے کہا کہ اگر چہ نیت اقامت کی نماز کے اندر کرے بشرطیکہ نماز کا وقت نہ نکلا ہو اور مسافر لاحق ہو یعنی اسصورت میں فرض دو کی جگہ چار پڑھنے ہونگے اور اگر نماز پڑھنے میں وقت نکل گیا اور اقامت کی نیت کی تو اس نماز کی چار رکعتیں پڑھنی نہ پڑینگی اسی طرح مسافر نے اگر مسافر کے پیچھے اقتدا کیا اور لاحق ہو گیا تو اسوقت نیت اقامت معتبر نہ ہوگی پھر نیت اقامت پندرہ دن کی حقیقت میں ہو یا حکماً دو نوع معتبر ہیں حکماً کی مثال یہ ہے اور غیر ہیں یہ کہ اگر حاجی شام میں داخل ہوا اور جانا کہ یہ دن قافلہ کی ہمراہی کے جو پندرہویں شوال کو چلیگا روانہ ہوگا تو وہ پوری نماز پڑھے اسلئے کہ وہ مثل اقامت کی نیت کرنیوالے کے ہے لیکن یہ حقیقت میں نیت اقامت کی نہیں کی مگر چونکہ عزم روانگی کا قافلہ کے ساتھ کیا اسلئے ضمناً اور حکماً اقامت کی نیت ہو گئی کذا فی الشامی فصل ولعکس الی الاقامۃ قافل منع من نصف شھر اوفی بلد لکن فی غیر موضع اقامتہ مسافر کما قبلہ یکمل کما قبلہ یعنی نماز پڑھے دو رکعتیں پندرہ دن سے کم کے ساتھ اگر نیت اقامت کی کرے کمتر پندرہ دن سے یا پندرہ دن کی اقامت کی نیت کرے مگر ایسی جگہ میں جو قابل اقامت نہیں جیسے دریا میں یا جزیرہ میں جس جزیرہ میں آبادی نہیں یا اقامت کی نیت کرے قابل اقامت جگہ میں لیکن دو مستقل جگہ میں پندرہ دن رہنے کی نیت کرے جیسے مکہ اور منیٰ میں مثلاً یعنی خواہ دو نو شہر ہوں یا گاؤں تو یا ایک شہر ہو یا ایک گاؤں تو غرضکہ ان سب صورتوں میں مقیم ہوگا فلو دخل الحاج محملہ ایام التشریق بنیۃ الاقامۃ یتم الی منیٰ وعرفات صار کبیتہ الا فی عزم موضع اقامتہ پھر اگر وہ داخل ہوا حاجی مکہ میں دخل اور نہیں وہی الحجہ کے تو ان تاریخوں میں نیت اقامت درست نہ ہوگی اسلئے کہ وہ منیٰ اور عرفات کو جائیگا تو ایسا ہوا جیسے نیت اقامت موضع اقامت کے سوا میں کرنا یعنی جب عزم مکہ کا منیٰ اور عرفات میں ہو تو نیت اقامت بیکار ہوگی وبعدہ حتی لو مر علی بیتہ بالابطح او کان احدھما تبعا للاخر یتم بخلاف ما لو کان الاقل اصلا کالعکس یعنی اگر مکہ سے منیٰ جاتے ہوئے ابطح میں اپنے گھر پر گذرے یا ایک مقام دوسرے کے تابع ہو تو نیت اقامت کی درست ہے جیسے درست ہے نیت اقامت کی رات کے رہنے کی دو نو جگہ میں مکہ اور منیٰ یعنی مثلاً یہ نیت کرے کہ دن کو مکہ میں رہونگا اور رات کو منیٰ میں تو درست ہے اسلئے کہ اقامت میں رات کے رہنے کا اعتبار ہے تو جب منیٰ میں داخل ہوگا تمام ہو جائیگا یا دو نو جگہ میں سے ایک تابع ہو دوسرے کے اسطرح کہ داخل ہو جیسا اوسکی رہنے والے پر بسبب اتحاد حکمی کے یعنی اگر ایک گاؤں شہر کے متصل باہر ہو کہ اوسمیں اذان جمعہ کی آواز آتی ہو تو دو نو میں اقامت کی نیت کرنی مثلاً یوں نیت کرنی کہ شہر میں دس روز اور گاؤں میں پانچ روز رہونگا

درست ہو اسلئے کہ وہ تو خلق کی رائے سے ایک ہیں اور لم یکن مستقلا الخ کا یہ مطلب ہے کہ امام کا نماز قصر پڑھنے والا ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ اگر امام نے اتمام کیا ہو تو بھی اقتداء درست ہے اور اگر امام نے قصر

کہ یعنی آسان کے بیچ میں کہ وہ شخص مُنافق اور مستحق آگ کا ہوا شامی نے کہا تو اس سے معلوم ہوا کہ مسافر کو نماز کا پھیرنا مکروہ و تحریمی ہے
وان لم یقید بطل فرضہ وبطل الکل بفعل لترک القعدۃ المفروضۃ الا اذا نوی الاقامۃ قبل ان یقید الثالثۃ فیسجد للسہو لکنہ
یعید القیام والرکوع لوقوعہ نفلا کما یاتی وسجد للسہو عن الفرض ولن نوی والسجدۃ صار نفلا اور اگر قعدہ اولے میں مسافر نے نیت
اقامہ کی تو فرض باطل ہو جائیں گے اور نفل ہو جائیں گے مگر فرض کے باطل ہونے سے اگرچہ
اس قیام و رکوع کے لئے تو وہ قیام و رکوع فرض کا قائم مقام ہو گا اور اگر تیسری رکعت کے سجدہ میں نیت اقامت کر لیگا تو فرض
نفل ہو جائینگے مصنف شامی نے کہا کہ الا اذا نوی الخ سے مستثنیٰ دو نو صورتوں سے ہے یعنی اگر قعدہ اولے میں یا تیسری رکعت کے سجدہ میں نیت اقامت
کرنی تو فرض باطل نہ ہونگے اور سجدہ کے لئے نیت کرنے سے نفل ہو جاتا ہے امام ابو یوسف کا ہی اور یہی خاصح یعنی صحیح تر ہے
اس کے کہ قعدہ اولیٰ میں نیت پھیرا ہوا ہے وقطع القیام المقید المسافر فی الوقت وبعدہ فاذا اتم المقیم الی الاصح لا یقتدی
بالمسافر فی الاصح لانہ کالاربعی والقصر ان وقت فیہ وقیل لا فیہ اور درست ہے قعدہ اقامت کا بیچ مسافر کے وقت کے اندر اور بعد
وقت کے یعنی مثلاً ظہر کی نماز کہ قضا ہو گئی مسافر میں تو جب مقیم ادا میں نماز کے پڑھنے کو کھڑا ہو بعد امام کے سلام پھیرنے کے تو اگلی دو رکعتوں
میں قرأت نہ پڑھے بلکہ مقدار الحمد کے چپ کھڑا ہو کر رکوع و سجدہ کرے اور مقیم مسجد و مسجد بھی کہ میں جمعہ ہوتا ہو قرأت نہ پڑھے اسکو کہ مقیم مثل
الاصل کے ہے اور دو نو قسم کی فرض میں مقیم نہ کہ پڑھنے ایک امام کی حیثیت سے اور دوسرا اخیر ہونیکی حیثیت سے اور بعضوں نے کہا کہ پہلا قعدہ اور پچھلے
فرض تین کی نماز کے القنیہ دل لہ امام ھل فی الف الخانیۃ وشرح المنیۃ للعلامۃ الامام مرغینانی وحاشیۃ الھدایۃ للعلامۃ الشرنبلالی
العلامۃ خلافہ فی المسایرۃ فی حال الابتداء وفی شرح الارشاد ینبغی ان یحمل ھو علیہ والا فبعد سلامہ ان لم یقل بعد السلام
والاصح انہ لیس لھا ولکن لو قام لاتمام لم یرفع نوافلہ سجد للسہو اور مسجد ہو امام مسافر کو یہ کہدینا مقتدیوں سے بعد دو نوں سلام کے صحیح قول پر کہ
اپنی نماز کو پورا کر لو کہ میں مسافر ہوں صحیح قول اس وہم کے دور کرنیکے لئے کہ مقتدی سمجھ لے کہ کوئی سہو ہوا سمجھ کر امام نے یہ کہدیا شارح کہتا ہے کہ یہ قول
ماتن کا کہ امام کو مستحب ہے خبردار کر دینا اپنے حال سے مخالف ہی قول خانیہ وغیرہ کے کہ انہوں اقتدا کے لئے جانا امام کے حال کا شرط ہے یعنی قول
ماتن سے معلوم ہوتا ہے کہ مقتدیوں کو امام کا حال معلوم نہیں کہ مسافر ہے یا مقیم اور خانیہ وغیرہ میں مذکور ہے کہ اقتدا کی شرط ہے یعنی قول ہوا امام
کے حال کا تو دو نو میں اختلاف ہوا لیکن ہندیہ کے حاشیہ ہدایہ میں ہے کہ شرط اقتدا امام کے حال کا معلوم ہونا شرح نے مجملہ خواہ بتعدد ان میں
معلوم ہو خواہ انتہا میں یعنی نہیں شروع ہی میں معلوم ہوا اس تقریر سے شارح نے خلاف ماتن اور خانیہ کے قولوں کا دفع کر دیا اور
شرح ارشاد میں ہے کہ امام کو چاہیئے یعنی مستحب ہے کہ مقتدیوں سے قبل اپنے مفرد ہونے کے کہدے کہ ممکن ہو کہ کوئی مقتدی اسکا حال
سمجھا ہوا اور اگر شروع نماز سے پیشتر نہ کہے تو بعد سلام کے اگاہ کر دے ولن نوی الاقامۃ لا یصح علی المقیمین لم یصر
مقیما اور اگر امام مسافر نیت اقامت کی کرے یہ حقیقت میں اقامت کے لئے بلکہ اس غرض سے کہ مقیم مقتدیوں کی نماز پوری پڑھا دے تو یہ
نیت نہ تسلیم ہو گا یعنی اسصورت میں اسکو فرض چار ہونگے دو فرض اور دو نفلیں ہونگی اور اگر مقتدی اسکو سمجھے اپنی نماز پوری کر لینگے تو انکی
نماز فاسد ہو گی کیونکہ نفل پڑھنے والیکے پیچھے فرض پڑھیں گے ذکرہ فی الشامی واما اقتداء المسافر والمقیم فمتحری فی الوقت وبلدہ الا لعارض کما
یتغیر لا بہ افضل اما المفترض بالمتنفل فی حق القعدۃ الاولیین والقراءۃ فی الاخریین واما اقتداء کل منھما بمن یصلی فرضا آخر کما
درست ہو وقت کے اندر اور مسافر اسصورت میں چار رکعتیں پڑھے یعنی امام کی حیثیت سے اور مسکو فرض بھی چار ہو جائینگے نہیں درستی
اقتدا مسافر کا بیچ مقیم کے بعد وقت کے ان نمازوں میں کہ یہ لحاظ میں یعنی ظہر و عصر و عشا میں اسلئے کہ اگر مسافر اول دو رکعت میں

اقتدا مقیم کو کرچکا تو فرض پڑھ رہا ہے اگر بھاگا جیسے نفل والے یعنی غیر فرض پڑھ رہا ہے کے جس میں کہ وہ مقیم کے حق میں واجب ہے اور مسافر کے حق میں فرض اور اگر پہلے رکعت نہ کرچکا تو ثلاثیات کے حق میں اقتدا نہ مفترض کا مستقل کے پیچھے ہوگا کیونکہ فرائض مقیم کے حق میں سنت ہوئے پہلے رکعت میں اور مسافر کے حق میں فرض غرضکہ قصداً نمازیں اقتدا مسافر کا مقیم کے پیچھے درست نہیں چار رکعت والی نمازوں میں اور جمعہ و عید کی نمازوں میں درست ہو خواہ اداء ہوں یا قضاء دیانۃ نہ تسلیم ان کا ہے کہ حال ہی اور فرماوے اگر ان کان فی حرج وفی الایاب ھاھنا لانہ ترک الفرض فی حق نفسہ فلا یجوز ان یکون اماما لغیرہ اور مسافر کو مسئلہ کوئے ہے اگر اس نے مدینہ میں کی حالت میں ہو یعنی حالت فرستی اور المیاں میں اور اگر اس وقت ہو سفر کو خوف یا جلدی میں ہو تو ستیر پڑھی بھی مسافر ہے اسکی کو جبہ جھوڑا ہے عذر کے واعت کذا فی الحسن ایک قول یہ ہے کہ مجرد نیت مقیم ہونے کی ہے وہ مثل اس کے ہے کہ وہ مثل اس کے ہو یعنی ہوں وللعذر فی تغیر العوارض لا حرج ولو نوی وھو فی مدۃ لا یصیر بھا مقیما وان کان السکان اخرج ساداً واحد کتاب والا فالاقامۃ المعذر والسیتہ فعند علم الاداء فلہا اور متیمر صوے بدلے میں آخر وقت ہو یعنی اوسفدر کہ گنجائش تحریمہ کی رکھتا ہو تو اگر مسلمان عاقل بالغ آخر وقت میں مسافر ہو گا تو دو رکعتیں واجب ہونگی اور اگر اوسوقت میں مسافر ہو گا تو چار پڑھنی واجب ہونگی اسلئے کہ آخر وقت ہی معتبر ہے سبب ہونے میں وقت ادا کرنیکے پہلے آخر وقت ہی یعنی سبب جو نماز کا وقت کا آخر حصہ ہوتا ہے اگر اوس میں پیشتر ادا نہ کرچکا ہو مثلاً اگر آخر وقت میں لڑکا بالغ ہوا یا کافر مسلمان ہوا یا محبوں ہوش میں آیا یا حائضہ پاک ہوئی تو اوسوقت کی نماز اوپر فرض ہوگی اسیطرح اگر آخر وقت میں مسافر مقیم ہوا یا تندرست بیمار ہوا یا محبوں ہوش میں آیا یا حائضہ پاک ہوئی تو اوسوقت کی نماز اوپر فرض ہوگی اسیطرح اگر آخر وقت میں مقیم مسافر ہوا یا بیمار تندرست ہوا یا ہوش میں آیا یا حائضہ ہوئی تو اوسوقت کی نماز اوپر فرض نہ ہوگی اور اعتبار کیا گیا ذکر فی الشامی الوطن الاصلی ھو موضع ولادتہ او تاھلہ او توطنہ ینتقل عنہ بالکلیۃ لو یبقی لہ بہ اھل او لہ فیہا ولا یخرج عن کونہ وطن اصلی بمجرد ذلک بل یبقی وطنہ الاصلی ما لم یتوطن فی غیرہ وطن اصلی اور وطن میں آدمی کے گھر والے نہ رہے ہوں اور اگر رہے ہوں تو باطل ہو گیا بلکہ جب تک نہ پڑے دو توطن خواہ نیت اقامت کرے یا نہیں نہیں باطل ہوتا وطن اصلی اور مسکر وطنوں کی شارح نے کہا کہ وطن اصلی آدمی کے پیدا ہونے کی جگہ ہے یا شادی کرنیکا مقام یا وطن بنانے کا مکان ہم وطن کی قسمیں ہیں ایک وطن اصلی دسکی تعریف شارح نے بیان کی اسکو وطن اہلی اور وطن البطرۃ بھی کہتے ہیں دوسرا وطن اقامت یعنی وہ مکان جسمیں پندرہ روز یا زیادہ کے ٹھہرنے کی نیت کرے اسکو وطن مستعار اور وطن جاوت بولتے ہیں تیسرا وطن سکنی جسمیں پندرہ روز سے کم ٹھہرنے کی نیت ہو تو وطن اصلی میں آدمی مقیم کا حکم رکھتا ہے اگرچہ ایک ہی شب رہے مثلاً اپنا سفر میں وطن اصلی آگیا اور وہاں منزل کی تو نماز پوری پڑھیگا اور دوسرے مقام کو وطن اصلی بنالیا جائے اول وطن اصلی نہ رہیگا بشرطیکہ گھر بار لے بھی اول وطن سے اٹھ گئی ہوں اور اگر گھر بار لے ایک جگہ سے ہوں اور خود دوسری جگہ رہنے کا قصد کرلیا ہے تو دونو مقام وطن اصلی متصور ہونگے دونو میں نماز پوری پڑھے ویبطل وطن الاقامۃ عینہ وانما الوطن الاصلی وینشأ السفر اور باطل ہو جاتا ہے وطن اقامت اُس جسیو وطن اقامت سیوا اور وطن اصلی سے اخیر سفر جانے سے ہم یعنی اگر ایک جگہ میں نیت پندرہ دن یا زیادہ کی رہنے کی کی ہے تو اگر اوسکو چھوڑ کر دوسرے مقام میں نیت کرلیگا تو پہلا مقام وطن نہ رہیگا اسیطرح اگر وطن اصلی کو چھوڑ دیگا تب بھی وہ وطن نہ رہیگا اور یہی حال وطن اقامت سے سفر کرجانے کا ہے تو اگر ان حالتوں میں وطن اقامت پر گذرے ہوا اور نیت اقامت کی نکرے تو نماز قصر پڑھے ذکر فی الشامی وذکر الحلوانی انہ یبطل بمثلہ وبما فوقہ لا بما دونہ اور مثل عدد یعنی جتنا پہلے رہنے کا قصد کیا تھا اوسی قدر پھر رہنے کی نیت کرے تو باطل ہوتی ہے اور جتنے سے کمتر ہی مثلاً پہلے پندرہ روز کی نیت کی تھی اب دس روز کی کی تو باطل نہ ہوئی اور اوسی قدر رہا تو وطن اقامت باطل ہو گیا اور اگر زیادہ رہا تو باطل نہ ہوا اور وطن اقامت سے وطن اصلی باطل ہو جاتا ہے اور وطن اصلی سے وطن اقامت باطل نہیں ہوتا دلیل کذا فی الکافی وھو ان الوطن الاصلی مثل الوطن الاصلی فکما ان الوطن الاصلی لا یبطل الا بمثلہ او بما فوقہ فکذا الوطن الاقامۃ اور مصنف نے ذکر کیا باطل نہیں ہوتا مگر اوسی قدر جسمیں نیت پندرہ روز سے کم رہنے کی کی ہو اسلئے کہ مفید ہونے کے یعنی وطن سکنی میں تغیر مقیم کے لئے جو مسافر کے لئے اسلئے اوسکا ذکر کسی کچھ فائدہ نہیں

وما صاحبہ ای الزیلعی ردہ فی البحر اور زیلعی نے جو صورت مسئلہ کی وطن سکنی کے لئے بتائی ہے اسکو بحر الرائق میں رد کیا ہے ھم زیلعی نے یہ صورت فرض کی ہے کہ ایک شخص اپنے شہر سے کسی گاؤں میں بدون ارادہ سفر کے اپنے کام کو گیا اور اس گاؤں میں پندرہ دن سکونت رہنے کی نیت کی تو وہ پوری نماز پڑھیگا کیونکہ مقیم ہے پھر فرض کرو کہ وہ گاؤں سے بدون سفر کے باہر نکلا اور بستی سے باہر ہو کر ابھی اپنے شہر میں گیا تھا اور نہ کسی جگہ رات کو رہا تھا کہ اسکو یکبارگی سفر کا قصد پیدا ہوا تو وہ قصر نماز پڑھیگا کہ مسافر ہو گیا اور اگر اتفاقاً سفر کے بعد اسی گاؤں میں کو گذرے تو وہ اس گاؤں میں کہ اسکا وطن سکنی ہو پوری نماز پڑھے اسلئے کہ اس سے کوئی ایسا فعل نہیں پایا گیا جس سے وطن سکنی باطل ہو جانا یقینی نہ ہو اسی دوسری جگہ اقامت کی جو کہ وہ وطن سکنی ہوتا اور اپنے مثل پہلے وطن سکنی کو باطل کر دیتا اور اپنے گھر کیا کہ وطن اصلی کے سبب سے وطن سکنی باطل ہوتا اور نہ اوس گاؤں سے سفر کیا ہے بلکہ سفر اوس سے باہر نکلکر کیا ہے تو جب کوئی سبطل وطن سکنی کا نہایا گیا اسلئے نماز پوری پڑھے صاحب بحر الرائق نے اسکا جواب یہ دیا ہے کہ جب بعد نیت سفر وہ گاؤں میں آیا تو نہ ہوا وسکا سفر پر آنی ہو کیونکہ اقامت کی نیت نہیں کی حالانکہ سفر سے وطن اقامت باطل ہو جاتا ہے جو وطن سکنی تو قوی ہے تو وطن سکنی کیسے باطل ہو گا پس ہم کہتا ہے کہ وطن سکنی کا کوئی سبطل نہیں پایا گیا غلط ہو اسلئے کہ یہاں تو اسکا سبطل سفر موجود ہے اور پورا بیان اس مسئلہ کا شامی میں ہے والمغلب ان الاصل الاتمام کما مر اذ ھو فاعلھا بھا للحال وصار غیر کما اذا کان یترقب من الامیر او دیب المال واجیر الاسیر مقرر وقلیم وخدم وحشم وامیر ومستاجر لعشرۃ اشھر مثلا وستاجر بیت معلوم کی ہو اسلئے کہ وہ اصل ہے یعنی اقامت اور سفر کا قرار جس میں متصور ہے نیت تابع کی مثلاً زید وجہ کی نیت معتبر نہیں شوہر کے ساتھ بلکہ شوہر نے اسکو مہر مجہول دیدیا ہو اور اگر دیا ہو تو مؤجل شوہر کی ہو گی کیونکہ بدون ادا ہی مہر مجہول شوہر اسکو سفر میں لیجانے پر قادر نہیں اور زید وجہ کو مختار ہو کہ اسوجہ سے شوہر کے پاس سکونت اور مثلاً غلام کی نیت معتبر نہیں آقا کے ساتھ بخلاف مکاتب کی اسلئے کہ مکاتب کو بدون اذن آقا کے سفر کا اختیار ہو تو اسپر عرفاً آقا کی ضروری نہیں اور لشکری کی نیت معتبر نہیں امیر کے ساتھ جبکہ لشکری کا کھانا امیر سے ملتا ہو یا بیت المال سے اور اگر اپنے پاس سے کھاتا ہو تو اسکی نیت معتبر ہو گی اور مزدور کی نیت معتبر نہیں ستاجر کے ساتھ شامی نے کہا کہ بھیڑ اور معصوص میں ہو کہ درمانہ یا سالانہ ملتا ہو اور اگر یومیہ پاتا ہو تو شام کو نیت اجرت فسخ کر سکتا ہے اسلئے اعتبار اوسکی نیت کا ہو گا نہ ستاجر کی اور قیدی کی نیت معتبر نہیں قید کرنے والے کے ساتھ اور قوصدار کی نیت معتبر نہیں قرمختوا کے ساتھ بشرطیکہ قوصدار مخلص ہو اور شاگرد کی نیت معتبر نہیں استاد کے ساتھ جبکہ استاد کے ذمہ کھانا ہو شارح نے کہا کہ عبارت ماتن میں لف ونشر مرتب ہے اسلئے مترجم نے الفاظ شارح کو مناسب جگہ پر ترجمہ کیا شامی نے کہا کہ مثلاً بالغہ اگر باپ کی خدمت کرتا جاتا ہو تو اوسکی نیت کا بھی اعتبار نہیں ہوتا چاہیئے قلت فقد المعینۃ ملاحظ فی تحقق التبعیۃ مع ملاحظۃ شرط آخر تحقق ذلک ھو کما یاتی فی مسئلۃ الجند ووفاء المھر فی المراۃ وعدم ممانعۃ العبد میں کہتا ہوں کہ قید ساتھ ہونے کی تحقق تبعیت کے ثابت ہونے میں مع ایک دوسری شرط کے لحاظ کے جو تبعیت کو ثابت کرتی ہے وہ دوسری شرط لشکری کے مسئلہ میں ظہر مجہول کا دینا اور تلاء کا مکاتب نہ ہونا ہے شامی نے کہا کہ تابع جب متبوع کے ساتھ ہو تو اپنے متبوع کی حال اقامت و سفر کا دریافت کرے گا اور وہ بتادیگا تو اوسکی بموجب کار بند ہو یعنی جس حال پر ہو اوسی پر عمل کرے یعنی سفری صورت میں قصر کرے اور اقامت میں پوری نماز پڑھے وبیانہا حدیث حارثۃ بن وھب قال صلی بنا رسول اللہ ﷺ ونحن اکثر ما کنا قط وآمنہ بمنی رکعتین رکعتین والف اور اس دوسری شرط کے لحاظ سے ظاہر ہوا جواب حاوثہ جزیرہ کرد کا سنہ الکھزار اسی میں ہم کر دیا کہ کرد فارسی نام ایک جزیرہ کا ہو اور حاوثہ یعنی تھا کہ نہم بعد اسکے حکمت کے بعد لشکری ہی تتر بتر ہو گیا یعنی نہ امیر کے ساتھ رہنا نہ اوسکی طرف سے دیوان کو کھانا ملا تو ہر ایک تابع فرا مستقل ہو گیا فاذا رحمی طحطاوی نے کہا کہ شاید یہ جواب حاوثہ کا شارح نے کتاب کی تالیف کے بعد ملحوظ کیا ہے

ہو تو نہیں کتاب سے تو ثابت ہوا میں وہ بات کسی نے کہی ہو یہ تو فرقہ ہے یہ نہ کہا ہو یا کسی شاگرد نے سنا ہو یا ہو مگر لا یدل من علم الشارع بتقریرہ فلو رأی فلوس المتبوع ولم ینکر علیہ دل علی جوازہ کما فی الفصول وہ نہیں کا کافی المحارض

وشرطہ قولہ فصار للمقیم بستہ اور ضرور ہے جانا تابع کا مسئلہ ہی کی نیت کرلے اور تابع کو مسئلہ نہ ہو تو تابع مسافر رہیگا جب کہ اوسکو علم ہو مسجد قبول کے برجب اور فیض میں ہے کہ اس پر فتویٰ ہے چنانچہ مجمع الانہر و غیرہ میں ہے واصلہ دور کرنے کے بارہ سو یہی اوسکی سیلی میں گرا اوسکو دو کی جگہ چار رکعتیں لازم ہیں تو اور کا حکم ہو گا فصار فی الحال صار مقیما اتم مولا یصیر المسافر مقیما بنوی الاقامۃ الا بنوی اقامۃ خمسۃ عشر یوما صالحا للاقامۃ الخ جو مسئلہ ملا حسہ میں ہے کہ ایک غلام اپنے آقا کا امام ہوا اور آقا نے اقامت کی نیت کرلی تو اگر غلام چار رکعتیں پڑھیگا تو وہ دو کی نماز ہی ہوگی اور اگر یہ بھی پڑھ چکا تو نماز دہرانی پڑیگی فلہذا اوسکو چاہیے کہ اوسکو چار پڑھنے کی چاہیں جی دو پڑھیں اور آقا کی اپنے پیچھے کہ غلام کی نماز ہوا اوسکی نماز ہو تو یہ مسئلہ اصح قول کے خلاف ہے بعضی جس قول میں کہ مدت معلوم کا علم تابع کو ضرور نہیں والفصل ما قلنا او خبر ہا الا اسعد وحصل لہ بعد ما نذر یتغیر فرضہ ما نسائہ یا وہ کہے سفر ہے اور اقامت میں اسلئے کہ قضا اصل ثابت ہو چکے متعین نہیں ہوتی ھم یعنی اگر سفری کی نماز قضا ہو گئی اور اقامت میں اوسکو پڑھنا چاہے تو قصر پڑھے اور اقامت کی قضا کو سفر میں پوری پڑھے جیسا کہ انکو اوا پڑھتا کیونکہ جب وقت کے بخلاف سفر ہا نازمات ہو گئی تو یہی واجب ہوئی جیسی کی پہلی تھی پہلی تو یہ ہے کہ اگر اقامت کرنے کے اندر ہی اسکا سفر کا دینے ہو تو مقیم کے پیچھے مسافر کے پڑھے تو پوری پڑھنی چاہیں اور اگر بادی نہ ٹھہرائی ہو تو اس قعدہ اولیٰ فرض ہو گا اور پوری نماز پڑھنا احتیاطی کی ایسی کیونکہ جب اوس کے مالک دو میں تو وہ ایک کے لحاظ سے مقیم ہے اور دوسرے کے اعتبار سے مسافر اور وہ حکم کبھی مقیم کے پیچھے اقتدا کرنے کا مطلقاً یعنی وقت کے اندر اور بعد وقت کے دلائل دو گانہ میں دوسری میں اور یہ غلام کا حکم ان مسائل کا ہی جو ہمارے طور پر ہو چکے جانے تین ھم لیے

اس مسئلہ میں یہ سوال ہو سکتا ہے کون شخص ہو کہ نماز فرض کی چار رکعتیں پڑھے اور دو رکعتیں اسپر فرض ہوا ور کون شخص ہو کہ اوسکو اقتدا مقیم کے پیچھے درست نہیں اور کون شخص ہو کہ نہ مسافر ہے نہ مقیم اور کون شخص ہے کہ ایک روز قصری نماز پڑھے اور ایک روز پوری کذا فی الطحطاوی شامی نے کہا کہ حکم اس مسئلہ کا سخت ہے شارح مہیمنی کی نہ روایت مذہب قال لنسائہ من لو طلقکن فکفرکنہ قرعہ یوم ولیلۃ فہو لھا فی الحال فقالت احداھن عشرون والثانیۃ سبعۃ عشر والثالثۃ خمسۃ عشر والرابعۃ احد عشر فطلقت ان کان کما قلت فالعشرون والثانیۃ ولیلۃ والثالثۃ یوم والجمعۃ والرابعۃ للسابعۃ اعلم ایک شخص نے اپنی چار بیبیوں سے کہا کہ جو کوئی تم سے پہلے نجاتی کہ ایک دن رات میں کتنی رکعتیں فرض ہیں تو انہیں سے ایک نے کہا کہ بیس رکعتیں دنرات میں فرض ہیں اور دوسری نے کہا سترہ اور تیسری نے پندرہ اور چوتھی نے گیارہ تو اوسکو طلاق ہوگی کیونکہ اول عورت کا جواب درست ہے کہ اوسنے دنروں کو بباعث فرض عملی ہونیکے شامل کر لیا اور دوسری نے دنروں کو چھوڑ کر سترہ کہا اور تیسری نے جمعہ کے روز کی رکعتیں بتائیں اور چوتھی نے مسافر کی رکعتیں بتائیں اور دنر کا ان دونوں نے بھی شامل نہیں کیا واللہ اعلم

باب الجمعۃ

جمعہ باب ہے جمعہ کے احکام میں ہم جمعہ اسلئے نام کہا گیا کہ یہ دن لوگوں کے اجتماع کا ہے اور آخر کا قول یہ ہے کہ جمعہ مدینہ میں فرض ہوا اوسکی آیت مدنی ہے اور مناسبت نماز جمعہ کی صلوۃ مسافر سے یہ ہے کہ دو نماز میں آدھی ہیں یعنی جمعہ کی نماز ظہر کی نماز سے نسبت نصف رکھتی ہے اور سافر کی نماز مقیم کی نماز سے کذا فی الطحطاوی مختصراً قولہ ثلاث الیوم والسکون ہے فرض عین بکفر جاحدھا ثبوتاً بالدلیل القطعی کما حققہ الکمال وھو فرض مستقل اگلد من الظہر ولیست بدلا عنہ کما ھو رأی الباقانی خرج بالسر الدین ابن الشحنۃ فقط جمعہ بمضم جمعہ اور تیسوں حرکتوں سے یہ ہم اور سکون سے ہم جو جمعہ فرض عین ہے کہ انکا منکر کافر ہے بسبب انکے ثبوت ہونے کے دلیل قطعی سے یعنی آیہ (یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا) سے اور حدیث اور اجماع سے چنانچہ ثابت کیا ہے اوسکو کمال الدین محقق نے اور وہ فرض مستقل ہے ظہر کا اور بدل نہیں ہے اوسکے اور نہیں جو عوض ظہر کا جیسا کہ تنقیح کی ہے اس امر کی باقانی نے سری الدین ابن شحنہ کو خلاف نسبت کرکے ہم جمعہ زیادہ ہو گیا ہے حسب ظہر کے یعنی جمعہ میں جو جمعہ بدہ آئی ہو وہ ظہر میں نہیں چنانچہ احمد و حاکم نے ایک حدیث صحیح روایت کی ہے کہ جو کوئی جمعہ کو تین بار بلا ضرورت کے ترک کرے اللہ تعالے اوسکے دلپر مہر کر دیتا ہے اور ایک وصیہ ہے کہ جمعہ میں جو شرطیں ہیں وہ ظہر میں نہیں اور یہ ہے جو کہا کہ جمعہ ظہر کا عوض نہیں بخلاف اوس خوارج کے جو شارح نے باب شروط الصلوۃ کے اندر بحث کی ہے کہ جمعہ عوض ظہر کا اور صحتین حنفیہ کے نزدیک یہی ہے کہ فرض وقت ظہر ہی ہے نہ جمعہ مگر حکم جمعہ کا اسلئے ہوا کہ ظہر ساقط ہو جائے اور اسوجہ سے اگر کوئی آدمی پیشتر فوت ہونے جمعہ کے نماز ظہر پڑھ لیگا تو ہمارے نزدیک اوسکا ادا جمعہ کے ساتھ درست ہوگی اگرچہ اوسکا ظہر پڑھنا حرام ہو اور ظہر کے فرض وقت ہونے کی تصریح نفح القدیر وغیرہ میں مذکور ہے حتی کہ باقانی نے بھی شرح ملتقی میں اسکو اختیار کیا تو شارح نے جو جمعہ تنقیح باقانی سے نقل کی شاید شرح نقایہ میں اوسنے ایسا کہا ہو مگر ہماری تقریر سے معلوم ہو گیا کہ تنقیح مذکور ضعیف ہے کذا فی الشامی وفی الفتح وقد افتیت مراراً بعدم صلوۃ الآخر لو بعدھا مبنیۃ اخرظہرھو قبل استفاد عدم رضاۃ المجمعۃ وھو الاحتیاط فی زماننا وامامنا کما نبہ علیہ مفتی منہا فالاولی ان یکون فیہ خلاف والبحر الرائق میں ہے کہ میں نے چند بار فتوی دیا ہے کہ پڑھے چار رکعتوں کا جمعہ کے بعد آخر ظہر کی نیت سے بسبب خوف مقتدر ہونے جاہلوں کے نہ فرض ہونے جمعہ کو اور یہی احتیاط ہے ہمارے زمانہ میں اور جس شخص کو کہ خوف خرابی عقیدہ کا جمعہ کیطرف نہیں ہو تو بہتر یہ ہے کہ یہ چار دن رکعتیں اپنے گھر پر پوشیدہ پڑھ لے ہم طحطاوی نے کہا کہ یہ کلام مبتنی ہے کمال الدین کے کلام پر جسنے سمجھ لیا کہ ہمیشہ جمعہ کے باب میں سبقدر بیان کو اسلئے طول دیا کہ بعض جاہل کہتے ہیں کہ امام اعظم نے جمعہ فرض نہیں صاحب بحر الرائق نے کہا کہ یہ بلا ہمارے زمانہ میں بھی پھیلی ہے یہانتک کہ بعض جاہل جمعہ کے بعد چار رکعتیں کا سنت

سے پڑھتے ہیں کہ جو سب سے چھوٹا شہر ہے وہ ہم ہوا ہوا اور میں نے اسکو اچھی طرح پڑھا ہوا اسکو پڑھتا ہوں تو مجھکو کہیں بھی خوف ہی کہ جاہلوں کے مقتدہ نہ ہو جائیں کہ جمعہ فرض نہیں ہے اس نماز کے نہ پڑھنے کا فتویٰ دیا اور شرط العشر سبعۃ اشیاء اور شرطیں ہیں وہ سب صحیح ہوئے جمعہ کے سات ہیں ہم تہ الفاتی میں پایان کیا کہ جمعہ کے لئے کچھ شرطیں ہیں جب ہوتے ہیں یعنی جسوقت جمعہ آدمی پر واجب ہوتا ہے اور کچھ شرطیں ادا کی ہیں اور فرق ادا اور وجوب کی شرطوں میں یہ ہے کہ ادا کی شرطوں کے نہ ہونے سے ادا صحیح نہیں ہوتا اور وجوب کی شرطیں نہ ہونے سے ادا درست ہے ہر ہر صاحب تہ الفاتی نے بالفظہ عربی کا جامع شرائط وجوب ادا کا نقل کیا ہے جسکا ترجمہ ہر ہر شے کا فارسی میں کر دیا اور یہ ہے فصلیہ شرط وجوب عقل و اقامت ہے تو دان + و تندرستی ہے تو دری و آزادی بعد از ان + سلطان دولت و خطبہ جماعت ہم آوں و شہر ہے یا وسی ہے از اد کن و گذار اد گان + اس قطعہ میں چھ شرطیں ادا کی مذکور ہیں اور شارح نے خطبہ کا پیشتر نماز کے ہونا ایک شرط جدا قرار دی ہی سلئے تعداد سات ہوئی الاول الوصف وھو کالاسم الوصف الاھلیۃ المکلف بھا وعلیہ متی لم یکن الفقیر حتی الطھر الثوانی فی الکل کما ھو الظاھر پہلی شرط صحت کی شہر ہونا یعنی وہ بستی جسکی بستی بڑی مسجد ہو اسکی باشندے جسکو جمعہ کے ادا کرنا حکم ہے نہ سادہ ہوں یعنی صحرا نوں اور لاکروں اور سافروں کے سوا اور مسلمان ہوں کہ بڑی مسجد بڑی مسجد ہو ان کے اسکین اور شہر کی اسی تعریف پر فتوی ہی جو اکثر فقہا کا کہنا ہے اجمعی اس تعریف پر فتوی ہی بسبب ظاہر ہونے بستی کے احکام میں ہم یعنی ظاہر مذہب کی تعریف میں حدود کا قائم کرنا شہر ہونے کی شرط ہے اور چونکہ ہمارا ان کے قائم کرنے میں گواہی اکو سستی کرتے ہیں لہذا فتوی اس تعریف پر کہ وہ بالا پر ہوا کا نے الطحطاوی وظاھر الدر المختار وغیرہ علیہ کما صرح بہ فی الوقایۃ اور ان یقیم صلوٰۃ الجمعۃ فی قامۃ الحدود کما ھو ظاھر الروایۃ عن اصحابنا الثلثۃ وھو الصحیح کما فی الھدایۃ وغیرھا اتفاقا علی ان الشرط ھو المصر الجامع وھو ما لا یسع اکبر مساجدہ اھلہ المکلفین بھا المتعارف بحیث لو اجتمعوا فیہ لم یسعھم عادۃ وھو المختار للفتوی کما فی الکافی وغیرہ وقیل ما عد اھل ذلک البلد عرفا مصرا وھو الاصح کما فی الھدایۃ وغیرھا وقیل ما فیہ سکۃ او امیر او قاض ینفذ الاحکام ویقیم الحدود کما فی الکافی والنھایۃ وغیرھما وقیل ما فیہ منبر وقیل ما فیہ قاض او مفت یقوم بامور الناس کما فی الخانیۃ وقیل ما فیہ اسواق ورحی تطحن بغلبۃ الظن کما فی الخلاصۃ وقیل ما فیہ عشرۃ من اصحاب الصنائع لا بد للناس منھم کما فی الھدایۃ وقیل ما فیہ سبعۃ اصناف من العلماء والسلطان والاغنیاء والاشراف والتجار والحراث والاسواق کما فی الکافی وقیل ما فیہ ثمانیۃ من ھؤلاء کما فی الھدایۃ وقیل ما فیہ تسعۃ کما فی الکافی وقیل ما فیہ عشرۃ کما فی الھدایۃ وقیل ما فیہ اثنا عشر کما فی الکافی وقیل ما فیہ اربعون کما فی الھدایۃ وقیل ما فیہ اربعون

کسی نے میل کا کسی نے دو کا کسی نے تین کا یعنی دو سنگ کا کسی نے دو سنگ کا کسی نے تین کا کہا اور چونکہ ہر شہر کے حوالہ کی مسافت مختلف ہوتی ہے اسلئے بہتر یہی ہے کہ صرف تعریف پر اکتفا کیجاوے والثانی السلطان ولو متغلبا وامرائہ فیھی امرھا فاقامتھا کالاقامۃ اور دوسری شرط صحت جمعہ کی بادشاہ وقت اگرچہ متغلب ہو یا عورت پس درست ہو یعنی حکم کرنا عورت کا جمعہ کے قائم کرنے کو اور درست نہیں ہے قائم کرنا عورت کا جمعہ کو ہم متغلب اور سلکو کہتے ہیں جسمیں امامت کی شرطیں نہوں اگرچہ قوم اس پر راضی ہو یا جبکہ بادشاہ اسلام نہوا اور اقامت جمعہ اور خطبہ پڑھنا اور نماز پڑھانا ہے تو عورت کے حکم ہو دوسرا شخص اگر جمعہ دونوں باتیں کریگا تو درست ہوا اور اگر عورت خود خطبہ پڑھے یا نماز پڑھا دے تو درست نہو گا کیونکہ وہ اقامت کے اہل نہیں شامی نے کہا کہ عورت جو بادشاہ ہوئی ہو تو تغلب ہی سے ہوئی ہو گی اسلئے کہ امامت کبریٰ میں مرد ہونا شرط ہے تو شارح کو چاہیے تھا کہ آہ کی جگہہ واو کہدیتا یعنی اگرچہ متغلب عورت ہی ہو اور امیں کا اقامتھا واو سیجی اولی عمل الحیۃ وان لم یکن لھا الخلیفۃ واقعیۃ یعنی شخص ہو جسکو بادشاہ وقت نے جمعہ کی اقامت کی اجازت دی ہو اگرچہ وہ غلام ہو کیونکہ بادشاہ کا عامل مقرر ہوا ہو کہ اس غلام کے تخلف کئے ہوئے اور معاملات کے فیصلے جائز ہونگے کیونکہ یہ وہ امور ہیں جو ہر شخص کو بطریق نائب مقرر ہوتے ہیں جبکہ ولایت ہو غیر پر اور غلام کو تو اپنے نفس پر بھی ولایت نہیں غیر پر کیسی ہو گی کذا فی الخلاصۃ وی اصطلاح فی الخطیب المقرر من جھۃ الامام الاعظم او من جھۃ نائبہ ھل یملک الاستنابۃ فی الخطبۃ فقیل لا مطلقا الی قولہ والا لا ان یفوض الیہ ذلک وقیل ان الضرر یقع بھا کذا فی الاصل والعدم یحمل مطلقا بالضرورۃ لانہ علی شرف القرار لتمرن الناس علی ذلک الا بمرہ اذا لا استقرار لہ ولکذلک اقتضاہ یعنی اختلاف ہوا ہے خطیب میں جو سلطان یا اسکے نائب یعنی بادشاہ اور قاضی یا قاضی کیطرف سے مقرر ہو کہ آیا وہ خطبہ پڑھنے کے لئے دوسرے شخص کو نائب کرنا درست ہے یا نہیں یعنی بدون اجازت حاکم کے اپنا نائب کر سکتا ہے یا نہیں تو بعضوں نے کہا کہ درست نہیں مطلقا یعنی ضرورت نائب کرنے کی ہو یا نہو مگر اسصورت میں کہ خطیب سے یہ حاکم کیطرف سے ملکور کیا ہو یا حاکم کیطرف سے تفویض کر دیا گیا ہو تو خلیفہ کرنا درست ہو گا اور بعضوں نے کہا کہ اگر کسی ضرورت کیوجہ سے ہو یعنی خطیب کو کسی مرض یا ضرورت سے وقت پر خطبہ نہیں پڑھ سکتا تو دوسرے کو نائب کرنا درست ہے اور اگر ضرورت نہیں تو نائب کرنا بھی درست نہیں اور بعضوں نے کہا کہ ان درست ہے مطلقا یعنی اگرچہ بلا ضرورت ہو اسلئے کہ اداء جمعہ ایکوقت مقرر پر موقوف ہونیکے سبب سے فوت ہو جانیکے کنارے پر ہے تو اجازت اداء جمعہ کی اذون خلیفہ کو لینے کا بطور دلالت کے اور نہیں ہے یہی قضاء جمعہ یعنی جمعہ کے ادا کے لئے اوقات معین ہیں کہ وہ نکل جائے تو جمعہ جاتا رہا اسلئے جب حاکم نے اداء جمعہ کی خطیب کے اجازت دی تو دلالۃ خلیفہ کرنیکی بھی اجازت ہوئی کیونکہ بھی تو حاکم جانتا ہے کہ اقامت جمعہ میں مرض اور حدث بھی خلیفہ آسکتے ہیں تو بدون خلیفہ کرنیکے جمعہ کیسے ادا ہو گا اور قضا کے لئے کوئی وقت خاص نہیں کہ اوسکے گذر جانے سے خوف اوسکے فوت کا ہو تو حکم دینا قضا کا اجازت خلیفہ کرنے کی نہو گی کذا فی الشامی وھو الظاھر من عبارتھم فی الدلائل کما من ملک اقامۃ الجمعۃ ملک اقامۃ غیرہ اور خطیب کو مطلقاً دوسرے کا خلیفہ کرنا بھی ظاہر ہے فقہا کی عبارتوں سے چنانچہ بدائع میں ہے کہ جو شخص اقامت جمعہ کا وہ مختیار رکھتا ہو اپنے غیر کے قائم کرنے کا یعنی جو خود اقامت کر سکتا ہو وہ دوسرے کو نائب کر سکتا ہو وفی البحر فی بیان الجمعۃ لان جواز ھذین انما یشترط لادائہ لا لانعقادہ فلا یشترط لبقاء ذلک بل الاداء یتخصص بکل خطیب وقیامہ والعود الی کتب نجمہ نے تعداد اداء جمعہ میں جو تالیف ابن جریاش کی ہے مرقوم ہے کہ اقامت جمعہ کا اذن صرف منبر پر کھڑے ہونے کے بنا پر کسی وقت شرط جمعہ ہوا اور کسی بعد شرط نہیں بلکہ اذن ہر خطیب کو بسبب سابق رہتا ہوا اور ابن جریاش اسکا بحر الرائق میں ہے ہم نجمہ منعم زون و مسکون جیم نامہ کتاب کا ہے اور ابن جریاش منعم جیم دار حملہ صاحب بحر الرائق کے اساتذہ میں سے ہے حاصل مسئلہ کا یہ ہے کہ جب بادشاہ اول بار اقامت جمعہ کی اجازت ایک شخص کو دیدے تو اس شخص کو اختیار ہے کہ غیر کو اجازت دیدے اور وہ غیر دوسرے کو اجازت دے اسطرح اجازت در اجازت چلی جاوے یہ غرض

نہیں کہ بارہا واجب اقامت جمعہ کا اذن کسی مسجد میں دے تو ہر شخص یا ہر خطیب کو اُس مسجد میں اجازت اقامت جمعہ کی ہو گئی اب ضرورت اجازت کی سلطان سے یا جسکو اُسنے اجازت دی ہو اُس مسجد میں رہی جسے کہ ظاہر عبارت شارح سے سمجھا جاتا ہے کذا فی الشامی وما قدمناہ عن الزیلعی کالدلیل علیہ انتہی بے جرفہ بگائی جو کہ خطیب کو خلیفہ کرنا درست نہیں مگر جبکہ پیر ہو یا خود اُسکو کوئی وکیل نہیں فقہا کی عبارتوں سے تو مطلق خلیفہ کرنے کا جواز معلوم ہوتا ہے دوسرے یہ کہ یہ مسئلہ متاخرین نماز میں خلیفہ کرنے کی ہر خطیب تو پر ضرور نہیں درست ہے حالانکہ ذکر یہ ہوتا کہ خطیب خطبے کے لئے نائب کر سکتا ہے یا نہیں کذا فی الشامی ہم اقامت جمعہ سے مراد خطبہ اور نماز دونوں ہیں اور اجازت پر صرف خطبہ موقوف ہونا نماز فوات اقامت جمعہ کے لئے خلیفہ کرنے سے مراد خطبہ کیسے سمجھ خلیفہ کرنا ہے نماز کے لئے جیسا کہ بعض فقہا کو وہم ہوا ہے کذا فی المنح وساکذرہ عن الاشرنبلالی وغیرہ ۱۲ ان الاکمال فی مسألۃ الجامع کرھن وبھا جاء الحوادث مترظ واظن فیھا ۱۲ وکذا یکثر من الفواضل اذکرہ ۱۲ جیسی بات کو علامہ شرنبلالی وغیرہ نے ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ ان کمال نے ایک خاص مسألہ میں ذکر کیا جو ہمیں خلیفہ کرنیکا جواز بدون شرط اذن سلطانی کے مدلل کیا ہے اور اُس رسالہ میں بسبب تقریر نے ڈھنگ پر بیان کی ہے اور بہت سی فوائد مندرج کئے ہیں ہم حاجت رہے بیان کیا ہے کہ خطیب کو نائب کرنا نہیں ہو سکتا جبتک کہ بادشاہ کیطرف سے اسکو نائب کر لینے کا اختیار نہ دیا گیا ہو دفی مخمصۃ الاکمال ۱۲ جاء مطلقا فی نائب الخ حسینی وانما یصح ان اذن لہ السلطان الخ اذن عام علیہ الفتوی وھو مع الاضرار میں ہو کہ خلیفہ کرنا جائز ہے مطلق ہمارے زمانہ میں یعنی خواہ ضرورت ہو یا نہ ہو اسلئے کہ سنہ ۹۳۴ھ میں سلطان کیطرف سے اجازت عام ہو گئی ہے ہر خطیب کو اختیار ہے کہ دوسرے شخص کو اپنا خلیفہ کر دے اور اسی پر فتوی ہے شامی نے کہا کہ شاید شارح کے زمانے کے علما کا فتوی مراد ہو تو ہر جمعہ اتمام ہے کیونکہ اُس زمانہ کے علما اہل تصحیح نہیں بلکہ تصحیح والے بہت کم ہیں وفی السراجیۃ لو صلی احد غیر اولی الخطیب بغیر اذن الا اذا اقتدی بہ امام من لہ ولایۃ الجمعۃ ویعتقد ذلک انہ یلزم اداء الفعل بخلاف ما اذا صلی الامام اربعا وسراجیہ میں ہو کہ اگر کسی نے نماز پڑھائی بدون اذن خطیب کے تو درست ہو گی مگر جبکہ اقتدا کرے اوسکے پیچھے وہ شخص جسکو امام نے جمعہ کا ہی کہونکہ اقتدا کرے سے دلالۃ اجازت ہو جائیگی اور اگر والی آیا اور اقتدا نہ کیا تو امامت اُس شخص کی ناجائز ہو گی اور تائید کرتا ہو عدم جواز کی بحدیث مرکر لازم آتا ہو نفل کا اور ادا کرنا جماعت سے اور ثابت نہ کیا ہو اوسکو تنبیہ الاسلام نے وھم یعنی جب بعد بدون اذن کے نماز جمعہ نفل ہو گئی اور نفل جماعت سے پڑھنی مکروہ ہو جیسی ہے جلبی نے کہا کہ مکروہ تحریمی ہے کیونکہ نفل شروع کیا ہر سہ امام تو نیت فرض سے شروع کیا ہو تو کرد یہ کیسے ہو گی کذا فی الحلبی وما مشی علیہ صاحب البحر فقہ ھو حاکم السیاسۃ والقاضی الماذون لہ فی ذلک حالا کان نصب امیر العامۃ الیھم اذ لیس لہ ذلک الا اگر کہا حاکم کسی شہر کا یا ہم بن کسی نہاد کے خوف سے نہ آیا کذا فی البحر انتہی پس جب پڑ ہوا اوسکو خلیفہ نے یعنی ولیعہد نے یا قاضی نے چوکیداری سے یا قاضی نے جسکو اقامت جمعہ کی اجازت ہو تو درست ہو اسلئے کہ سپرد کرنا عوام کے امور کا اوسکو دلالۃ اجازت ہوا اقامت جمعہ کی شارح نے کہا کہ مساعد ہے اشرفیہ شین مہملہ و راء ہمزہ حاکم سیاست ہو یعنی جبر یہ شرطی کی ہم شامی نے کہا کہ جبر شدید میم ہو یعنی صیغہ ماضی باب تفعیل سو لیعلمھا فقہ والتسلم ان نفعھا وان یعلم الخطیب الا اذن صریح ولا تقرر الساعۃ سو درست ہو شاہ نے قاضی القضاۃ کو جمعہ کا قائم کرنا اور خطیبوں کو اختیار دینا بدون اجازت صریح اور بدون مقرر کرنے بادشاہ کے ہم شامی نے کہا کہ یہ اُسوقت ہے کہ جب اُس شہر میں قاضی القضاۃ کو نہ ہو جبکہ قاضی القضاۃ کو ہو جیسے لشبونہ و المغرب کچھ ہو اس میں تو قاضی شام اور مصر بدون اجازت اور دلکو نہیں اختیار نہیں دے سکتے اگر دلکو بھی ان عام خطیبوں کے تقرر کا ہو تو مضائقہ نہیں وقال ابو السعود امیر الجیش اذا تغلب علی بلد ونصب قاضیا صح تقلیدہ فتقلد قاضی القضاۃ وفقہا نے ترتیب اقامت جمعہ کی اس طرح بیان کی ہے کہ جمعہ کو حاکم شہر قائم کرے یہ ہر حاکم سیاست پر ہر قاضی پہرہ شخص جسکو قاضی القضاۃ نے مقرر کیا ہو ہم شامی نے کہا کہ حاکم سیاست کا مقدم کرنا قاضی پر مخالف ہے فقہا کی تصریح کے نماز جنازہ میں کہ قاضی مقدم ہے حاکم سیاست پر ونصب العامۃ الامام

اخبار مستاجر جو جمعہ نہ پڑھتا ہو اگر امام حاضر ہو فیہا للضرورۃ تو اور ضرر کرنا خواہ مخواہ کا خطیب کے استخفاف کرنے سے ہوتے ہر سنی معتبر نہیں سنتے ہیں اگر بدون اذن قاضی یا سلطان سبت کے لئے نائب کے اگر رعیت کسی کو خطیب کر لیگی تو اور کا اعتبار نہ ہوگا اور اوس کے تھہرنے کی صورت نہیں معلوم کرنا درست ہوگا بسبب ضرورت کے ہم مسراج الدرایہ میں ہیں سے منقول ہو کہ اگر حاکم کفار ہوں تو مسلمانوں کو قائم کرنا جمعہ کا درست ہے اور مسلمانوں کی رضامندی کی نسبی قاضی ہی قاضی ہو جائیگا اور اوکو لازم ہوگا مسلمان حاکم کے لئے درخواست کریں کذا فی الشامی وجاز بالمصر ای فی القاہر ومصر فقط اوہو مصر المنطبعۃ قراءۃ واخبارا بحجاز والعراق ومکۃ ووجہ الاسواق والسکک وکل اہل ایۃ نزل بہا اہل الخلیفۃ اور جائز ہے جمعہ منی میں مراد امام حج ہیں بسبب اس کے جو ہونے سلطان کے یا امیر حجاز یا امیر عراق یا حاکم مکہ کے اور موجود ہونے بازار دان اور کوچوں کے اور اسطرح اوں مقامات میں کہ سلطان فروکش ہو ہم یعنی منی شہر کا کہتا ہو کہ بازار اور گلیاں بھی ہوتی ہیں اور سلطان یا حاکم حرب یا حراق کا یا شریف مکہ کا موجود ہوتا ہو اور بدون حاجیوں کے آئے نہیں منی گاؤں کا حکم رکھتا ہو اور سلیمان اگر اپنی سلطنت میں دورہ کرے تو اگر وہ سفر امر مگر جس شہر میں فروکش ہو اور مسکونہ قائم کرنا جمعہ کا درست ہو کذا فی الطحطاوی وعدم التعدد مبنی علی التخفیف اور عیدہ پڑھنا منی میں تخفیف کے لئے ہم یہ جواب ہر اس سوال کا کہ اگر منی شہر ہو جس لوگو پر نماز عید واجب ہے مثلاً اہل مکہ تو وہ اوسمیں نماز عید کیوں نہیں پڑھتے حاصل جواب یہ ہو کہ عید کا نہ تو سنا اصلی نہیں کہ منی شہر نہیں بلکہ اسلئے ہو کہ حاجی اہل حج ہے اوا کرنے میں مشغول ہوتے ہیں عید پڑھنا اور سنت مخففہ کی جہت سے ساقط ہو گیا کذا فی الطحطاوی ولہذا لم یقصر اہل مکۃ بعرفات ولا بمزدلفۃ ولا بمنی لانہا صارت فی حق الحاج کاہلہا فی حق القصر اور نہیں قصر کرتے اہل مکہ عرفات اور مزدلفہ اور منی میں بسبب اس کے کہ منی حاجیوں کے حق میں گویا کہ اہل مکہ ہیں ہیں کذا فی الشامی اور نہیں قصر کرتے اہل منی بسبب اس کے کہ وہ گویا کہ اہل مکہ ہیں ہیں کذا فی الشامی مختصراً کذا فی البرہان ۱۲ منہ عفا عنہ قولہ وفی مصر اوسع ہو ای فی مصر جامع ہو کذا فی الشامی قولہ مطلقاً قاعدہ الذی علیہ الفتوی عند الجمع المتقدمین والمتاخرین رحمہم اللہ تعالیٰ اور اوہر بنا ہو جمعہ ایک شہر میں ہے جگہوں میں مطلقاً یعنی شہر بڑا ہو یا چھوٹا اور واسطے پڑھنے جمعہ کے نہر فاصلہ ہونا نہر اور جمعہ دو مسجدوں میں یا زیادہ میں مذہب صحیح پر اور اسی پر فتوی ہے چنانچہ حینی کی شرح منیہ اور فتح القدیر کے باب الامامۃ میں مذکور ہے اور بطور درست کرنے جمعہ کے ہم یعنی ایک جگہ پر جمعہ پڑھنے کو لازم کرنے میں بڑی رقت ہو کہ جو لوگ مسجد سے بہت فاصلہ پر ہوں گے اور نہ پہنچ سکتے ہوں گے جمعہ کا ان کو بڑا حرج ہوگا اور اسی حرج کے سبب سے ہم نے مذہب ضعیف کو اختیار کیا ہے کذا فی الشامی وقد اختار ہذا القول کثیر من المشائخ منہم الفقیہ ابو اللیث والحلوانی وشمس الائمۃ السرخسی وشمس الائمۃ الکردری وصاحب المحیط وشیخ الاسلام خواہر زادہ وصاحب الہدایۃ وغیرہم کذا فی البرہان وہو الاصح کذا فی الکافی وہو المختار کذا فی الغیاثیۃ وہو الصحیح کذا فی المحیط السرخسی وہو الاظہر کذا فی الظہیریۃ وہو الاوسع کذا فی التحفۃ وہو الاحوط کذا فی الخلاصۃ وہو الاشبہ بالفقہ کذا فی الہدایۃ وہو الاشبہ بالاصول کذا فی الکافی وہو الاشبہ بالفتوی کذا فی الذخیرۃ وہو الاشبہ بالدرایۃ کذا فی الشامی وہو الاشبہ بالروایۃ کذا فی الشامی وہو الاشبہ بالحق کذا فی الشامی وہو الاشبہ بالصواب کذا فی الشامی وہو الاشبہ بالعدل کذا فی الشامی وہو الاشبہ بالنظر کذا فی الشامی وہو الاشبہ بالاثر کذا فی الشامی وہو الاشبہ بالاحتیاط کذا فی الشامی وہو الاشبہ بالاستحسان کذا فی الشامی وہو الاشبہ بالاستصلاح کذا فی الشامی وہو الاشبہ بالاستدلال کذا فی الشامی وہو الاشبہ بالاستنباط کذا فی الشامی وہو الاشبہ بالاستخراج کذا فی الشامی وہو الاشبہ بالاستقراء کذا فی الشامی وہو الاشبہ بالاستقصاء کذا فی الشامی وہو الاشبہ بالاستیعاب کذا فی الشامی وہو الاشبہ بالاستکمال کذا فی الشامی وہو الاشبہ بالاستتمام کذا فی الشامی وہو الاشبہ بالاستیفاء کذا فی الشامی وہو الاشبہ بالاستغراق

مروی ہو اور طحاوی اور تراثی اور صاحب مختار نے اور مسکر جستہ کیا ہے کہ نوکر کسی صحابی یا عالمی ہو جمعہ کے چند جا پڑھنے کا جواز ثابت ہیں اور شرح منیہ میں عدم جواز کو امام سے ظاہر الروایۃ بیان کیا ہو اور ہر الفائق میں حاوی قدسی سے فتوی اسی قول پر نقل کیا ہو تو معلوم ہوا کہ یہ قول مذہب میں مفتمد ہے۔ قول صحیح اسی بہت سے شرح منیہ میں چار کتبوں کے پڑھنے کو جنایا کیا ہے کیونکہ خلاف پندیدگی ہے جائز اور نا جائز ہونے میں فرق ہوا اور اگر یہ افتراض عدم جواز مفتمد ہوتے بھی خلاف سواہر ہوا بہتر ہوتا ہے جو بالیقین قول مخالف اور مذہب کا ہو کذا فی الشامی مختصراً وفی مجمع الانہر معزیاً للسلطان اکثر طبیۃ الخ ظہیریہ اذا کثر کان وجوبہ علیہ الاشر افضت الخ وفی مجمع الانہر میں مطلب یکبرون منسوب بہو ہو کر زیادہ و مبنیاً ہو اسمین ہو کر کثیت یوں کہ کر کہ سب کہیں ظاہر ہو جائے تو یہ وقت پایا ہوا اور ابھی ادا نکیا ہو اس کو وجوب ظہر کا ہو سر آخر وقت ہو جو بے ظہر کا ہو سر آخر وقت ہو جو بے ظہر کا ہو سر آخر وقت ہو جو بے

خطبہ فرض کے لئے یا کبیار الحمد للہ کہنا یا الا الٰہ الا اللہ کہنا یا سبحان اللہ کہنا ساتھ کراہت کے امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین نے فرمایا کہ ندر ہو ذکر طویل کا ہونا اور کثرت مقدار اوسکی التحیات واجب کی برابر ہو ہم دلیل امام صاحب کی یہ ہو کہ آیت میں مطلق لفظ ذکر ہو جو شامل ہے تھوڑے اور بہت کو اور وجہ کراہت مخالفت سنت ہے پر ہم یہ کراہت بعضوں کے نزدیک تحریمی ہو اور تنہا تی کی ظاہر عبارت سے معلوم ہوتا ہو کہ تنزیہی ہے کذا فی الطحطاوی وَيَنْبَغِي أَنْ لَا يَزِيدَ عَلَى الْمَفْرُوضِ فِي الْأَدَاءِ بِأَنْ يَقْرَأَ بِقَدْرِ الْمَسْنُونِ مِنَ الْقِرَاءَةِ وَالتَّسْبِيحِ عَلَى الْأَرْجَحِ وَلَكِنَّهُ ذَكَرَ فِي الْأَبْكَارِ فِي الْأَذَانِ بِوَجْهٍ مُفْتَضَاهُ كَرَاهَةُ التَّحْرِيمِ اھ پس اگر کوئی کفایت کرتا ہو ایکبار الحمد للہ کہنا خطبہ کی نیت سو اگر الحمد للہ کہا اپنی جھینک کے لئے یا تعجب کی راہ سو تو یہ کہنا خطبے کے قائم مقام نہ ہوگا یا مذہب قوی پر جیسی نہیں کافی ہی الحمد للہ کہنا ذبیحہ پر وقت ذبح کے لیکن مصنف نے کتاب الذبائح میں ذکر کیا ہو کہ الحمد للہ کہنا چھینکنے والے کا خطبہ کے قائم مقام ہو جاتا ہی سو اس اختلاف کو سوچ لے ھ مصنف نے کتاب الذبائح میں کہا ہی اور اگر جھینک لی ذبیحہ کرنے کے وقت اور الحمد للہ کہا تو جانور حلال نہ ہوگا صحیح تر قول میں بخلاف خطبہ کے تو اس سے معلوم ہوتا ہی کہ اگر جھینک کے لئے الحمد للہ کہنا تو خطبہ کے لئے کافی نہ ہوگا اور یہاں بیان کیا ہو کہ خطبہ کا قائم مقام نہ ہو کافی ہی نے کہا کہ تطبیق اسطرح ممکن ہو کہ کتاب الذبائح میں اس روایت کے بموجب ہو جو مقابل مذہب قوی کے ہو یعنی ایک روایت امام کی یہ ہو کہ الحمد للہ کہنا چھینکنے والے کا خطبے کے لئے کافی ہو اور ایک روایت امام کی یہ ہو کہ الحمد للہ کہنا چھینکنے والے کا کافی نہ ہو خطبے کے لئے وَيُسَنُّ خُطْبَتَانِ خَفِيفَتَانِ وَيُكْرَهُ زِيَادَتُهُمَا عَلَى قَدْرِ سُورَةٍ مِنْ طِوَالِ الْمُفَصَّلِ فَيَجْلِسُ بَيْنَهُمَا بِقَدْرِ ثَلَاثِ آيَاتٍ لَا يَبْلُغُ الْمَذْهَبُ وَنَاكِبُهَا مَسْنُونٌ عَلَى الْأَصَحِّ كَذَا فِي الْهِدَايَةِ وَفِي ثَلَاثِ آيَاتٍ اور سنون ہیں دو خطبے بلکہ سوا ایک جملے کے ان دونوں کے درمیان مقدار تین آیتوں کے مذہب معتمد پر اور چھوٹی سورۃ والی اس جملہ درمیانی کا برابر کرنا واللہ اعلم صحیح قول کے بموجب شارح نے کہا کہ وہ خطبہ نکوتاہ کیا کرنا کہ برابر ایک سورہ کے طوال مفصل کی ہو جائیں مکروہ ہی جیسی بقدر تین آیتوں کے پڑھنے کا ترک کرنا خطیب کو مکروہ ہی یعنی نہ اتنا طول دے کہ خطبہ طوال مفصل کی برابر ہو جائے اور نہ اتنا چھوٹا پڑھے کہ تین آیتوں کی مقدار نہ ہو ھ شامی نے کہا کہ بعض خطیب جو دو سو جملہ خطبہ میں درود پڑھتے ہیں کہ وقت اپنا ضائع نہ ہو اور باتیں کم سنیں سو نہ ہیں تو ان پر جرمانہ کرے شرح منہاج میں لکھا ہی جیسے بدعت ہی یعنی اوسکو ترک کرنا چاہیئے **تنبیہ** آجکل بیحد دستور مروج ہو کہ جب خطیب خطبہ اول پڑھ بیٹھتا ہی تو لوگ ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہیں اسی سے مسئلہ کی تحقیق انگیخہ مناسب معلوم ہوئی ہو اور دین حضرت امین جو ہر سو مروجی ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو خطبوں کے درمیان بیٹھ کر تھوڑی دیر بیٹھتے جتنک کہ مؤذن فارغ ہوتا پھر کھڑے ہو کر خطبہ شروع کرتے اور کلام نہ کرتے پر کھڑے ہوتے اور خطبہ پڑھتے تھے طحاوی نے کہا کہ اس مجلس میں کوئی دعا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہوئی اور شمس الائمہ سرخسی نے شرح جامع میں فرمایا کہ خطیب درمیان دو خطبوں کے جدائی کے لئے بیٹھنا سکو نہ چاہیئے کہ تمام اعضا اوسکو قرار پا جائیں اور اس جلسہ میں دعا کرنا بدعت ہو اور سنواتی نے لکھا ہو کہ اتھمہ او بٹھانا دعا کی لئے دو خطبوں کے درمیان نہیں مشروع ہو اور جامع الخطیب میں ہے کہ ہاتھ اٹھانا دعا کے لئے دو خطبوں کے بیچ میں حرام ہو اور شیخ عبد الحق نے شرح مشکوٰۃ میں حدیث مذکورہ بالا کے ذیل میں لکھا ہو کہ کلام نہ کرنے سے یہ سمجھا جاتا ہو کہ دعا مانگنی نہ دعا کے سوا اور کوئی بات کرتے اور یہ حد حدیث میں آیا ہو کہ جمعہ میں ساعت دعا کے قبول ہونے کی امام کے منبر پر چڑھنے سے کیوقت سو ہی نماز کے پورا ہونے تک تو لا علی قاری نے نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہو کہ یہی وقت ہو کہ عام لوگوں کا مشغول ہونا کلام سے حرام ہی اور وہ عاصو مردود و دعا ہو خواص امام سب مسلمانوں کے لئے مؤثر ہو خطبہ اور نماز کی اندر اس وقت نہیں ثابت ہوتی کہ امام بالمنبر والے جملے کے اندر ہاتھ اوٹھا کر دعا مانگیں اور اس امین سنہ ۱۲ ہجری میں ایک مستفتا ہوا تھا تمام علما و ائمہ اہل رسم و بر بلی نے یہی لکھا کہ دو خطبوں کے بیچ میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا درست نہیں اگر کوئی بدون ہاتھ اٹھائے اور بدون زبان ہلائے دلمیں دعا مانگے تو اوسکا مضائقہ نہیں چنانچہ بحر الرائق اور فتح الباری میں مصرح ہو اور عمارۃ بن رؤیبہ نے جب بشر بن مروان

خطبہ میں اتنا وقفہ کیا جائے جو بیٹھنے کے برابر ہو خاموشی بھی جائز ہے جس سے معلوم ہوا کہ یہ بدعت خلفاء بنی امیہ کی ایجاد ہے اور اس کو ہمارے علماء نے بھی بدعت ہی لکھا

شرائط وجوب کی گیارہ بیان کی اور ہنوز جو شرائط نقلیہ کا تھا اسکو تین چہار شرطین مذکور تھیں بھی پانچ شرطین آخر کی ان گیارہ میں سے صحت کی فقط کی ایک شرط ہونے خدر ہونے میں اصل بن فاروق ہے وبعضہم ان اختار العزیمۃ وصلاۃ المسافر ومن کملت فیہ الشروط العاقل وقت قدرتہ من الوقت الذی یسعہ وضوء ہ بالتقض والبالغ ہی افضل الا المرأۃ اور جس شخص میں یہ سب شرطین وجوب کی نہوں یا بعض نہوں اگر وہ غریضہ ادا کرے تو ادا ہو جیسے بچہ پڑھے حالانکہ وہ مکلف یعنی بالغ اور عاقل ہو تو ادا کا حکم ہوتا ہے اور ادا کا حکم فرض واقع ہونا ظاہر کے عوض میں ہوتا ہے اور یہ حکم جس میں چیز شریعت نے وضع کی ہو وہ مقررہ پڑھے اور بحر الرائق میں ہے کہ جمعہ جیسے بیماروں کے حق میں افضل ہے ظہر ہو گو عزیمت کے لئے ظہر افضل ہے اطلاق کرا وسکی نماز گھر کے اندر افضل ہے ہم غریمت حکم شرعی ہو مقابل رخصت ہے یعنی جسمیں شارع کیطرف سے تخفیف ہوتی ہو اور عزیمت میں مشقت تو چونکہ مسافر و مریض غیرہ کو حکم ہوا جسمیں ترک کرنیکا اور ظہر کے پڑھنے کا تو ادا کی حق میں ظہر کا پڑھنا سہولت ہے کیونکہ مسئولہ صحت ہوا اور جمعہ کا ادا کرنا مشقت کے لحاظ سے غریمت تو جب اسنے مشقت گوارا کر کے جمعہ کو ادا کیا پس اگر اب ہم اوسکو جمعہ کا صحیح نہ کہیں اور اوسپر ظہر لازم کریں تو اوسپر اور مشقت ہو گی جانیگی اور اوسکے حق میں جو سہولت موضوع تھی وہ مشقت ہو جائیگی کذا فی الشامی وبصلی الامام فیہا من صلی امامنا فی دار فیہا جمعۃ ونحن نصلی الظہر فی منزلنا ہم کے بعض ہم ہر اہل الاداء از ایسا امامت کی رکہتا ہو مین وہ شخص کہ امام ہونے کے لائق ہو غیر جمعہ میں پس جائز ہو امام ہونا مسافر اور غلام اور بیمار کا اور مستحب ہو جانا جمعہ اور نہ حاضر ہونے سے بطریق اولے ہم امام شافعی سے فرمایا ہے کہ ان لوگونکی امامت نہ صحیح ہے گر انکو سوا اگر کوئی مقتدی ہو تو جمعہ ہو گا اسلئے کہ امن نے کہا کہ جمعہ ان سے ہو جاتا ہے کیونکہ جب ان میں لیاقت امام ہونے کی ہو تو لیاقت مقتدی ہونے کی بطریق اولے ہو گی کذا فی العنایہ ودحم لمن عمل لامصر الظہر فیہا ما یأتی فان کان ثمۃ مایمنع کما یأتی وبہ نستفتی لقول الجمعۃ فرض فی مصر جامع اور حرام ہو اس شخص کو کہ عذر نہو ظہر کا پڑھنا جمعہ سے پیشتر جمعہ ہی کے دن شہر کے اندر لیکن بعد جمعہ کے ظہر کا پڑھنا مکروہ ہے نہیں کذا فی غایۃ البیان شارح نے کہا کہ پیشتر جمعہ کے ظہر کا پڑھنا اسلئے حرام ہے کہ ظہر سبب ہوتا ہو واسطے فوت کرنے جمعہ کے اور جمعہ کو فوت کرنا حرام ہے تو جو چیز حرام کا سبب ہو گی وہ بھی حرام ہو ہم شامی نے کہا ہے اور یہ متعلق ہے واقعا محذوف سو جو حال ہے ظہر کا یعنی اوسی روز کا ظہر حرام ہے نہ اوس سے پیشتر کا اور شہر کی قید اسلئے لگائی کہ اگر گاؤں میں قبل جمعہ ظہر پڑھ لیگا تو مکروہ نہیں کا قدوری و خیرہ وکتب فقہیہ میں نماز ظہر کو قبل ادا جمعہ مکروہ لکھا ہے اور نماز سے حرام اور صاحب بحر الرائق نے کہا ہے کہ اس غایت کی سے فان فعل فرذریم ویسکت عنہ بہ اتباعا للزیلعی ولوکان فی المسجی لم یبطل الا بالشروع فیبطل بقول الکل لانہ ترجح الجماعۃ اور موقع الامام ولو یقینا صلا لم تبطل الا بہ مقیدا بامکان ادراک الامام بان افصل عن یمین دائرۃ الامام یقینا والا لم یدر کہا بعد الساقۃ وانما لا تبطل بالاقتداء لانہ لا مبطل مر لم یبطل الظہر وہ لا افضل الصلوۃ والا فہو مع الامام اقتداء بہ ولو جمع ادرکہا ان لا فرق بین معذور وغیرہ علی المذہب پس اگر عمدۃ مدرنے جمعہ سے پیشتر ظہر پڑھ لیا ہو تو امام ہو الا اور جمعہ کیطرف سعی کی ہے جمعہ پڑھنے کے چلا اسطرح کہ اپنے مکان کے دروازہ سے باہر ہوا تو اوسکا ظہر باطل ہو گا یعنی فرضیت باطل ہو گئی نہ اصل نماز بلکہ نماز نفل ہو جائیگی اور نہ باطل ہو گا ظہر اوس شخص کا جسکی غیر معذور نہ کر کے پیچھے نماز پڑہی ہو گی اور جمعہ کے لئے سعی کی ہو گی خواہ ظہر پڑہ چکا ہو یا نہ کیونکہ سعی بعد جمعہ کے بالیقے دو نوصورت میں فرض ظہر باطل ہو گی بدون فرق کے درمیان معذور اور غیر معذور کے مذہب صحیح کے بموجب شارح نے کہا کہ امن نے چلنے کو سعی سے تعبیر کیا بسبب اتباع آیت کے یعنی آیت میں فاسعوا الی ذکر اللہ ہے اسلئے امن نے سعی کہا اور مامن نے قید جمعہ کیطرف سعی کی اسلئے لگائی کہ اگر ظہر پڑہنے والا اپنے کام کو نکلے یا دوسوقت تک کہ امام کا فارغ ہونا اور اسکا نکلنا ایک ساتھ ہو یا امام سے جمعہ کے پہلے قائم ہی نہ کیا ہو تو ظہر باطل نہو گا صحیح تر قول میں کیونکہ ان صورتوں میں اوسکی سعی جمعہ کیطرف نہو گی پس باطل ہو گا ظہر کا سعی سے مقصد جمعہ ہو جمعہ کی اوسکی سعی کے ساتھ تو اگر بعد مسافت کے سبب سے جمعہ کو نہ پایا تو صحیح تر یہی ہے کہ ظہر باطل نہو گا کذا فی السراج ہم شامی نے کہا کہ امکان جمعہ کے ملنے کی نسبت جو

شارح نے لگائی سو صحیح نہیں اور سب امام کے مسائل میں جو اطلاق نقل کیا ہے اس میں غلط ہے کیونکہ سوالات میں کہا ہوگا کہ اطلاق مطلق رکھنی سو وہ صورت بھی شامل ہوگئی کہ جمعہ کو جاتا ہو دوری فاصلہ کی جہت سے حالانکہ سنی کیوقت امام جمعہ پڑھنا نہایا شروع ہی نہیں کیا تھا اور یہ قول مجموعہ کا ہے اور سراج میں کہا کہ بھی صحیح ہے پس لوگ کو نماز ہی جمعہ کیطرف جلدی اور سوقت کہ جمعہ اسکو بھی تک فرت نہیں ہوا انتہا اور مصنف کے نزدیک حکم سنی کا نہیں تو چاہئے تھا کہ اسکا حکم بھی مطلق نہیں تو اگر سنی کو اپنے اور لازم کرلینے سو وہ بھی غیر مصنف کے حکم میں شامل ہوگیا اور کہا ہے لیتذکر ویستحب لہ ویستحب الاداء لہ ظہر حاضر فی مصر قبل الجمعۃ وبعدھا لتقلیل التھمۃ وصلی الخامسۃ بعدھا یکرہ وتجوز ہی مصنف اور سراج کا اور اپنے ظاہر کا جماعت ہی شہر کے اندر جمعہ سے پہلے اور پیچھے بسبب کم ہونیکے جماعت کے اور صورت مقابلہ کے ہم اوائی نہیں معلوم ہوا کہ ظہر تضائی بھی جماعت اس لوگ کو نہ کرو وہیں اسیطرح کو نوافل کو جماعت ظہر کرو نہیں اور شہر میں وہم کراہت یہ ہے کہ جمعہ کی جماعت کم ہو جائیگی یعنے مصنف و لوگ پڑھتے دیکھکر اگر کوئی غیر مصنف شریک ہو جائیگا تو جماعت اور مسجد کم ہو جائیگی اور دوسری وجہ جواز فعلے یعنے بلکہ اقامت جمعہ کا ہے تو دوسری جماعت کی اقامت مقابلہ اور عدول حکمی سے کذا فی الطحطاوی وفی الدرالمختار یوم الجمعۃ کالعاشر وصنف نے ظہر کی جماعت سے پڑھنے کو کروہ تحریمی بتا کر سیاہ افادہ کیا کہ تمام مسجدین جمعہ کے روز بند کیجائیں سوائے جامع مسجد کے یعنی اسلئے کہ مسجدین باجتماع کی جگہ ہیں تو اسکے بند کرنیسے اجتماع کی نوبت ہی نہ پہنچیگی ولکن اھل مصر فاستھر الجمعۃ بالجامع یصلون الظہر بعد زوال ولا اقامۃ لہ جماعۃ اسیطرح کہ ظہر شہر کا جماعۃ سے پڑھنا نہیں بلکہ وہ ظہر تنہا پڑھیں بدون اذان اور تکبیر اور جماعت کے بدستکہ المصلین تاخر الی قرب الامام ولو لم یکن ھو الصغیر ثم یصلی جابر کردہ پھر پڑھنا نماز ظہر کا امام کے فارغ ہونے تک جمعہ سے اور کروہ تنزیہ بھی ہو اگر تاخیر کرے سی صحیح ہے وس اذکر کھا فی تشھدہ الا یعود الشروع علی القراءۃ فیھا یوم جمعۃ حلال فاتھم بکایام وقال فی البحر الفاق کا ان سعید الفقیہ اور جو شخص جمعہ میں ملے التحیات کے اندر یا سجدہ سہو کے اندر یا سجدہ سہو کے تشہد میں وہ تمام کرتو جمعہ کیلئے دوگانہ پڑھے شارح نے کہا کہ برہان لوگوں کے قول کے بموجب ہی جو سجدہ سہو جمعہ میں کرنے کو کہتے ہیں یعنی متاخرین کے نزدیک ولے یہ ہے کہ کثرت اذدہام جمعہ وغیرہ میں سجدہ سہو کرے تو اس قول کے بموجب جو سجدہ سہو یا اسکو تشہد میں نہ مل سکیگا وہ کہا تمام کرے شیخین کے نزدیک بخلاف امام محمد رح کے کہ انکے نزدیک اگر ایک رکعت سی کرنے لے تو جمعہ تمام کرے بلکہ ظہر پورا کرے جیسے تمام کرو دوگانہ عید کا بالاتفاق چنانچہ فتح القدیر کے باب العیدین میں ہے یعنی اگر عید کے تشہد یا سجدہ سہو میں ملے تو بالاتفاق دو رکعتیں پوری کرے لکن فی البرھان انہ اصل عند ابی حنیفۃ رح لیکن برہان میں ہے کہ نماز امام محمد کے نزدیک عید کا یہی الاتفاق ہے یعنی تشہد میں ملنے کیصورت میں عید کی نماز امام محمد کے نزدیک بھی نفل پوری کرے اور عید کیطرح پڑھے بلکہ بلا زائد تکبیر دن کے پورا کرے شامی نے کہا کہ قول اول جمعہ میں یعنی بالاتفاق عید کا یہ دوگانہ پورا کرے وفی الجمعۃ الظہر بالاتفاق وفی نوعی الظہر یصح اقتداءہ اور امنیت کرنیکو تشہد میں ملنے والا جمعہ کی نہ ظہر کی بالاتفاق تو اگر ظہر کی نیت کریگا تو وہ نماز اقتدء درست ہوگا بالاتفاق ثم الظاھر انہ لا فرق بین المسافر وغیرہ فیما ذکر ہر ظاہر یہ ہے کہ تنہیں فرق ہی مسافر اور غیر مسافر میں کذا فی النہر بحثا ہم ظہیریہ میں ذکر کیا ہے کہ اگر مسافر تشہد میں جمعہ کے ملے تو وہ چار رکعتیں پڑھے ہاں شارح نے ذکر کیا کہ مسافر اور خوبی فرا اسمیں برابر ہیں شیخین کے نزدیک جمعہ ہی پورا کریں واذا خرج الامام اس الجمعۃ کان واقتدیا فیھا صح ویتم الجمع فلو اصاق وکان مما یجاوز ثمانیا وان کان یدرک الظھر علی الاصح اور جب امام جمعہ سے نکلے اگرچہ ہنوز نہ اقامہ کہا ہو اور مقتدی نے اسکا پیچھا نہ چھوڑا ہو تو صحیح ہے کہ جمعہ ہی پورا کریں اور اگر مسافر ہو تو اسکو اختیار ہے کہ جمعہ پڑھے یا ظہر اور اگر ایسا وقت ہو کہ جمعہ کو پاسکے تو ظہر پڑھے

والسادس الجماعۃ واقلھا ثلثۃ رجال او رجل وغیر کما لا یخفی والمراد بحضور الخطبۃ سماعھا بالفعل او بالقوۃ لا بدمن الذکر وھو الخطبۃ وثلاثۃ اٰیات بقدر فاسعوا الی ذکر اللہ وھی شرط صحۃ الجمعۃ حتی لو خرج الامام وصلی بالناس الظھر قبل ان یخطب جاز وکذا لو خطب بغیر نیۃ الخطبۃ او بغیر العربیۃ ولم یسمعھا احد من القوم لم تجز الجمعۃ وکذا لو خطب بعض الخطبۃ بغیر العربیۃ وبعضھا بالعربیۃ ولم یسمعھا القوم لم تجز الجمعۃ وکذا لو خطب

وہ ذات جو احتیاج سے پاک ہو یعنی دنیا میں امام کو عوام کی حاجت ہو وطن حفاظت سلطنت اور کاروبار ملکی اور خونخواری وغیرہ کے اور دین کے امور مثل جمعہ اور عیدین کے بدون عوام کے میسر نہیں تو دو تین صنائع عوام کا ہوں شرط لا فی اصحابہ التسع فتخصص کما مر شرط ہوں ہیں جمعہ کی فرضیت کے لئے تو نہ مکین جو خاص ہیں جمعہ کے لوصف ہیں جمعہ کے لئے الخ کما انا اقامۃ بصیر واحد المفصل اسمہ مالک یتیم الروایۃ علیہ عندی عن ابی یوسف کذا فی الفتح وقد ناص الوالیہ تقدیر اور بسیخ وحجر فی الحر اصغر عن ابیہ الا کلفۃ سفر اول فرسخ جمعہ کی تفہیم ہوتا ہے ہیں مسافر پر واجب نہیں تا اور سفر شہر یا متصل شہر کے تفہیم ہو اور شہر وہ جلسہ وہ ہے جہاں اگر اذان کی آواز بستا ترجمہ اس پر واجب ہے امام جمعہ کے نزدیک اور اسی پر فتوی ہے ایسا کہ تو سی نے کہا ہے اور پہلے ہو تو لا الحیسو تقل کیا ہو گو کہ وہ شہر کا انداز ایک فرسنگ ہو یعنی تین میل اور تہائی وہی ہو کوالائق میں اعتبار کرنے ناری کے لوٹ آنے کا نہ کہ گھر ہو دن منتف کے ہم پہلے بیان ہو چکا ہے کہ میل و فرسنگ وغیرہ کے فاصلہ کا کچھ بعد بالبین نہیں بلکہ گر و شہر وہی ہے جس میں اسکو منافع کی چیزیں پائی ہوں و صحیحہ قاضی الکبیر ابی الشیخ الہادی و دوسری ترا و فرضیت جمعہ کی تندرستی ہے بیمار پر جمعہ واجب نہیں اور لائق کیا گیا ہو بیمار سے بیمار دار یعنی جو بیمار کی خبر گیری کرتا ہو اگر امتداد و حدائق تو تیمار کی کوئی خبر نہ لے کذا فی المحیط ارشاد کیا گیا ہو بیمار سے متیم فانی نہیں ہوتا ہو جو چلنے پھرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ ہو وہ ہو وہ

کے ہو کذا نے الطحطاوی خلافا لمن قضاہ ولو لم یعقلہ الذی یلیہا وبین الوضوء فاقضا لا لمکث سواء وغیرہ لضرورۃ صحۃ الجمعۃ
والا کالا کوئی نماز خطبہ کیوقت جائز نہیں سوا و فضا پڑھنے اُس خانہ کے جسمیں اور وقتی نماز یعنی جمعہ کے درمیان میں ترتیب ساقط ہوجاتی
ہو کہ اُس فائتہ کا پڑھنا مکروہ نہیں کذا فی الہدایہ وغیرہ بلکہ اُسکا پڑھنا واجب ہو جب بضیق وقت مزاحمت ہونے جمعہ کے یعنی صاحب ترتیب اگر فائتہ نماز
نہ پڑھیگا تو اوسکا جمعہ صحیح نہوگا واسلئے اوسکو پڑھنے کا مضائقہ نہیں اور اگر ترتیب نہ بھی ہو تو قضا کا پڑھنا بخطبہ کیوقت مکروہ ہو دلیل سنۃ
وھو الجمعۃ وارجعوا فیہ لمشابۃ النفل بالنفل ولا اعتبار بتحقق الغراءۃ اور اگر امام خطبہ کے لئے نکلا اور نوافل کی
تیسری رکعت کو کھڑا ہوا تھا تو بیٹھ جاوے امام نکلا تو دو شخص سنتین اور نفل جو کچھ پڑھتا ہے تمام کرے صحیح قول میں اور روایت جھوٹی ثبوت یعنی القدوری وجب
پر اکتفا کرے کذا نے الطحطاوی دکل ما حرم فی الصلوٰۃ حرم فی الخطبۃ فکلامہ فیہا وھو ھا کلامہ فی الصلوٰۃ ولو تنفل
ان دنّ سلاما او تکلم یرد علیہ الا لو مع ما یلیہ الا لو فی ربا یصید فی الاھم محیط اور جو امور کہ حرام ہیں نماز میں وہ
حرام ہیں خطبہ کے اندر کذا فی الخلاصہ وغیرہا پس حرام ہے خطبہ کیوقت کہنا اور ہیلا اور کلام کرنا اگر یہ سبحان اللہ کہنا ہو یا سلام کا جواب دینا
اچھی بات کا حکم کرنا ہو بلکہ واجب ہو آدمی ہو کہ خطبہ سنتا ہو جب ریہ بدون فرق کے درمیان نزدیک اور دور کے شخصوں کے صحیح قول میں کذا
فی المحیط ھم اور قول ضعیف یہ ہو کہ خطبہ سمیع و دور ہو لو کلام کا اسمعہ اللہ نہیں شامی نے کہا کہ تسبیح کو اُنمیں سے قول پر منقوع کرتے ہیں کلام
سے اسلئے کہ تسبیح نماز میں حرام نہیں اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر بھی جائز ہے اور اوپر گذرا ہے کہ ھل یجب علی الامام ان یسمع
وھو مختار الیہ والاصح لا یجب علی اللہ تعالیٰ وینبغی ان یستثنی ما اذا تعین علیہ لعدم من یعلمہ او لخوف ھلاکہ او ھلاک غیرہ
اگر کسی آدمی کو خطبہ کیوقت کسیکو نہیں دیکھتا ہے یا اس کو سلام کرتا ہے اور اعراض نہیں دار و ہوتا ڈرا اُس شخص کا جسکے ہلاک کا خوف ہو یعنی

لیصل الی الصف الذی یلیہ آخر کہ پھر بدت صحیحین کی پشت ہا کہ جب تو نے اپنے سامنے ہی ہو جب کے رد کرنا کہ حائل ہو اور سوئے کہ امام خطبہ پڑھتا ہے تو تو نے لوگوں کو کیا تو جب یہ پڑھنا کلام آخرت ہو کر امام صاحب کے نزدیک مکروہ ہو اور صاحبین کے نزدیک جائز کذا فی الشامی قولہ وامام یفعلہ المتولی بالکتبہ بتشدید الراء وبتخفیفہ ای یقرء الفاتحۃ فاذا تمام الخطبۃ اور جو رضی اللہ عنہ اور مثل اوسکی سو دن خطبہ کہ پڑھ کر تیس سو یہ تو کہ دے بالانفاق اور اسکا پورا بیان بحر الرائق میں ہو ھم موذنوں کا وستور بعض عربیہ شہروں میں ہو کہ جب امام خطبہ والے اصحاب کا لیتا ہے تو وہ یا داز بلند رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اور جب سلطان کا نام لیتا ہے تو فقد اللہ ملکہ یا اور کلمہ دعا کا پکار کر کہتے ہیں تو یہ حرکت اوی مکروہ ھو لمطاوی نے کہا کہ بحر الرائق میں سراج سے جس کو شارح جاں کرتا ہے اور کچھ بیان نہیں والتحقیق المسکت لکل متعنت الامر المعروف فقد تمسک احمد بن حنبل بقولہ علیہ السلام اذا قال الرجل لصاحبہ انصت یوم الجمعۃ والامام یخطب فقد لغا فلا جمعۃ لہ کہ مع کرنا ھام مروں کو اپنی حدیث کے مقتضا کے اعتبار سے پھر کہنا ہی جب رسول خدا تعالیٰ تم جس کو کہ یوں میں کہنا ہوں کہ اوسکا جمعہ کہا محمول ہو صاحبین کے قول پر سوا گا، و ہتا ھم یعنی جب مروی نے حدیث یاں کی تو اوسکا مضمون ثابت کو مقتضی ہو کہ امر بالمعروف سو بھی ہاں بدرکنی چاہیئے تھا پھر آپ ہی اوسپر عمل کرنا اور لوگو کو خاموشی کا امر کرنا تعجب کی بات ہی ہاں اوسکا امر صاحبین کے قول کے موافق درست ہو سکتا ہے کیونکہ وہ قبل خطبے کے ترفید فیرہ کو منع کرتے ہیں اور صاحبین کے نزدیک قبل خطبہ امر بالمعروف کا مضائقہ نہیں ولہ سبحانہ وتعالیٰ یا ایھا الذین اٰمنوا اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع ذلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون کذا فی التبیین ھم یعنی کہ بیطرف جمعہ کے اذان ہو اور واجب ہو کہ بیطرف جمعہ چلنے کے کرنا اگرچہ یہ ہم چلنے کے کرنا ہوا ذان اول کے ہونے پر صحیح ہے قول میں اگرچہ تمہیں اذاں عہد مبارک میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نہ تھی بلکہ حضرت عثمان کے زمانہ میں ہوئی اور سنت کے لغہ یا اور اسکی دو زمانہ پر ہم میں ہوں رہنا بڑا کہا ہی ھم ہیچ سے مراد وہ امر ہی جو نامرہیچ ہی اور کہو کو اگر سوا بہم کے کسی اور کام میں مشغول ہو گیا اور بھی کر گیا تو مکروہ و تحریمی ہو گا اور بھی کمالت میں بیع کرنا اگرچہ بھی نہو تو صحیح ہے میں کہا ہی کہ مکروہ نہیں پاکہ شارح نے بھی آخر باب العیم الفاسد میں لا باس بہ کہا ہی پھر اسمیں اختلاف ہو کہ اذان اول کونسی ہو بعض فقہانے کہا کہ اذان اول وہ ہی جو منبر کے سامنے خطبہ بھی پہلے ہوتی ہو اسلئے کہ یہ متعارف ہونے کے ہی اول ہی کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک اور خلافت حضرت ابو بکر اور حضرت عمر میں یہی ایک اذان ہوتی تھی جب حضرت عثمان نے زمانہ میں آدمی بہت ہو گئے تو آپ نے زوراء پر ایک اذان اور بڑھا دی اور صحیح قول یہ ہو کہ اذان اول وہی ہے جو وقت میں اول ہو یعنی جو اذان زوال کے بعد منارہ پر ہوتی ہے کذا فی الشامی وافادہ فی الحلیۃ اطلاق الحرمۃ علی السکروہ تحریمۃ اور بحر الرائق میں حرمت کا بولنا کہ وہ تحریمی صحیح بتایا ہے ھم اذان کیوقت بیع کو صاحب ہدایہ نے حرام کہا ہے اور حرام کو وہ مکروہ تحریمی سے شارح صاحب ہدایہ کیطرف سو عذر بیان کرتا ہی کہ مکروہ تحریمی کو حرام کہنا صحیح ہے چنانچہ بحر الرائق میں افادہ و کما یہ کذا فی الشامی و یؤخذ من ذلک ما یقع کثیرا فی الجامع الازہر اذا دخل وقت الصلوٰۃ والامام یخطب او قد صلی رکعۃ من الصلوٰۃ فان علی المؤذن ان یؤذن اذانا واحدا فقط ولا یجیب احد لان الاذان لا یشرع فی المسجد بعد الشروع فی الصلوٰۃ کما فی الخلاصۃ وغیرہا اور موذن اذان دے دوسری بار سامنے خطیب کے جب وہ منبر پر بیٹھے یعنی خطبہ پڑھنے کے لئے شارح نے کہا کہ ماتن نے فصل یؤذن کو بصیغہ واحد لانے سو افادہ و کیا کہ موذن جب ایک سے زیادہ ہوں تو اذان ایک بعد دوسرے کے کہیں ہو لیکن کہ بیچ میں جماعت جلالی اور قہستانی میں ذکر کیا ہی اسکو شہنالی نے ھم طحطاوی نے کہا کہ یہ افادہ اوسوقت ہو کہ یؤذن کو بصیغہ جمع پڑھیں اور یؤذن صیغہ مجہول پڑھیں تو افادہ مذکور ظاہر ہو گا فاذا اقیمت ذکرہ الفصولی نامر الامام ذکرہ العینی تمہ جب امام خطبہ تمام کرنے تو تکبیر کہی جاوے اور مکروہ ہی فاصلہ کرنا خطبہ اور تکبیر میں کسی چیز کے امر کو ذکر کیا ہے اوسکو عینی نے ھم یعنی آخر خطبہ کا متصل ہو تکبیر کے تیرھم اور امر وہ نیا کی طرف لوٹتا ہو کذا فی البحر بالمعروف اور نہی منکر کا فاصلہ کرو

نہیں اور بیٹھ کر دوسرا خطبہ نہیں سنتے ایک آدمی اور نے ہیں ہر پڑھتے ہیں ہمیشہ بدعت سیئہ ہے کذا فی الشامی لطحطاوی ۱۲ الرائق سے نقل کیا کہ مسنون یہی ہے کہ قبلہ کی طرف اور امام کا سورہ جمعہ اور منافقون پڑھنا اور نماز ہی سے ذکر کیا ہے سورہ اعلیٰ اور غاشیہ کا پڑھنا لا ینبغی ان یلتزم ہذا الخطبۃ بالکلیۃ کما یفعلہ الجاہل ۱۲ منہ

اور نماز دو رکعت ہی جیسے ہیں کیونکہ شرط اور شرط ہیں اور شرط وہ بات ہے کہ جس کے بغیر نہیں پائی جاتا تو اسکا وجود نہ ہونا مستلزم ہے اس کے عدم کو ایک ہونا مناسب ہے الزامی الشامی فان قیل ان خطب بغیر اذن السلطان صح بالجامع المتاخر پس اگر ایسا کیا جائے کہ امام جدا ہو اور خطیب جدا اعلام کر خطبہ پڑھے ایک لڑکا نابالغ بسلطان کی اجازت ہو اور نماز کوئی بالغ پڑھا دے تو درست ہے یہی مختار ہے ۱۲ منہ

قید اسلوق لگا دی کہ یہود و ہم نہ ہو کہ لڑکے کا خطبہ پڑھنا جائز نہیں اور اذن سلطان کی قید خطبہ میں لگائی نہ نماز میں تاکہ معلوم ہو کہ خطبہ میں اذن شرط ہے نماز میں کذا فی الطحطاوی لا یأس بالکلام بین الخطبۃ والصلوٰۃ کما فی سراج ہو عن عبد الرحمٰن بن یزید قال صلی بنا عثمان یوم الجمعۃ الزوراء فلما انصرف قال اعجلت او قصرت فقلت یا امیر المؤمنین اعجلت فصعد المنبر فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا اعجل احدکم او قصر فلیصنع کما صنعت ۱۲ منہ

لکھنے نے وقت ظہر کے کذا فی الخانیہ مگر عبارت ظہیریہ اور اسکے سوا اور سبھی کتابوں میں لفظ دخول ہے عوض خروج کے یعنی آبادی سے نکلنے نے بیشتر داخل ہونے وقت ظہر کے ۱۲ منہ سفر سے مراد ہو ایسی جگہ جانا جسکے پاس دن پر جمعہ واجب ہو نہ لانی الشامی وقال فی شرح المنیۃ والصحیح انہ یکرہ السفر بعد الزوال قبل ان یصلی لا یکرہ قبل الزوال اور شرح منیہ میں کہا ہے کہ صحیح یہی ہے کہ سفر بعد زوال کے جمعہ پڑھنے سے پہلے مکروہ ہے اور زوال سے پیشتر مکروہ نہیں یعنی سلسلے کہ زوال کے پیشتر اور سپر جمعہ واجب نہیں ۱۲ منہ اس قول کو شارح نے ظہیریہ کی تائید کیا اور یہی عرض ہے کہ معلوم ہو جاوے کہ فاندہ کا قول ضعیف ہو کذا فی الطحطاوی القرینۃ اذا دخل الوقت وہم فی المکتوبۃ فذلک الیوم لامتہ الجمعۃ والا فالی الخمس من ذلک الیوم قبل وقتا بعدہ لا فلا معتمد

والظہر الی الخمس الا بعد لامتہ والا فالی وقت العصر للمکلف الی وقتہا بعدہ وقیل لامتہ وقیل لا فلا معتمد

سفر میں جمعہ کے روز داخل ہوا اگر شہر میں اسی روز نیت ٹھہرنے کی تب تو اسپر جمعہ لازم ہوگا اور اگر ادھی روز چلا جانے کی نیت کی جمعہ کو وقت سے پہلے باہر جانے تو جمعہ لازم ہوگا لیکن نہر الفائق میں ہے کہ اگر جانے کی نیت بعد جمعہ کے وقت کے کریگا تو اسپر جمعہ لازم ہوگا اور نہیں تو لازم نہ ہوگا اور شرح منیہ میں ہے کہ اگر ٹھہرنے کی نیت وقت جمعہ تک کریگا تو جمعہ لازم ہوگا اور ایک قول یہ بھی ہے کہ لازم نہ ہوگا ۱۲ منہ شامی نے کہا کہ قروی بفتح قاف وسکون رائے ہے قریہ کبیرۃ کما فی القاموس ۱۲ منہ

ولا فلا مفہوم شرط یہ ہے کہ جمعہ لازم نہیں اگر کوئی مسافر آیا جمعہ کے دن شہر میں اس ارادہ سے کہ اس روز روانہ ہوگا اور پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کی یعنی اگر نیت اقامت کہ کریگا تو جمعہ اسپر واجب ہو جائیگا خطب الامام فی بلدۃ فیہ کملہ والا لا کما لبدائع ۱۲ منہ خطبہ پڑھے تلوار حمائل کرکے اس شہر میں کہ تلوار سے فتح ہوا ہو جیسے مکہ معظمہ ہو اور اگر تلوار سے فتح نہ ہوا ہو تو وہاں تلوار لیکر خطبہ نہ پڑھ جیسے مدینہ منورہ ہے فی الحلوی الفدسی اذا فرغ المؤذنون قام الامام فتقلد السیف فی بیکرہ وہو قول علیہ عامۃ مشائخنا ۱۲ منہ

فارغ ہو جائیں خطیب کے سامنے اذان دینے والے تو خطیب کھڑا ہو اور تلوار لیوے اپنے ہاتھ میں لیکر اور سپر سہارا کرے ہم طحطاوی نے کہا کہ یہ قول مخالف ہے حقیقی مختار الرائق کے کیونکہ اسمیں تلوار کا حمائل کرنا لکھا ہے لیکن صاحب نہر الفائق نے یہ توجیہ کی کہ تلوار حمائل کرکے پھر اٹھا لی تو گویا زمین پر ٹھہرا کر اسپر ہاتھ کا سہارا دیا تاکہ دونوں باتیں حاصل ہو جائیں وفی الخلاصۃ یکرہ ان یتکئ علی قوس او عصا او غیرہ ۱۲ منہ اور ظاہر ہے کہ مکروہ ہے خطبہ میں سہارا لگانا کمان پر یا لاٹھی پر ہم علیہ میں خلاصہ پر اعتراض کیا کہ ابو داؤد کی حدیث سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا منبر میں لاٹھی یا عصا پر سہارا دینا کھڑا ہونا ثابت ہے پھر مکروہ ہونا کیسے ہوگا بلکہ محیط میں ہے کہ جیسے کھڑا ہونا خطبہ میں سنت ہے

اسیطرح حصا کا لیسا بھی مسنون ہے کذا فی الشامی فرع مسائل لمحہ شامیہ کے سمع الزیادۃ وھو ان کل من ترکہ اذا اثم فورتہ جمعۃ او جماعۃ فھو کذا یعنی ایک شخص نے اذان سنی اور وہ کہتا ہے تو کہتا نہیں کہا ہے تو کہنا ترک کر دی اگر فوت ہو جمعہ کے تعلق یا فرض نماز کے فوت ہونے کا اثر ترک کرنے کا اگر فوت ہو جماعت کے فوت ہونیکا کیونکہ ایسا کہنا جو کہ کہیگا وہ گناہگار ہوگا یا جسکی طرف آدمی کا دل مشتاق ہو وہ عذر ہے جماعت کے ترک کرنیکا جانکہ نوافل میں مشتاق نہیں ہوتا ہے کذا فی الشامی ویکرہ ترک السنۃ المؤکدۃ بلا عذر کسفر وقولہ المؤکدۃ خرج بہ غیر المؤکدۃ کالنوافل التی لیست من الرواتب کما فی البحر وھذا یفید ان من ترک سنۃ غیر مقصودۃ لاجلھا کما فی صلاۃ الحاجۃ لا یکرہ ترکہ کما فی البحر ایضا وقولہ لعذر کالسفر ای ولو لغیر عذر کما فی البحر ایضا وقولہ ای ولو لغیر عذر کما فی البحر ایضا وقولہ ای ولو لغیر عذر کما فی البحر ایضا وقولہ

سات فیہ او فی لیلتہ آمین من عذاب القبر ولا یستجمع فیہ یوم او لیلۃ احد الا بنجاہ اللہ تعالیٰ اور اشباہ کے احکام جمعہ میں مذکور ہیں
جن امور سے جمعہ کا روز مخصوص ہے ایک سورہ کہف کا پڑھنا ہے جمعہ کے دن یا رات میں کیونکہ حدیث میں وارد ہے کہ جو کوئی سورہ کہف جمعہ کو پڑھے تو
ایک جمعہ سے دوسرے تک محفوظ رہتا ہے مومنہ دن زیادہ ہے اور جس شخص نے تلاوت کہف کا عطف اشباہ پر کیا ہے اس قول پر سہواً ہوا ہے کہ مکروہ ہے
تنہا روز جمعہ کا روزہ رکھنا اور تنہا اور سکی رات کا جاگنا تو اسمیں غلطی کی لیعنی ہے مکروہ میں شامل کر دیا اور جمعہ کے دن روضہ
اکثری ہوتی ہیں اور اسی دن قبر کی زیارت ہوتی ہے اور مردہ عذاب قبر سے مامون رہتا ہے اور جو شخص جمعہ کے دن یا رات میں مرتا ہے وہ عذاب قبر سے
محفوظ رہتا ہے اور اُس روز میں دوزخ گرم نہیں کیجاتی اور جمعہ کے روز جنت والے پیروردگار جلیلہ کے دیدار سے مشرف ہوتے ہیں ہم اشباہ
کے احکام جمعہ میں مذکور ہے کہ جمعہ بہت سی باتوں سے مخصوص ہے نماز جمعہ کا لازم ہونا اور اسکی لئے جماعت کا شرط ہونا اور سوائے امام کے تین مردوں
کا ہونا اور نماز سے پیشتر خطبہ کا ہونا اور خاص جمعہ تون کا پڑھنا اور نماز سے پیشتر سفر کا حرام ہونا موافق اوسکی شرط کے اور مسنون ہونا اگر
غسل کا اور خوشبو لگانا اور اچھا لباس پہننا اور بال اور ناخن ترشوانے لیکن بعد جمعہ کے افضل ہیں اور جمعہ کو خوشبو سے بسانا اور جمعہ کی نماز کو سویرے
جانا اور جمعہ کے خطیب کے لئے عبادت میں مشغول رہنا اور نہ مسنون ہونا اور نہ مکروہ ہونا اور کراہت جمعہ میں اور مکروہ ہونا تنہا اوسکی روزہ کا اور تنہا اوسکی رات میں
جاگنے کا اور اسمیں سورہ کہف کا پڑھنا اور نہ مکروہ ہونا نفل کا اوسکی شبیک وہ ہر میں بوجب قول امام ابو یوسف کے جو صحیح اور معتمد ہے اور تنہا
کے دونوں اور اسکا بہتر ہونا اور اسکا سزاوار عید ہونا اور اسمیں دو عاقبول ہونیکی ساعت کا ہونا اور ارواح کا اُس روز اکٹھا ہونا اور قبروں کی
زیارت کرنی اور مردہ کا اُس روز عذاب قبر سے محفوظ رہنا اور جو شخص اوسکو دن یا رات میں مرجائے فتنہ قبر سے اوسکا بچا رہنا اور اُس روز
دوزخ کا گرم نہ ہونا اور اُس روز آدم علیہ السلام کا پیدا ہونا اور آدم کا جنت میں داخل ہونا اور اوسکو اُس روز دیدار اللہ تعالیٰ کا ہونا تمام ہوا ان
اشباہ کا ہر چند ان امور میں سے اکثر ثانی اور شارح کے اقوال میں گذر گئے تھے مگر ایک جا جمعہ ہونیکے لحاظ سے سبکا ترجمہ کر دیا گیا اور دیدار کا
جمعہ کو ہونا بعض اشخاص کے الہٰی ہوا اور بعض کو اس سے کم مرتبہ میں اور بعض کو اس سے زیادہ میں ہو اکر بچا یہانتک کہ عورتوں کو صرف تحیتی عام سے
وقت نصیب ہوا کریگا کذا فی الخطوطاوی

باب العیدین

یہ باب ہے دو دنوں عیدوں کے احکام میں ہم مناسبت عید
کی جمعہ سے یہ ہے کہ وہ نوجماعت سے پڑھی جاتی ہیں اور زوالت دو نومیں یا دراز بلند ہوتی ہے اور نماز عید اوسی پر واجب ہے جس پر جمعہ واجب ہے
اور سوا خطبے کے اور شرطیں بھی دو نومیں یکساں ہیں اور جمعہ مقدم اسلئے ہوا کہ اوسکا ثبوت کتاب اللہ سے ہوا اور سال میں بہت ہونیکی وجہ سے
الشامی مسی بہ لان للہ فیہ عوائد الاحسان لعبادہ بالسرور الیہا وقولہ اس روز کا نام عید اسلئے رکھا گیا کہ اوسمیں اللہ تعالیٰ
کے انعام بندوں پر عائد ہوتے ہیں اور اسلئے کہ یہ روز اکثر خوشی کے ساتھ رجوع کرتا ہے یا فال کے لحاظ سے کہ جسکو عید آوے خوشی کے
ساتھ آوے ہم لفظ عید اصل میں عود تھا واو کے ساتھ تو واو بسبب کسرہ ماقبل کے سچی بدلگئی اب چونکہ عود کے معنی رجوع کے ہیں اسلئے عید
کو عید کہنا یا اسلئے ہے کہ اللہ تعالیٰ اسنے جو کھانے پینے سے روزہ رمضان میں منع کر دیا تھا عید کے باعث اوسکا انعام یعنی افطار نے بندہ پر رجوع
کیا یا اسلئے کہ فالبا اس دن میں خوشی کی عادت ہوا کرتی ہے یا بحکم فال بھکر کہ خوشی کے ساتھ ہر آدمی اسکا نام عید ہوا لیستعمل کل قوم
بعرفہ مستمد من القاموس وعید صار معتادا بمجیئہ وقیل للحبیب وقیل یوم العید والجمعۃ واستعمل ہنا بالفظ عید اس روز کے لئے
جسمیں شبی ہوا اور اسی استعمال کے اعتبار سے یہ شکر سی نے کہا ہو کہ تین عیدیں متفق ہو گئی ہیں دن جمعہ دیکھنے کا اور روز عید اور جمعہ کا دن یعنی
چونکہ یہ تینوں اوقات خوشی کے ہیں اسلئے شارح نے انکو عید کہا فلما جمعا لم یکونا الا صلوٰۃ احدہما وقیل اذا وقع صلوٰۃ الجمعۃ وقیل صلوٰۃ
العید لان القیاس عن القرناشی قلت وقد اجمع القرناشی قرابۃ حکما عن ہذہ العبارۃ بصیغۃ التمریض فتنبہ پس اگر جمعہ اور
عید ایک روز پڑیں تو لازم نہیں مگر ایک کی نماز اور بعض نے کہا کہ نماز جمعہ کی بہتر ہے اور بعض نے کہا کہ نماز عید کی ایسا ذکر حرمین قرناشی میں قرناشی

فی الاصل سہو

سے میں کہتا ہوں کہ میں نے قرائن کو دیکھا تو معلوم کیا کہ اس مسئلہ کو حنفی مذہب کے سوا کسی اور کا قول نقل کیا ہوا اور وہ بھی ضعیف کے سوا کا ہو جاتا ہے فتحانی کے اس مجمل بیان کرنے کی غلطی پر علم جامع صغیر میں ہے کہ اگر عید اور جمعہ ایک روز میں ہم ہوں تو عید سنت ہے اور جمعہ فرض اور دونوں میں سے کوئی ترک کیا جائے تو جمعہ ترک کیا جائے اور جمعہ پڑھے والے پر عید پڑھنا ضعیف کا مذہب ہے اور دوسرے مذہب والوں کا بھی قول ضعیف ہے کذا فی الشامی ملتقطاً وشرح المنیۃ الاول ابن لہیعہ حج اور شنبہ دوم ہوئی عید اول سال ہجری میں ہم ابوداؤد نے حضرت انس سے روایت کیا کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو دیکھا کہ لوگ دو دن سال میں کھیلا کرتے ہیں آپ نے پوچھا کہ یہ کیسے دن ہیں اور انہوں نے عرض کیا کہ ہم ان میں کھیلا کرتے تھے آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے عوض تمکو دو روز ان سے بہتر بدلے ہیں عید اضحے اور دوم عید فطر کذا فی الطحطاوی فصلی بہا فی الاصح علی من بقربہ لحمۃ مسافر الیہا المستقبلۃ فصلی الحطبۃ فالسنۃ بعدہا واجب ہوئی نماز اور دو عیدوں کے صحیح قول میں اس شخص پر جو شہر میں اور واجب ہے مدان شرط ان جمعہ کے جو پہلے گذرین سوا ہی خطبے کے کہ وہ بہ سنت عید کے ہم اہم قول کا مقابل ہے ہو گی کہ نماز عید سنت ہو اور نظاہر دو قولوں میں مخالفت نہیں اسلئے کہ سنت کی واجب مؤکدہ کے ہم مرتبہ واجب ہوتا ہے یا یہ کہ سنت سے یہ غرض کہ ثبوت اور سنت ہی ہو اور خطبہ عید کی نماز کے بعد سنت ہے یعنی اگر چند چیزیں یا بالکل ترک کر دیگا تو نماز کا اعادہ نہ ہوگا اور بر اگر یگا کذا فی الحطاوی وفی الفتح ولو ترک الخطبۃ او بعضہا او الصلوٰۃ او بعضہا او کان متنفلا استحبابا لا استکمالا للمشروع الصحیح والا قتضاء ہم تحریمی ہے یعنی اسلئے کہ عید پڑھنا گناہ تو نہیں ایسی چیز نہیں شامل ہوتا ہے حرام سے نہیں اسلئے کہ صحت عید کی شرط تھہرے ہے ہو گی نماز میں مفقود یعنی ہم یعنی گناہ تو نہیں صحیح نہیں اگر پڑھیں گے تو عید نہوگی نماز نفل جماعت سے ہی ادا ہوگی وہ ہم ہے جماعت کے ساتھ کذا فی الحلبی ونقدم صلوٰۃ العید علی الخطبۃ وکذا صلوٰۃ الجنازۃ اذا اجتمعتا کانہ واجب حیاء والسنۃ کفایۃ ہو مقدم کیجاوے نماز عید کی جنازہ کی نماز پر جبکہ دو نوں نہ ہو جائیں اسلئے کہ عید واجب عین ہے یعنی ہر شخص پر اور جنازہ فرض کفایہ ہے کہ دوسروں کے پڑھنے سے ادا ہو جاتا ہے ہم واجب ہے اور یہاں وہ ہو جیگا کہ لازم ہو خواہ ہو واجب اصطلاحی کے طور پر ہو جیا عید عین ہے یا فرضیت کے طور پر ہو جیا نجنازہ عین کذا فی الحطاوی ونقدم صلوٰۃ الجنازۃ علی الخطبۃ وعلی سائر المغرب وغیرہا من العید علی الاصح اور مقدم کیجاوے جنازہ کی نماز خطبہ عید اور مغرب وغیرہ کی سنتوں پر کیونکہ جنازہ کی نماز فرض ہے اور خطبہ عید اور سنتیں نہیں ہیں اور مقدم کیجاوے نماز عید سورج گہن سے ہم پہلے سنا فرضی ہو ورنہ سورج گہن اور عید ایک روز نہیں ہوتے پس کیونکر سورج گہن مہینے کے تمامی پر ہوتا ہے اور عید ہلال یا دو مہینے کو ہوتی ہے لکن والراجح قضاؤہا کالاداء علی ما رجحہ المحقق ابن الہمام وغیرہ وہو الاظہر کما فی المضمرات فکانہا لم تفتہ اصلا اور ثابت رکھا ہوا سکو مسجد سے شاید اسپر ہو سکے کہ سنتیں نماز فرض میں الاحق ہیں یعنے فرضوں کے تابع ہیں لکن فی اختیار شرح المختار وینبغی تقدیم الجنازۃ والکسوف وحمی حل العرض ان لم یخف فوتہ فتامل لیکن شباہ کے محکمہ دین کے آخر میں ہو کہ مناسب معلوم ہوا کہ نماز جنازہ اور سورج گہن کو کہ فرض ہی ہی اگر فرض کا وقت تنگ ہو اسکو تمامی کرلے ہم یعنی جنازہ کی تاخیر میں مروہ کے مگر دیکھا چاہیے کہ کسوف کی تاخیر میں آفتاب کے روشن اور صاف ہو جانے اور نماز کسوف کو نظنہ اندیشہ ہی اسلئے ان کی تقدیم کو مناسب کہا ہم کہ مناسب استحباب کی نو قول منتفی ہے کے سامنی معتبر نہیں ہو سکتی ویذبح یوم الفطر کلہ وقرأ ولو قرأ قتیل حرجہ الی صلوٰۃ العید اذا احتیاجہ وظنہ بمالہ قیمۃ لا الوالی والبدنۃ احسن فیاہ ولو حاضر یضحی بعد الرکعۃ جبر عید فطر کے دن کہا جیگا نمازی کا کوئی قیمتی النفس میں طلاق شدہ ایک یا تین یا پانچ خرا اگرچہ نمازی گا تو کہا رہنوا ہو تو بہتر ہو جاتا ہے کہ نماز عید کے لئے اور سنت عید ہی سواک کرا اور غسل کرنا اور خوشبو لگانا اور سکا ایسی چیز سے جسمیں خوشبو ہو اور رنگ نہو اور سنت ہی ہا جیا لباس پہننا اگرچہ سفید نہو ہم ماتن نے مستحب کہا حالانکہ غسل کو

سے سنت لکھا ہو اور صحیح یہ ہو کہ کل باتیں سنت ہیں نہ انکو مستحب کہو کہ سنت مستحب کو بھی شامل ہو اور بولنا مستحب کا مستعمل ہو اور اسکا عکس درست ہو کذا فی الشامی فتحصل ان ادآء وقضآء کلاھما سنۃ مؤکدۃ علی الرجل والمرأۃ فی الکل کما فی الحلبی وفی الخرجیۃ وھو الصحیح المختار کذا فی الشامی وقولہ فیہ تصریح بان الکلام کلہ فی الرجل ھو من غرائب الحلبی بکلیۃ فحرجہ بقولہ اخذا من قولھم الخ ممنوع جداً فان الکلام فی الصلٰوۃ بالجماعۃ وھی للرجال دون النساء ومستحب بالنسبۃ الیھم کما لا یخفی علی الفاضل المتتبع ومستحب ہو جواز ادا و قضا و فطرہ کا عطف اکلہ پر درست ہو یا سلوکہ تمام گھنگو واقعی عید سے شیرنی کا نہ ہونی ہو اور سویہ ہو سوائن لفظ شام ہر جائیگی مشتبہ لا یا ناکہ سب شامیا گذشتہ سو عید گاہ کو جانا موخر معلوم ہو ھم یہ جواب ہو سوال مقدر کا اوسکی تقریر یہ ہو کہ ادا و فطرہ کا عطف مستحب چیز پر نہ کیسی ہو سکتا ہو وہ تو واجب ہے شارح نے جوابہ دیا کہ بیان کلام فرد ہے بہتر شیرنی چیز نہیں ہو تو فطرہ کا ادا کرنا پہلے نماز کو جانے سے مستحب ہو ھم ادا کرنا واجب ہو کذا فی الحلبی والواجب مطلق التوجہ والحرج الیھا ای الجبانۃ لصلٰوۃ العیدیۃ وان وسعھم المسجد الجامع شرح المنیۃ واجب مطلق جانا ہو اور نکلنا جبانہ کیطرف عید کی نماز کے لیہ سنت ہو اگر چہ مسجد جامع سب لوگونکی گنجائش کہتی ہو یہی صحیح ہو ھم یہی جواب ہو سوال کا یعنی نماز عید کے لیہ نکلنا تو واجب ہو مگر سنت کیسے کہتا ہو شارح نے جوابدیا کہ مطلق باہر نکلنا واجب ہے اسوجہ گذشتہ کے بعد نکلنا یا پیدا دنا نکلنا یا خاص عید گاہ کو جانا واجب نہیں بلکہ یہ سنت ہو کذا فی الشامی وکذا فی الحلبی ولا بأس باخراج صبیانھم الخ الخلاصۃ ولا بأس بہ ایضاً دون الخرجیۃ اور نہیں صفائقہ منبر کے لیجا یکا عید گاہ میں لیکن خلاصہ میں ہو کہ مضایقہ نہیں منبر کے بنانیکا عید گاہ میں نہ اوسکا باہر لیجانے کا یعنی منبر عید گاہ میں لیجانا بچا ہے ھم خلاصہ اور ظہیریہ میں کہا کہ مشائخ کا اختلاف ہو عید گاہ میں منبر بنانیکا بعضوں نے کہا کہ مکروہ ہو اور بعضوں نے کہا کہ مکروہ نہیں اس سے معلوم ہوا کہ باہر لیجانا منبر کا بھی کسیکے نزدیک مکروہ تنزیہی ہو چونکہ لفظ لا بأس سے سمجھا جاتا ہو اور خلاصہ میں خواہزادہ سے نقل کیا کہ ہمارے زمانہ میں منبر کا بنانا عید گاہ میں بہتر ہو کذا فی الشامی اقول لا بأس یعود مرکباً وقد یکون ممنوعاً فی بعض البلاد ومضایقہ نہیں غازی کے لوٹنے میں سوار ہو کر اور سنت کیوجہ سے کہ واپس آنا دوسری راہ سے ہو لیکن یہ بشکاریکے کہ جب عید کا دن ہوتا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم راہ بدلا کرتے تھے کذا فی الشامی واظہار البشاشۃ واکثار الصدقۃ والتھنئۃ بقبول اللہ منا ومنکم اشکر اور سنت ہو ظاہر کرنا خوشی کا اور زیادہ کرنا خیرات کا اور ایکدوسکی مبارکباد دینا اس لفظسو کہ اللہ تعالیٰ ہمسے اور تمسے قبول کرے ہمکو انکار نہیں کیا جاتا یعنی اس طرحکی مبارکبادی جائز ھم شامی نے کہا کہ مبارکباد دینی نہیں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے کچھ ثابت نہیں ہوا مگر صاحب حلیہ نے بہت سے آثار صحیحہ سند دیں کہ اسمیں صحابہ سوا اس کے کرنے کے ہیں روایت کی ہیں پہر یہاں کیا کہنا کہ یہ امر جائز اور مستحب ہو اور محیط میں کہا کہ مصافحہ کرنا بعد نماز عید کے جاہلین کردہ ہیں کیونکہ صحابہ نے اسکو نہیں کیا اور وہ طریق اعظم ہیں اوسکو جو اس سے معلوم ہوا کہ مصافحہ جو ہندوستان میں ہو اصل اور مکروہ ہو وہ کیا چیز ہو وکان یخرج فی طریق ویرجع فی آخر مطلقاً یتلق بالتکبیر والتھلیل کذا حررہ المصنف تبعاً للحلبی تقلیداً للمحقق ابن الہمام رحمہ اللہ تعالیٰ بالظہور در تکبیر ہر عید فطر کے ہر سہ میں اور یہ نقل پہلے پیشتر نماز عید سے مطلق شارح نے کہا کہ مطلق کی قید تکبیر کیساتھ اوپر نقل پڑھنے ہو وہو سے علاقہ رکھتی ھو یعنی تکبیر کے مطلق نہ کہنے سو یہ غرض کہ نہ آہستہ کہو نہ بلند کر اور تہلیل کے مطلق نہ پڑھنے سے یہ مراد کہ عید گاہ میں نہ پڑھو گھر میں ایسا تنقیح کیا ہو اور اسکا مصنف نے بتبعیت محرر الرائق لیکن اعتراض کیا ہو اوپر نہر الفائق میں اور ترجیح دی ہو قید لگانے تکبیر کی آواز بلند سے ھم جاننا چاہیئے کہ امام اور صاحبین کا خلاف استحقاق مرد طرح سے منقول ہو اگلے قول یعنی ہو کہ امام تکبیر کہو امام کے نزدیک اور آہستہ کہو صاحبین کے نزدیک اس قول کو صاحب خلاصہ نے اختیار کیا ہو اور صاحب بحر الرائق نے اوسکی نسبت کی ہو اور اوسکی قول کو مصنف نے لیا ہو دوسرا قول یہ ہو کہ خلاف تکبیر کی صفت میں ہو یعنی امام کے نزدیک آہستہ پڑھو اور صاحبین کے نزدیک پکار کر اور اس خلاف کو بدائع اور سراج اور ملتقی اور منیہ اور غیرہ کتب سے نہیں معین کسیطرح نقل کیا ہو صاحب نہر الفائق نے بحر الرائق پر صریح اعتراض کو مگر نہیں کیا بلکہ اوسکی قول کو مسلم کہا ہو ان پیشتر اس سے یہ لکھا ہو کہ خلاف تکبیر کے آہستہ اور پکار کر کہنے میں ہو علامہ شامی نے حلیہ سے ثابت کیا ہو کہ خلاصہ کا قول غریب اور کتب مشہور کے خلاف ہو اصح یہی ہو کہ

صاحبین کے نزدیک بکبر کہکر لے اور امام صاحب کے نزدیک آہستہ یہ نہیں کہا کہ بکبر کہکر لے اگر بکبر کہکر لے تو کیا فی الدرمختار وقالا الجهر به سنة كالاصحّ وهو
راویہ عنه وهو ظاهر الرواية وقالا تكبيرة الافتتاح للاحرام والاولى ان تقع التحريمة بالذكر دون غيره فيحتمل على الدر اشعى
زیادہ کہا ہی پر ان میں اعتماد کیا ہے جہر سے کہنا کہ تکبیر کا سنت ہی بقول صاحبین مثل عید اضحیٰ کے آدھے جہر کا ایک روایت ہوا کہ امام اعظم سے اور وہ اس روایت جہر کی سنیت کی ظاہر اس ارشاد والہی کا ہو اور تاکہ یاد آوے تم کو تمنی اور بڑی عظمت کی اوپر کہ تکبروا اور اسی وجہ سے تکبیر میں الف اور نون مفتوحتین کا اظہار مقصود ہو اور جہر سے تکبیر کہنا بھی اظہار نعمت میں داخل ہو اور وجہ روایت اول کی یعنی جہر سے تکبیر نہ کہنی کی یہ ہو کہ بلند کرنا آواز کا ذکر میں بدعت ہو پس اکتفا کیا جاوے گا بشرح مراقی الفلاح میں ذکر کیا ہو کہ جہر سے تکبیر مسنون نہیں ہو کہ جس کے سامنے اور عورتوں کے خوف سے اور اسی پر قیاس کیا ہے بعض فقہا نے اس کو کہ جو شخص جہر سے تکبیر کہتا ہو تو اس کو نہ روکا جاوے گا اور نہ اس کو سکھایا جاوے گا اور اسی پر فتویٰ ہو جیسا کہ صاحب بزاز یہ نے جہر سے تکبیر کہنا بھی مختار کہا ہو اور اسی پر عمل ہو اور اسی پر فتویٰ ہو جیسا کہ صاحب بزاز یہ نے جہر سے تکبیر کہنا بھی مختار کہا ہو اور اسی پر عمل ہو اور اسی پر فتویٰ ہو
وَيُسَنُّ خَفْضُ يَدَيْهِ بَعْدَ تَكْبِيرِ الْإِمَامِ وَقَبْلَ تَكْبِيرِ الْمُقْتَدِي وَرَفْعُ يَدَيْهِ بَعْدَ تَكْبِيرِ الْإِمَامِ وَقَبْلَ تَكْبِيرِ الْمُقْتَدِي
کہا ہو ھذا للخواص واما العوام فالاحسن ان يكبروا بعد تكبير الامام الفاتحة ويسن ان يكبر بعد تكبير امامه حكم یعنی تکبیر نہ کہنی اور نفل نہ پڑھنے کا خواص کے لئے ہی یعنی جو کسل عبادت میں نہ کریں اور عوام کو تکبیر کہنے اور نفل پڑھنے ہی کسی حال میں منع نہ کیا جاوے کیونکہ ہو سکتے ہیں ان کو اچھی رغبت کے اچھی باتوں میں کہنا نے البحر یعنی خواہ بکبیر آہستہ کہیں یا بکرار اور نفل جماعۃ کا ہو یا منفرد ہو خواہ پڑھیں پہلے خانہ سے خواہ بعد خانہ کے کذا فی الخلاصۃ ہم عوام کو منع نہ کرنا بحث ہی صاحب بحر کی روایت مذہب یعنی اسی پر عمل ہو منع نہ کیا جاوے گا اگر اوسوقت روکہ دیا جاتا ہو تو پھر خیرات کے گروہ نہیں ہوتے سو سے ترک کر دیتے ہیں کذا فی الشامی وفی حاشیہ بخطہ ولکن اصل الرد ساقط ولواراد القائل ذلک فقد اخطأ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور عوام کو صلوٰۃ الرغائب کا حال ہو اگر اب اس سے لکھا ہوا اور اسیطرح منع کیا جاوے عوام کو صلوٰۃ رغائب اور نماز شب برات اور نماز شب قدر سو ہم صلوٰۃ الرغائب کا حال ہو اگر اب اس میں لکھے ہیں جو ہو اور کتاب میں منقول ہو سب موضوع و باطل ہو پس شارح نے جو یہ حکم کیا شیخ رحمتی کشی نے کہا کہ اسپر اعتماد نہیں ہو سکتا اسلئے کہ فقہا کا اتفاق ہو کہ حدیث موضوع پر عمل کرنا حرام ہو اور ان نمازوں کی حدیث کے موضوع ہونے کی تصریح کر دی ہو اور انجام فقد گمنام حاشیہ نسی بیان نہیں کیا جاتا تخصوص وہ حرمتی جنکا فساد و ظاہر ہو کذا فی الشامی وبان ملا علی رضی اللہ عنہ ہذا رجل یصلی بعد الجمعۃ فضل ما تنفعہ یا ابا الولید فقال الحاکم انما ارید بقولہ تعالیٰ الذین ہم عن صلوتہم ساہون اداء الصلوٰۃ عن وقتہا کما ہو المتبادر من الآیۃ ولا یخفی ان ہذا لا یلائم سبب النزول کما لا یخفی علی من لہ ادنی تامل اور اسی کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو بعد عید کے نماز پڑھتے دیکھا تو کسی نے آپ کو کہا کہ اے امیر المومنین آپ اس شخص کو منع نہیں کرتے آپ نے فرمایا کہ میں یہ نہیں کرتا کہ اس

فاسد ہو جائے گا اور نماز نفل ہو جائیگی کذا فی الخانیۃ وان صلی الامام بعد رکعتین متیقنا قبل الزوال ثم تذکر انہ کبر قبل الزوال فی اول الرکعۃ او الثانیۃ لا یجوز لان تکبیرہ الثانی تقع فی الرکعۃ الثالثۃ بالکل اور نماز پڑھا ہو لوگوں کو اما م دو رکعتیں دعار سمجھا تک اللھم زائد تکبیرین سے بیشتر ذکر اور زائد تکبیر تین تین میں ہر رکعت میں اور اگر امام تین سے زائد کہے تو مقتدی اس کی متابعت کرے سوا تکبیر وتر تک کیونکہ یہ قنوت ہی میں منقول ہے مگر یہ کہ سنے کہ تمین تکبروں سے زائد کہتا ہے پھر تکبیروں کے بعد قرأت پڑھے پھر تکبیروں کے بعد رکوع کرے اور امام تین سے زائد تکبیریں کہے تو دو رکعتوں کی طاقت رکھتا ہو تو سب کی متابعت کرے اور اگر کبریٰ کی آواز نہ سنتا ہو تو سب کو کہے کہ شاید کبر لے غلطی کی ہو اور عید کی جماعت کیلئے ایک شخص سوا امام کے کافی ہے کذا فی الظھیریۃ ویتوالی بدعائہ بین القنوت ویقوم کالجمعۃ اور مستحب ہے کہ دونو قنوت کو پالے اور پڑھے مثل جمعہ کے یعنی سورہ اعلیٰ اور غاشیہ ھم قرأتوں کے پالے کرے سے یہ غرض کہ دوسری رکعت میں زائد تکبیرین بعد قرأت کے کہے تاکہ دو نو رکعتوں کی قرأت میں فاصلہ تکبیروں کا نہو پھر اگر پہلی رکعت میں بھول کر قرأت شروع کر دی اور اگر الحمد نہ پڑھی ہو تو نماز کو تمام کر ے اور اگر صرف الحمد پڑھی ہو تو زائد تکبیرین کہے اور قرأت بھی سورہ پڑھے کذا فی الظھیریۃ ولو نسی الامام فی القیام فکبر کما کبر فی الرکعۃ الاولیٰ فصار لاحقا بہ مسبوقا اور اگر مقتدی نے امام کو قیام میں پایا بعد تکبیر کہنے کے تو مقتدی اسی وقت تکبیر کہے جو اولیٰ نماز کے اسلوب کو دیکھتا ہو یعنی مسبوق اپنی نماز میں امام کا نہیں بلکہ اپنی نماز میں تو مقتدی ہیں تکبیریں کہے جس شمار پر جانے کہ امام نے کہی ہیں ولو سبق رکعۃ یقرء فیھا ثم یکبر للاولیٰ قبل الرکوع اگر ایک رکعت میں مسبوق ہو یا ہو تو جب اوسکو اوا کرے اول قرأت پڑھے پھر تکبیر کہے تاکہ تکبیریں پائے تو جانیں یعنی دوسری رکعت میں امام کے ساتھ بعد قرأت کے تکبیر کہی تھی اور اگر اپنی رکعت میں اول تکبیر کہہ چکا تو تکبیریں پائے ہو جائیں اور یہ امر صحابہ سے منقول نہیں کذا فی الظھیریۃ فلو لم یکبر حتی رکع الامام قال ابن مقاتل یکبر للقیام ویکبر للرکوع وعلیہ فی الرکوع والصحیح ان الرکوع حکم القیام فلا یأتی بالواجب اور اگر مقتدی نے تکبیر نہ کہی یہاں تک کہ امام نے رکوع کر لیا تو مقتدی کی تکبیر سے تو مقتدی قیام میں تکبیر نہ کہے بلکہ رکوع کرے اور رکوع میں تکبیر کہے صحیح قول پر اسلئے کہ رکوع کے لئے قیام کا حکم ہی تو واجب چیز کا ادا کرنا بہتر ہے مسنون ہی یعنی تکبیر واجب کا کہنا رکوع کی تسبیح مسنون سے اولیٰ ہے ھم اور جبکہ امام سے پہلے رکوع میں تکبیر کہہ چکا تو امام رکوع سے اٹھ لیگا تو اوسوقت رکوع میں نہ کہے کذا فی الظھیریۃ وان رفع الامام قبل ان یکبر فات الاداء یکبر فی الرکوع لانہ اتی بعض القیام وبہ کان یفتی الفقیہ ابو جعفر الھندوانی وھو اختیار شمس الائمۃ الحلوانی وان لم یرفع رأسہ حتی رفع الامام رأسہ فقد فاتتہ الرکعۃ ولا یکبر لانہ لا قیام لہ یدرک فیہ شیئا من التکبیر وھذا ظاھر جلی ہے کہ اسکی نماز فاسد نہیں ہوئی اسلئے کہ اتنا ہے کہ اسصورت میں ترک فرض ہوا واجب کیلئے اور وہ بھی محل صحت نماز کا نہیں تو رکوع میں یکبر فی الرکوع والا ولیٰ ان لا یرفع رأسہ ذلک الا اذا کبر ثلاثا ھم قولہ فی قول ابی حنیفۃ رحمہ اللہ الخ ان اخر الامام سنۃ فی عیدین اور اپنو دونوں باتھہ کا نوں تک اٹھاوے نماز نہ پڑھے تکبیرون میں اگرچہ اوسکا امام نہ بہدین کا مقتدہ ہو گر جبکہ زائد تکبیرین رکوع کی حالت میں کہی تو باتھہ نہ اٹھاوے یہی مذہب مختار پر ہے چنانچہ اور پر گذرا اسلئے کہ پڑھا وہ نو زائد کا سنت ہوا سے محل میں اصرف بدین بھی سنت ہو گر اوسکا محل نہیں تو جبکہ اوسکا محل ہوا سو اسکا اختیار کرنا اولیٰ ہو گیا انتے الظھیریۃ ولیس بین التکبیرۃ وبین القراءۃ دعاء مسنون ولا سکوت مسنون بل یکبر ثلاثا بین کل تکبیرتین مقدار ثلاث تسبیحات فی ثلاث کثیرۃ اعلام وتلثہ اور تین ہو عید کی تکبیرات کے درمیان نہیں کوئی ذکر مسنون اور اسلئے ان تکبیروں نہیں باتھہ لٹکائے کہ یہ بھی باتھہ باندھنا اوس قیام میں مسنون ہے جسمیں کوئی ذکر مسنون ہو اور جب ہے ہر دو تکبیروں میں مقدار تین بار سبحان اللہ کہنے کی شارح کہتا ہے کہ اتنا مقدار سکوت مختلف ہو گی بہت اور اوسکی قلت کے لحاظ سے یعنی اگر تین بار سے زیادہ کہے اور کم ہو تو کم اسلئے کہ مقصود یہ ہو گا کہ اشتباہ دور ہو جائے کذا فی المحیط وخطب بعد ھا جالسا یفتتح الخطبۃ بالحمد للہ فیھا صوابا ساء لترک السنۃ وما یسن فی الجمعۃ ویکرہ یسن فیھا ویکرہ اور خطبہ پڑھے بعد نماز عید کے دو خطبے اور زوہ

دو سنت ہیں پس اگر خطبہ پڑھا پہلے نماز کے تو درست ہے اور بہ کیا ارتکب کرنے مسنون کے اور جو کہ جمعہ میں مسنون اور مکروہ ہے وہی نماز عید میں مسنون اور مکروہ ہے ہم طحطاوی نے کہا کہ دو باتوں کا فرق ہے ایک یہ کہ تکبیر کہنا قبل خطبہ کے عید میں مسنون ہے اور جمعہ میں نہیں دوم یہ کہ بیٹھنا خطیب کا بیچ منبر جمعہ میں مسنون ہے اور عید میں نہیں والحاصل کما فی الدر المختار ثم یخطب خطبۃ جمعۃ ستیقناً بترکہ ویضع اثنتی عشرۃ خطبۃ فلو خطب قبلہا کرہ واعادہا اور خطبہ آٹھ ہیں بلکہ دس اور میں سنتیں کہ والحمد للہ کہنے سے شروع کرے اور اول خطبہ میں کہ دوم طلب باران کے خطبہ کو سوم خطبہ نکاح کو اور چاہئے کہ خطبہ ختم قرآن کا ایسا ہی ہو یعنی الحمد للہ سے شروع ہو اور میں نے اس کا حکم ہم نہیں دیکھا ہم شامی نے کہا کہ طلب باران میں صاحبین کے نزدیک خطبہ ہے اور کسوف میں بموجب ایک قول کے خطبہ ہوتا ہے شارح نے وش خطبتی بیان کے دیدا یا التکبیر فی حتی خطبۃ العیدان ولم یخطب الجمعۃ الا ان اللہ بدأ بالتکبیر فی التلبیۃ فکبر ستا فی الخطبۃ کذا فی محرابۃ فی البلیت اور شروع کرے امام اکبر کہنے سے ہاں خطبہ کو اور دو عید کے خطبہ کو اور جمعہ کے میں خطبوں کو مگر یہ کہ خطبہ کذا اور عرفہ میں ہو اور حسین اول تکبیر کہے ہر لبیک کہو ہر خط شروع کرے ہر ہدایہ کذا کہ ہر غرۃ ابو البلیت میں یعنی جو خطبہ سنی میں گیارہویں ذوالحجہ کو ہوتا ہے اور حسین لبیک نہ کہے کذا فی الطحطاوی ویکبر ان یستفتح الاولی بتسع تکبیرات تترک اثنتی ثلاث ساعات والثانیۃ لیست ھی الشنۃ والی تکبیر ولیہ من المبارکۃ ستا اور سنت یہ ہے کہ شروع کرے پہلے خطبہ کو نو بار اللہ اکبر ہم نے کہنے کے بعد اور دوسرے خطبہ کو سات بار کے بعد یہ سنت ہوا اور سنت ہے امام سے اور نے کے پیشتر جو وہ بار بار کہے واذا صعد علی الخطیب صعد ثلاثا اور منبر پر چڑھے تو خطبہ جیسے پیشتر بیٹھے ہماری نزدیک کذا فی المعراج اسلم کو بیٹھنا اذان کے ختم کے اتھا کے لیے ہو اور چونکہ عید میں اذان نہیں اسلم بیٹھنے کی حاجت نہیں کذا فی الشامی وذکر الشارح ان ھذا احکام صدقۃ الفطر فیعد ھا مما یتعلق بالعید لتعلقہا بالمصلی الذی فیہ یقع اکثر احکامہا علی ما ذکرہ الشارح اور خطبہ کرے لوگ کو جو عید کے خطبہ میں صدقہ فطر کے احکام کہ صدقہ ادا کیے جیسے ادا کیا ہو اور جیسے کہ لوگ کو عید کرے سے پیشتر کے جمعہ میں بھی احکام بتا دے کہ لوگ صدقہ فطر ادا کر لیں اور حسین احسان کو نہیں معرض نہیں دیکھا ہم شامی نے کہا کہ شارح نے اس مضمون کی حدیث باب صدقۃ الفطر میں بیان کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم عید فطر سے دو روز پیشتر ایک خطبہ پڑھتے اور آسین صدقہ فطر کے دینے کا حکم ارشاد فرماتے وھذا لان حاجۃ الیہ الا بالخطبۃ شرعت للمصلی اور یہ طریق حسین کی کو حاجت ہوا مام خطبہ جمعہ میں ادا کی تعلیم کر دے اسلم کو کہ خطبہ تعلیم ہی کے لیے مشروع ہوا ہو کذا یفہم ویدل لہ ان اللہ سمی ما فی لسان الناس اتفاقا الاحکام فی بیتہ الخیر وہ بالخیر فی حق المسلم صدقۃ واجبۃ علیہ کما ھنا علیہ وما فی لسان الناس اتفاقا علیہ ہو الفرض اور نہ نماز پڑھے عید کی تنہا اگر عید فوت ہو امام کے ساتھ اگر یہ فوت ہونا فساد کرنے سے ہو بالاتفاق صحیح ترقول میں جیسا کہ مذکور ہے ہر الرائق کے باب التیمم میں اور اسی مسئلہ میں ہیں تان یوجی حاتی سے کہ کوئی شخص ہو جو اچھو ذمہ کی نماز واجب کو فاسد کر دے اور اسپر قضا نہ ہو گر بلا عذر امام کے ساتھ نہ پڑھیگا تو لگتا ہوگا بہ سبب ترک واجب کے اور قول اصح کے مطابق قول امام ابو یوسف کا ہے کہ فاسد کر دینے سے قضا لازم ہے کذا فی الطحطاوی وقولہ الذی ھاب اما یا خرجعل لہا قولہ ذی عمد راجعۃ لمواضع کثیرۃ اتفاقا وان یجعل ربنا کالصحی اور اگر کسی ہو اوسکو جاوے دوسرا امام کے پاس تو پڑھا جاوے اور دوسرے کے ساتھ نماز عید پڑھے اسلم کہ نماز عید ایک شہر میں چند جگہ ادا کیجاتی ہے بالاتفاق پس اگر حاضر ہو یعنی دوسری جگہ جانے سے تو چار رکعتیں پڑھے بمثل نماز چاشت کے یعنی بہر رکعتیں عید کی قضا نہیں بلکہ جائز ہیں اور اسی لیے کہا کہ تکبیر ان نمازوں میں نہ کہے جیسے عید میں کہا کذا فی الشامی وذکر بعد ھذا الی الزوال ثم الظاہر انقطاع فوقتہا کما مر الخ کا وادا یقولون قضاء الادا کما سیجیء وکل الفصل فی قولہ ثم الظاہر الخ اور نہ ادا کیجا ہے نماز عید کسی عذر سے مثلاً بارش وغیرہ کسی دوسری روز کے زوال تک بغیر عذر اور زوال اور نہ آئندہ تینوں سے متفق ہے یعنی صرف عذر سے تاخیر

کیا ہو بلا عذر اور عصر زوال تک تاخیر ہو بعد زوال اور عصر دوسرے روز تک تاخیر درست ہوا اور اسکو پیش وقت نماز عید کا اور دوسرے دن بھی شامل ہوا
کے ہو اور دوسرے روز نماز عید قضا ہوگی نہ ادا چنانچہ انصحیہ میں مذکور ہوگا اور قہستانی نے دو قول نقل کئے ہیں ایک یہ کہ نماز دوسرے دن کی قضا ہوگی
دوم یہ کہ ادا ہوگی اور شاید منشا اسکا اختلاف ہو روایتوں کا کذا فی الطحطاوی و احکاما کما احکم لاضحی لکن هنا یحتمل ان الذی یوم الفطر
بلا عذر یوم الرکعۃ وبہ ای بالعذر یوم الفطر هنا فالمدار هنا فی الکراهۃ فی الفطر علی العذر فقد راحکام عذر نظیر کے مثل حکم عید قربان کے ہیں مگر بعض
اور صفت اور شرط میں دونو کیساں ہیں لیکن عید قربان کا تاخیر کرنا قربانی کے تیسرے دن تک یعنی بارہویں تاریخ کے زوال تک بدون عذر کے اسکے
ساتھ درست ہو اور عذر کے ساتھ بلا کراہت تاخیر جائز ہو تو عذر عید قربان میں کراہت کے دور کرنیکو مشروط ہوا اور عید فطر میں نماز کی صحت کے
لئے شرط ہو یعنی بدون عذر کے عید فطر کو دوسرے روز پڑھنا درست نہیں ویکبر جهرا لقنا فی الظهیریۃ قیل وهو الصحیح وعلیہ عمل الناس الیوم
لاوا بیست اور تکبیر کہے بلند آواز سے بالاتفاق درستہ میں اور ایک قول یہ ہو کہ عید گاہ میں بھی تکبیر پر ہے کوئی اور اس قول پر عمل ہو لوگوں کا آج یعنی
عید گاہ میں تکبیر کہتے ہیں اور ایک روایت یہ ہو کہ عید گاہ میں تکبیر کے جبتک امام نماز نہ پڑھ چکے بعد نماز کے تکبیر کا رکھو نہ تکبیر کہے گھر کے اس
یعنی مسنون درستہ میں ہے اگر میں اور بحر الرائق میں مذکور ہے اور کراہت کیوجہ کا بھی معلوم نہیں ہوئی کذا فی الطحطاوی ویعذب بالجهر کالاضحی
وان لم یتفق الاهم ولو کان لهم بکرة ای درستہ ہے کہ بجہاں نماز عید کی نماز جماعت سے پڑھی اگرچہ قربانی نکرو صحیح تر قول میں اور اگر کہا جائے تو
مکروہ تحریمی ہوگا ہم یعنی جن میں دوروز نہ کا اطلاق ہوا ہو انسی نماز کے بعد تک رکنا چاہیے کیونکہ صحابہ سے ہمارے متواتر میں کہ عید قربان کی صبح
کو لوگو کو کہا کرتے سوا ہم شہر خوار و کھو وہ ہو رہ کہ تم پر بھوکے رہنا ہے اور جو ہاتھی فید جو شاذ لحم لگائی تو اسکی متقضی ہوگی کہ شاید کہا نے میں
کراہت تحریمی ہے حالانکہ ایسا نہیں اسکو کسی بیان میں کہا ہے کہ اگر چاہو کھائے مگر مستحب ہے کہ نماز پڑھ چکنے تک نہ کھائے تاکہ قربانی میں سے کہا
لے کذا فی الشامی واعلم انہ یخفیہ وتکبیر التشریق والخطبۃ وتکبیر التشریق وخطبہ قربانی اور تکبیر ایام تشریق کو خطبہ میں ہم ضمیر مفعول ہم ہو اور
کسر ہمزہ قربانی کو کہتے ہیں اور تشریق کے معنی گوشت کو دھوپ میں ڈالنے کے ہیں چونکہ ایام ہم میں قربانی کا گوشت بہت مکھایا جاتا ہے اسلئے ان تین
تاریخ کے بعد ان ایام تشریق کہلاتے ہیں مطلب اوی نے کہا کہ چونکہ تکبیر عرفہ کی فجر سے شروع ہوتی ہے اسلئے عرفہ سے تشریق کے جمعہ میں اسکو احکام بتلانے
کرنے مناسب ہیں و وقوف الناس یوم عرفۃ وغیرها تنبیها بالاولی لیس لشئ هو ذکرة فقط الواجب الصلوٰۃ ومن واجبہ مستحبہ یعنی لا بأس
کشف رأس جائز بلا کراهۃ اتفاقا اور ننگا سر ہونا لوگوں کا عرفہ کے روز سوا اور عرفات کے دوسرے مشاعر عرفات میں ٹھہرنے والوں کو بھی عبادت نہیں شارح نے
کہا کہ شاید مگر ہو نفی کے یعنی تو عام ہم مگر ہم مسنون عبادت یعنی فرض اور واجب اور مستحب کو یعنی یہ مجھنا نہ چاہیے کہ فرض ہے واجب ہے دینا صاحب مستحب فائدہ دینا صاحب ہے
کا اور قول خصیب یہ ہو کہ یہ وقوف مستحب ہوا اسکا ذکر کیا ہو علامہ کیسکی نے اور باقانی نے کہا ہو کہ اگر لوگ جمع ہوں اس دن کی بزرگی اور عظمت
کے لئے بدون ٹھہرنے اور سر کھولنے کے تو درست ہی ہو لا کراہت بالاتفاق ہم شرح منیہ میں کہا کہ عرفہ کے شام کو جو لوگ جامع مسجد میں بشیر کے بار
کسی کا نہیں جمع ہوتے ہیں اہل عرفات کی مشابہت پیدا کرنے کو تو یہ اجتماع مکروہ ہے ان اگر اس روز طلب باران یا اور کسی مطلب کے لئے جمع ہوں تو مکروہ
نہیں اور منتقی القدیر میں کہا کہ اولی یہ ہو کہ یہ اجتماع اگرچہ بدون وقوف اور سر کھولنے کے ہو تب بھی مکروہ ہو تاکہ عوام کے عقیدہ میں کوئی خرابی پیدا
نہ ہو اور درمختار میں اسکو مکروہ لکھا ہو اور بحر الرائق میں کہا کہ ظاہر عبارت غایۃ البیان یہ ہے کہ یہ عمل مکروہ تحریمی ہے اور نہر الفائق میں ہے کہ
عبارت منیہ فقہاء کی ناطق ہیں کہ کراہت کو تو جمع ہوا اور دوسرا قول شاذ ہیں کذا فی الشامی ویجب تکبیر التشریق فی الاضحیۃ للرطبۃ وان غلبها
علیها بکون امته کالقائد العبید واجب ہے تکبیر تشریق یعنی جو قول میں اکیلا پڑھے اسکو امام جو پیچھے اور اگر زیادہ ہو اکیلا پڑھے تو واجب ہوگا قول اسکا ہم
اور اسکو عینی نے ہم اصح کا مقابل بتایا ہے کہ تکبیر سنت ہو اور امر تکبیر کا اس آیت میں ہو واذکروا اللہ فی ایام معدودات یعنی ذکر کرو اللہ کا گنتی کے

درمیں ایام صعود وآیام تشریق میں کہا فی الشامی صفحہ ۱۱ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر ولله الحمد اللہ اکبر وللہ الحمد اور تو عہد الخلیل تکبیر کی صیغت یوں کہا ہے اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد یہ کلمات منقول ہیں حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام سے ہم فضا یا اسکا قصہ یوں بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام جنت سے دنبہ حضرت اسماعیل کا لائے اور ڈبح کے کہیں حضرت ابراہیم جلدی کر کے اسکے ذبح نہ کر دیں تو یہ کہا اللہ اکبر اللہ اکبر جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت جبرئیل کو دیکھا تو یہ کہا لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اور جب حضرت اسماعیل کو حضرت موسیٰ مدینہ سے کی تو فرمایا اللہ اکبر وللہ الحمد کذا فی الطحطاوی والتعلیق الذبیح اسمعیل فی القاموس ابنہ الاصغر قال ومعناہ بالسریانیۃ ہذا رجل مجاہد یہ کہ وہ مرد مجاہد ہے حضرت اسمعیل علیہ السلام ہیں اور قاموس میں ہے کہ یہی قول صحیح ہے اور لفظ اسماعیل کے معنی عبرانی میں سمع اللہ ہیں یعنی اطاعت کرنیوالا اللہ تعالیٰ کا کام اسمیں اختلاف ہے کہ حکم ذبح کا حضرت اسحٰق علیہ السلام کی نسبت ہوا تھا یا حضرت اسمعیل علیہ السلام کی نسبت فقیہ ابو اللیث نے اسمیں دو کر کیا کہ فرمان وحدیث سے زیادہ مطابق یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اسمعیل ذبیح ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں یہ قصہ وذبح کے ارشاد فرمایا ہے کہ بیشارت دی ہم نے اسکو صفات معلوم ہوتا ہے کہ حکم ذبح کا حکم ہوا وہ اور حضرت اسحٰق پیدا ہوں اور حدیث میں وارد ہوا ہے کہ انا ابن الذبیحین یعنے میں بیٹا ہوں دو ذبیحوں کا کہ ایک آپکے باپ عبداللہ ہیں اور دوسرے جد امجد حضرت اسمعیل اور یہ الفاق ثابت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حضرت اسمعیل علیہ السلام کی نسل میں کذا فی الطحطاوی عقب کل فرض یعنی بلا فصل ایام التشریق ادی او قضی او تنفلا منفردا او مقتدیا او مسافرا او قضی مسافرا او مقتدیا مقیما ہر فرض نماز کے بعد کہ ادا کیا جائے یا قضا کیا جائے یا نفل پڑھنے والے کے پیچھے یا مسافر کے پیچھے یا مقیم کے پیچھے ادا کرنیوالے کے پیچھے یا قضا کرنیوالے کے پیچھے ہر حال میں ہو واجب ہے تکبیر تشریق ہر فرض نماز کے بعد کہ ادا کیا جائے یا قضا کیا جائے یا نفل پڑھنے والے کے پیچھے یا مسافر کے پیچھے ہر حال میں ہو واجب ہے تکبیر تشریق ہر فرض نماز کے بعد کہ ادا کیا جائے یا قضا کیا جائے یا نفل پڑھنے والے کے پیچھے یا مسافر کے پیچھے یا مقیم کے پیچھے ادا کرنیوالے کے پیچھے یا قضا کرنیوالے

سب شہروں اور کل زمانوں میں اسی پر عمل ہے اور یہی وہ دلیل قوی ہے جو کہ زائد طحطاوی و لا یأمن یکفر العید الا السلیمان تو امر ش ۱۲
قولہ یتابع علیہ الیتیمۃ اور کچھ مضایقہ نہیں تکبیر کا بعد نماز عید کے اسلئے کہ اسلمان ایسا ہی کرتے چلے آئے ہیں تو ضرور ہے کہ انکی پیروی کرنی اور اسی پر عمل رہے کے علماء کہ علماء کا اس بھی مستحب کو ترک ہو جانا ہے چنانچہ بحر الرائق میں بیان کیا ہے تو یہاں بھی مستحب کی جگہ مستعمل جاتا ہے اسلئے کہ اتباع ضروری ہے طحطاوی نے کہا کہ وہ واجب ہے عرض یہاں معنی اصطلاحی کے نہیں بلکہ یہ معنی کے اتباع ثابت ہوا اور بحر الرائق کے قول کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ واجب سے مراد اصطلاحی منہی ہیں ولا یتبع العامۃ من التکبیر والاستوفاء کما یأتی فی الاستسقاء وغیرہ فی صفۃ غیرہ اور اسمیں کوئی جواب تکبیر کہنے ہوا ہے کہ مراد عامہ سے عامۃ المصرۃ ناخذ

فرمایا ہو (مَا تَیَسَّرَ مِنْکُمْ) یا (کَمَا تَیَسَّرَ مِنْکُمْ) یعنی تم نشانیاں نہیں پہنچ کر پڑھنے کو بلکہ جدھر تم کو اسکی طاقت ہو بلا دین اور اوائل کی شرط رجوع کرنیں اور جب کسطرف رجوع سب سے زیادہ نمازی کی حالت میں ہی اور نمازی کی حدیث میں ہی کہ سورہ جم اور چاند کسی آدمی کی موت کو سبب نہیں کہنے بلکہ بھید و نوکھن خدا تعالیٰ کی نشانیاں ہیں جب تم انکو دیکھو تو اوٹھکر نماز پڑہو اور خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انکو پڑہا اور اس نماز پر امت کا اجماع بھی ہے کذا فی الطحطاوی (لِصَلٰوۃِ الْجُمُعَۃِ) یعنی نماز جمعہ کیواسطے (لِلْمُسْتَوِیْ وَفِی التَّرَاخِیْ کَالظُّہْرِ مِنْ حَیْثُ الْجَمَاعَۃُ لَا الْخُطْبَۃُ) یعنی نماز جمعہ سفر میں ظہر کیطرح ہی جماعت کی شرط ہی خطبہ کی شرط نہیں (وَلَا یَجُوْزُ اِلَّا فِی مِصْرٍ اَوْ فِیْ فِنَاءِ الْمِصْرِ) یعنی نماز جمعہ شہر میں اور شہر کے فناء میں جائز ہی (وَہُوَ مَا اتَّصَلَ بِبُنْیَانِ الْمِصْرِ) یعنی فناء شہر کا وہ حصہ ہی جو شہر سے متصل ہی (وَلَا یَجُوْزُ فِیْ الْقُرٰی) یعنی نماز جمعہ گاؤں میں جائز نہیں (وَلَا فِیْ الْبَرِّیَّۃِ) یعنی نماز جمعہ جنگل میں جائز نہیں (وَلَا فِیْ الْخِیَامِ) یعنی نماز جمعہ خیموں میں جائز نہیں (وَلَا فِیْ الْبُیُوْتِ) یعنی نماز جمعہ گھروں میں جائز نہیں (وَلَا فِیْ الْجَامِعِ الْکَبِیْرِ) یعنی نماز جمعہ جامع کبیر میں جائز نہیں (اِذَا کَانَ لِلْمِصْرِ جَوَامِعُ) یعنی جب شہر میں کئی جامع مسجدیں ہوں (اِلَّا فِی الْجَامِعِ الْاَوَّلِ) یعنی نماز جمعہ جامع اول میں جائز ہی (وَہُوَ الَّذِیْ بَنَاہُ الْاَوَّلُوْنَ) یعنی جامع اول وہ ہی جو پہلے لوگوں نے بنایا ہو (وَالْاَوَّلُ ہُوَ الَّذِیْ بَنَاہُ الصَّحَابَۃُ) یعنی پہلا وہ ہی جو صحابہ نے بنایا ہو (وَقِیْلَ الَّذِیْ بَنَاہُ الْاَوَّلُوْنَ) یعنی پہلا وہ ہی جو پہلے لوگوں نے بنایا ہو (وَہُو

لیلا وآخر الفرج العالیہ ونحو ذلک من الآیات المخوفۃ والاذان الصواعق والنار المکروہ الامکنۃ وزمن الامراض صنہ الدائم بوزم الطاعون اور قول ابن حجر دبا عظیم الحسنۃ وکالطوفان وباء وکالکسوف قیامۃ فالاشباہ اور جیسے نماز پڑھیں تنہا وقت سخت آندھی کے مطلق یعنی دیکھو ہوا رات کو اور وقت سخت تاریکی کے دن اور سخت روشنی ہو جانیکے رات کو اور وقت خوف غالب کے دشمن وغیرہ سے اور مثل انکی خوفناک حوادث کیوقت مثلاً زلزلوں اور طاعون جیلیوں کیوقت اور متواتر بہت اور مینہ کے برسنے کیوقت اور بیماریوں کی کثرت کیوقت اور اسی میں داخل ہے دعا کرنا بعد دو گانہ نماز کے واسطے دور ہونے طاعون کے اور ابن حجر کا یہ کہنا کہ یہ نماز بدعت ہے اس سے مراد بدعت حسنہ ہے اور جو طاعون ہو وہ وبا ہے اور اسکا عکس نہیں یعنی یہ نہیں کہ ہر وبا طاعون ہو اور اسکا پورا بیان اشباہ میں ہے ۱۲ طاعون ایک خاص مرض دبائی کا نام ہے اسلئے وبا عام ہے اور طاعون خاص اور مینہ اور برف میں دوام کی قید اسلئے لگائی کہ انکا دوام بلا ہے نہ رحمت وفی العینی صلوۃ الکسوف سنۃ اختیاری الاسلام وجہرھا وصلوۃ الخسوف حسنۃ وکذا البقیۃ اور عینی میں ہے کہ کسوف کی نماز سنت ہے اور سرا رمیں اختیار کیا ہے اوسکو واجب ہونے کو اور چاند گہن کی نماز جسکو یعنی اہل اسلام کے نزدیک مستحب ہے کذا فی الطحطاوی اور اسمیں باقی نمازیں آندھی وغیرہ کے اوقات میں جسمیں ہم نماز کسوف کے واجب ہونیکی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بصیغہ امر ارشاد فرمایا کہ جب تم کوئی چیز ان حوادث میں سے دیکھو تو نماز کیطرف التجا کیجاؤ اور فتح القدیر میں کہا کہ امر اس حدیث میں استحباب کے لئے ہے کذا فی الطحطاوی وفی الفتح واختلف فی استیناف صلوۃ الاستسقاء وقد اخرھا واللہ تعالیٰ اعلم اور فتح القدیر میں ہے کہ اختلاف کیا گیا ہے نماز استسقاء کے مسنون ہونے میں تو اسلئے مصنف نے اسکو پیچھے بیان کیا واللہ اعلم ۱۲

باب الاستسقاء

یعنی بیان ہے نماز استسقاء کے بسبب باب ہونے طلب باران کے ذکر میں ہم مناسبت اسکی نماز کسوف سے یہ ہے کہ دونو میں اجتماع لوگوں کا ہوتا ہے پھر استسقاء کے معنی لغت میں دو سرے سے پانی دینیکی درخواست ہے اور شریعت میں خشک سالی کی دیر تک عدم آسمانی سے مینہ کے طلب کرنے کو کہتے ہیں ایک خاص صورت پر اور وہ ایسے مقام میں شروع ہے جہاں جمعیلیں اور شہریں کھیتوں کے سینچنے اور چوپایوں کے پانی پلانے کو نہیں یا ہوں مگر کافی نہیں اور اگر کافی ہوں تو دعا کے لئے باہر نہ جائیں کذا فی الطحطاوی ھو دعاء واستغفار لامۃ السبب کرسالا لامطار استسقاء دعا ہے اور مغفرت چاہنی گناہوں سے اسلئے کہ درخواست مغفرت سبب ہے مینہ کے برسنیکا ہم یعنی امام کرسا ہو قبلہ رخ ہاتھ اٹھا کر دعا مانگے اور آدمی قبلہ کو پشت کر کے منہ موڑ کر آمین کہتے جائیں اور وہ ان الفاظ سے دعا کرے اللھم اسقنا غیثا مغیثا ھنیئا مریئا مریعا عاجلا غیر رائث نافعا غیر ضار سحا طبقا دائما اور جو الفاظ انکی مانند ہوں اور دعا آہستہ بھی کرے اور پکار کر بھی اور استغفار سبب ہے مینہ برسنیکا یعنی قرآن مجید میں ارشاد فرمایا فاستغفروا ربکم انہ کان غفارا یرسل السماء علیکم مدرارا (الآیۃ) یعنی مغفرت چاہو اپنے رب سے کہ وہ ہے بہت بخشنے والا بھیجیگا تم پر مینہ کثرت سے برسنے والا اس آیت میں استغفار کو سبب مینہ برسانیکا فرمایا کذا فی الطحطاوی بل احجاعہ مسنونۃ لہا جاءۃ وبلا خطبۃ وقالا الصلوۃ کالعید بل اکثر وازاد خلافا لطلب کرنا مینہ کا دعا ہے بدون جماعت مسنون کے بلکہ جماعت جائز ہے مکروہ اور بدون خطبہ کے امام اعظم کے نزدیک اور صاحبین نے فرمایا کہ دعا کیلئے ہی مثل عید کی یعنی امام دو گانہ نماز جہر سے بدون اذان اور تکبیر کے پڑھا دے پھر زمین پر کھڑا ہو کر تلوار یا عصا پر سہارا دے کر خطبہ پڑھے اور اکثر خطبہ استغفار ہو اور کیا تکبیر زائد اس دو گانہ میں کہی جسمیں خلاف ہے یعنی امام محمد سے مروی ہے کہ زائد تکبیریں بھی کہے اور مشہور روایت صاحبین سے یہ ہے کہ تکبیریں نہ کہے کذا فی الشامی ویحول قلب ردائہ الخ اور دعا جو بدون چادر بدلنے کے مجزا ہے امام محمد کے ہم یعنی امام اعظم کے نزدیک اور دعا کرنی کیطرح ارسخ عاجزی میں بھی چادر نہ بدلے اور امام محمد کے نزدیک چادر بدلے یعنی تہوڑا سا خطبہ پڑھکر چادر پلٹ دے اسطرح کہ داہنی طرف بائیں اور بائیں داہنی ہو جائے اسلئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے

ایسا ہی کیا تھا شیخ نے کہا کہ متقدمی امام مہدی کے قول پر ہے اور یہ جاری رہے امام مہدی متقدمی وبالجملہ فی ان کان الراجح ان ما
الکافر فلا یستجاب لہ الا بسبیل الدعاء وما دعا الکافر الا فی ضلال فی الآخرۃ مشہور جمیع اور دعا ہی یوں سلام
ہونے کافر فوتی کے اگرچہ قول راجح یہی ہو کہ دعا کافر کی کبھی قبول ہوتی ہو مگر علت عادت اور یہ جو ارشاد خداوندی ہو کہ نہیں ہو دعا
کافروں کی مگر بہکانا تو یہ آخرت میں ہو کذا فی شروح جمیع ہم اس امر میں اختلاف ہو کہ دعا کافر کی قبول ہوتی ہو یا نہیں تو بعض فقہا
نے کہا کہ مقبول نہیں ہوتی آیت نہ کورہ و صدر کی دلیل ہو اور بعض اسوجہ سے کہ کافر دعا خدا تعالیٰ سے نہیں مانگتا کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کو
پہچانتا ہی نہیں اور بعض فقہا نے کہا کہ وہ دعا مقبول ہوتی ہو چنانچہ شیطان نے جملہ باتیں اور ادسکی دعا مقبول ہوئی حالانکہ سب میں بڑا
کافر وہ ہے اور صدر شہید نے کہا کہ قنوتی سے ہو کہ وہ دعا کافر کی مقبول ہوتی ہو خصوص جبکہ مظلوم ہو چنانچہ حدیث میں ہو کہ مظلوم کی
دعا مقبول ہے اگرچہ وہ کافر ہو اور آیت کا جواب شارح نے دیا کہ وہ آخرت کی دعا ہی اسلئے کہ اس سے پہلے وہ ذکر والوں کا ذکر ہی کہ جب تم سے
نے کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو کہ ہمپر ایکدن عذاب ہلکا کر دے تو وہ کہیں گے کہ تمہارے پاس کیا پیغامبر نہیں آتا تھا جو تم کو بتلاتے
کیوں نہیں فرشتے کہیں گے کہ تو تم دعا مانگو اور نہیں ہے کافر فوتی دعا کر سکتا کذا فی الطحطاوی وان صلوا فرادی فجائز فی مشروعۃ
للمنفرد وقال اللقانی وغیرہا ظاہر الروایۃ کصلوٰۃ جماعۃ اور اگر سب لوگ تنہا نماز پڑھیں تو درست ہو کیونکہ نماز تنہا کے لئے مشروع ہی
اور تحفہ وغیرہ کا یہ کہنا کہ ظاہر روایت یہ ہے کہ استحبابا نماز نہیں کہ جماعت کے ساتھ نماز نہیں وھی ثلثۃ اثنان بالنیۃ او
لم یقل اکثر منہا استحبابا ویستحب للامام ان یأمرھم ویصلی ثلثۃ الیوم قبل الجمعۃ ویوم الجمعۃ قبل الزوال مشاۃ الی ثمانین
خمسۃ اعوام ومرتفعۃ متدانیۃ واربعون تسعون اثنین ورسمہ کہ ہر محلہ کے جماعین وہ کے لئے تین روز برابر اسلئے کہ زیادہ تین روز نہیں میں کی
دعا کے لئے اجابت ہو جانا مقبول نہیں ہوا اور مستحب ہے امام کو کہ باہر نکلنے سے پیشتر لوگوں کو تین دن روزہ رکھنے کا اور گنا ہوں سے خالص توبہ کرنیکا
حکم کرے پھر دو رکعت کے ساتھ نکلے بطریق کسب پیادہ یا پیادہ ہو سوار ہو کر یعنی جو تمہارے پاس ہو لگاوے ذلیلوں کی صورت بنائے فروتنی
اور عاجزی کرتے ہوئے گردن جھکائے ہوں ہم جنگل میں جانے کا حکم اس لوگوں کو ہی جو کہ مقابلہ درمیانہ مسجد اور بیت المقدس سے
باشندے ہوں ہوں کہ ایکوئی فضل مساجد میں جانیکا ہی اور تو یہ خالص ہی یہ غرض کہ حقوق حضار ہوں کیونکہ اور کوئی نہ تو ہیں
پیادہ لگائی ہوئی ہو کر کسکی حق زمین پر پڑے کذا فی الطحطاوی ویؤمرون بالصدقۃ وکل یوم قبل الزوال ویؤمرون بالتوبۃ ویستغفرون
للمسلمین ویستسقی بالمتضعفین والشیوخ والعجائز والصبیان ویمنعون الاطفال عن امہاتھم اور پیر رو زاپنے خلقے سے شیر مست مدت
دیوین اور از سر نو توبہ کریں اور مسلمانوں کے لئے دعا مغفرت کریں اور شیوخین اور بوڑھیوں اور بڑھیوں اور لڑکوں کے ذریعہ سے مغفرت
کی دعا کریں اور بچوں کو انکی ماؤں سے علیحدہ کریں غرض ان لوگوں کے ذریعہ کریں کہ جنکی دعا کو اللہ تعالیٰ رد نہ کرے وہ دعا مانگیں اور جواب
آمین کہیں کہ انکی دعا جلد مقبول ہوتی ہو چنانچہ بخاری کی حدیث میں ہو کہ مگدوں اور نقیر جو ملتی ہو تمہاری ضعیفوں کی بدولت ہی ملتی ہو اور
بچوں کو ماں سے جدا رکھنے میں یہ حکمت ہو کہ رونا اور فریاد زیادہ ہو تا کہ لوگوں کو رقت ہو اور اسکے سبب سے رحمت الٰہی زیادہ
جوش میں آوے کذا فی الشامی والطحطاوی ویستحب الدعاء بآیات الدعوات اور مستحب ہے باہر نکالنا جانوروں کا اسلئے کہ کبھی ہمیشہ انہیں
کے سبب سے عنایت ہوتا ہو چنانچہ اعرابی نے روایت کیا ہو کہ قحط سلیمان علیہ السلام لوگوں کے ساتھ میں کبھی دعا کو نہ دیکھا تو آپ نے
چیونٹی اپنی اٹھائیں آسمان کیطرف اشارہ کر کے فرمایا کہ لوٹ چلو کہ تمہاری دعا اس چیونٹی کی جہت سے مقبول ہوئی کذا فی الطحطاوی
والاول الخروج الامام بہم ان خرجوا اذنوا ویعیدون جہارا ویہنئون بعضہم بعضا امام کا لوگوں کے ساتھ اور اگر لوگ مکلفین امام کی اجازت
سے یا بدون اوسکی اجازت کے سب بھی درست ہی لیجتمعوا فی المسجد بکلہ وبیت العبد ان لم یدخلہ الا ہو بکلہ او لبضعۃ منہم ہو یوں

مسجد الحرام میں کہ منظور میں اور مسجد المقدس میں اور مدینہ منورہ کو ذکر نہیں کیا کہ وہاں کے لوگ مسجد شریف میں جمع ہوں شاید اس مسجد کے تنگ ہونے کی وجہ سے ذکر نہیں ہوگا ہم شامی نے کہا کہ یہ وجہ کافی نہیں اسلئے کہ باشندہ مدینہ منورہ کے امام جمعہ کے فاضلات سے زیادہ نہیں کہ اوزگی گنجائش ہو جاتی اور باستثنا وزگی ہونا اسلئے ضرور ہوگا کہ دعا باران مسجد مبارک میں سرور کائنات صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص کیجاتی جیسا کہ ہر حادثہ کے لئے دعا آپکے مشاہد و مین کیجاتی ہے اور چوپایوں کو ان مساجد کے دروازہ پر نہ پھرانا کیا جاوے ان دام المطر حتی اصیر فلا یاسن بالدعاء جسمہ درصحیحین یعنی اگر مینہ کی جھڑی لگے یہانتک کہ نقصان کرنے والا ہو مضائقہ نہیں دعا کرنے کا اوسکے بند ہونے اور ایسی جگہ نہ صرف ہونے کیواسطے جہاں مینہ ہو ہم یعنی یوں دعا کرے کہ الٰہی یہ جہاں مینہ کا برسنا مفید ہو وہاں برسا اور جہاں سے اوسکو ہٹانے وان سقوا قیل حوجھم اللہ تعالیٰ اور اگر اسکا برسنا سے بیشتر اوگر کلو مینہ غایت ہو تو مستحب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے شکر کے لئے باہر نکلیں یعنی جب قبل سوال کے مطلب پورا ہو گیا تو ایسے انعام کا شکر بجا لانا مستحب ہے کہ باہر نکلکر دعا کریں تاکہ مینہ خاطر خواہ برسنے کہ اتمی الشامی ملتقطا

باب صلوٰۃ الخوف

یعنی باب ہے نماز خوف کے بیان میں ہم اسکی مناسبت نماز استسقا سے یہ ہے کہ دو خوف کے وقت ہوتے ہیں من اضافۃ الشیٔ لشرطہ اضافت صلوٰۃ کی خوف کیطرف چونکہ اضافت ہوئی شرط کیطرف یعنی خوف شرط ہوا اس نماز کی ہم یعقوبی نے خوف کو سبب قرار دیا ہوا کہا ہم کہ اضافت مسبب کی ہو طرف سبب کے شامی نے کہا کہ بظاہر خوف نماز کا سبب ہے اور دشمن کا موجود ہونا شرط ہو اگر چہ خوف سبب ہو مراد دشمن کا ہونا ہو تو یہ اضافت شرط کیطرف ہوا اگر خوف کے حقیقی معنی مراد ہوں تو اضافت سبب کیطرف ہوگی جائز ہے ان صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ علیہ السلام علیہا وعلیٰ آلہ واصحابہ وعلینا معہم یا اللہ تعالیٰ خلافا للثانی شرط حسن ہے یعنی افضل اعلیٰ حالتہ مان خلافۃ اما دوا ان وسع وحبسہ مطہم فرض ہو اگر امام خوف کے وقت کافی جمع الاھل والمال کثیر فلیحفظ قلت وبہ یفتی شرح الیلبی للعینی انہ لیس بشرط الا عند البعض صلوٰۃ التھام الرکعۃ نماز خوف کی جائز ہے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عراقین کے نزدیک یعنی امام اعظم ابو حنیفہ اور محمد کے بخلاف امام ابو یوسف کے کہ انکے نزدیک جائز نہیں ہو جیسے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمچو شرعیت کے ثواب حاصل کرنیکو یہ نماز مشروع ہوئی تھی بعد آپکے یہ بات جاتی رہی جواب اوسکا اذا کرنا جائز نہ ہوگا اذا طرطین فرماتے ہیں کہ صحابہ نے آپکے بعد اس نماز کو پڑھا ہو اسلئے جائز ہے بشرط موجود ہونے دشمن کے یقینا یا موجود ہونے درندہ یا آگ دغیرہ اور اسکی مثل اور چوروں کے مثلا آتش زدگی وغیرہ کے شارح نے کہا کہ یقینا کی قید بھی اسلئے لگائی کہ اگر لوگ دشمن کا موجود ہونا خیال کرکے پڑھیں گے پھر اوسکے خلاف ظاہر ہوگا بھی دشمن موجود نہ نکلیگا تو نماز اوسکو لوٹانی پڑیگی اور درست ہے کہ بعد نماز جنازہ وقت جائز ہو جیانچہ مجمع الانہر میں ہے اور درمیہ قید میں نے اور دنکے کلام میں نہیں دیکھی تو اس قید کو یاد رکھنا چاہیے پھر میں نے عینی کی شرح بخاری میں دیکھا کہ وقت کا نکلنے کے قریب ہونا اس نماز کی شرط نہیں مگر بعض کے نزدیک جبکہ ڈرائی اور قتال ہو ہم شارح نے عینی کا قول نقل کرکے بیان کر دیا کہ مجمع الانہر کی روایت پر عمل کرنا چاہیئے اسلئے کہ وہ بعض کا قول ہے کذا فی الشامی فیصلی الامام طائفۃ بازاء العدو ویصلی بالطائفۃ الاخری رکعۃ فی الثنائی وصفۃ الجمعۃ رکعتین فی غیرہ ازوما وذھبت طائفۃ الی جواز الاکتفاء بواحدۃ فی الجمعۃ والعید ثم تقضی کل طائفۃ ما فاتھا علی ترتیب صلوٰۃ امامھا ویسلم ولا یسلم الذاھبون بل ینتظرون الطائفۃ الاخری ویتابعونھم بقراءۃ الامام ویسلمون بسلامہ فتحرز کل طائفۃ الاخری ولکنھم یصلون بقراءۃ الامام کما ھو مستفاد من کلام الزیلعی وغیرہ ان کرے امام ایک ٹولی مثلاً دشمن کے مقابل اوسکو پڑھائے اور دو رکعت نماز پڑھا دے دوسری ٹولی کو مثلاً جو ایک رکعت دو رکعت والی نماز دشمن اور آسمین داخل ہی جمعہ اور عید اور دو رکعتین پڑھائے اور غیر ثنائی میں بلند جہر

کہ یعنی اگر ایک پڑا ہوا تو نماز فاسد ہو جاتی ہے جب تو ٹی دشمن کے ساتھ تین بیس دو سو سجدہ کے ایک رکعت پڑھ سکی
سہ تین ایسے التحیات کے دو رکعتوں کے پڑھتے ہیں اور اگر ہم ٹولی پس اور کہ امام نہ پڑا ہو باقی نماز یعنی حتی نماز رکعتوں ہو وہ
اس ٹولی کے ساتھ پڑھکر امام اپنا سلام پھیرے بعد قصد و اخبر کے پھیرے ٹولی دشمن کے ساتھی جائے یہ استحباب یعنی اگر نہیں امام اپنی
جگہ بیٹھا رہے تو بھی درست ہے اور اگر ہے جب ٹولی اپنی نماز پوری کریں وہ دان قرارت کے لیے لگر کہ نہ تلاش ہیں اور لاحق کا
حکم مقتدی کا سا ہے اور سلام ہیں ہیں پھرے اگر ٹولی کہ ہو اور اپنی لیکہ نماز تمام کریں قرارت کے ساتھ سلام کرکے دو سجدوں ہیں اور سجود
اور بیٹھنے کا ایک حال ہو ہم صلوۃ خوف کی کیفیت ہیں ہمارا کا اختلاف ہوا مصنفی ہیں ہے کہ جائز ہر کیفیت سے ہو مگر اضلاف احسن ہو مگر
ہر کیفیت سے اور زمان مجتبہ ہیں جو کیفیت پڑھ کر ہے اس سے زیادہ اور قریب نہ ہو صورت ہو مان نے ہو کہ دی اور دور کر تو کی نماز ہیں سفر کی
نماز بھی جو اہل صد کے اور صد کی قید سے شارح نے لگائی کہ اگر صلوۃ خوف پڑھ نہیں محصر نہیں واجب ہیں بھی ہوتی ہے کما فی الشامی
مطلوبی نے کہا کہ اگر دشمن القرض قبلہ کی طرف ہو تب بھی اس نماز ہیں کچھ فرق ہوگا اسطرح دشمن کے مقابل کی ٹولی اگر قبلہ کی طرف
پشت کیے ہو تو پھر حرج نہ ہوگا اور دشمن کے مقابل جانا یا وہ سے ہے اگر سوار ہو کر جائیگے تو نماز باطل ہو جائیگی وھذا ان تیا ضی فی
الصلوۃ خلف الامام الا فالافضل الصلوۃ بکل طائفۃ اماما ہم ہر ہر نماز ہیں کیونکہ ہر ایک مقتدی کی ایک ہی امام کے پیچھے
نماز ہے ہیں جگہ اگر ہیں فضل ہے کہ ہر ٹولی علیحدہ امام کے پیچھے نماز پڑھے ہم یعنی ایک ٹولی دشمن کے مقابل ہو اور ایک امام کے
ساتھ نماز پڑھے جب امام فارغ ہو لے تو یہ ٹولی دشمن کے سامنے چلی جائے اور دوسری ٹولی کے لیے امام کھڑا رہے اپنے کی
کہ وہ آکر نماز پڑھ لیں اور اگر وقت اتنا ہو کہ دوسری صورت ہو جاوے تو دو رکعت ہی کفایت ہیں ہیں کما فی البنایہ وان شئت قلت ہو اصل الرابع فیقول
فان کان علی الاتمام ع یقال للامام فیصلی الاخیر الجمعۃ ثم یقضی الباقی ان شاء وان شاء صلی مع الامام الجمعۃ ثم یصلی الظہر اربعا
آنے ہی ہو نماز ہیں حالت سوار ہی ہیں نماز رکوع اور سجدہ کے اشارہ کرکے جس طرف کو ان ہو سکے اسی صورت کے شام دے کما مر
شوس کہ امام کے پیچھے سوار ہو جاوے یہ نہ ہو سکا اقتدا امام کے پیچھے ہم ہو گا اسے اتمام کے وصفت تشہی الخیر او صلاۃ
وقت صلوۃ خوف کی مطلقا وقال الشافعی لا تصلی صلوۃ خوف بعد وقت ہیں نماز ادا ہو جانی چاہیے یعنی خوف دشمن کے ساتھ ہے
کہ خوف سوار ہو جانے سے ہو جاوے اور نماز ادا ہو گی سوار ہو کے ہم مطلق یعنی خواہ صف ہیں ہو یا دو ہیں ہو طلب کیا اور قال
ہوئی ہیں کشت و خون کی صورت ہو یا نہ ہو کیونکہ ہو سکتا ہے کہ تیر جلانے سے ہو فائدہ ہو تو گی کہ یہ عمل قلیل ہوا اور گھوڑے پر بیٹھنا اور بہت دیر تک چلنا بہت
ہیں ہو جاتا ہے فاسد ہو جاتی ہم کہا ہے ہی نے کہ تیر جلانے کا عمل قلیل ہوا مسلم نہیں کیونکہ خود ہی اس کو دیکھا ہے جاتا ہے کہ نماز میں
پڑھا والسیاق فی البحر ان امکنہ ان یرکب ویصلی اتمہا صلی بالایماء والا اخر کصلوۃ الماشی والسائق فصلی ویترک السائق
اور نہ ترک نے والا اور یا ہیں اگر ایسا ممکن ہو کہ اترے اور اتمام کرے بہت ہو تو اتمام پڑھے اشارہ سے کرے اور نہ نماز ہیں ہو گی جیسے نماز پیادہ و پیدل
والی اور سوار والی کی جبکہ باہم ایسا ہو کہ ایکی نماز کے ہم ہیں ہو ہم یعنی ہم ہیں ہو ہم یعنی ہم ہیں ہو ہم یعنی

شمس کے لوگ جو اپنے سفر کی جہت سے گناہگار ہوجاتے ہیں اور اس بنا پر خارجوت یا غوطہ نسبت دیتے ہوگی ہم یعنی جس شخص کا نقص سفر سبب ہوجسیم رہنے اور لغات کے لئے سفر کرنا تو اسکی صلوٰۃ قصر ہوتی جائز نہیں کذا فی الشامی صحۃ انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام صلاھا فی اسفارہ ذات الرقاع وبطن نخل بضمتین وقع تمامت ہوا ہو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام خوت چار مقام پر پڑھی اول غزوہ ذات الرقاع دوم بطن نخل سوم غزوہ عسفان چہارم غزوہ ذی قرد نہیں ہم ذات الرقاع کے معنی پیوندوں والا اس غزوہ کا نام ذات الرقاع اسلئے ہوا کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری سے بخاری میں روایت ہو کہ ہمارے پاؤں زخمی ہوگئے تھے میرے پاؤں زخمی ہوگئے تھے تو ہم پاؤں پر چیتھڑے لپیٹے تھا اس سبب سے اسکو ذات الرقاع کہا ہے غزوہ بدر کی سال پھر یہی غزوہ خندق ہوئی ہوا تھا اور بطن نخل ایک جگہ کا نام ہو اور عسفان برزون عثمان مکہ سے دو منزل کی مسافت ہے اور ذی قرد نقیع قاف وراء وجہ دال مہملہ ایک مقام ہو مدینہ کے قریب اس غزوہ کو غزوہ غابہ بھی کہتے ہیں یہ غزوہ بمقام نجد ہیں ہوا خطابی نے کہا کہ اھل الفتاح میں خاوی یہی نام منقول ہو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام خوت چوتھے حصہ پڑھی اور شارح مقام کہتا ہو تو یا یہ مراد ہو کہ جار یا غزوہ نہیں القاض ہوا اور نہیں دوسرے مقامہ نہیں یا یہ کہ ان مقامہ میں چوتھے حصہ خاوی خوت کی پڑھیں واللہ اعلم۔

باب صلوٰۃ الجنازۃ

یہ باب ہو جنازہ کی نماز اور اسکے لواحق کے ذکر میں ہم مناسبت اسکی ماقبل سے یہ ہو کہ خوت رقائل کبھی لوست خوت کی پہنچتا ہے نہیں اور اسکو پہچان لیا ہوگا کہ یہ ہمارا مرنا ہو تو ہم کو نماز جنازہ نہیں کیونکہ طاروع اسپر سجدہ اور اذان وتکبیر کے ہوتی ہو اور سنا ہے کہ یہ ہمارا مرنا ہی کے حق حال کو متعلق ہو کذا فی الطحطاوی من اضافۃ الشیٔ الی سببہ نماز کی اضافت جنازہ کیطرف چونکی اسکے ہوتا ہو سبب کیطرف یعنی بہت سبب ہوا اس نماز کا رفع بالفعل یہ بالکسر الرفع وقتل الفتال بالکسر جنازہ بفتح جیم مرد کو کہتے ہیں اور اسکسر جیم چارپائی یا تابوت جس پر مردہ ہوتا ہو اور جیم کو فتحہ بھی کہتے ہیں اور ایک قول یہ ہو کہ بفتح اور کسر دونوں مرد کو کہتے ہیں کذا فی الشامی والموت صفۃ وجودیۃ خلافا لمن قال عدمیۃ وقیل عدمیۃ وحدت ایک کیفیت وجودی ہو جیدا ہوئی ہے زندگی کے مقابل اور ایک قول یہ ہو کہ کیفیت عدمی ہو ہم موت میں خلاف ہو کہ وجودی ہو جسے یا عدمی ہو وجودی کہنے ہیں اوپکی دلیل یہ ہو ارشاد خداوندی ہو خلق الموت والحیوٰۃ یعنی پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے موت اور حیات کو موجود کہنا اگر ایک چیز کا موجود کرنا ہی اسکے معدوم ہونا کو موت وجودی چاہیے اور اسکین اور حیات ہیں مقابلہ ضدین کا ہو کہ دو نوجیہ نہیں ہوسکتیں اور جو لوگ عدمی کہتے ہیں اوپکی دلیل یہ ہو کہ زندہ جو ہے موادحیات کو موت کہ سکتا ہو تو عدمی ہوئی اور انہیں مقابلہ عدم اور ملکہ کا ہو اور اکثر محققین نے دوسرے قول کو یعنی عدمی ہونے کو اختیار کیا ہو اور آیت کے معنی یہ ہو کہ یوں کہ مقدر کیا موت اور حیات کو کذا فی الشامی حجۃ الحصر حال اضافۃ اسم فاعل مضاف الی مفعولہ وھو ضمیر المخاطبین والمراد بالنفس النفس الناطقۃ یعنی ہر جاندار وشخص جو مرنیوالا ہو فعلیہ کیطرف جو مرنا ہو پہنچنا ہو شارح نے کہا کہ علامات موت کے قریب ہونیکی یہ ہو کہ پانی اور کھانے کی طرف سے جیلے ہوجاتے ہیں نگاہ کا اٹھانا ہو اور اوکن پیشان اور کو دھسنا ہیں ہم غلطی ہوئی ہے کہا کہ مختصر یہ ہم منعول ہو یعنی ہم پر موت حاضر ہوئی یا فرشتہ موت کے آموجود ہوئے وجازا لاستغناء علی الظھور وقد ماء والبھار مولمعتاد وفی زمانتا بالکس ہر فرد اسلہ قلیلا لیتوجہ للقبلۃ وقیل لوصعہ کما یتوجہ الاصح وھو والمیتۃ زان شق صلبہ وذلک علی الراجح کالاجنۃ صحیح اور جائز ہو تیمم لئے نماز پڑھنا اور مصدر ہیں کہ وہ تو پانی دوسری قبلہ کیجانب ہوں اور یہی صورت راجح ہو جاڑی زمانہ میں لیکن اوسکا سر شمال سا تو ہمارا دیا جاوے ناکہ جانب قبلہ کی حالانکہ مردہ جاتے آسمان کیطرف نہ ہو اور ایک قول یہ ہو کہ منہ قبلہ کیطرف کردیا جاوے جسطرح میں کی صحیح قول کے موجب یعنی داہنی کروٹ پر یا بائیں پر یا چت لٹانے سے اور سیطرح منہ قبلہ کیطرف کردیا جاوے تصحیح کی ہو اس قول کی بیتنے میں اور اگر قبلہ رخ کرینیں اوسکو خلیت ہوتا اوپنے حال پر چھوڑ

قبل وجوبا بان الشہادتین لا تقبلان الا بعد الشہادۃ بصدق النبی ﷺ او یکتفی بالاقرار بالاسلام
وجب ذکر شہادتین علی عزم ہو کہ بیشتر اسلام کو اول شہادت بدون دوسری کے مقبول نہیں ہم تلقین کے معنی سمجھانے کے ہیں
انسان ہم مولوی کے مرنے کے پاس آکر اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و اشہد ان محمدا رسول اللہ اسی طرح پڑھا جائے کہ وہی آواز مسلمان سنے
کلمات طیبات سو جاری ہو یا دوسرا کوئی کہلا جائے کہ ان کلمات کے درمیان کرلا اور بسطرح یاد دلایا جائے اور سمجھا دیا جائے
تک ہو کہ جان حلق میں آئی ہو روح اسوقت شہادتین کو نہ بول سکے گا شاید اسی کے قبول کیا کہ تلقین کا اتفاق سب کے اوپر
کسی کو واجب کہا جائے وہ مجاز اکہدیا ہے اور بعض فقہا نے کہا ہے کہ صرف لا الٰہ الا اللہ کی تلقین کی جائے ہدایہ میں ہو کہ جب کلام
کلام لا الٰہ الا اللہ ہو گا وہ جنت میں داخل ہو گا اسلئے شارح نے کہا محمد رسول اللہ کی تلقین بھی چاہیئے کہ صرف توحید کا اقرار بدون اقرار
رسالت کے مقبول نہیں مطلق وہی نے کہا کہ جسکو تعلیم کافر کے حق میں ہو مسلمان کے لئے اقرار توحید کافی ہو اختلفت فی قبول توبۃ الیاس
والخلاف فی قبول توبتہ لا یمانہ والفرق فی البزازیۃ وغیرہا اور جان کندنی کیوقت کی توبہ مقبول ہونیمیں اختلاف ہوا اور مختار یہ ہو کہ اسکی توبہ
قبول ہوتی ہو اور ایمان قبول نہیں ہوتا اور فرق بزازیہ وغیرہا میں مرقوم ہو ہم جان کندنی کی حالت میں ایمان قبول الاقوال مقبول نہیں ہوتا
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو (فَلَمْ یَکُ یَنْفَعُہُمْ اِیْمَانُہُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا) اور توبہ کے قبول اور عدم قبول میں اختلاف ہی مختار یہی ہو کہ توبہ مقبول
ہوتی ہو اسلئے کہ قرآن مجید میں ارشاد ہو (وَھُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَۃَ عَنْ عِبَادِہٖ) اس آیت میں قبول توبہ کو مطلق فرمایا اور الوداؤد کی حدیث میں
بھی مطلق مذکور ہو جسا پیچھے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بندہ کی توبہ قبول کرتا رہیگا جبتک کہ جان حلق میں حرغرغرہ نہ کرے فانی الشامی مختصراً
غیر ایسا بھما اشار الیہ بقولہ واذا قالہا مرۃ کفی الا اذا علم منہ انکار بعد ذلک او اخر کلامہ لا الٰہ الا اللہ ہو یعنی تلقین کیا جائے بدون حکم کرنے کے
اور اسکو شہادتین کا انکار دل سے کرنا ہو یعنی تلقین میں اسکو امر نہ کریں کہ یوں کہہ تاکہ وہ انکار نہ کرے اور جب وہ انکار نہ کرے تو کہہ چکے تو
کافی ہو اور دوبارہ تلقین نہ کیا جائے جبتک کہ اور کلام نہ بولے تاکہ آخر کلام اسکا لا الٰہ الا اللہ ہو یعنی اگر وہ اور کلام بیہودہ بکے تو پھر
تلقین چاہیئے تاکہ آخر کلام ہو دوسری بات وعدہ وفا (لَیْسَ وَعْدًا وَّعَدَہٗ) اور سچ ہو سو ایسے ناس سورہ یٰس اور سورہ فاتحہ پڑھنا
یعنی اسلئے کہ ان کے پڑھنے کا حکم حدیث میں آیا ہو اور سورہ رعد اسوجہ سے حضرت جابر نے فرمایا کہ اس سے جان کا نکلنا آسان ہوتا ہو کذا
فی الشامی (وَلَا یُلَقَّنُ بَعْدَ مَا یُحْکَمُ بِاِسْلَامِہٖ وَاِنْ قَالَ یَنْوِیْ عَوْدَہٗ) اور تلقین کیا جائے بعد دفن کرنے کے اور اگر کوئی تلقین کی منع کیا جائے
مین آیا ہو کہ لقمۂ آموختہ کم بیٹھے تلقین کرنے والے مرد سے تو بعض محققین نے یہ حدیث موت معنوی پر حمل کی کہ تلقین میت سے کے حاضرین کی ہو
اور بعض نے بمقتضائے ظاہر اب (اِذَا کَفَّنْتُمُ الْمَیِّتَ) یعنی تم تلقین نہ سنا کرو تلقین کرنا جائز ہے کذا فی الخیر الرملی میں عبد کلام طویل کے کہا کہ
تلقین بعد دفن کے کچھ ضرر نہیں بلکہ اس سے فائدہ ہو کہ مردہ کو ذکر سے اس ہوتا ہی جسا کہ آثار میں وارد ہو حاصل وہی ہے کہ جسا کہ ظاہر روایات یہ ہو
کہ تلقین کو کبھی دوام فی الجملہ ہو اسلئے مشروع ہو ہم جو کہتے ہیں کہ تلقین مستحب ہو اسکا یہ مطلب نہیں ہو کہ ہمیشہ ہو بلکہ کبھی ہو کبھی نہ ہو
کو تلقین میں زندہ کرنا ہو جسا کہ احادیث میں وارد ہو کذا فی الطحطاوی (وَیُکْنٰی وَلَا یُسَمّٰی اَبَا فُلَانٍ اِلَّا اِنْ کَانَ لَہٗ اَوْ لَہَا کُنْیَۃٌ عَلَیْہِ فَاَوْ لَیْسَ لَہٗ اَوْ لَہَا
وَلَا اِسْلَامَ وَمَا بَعْدَہٗ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَاَنْ لَّمْ یَعْرِفْ اَبَاہُ قَالَ یُنْسَبُ اِلٰی اَدَمَ رَجَعَ اِلَیْہِ کَافِی ہو جسا کہ اگر اسکے باپ کو
فلاں ابن فلاں کے نہیں پکارا کرتا ہو تو مگر جبتک زندہ رہا ہو اسکو اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ ﷺ کہہ کر پکارا کرے اور جب فرشتے سوال کرینگے تو یوں
کہیگا کہ میں راضی ہوا اس سے کہ اللہ میرا رب اور اسلام میرا دین اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم میرے نبی ہیں یعنی یہ کہے کہ جب یا رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم اگر مردہ کا نام معلوم نہ ہو تو اسے مخاطب کیا جاوے فرمایا اور حوا علیہا السلام کو یا مطر یعنی مرد ہو تو یوں کہنا چاہیئے اسی طرح

بیٹے اور عورت ہو تو یوں کہو ہی تو اگلی بیٹی دمس ان الحی یلقن والا یحتاج ان الانبیاء علیہم السلام لا یسالون کما الملائکۃ اللہ تعالیٰ اعلم ۔ وقد تقدم ادام اللہ تعالیٰ فی اطفال المشرکین فیما یحکم لھم فی الدنیا اور جو شخص کہ قبر میں سوال کیا جانا مناسب نہیں سمجھتا کیونکہ انبیاء اور صحیح یہ ہے کہ انبیا علیہم السلام سے سوال نہیں ہوتا اور نہ مرحومین کے بچوں کی سے اور توقف فرمایا ہے امام اظہر نے مشرکین کے بچوں کے بارے میں کہ ان سے سوال ہوتا ہے یا نہیں اور وہ روز حشر میں ہیں گے یا ثابت ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ جنت والوں کے خادم ہونگے ہم جن لوگوں سے سوال ہوگا وہ یہ ہیں انبیا اور شہید اور غازی اور متصدق اور بچے اور جو شخص روز جمعہ یا اسکی شب میں مرے اور جو شخص ہر شب سورہ ملک پڑھے اور اطفال مشرکین میں اخبار کے تعارض کے باعث قول صحیح یہی ہے کہ آگا صاما اللہ تعالیٰ کی مشیت پر سپرد کرنا چاہیئے کیونکہ حدیث صحیح میں ہے کہ اللہ تعالیٰ زیادہ جاننا ہے جو کچھ اطفال مشرکین عمل کرتے کما فی الشامی دیگر یتقی الموت وتمامہ فی اللھو رسیبی فی الخطر اور کتب حدیث تمنا کی موت کی بیسفے صدقات وغیرہ سے ثابت ہوکر یہ تمنا مکروہ کہ موت مرجاؤں اور اسکا پرایا میں نہر الفائق میں ہوا اور کتاب الحظر والاباحۃ میں آگا اور یہاں صم نہر الفائق میں کہا ہی مگر اگر بھروسی موت مانگو تو یوں دعا کرے الٰہی مجکو زندہ رکھ جبتک کہ زندگی میرے حق میں بہتر ہو اور مجکو موت دے جبوقت کہ موت میرے حق میں بہتر ہو کما فی الشامی الطحطاوی لفظ فی الحظر اکثر منھن خیرا لھن ومنھا فھو منہ یکرہ تمنی الموت لضر نزل بہ فی حیاتہ وبقائہا مما یعلم منہ تمنی الموت لامر دنیوی الا ان یقول اللھم احینی ما کانت الحیوۃ خیرا لی وتوفنی اذا کانت الوفاۃ خیرا لی اھ ۔ وقال ذو الاعتقاد لیس الاختیار ایھما خیر وزوال عقلہ قبل اسلامہ ذکرہ فی الکمال اور جو الفاظ کفر کے سمیت سو مان کہتی ہیں سو زبان اوکو کہو اور اوسکے حق میں مغفرت مانگنی چاہیئے اور اوسکے ساتھ مسلمانوں کے مردوں کا سا معاملہ کرنا چاہیئے یعنی اسوقت کے کفریہ الفاظ کہنے سے وا سکو کافر نہ کہا جائیگا اس خیال سے کہ وہ اپنی عقل کے زائل ہونیکی حالت میں ہے اور اسی حالت میں مجنون فقہائے اختیار کیا ہے بہت کی عقل کا جانا رہنا اوسکی موت سے پیشتر دیکھا ہے اوسکو کمال الدین محقق نے فتح میں یہی اس جہت سے عقل کا زائل ہونا پسند کیا ہے کہ ایسا نہو کہ مرنیکے درسو سے بشیطان کے دھوکے سے کلمات کفر قصداً بکنے لگے اور خاتمہ کفر پر ہو تو اگر اس وقت میں عقل نہونیکا حکم کیا جائیگا تو ان کلمات سو کا کافر نہو گا کذا فی الشامی فاذا مات قتل فی المعرکۃ حتف انفہ بالموت فقط ۔ واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ وسلم علی رسول اللہ الاحد نستعین علیہ امورنا کلھا ونسئلہ ان یجعل فرج امتہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بالفرج القریب ونشفی صدورھم بالنصر المبین ونسئلہ ان یجعل ما کتبناہ خالصا لوجھہ الکریم وان ینفع بہ عباد ہ ویوضع علی ظھرہ سبیلا حمدا لا نبلغ بہ الا رضاہ ونصلی ونسلم علی من بعثہ رحمۃ للعالمین الذی خرج من عند الجلیس الصالح والسمیر الناصح ۔

پس جب وہ شخص مرجاوے تو اوسکو چار بانہ دی جائیں اور اوسکی آنکھیں اور منہ بند کیجائیں اور اوسکا اتھا سو ہتھ کو یعنی اگر منہ اور آنکھیں کھلی رہیں گی تو صورت خوفناک معلوم ہوگی اور کہنی آنکھوں کا بند کرنا اللہ اللہ وتلی پر رسول اللہ الٰہی تو اس مردہ پر آسانی معاملہ فرما اور اوسکی قبر کو نجات دیکھنے والوں کو عبرت حاصل کرنیکا آسان کر اور سہل کر اوسپر وہ حال جو اوسکو آگے کو درپیش ہونیوالا ہے یعنی سوال قبر اور اہوال قیامت اور پھر سہل کر اور اوسکو شرف کرامت بخش اور جس چیز کیطرف وہ نکلا ہے اوسکو بہتر کر بنسبت اوسکے جس سے وہ نکلا ہے یعنی آخرت کو اوسکی دنیا سے بہتر کر اور اوسکے اعضا پھیلا دیئے جائیں اور اوسکی پیٹ پر تلوار یا لوہا رکھدیا جاوے کہ پیٹ پھٹ نہ جاوے اور اوسکے منہ میں کچھ نہ دیا جاوے کہ بولنا نہ چاہیئے کیونکہ حدیث صحیح میں ہے کہ میت کو پھونکنی نہیں دیتا اور گرگوبایا آئینہ تو اگر کہیں سے تمہاری چیز کہیں جاوے اور اوسکی پاس خوشبو حاضر کیجاوے اور اوسکی پاس سے جس دن کہ اس دنیا سے عورتیں اور ناپاک آدمی چلی جائیں دیکھکر بہتیرا ہے وافر ہے اور اظہار غم کیجاوے اور طعام کیجاوے اور مہمانیوں اور برسنہ وار اور اوسکے گھر اور جلدی کیجاوے اوسکے ساتھ ان دو دن میں کیونکہ حدیث میں وارد ہے کہ مسلمان کے مرنے کے بعد اوسکے گھر والوں میں رونا کھانا پینا ہے کذا فی الشامی ولا یشرع اعتقاد القرآن الی ان یرجع الی الاصل کالذی یقیم مع المیت اکثر من ثلاثۃ ایام ویدعو الناس الی الطعام ویتخذ الضیافۃ ویجتمع الناس علیہ کما یفعلہ بعض الجھلۃ اور بڑا بھاری میت کے پاس جمع ہونا آنا جانا بیٹھنا کہ اٹھایا جاوے نہلانے کو میت کا فقہا نے منع فرمایا ہے کذا فی الطحطاوی ۔ اور کہا کہ نعش میں دیکھ

اختلاف نہیں رہتا اور نہ بحر الرائق کی توجیہ کی کچھ حاجت رہتی جو شارح آگے بیان کرتا ہے اس کو معلوم ہوگا کہ کلیہ لا غلطی کتاب ہستہ زیادہ ہوگیا ہے
قالت والیس فی السقف الی الغسل بل الی ان یرفع نقطۃ وفسر فی البحر وغیرہ وجہ زیادۃ الواو بما یحتاج الیہ تامل والقراءۃ ۃ عند من صحح
لیغسل اصلہ الستر بلا الی قال فی امداد الفتاح فلو ظن من تعلم القرآن من تعلم التلبیت میں کہتا ہوں کہ سنت میں نہانے تک کی قید نہیں
بلکہ اسمیں صرف اتنا ہے کہ پڑھا جاوے قرآن سیت کے پاس اٹھائے جانے تک اور بحر الرائق میں اٹھانے کی تفسیر سیت کی روح کے اٹھانے
جانے سے کی یعنی صرف جان نکلنے تک قرآن پڑھو بعد اسکو نہ پڑھو اور زیلعی وغیرہ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ مکروہ تحریمی ہے قرأت قرآن مردہ کے
پاس یہانتک کہ نہلایا جاوے اور شرنبلالی نے امداد الفتاح میں اسکی علت یہ بیان کی ہے کہ استصوب میں قرآن کا علمدہ کہنا ہی میت کی توہین
سے کیونکہ میت مرنے کے سبب سے نجس ہوجاتا ہے قیل لہ لحدیث ان المیت یعذب ببعض نقلتہ ہے کہ یہ میت کی نجاست حقیقی ہے اور بعضے
کہا کہ حکمی ہے ہم اول قول کی دلیل یہ ہے کہ آدمی خون کا تھیلا ہے مثل دوسرے حیوانوں کے تو جیسے دوسرے مردار نجس حقیقی ہیں ویسے ہی
آدمی بھی ہوجاتا ہے اور یہی قول ہے اکثر فقہا کا اور یہی بظاہر ثقہ ہے اور اسی کو کافی میں صحیح کہا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اگر مردہ مسلمان نہلانے
سے پیشتر کفن میں گر جاوے تو پانی ناپاک ہوجاتا ہے اور نہلانے سے جو پاک ہوجاتا ہے تو یہ مسلمان کی تعظیم کی جہت سے ہے اور دوسرے قول
کی دلیل یہ ہے کہ موت کے باعث سے دھوا جاتا ہے لیکن پسلیدہ ہوجانے مفاصل کے جیسے سونے سے جاتا ہے اور زندگی میں تو خون
ہونے سوجھ مرنے تھوکنے سے اعضاء ہوتے ہیں اور اسکی وجہ یہ ہے کہ دضو ہر روز پانچ بار کرنی پڑتی ہے اگر تمام بدن اپر پاک کرنے تو بڑا حرج
ہوتا اسلئے چند اعضا پر اقتصار کیا گیا اور مرنے اور جنابت میں وہ حرج نہیں اسلئے تمام بدن کا دھونا مشروع ہوا اور دوسرا یہ کہ حاکم نے
حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنے مردوں کو نجس مت جانو کہ مسلمان نہ زندہ نجس
ہوتا ہے نہ مردہ ، شامی نے کہا کہ اس حدیث سے معلوم نہیں ہوتا کہ مردہ کی نجاست حکمی ہے بلکہ یہ معنی ہیں کہ مسلمان مردہ نہلانے سے پاک نہیں ہوتا
ہے اور اسکی نجاست دائمی نہیں بخلاف کافر کے کہ وہ بعد نہلانے کے بھی پلید رہتا ہے غرضکہ مختار اکثر فقہا کا قول اول ہی ہے وقیلہ فیضح
جواز قراءۃ القرآن عندہ ای عند المیت ویکرہ قراءۃ القرآن عندہ الی تمام غسلہ عبارۃ الزیلعی وقبل غسلہ عبارۃ اللھر قبل غسلہ

اور مکروہ سمجھی ہو قرآن کا پڑھنا پہلے کے پاس کوئی نجس کی پولیدگی نہ زیادہ کی عبارت یوں ہو کہ جس حالت میں کہ غسل کیا جاتا ہے اور شرح الوقایہ میں ہے کہ اور مکروہ ہے غسل سے پیشتر کرنا ہم اختلاف الفاظ کسی فائدہ کے لئے تعین مراد ہے کہ غسل یہ ہے کہ غسل سے پہلے تک قراءت مکروہ ہے

کذا فی الطحطاوی ونستر عورتہ الغلیظۃ فقط علی الظاہر من الیابۃ وقیل مطلقا الغلیظۃ والخفیفۃ وصحح الزیلعی الاول

اور پوشیدہ کیا ہے عورت کی صرف شرمگاہ غلیظہ ظاہر روایت کے موجب اور ایک قول یہ ہے کہ مطلق پوشیدگی چاہئے خواہ خفیف ہو یا غلیظ اور اس قول کی تصحیح ہوئی ہے یعنی زیلعی وغیرہ نے اسکو صحیح کہا ہم عورت غلیظہ تمام یا خانہ اور پیشاب اور اسکے آس پاس کو کہتے ہیں اور عورت خفیفہ ناف سے لیکر گھٹنوں تک ہو قول صحیح یہ ہے کہ نہلانے میں ناف سے لیکر گھٹنوں تک تھا ڈالیں اسلئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ زندہ اور مردہ کی ران پر نظر مت ڈالو اس سے معلوم ہوا کہ عورہ کی ران کا دیکھنا حرام ہے کذا فی الطحطاوی ویغسلہا تحت خرقۃ الستر ہعد الفراغ منہا ای یغسلہا کذلک اذ الظاہر

اور دھوئے اسکو ستر کے نیچے بعد پہننے ایک کپڑے کی مثل تہمد کے اپنی تہمت یہ ہے حرام ہونے احتمال گمان کے مثل دیکھنے کے ہم شامی نے کہا کہ کیسے کا مثل تہمد کے ہونا شرط نہیں بلکہ ایسا ہونا چاہیے جو چھوٹے

کا ملغ ہو کیونکہ بدون اسکے احتمال گمان شرمگاہ کو حرام ہے جیسے دیکھنا حرام ہے اس سے معلوم ہوا کہ چوں کے لئے تہمد اور کیسہ ضرور نہیں بلکہ ہر چیز من ثیابہ کما کان اللہ علیہ السلام فی قمیص عثمان رضی اللہ عنہ اور نہلانے کا جو وضو پانچ کپڑوں سے نچوڑنے کے لئے اور نہلانا جانا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا آپ کی قمیص میں آپکے خواص سے ہم نچوڑنے سے اسلئے نہلایا جاتا کہ کپڑوں کی گرمی سے بدن میں تغیر نہ آوے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نہلایا جانا قمیص میں اسلئے خواص سے ہوا کہ ابوداؤد نے روایت کی ہے کہ بعد وفات شریف کے لوگوں نے کہا کہ آپ کو نہلائیں جیسا مردوں کو کرتے ہیں یا مع کپڑوں کے نہلاویں تو گھر سے گوشہ سے آواز سنی کہ آنچہ مع کپڑوں کے نہلاؤ کذا فی الشامی

ویوضاء مریض یمرض بالصلوٰۃ لا مع عضہ وانستشان للحرج وقیل یفعلان بہ کرامۃ علیہ العلی العظیم وکان جنبا او حائضا او نفسا فیمم فقط ان تیقنا الطہارۃ کذا فی امداد الفتاح وشرح المنیۃ

اور وضو کرایا جاوے مردہ کو حکم کیا جاوے مردہ کو حکم کیا جاوے نہلانے والے کو اور مسواک کرانا مردہ کے منہ میں بسبب حرج کے اور ایک قول یہ ہے کہ کلی اور ناک میں پانی دینا کپڑے سے کرائی جاوے یعنی نہلانے والا اپنی انگلی پر کپڑا لپیٹ کر دانتوں اور مسوڑھوں اور ناک کے نتھنوں میں پھیرے اور اسی پر عمل ہو اس زمانہ میں اور اگر میت جنب یا حائض یا نفاس والی ہو تو دو باتیں کیجائیں بالاتفاق وضو پورا کرنے طہارت کے بسبب کہ اندر الفتاح میں ہے شرح منیہ مقدسی سے مدد لیکر ہم نماز کا حکم کیا جاوے اس سے بحیثیت عرض کرنے جو بعقل ہو اور مسواک ضرور کرانا چاہیے شامی نے کہا کہ یہ مفید ہے جبکہ نہیں ہے کسی کے دانت میں بلکہ اول کپڑے سے منہ اور نتھنوں پر پھیر دیوے یا انگلی پر لپیٹ کر پھیرے اور مسح کیا جاوے اور مسکی سر پر پانی دینا وضو میں ہم شارح نے استحاکا ذکر کیا کیونکہ اسمیں اختلاف ہے طرفین کے نزدیک استحاکیا جاتا ہے اور امام ابو یوسف کے نزدیک کیا جاتا ہے اور اسکی صورت یہ ہے کہ نہلانے والا تہمد

کیسہ لیکر شرمگاہ کو وضو کرا دے کذا فی الشامی ویصب علیہ ماء فغلی ثلثا درف النبق او حرض ثم یغسل کذلک ثلثا ان تیسر والا فاء

حالصا ثم یغسل

اور اسکے سوا وہ پانی ڈالا جاوے جسمیں بیری کے پتے جوش دیکر گھولے ہوں یا اشنان پڑا ہو اگر یہ چیزیں ملیں ورنہ پانی خالص جوش دیا ہوا والا ہو کذا فی شارح یعنی کہ اگر یہ سب چیزیں یا بیری کے پتے ہوں اور حرض بضم حاء مہملہ اور سکون راء مہملہ اشنان ہی جو چھوٹی چھوٹی ٹہنیوں ہوتی ہیں اور سر کپڑے سے دھوتے ہیں جیسی صابن وغیرہ کرتے ہیں رسیل لہ لحیۃ بالخرمی بشعر الرأس ان رسیل الا الصابر ان وسی بصل الرأس

بھما شعر حتی لکان اشعر اکاھل اور دہویا جاوے سر اور کاڑھی اور اسکی گل جڑ سے اگر سیر ہو رتہ صابن سیر اور اسکی مثل
لیئے ملتانی مٹی وغیرہ سے یہ حکم اور مصدور تین ہو کہ ہر دو سر پر بال ہوں یہانتک کہ اگر دو شخص سر تراش ہوں یا سر پر بال رکھتا ہو تو بتر تیب دہویا
جاوے شارح نے کہا کہ حظی ایک گھاس ہے عرب میں اور ہندوستان میں گل خیرو کہلاتا ہے ویغسل بالسدر والخطمی ویسرح شعرہ
حتی یصل الماء الی اصول الشعر ثم یفیض علی سائر جسدہ ثلثا بالماء المنعوت الیہ ویمسح بطنہ رفقا وما حرج علیہ
مسلم فرمودہ اند و یضمضہ علی عقبہ کالسیر و یستنشق ثلثا و یغسل ثلثا بالسنۃ ویمسح علی الصماخین ثلاثا ثم
اما سر ان راہ علیہا او یسرح راسہ المحتکر ثلثا جاوے مرد داہنی طرف سے شروع کرے اور ثلثا جاوے مرد داہنی طرف سے شروع کرے اور ثلثا جاوے مرد داہنی جانب پر پڑے پر
نہلا جاوے یہانتک کہ پانی بدن کے اس حصہ پر پہنچے جو تحت سے ہلاہوا ہو پھر داہنی کروٹ پر لٹاکر اسطرح پانی ڈالا جاوے کہ دو سر طرف تک
پہنچ جاوے پھر مردہ کو بٹھلاوے یعنی نہلانوالا اپنا سہارا دیکر اور پوستے اوس کے پیٹ کو نرمی سے اور جو کچھ مردہ سے خارج ہو
نہلوانوالا اوسکو دہو ڈالے پھر بٹھانے کے بعد اوسکو بائیں کروٹ پر لٹاکر غسل ثانی اور یہ تیسری بار کا غسل ہوتا کہ عدد مسنون حاصل
ہو جاوے یعنی تین بار نہلانا سنت ہے وہ اسطرح سے ہو جاوے گا اور ہر لٹانے کیوقت مردہ پر تین بار پانی ڈالا جاوے اوسکو یوں بھی کہہ گذرے یعنی
مسنون تین بار مردہ کو نہلانا ہوتا ہے اور اگر تین بار سے زیادہ ہر دفعہ میں پانی ڈالنا چاہے تو کب بھی حسل درست ہوگا یا مستحب کہ واجب تو اجماعاً نہیں
ہے کذا فی الکافی مجملاً کہ مسلہ السنۃ معلوم ہوا ہم نے اوپر تفصیلاً بیان کیا اور اسپر عقلی دلیل بھی لکھی کہ اول بائیں کروٹ پر لٹاکر پانی ڈالنا چاہیئے تو
پہلا بیان محل نہلا ہوا اوسکی تفصیل بیان کر دی کہ اسطرح ڈالا جاوے جیسا ترغیب دار اسطرح سے کہ جسب وضو سے مراعات ہو تو سر اور داہنی طرف
جاوے اور اسکے بعد بائیں کروٹ پر لٹاکر وہ پانی جسمیں بیری کے پتو جوش دئے ہوں ڈالا جاوے کذا فی الشامی ممزوجاً کذا یغسلہ ولا
وضوء بالخارج منہ لان غسلہا واجب لحرمۃ المیت بالنجاسۃ کما فی الدر المختار وفی الدر المختار وقدم وجوبا الاثنان المسنونان
بالنسل لانہ لو قدم علیہما واحدا ولو مع الخرقۃ لم یجز فوکا اور ... نکیا جاوے بسبب خارج کے وسکے بدن سے یعنی الریت وغیرہ
سو کوئی نجاست خارج ہو تو اوس سے غسل یا وضو واجب و ضرور نہیں اسلیئے کہ نہلانا اسکا تحارث کے دور کرنے کیلئے اور واجب نہیں ہے اگر نہ کیا جاوے
وہ تو موت کے باعث قائم ہو چکا ہے اس سبب سے نہلانا واجب ہوا ہے کہ میت ناپاک ہو گیا ہو جسکو دوسری جوانوں موسی کے مگر ہمیشہ کہ مسلمان
پاک ہو جاتا ہے نہلانے سے اوسکی تعظیم کی جہت سے اور یہ طہارت تو نہلانے سے ہو چکی کذا فی المحرر مختصراً و مجملاً اس غرض سے
ہو کہ مرنے سے ناپاک ہو جاتا ہے تو جب نہلوایا اوسکی نجاست دور ہو گئی اب جو کوئی نجاست اوسکے بدن سے نکلیگی تو صرف وہی مقام دہو ڈالا جاوے
سارے جسم کا اعادہ و فرض نہیں اور مردہ کا نہلانا حدث کے دور کرنے کیلئے نہیں کیونکہ موت خود ایک حدث ہے جو دور نہیں ہو سکتا
ویستشف فی توریث بعض الورثۃ منہ وہو یدل علی ان الغسل لکونہ من اشیاء الطہیۃ غیر یعنی اور وارث کذا بعض الرجال الحنفیۃ یا
الکہ حمل علی انہ یحتمل ان یکون لکامور وصل مساجد کذا یا اور نہلانیکے بعد مشک کیا جاوے کسی پاک کپڑے سے اور حنوط ملا جاوے
اور سکے سر اور داڑھی پر پلاہ استحباب اور کافور ملا جاوے اوسکی سجدہ کی جگہوں میں یعنی جو مقام سجدہ میں زمین پر لگتے ہیں اور وہ یا نچ ہیں
ناک اور ہتھیلیاں اور گھٹنے اور پانوں جن پر کافور ملا جاوے ان کی تعظیم کے لئے کہ جلد ملئکہ خاک نہوں شارح نے کہا کہ حنوط لغت
حارصلہ و ضم فوں عطر مرکب ہے جو مشہود اوزیوں سے سوا ہے غزان اور ورس کے بسب کردہ ہے ان دو چیزوں کے مرد ڈھلوار
زعفران اور ورس کو کفن میں نہ رکھا جاوے حالانکہ ہے ولا یقص شعرہ اذ کقولہ تعالی ولا تحلقوا رؤسکم حتی یبلغ الہدی محلہ اور سر
کے بالوں میں کنگھی نہ کیجاوے یعنی کنگھی کرا کر وہ نجر جی سے اور نہ کترے جائیں ناخن اوسکے اور نہ توڑے جاویں ناخن کے کردہ کہ ہیئت دنیا
جاتی رہے نہ بال کترے جائیں اور نہ ختنہ کیجاوے ھم نہر الفائق سوا ہے کہ بعد موت کے ختنہ جائز نہیں اور اگر بال یا ناخن کاٹے جائیں تو

کفن میں مرد کے ساتھ رکھدیئے جائیں کذا فی التبیین ولا باس بجعل القطن علی وجھہ وفی مخارقہ لکذا فی الظھیریۃ وفیل ولا اذن رکھم اور مضائقہ نہیں روئی رکھنے کا مرد کے چہرہ پر اور اوسکے سوراخوں میں مثلاً مقام پاخانہ اور پیشاب اور کان اور بینہ میں ھم شرمگاہ میں روئی رکھنی کو بعض علماء نے پسند نہیں کیا اور شارح نے لا باس کہکر اشارہ کیا کہ روئی کا رکھنا بہتر ہے کذا فی الشامی ویؤخذ من ھذا ان حاجۃ الکامل صدر لا تقتضی عمل الکفارات ولا ان رکھنے کفارہ کا طریقہ ہے یعنی مجوس وغیرہم کا ذکر کیا ہے اوسکو ان ملک نے وجمیع ذوجھا من مسلمۃ او مسلم کالاصل النظر الی ما علی الاصح منہ وقالت الائمۃ الثلاثۃ یجوز لان علیا غسل فاطمۃ رضی اللہ عنھا قلنا ھذا محمول علی بقاء الزوجیۃ لان علیہ السلام کان یستبرئ بنفسہ بالموت لا انہ کسبی ونسبی ھم ان الصحیح کما فی الکافی علیہ شرح الجمع للعینی وامنم کیا جائے شوہر مردہ عورت کا صورت کے نہلانے اور ہاتھ لگانے سے بینہ اور اسکی طرف نگاہ کرنے سے صحیح قول کے بموجب کذا فی العینہ اور مبنون اما مرن نے فرمایا کہ نہلانا جائز ہی اسلئے کہ حضرت علی رضؓ نے حضرت فاطمہ رضؓ کو غسل دیا ہم اسکے جواب میں کہتے ہیں کہ یہہ نہلانا حضرت مرتضیٰ کا محمول ہو زوجیت کے قائم رہنے پر بسبب فرمانے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کہ ہر سبب اور نسب جاتا رہتا ہی موت سوگر بسبب اور نسب کے کہ وہ نہیں جاتا علاوہ اسکی بعض صحابہ نے اوس نہلانے کا حضرت مرتضیٰ پر انکار کیا ایسا نہ کرو ہی عینی کی شرح نجھی میں ھم خانیہ میں ہو کہ اگر عورت کا محرم ہو تو وہ اوسکو اپنا ہاتھ سے تیمم کرا دے اور اگر اجنبی ہو تو اپنے ہاتھ پر کپڑا پھیلا دے اور اوسکا ہاتھ نہ دیکھو لیکن اگر اجنبی خاوند ہو تو اوسکو جائز ہے کہ ہاتھ دیکھے اور یہہ غالبا اس نظر سے ہو کہ وہ بسبب ہاتھ لگانے کے خفیف تر ہو اور حضرت فاطمہ رضؓ کو غسل کو شرح مجمع میں جو خود مصنف مجمع کی ہو لوں لکھا ہو کہ آپکو حضرت ام ایمن نے غسل دیا تھا اور حضرت مرتضیٰ محمد منصوب ہوا تھا وجہ یہہ کہ اوسکے تمام سامان کے آپ متکفل ہوئے تھے اور اگر بالفرض آپ کا نہلانا ثابت ہو تو یہہ آپکی خصوصیات میں سے ہی کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ فاطمۃ تمہاری زوجہ ہیں دنیا و آخرت میں اور حدیث جو شارح نے بیان کی وہ بھی دلیل خصوصیت سے ہے مراد اوسمیں قرابت سببی ہے جیسے زوجیت اور دامادی ہے اور نسب مراد قرابت نسبی ہے کذا فی الشامی قصر آدھی کا قید ہے من ذلک ولو ذمیۃ بشرط بقاء الزوجیۃ لحلا فی ام الولد والمدبرۃ لانھا اسیرۃ لہ کما یاتی المشھور بحر اور عورت منع کیجاوے اپنے خاوند کے نہلانے سے اگرچہ ذمیہ یعنی کتابیہ ہو بشرط باقی رہنے نکاح کے بخلاف ام ولد اور مدبرہ اور مکاتبہ کے کہ یہہ تینوں نہ آقا کو نہلا دیں اور نہ آقا انکو نہلا دے روایت مشہور ہے کے بموجب کذا فی البحر یعنی ام ولد اور مدبرہ میں بعد مرنے مالک باقی نہیں رہتی جو موجب حلت وطی تھی اور یہطرح مکاتبہ بعد ادا کرنے زر کتابت کے آزاد ہو جاتی ہے شامی نے کہا کہ کنیزیہ بصیغہ جمع نذکر علماء نے صحیح تفصیلیہ بصیغہ جمع مونث چاہیئے والمعتبر فی الزوجیۃ حالۃ الغسل لا حالۃ الموت فلو ماتت قبل وتاوا رتدت بعد لا تغسل او مسلمۃ ابنۃ ذمیۃ ھو الاصح لزوال الزوجیۃ اور معتبر وجہ میں قابل ہونا اوسکا ہی غسل کیوقت نہ موت کیوقت تو منع کیجاویگی وہ عورت شوہر کے نہلانے سے جو بائن ہوئی ہو شوہر کی موت سے پیشتر یا مرتد ہوئی اوسکی موت کے بعد پھر مسلمان ہو گئی یا جو لیا شوہر کے بیٹے کو شہوت سے بسبب جاتا رہنے ان عورتوں کے نکاح کے ھم یعنی پہلی صورتوں زوجیت وقت موت کے باقی نہ رہی اور تیسری صورت میں موت کیوقت نکاح تھا پھر جاتا رہا ملا مدنی کے کہا کہ شارح نے فی الزوجیۃ بالرتبۃ کہنا مناسب یہہ تھا کہ فی الزوجیۃ بدون تی سے کہنا وجاز لہا غسلہ او لمسلمۃ زوج المجوسیۃ مات فاسلم بعدہ حال قیمتہ اعتبارا بحالۃ الجنین اور جائز ہی مجوسی عورت کو نہلانا اپنے شوہر کا اگر وہ مسلمان ہو کر مر گیا پھر وہ مسلمان ہوئی بعد اوسکے بسبب حلال ہونے اوسکے ہاتھ لگانے کے اوسعورتمیں حالت زندگی کا لحاظ کر کے ھم یعنی اگر شوہر مسلمان ہو کر زندہ رہتا اور اوسکی مسلمان ہونیکے بعد لگانی ہوتا

مسلمان ہوتی تو کچھ قائم رہتا اور مرد کو تمام لگا یا درست ہوتا اسطرح جب اوسکے مرنیکے بعد مسلمان ہوئی تو اسمیں بھی تمام لگانا چاہیئے ہوا کذا فی الجلبی وحیدہ اسی دعویٰ واحد شقیۃ لا یصل الا بصلی علیہ ان یؤمن الاٰن یوجد اکثر من لصوصۃ اولاد ابیں یا کیا سر آدمی کا یا ایک نصف اوسکو دو آدمیوں سے تو نہ غسل دیا جاوے اور نہ اوسپر نماز پڑھی جاوے بلکہ دفن کر دیا جاوے مگر جس صورت میں کہ اوسکا نصف یا زیادہ یا جاوے اگرچہ بدون سر کے ہو تو غسل دیا جاوے بحر الرائق میں کہا کہ اگر نصف وٹہ سر یا زیادہ یا جاوے تب بھی غسل دیا جاوے

والاصل ان کل جزء للمیت یحکم بانہ میت فی المسائل الاحکام ان کان ثمۃ جزء لا یحکم بانہ میت ان کان کل جزء کذلک الجمار اد المعاد کذا فی الشمس الہم اور افضل یہ ہے کہ نہلایا جاوے مرد مفت پس اگر نہلایا تو اجیرت نہ ملیگی تو درست ہوگا مگر کوئی نہلاوے اوس سے ساقط ہوا اور اگر کوئی اور ہو تو اجرت نہیں بسبب اسکے جب میں ہو جاوے نہلایا کیے اوسیواسطے چاہیئے کہ حکم جنازہ کے اٹھوا دے اور گورکن کا بھی یہی حکم ہے اگر اوسنے بھی ہوں تو اجرت درست ہو ورنہ نا جائز یعنی کہ اوسپر نہیں اٹھوایا اور قبر کھدوا لا اور سراجیت ہوگا اور طاعت پر اجرت لینی درست نہیں کما فی السراج وللغسل المیت ثلاثۃ اجزاء الطہارۃ اولا بسقاط الفرض عن الکل فی الاصح قال الزوجیۃ میت فی الاصح وامۃ میت فی الاصح وامۃ میت فی الاصح وام

ھم بعض فقہانے کہا کہ اور زمانہ پر بھی جاری ہو کیونکہ اگر یہ نہ ہو تو نماز نہیں پڑھی جاتی جیسے آہن اور باغی ہیں اور کافر پر تلوار سیف سے جائز نہیں بدلیل ارشاد خداوندی (وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ) یعنی اور تیار کرو جو تم سے ہو سکے اور بعض فقہانے کہا کہ نماز پڑھی جاوے گی کیونکہ یہاں اگر نہیں ہو سکتی تو قصد ہو تا جڑی نہیں مسلمانوں کا قصد کرکے نماز پڑھے شامی

ھم اگر کافر مسلمان کا والد ہو تو بھی اس کو دفن نہیں کرے گا بلکہ اس کا والد اس کا بھائی ہو یا اور کوئی اس کے دفن میں اختلاف ہے بعض نے کہا کہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جاوے اور بعض نے کہا کہ اس کے قبرستان میں دفن کیا جاوے اور یہی بہتر معلوم ہوتا ہے اور محل دفن میں بھی اختلاف ہے بعض نے کہا کہ مسلمانوں کے قبرستان کے کنارے پر دفن کیا جاوے اور بعض نے کہا کہ اس کے قبرستان کے بیچ

ہے کذا فی الشامی والمراد بالدرع ای قمیص وازار وخمار وافقہ شرنبلالیۃ وطحطاوی اور عورت کو سوائے کفن مسنون کے
اکپڑے ہیں ایک قمیص دوم ازار اور ایک اوڑھنی اور ایک پوٹ کی چادر اور ایک سینہ بند جس سے عورت کی چھاتیاں اور پیٹ باندھا
جاوے ھم قہستانی میں درع اور قمیص میں یہ فرق لکھا ہے کہ درع یعنی عورت کی کفنی گریبان چھاتی کے ملتی ہوتا ہے اور مرد کی کفنی گریبان
اتنا ہوں کہ منہ کھلے اور اوڑھنی کی مقدار تین ذراع سے اور سینہ بند چھاتی سے رانوں تک کذا فی الشامی وکفنہا ثلثۃ اثواب ازار ولفافۃ فی الاصح
لھا ثوبان ودخارٌ وخرقۃ اقول ویؤید ذلک اور کفن کفایہ مرد کیلئے دو چادریں ہیں سمجھ قول میں اور عورت کیواسطے دو کپڑے اور ایک اوڑھنی اور
استدر سے کمر کفن دینا باوجود قدرت کے مکروہ ھم مرد کو دو کپڑوں کی اسلئے کفایت ہوئی کہ حالت چھاتی اور نے لباس مرد کا وہی کپڑے ہوتے
ہیں اور اسلئے اگر وہ کپڑوں میں نماز پڑھیگا تو بلا کراہت درست ہوگی محار الرائق میں کہا کہ مناسب یہ ہے کہ تین دو کپڑوں کی نہ کیجائے بلکہ چوتھی
چادر میں ہوں خواہ کفنی اور چادر ہو کفن کفایہ میں کافی ہونی چاہیے اور عورت کے دو کپڑوں کا نام نہ لیا کہ کفنی اور چادر ہو یا دو چادریں ہوں
اس سے معلوم ہوا کہ عدم تعین ہی مناسب ہے شامی نے کہا کہ چونکہ مادر عورت کا ستر ہے اسلئے سوا اوڑھنی کے دو چادریں ہوں تو بہتر ہو کہ کفن
سے سر اور گردن چھپی رہے کذا فی الکفن الستر وقولھا لما یسبغ اذا ما یعم السدل ومنتہی الشامی وایکفن الرجل کالمرأۃ الخ یعنی ضرورت مرد اور
عورت کیلئے وہ ہے جو سب ہوا اور اسکی کم مقدار وہ ہے جو سارے بدن پر آجاوے اور امام شافعی کے نزدیک اسکی مقدار اتنی ہے کہ بہ ہنگی کو چھپا دے
مثل زندہ کے ھم کل بدن کے چھپانے کی دلیل مصعب بن عمیر کا حال ہے کہ جب وہ احد کی لڑائی میں شہید ہوئے تو انکو پاس بجز ایک
چادر کے اور کچھ نہ تھا اور وہ اتنی تھی کہ اگر اس سے انکا سر ڈھانکتے تو پاؤں کھل جاتے اور پاؤں ڈھانکتے تو سر کھل جاتا تھا تو آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سر ڈھانکو اور پاؤں پر گھاس ڈالو اسی سے معلوم ہوا تو اگر ستر عورت کا فی ہوا تو پھر کپاس ڈالنے کا حکم نہ ہوتا کذا
فی الطحطاوی شرط الاستاذ ان یجعل الاذخر ونحوہ علی لحد المیت ویوضع علی اللبن المنصوب تحت السماء قولہ تحت السماء قید لکون الکفن علی الاکبر
کذلک لیکون ابعد عن الکبر ومنہی کیفیت یہ ہے کہ بچھاوے جاوے اول پوٹ کی چادر پھر اوپر دوسری چادر اور مرد کو تہیں بچھاکر دوسری چادر پر
رکھا جاوے اور اوڑھکا یا جاوے پھر لپیٹیں پھر پوٹ کی چادر پھر اوپر کی طرح کہ اول بائیں طرف پھر داہنی طرف مرد و پھر لپیٹیں کہ داہنی
جانب بائیں کے اوپر ہو ذی بلبس الرجل ویجعل شعرھا صفیرتہ علی صدرھا وفی الدرج الجمار کوذای التوشح للافاضۃ
نہ یجعل لھا لم مرد اور عورت کو کفنی پہنا کر اوسکے بال دھو کر کے سینہ پر کفنی کے اوپر رکھ دے بائیں اور بالوں کے اوپر اور چادروں کے نیچے اور داہنی
بھیجا جاوے پھر کیا جاوے جیسے گندھا ہوا یعنی ہر ایک چادر جدا جدا اوسپر لپیٹی جاوے اسطرح کہ بائیں جانب نیچی ہو اور داہنی اوپر ھم شارح نے سینہ بند
کو ذکر نہیں کیا کہ کہاں ہونا چاہیئے سو بحر الرائق میں تو یہ لکھا ہے کہ پوٹ کی چادر کے اوپر چاہیئے تاکہ کفن کھلنے نپائے اور چہرہ میں یہ ہوا
کہ اول ازار لپیٹیں اوسکے اوپر سینہ بند ہو اوسکا اوپر پوٹ کی چادر لپیٹیں اور یہی ظاہر ہے کذا فی الطحطاوی ویعقد الکفن ان خیف
انتشارہ اگر کفن باندھ دیا جاوے اگر خوف ہو اوسکے کھلنیکا وختنی مثل کافر الرجل والخنثی کالمرأۃ یعنی مشکل کفن کے باب میں مثل
عورت کے ھو یعنی احتیاطاً اوسکو پانچ کپڑے کا کفن دیا جاوے اگر الفرض مرد ہی ہو تب بھی زیادتی کا کچھ مضائقہ نہیں مگر حریر یا ریشم اور کسم اور
زعفران کا رنگا ہوا کفن اوسکو نہ دیا جاوے کذا فی الشامی ولم تحرک الحلال للمرأۃ کالبالغۃ اور احرام والا مرد مثل نابالغ احرام کے کپڑے پہنے
اوسکا سر ڈھانکا جاوے اور اوسکے کفن کو بھی لیا جاوے اور قریب البلوغ مثل بالغ کے یعنی مرد قریب البلوغ کو بالغ مرد کیطرح تین کپڑوں کا کفن
دیا جاوے اور عورت کو پانچ کا ومن لم یوجد الا کفن واحد جاز ومن خص قریب البلوغ منہ اگر کفن دیا جاوے ایک کپڑے میں تو
درست ہے ھم حدیث میں ہے کہ جو کچھ حد کفن کو نہ پہنچا ہو اوسکے کفن سے بہتر ہے کہ بالغ کیطرح کفن دیا جاوے اور اگر فقط دو کپڑوں کا
کفن دیا جاوے تب بھی اچھا ہے اور ایک کا دیا جاوے تو درست ہو کذا فی الشامی والسقط یلف لا یکفن کالعضو المتقطع اور پوٹ کا گرا ہوا ایک

اگر پسر ہے تین لپیٹا جاوے ہو اور کفن مسنون اوسکو نہ دیا جائے جیسو میت کا حضر اگر پڑا ہے تو اوسکو بھی کپڑے میں لپیٹنا چاہیئے اور کفن سنت کی رعایت نہ کیجاوے اور یہی حال اُس بچہ کا ہے جو مردہ پیدا ہوا کذا فی الشامی وَاٰدَمِیٌّ مَنْبُوْشٌ طَرِیٌّ اَوْ مُتَفَسِّخٌ یُکْفَنُ کَالْذِیْ لَا یُدْرٰی ہو یعنی آدمی مردہ کا کفن اُتار لیا گیا ہو اور وہ تازہ مرا ہو یعنی پھٹا ہوا اور سڑا کفن دیا جاوے مثل اُس شخص کے کہ دفن نکیا گیا ہو لے تین کپڑوں کا کفن اوسکو دینا چاہیئے ہر دفعہ میں ھم اگر ایکیا کا کفن کسی نے چرا لیا تو دوبارہ دین اور اگر دوبارہ بھی چرا لیوے تو سہ بارہ دین اور علیٰ ہٰذا القیاس جبتک وہ مردہ پھٹ نہیں جبتک کفن دیتے جائیں اوسکو خاص مال سوا اور اگر وہ کمال دار ثون ہیں بٹ گیا ہو تو اُنسے مقدار کفن واپس لیا جاوے کذا فی الشامی وَاِنْ تَعَفَّنَ کُفِّنَ فَوْقَہٗ وَاحِدٌ اور اگر مردہ پھٹ گیا ہو تو اوسکو ایک کپڑے میں کفن دیا جاوے ھم اور یہی حال کا فرمردہ کا ہے کہ اگر اوسکا کوئی محرم مسلمان ہو تو اوسکو نہلا کر ایک کپڑے کا کفن دیکر دفن کرنا فی البدائع وَالْھُنَاصَارٰی لِلْمَکْفُوْنِ اَحَدَ عَشَرَ لِلثَّانِیْ عَنِ الشَّھِیْدِ ذِکْرُھَا لِلْمَتْنِ اور یہانتک کفن دینے والے شخص گیارہ ہوتے ہیں اور بار ہوان شمیہ ہو ذکر کیا ہو اور تازہ مرا ہو یا پچہ تین میں ھم یعنی پانچ تین میں مذکور ہے اول مرد بالغ دوم عورت بالغ سوم خنثیٰ مشکل چہارم مسکا کفن چوری گیا ہو اور تازہ مرا ہو یا بچہ جو مردہ پیدا ہوا ہو اور شارح نے چھ بیان کئے اول حرام والا دوم مرا ہوا مرد سوم مرا ہوا عورت چہارم بچہ مذکر پنجم بچہ مونث ششم میت کا گرا ہوا بچہ جھ گیارہ ہوئے اور شامی نے دو اور زیادہ کئے یعنے جو بچہ مردہ پیدا ہوا اور کافر مردہ تو انکو ملا کر بارہ ہوئے اور شہید کے ساتھ چودہ ہوتے ہیں وَلَا بَاْسَ فِی الْکَفَنِ بِالْبَزِّ وَالْکَتَّانِ وَفِی النِّسَاءِ حِبَرَۃٌ وَمِعْجَرٌ مُصَمَّدٌ لَا یَحِلُّ مَا فِیْہِ لِاَنَّ مَحَلَّ الْحَبْرِ وَاحِدٌ اِلَّا مَا کَانَ لِلصَّلٰوۃِ فِیْہِ اور مضائقہ نہیں کفن میں یعنی چادر دین اور کتان کے کپڑے کا اور عورت کے کفن میں لونگی کپڑے اور عمدہ کپڑے کے رنگی ہوئی کا بسبب درست ہونے کفن کے اُس کپڑے کے جبکا پہننا حالت حیات میں حلال ہے اور سب سے بہتر کفن سفید ہے یا وہ رنگ جسمیں مردہ نماز پڑھا کرتا تھا وَکُرِہَ مِنَ الْاَمَالِیِّ عَلَیْہِ عِمَامَۃٌ فَاِنْ فَعَلُوْا نَزَعُوْھَا وَلَا یُتْرَکُ عَلَیْہِ قَمِیْصٌ وَلَا سَرَاوِیْلُ وَلَا خُفٌّ وَلَا قَلَنْسُوَۃٌ اور مکروہ ہے ہمارے امام ابو یوسف کے نزدیک اگرچہ عورت نے مال چھوڑا ہو کذا فی الخانیہ اور ترجیح دی ہے ہدایہ والوں نے اسکو اور فتویٰ ہے اسپر اور یہی ظاہر ہے اسلئے کہ کفن مثل زوجہ کے لباس کے ہو ھم اسباب میں فتویٰ مختلف ہے جسمیں اور شرح مجمع میں ہو کہ اگر عورت کا مال نہو تو کفن زوج پر ہے اور اسی پر فتوے ہے اور شرح مجمع جو خود مصنف مجمع کی ہو اسمیں ہے کہ اگر عورت کے پاس مال نہو اور شوہر مالدار ہو تو اسپر اوسکا کفن واجب ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اور خانیہ میں بلا تقیید فتویٰ نہ کورہے یعنی عورت کے پاس مال ہو یا نہو اور شوہر مفلس ہو یا مالدار ہر صورت میں اوسکا کفن شوہر پر واجب ہے اور اصل اسمیں یہ ہے کہ جس شخص پر مردہ کے نفقہ کیلئے حالت حیات میں جبر کیا جاتا ہے اوسی پر وفات کے بعد کفن کیلئے جبر ہوگا کذا فی الشامی مختصراً وَاِنْ لَمْ یَکُنْ لَہٗ مَالٌ فَکَفَنُہٗ فِیْ بَیْتِ الْمَالِ فَاِنْ لَمْ یَکُنْ بَیْتُ الْمَالِ شَیْءٌ اَوْ مَنَعَ الْوَارِثُ الْغَنِیُّ کَفَّنَہُ الْمُسْلِمُوْنَ کَذَا فِی الْمُحِیْطِ وَاسْتَدَانَ الْحَاکِمُ لَوْ تَیَسَّرَ لَہٗ ذٰلِکَ وَاِنْ عَلِمَ اَنَّہٗ لَا یَقْدِرُ اَنْ یَّقْضِیَ اِلَّا بِاَنْ یَّاْمُرَ بِالْاِسْتِدَانَۃِ فَاِنَّہٗ لَا یَفْعَلُ ھٰذَا وَلَا یَسْتَدِیْنُ اَحَدٌ عَلَیْہِ اَحَدٌ اِلَّا بِاَمْرِہٖ وَلَا یَسْتَدِیْنُ الْاَبُ عَلَی الْاِبْنِ وَلَا الْاِبْنُ عَلَی الْاَبِ وَلَا الزَّوْجُ عَلَی الزَّوْجَۃِ وَلَا الزَّوْجَۃُ عَلَی الزَّوْجِ وَلَا الْاَجْنَبِیُّ عَلَی الْاَجْنَبِیِّ وَلَا یَسْتَدِیْنُ الْاَبُ عَلَی الْاِبْنِ الصَّغِیْرِ وَلَا الْاِبْنُ الْکَبِیْرُ عَلَی الْاَبِ الْفَقِیْرِ وَلَا الزَّوْجَۃُ عَلَی الزَّوْجِ الْفَقِیْرِ عَلٰی مَا ذَکَرَ الْقُدُوْرِیُّ وَاخْتَلَفُوْا فِی الزَّوْجِ وَالْفَتْوٰی عَلٰی اَنَّہٗ لَا یَلْزَمُہٗ کَفَنُھَا عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَاَبِیْ یُوْسُفَ اِلَّا اِذَا اَمَرَہٗ بِالْاِسْتِدَانَۃِ وَعِنْدَ مُحَمَّدٍ یَلْزَمُہٗ اِذَا کَانَ مُوْسِرًا وَبِہٖ اَخَذَ الْفَقِیْہُ اَبُو اللَّیْثِ وَھُوَ الْاَصَحُّ کَذَا فِی الْمُحِیْطِ اور جو خرچہ ہو کفن دفن کا مثل غسل کے اور قبر کھودنے کا اور جو کچھ اوسکے ساتھ ہو یہ سب اوسکے مال سے دیا جاوے اگر مال نہو تو بیت المال سے اگر بیت المال سے بھی نہ ملے تو مسلمانوں پر واجب ہوگا یعنی جتنے مردہ کا حال معلوم ہوگا اور جو کفن دیا اُسکا واجب ہوگا اور اگر وہ بسبب مفلسی کے نہو سکے تو وہ مالدار

اور ہوں تو اسکو الگ کپڑا ملکین پہنے اگر اس کپڑے میں کچھ ہاتی ہو تو صدقہ دینے والے کو واپس کردیں اگر معلوم ہو کہ فلاں شخص نے یہ کپڑا دیا تھا اور اگر معلوم نہ ہو تو واپس نہ لے تو اس باقی کپڑے کو سوا اس مردہ کی طرح قسمی اور منفلس کو کفن دینا اور اگر کوئی مردہ اسطرح کا ملے تو اس کپڑے کو خیرات کردینا کفایہ المجتبی اور قولہ کہنے سے یہ ظاہر ہے معلوم ہوتا ہے کہ واقف کار ہونیپر صرف کفن ضرورت کا مانگنا واجب ہوتا ہے کفن کفایت کا مطلوب ہونے کیوجہ کفن دینا فرض کفایہ ہے اگر واقف کار نہ ہو تو سب گناہگار ہونگے ولو کان فی مکان لیس الا واحد وجب علیہ الواحد لیس لہ الاذن کما فی البدائع ایک بیابان مکانمیں پایا اور اگر مردہ ایسی جگہ ہو جہاں صرف ایک شخص ہو اور اس ایک کے پاس سوا ایک کپڑے کے دوسرا نہ ہو تو اوپر لازم نہیں کفن دینا اس مردہ کا اس کپڑے سے کیونکہ زندہ زیادہ حاجتمند ہے ولا یکفن المیت من مال المتاع اور کفن احسان کرنیوالے کی ملک سے خارج نہیں ہوتا تو اگر مردہ کو شکال کر دی درندہ کھا جاوے تو اسکا کفن اصل مالک کو پہنچیگا مردہ کا وارث نہیں پاسکتا کذا فی الشامی والصلوٰۃ علیہ صفتاً وعن کفایۃ یا بالاجماع فیکفر منکرھا کما فی الاکراہ اگر لاجماع فتنۃ کما فی تبیین قولہ فتاویٰ فرض کفایۃ اور جنازہ کی نماز کا حال یہ ہے کہ وہ فرض کفایہ ہے بالاجماع کے تو کافر ہوگا اسکا انکار کرنیوالا یا اسکو انکار کیا اس امر کا اجماع ہونیسے ثابت ہو تو اگر وہ نہ جانتا جیسے مردہ کا دفن کرنا اور اسکا نہلانا اور سامان دیگر یہ جیزیں بھی فرض کفایہ ہیں ھم شارح و اتی نے نماز کی صفت اور شرطیں اور رکن اور سنتیں اور اسکی کیفیت اور اسکو زیادہ مستحق شخص کا بیان کیا مگر سبب وجوب اور وقت اور منعقد کا ذکر نہیں کیا پس سبب نماز جنازہ کے واجب ہونے کا مسلمان مرد سے اور وقت اس نماز کا حاضر ہونا جنازہ کا ہے اور جو چیز اور نماز کی منعقد ہو وہی اس نماز کی منعقد ہے پھر عورت کی برابری کے کہ وہ نماز جنازہ کی منعقد نہیں اور کرہ و فتوں میں یعنی نماز کردہ ہے اور اگر امام اسمیں بیوضو ہو جاوے تو اوسکا خلیفہ کردے درست ہے کذا فی الشامی وعن ھما یستقبلہ استحسانا لانہ اسلم للمیت وظاھر الروایۃ یصلی علیہ الذی یلیہ ثم یصلی علیہ الذی یلیہ ثم یصلی علیہ الامام الاعظم اگر شرطیں نماز جنازہ کی چھ ہیں اول مسلمان ہونا مردہ کا دوم انکا پاک ہونا یعنی انکی بدن اور کپڑے اور مکان کا پاک ہونا اور طہارت اوسوقت تک شرط ہے کہ اوسکو مٹی نہ دیوے کے بعد اوسکی قبر پر نماز پڑہی جاوے بدون غسل کے اگر قبر پر نماز پڑہی گئی ہو تو قبر پر نماز پڑہنا بوجہ استحسان کے ھم وجہ استحسان کی یہ ہے کہ اول نماز جو تھی بدون طہارت ہوئی تھی باوجود قدرت کے اسلئے جائز ہوئی اور اب دفن کرنیکے سبب سے طہارت مستقبلہ ہے اسلئے قبر پر نماز درست ہوگی کذا فی الظہیریہ وھی فی القنیۃ الظاھر انہ من الجنازۃ فی قولہ وان یمکن ان یقال انہ لتسمی فی حق المیت الا تری انہ یقال لمن یغسل المیت ویکفنہ انہ یغسل المیت ویکفنہ اور تسمیہ مین یہ کہ طہارت نجاست سے کپڑے اور بدن اور مکان کی اور چہارم پاکی کا شرط ہیت اور امام و دونوں کے حق مین پس اگر امام ہوا وضو طہارت کے اور مقتدی طہارت کے ساتھ ہوں تو نماز پہر سے پڑھی جاوے اور اسکے عکس مین یعنی مقتدی بے وضو ہوں اور امام وضو سے ادا وہ یہ کیا جاوے کہ مرض امام کی نماز سے کے دو سو فرض ساقط ہو جائیگا اور پہلی صورتین امام کی نماز پر اور دوسری نماز میتی ہے اوسکی نہوئی تو کسیکی نہوئی ھم طہارت مکان سے فرض چار پائی کا پاک ہونا ہے اگر مردہ چار پائی پر ہو اور اگر زمین پر ہو تو زمین کا پاک ہونا فرض اور کپڑے اور بدن ابتدا مین پاک ہونا شرط ہے تو اگر بعد کفن کے مردہ پر بجاست لگکر کفن ناپاک ہو جائیو یا بدن مردہ کا کٹکر یا تو دفع حرج کے لیوجہ نجاست مانع نماز نہیں ہاں اگر پہلے سے ناپاک کپڑا کفن دیا جائیگا تو نماز درست نہوگی کذا فی الظہیریہ وکما لو اقتدی المتوضی ولو آۃ بمتوضی وھو جنب او محدث او علیہ نجاسۃ حقیقیۃ او حکمیۃ اگر امام ہوئی عورت نماز جنازہ مین اگرچہ لونڈی ہی ہو تو نماز کا اعادہ کیا جاوے بسبب ساقط ہونے نرض نماز کے ایک شخص سے یعنی نماز جنازہ و ایکبار و عورت کے پڑہنے سے فرض ساقط ہو جاتا ہے تو اگر عورت امام ہوگی مرد کی تو مرد کی نماز فوت اور عورت کی نماز سے فرض ساقط ہو جائیگا وتجب من الشرائط والبلوغ الا اذا تاھل بنت لھا حصین او رضیعہ وکونہ ھو او اکثر القوم اسلم للصلوٰۃ وکونہ للصلوٰۃ باقی رہا شرطوں مین سے بالغ ہونا امام کا اسکو سوا بالغ کے یعنی یہ تیسری شرط ہے اور چوتھی شرط موجود ہونا مردہ کا ہے اور پانچوں

شرط مرد و کار کیا جاتا ہے زمین پر خواہ ناخنہ سبز زمین سے قریب کہ اندھے الطہارۃ اور چوتھی شرط یہ ہے کہ مرد و بالکل یا اکثر نمازی کے سامنے و مقابل کی جانب ہو اگر مرد کے ستر عورت اور قبلہ کی طرف نہ ہو تو خواہ شرائط ظہر پایا جاتا ہو تو شرائط ظہر پائی جائیں گی آور امام کی ستر عورت اور طہارت کو آگر زیادہ کرو تو اس ہو گے پہر سامنے ہونا مرد و کا امام کے حق میں شرط ہے جبکہ مرد ایک ہو اور اگر زیادہ ہوں تو سب کا سامنے ہونا شرط نہیں ایک کا ہونا کافی ہے کذا فی الشامی فلا یضر تحول قدامہ بتحول مقام ابتہ ومع موضع خطوہ کذا فی الامام ومن اقتدی ومحاذاتہ صحت الصلوٰۃ پس نہیں درست ہو نماز اور مرد و غائب کے بسبب پائے جانے کسی شرط موجود کی کے اور نہ اوسپر ہوا و ڈھایا ہو مثل سواری پر یعنی کسی گاڑی یا جانور یا لوگ کے موڈھے پر ہونے بسبب پائے جانے کسی شرط کو جانے کے زمین پر اور نہ اوسپر جو رکھا ہوا ہو نماز ہی کے پیچھے کیونکہ مرد و مثل امام کے ہو ایک طرح سے نہ وہ سترسے بسبب عدم ہونے نماز کے اوسکے برابر ہے

مصرح ہے کہ وہ طاہرات ہوں اور سب نفلیں کہتے ہیں کہ نماز جنازہ میں سبحونک لگانا تکبیرات کہنے اور درود و دعا کو ترک کرے اگر وہ عادتاً ترک ہوتی تو سبحونک اور سکوت سلطرح ترک کرتا اور بخیر اولے اگر شرط ہوتی تو دوسری تکبیر کی بنا اسپر ناجائز کیوں ہوتی شامی نے کہا کہ شارح نے بنیر الصلوٰۃ میں بیت کے لئے دعا کو نماز ہی پر واجب کہہ چکا ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ کمال کا قول دعا کے باب میں درست ہے اور نکبر اولیٰ کے باب میں قول فیصل یہ ہے جو کہ من وجہ برشرط ہے اور من وجہ رکن لیکن شے وھی من کل وجہ رکن ولا یصلی علیہم اذا قتلوا فی الحرب ولو بغاۃ او قطاع طریق او لصوصا او قتلوا انفسھم او قتلھم اھل العسکر ولا یصلی علی من قتل نفسہ او قتلہ اھل العسکر ولا علی من قتل نفسہ او قتلہ اھل العسکر ولا علی من قتل نفسہ او قتلہ اھل العسکر ولا

بن مالک سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک بار یا دو بار یا تین بار یرحمہ اللہ ورحمہ وبارکہ وتابہ والتفت علینا کرم مسلم
ووسع مدخلہ واغسلہ بالماء والثلج والبرد ونقہ من الخطایا کما ینقی الثوب الابیض من الدنس وابدلہ دارا خیرا من دارہ واھلا
خیرا من اھلہ وزوجا خیرا من زوجہ وادخلہ الجنۃ واعذہ من عذاب القبر وعذاب النار وفسح لہ فی قبرہ ونور لہ فیہ ودو کو کر بڑے دہب جاتا
ہوا دیکھ کر فرمایا دیکھو یہ کیا ہو رہا ہے کہ اللھم اغفر لنا ولہ ارحمہ یا اللہ ہمارے اور مرنے والے میت کو ذلیل کر دے اس کو اسلام میں ثابت قدم رکھ
لانہ مبنی علی الاعتقاد فکانہ دعا فی حال الحیوۃ بالایمان والاستقامۃ واما فی حال الوفاۃ فانما یعتبر بالعمل ومن ھنا قیل من عمل عملا
اوصلہ کی روایت میں اسلام پر باوجود یکہ اسلام ایمان پر ہے اور ایمان اسلام کو شامل ہے اسلام کو خیر و برکت ہونے کی وجہ سے دوبارہ فرمایا اور ایمان کو
اور اتنا زیادہ دو دفعہ کہنے سے اور حالت موت میں فرمانبرداری کی وجہ سے دلہین ہم اسلام کے معنی ایک شرعی ہیں اور ایک لغوی شرعی معنی اسلام کے
اور ایمان کے ایک ہیں اور لغت میں اسلام فرمانبرداری کو کہتے ہیں تو شارح حکمت اسلام کے مقدم کرنے کی بیان کرتا ہے کہ زندگی میں
اسلام کی روایت اسلمی ہے کہ حالت حیات کو دو معنی سے مناسبت ہے اور حالت موت میں چونکہ بجز تصدیق قلبی کے عمل ممکن نہیں اسلئے
صرف ایمان کی روایت ہے مناسب جانا ہے کما قال الشافعی مختصر المزنی کما یسأل الاعرابی عبد الرحمٰن ما فی الصلوٰۃ فیقول التسلیم
یعنی جو شخص کہے کہ بدون دعا کے دو سلام یعنی دو معنی از دیا میں طرف ثابت کرتا ہے الا مرد کہ وہ صرف مقتدیوں کے حق میں ہے کیا کہ سلام میں مرنے
کی نیت نکرے کیونکہ مرد نہ مخاطب سلام کا ہیں ہو سکتا لیکن خیر الدین علی نے کہا کہ نیت کرنی اسلئے کہ آخر قبرستان میں اسلام علیکم کہتے ہی
ہیں پھر کیا وجہ کہ مرد نہ مخاطب سلام کا ہو کذا فی الشامی ویستوی الکل لا یتلیذ ابطیع وعیش الکن فی البدائع العمل فی زماننا علی الجہر
بالتسلیم فی جوامع الصنادی ویجہر بہا الخ اور ان سب باتوں کا آہستہ پڑھنا سوا امام شافعی کے الحمد کو بعد تکبیر والے کے اور جائز ہے ہمارے نزدیک اور
عمل ہمارے زمانہ میں آہستہ پڑھنے کا ہے اور جو امام شافعی نے کہا کہ ایک سلام کو پکار کر کہے یعنی دوسرے کو آہستہ کہے
دلا قولہ ولا یستفتح فی الاولیین الخ اور جو حدیث ابن ماجہ وغیرہ میں ہے کہ ایک سلام کو پکار کر کہے یعنی دوسرے کو آہستہ کہے
اور نماز جنازہ میں نہ تو قرات قرآن ہے نہ التحیات اور معنی کیا ہوا امام شافعی نے الحمد کو بعد تکبیر والے کے اور جائز ہے ہمارے نزدیک الحمد
پڑھنا دعا کی نیت سے بعد تکبیر اولے کے اور اسی وجہ سے تین قائم مقام تکبیرات کے ہو جائیگی اور مکروہ تحریمی ہے قرات کی نیت سے الحمد کا پڑھنا
بسبب ثابت ہونے قرات آنحضرت کے نماز جنازہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے وافضل صفوفہا اخرہا اظہارا للتواضع اور نماز جنازہ
کی سب صفوں میں بہتر پچھلی صف ہے بسبب ظاہر کرنے تواضع کے ہم یعنی پچھلی صف میں انکا زیادہ پایا جانا نو عجب نہیں کہ مردہ کے
باب میں قبول شفاعت کا سبب زیادہ ہو جاوے کذا فی الطحطاوی ولو کبر امامہ جنازۃ ثم جاء آخر فکبر کانہ منسوخ فیحتاج الی ان یکبر حتی یسلم معہ
اذا سلم یقضی ھذا اذا سمع من الامام ان یسلم رأیہ وبنوی الا فلا ولو کبر ثانیۃ ولا ثالثۃ فی العید اور اگر نمازی کا امام پانچ تکبیریں نماز جنازہ
میں کہے تو وہ امام کی متابعت نکرے اسلئے کہ پانچویں بار اللہ اکبر کہنا منسوخ ہو گیا تو مقتدی ٹھہرا رہے یہانتک کہ امام کے ساتھ سلام
پھیرے جب امام سلام پھیرے اسی پر قضوی ہے یہ حکم اسمعت میں ہے کہ مقتدی تکبیر امام کی سنے اور اگر کسی کو شک ہو تو امام کی متابعت کرے
اور ہر تکبیر کے ساتھ شروع کی تکبیر نیت کرے اور یہی حال عیدین میں ہے کہ اگر امام سے تکبیریں سنے قبل عید تکبیروں سے یہ متابعت نکرے اور اگر
تکبر سے سنے تو اسی وقت آپ کہو ہم یعنی ممکن ہے کہ تکبر سے غلطی ہوئی ہو اور امام نے تکبیر کی دو رکعت کے بعد اللہ اکبر کہا ہو اسلئے ہم تکبیر
نیت شروع کی کرنے لگا اسی وقت پہلے تکبیر تواق ہوا اور یہ جو شارح نے کہا کہ پانچ تکبیر کہنا منسوخ ہو گیا وہ یہ ہے کہ زیلعی نے کہا
ہو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نجاشی پر چار تکبیریں کہیں اور یہ وفات شریف تک جاری رہی تو ہر تو معلوم ہوا کہ یہی احادیث میں
پانچ یا سات یا نو تکبیریں مذکور ہیں وہ آپکے آخر فعل کے منسوخ ہیں کذا فی الطحطاوی ولا یستغرق الصلوٰۃ بالدعاء المسنون ویعتبر المقتدی تکبیر امامہ

سلام
ہر نماز کے بعد سلام پھیرنے کے بعد دعا مانگنا
ہر نماز کے بعد سلام پھیرنے کے بعد دعا مانگنا
ہر نماز کے بعد سلام پھیرنے کے بعد دعا مانگنا
اور ہر نماز کے بعد سلام پھیرنے کے بعد دعا مانگنا

اور مغفرت کی درخواست کیجا ہے عمار جامہ، مین لڑکے اور دیوار اور سقل کے لئے بسبب سکنت ہونے ان لوگوں کے ہم شامی نے کہا کہ ہمون اور مستو مسو دہ مراد مین جو اصلی ہون یعنی موت تک اور کی ہوش و عقل درست ہوئی ہو اور جو شخص کہ بعد بالغ ہونے کے دیوانہ یا بیعقل رہا تو اسکے کماد و ہوا کی بانند عقلا سے ساقط نہین ہوتے اور کے لئے مغفرت انکی جاوے قال یقول اللھم اغفر لحینا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا اللھم من احییتہ منا فاحیہ علی الاسلام ومن توفیتہ منا فتوفہ علی الایمان اللھم لا تحرمنا اجرہ ولا تضلنا بعدہ یعنی اے اللہ بخش دے ہمارے زندون کو اور مردون کو اور حاضرون کو اور غائبون کو اور چھوٹون کو اور بڑون کو اور مردون کو اور عورتون کو اے اللہ جسکو تو ہم مین سے زندہ رکھے اسکو اسلام پر زندہ رکھ اور جسکو ہم مین سے موت دے اسکو ایمان پر موت دے اے اللہ ہمکو اسکے اجر سے محروم نہ کر اور اسکے بعد ہمکو گمراہ نہ کر فوائد التعلیق احملہ شرح الدال الخیر دخیرہ وساتی مستقبا مقبول الشفاعۃ بالکسر کے حوض دعا بالنون کے الہی کرا دے سکو سیراب دعا اور کرا دے سکو ذخیرہ اور معاملہ کرنے والا عارض قبول کیا ہوا شارح نے کہا کہ فرط تحفہ فا اور تحفہ را اہمال ہی سمجھنے آگے بڑھنے والا حوض کوثر پر ساقی تیار کرے اور ذخیرہ ال عمدہ مصوم بمعنے ذخیرہ ہوا ومشفع صیغہ مفعول باب تفعیل بمعنی مقبول الشفاعت ہوا اور بعد دعا لڑکے کے لئے بھی ہو دعا بڑھے آگے بڑھانے لڑکے کے خیر کیطرف خصوص المصوصین تین کہ نقہائے کہا ہی کہ لڑکے کی نیکیان اڑکے ہی کو ملتی ہین اسکی ان باپ کو بلکہ ان باپ کو ثواب تعلیم کا ہوتا ہی ہم جیسے جواب ہی اس سوال کا کہ دعا نوحیت کے لئے ہوتی ہو اس دعا مین نیت کا نفع کچھ نہین بلکہ نفع ان باپ یا نمازیون کے کا حاصل جواب یہ ہے کہ پانی کا تیار کرنا جب ہی ہوگا کہ جب اول وہ حوض پر پہنچایا تو اسمین اوسکو دعا سے آگے بڑھنے کی دوسری یہ کہ ثواب حسنات کا انہا کے قول کے موجب لڑکے کو ملتا ہو تو اصورت مین بھی دعا اوسکو لئے مفید ہوگی اور جیسے شارح نے بعد دعا بالبالغین کہا صحیح نہین بلکہ بدل دعا بالبالغین ہی ہو جسکی کسی نسخہ مین پایا جانا جیسے بجای دعا بالغین کے ہو دعا پڑھے ہی چنانچہ شرح نے ترجمہ صحیح لطف کا کیا ہے اور شیخ اسماعیل نے ذکر کیا کہ مقتضای منقول اور مناوی کا اور صریح عبارت غرر الاذکار کی یہ ہو کہ مستحب ہے دعا بالغین بڑھی جاوے بلکہ اسی پر دعا بالکفایہ کیجاوے ہو بعد دعا بالبالغین اور کمز مین بطرح ہے اللھم احملہ لآبائہ وقابلہ اجرا وذخرا لنا سلفا وامتبعا اور اگر لڑکی ہو تو ضمیر مذکر یعنی اجملہ کی بجگہ اجملہا جاوے مگر کہے اور آخر مین شافعۃ مشفعۃ کہ کذائی الشامی نصرف ویقوم الامام بالصبی لیصلی الرجل مع المرأۃ لانہ محل الایمان والتعلیم لا حجاب اور کہڑا ہو مرد ہمراہ امام کے باستحباب مقابل سینہ میت کے ہر حالین مرد اور عورت کی لیوا سلئے کہ سینہ جگہ ہے ایمان کی اور ساعت نمازون کی مروہ کیلئے اسکے ایمان ہی کے سبب سے ہو والمسبوق بعض التکبیرات لا بکبیر الجالس بل ینتظر تکبیر الامام فیکبر معہ للاحرام لما قالوا ان کل تکبیرۃ رکن والمسبوق لا یبنی ما فاتہ اور جسکو کچھ تکبیرین امام کے ساتھ ملی ہون سو جیسے اگر شریک ہوا ہو وہ اور سوا تین تکبیرین کہی ہون امام کے اللہ اکبر کہنے کا منتظر رہے تا کہ اوسکی تکبیر کے ساتھ شروع کی تکبیر کو کیونکہ کہ تکبیر گنہ دکھا ہے کہ ہر تکبیر مثل ایک رکعت کے ہی اور مسبوق اپنی فوت شدہ رکعتون سے شروع نہین کیا کرتا ہم یعنی اگر مسبوق کو ایک دو رکعت رہجاتی ہین تو بعد فارغ ہونے امام کے ادا کرتا ہی بطرح نماز جنازہ کے مسبوق کو تکبیرین پہنچنے کہنی چاہئین امام کے سلام کے بعد کہنی چاہئین اور اگر مسبوق بدون انتظار امام کی تکبیر کے اللہ اکبر کہکر شریک ہو گیا تو شروع درست ہوگا کہ سینہ حاضر ہونیکی بعد سلام امام اسکو بیسکے کہو کذا فی الطحطاوی وقالا او وصفت یکبر حین حضر صاوا مام ابو یوسف نے فرمایا ہی کہ جب متقدی حاضر ہوا وسوقت تکبیر کہے ہم صورت مسئلہ کی یہ ہو کہ امام تکبیر تحریمہ کہہ چکا تھا کہ ایک شخص آیا تو طرفین کے نزدیک وہ تکبیر تحریمہ نکہی بلکہ جب امام دوسری تکبیر کہنے لگا اللہ اکبر کہکے شریک ہوا اور ایک تکبیر اوسکو فوت ہوئی اور سلام امام کے بعد اوسکو کہو اور امام ابو یوسف کے نزدیک جسوقت یہ شخص آیا اوسوقت تکبیر تحریمہ کہکر شریک ہو جاوے اور دوسری تکبیر امام کے ساتھ کہے اور صورت مین مسبوق نہو گا کذا فی الشامی کما یفیدہ قولہ الشرط ان یکبر تعالیٰ قائما فافہم وقولہ کما مر ذکر سہو شخص جو موجود ہو تحریمہ امام کی موقت بلکہ تکبیر تحریمہ کہی یا اتفاق طرفین اور ابو یوسف کے ہیلگر وہ شخص مثل مدرک کی ہو یعنی ایک شخص امام کی تحریمہ کو موجود ہو مگر اوسکے ساتھ تکبیر تحریمہ نہین کہی تو وہ دوسری تکبیر کا اتفاقا

مگر جو اسیوقت تحریمہ کہکر شریک ہوا ہو اسلئے کہ تحریمہ کو وقت موجود ہونیکے باعث وہ مدرک کی مانند ہیں اگر کوئی امام کے ساتھ ہنوز اللہ اکبر کہا ہو یکبرات ثلاثا فاتما فیما یلیہ الزم ثم یقضی ما سبقہ ولا یکبر ان شاء علی الاصح اتی پھر جو سبق ہو اور جو شخص تکبیر تحریمہ اور تکبیر رکوع دونوں جلد ہو جائیں بعد تابع ہونے امام کے پیچھے دونوں دعائے اگر فوت کریں بیت کے اٹھا جانے جانے کا گر دونوں پر ہم موجود شخص سو فوت ہوئے کیصورت یہ ہو کہ مثلاً امام نے دو تکبیریں کہہ لیں اور یہ شخص شریک نہوا تو تیسری میں شریک ہوا تو دو تکبیریں بانی سجدہ سلام کے کہہ اور اپنے بیان ہو چکا کہ جو موجود شخص اگر تکبیر اول امام کے ساتھ نہ کہہ سکا ہو تو پیچھے کہہ تو اس سے سمجھ فوت نہ ہوگا کذا فی الشامی وصافی المنتقی عن ان المدرک یکبر الکل الحال افتتاح وظہر وعصر میں جو یہ سمجھ کہ مدرک یعنی موجود وقت تحریمہ کی کل تکبیریں فوت شدہ اور سو فوت کہلوا تو یہ خلاف قیاس ہے کذا فی الدرر مصنف میں ہو کہ اگر امام نے تکبیر کہی اور ایک شخص موجود تھا شریک نہوا یہاں تک کہ دوسری تکبیر کہی تو یہ شخص تکبیر تحریمہ میں امام کا شریک ہو جاوے اور پہلی تکبیر کو اسیوقت کہلوا اسطرح اگر دوسری اور تیسری میں شریک نہوا تو جتنی میں شریک ہوا فوت شدہ کو اسیوقت کہلوا شارح نے کہا کہ یہ قول مخالف تصریح فقہا کے ہو کہ اکثر نے یہی کہا ہو کہ بعد سلام کے کہو کذا فی الشامی قال صاحب المسبوق بعد تکبیر الامام الرابعۃ فانتہ الصلوٰۃ فلیس لہ الخروج الا بتکبیر الامام عند ابی یوسف خلافا لمحمد فتاوا اسلم الامام قبل ثالثہ کما فی الخانیۃ وعلیہ الفتوی ذکرہ الحلبی وغیرہ پس اگر مسبوق بعد امام کی چوتھی تکبیر کے آیا تو طرفین کے نزدیک اور سکو نماز فوت ہو گئی بسبب متعدد ہونے شرکت کے امام کی تکبیر میں اور ابو یوسف کے نزدیک نماز میں داخل ہو جاوے بسبب باقی رہنے تحریمہ کے اور جب امام سلام سے پہلے تو تین تکبیریں کہلے جیسے موجود شخص کو چوتھی تکبیر تک امام کا شریک نہوا، بعد چوتھی کے شریک ہو جاوے تو وہ سلام کے بعد تین تکبیریں کہتا ہے بالاتفاق اور اسی قول امام ابو یوسف پر فتویٰ ہے ذکرہ الحلبی وغیرہ نے ہم یعنی طرفین کے نزدیک مسبوق کو انتظار امام کی تکبیر کا کرنا چاہیے تب شریک ہو سکتا ہو اور چونکہ ہو سکتی ہو تحریمہ کے بعد کوئی تکبیر باقی نہیں ہے اسکی شرکت نہیں ہو سکتی اور امام ابو یوسف کے نزدیک چونکہ قبل سلام تحریمہ باقی ہی اسلئے شریک ہو سکتا ہو کذا فی الشامی واذا اجتمع الجنائز واراد الصلوٰۃ علی کل واحد علی حدۃ اول من الجمیع تقدیرا لافضل فالافضل ان اجتمع جماعۃ وجیء کل جنازۃ مجتمع ہو جائیں تو ہر ایک پر جدا جدا نماز پڑھنا مستحب ہے بہ نسبت سب پر ایک ساتھ نماز پڑھنے کے اور مقدم کرنا افضل شخص کا افضل ہو یعنی اول اسکے افضل پر نماز پڑھے پھر اس سے کم فضیلت والے پر اور طاق ہونا القاسانی اور اگر جمع کرے یعنی سب پر ایک ہی نماز پڑھے تو درست ہو فان شاء جعل الجنائز صفا واحدا امام عند افضلہم وان شاء جعلہا صفا بالی الصف الواحد الی امام بحیث یکون رؤس صف جنازۃ کالامام فیقوم الامام عند الکل ان جعلہا صفا فصف الرجال المقصود یعنی اگر چاہے تو ایک صف بنا دے سب جنازوں کو اسطرح کہ ایک صف کو دوسری صف کے ساتھ ملا دے یہاں تک کہ سر جنازوں کے برابر ہو جاویں اور امام کھڑا ہو اس شخص کے مقابل جو امام کا سب میں افضل ہو اور اگر چاہے تو انکو قبلہ کیجانب ایک دوسرے کے پیچھے ایک ایک صف بنا دے اسطرح کہ ہر جنازہ کا سینہ امام کے مقابل ہو جاوے کذا امام کے سینہ کے مقابل کھڑا ہو اور اگر اکٹھے مضمون زینہ کیطرح صف کرے یعنی ایک کا سر دوسرے کی پیٹھ پر ہو اسطرح کہ ہر جنازہ بتسبت پہلے کے تھوڑا سا بائیں طرف کو رہے تو بہتر ہے بسبب حاصل ہونے مقصود کے ہم طحطاوی نے کہا کہ حاصل مقصود تمیز ان شخصوں کی علت ہو کہ اسطرح چاہے پڑھو مطلقاً نہیں حاصل ہو ذکر ای الترتیب المفہوم خلفہ الذکر الصغیر یقرب منہ الافضل کالافضل الرجل ثم الصبی ثم الخنثی ثم المرأۃ والصبی الحر یقدم علی العبد علی المرأۃ وامرأتین فی قبر احد الصغیر رجلہ فی مکان رأسہ هذا افعل اذا کانت الصلوٰۃ علیہم جملۃ کہ ہر ایک پر علیحدہ نماز پڑھی ہو اور اگر ایک قبر میں دو یا تین عورتیں اور ایک مرد کو دفن کرنا ہو تو ترتیب معمولی کا یہ ہے کہ مرد کو امام کے سامنے قبلہ کیجانب رکھیں اور عورتوں کو پائنتی کیجانب اور اگر ایک عورت اور ایک لڑکا ہو تو لڑکے کو عورت کے سینہ کے برابر رکھیں اور اگر ایک عورت اور دو لڑکے ہوں تو ایک لڑکے کو سینہ کے برابر اور دوسرے کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور تین لڑکے ہوں تو ایک لڑکے کو سینہ کے برابر اور دو کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور چار لڑکے ہوں تو دو لڑکوں کو سینہ کے برابر اور دو کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور پانچ لڑکے ہوں تو دو لڑکوں کو سینہ کے برابر اور تین کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور چھ لڑکے ہوں تو تین لڑکوں کو سینہ کے برابر اور تین کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور سات لڑکے ہوں تو تین لڑکوں کو سینہ کے برابر اور چار کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور آٹھ لڑکے ہوں تو چار لڑکوں کو سینہ کے برابر اور چار کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور نو لڑکے ہوں تو چار لڑکوں کو سینہ کے برابر اور پانچ کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور دس لڑکے ہوں تو پانچ لڑکوں کو سینہ کے برابر اور پانچ کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور گیارہ لڑکے ہوں تو پانچ لڑکوں کو سینہ کے برابر اور چھ کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور بارہ لڑکے ہوں تو چھ لڑکوں کو سینہ کے برابر اور چھ کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور تیرہ لڑکے ہوں تو چھ لڑکوں کو سینہ کے برابر اور سات کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور چودہ لڑکے ہوں تو سات لڑکوں کو سینہ کے برابر اور سات کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور پندرہ لڑکے ہوں تو سات لڑکوں کو سینہ کے برابر اور آٹھ کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور سولہ لڑکے ہوں تو آٹھ لڑکوں کو سینہ کے برابر اور آٹھ کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور سترہ لڑکے ہوں تو آٹھ لڑکوں کو سینہ کے برابر اور نو کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور اٹھارہ لڑکے ہوں تو نو لڑکوں کو سینہ کے برابر اور نو کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور انیس لڑکے ہوں تو نو لڑکوں کو سینہ کے برابر اور دس کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور بیس لڑکے ہوں تو دس لڑکوں کو سینہ کے برابر اور دس کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور اکیس لڑکے ہوں تو دس لڑکوں کو سینہ کے برابر اور گیارہ کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور بائیس لڑکے ہوں تو گیارہ لڑکوں کو سینہ کے برابر اور گیارہ کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور تیئیس لڑکے ہوں تو گیارہ لڑکوں کو سینہ کے برابر اور بارہ کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور چوبیس لڑکے ہوں تو بارہ لڑکوں کو سینہ کے برابر اور بارہ کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور پچیس لڑکے ہوں تو بارہ لڑکوں کو سینہ کے برابر اور تیرہ کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور چھبیس لڑکے ہوں تو تیرہ لڑکوں کو سینہ کے برابر اور تیرہ کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ستائیس لڑکے ہوں تو تیرہ لڑکوں کو سینہ کے برابر اور چودہ کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور اٹھائیس لڑکے ہوں تو چودہ لڑکوں کو سینہ کے برابر اور چودہ کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور انتیس لڑکے ہوں تو چودہ لڑکوں کو سینہ کے برابر اور پندرہ کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور تیس لڑکے ہوں تو پندرہ لڑکوں کو سینہ کے برابر اور پندرہ کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور اکتیس لڑکے ہوں تو پندرہ لڑکوں کو سینہ کے برابر اور سولہ کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور بتیس لڑکے ہوں تو سولہ لڑکوں کو سینہ کے برابر اور سولہ کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور تینتیس لڑکے ہوں تو سولہ لڑکوں کو سینہ کے برابر اور سترہ کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور چونتیس لڑکے ہوں تو سترہ لڑکوں کو سینہ کے برابر اور سترہ کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور پینتیس لڑکے ہوں تو سترہ لڑکوں کو سینہ کے برابر اور اٹھارہ کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور چھتیس لڑکے ہوں تو اٹھارہ لڑکوں کو سینہ کے برابر اور اٹھارہ کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور سینتیس لڑکے ہوں تو اٹھارہ لڑکوں کو سینہ کے برابر اور انیس کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور اڑتیس لڑکے ہوں تو انیس لڑکوں کو سینہ کے برابر اور انیس کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور انتالیس لڑکے ہوں تو انیس لڑکوں کو سینہ کے برابر اور بیس کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور چالیس لڑکے ہوں تو بیس لڑکوں کو سینہ کے برابر اور بیس کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور اکتالیس لڑکے ہوں تو بیس لڑکوں کو سینہ کے برابر اور اکیس کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور بیالیس لڑکے ہوں تو اکیس لڑکوں کو سینہ کے برابر اور اکیس کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور تینتالیس لڑکے ہوں تو اکیس لڑکوں کو سینہ کے برابر اور بائیس کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور چوالیس لڑکے ہوں تو بائیس لڑکوں کو سینہ کے برابر اور بائیس کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور پینتالیس لڑکے ہوں تو بائیس لڑکوں کو سینہ کے برابر اور تیئیس کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور چھیالیس لڑکے ہوں تو تیئیس لڑکوں کو سینہ کے برابر اور تیئیس کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور سینتالیس لڑکے ہوں تو تیئیس لڑکوں کو سینہ کے برابر اور چوبیس کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور اڑتالیس لڑکے ہوں تو چوبیس لڑکوں کو سینہ کے برابر اور چوبیس کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور انچاس لڑکے ہوں تو چوبیس لڑکوں کو سینہ کے برابر اور پچیس کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور پچاس لڑکے ہوں تو پچیس لڑکوں کو سینہ کے برابر اور پچیس کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور اکاون لڑکے ہوں تو پچیس لڑکوں کو سینہ کے برابر اور چھبیس کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور باون لڑکے ہوں تو چھبیس لڑکوں کو سینہ کے برابر اور چھبیس کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور تریپن لڑکے ہوں تو چھبیس لڑکوں کو سینہ کے برابر اور ستائیس کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور چون لڑکے ہوں تو ستائیس لڑکوں کو سینہ کے برابر اور ستائیس کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور پچپن لڑکے ہوں تو ستائیس لڑکوں کو سینہ کے برابر اور اٹھائیس کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور چھپن لڑکے ہوں تو اٹھائیس لڑکوں کو سینہ کے برابر اور اٹھائیس کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ستاون لڑکے ہوں تو اٹھائیس لڑکوں کو سینہ کے برابر اور انتیس کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور اٹھاون لڑکے ہوں تو انتیس لڑکوں کو سینہ کے برابر اور انتیس کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور انسٹھ لڑکے ہوں تو انتیس لڑکوں کو سینہ کے برابر اور تیس کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ساٹھ لڑکے ہوں تو تیس لڑکوں کو سینہ کے برابر اور تیس کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور اکسٹھ لڑکے ہوں تو تیس لڑکوں کو سینہ کے برابر اور اکتیس کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور باسٹھ لڑکے ہوں تو اکتیس لڑکوں کو سینہ کے برابر اور اکتیس کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور تریسٹھ لڑکے ہوں تو اکتیس لڑکوں کو سینہ کے برابر اور بتیس کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور چونسٹھ لڑکے ہوں تو بتیس لڑکوں کو سینہ کے برابر اور بتیس کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور پینسٹھ لڑکے ہوں تو بتیس لڑکوں کو سینہ کے برابر اور تینتیس کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور چھیاسٹھ لڑکے ہوں تو تینتیس لڑکوں کو سینہ کے برابر اور تینتیس کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور سینسٹھ لڑکے ہوں تو تینتیس لڑکوں کو سینہ کے برابر اور چونتیس کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور اڑسٹھ لڑکے ہوں تو چونتیس لڑکوں کو سینہ کے برابر اور چونتیس کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور انہتر لڑکے ہوں تو چونتیس لڑکوں کو سینہ کے برابر اور پینتیس کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ستر لڑکے ہوں تو پینتیس لڑکوں کو سینہ کے برابر اور پینتیس کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور اکہتر لڑکے ہوں تو پینتیس لڑکوں کو سینہ کے برابر اور چھتیس کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور بہتر لڑکے ہوں تو چھتیس لڑکوں کو سینہ کے برابر اور چھتیس کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور تہتر لڑکے ہوں تو چھتیس لڑکوں کو سینہ کے برابر اور سینتیس کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور چوہتر لڑکے ہوں تو سینتیس لڑکوں کو سینہ کے برابر اور سینتیس کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور پچہتر لڑکے ہوں تو سینتیس لڑکوں کو سینہ کے برابر اور اڑتیس کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور چھہتر لڑکے ہوں تو اڑتیس لڑکوں کو سینہ کے برابر اور اڑتیس کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ستہتر لڑکے ہوں تو اڑتیس لڑکوں کو سینہ کے برابر اور انتالیس کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور اٹھہتر لڑکے ہوں تو انتالیس لڑکوں کو سینہ کے برابر اور انتالیس کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور انہتر لڑکے ہوں تو انتالیس لڑکوں کو سینہ کے برابر اور چالیس کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور اسی لڑکے ہوں تو چالیس لڑکوں کو سینہ کے برابر اور چالیس کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور اکاسی لڑکے ہوں تو چالیس لڑکوں کو سینہ کے برابر اور اکتالیس کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور بیاسی لڑکے ہوں تو اکتالیس لڑکوں کو سینہ کے برابر اور اکتالیس کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور تراسی لڑکے ہوں تو اکتالیس لڑکوں کو سینہ کے برابر اور بیالیس کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور چوراسی لڑکے ہوں تو بیالیس لڑکوں کو سینہ کے برابر اور بیالیس کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور پچاسی لڑکے ہوں تو بیالیس لڑکوں کو سینہ کے برابر اور تینتالیس کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور چھیاسی لڑکے ہوں تو تینتالیس لڑکوں کو سینہ کے برابر اور تینتالیس کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ستاسی لڑکے ہوں تو تینتالیس لڑکوں کو سینہ کے برابر اور چوالیس کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور اٹھاسی لڑکے ہوں تو چوالیس لڑکوں کو سینہ کے برابر اور چوالیس کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور نواسی لڑکے ہوں تو چوالیس لڑکوں کو سینہ کے برابر اور پینتالیس کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور نوے لڑکے ہوں تو پینتالیس لڑکوں کو سینہ کے برابر اور پینتالیس کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور اکانوے لڑکے ہوں تو پینتالیس لڑکوں کو سینہ کے برابر اور چھیالیس کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور بانوے لڑکے ہوں تو چھیالیس لڑکوں کو سینہ کے برابر اور چھیالیس کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ترانوے لڑکے ہوں تو چھیالیس لڑکوں کو سینہ کے برابر اور سینتالیس کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور چورانوے لڑکے ہوں تو سینتالیس لڑکوں کو سینہ کے برابر اور سینتالیس کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور پچانوے لڑکے ہوں تو سینتالیس لڑکوں کو سینہ کے برابر اور اڑتالیس کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور چھیانوے لڑکے ہوں تو اڑتالیس لڑکوں کو سینہ کے برابر اور اڑتالیس کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ستانوے لڑکے ہوں تو اڑتالیس لڑکوں کو سینہ کے برابر اور انچاس کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور اٹھانوے لڑکے ہوں تو انچاس لڑکوں کو سینہ کے برابر اور انچاس کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ننانوے لڑکے ہوں تو انچاس لڑکوں کو سینہ کے برابر اور پچاس کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور سو لڑکے ہوں تو پچاس لڑکوں کو سینہ کے برابر اور پچاس کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ایک سو ایک لڑکے ہوں تو پچاس لڑکوں کو سینہ کے برابر اور اکاون کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ایک سو دو لڑکے ہوں تو اکاون لڑکوں کو سینہ کے برابر اور اکاون کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ایک سو تین لڑکے ہوں تو اکاون لڑکوں کو سینہ کے برابر اور باون کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ایک سو چار لڑکے ہوں تو باون لڑکوں کو سینہ کے برابر اور باون کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ایک سو پانچ لڑکے ہوں تو باون لڑکوں کو سینہ کے برابر اور تریپن کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ایک سو چھ لڑکے ہوں تو تریپن لڑکوں کو سینہ کے برابر اور تریپن کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ایک سو سات لڑکے ہوں تو تریپن لڑکوں کو سینہ کے برابر اور چون کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ایک سو آٹھ لڑکے ہوں تو چون لڑکوں کو سینہ کے برابر اور چون کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ایک سو نو لڑکے ہوں تو چون لڑکوں کو سینہ کے برابر اور پچپن کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ایک سو دس لڑکے ہوں تو پچپن لڑکوں کو سینہ کے برابر اور پچپن کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ایک سو گیارہ لڑکے ہوں تو پچپن لڑکوں کو سینہ کے برابر اور چھپن کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ایک سو بارہ لڑکے ہوں تو چھپن لڑکوں کو سینہ کے برابر اور چھپن کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ایک سو تیرہ لڑکے ہوں تو چھپن لڑکوں کو سینہ کے برابر اور ستاون کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ایک سو چودہ لڑکے ہوں تو ستاون لڑکوں کو سینہ کے برابر اور ستاون کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ایک سو پندرہ لڑکے ہوں تو ستاون لڑکوں کو سینہ کے برابر اور اٹھاون کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ایک سو سولہ لڑکے ہوں تو اٹھاون لڑکوں کو سینہ کے برابر اور اٹھاون کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ایک سو سترہ لڑکے ہوں تو اٹھاون لڑکوں کو سینہ کے برابر اور انسٹھ کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ایک سو اٹھارہ لڑکے ہوں تو انسٹھ لڑکوں کو سینہ کے برابر اور انسٹھ کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ایک سو انیس لڑکے ہوں تو انسٹھ لڑکوں کو سینہ کے برابر اور ساٹھ کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ایک سو بیس لڑکے ہوں تو ساٹھ لڑکوں کو سینہ کے برابر اور ساٹھ کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ایک سو اکیس لڑکے ہوں تو ساٹھ لڑکوں کو سینہ کے برابر اور اکسٹھ کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ایک سو بائیس لڑکے ہوں تو اکسٹھ لڑکوں کو سینہ کے برابر اور اکسٹھ کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ایک سو تیئیس لڑکے ہوں تو اکسٹھ لڑکوں کو سینہ کے برابر اور باسٹھ کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ایک سو چوبیس لڑکے ہوں تو باسٹھ لڑکوں کو سینہ کے برابر اور باسٹھ کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ایک سو پچیس لڑکے ہوں تو باسٹھ لڑکوں کو سینہ کے برابر اور تریسٹھ کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ایک سو چھبیس لڑکے ہوں تو تریسٹھ لڑکوں کو سینہ کے برابر اور تریسٹھ کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ایک سو ستائیس لڑکے ہوں تو تریسٹھ لڑکوں کو سینہ کے برابر اور چونسٹھ کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ایک سو اٹھائیس لڑکے ہوں تو چونسٹھ لڑکوں کو سینہ کے برابر اور چونسٹھ کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ایک سو انتیس لڑکے ہوں تو چونسٹھ لڑکوں کو سینہ کے برابر اور پینسٹھ کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ایک سو تیس لڑکے ہوں تو پینسٹھ لڑکوں کو سینہ کے برابر اور پینسٹھ کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ایک سو اکتیس لڑکے ہوں تو پینسٹھ لڑکوں کو سینہ کے برابر اور چھیاسٹھ کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ایک سو بتیس لڑکے ہوں تو چھیاسٹھ لڑکوں کو سینہ کے برابر اور چھیاسٹھ کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ایک سو تینتیس لڑکے ہوں تو چھیاسٹھ لڑکوں کو سینہ کے برابر اور سینسٹھ کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ایک سو چونتیس لڑکے ہوں تو سینسٹھ لڑکوں کو سینہ کے برابر اور سینسٹھ کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ایک سو پینتیس لڑکے ہوں تو سینسٹھ لڑکوں کو سینہ کے برابر اور اڑسٹھ کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ایک سو چھتیس لڑکے ہوں تو اڑسٹھ لڑکوں کو سینہ کے برابر اور اڑسٹھ کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ایک سو سینتیس لڑکے ہوں تو اڑسٹھ لڑکوں کو سینہ کے برابر اور انہتر کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ایک سو اڑتیس لڑکے ہوں تو انہتر لڑکوں کو سینہ کے برابر اور انہتر کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ایک سو انتالیس لڑکے ہوں تو انہتر لڑکوں کو سینہ کے برابر اور ستر کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ایک سو چالیس لڑکے ہوں تو ستر لڑکوں کو سینہ کے برابر اور ستر کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ایک سو اکتالیس لڑکے ہوں تو ستر لڑکوں کو سینہ کے برابر اور اکہتر کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ایک سو بیالیس لڑکے ہوں تو اکہتر لڑکوں کو سینہ کے برابر اور اکہتر کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ایک سو تینتالیس لڑکے ہوں تو اکہتر لڑکوں کو سینہ کے برابر اور بہتر کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ایک سو چوالیس لڑکے ہوں تو بہتر لڑکوں کو سینہ کے برابر اور بہتر کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ایک سو پینتالیس لڑکے ہوں تو بہتر لڑکوں کو سینہ کے برابر اور تہتر کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ایک سو چھیالیس لڑکے ہوں تو تہتر لڑکوں کو سینہ کے برابر اور تہتر کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ایک سو سینتالیس لڑکے ہوں تو تہتر لڑکوں کو سینہ کے برابر اور چوہتر کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ایک سو اڑتالیس لڑکے ہوں تو چوہتر لڑکوں کو سینہ کے برابر اور چوہتر کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ایک سو انچاس لڑکے ہوں تو چوہتر لڑکوں کو سینہ کے برابر اور پچہتر کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ایک سو پچاس لڑکے ہوں تو پچہتر لڑکوں کو سینہ کے برابر اور پچہتر کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ایک سو اکاون لڑکے ہوں تو پچہتر لڑکوں کو سینہ کے برابر اور چھہتر کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ایک سو باون لڑکے ہوں تو چھہتر لڑکوں کو سینہ کے برابر اور چھہتر کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ایک سو تریپن لڑکے ہوں تو چھہتر لڑکوں کو سینہ کے برابر اور ستہتر کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ایک سو چون لڑکے ہوں تو ستہتر لڑکوں کو سینہ کے برابر اور ستہتر کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ایک سو پچپن لڑکے ہوں تو ستہتر لڑکوں کو سینہ کے برابر اور اٹھہتر کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ایک سو چھپن لڑکے ہوں تو اٹھہتر لڑکوں کو سینہ کے برابر اور اٹھہتر کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ایک سو ستاون لڑکے ہوں تو اٹھہتر لڑکوں کو سینہ کے برابر اور انہتر کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ایک سو اٹھاون لڑکے ہوں تو انہتر لڑکوں کو سینہ کے برابر اور انہتر کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ایک سو انسٹھ لڑکے ہوں تو انہتر لڑکوں کو سینہ کے برابر اور اسی کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ایک سو ساٹھ لڑکے ہوں تو اسی لڑکوں کو سینہ کے برابر اور اسی کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ایک سو اکسٹھ لڑکے ہوں تو اسی لڑکوں کو سینہ کے برابر اور اکاسی کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ایک سو باسٹھ لڑکے ہوں تو اکاسی لڑکوں کو سینہ کے برابر اور اکاسی کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ایک سو تریسٹھ لڑکے ہوں تو اکاسی لڑکوں کو سینہ کے برابر اور بیاسی کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ایک سو چونسٹھ لڑکے ہوں تو بیاسی لڑکوں کو سینہ کے برابر اور بیاسی کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ایک سو پینسٹھ لڑکے ہوں تو بیاسی لڑکوں کو سینہ کے برابر اور تراسی کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ایک سو چھیاسٹھ لڑکے ہوں تو تراسی لڑکوں کو سینہ کے برابر اور تراسی کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ایک سو سینسٹھ لڑکے ہوں تو تراسی لڑکوں کو سینہ کے برابر اور چوراسی کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ایک سو اڑسٹھ لڑکے ہوں تو چوراسی لڑکوں کو سینہ کے برابر اور چوراسی کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ایک سو انہتر لڑکے ہوں تو چوراسی لڑکوں کو سینہ کے برابر اور پچاسی کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ایک سو ستر لڑکے ہوں تو پچاسی لڑکوں کو سینہ کے برابر اور پچاسی کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ایک سو اکہتر لڑکے ہوں تو پچاسی لڑکوں کو سینہ کے برابر اور چھیاسی کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ایک سو بہتر لڑکے ہوں تو چھیاسی لڑکوں کو سینہ کے برابر اور چھیاسی کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ایک سو تہتر لڑکے ہوں تو چھیاسی لڑکوں کو سینہ کے برابر اور ستاسی کو پائنتی کیجانب رکھیں اور اگر ایک عورت اور ایک سو چوہتر لڑکے ہوں تو ستاسی لڑکوں کو سینہ کے برابر اور ستاسی کو پائنتی کیجانب

پس عورت امیر کو نہ تقریب البتہ نہ عورت کو اور آدمی کا بیٹا ہے کہ کیا جائے اور اس قسم پر اور علام مقدم کیا جائے عورت پر اور اپنی ترتیب تہ
کیونکہ سو ایک قریبی ہیں کہ کسی صورت سے ایک قریبی کو دوسری فنائی جائیں تو اصل تھیں جانب قبلہ قرار دیا جائے گا اس لیے ہم نے
کی تشبیہ اسلیے لگائی کہ وہ تخصیص کا ایک قریبی نہیں جیسا کہ اولیٰ مٹی ہو جاوے اور اگر وہ کوا ایک قبر میں ضرورت کے پھر کسی
دوسری قبر دونوں کے درمیان میں مٹی کی آڑ کیجائے اسیں کچھ حرج نہیں تاکہ دو قبروں کی صورت ہو جاوے اور یہ مٹی ہو جائے مرد کے قبر پر سہولت
بنانی اور کھینچنی درست ہے کذا فی الخلاصۃ وہی قدم فی الصلوٰۃ علی السلطان الا بعض اوامرہ وھو غیر الصبر القاضی فی جنایۃ الشرع تم
علیہ قولہ علیہ السلام الصلوٰۃ امام الی قولہ ولا تقدموا امامہ الحدیث قولہ ولا تقدیم امام الحی الخ قولہ ولا تقدیم السلطان الخ
اول الاولیاء اھل کل ناحیۃ الخ قولہ ولا تقدیم الخ قولہ ولا تقدیم عبد الخ قولہ ولا تقدیم اعرابی الخ قولہ ولا تقدیم اعمی الخ
ہ تولیٰ دوسرے کو اور اگر شاہ مر جاوے تو اس کا نائب اور اگر نائب مر جاوے تو قاضی اور اگر قاضی مر جاوے تو صاحب
کلام امام محلہ کا اور اگر امام محلہ کا مر جاوے تو محلہ کے آدمیوں کی مسجد کے امام کا حکم ہے جیسا کہ اگر حکم دونوں کا مختلف ہو اور دونوں کا
قصد مقدم ہونا کا ہو تو جمعہ کا اور جنازہ کی مسجد کے امام کی تقدیم صرف مستحب ہے اس شرط کو کہ ولی سے کم نہ ہو اور اگر ولی برابر ہو تو
ولی اولیٰ ہے جیسا کہ جمعہ کی اور جمعہ کی شرح میں مصنف نے کہا ہے یعنی الیاسی ذکر ہو وہی الدلالۃ امام المسجد الجامع اولی من امام
الحی ثم سید علیہ ظاہر الروایۃ میں ہے کہ امام مسجد جامع کا بہ نسبت محلہ کی مسجد یعنی بیت کی محلہ کی مسجد کے امام سے کذا فی الغرض
الفاسد ترتیب حضور الاکابر فیقدم علی الاصح اعلما ثم الا بکل اعلما فالاکبر فالاب ثم الاخ ثم السلطان ثم القاضی ثم امام الحی ثم
صاحب البیت ثم المالک ثم المستاجر ثم الاجیر ثم الاعرابی ثم الاعمی ثم الاعبد ثم ولد الزنا ثم الفاسق ثم المبتدع ثم الاعمی ثم الاصم
ثم الاخرس ثم المحدود فی الزنا ثم ولد الزنا

مقدم ہو سکتا حق نہ تھا اور ولی نے اوسکی متابعت کی تو ولی اگر بعد جنازہ دوبارہ پڑھے اگرچہ اوسکی قبر پر بسبب اپنے حق کے نہ واسطے ساقط ہونے فرض کے یعنی فرض تو غیر کی نماز سے بھی ساقط ہو گیا اگر بالفرض ولی نماز نہ پڑھے تو کوئی گناہ نہ ہوگا مگر ولی کو اجازت نماز کی اوسکے حق کی جہت سے ہے اور اسپر جو بسبب ترک فرض ساقط ہو گیا اعادہ حق ولی کی بہت سی فرض ساقط ہو سکتا ہے اس شخص سے کہ جو شخص نماز جنازہ پڑھ چکا ہو اور سکو جائز نہیں نماز کو پھر سے پڑھے یا سکے کہ مکرر پڑھا اس نماز کا مشروع نہیں ھم ظاہر ہے کہا کہ بظاہر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز بیشتر پڑھی ہو بایں پڑھی ہو مکرر پڑھنا جائز نہیں اور یہ جو مروی ہے کہ صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکرر پڑھی تو منتفی اور بالصورت نے کہا کہ یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات سے ہے لا یصلی علی احد حتی اکون انا الذی اصلی علیہ فحق التقدم کما فی الثانیۃ واما حق من لیس لہ حق التقدم وتاخر الولی الابعید لا یتم ولی بالغ لعلی مبتدا اگر صورت مذکورہ بالا میں جنازے نماز ایسے شخص نے پڑھی جسکو ولی سے مقدم ہونیکا حق ہو مثلاً قاضی یا امام اسکی غیبت یا مسجد محلہ کے امام نے پڑھی خواہ اُس شخص نے پڑھی جسکو حق تقدم ولی پر نہیں مگر ولی نے اوسکو پیچھے پڑھی تو اسصورت میں ولی نماز دوبارہ نہ پڑھے اسلئے کہ جسکو حق تقدیم کا حاصل ہوا ولی کی نسبت نماز نہ پڑھنے کے لئے وہ مسجد ہیں ھم بخلاف اول صورت کی یعنی اول صورت میں دوسری صورتیں عدم اعادہ کی جو یہ ہے کہ ولی کا پڑھنا بے غیر شخص کے کہ جسکا اجازت دینا ہی نماز پڑھنے کی دارالمحتی ھوای الحق بان لم یحضر من تقدم علیہ اصلا او بعد والا تحضر من لہ التقدم لکونہ الحق او اگر ولی نے نماز اپنے استحقاق کے بموجب پڑھی ہو طرح اس کے کہ جسشخص سے اوپر مقدم تھا وہ نہ آیا تو اب دوسرا شخص بعد ولی کی نماز کے اوپر نماز نہ پڑھے اگرچہ وہی آیا ہو جسکو ولی پر تقدیم ہو کیونکہ ولی کی نماز بموجب اتفاق کے ہو گئی اما لو صلی اولی حضرۃ السلطان سلا اعاد السلطان کما فی المحتبی جنازہ اور اگر نماز پڑھی ولی نے سلطان کی موجودگی میں سلطان تو اعادہ کرے سلطان صاحب مجتبیٰ اور غیر میں ہر دو فیہ حکم صلوٰۃ ولی کا لانہ لہ تقدم الصلوٰۃ اصلا لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یؤم الرجل فی سلطانہ ولا یقعد علی تکرمتہ الا باذنہ عالم بتعریف اور مجتبیٰ میں ہو کہ حکم نماز اُس شخص کا جسکو ولایت نہیں ماننہ نماز نہ پڑھنے کے ہے سو بر سر ہے تو ولی اوسکی قبر پر نماز نہ پڑھ اگر چاہے جبتک مرد و پیدا ہو ھم علی نے کہا کہ اسکے یہ معنی ہیں کہ جب ایسے شخص نے نماز پڑھی جسکو ولایت نہیں بلحاظ ولایت والے کے گویا نماز سرے سے نہیں ہوئی اسلئے اوسکو اختیار ہے کہ مرد و اگر وفن ہو گیا ہو تو قبر پر نماز نہ پڑھے شامی نے کہا کہ میں نے مجتبیٰ میں یہ مسئلہ نہیں پایا وان دفن وقد اکمل علیہ الثلث بغیر حلولہ او ہما بغسل وحمل ولا یؤمر بالصلوٰۃ علیہ لانہ صار علی قبر او استحسانا لانہ یغلب الظن تفشیہ من غیر تقدیر وھو الاظہر وظاہر انہ لو شک فی تفشیہ صلی علیہ لان الاصل عدمہ کما انہ تعاد للساکن اور اگر مرد ہ بدون نماز کے دفن کیا گیا اور اسپر مٹی ڈالدی گئی یا نماز پڑھی مگر بدون غسل کے یا ایسے شخص نے پڑھی جسکو ولایت نہ تھی تو نماز پڑھی جائے اوسکی قبر پر بدلیل استحسان جبتک کہ گمان غالب اوسکے پھٹنے کا نہو بدون مقرر کرنے کسی مدت کے یہی صحیح قول ہے اور ظاہر گمان غالب کی قیدسے معلوم ہوتا ہے کہ اگر مردے کے پھٹنے میں شک ہو تو اوسپر نماز پڑھی جاوے لیکن نہر الفائق میں امام محمد سے نقل کیا ہے کہ شک کیصورت میں نماز نہ پڑھی جاوے تو غالباً یہ اسلئے کہا کہ باقی کو ترجیح دی ھم شامی نے کہا کہ ممن لہ الولایۃ اسکے متعلق ہے محذوف کے جو حال تھا تم نے تعبیر کیا ہے اور یہ مسئلہ محتبیٰ کے مسئلہ کے ساتھ دوبارہ ہو گیا اور قبر پر نماز پڑھنا پہلی دونو صورتوں میں جبتک نماز دفن کیا ہو جائز ہے بدون غسل کے پڑھی ہو یا واجب ہو اور تیسری صورتیں صرف ولی کو جائز ہیں بسبب حق کے اور قول اصح کا مقابل مدت تین روز کی ہے بعض کے نزدیک اور بعض نے دس دن اور بعض نے بیس تک کہا ھو اوجہ اصح کی یہ ہے کہ پہلا متفاوت ہے مدتیں ہونا ہے بلحاظ موسم اور علاقہ کے اسلئے مدت مقرر کرنی مناسب نہیں اور کانہ کی خبر محذوف ہے یعنی قال ذلک اور تیسرا جملہ انما کا یہ مرطلبکہ شک کے باعث اور دوسرا تین ساعتوں میں ایک پھٹنا مردہ کا جو مقتضی ہے نماز کے منع کا دوم نہ پھٹا جو سبب ہے نماز نہ پڑھنے کا تو پھٹنا جو واقع ہوا اوسکو ترجیح دیگئی والبخر الصلوٰۃ علیہ لکنا لا نامرا بعد خلال استحسانا اور نہیں

سے تاریک جادہ پر سوار ہو کر آنا نہیں ہوتا ہوں اگر ہم تمہارے پاس آتے ہیں یعنی اگر عذر کے باعث سوار ہو کر نہ آئیں مثلاً گاڑی یا میہ کے باعث نہ آئیں کیونکہ ان کا کیچڑ میں کھڑے ہونے کی طاقت نہیں ہوتی تو ضائع ہو جاتی (وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ) اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ تاکہ رسول خدا تمہارے لئے استغفار کریں تو اپنے سروں کو پھیر لیتے ہیں اور دیکھتا ہے تو ان کو کہ روگردانی کرتے ہیں اور وہ تکبر کرنے والے ہیں (سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ) ان پر برابر ہے خواہ تم ان کے لئے استغفار کرو یا نہ کرو اللہ ان کو ہرگز نہ بخشے گا (اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ) بیشک اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا (هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا) یہ وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ جو لوگ رسول خدا کے پاس ہیں ان پر خرچ نہ کرو یہاں تک کہ وہ متفرق ہو جائیں (وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ) اور اللہ ہی کے لئے ہیں خزانے آسمانوں اور زمین کے لیکن منافق نہیں سمجھتے (يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ) کہتے ہیں کہ اگر ہم مدینہ کی طرف لوٹ کر جائیں گے تو عزت والا ذلت والے کو نکال دے گا (وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ) اور عزت اللہ کے لئے اور اس کے رسول کے لئے اور مومنوں کے لئے ہے لیکن منافق نہیں جانتے (يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ) اے ایمان والو تمہارے مال اور تمہاری اولاد تم کو یاد خدا سے غافل نہ کر دے (وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ) اور جو ایسا کرے گا تو وہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں (وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ) اور جو کچھ ہم نے تم کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرو اس سے پہلے کہ تم میں سے کسی کو موت آ جائے پھر وہ کہنے لگے کہ اے میرے پروردگار تو نے مجھ کو تھوڑی مدت تک اور مہلت کیوں نہ دی کہ میں خیرات کرتا اور نیکوکاروں میں سے ہو جاتا (وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ) اور جب کسی شخص کا وقت آ جاتا ہے تو اللہ اس کو ہرگز مہلت نہیں دیتا اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے خبردار ہے۔

سورۃ التغابن

(بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ) اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے (يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ) اللہ کی تسبیح کرتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے (لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ) اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کے لئے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے (هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ) وہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا تو تم میں سے کوئی کافر ہے اور کوئی مومن اور اللہ تمہارے کاموں کو دیکھتا ہے (خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ) اس نے آسمان اور زمین کو برحق پیدا کیا اور تمہاری صورتیں بنائیں تو بہت اچھی بنائیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے (يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ) جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اللہ اس کو جانتا ہے اور جو کچھ تم چھپاتے اور ظاہر کرتے ہو اللہ اس کو بھی جانتا ہے اور دلوں کی باتوں سے بخوبی واقف ہے (اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ فَذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ) کیا تم کو ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی جنہوں نے پہلے کفر کیا تھا پھر انہوں نے اپنے کئے کا مزہ چکھا اور ان کے لئے دکھ دینے والا عذاب ہے (ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا فَكَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ) یہ اس لئے کہ ان کے پاس پیغمبر نشانیاں لے کر آتے تھے تو وہ کہتے کہ کیا آدمی ہمیں ہدایت کریں گے تو انہوں نے کفر کیا اور منہ پھیر لیا اور اللہ نے بھی ان سے بے پروائی کی (وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ) اور اللہ بے پروا اور خوبیوں والا ہے (زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ) کافروں نے خیال کیا ہے کہ وہ (مر کر) ہرگز نہیں اٹھائے جائیں گے کہدو کہ ہاں ہاں میرے پروردگار کی قسم تم ضرور اٹھائے جاؤ گے پھر جو کچھ تم نے کیا ہوگا تم کو ضرور جتایا جائے گا اور یہ اللہ کو آسان ہے (فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ) تو اللہ اور اس کے رسول اور نور پر جو ہم نے نازل کیا ایمان لاؤ اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے خبردار ہے (يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ) جس دن وہ تم کو جمع کرنے کے دن جمع کرے گا تو وہ ہار جیت کا دن ہوگا اور جو اللہ پر ایمان لائے گا اور نیک کام کرے گا وہ اس کے گناہ اس سے دور کر دے گا اور بہشت کے باغوں میں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں داخل کرے گا وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے (وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ) اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہ دوزخی ہیں اور ہمیشہ اس میں رہیں گے اور وہ بری جگہ ہے (مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ) کوئی مصیبت اللہ کے حکم کے بغیر نہیں آتی اور جو شخص اللہ پر ایمان لاتا ہے اللہ اس کے دل کو ہدایت دیتا ہے اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے (وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ) اور اللہ کی فرمانبرداری کرو اور رسول کی فرمانبرداری کرو اور اگر تم روگردانی کرو گے تو ہمارے رسول کا کام صاف صاف پہنچا دینا ہے (اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ) اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور مومنوں کو اللہ ہی پر بھروسا رکھنا چاہیئے (يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ) اے ایمان والو تمہاری بیویوں اور اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن ہیں تو ان سے ہوشیار رہو اور اگر تم معاف کر دو اور درگزر کرو اور بخش دو تو اللہ بھی بخشنے والا مہربان ہے (اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ) تمہارے مال اور تمہاری اولاد تو صرف آزمائش ہیں اور اللہ ہی کے پاس بڑا ثواب ہے (فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ) تو جہاں تک تم سے ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہو اور سنو اور فرمانبرداری کرو اور خرچ کرو تمہارا بھلا ہوگا اور جو شخص حرص نفس سے بچا لیا گیا تو ایسے ہی لوگ مراد پانے والے ہیں (اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ) اگر تم اللہ کو قرض حسنہ دو گے تو وہ تمہارے لئے اس کو دوچند کر دے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ قدر دان بردبار ہے (عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ) وہ پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا زبردست حکمت والا ہے۔

ہوگا اور اگر سکنے کے بعد اسکا کان کاٹ لیا پھر وہ زندہ نکلا اور مر گیا تو اپر خونبہا لازم ہوگا ۔ ھم نماز و غسل کا ذکر اتر نے کیا اور کفن کو بیان ظاہر پر چھوڑ دیا یعنی کفن بھی دیا جائے اور نام مسلموں کا جا سکو آدمی اور خونبہا پر کہنے میں اور اسکی تعظیم ہو اور استہلال مطلق آواز کہ سنکو چاند دیکھنے کو وقت کہتے ہیں پھر پیدائش کیوقت بچے کے رونیکو بھی کہتے لگے استہلال شارح کے کہنے کا یہ رد نا شرط نہیں بلکہ زندگی کی علامت بتلا حرکت کرنا اعضا کا بھی کافی ہے اور چونکہ شریعت میں اسکے بچہ کا حکم زندہ کا ہی اسلئے وہ وارث اور مورث ہو سکتا ہے جو قبل بطن مجبہ و تشدید یا مہملہ خونبہا مرد کے بیسویں حصہ کو کہتے ہیں اور مرد کا خونبہا دو ہزار دینار ہونے ہیں تو عرفہ یا تسوہ یا ۹۰۰ دینار کا ہوا اور وہ غرہ کی بھی بچہ کو جسنکا اکثر نہیں نکلا اور سکو حکم پیٹ کے بچہ کا ہی اور پیٹ کے بچہ کے تلف کرنے میں عرہ ہوتا ہے اور کان کاٹنے میں خونبہا اسلئے لازم ہوا کہ اسمیں موت کا وہی خوف اور قصاص شمیر کہ جسمیں لازم ہونا کذا فی الشامی ولا یستہل علی نوعہ التالی وھو الاصح فیفتی علی خلافہ ظاھر الروایۃ اکل الصبی آدم کاف والنحل الجعل اور اگر کوئی علامت زندگی کی بعد اکثر پیدائش کے نہ پائی جاوے تو نہلایا جاوے اور نام رکھا جاوے امام ابو یوسف کی نزدیک اور یہی قول مفتی ہو اپر فتوی دیا جاوے خلاف ظاہر الروایۃ کے لیے کہ عظیم ہیں آدم کے جیسا کہ ملقی البحار میں ہے ھم اگر اسا علت بتن کی ہو یا یہ یعنی کی اور یہ اسمیں بچہ کا حکم ہے جسکی پیدائش پوری ہو اور جسکی خلقت پوری نہوا سکے بنلانیمیں اختلاف ہے جیسا کہ شارح بیان کرتا ہو والمنہی عن الظہیریۃ واذا استبان بعض خلق ولم یستبن اکثرہ فالختار انہ لا یصلی علیہ ظاہر ہے متقول ہے کہ جب ظاہر ہو جائے بعض پیدائش بچہ کی تو اسکو غسل دیا جاوے یہی قول مختار ہے اور اسکا کفن دفن مکروہ ہے ھم شامی نے کہا کہ مراد المختار کے بعد وجہ کے کہنا مناسب تھا اسلئے کہ ظہیریہ میں اسکے برخلاف مشہور ہیں اختلاف ہے بعض نے کہا کہ اگر روح پڑ گئی ہو گی تو حشر ہوگا اور بعض نے کہا کہ اگر بعض خلقت ظاہر ہو گئی ہو گی تو حشر ہوگا والا فلا ویحرم فی حق قریب ولو رضیع علیہ ولد الاخ ان الفصل بالقبر سنۃ سوی ام اصابوبہ لا یصلی علیہ لانہ لم یولد لاحد فی حکم الدین الا لقصد الی اما ان یحرم اہل الدار اور حرام ہے نماز جنازہ کی بعد نکلنے کی ظاہر ہو غسل نام کہنے سے بعد لپیٹا جاوے ایک چادر میں اور دفن کر دیا جاوے اور اسپر نماز نہ پڑھی جاوے اور اسطرح وہ بچہ وارث نہوگا اگر علقہ ہو یا مضغہ ہو تو جیسے وہ بچہ کہ قیدکیا جائے ہم ایک کو باپ میں سے کہ اگر مر جاوے تو اسپر نماز نہ پڑھی جاوے اسلئے کہ وہ تابع ہے احد الابوین کا یعنی احکام دنیا میں اسکا تابع ہے نہ احکام آخرت میں بسبب اس قول کے پیشہ گذرا کہ مشرکین کے بچوں اہل جنت کے خادم ہونگے ھم خود بچہ کی قید اسلئے لگائی کہ اگر کسی نے مثلاً عورت کے پیٹ پر مارا اور بچہ مردہ نکل پڑا تو وہ وارث اور موروث ہو گا کیونکہ شارح نے جب غرہ اور اسکو قاتل سے دلوانا تو معلوم ہوا کہ اسکی زندگی کا حکم کیا کذا فی الشامی قولہ سبی بکبر یہ فھو مسلم تبعا لدارہ او السابی الصبی فھو مسلم تبعا لی ای بسبب سبیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اگر بچہ بدون ماں باپ کے گرفتار آیا تو وہ مسلمان ہو بہ تبعیت دار الاسلام جیکہ گرفتار کنندہ ذمی ہو یا یہ تبعیت گرفتار کنندہ کی جبکہ وہ مسلمان ہو خواہ وہ بچہ پکڑا گیا ماں باپ کے ساتھ ہو یا ماں باپ مسلمان ہوا یا خود وہ الگا مسلمان ہو گیا حالانکہ وہ عاقل ہو یعنی سات برس کا ہو گیا ہو تو اسپر نماز پڑھی جاوے بسبب ہو جانے اس بچہ کے مسلمان یعنی بہ تبعیت ماں باپ کے خواہ ایک مسلمان ہو جائی سو ھم سات برس کے لڑکی کو مسلمان ہونے کی صحت قاری ہدایہ کیطرف منسوب ہے اور عنایہ میں عاقل ہونا بچہ کا سکو لکھا ہو کہ نفع نقصان کو سمجھے اور یہ کہ اسلام ہدایت ہو اور اسکا انہا بہتر ہو اور تھم القدیر میں ہو کہ صفت اسلام کی سمجھتا ہو یعنی ایمان قبول کرنا اور اسکو فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں اور قیامت اور القدیر پر کرنا کہا ہو شامی نے کہا کہ اس سے مراد یہ ہو کہ اگر اسکے سامنے ان امور کی تفصیل کیجاوے اور اس سے وہ ان پر ایمان کا سوال ہو تو کہدے کہ میں ایمان لایا فاذا قالو لا یکفی ان یسال العاقل عن الاسلام بل یذکر عندہ حقیقتہ وشرحہ الایمان بہ تفصیلا اھل ما ثبت مصدقا بقلبہ فاذا قال نعم اکتفی بقولہ ولا یشترط توقفہ فی جواب لا یمان ما الاسلام فقط یعنی کہا کہ عاقل آدمی سے اسلام کا حال نہ پوچھنا چاہیئے بلکہ اسکے سامنے اسلام کی حقیقت اور جس چیز پر ایمان واجب ہو اسکو ذکر کرنا چاہیئے پھر اس سے کہا جاوے کہ کیا تو اسکی تصدیق کرتا ہو پس اگر وہ ہاں کہدے تو

اور کے مسلمان ہونیکی کوئی اسی بات کہدیجا ہو اور اسکو مضر نہیں سکوت کرنا جواب میں ان سوالات کو کہ ایمان کیا چیز ہے اسلام کیا ہے کلمہ شہادتین کیا ہے
عوام اکثر ان تینوں سے ناواقف ہوتے ہیں حالانکہ اقرار توحید و رسالت کرتے ہیں وَدَلِیْلُ السَّلَامِ یَکْفِیْ وَتَوْحِیْدُہٗ اَلْکُفَّارُ اَلْاَصْلِیَّۃُ
اَمَّا الْاَوَّلُ فَبِاَنْ فَسَّرَہُ اَلْکَافِرُ عِنْدَ الْاِحْتِضَارِ اَوْ قَبْلَہٗ اَوْ فِی الْاَوَّلِ اَنَّہٗ اَقَرَّ بِاَنَّہٗ لَا مَعْبُوْدَ بِحَقٍّ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ
خبر دینا لیس المکلا وحسن فقیہ السلام اور شہادت مسلمان اور کفن دینا اور دفن کرنا بنی رشتہ دار کا فرا صلی کی تبعیت مثلاً بنی ماموں کو حاجت کہ تعرف قرار
اگر اس کافر کے اور رشتہ دار ہوں تو بہتر ہے کہ میاں اس کا فرمردہ کو اس مشتہ دار ہو تکی ہو آپ ہاتھ مشتغل غسل وغیرہ کا حاجت کیونکہ
نہلانا وہ دن رعایت طریق رسم کے یعنی وہ نہلانا کافر ہو اور امداد ہی طرفی شروع کرے یا اگر اسپیچل ہی جیسے جس کپڑا اور جسکو ایک کپڑا میں
پہنے اور ایک گڈھے میں ڈالدے یعنی رعایت کفن مسنون اور لحد کی نکری شمار نہ ہے کہ کافر اصلی کی تبعیت لکھائی کر مردہ کو گنتی سمجھ کر نہیں
والد ہو غسل و کفن کیونکہ اسے اور ضمیں جائز ہے کافر کو نہلانا اپنی رشتہ دار مسلمان کا ہم شامی نے کہا کہ مکروہ ہے کافروں کا مسلمان کی قبر میں اتارنا اور مسلمان
دفن کریگا واذا حمل الجنازۃ وھم ھذا مما لا خلاف فیہ وکذا المشی خلفھا لحدیث ابن عمر عند الجماعۃ الا البخاری واربعین خطوۃ ثم
عشرا واربعین کبیرۃ ثم وضع عرضا علی الصحیح لحدیث صححہ الحاکم وغیرہ ولانہ ابلغ فی الستر ویوضع الرجل مما یلی القبلۃ ویقول
جنازہ واہتمادو تو مستحب ہو کہ جنازہ کو اگلی جانب یعنی سرہانا اول اٹھاوے داہنی موڈھی پر دس قدم پھر پیچھلی داہنی جانب یعنی پیانا دس قدم داہنے
موڈھی پر پھر اگلی جانب بائیں موڈھی پر دس قدم پھر پیچھلی جانب بائیں موڈھے پر یہ طریقہ پر چہ قدم پھر مخیر ہے جدھر چاہے
اسوقت جنازہ کی پیچھے چلو اسکا طریقہ یہ ہے کہ حدیث شریف میں ہے کہ جو کوئی جنازہ کو چہ قدم اٹھاوے تو اسکا اٹھانا ہے گناہ
کبیرہ کو دور کرتا ہے شارح نے کہا کہ لفظ مقدم بکسر دال اور کہیں ہفتہ بھی لکھا ہے اور یہی حال معتبر کا ہے کہ کبیر خاکسار عرض کرتا ہے اور یہ بھی
ھم گناہ کبیرہ مراد ہے اور صغیرہ میں جو وہ سزا کی نسبت بڑی ہوں یا خود کبیرہ مراد ہو سکتے ہیں یا مغفرت بسبب معروف ہونا حمل اسکا جنازہ
سے مقصد یہ صاف ظاہر ہے شارح نے کہا کہ شارح کو مناسب تھا کہ حدیث کو بعد تمام کرنے کیفیت حمل جنازہ کے بیان کرتا اسلیئے مترجم نے یہ
اسکا ترجمہ کیا وحثہ اللہ علیہ الامام حمل جنازۃ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ وانت ہوا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازہ سعد بن معاذ کو اٹھایا ہے ھم بھی
صحابی بڑی جلیل القدر ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں فرمایا کہ انکی موت سے عرش خدا وندی ہل گیا اور کہا ھذا ما وعد الرحمن وصدق المرسلون
استر بل الحمل الجنازۃ الی القبر ثم الی السکان کما متبوعۃ والذی نفسی بیدہ ما حملت علی ظھر دابۃ ولا بعیر ولا شیء دیک اٹھانا ہو نہ کاچا پائی کی دوپٹی یا میرا
کے بیچ میں سے کپڑا مگر خواہ دو شخص اٹھاویں یا چار بلکہ ہر شخص ایک ایک پایہ چارپائی کا اٹھا ہے سو کپڑا اٹھانا شروع سے کرنا اور پیر پھیلا جیسے سپاہی چلتا
کرتے ہیں اور اسپر سیدھا کرتا ہے لانا تو مردہ کا پالکی پر اور سواری کے جانور پر کہ یہ طریقہ بہت سے اٹھانے کا ہے جنازہ میں مسنون ہو کہ چار شخص
ایک ایک پایہ اٹھا کر چلیں کوئی کہتا ہے داہنے اور بائیں والے تحتی الصحیح والمعتبر وھو ذلک قلیل الفضل اذا حمل بعضھا او الکل اوان کثیر لمن حمل الجنازۃ
اور یہ بہتر خیال ہوا ہو کہ ہر شخص ایک ایک پایہ اٹھاوے اور عمر کا اسکو ایک حصہ ہے ہو فوایدا تہ ہو نہ ہو اور اٹھا تو اٹھا سوار ہو اور اگر اٹھا کر لاوے
تو کپڑے لے جاوے پیدل اٹھا جاوے ویسرع بھا بالمشی دون الخبب لقولہ لاصحابہ اسرعوا بالجنازۃ الحدیث رواہ الجماعۃ الا البخاری ولانہ ابعد عن
کے ساتھ چلنا مکروہ ہے بڑھ اپنا اور مرد اور ساتھ والوں کے ھم جنازہ میں قصد چھوٹا مسنون ہو کہ میت چارپائی پر ہو اور وہ برابر حرکت کرتا ہے
کیونکہ حدیث میں وارد ہے کہ جنازہ کو جلد لیجاؤ اگر صالح ہو تو جلد اسکو اپنی جگہ پہونچاؤ گے اور اگر برا ہو تو جلد اپنی گردن سے برائی کو دور
کرو گے کذا فی الشامی و کرہ تاخیر علوتہ ودفنہ لیصلی علیہ جمیع من یصلی علیہ الجنازۃ اذا خیف تغیرہ فی الحر وکرہ ھرولۃ بھا
اتارنا اور دفن میں اسکو دیر کرنا کہ جب بہت سے آدمی اور نماز پڑھیں ہاں جب یہ خوف ہو کہ اسکی دفن کی جہت سے میت فوت ہو جائیگا تو ایس
صورت میں دفن میں تاخیر مکروہ نہوگی کذا فی القنیہ کالمرتبۃ جلوسھا قبل وضعہ فی قبرہ ای قیامہ لہ جمیع کرہ وہو بیٹھنا ہم چلنے والیکو بیٹھنا ہم

جنازہ کے رکھنے کے اور کھڑا رہنا بعد جنازہ کے رکھنے کے ھم عبادۃ بن صامت سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے بیٹھنے کو جنازہ کے لحد میں نہ اتارا جانا ایک قبر پر اپ کے بیٹھنے کو اور ایک یہودی کے ساتھ طے کرنا ہم اہنوں مردوں کے ساتھ ایسا ہی کرتے ہیں آپ بیٹھے گوا اور صحابہ سے فرمایا ہے کہ انکو خلاف کرو کذا فی الطحطاوی تو اس سے معلوم ہوا کہ کھڑا رہنا مکروہ تحریمی ہے ولا یقوم علی القبر کما اذا رآھا قبل وضعھا ولا من مرت علیہ ھو الختار وما وقع فیہ مسنوخ بزیلی اور کھڑا ہو شخص نماز پڑھنے کی جگہ میں جو جنگہ جنازہ کو رکھنے کی رکھنے سے اندر وہ شخص کھڑا ہو جنگہ کے پاس جنازہ کے کہ گذرے بھی قول مختار یہ ہے اور جو جگہ کھڑا ہونے کے باب میں وارد ہوا وہ منسوخ ہے کذا فی الزیلعی ھم یعنی یہ جو حدیث بین آیا کہ جب نعش جنازہ کو دیکھو تو اسکو کھڑے ہو جاؤ یہانتک کہ تمہارے لطرف جاوے غالب جواز میں پر کہا جاوے یہ حدیث منسوخ ہے اس حدیث سے جو حدیث علی سے روایت کی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھو جنازہ کو لیکن کھڑا ہونیکا حکم کیا تھا پھر اب اسکا بعد بیٹھنے کے اور دیکھو حکم بیٹھنے رہنے کا کیا اور مسلم نے بھی اس مضمون کو روایت کیا اور کہا کہ کھڑا ہونیکا حکم پہلے تھا پھر منسوخ ہو گیا کذا فی الشامی ولا یمشی خلفھا لانھا مبتدعۃ الا ان یکون امامہ او مقتدی بہ او کان حسن الختار او کثب ھو یعنی پیچھے جنازہ کے اسلئے کہ جنازہ متبوع ہے اور متبوع تابع کے آگے ہوا کرتا ہے مگر یہ کہ ہو دین جنازہ کے بھی عورتیں ہو تو اسصورت میں جنازہ کے آگے چلنا بہتر ہے کذا فی الاختیار ھم جنازہ کو متبوع اسلئے کہا کہ حدیث میں جگہ متبوع اتباع جنازہ کا اور لفظ اتباع پیچھے چلنے والے پر بولا جاتا ہے نہ آگے چلنے والے پر کذا فی الشامی ولیکن احسن وجھین ھو ما ذکرہ الاتقانی لانھا اتباعھا لاجلھا اور کرہ تحریمی ہے نکلنا عورتوں کا جنازہ کے ساتھ اور حرج سمجھا جو کرنے والی اور اسپطرح سننے والی اور جنازہ کے ساتھ چلنا چھوڑا جاوے بسبب نوحہ کرنیوالی کے ھم حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو جنازہ کے ساتھ بلکہ کو بھی جانے والوں کے ساتھ جنازہ کو اور واپس آنیوالوں کے ساتھ مردہ کو آوازہ دگی یا تمازیر والوں کے ساتھ نماز پر ہونیکی انہوں نے عرض کیا کہ ان باتوں میں کوئی سی نکیسی آپ نے فرمایا کہ بہٹ جانگا اور کے ساتھ ثواب کے ساتھ ہی اور نوحہ والیکے ساتھ جنازہ کا ساتھ اسلئے نہ چھوڑا جاوے کہ نوحہ بدعت ہے اور اتباع جنازہ سنت تو اگر بدعت کی وجہ سے اس سنت کو چھوڑ دیا جاوے تو جنازہ کے امور کا تکفل موقوف ہو جاویگا کذا فی الطحطاوی ولا یتبعھا بنار ولا مجمر ولا یمشی بین یدیھا ولا علی یمینھا ولا علی یسارھا ولا علی اقل من اربعۃ اقدام الا لعذر ویمشی قریبا منھا ولکن لا قریبا جدا ولا بعیدا کما کرہ ذلک الکل ارکب اذا مشی خلفھا او رکب اذا مشی امامھا وھو افضل ویمشی حافیا او منتعلا ویکرہ الرکوب عند القبر او رجوعہ منہ قبل ان یوضع فی اللحد او بعد ما سوی علیہ التراب ویکرہ الرکوب فی رجوعہ من المقبرۃ ھم یعنی جنازہ کے ساتھ چلنا افضل ہے یعنی افضل صیغہ افعل التفضیل ہو تو مطلق فضیلت آگے چلیوہ میں بھی ہوسکتی اور اتنا اور نہ ہونا مکروہ ہے کہ لوگ یہہ سمجھیں کہ اکیلا جانا ہوا ور تکرار زیارت بکار کرنہ پڑھ اگر منظور ہو تو اہنو دس پڑھ کذا فی الشامی وحضورھا فی غیر ایام معلومۃ مکروہ کما فی الخانیۃ وان زاد نفسہ فی یکرہ لا یاتی الا فی الاوقات التی ورد بھا الشرع کذا فی الزیلعی ھم اور کہدو یجا نہ ہو فرمودہ کی اسکی مکان کے سوا اور دوسری جگہ میں بقدر نصف قد آدم عن کے اور اگر زیادہ ہو تو نہ ہے یعنی اسقدر گہرائی اونے مرتبہ اور چالیس تک اوسط درجہ اور فداد اور سب میں افضل ہے اور کھدوانا بغلی یعنی جانب قبلہ قبر کے گڑھا کھدوا جاوے جسمیں مردہ رکھا جاوے اور شق نہ کیجاوے یعنی قبر کے بیچ میں گڑھا نکالا جاوے مگر نہ اتنا گہرا ہو نہ اتنا اونچا ھم غیر ضرورت کی وجہ سے ہو مکان کھیتوں

ثابت ہے کہ حضرت ابن عباس کو وہ جانتے تھے کہ مردے کے نیچے کوئی چیز ڈالی جائے اور حضرت ابوموسیٰ نے فرمایا کہ میری
اور میرے درمیان کوئی چیز مت کرنا نہ تکیہ کہ اور نہ بچھونا اور شامی کا سمجھنا کہ ایک ہی کپڑا رہنا چاہئے کہ اقرانی الشامی ولا باس بانخاذ ما یوثق
ولون حرام الا حصیر علیہ عند الحنفیۃ خلافا للائمۃ الثلثۃ ویکرہ الافرش للمیت فیلغو اب اور کچھ مضائقہ نہیں حاجت کیجئے تکیہ مردہ کو اور کپڑا بچھونا جاننے کا
اگرچہ پہنچا ہوا ہو کہ شاید ان میں کی نرمی کی جہت سے اور مسنون ہے کہ منہ و ناک مردہ میں مٹی بچھا دیجائے اور شامی نے کہا کہ اگر حاجت کے سبب
منہ و ناک بنایا جاوے تو چاہئے کہ اونچے مٹی بچھا دیں اور داہنی اور بائیں لکی اینٹیں بھی رکھیں اور وہ کپڑے کے اندر کیجائے برخلاف بیہ بین
تاکہ گھر میں رہے اور بدون حاجت منہ و ناک مردے کے مماثل فی سفینۃ غسل الفقیہ ومن علیہ الفتوی الجامع الصغیر لکن قال الشامی
الا فرشۃ ایک شخص کشتی میں مر گیا تو غسل دیا جاوے اور کفنایا جاوے اور نماز پڑھکر دریا میں ڈالدیا جاوے اگر کشتی کے سوا زدیک نہ ہو کہ اقرانی الفتح
ولا یعنی ان یدفن المیت فی الدار ولو کان صغیرا لاختصاص دفن السنۃ بالانبیاء علیہم السلام واقعا ان یدفن فی مقابر المسلمین
دفن کیا جاوے اگرچہ ہو وہ اسطرح خاص بچے اس طریق کے انبیاء علیہم السلام کے ساتھ کذا فی الواقعات یعنی جس طرح انبیاء مرے اسی طرح دفن
ہو یہ طریقہ مخصوص ہے انبیاء علیہم السلام ہی اور دن کے لوگوں نہیں چاہیئے ویستحب ان یدخل من قبل القبلۃ بان یوضع رجلہ عند رجل
محمد ثم یدفن وراسہ عند راس صاحبہ ثم یقول بسم اللہ وعلی ملۃ رسول اللہ یا حی یا قیوم یا حیا ویستحب ہو کہ مردہ قبلہ کیجانب سے قبر میں لاوے جاوے کہ وہ سنت منظور ہو
اسطرح کہ جنازہ اسیسطرح رکھا جاوے پہرا دیتا کہ لوگ میں اوتارا جاوے اور مستحب ہو کہ لحد میں اوتارنیوالا مردہ کا یوں کہے بسم اللہ وباللہ وعلی
ملۃ رسول اللہ اور قبلہ کیطرف اور سکا منہ کر دیا جائے بطریق وجوب شامی نے کہا کہ تحفہ میں مصرح ہو کہ قبلہ مردہ کا سنت ہے ویدنیہ
کی یصلی وجہہ الا ان یکون لا یتہ الیہا وقال القہستانی لکل استقبال حتی والیسری الذین علیہ والفضلا الا یعنی الطیبی والخف یعنی الیمین
توجہ فالاکثر کذا کذا الملک اور مناسب ہے ہمارے منہ کا داہنی کروٹ پر اور قبلہ آدھی جاوے مردہ کے قبلہ رخ کرنیکو کہ یعنی بہتری
رہنے کے اگر معلوم ہو کہ مردہ قبلہ رخ نہیں ہو تو قبر اوہیڑی جاوے اور لحد میں مردہ کے کفن کی گرہ کھولدی جاوے بے ضرورت ہو اسلئے کہ اس سے
یعنی کفن کے کھلنے کے خوف سے گرہ تھی وہ خوف جاتا رہا اور بھی جاوین اوسپر بھی اینٹیں اور بانس کی نہ کی اینٹیں اور تختہ اگر میت کو ہو
لیکن اوسکا پر تختہ رکھنا مکروہ نہیں ذکر کیا ہے اوسکو ابن ملک نے ہم کچی اینٹیں اول اوسکے منہ پر کھڑی کیجاتیں اور انکی درز و نہر مرکل
دیجئے اور رکھدیجائیں تختہ نہ کہ نہیں اور اگر اڑانے پر تختہ رکھا جاوے تو مکروہ نہیں فائدہ یہ ایک کام کی بات ہے حکی ان الصحابۃ
لحد النبی صلی اللہ علیہ وسلم بلبنی شماری کچی اینٹوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لحد شریف کا ہو گویا کہ اسکو ہمیشگی
مطوط وحی نے کیا کہ کچی اینٹوں کے ساتھ نہ کی کے ہو تحریر دیوار ذات حرمۃ ارض حرم کالتابوت ہو اور جائز ہی ہے اینٹ اور تختہ کو میت
کے نرم زمین جیسے صندوق درست ہو یبنی لہ لیحفظ قبرہ واحتج لا یجوز الا لمن لا یجد الا فیہا اور دلیل ہے اوسکی قبر عورت کی قبر میں اوتار نیکے
وقت تک کہ لحد کا منہ بند کیا جاوے اگرچہ مرد منتظر ہو دفن ہونے کا جاوے اور قبر کی اگر کسی قدر سی خلا بارش کی جہت سے ہو بھال التراب
علیہ ویکرہ الزیادۃ علی ما اخرج منہ من التراب لانہ بمنزلۃ البناء ویستحب ان یقال رأسہ فلانا وجاوز ساعۃ بعد ما فیہ اللہ ورد
قراءۃ بقدر ما یعلم انہم لا یفرون ثلثہ اور بیٹھ لحد بند کرنیکے اوپر سے مٹی ڈالی جاوے اور مکروہ ہو زائد کرنا مٹی کا اس مقدار سے جو قبر میں سے نکلی
اسلئے کہ زائد مٹی بچا ہی عمارت کے ہو اور مستحب ہو مٹی دینا اور سکو کہ کیجانب سے تین بار میں دے دو ہاتھوں سے تین دفعہ میں دے اور دفعہ میں کہے
منہا خلقناکم اور دوسری میں کہے ومنہا نخرجکم تارۃ اخری اور تیسری میں کہے ومنہا نعیدکم فیہا فرجکم تارۃ اخری چنانچہ ابن ابہمیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل
اسیطرح مروی ہو اور مستحب ہو بعد دفن مردہ کے بکمال قوت کرنا دعا اور زیارت کے لئے اسقدر کہ قربانی اونٹ کی ہو کہ اتنا گوشت تقسیم ہو جاوے
ہم قبر کی مٹی سوا زائد مٹی کے دینی اسلئے کہ روہ ہو جسکی حدیث میں وسکی حفاظت واجب ہو اور دفن کے بعد توقف کرنا بھی ابوداؤد میں

مردی ہو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب مرد ہ دفن ہو چکتا تو اسکی قبر پر کھڑے ہوتے اور فرماتے کہ اپنے بھائی کے لئے مغفرت کی درخواست کرو اور ثابت رہنے کی دعا مانگو کیونکہ اب اس سے سوال ہوگا اور حضرت ابن عمرؓ بعد دفن کے قبر پر سر شہ ع سورہ بقرہ اور اسکو خاتمہ کا پڑھنا مستحب جانتے تھے کذا فی الشامی ولا بأس برش الماء علیہ حفظا للریح عن الاذی لا بأس اور کچھ مضائقہ نہیں پانی چھڑکنے کا قبر پر بہ واسطے حفاظت مٹی کے اڑنے سے ہم بلکہ پانی چھڑکنے کو مستحب کہنا مناسب ہے اسلئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعید اور اپنے فرزند ابراہیم کی قبر پر چھڑکوایا تھا چنانچہ ابن ماجہ میں اور ابو داؤد کے مراسیل میں مروی ہو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قبر کے چھڑکنے سے منع فرمایا اور مسلم میں مروی ہو کہ آپنے قبر پر گچ کرنے اور اوپر عمارت بنانے سے منع فرمایا کذا فی الشامی ولا یطین ولا یجصص فی الاصح بناء وفیل لا بأس به وفی الخانیۃ لا بأس بتطیین السراجیۃ اور نہ گچ کرنا صحیح قول پر ہو اور نہ اوپر کوئی عمارت بنائی جائے اور ایک قول یہ ہو کہ گچ کا کچھ مضائقہ نہیں اور یہی قول مختار ہے چنانچہ سراجیہ کی باب الکراہیۃ میں ہو ھم شامی نے کہا کہ حنفیہ کو مناسب تھا کہ وفیل لا بأس الخ کو بعد ولا تطیین کے بیان کرتا کیونکہ عبارت سراجیہ میں کھل کر نے کو مختار کہا ہے چنانچہ اسکی عبارت یہ ہو ھم مگر کہ نے تجرید الی الفضل انّ تطیین القبور مکروہ وہ اختار انہ لا یکرہ یعنی ابو الفضل کی تجرید میں مذکور ہے کہ قبروں کا گچ کرنا مکروہ ہے اور مختار یہ ہی کہ مکروہ نہیں اور اسی عبارت کو مصنف نے مختار قرار دیا ہے اور سراجیہ کیطرف منسوب کیا ہے مگر قبر پر عمارت کا جواز میں نے کہیں نہیں دیکھا کہ کسی نے اسکو مختار کہا ہو جب کہ اس کا ماتحہ کی ظاہر عبارت سے مفہوم ہونا اور طحطاوی نے کہا کہ شرنبلالیہ میں یہ رہا ان سے منقول ہو کہ عمارت بنانا قبر پر زینت کبیرہ حرام ہو اور منصور طی نے بعد دفن کے مکروہ ہو لیکن یہی ہوئی عمارت میں دفن کرنا مکروہ نہیں وفی جنائزھا لا بأس بالکتابۃ ان احتیج الیھا لئلا یذھب الاثر ولا تمنع اور سراجیہ کے باب الجنائز میں ہو کہ یہ مضائقہ نہیں لکھنے کا قبر پر اگر اسکی ضرورت ہو اس غرض سے کہ اس قبر کا نشان نجاتا رہے اور بالمال نہو ھم مسلم کے جابر سے روایت کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا قبروں کے گچ کرنے اور اوپر لکھنے اور عمارت بنانے سے تو اس سے معلوم ہوا کہ یہ مخالفت اسوقت ہو کہ حاجت نہو اور لا بأس کہنے سے اشارہ یہ ہو کہ باوجود حاجت کے نہ لکھنا بہتر ہو اور فتاوی قاضی خاں میں ہو کہ قرآن کا لکھنا قبروں پر کروہ ہے اسوجہ سے کہ وہ بوسیدہ ہو کر کلمات واجب التعظیم کا لا یحترم منہ صیدا ھا الذین آمنوا لا تخونوا اللہ والرسول وتخونوا امٰنٰتکم وانتم تعلمون ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین واعلموا انما غنمتم من شیء فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربیٰ والیتٰمیٰ والمساکین وابن السبیل ولا تحسبن الذین یبخلون بما اٰتٰھم اللہ من فضلہ ھو خیرا لھم بل ھو شر لھم سیطوقون ما بخلوا بہ یوم القیٰمۃ وللہ میراث السمٰوٰت والارض واللہ بما تعملون خبیر وان یمسسک اللہ بضر فلا کاشف لہ الا ھو وان یمسسک بخیر فھو علی کل شیء قدیر وھو القاھر فوق عبادہ وھو الحکیم الخبیر وما کان لنبی ان یغل ومن یغلل یات بما غل یوم القیٰمۃ ثم توفی کل نفس ما کسبت وھم لا یظلمون افمن اتبع رضوان اللہ کمن باء بسخط من اللہ ومأوٰہ جھنم وبئس المصیر ھم اعظم درجۃ عند اللہ واللہ بصیر بما یعملون لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیھم اٰیٰتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلٰل مبین اولما اصابتکم مصیبۃ قد اصبتم مثلیھا قلتم انّٰی ھذا قل ھو من عند انفسکم ان اللہ علی کل شیء قدیر وما اصابکم یوم التقی الجمعٰن فباذن اللہ ولیعلم المؤمنین ولیعلم الذین نافقوا وقیل لھم تعالوا قاتلوا فی سبیل اللہ او ادفعوا قالوا لو نعلم قتالا لا تبعنٰکم ھم للکفر یومئذ اقرب منھم للایمان یقولون بافواھھم ما لیس فی قلوبھم واللہ اعلم بما یکتمون الذین قالوا لاخوانھم وقعدوا لو اطاعونا ما قتلوا قل فادرؤا عن انفسکم الموت ان کنتم صٰدقین ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون فرحین بما اٰتٰھم اللہ من فضلہ ویستبشرون بالذین لم یلحقوا بھم من خلفھم الا خوف علیھم ولا ھم یحزنون یستبشرون بنعمۃ من اللہ وفضل وان اللہ لا یضیع اجر المؤمنین الذین استجابوا للہ والرسول من بعد ما اصابھم القرح للذین احسنوا منھم واتقوا اجر عظیم الذین قال لھم الناس ان الناس قد جمعوا لکم فاخشوھم فزادھم ایمانا وقالوا حسبنا اللہ ونعم الوکیل فانقلبوا بنعمۃ من اللہ وفضل لم یمسسھم سوء واتبعوا رضوان اللہ واللہ ذو فضل عظیم انما ذٰلکم الشیطٰن یخوف اولیاءہ فلا تخافوھم وخافون ان کنتم مؤمنین ولا یحزنک الذین یسارعون فی الکفر انھم لن یضروا اللہ شیئا یرید اللہ ان لا یجعل لھم حظا فی الاٰخرۃ ولھم عذاب عظیم ان الذین اشتروا الکفر بالایمان لن یضروا اللہ شیئا ولھم عذاب الیم ولا یحسبن الذین کفروا انما نملی لھم خیر لانفسھم انما نملی لھم لیزدادوا اثما ولھم عذاب مھین ما کان اللہ لیذر المؤمنین علی ما انتم علیہ حتی یمیز الخبیث من الطیب وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء فاٰمنوا باللہ ورسلہ وان تؤمنوا وتتقوا فلکم اجر عظیم ولا یحسبن الذین یبخلون بما اٰتٰھم اللہ من فضلہ ھو خیرا لھم بل ھو شر لھم سیطوقون ما بخلوا بہ یوم القیٰمۃ وللہ میراث السمٰوٰت والارض واللہ بما تعملون خبیر لقد سمع اللہ قول الذین قالوا ان اللہ فقیر ونحن اغنیاء سنکتب ما قالوا وقتلھم الانبیاء بغیر حق ونقول ذوقوا عذاب الحریق ذٰلک بما قدمت ایدیکم وان اللہ لیس بظلام للعبید الذین قالوا ان اللہ عھد الینا الا نؤمن لرسول حتی یاتینا بقربان تاکلہ النار قل قد جاءکم رسل من قبلی بالبینٰت وبالذی قلتم فلم قتلتموھم ان کنتم صٰدقین فان کذبوک فقد کذب رسل من قبلک جاءو بالبینٰت والزبر والکتٰب المنیر کل نفس ذائقۃ الموت وانما توفون اجورکم یوم القیٰمۃ فمن زحزح عن النار وادخل الجنۃ فقد فاز وما الحیوٰۃ الدنیا الا متاع الغرور لتبلون فی اموالکم وانفسکم ولتسمعن من الذین اوتوا الکتٰب من قبلکم ومن الذین اشرکوا اذی کثیرا وان تصبروا وتتقوا فان ذٰلک من عزم الامور واذ اخذ اللہ میثاق الذین اوتوا الکتٰب لتبیننہ للناس ولا تکتمونہ فنبذوہ وراء ظھورھم واشتروا بہ ثمنا قلیلا فبئس ما یشترون لا تحسبن الذین یفرحون بما اتوا ویحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا فلا تحسبنھم بمفازۃ من العذاب ولھم عذاب الیم وللہ ملک السمٰوٰت والارض واللہ علی کل شیء قدیر ان فی خلق السمٰوٰت والارض واختلاف الیل والنھار لاٰیٰت لاولی الالباب الذین یذکرون اللہ قیٰما وقعودا وعلی جنوبھم ویتفکرون فی خلق السمٰوٰت والارض ربنا ما خلقت ھذا باطلا سبحٰنک فقنا عذاب النار ربنا انک من تدخل النار فقد اخزیتہ وما للظٰلمین من انصار ربنا انا سمعنا منادیا ینادی للایمان ان اٰمنوا بربکم فاٰمنا ربنا فاغفر لنا ذنوبنا وکفر عنا سیاٰتنا وتوفنا مع الابرار ربنا واٰتنا ما وعدتنا علی رسلک ولا تخزنا یوم القیٰمۃ انک لا تخلف المیعاد فاستجاب لھم ربھم انی لا اضیع عمل عامل منکم من ذکر او انثی بعضکم من بعض فالذین ھاجروا واخرجوا من دیارھم واوذوا فی سبیلی وقٰتلوا وقتلوا لاکفرن عنھم سیاٰتھم ولادخلنھم جنٰت تجری من تحتھا الانھٰر ثوابا من عند اللہ واللہ عندہ حسن الثواب لا یغرنک تقلب الذین کفروا فی البلاد متاع قلیل ثم ماوٰھم جھنم وبئس المھاد لکن الذین اتقوا ربھم لھم جنٰت تجری من تحتھا الانھٰر خٰلدین فیھا نزلا من عند اللہ وما عند اللہ خیر للابرار وان من اھل الکتٰب لمن یؤمن باللہ وما انزل الیکم وما انزل الیھم خٰشعین للہ لا یشترون باٰیٰت اللہ ثمنا قلیلا اولٰئک لھم اجرھم عند ربھم ان اللہ سریع الحساب یٰاایھا الذین اٰمنوا اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون

ہیں اور اسکو خاتمہ کا پڑھنا مستحب جانتے تھے کذا فی الشامی ولا بأس برش الماء علیہ حفظا للریح عن الاذی لا بأس اور کچھ مضائقہ نہیں پانی چھڑکنے کا قبر پر بہ واسطے حفاظت مٹی کے اڑنے سے ہم بلکہ پانی چھڑکنے کو مستحب کہنا مناسب ہے اسلئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعید اور اپنے فرزند ابراہیم کی قبر پر چھڑکوایا تھا چنانچہ ابن ماجہ میں اور ابو داؤد کے مراسیل میں مروی ہو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قبر کے چھڑکنے سے منع فرمایا اور مسلم میں مروی ہو کہ آپنے قبر پر گچ کرنے اور اوپر عمارت بنانے سے منع فرمایا کذا فی الشامی ولا یطین ولا یجصص فی الاصح بناء وفیل لا بأس به وفی الخانیۃ لا بأس بتطیین السراجیۃ اور نہ گچ کرنا صحیح قول پر ہو اور نہ اوپر کوئی عمارت بنائی جائے اور ایک قول یہ ہو کہ گچ کا کچھ مضائقہ نہیں اور یہی قول مختار ہے چنانچہ سراجیہ کی باب الکراہیۃ میں ہو ھم شامی نے کہا کہ حنفیہ کو مناسب تھا کہ وفیل لا بأس الخ کو بعد ولا تطیین کے بیان کرتا کیونکہ عبارت سراجیہ میں کھل کر نے کو مختار کہا ہے چنانچہ اسکی عبارت یہ ہو ھم مگر کہ نے تجرید الی الفضل انّ تطیین القبور مکروہ وہ اختار انہ لا یکرہ یعنی ابو الفضل کی تجرید میں مذکور ہے کہ قبروں کا گچ کرنا مکروہ ہے اور مختار یہ ہی کہ مکروہ نہیں اور اسی عبارت کو مصنف نے مختار قرار دیا ہے اور سراجیہ کیطرف منسوب کیا ہے مگر قبر پر عمارت کا جواز میں نے کہیں نہیں دیکھا کہ کسی نے اسکو مختار کہا ہو جب کہ اس کا ماتحہ کی ظاہر عبارت سے مفہوم ہونا اور طحطاوی نے کہا کہ شرنبلالیہ میں یہ رہا ان سے منقول ہو کہ عمارت بنانا قبر پر زینت کبیرہ حرام ہو اور منصور طی نے بعد دفن کے مکروہ ہو لیکن یہی ہوئی عمارت میں دفن کرنا مکروہ نہیں وفی جنائزھا لا بأس بالکتابۃ ان احتیج الیھا لئلا یذھب الاثر ولا تمنع اور سراجیہ کے باب الجنائز میں ہو کہ یہ مضائقہ نہیں لکھنے کا قبر پر اگر اسکی ضرورت ہو اس غرض سے کہ اس قبر کا نشان نجاتا رہے اور بالمال نہو ھم مسلم کے جابر سے روایت کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا قبروں کے گچ کرنے اور اوپر لکھنے اور عمارت بنانے سے تو اس سے معلوم ہوا کہ یہ مخالفت اسوقت ہو کہ حاجت نہو اور لا بأس کہنے سے اشارہ یہ ہو کہ باوجود حاجت کے نہ لکھنا بہتر ہو اور فتاوی قاضی خاں میں ہو کہ قرآن کا لکھنا قبروں پر کروہ ہے اسوجہ سے کہ وہ بوسیدہ ہو کر کلمات واجب التعظیم کا لا یحترم منہ صیدا ھا الذین آمنوا لا تخونوا اللہ والرسول وتخونوا امٰنٰتکم وانتم تعلمون ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین واعلموا انما غنمتم من شیء فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربیٰ والیتٰمیٰ والمساکین وابن السبیل ولا تحسبن الذین یبخلون بما اٰتٰھم اللہ من فضلہ ھو خیرا لھم بل ھو شر لھم سیطوقون ما بخلوا بہ یوم القیٰمۃ وللہ میراث السمٰوٰت والارض واللہ بما تعملون خبیر وان یمسسک اللہ بضر فلا کاشف لہ الا ھو وان یمسسک بخیر فھو علی کل شیء قدیر وھو القاھر فوق عبادہ وھو الحکیم الخبیر وما کان لنبی ان یغل ومن یغلل یات بما غل یوم القیٰمۃ ثم توفی کل نفس ما کسبت وھم لا یظلمون افمن اتبع رضوان اللہ کمن باء بسخط من اللہ ومأوٰہ جھنم وبئس المصیر ھم اعظم درجۃ عند اللہ واللہ بصیر بما یعملون لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیھم اٰیٰتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلٰل مبین اولما اصابتکم مصیبۃ قد اصبتم مثلیھا قلتم انّٰی ھذا قل ھو من عند انفسکم ان اللہ علی کل شیء قدیر وما اصابکم یوم التقی الجمعٰن فباذن اللہ ولیعلم المؤمنین ولیعلم الذین نافقوا وقیل لھم تعالوا قاتلوا فی سبیل اللہ او ادفعوا قالوا لو نعلم قتالا لا تبعنٰکم ھم للکفر یومئذ اقرب منھم للایمان یقولون بافواھھم ما لیس فی قلوبھم واللہ اعلم بما یکتمون الذین قالوا لاخوانھم وقعدوا لو اطاعونا ما قتلوا قل فادرؤا عن انفسکم الموت ان کنتم صٰدقین ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون فرحین بما اٰتٰھم اللہ من فضلہ ویستبشرون بالذین لم یلحقوا بھم من خلفھم الا خوف علیھم ولا ھم یحزنون یستبشرون بنعمۃ من اللہ وفضل وان اللہ لا یضیع اجر المؤمنین الذین استجابوا للہ والرسول من بعد ما اصابھم القرح للذین احسنوا منھم واتقوا اجر عظیم الذین قال لھم الناس ان الناس قد جمعوا لکم فاخشوھم فزادھم ایمانا وقالوا حسبنا اللہ ونعم الوکیل فانقلبوا بنعمۃ من اللہ وفضل لم یمسسھم سوء واتبعوا رضوان اللہ واللہ ذو فضل عظیم انما ذٰلکم الشیطٰن یخوف اولیاءہ فلا تخافوھم وخافون ان کنتم مؤمنین ولا یحزنک الذین یسارعون فی الکفر انھم لن یضروا اللہ شیئا یرید اللہ ان لا یجعل لھم حظا فی الاٰخرۃ ولھم عذاب عظیم ان الذین اشتروا الکفر بالایمان لن یضروا اللہ شیئا ولھم عذاب الیم ولا یحسبن الذین کفروا انما نملی لھم خیر لانفسھم انما نملی لھم لیزدادوا اثما ولھم عذاب مھین ما کان اللہ لیذر المؤمنین علی ما انتم علیہ حتی یمیز الخبیث من الطیب وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء فاٰمنوا باللہ ورسلہ وان تؤمنوا وتتقوا فلکم اجر عظیم ولا یحسبن الذین یبخلون بما اٰتٰھم اللہ من فضلہ ھو خیرا لھم بل ھو شر لھم سیطوقون ما بخلوا بہ یوم القیٰمۃ وللہ میراث السمٰوٰت والارض واللہ بما تعملون خبیر لقد سمع اللہ قول الذین قالوا ان اللہ فقیر ونحن اغنیاء سنکتب ما قالوا وقتلھم الانبیاء بغیر حق ونقول ذوقوا عذاب الحریق ذٰلک بما قدمت ایدیکم وان اللہ لیس بظلام للعبید الذین قالوا ان اللہ عھد الینا الا نؤمن لرسول حتی یاتینا بقربان تاکلہ النار قل قد جاءکم رسل من قبلی بالبینٰت وبالذی قلتم فلم قتلتموھم ان کنتم صٰدقین فان کذبوک فقد کذب رسل من قبلک جاءو بالبینٰت والزبر والکتٰب المنیر کل نفس ذائقۃ الموت وانما توفون اجورکم یوم القیٰمۃ فمن زحزح عن النار وادخل الجنۃ فقد فاز وما الحیوٰۃ الدنیا الا متاع الغرور لتبلون فی اموالکم وانفسکم ولتسمعن من الذین اوتوا الکتٰب من قبلکم ومن الذین اشرکوا اذی کثیرا وان تصبروا وتتقوا فان ذٰلک من عزم الامور واذ اخذ اللہ میثاق الذین اوتوا الکتٰب لتبیننہ للناس ولا تکتمونہ فنبذوہ وراء ظھورھم واشتروا بہ ثمنا قلیلا فبئس ما یشترون لا تحسبن الذین یفرحون بما اتوا ویحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا فلا تحسبنھم بمفازۃ من العذاب ولھم عذاب الیم وللہ ملک السمٰوٰت والارض واللہ علی کل شیء قدیر ان فی خلق السمٰوٰت والارض واختلاف الیل والنھار لاٰیٰت لاولی الالباب الذین یذکرون اللہ قیٰما وقعودا وعلی جنوبھم ویتفکرون فی خلق السمٰوٰت والارض ربنا ما خلقت ھذا باطلا سبحٰنک فقنا عذاب النار ربنا انک من تدخل النار فقد اخزیتہ وما للظٰلمین من انصار ربنا انا سمعنا منادیا ینادی للایمان ان اٰمنوا بربکم فاٰمنا ربنا فاغفر لنا ذنوبنا وکفر عنا سیاٰتنا وتوفنا مع الابرار ربنا واٰتنا ما وعدتنا علی رسلک ولا تخزنا یوم القیٰمۃ انک لا تخلف المیعاد فاستجاب لھم ربھم انی لا اضیع عمل عامل منکم من ذکر او انثی بعضکم من بعض فالذین ھاجروا واخرجوا من دیارھم واوذوا فی سبیلی وقٰتلوا وقتلوا لاکفرن عنھم سیاٰتھم ولادخلنھم جنٰت تجری من تحتھا الانھٰر ثوابا من عند اللہ واللہ عندہ حسن الثواب لا یغرنک تقلب الذین کفروا فی البلاد متاع قلیل ثم ماوٰھم جھنم وبئس المھاد لکن الذین اتقوا ربھم لھم جنٰت تجری من تحتھا الانھٰر خٰلدین فیھا نزلا من عند اللہ وما عند اللہ خیر للابرار وان من اھل الکتٰب لمن یؤمن باللہ وما انزل الیکم وما انزل الیھم خٰشعین للہ لا یشترون باٰیٰت اللہ ثمنا قلیلا اولٰئک لھم اجرھم عند ربھم ان اللہ سریع الحساب یٰاایھا الذین اٰمنوا اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون

حاصل الکلام ولا یطین ولا یجصص فی الاصح بناء وفیل لا بأس بتطیین السراجیۃ اور نہ گچ کرنا صحیح قول پر ہو اور نہ اوپر کوئی عمارت بنائی جائے اور ایک قول یہ ہو کہ گچ کا کچھ مضائقہ نہیں اور یہی قول مختار ہے چنانچہ سراجیہ کی باب الکراہیۃ میں ہو ھم شامی نے کہا کہ حنفیہ کو مناسب تھا کہ وفیل لا بأس الخ کو بعد ولا تطیین کے بیان کرتا کیونکہ عبارت سراجیہ میں کھل کر نے کو مختار کہا ہے چنانچہ اسکی عبارت یہ ہو ھم مگر کہ نے تجرید الی الفضل انّ تطیین القبور مکروہ وہ اختار انہ لا یکرہ یعنی ابو الفضل کی تجرید میں مذکور ہے کہ قبروں کا گچ کرنا مکروہ ہے اور مختار یہ ہی کہ مکروہ نہیں اور اسی عبارت کو مصنف نے مختار قرار دیا ہے اور سراجیہ کیطرف منسوب کیا ہے مگر قبر پر عمارت کا جواز میں نے کہیں نہیں دیکھا کہ کسی نے اسکو مختار کہا ہو جب کہ اس کا ماتحہ کی ظاہر عبارت سے مفہوم ہونا اور طحطاوی نے کہا کہ شرنبلالیہ میں یہ رہا ان سے منقول ہو کہ عمارت بنانا قبر پر زینت کبیرہ حرام ہو اور منصور طی نے بعد دفن کے مکروہ ہو لیکن یہی ہوئی عمارت میں دفن کرنا مکروہ نہیں وفی جنائزھا لا بأس بالکتابۃ ان احتیج الیھا لئلا یذھب الاثر ولا تمنع اور سراجیہ کے باب الجنائز میں ہو کہ یہ مضائقہ نہیں لکھنے کا قبر پر اگر اسکی ضرورت ہو اس غرض سے کہ اس قبر کا نشان نجاتا رہے اور بالمال نہو ھم مسلم کے جابر سے روایت کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا قبروں کے گچ کرنے اور اوپر لکھنے اور عمارت بنانے سے تو اس سے معلوم ہوا کہ یہ مخالفت اسوقت ہو کہ حاجت نہو اور لا بأس کہنے سے اشارہ یہ ہو کہ باوجود حاجت کے نہ لکھنا بہتر ہو اور فتاوی قاضی خاں میں ہو کہ قرآن کا لکھنا قبروں پر کروہ ہے اسوجہ سے کہ وہ بوسیدہ ہو کر کلمات واجب التعظیم کا لا یحترم منہ صیدا ھا الذین آمنوا لا تخونوا اللہ والرسول وتخونوا امٰنٰتکم وانتم تعلمون ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین واعلموا انما غنمتم من شیء فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربیٰ والیتٰمیٰ والمساکین وابن السبیل ولا تحسبن الذین یبخلون بما اٰتٰھم اللہ من فضلہ ھو خیرا لھم بل ھو شر لھم سیطوقون ما بخلوا بہ یوم القیٰمۃ وللہ میراث السمٰوٰت والارض واللہ بما تعملون خبیر وان یمسسک اللہ بضر فلا کاشف لہ الا ھو وان یمسسک بخیر فھو علی کل شیء قدیر وھو القاھر فوق عبادہ وھو الحکیم الخبیر وما کان لنبی ان یغل ومن یغلل یات بما غل یوم القیٰمۃ ثم توفی کل نفس ما کسبت وھم لا یظلمون افمن اتبع رضوان اللہ کمن باء بسخط من اللہ ومأوٰہ جھنم وبئس المصیر ھم اعظم درجۃ عند اللہ واللہ بصیر بما یعملون لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیھم اٰیٰتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلٰل مبین اولما اصابتکم مصیبۃ قد اصبتم مثلیھا قلتم انّٰی ھذا قل ھو من عند انفسکم ان اللہ علی کل شیء قدیر وما اصابکم یوم التقی الجمعٰن فباذن اللہ ولیعلم المؤمنین ولیعلم الذین نافقوا وقیل لھم تعالوا قاتلوا فی سبیل اللہ او ادفعوا قالوا لو نعلم قتالا لا تبعنٰکم ھم للکفر یومئذ اقرب منھم للایمان یقولون بافواھھم ما لیس فی قلوبھم واللہ اعلم بما یکتمون الذین قالوا لاخوانھم وقعدوا لو اطاعونا ما قتلوا قل فادرؤا عن انفسکم الموت ان کنتم صٰدقین ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون فرحین بما اٰتٰھم اللہ من فضلہ ویستبشرون بالذین لم یلحقوا بھم من خلفھم الا خوف علیھم ولا ھم یحزنون یستبشرون بنعمۃ من اللہ وفضل وان اللہ لا یضیع اجر المؤمنین الذین استجابوا للہ والرسول من بعد ما اصابھم القرح للذین احسنوا منھم واتقوا اجر عظیم الذین قال لھم الناس ان الناس قد جمعوا لکم فاخشوھم فزادھم ایمانا وقالوا حسبنا اللہ ونعم الوکیل فانقلبوا بنعمۃ من اللہ وفضل لم یمسسھم سوء واتبعوا رضوان اللہ واللہ ذو فضل عظیم انما ذٰلکم الشیطٰن یخوف اولیاءہ فلا تخافوھم وخافون ان کنتم مؤمنین ولا یحزنک الذین یسارعون فی الکفر انھم لن یضروا اللہ شیئا یرید اللہ ان لا یجعل لھم حظا فی الاٰخرۃ ولھم عذاب عظیم ان الذین اشتروا الکفر بالایمان لن یضروا اللہ شیئا ولھم عذاب الیم ولا یحسبن الذین کفروا انما نملی لھم خیر لانفسھم انما نملی لھم لیزدادوا اثما ولھم عذاب مھین ما کان اللہ لیذر المؤمنین علی ما انتم علیہ حتی یمیز الخبیث من الطیب وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء فاٰمنوا باللہ ورسلہ وان تؤمنوا وتتقوا فلکم اجر عظیم ولا یحسبن الذین یبخلون بما اٰتٰھم اللہ من فضلہ ھو خیرا لھم بل ھو شر لھم سیطوقون ما بخلوا بہ یوم القیٰمۃ وللہ میراث السمٰوٰت والارض واللہ بما تعملون خبیر لقد سمع اللہ قول الذین قالوا ان اللہ فقیر ونحن اغنیاء سنکتب ما قالوا وقتلھم الانبیاء بغیر حق ونقول ذوقوا عذاب الحریق ذٰلک بما قدمت ایدیکم وان اللہ لیس بظلام للعبید الذین قالوا ان اللہ عھد الینا الا نؤمن لرسول حتی یاتینا بقربان تاکلہ النار قل قد جاءکم رسل من قبلی بالبینٰت وبالذی قلتم فلم قتلتموھم ان کنتم صٰدقین فان کذبوک فقد کذب رسل من قبلک جاءو بالبینٰت والزبر والکتٰب المنیر کل نفس ذائقۃ الموت وانما توفون اجورکم یوم القیٰمۃ فمن زحزح عن النار وادخل الجنۃ فقد فاز وما الحیوٰۃ الدنیا الا متاع الغرور لتبلون فی اموالکم وانفسکم ولتسمعن من الذین اوتوا الکتٰب من قبلکم ومن الذین اشرکوا اذی کثیرا وان تصبروا وتتقوا فان ذٰلک من عزم الامور واذ اخذ اللہ میثاق الذین اوتوا الکتٰب لتبیننہ للناس ولا تکتمونہ فنبذوہ وراء ظھورھم واشتروا بہ ثمنا قلیلا فبئس ما یشترون لا تحسبن الذین یفرحون بما اتوا ویحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا فلا تحسبنھم بمفازۃ من العذاب ولھم عذاب الیم وللہ ملک السمٰوٰت والارض واللہ علی کل شیء قدیر ان فی خلق السمٰوٰت والارض واختلاف الیل والنھار لاٰیٰت لاولی الالباب الذین یذکرون اللہ قیٰما وقعودا وعلی جنوبھم ویتفکرون فی خلق السمٰوٰت والارض ربنا ما خلقت ھذا باطلا سبحٰنک فقنا عذاب النار ربنا انک من تدخل النار فقد اخزیتہ وما للظٰلمین من انصار ربنا انا سمعنا منادیا ینادی للایمان ان اٰمنوا بربکم فاٰمنا ربنا فاغفر لنا ذنوبنا وکفر عنا سیاٰتنا وتوفنا مع الابرار ربنا واٰتنا ما وعدتنا علی رسلک ولا تخزنا یوم القیٰمۃ انک لا تخلف المیعاد فاستجاب لھم ربھم انی لا اضیع عمل عامل منکم من ذکر او انثی بعضکم من بعض فالذین ھاجروا واخرجوا من دیارھم واوذوا فی سبیلی وقٰتلوا وقتلوا لاکفرن عنھم سیاٰتھم ولادخلنھم جنٰت تجری من تحتھا الانھٰر ثوابا من عند اللہ واللہ عندہ حسن الثواب لا یغرنک تقلب الذین کفروا فی البلاد متاع قلیل ثم ماوٰھم جھنم وبئس المھاد لکن الذین اتقوا ربھم لھم جنٰت تجری من تحتھا الانھٰر خٰلدین فیھا نزلا من عند اللہ وما عند اللہ خیر للابرار وان من اھل الکتٰب لمن یؤمن باللہ وما انزل الیکم وما انزل الیھم خٰشعین للہ لا یشترون باٰیٰت اللہ ثمنا قلیلا اولٰئک لھم اجرھم عند ربھم ان اللہ سریع الحساب یٰاایھا الذین اٰمنوا اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون

ہیں اور اسکو خاتمہ کا پڑھنا مستحب جانتے تھے کذا فی الشامی ولا بأس برش الماء علیہ حفظا للریح عن الاذی لا بأس اور کچھ مضائقہ نہیں پانی چھڑکنے کا قبر پر بہ واسطے حفاظت مٹی کے اڑنے سے ہم بلکہ پانی چھڑکنے کو مستحب کہنا مناسب ہے اسلئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعید اور اپنے فرزند ابراہیم کی قبر پر چھڑکوایا تھا چنانچہ ابن ماجہ میں اور ابو داؤد کے مراسیل میں مروی ہو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قبر کے چھڑکنے سے منع فرمایا اور مسلم میں مروی ہو کہ آپنے قبر پر گچ کرنے اور اوپر عمارت بنانے سے منع فرمایا کذا فی الشامی ولا یطین ولا یجصص فی الاصح بناء وفیل لا بأس به وفی الخانیۃ لا بأس بتطیین السراجیۃ اور نہ گچ کرنا صحیح قول پر ہو اور نہ اوپر کوئی عمارت بنائی جائے اور ایک قول یہ ہو کہ گچ کا کچھ مضائقہ نہیں اور یہی قول مختار ہے چنانچہ سراجیہ کی باب الکراہیۃ میں ہو ھم شامی نے کہا کہ حنفیہ کو مناسب تھا کہ وفیل لا بأس الخ کو بعد ولا تطیین کے بیان کرتا کیونکہ عبارت سراجیہ میں کھل کر نے کو مختار کہا ہے چنانچہ اسکی عبارت یہ ہو ھم مگر کہ نے تجرید الی الفضل انّ تطیین القبور مکروہ وہ اختار انہ لا یکرہ یعنی ابو الفضل کی تجرید میں مذکور ہے کہ قبروں کا گچ کرنا مکروہ ہے اور مختار یہ ہی کہ مکروہ نہیں اور اسی عبارت کو مصنف نے مختار قرار دیا ہے اور سراجیہ کیطرف منسوب کیا ہے مگر قبر پر عمارت کا جواز میں نے کہیں نہیں دیکھا کہ کسی نے اسکو مختار کہا ہو جب کہ اس کا ماتحہ کی ظاہر عبارت سے مفہوم ہونا اور طحطاوی نے کہا کہ شرنبلالیہ میں یہ رہا ان سے منقول ہو کہ عمارت بنانا قبر پر زینت کبیرہ حرام ہو اور منصور طی نے بعد دفن کے مکروہ ہو لیکن یہی ہوئی عمارت میں دفن کرنا مکروہ نہیں وفی جنائزھا لا بأس بالکتابۃ ان احتیج الیھا لئلا یذھب الاثر ولا تمنع اور سراجیہ کے باب الجنائز میں ہو کہ یہ مضائقہ نہیں لکھنے کا قبر پر اگر اسکی ضرورت ہو اس غرض سے کہ اس قبر کا نشان نجاتا رہے اور بالمال نہو ھم مسلم کے جابر سے روایت کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا قبروں کے گچ کرنے اور اوپر لکھنے اور عمارت بنانے سے تو اس سے معلوم ہوا کہ یہ مخالفت اسوقت ہو کہ حاجت نہو اور لا بأس کہنے سے اشارہ یہ ہو کہ باوجود حاجت کے نہ لکھنا بہتر ہو اور فتاوی قاضی خاں میں ہو کہ قرآن کا لکھنا قبروں پر کروہ ہے اسوجہ سے کہ وہ بوسیدہ ہو کر کلمات واجب التعظیم کا لا یحترم منہ صیدا ھا الذین آمنوا لا تخونوا اللہ والرسول وتخونوا امٰنٰتکم وانتم تعلمون ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین واعلموا انما غنمتم من شیء فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربیٰ والیتٰمیٰ والمساکین وابن السبیل ولا تحسبن الذین یبخلون بما اٰتٰھم اللہ من فضلہ ھو خیرا لھم بل ھو شر لھم سیطوقون ما بخلوا بہ یوم القیٰمۃ وللہ میراث السمٰوٰت والارض واللہ بما تعملون خبیر وان یمسسک اللہ بضر فلا کاشف لہ الا ھو وان یمسسک بخیر فھو علی کل شیء قدیر وھو القاھر فوق عبادہ وھو الحکیم الخبیر وما کان لنبی ان یغل ومن یغلل یات بما غل یوم القیٰمۃ ثم توفی کل نفس ما کسبت وھم لا یظلمون افمن اتبع رضوان اللہ کمن باء بسخط من اللہ ومأوٰہ جھنم وبئس المصیر ھم اعظم درجۃ عند اللہ واللہ بصیر بما یعملون لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیھم اٰیٰتہ ویزک

یا بالکل اس کا مکمل ہونا صاف ظاہر ہے والولی مالی جمیع ہذہ الحالات کما لا یخفی قولہ والا فلا یعتبر فرع اور اگر کوئی شخص پاؤں یا ہاتھ کٹا ہوا گر گیا تو اگر اکثر بدن پر چڑھا جائے یا نہیں اس باب میں دو قول ہیں اور بہتر یہ ہے کہ اگر ان چیزوں کا بدن کا اسکی حرمت اور اسکی نعشی کے سبب سے جلانا رہی اس سے معلوم ہوا کہ اگر بلا قصد ہی اسکے پیٹ پر بال جلا گیا ہو گا تو بیت نہ چڑھا جائیگا کذا فی الشامی فرع مسائل متعلقہ شہداء کی الاتباع ۱ صحیح من النوازل اوقال بانہ اجماع اھ فیہ فضل میت کے جنازہ کے ساتھ جانا فضل ہے بہ نسبت نفلوں کے اگر میت کے ہمراہ قرابت یا ہمسائگی ہو یا مرد نیکوکار مشہور ہو ۲ ھم دفن افضل ہونے کی یہ ہے کہ جنازہ کے ساتھ جانے میں سلوک زندہ اور مردہ دونوں کے ساتھ ہو گا اسکا ثواب زیادہ ہو گا ذکرہ الطحطاوی ۳ قولہ فی مقبرتہ وقبیلتہ ۴ سترورہم غسلہ فالاولیٰ الاعلم فالاعلم من بینہ وان الی بلدہ ۵ ما لم یکن لہ مزید فضل للبلد ۶ اذکروا محاسن موتاکم وکفوا عن مساویہم ہر دفن کرنا میت کا اور اسکی موت کی جہت میں یعنی جس جگہ مرا ہو وہاں کے قبرستان میں دفن کرنا مستحب ہے ولو انہ دوسری جگہ لیجانا چاہئے اور مستحب ہے جلدی کرنا دفن میں الا مستحب ہے غنائے کی جگہ جیسا کہ اطہر کہ ہے لیجانا نیوالے یا اور کوئی عذر ہو جیسے کوئی مرا ہوا دیکھے جو یہ معلوم ہو مثلاً صورت کا بگڑا ہوا یا رنگ سیاہ پڑنا ہو اسکا بیان کرنا درست نہیں بسبب اس حدیث کے کہ بیان کرو خوبیاں اپنے مردوں کی اور باز رہو اوگنی برائیوں سے ۷ ھم شامی نے کہا کہ اگر میت یعنی جو قرار اوسکا حال کے کہدینا گا ۸ مضائقہ نہیں تاکہ اور لوگ بدعت سے باز رہیں ولا یأس بقولہ قتل فی فتنہ اور کچھ مضائقہ نہیں مردہ کو اور دوسری جگہ لیجانیکا پیشتر اوسکو دفن کر دینے کے بعد بالاتفاق منقول درست نہیں اور قتل دفن نقل کرنا بعض فقہا کے نزدیک خواہ مطلقاً درست ہو کیونکہ اہانت ہی فاصلہ ہونا دو میل سے کم کہ اگر مدت سفر ہو خواہ نہیں ہو تو نقل درست ہو اور امام محمد نے ایک یا دو میل کے فاصلہ کی قید لگا دی ہو کہ اسقدر دوری تک نقل درست ہو اور اس سے زیادہ فاصلہ پر لیجانا مکروہ ہے کذا فی الشامی وباللہ الاعلام ہو تو ۹ اور کچھ مضائقہ نہیں میت کے رونے کی خبر الصحیحین ایکدوسرے سے کہہ بیٹھی تاکہ لوگ اوسکا حق ادا کریں اور تم ہرگز نکھنیں میں شریک ہوں دیار دیا ۱۰ شیئ ادخیرہ لکن یکرہ لانہ اتلاف فی ملکہ ۱۱ لا یستباح ۱۲ جنازۃ بعض من تقدمہ اھلہ اور کچھ مضائقہ نہیں مردہ پر رونا دیکھا شرع سے اگر شرع سے مگر کر رہے زیادتی کرنی اوسکی تعریف میں خصوص اوسکے جنازہ کے پاس بسبب اس حدیث کے کہ جو کوئی دیا دلایا کرے یا ہم کفر کو دور سے یعنی وہم سے نہیں ۱۳ ھم جاہلیت کے رونے سے مراد چیخنا اور نوحہ کرنا اور پیٹنا اور کپڑا پھاڑنا ہے کہ یہ سب امور ناجائز ہیں اور صرف سے کہ غم کرنا سے ایسا شعر پڑھکر رونا جس کا اپنے غم کا اظہار یا مردہ کی تمجاس کا شمار بدون مبالغہ ہو شامی نے کہا کہ شارح نے ازہار باب افعال سے لکھا حالانکہ مزید مستعمل نہیں رونے کے معنی میں مجرد ہی آتا ہے مصدر اور کار مغیبہ ہو یدیہ ۱۴ اھلہ وقرینہ فی الصحیحین اور کچھ مضائقہ نہیں میت والوں کی قسمی کرنی اور اوسکو صبر عین نسبت دلانے کی ۱۵ ھم شرح منیہ میں کہا کہ اتم یہ ہے کہ مستحب ہے اسکو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسنے صبر دلایا اپنے بھائی کو کسی مصیبت میں اللہ تعالیٰ اوسکو قیامت کے دن کرامت کا لباس پہنائیگا کذا فی الشامی وباتخاذ طعام لھم اور کچھ مضائقہ نہیں میت کے گھر والوں کے لئے کھانا پکوانیکا ۱۶ ھم فتح القدیر میں کہا کہ مستحب ہے ہمسایہ اور دور کے رشتہ داروں کو مستحب ہے کہ میت کے گھر والوں کے واسطے کھانا پکوا ئیں جو انکو اس دن اور رات میں شکم سیر کر دے اور اسباب میں اصل وہ حدیث ہے کہ حضرت جعفر کی خبر مرگ جب آئی تھی تو آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ جعفر کے متعلقوں کے لئے کھانا تیار کرو کہ وہ انہیں دھندے میں لگی ہیں یا نکا ان کو بھی صبر سے یا ۱۷ ھم اولھا اضعافا وآخرھا اضعافا ۱۸ ھم شامی نے کہا کہ اسی سے معلوم ہوا کہ تین دن کے بعد موت کی خبر سننے اور اسکو تازہ کرنے کی تعزیت کو آیا تو مکروہ نہیں بسطرح اگر میت کا رشتہ دار موت کیوقت نہ ہو

اور بعد مرنے کے آدمی تب بھی اوسکی یاس تعزیت کو جانا مکروہ ہے کذا فی الشامی وکذا فی الغنیۃ وعند یا اللہ الا اللہ العلی العظیم اللہ
اکبر کبیرا والحمد للہ کثیرا وسبحان اللہ بکرۃ واصیلا اگر تعزیت کرلی ہو تو دوبارہ یعنی اکیلا۔ اگر تعزیت کرلی ہو تو دوسری بار نجایا ہوا ور مکروہ ہے تعزیت قبر کے یاس
یعنے قبر کے یاس میت کے لئے وہ خاکا مقام ہو نہ تعزیت کا اور مکروہ ہے تعزیت گھر کے دروازہ کے یاس اور تعزیت بین لوگ کہ اللہ تعالی تیرا اجر
زیادہ کرے اور تیرا صبر اچھا کرے اور تیری میت کو بخشے شرح زیارۃ القبور ولو للنساء اذا حدث تکثیر تھیکون من زیارۃ القبور کذا فی الغنیۃ اور مجمع بحار
میں قبروں کی زیارت کا اگر چہ عورتوں کو زیارت کرنی بسبب اس حدیث کے کہ میں نے تمکو منع کیا تھا قبروں کی زیارت سو اب آگا ہو کہ آگی زیارت کیا کرو
ہم بعض قضاۃ نے کہا کہ عورتوں کو قبروں کی زیارت کرنی حرام ہے اور شارح نے لابأس سے کہا خیر الدین رملی نے اسکی تفصیل جو یہ ہے کہ اگر
عورتیں اپنے شوہر جیسی جوانیں کہ ہر تازہ ہو جاتا ہو اور نوحہ اور پیٹنا اپنی معمول کے موافق قبروں پر کریں تو ہرگز جائز نہیں اور یہ حدیث میں آیا ہے کہ
اللہ تعالی لعنت کرتا ہے قبروں کی زیارت کرنے والیوں کو تو انہیں اپنی عورتیں مراد ہیں جو قبروں پر بہوت زیادہ مشہور ہو گیں۔ اگر ایسا نہ ہو جیسے جالیس
کی عمر تھا حاصل کریں یا تیرک خاکا صلحا کی قبروں پر جائیں تو امید ہے کہ نہیں بوجہ ان کے مضائقہ نہیں اور اگر جوان ہوں تو ہرگز نہیں
زیارت مذکور مکروہ ہے اور مرد وں کے حق میں بموجب حدیث بالا زیارت قبور مستحب ہے اور افضل یہ ہے کہ جمعہ کو زیارت کرے یا اس سے اگلے دن جیسے
الکبیر وتجیء کذا فی الشامی وعلیکم بدار قوم مؤمنین یا اہل اللہ بکم لاحقون ونسئل اللہ لنا ولکم العافیۃ فی الدین والدنیا والاخرۃ اللھم اغفر لحینا
وستینا وشاہدنا وغائبنا اللھم من احییتہ منا فاحیہ علی الاسلام ومن توفیتہ منا فتوفہ علی الایمان اللھم لا تحرمنا اجرھم ولا تفتنا بعدھم
یعنے سلام ہو تم پر اے ایماندار قوم کے گھر والو اور بیشک ہم اگر خدا نے چاہا تو تمسے ملیں گے اور سورہ یسین پڑھی ہو اور حدیث میں ہے کہ جو کوئی مقبرہ میں
اخلاص کیساتھ بار بار پڑھا اوسکو ثواب مرد وں کو بخشے تو مرد وں کی شمار کے برابر اوسکو ثواب دیا جائیگا جلبی نے کہا کہ اسمیں شرط کی جائے احدی
عشر ثواب ہو اور خیر کو قاری لنفسہ وقیل لکل واللہ تعالی اعلم ہم لکن ان لا یکرہ ہم فی الاصح خلافا لمحمد ومقابلہ یعنی اگر ہر قبر کے پاس
کا اور بعض نے کہا کہ کرے اور مناسب تو یہ ہے کہ کوئی جیسی چیز کا تیار کر لیتا کہ قرآن پڑھا جائے ہم ویجب قبر کے کوٹنے کی کہ
ہے کہ پہلی سو فقہ آخرت کی تیاری ہو اور حضرت عمر بن عبد العزیز اور ابن جریج اور ابن حنبل نے ایسا کیا بھی ہے اور جن لوگوں نے مکروہ کہا
اوسکی علت یہ بیان کی کہ آدمی کو معلوم نہیں کہ میں کہاں مرونگا شاید قرآن پڑھا جائے اور میں وہاں نہ ہوں یہ خلاف نص کے ہے ہم خاص
طحطاوی نے کہا قبر کہنہ وا قرآن کی نص کے مخالف نہیں اسلئے کہ اس کو پڑھنا مقصود ہوتا ہی ہے یعنی اگر قبر وہ ہو جس پر کبھی قرآن نہ پڑھا گیا ہو
لیکن المنتقی فی فروع ابن حنبل ان محمدا حتی اذا وصل الی قبر ابی یوسف وقد کان عہد الیہ ان یجلسہ قبرہ ساعۃ یقرأ عندہ القرآن
راستہ ہو سا تاب کہ اگر میت کی قبر تک بدون کسی قبر کے روندے کے نہ پہونچ سکے تو اوسکے پاس جانا ترک کر دو لانکرہ اللہ تعالی اعلم اور
مکروہ نہیں دفن کے اوپر قرآن خوانوں کا بیٹھنا قبر کے پاس اور یہی اصلاح کی عبارت بھی ہے کہ قرأت قرآن کرنی قبر کے پاس
بیٹھنا استغراق ہو کہ تلاوت اچھی طرح ہو اور خوب سمجھ میں آوے اور باعث عبرت ہو قول ممانعت میں مکروہ نہیں کذا فی الشامی اس نقل سے شامی
کی خوش شاید یہ ہو کہ قاریوں کا بیٹھنا اجر شمار سے منتفا لکھا ہو کہیں مصرح نہیں عظم اللہ تعالی اجرکم ہم ممی کی یہ ہی حرمت رکھتی ہے یعنی
اگر قبر میں کسی کا فرد ذمی کی ہڈی پائی جاوے تو اوسکو توڑنا نجائز کیونکہ ذمی کا بھی ایسا ہی حکم ہے کما جاء انما یعذب لیس بشیء اھلہا اذا اوصی اللہ
میت پر عذاب ہوتا ہی اوسکے گھر والوں کے رونے سے بشرطیکہ میت نے رونے کی وصیت کی ہو ہم اس مسئلہ میں اختلاف ہو کچھ لوگ قائل
ہیں کہ گھر والوں کے رونے سے میت پر عذاب ہوتا ہی اور جو حدیث شریف میں وارد ہو کہ میت کو گھر والوں کے رونے سے عذاب ہوتا ہے اور اکثر علماء
قول یہ ہے کہ عذاب نہیں ہوتا کیونکہ حق تعالی فرماتا ہی (ولا تزر وازرۃ وزر اخری) اور حدیث کے یہ معنی ہیں کہ اس زمانے کے

کیا کرتے تھے اس کے آپ نے ارشاد فرمایا کہ انے البحر اور شامی سے کہا کہ حضرت عائشہ نہ ہو مجوری ہو کہ آپ سے بجواب
اور سیکھنے ہیں یا ہوا راستہ ایک یہودی کی قوم پر گذرے یہودی جو اس سے تھے آپ نے فرمایا کہ اوسکو عذاب ہوتا ہے اور یہود لوگ پھر پوچھے
ہیں کیا تم جہنم المیت احیاء عائشہ ان کنتم صادقین یہ دعا کی پیشانی یا حماء یا کس پر عہد نامہ لکھ کر کیا توقع ہو کہ بہت کر
اللہ تعالیٰ کی بخشش ہو ھم عہد نامہ کی دعا ہو اللھم رب السموات والارض عالم الغیب والشھادۃ انی اسئلک بالاسم الذی اشھد انک انت الواحد
الحی الدیان الذی لا تاخذہ سنۃ ولا نوم ان تجعل لی عھدا ومیثاقا یوم تلقانی انک لا تخلف المیعاد اسئلک بالاسم الذی
اذا دعیت بہ اجبت وبالاسم الذی اذا سئلت بہ اعطیت وبالاسم الذی اذا دعیت بہ اجبت وبالاسم الذی اذا سئلت بہ اعطیت
ان تجعل لی عھدا ومیثاقا یوم تلقانی انک لا تخلف المیعاد اور اسکے الفاظ اور طرح بھی لوگوں نے لکھے ہیں باقی رہا اس دعا کا لکھنا مردہ کی پیشانی وغیرہ پر سو اسکو بعض فقہا نے بقصد تبرک جائز کہا ہے
مگر ابن صلاح نے فتوی دیا ہے کہ قرآن اور اسماء معظم ہیں سے کچھ لکھا جائے کیونکہ کفن وغیرہ پر ان کلمات محترمہ کو لکھنا جان بوجھکر مردہ کی
ساتھ توہین کا لاحق کرنا ہوا اور فتح القدیر میں ہے کہ قرآن اور اسماء الٰہی کا لکھنا روپیوں اور محرابوں اور دیواروں پر مکروہ ہو
اسکو کہ حوث اور کپڑا بچھونے آتے اور اسی طرح کا ہو اس سے معلوم ہوا کہ مردہ کے بدن پر کفن پر لکھنا بطریق اولے مکروہ ہو کیونکہ جب کہ
تعظیم موات نہ ہو تو کسی حدیث صحیح میں اسکی صراحت نہ ہو کذا فی الشامی مختصرا وکیتب علی جبھتہ بسم اللہ الرحمن الرحیم
لعل اللہ یرحمنی فی السماء وسئل عما یکتب وصفت القدح ھل ھو کذا او کذا فقال ما اری بذلک بأسا وکتب بعض الصالحین
عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان شخصا لما توفی فرای فی المنام فسئل عما فعل اللہ بہ فقال غفر لی بکتابۃ بسم اللہ الرحمن الرحیم
علی جبھتی وع

سے ان علیہ وسلم نے حضرت حنظلہ کو دوبارہ غسل نہ دیا جب ہر بار غسل کے فرشتوں کے قول سے حضرت آدم علیہ السلام کے قصہ کی دلیل سمجھ لی حنظلہ بن ابی عامر قتل کیے جب شہید ہوئے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے یار حنظلہ کو فرشتے نہلا رہے ہیں صحابہ نے آکر ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ وہ ناپاکی کی حالت میں شکم تھے آپ نے فرمایا کہ یہی وجہ ہے کہ فرشتوں نے انکو نہلایا تو معلوم ہوا کہ شہید کو نہلانا نہ آدمیوں پر واجب ہوا نہ فرشتوں پر پھر معلوم ہوا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حضرت حنظلہ کو دوسری بار نہلانے سے شارح امام اعظم کے قیاس کو جواب دیتا ہے کہ غسل ناپاکی آدم پر واجب ہوا تو اولاد پر بھی نہ ہوا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حضرت حنظلہ کو دوسری بار نہلانے سے شارح امام اعظم کے قیاس کو جواب دیتا ہے کہ غسل ناپاکی آدم کے نہلانے کا قصہ بالکل لچر اور نہ زیبا ہے کیونکہ ان پر فرشتوں نے غسل واجب ہوا جب ہر مگر نہلانا ہوا ہے کچھ ضرور نہیں کہ آدمی ہوں چنانچہ حضرت آدم کے نہلانے کا قصہ بالکل لچر اور نہ زیبا ہے کیونکہ ان پر فرشتوں نے نہلانا بتایا اسطرح بیان ہی سے جب غرض غسل یعنی طہارت فرشتوں کے نہلانے سے حاصل ہو گئی تو پھر بنی آدم کے غسل دینے کی کیا حاجت رہی کذا فی الشامی مختصراً وقال طلبا بغیر حق بغار حرابۃ او یعاد بحق لقصاص او لدفع القتال او بقتل باغ او قاطع طریق ولو سکرانا او لعذر القتال حتی مات شہیدا ای یجب القصاص فی القتل العمد العدوان بل فی کل قتل یضمن بقصاص او کفارۃ کما سیجیء اور نے کے سبب مارا جائے یا ظلماً مارا جائے یا حق کے لیے مارا جائے یا قصاص کی وجہ سے مارا جائے یا دفع قتال کے لیے مارا جائے یا باغی یا قاطع طریق کے قتل کیا جائے اگرچہ سکرانا ہو یا لڑائی کے عذر سے مارا جائے یہ سب شہید ہیں ان کو غسل نہ دیا جائیگا اور نہ ان پر نماز پڑھی جائیگی یہ حکم ظاہر ہے کہ جو شخص

طرحی ہوگی تب تو حسل نہ ہوجائیگا اور اگر امر مذکورہ میں سے کسی سے فائدہ نہ لیا بعد ذبحہ ہی ہوسکے یا بایا جائیگا تو شہادت کامل نہ ہوگی جس سے غسل ساقط کر کیا جاوے تو وھذا کلہ اذا کان ذلک اقتضاء الحرب ولو فی ای الحرب لا یصیر شہیدا الشرعی ولو کان کذلک اور یہ سب باتیں جن سے شہادت ناقص ہوتی حسوا بیسوا جن میں کہ لڑائی ہو چکی ہو اور اگر لڑائی کے اندر بہ امور ہوں تو ان کو ذکر چیز جن میں کسی سی سوء مرتب نہ ہوگا ہر صورتیں شہید کامل ہوگا وکان ذلک فی الشہید الکامل الا فالمرتب شہید الاخرۃ ولکن الجنب فحکمہ اور یہ سب باتیں شہید کامل کے باہمیں ہیں جو دنیا اور آخرت دونوں میں شہید ہو ورنہ مرتب شہید آخرت تو ہو ہی ہوا اور اسیطرح شہید آخرت ہو جنابت والا اور مشل اوسکے جیسے مجنون اور لڑکا اور وہ مقتول جو ظلم سے مارا جاوے اور اوسکا بچانے سے مال واجب ہو یہ بھی شہید آخرت ہیں ۴ مشرشہید کامل کی جملہ مذکور ہوئی ہیں اول عقل دوم بلوغ سوم طہارت جنابت جیسی چیز سے چہارم قتل ہونا بارہ ظلم یا جہاد میں پنجم واجب ناعض مالی کا ششم بعد زخمی ہونے کے متنفع نہ ہونا امور مذکورہ بالا سے اور شہید دنیا سے بھی یہ عرض کہ غسل نہ دیا جائیگا مگر اوسمیں ہیں کہ جسے ہوا بحالہ خارج ہوا اور اوسکے خون کے لگنے سے کفن خراب ہوا ہو اور شہید آخرت شہدا کے لئے وعدہ ہوا ہو اوسکو حاصل ہوگا کذا فی الجوہرۃ وحکم الشہید فاقسام قسمان والعرفی والحربی والمراد بالشہید علیہ والمسلمی الشہید المسلم والمسلم الشہید صاحب جنابۃ الجنب من جنابۃ او ھو بدل لما قبلہ وقد حکم الشیخ ان والد حکمہ الشہید حکم الشہید واللہ تعالیٰ اعلم اور شہید آخرت ہو جو شخص کہ دشمن کا قصد کرے اور شہادت اپنی ہاتھ اور پانی میں ڈوبا ہوا اور جلکر مرنیوالا اور سفر میں مرنیوالا اور جسپر مکان گر گیا ہو اور پیٹ کی بیماری یعنی دستوں یا استسقا سو مرنیوالا اور وبا سے مرنیوالا شامی نے کہا کہ جو شخص بایماں مارا جاوے یا میں اپنی شہر میں صابر بہ نیت حصول ثواب شہر ہو وہ اگر اس عرصہ میں کسی اور مرض سے مر جائیگا وہ بھی شہید ہوگا اور نفاس والی عورت خواہ جنی ہو جو فوت مرے بامارت نفاس میں اور جو شخص جمعہ کی شب کو وفات پاوے ہو اور ذوالحجہ والا اور ماہ اندر جو شخص اس حال میں مرے کہ علم کا طالب ہو یعنی علم میں مشغول ہو خواہ تالیف کرتا ہو یا پڑھاتا ہو یا پڑھتا ہو یا استاد ہو اور شہید آخرت کہ سو ہوئے نے بقدر حسیل کے شمار کیا ہے واللہ اعلم ۱۲ جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب تشبیت میں تعداد مذکور سطرح بیان کیا ہے پیٹ کی بیماری والا غرق دب کر مرنیوالا ذات الجنب والا جو شخص کہ اپنی عمل غیرہ پیٹ کے اندر کی چیز سے مرجائے سیل والا سفر میں مرنیوالا مرگی والا طاعون والا اپنے گھر والا نوکی حفاظت یا اپنے مال کی حفاظت یا اپنی جان کے بچانے میں مرنیوالا ظلم سے مرنیوالا عشق میں مرنیوالا شب بیدار سائی اور بروز کی کے ساتھ ہو جس شخص کے گلے میں پانی وغیرہ کا پہنہ الگ کر اتھیر ہوا ہو جسکو درندہ نے پھاڑا ہو جسکو بادشاہ نے ظلما قتل کیا ہو آگ سے جلا ہوا یا دشاہ کے خوف سے چھپا ہوا ہو اور مرگیا ہو جسکو سانپ بچھو وغیرہ نے کاٹا ہو جو ظلم شرعی کی طلب میں مرا ہو جو بہ نیت قواد ان دنیا پر ہو یا اور اگر سچ بولنا ہو جو شخص اپنی زن و فرزند اور مملوکون میں اللہ تعالیٰ کا حکم جاری کرنا ہو اور حلال کی کمائی سوا دے کھلاتا ہو جسکو جہاز میں متلی اوتے سو وفات ہو جو عورت غربت پر صبر کرکے مرجو شخص ہر روز ۱۰۰ بار یہہ کلمات کہہ لیا کرے (اللھم بارک لی فی الموت و فیما بعد الموت) جو شخص نماز چاشت پڑھا کرے اور ہر مہینے میں تین روزے رکھا کرے اور وتر کبھی ترک نہ کرے سفر میں نہ مقام میں جو شخص کہ فساد کیفیت سنت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم پر مضبوط رہے جو شخص اپنے مرض موت میں ۱۰۰ بار کہے لا الٰہ الا اللہ انت سبحانک انی کنت من الظالمین کذا فی الطحطاوی شامی نے کہا کہ ابن عساکر اور بعض علماء مالکیہ نے اتنا اور زیادہ کہی ہیں جو جگہ مرجاوے گا پھر وہاں اسکے منتظر جماعہ کا رہے جو ہر شب سورہ یٰسین پڑھے جو شخص سواری کے جانور پر سچ گر کر مرے جو رات کو طہارت کے ساتھ سوے اور مرجاوے جو شخص زندگی بھر نوکری کرتا رہے جو شخص ہر روز ستر بار درود پڑھے جو شخص سچ دل سے اللہ کی راہ میں قتل ہونیکی دعا مانگا کرے جو شخص جاحت کیوقت مسلمانون کے کسی شہر میں غلہ لیجاوے جو شخص ہر جمعہ کو وفات پاوے جو شخص صبح کو تین بار کہے اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم اور تین بار آخر سورہ حشر کو آخر تک پڑھ لیا ہو اور اس روز فوت ہوا ہو اور ان سب اشخاص کی الگ الگ ثواب احادیث میں آیا ہے اور پورا بیان شامی میں ہے

باب الصفوف في الكعبة

یہ باب ہے کعبہ کے اندر نماز پڑھنے کی کیفیت میں فی الباب زیادۃ العمل الصلوٰۃ وغیرہ اور مناسبت میں عنوان کے زیادہ پر یعنی عنوان میں صرف کعبہ کا ذکر ہے اور عبارت میں ذکر کعبہ کے ساتھ اور اندر نماز پڑھنا کا بھی ہے اور بعد انہی کے بات ہو گی عنوان سے زیادہ بیان کیا ہوا اور سبب ہوگا کہ میں بات کا ذکر عنوان میں ہوا وہ کا حال بیان کیا جاوے لیکن فی الباب اور قولہ فرضا کان او نفلا متعلقہ بالصلوٰۃ والمراد بالفریضۃ المکتوبۃ ولو قضاء او وجوبا کالوتر والعید والنذر والتحیۃ والکسوف والجنازۃ ولو علی الراحلۃ لعذر او بدونہ فی الاصح وقولہ الی حائط السماء ذرت ہو فرض اصلاً فی الکعبۃ کے اندر اور کعبہ کے اوپر بدون سترہ کے ہو اسکی طرف قبلہ ہمارے نزدیک میدان اور ہوا ہی آسمان کی حکم تم ہم امام تا چھت کے نزدیک کہ سکے اندر فرض نماز درست نہیں اسکو جب ایک طرف کو تھوک کر چلا وے دوسرا بجانب کو پشت ہو گی حالانکہ وہ بھی قبلہ ہو اور ہماری اصل کے موافق کعبہ کی ایک جزو غیر کعبہ کی ایک جزو غیر کعبہ کیا جاوے اور یہ بات جس خود کعبہ کے اندر شروع کر کے نماز شروع کر چکا حاصل ہو جانیگی وہی جزو مین قبلہ ہو گا اور اسکی طرف پشت کرنا مفسد نماز ہو گا اور عرصہ اور ہوا اسمیں داخل ہے کعبہ کی عمارت کعبہ قبلہ نہیں بلکہ خالی جگہ اور اسکی اوپر کی ہوا آسمان تک قبلہ ہے کذا فی الشامی فرمان کہ ذکر السائل الذی فی تراث التعظیم اگرچہ مکروہ ہو دوسری صورت یعنی نماز پڑھنا اوپر خانہ کعبہ کے بسبب جہالت کے اور بسبب نہونے تعلیم کے ہم قرن زمانہ میں ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سات مجمعہ نماز پڑھنے سے منع فرمایا اول اور تین کے بعد ہوں گی جگہ تو ہم قبرستان ستر ہم غائت درجہ کی جگہ ہیں شارع عام ہم کیا یعنی جانوروں کے ذبح کرنے کی جگہ ششم غائۃ کعبہ کے اوپر ہفتم حمام کے اندر صفوفہ الا فی مکۃ والمدینۃ اختلفت وجوہ فی التوجہ الی الکعبۃ الا اذا حاذی عین الکعبۃ امامہ فالمقتدی کعبہ امام ہے نماز کعبہ کے اندر تنہا یا جماعت سے اگرچہ کعبہ کی چھت پر نماز پڑھنے میں جماعت والوں کے جمعہ جاطل ہو جاوے مگر جبکہ مقتدی اپنی پشت امام کے چہرہ کی طرف نہ کرے گا تو اسکا اقتدا درست ہو گا بسبب آگے بڑھ جانے مقتدی کے امام سے یعنی جس صورت میں کہ مقتدی کی پشت امام کی طرف ہو تو وہ تو کاتنہ ایک ہی طرف ہو گا جیسے قریب شارح نے کہا کہ ان متصلہ ہو متر بلہ نہیں ویکرہ جعل وجہہ الی الجدار او الجنازۃ او الکوۃ فی الاصح وکرہ کرنا اپنے چہرہ کا مقابل چہرہ امام کے بدون اوڑھنے کے ہمارے مذہب صورت پرستی کے ہو اور اگر امام کے پہلو کی طرف منہ پھیر کر بیٹھا تو کراہت نہ ہو گی تو بہت جا صورت میں ہو ہم یعنی صورت اول جسمیں کہ مقتدی کا کاتنہ امام کے منہ کی طرف ہو جیسے صورت مرکوزہ ہے دوم ہم کہ مقتدی کا کاتنہ امام کے پہلو کی طرف ہو جیسے بدون کراہت جائز ہو سوم ہم جسمیں کہ مقتدی کا کاتنہ امام کی پشت کی جانب ہو تحقیق بلا کراہت درست ہو چہارم ہم کہ مقتدی کی پشت امام کے منہ کی طرف ہو یہ صورت ناجائز ہے کذا فی الطحطاوی واتصالہا خلفہا ولو بالکعبۃ او بالعکس او بالجانب ان لم یکن فی جانبہ امامہ اقرب کما فی الدر المختار سے نماز اگر حلقہ کر کے پڑھی کعبہ کے اگر بعض مقتدی کعبہ سو زیادہ و قریب ہوں بہ نسبت امام کے بستہ و کعبہ کی طرف بہ نسبت امام کے زیادہ قریب ہوں اور کعبہ سو قریب شخصوں کی نماز درست ہو گی کہ وہ حکما امام سے ہیں ہے یعنی مسجد الحرام میں پڑھنے کا ذکر ہو گا تو جائز ہو گا اگر کعبہ کی حلقہ کیصورت درست ہو کہ عہد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سوا آجکل بیطرح نماز ہوتی آئی ہے پہراس حلقہ کی جماعت میں سے اگر کوئی شخص امام کی نسبت کعبہ سو قریب ہو تو دیکھنا چاہیئے کہ اگر شخص مذکور اگر بیطرف امام ہو تو اسکی نماز نہ ہوگی کیونکہ اسسورت میں وہ آگے بڑھ جاوے گا اسلئے اگر کوئی شخص امام کا اقتدا کرے دوسری جانب میں کعبہ سو قریب ہو گیا ہو تو اقتدا درست ہو گی اسلئے کہ وہ آگے بڑھا امام سے اور صورت مرقومہ کہ دو نوکی بہت متعدد ہو جیت متحد ہوئی تو امام سے آگے مڑ جانا بھی ثابت نہوا اسمیں دیکھنا چاہیئے ہم ظہر الذاتی الشامی ولو دخل قدمہ المسامتان فی جانب امامہ وکان رأت دبر امرأۃ وینبغی الفساد حتما لان الترجیح بالامام فھنا صار فیہ [illegible] اور اگر کوئی مقتدی اوس کرسی کے سیدھ میں کھڑا ہوا جو امام کی جانب میں ہو اور کعبہ سو نسبت امام کے زیادہ قریب ہو تو نہیں ہے [illegible] امام

اس مسئلہ کا حکم نہیں دیکھا اور امتیاز کی وجہ ظاہر ہوا نماز مقتدی کا شایان ہی بسبب غالب ہونے امام کی جہت کے اور یہ صورت ہے اسکی ہم اس مسئلہ کی سمجھ لیتے ہیں کہ ہم مسئلہ مذکورہ بالا کو صورت حسان کرنے میں فرض کر لو کہ مثلاً ہم جس خانہ کعبہ میں اور کن کھڑکی متوجہ ہوا اور فرض کر لو

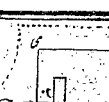

امام دروازہ ب کے سامنے کھڑا ہے اور مقتدی نے رکن تحریمہ کہنے کی نیت کر کے نیت کی تو صفوں تین ہوگئیں اگر شدہ شریک دو طرفہ کھڑا ہوتا ہے مقتدی کی جہت قبلہ دیوار ج ش اور ج ی دو زمین لیکن اگر امام کی نسبت کعبہ سو قریب ہو جائیگا تو اسکی نماز درست ہوگی اسلئے کہ ہر جہت جانب ج ی بھی اسکی جہت ہو گی مگر یہ کہ صف ش کیطرف امام ہو تو اسطرح ہوگا کہ اسی جہت کو مقتدی کی جہت ٹھہرائی جائے تو مقتدی کا کعبہ سو قریب ہوا ایسا ہوا کہ اتحاد جہت کیساتھ دو زمین اور ہوا اور امام سے آگے بڑھگیا اور حلقہ فقطوں کا پہلے مسئلہ کیمتعلق بنانا ہو کہ امام کیطرف کے فقط مقارن مقتدی ہو یعنی ہمین عدالت کی نسبت کر کیسو قریب ہو اور دو زمین ہمین طرفین کیسو قریب ہمین وکذا لو اقتدا وامامہما فی السفینۃ والماء فقوفہ حکمہ کذلک وفی الجو اب اور اسیطرح درست ہو اگر مقتدی کعبہ کے باہر سے اقتدا کرے اس امام کے پیچھو جو کعبہ کے اندر ہوا اور دروازہ کعبہ کا کھلا ہوا اسلئے کہ امام کا کعبہ کے اندر ہونا ایسا ہو جیسا محراب میں کھڑا ہوا ہم امام کا کعبہ کے اندر ہونا عام ہذا اس سو کہ مقتدی زمین سو کوئی اسکے ساتھ ہو یا نہیں اور یہہ اقتدا گو درست ہو مگر اولیت کے ساتھ اسلئے کہ امام کا فعل آدم اول سو بچا کھڑا ہوا مکروہ ہے اور دروازہ کے کھلے ہونے کی قید اسلئے لگائی کہ امام کے رکوع سجدہ کا حال مقتدی نہ دیکھ سکے معلوم کر لینمیں پس اگر دروازہ بند ہو اور کوئی کہدے امام کی اللہ اکبر کی آواز پہچانا جائیو تو اقتدا جائز ہونا چاہیئے کذا فی الخطاوی واللہ اعلم وستحفہ الحکیم الکبیر ٭

کتاب الزکوٰۃ

یہہ کتاب ہی احکام زکوٰۃ کے بیان میں وقدمناہا لما تعرف فی اثنین وثمانین موضعا من القرآن لدلیل علی کمال الاتصال بالصلوٰۃ وہی الثالثۃ والستون قبل فرض رمضان کما مضا متصل بیان زکوٰۃ کا نماز سے ۶۳ جگہہ قرآن عزیز میں دلیل ہے دونوں کمال کی ہر چہہ ان کے بھسال کی اور زکوٰۃ دوسری برس فرض ہوئی رمضان کے فرض ہونے سے پیشتر ہم یہہ بیان مناسبت کا ذکر کر دو یا کہ ہر چند روزہ اور نماز عبادت بدنی ہمین دونو پر باہم ذکر ہونی چاہیئں گر چہ نماز زکوٰۃ سے بہا اور بہت پہلے زکوٰۃ کا تکرار دو مرتبہ سے کیا گیا لیکن صاحب نہر الفائق اور بحر الرائق کے کہنے پر جنہوں نے اس شارح کو قدما بزاز یہ کیطرف منسوب کیا ہو حالانکہ یہہ شمار غلط ہی صحیحہ یہ ہو کہ ۸۲ جگہہ بصیغہ صاحب نہر الفائق اور بحر الرائق کے کلمہ یا جنہوں نے اس شارح کو قدما بزازیہ کیطرف منسوب کیا ہو حالانکہ یہہ شمار غلط ہی صحیحہ یہ ہو کہ ۸۲ جگہہ ایک ساتھہ دو کا ذکر قرآن مجید میں ہے جیانچہ ہادی ابتدا دے اسکو شارح نے ولا یقبل الا بنیاء اجماعا اور زکوٰۃ واجب ہمین انبیا علیہم السلام پر بالاتفاق ہم منفی ابو السعود نے وجوہ انبیا علیہم السلام پر زکوٰۃ واجب نہونیکی یہہ لکھی ہو کہ یہہ ہر گز اپنے ہاتھ کی کمائی کو ذلیت جانتے ہونگے ترجمہ کے مرتکب ہوئے اور سکومت کرنا التوحید اور یہہ ہو تم صرف کرتے ہو اوسکو روکتے ہو دوسری یہہ کہ زکوٰۃ کو طہارت ہو اور شخص کے حق میں ہو جو آلودہ گناہ ہو اور انبیا علیہم السلام کا ہر حق معصوم ہمین کذا فی الخطاوی فی لدلۃ الظہارۃ والتزکیۃ وثمرۃ ذلک یظہر فی حق من یجوز علیہ الذنوب والمعاصی اما الانبیاء علیہم السلام فہم معصومون عن کل ما یسوء ہم یعقل الفضل الا ترا حکم علیہ بقولہ تعالیٰ خذ من اموالہم صدقۃ تطہرہم وتزکیہم بہا ترجمہ زکوٰۃ کے کہتے ہمین اور شرع مالک کر دینا مقدر مواضع حصہ مالی کا جسکو شارع نے معین کیا ہو شارح نے کہا کہ غالبات کی قید ہوا حاجت یعنی چیز کا سباج کر دینا نقل کیا گیا اگر کسی یتیم کو بہت اور زکوٰۃ کوئی شخص کو دیا کہدیا دیدی تو کافی ہو گا اسلیے کہ ہبہ کے لئے قبض کے گرچہ کہنے کی چیز یتیم کو دیدے تو کافی ہو گا جیسے کافی ہوا دینا زکوٰۃ کے لئے اگر کپڑا پہنا دیا یتیم کو بشرطیکہ وہ قبض کو سمجھتا ہو لیکن جس صغیر تمیز کو اس شخص پر یتیموں سے نفقہ کا حکم ہو گیا ہو تو اب اوسکو کپڑا پہنانا ادا زکوٰۃ ہمین کافی نہو گا کذا فی المضمرات بخلاف ابو یوسف کے کذا فی الزاہدی ہم چیز کے لئے قبض کو سمجھنا کہنے اور لباس وغیرہ سے متعلق ہوا اور اسے حکم نفقہ کی یہہ صورت ہو کہ مثلاً قاضی نے یتیموں کا نفقہ کسی جو جسی اس شخص کے ذمہ کیا اب اگر یہہ شخص فقیر کی چیز کو زکوٰۃ میں شمار کر لیگا تو زکوٰۃ ساقط نہوگی اسلیے کہ اوسکا حکم قاضی کی تعمیل نو خود واجب ہے پس ایک واجب سو دوسرا واجب کیسے ادا ہوگا اور تصریح جمی کے التقسیم ہمین مناسب نہیں تصریح فرمایا ہو کہ اوسکا مرجع یتیم بصیغہ مفرد نکرہ ہے اور امام ابو یوسف کے نزدیک اباحت

اسے بھی ادا زکوۃ درست ہو کذا فی الشامی اور فرق اباحت اور تملیک میں یہ ہے کہ اباحت سے چیز کا کام میں لانا مباح ہو جاتا ہے مہ نہیں کہ آدمی بر تصرف چاہے وہ کرے اور تملیک سے سب طرح کے تصرف کا اختیار ہو جاتا ہے مثلاً اگر کہا جائے میں کو مباح کیا تو اسکو کہنا درست ہے کہ اب اسکا کام لینا یا تصرف کا اور اگر مالک کہا جائے میں کو ہبہ کیا تو اسکو کہنا درست ہے کہ اب اسکا کام لینا یا تصرف کا اور اگر مالک کہا جائے میں کو ہبہ کیا تو اسکو کہنا درست نہیں کیونکہ ہبہ کے بعد اسکا کام لینا یا تصرف کا اختیار نہیں رہتا ہے کذا فی الشامی ۱۲ منہ

وَعَيْنُهُ الشَّارِعُ دُونَ بَعْضِهَا جو نصاب کے ساتھ مختص ہے یعنی مال تجارت کا نصاب سونا چاندی ہے اور سونا چاندی کا نصاب شارع نے ساڑھے سات تولہ سونا اور ساڑھے باون تولہ چاندی مقرر کیا ہے اور ان نصابوں کے ساتھ مختص ہے بعض کے ساتھ مختص نہیں ہے **فَلَا تَجِبُ فِي الْمَاشِيَةِ** پس زکوۃ واجب نہیں ہے چرنے والے جانوروں میں **وَالْخَارِجِ** اور زمین سے پیدا ہونے والی چیزوں میں **وَعُرُوضِ التِّجَارَةِ** اور تجارت کے اسباب میں **بِخِلَافِ صَدَقَةِ الْفِطْرِ** برخلاف صدقہ فطر کے کہ وہ ان میں واجب ہے **وَالْعُشْرِ** اور عشر کے کہ وہ بھی ان میں واجب ہے **وَالْمُرَادُ بِالْمَالِ** اور مراد مال سے **مَا يَشْمَلُ الْعُرُوضَ** وہ ہے جو شامل ہو اسباب کو **لِأَنَّ الْمَالَ فِي الْأَصْلِ** اس لئے کہ مال اصل میں **اسْمٌ لِمَا يُمْلَكُ بِالْأَخْذِ وَالْإِعْطَاءِ** اس چیز کا نام ہے جو ملک ہو لینے اور دینے سے **وَيُطْلَقُ عَلَى الْمَنْفَعَةِ** اور اطلاق کیا جاتا ہے مال کا منفعت پر **وَهِيَ لَا تُمْلَكُ بِهِمَا** حالانکہ منفعت ملک نہیں ہوتی لینے اور دینے سے **بَلْ بِالْعَقْدِ** بلکہ ملک ہوتی ہے عقد سے **وَالْمُرَادُ بِالْمَالِ هُنَا مَا يَشْمَلُ الْمَنْفَعَةَ** اور مراد مال سے یہاں وہ ہے جو شامل ہو منفعت کو **لِأَنَّ الْكَلَامَ فِي الْمَالِ الْمَقْصُودِ** اس لئے کہ کلام مال مقصود میں ہے **وَالْمَنْفَعَةُ مَقْصُودَةٌ** اور منفعت مقصود ہوتی ہے **فَتَجِبُ الزَّكَاةُ فِي الْعُرُوضِ** پس زکوۃ واجب ہے اسباب میں **وَالْعَقَارِ** اور جائداد میں **وَالْحُلِيِّ** اور زیور میں **وَالْعَبِيدِ** اور غلام میں **وَالثِّيَابِ** اور کپڑوں میں **وَالْأَوَانِي** اور برتنوں میں **وَالْجَوَاهِرِ** اور جواہر میں **وَالْفُلُوسِ** اور پیسوں میں **وَالْمَعْدِنِ** اور کان میں **وَالرِّكَازِ** اور دفینہ میں **وَالْمُرَادُ بِالْعَبِيدِ** اور مراد غلام سے **مَا يَشْمَلُ الْإِمَاءَ** وہ ہے جو شامل ہو لونڈیوں کو **لِأَنَّ الْكَلَامَ فِي الْمَالِ** اس لئے کہ کلام مال میں ہے **وَالْإِمَاءُ مَالٌ** اور لونڈیاں مال ہیں **وَالْمُرَادُ بِالْحُلِيِّ** اور مراد زیور سے **مَا يَشْمَلُ حُلِيَّ الرِّجَالِ** وہ ہے جو شامل ہو مردوں کے زیور کو **لِأَنَّ الْكَلَامَ فِي الْمَالِ** اس لئے کہ کلام مال میں ہے **وَحُلِيُّ الرِّجَالِ مَالٌ** اور مردوں کے زیور مال ہیں **وَالْمُرَادُ بِالْأَوَانِي** اور مراد برتنوں سے **مَا يَشْمَلُ الْأَوَانِيَ الْمُتَّخَذَةَ مِنَ الْجَوَاهِرِ** وہ ہے جو شامل ہو برتنوں کو جو جواہر سے بنائے گئے ہوں **وَالْمُرَادُ بِالْجَوَاهِرِ** اور مراد جواہر سے **مَا يَشْمَلُ اللَّآلِئَ** وہ ہے جو شامل ہو موتیوں کو **لِأَنَّ الْكَلَامَ فِي الْمَالِ** اس لئے کہ کلام مال میں ہے **وَاللَّآلِئُ مَالٌ** اور موتی مال ہیں **وَالْمُرَادُ بِالْفُلُوسِ** اور مراد پیسوں سے **مَا يَشْمَلُ الْمَغْشُوشَةَ** وہ ہے جو شامل ہو کھوٹے پیسوں کو **لِأَنَّ الْكَلَامَ فِي الْمَالِ** اس لئے کہ کلام مال میں ہے **وَالْمَغْشُوشَةُ مَالٌ** اور کھوٹے پیسے مال ہیں **وَالْمُرَادُ بِالْمَعْدِنِ** اور مراد کان سے **مَا يَشْمَلُ الْمَائِعَ** وہ ہے جو شامل ہو سیال کو **لِأَنَّ الْكَلَامَ فِي الْمَالِ** اس لئے کہ کلام مال میں ہے **وَالْمَائِعُ مَالٌ** اور سیال مال ہے **وَالْمُرَادُ بِالرِّكَازِ** اور مراد دفینہ سے **مَا يَشْمَلُ الْمَائِعَ** وہ ہے جو شامل ہو سیال کو **لِأَنَّ الْكَلَامَ فِي الْمَالِ** اس لئے کہ کلام مال میں ہے **وَالْمَائِعُ مَالٌ** اور سیال مال ہے **وَالْمُرَادُ بِالْمَالِ** اور مراد مال سے **مَا يَشْمَلُ الْمَنْفَعَةَ** وہ ہے جو شامل ہو منفعت کو **لِأَنَّ الْكَلَامَ فِي الْمَالِ** اس لئے کہ کلام مال میں ہے **وَالْمَنْفَعَةُ مَالٌ** اور منفعت مال ہے **وَالْمُرَادُ بِالْمَالِ** اور مراد مال سے **مَا يَشْمَلُ الْعُرُوضَ** وہ ہے جو شامل ہو اسباب کو **لِأَنَّ الْكَلَامَ فِي الْمَالِ** اس لئے کہ کلام مال میں ہے **وَالْعُرُوضُ مَالٌ** اور اسباب مال ہیں **وَالْمُرَادُ بِالْمَالِ** اور مراد مال سے **مَا يَشْمَلُ الْعَقَارَ** وہ ہے جو شامل ہو جائداد کو **لِأَنَّ الْكَلَامَ فِي الْمَالِ** اس لئے کہ کلام مال میں ہے **وَالْعَقَارُ مَالٌ** اور جائداد مال ہے **وَالْمُرَادُ بِالْمَالِ** اور مراد مال سے **مَا يَشْمَلُ الْحُلِيَّ** وہ ہے جو شامل ہو زیور کو **لِأَنَّ الْكَلَامَ فِي الْمَالِ** اس لئے کہ کلام مال میں ہے **وَالْحُلِيُّ مَالٌ** اور زیور مال ہے **وَالْمُرَادُ بِالْمَالِ** اور مراد مال سے **مَا يَشْمَلُ الْعَبِيدَ** وہ ہے جو شامل ہو غلاموں کو **لِأَنَّ الْكَلَامَ فِي الْمَالِ** اس لئے کہ کلام مال میں ہے **وَالْعَبِيدُ مَالٌ** اور غلام مال ہیں **وَالْمُرَادُ بِالْمَالِ** اور مراد مال سے **مَا يَشْمَلُ الثِّيَابَ** وہ ہے جو شامل ہو کپڑوں کو **لِأَنَّ الْكَلَامَ فِي الْمَالِ** اس لئے کہ کلام مال میں ہے **وَالثِّيَابُ مَالٌ** اور کپڑے مال ہیں **وَالْمُرَادُ بِالْمَالِ** اور مراد مال سے **مَا يَشْمَلُ الْأَوَانِيَ** وہ ہے جو شامل ہو برتنوں کو **لِأَنَّ الْكَلَامَ فِي الْمَالِ** اس لئے کہ کلام مال میں ہے **وَالْأَوَانِي مَالٌ** اور برتن مال ہیں **وَالْمُرَادُ بِالْمَالِ** اور مراد مال سے **مَا يَشْمَلُ الْجَوَاهِرَ** وہ ہے جو شامل ہو جواہر کو **لِأَنَّ الْكَلَامَ فِي الْمَالِ** اس لئے کہ کلام مال میں ہے **وَالْجَوَاهِرُ مَالٌ** اور جواہر مال ہیں **وَالْمُرَادُ بِالْمَالِ** اور مراد مال سے **مَا يَشْمَلُ الْفُلُوسَ** وہ ہے جو شامل ہو پیسوں کو **لِأَنَّ الْكَلَامَ فِي الْمَالِ** اس لئے کہ کلام مال میں ہے **وَالْفُلُوسُ مَالٌ** اور پیسے مال ہیں **وَالْمُرَادُ بِالْمَالِ** اور مراد مال سے **مَا يَشْمَلُ الْمَعْدِنَ** وہ ہے جو شامل ہو کان کو **لِأَنَّ الْكَلَامَ فِي الْمَالِ** اس لئے کہ کلام مال میں ہے **وَالْمَعْدِنُ مَالٌ** اور کان مال ہے **وَالْمُرَادُ بِالْمَالِ** اور مراد مال سے **مَا يَشْمَلُ الرِّكَازَ** وہ ہے جو شامل ہو دفینہ کو **لِأَنَّ الْكَلَامَ فِي الْمَالِ** اس لئے کہ کلام مال میں ہے **وَالرِّكَازُ مَالٌ** اور دفینہ

توجیہ کردو جس میں یہ کہ جو قید مفید ہو اور کسی زائد بھی جائے تو خصوص بھی جائے کہ مقام میں انتہ و دخل ملمات لیس بیدہ کہ خصوص بحکمہ فاذکان مال
عینکہ منصل عنہ وفی بیتہ اور داخل ہو اینی اس نصاب میں جس پر زکوٰۃ واجب ہو و مال جسکا مالک ہوا خبیث سبب سے جیسے چھینی ہوئی چور کا اپنا مال
بین مالہ او بشرکتہ اور اسکے پاس اور مال ہو اس مال مخلوط سو جیسا اسفدر کہ پورا کر دے اگر اسکے دین سے مال منصوب کی قدر اس سے بچا گانہ ہو اس سوا اور آ ہو جائے
ھم صورت مسئلہ کی یہ ہو کہ ایک شخص نے کسی کا مال چھین لیا اور اس مال میں ایسی طرح ملا دیا کہ دونو جدا نہیں ہو سکتے تو امام صاحب کے نزدیک دوسرے کے
مال کا مخلوط کر دینا ایسا ہے جیسا اسکو تلف کر ڈالا اینی اس شخص پر ضمان لازم ہو تو اس سب مال کی زکوٰۃ اوسکو دینی ہوگی کیونکہ خلط سو جب سبب
ثابت ہو و اس مال منصوب کا مالک ہو گیا ہو گر یہ کہ دینہ میں یہ شرط ہو کہ اوسکو پاس اس مال مخلوط کے ہوا علطمہ و اتمالی مال ہو کہ اس سے
ضمان ادا کر سکے اور اگر اور مال نہ ہو گا تو چونکہ اسکی مال دین غیر کی حد تک ملا ہوا ہے اسلیے اوپر سے منصوب مال کی زکوٰۃ واجب نہ ہوگی اور صاحبین کے نزدیک خلط
کرنا مثل تلف کر ڈالنے کے نہیں اسلیے موجب ضمان نہیں ہوتا اس سبب سے ملک ثابت نہ ہوگی اور نہ زکوٰۃ واجب ہوگی کذا فی الشامی عبارت فارغ عن دین کا
مطالبہ من جہۃ العباد سو اگر کوئی زکوٰۃ واجب ہو اور اوسکا مصرف اوسکا مالک ہو اور اوسکو اختیار دیدیا ہو اوسکے حق میں اور اوسکو دیدیا ہو بقدر اوا
برضا بخلاف دین ناد کھا ہو تحقیق عدم مطالبہ سبب جو زکوٰۃ کی ملکیت ایسے نصاب کی ہو جو زائد ہو اوس قرض سے جسکا طلب کرنیوالا کوئی نہ ہو یعنی کیطرح طلب کرنیوالا نہ ہو
کیطرح ہو جاوے جو کہ قرض مذکور اللہ تعالیٰ کا ہو جیسے زکوٰۃ اور خراج یا قرض بندہ کا ہو مگر بطور کفالت کے ہو یا قرض میعادی ہو اگرچہ میعاد کسی وجہ سے
ہو چکی مدت رفتہ فراق ہوا یا قرض بندہ کا بطور نفقہ کے ہو کہ اوسپر خاصی کے حکم سے واجب ہوا یا کسی کو ضامن دی سے لازم ہوا بخلاف قرض مذر اور کفارہ
اور حج کے اسلیے کہ مطالب کے لیئے ان قرضوں کا طلب کرنیوالا کوئی نہ ہو نہیں اگرچہ قیامت میں انکا مطالبہ ہو گا ھم زکوٰۃ دین میں یعنی کیطرح طلب
اظہر ہو کہ شروع اسلام میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے وقت تک زکوٰۃ امام لیتا تھا پھر آپنے تقدین کی زکوٰۃ کا تکاضا مالکوں کے سپرد کر دیا کہ تکاضا
ظالم لوگوں کے مال پر سلط نہ کریں تو گویا ہر مالدار آپ کیطرف سے زکوٰۃ لینیکا اپنا وکیل ہو گیا اور قرض زکوٰۃ سو زکوٰۃ کے واجب ہونیکے وقت ہو یعنی
جو کہ مثلاً ایک شخص کے پاس مال نقد نصاب ہو اور اسپر دو برس گذر گئے تو اوسپر دوسری برس کی زکوٰۃ واجب ہوگی اوسکو کہیں پر کسی کا قرض ہے اوسکو کاٹنے کے بعد نصاب نہ تا نہیں ہو جائیگا اور کفالت کے قرض کی یہ صورت ہو کہ کسی شخص نے ہزار روپیہ قرض لیا اور دوسرے آدمی
اسکا کفیل ہوا اور اس بات کے پانچ ہزار روپیہ قرض لیا تھا نہیں ہوا تھا نہیں اسلیے کہ قرض دینوالا کیونکر اختیار ہو کہ جس سے چاہے اپنا
قرض لے سکتا ہو اور اسی وجہ سے بعض نصاب کے نزدیک مانع زکوٰۃ نہیں کیونکہ عادت یہ ہے کہ اوسکو کوئی مانگتا نہیں اور صاحبین کے نزدیک صحیح کہا ہو
گذرا ہے الخطاوی تو شارح کا قول مرجوح ہے باب میں ضعیف ہے شامی نے کہا کہ ظاہر صفت نصاب کی ہو اور فقہ نصاب کے ساتھ عطف ہے کذا فی البحر
ولا مانع الدین وجوب عشر خراج مکاتب لا دین مانع نہیں ہو وہ یعنی واجب ہو وہ یعنی اور خراج اور کفارہ کے واجب ہونیکا یعنی اگر آدمی کے ذمہ قرض ہو تو
نہیں کہ زمین کی پیداوار اسی پر دیکی یا خراج اوسکو ذمہ واجب نہو یا کفارہ کسی قسم کا اوسپر واجب نہو کہ نکاح مشرو خراج متعلق پیداوار کے ہیں جو
ہمیشہ یا ہوتا رہتا ہے اور کفارہ و منذر نہیں ہے اوسمیں مفلس اور نادار برابر ہیں اتفاق ہے کہ مفلس کو مہلت دیدینی تک رہتی ہے کما فی الخطاوی نے
کہا کہ یہ مسئلہ اس بات سے کہ قبلی نہیں رکھتا شارح نے بڑھایا ہے وہ فارغ عن حاجتہ الاصلیۃ کان للشئی بھا کما سیاتی قریبا ان شاء اللہ
صاحب البحر ذھنہ الی ھذا تحقیقا کما ذکرہ اور نصاب مذکور فارغ ہو اس شخص کی حاجت اصلی سے کیونکہ جو مال اصلی حاجت میں لگا ہوا
وہ نہ ہونے کی برابر ہے اور حاجت میں لگے ہوئے مال کو ابن ملک نے یوں بیان کیا ہے کہ جیسی آدمی اپنے اور بیٹے کے ہلاک دفع کرنے کی حقیقت
میں جیسے اوسکو کپڑے میں یا ہلاک نقد پر یہی دفع کرے جیسے دین ھم حاجت اصلی کی چیزیں یہ ہیں خرچ روزمرہ مکان سکونت آلات حرب
جاڑے گرمی کے کپڑے پیشہ وروں کے اوزار سامان خانہ داری سواری کے جانور اہل علم کے حق میں کتابیں اور قرض کو ہلاک تقدیری
اسلیے کہا کہ اوسکی فکر میں آدمی شب و روز لگا رہتا ہے اور آگے کو کوئی قرض نہیں دیتا اور قرضخواہوں کے ہاتھ سے ذلت اوٹھاتا ہے کذا فی

الت می نام دلو تقدیرا بالدین لا صل لا مستغاۃ ولو سائبۃ نصاب مذکور بڑے سو والی ہو اگر یہ قدر بڑھے اسطرح کہ مالک اوسکی بڑائے برتاؤ میں کرانے نائب کے وسیلہ سو بڑا سکتا ہو ہم مال زکوۃ دو طرح سے ایک حقیقی جیسی پیداوش رفع حاجت کے لئے ہے وہ تو چاندی اور سونا ہے قوان دو نو مین زکوۃ واجب ہوتی ہے خواہ آدمی تجارت کی نیت کرے یا نہین دوسرا حقلی کہ آدمی کی نیت سوز کوۃ کی لیاقت پیدا کرتا ہے اور وہ بیسوا نقدیس کے اور چیزین ہین پہر مال کا بڑھانا دو طرح ہوا ایک حقیقی تجارت اور جانور دن کے بچہ لینے اور ایک تقدیری جیسی تجارت وغیرہ کی قدرت ہونی اسطرح کہ مال بیچنے یا ہلاک ہین ہو یا اپنے نائب کے ہاتھ مین کذا فی المطولا وی والشامی فروع علی متنہ قولہ ثلاثۃ زکوۃ علی مکاتب لقیام الملک التام کالی دین لاقی مرھون لقیام حقہ فیہ کالمبیع استرداد الخ قال فی متنہ بہ پر مصنف نے سبب وجوب پر اپنوا س قول سے قدرتیم کی کہ زکوۃ نہین مکاتب پر بسبب ہونے مکاتب کے بیک کا ہل کے یعنی جو مال مکاتب کے پاس ہو وہ مکاتب کی پوری ملکیت مین نہین کیونکہ اوسمین حق اوسکا آقا کا لگا ہوا ہے جسنے مکاتب مال کتابت اوسکو دیا ہو اور نہ اُس غلام کی کمائی مین زکوۃ ہے جسکو آقا نے بجارت تجارت کی دیدی ہو بیشرطیکہ مال غلام کے قبضہ مین ہو کذا فی المطولا وی اور نہ گھر مین رکھی ہوئی چیزین زکوۃ کو مرتہن سے لے لینے کے بعد یعنی اگر راہن نے اپنا مال مجبوبہ برسون تک رہن رکھا اور بعد چھوڑانیکے اوسکی زکوۃ زمانہ رہن کی اوسکو نہین دیا بسبب قبضہ کے اور نہ مرتہن پر اوسکی زکوۃ ہے کیونکہ اوسکی ملک نہین اور نہین زکوۃ اُس مال مین کہ اوسکو تجارت کے لئے خرید ا ہو پھر بیچا اور قبضہ کر لیا یعنی اگر مشتری نے مال تجارت خریدا اور بعد برس روز کے مثلا قبضہ کیا تو اس برس کی زکوۃ مشتری پر نہوگی وہ قولہ لان العلۃ قیام الملک الخ یعنی اوسکی علت یہ ہے کہ اوسمین زکوۃ بندہ کے قوضدار پر بقدار اوسکو قرض کے پس زکوۃ دو نہائے از قرض کی اگر وہ نصاب زکوۃ ہو مثلا ایک شخص کے دہ سو روپیہ قرض ہین اور اوسکے پاس مال زکوۃ دو سو روپیہ کا ہو تو سو کی زکوۃ دیگا کیونکہ قرض دیکر نہ بچتے ہین جو نصاب سے زیادہ ہین اور اگر کم ہون یا بچین بیچے تو زکوۃ نہین مثلا ۳۰۰ کا مال ہوا بقدر ۲۰۰ کا تو اول صورتون قرضہ کے تفاوت دیکر ۱۰۰ بچین گے جو نصاب سے کم ہین اور دوسری صورتون کچھ نہ بچیگا تو ان دو نو صورتون مین زکوۃ اور تیسری صورت مین قرض کے بدلہ ان کا لھا عند ھم دین کما لھا فی الیمین اور سال کے درمیان مین قرض چلا جانا مثل مال کے جانے رہنے کے ہے امام محمد کے نزدیک اور ترجیح دی ہے اسکو بحر الرائق مین صورت مسئلہ کی یہ ہے کہ ایک شخص کے پاس دو سو روپہ کا مال زکوۃ ہے آٹھ مہینے کے بعد مثلا اوسکو نہ سو روپیہ یا ڈیڑھ سو قرض ہو گیا اور سال پورا ہونیکے بعد پھر وہ سو ہو گیا تو امام محمد کے نزدیک ئیے سرے سے بکا شمار کرے بچیگے پر زکوۃ اور صاحبین اور امام ابو یوسف کے نزدیک قرض مذکور مانع زکوۃ نہین اُس سالی کی بھی زکوۃ اوسکو دینے ہوگی اور اگر قرض بعد تمام ہونے سال کے ہو جاوے تو اُس سو کی زکوۃ بالاتفاق ساقط نہوگی کذا فی المطولا وی ولان النصاب یصرف الدین الکثیر لھا تمامہ ولو اجناسا مختلفۃ لا قیمۃ فلا یکمل بہ ۲۰۰ درھم ۲۰ دینار ۵ من حنطۃ ۵ من شعیر الا اذا کان عندہ عروض للتجارۃ او الذھب او الفضۃ تکمل بھا اور اگر الدار کے پاس کچھ اونکی قیمت ہون تو قرض اُس نصاب کیساتھ لگا یا جاویگا جسکی زکوۃ کم ہو اور قرض زیادہ ہو مثلا جنسین برابر ہون مثلا ۲۰۰ کپڑا مین اور پانچ اونٹ کہ وہ نوکی زکوۃ ایک بکری ہو تو الدار کو خبتا دیا جائیگا کہ جنس کونسی کو چاہے دین مین رکھکر باقی جنس کی زکوۃ دیدھم کئی نصابون کی مثال یہ ہو کہ ایک شخص کے پاس دہ بڑا شتر فیان بھی بقدر نصاب ہین اور اسباب تجارت بھی بقدر نصاب اور جانور بھی اور سکو قرضہ مین اول روپیہ اشتر فیان محسوب ہونگی پھر اسباب تجارت پھر مویشی اگر مختلف جنسون کی مثال یہ ہے کہ مثلا جانور دنکی کئی جنس بقدر نصاب ہون یعنی ۴۰ بکریان اور ۳۰ گائین اور پانچ اونٹ تو قرض مین بکریان ہو اور اونٹ محسوب ہونگے گائین مین نہوگی کیونکہ ۴۰ گایون کی زکوۃ ایک بر سکا بچھڑا ہو اور بکریون اور اونٹون کی زکوۃ ایک بکری ہو کم قیمت ہو بچھڑے سے اور یہ صورت اُسوقت ہے کہ صدقہ لینے والا موجود ہو ورنہ مالک اوسکا مختار ہے چاہے دین کو مویشی کیطرف لگا کر دو مون کی زکوۃ دیدی چاہے اسکا انکار ہو کذا فی الشامی ولا ان السائب الخ ہم الحمد للہ رب العالمین مالک وآلات الشکر لہ وکل نعمۃ فمن عندہ اور یہ

زکوۃ ہو یہاں کے کپڑوں میں جنکی حاجت گرمی سردی کے دور کرنیکو ہوتی ہے کذا قالہ ابن ملک اور نہیں زکوۃ ہے گھر کے اسباب اور برتن کے گھر میں اور انکے مثل یعنی دو کانوں اور سرایوں میں جنکا کرایہ ملتا ہو کذا فی الخلاصہ وذکر الکتب والدراہم کالاقمشۃ اذالم تکن للتجارۃ وعن ابی حنیفۃ الاصل فی الکل الکفوۃ والرساتیق فیہا سواء کان یکون فی عیالہ من یحتاج الی لبس الدیباج او لم یکن کذا فی الخلاصۃ اور مسیلم زکوۃ نہیں کتابوں میں اگرچہ نہوں اور نہ اسکے پاس جو انکا اہل ہو یعنی سیلم شخص کے پاس ہوں تب بھی انمیں زکوۃ نہیں بشرطیکہ تجارت کی نیت انمیں نہو ان بقدر یکہ علم والے کو زکوۃ لینا جائز ہے اگرچہ کتابیں کئی نصاب کی برابر ہوں یعنی کتابیں اوس کے حق میں نوافلکی ہونگی بخلاف بیعلم کے کہ اوسکے پاس کتابیں بقدر نصاب ہوں تو اوسکو زکوۃ کا لینا جائز نہو گا کذا فی الخلاصۃ والمراد بالعلم ہوں یعنی کتابیں اوس کے حق میں نوافلکی ہونگی بخلاف بیعلم کے بقدر نصاب کے اور علم کی کم بقدر نصاب اونکو بھی زکوۃ کا لینا درست نہیں یا بیعلم کہ کتابوں میں علوم دینی کی ہوں مگر وہ دنیوی سخنوں سے زیادہ ہوں تب بھی زکوۃ کا لینا درست نہیں بھی قول مختار ہے ھکذا فی الخلاصۃ وہی کہا کہ وہ سخنوں سے زیادہ ہو یہ نکالا قول نصف ہے زکوۃ کے نہ لینے میں معتبر ہے کہ ایک نسخہ سے زائد اگر ہو تب بھی زکوۃ لینے درست نہو گی اور فتح القدیر اور ہر الفائق میں مسیلم کو مختار کہا ہے وکذلک الآلات الحرفیۃ کالمنجل والمحراث فانہ لا یتبعہ شیء من الزکوۃ بخلاف الآلات التجاریۃ کالقدوم والمنشار فانہ یتبعہ ما عندہ من سائر العروض اور مسیلم زکوۃ نہیں ہے آلات حرفہ والوں کے آلات میں مگر جو کسی کا اثر باقی ہو جیسے کپڑے کا کمال رنگنے کو لگنو کا لگنو اور مسین زکوۃ ہے بخلاف اس چیز کے کہ باقی نہ ہو جیسے صابن کہ برابر کئی نصاب کے ہو اگر یہ اوسپر برس گذر جاوے تو زکوۃ نہو گی ھم حرفہ والوں کے آلات دو قسم ہیں ایک وہ کہ کام کے بعد خود موجود رہیں جیسے بسولہ اور سوئیں وغیرہ دوسری وہ کہ باقی نہ رہیں اور اس قسم کی دو نوع ہیں ایک وہ کہ انکا اثر موجود رہتا ہو جیسے کسم اور زعفران کپڑا رنگنیمیں اور گھی اور تیل کمال رنگنے میں دوسری وہ کہ اوسکا کچھ اثر بھی نہ رہے جیسے صابن تو پہلی قسم کے آلات میں زکوۃ نہیں اور دوسری کی پہلی نوع میں یعنی کسم وغیرہ میں زکوۃ ہے اور دوسری نوع میں نہیں اور بعض سخنوں میں عنصس کی جگہ عصفر ہے وہ غلط ہے کیونکہ عصفر کسم کو نہیں کہتے ہیں جو کپڑا رنگنے میں کام آتا ہو نہ کہ کمال رنگنے میں قالہ الشامی وفی الاشباہ والنقایۃ کالدراہم والدنانیر الا الآنی وفی الصاد وشاح لہ ارتشاء میں ہو کہ عالم اپنی حاجت کی کتابوں سے غنی نہیں ہوتا یعنی اوسپر زکوۃ واجب نہیں ہوتی اور اوسکو زکوۃ کا لینا درست ہے اگر بندہ ان کے قرض میں مالدار مقصور ہو گا اور کو زکوۃ کا فرض ادا کرنے کے لئے اوسکی کتابیں فروخت کیجائینگی وکالمال المفقود وحبس العبد مسیرۃ ثلثۃ ایام فی الصحیح بعدھا وقصر فی الاصح یعنی کہ زکوۃ واجب ہونے والا غصب کیا مفرد ہو جیسے غائبہ میں ہو ھم سائمہ ان جانوروں کو کہتے ہیں جنکو آدھی اکثر ایام سال میں صحرا جنگل میں چرائی دودھ اور بچہ لینیکی غرض سے ہو چونکہ بعد غصب ہو نیکے بعد امر اوسکے حاصل ہو گا اسلئے ان ایام کی زکوۃ اوسکو دینی ہو گی کذا فی الخلاصۃ وہی دعلی فقیر بائۃ درھم کلہا زیوف ولا یدری ذلک ولا یدری صفۃ عیارہا فہو ان شاء تصدق بمائۃ درھم جیاد وان شاء تصدق بمائۃ درھم زیوف کذا فی الخلاصۃ اور نہیں زکوۃ تو اوس مال میں جو جنگل میں مدفون ہو اور دفن کی جگہ بھولگیا ہو پھر وہ کیا ہو کیونکہ جگہ محفوظ نہ تھی انفاق سے مال ملگیا اور اسی طرح اوس امانت میں زکوۃ نہیں جو اتنا سنسان لوگوں کے پاس ہو کیونکہ اسمیں احتمال نسیان کا غالب ہوا اور اگر مال جان بوجھ کر امانت ہو تو زکوۃ واجب ہو گی بخلاف الدین فی جزء منہ بخلاف اوس مال کے کہ کسی محفوظ جگہ میں مدفون ہو کہ اوسپر زکوۃ واجب ہے ھم خلاصہ ہی نے کہا کہ حزر خواہ اپنا گھر ہو یا غیر کا اور وجہ وجوب یہ ہے کہ سب گھر کو بھولکر کوئی مال اٹھا نہیں سکتا ہے لیکن اگر مکان بہت بڑا ہو تو اسمیں دن کیا ہوا مال ایسا ہی جیسا جنگل میں اختلف فی الدفن فی بیت ہل ہو فی المسلک الاول اور اختلاف ہے اوس مال کی زکوۃ میں جو کسی بادشاہ نے اپنی ملوک میں مدفون ہو ھم جو لوگ اوسپر زکوۃ کا واجب جانتے ہیں اونکی دلیل یہ ہے کہ تمام زمین کا بھولنا ممکن ہے اور جو واجب نہیں کہتے وہ یہ کہتے ہیں کہ سب زمین کا بھولنا دشوار ہے یا خالی وقت سو نہیں کذا فی

الطریق وردین کان یجحد الدین ویستحلف علیہ فتصدق لہ بان ان قبل فعلصدقۃ فرضہ فی صحیحۃ وفی ضمن الحامیۃ ما اخذ یھلک عند کلھا ما لم یقبل اما اذا قبض ولم یتصدق او ھلک بعد ما تصدق بنیۃ الزکوۃ فانہ لا یجزیہ عن الزکوۃ فی ما اذا ھلک المال بعد ما تصدق بنیۃ الزکوۃ لان الفقیر ملکہ بالقبض ولم یبق للمالک فیہ حق الاسترداد فھلک فی ملک الفقیر فل

لے کوئی چیز معین اسباب تجارت کے پہلے یا کرایہ دے یا اپنا مکان تجارت کا عوض کسی اسباب کے تو ہو جائیگا نیچہ اسباب تجارت کے لئے بدون نیت صریحہ کے وَلَا یَسْتَغْنِیْ عَنِ اشْتِرَاطِ النِّیَّۃِ مَا یَشْتَرِیْہِ الْمُضَارِبُ فَاِنَّہٗ یَکُوْنُ لِلتِّجَارَۃِ مُطْلَقًا لِاَنَّہٗ لَا یَمْلِکُ شِرَاءَ شَیْءٍ اِلَّا لِغَرَضِ التِّجَارَۃِ اور استثنا کیا ہے علاوہ نیت کے شروع ہونے سے اُس مال کو کہ مضارب خرید کرے اسلئے کہ وہ ہر صورت میں تجارت کے لئے ہے خواہ مضارب نیت کرے یا نکرے ہی اسلئے کہ مضارب مال مضاربت تجارت کے لئے خریدنے کا سوا اختیار نہیں رکھتا نہر الفائق میں کہا کہ اگر مضارب کی مول لی ہوئی چیز کو دلالہ نیت میں شامل نہیں تو استثنا کی حاجت نہیں کذا فی الظہیریۃ وَلَا تَصِحُّ نِیَّۃُ التِّجَارَۃِ فِیْمَا سِوَی الْعُرُوْضِ الْاَرْضِ وَالْخَارِجَۃِ وَالْمُسْتَغَلَّۃِ وَالْمُسْتَأْجَرَۃِ لِاَنَّ الْاِسْمَ الْخَاصَّ اَقْوٰی مِنَ الْعَامِّ اور درست نہیں نیت تجارت کی اُس پیداوار میں جو پیدا ہو اوسکی زمین عشری میں یا خراجی یا اجارہ لی ہوئی یا مانگی ہوئی میں تاکہ نہ جمع ہوں دو حق ۱۲ کیونکہ علت ہے چار دین صورتوں کی مگر کرایہ اور عاریت کیصورت میں اُسوقت نیت درست نہوگی کہ زمین عشری ہو کیونکہ کرایہ اور عاریت کی زمین کی وہ بھی ذمہ کرایہ دار اور مانگنے والے کے ہوتی ہے اسلئے اگر پیداوار میں زکوۃ کا بھی لازم ہو تو دو حق جمع ہو جائینگے یُاں اگر زمین مذکور خراجی ہو تو خراج مالک میں ہوتا ہے اب اگر کرایہ دار یا مستعیر والا نیت تجارت پیداوار میں کر بیٹھے تو درست ہوگی کیونکہ اس صورت میں دو حق جمع نہوئے خراج اُس شخص پر ہوگا اور زکوۃ دوسرے پر کذا فی الظہیریۃ وَشَرْطُ صِحَّۃِ اِدَائِ النِّیَّۃِ مُقَارَنَتُہَا لِلْاَدَائِ وَلَوْکَانَتِ الْمُقَارَنَۃُ حُکْمِیًّا کَمَا لَوْ دَفَعَ بِلَا نِیَّۃٍ ثُمَّ نَوَی فِی الْمَالِ الْبَاقِیْ بِیَدِ الْفَقِیْرِ اَوْ نَوَی عِنْدَ الدَّفْعِ لِلْوَکِیْلِ بِلَا نِیَّۃٍ وَدَفَعَ الْوَکِیْلُ بِنِیَّۃٍ اَوْ دَفَعَ الَّذِیْ لَیْسَ عَلَیْہِ لِلْفُقَرَائِ جَازَ لِاَنَّ الْمُتَبَرِّعَ یَنُوْبُ الْاٰمِرُ فِی الْاَدَائِ وَاِنْ قَالَ عِنْدَ الدَّفْعِ اَعْطِ عَنْ کَفَّارَتِیْ اَوْ عَنِ الزَّکٰوۃِ قَبْلَ قَبْضِ الْوَکِیْلِ صَحَّ اور صحت ادا زکوۃ کی شرط وہ نیت ہے جو ادا کے ساتھ متصل ہو اگرچہ منفصل ہونا حکماً ہو مثلاً زکوۃ فقیر کو بلا نیت دی پھر نیت کی اُسوقت کہ مال فقیر کے پاس سلامت ہو یا ایک شخص کو ادا زکوۃ کا وکیل کیا اور وکیل مذکور کے وکیل کو بغیر نیت ادا زکوۃ کی کر لی پھر وکیل نے بلا نیت مستقر کو حوالہ کیا یا زکوۃ کسی ذمی کو دی اس غرض سے کہ وہ فقیروں کو دیڈالے تو درست ہوا اسلئے کہ معتبر نیت امر کرنے والیکی ہے اور اسیوجہ سے اگر وکیل سے کہا کہ کیھ صدقہ نفل ہے یا میرے کفارہ کی عوض ہے پھر پیشتر اس سے کہ وکیل وہ مال کسیکو دے نیت کر لی کہ زکوۃ کیطرف سے ہو تو درست ہے ۱۲ یعنی اگرچہ وکیل دینے کو نیت صدقہ نفل یا کفارہ سے موکل کی کرے مگر جو کچھ موکل اوسکو دینے سے پیشتر نیت کر لیگا وہی معتبر ہوگی اور ذمی کے دینے کی مثال اسلئے لکھی کہ معلوم ہو کہ عبادت مالی میں کافر کی نیابت جائز ہے بخلاف بدنی کے کہ وہ مرکب ہے عبادت بدنی اور مالی سے اور مسلمان کافر کو وکیل کرنا درست نہیں کذا فی الشامی وَلَوْ خَلَطَ زَکٰوۃَ مُوَکِّلِہٖ بِمَالِہٖ اَوْ بِمَالِ غَیْرِہٖ وَکَانَ مُتَمَیِّزًا ضَمِنَ اِذَا وَکَّلَہُ الْفَقِیْرُ وَاِلَّا لَا اور اگر وکیل نے اپنے موکلوں کی زکوتیں باہم خلط کر دیں تو وکیل ضمان دیگا اور مال مخلوط اگر فقیر دیکھو دیڈالیگا تو اپنی طرف سے احسان کرنیوالا ہوگا موکلوں کیطرف سے زکوۃ ادا ہوگئی مگر اس صورت میں کہ وکیل مذکور کو فقیر دن نے مال زکوۃ لینے کا اپنی طرف سے وکیل کیا ہو ۱۲ ضمان وکیل پر اُسصورت میں ہوگا کہ مالکوں نے اذن خلط کا نہ دیا ہو اور اگر اذن دیا ہو صراحۃً یا دلالۃً تو ضمان نہ ہوگا کہ مالکوں نے خلط کا ہوا اور وکیل سے تعرض نکیا تو اسصورت میں خلط جائز ہے کذا فی الظہیریۃ وَلَوْ کَیْلِیًّا اَنْ یَدْفَعَ لِوَلَدِ الْفَقِیْرِ وَزَوْجَتِہٖ وَعَبْدِہٖ لَا لِنَفْسِہٖ اِلَّا اِذَا قَالَ لَہُ اَعْطِ مَنْ شِئْتَ اور وکیل کو جائز ہے کہ زکوۃ دیوے اپنے وکیل کے محتاج اور اپنی زوجہ محتاج کو نہیں جائز ہے کہ یہ لینا خود اپنے لئے مگر جس صورت میں کہ مالک نے کہدیا ہو کہ صرف کر نا زکوۃ کو جس مرتع پر تو چاہے تو اسصورت میں اگر وکیل مصرف زکوۃ ہو اور اپنے لئے بھی تو جائز ہے ۱۲ جائز عین ہے کذا فی الحلبی ولو نقد فی بلد الخ فی نسخۃ اخری ان کان علی نیۃ الرجوع وقد کانت دراھم الموکل قائمۃ اور اگر وکیل نے خود اپنا روپیہ زکوۃ مین دیدیا تو گانی ہو بشرطیکہ وکیل کی نیت ہو کہ موکل کے روپیہ سے ادا کرونگا اور موکل کے روپیہ بھی اوسکے پاس موجود ہوں تو اگر موکل کے روپیہ اسکو پاس اوسکے گم ہوں یا اوسنے خیانت اپنے روپیہ میں سے اکیلے نے لوٹھ

الاداء وہی ادا وتقاررہ بقرلہ ما وجب کلہ او بعضہ کما حررہ ش عن الہندیۃ والمراد بالاداء للفقراء اثبت ادا رکن زکوۃ متصل موجود زکوۃ واجب کے
ساتھ کہ نیت سے ہو زکوۃ واجب کے متعلق ہونے سے متصل ہو یا جس کے اور الداء بری الذمہ ہونا مگر زکوۃ کو خلطہ، کہ وہ یہ ہے کہ فقیر کو زکوۃ کی
بہت سی چیزیں پاک ہونا کام یعنی اگر زکوۃ کا مال جو خلطہ میں کیا تباہ ضائع ہو جائیگا تو زکوۃ ساقط نہ ہوگی اور فصل وسکلہ الا اذا تلف احد الاموالین
احد نصب ویقضی الکل او ادا احد زکوۃ کی صحت کے لئے شرط ہے کل مال کی خیرات کر دینا اگر جس میں سے یہ ہیں کہ کسی خیرات سے زکوۃ کسی نے ادا کی یا
کسی دوسری واجب کی نہ ہو خیرات اور اسکی نیت کے مقارن درست ہو جائیگی اور زکوۃ کا ضمان دو قسم خلطہ ہوتی ہے کہ ایک قسم دوسری کی تباہ میں
معلوم ہو کہ اگر مال کو بعد زکوۃ واجب ہونے کے کسی نے ضائع کر دیا تو زکوۃ ساقط نہ ہوگی جیسے زکوۃ نہ دینے والے سے ساقط نہیں ہوتی ان
ولو ہ حتی سقط بہ الکفارۃ حتم ما ان ہلاکہ ان ہلاک المال بعد التمکن من الاداء لا یسقط الزکوۃ عندنا خلافا لزفر اور اگر بعض مال ضائع ہو گیا تو اس سے زکوۃ ساقط ہوگی اور اگر
دوسرے کے شریک مال ہونے کے تو امام محمد کے نزدیک ساقط ہو جائیگی اور امام ابو حنیفہ اس میں امام محمد کے ساتھ ہیں تو ہمارے
معلوم ہوتا ہے کہ انہ الخطاب ہی واللہ ومعہ العین والدین حتی لو کان الفقیر من اہل النصاب جاز ان یقضی عنہ الدین ولو کان لہ عرض
کیا تو دے یا عرض موجود چھوڑ ... یہ کہ دین کو یہاں تک کہ اگر فقیر کو بری کر دے یا نصاب میں سے موجود ہو گیا ہو اور زکوۃ اسکی دے
ادا ہو جائیگی ہم یعنی مسئلہ زید کا قرض ذمہ عمرو سے کے بقدر نصاب ہو اور عمرو مفلس ہے زید نے کہدیا کہ میں نے تجھکو قرض معاف کیا تو بھی
معاف کر۔ بھی صحیح ہے اور زید کے ذمہ سے زکوۃ کی بھی اس نصاب کی ساقط ہو گئی واعلم ان اداء الدین من العین الذی لیس بنام ولا
بمعد للنماء ان کان دینا علی معسر او جاحد لا یجب لان سقوط الواجب لا یجب او جاننا چاہیئے کہ ادا کرنا دین کا بجز دین کے اور ادا کرنا چیز
کا بجز مال موجود کے اور مال زکوۃ کے دست ہو ادا کرنا دین کا بدلہ موجود چیز کے اور بدلہ اس دین کے جو مقرب تقسیم ہیں آ گیا
یعنی عین نام مراد دین سے وہ مال زکوۃ ہو جو دو دیر یکے ذمہ ہو اور عین سے جنس مراد ہو کہ اسکی ملک میں ناتمام ہو تعلق ہوا ہے
اور یہ مسئلہ کی چار صورتیں ہیں اسلئے کہ زکوۃ وہ مال ہے خالی نہیں یا دین ہوگی یا عین اور جس مال کی زکوۃ دینی متعذر ہے وہ بھی دو
قسم کا ہے یا عین لیکن جو کہ مال دین و وطر نکالا ہو سکتا ہو یا ایک وہ کہ قبضہ میں نہ آوے ساقط ہو جاوے اور ایک وہ کہ بعد زکوۃ اسکو قصد کر کے
آستخلاق دے تو اب پانچ صورتیں ہو گئیں تین میں تو ادا و دست ہے اور دو میں ناجائز پہلی صورت زکوۃ دین کا ادا کرنا اور
مال دین ہے کہ ساقط ہو جائے جسکی مثال اوپر گذری یعنی مدیون مفلس کو نصاب بالکل معاف کر دینا دوسری ادا کرنا زکوۃ کا عین کا باہل موجود
سے متعلق اقتد یا اسباب تجارت نصاب جو ادا میں سے مقدار واجب کے دیدیا تو ادا و دست ہے سوم ادا زکوۃ عین مال دین کے عوض مثلاً
ایک شخص دوسرے روپیہ کا مالک ہے مگر سکو قرض دے رکھے ہیں تو اوسکی زکوۃ تین روپیہ پانچ روپیہ اپنے پاس سے دیدئے تو یہ ادا و دست ہوا اور
تین ناجائز ہوا دو میں سے اول یہ ہے کہ مال موجود کی زکوۃ عین دین کو دیا مثلاً ایک شخص کے پاس ۲۰۰ روپیہ موجود ہیں
کی زکوۃ بیس روپیہ ہوئی ادا اوسکو ہزار روپیہ کسی مفلس پر آتے ہیں تو ان روپیہ کو اس مال موجود کی زکوۃ تین جو دیا جائز و حسین
دوسرا یہ ہے کہ ادا کرنا دین کو اس مال دین کے عوض جو مقرب تقسیم ہو گا مثلاً عاقد نے ڈیڑھ سو روپیہ مجھ سے نہ پر قرض لیے
جاوے اور سکو ۲۰۰ روپیہ سال پورا ہو تو ان ۲۰۰ کی زکوۃ بھی اوسکی ذمہ سے ساقط ہوئی لیکن اگر یہ چاہے کہ زکوۃ ہاتھی سے ادا کی
زکوۃ کا بھی انہیں روپیہ کے پاس میں آجاوے جو چیز ہر وقت نہ ہو کہ اوسکو قبضہ میں آ سکے قبضہ میں آ جانے سے اور عین کی زکوۃ دین سے
دست نہیں کذا فی الشامی جہت دسیاتی للمدیون ان یعطی الدائن الخ ۱۲ ہو الفقیر ذکورہ قریبا فتدبر اعلم ولو اعتقد المدیون ملائۃ واحتاط فاعطی
لفقیر ثم تبین انہ کان معسرا لم یجز اور جو زکوۃ کا سبب یعنی مال موجود کی زکوۃ کا دیدیا پھر معلوم ہوا کہ اپنی قرضدار محتاج کو اپنی
زکوۃ کا حوالہ کر دیا پھر اوس زکوۃ کے عوض اپنے قرض کے اس سے لیلیا اور اگر وہ تنگدست تو تھا پر بڑا کھیسیں لی کہ اوسکو اسکی جنس مالکی ادا

ترتھا وجب فرصدار کی کوئی چیز اپنے حق کی جنس سے پائا ہو تو بر ضا سے دیا سکتا ہے پر اگر محتاج فراحمت کرے تو اور سکو قاضی کے پاس بھیجا ہے
کہ وہ اوس سے دلوا دیگا اور اس صورت میں فرض بھی ادا شد ہو رسول ہو جائیگا اور مال کی زکوۃ بھی ادا ہو جائیگی وصیۃ التلقین ما التصدق
علی فقیر بشرط ان یقول ہذا زکاۃ مالہ او تصدق بمالہ للہ تعالیٰ او ہو صدقۃ او ہو زکاۃ او ہو ما یجب علیہ او ہو ما علیہ
او ہو ما یلزمہ او ہو ما فرض اللہ علیہ او ہو ما امر اللہ بہ او ہو ما امر اللہ بہ عبادہ او ہو ما امر اللہ بہ الناس او ہو ما امر اللہ بہ
الخلق او ہو ما امر اللہ بہ الخلائق او ہو ما امر اللہ بہ الانام او ہو ما امر اللہ بہ الورٰی او ہو ما امر اللہ بہ الدنیا او ہو ما امر اللہ بہ
الدنیا والآخرۃ او ہو ما امر اللہ بہ الدارین او ہو ما امر اللہ بہ الثقلین او ہو ما امر اللہ بہ الجن والانس او ہو ما امر اللہ بہ
الجن والانس والملائکۃ او ہو ما امر اللہ بہ الجن والانس والملائکۃ والہوام او ہو ما امر اللہ بہ الجن والانس والملائکۃ والہوام والسباع
او ہو ما امر اللہ بہ الجن والانس والملائکۃ والہوام والسباع والطیر او ہو ما امر اللہ بہ الجن والانس والملائکۃ والہوام والسباع والطیر
والوحوش او ہو ما امر اللہ بہ الجن والانس والملائکۃ والہوام والسباع والطیر والوحوش والحیتان او ہو ما امر اللہ بہ الجن والانس
والملائکۃ والہوام والسباع والطیر والوحوش والحیتان والدواب او ہو ما امر اللہ بہ الجن والانس والملائکۃ والہوام والسباع والطیر
والوحوش والحیتان والدواب والہوام او ہو ما امر اللہ بہ الجن والانس والملائکۃ والہوام والسباع والطیر والوحوش والحیتان والدواب
والہوام والسباع او ہو ما امر اللہ بہ الجن والانس والملائکۃ والہوام والسباع والطیر والوحوش والحیتان والدواب والہوام والسباع
والطیر او ہو ما امر اللہ بہ الجن والانس والملائکۃ والہوام والسباع والطیر والوحوش والحیتان والدواب والہوام والسباع والطیر
والوحوش او ہو ما امر اللہ بہ الجن والانس والملائکۃ والہوام والسباع والطیر والوحوش والحیتان والدواب والہوام والسباع والطیر
والوحوش والحیتان او ہو ما امر اللہ بہ الجن والانس والملائکۃ والہوام والسباع والطیر والوحوش والحیتان والدواب والہوام والسباع
والطیر والوحوش والحیتان والدواب او ہو ما امر اللہ بہ الجن والانس والملائکۃ والہوام والسباع والطیر والوحوش والحیتان والدواب
والہوام والسباع والطیر والوحوش والحیتان والدواب والہوام او ہو ما امر اللہ بہ الجن والانس والملائکۃ والہوام والسباع والطیر
والوحوش والحیتان والدواب والہوام والسباع والطیر والوحوش والحیتان والدواب والہوام والسباع والطیر والوحوش والحیتان
والدواب والہوام والسباع والطیر والوحوش والحیتان والدواب والہوام والسباع والطیر والوحوش والحیتان والدواب والہوام
والسباع والطیر والوحوش والحیتان والدواب والہوام والسباع والطیر والوحوش والحیتان والدواب

چاندی سونا ہو کہ اصل تجارت کے لحاظ سے تجارت کے لئے تین میں اسلئے برابر ہیں بانے سوال پر ذکر ہوگی خواہ تجارت کی نیت کر کے یا نہیں اور سائمہ میں چونکہ پہلے سے صفت سوم موجود تھی اسلئے جواب وارث کی نیت کی حاجت نہیں عرکہ پر بس گذر نیکے بعد ان تینوں پر ۔ ۔ ۔ زکوٰۃ لازم ہوگی کذا فی الخلاصۃ وما قبلہ ۔ ۔ ۔

باب زکوٰۃ السائمۃ

السائمۃ سیراب سے چرنے والے جانور ہیں ان کی زکوٰۃ کے بیان میں فی الراعیۃ متعلق بالزکوٰۃ المکتفیۃ بالزکوٰۃ المتاخر ذکرہ للتشمیر فی اکثر العام لقصد الدر والنسل ذکرہ الزیلعی وزاد فی المحیط والزیادۃ والدر المختار وسمیت الذکور فقط لان فی المیل الیہا اکثر منہ الی الاناث لانہا اسلم للرکوب وحمل الاثقال وطلب الفحولۃ ولہذا س

ہیں اور صاحبین کے نزدیک واجب ہے اور بحر الرائق میں ہے واجب کہنا ہے قالہ الشافعی فتاویٰ

سہراب ہوا ونٹوں کی زکوٰۃ کے بیان میں ھم خطاب کرنے کے کہ اگر خطاب تعریف کے ساتھ ہے اور اوسکی خبر مخذوف ہے نصابہا یا ہو بکسر الباء وتسکن موحدہ وھو واحد الابل من لفظہا والنسبۃ الیہا ابلی ففتح الباء وشذ بتثنیتہ لہ وجمعہا تعول علی الفاہا فنصاب اونٹوں کے پانچ ہیں شمار ہونے کہا ابل سب کے کہ سو کے ساتھ ہے اور کبھی ساکن بھی کہا گیا ہے مونث مستعمل ہے اسکا واحد اس لفظ سے نہیں آتا اور نہ اسکی نسبت لگانے میں یہ کو فتحہ ہوجاتا ہے اور اونٹ کو ابل اسلئے کہتے ہیں کہ اونٹوں پر مغلب کرتا ہے ھم یعنی اہل عمدہ میں اشتقاق کسیہ ہے اور وہ یہ ہے کہ اکثر حروف میں اشتراک ہزار معنوں میں مناسبت طلب ہوئی سے کہا گیا نصاب الابل بمعنے ہے اور جس اوسکی خبر محذوف ہو مبتدا ہے جس میں الجس وعشرین بخت جمع البختی وھو مالہ سنامان منسوب بہ بال بخت نصر کہ بادشاہ اول جس عجم ہیں العرب وللجمع قولہم ابل بختیۃ بتاء النسب شاذا وعراب بتاء وما بین النصابین عفو فی نصاب اونٹوں کی پانچ ہیں پس نیچا ہے ہر ایک پانچ سے پچیس تک ایک بکری خواہ اونٹ بختی ہوں یا عربی شمار ہے کہ اونٹ جس بختی کی ہے اور بختی وہ کو ان والے اونٹ کو کہتے ہیں منسوب ہے بخت نصر کی طرف اسکو اول اوسنے عربی اور عجمی اونٹوں کو جمع کرکے نسل حاصل کی تھی اسلئے وہ بختی نسل کہلائی اور ان میں ہر دو نصابوں کے عفو ہے یعنی پانچ پر ایک بکری ہے چھبیس پر بھی ایک بکری ہے چھ ک

فرق فی کل مائۃ وخمسین ثلث حقاق پھر اگر زکوٰۃ حساب جاوے تو ہر ایک حقہ کی تین بکری ہوئیں اور ہر ایک بکری سو روپیہ کی ہوئی تو ڈیڑھ سو روپیہ کی زکوٰۃ ہوئی اور اگر بکری کا حساب کیا جاوے تو ہر ایک بکری کی قیمت ۳۳ روپیہ ۱۲ آنہ ہوئی اور ۱۵۰ کی زکوٰۃ ۴ بکری ہوئیں اور ۱۵۰ کی قیمت ۱۳۳ روپیہ ۱۲ آنہ ہوئی تو

ہو گیا تو وہ سال بھر تمام مویشی چرتے رہے گا کذا فی الشامی وفی العینی مسنی دیتا ہے اور بچہ ایس تین برس کا ہو جائے اور
کذا فی الدر المختار والدر المنتقی سمی سلکا ہوتا ہے کہ اس تین برس کے ہونے کے وقت سے شروع ہوتے ہیں اور سنہ وار
بنتے ہیں وقیل اول الحول الخ وظاہر الروایۃ عن الامام وعنہ کما سیجئ فیما اذا زال السائمۃ اور جو زیادہ ہو جائے
اس سے ایسی حساب سے زکوٰۃ دیدی جائے گی مثلاً سو میں ایک گائے زیادہ ہو گئی جالیسواں حصہ ایک بیسنہ کا اور دو سو میں بیسواں حصہ بیسنہ کا
امام صاحب کا اور قول ظاہر الروایۃ کا اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ زیادہ دنوں پر ہے اگر اسی قدر مدت تک نصاب پر سال تمام ہوں تو واجب ہے ورنہ نہیں اور دوا یک
آتا ہے یعنی دس دو تو لبھا واللثنۃ وعلیہ الفتوی ۱۲

اسی پر فتویٰ ہے کذا فی الجوہرۃ النیرۃ من الینابیع ۱۲

کتاب الزکوٰۃ الغنم

ثم فی اربعین شاۃ شاۃ الی عشرین ومائۃ ثم فی مائتین ثلثا شیاہ الی ثلثمائۃ ثم فی کل مائۃ شاۃ الی غیر النہایۃ ہر جب کہ یان جارسو ہو جائیں تو ہر سیکڑے میں ایک بکری
تین سے لے کر دو سو تک تین اور سیسو تک چار ہیں جیسے ایک سو بیس کہ مالک تمہارے جانور جانچ جانچ کر دیتا جائے تین سو تک
وعلی ہذا القیاس یعنی دو سو چالیس میں آخر تک سیسو جانچ جانچ کر دیتا جائے تین سو تک اور چار سو ہو جائیں تو ہر سو پر ایک حساب سے چار جانور
دوں پر فرق اتنا ہے کہ تین سو تک تو ہر تین کے حساب سے ایک جانور دیتا جائے چالیس کے حساب سے نہیں

باب زکوٰۃ الغنم

وہو فی العلم سبب لاداء جزء مخصوص کشاۃ فی زکوٰۃ الغنم بیانہ لیس لہ آلۃ الدفاع فکانت سببیۃ الکل لطالب
الغنم متضمن لہ فیضاف الیہ ویدل علیہ سببیۃ الکل کہ حکم کے پاس انسان اور زمین جس سے طالب کو جانا ہے یہ سب کو پار طالب کے
لئے سببیت ہے اور سیسالوں کا محدود ہونا اس سے کہ یہ مدت نہیں کہ سکتے نصاب العلوفۃ والسوم فی اکثر الحول وہو ان ترعی اکثر السنۃ بنفسہا او بمعرفۃ السائمۃ
فی تکمیل النصاب لا الصحیۃ والبقاء فی اداء الواجب الا بان ترعوہ وہو ساعۃ او معظم الدر لو والا بات نصاب غنم کی
ہمیشہ چرائی کی چالیس میں ان کو ایک بکری ہے ہوا یا وہ شارح نے کہا کہ غنم ہمیشہ چرائی کی رو نو کو شامل ہے کہ
کہ ہمیشہ تو رات بھر میں نصاب کے پورا کرتے اور قربانی اور سور میں تمام احوال و جب میں اور قسموں میں غنم نصاب کا پورا کرا نا ہمیشہ کو
اگر ہمیشہ کی بھی مگر چالیس میں تو ایک بکری لازم ہوگی اگرچہ ایک ہی پوری نصاب نہ ہو اور سو میں ایک ہمیشہ کی اگر ہمیشہ کی کا ثبوت نہ ہو ایک بکری
کے گوشت کے برابر قیمت کی تو ہر ایک ہمیشہ کی اور ان ہی واجب اور قسم میں بڑا نہیں لیتی اگر کسی کے پاس چالیس ہمیشہ کی ہوں
ہوا اور سیر ایک ہمیشہ کی واجب ہوگی اور اس سے بکری نہیں لے سکتے یا کسی نے قسم کھائی کہ ہمیشہ کا گوشت کھاؤں گا تو بکری کا گوشت
کھانے سے حانث ہو گا کذا فی الشامی وفی ایاتہ واحدۃ وعشرین شاۃ ان وفی مائتین وواحدۃ ثلث شیاہ وفی اربعمائۃ اربع
شیاہ وبابہا سواء اسمع اور ایک سو اکیس میں دو بکریاں اور دو سو ایک میں تین بکریاں اور چار سو میں چار بکریاں اور ایک نصاب
سے دوسرے نصاب تک جو زیادہ ہیں وہ معاف ہیں یعنی چالیس سے جو زیادہ ہو ایک سو بیس تک اس میں کچھ نہیں بعد ازاں ایک ایک
ہی جانور اگر زیادہ ہو تو نہیں بکریاں لازم ہیں یہاں تک کہ ایک سو اکیس پورے ہو جائیں اور ایک سو اکیس سے ایک سو تیس تک
تین بکریاں ہی لازم ہیں اور ایک سو تیس سے ایک سو ننانوے تک چار بکریاں ہی لازم ہیں اور ایک سو ننانوے سے دو سو تک
پانچ بکریاں ہی لازم ہیں اور دو سو سے زیادہ ہو جائیں تو ہر سو پر ایک بکری لازم ہے اور اگر چالیس بکریاں ہوں اور ان میں ایک بکری
کسی کی ہو تو نہیں ہو سکتا کہ اور کچھ متفرق کر کے ہر چالیس پر ایک ایک بکری لے لے اور اگر چالیس بکریاں ہوں اور ان میں دو تین
کسی کی ہوں تو ان میں سے ایک بکری لے سکتا ہے اور ساعی کو نہیں جائز کہ اوپر کی جنس کر کے اون پر زکوٰۃ لے لے اسلئے کہ ہر ایک کے حصہ نصاب کے کم ہے
کذا فی الشامی قولہ بعد ہا واحدۃ وعشرین الخ وفی کل مائۃ شاۃ الی غیر النہایۃ ہر جب کہ یان جارسو ہیں تو ہر سیکڑے میں ایک
بکری ہے بے اشتباک ویجتہد فی کونہا اوسط الغنم التی من الضان والمعز وہو ما تمتد لہ سنۃ بالجلع
بالاتفاق وہو الذی جلد ثنیہ اکثر ما علی الظاہر وعنہ حولان ہو من الضان وہو قولہما والدلیل مر تبعہ ذکرہ الکمال

والثلثین من البقر اربعون وفی الاربعین من البقر مسنۃ ومن الابل ابن لبون ذکر ابن اربع سنین ودخل فی الخامسۃ ویسمی ابن لبون لان امہ صارت ذات لبن بحمل اٰخر فالذکر تبع لہا فی اللبن وقیل لانہ یکون مع امہ لانہ لا یقوی علی الرعی وقیل لانہ یلزم امہ لانہ لا یفارقہا لصغرہ وقیل لانہ یلزم الارض من ضعفہ وقیل لانہ یلزم الماء لانہ لا یقوی علی الرعی

اور ایک بچہ اور ایک بیٹا مر گیا اگر مورث الشیخ کے بچے اماکیا سب کے کہ فی الشامی وکذا فی عقود وشرح ہدایۃ الشیخ اسمٰعیل کل الاموال اور نہیں زکوٰۃ اور ان عذرین جو مذہب اور بعضوے صدر سے کہ درمیان دو نصابوں کے متمام نہیں کے اشمال ہیں ہم اپنے سنیوں کا تحمل ہے یعنی مذہب ثانیہ نصاب کے جو عفو کے اور امام محمدؒ اور قدر کہتے ہیں کہ وجب بعد ثانیہ کل عفو کے ہے اور نتیجہ ثلاثیات اس سے بین ظاہر ہوتا ہے کہ ایک شخص کے پاس نو اونٹ ہیں اور چالیس مالک ہو گئے تو سنیوں کے نزدیک ایک بکری پوری لازم آوے گی اور امام کے نزدیک دو بکری کہ لازم آویگی اور چالیس جو بعد ثانیہ ہے ساقط ہو جاویگی قال الشامی وبہ یفتی کما بالسکوی اقول ورد صاحبین نے عفو کو خاص کیا ہے سوائم میں نہ نقود میں ہم اپنے سنیوں کے لئے دونوں جو دور ہے زیادہ ہو صاحبین کے نزدیک معاف نہیں ہے بلکہ جا البسران حصہ کل کا لازم ہوتا ہے بخلاف امام اعظم کے دونوں کے نزدیک بعد دو سو درہم کے جو زیادہ ہو وہ عفو ہے جب دو سو کے اوپر چالیس درہم زیادہ ہوں تو ایک درہم زیادہ لازم آویگا یعنی چالیس درہم ہو جاویں گے الغرض درہم کی کسر امام صاحب کے نزدیک معاف ہے کذا فی الشامی وکذا فی ھلاک بعد وجوبہا وضع الشائع فی الاصح تعلقا بالعین کما بالدیۃ

حطہ

وان ھلک بعضہ سقط حصتہ اگر جوال ہلاک ہو گیا بعد وجوب زکوٰۃ کے اور منع کرنے شائعی کے اور سنیوں کے زکوٰۃ نہیں اصح مذہب پر یعنی اگر پرس گندگیا اور ساعی نے طلب کیا اور مال دے لے اکیلا کیا یہاں تک کہ مال ہلاک ہو گیا تو صحیح ہے پرس کہ زکوٰۃ ساقط ہو گئی کیونکہ زکوٰۃ عین سے متعلق ہے نہ ذمہ سے قال الشامی اقول الغرض مال ہلاک ہو گیا تو اسقدر کی زکوٰۃ ساقط ہو گئی ویضمن قدر الھالک الی العفو لانہ قد انصاب الیہ توجہ فیہ اور جو مال ہلاک ہوا وہ پہلے عفو کی طرف لگایا جاویگا پھر اوس نصاب کی طرف جو اوسکے متصل ہے پھر اوسکے متصل ہے اور اوس نصاب سے جو ہلاک ہو گیا ہے اوس کے حساب سے تیجے دیں گے یعنی اگر مثلاً کسی شخص کے پاس تین نصابیں اور کچھ زیادہ ہیں اور کچھ نصاب کہ نہ پہنچی ہو پھر اوسمیں سے کچھ مال ہلاک ہو جاوے تو پہلے اولاً عفو میں سے سمجھا جاویگا پھر جو زیادہ تھا اگر سب ہلاک ہو گیا تو وہی تین نصابوں کی زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہوگی اور اگر اور زیادہ ہلاک ہو گیا تو یہ دیکھا جاویگا اوس نصاب کی طرف جو اوسکے متصل ہے یعنی دوسری نصاب کے اور صرف زیادہ ہلاک ہوگی زکوٰۃ ساقط ہو جاویگی اور یہی حال ہے اگر نصاب اول کا ہلاک ہو گیا ہے کذا فی الشامی بخلاف المستھلک بعد الحول لوجوبہا التعلق منہ وبہ مالو جحد بعض العفو او المامی حتی ھلکت فیضمن بالاجماع بخلاف اوس صورت کے کہ قصداً ہلاک کرے بعد برس گذرنے کے کیونکہ تعدی کی طرف سوا ہوئی تھی اور تعدی میں تمام کیا جاویگا بخلاف جانوروں کے کہ اس کا بیان ابھی ہوا اور بندہ نے کہا ہے بیان اس کا ہلاک کرنے کا یہ ہے کہ اگر کسی نے مال کی بعد تعرض وبلا تعارض واستبدال مال التجارۃ بمال التجارۃ ھلاک وبغیر مال التجارۃ والسائمۃ بالسائمۃ استھلاک اور کوئی مال کا بعد فرض ہونے زکوٰۃ کے یا عمداً بیت المال کے بدلے مال کے بدلے مال کسی کا ہلاک کیا جاتا ہے اور جو مال کا کسی اور جنس کے ساتھ معاوضہ مال تجارت کے سوائے کے یا بدلے سائمہ کے یا بدلے مال استہلاک کے ہے ہم تو نقود کا حکم مال تجارت کا ہے یعنی مثلاً کسی شخص کے پاس دو درہم ہیں پھر اوسکے بدلے ایک غلام تجارت کا مول لیا یا اور کچھ اسباب تجارت کا خرید لیا پھر وہ ہلاک ہو گیا تو زکوٰۃ ساقط ہو گئی اور اگر غلام غنیمت کا خرید لیا تو ساقط نہیں ہوئی اور بہتر یہ ہے کہ لفظ البسائمہ ساقط کر دیا جاوے تاکہ شامل ہو سائمہ اور مستعلہ الی السائمہ کے دونوں کو اور ہم یوں کہتے ہیں کہ زکوٰۃ کے متعلق ہوئی ہیں جس کے ساتھ اور الا وہ ادات اور عین بدل گیا جس سے ہلاک ہو گئی ہے یعنی سائمہ ہلاک ہوا تو وجب ہوگی زکوٰۃ اور روپیہ نہیں نہ ہے کہ یہ اور روپیہ جو کہ بعد برس کے استبدال کیا ہے لیکن جب برس کے بعد استبدال کر لیا تو جیسے اس عرض پر برس گذر گیا زکوٰۃ واجب ہوگی اگر یہ کہے کہ اس سوال کا جواب تو کہ سوا اور دراہم ہیں اور دینے سائمہ ہلاک ہو گیا تو زکوٰۃ کذا فی الشامی وحاذہ وقع القبائل کوئی دقت وخراج

وقطع ونذر وکفارۃ غیرہا اعتبارًا بالعشر وتعتبر القیمۃ یوم الوجوب قیل یوم الاداء وقال الثانی یوم الاداء احتیاطًا لھما ولہ ان الواجب جزء من العین فیعتبر قیمتہ یوم الوجوب کما فی العشر اور ثمر ہے ریا قیمت کا کہ زکوۃ میں اور عشر میں اور ضرام میں اور فطرہ میں اور نذر میں اور راس کفارہ میں جو سوا ان کے اور کفارہ کے ہے یہ بھی جائز ہے قیمت دینی اگر چہ سب جو وجب ہی اسکے پاس موجود ہو مثلاً تین کریاں ہیں جو پکر یں اور اسکی بابت ہوں اور ان کریوں کے عوض دینار دو تو جائز ہے لیکن نصاب کیلی میں یا وزنی میں جب جنس دینے سے جنس دینا بہتر نہیں ہوتی مثلاً چار کیل ہیں گیہوں کے یا پکیل ناقص گیہوں کے یا چار روم پیدا دینے کے پانچ روم دینے کے دینا جائز نہیں اور اگر جنس کے ساتھ قیمت کر کے دینا جائز ہے تا انشاء اللہ اور قیمت وہ معتبر ہے کہ جو روز وجوب زکوۃ کے ہو اور صاحبین کے نزدیک اوس دن کی جس اوس زمانہ میں اوس کا ادا کرنا ہے اور امام کے نزدیک یوم الادا کی قیمت معتبر ہے یہی اصح ہے ولفقہم فی البلد الذی فیہ المال ولو فی مفازۃ ففی اقرب البلاد الیہ قیمۃ اور کل کی قیمت دینا کہی چاہئے جس شہر میں وہ مال ہے اور اگر کل مال میں سے تو جب شہر وہاں سے قریب ہو کہ ابتدائی الفتح اگر ایک غلام کو کسی شہر میں بھیجا تجارت کے لیے تو اوسکی قیمت اوس شہر کی معتبر ہوگی ذا کان بحیث یذھب الیہ ویجیئ ذاھبا وجائیا فی یوم واحد بالاتفاق وان احتاج الی یومین فعلی الخلاف وان احتاج الی اکثر فکذلک عند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ لیس بشرط اور ابو یوسف و محمد رحمہما اللہ کے نزدیک یہ شرط ہے کہ اعلی سے کم نہ ہو کہی ہو اور ادنی سے زیادہ نہ ہو یہی اور اگر اسب اعلی قسم کی ہوں تو اعلی ہی لیوے ہم یعنی اگر بہت اعلی اسپ اور وجب ہوئی ہے نصاب میں تو سب بہت لیوزن سے اچھی چھانٹ کر لیوے اور بیچ سے بڑی نہ لے وان لو جب الجید المصدق وکذا ان وجد الفاقد اتفاقا وواجب من ذات سن دفع الثانی کذا فی مع الفضل جبرا علی المتاسی لانہ دفع القیمۃ او دفع الاعلی وترک الفضل او بجیدۃ لہ یشترط فیہ الرضا والقبض اور اسب اور اگر زکوۃ کے مال میں مصدق اوس عمر کا سانہ نہ ہو جو زکوۃ میں وجب ہوا ہے اور یہی حکم ہے اگر اوس عمر کا یا اوس صفت کا مال ہیں نہ موجود ہو پس تعدیہ بنانے کی اتفاقی ہے تو مالک اوسکی ادا کے درجہ کا سانہ نہ لاوے

اور بہتر یہ ہے کہ ہر شاہب کی زکوٰۃ میں سائمہ کامل زکوٰۃ کا مثل ہے اور قول کو مکمل بیل سمجھا رہا ہے پس اگر ایسا نہ ہو تو زکوٰۃ کا اختیار ہوگا اور زکوٰۃ کا اختیار ہوگا اور زکوٰۃ کا اختیار ہوگا اور

تفصیل ہے یعنی اگر اموال ظاہری میں سے لیا ہو تو فرض ساقط ہو جائیگا اور اسکے سلطان کو اور اسکے اب کو ولایت اختیار کی ہے اور اگر اموال باطنیہ میں سے بزور لیلیا ہو تو ساقط نہ ہوگا وفی التفنیس المغنی لا یسقط فی الاموال الظاهرة والباطنة اور تحفیس میں ہے کہ حاکم جابر کو دینے کی صورت میں مفتی بہ یہ ہے کہ زکوٰۃ ساقط ہو جاتی ہے اموال ظاہری میں نہ باطنی میں ولو خلط السلطان المال المغصوب بمالہ ملکہ فیضمن الزکوٰۃ ولو نوی عنه لان الخلط ليس بهلاك اذا الباقون عنده كما كان عند ابی حنیفة وقوله اظهر اذ قال الخلط مال عن غصب اور اگر ملا دیا بادشاہ نے جیسا ہوا مال اپنے مال میں تو اور اسکا مالک موجود ہوگا پس زکوٰۃ واجب ہوگی اور مرنیکے بعد وراثت بھی جاری ہوگی ویسے کہ خلط کرنا اسطرح کہ تقسیم ممکن نہ ہو زدیک امام صاحب کے ہلاک قصد اً نہ ہو یعنی جب ہلاک ثابت نہ ہو تو ضمان لازم آئیگا اور مغصوب کو مالک ہونا ضمان کے عوض لازم ہوا اور امام کے قول میں لوگوں کے لئے سہولت ہے اسواسطے کہ کسر کوئی مال غصب سے خالی ہوتا ہے اور صاحبین کے نزدیک ضمان نہیں لازم ہوتا اور واجب ضمان لازم ہوا تو ملک ہی ثابت نہ ہوئی اور وراثت بھی جاری ہوئی کیونکہ وہ مال ترکہ بن گیا ہے اور تحفیس سے صرف مقدمیت کی میراث جاری ہوگی وهذا اذا كان له مال غير ما استهلكه بالخلط منفصل عنه يوفى دينه والا فلا زكوٰة كما لو كان الكل خبيثاً كما فی النهر عن الحواشی السعدیة وشرح الوهبانیة عن البزازیة انما يكفر اذا تصدق بالحرام قطعاً اما اذا اخذ من انسان مالاً ومن اخر مالاً وخلطهما ثم تصدق فلا يكفر لانه ليس بحرام قطعاً یہ مستفاد ہے الحاق بالخلط اور عبارتیہ کی شرح میں نقل عن البزازیہ یہ ہے کہ آدمی اوسی صورت میں کافر ہوتا ہے کہ حرام قطعی کو صدقہ دیوے یعنی بنیت حصول ثواب کہ حلال جانتے ہوئے لیکن جب لئے ایک سے اور دوسرے سے سو پھر اوسکو ملا دیا پھر سب کو تصدق کیا تو کافر نہوگا کیونکہ یہ دو سرا حرام قطعی نہیں کیونکہ خلط کی وجہ سے گرا اوسسے اور مکسور ملاک کر دیا اور یہ وجہ ضمان اوسکا مالک بن گیا ہم شارح نے صرف عدم کفر پر اقتصار کیا اسمیں اشارہ ہے کہ مال مخلوط بھی تصرف کرنا بدون ادا ہی ضمان کے جائز نہیں اگرچہ خلط کی وجہ سے مالک ہو گیا ظہیریہ میں ہے کہ کسی شخص نے مال حرام میں سے کسی فقیر کو کچھ دیا ثواب کی توقع سے تو اگر نہ ہوا اور اگر فقیر جانتا ہو اور عادی اور معلنی ہے آدمیں کہی تو دونوں کافر ہوگئے اور شرح وہبانیہ میں ہے کہ اگر غیر شخص آمین کے تو مستفاد ہوتا ہے کہ اسکا حال بھی یہی ہے اور آدمی اس سے غافل ہیں اور جہال اسمیں مبتلا ہیں شارح نے حرام قطعی کی قید لگا کر گویا ظہیریہ کے کلام کو مقید کر دیا اور ظاہر کر دیا کہ مراد حرام سے حرام قطعی ہے جنہیں کا فر ہوتا ہے کذا فی الشامی ولو عجل ذو نصاب زکوٰۃ لسنین او لنصب صح لوجود السبب ولذا لو عجل عشر تسعة او عشرين بعد الحول قبل الادراك اور اگر نصاب والا زکوٰۃ پیشگی چند سال کی دا کر دے یا چند نصابوں کی زکوٰۃ ادا کر دے تو درست ہے کیونکہ سبب زکوٰۃ یعنی نصاب موجود ہے اور السابی اگر عشر کھیتی کا یا ثمار کا پیشگی ادا کر دے کھلنے کے بعد پکنے سے پہلے تو درست ہے ہم یعنی اگر کسی کے پاس تین سو درہم ہیں اور اسنے دو سو درہم کی زکوٰۃ دو سو درہم میں برس کے لئے ادا کی تو درست ہے یا یہ کہ دو سو درہم ادا کئے بدیت دو سو درہم نصاب موجود ہو ۱۲ نصاب غیر موجود کے پھر اوس برس میں جو نصابیں اوسکے پاس موجود ہوگئیں قرار دیئے اور اگر اوس برس میں موجود نہوئیں تو زکوٰۃ علیحدہ قرار دیئے اور دو سو درہم زکوٰۃ نصاب موجود کی یعنی دو سو درہم کی تنسیل برس کے لئے موجود ہیں کے حیلہ سے مسئلہ میں تبہا کذا فی الشامی واختلف فيه قبل السابع وحين وجوب القرة والاظهر الجواز ولذا لو عجل حراجر راسه وقامه فالنهر اور حیلہ ہے

اس صورت میں کہ بیگی دے سکتے ہے اور مہینہ نکلنے سے پہلے کہتی اور کہنے سے اور مہینہ نکلنے سے پہلے کہتی اور ظاہر یہ ہے کہ جائز ہے اور ایسے ہی اگر مہینہ پورا ہونے سے پہلے کہتی دے دی اور مہینہ نکلنے سے پہلے کہتی دے دی اور ظاہر یہ ہے کہ جائز ہے اور ایسے ہی اگر مہینہ پورا ہونے سے پہلے کہتی دے دی اور مہینہ نکلنے سے پہلے کہتی دے دی اور ظاہر یہ ہے کہ جائز ہے اور اسکے برابر ہیں مہر الفاتی میں ہے ہم تمہاری اسم زمین پر رکھا یا جاتا ہے اپنی طرف سے کسی برس کا پیشگی ادا کرے تو

مائۃ شعیرۃ فھو درھم وھو وزنۃ سبعۃ مثاقیل ۔ اسماء درھم سو یکی نصاب میں مثقال اور چاندی کی دو تو درہم درہم یعنی سات مثقال کے اور دینار بیس قیراط کا ہے اور درہم چودہ قیراط کا اور قیراط یا یچ جو کا تو درہم شرعی اس حساب سو جو کا ہوا اور مثقال سو کا بیس مثقال ساری ایک درہم اور تین ساتویں حصہ درہم کے برابر ہوا ۔ نصاب سونے کی ۲۰ مثقال یعنی ۵ تولہ وزن مرئی اور نصاب چاندی کی ۲۰۰ درہم یعنی ۱۴۰ مثقال یعنی ۵۲ ½ تولہ جیسے کہ ۵ ½ روپے کے حساب فی روپیہ ۱۱ ½ ماشہ اور ۵۶ روپے کے حساب ۱۱ ½ ماشہ اور ۵۲ ½ روپے کے حساب ۱۱ ½ ماشہ رتی زیادہ یعنی ۱۱ ماشہ ۴ رتی کم جو وزن چہرہ شاہی روپے کا ہے اور جانا چاہئے کہ درہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تقریباً بح

حسنت وبالاولی اقل قوۃ یا لا نفہم الفقیہ صحیح اور اگر پونچھ سونے چاندی میں سے ایک کے ساتھ تقویم کرنے سے نصاب اور جنس نصاب کے دوسرے کے ساتھ قیمت کرنے سے کمتر کو اور کم تقویم کریں اور اسکے ساتھ جو قیمتوں کے کمی بیشی میں نافع ہو مگر ابی السرامہم یعنی اگر درہم کے ساتھ قیمت کریں تو دو سو چالیس درہم ہوں اور دینار کے ساتھ بتیس دینار ہوں تو درہم کے ساتھ تقویم کریں کہ کیونکہ اسمیں چھ ماہر لازم ہوں گے بخلاف دینار کے کہ انمیں وجوب نصف دینار ہے کہ اسکا دسواں حصہ ہے یا تو درہم کو اور اگر دینار دیں تو دینار کو پونچھ اور دینار سے ایک پونچھ کم کو تو دینار دیں کے ساتھ تقویم ہوگی تو اسمیں یہ ہے کہ شرم میں دینار دینا دوں درہم کا ہوتا ہے فتح القدیر میں کہا ہو کہ دینار کی قیمت دس درہم لگائی جائے جس کی شرم میں اسیا ہی تہا ازیم حسین خبر قولہ الاولم و فی کل خمس بصور الخاء شاہ فی کل اربعین درہما وما زاد فبحسابہ وفی کل اربعۃ متاقیل قیراطان ومایات الخمس الی الخمس عفو فلا ما زاد بحسابہ وھو مسألۃ الکسور یعنی شرع نے نصاب زکوۃ کے مقرر کئے ہیں کہ چالیس درہم میں ایک درہم کی اور بیس دینار میں آدھا دینار کی اور پانچ اونٹ میں ایک بکری کی اور تیس گائے میں ایک بچھڑا یا بچھڑی کی اور چالیس گائے میں ایک گائے کی اور ساٹھ گائے میں دو گائے کی اور ہر چالیس درہم میں ایک درہم کی اور ہر بیس مثقال پر نصف دینار کی اور ایک خمس سے دوسرے خمس تک معاف ہو اور صاحبین کہتے ہیں کہ جتنا نصاب زیادہ ہو اسی حساب سے زکوۃ لیجائے یہاں تک کہ جو مسئلہ امام صاحب کے نزدیک معاف ہے انکے نزدیک نہیں اور یہ مسئلہ الکسور ہے اخیر حدیث مرفوع لا تاخذ الصدقۃ فی الکسور شیأ یعنی نہ لے صدقہ میں کچھ کسور کذا فی الشامی وغالب الفضۃ والذھب فضۃ وذھب ما غلب عینہ منھما فان کانا سواء فالمعتبر طبعہ فی الاصح اور سونا یا چاندی اگر کسی ملونی کے ساتھ مخلوط ہو اور ملونی پر سونا یا چاندی غالب ہو تو اور کا اور کسونے چاندی کا ہو یعنی اگر غالب ہو تو اسی کا حکم ہوگا اور اگر دونوں برابر ہوں تو اس قسم کی مخلوط میں زکوۃ سونے چاندی کی لازم ہے یہاں تک کہ اگر نیت تجارت کی بھی رکھا ہو گا تو زکوۃ تقدین کی لازم ہوگی عروض کی اور اگر ملونی نقدین پر غالب ہو تو اسکی قیمت کی جائے اور اسباب تجارت کے بشرطیکہ تجارت کی نیت ہو الا اذا کان مخلوطا بمثلہ او اقل وعندھما مایلیہ او کاثت اعتبارا للاکثر وبلغت نصابا من آدنی بقدر بجنسہ ذکوۃ فیجب فی الاصح یہ ثابت شروط ہو مگر اس صورت میں کہ مخلوط میں اسقدر چاندی یا سونا جدا ہو سکتا ہے کہ نصاب کی مقدار کو پونچھ یا سونا چاندی اگرچہ نصاب سے کم ہے لیکن جسقدر نصاب میں کمی ہے اسکی قیمت اور اسکو ملا کر اسکی زکوۃ واجب ہو گی تجارت کی چیز یا نقدین میں سے جو رجح دے یا یہ کہ غالب العش کمن مرجح ہوں اور قیمت میں اور ملونی نقد کی نصاب کی برابر ہو تو بہی یہ زکوۃ واجب ہوتی ہے تو زکوۃ واجب ہوگی ورنہ نہیں واجب ہوگی واختلف فی الغش المستاثر والمتاثر الی وھما احتیاطا حاکمہ والاتباع الا ولی وانا ہو حال ایسا ہو کہ انمیں ملونی اور چاندی یا ملونی اور سونا دونو برابر ہیں اور انمیں خلط ایسا ہے کہ زکوۃ لازم آسکے مختار یہ ہے کہ زکوۃ لازم آنے کا احتیاطا کہنا ہی اختیار ہے اور یہی وجہ ہے اسکی بیع بغیر وزن کے نہیں جائز ہے تاکہ ربوا لازم نہ آوے واما الذھب المحلی بفضۃ فان غلب الذھب فذھب والا فان تلفہ الذھب والفضۃ فضۃ وجبت اور سونا جو چاندی میں مخلوط ہو پس اگر سونا غالب ہو تو حکم سونے کا ہو اور اگر سونا غالب نہو پس اگر سونا چاندی نصاب کو پونچھ تو وجوب ہے ہم شبہی میں بطریق تقریر کی جو گزرا گہلا لیا سونا چاندی کے ساتھ پس اگر سونا نصاب کو پونچھے تو کل کی زکوۃ سونے کی ہوگی اور چاندی یا بالعکس ہے کہ وہ غالب ہے اور اگر سونا نصاب کو نہ پونچھے مگر اگر چاندی نصاب کو پونچھ گئی تو کل کی زکوۃ چاندی کی زکوۃ ہوگی میں کہتا ہوں کہ صورت سونے چاندی کے مخلوط ہونے کی یا رہ طرح ہو سکتی ہے ایک یہ کہ سونا غالب ہے یا مغلوب ہے یا برابر اور ہر صورت میں یا تو وہ نصاب کو پونچھیں یا تو نہ پہنچیں یا تو محفوظ نصاب چاندی محفوظ نصاب ہو یا نہیں سو دو صورتیں مشتمل ہیں ایک یہ کہ سونا غالب ہو اور چاندی فقط نصاب کو پونچھے دوسری یہ کہ سونا چاندی برابر ہوں اور چاندی فقط نصاب کو پونچھے باقی دو شقیں ممکن ہیں اور تمام خانیہ میں ہے کہ جب فضہ غالب ہو اور سونا مغلوب ہو یعنی دو ثلث چاندی اور ایک ثلث سونا یا زیادہ تو کل کا حکم چاندی کا ہوگا یہ کہ سونا ہمیشہ پیرو ہے اپنے کثیر کا اگرچہ اتباع نہیں ہو سکتا بخلاف سونے کا ہونا

غالب برابر ہے معلوم ہوا کہ جب چاندی نصاب کو پہنچے اور سونا نصاب سے کم ہو اور سونے کی زکوٰۃ لازم نہ آتی ہو مطلقاً نہیں بلکہ بقید ہے خاص دس مثقال تین کہ دو سو درہم خالص چاندی سے نہیں تو کل کی زکوٰۃ ہرگز نہ ہوگی واللہ اعلم قال الشامی اور اس نقشہ سے مسائل ذیل کا ایک ایک کا معلوم ہوتا ہے مع اور سکے حکم کے ؎

نقشہ چاندی سونے کے احکام کا بصورت مخلوط ہونے کے کہ زکوٰۃ لازم آتی ہے یا نہیں

سونا غالب اور ہر یک بقدر نصاب حکم سونے کا ہوگا	چاندی غالب اور ہر ایک بقدر نصاب حکم سونے کا	دونو برابر اور ہر ایک بقدر نصاب حکم سونے کا
سونا غالب اور فقط سونا بقدر نصاب حکم سونے کا	چاندی غالب اور فقط سونا بقدر نصاب حکم سونے کا	دونو برابر اور فقط سونا بقدر نصاب حکم سونے کا
سونا غالب اور فقط چاندی بقدر نصاب ناممکن ہے	چاندی غالب اور فقط چاندی بقدر نصاب حکم چاندی کا	دونو برابر اور فقط چاندی بقدر نصاب ناممکن
سونا غالب اور دونو میں سے کوئی نصاب نہیں ۱۔ حسین زکوٰۃ نہ ہوگی	چاندی غالب اور دونو میں سے کوئی نصاب نہیں کو بھی نصاب نہیں ۲۔ حسین زکوٰۃ نہیں	دونو برابر اور کوئی بقدر نصاب نہیں زکوٰۃ نہیں

جاننا چاہئے کہ ان میں سے بروصورت شارح ہے کہ سونا چاندی دونو ملکر پوری نصاب ہو جاویں تو یہ خاص صورت متن میں آوے گی وشرط کمال النصاب فی طرفی الحول فی ابتداء الانعقاد وفی اثناء الحول ای وجوب فالاصح تقصانہ بین طرفیہ ما لو ھلک کله او بعضه بآفة سماویة او استهلک بظلم ظالم او سرق او ضاع او اخذ منه قهرا او اغتصب او انفق علی نفسه او علی عیاله او اشتری به شیئا للقنیة او للتجارة او وهبه بلا عوض او اقرض ولم یرجع او اشتری به شیئا للتجارة او وهبه بعوض او اقرض ثم رجع فی الکل او ارتد ولحق بدار الحرب فعاد مسلما او ظهر مورث له کان مات وهو مدیون بدین یحیط بترکته فتبین ان لا زکوٰة علیه فی هذه الصور کلها لانه لم یتم نصابا فی ملکه طول الحول وراء الدین فلا یتطهر الا الی الاستقرار وشرط کما یجیء بعد سنة قمریة کاملة من وقت الوجوب فی النصاب الکامل او ما زاد علیه فی الاصح لا فی الناقص فی الاصح بل یزکی الحادث بحول الاصل تبعا لنمائه بشرطه وهو ان یکون من نماء عین النصاب کولد ونتاج وربح وثمن عرض اشتری للتجارة وبدل سائمة اشتری للدر والنسل لا من نماء الوقت کالغلة والسکنی والمهر والاجرة والعلوفة والعرض المشتری للقنیة والسائمة للتجارة والدین علی ملیء او معسر یرجی یساره والمغصوب والضال والمدفون المنسی والمال الساقط فی البحر حتی یجیء وفی الشامی وقیمة العرض للتجارة تضم الی النقدین لا للکل للتجارة وضعا وجعلا اور زکوٰۃ کے احکام اسباب تجارت کی قیمت نقدین کے ساتھ ملانی جاوے اسلئے کہ سب مال تجارت کا ہے نقدین تو جب اصل نصاب کے اور اسباب تجارت تاجر کی نیت کرنے سے یرصح التوجه الی الفضة وحکمه بحامه القیمة قیمة وقانیا بالاخرة اور بالذات جاوے سونا چاندی کے ساتھ یا چاندی سونے کے ساتھ باعتبار قیمت کے کیونکہ دونو میں شرکت پائی جاتی ہے اور صاحبین کہتے ہیں کہ ملائی جاویں اجزا کے اعتبار سے جیسا کہ اس مسئلہ میں ہے

قولہ مائۃ درہم وعشرۃ دینار قیمتہا مائۃ واربعون تجب عندہ وعندہما فاقہر پس اگر مرد کے پاس سو درہم اور دس دینار موجود ہوں کہ دیناروں کی قیمت ایک سو چالیس درہم ہوں تو بہر دو امام صاحب کے نزدیک واجب ہوں گے اصل اور صاحبین کے نزدیک اصل یعنی نصف نصاب جاندی کی سو درہم میں اور اسکی زکوٰۃ دو درہم ہوئی اور دس دینار جو نصف نصاب ہوتے ہیں امام صاحب کے نزدیک باعتبار قیمت کے ملائے جائینگے اور قیمت انکی ایک سو چالیس درہم مقرر ہوئی جن میں جسکی زکوٰۃ سات درہم ہوئے پس کل زکوٰۃ چھ درہم ہوئی اور صاحبین کے نزدیک اجزاء کے اعتبار سے چونکہ پانچ درہم ہوں گے شمار میں نہ آئینگے اور نصف نصاب ہو گئی تو ایک نصاب ہو گئی اور جو کچھ ایک نصاب دو سو درہم کی ہوتی ہے تو دو سو کی زکوٰۃ یعنی پانچ درہم لازم ہوں گے شامی نے کہا کہ بقیمت نہر الفائق شارح نے پانچ درہم کے حالانکہ یہ مقرر فرضی ہے صاحبین کے نزدیک بھی چھ درہم ہوئے ہیں کیونکہ صاحبین کے نزدیک ہر نصف نصاب کے پانچواں حصہ لازم ہے تو درمیان بنا کا یا پانچواں حصہ دینار کی چوتھائی ہے اور یہاں دینار چودہ درہم کا مقرر فرض ہے تو اسکی چوتھائی ساڑھے تین درہم ہوئے جسکو سو درہم کی زکوٰۃ میں ملائے سے چھ درہم ہوئے ہیں اور شارح نے قائم کئے ہے کے قول کافی کا اور کہا جو یہ کہتے ہیں کہ امام صاحب کے نزدیک وجوب اجزاء کی پیدا ہونے سے بحیثیت کا اعتبار نہیں ہے چنانچہ اگر کسی کے پاس سو درہم اور دو سو دینار ہوں جبکی قیمت سو درہم سے کم ہو تو زکوٰۃ واجب ہوگی حالانکہ قیمت کے اعتبار سے دو سو درہم نہیں کہ اجزاء کے اعتبار سے نصف سونے کی اور نصف جاندی کی ملکر پوری نصاب ہوا اور یہ قول کافی کا خلاف ہے اسلئے کہ وجوب امام صاحب کے نزدیک قیمت ہی کی وجہ سے ہے اور مثال بالا میں جبکہ نصاب جاندی کی پوری نہیں تو جب سو درہم کے دینار بنائینگے تو دس دینار ہو کر کم پھر رہیگا تو سونے کی نصاب پوری نہ ہوگی خلاصہ امام صاحب کے نزدیک قیمت کے اعتبار سے یہ ہوا نہیں کہ دو نوں نصابیں پوری ہو کے بلکہ یہ غرض ہے کہ دو نوں میں سے کسی کی پوری ہو جائے کہ انہی الطحاوی حضرت کی عبارت الزکوٰۃ عندہ فی نصابہ مشترکا ایضا سائمۃ ومال تجارۃ اور نہیں وجب ہوئی زکوٰۃ ہمارے نزدیک نصاب مشترک میں خواہ سائمہ ہو یا مال تجارت نصاب مشترک سے مراد یہ ہے کہ جدا جدا ہر شخص کا مال زکوٰۃ کے لائق نہیں بلکہ جب دو نوں کا مال ملا دیں تو نصاب ہو گی ہے وان تحت کل واحد منہما شیئا ای فی النصاب باشراکہما فیہا لاسائمۃ التسعۃ الخ بجمہا اوص من یشفع وبیانہ فی شرح المجمع اگرچہ ملا دیا درست ہو گیا ہو نصاب میں بسبب جمع ہونے نسبوں جزای کے جو عدد دین زمین جسکی طرف اپنا کرآ ہے جملہ اوص من یشفع اور اسکا بیان تروم محمد من ہے ہم سند کے لفظ سے اشارہ ہو طرف مذاہب ائمہ ثلاثہ کے کہ انکے نزدیک زکوٰۃ واجب ہے اور بسبب مسئلہ کہا حقیقت میں شرط ہوئے تقسیم میں مجازاً شرط کو سبب کہا اور اوص من یشفع میں ہمزہ استفہام ہے طرف اپنے کے یعنی دو نو شریک اہل ہیں وجوب زکوٰۃ کے اور تراد اشارہ ہے وجود اختلاط کی طرف شروع سال میں اور مراد قصد اختلاط کی طرف یعنی اختلاط اختیاری ہو اور قسم اتحاد مشترک کی طرف یعنی واحد یا جدا جدا ہو نو مراشی کا جدا گانہ ہو میں ایک جگہ سے اور قولہ شاۃ اکذا احد کی طرف یعنی دو بنی جسمیں دو دو ہوا جدا جدا سے ایک ہو آوری اتحاد ای کی طرف کہ دو نو کا جدا نہ ہوا لا ایک مراد اور قسم اتحاد شرعی کی طرف یعنی الی ہیئۃ کا کہ ان باتوں کا ملاپ ایک ہو اور ف اتحاد فحل کی طرف یعنی ایک ہی نر دو نو پر چڑھا ہو اور قسم اتحاد ہو ہی طرف یعنی سہ طرفین سوا انکے کے اختلاط کی میں اور شروط اختلاط کی مال تجارت میں کتب شافعیہ میں مذکور ہیں منجملہ ان کے یہ ہے کہ دو نو گاہک آ کر جمع کریں اور مکان مناط کلی علی حدہ نہ ہو کذا فی الشامی وان تعدد النصاب وجب اجماعا وبدا جمان بالنصوص وبیانہ فی المحارم اور اگر نصاب متعدد ہو تو باجماع زکوٰۃ واجب ہے یعنی اگر قبیل ملانے کے ہر ایک کا حصہ جدا جدا نصاب ہے تو زکوٰۃ دو نو پر واجب ہے ہر ایک مال کی اور اپنے پیسوں ایک دوسرے سے بہتیرا لیوں بحساب حصہ اپنے مال کے اور اسکا بیان حاوی میں ہے ہم فانضیجان نے حاوی سے نقل کیا ہے اور اسکی صورت یہ ہے کہ ان دو نوں کے پاس ایک سو تیس بکریاں ہیں ایک کی دو سو نہائی اور ایک کی ایک سو نہائی پس زکوٰۃ واجبہ دو بکریاں ہوئیں تو ہر ایک سے ایک بکری معدوف لے لی پھر دو نہائی مال ۱۲ ضمائی اور سو بکری کی جو ایک نہائی دالے لے

ذی حجہ پر سال ایک تہائی مال ملا دوتہائی اوس بکری کی کہ دو ثلث دے کے دسویں برس تین ثلث دے گا بدلیں مجرا ہو گیا ہی رہا ایک ثلث پس ایک تہائی مال والا اوس کا مقابلہ دو تہائی والے سے کرے گا اور اس سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ تراجم جانبین سے ہے موافق اصل باب آنفاعل کے کذا فی الشامی فإن بکم نصیب أحدهما فصاعدا فکذلک دون الباقي پس اگر پہنچے حصہ ایک کا اون دونوں سے مقدار نصاب کو تو وہ ہے حصہ کی زکوٰۃ دیوے نہ دوسرا ہم اسکی صورت یہ ہو کہ اسّی بکریاں دو شخصوں کی مشترک ہیں ایک کی ایک تہائی اور دو تہائی مصدق نے تعیین سے ایک بکری لی یعنی دو تہائی والے کی زکوٰۃ تو ایک ثلث والا دوسرے سے بکری کی تہائی قیمت پھیر لیوے کہ یہ تہائی والے پر زکوٰۃ نہیں کذا فی الشامی عن المحیط وبیانه ما إذا کان لثلاثة نفر ثلاثون شاة لأحدهم شاة ولآخر شاتان ولآخر ثلاث شیاه فعلیه أن یعطي شاة واحدة لصاحب الثلاث ویرجع صاحب الثلاث علی صاحب الشاتین بثلثي قیمة شاة اور اگر ایک شخص کے اور اسّی اوس پر کی شرکت میں اسّی کی یہاں مون لیں یعنی نصف نصف تو اوس شخص پر کچھ لازم نہیں آتا کیونکہ یہ مال مشترک اوس سے ہے جو کہ تقسیم نہیں ہو سکتا یعنی ہر بکری کا ادا نہیں ہو سکتا برخلاف قول امام ابو یوسف کذا فی السراج الجنس میں ہے کہ اسّی کی یہاں ایک سو بیس ہیں اور اوس میں مشترک ہیں اسطرح کہ ایک شخص کی ہر بکری میں سے آدھی ہے اور دوسرا نصف باقی لوگوں میں ہے تو اس چالیس پر زکوٰۃ نہیں امام ابو حنیفہ کے نزدیک اور یہی قول امام محمدؒ کا ہے اور اگر دو ہی آدمی مشترک ہوتے تو دو تہائی زکوٰۃ واجب ہوتی اسلئے کہ اس حالت میں تقسیم ہو سکتی ہے اور پہلی صورت میں تقسیم نہیں ہو سکتی یعنی جو کہ ہر ایک بکری نصفا نصفا ہے تو تقسیم نہیں ہو سکتی بدون اتلاف کے اسلئے کہ اسّی کی دو آدمیوں میں دو طرح سے کذا فی الشامی واعلم أن الدیون عند الإمام ثلثة قوی ومتوسط وضعیف فالقوی کل نصاب تام تجب فیه الزکوٰة وحال الحول لکن کان فوراً بأن عند قبض أربعین درهما من الدین القوي قدر قبض وذلک مال التجارة فکلما قبض أربعین درهما یلزم درهم والدین کا دیون امام صاحب کے نزدیک تین قسم کے ہیں ایک قوی دوسرا متوسط تیسرا ضعیف پس زکوٰۃ دیون واجب ہوتی ہے جب نصاب پورا ہو اور برس گذر جاوے لیکن اگر الفور نہیں بلکہ جب چالیس درم دین قوی سے قبضہ کرے اور بیس قرض مال تجارت کا بدلے سو جب تک کہ چالیس درم وصول کرے ایک درم لازم آویگا یعنی پہلے چالیس پر ایک درم پھر جب چالیس اور وصول ہوویں تو دوسرا درم وعلی ہذا القیاس ہر چالیس پر ایک درم ہوگا کیونکہ امام کے نزدیک کسر معاف ہیں عن الشامی وعند قبض ما شاء من سنة لغیرها أی من دین مال التجارة شیئاً فشیئاً وهو المتوسط کتمن سائمة وعشرین عروضاً هما مشغولان بحوائجه الأصلیة کطعام وثیاب لأهله لا للتجارة فیزکي لکل ما مضی عند قبضه درهماً درهماً وهو الضعیف کأربعین من الغنم ضالة أو مغصوبة أو سقط الطریق فیزکي لکل ما مضی عند قبضه درهماً درهماً وهو الضعیف کأربعین من الغنم ضالة أو مغصوبة أو سقط الطریق فیزکي لکل ما مضی عند قبضه شاة واحدة کذا فی الشامی اور دوسری صورت میں ابتدا سال وقت سے ہے اور اصح یہی ہے اور بعض مشائخ نے اس پر فتویٰ دیا ہے اور یہی خطا واقع ہوئی ہے اور دین قوی میں کچھ اختلاف روایات نہیں زکوٰۃ اوسکی اصل مال کے برس سے واجب ہوگی اور وقت لازم ہے کہا چالیس وصول کرے کذا فی الشامی تصرف وضابطه ما لو قبض دیناً علی أصل اور دین متوسط

کی اصل ہے اگر وارث ہوا اس دین کا جو کسی شخص کے ذمہ ہے ہم یعنی ضمانت اور کسی نے اسے معاف کر دیا ہو اور یہ بھی ظاہر الروایۃ ہے بخلاف اس کے جو ہلاک ہو گیا دین قوی اور ضعیف میں اور اجو زکوٰۃ نہیں واجب کرتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ مورث اگر چہ جب سال کے مرگیا قبل تمیز دین کے تو اس کو وصیت اخراج زکوٰۃ کی قبضہ ہونے پر لازم نہیں ہے کیونکہ اداء اس کے ذمہ ابھی لازم ہی نہیں ہوا اور نہ وارث کے ذمہ لازم ہوگی کیونکہ اس کو ملکیت وراثت سے ہوئی تو اداء کا ابتداء سال وقت موت سے ہوگا کذا فی الشامی وعند قبض ثلثین منہ حولان الحول الا بعدۃ ای لعدم الوجوب من وقوع صفیہ وھو بلوغ المال حد النصاب وبدیانۃ وذلک کاداء وسلم اور زکوٰۃ لازم ہے وقت قبضہ دو مورد ہے دو نصیب اوپر گزرے نے سال تمام کے بعد قبض کے اور دین ضعیف دو ہے کہ مال کا جو ہیا ہو اور دین اور بدل خلع ہے الا ان کان عالما بقول الذین یقولون بالضعیف کما مر مگر جب کہ مرد اسکے پاس دو سال کے ملا ہو دین قوی کے ساتھ جیسا پہلے گذرا ہم یہ استثناء مجتبیٰ کی شرط سے ہے اور ذکرہ سواء کان الدین قویا او لا خانیہ اور اگر صاف کر دیا دین کے والی نے مدیون کو بعد برس گذرنے کے ذکر کو نہیں واجب ہے کہ دین قوی ہو یا نہ کذا فی الظہیریہ وتبیین فی المحیط بالتصریح ما المزید علیہ لا یلتفت الیہ بخلاف الزیادۃ فی الصفۃ وھو محیط دین معسر زکوٰۃ کو ادا کرے دائن کی مرضی دین مثلیہ کیا ہے مدیون مثلیہ کے ساتھ اس صورت میں ابراء مدیون ہلاک کے مرادا کیا ہے قرضہ ہے بمنزلہ قبضہ ہلاک کر دینے کے چونکہ وہ ہلاک ہو جاوے گا ذکر کو کذا فی البحر قال فی النھر وظاھر اطلاقہ کما فی التتمۃ انہ لا فرق بین الابراء الحقیقی والابراء الحکمی کما یسقط بالاول یسقط بالثانی کما یشیر الیہ قول المصنف کالمستہلک یعنی کہ ہلاک کرنے والے کے ساتھ ہے اور یہ یعنی تحمل محمل کا وجہ ہے اور یہ الم ظاہر ہے اسباب میں کہ قول مذکر یعنی سواء کان الدین قویا او کان دین کے اقسام ثلثہ کو شامل ہے عام نہیں ہے بلکہ مقید ہے مقابلہ کے ساتھ اور یہ صحیح نہیں ہے دین ضعیف میں کہ دین ضعیف من زکوٰۃ نہیں واجب ہوتی گو بعد قبض نصاب کے اور گذرے برس کے بعد قبض کے اس صورت میں اور سکا بری کرنا استہلاک کی مانند ہے اور سے پہلے پس نکو کا ناقص ہو گا اور بحر حال دین متوسط میں ہے کذا فی الشامی وتجب علیہ اداء الخراج وزکوٰۃ نصف ما قبض من دین مرد دین بعد مضی الحول من القبض کانت قبضتہ مع اقرر دین الصفۃ لطلاق قول الامام وتترک الکل لما تقرر ان النقود لا تتعین فی العقود والصفوف خ اور واجب ہے عورت پر زکوٰۃ نصف مہر بعد کی کہ ہٹا یا گیا بعد برس روپے کے اوس ہزار میں سے کو بعینہ موجود کیا ہو سر ہٹا یا اور بسبب طلاق قبل الدخول کے پس زکوٰۃ دو چیز کی کل ہزار کی اسلئے کہ ظہور امر اقالہ ہے کہ عقد یعنی مرتا یا ہے عقود میں یعنی بیع اور اجارہ اور نکاح وغیرہ میں نہ فسخ میں یعنی اقالہ اور صلح وغیرہ میں نہیں نہیں ہم اقالہ کے حق سے اشتراء سے اور شارح نے جو ہمیں فسخ زیادہ کیا اور اسکی ضرورت نہیں ہے کیونکہ مس الف ہم مصنف نے کہا ہے وہ اس طلاق اور اسکے لئے کافی ہے صورت مسئلہ کی یہ ہے کہ کسی عورت سے کا ح کیا ہزار درم کے مہر پر اور ہزار یعنی کل مہر اوسکو دیا اور ایک برس گذر گیا پھر ہم نے قبل الدخول طلاق دی عورت کو نصف مہر پہنچ جاتا ہزار تو عورت پر اس نصف مردود کی زکوٰۃ ہے مرد کے ذمہ نہیں کیونکہ عقود میں فسخ نہیں ہوتے اور جیسی کہ ہمارا ہو اسکی ملک میں ہو گیا تھا جب ہو جاتا ہزار تو بعینہ وہ اپنے ملک میں ہیں بلکہ اسکی طرف اور اسکو اختیار دیدے تو در سنت اسی جہت سے زکوٰۃ اسکے ذمہ لازم ہی اور دین کا معمور ہونا سال گذرنے کے اخیر کو نہیں کذا فی الشامی فلا عاصل الولوالجیہ وتسقط الزکوٰۃ عن مرھون بہ فی نصاب مجموع ہ مطلقا سواء تم بقضاء او خیر بہ لھلاک المحل او ورد لا استحقاق علی عین الموھوب رہن لا یزوج بعد ملا کہ اور ساقط ہوتی ہے زکوٰۃ مرہون کے ذمہ مرہون کے سے مجموع

ہاں اگر مرتہن نے مرہون کو ہلاک کر دیا ہو یا اسکو مستحق کر دیا ہو تو ساقط ہو جاتی ہے زکوٰۃ مرتہن کے ذمہ سے

ہیں کہ جو سال بعد برس سال نہ نصاب کو پورا کرتا ہو یا مدیر جو حال حاجی کے حکم سے رہتا ہو یا بیمار جس کے اس سے ملنے کے شے معین ہو مدیر پر واجب ہو
اور اسی پر جمہور ہیں اور کہا کہ جو شخص بیوقوف ہو یا نابالغ ہو لا یزکی کما فی حل الواھب اتفاقاً لعدم الملک وھو من الموصل مرہو ہیں کی قسم زکوٰۃ کے
سقوط میں اسی سے ساقط لگاتی کہ وہ مدیر ہے لا اتفاق نہ وجب نہیں ہے کیونکہ اور اسکی ملک منقطع ہو گئی تھی اور مدیر پر سقوط زکوٰۃ کے لئے ایک سبب
عموماً ذکر اتفاقاً کے لئے اور فقہ میں احتیاج کے موجب لازم ہے زکوٰۃ ساقط ہوتے ہیں اختلاف ہے شیخ الامام ذوزجب کے قائل ہیں اگر بغیر حکم قاضی جبراً وصول
کر لیں اپنے اختیار سے اور اسکو دیا تو جب جدید ہوا اور بعض لمسہ تملک کے ہیں امام کہتے ہیں کہ اسکو زر مدیر ہیں خیار نہیں ہے اگر مدیر خود نہ دیتا
تو وہ قاضی کے بیان نالش کرنے کے بیچنے لیتا اور جو اسکے مال سے فقیر ہو لے لیتا اور اسکو اختیار ہے کذا فی الشامی وھو ھلاک قبل التمام یسقط
اور ایک جملہ سقوط زکوٰۃ کا بیان ہے کہ مال ہیکر دے اپنے لازم کے کہ سال پورا ہونے سے ایک روز پہلے ہم اور اس قسم کا حیلہ فہم زکوٰۃ کے لئے
امام ہمیں کے مزدیک مکروہ ہے اور امام ابو یوسف کے نزدیک مکروہ نہیں اور محیط میں ہے کہ یہی صحیح ہے اور اول کو شیخ حمید الدین نے اختیار کیا
ہے اور اسی اختلاف وقسم شفعہ کے حیلہ میں اور کہا گیا ہے کہ فتویٰ شفعہ کے باب میں امام ابو یوسف کے قول پر ہے اور یہ زکوٰۃ میں امام محمد کے
قول پر اور یہ بہت تفصیل اچھی اور پسندیدہ ہے کذا فی شرح درر البحار اور کتاب الشفعہ میں مصنف اور شارح نے اسکو بیان کیا ہے **باب**
العاشر یہ باب ہو عشر دینے والے کے بیان میں قیل ھذا احسن تسمیۃ الشیٔ باسم بعض اسمہ لانہ یعلم بہ العشر مسلم
لما یاخذہ الناس من طلعاً ذکر مع سعد بن ابی وقاص جس کہا گیا ہے کہ یہ نام رکھنا ہے کسی چیز کا اسکے بعض حالات کے اعتبار سے
یعنی عاشر کا لفظ عشر لینے سے اور اگر کسی نصف العشر اور کسی ربع العشر لیتا ہے جو کہ بعض حالتوں وہ ہیں کہ جن عشر لیتا ہے فرا دوسری اعتبار سے اسکا
نام عاشر کیا گیا اور اس کا نام کلکتہ کی وجہ ضرورت نہیں کیونکہ عشر نام ہے اوس چیز کا جو عاشر مال والوں سے لیتا ہے خواہ عشر ہو خواہ نصف العشر ذکر
کرنے سے مصنف نے اپنی مملکت حنفی کی طرف اشارہ کیا ہے کہ احکم جس کو جاوے کیونکہ علماء میں علمیت ضرورت ماکر نہ
میں ہے اسا تھیں کہ مرتوں کا شمار استعمال ہوتا ہے اور کمی اور تعریف کا نہیں اور بیان کی ضرورت علم ہونے کی تعین ہوتی ہے مسئلہ
بطلان الحیل حرمۃ ترغیبۃ الیھود علی الاحتمال عاشر اور اسے سلطان یعنی بادشاہ کا فرامس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی عامل بنا حرام
ہے علیہ ھا اشتھی بالفاسقۃ من تشھیھا الزکوٰۃ اور عاشر ہاشمی ہو سو کیونکہ اسمیں زکوٰۃ کا شبہ ہے کہ ہاشمیوں کو جائز نہیں ہم قید ہاشمی
کی شرط عنایہ میں لگائی ہے اور کسی کتاب میں نظر نہیں آئی اور یہ مخالف ہے اوس کے جو نہایہ وغیرہ میں مذکور ہے کہ جب ہاشمی
صدقات پر متعین کیا جاوے تو اوسکو اجرت لینا حلال نہیں اور اگر عامل مقرر کیا جاوے اور زید نہ کسی دوسری جگہ سے ذیادہ دیتا ہو تو لیا
اجرت بقدر کافی کہ جو ضرورت ہو کذا فی الشامی قادر علی الخیانۃ من اللصوص والظلام لا یاخذ الجبایۃ ماخوذ قدر کفایتہ مامور
تجار کے بچاؤ کی جو زبردستوں اور زبردستوں سے اسلئے کہ لینا مال تجار سے بسبب حفاظت کے ہو یعنی امام جو حال لیتا ہو اموال کی حفاظت کے لئے لیتا ہے
نصیبہ کالامام علی الطریق المنصوب فی شرح السانی فانہ لا یکتفی فی القبائل لیاخذ صدقۃ المواشی فی اکمامھا مقرر کیا ہو
عاشر طرام کے راہ پر مسافروں کے لئے اس سے نکل گیا ساعی کو کہ ساعی وہ ہو کہ جو مواشی میں جاوے تاکہ مواشی کا صدقہ نہ ہو مواشی کے مکان
پر نہ پہنچ کر وصول کرے لیاخذ ان الصدقات تغلب یا للعباد کا علی غیرھا اور سکو امام نے مقرر کیا ہو تاکہ وصول کرے صدقہ اور جو تاجر
عاشر مسلمانوں سے صدقہ وصول کرتا ہو اور کفار سے جزیہ تو ضرور ہے بین صدقہ تجارت کا ذکر کرنا بایں وجہ ہے کہ بایں عبارت غیر عبادت بھی ہے
التجار یوزن قیمۃ المازین باسمی الھم الظاھرۃ والباطنۃ ملیۃ لفظ تجار جمع اجر کی جیسے تجار جمع تاجر کی یعنی عاشر وصول کرے قیمت مال تجارت
سے کہ اور سے گزرنے والے تجار کے اموال ہیں ظاہر ہو یا باطن ہو مال کی دو قسمیں ہیں ظاہر اور باطن ظاہر وہ ہے کہ جو عاشر کے پاس تاجر لیکر
آوے اور باطن سونا چاندی اور مال تجارت اپنے ہو ہم پر کذا فی البحر اور جان باطنہ سے مراد مویشی ہیں جو اوپر بقرۃ الاثمین وغیرہ کے

اور نہ مال عاشر کے سامنے ہو اگر وہ ایک قسم ظاہری کی ہے پس اور سکہ باطن کہنا جائز ہے باعتبار پہلے مال کے کسر اسکو کہ اموال باطنہ ہو کر ہیں میں اگر عاشر کو خبر نہ ہو تی کسر سے تو ان میں سے نہیں لے سکتا جیسا کہ میں تصریح ہے اور باطنہ اور ظاہرہ کی تقسیم میں اشارہ عشاء رفیہ کی طرف ہے کہ مراد اموال باطنہ سے یہ نہیں کہ یہ اموال ظاہرہ قسمی سوائم میں عاشر کے پاس آنیکی ضرورت نہیں بلکہ عاشر خود جاکر وصول کرے اور شاید اسکو ہر جو اکہ یہ بھی عاشر اور ساعی میں فرق نہ کرے بحالانکہ ان دونوں میں فرق ہے جیسا گذرچکا کذا فی الشامی وہادی وہو ذی کم المستشار مجہول الحال لا عاشر ظلماً اور وہ جو حدیث شریف میں عاشر کی مذمت میں وارد ہوا ہے لایدخل صاحب کس الجنۃ اور ابوداؤد وغیرہ میں وارد ہوا عاشر ظالم لینے والا ہے عاشر کے لینے پر حمل کرنا اور اقوال الفقہاء واضح ہے ان کے لینے کو ظلم پر حمل کرنا اور اقوال الفقہاء واضح ہے ان کے لینے کو ظلم پر حمل کرنا للصاحبین کان عاشراً بالحق ملکوہ معراجہ وھو الحق یعنی اگر عاشر کو برحق نہ سمجھا جائے تو پس شخص الکفار کو بھی برحق نہیں سمجھا جائیگا حالانکہ کفار کو برحق سمجھا جاتا ہے اور اگر کہا جائے کہ فقیر دن کو شہر میں شہر سے نکلنے کے بعد کہ اسکی رہ مقرب آرہی ہے وحلف صدق فی الکل بلا اسراد ہو تا ہے فلا یصح الاستثناء الخ یعنی ان سب صورتوں مذکورہ میں اگر بیان کر بات موکد کر دی ہو تا جاوے بدون پیش کرنے مشی دوسری جانب کے اسواسطے کہ خطوط متبسہ پر ہے میں وہم ردیت ہیں اور یہی ظاہر الروایۃ ہے کذا فی البدائع وقولہ اوفی علی خلاف اسبوذ الخ العاشر وحلفہ صدق الخ وظاہرہ کہ بعد ثبوت عاشر کے بحالت نام اوس عاشر کے اور قسم کھانی تو ما جاوے اور جیسی کہ العدد شہادۃ کذا فی البدائع وقولہ بعد ثبوت الخ وہو ظاہر ہو دے ہوئے مال دار کے جیسا کہ عدد تو کہ تو ہے اور اوس سے لا یؤخذ فی السوائم الا ما یوالی السائمۃ بعد اخراجہ من الکل یہ مستثنا ہو مستفاد سے بیوں قول ما جاوے لیکن یہ اوس میں اور دال السائمۃ میں بعد نکالنے کے شہر سے ما جاوے کما لا یخفی اخراج البعض لا یوالی الباقی ہو فکان لا بعد فیہا الا الامام فیکون ہو المراد بقولہ ولا یؤخذ الخ فعلی کو مال مذکور کا لعنی کی جہت سے اموال ظاہرہ کے ساتھ الحق ہو کے پس حق لینے مذکور کا انہیں امام کو ہو گا اور پہلا وجہ اظہر ہو اقرب الی قول اوس میں ما جاوے لقولہ لیس فی مال المسلم حق سوی الزکوٰۃ وقولہ ولا یؤخذ الخ اور یہ جو کہا ہے کہ اوس کو ثواب ملے گا تو فرمانا اوس کا ہو جب اوس کی بیان سے کہ یہ حکومت محمد کی نہ فرمایا ہو کہ تقسیم کرنا لوگوں کی شام کو لیکن مال نہ لے کو عاشر متہم ہو رہا ہو اور ساعی متہم جانے ہو وکل ما صدق فیہ المتہم صدق فیہ وہو کان لا یعطوا الثانی اور امور مذکورہ میں سے جو امراء اسیوں میں کہ امین مسلمان کا قول ما جاتا ہے کیونکہ اوس کا قول نہ ہو روایت مشہور ہو جو ہادی ہے اوس کی قول اوس میں ما جاتا ہے کیونکہ اوس کو متہم نہیں جانتے ہے اوس قولہ اذا قبض الخ اما الفقیر المعدم ولا یدفع الخ کا ہو یہ قول اوس کا ہو یہ قول اوس کا ہو یہ فقیر کو بیان کیا ہو کہ فقیر کو اوس کی ولایت میں ہے یہ معلوم ہو تا ہو کہ جو کچھ اوس سے لیا جاتا ہو وہ جزیہ ہے اور جزیہ میں جو اوس کا دعوی کرنا تو نہیں نہ۔ مبانا دعوی سے کہ اہل ذمہ کے فقیر اوس کے مصرف نہیں اور کافر کو مسلمانوں پر تصدق نہیں کیونکہ ولایت نہیں کہ اوس فی الشامی کما یصدق حربی کا قول فی مستامن اسکا مراد حربی کا قول کسی امر میں نہیں ما جاتا یعنی اوسکی طرف التفات نہیں اگر چہ اوس سے ثابت کرے ہو اور بقال الامان اعم تولہ الا ان یعلم الخ یہ ہو یعنی کہ اگر کسی پابندی کو امر ولہ موجب ہو تو یہ اقرار کرے تو یہ ما جاویگا بخلاف اوس اقرار کے کہ وہ موجب نہیں ہو سکتے کو دار الحرب میں مدبر کرنا صحیح نہیں کذا فی البحر قولہ لعدم الخ قولہ مسئلہ ہذا ذکر نہ ہے اور مگر اس صورت میں کہ کسی علامہ کو کہے کہ یہ میرا غلام ہے اور وہ غلام ایسا ہو کہ اوس جیسا اوس سے کا بیٹا ہو سکتا ہو یعنی

اور پہلے سے وہ ثابت النسب ہو اور نہ آزاد کی تزویج کی ہو کیونکہ فی الظہار سے لقولہ المالیۃ بسبب ہونے اپنے کے ہم جنس ہونے کے اور دو مسلمان کی ہے یعنی دو نو صورتوں میں امام ولد اور غلام مالی نہیں حالانکہ زکوٰۃ مال کی لیجاتی ہے کذا فی الظہار یہ فرق لہ یتعلق علیہ وعتق کما مر آنفا یعنی فلا یصدق فی حق غیرہ پس اگر وہ غلام کہا کہ اور میرا ہے یا بیٹا نہیں ہو سکتا تو اس قول سے وہ غلام اور کنیز آزاد اور عتق واجب نہیں ہوگا اسکے کہ حرمی نے اقرار عتق کا کیا پس اسکے غیر پر یعنی عاشر پر ابطال عشر کے باب میں حجت نہ ہوگا کذا فی الشامی ولکانہ اثبت العاشر الخ وفی کافی عاشر کو اخبار عن کا کیا پس اور

یا مسلم یوم اسلمتم فانتم احق بها الا ان یکونوا باعوا ذلک من مشرک فان شاؤا اخذوا بالثمن الذی باعوا به ولیس لهم ان یاخذوا من مسلم اموالهم صلحا شیئا کان او کان الحاکم ارتاه اجاره عشر مرات لانه لو باعه من مسلم کان له ان یاخذه بالثمن الذی باعه به فکذا اذا باعه من ذمی لان الاسلام یعلو ولا یعلی علیه ولان الشفعة لا تجب الا بالمال فلا تجب بالاسلام ولان الشفعة لا تجب الا بالبیع او ما فی معناه والاسلام لیس بواحد منهما

سے سب مستثنیٰ ہوتے ہیں ذکر کیا ہے اس کے سوا اسی لئے خاص ہیے کہ یہاں جو اجتماع للتجارۃ کے لئے ہو کردہ حاصل نہ ہے اور حق شریعت میں ضرورت نہیں کہ شائع مستثنیٰ ہے کالبطۃ فی المراتع من الکافی وکذا یؤخذ ایضاً من مال فی بیتہ مطلقاً اور نہ لیا جاوے اوس مال سے جو گذرنے والے کے گھر میں ہے مطلقاً یعنی خواہ مسلمان ہو یا ذمی ہو یا حربی کذا من مال ضباعۃ اور نہ لیا جاوے مال ضباعۃ سے ضباعۃ لغت میں ایک قطعہ مال کا ہے اور اصطلاح میں وہ مال جو مالک کسی کو تجارت کے لئے سپرد کرے واطلم کہ قفیز سب مالک کا ہے اور عالم کبیر میں کذا فی البحر اور اگر مصنف ضباعۃ کی جگہ امانۃ کہتا جیسا صدر الشریعۃ نے کہا تو کافی ہوتا اور جو الجلہ مذکور ہیں اوس کی ضرورت نہ ہوتی لان المامون مطلقاً یعنی کہ جو مال ضباعۃ کسی کی کا تو عشر لیا جائیگا ولا من مال مضاربۃ الا اذا کثر بحیث یبلغ النصاب بضمیمۃ ان بلغ نصاباً اور کچھ نہ لیا جاوے مال مضارب سے مگر اس صورت میں کہ مضارب کو نفع ہو پس مضارب کے حصہ کا عشر لیا جاوے اگر نصاب کی مقدار کو پہونچے ولا من کسب فاذون مدیون بدین یحیط بمالہ ورقبتہ اور نہ لیا جاوے عبد ماذون کی کمائی سے کہ مدیون ہو یعنی قرض کا کہ محیط ہو اوس کے مال اور اوسکی جان کو ہم بہ قیاس اسائی برائی کہ میں محل فلاں شے ہے امام صاحب اور صاحبین میں امام صاحب کے نزدیک تعلق غلام کی متعوض چیز کا مالک نہیں ہے اور صاحبین کے نزدیک اوسکی کمائی کا مالک ہے جیسے اوسکی جان کا بالاتفاق مالک ہے پس اگر عبد ماذون کی کمائی میں کوئی غلام ہو اور اوسکو مولیٰ آزاد کر دے تو امام صاحب کے نزدیک عشر جاری ہوگا اور صاحبین کے نزدیک جاری ہوگا سوا اس حالت کے کہ عبد ماذون کا عبد ماذون اگر عاشر پر گذرا اور اوس سے کچھ نہ لیا جاوے بگاڑ سے اوسکے ساتھ ہو لہٰذا ہو امام صاحب کے نزدیک تو اس جہت سے کہ مولیٰ کی ملک میں نہیں اور صاحبین کے نزدیک اس جہت سے کہ دین سے فارغ نہیں او عبد ماذون غیر مدیون لکن لیس معہ مولاہ یا عبد ماذون قرضدار ہو لیکن اوسکے ساتھ اوسکا آقا نہیں تب بھی نہ لیا جاوے جلبی نے کہا ایسا ہی ہے عبد مدیون کہ دین اوسکا محیط نہ ہو دے اور جس صورت میں کہ آقا اوسکے ساتھ ہو اور اوسپر دین نہیں ہے لیکن محیط نہیں اوسکے کسب کو جو زیادہ دین سے ہے اگر بقدر نصاب ہو تو اوسکا عشر لیا جاوے کذا فی المحیط اھل التجمل فی الشتاء لعدم ملکھم عشر نہ لیا جاوے بظاہر روایت صحیح کے مسائل ثلثہ مذکورہ میں واسطے مفقود ہونے ملک ان مینوں یعنی مضارب اور ضباعت والے اور غلام کے حکم سوا راجح ہیں سے کہ ایشاں میں مذکور ہے کہ لیشاں میں شرط ہے حاضر ہونا مالک اور مالک رو برو کا پس اگر مالک بلا مال آوے تو نہ لیا جاوے اور اگر مال بلا مالک آوے تب بھی نہ لیا جاوے ولان الاول یؤخذ الفقیر من الغنی اذا قال ھذا مال الیتیم او من عبید وما کاتب اور یہ اول یعنی وجہ نہ لینے مالک کے نہیں لیا جاتا ہے عشر وصی سے جب بیان کرے کہ یہ مال یتیم کا ہے اور نہ غلام سے جبکہ گذر چکا اور نہ مکاتب سے کیونکہ اوسکی ملک تام نہیں فتح حل عاشر اھل العدل ان اخذ منہ تاجر اھل الحرب ثانیاً بالقصیر یعنی وہ تاجر جو سوداگر اہل حق کے عاشر کے پاس سے دوبارہ عشر لیا جاوے کیونکہ خوارج کے عاشر کے پاس بنا بر یہ قصور ہے کیا ہے بخلاف مالو خلصوا اموالھم ثانیاً اوس صورت کے کہ خوارج یعنی باغی تسلط کر لیں بزور کسی شہر پر یعنی اس صورت میں اگر وہ صدقات وصول کر لیں گے تو دوبارہ دینے نہ آویں گے کیونکہ اس صورت میں قصور امام کا ہے نہ اہل اوروں کا کذا فی الظہیریۃ وفی مسئلۃ الحمد شاھد کما فی صاحب البحر التجارۃ کبطیخ وغیرہ اذا کان عند العاشر فقراء فباعھا لیقسم ثمنھا جو سوداگر تربوز صاحب تجارہ کے تو لیکر عاشر نے کذا اختلاف بوزبوزہ وغیرہ تو امام صاحب کے نزدیک عاشر اوسکا عشر نہ لیوے مگر اس صورت میں کہ عاشر کے پاس فقرا موجود ہوں تو مال والے سے عشر لے تاکہ اوسکو دیوے ہم رنجاب سے مراد جو چیزیں سال بھر میں شمار نہ لاویں میں کہ صورت مسئلہ کی یہ ہے کہ کسی شخص کے پاس مال تجارت تہا تجاہی سال کے نزدیک آیا اوسکے بدلے فقیر ملت میں سے کچھ خرید لیا پس امام صاحب کے نزدیک زکوٰۃ نہیں لیکن مالک کو کہہ لجائے کہ بنفسہ زکوٰۃ ادا کرے اور صاحبین کے نزدیک

مال میں سے اور اسی جنس کی زکوۃ لے لیجائے کیونکہ آخر حیات امام کی اور سکو شامل ہے کذا فی البرہان اور امام کے قول کی وجہ میں کہ مال سے ذکر کیا ہے کہ اگر ایگا تو سیر پسینہ والی ہوئی خراب ہو جاویگی اور عامل کے ساتھ فقراء وقت موجود نہیں ہوتے ہاں اگر عامل کے ساتھ فقراء ہوں یا اپنے علاقہ میں صرف کرنے کو لیجاتے ہے تو اسکو اجازت ہے کذا فی الشامی ھذا مقتضاہ یہ مذکور ہے بہر الفائق میں بطریق بحث کے ہم نہر کی عبارت میں کوئی بات نہیں کہ دلالت کرے بحث ہونے پر علاوہ بریں ذکر کیا ہے اسکو کمال نے جیسا گذشتہ کیا اور کمال کے کلام میں بھی کوئی لفظ دلالت بحث پر نہیں ہے مستفاد ہو کچھ کمال نے ذکر کیا ہے و شرح منظومہ میں صاحب زیادتی ذکر کیا ہے یہ ہے کہ اگر ایک قیمت دینے پر راضی ہو تو قیمت لے لیجائے اور خلاصہ میں باب العاشر میں یہ مذکور ہے کہ جب عشر اور ہیں یعنی سبزی ترکاری لیکر عاشر نے گذسے اور عاشر فقراء کے لئے اونہیں سے بعینہا عشر لینا چاہے و صورت انکار کرنے مالک کے اعطاء قیمت کے تو نہیں لے سکتا اور فقراء کے واسطے کوئی اسکے لئے کوئی کر اگر اپنے عیال کے لئے عشر ادا نہیں بعینہ لے لیوے تو جائز ہے اور مالک کے انکار کی قیمت اسوسے لگائی کہ اگر وہ قیمت دیوے پر راضی ہوتا و اسکے جواز میں کچھ کلام نہیں فاضم واللہ اعلم کذا فی الشامی **باب الرکاز** یہ اسکے وقیعہ کے احکام ہیں **الحقوق بالزکوۃ لکونہ من الوظائف المالیۃ** فقہاء نے زکاۃ کو زکوۃ کے ساتھ ملحق کیا کہ یہ بھی وظیفہ مالیہ سے ہے یہ جواب ہے اس سوال کا کہ اس باب کو کتاب المعادن میں ذکر کرنا چاہئے تھا کیونکہ اسکے مصارف مصارف غنیمت کے ہیں اور اس میں سے بدلیا جاتا ہے وہ زکوۃ نہیں ہے کذا فی النہر اور اسکو عشر پر مقدم کیا اسلئے کہ زکاۃ محض قربت ہے اور عشر شائبہ مئونت سے ہے بدلیا جاتا ہے وہ زکوۃ نہیں ہے کذا فی النہر اور اسکو عشر پر مقدم کیا اسلئے کہ زکاۃ محض قربت ہے اور عشر شائبہ مئونت سے ہے بدلیا جاتا ہے وہ زکوۃ نہیں ہے کذا فی النہر **الرکاز** یہ اسکا اشتقاق ہے **ھو لغۃ من الرکز** ای الاثبات یعنی **المرکوز** کا ذکر بالاصالت کے ہے تو یہ بھی ثابت کرنا اور یعنی مرکوز کے ہے ہم شامی نے کہا کہ یعنی المرکوز غیر بعید غیر ہے جو کی اور احتمال یہ ہے کہ حال ہو رکز سے یعنی رکاز رکز سے ماخوذ ہے اور رکاز کہ رکز سے مراد اسم مفعول ہو یعنی مرکوز اور یہ اولے ہے اسلئے کہ رکاز زیادہ مفید ہے قصد نہیں و شرعا **قال** ص کوز تحت ارض اور شرع میں کہ رکاز وہ مال ہے کہ مدفون ہے نہیں کہ نیچے ہم ظاہر عبارت دلالت کرتی ہے کہ یہ معنی لغوی نہیں ہیں اور نہ من تبعیض سے منقول ہے کہ وہ معدن ہے یا کنز یعنی کان یا دفینہ اسلئے کہ یہ دونوں مستقل ہیں تین میں اگر چہ اکثر مختلف ہے الخ اور بظاہر اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مستعمل رکاز کا معدن اور دفینہ دونوں میں حقیقی ہے اور مشترک بامعنی متراک معنوی اور دفینہ کے ساتھ خاص نہیں نہر الفائق میں کہا کہ اس تقدیر پر یہ کلی متوالی ہوگی اور یہی مصنف کے باب کے عنوان کے مناسب ہے کذا فی الطحطاوی **اَعَمُّ مِنْ کَوْنِہٖ مَالًا اَوْ لَا** الخالق والمخلوق **قال** امام ہے اسکو کہ زمین کے اندر رکھنے والا اور اسکا خالق ہو اور مخلوق **وَ قَالَ مَعْدِنٌ خَلَقَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ خِلْقَتِہٖ** کہ زمین میں پیدا کیا ہے اور رکھا ہے کنز سے یعنی مال **مَدْفُوْنٌ دَفَنَہُ الْکُفَّارُ لِاَنَّہُ الَّذِیْ یُخَمَّسُ** دلیل اسی عموم کے مصنف نے کہا کہ وہ عام ہے کان خلقی سے کہ اللہ تعالیٰ نے اور سکو زمین میں پیدا کیا ہے اور رکھا ہے کنز سے یعنی مال مدفون کہ زمین میں رکھا ہو کفار نے اسلئے کہ اسی کا خمس لیا جاتا ہے اگر مسلمان کا مال ہوگا تو اسکا حکم لقطہ کا ہے **وَ فِیْ حَدِیْثٍ مُسْلِمٍ اَوْ ذُمِّیٍّ وَلَوْ قَنًّا** کذا فی بعض النسخ **فَکَعَبْدِ الذِّمِّیِّ** نے یا ذمی نے اگر چہ مملوک صغیر عورت ہو یعنی حکم عاقل بالغ آزاد مرد یا مملوک کبیر مرد یا صغیر مرد یا عورت مسلمان ہو یا ذمی کذا فی النہر **مَعْدِنٌ نَقْدٍ وَ حَدِیْدٍ** یا کان سونے یا چاندی یا لوہے کی یا اسکے مثل کی **وَھُوَ کُلُّ جَامِدٍ** یا **بِالطَّارِقِ وَضْعَۃُ الرِّیْقِ** اور لوہے کی مثل ہر چیز منجمد ہے کہ نرم ہو جاوے آگ سے اور رہیں ہے یا رطم یہ قول امام ابو یوسف کا ہے اور امام صاحب کا آخر قول ہے اور قول اول یہ ہتا کہ پارہ میں کچھ نہیں لازم آتا اور یہی قول آخر ہے امام ابو یوسف کا کیونکہ پارہ بمنزلہ رال وغیرہ کے ہے اور ذی جس نہیں ہے امام محمد اور امام صاحب کی دلیل یہ ہے کہ پارہ چشمہ سے نکلتا ہے

اور تدابیر سے نکالا جاتا ہے اور ڈھلتا ہے کسی اور دوسری چیز کے ساتھ ملکر جیسا کہ چاندی کی مانند ہو یعنی جاندی جبتک کسی دوسری چیز کے ساتھ نہ ملا ہوا ہو نہیں ڈھلتی کذا فی الفتح اور معلوم ہو چکا ہے خلاف اس بارہ میں ہے جو معدن میں سے حاصل کریں لیکن جو موجود ہو کفار کے خزانوں وغیرہ میں ہے اور سیمین بالاتفاق خمس لازم ہے کذا فی الشامی قولہ رکاز ہو المال المدفون کنقط وفار وغیرہ المنظم کمعادن لاستخراج پس نکل گئیں کہنہ چیزیں یعنی جاہلیت کی قسم جیسے نقط اور رال اور گل گئی یطبع کی قید سے جو نرم نہیں ہوتے جیسے کان پتھروں کی یعنی کیمرہ وزمرد وغیرہ کی کم قرسطانی میں ہے کہ کان تین قسم کی ہے ایک وہ سخت چیزیں کہ پگل جاتی ہیں آگ سے جیسے سونا چاندی رانگ تانبا پیتل لوہا اور دوم وہ سخت چیزیں جو آگ سے نرم نہیں ہوتیں جیسے یاقوت وغیرہ وسوم وہ چیزیں کہ جامد نہیں جیسے بانی رال نقط وغیرہ کذا فی البسوط والنقط بفتحتین ایک روغن ہے کہ پانی پر اجاتا ہے اور قار اور قیر اور نفت وہ جس سے کنستیوں کو روغن کرتے ہیں کذا فی الشامی فی ارضی حربیۃ او خمس ما خرب اللہ او لا والمعادن کما مر ان کان بارضیہ یا دے زمین خراجی یا عشری میں شارع نے کہا کہ زمین کی قید سے نکل گیا پر اور نہیں خارج ہو اجنگل کیونکہ وہ لاوے داخل ہے قسم عشری اور خراجی سے یہ ہے جو کہا وظیفہ عشر ہو یا خراج ہو خواہ کسی کے قبضہ میں ہو یا نہ ہو تو جب عشر و خراج کے ہوتے خمس لیا جائیگا جنگل جسمیں نہ عشر ہے نہ خراج بطریق اولے داخل خمس رہیگا کذا فی الطحطاوی خمس خمسہ لمن یستحق الغنیمۃ ای اخذ خمسہ لمن یستحق وفی الرکاز الخمس وھو ما یوجد من المعدن کما مر مسلمان یا ذمی کی پائی ہوئی کان خواہ وظیفہ سے یا نہیں ان حصہ لیا جاوے بموجب اس حدیث کے فی الرکاز الخمس اور یہ شامل ہے معدن کو جیسے پہلے گذرا وبافیہ لما لا یجاب لمالک اور باقی رکاز یعنی جاتا خمس زمین کے مالک کے ہیں اگر وہ زمین کسی کی مملوک ہو کم حاشیہ الوالد السعود میں کہا کہ مملوکہ سے مراد یہ ہے کہ غیر کی ملک ہو یا بنوانے والی کی ملک ہو گی تو اسمیں خمس نہ ہوگا جیسا مصنف آگے بیان کرتا ہے ولاشئ فی ارضہ شامی نے کہا کہ اسکی کوئی روضہ معلوم نہیں ہوئی کہ جب یا بنوا لا مالک زمین ہو تب تو خمس واجب ہو اور خود مالک ہو تو واجب نہو کیونکہ ملت واجب اور زمین ایک ہے وہ یہ کہ معدن تمام اجزا سے مالک کی ملک ہے تو مصنف کے کلام میں تعارض یقیناً ہے یہاں پر قیدیہ لگا لکھا ہے اور آگے لاشئ فی ارضہ کو اطلاق پر حمل کیا ہے اس تعارض کو یوں دفع کیا کہ زمین مملوکہ کی معدن میں دو روایتیں ہیں روایت اصل یہ ہے کہ اسمیں خمس نہیں کل مالک کی ہے اور جامع صغیر کی روایت یہ ہے کہ اسمیں خمس ہے اور حاکم خمس مالک کے ہیں پس بیان کا قول مطابق روایت جامع صغیر کے ہے اور قول آیندہ موافق روایت اصل کے کذا فی الشامی ملتقطا لا بجبل رمعدنہ قلیلو اجد اور اگر زمین رکاز کی کسی کی مملوک نہو جیسے پہاڑ و جنگل پس جو چیز پائیگا لے لی ہے والمعدن لاشئ فیہ لانہ کالماء فی دارہ وخانوہ اور معدن میں کچھ نہیں لازم آتا اگر پاوے اور سونا لیوے گر میں اور اپنی دکان میں ہم معدن کے لفظ میں احتراز ہے رفیہ سے اسلئے کہ اوسکا خمس لیا جاتا ہے اگرچہ کسی کی مملوک زمین میں ہو اسلئے کہ گھر میں نہ رہنے کے واسطے کہ وہ اجزا زمین نہیں ہے جیسا باغ میں ہے اور گھر اور دکان کی معدن میں کچھ نہ لازم آتا امام صاحب کے نزدیک ہے برخلاف قول صاحبین کے کذا فی الشامی وافضہ فی روایۃ الاصل واختار کما فی الکنز اور کچھ نہیں لازم آتا اگر پاوے معدن اپنی اراضی میں اصل کی روایت کے موجب اور اسی کو اختیار کیا ہے کنز میں ہم غایۃ البیان میں کہا ہو کہ زمین مملوکہ میں امام صاحب سے دو روایتیں ہیں روایت اصل کے موافق ارض اور دار میں کچھ فرق نہیں یعنی دونوں میں کچھ لازم نہیں آتا کیونکہ زمین جب اوسکی طرف منتقل ہوئی تو بالکل مع اپنے تمام اجزا کے منتقل ہوئی اور معدن بھی اوسی زمین کی مٹی کی ہے تو خمس لازم نہ آیا جیسے خلیت جب اوسکو امام کسی کے واسطے فروخت کردے تو اور لوگوں کا حق اوس میں سے ساقط

ہو جاتا ہے اسلئے کہ وہ شخص اوسکا مالک بنایا جاوے جس کے ہواسے یہ کہا ہے حصاص نے اور جامع صغیر کی روایت کے موافق ان میں فرق ہے اوسکی وجہ یہ ہے کہ وہ دین کسی طرح کی مشقت اور کمپیرس نہیں تو شخص بھی لازم نہ آیا اور سب کا سب اپنا تحمل کیا ہو بخلاف ارض کے کہ وہ دین مؤنت حرام اور مشقت کی لازم آتی ہے پس اوسمیں شخص لازم ہے اور کسر کے اعتبار کرنیکو بیان کرنے سے ظاہر اشارہ کو ترجیح روایت اصل کی مقصود ہے لیکن ہدایہ میں امام سے دو روایتیں نقل کیں اور وجہ فرق کی جامع صغیر کی روایت کے وقت مقدم ہوتی ہے دوسرے یہ کہ یہی قول صاحبین کا ہے تو مختلف علیہ روایت کو اغذ کرنا اولے ہے حاصل یہ ٹھہرا کہ امام صاحبین نے کچھ فرق نہیں کیا انہیں وجوب کے باب میں کذا فی الشامی ولا شئ فی قوبت وثمر وقضب وفتن وحشیش وما فیہا وفجلت وجبل ہے فی معادن اور کچھ نہیں عشر رفیرہ اوقات اور زمرد اور فیروزہ اور اسکی مثل میں یعنی ہیر کی قسم جو زہر ہو سکتی ہو اور بہاڑوں میں پائی جاویں مراد یہ ہے کہ اپنے معادن میں خواہ بہاڑ ہو یا ہموار ہو اور محدثات دفائن الجاہلیۃ ای کدا خمس لکونہ غنیمۃ اور اگر اپنی جاویں اشیاء مذکورہ یا قوت وغیرہ اور خالیکہ مدفون جاہلیت کی ہوں یعنی کسی کا فر کا حکم آگے آوے گا خمس لیا جاویگا کیونکہ وہ بمنزلہ غنیمت کے ہے کہ کفار کے پاس تھی پھر ہمارے قبضہ میں آگئی کذا فی البحر والحاصل ان الکنز اگر کچھ

الکنز حتی یاخذ الخمس لانہ اول الغنیمۃ اور یہ وقت ایسا ہوگا کہ اسمیں علامت کفار کی موتو اوسمیں سے خمس لیا جاوے اور باقی اوس شخص کا ہے جو اول فتح اسلام میں اوسکا مالک ہوا اس کی تمایک سے ہم قائل ہیں انہوں نے کہا کہ یہ خمس لینا بالاتفاق ہے اسلئے کہ کنز اجزاء دار ہے نہیں ہے تو خمس مقدر کرنا اوسمیں موسکتا ہے بخلاف معدن کے اولو اوجدہ فی حیاتہ او لا فلبیت المال علی الاوجہ یا اصل مالک کے وارث کو ہے اگر وہ زندہ ہو اور نہیں تو بیت المال کا ہے اور یہ اوجہ ہم نہیں کہا ہے اگر وہ لقطہ مالک اول کے معلوم نہوں تو اقصیٰ مالک زمین کا اوسکے وارث کا ہے اور ابو الیسر نے کہا کہ بیت المال میں رکھا جاوے ہے فتح القدیر میں کہا ہے کہ یہ موجہ ہے تامل کے بعد الہام اسلئے کہ پیچھے مذکور ہے کہ کنز زمین میں امانت ہے پس جب مالک اول زمین کا مالک ہوا تو جو اوسمیں رکھا ہے اوسکا بھی مالک ہوا اور اگر زمین کو وہ بیچدے تو فرخت سے جو چیز زمین کے اندر ودیعت ہے اوسکی ملک سے نکل جاویگی جیسے چھلی کے پیٹ میں موتی وھذا ان ملکت ارضہ دارا فالو اجد اسی صورت میں ہے کہ زمین اوسکی مملوک ہو اور اگر مملوک نہو جیسے جنگل وغیرہ تو یا تو اسے کا ہے ہم یعنی خمس نکالکر کفایۃ الیھود اشارہ ہے یا قیہ للاالک کی طرف اور یہ مساجین کا قول ہے اور ہدایہ وغیرہ اسے اسکی ترجیح معلوم ہوتی ہے لیکن سراج میں مذکور ہے کہ امام ابو یوسفؒ نے کہا کہ باقی یا تو اسے کا ہے جیسا حال غیر مملوکہ زمین کا ہے اور اسی پر قدوری نے شارح نے کہا کہ اجمل یہی مناسب ہے کیونکہ بیت المال کا انتظام نہیں ہے ولو وجد میتا فیہا صغیرا اتی کافر من اھل الغنیمۃ اگر ہو یا بالغ ذمی مولغلام و صغیر تو عورت ہو پہلے کہ یہ سب اہل غنیمت ہیں یعنی امام غنیمت ہیں سے کچھ نظر عطا اون کو دیا کرے اسے شامی عن جتی خلا حربی مستامن فانہ یسترد منہ ما اخذ یعنی ذمی یا موالے کا ہے سو اگر حربی مستامن کے کہ لوٹایا جاوے اوس سے جو اوسنے لیا کیونکہ غنیمت ہیں اوسکا کچھ حق نہیں ہوا اذا دخل الی المنا و یاذن لہ الامام علی شرط فلہ المشی وطئ مگر جب کہ کام کرے جنگلوں میں امام کے اون سے کسی شرط پر ہو اور سکو مشروط ہیں سمجھے گا لیکا دیوے جعل لہ الربع فی طلب الرکاز فھو للواجد الخ اگر وہ شخص نہ مگر کہ امر کریں وفیہ کی طلب میں تو وہ اوسکا ہوگا جیسے یا امر ظاہر اسکا دلالت کرتا ہے کہ دوسرے کے کچھ نہ ہوگا اور یہ اوس صورت میں ہے کہ ایک نے کھودا پھر دوسرا آیا اوسنے باقی رہا مو کھودا اور نکالا لیکن اگر وہ دونو مشترک ہوں اوسکی طلب میں سو اسلئے الشرکۃ الفاسدہ میں آوے گا کہ شرکت صحیح نہیں گہاس کھودنے اور شکار کرنے اور پانی بھرنے اور باقی مباحات میں جیسا پہاڑوں میں سے سیو چننا اور طلب کرنا کان اور نکالنا انمٹوں کا مباح سمجھی سے اسلئے کہ یہ شرکت متضمن ہے وکالت کو اور وکیل کرنا مباح چیز کے لینے کے لئے جائز نہیں اور جو کچھ انہیں سے کسی نے حاصل کیا وہ اوسیکا ہوگا اور جو دونو نے حاصل کیا وہ نصفا نصف ہوگا اگر یہ نہ معلوم ہو کہ کتنا کسکا ہے اور جو کچھ ایک ہمراہی کی مدد سے لے تو وہ اوسیکا ہے اور ہمراہی کو اجر مثل ملیگا جسقدر جو امام محمدؒ کے نزدیک اور امام ابو یوسف کے نزدیک اسقدر کہ اوس شغل کی نصف مزد سے زیادہ نہو ہوں کذا فی السراجیہ فھو للمستاجر اور اگر وہ دونو مزدور ہوں تو مال اوسکا ہوگا جسنے اوکو اجرت پر کیا واذا دخل احدھما ای العلامۃ او اشتبہ الضرب فھو جاھلی علی ظاھر المذھب ذکرہ الزیلعی لانہ الغالب وقیل کاللقطۃ اور اگر خالی ہو علامت سے یا مشتبہ ہو سکہ تو وہ جاہلی ہے یعنی اسلام سے پہلے کا ظاہر مذہب پر ذکر کیا ہے اوسکو زیلعی نے کیونکہ غالب یہی ہے اسلئے کہ کفار حریص ہوتے ہیں جمع اموال پر کذا فی الطحطاوی اور ایک قول یہ ہے کہ مال مذکور لقطہ کی مانند ہے ہم بنا پر ہیں ایک قول یہ کہے کہ اوسکو مال اسلامی تصور کریں گے بہت زمانہ گذرنے کی جہت سے یعنی ظاہر یہ ہے کہ آثار جاہلیت سے کچھ باقی نہیں رہا اور ظاہر ہی کا

اعتبار ہے جبتک اسکے مخالف سلم نہو اور شق یہ ہے کہ اس ظاہر ہونے کو نہ تعین بلکہ مالیت کے دفینے اب تک شہروں میں نکلتے رہتے ہیں کذا فی فتح القدیر شامی نے کہا کہ اکثر فقہ و متعین علامت اہل حرب کی ہے اور اہل اسلام میں پنجم میں خارجیہ ہے کہ وہ تمہت شب سے ہیں لیکن میں نے شرح نقایہ میں جو ملا علی قاری کی ہے دیکھا اور میں کہتا ہے کہ کفایہ و درر میں اسی طرح ہے اور الحرب بل کلہ للواجد لو مستأمناً وما کانہ کالملتقط اور جو شخص لیا جاوے وہ رکاز کہلاتا ہے خواہ دار الحرب میں ایک جماعت شوکت والی داخل ہوا اور کچھ خزانہ یا معدن اور کچھ دستیاب ہوا تو شخص لیا جاوے وہ رکاز کہلاتا ہے خواہ دار الحرب میں ہو یا دار اسلام میں ہو یا دفینہ بلکہ کل یا نیز اسلے کہا ہے اگرچہ وہ دار الحرب میں امن لیکر گیا ہو اور اسلئے کہ وہ شخص جو کہ جنگل میں خواہ معدن پر یا دفینہ پر ملے اور اگر معدن یا دفینہ کسی مستامن نے حربیوں کی مملوکہ زمین میں سے پایا تو وہ اسکو اور اسکے مالک کو مثاہدہ سے ضرر سے بچنے کے لئے تسلیم کر دیگا فان لم یعرفہ فان لم یعرفہ واخرجہ منہا ملکہ صلحاً خبیثاً فاصبہ للتصدق فی الحال بلا خیار لہ یس اگر نہ پہچانا اسکو اور دار الحرب سے نکال لایا تو اور اسکا مالک موجود نہیں کہ اسکو اور اسکا تصدق کرنا واجب ہے فلو باعہا صح لقیام ملکہ لکن لا تطیب للمشتری ہے پس اگر کسی دوسرے شخص کے ہاتھ بیچ ڈالا تو درست ہے کیونکہ اسکی ملک ثابت ہے لیکن مشتری کو اچھا نہیں ہم بخلاف اوس صورت کے کہ کسی سے ایک چیز بنشراء فاسد خریدی پھر کسی کے ہاتھ بہبودی تو مشتری ثانی کے واسطے کچھ خرابی نہیں ہے کیونکہ فسخ بیع اول کا اس صورت میں متنع ہو گیا کذا فی الجلبی من البیوع وقد وجدہ ای الرکاز غیرہ ای غیر مستامن فیہا ای ارض مملوکۃ لہ ولو کافرا لہ فالرکاز لہ یا خمس لما مر بلا فرق بین متاع وغیرہ اور اگر معدن یا دفینہ پایا غیر مستامن نے حربیوں کی زمین ملکو کہ میں سے تو اوسکو حلال ہے پس نہ لیا جاوے اور سیوے میں سے خمس لیا جاوے اوسیوجہ سے کہ گذری یعنی وجوب اہل دفینہ کیلئے کے بیچ کرا فی الدرر بدون فرق کے درمیان متاع اور غیر متاع کے ہم متاع کے معنوں میں فقہا کا اختلاف ہے جیسے ہیر ہے کہ متاع وہ ہے جس سے نفع لیا جاوے خواہ بکرو حربیوں ہو یا گھر کا اسباب یا کپڑا یا برتن کذا فی الظہیریہ و فی النقایۃ من ان رکاز متاع ارض غیر مملوکۃ یخمس سہمی اور جو کچھ نقایہ میں ہے کہ رکاز زمین غیر ملوکہ کا خمس لیا جاوے تو مقصود ہے ہر کتاب سے صدۃ الشریعۃ کی اور یہی ہے وقایہ میں جو اوسکے واداج الشریعۃ کی کتاب ہے درر میں کہا ہے یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ شراح ہدایہ نے اور علماء نے تصریح کی ہے کہ خمس واجب ہوتا ہے اوس چیز میں کہ فقیت سے تعلق رکھتی ہو یعنی اہل حرب کے ہاتھ میں ہو پر مسلمانوں کے پاس آجانے سے قوت بازو سے اور وقایہ میں جو کہا ہے کہ رکاز متاع ہے اسکی صورت نہیں ہے کیونکہ متاع مثل حیوانات کے ہے اور زمین دار الحرب کی مسلمانوں کے ہاتھ جیسیں آتی محتاج کہنے کی صورت نہیں ہے کیونکہ متاع بغیر اضافت رکاز کی متاع کہنے سے بالکل ہے ان یحمل علی متاع ہم الموجود فی ارضہا اگر یہ

پر اور اپنی قرم یعنی اولاد پر اور اجنبی پر بشرطیکہ محتاج ہوں یعنی وہ خود اگر محتاج ہو اور بیٹا جس میں اوسکا کام نہیں کماتا تو خود سب کا کاسب رکھ لے اگر نصاب سے کم ہو اور اگر نصاب کو پہونچتی تو نمس کا خرچ کرنا اوسکو جائز نہیں کہ ذی المحرم الیہ اتم میں کہتا ہوں کہ اسمیں گفتگو ہے کیونکہ بعض اوقات نصاب سے زیادہ بھی کافی نہیں ہوتا مثلاً جب کہ بیوی لاولد ہو اور موسیٰ سے ہے کہ محتاج ہی پر اقتصار کیا جاتا ہے اور نہ کفایت کرنے کی میں کہتا ہوں کہ جسکو کاروبار کا مال ملے اوسکو گنجائش ہے کہ معرفت کفایت جس مسالکین پر ہو اگر امام کو اطلاع ہو تو اوسکے کہنے ہوئے کہ قبول کرے اور اگر اوسکو تمام مال کی ضرورت ہو تو گنجائش ہے کہ اپنے واسطے رہنے دے

باب العشر

اور یہ بھی گنجائش ہے کہ حاجتمندوں کو دے اگرچہ اوسکا باپ دادا اولاد ہو اور یہ مال بمنزلہ اوس عشر کے نہیں ہے کہ زمین پر لازم ہوتا ہے کذا افادہ (الشامی) **باب العشر** یہ باب ہے اور کبھی کہے احکام میں عشر کہتے ہیں مثل میں سے ایک ٹکڑے کو اور یہاں مراد وہ ہے جو عشر کی طرف منسوب ہوتا کہ شامل ہو نصف العشر اور نصف العشر کو کذا اتی الکھری اور مکوک کو کہتے ہیں راستے ذکر کیا کہ اسکا مصرف وہی ہے جو زکوٰۃ کا ہے **یجب العشر فی کل** وان قل وجب ہو روان اصحاب شافعی میں اگر چہ قلیل وہم شامی میں کہا کہ عسل میں کسر سے تنوین نہیں کیونکہ مضاف ہے ارض کیطرف اور لفظ وان کل کی ضرورت نہیں اسلئے کہ مصنف کا قول بلا شرط نصاب اس سے مغنی ہے **ارض غیر الخراج** ولو غیر مملوکۃ **کجبل** ومفاز عشر واجب ہے اوس مسلمان میں کہ غیر خراجی زمین کا ہو اگر چہ غیر عشری بھی ہو جیسے پہاڑ و جنگل بخلاف الذمی احترز بالمسلم عن الخراجی بخلاف مشہور زمین خراجی سے کہ یعنی اوسمیں عشر نہیں تاکہ مجموع ملاوین عشر اور خراج ہم ارض غیر الخراج کے لفظ میں شامل ہے کہ یہ شامل ہے زمین طرطوس کو کہ عشری ہو نہ خراجی جیسے پہاڑ اور جنگل لیکن خانیہ میں ہے کہ پہاڑ عشری ہے یعنی اگر استعمال میں آوے تو عشری ہو کذا (الشامی) **وکذا یجب العشر فی مستغل** وما مر **لانہ** مال مقصود اور ایسا ہی عشر واجب ہے پہاڑی یا جنگلی پھلوں میں اگر امام نے اوسکی حفاظت کی ہو اسلئے کہ وہ مال مقصود ہے ہم امام کو اوسکی حفاظت سے مقصود ہے کہ عشر واجب ہو کیونکہ افضل حفاظت ہی کی جیسے ہے تو یہ علت اشتراط کی ہے بایں ہمہ کہ وہ اس جنس سے ہے جس سے غلہ حاصل کرتا زمین کا مطلوب ہوتا ہے تو یہ علت وجوب کی ہوئی کذا فی الشامی **لا ان لم یحمہ لانہ کالمتصید** عشر واجب نہ ہوگا اگر امام نے اوسکی حفاظت نہیں کی جیسا کہ اوس میں عشر نہیں **ویجب فی مسقی سماء** ای مطر وثلج کنہر اور واجب ہے عشر اوس زمین میں جو مینہ سے پانی دی گئی ہو یا جاری پانی سے مثل نہر کے ہم سیح پانی کے جاری ہونے کو کہتے ہیں زمین پر یعنی نہر کا پانی یا ٹانوں کا کذا فی مغرب **بلا شرط نصاب** راجع للکل بدون شرط نصاب کے یعنی کچھ ضرور نہیں کہ پیداوار نصاب پر اگر کثیر ہو گا تب بھی عشر واجب ہوگا شارح نے کہا کہ نصاب کا نہ ہونا مناسب ہے مذکور ات کیطرح ہے یعنی جسمیں شہد و پھل و علہ **وبلا شرط بقاء وحولان حول لان فیہ معنی المؤنۃ** اور بدون شرط باقی رہنے تمام سال کے اور گذرنے برس کے اسواسطے کہ عشر میں معنی مؤنۃ الارض کے ہیں یعنی اجرت زمین کی تو یہ عشر عوض محض ہوا ہم اگر پیداوار سال بھر میں کئی بار ہو تو ہر بار عشر واجب ہوگا اور ایسا ہی خراج مقاسمہ یعنی بٹائی لیکن خراج موظف جو فی جریب ایک صاع یا مثل اوسکے سالانہ مقرر ہوا کرتا ہے تو وہ برس دو برس زمین ایک بار و بھی ہوا کرتا ہے مکرر نہیں ہوتا اگر چہ زمین کا بعد اور کئی بار کھیتی ہو کذا فی الشامی **ولذا کان للامام اخذہ جبرا وحجر عن الکراء** اور اسیلئے امام کو گنجائش ہے کہ ان چیزوں کا عشر زبردستی اور زبردستی سے لیا جا سکتا ہے **ویجب فی ارض صغیر وحجون** وسکاسب **وطاحون ووقف** اور واجب ہوتا ہے یہ عشر باوجود عشر ضمدار ہونے کے اور لڑکے کی زمین میں اور محجون کے اور سکاسب کی اور آسیا اور ان کی اور وقفی زمین

ہم زمین کی ملک وجوب عشر کے لئے شرط نہیں بلکہ بیداوار کی ملک شرط ہے اسلئے کہ عشر پیداوار میں ہے زمین میں نہیں تو پیداوار کا مالک ہونا اور بیداوار پر قبضہ برابر ہیں اور زمین وقفی میں عشر اس صورت میں ہے کہ اہل وقف نے اسکو دیا ہو کذا فی الشامی وشمولیہ زکوٰۃ عاجز اور عشر کو زکوٰۃ کہنا اسواسطے ہے کہ اسکا معنی ایسا ہی مفہوم ہوتا ہے عنایہ سے اور زمین اسی کی تقریب کی ہے لیکن عنقریب اسباب میں کچھ گفتگو ہو چکی ہے ۱۲ فی ملا یتقصل یہ استغلال الارض گداون پیڑوں میں عشر نہیں کہ یہ استغلال کے حاصل میں مقصود نہوں نحو حطب وقصب وغیرہ جیسے کڑبی اور ہم نے قصب لغت میں نابت ساقارگہ والی کہ کہتے ہیں اور بنارسی کے لفظ سے اخراز ہو گیا گئے اور قصب الذریرہ سے جدا کرنے کیلئے کہتے ہیں کیونکہ ان دونوں میں عشر ہے کذا فی البحر اور معراج میں ہے کہ گنے کے رس میں عشر نہیں ہے کذا فی النہر سلالیہ وحشیش وقت اور جیسے گھاس ہرا اور سوکھا ہم عشر نہیں مگر اتنی بات ہے کہ اگر اسکو کاٹ لیا اور نہ کی انتہا سے پہلے تو اور سمیں عشر واجب ہو گیا کہ وہی مقصود ہو گیا اور ایک روایت امام محمدؒ سے ہے کہ سوکھی گھاس میں عشر ہے کذا فی الشامی وستعف وصعتر وقطران وخطمی واشنان اور جیسے کھوپرے کے پتے اور جیسے کو ندر اور قطران جو ایک درخت کا عصارہ ہے اور حلبی اور اشنان وتبن قطن وبادنجان اور جیسے گھاس کا فرش اور بیگن کا درخت جم یعنی ان دونوں کے درختوں میں عشر نہیں بلکہ خود کپاس اور بیگنوں میں عشر ہے کذا قالہ الطحطاوی وبان وبقیہ وقتاء وذرۃ بکتابہ وشوندر اور جیسے تربوز کے بیج اور گاجر کے اور جیسے درختان مثل میتھی اور کلونجی کہ ان سب سے عشر لیا جائیگا کذا فی الشامی اور ان میں عشر لازم آتا ہے خود مقصود نہیں ہیں بلکہ خانہ میں ہے کہ دوا روں میں عشر نہیں ہے جیسے کیلہ اور سلیلہ اور کہتے ہیں کہ قال الشافعی حتی لو اشعل ارضہ بھا یجب العشر یہاں تک کہ اگر زمین کو انہیں چیزوں میں لگا دیا تو عشر واجب ہو گا ہم یعنی اگر کوئی شخص زمین کو سے اور گھاس وغیرہ کے واسطے رکھتا ہو محاصل کے لئے اور وہ سیاہ کاشتا ہوا اور بیچتا ہو تو اسمیں عشر ہو گا کذا فی غایۃ البیان والبدائع اور تبیلالی میں کہا کہ بیچنا شرط نہیں اسلئے خانیہ میں ان کو مطلق رکھا یعنی بیچنے کی قید نہیں لگائی کذا فی الشامی ویجب لضم ثمن ثمن ای دلو کبیر ودوابۃ ای دو اونٹ کی ڈولاب لکثرۃ المؤنۃ اور نصف عشر یعنی میزان مقصد واجب ہے اوس زمین کی پیداوار میں جو جڑ سے پانی دی گئی ہو اور شرط ہے لیب زیادتی محنت کے ہم یہ وجہ ہے نصف العشر لازم آئیگی وفی کتب الشافعیۃ وسقاہ بماء اشتراہ اور ایک روایت میں مذکور ہے اس صورت میں کہ پانی مول لیکر دیا ہو اور یہ ہمارے قواعد کے مخالف نہیں ہے یعنی اس صورت میں حنفیوں کے نزدیک بھی میزان حسب لیا جائیگا کذا فی الشامی ولو سقی سیحا والی اعتبار الغالب اور اگر پانی دیا اور سکو نہر سے اور کسی آلہ سے یعنی چرس وغیرہ سے اعتبار کیا جائیگا اکثر پر جس سے پانی دیا ہو گا تو میزان حسب لیا جائیگا اور اگر باران سے یا نہر سے دیا ہو گا تو میزان نصف کذا فی الزیلعی ولو استویا فنصفہ اور اگر دونو طرح پانی دیا برابر ہو تو نصف عشر ہے کیونکہ زیادتی میں شک واقع ہوا اور شک سے زمین نہیں ہوتا وقیل ثلثہ اثلثاہ اور ایک قول یہ ہے کہ تین بٹہ عشر کے اس صورت میں لازم ہے جس کو غایۃ البیان میں کہا کہ یہی قول ہے امام ثلثہ کا کہ نصف نصف دونو وظیفوں کا لیا جاوے یعنی جو نکہ آدھی زمین بغیر محنت کی اور سو میں حصہ کا آدھا لازم ہوا اور آدھی دولالی تو میں حصہ آدھا لازم ہوا اسلئے تین بٹہ عشر کے ہو گئے اور زیلعی نے روایت اول یعنی لزوم نصف عشر کو ترجیح دی ہے ہم قیاس کرکے جس صورت میں آدھی پر سے کہ گھاس وغیرہ اور پانی کلفت الزرع ولا اخراج لہ الذی یقصد بالبذر کالحاصد عشر اور نصف عشر لیا جاوے بدون مجرا کرنے اخراجات کسیکے اور بغیر محنت کرنے بیج کے اسلئے کہ اظہار نے تصریح کی ہے عشر کی کل پیداوار سے ہم یعنی عشر اول صورت میں اور نصف عشر دوسری صورت میں جو لازم ہوتا ہے کل میں سے لازم ہو گیا غیر عیا کہ نے مزدوری

کبیروں اور خرچ بیلوں کے اور بیلوں کی کھودائی اور اجرت محافظ وغیرہ کی کذا فی الدر وضعف قولہ فی ارض عشریۃ تعلبی مطلقا اور واجب ہے دونا عشر کا یعنی بیسواں حصہ اوس عشری زمین میں جو تغلبی کی موجب صورت میں ہم بنی تغلب قوم نصاری سے ہیں حضرت عمر نے صلح اسیاست پر ٹھہری تھی کہ مسلمانوں کا دونا دان سے لیا جاوے سے خطاب نے کہا کہ علما نے فرق نہیں بیان کیا زمین کے وداب سے پانی دینے یا نہ دینے پانی دینے میں اور مقتضا صلح کا جو اثر تھا موثر یہ ہے کہ مسلمانوں کی نسبت دونا وصول کیا جاوے ہر صورت میں وان کان طفلا او انثی او اسلم او اتاها من مسلم اگر چہ تغلبی لڑکا ہو یا عورت یا اسلام لے آیا زمین خریدی تو مسلمان سے ہم تغلبی اگر مسلمان ہو اتو اوسکے پاس جو زمین تصفیحی ہو جو دہ طریق کے نزدیک تصفیحی رہتی ہے اور امام ابو یوسف کے نزدیک عشری ہو جاتی ہے اور یہی حال ہے جب خریدا ہو اوس سے کسی مسلمان نے اور اگر خریدا تغلبی نے عشری زمین کو کسی مسلم سے تو تشہیر کے نزدیک تصفیحی ہو جاویگی اور امام محمد کے نزدیک عشری باقی رہیگی کما فی الحلبی او اتاها مسلم وهی کان التضعیف کالبیع بالخیار بدل او یا خریدا زمین کو تغلبی سے کسی مسلمان نے یا ذمی نے اس حیثیت سے کہ تصفیف خراج کی مانند ہے لیس بدل گی ہم نبی جب تصفیفی زمین تغلبی سے خریدو تو بالاتفاق تصفیفی رہتی ہے کما فی الحلبی اور شراکا ذکر بیکار ہے ورنہ سبب انتقالات میں یہی حکم ہے سہیل عن الجریدی اور عدم تبدل خراج بالاتفاق ہے اور تضعیف میں امام ابو یوسف کا اس صورت میں خلاف ہے کہ تغلبی مسلمان ہو جاوے یا اوس سے کسی مسلمان نے خریدی ہو کیونکہ وہ عشری ہو جاتی ہے جیسا پہلے بیان کر چکے کہ فی الحلبی واخذ الشفیع من ذمی غیر تغلبی اشتری ارضا عشریۃ من مسلم وقبضها منه للتنافی اور لیا جاویگا خراج اوس ذمی سے جو تغلبی نہو اور خریدا ہو زمین عشری کو مسلمان سے اور قبضہ کیا اوسکو کیونکہ عشر یہ اور کفر یہ میں منافاۃ ہے ہم ذمی سے خراج لینا اس صورت میں مذہب شیخین کا ہے اور امام محمد کے نزدیک عشری ہی رہیگی اور غیر تغلبی کی قید اسواسطے لگائی کہ عشری اگر مسلمان سے مصالحہ ہو جاتی ہے شیخین کے نزدیک اور قبضہ کی قید اسلئے لگائی کہ خراج واجب نہیں ہوتا مگر زراعت کی قدرت سے اور زراعت پر قدرت نہیں حاصل ہو سکتی بدون قبض کے اور کفر و منافی ہے عشر کے اسلئے کہ عشر میں معنی عبادت کے ہیں حاصل یہ ہے کہ زمین عشری ہوتی ہے باجراہی یا تصفیفی اور شرعی نہ ہا مسلم ہو گا ذمی یا تغلبی پس جب مسلمان خریدی عشری یا خراجی کو تو بہتر تو یہ ہوا کہ ہو جاتی ہے باجراہی خریدی تصفیفی کو طرفین کے نزدیک بہتر رہتی ہے اور امام ابو یوسف کہتے ہیں کہ عشری ہو جاتی ہے اور حق شفعہ خریدی ہوئی خراجی کو تو خراجی رہیگی اور تصفیفی کو خریدے تو تصفیفی رہیگی اور اگر عشری کو کسی مسلمان سے خریدے تو تصفیفی ہو جاتی ہے شیخین کے نزدیک بر خلاف قول امام محمد کے اور جب خریدے ذمی غیر تغلبی خراجی یا تصفیفی کو تو بہتر یہ رہیگی اور اگر عشری خریدے تو خراجی ہو جاویگی اگر ٹھہرے اوسکی ملک میں امام اعظم کے نزدیک کذا فی الشامی واخذ الشفیع من مسلم اخذها منه او من الذی یشفعة للتحول الصفقة الیه اور لیا جاویگا عشر مسلمان سے کہ لیا ہو زمین عشری کو ذمی سے شفعہ کی وجہ سے اسلئے تبدل عقد کے ذمی سے طرف مسلمان کے ہم یعنی گویا کہ مسلمان نے مسلمان سے لیا ہو زمین عشری کو ذمی سے اور ٹھہرا گیا کہ فی الجوہرہ اوذکر علیه الشفیع اذا زمین روکی گئی مسلمان پر تو وصول کیا جاوے گا عشر اور روپیہ عشر کا اگر ذمی نے خریدی ہو جبکہ خریدا اوسکو ذمی نے اسلمان سے بشرط فاسد پھر وہ زمین بہت شراب فاسد سے روکی گئی مسلمان پر تو وہ زمین عشری نہ ہو گی بہتر تو یہ ہے کہ رد کرے اور فسخ کی جہت سے بیع کا ان لم یمکن ہو گئی اسلئے کہ حق مسلمان کا یعنی رائع کا بسطرح کی بیع سے منقطع نہیں ہوتا کہ متوجہ ہو شفاق پر بیع کا اسکو کتاب ہوا بخیار بشرط یا رد کی گئی بخیار شرط کی جہت سے ہم یعنی جس صورت میں کہ بائع کو خیار رہتا جیسا قاضی خان نے جامع صغیر کی شرح میں فیہ دکھایا ہے اسلئے کہ خیار یا ہم کو سلم کرا ہو دوال ملک کو کذا فی الشامی اور وذکر انه مطلقا یا رد کی گئی ہو بخیار رویت ہو بحال یعنی رد قضا قاضی سے ہو اگر بیرد اسکے کذا فی الشامی اور جب بقضاء یا رد کی گئی بہت عیب کے

فاسق کہ حکم ہے ہم نہاں پانچوں سو رکنوں میں مسلمان کہ مشرط یا جانا کہ ولو فقیرا بقیت خراجیۃ لانہ اقالۃ لا شفعۃ اور اگر رہ گئی تو ہم حکم کافی فیہ تو ہم حکم خراجی ہو مسلم کو جیسا قالہ مولیٰ فخر الاسلام یعنی قالہ ہم جمیعا غیر شافعیہ کے حق میں کہ قولی الشافعی واحمد ہم ایں ہمہ جمیعا کہ ان کانت الارض عشریۃ مطلقا اور اجارہ خراج کہ ہے کہ نہ ابطال اور مسلم اگر وہ کہ ہے کہ ہم مشرب ہیں ہم یعنی مشرب کے ہاں ہے اور مسلم کا ہاں ہوا خراج کے پانی سے مسلم کو خراج کے لائق ہے مشرب کے کہ ہاں عشر کے کہ ہاں ہے ہاں ہے ہاں ہے

اداء خراجها اور زمین جلال خراجی زمین دالے کو کہ کیا وہ اس کی آمدنی خراج کے اندر سے ہے بعض نے کہا کہ یہ حکم خراج مقاسمہ کا ہے لیکن خراج وظیفہ تو یہ نہیں لازم خراج ہے اور سوا اس کے علاوہ نہیں اور بعضوں نے کہا ہے کہ خراج وظیفہ بھی ایسا ہی ہے لیکن کہ امام معین کرے خراج کے ادا کے لئے پس اگر یہ ادا کو مالک نہ کرتا تو امام خراج کیان سے لے کذا فی الذخیرہ قطعات دینے کے کہ یہ جاعتاشین ہو لقاطعین الطریق کہ یہ اور اس کو ادا نہیں قبول ادا کرے خراج کے اور ایسا ہی قبول ادا کرے عشر کے کہ جب کہ مالک عشر ادا کرتا ہو اور یہ قید بحسن ہے کذا فی الشامی وہ یاکل من طعام العشر حتی یؤدی العشر وان اکل ضمن عشر جمیع الطعام کذا فی المحیط اور جو شخص کہ کھاوے عشر سے پہلے ادا کرنا اس کو اگر کھاوے تو ضامن ہوگا عشر کا ضامن ہوگا کذا فی محیط السرخسی ہم عشر وہ شئی ہیں متعلق ہوتا ہے کہ اگر ستر کے موافق نہ ہوا کما لا یخفی اور دسر کہ یہ لازم نہیں فتویہ ابو اللیث نے کہ اسی قول کیم ابتہ من کذا فی القطائی وللامام ان یحبس الخارج الخ اور اگر مالک عشر نہ بھیجا ہو کہیدا ور کو روک دے اور بھیجنے وصول خراج کے وصن صنعۃ الخراج ہے سیان کہ ادا کرے مالک عشر یا نہ کرے عند ابی حنیفہ خلافا لہما اور جب شخص نے خراج چند سالہ ادا کیا ہو تو گذری ہوئی سالوں کا خراج نہ لیا جاویگا امام صاحب کے نزدیک کذا فی المجانیہ ہم اور یہ مسئلہ کتاب الحجر کے باب الحجر میں مع شئی زائد مذکور ہے خانیہ کا یہ قول مجمول ہے اوس حالت پر کہ مالک نزاعت سے جاتا رہا ہو جیسا اور سری عبارت سے خانیہ کی معلوم ہوتا ہے کذا فی الشامی مختصرا وفیہا من علیہ عشر زراعۃ اخذ من ترکتہ وفی روایۃ یاخذ الوصی ولا تزول عن ظاہر الروایۃ اور خانیہ میں ہے جو شخص خراج موجب ہو جاوے کہ تو اوس کو کہا جاوے اور ایک روایت یہ ہے کہ نہ لیا جاوے مگر موت کی حجت سے ساقط ہو جاوے اور اول ظاہر الروایت ہے ہم شامی نے کہا کہ ذخیرہ میں ہے کہ نہیں ساقط ہوتا عشر ترک کے کسی حجت کے ذمہ پر مگر ظاہر الروایۃ میں اور ابن المبارک نے ابو حنیفہ سے روایت کیا ہے کہ ساقط ہو جاتا ہے ہر دو روایتوں کے بعد ہیچ کے ساقط ہوتا خراج اوس کے مرنے سے جبکہ ذمہ خراج ہے جب کہ خراج موظف ظاہر الروایتین اور ابن المبارک نے کہا کہ ساقط ہو جاتا ہے جس معلوم ہو اگر بنا بر دو تو روایتوں کے فرق ہو درمیان عشر و خراج کے اور ساقط ہونا خراج موظف کی آیندہ آئندگی اس سے معلوم ہوا کہ خراج مقاسمہ ساقط نہیں ہوتا مانند عشر کے ظاہر الروایت میں اشتروح مسالہ شارح کے عمل ولو ترک وجب الخراج دون العشر وتاوی زمین کا قابض زراعت ہو اور ہوا تو خراج واجب ہے عشر ہم یعنی خراج موظف اور خراج مقاسمہ رجب نہیں تو واجب ہیگے گذشتہ اور مصنف ہی باب العفو الخراج میں ذکر کریگا کذا قالہ الشامی ویسقط ان بطل الخارج الخراج اور ساقط ہو جاتا ہے تین وجہ تو یعنی عشر اور خراج مقاسمہ پیدا وار کے ہلاک ہو جانے سے لیکن موظف اگر کھیتی کے سوکھ جانے سے ہلاک ہو جاوے تو ساقط ہو جاتا ہے اور جب کھیتی نہ زمین کذا قالہ الحلبی والخارج علی الغاصب ان زرعہا وکان حاصلا او بینۃ لربہا اور خراج غاصب کے ذمہ ہے اگر کھیتی ہو زمین مغصوبہ کی اور زمین غصب سے انکار کرتا ہو اور مالک کے پاس گواہ نہوں ہم خانیہ میں ہے کہ وہ زمین کہ اوس کے خراج مقرر ہو کشتی میں نے اوس کو غصب کر لیا اور غصب کا منکر ہے اور مالک کے پاس گواہ نہیں اور وہ کھیتی نہیں ہوا تو خراج کسی پر نہیں اور اگر غاصب نے بویا اور زراعت سے زمین ناقص نہیں ہوتی تو خراج غاصب پر ہے اور اگر غاصب غصب کے مقرر ہوا مالک کے پاس گواہ ہوئے اور زراعت کی وجہ سے زمین میں کچھ نقصان نہیں آیا تو خراج مالک کے ذمہ ہے اور اگر زمین کو زراعت سے نقصان پہونچا ہو تو امام صاحب کے نزدیک زمین کے مالک پر ہے نقصان کی مواجبت کیونکہ گویا اس شخص نے زمین کو اجارہ دیدیا ہے نقصان کے غاصب کے اتنہیہ اور بعض تفصیل ہوئی ہیں عشری کی غصب میں کذا قالہ الحلبی والخارج اذا وضع الوفاء علی السائم ان بقی فی یدہ اور یہم والا نامیں خراج بالغہ پر ہے اگر زمین اوسکے قبضہ میں ہے ہم وضع الوفا کا امام ہم الطاعت جس سے تین شرط ہوتی ہیں کہ بیچ نہ جاوے اور کھیتی باقی رہے جب دہ مثل عشری کے بیچ دے اور اس کا بیان آخر کتاب البیوع میں آویگا انشاء اللہ تعالیٰ ولو ابی الزرع ان یہلک او ترکہ فعلیہ عشر الشرب ولو بعد ما فعل الباقی اور اگر کھیتی کو سیچنا اس کا پھر نہ چاہے عشر عشری دیدے اگر کھیتی کے تو باقی ہم عشر ہم اور یہ شامل ہے اس صورت کو کہ کھیتی کو بیچدیا اور عشری نے مالک کی اجازت سے کھیتی کاٹ لی ہو اور باقی عشری پر ہو ہم متولی و ظیفہ میں کے نزدیک عشر عشری پر ہے اور ابو یوسف کے نزدیک ہر کھیتی ہوئی کھیتی کی قیمت کے برابر تقاسم ہو اور باقی عشری پر

بہرحال کہتی کی بیع کا یہ حکم کہ فاسد فی الفور اور ناگہیت نہ کہتی کی جیسا اور مشتری کے سپرد کر دیا اگر استعمال نہ کی ہو اور مشتری نے اس کو بیچ دیا ہو تو مشتری پر ہمیں نہیں قرار دیتے ہیں اور مدت کے اعتبار سے باب بین تفرقہ نہیں ہوا اور اگر بیع باشتراط خیار ہو اور مشتری نے دوسرے کے ہاتھ اس کو بیچ دیا ہو تو بیع باطل ہو جاتی ہے اور مشتری کو زراعت کا وقت جانا رہا تو خراج کسی پر لازم ہو گا یعنی کسی کے ہاتھ میں اتنی مدت نہ رہی کہ زراعت کر سکے اور دوسرے برس کے آنے سے پہلے کہ زراعت کا وقت جات

کو بھی وارث نہیں تو اوسکو اپنے نفس پر یا اوسکے اور پر صرف کرنا جائز ہو اگر صرف ہوں ہم امام حلوانی نے کہا جب کسیکے باپ پر ولیعت کہی ہو اور بیٹے نے ولیعت کو رد نہ کیا ہو تو وہ بیٹا مالک بلا وارث ہو گیا ہو تو وہ ولیعت کو رد نہ کیا ہو تو وہ مال اوسکے اپنی ذات پر خرچ کرنا بھی جائز ہی ہے لیکن کہ اگر اوسکو بیت المال میں دیدیگا تو ضائع ہو گی کہ بیت المال والے مصارف میں صرف نہیں کرتے پس اگر یہ شخص مصرف زکوٰۃ ہو تو اپنی ذات پر صرف کرے اور اگر مصارف صدقات سے نہیں تو اور کسیکی پر جو مصرف ہو صرف کرے کذا فی الشامی دفع الثالثۃ والظلم عن نفسہ اولیٰ لانہ اذا تحول حق شخص فاتی بہ دفع کرنا اوان اور ظلم کا اپنے نفس سے بہتر ہو گرا اوس ہو تیسرے کو اوسکا حصہ باقی جماعت پر پڑے گا ہم نائبہ وہ جو باد شاہ وغیرہ کیطرف سے ولایت ہو باقی جیسا قنیہ میں ہے منقول عن البزدوی اور اور دیوان وہ ہو جو خاص ہو سپہ اسلطان کیطرف سے ذکر کیا اور اوسی میں یہ بھی ہے کہ شمس الائمہ حرضی سے منقول ہے کہ اگر کسی جماعت پر کوئی ظالم ناحق ہو گیا ہو تو بعضکا اور انپر سے اوسکو دفع کرے جس صورت میں کہ اوسکا حصہ باقیوں پر نہ لگا جاوے ورنہ بہتر یہ ہے کہ اپنی ذات پر سے دفع نہ کرے کذا فی الشامی ودفع الظالم عنہا او نائبہ کی کفالت جائز ہے ہم نائبہ کی دو قسمیں ہیں ایک حق ایک ناحق قسم اول جیسے شرعاً یا عرفاً امام کی مشغولی کے لئے اور محلہ کی چوکیدار کی اجرت اور لشکر کو سامان دینے کے لئے امام جو بقدر کفایت ہے اور مسلمان قیدی جو کفار کے ہاتھ میں اسیر ہیں اوسکا چھڑانا اگر ان شاء اللہ کی ضرورت ہو اور بیت المال میں کچھ نہ ہو اور لوگوں پر اوسکو حصہ بہ حصہ بانٹ دیا جاوے تو اس قسم کے نائبہ کی کفالت بالاتفاق جائز ہے دوسری قسم ناحق ہے جیسے اس زمانہ کے حاکم پس یہی مطالبہ میں مانند اور دیون کے ہے اور صحت کفالت کے معنی نائبہ ناحق میں یہ ہیں کہ قبول نہ کرے جب اوسکو امر کفالت کی اور روپیہ دیدیا تو مطالبہ نہیں روپیہ کا اوس سے کر سکتا ہو یہ کہ ظالم کو حق مطالبہ کا قبیل سے نہ ہو یا مگر کذا فی الشامی ویؤخذ من قام بواجب بالعدل وان کان لا یخلو باطلا اور تو اب باہم سے وہ شخص جو نائبہ کی تقسیم کر دے انصاف کی رو سے اگر وہ لینا باطل اور ناحق ہو ہم یعنی ہر ایک پر بقدر اوسکی طاقت کے تقسیم کرے گا اگر اوسکی تقسیم ظالم کے حوالہ ہو گی تو بیشتر ضرر اوسکے ذمہ پر طاقت سے زیادہ لگا دیگا تو یہ ظلم ہو گا اگر کوئی شخص انصاف سے اوسکو تقسیم کرے تو ظلم میں کمی ہو جاویگی سہ اعظم اوسکو اجر ہو گا اور ایسا آدمی فی زمانہ قلیل ایک ہے کذا فی الشامی وھذا یعرف ولا یعرف کذا فی الظہیریہ اور یہ مسئلہ سمجھا جاوے اور نہ نکالا جاوے واعظم ورکنے اور فساد کے مضمحل ایسے کلام میں نکو نہیں اور اوسکی اصل فتنہ میں ہی طرح کہ کہا ابو جعفر ہندی نے جو لکھا ہے اور مشائخ سے اوپر اوسکی مصلحت کے لئے جو بڑھا ہے دین و احق مستحق مثل خراج کے اور جاری مشائخ نے کہا کہ جو کچھ امام مقرر کرے جو کچھ اوسکی مصلحت کے لئے دان سب کا بھی حکم ہے یہانتک کہ محافظوں کو سنان پر مہین کرنا اور چوری کی اندہ کے لئے جو کہ بیدار رکھنے اور بچانا تک لگا اور کچھ بندی کرنے اور یہ کتاب معلوم کر لینا چاہئے اور نکالنا نہ چاہئے فتنہ کے خوف سے یعنی اگر حکام حرارت زیادہ مٹانے پر نہ ہوں تو کتابوں کو ہم سمین اٹھا دیں قید اور جائیگا کہ یہ اوس صورت میں ہے کہ بیت المال میں بقدر روپیہ نہ ہو کہ اس کام کے لئے کافی ہو جب باب الجہاد میں آویگا انشاء اللہ تعالیٰ کذا فی الشامی وھی ترک الخراج للمالک ۱۲ العشر اور جائز ہو جھوڑ دینا خراج کا مالک کو یہ عشر کا ہم باب الجہاد میں مفصل اور مشروح ہیں مذکور ہو گا اگر باد شاہ یا نائب اوسکا خراج چھوڑ دے زمین والے کو یا بخشدے تو اگرچہ سارش ہی ہے مگر جائز ہے اور بیوت سے نزدیک اور اللہ کو جلال ہے اگر مصرف موجود نہ اور مسلو تصدیق کرے اسی پر فتوی ہے اور حاوی میں جو راجح کر کے بیان کیا ہو کہ اگر مصرف موجود بھی حلال ہو اور اگر عشر کو چھوڑ دے تو یہ اوسکا جائز ہو اور خود اوسکو فقیروں کو دینا ہو کذا فی السراج وسیجیء تمامہ معہ بیان بیوت المال ومصارفہا فی الجہاد ونکتبہا ان شاء اللہ تعالیٰ اور اسکا بیان بیت المال کے قسام اور مصارف کی کتاب الجہاد میں آویگا اور اسکو محمد بن بشنو نے نظم کیا ہے اور کہا ہے ؎ بیوت المال اربعۃ کلکل ۰ مصارفہا بتفصیلہا العلوک بیت المال جارقسم ہے ہر ایک کے لئے مصرف جدا گانہ ہے کہ انکو علماء نے بیان کیا ہے ہم شلبلی نے اپنے رسالہ

میں زکوٰۃ کہنے کی طرف نے کہا ہے کہ امام کو چاہئے کہ ہر قسم کا مال جدا کر لے اور تین ایک دوسرے کو نہ ملا دے اور جب امام کو کسی معرف کی فروخت جو اور اس معرف کے عزیز میں احمد رحمۃ اللہ جو اس کام کو لوگوں کے ذمہ سپرد کرتے ہیں کہ مال الناس کا قرض لیکر کاروبار کی کرے پھر جب اس معرف کا مال آجاوے تو جس جگہ سے وہ مال قرض لیا اسکو ادا کرے مگر جس صورت میں کہ مال کا صدقہ ہونا غنیمت کا حصہ آنا گر اور اسکو خراج والوں پر صرف کیا ہو اور سے فقیر ہوں تو کچھ نہیں چاہئے کیونکہ فقیر ہونے کی جہت سے وہ مستحق صدقہ ہے کہتے ہیں کہ قال الشافعی ﴿ وَاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اٰتٰىكُمْ ﴾ وَيَكُوْنُ بَعْدَ مَا الْمُتَصَدَّقُوْنَ ۚ جائز تین ہیں کہ بعد ملانے مال الخمس والمعادن والرکاز کہتے ہیں اور رکاز میں الف لام اور عاطفہ ضرورت شعری کی جہت سے حذف کیا گیا اور اسکو بیت مال المقسمین ہے یہ وہ سرا بیت المال ہے اور بہتر یہ ہے کہ بعد کہنا کیونکہ اول بطریق تغلیب ہے کیونکہ اس میں کہا جاوے گا اور اول کا مضاف الیہ مؤنث ہے اس جہت سے گویا اول ہے تانیث کا اکتساب مضاف الیہ سے کیا یا یہ کہ ضمیر غنائم وغیرہ کی طرف پھیر دیجئے حاصل یہ کہ وہ سرا بیت اموال المقسمین ہے یعنی زکوٰۃ سالم کی اور اراضی کا عشر اور جو ایا شرسلان تاجروں سے لینا ہے کذا فی الشامی تقاسمون البرائع ﴿ وَاٰتُوْهُمْ خَرْجَكُمْ ۚ هُمْ خَشْيَةً وَّخَاشِيَةً قَلِيْلًا الْعَامِلُوْنَ ﴾ اور یہ سر اخراج ہے مع عشر یعنی قلب وغیرہ ہے کہ اور جزیہ کہ متولی ہوتے ہیں اور اسکے کارپرداز حاکم کے ضم عاقلہ ہیں کہا کہ یہ سر اہیں کہ اخراج اور جزیہ جو فی کس مقرر کیا جاتا ہے اور جو بنی کہان سے کچھ لیں یہ مصالح واقع ہوتی ہیں اور جو صدقہ مضاعف کہ جنی قلب یضاعف قرار دیا ہے اور یہ جو اس نے تاجروں سے لیتے ہیں یا جو الی مناسب ہے اور شرنبلالی نے اپنے رسالہ میں زیلعی سے یہ زیادہ کیا ہے کہ یہ جو یوں کا اور جو اوں سے بغیر تمثل کے لیا جاوے یا کچھ بسبب مصالحہ اسکے ترک قتال کے لیا جاوے پہلے اس سے کہ لشکر کی اور ہیچ چوپائی میں سے شتر یہ مراد وہ ہے جو اہل ذمہ اور مسلمانوں سے لیا جاتا ہے اس قرینہ سے کہ خراج کے ساتھ ذکر کیا ہے اور وہ عشر جو مسلمانوں سے لیا جاتا ہے اور سکا ذکر زکوٰۃ کے ساتھ میں آچکا اور دوسری قسم میں آدمی جو بالغہ اہل ذمہ میں کہ کہ حضرت عمر نے اور کو عرب سے جلاوطن کر دیا تھا ہر عرب میں جزیہ کو کہنے لگے ﴿ وَاٰتُوْهُمْ الَّذِيْٓ اٰتٰىكُمْ ۚ مِّثْلَ مَا لَا يَكُوْنُ لَهُمْ اَيَاسٌ وَّارِثُوْنَ اور جو غنیمت الاموال منوا لیں یعنی لٹکوں کا ہے اتنا دن ہشیار رہے کہ نہیں ارثکا کوئی وارث ہم ضم الجیم سے مضالفہ کی ہے یعنی لعقلہ وقولہ مثل لا الخ یعنی اتنا دن اس ترکہ کے بلا کوئی وارث بالکل نہ ہوا یہ لیکن اس پر دو چیز سکتا جو میسور دو میں ہیں سے کوئی سا ہو اور ظاہر یہ ہے کہ لا یکون کی ہے جزم نہ جو عطف مطلوب کیسے ضم الجیم سے اور اسکو بالکل نہ ہونا یا مراد

جو فقیر ہو اور اور فقراء جنکا کوئی ولی نہ ہو اس قسم سے اور کفالتہ اور وذا اور کفن اور جنایت کا عوض خرچ کیا جاتا ہے جیسا کہ طبی اور تبیین میں ہے حاصل یہ ہے کہ اسکا مصرف ماجز فقراء ہیں پس اگر ظاہر مانع کو ثالث کی جگہ کہتا یعنی وزا لہا احوا ہ عاجزون فانہا فمعرفہ جہاۃ کہتا تو اکثر کتابوں کے موافق ہوتا اگذا قالہ البنائی **باب المصرف** ای مصرف الزکوٰۃ والعشر یہ باب مصرف زکوٰۃ اور عشر کے خرچ کے سوا قسموں کے بیان میں ہم سابق گذر چکا کہ عشر سے مراد منسوب الی العشر ہے یعنی عشر اور نصف عشر اور ہم العشر قسماتی ہیں ہے کہ جو مصرف عشر کا ہے وہی مصرف صدقۂ فطر اور نذر اور واجب صدقوں کا ہے واما خمس المعدن فمصرفہ کالغنائم اور معدن کے خمس کا مصرف مانند غنیمت کے ہے ہم یہ جملہ اقتصار زکوٰۃ و عشر کی وجہ کی طرف اشارہ ہے یعنی خمس معدن کا ذکر کرنا اس جگہ مناسب نہیں اگر یہ عنایہ اور معراج میں ذکر کیا ہے اور اسے یہ تنہا کہ شارح خمس الرکاز کہتا تاکہ کنز کو بھی شامل ہوتا کیونکہ مصرف میں کنز بھی مثل معدن کے ہے کذا فی الشامی ھو فقیر ھو من لہ ادنی شیئ ایک مصرف زکوٰۃ و عشر کا فقیر ہے اور فقیر وہ ہے جسکے پاس نہ ہو مال ہے ہم فقیر کو مقدم کیا آیت شریف کے اتباع سے اور اسکو کفر شرط ہے جمیع اقسام میں سوا عامل اور مکاتب اور مسافر کے اور سنئے سے مراد نصاب نامی ہے اور ادنی سے مراد اس سے کم اور ظاہر یہ ہے تنہا کہ کہتا لا یملک فضلا تاہم لیکن چونکہ تمیز فقیر اور مسکین میں مقصود ہے نہ غنی میں اور فقیر میں اور مسکین کے معنی سے یہ ہیں کہ اسکے پاس کچھ نہ ہو اور اسکے مقابلہ کی جہت سے فقیر کے یہ معنی ہوئے کہ اور اسکے پاس کچھ مال ہو کذا فی الشامی **مختص اعتبر بضرب** ای دون نصاب **او قدر نصاب** غیر نام **مستغرق فی الحاجۃ** یعنی کم مقدار نصاب نامی سے یا غیر نامی نصاب کی برابر سوا رہنے حاجت میں مشغول ہو ہم حاجت میں مشغول جیسے رہنے کا گھر اور خدمت کا غلام اور پہننے کے کپڑے اور اپنے پیشہ کے آلات اور قابل اسکو اور آنکی ضرورت ہو پورا ہونے تک بین یا بادک نے بین یا تصحیح میں جیسا زکوٰۃ کے شروع میں بیان اسکا گذرا پس اگر ایسی چیز جس سے مستغرق ہے حاجت میں قوا لک کو نہ ہو تو زکوٰۃ کا لینا نہیں تو جو امر ہو بلکہ اس شخص پر زکوٰۃ کے سوا اور حقوق لازم ہوں گے یعنی صدقۂ فطر اور نذر اور قربانی اور اپنے قریب محرم کا نفقہ کذا فی البحر **وبمسلمان من بنی ہاشم لہ علی المذہب** دوسرا مصرف زکوٰۃ و عشر کا مسکین ہے یعنی وہ شخص جسکے پاس کچھ نہ ہو بنا بر مذہب صحیح ہم یعنی مذہب یہ ہے کہ مسکین زیادہ تنگ حال ہے فقیر سے اور بعض نے اسکے برعکس کہا ہے لیکن پہلا اصح ہے کذا فی البحر اور یہی قول ہے اکثر سلف کا اور عطف سے مفہوم ہوا کہ فقیر اور مسکین دو صنفین ہیں مصارف کی اور یہی امام صاحب کا قول ہے اور امام ابو یوسف نے کہا کہ یہ دونوں ایک ہی صنف ہیں کذا فی الشامی عن النہر لقولہ تعالیٰ اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ لیل حق جناۃ قبل کے یا مسکین خاک میں ملا ہم یعنی اپنی جلد مٹی میں کر دیا کھود کر جہاں ہو کہا یعنی وہ کہ قائم مقام آثار کے ہوا زار نہ ہونیکی جہت سو اپنے پیٹ کو زمین سے لگا رکھا ہے ہر کہ کی شدت سے اور آیت شریفہ سے استدلال بایں طور پر موقوف ہے کہ ذامترۃ صفت کا شفہ ہے احتراز کی نہیں ہے اور اکثر کے مخالف ہیں فتح القدیر میں مذکور ہے و **ایۃ السفینۃ للاخرج** اور آیت سفینہ میں مساکین کا اطلاق واسطے ترحم کے ہے ہم جو لوگ فقیر کو زیادہ تنگ حال کہتے ہیں وہ آیہ **اَمَّا السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ لِمَسٰكِيْنَ** یَعْمَلُوْنَ فِی الْبَحْرِ سے استدلال کرتے ہیں کہ ان کے کشتی تھی پھر انکو مساکین فرمایا سکا جواب دیا کہ انکو مساکین ترحماً کہا ہے اور دوسرا جواب یہی دیا گیا ہے کہ وہ کشتی انکی ملک نہ تھی بلکہ وہ مزدور تھے **بالعبارتین** کذا فی الفتح اس صورت میں لام درواسطے اختصاص کے ہوا واسطے ملک کے کذا فی الشامی **وعامل** ہم **بعمالہ** السابق **والعاشر** تیسری صنف مصرف کی عامل ہو اور یہ عام ہے ساعی اور عاشر کو ساعی وہ کہ قبائل میں سوا انکا صدقہ لینے کو جاوے اور عاشر وہ جو امام نے عشر وغیرہ لینے کو سرحد پر معین کیا ہو **فیعطی لو غنیا لانہ ما** لانہ فرع نفسہ فان العمل فیہم الی الکفایۃ والغرض لا یعلم من ذا فلہا عند الحاجۃ کابن السبیل لجس عن البدائع سو عامل کو زکوٰۃ سے مال دیں سے دیا جاوے اگرچہ غنی ہو لیکن ہاشمی نہ ہو اسلئے کہ اوسنے اپنی ذات کو اسکی دین لگا دیا پس اسکو

غنی ہے جو زکوٰۃ کا مستحق ہو اور غنی کو ضرورت کے وقت اسکی ممانعت نہیں ہے جیسے مسافر کہ فی الجملہ غنی ہے الا ابن السبیل ہم یعنی عامل اپنے عمل کی اجرت لینے کے لیئے اگر زکوٰۃ ادا کرنے والے امام کو خود اداکریں تو عامل کو کچھ نہیں ملیگا اور اگر مالک خود جاکر بے جا مال خانی کو حق کیا ہو تب بھی عامل کو کچھ نہ ملیگا لیکن حسین رضی اللہ عنہ ہونے کا جب بدلیل ساقط ہونے زکوٰۃ کے مال والوں کے ذمہ ہے جو اس بحث سے عامل ہاشمی کو لینا خلاف نہیں کہ جس طرح صلے اللہ علیہ وسلم کی قرابت کو سبب کے شبہہ سے بھی بچانا چاہئے اور غنی کو حلال ہے کہ زکوٰۃ ہاشمی کے بجائے دوسرے حسین پہونچا تو اور سکے حق میں شبہہ پیدا نہ ہوا ہاشمی عامل اور دیہ میں عامل ہاشمی کو دینے سے ممانعت نہ کہ حدیث میں موجود ہے اور زیادہ بین ہے کہ اگر عامل ہاشمی صدقات کے لینے کے واسطے مقرر کیا جاوے اور اسکو حسین سے روپیہ دیدیں تو اسکو لینا نہیں چاہیئے اور اگر وہ یہ کام کرے اور روپیہ دوسری جگہ سے دیا جاوے تو کچھ مضائقہ نہیں یہ بین کہا ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ اسکو اسکے کام کا مقدر کرنا درست ہے اور اسکو اوپر صدقات سے لینا کروہ ہے حرام اس مراد کی نہیں تحریم ہے کیونکہ عامل کو لا تحل کہنے سے تعبیر کرنے میں کہ قال الشامی وفی الخلیل یفتی بانہ یجب للواقف ان یطالب العامل بحجۃ لہ اخذ الزکوٰۃ ولو جبریا اذ الزکوٰۃ فیہ لا وفاء بالعلم واستفادۃ ولیحترز عن الکتب والحاشیۃ اھ الا ان یدۃ کان اذا کرہ المصنف اس لیئے کہ بیان سے قوی ہوتی ہے تو روایت جو ضرر ہے واقعات کی طرف کہ علم شرع کے طالب کو زکوٰۃ لینا جائز ہے اگرچہ بوجہ اپنے آپ کو کمانے سے پڑھنے پڑانے میں کیونکہ مشغولی کی جہت سے وہ کسب سے عاجز ہے اور حاجت ضروریات کیطرف ہوتی ہے ہی ذکر کیا ہی مصنف نے ہم یعنی انسان کو جب سی چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے اگر زکوٰۃ لینا اسکو جائز ہو اور کسب کی فرصت نہیں تو جو اور سے پاس سے وفا نہ ہو جائیگا بدہ و معاش ہو جاویگا اور تعلیم اور تعلم سے باز رہیگا پھر ضرورت ہو جاویگا اور یہ خاص مسئلہ مذاہب کے جو علمائے غنی کو زکوٰۃ لینا مطلقاً حرام کہا ہے اور اس مسئلہ پر کسی نے اعتماد نہیں کیا ہے کہ قال الطحطاوی شامی نے کہا کہ قول طحطاوی کا ٹھیک ہے اور بہتر ہے کہ طالب علم کو فقیر کی نیت سے شناختہ بقید کریں اور طالب علم فقیر کو مال زکوٰۃ وغیرہ کے سوال کے لئے اجازت دے فرصت دیجاوے اگرچہ وہ شخص کسب پر قادر ہو نفس مشغلا بالعلم وان قدر علی الکسب لقولہ صلے اللہ علیہ وسلم لا تحل الصدقۃ لغنی ولا لذی مرۃ سوی عامل کو اجرت دیجاوے اگر کل عمل کے موافق اسقدر کہ اوسکو اور اوسکے عیال کو کفایت کرے اوسطر تبہ رہم اسلئے کہ خواہش نفسانی کا اتباع کمانے پیشے میں حرام ہے کیونکہ اسراف ہے اور امام کے ذمہ ہے کہ ایسے آدمی کو پیشے کو جو اوسطر پر راضی ہو دے لکن لا یزاد علی النصف اسقطہ لکن زیادہ تر مقررہ کے آدھے سے زیادہ نہ دیا جاوے ہم یعنی اگر قدر کفایت تمام مال زکوٰۃ کو مستغرق ہو تو نصف سے زیادہ نہ دیں اسلئے کہ ضعیف میں انصاف ہے کذا فی البحر وکاتب فی غیر ہاشمی جو تہائی مصرف زکوٰۃ کا مکاتب ہے کہ ہاشمی کا مکاتب نہ ہم کہ کہ جب ہاشمی کے آزاد کے ہوئے غلام کو زکوٰۃ کا مال دینا درست نہیں تو مکاتب میں تو کچھ بعید بات ہی ہے اسکو بطریق اولے دینا جائز نہیں اور مکاتب کو زکوٰۃ کا مال لینا جائز ہے اگرچہ غنی کا مکاتب ہو اسلئے کہ اس بقدر مال جمع ہو گیا ہو کہ اوسکی بدل کتابت کے سوا حوائج اصلیہ و فضلیہ کو پورا کرے کذا فی الشامی ولو لا ہ ولو غنیا اور اگر مکاتب عاجز ہو جاوے تو مال زکوٰۃ کا جو مکاتب کے پاس ہے اوسکے مولے کا حلال ہے اگرچہ مولے ہاشمی ہوں اسلئے کہ مولی کی ملک میں جب آیا کہ پہلے مکاتب کی ملک میں آچکا اسواسطے کہ مکاتب کو تصرف کرنا اوانہ حاصل ہے اور مالک کے تبدل سے احکام بدل جاتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ ہمارے مذہب میں ہے کذا فی الشامی وفقیر استغنی وابن السبیل وصل لمالہ جو ہر حلال ہے فقیر کو کہ غنی ہو جاوے یا سفر کو جائے مال تک پہونچ جاوے ہم یعنی اگر فقیر کے پاس مال زکوٰۃ کا باقی ہو اور برابر اوسکو غنا حاصل ہو تو جو مال اوسکے پاس ہو ہر وہ اوسکو حلال ہے کیونکہ اعتبار فقر وغنا کا ادا کے وقت ہے اور وقت ادا کے وہ فقیر تھا اور ایسا ہی مسافر کہ فی الشامی وکذا

لہ یعنی اگر مسکین کو زکوٰۃ دیدی ہو اور مسکین نے اسکو خرچ کر ڈالا ہو تو اسکو واپس لینا جائز نہیں ہے

مسکین کو اختیار ہے کہ زکوٰۃ کا روپیہ خرچ کر ڈالے یا باقی رکھے

مسکین کو اختیار ہے کہ زکوٰۃ کا روپیہ خرچ کر ڈالے یا باقی رکھے

عن المؤلفۃ قلوبھم لستوطھم اتا بزوال العلۃ اور سکوت کیا مصنفؒ نے مؤلفۃ القلوب کے حال سے کیونکہ وہ ساقط ہوگئے حضرت ابوبکرؓ کی خلافت میں باجماع صحابہؓ تو اس جہت سے کہ وجہ اونکی دینے کی نہی ہم مؤلفۃ القلوب وہ لوگ تھے کہ انکی خاطر داری سوال صدقہ اونکو ملتا تھا اور وہ تین قسم تھے ایک قسم کفار تھے حضرت اونکو اسوجہ سے عطا فرماتے تھے تاکہ ایمان لے آویں اور ایک قسم اسیوں کی تھے کہ وقوم ایذا کے لئے اونکو دیتے تھے اور ایک قسم اسلام لائے تھے لیکن ضعیف الایمان تھے حضرت اونکو اسلئے دیتے تھے کہ ایمان پر ثابت رہیں غرضکہ ان لوگوں کو دنیا سے اسلام کی حرمت وغلبہ کے لئے تاوقتیکہ ایمان رفتہ رفتہ زور پر ہو گیا اونکو دینے کی حاجت بھی نہی کما فی الشامی او قیل بقولہ صلے اللہ علیہ وسلم بالخاتمۃ فی اخر الامر حذرھا من اعتیاد ھا وھو ردھا فی فقرا ھم اس جہت سے کہ مؤلفۃ القلوب کو دینا منسوخ ہو گیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمانے سے معاذ بن جبلؓ کو آخر امر میں کہ لے صدقہ اون کے اغنیا سے اور رد سے اون کے فقیروں کو ھم الخ الناظر اس حدیث شریف کے دیکھنے سے صحاح ستہ سے منقول ہیں یہ ہیں فانہ اعلمھم آنکہ اللہ افترض علیہم صدقۃ تؤخذ من اغنیائہم فترد علی فقرائہم الخ اور جس لفظوں سے کہ شارح نے بہ نسبت ہدایہ نقل کیا ہے یہ موجود نہیں اور حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ میں نے کسی سند میں نہیں دیکھا الحاصل چونکہ یہ حدیث فقرائہم کی اسلمین کی طرف پھرتی ہے تو مؤلفۃ القلوب میں سے کفار کو یا اغنیا کو نہ دینا چاہئے اور یہ حدیث اجماع کی سند ہے پس نسخ حضرت عمرؓ کی حدیث سے نہ کہ دوسرے اجماع سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے شعاعاً تو ساقط ہونا ثابت صحابہ کی نسبت قطعی ہو اگر کتاب اللہ کے ناسخ ہو سکے اور بجز میں اجماع کی سند اوس آیت کو لکھا ہے جسکو حضرت عمرؓ نے وقت انعقاد اجماع کے پیش کیا تھا (قال اللہ تعالیٰ ان یشاء یذھبکم ویات بخلق جدید وما ذلک علی اللہ بعزیز) اور اجماع کو ناسخ نہیں ٹھہرایا اسواسطے کہ بموجب صحیح مذہب کے نسخ نہیں ہوتا مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات میں اور اجماع نہیں ہوتا مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد جب مصنفؒ اوسکو منجملہ ان مصارف کے ذکر کیا ہے جنکو قال الشامی ومدیون لا یملک نصابا فاضلا عن دینہ او یملک نصابا من الاموال الباطنۃ کعروض التجارۃ او من السائمۃ او من الاثمان لغیر من علیہ الدین من مصرف زکوۃ کا مدیون ہے کہ اوسکے پاس دین کی مقدار سے زیادہ استقدر مال نہو کہ نصاب کو پورا پہنچے ھم شامی نے کہا ہے آیت شریف میں جو غارم کا ذکر ہے اوس سے مراد مدیون ہے وفی الظہیریۃ قال اللہ تعالیٰ فی الدیون اولی منہ للفقیر اور ظہیریہ میں ہے کہ دیون کو دنیا فقیر کی نسبت زیادہ مناسب ہے کیونکہ اوسکو اضطرار زیادہ ہے وفی سبیل اللہ وھو منقطع الغزاۃ حیثما یطلق مصرف زکوۃ کا غازی راہ میں صرف کرنا یعنی جو غازی لشکر اسلام سے نہیں مل سکتے فقر کی جہت سے یا فقہ جانتے رہنے سے یا سواری وغیرہ کے نہونے سے تو اونکو صدقہ لینا حلال ہے اگرچہ وہ کسب کر سکتے ہوں اسلئے کہ اگر کسب میں مشغول ہوں گے تو جہاد سے رہ جائیں گے کذا فی قہستانی وقیل الحاج اور ایک قول یہ ہے کہ فی سبیل اللہ سے مراد منقطع الحاج ہے یعنی جو لوگ کسی وجہ سے قافلہ میں نہیں مل سکتے اور حاج اگرچہ مفترض ہے لیکن بمعنی حاج ہے اور یہ قول امام محمدؒ کا ہے اور پہلا قول امام ابو یوسفؒ کا اور مصنفؒ نے اسکو اختیار کیا ہے کیونکہ اتباع سے غایۃ البیان میں ہے کہ یہی اظہر ہے اور اسبیجابی نے کہا کہ یہی صحیح ہے وقیل طلبۃ العلوم اور کہا گیا ہے کہ مراد فی سبیل اللہ سے طالب علم ہیں کذا فی الظہیریۃ والمرغینانی وقشر فی الیکل الفقہ بجمیع انواعہ اور مدارک میں فی سبیل اللہ کی تفسیر کی ہے کل قربات اور خیرات سو داخل ہے اسمیں ہر شخص کہ خدا تعالیٰ کی طاعت میں اور سبیل خیر میں سعی کرے بشرطیکہ محتاج ہو کذا فی الشامی وعن ھذا الاختلاف فی حوالہا وقوعہ اور اختلاف کا نتیجہ ظاہر ہوتا ہے اوقاف وغیرہ میں ھم یعنی اختلاف حکم میں نہیں اسلئے کہ بشرط احتیاج ان سب کو دینا جائز ہے خواہ غازی ہوں خواہ حاجی خواہ طالب علم مگر اختلاف لفظی ہے کہ اگر کوئی وقف کرے فی سبیل اللہ یا وصیت کرے یا نذر کرے تو کہنا مراد ہونی چاہئے کہ اگر قالہ الشامی تصرف وابن السبیل وھو کل من لہ مال بمعدہ مسافر اوں مصرف مسافر ہے یعنی وہ شخص کہ اوسکی ملک میں مال ہے لیکن اوسکے ساتھ نہیں ھم یعنی وہ شخص مسافر ہو اپنے وطن میں اسطرح ہو کہ اوسکا قرضہ لوگوں کے ذمہ ہو اور اوسکے لینے پر قادر ہو کذا فی النہر

عن فقہاء اور متح القدیر میں کہا ہے کہ ان کا یہ قول کہ قدر حاجت سے زیادہ لینا جائز نہیں اور مراد اسے یہ ہے کہ قرض لے کر ادا کرنے پر قدرت ہو لیکن لازم نہیں اور نہ کیے ہوئے کا مواخذہ کرکے وجب ہے جب اور اسکو اپنے مال پر قدرت ہو بخلاف فقیر کے کہ اور کسی حاجت سے زیادہ لینا بھی روا ہے نے قالہ الشامی ومنہ مالو کان مالہ مؤجلا او علی عاجز او معسر او حاجز او لہ بینۃ فی الاصح اور کسی قسم میں شامل ہو اگر ہو اور کے پاس مال ہو اور مالک کسی شخص نصاب کے ذمہ معین اگر یہ فقہ ہی ہو مفلس پر بمنزلہ ہے اگرچہ ابھی اسکے پاس آیا بھی ہو ان صح روایت پر ہم یعنی اگر مال مؤجل ہو اور ادا دسکنے فقہ کی ضرورت ہو تو بقدر کفایت اوس مدت مقررہ کے لئے زکوۃ کا لینا جائز ہے کذا فی الفتح عن الغایہ اور اگر مفلس پر اسکا بس نہ آیا ہے تو اصح اقوال میں زکوۃ لینا جائز ہے کیونکہ بمنزلہ اسباب فروختنی ہونے اور اگر دیون پر اقرار کرتا تو اگر چہ موثر نہیں جائز کافی الغایہ اور فتح القدیر میں ہے کہ اگر کسی عورت فقیر کو کوئی اسکا مہر اوس کے خاوند کے ذمہ بقدر نصاب آتا ہے اور خاوند بالدار ہے بطریق کہ اگر عورت مانگے تو دیدے تو عورت کو زکوۃ لینا بھی جائز نہیں اور اگر دیانے کہ مانگے نہ دیگا تو جائز ہے بحر میں کہا کہ مہر سے مراد مہر مؤجل ہے اور خاوند کو تنگ دست ہونا نہیں کذا فی البحر والشامی والباقی فیہ یصلح فی المزکی الکل وھو اما ان یعطیھ ولو واحدا من اصناف صنفہ کان افضل او یعطی جماعۃ منھا او یدفع القیمۃ فی احد ھذہ الوجوہ الاربعۃ یعنی زکوۃ دینے والے کو تین صورتیں ہیں کہ زکوۃ ان سب اقسام میں صرف کرے یا بعض میں اگر چہ ایک ہی شخص ہو کسی قسم کی اقسام ثمانیہ کا ہو اور یہ افضل ہے اور الف لام جنسی جمع کے معنوں کو بھی دیتا ہے ہم جلبی نے کہا کہ یہ جملہ ہے ایک خود یہ اختصار کر کسی اقسام سبعہ کو بعد تین سے لیکن جمیع اقسام سے بعضی اقسام پر اقتصار کرنیکی وجہ یہ ہے کہ وہ آیت شریفہ میں بیان ان اصناف کا ہے جنکو دینا چاہئے نہ ان کی تعیین کہ فی البحر وشرط الثامنۃ ثلثۃ من کل صنف والمراد عند الشافعی لا ثلثۃ اشخاص کما ھو المشروط عندنا فی الوقف اور امام شافعی نے شرط کیا ہے کہ ہر قسم میں سے تین تین شخص ان کو دیوے و یشترط ان یکون الصرف بطریق التملیک لا الاباحۃ کما مر اور شرط ہے کہ دینا زکوۃ کا بطریق تملیک کے نہ بطریق الاباحت کے جیسا کہ اول کتاب الزکوۃ میں اور فرق تملیک و اباحت میں مترجم نے اوس جگہ بیان کیا ہے کما یصرف الی بناء نحو مسجد و حج کہ اسے زکوۃ نہیں دے سکتا ہے مراد بل اور سبیل اور سڑک اور سرائے اور حج اور جہاد اور جو اس قسم کی چیزیں ہوں کہ جنمیں تملیک نہو کذا فی الشامی عن الزیلعی ولا الی کفن میت اور نہ خرچ کرے میت کے کفن میں ہم مسلک کہ میت میں مضمون تملیک کا نہیں ہو سکتا اسواسطے اگر میت کو کوئی دوست کہا جاوے سے تو کفن کفن دینے والے کا ہو گا خاوند وارث کا کذا فی التنویر وقضاء دینہ اور میت کے دین کے ادا کرنے میں نہ صرف کرے ہم اسواسطے کہ زندہ کا دین ادا کرنا دیون کی تملیک کو متضمن نہیں ہوتا اگر آپ میں اور مدیون مان لیویں کہ دین تو مدیون پر نہیں تو ادا کر نیوالا اپنے دیوانہ ہو جاوے گا اور مدیون سے بنا سکتا ہے اور مدیون اوسکو نہیں لے سکتا جب زندہ کا دین ادا کرنا تملیک نہوا تو مردہ کا بطریق اولے ہو گا کذا فی الشامی اصادیون الحی الفقیر یقضی ولو بلا قرض لیکن دین زندہ محتاج کی طرف سے ادا کرنا جائز ہے بال بکر تو سے اگر اوسکی اجازت ہو ہم یعنی ہو جیسے کہ دینے والے نے فقیر کو مالک کر دیا اور دائن نے فقیر کی طرف نیابۃً قبض کر لیا ہو پر اپنے دین میں محو کر لیا کذا فی الفتح ولو ادی قضاء واطلاق الکتاب یفید عدم الجواز وھو ظاھر الروایۃ وجزم بہ فی الظھیریۃ اور اگر فقیر اجازت دیدے کہ ادا کر دیا تو طلاق کتاب قدوری کا منافی ہے عدم جواز کو اور یہی وجہ ہے کذا فی النہر کتاب کے مراد روایۃ پر قدوری کہ دین میت کو مطلق رکھا یعنی امر کی تعمیم نہیں لگائی اور اصل بحث اوس ہم کی ہے ہدایہ کی شرح عین کہ کہا ہے کہ اگر زکوۃ کے مقبوضہ سے کسی زندہ کا دین ادا کرے یا مردہ کا اور سکے امر سے نہ جائز ہے اور ظاہر خانیہ کا بھی اسکے موافق ہے لیکن ظاہر الطلاق کتاب میں عدم جواز زکوۃ میت میں برحال ہیں اور فتاوی صغریٰ سے بھی ظاہر ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ اسمیں کہا ہے اگر ادا کریں دین زندہ کا یا مردہ کا بغیر اوان زندہ کے تو نہیں جائز ہے پس زندہ کو مقید رکھا اور مردہ کو مطلق اور وہ والا وجہ سے یہ ہو غرض کہ زکوۃ میں

تملیک ضروری ہے اور عرف اور کرنے سے تملیک نہیں ہوتی کیونکہ ماموں نے قبضہ کیا وہ وقت وصول مرد ہے تملیک کے لائق نہیں ہوا اگر مکاتب کے ماموں کے قبض کے وقت اور سکاتملک کے لائق ہونا چاہیئے کذا ذکرہ الشامی وقال الحمانی ما فی یقبض اور نہیں جائز صرف کرنا زکوۃ کا قیمت میں اوس غلام کی جو آزاد ہوگا یعنی زکوۃ کے مال سے غلام خرید کر آزاد کرے تو زکوۃ ادا نہ ہوگی یا اپنے باپ کو مثلاً زکوۃ کی نیت سے خرید کے تب بھی زکوۃ ادا نہ ہوگی لقیام التملیک وھو الرکن بسبب نہ ہونے تملیک کے اور یہی عزو اعظم ہے یہ علت ہے سب مسائل مذکورہ کی فاد الشامی وقد منا ان الحیلۃ ان یتصدق علی الفقیر فیامرہ بقبضہ لنفسہ ثم یدفعہ الیہ اشارۃ اور ہم پہلے بیان کر چکے کہ حیلہ زکوۃ کی درستی کے لئے یہ ہے کہ کسی فقیر کو زکوۃ دے اور یہ کہدے کہ امورات مذکور میں اپنی طرف سے صرف کردے کہ اوس شخص کو زکوۃ کا ثواب ہوگا اور فقیر کو ثواب اوس خیرات میں شریک کرنے کا کذا فی البحر وقال لہ ان شئت فاصرفہ لفرائک والظاھر تعمیرہ ہی یہ بات کہ فقیر کو زکوۃ دینے والے کے امر کی مخالفت جائز ہے یا نہیں میں نے اس مسئلہ کو کہیں نہیں دیکھا اور ظاہر یہ ہے کہ مخالفت ہو نہیں سے اسلئے کہ فقیر تو کہدے کہ مال مالک ہوگیا تو اپنی ملک میں جو چاہے سو کرے کذا فی التبیین ولا الی من بینھما ولاد اور نہ اوس شخص کو زکوۃ دینا جائز ہے کہ اوسمیں اور دینے والے میں قرابت تولد کی ہو ھم اسلئے کہ منافع الملاک کے آپس میں ملے ملے ہیں تو تملیک پوری پوری نہ ہوگی کذا فی الہدایہ اور دلارشاد ہے سب اصول کو یعنی ماں باپ اور دادی نانا نانی وغیرہم اور شاد ہے سب فروع کو یعنی بیٹا بیٹی پوتا پوتی نواسا نواسی وغیرہم کو خواہ اولاد تمام ہو یا نہ ہو یا نہ ہو یا اسی پر صدقہ واجبہ جیسے نذرہ کفارہ ولیکن صدقہ نفل جائز ہے بلکہ مستحب ہے کذا فی الہدایہ الم تان باپ کے لئے حیلہ کرنا اسطرح کہ فقیر کو مال کسی فقیر کو دیدے اور کہدے کہ اوجہ سے مکروہ نہ ہے کافی الفقیہ اور مشروح ہو چکا یہ ہے کہ یہ مسئلہ مشہور ہے اور اکثر کتابوں میں مذکور ولو صلوا کالفقیر اگرچہ ولاد والا صول کسی فقیر کا ہو لینے والا ہو سکو زکوۃ دینا واجب بھی نا جائز ہے اوبین الزوجین ولو مبانۃ یا رہنے والے اور لینے والے میں برخلاف زوجیت کے کہ ہو اگرچہ زوجہ الگ کی ہوئی ہو لینی عدت میں ہو اگرچہ تین طلاق کی عدت ہو کذا فی النہر من معراج الدرایہ وقالا یدفع الزوجہا اور صاحبین کہتے ہیں کہ عورت دے سکتی ہے اپنے خاوند کو بسبب فرمانے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حضرت ابن مسعود کی زوجہ کو جب اونہوں نے اپنا زیور دینا چاہا کہ شوہر اور اولاد زیادہ مستحق ہیں کذا فی الظہیریۃ ولا الی مملوک المزکی اور نہیں جائز کہ زکوۃ دینا اپنے مملوک کو ھم اپنے آقا کے مملوک کو جس میں قرابت ولاد یا زوجیت کی ہو کیونکہ بحر اور ختم میں کہا ہے کہ اپنے بیٹے کے مکاتب کو دینا جائز ہے ہمیں جیسا اپنے بیٹے کو نہیں جائز شرنبلالیہ ولو مکاتبا ولو عبدا تجارۃ اگرچہ مملوک مکاتب ہو یا عبد تجارت ہو یعنی اس وجہ سے کہ عبد اور عبد تجارت میں تو تملیک نہوئی کہ وہ لیاقت مالک نہ ہونیکی نہیں رکھتے اور مکاتب کے سب میں مولے کا حق ہے کذا فی الزیلعی ولا الی من اشتری المزکی بعضہ اور نہیں جائز زکوۃ دینا اوس غلام کو کہ مزکی نے اوسکے بعض کو یعنی نصف یا چوتھائی وغیرہ کو آزاد کیا ہو ھم اسلئے کہ ان کلہ لہ وبعضہ لہ وبابنہ فاعتق لہ فقط ھذا مختصر الایذ فعلہ لا تہ مکاتبہ اور مکاتب اپنا ہو ہر آئینہ کہ ہو وے غلام تمام مزکی کا یا مشترک ہو اوسمیں اور اوسکے بیٹے میں ہر آزاد کیا باپ نے اپنا حصہ بحالت مفلسی حتم مکی ایسے غلام کو زکوۃ نہیں دے سکتا اسلئے کہ وہ یا اوسکا خود کا مکاتب ہے یا اوسکے بیٹے کا ھم کیونکہ جب غلام تمام تباہ اسکا ہے یا اوسمیں اور اوسکے بیٹے میں شریک ہے اور باپ تو اگر ہے اور بیٹے نے اپنے حصہ کی قیمت کا ضمان باپ سے ہر لیا اور باپ نے غلام سے تو غلام باپ کا مکاتب ہوا کہ جب اوسقدر ادا کردے تو آزاد ہو اور اگر باپ مفلس ہے یا تو اگر لیکن بیٹے نے غلام سے کسی کرانا اختیار کیا خود وہ مکاتب بیٹے کا ہوا اور بیٹے کے مکاتب کو بھی زکوۃ دینا درست نہیں اور جینے تو تقریر کی اس سے

ہو واضح ہو اگر لفظ مصرف کا قید اتفاقی نہیں ہے پر شارح نے اس مقام کا نام مکاتب رکھا اس جہت سے کہ کسی کرنے میں مشابہ مکاتب کے ہے
قالہ الشامی واما الشرکۃ بینہ وبین الاجنبی فحکمہ حکم ما مر یعنی اگر غلام مشترک دو شخصوں اجنبیوں میں ہو پس آزاد کیا ایک نے اپنا حصہ اور وہ
تو اوسکا حکم معلوم ہو ابیان گزشتہ سے ہم کہتے ہیں ہو کہ اگر غلام مشترک دو شخصوں اجنبیوں میں ہو پس آزاد کیا ایک نے اپنا حصہ اور وہ
مفلس ہے اور شریک ساکت نے کسی کو اپنی خوشی سے یا کسی کی توسق زکوۃ دیکر کہا ہے کہ تو مستحق زکوۃ ہے یا کسی کو ہدیہ مکاتب اسکے شریک کا ہوا اور ساکت کو بھی
نہیں پہنچا کہ ہمکو زکوۃ دے کیونکہ اوسکا مکاتب ہے اور اگر مستحق تو اگر ہو اور ساکت نے مستحق سے ضمان لینا اختیار کیا تو ساکت
غلام کو زکوۃ دیکر آئے اوسکے کہ میرا اجنبی ہے اور مستحق زکوۃ نہیں دیکر صاحب خوشی اختیار کرے ضمان دینے کے بعد غلام سے سعی کرا اگر کچھ
کسبہ اوتحمل دیون فانفسہ اسکے کزوہ غلام آزاد ہے اور تو ضمار اسوا سکو بھیجدے ہم سے تمام آزاد ہے یعنی غیر مولیین
جب کہ کل عبد مستحق کا ہوا بعض اوسکا ہو گیا مستحق دگر ہوا اور شریک اوس سے ضمان لے چکا ہو اور مدیون اوس مولیین کا مستحق مفلس ہو
اسکے کہ غلام مشترک سے دو سطرہ روپیہ کما دیگا آزاد اور تو فہم ہو کہ یہ مسئلے اسپر مبنی ہیں کہ امام صاحب کے نزدیک شریک ساکت
کو خوشی سے جایے اپنا حصہ آزاد کرسکے چاہے نہ جایے بہر ایسا نہیں کہ جایے غلام سے اپنے حصہ کا روپیہ کوا لے بغیر کہ آزاد کرے جو ایسا مفلس ہو
اور اگر وہ مالدار ہو تو شریک بدکر اوس سے تاوان لے سکتا ہے اور صاحبین کے نزدیک مفلسی کی صورت میں بحز غلام سے
کمانے کے اور مالداری کی صورت میں بجز آزاد کرنے کے اور کچھ خیار نہیں رکھتا چنانچہ کتاب العتق میں آویگا اور
فافہم کا اشارہ اوسطرف ہے کہنے تحریر مطلب کی اوسطرح کی جو اعتراض در رمین ہدایہ کی عبارت بر وارد کیا ہے یہاں نہیں وارد ہوتا
اگرچہ شراح نے تکلف کرکے تاویلیں کی ہیں جیسا ملاحظہ کرے ہدایہ و درر سے واضح ہے کذا فی الشامی وقال العینی ملک قدر
نصاب فارغ عن حاجتہ الاصلیۃ من ای مال کان اور نہیں جائز زکوۃ دینا غنی کو کہ مالک پیسے نصاب کا ہو جو حاجات اصلی
سے زائد ہو اگر چہ کسی مال کی ہو ہم واضح ہو کہ نصابین تین ہیں ایک نامی کہ دین سے زائد ہو اور حاجتوں سے زائد ہو اسکے تابع
مالی چیزوں کی وجب کرنیوالی ہے مثل زکوۃ و کفارات وغیرہ کے دوسری نصاب غیر نامی کہ دین اور حاجتوں سے زائد ہو اسکے تابع
قرائنی اور فطرہ اور محتاج قربانی کا نفقہ واجب ہوتا ہے اور زکوۃ کا لینا ایسے نصاب کے مالک کو بھی حرام ہے جیسے مال کی نصاب
نامی کے مالک کو حرام ہے اور ایک نصاب وہ ہے جسکے ہوتے سوال کرنا حرام ہے وہ خمذ ایک روز کی ہے اور کوئی نصاب ایسا
مجازہ شرعی ہے کذا فی الطحطاوی اور تاتارخانیہ میں صنعرے سے منقول ہے کہ ایک شخص کے پاس گھر ہے کہ اوسمیں رہتا ہے لیکن اوسکی
قدر حاجت سے زیادہ ہے کہ سب مکان رہنے میں مشغول نہیں ہو اوسکا لینا صدقہ کا صحیح روایت میں حلال ہے اور اوسمیں یہ
ہے کہ امام محمدؒ نے فرمایا ہے کہ جسکے پاس زمین ہے کہ اوسکو بوتا ہے یا دکان کہ اوسکا کرایہ کماتا ہے یا مکان ہے کہ کرایہ اوسکا
تین ہزار درہم اور اوسکے اور اوسکی عیال کے نفقہ کو برس دن کے لئے کفایت نہیں کرتا تو اوسکو زکوۃ کا لینا حلال ہے اگرچہ
اوسکی قیمت نفقہ کو واکر قوی ہو اور یہی بہتر ہے اور مشائخین کے نزدیک نہیں حلال کذا فی الشامی کن لہ نصاب فاضل
لاتساوی مائتی درھم او کثیر کا یتم بہ فی البحر والنھر واقرہ المصنف فاقلا وبہ یظہر ضعف مافی الوھبانیۃ وشرحھا
من انہ تحل لہ الزکاۃ وتلزمہ الزکاۃ الخ جیا زکوۃ دینا جائز نہیں اوس شخص کو کہ اوسکے پاس سوا تم کی نصاب ہو

کہ دو سو درہم کی قیمت کو پہنچتی ہو جیسا کہ پہلے گزرا ہے اور سائمہ میں جزم کیا ہے اور سائمہ کہنے سے نہایت رکھا جاوے تو کہنا کہ اس سے ظاہر ہو گیا ضعف اور کما جزم بہ الخ اور اسکی شرح میں مذکور ہے یعنی اوسکو زکوٰۃ لینا حلال ہے اور اوسکے اوپر زکوٰۃ واجب نہ ہونا لازم ہے انتہی مجرد میں کہا ہے کہ نصاب نامی میں داخل ہے پانچ اونٹ پس اگر یا پانچ اونٹ پس اگر یا پانچ اونٹ کا مالک ہو یا کسی اور نصاب کا سوا انکے میں سے کسی مال میں سے ہو تو اوسکو زکوٰۃ میں سے دینا جائز نہیں برابر ہے کہ دو سو درہم کو اوسکی قیمت پر پہنچ جانا نہ پہنچے اور ہدایہ کے شارحوں نے اسکی تصریح کی ہے کذا قالہ الشامی ولکن اعتمد فی الشرنبلالیۃ فانی الوھبانیۃ وحرر وجزم بان مافی الدرر وھم لکن شرنبلالیہ میں کہا ہے کہ مجرد میں اسکے کلام پر اعتماد کیا ہے اور جزم کیا ہے کہ مجرد میں جو مذکور ہے وہ وہم ہے ہم بحر میں کہا ہے کہ ہو مجرد میں اسکے خلاف مذکور ہے سو وہ وہم ہے پس اس سے مستفتی زمو جانا کہ بحر کے صاحب پر بحر نے اسکے مخالف ہونے اور نظائر کے العلم میں ذکر کیا ہے پس اپنے قول کا آپ ہی خلاف کیا اور میں نے کسی کو نہیں دیکھا ہدایہ کے شارحوں میں سے کہ بحر کے موافق تصریح کی ہو بلکہ انکی عبارت سے اسکے برخلاف معلوم ہوتا ہے اور اکثر کتابوں میں اسکی تصریح کی ہے کہ اعتبار سوائم کی قیمت کا ہے نصاب کا ہے اور سراج اور وہبانیہ اور اوسکی دونوں شرحوں اور ذخائر اشرفیہ اور جوہرہ میں مذکور ہے کہ مرغینانی نے کہا کہ جب کسی شخص کے پاس پانچ اونٹ ہوں کہ انکی قیمت دو سو درہم سے کم ہو تو اوسکو زکوٰۃ لینا حلال ہے اور اوسپر زکوٰۃ واجب بھی ہے اور اوس سے ظاہر ہوا کہ معتبر نصاب نقد کی ہے کسی مال سے ہو وہ مال اپنی جنس کے اعتبار سے نصاب کو پہونچے یا نہ پہونچے انتہی اقول الاعتبار بہ شرنبلالیہ کے کلام کا مقتضا یہی ہے کہ شامی نے کہا جو کچھ ذکر کیا ہے اور بحر کے کلام میں اور ہم نے تطبیق کی ہے جو اوپر دال ملاحظہ کرے ولا ان مملوکہ ای الفقیر ولو مدبرا اگرا اور نہیں جائز زکوٰۃ دینا غنی کے مملوک کو اگرچہ مدبر ہو ہم اس سے معلوم ہوا کہ فقیر کے مملوک کو دینا جائز ہے کافی مبنیہ المفتی اور مدبر کے حکم میں ام ولد ہے کذا قالہ الشامی عن البحر اوذکر مثالین فی حیال صولا ان کان مولا لا غائبا عن المذھب اگرچہ مملوک اپنا ہو اپنے مولے کی عیال میں سے ہو اور نہ ہو مولے اوسکا غائب مرتبہ بھی اوسکو زکوٰۃ دینا درست نہیں بنا بر مذہب صحیح کے ہم نے ذخیرہ میں کہا کہ روایت ہے ابو یوسف سے کہ اوسکو زکوٰۃ دینا جائز ہے فتح القدیر میں کہا کہ اسمیں نظر ہے کیونکہ وجد انتفاع کی یہ ہے کہ زکوٰۃ عبد کی ملک نہیں ہوتی بلکہ مولی کی ملک ہوتی ہے اور وہ غنی ہے اور انکا جواب اوسپر دیا جا سکتا ہے کہ جس صورت میں کہ مولے غائب ہے اور مملوک کسب پر قادر نہیں تو ابن السبیل کے درجہ سے تو کم نہیں ہے کہ جسکو زکوٰۃ لینا جائز ہے کذا فی الشامی لان الدافع رفع الملک المزکی اسواسطے زکوٰۃ کا عدم جواز اس جہت سے ہو کہ جو چیز کہ دیا جاتا ہے وہ اوسکے مولے کی ملک ہو جاتا ہے غیر المکاتب والمأذون المدیون بمحیط فحینئذ غنی کی غلام کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں سوائے مکاتب کے اور اذون کے اگر چہ قرضدار ہو کہ اوسکے رقبہ اور کسب کو محیط ہو سوا وکچھ زکوٰۃ دینا جائز ہے ہم مکاتب کی وجہ پہلے گذر چکی اور اذون لہ اس جہت سے کہ اوسکے کسب کا مالک امام صاحب کے نزدیک مولے نہیں ہوتا اس صورت میں بخلاف صاحبین کے قول کے کذا فی البحر ولا الفقیر بخلاف ولا الکبیر اور زکوٰۃ دینا جائز نہیں غنی کے لڑکے کا بالغ کے بخلاف بالغ کے ہم یعنی بالغ کے اگرچہ ایا ہج ہو بشرطیکہ فقر کے مقرر ہونے سے پہلے زکوٰۃ کا دینا بالاجماع جائز ہے اور بعد فقر کے امام محمد کے نزدیک جائز ہے بخلاف امام ابو یوسف کے اور اسی پر فتویٰ ہے قاضی خان اور غنی کی دختر خانہ زاد والی میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے اور یہی قول ظاہر ہے کافی اور روایت امام ابو یوسف سے کذا فی الغیر وانیہ فی حرمان اصل الفقیر اور فضل الغنیۃ فیجوز بخلاف الدافع اور بخلاف غنی کے باپ کے اور اوسکی بی بی کے شرط فقیر ہونے کے اور بخلاف مالدار عورت کے لڑکے کے یعنی اگرچہ اوسکا باپ نہ ہو کہ انی البحر سوا ان سب کو زکوٰۃ دینا جائز ہے دوسرے خویش کو

انی کے حکم ہے سب کی علت ہے یعنی جو چیز لوگوں کا غنی کہا جاتا ہے ایسے باپ کی مثل سے بخلاف بڑے لڑکے کے اور باپ اور زوجہ کے اور اسیطرح الکاسبانی مان کے الدار ہونے سے غنی نہیں شمار کیا جاتا ہے طبی عن البحر و لا الی بنی ھاشم اور نہیں جائز زکوٰۃ دینا بنی ہاشم کو ہم جا بیان کریں گے مصنف جو چیز شیخ کا راوی ابن صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے اور اسکے چار بیٹے تھے ہاشم مطلب نوفل عبد شمس پھر ہاشم کے چار بیٹے ہوئے جنمیں سے ایک عبد المطلب ہیں انکی نسل منقطع ہوگئی عبد المطلب کے بارہ بیٹے سو زکوٰۃ ان سب کو دینا جائز ہے بشرطیکہ مسلمان اولاد حقیقی ہوں مگر اولاد حضرت عباس کی اور حارث کی اور اولاد ابو طالب کی غنی تھے علی وجعفر وعقیل کو فی القنانی اور اس سے معلوم ہوا کہ بنی ہاشم کو بطور اطلاق بیان کرنا جائز ہے اسلئے کہ تمام بنی ہاشم پر زکوٰۃ حرام نہیں ہے بلکہ بعض پر حرام ہے کذا فی الشامی اھ مَنْ اَنْتَسَلَ النَّصْرَ قَرَابَاتِهِمْ فَتَحَلَّ لِمَنْ اَسْلَمَ مِنْهُمْ کَالْعَبَّاسِ لِبَنِیْ الْمُطَّلِبِ بگر اسکو جائز ہے کیونکہ قرابت جنمیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم منقطع ہوگئی اور ابو لہب کی اولاد میں نہیں جو اگرچہ سے اسلام لے آیا اور سکو زکوٰۃ جائز ہے جیسا حلالی طلب یعنی ہاشم کی اولاد کو ہم نص سے مراد قول رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا لا تحل الصدقۃ لمحمد و لا لآل محمد ہیں و اہل بیت آپکی فاطمہ آتر علیہا السلام اور یہی مشہور ہیں ہو الی اسپے اور یہی درست ہے کذا فی الشامی ھو ظاھر المذھب الطلاق المتن و قول العینی یجوز لہ دفع زکوٰۃ لمطلبی ضعیف لا یجوز فی ھو ظاہر مذہب ہمیں ہے کہ بنی ہاشم کو مطلقاً محروم ہے یعنی خواہ بنی ہاشم بنی ہاشم کو دے یا کوئی غیر ہے اور ہر زمانہ میں معتمد ہے اور عینی نے جو کہا ہے کہ جائز ہے بنی ہاشم کو کہ زکوٰۃ دے اسے اپنے مثل بنی ہاشم کو تو صحیح عبارت یہ ہوجائے کہ نہیں جائز ہے کذا فی النہر اور عصمہ نے امام سے اور ایسا ہی ہے کوئی زمانا بنی ہاشم کو زکوٰۃ دینا جائز ہے اسلئے کہ زکوٰۃ میل مال ہے یعنی جو چیز عصمہ کا جنس سے ہو جیسا ہاشم کا مال شمار اور کہو نہیں پہونچتا کیونکہ غنیمت کے باب میں اور اسکو مستحقین میں صرف کرنے میں لوگ تفاوت کرتے ہیں اور جب عوض ان کو نہ پہونچا تو اصل کیطرف رجوع کیا کذا فی البحر اور نہر میں کہا ہے کہ امام ابو یوسف نے جائز کہا ہے کہ ہاشمی ہاشمی کو دیدے اور یہ امام صاحب سے بھی منقول ہے اور بعضی میں یہ ہے کہا ہے کہ امام صاحب کے نزدیک رہست ہے کہ ایک ہاشمی دوسرے کو زکوٰۃ دیدے بخلاف امام ابو یوسف کے تو اسمیں مفہوم لفظ لا یجوز چاہئے یعنی امام صاحب کے نزدیک ہاشمی کا دوسرے ہاشمی کو دینا کافی نہیں ہوگا کیونکہ امام ابو یوسف تو جواز کے قائل ہیں پھر درست ہونے کی صورت میں ان کے خلاف کے کیا معنی ہوگئے اور شارح کے اختصار میں ابہام ہے قالہ الشامی عن الحلبی و لا الی مولاہم لما رواہ عن عطاء انھم قالوا ولی اور نہیں جائز زکوٰۃ دینا بنی ہاشم کے آزاد کئے ہوئے غلاموں کو اور جب آزاد کرنے ہوئے مولیٰ کو نہیں جائز تو غلاموں کو بطریق اولیٰ نہیں جائز کیونکہ غلام کی ملک مولیٰ کی ہوتی ہے لحدیث مولی القوم من انفسھم بنی ہاشم کے موالی کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں بسبب اس حدیث شریف کے کہ آزاد کیا ہوا کسی قوم کو وہ ان میں سے ہوتا ہے اھ اسکو روایت کیا ہے ابو داؤد و ترمذی اور نسائی نے بلفظ ترجمہ القوم من انفسھم و انا لا تحل لنا الصدقۃ ۔ کہا ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور یہ حکم صدقہ کی حرمت وحلت کے باب میں ہے جمیع وجوہ میں کیونکہ مولیٰ اپنے معتق کا کفو نہیں ہوتا اور جب آزاد کیا ہوا کسی مسلمان کا کافر ہو تو جزیہ لیا جاتا ہے اور قتلی کے آزاد کئے ہوئے سے دیت نہیں لیا جاتا کذا فی التتارخانیہ الشامی و ھل کانت تحل لساداتہ الانبیاء و خلافا و اختلفوا فی النھر جلھا بظھر و ظاھر و باقی انبیاء علی حیتھا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے صدقہ حلال تھا یا نہیں ہمیں خلاف ہے اور نہر میں حلت کو معتمد کہا ہے اور ان کے اخراج کے لئے ۔ اور کے خود کے لئے و جاز دفع الطوعات من الصدقات و واجب الا وقاف لھم لبنی ھاشم سواء سماھم الواقف او عمما و

واھو الحق کما حققہ فی الفتح اور جائز ہے نفل صدقہ اور آمدنی اوقات کی بھی یا مسئلہ کو برابر ہے کہ وقف کرنیوالے نے اور کلام لمبا ہو لیا ہے جیسا فتح القدیر میں اسکو تحقیق کیا ہے ھ شامی نے کہا کہ بحر میں مسعود کتابوں سے نقل کیا ہے کہ نفلی صدقہ اوقات کی جائز ہے بالاجماع اور فرق کیا ہے کہ یہی مذہب ہے اور یہ ہے کہ تقوم اور وقف میں فرق متین ہے جیسا محیط اور کافی میں ہے لیکن زیلعی میں اسکے خلاف ہے یعنی صدقہ نفل اوقف کو بالکل حرام ہے اور فتح میں اسکی تقویت کی ہے اور کہا ہے کہ حق یہ ہے کہ وقف کو صدقہ نفل کے سمجھنا چاہئے اور زیلعی نے اوسکی عبارت طویل نقل کی ہے جبکا حاصل یہ ہے کہ وقف بھی مثل شامسکے منوع ہے مشتمل نفل کے اور اس سے معلوم ہوتا ہے جو کلام شارح کا کہ یہ نکتہ شارح کے کلام کا مقتا ویہ ہے کہ فتح القدیر کا کلام صرف وقف میں ہے اور وقف اوقف علاول ہے لیکن زیلعی نے جس نسخہ اور الحصار سے لکھا ہے اوسمیں علی مابو الحق سے پہلے اسقدر زیادہ ہے وقیل لا مطلقاً تو اس زیادتی سے البتہ عبارت درست ہو جاتی ہے اور بعض نسخوں میں یہ زیادتی بعد بابعد کے ولا لا دخم الی ذیتی کہ ساقط ہے انتہی اقول الشامی لکن فی السراج وغیرہ ان سماھا جائزۃ ولا لا قلت وقد جعلہ محتبی الاشباہ محل القولین لکن سراج وغیرہ میں سے کہ اگر بنی ہاشم کا نام واقعتہً لیا ہے تو جائز ہے نہیں تو نہیں جائز ہیں کہنا ہوں کہ شباہ کے محشی یعنی صالح نرمی مصنف کنز بحر شارح ہندی نے سراج کی عبارت کو رد کرتے قولوں کا محل ٹھہرایا ہے ھ یعنی جس صورت میں نام لیا ہو تو جائز اور نام لیا ہو تو جائز اور ذخیرہ یہ ہو سکتی ہے کہ جس صورت میں نام نہیں لیا تو ہر دو صدقہ ہوا شبہوں کو جائز نہوا اور جب اوکا نام لیدیا تو ہر دو صدقہ ہوا صدقہ ہونا جبکا کہ وقف کیا جماعت متاخرین پر قرار پر قال الشامی مشعر نقل عن صاحب البحر عن المبسوط وھل یحمل الصدقۃ السائر الانبیاء قیل نعم وھذہ خصوصیۃ لنبینا صلی اللہ علیہ وسلم وقیل لا بل یحمل اخذ ھم فی خصوصیۃ لقرابۃ نبینا اکراما واظھارا لفضیلتہ صلی اللہ علیہ وسلم وقد یلحظ ہذا فی مشی کردنی بحر الرائق سے اور اوسنے ہبوط سے نقل کیا اجلال سے صدقہ باقی انبیاء کے لئے تو ایک قول اج ہے کہ ان جائز ہے اور یہ خصوصیت ہے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے کہ اونکو نہیں جائز اور ایک قول یہ ہے کہ ہمارے کو حلال نہیں بلکہ اونکے اقربا کو حلال ہے تو خصوصیت ہوئی ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اقربا کے لئے بہت اکرام اور فضیلت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پہر اور ہے ھ یہ مسئلہ مکرر ہے سابق اسکا مذکور ہوچکا تو اسکا اعادہ کرنا مناسب نہ تھا قال الشامی وکذا فعل فی ذبح لکن یعذب ھناک اور نہیں جائز دینا زکوٰۃ کا ذمی کو واسطے حدیث معاذ رضہ کے ھ یعنی حدیث وہ جسکو شارح نے بلفظ مذا من غنیائھم فتحا ئھم الخ بیان کیا ہے اسلئے کہ غنیائھم کی ضمیر مسلمانوں کیطرف پھرتی ہے تو فقرائھم کی ضمیر بھی اوسی طرف پھرنی چاہئے اور کافر کو نہ دینی چاہئے کذا فی المعراج وجازد فعھا غیرھا وغیر العشر والخراج الیہ الی الذمی اور جائز ہے صدقہ دینا سوائے زکوٰۃ کے اور سوائے عشر اور خراج کے ذمی کو ھ عشر زکوٰۃ کے ساتھ ملحق ہے لیکن خراج اون صدقات میں نہیں ہے جبکا ذکر ہے کیونکہ اوسکا مصرف مصالح عامہ مسلمین ہے جیسا پہلے بیان ہوا اور جسکے کنز اور ہدایہ میں اسکا استثنا نہیں کیا قال الشامی ولو واحدا کما کان زکوٰۃ وفطرۃ خلافا للثانی اگرچہ صدقہ دہندہ ایک ہو جیسے نذر اور کفارہ اور فطرہ بخلاف قول امام ابو یوسف کے ھ یعنی وہ کہتے ہیں کہ کسی صدقہ دہندہ کا دینا ذمی کو جائز نہیں اور ہدایہ وغیرہ میں تصریح بھی ہے کہ یہ ایک روایت ہے ابو یوسف سے اور اس عبارت کا ظاہر دلالت کرتا ہے کہ قول مشہور امام ابو یوسف کا مثل طرفین کے ہے وبقولہ یفتی جاری القدوری اور امام ابو یوسف کے قول پر فتوے ہے کہ فتاوی حاوی القدسی ھ لیکن ہدایہ وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قول طرفین کا رجح ہے اور یہی پر مشون متعقدین کذا فی الشامی وما الخ ولو مستاجیہ

ہدایہ میں ہے کہ اگر کسی نے اپنا غلام یا اپنی باندی کو کہا کہ تو آزاد ہے میرے مرنے کے بعد یا اپنے مرنے کے بعد تو وہ مدبر ہو جاتا ہے اور اسکا بیچنا اور ہبہ کرنا جائز نہیں ہے اور اگر مالک مر جائے تو وہ آزاد ہو جاتا ہے اور اگر مالک پر قرض ہو تو اسکی کمائی سے ادا کیا جائے گا اور اگر مالک کے ذمہ قرض نہ ہو تو اسکی کمائی اسکے ورثاء کو ملے گی اور اگر مالک نے اپنی باندی کو کہا کہ اگر میں اس بیماری سے مر جاؤں تو تو آزاد ہے اور وہ اس بیماری سے مر گیا تو وہ مدبر ہو جاتی ہے اور اگر مالک نے اپنی باندی کو کہا کہ اگر میں اس بیماری سے مر جاؤں تو تو آزاد ہے اور وہ اس بیماری سے مر گیا تو وہ مدبر ہو جاتی ہے اور اگر مالک نے اپنی باندی کو کہا کہ اگر میں اس بیماری سے مر جاؤں تو تو آزاد ہے اور وہ اس بیماری سے مر گیا تو وہ مدبر ہو جاتی ہے

الصدقۃ جائز لا یقولون لہ انفاذا فاسد حتی العتابیۃ عندہ لیکن جب ہی اگر مستغرق ہو اور کسی کو ہبہ کر دیا ہو تو جائز نہیں والانفاق کذانی البحر عن الغایۃ وغیرہ لیکن جزم الزیلعی بخلافہ حیث قال لہ ان یرجع لہ لیکن زیلعی نے جزم کیا ہے کہ نہیں رجوع کر سکتا ہے یعنی ہبہ جائز ہے ہم یعنی ہبہ جائز ہونے کو جیسا سرخسی وغیرہ سے معلوم ہوا ہے ہیں ہمارے ہی کو حکم ہے کہ زیلعی نے جو کچھ لکھا ہے اس کو نہیں دیکھا ابدا یعلمہ الحسود وغیرہ نے کہا ہے ہبہ انفاق کے دعوے کے خلاف ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ کتاب الکتب میں ہے کہ سرکہ میں امام محمد نے ذکر کیا ہے کہ جو مضاربۃ میں کسی مسلمان کا اور حربی کو ہو ذمی کے کچھ دے یا اور کسی کا ہبہ قبضہ کرے اس ہبہ سے کچھ ثابت نہ ہوگا اور ظاہر یہ ہے کہ یہ ہبہ منتقل ہے کہ ذمی نے دار حرب قبضہ کیا ہے کہ ذمی کو ہبہ دیا ہے اور یہ حکم ہو کہ مسلمان بن جائے اور ابو سفیان بن حرب اور ابو سفیان کو دین کو دے ہبہ اول کہ قبضہ کر دین کو دے اور اس پر دے ہبہ کے کہ ہبہ دین میں نہیں ہے اور یہ حکم ہو کہ مسلمان بن جائے اور یہ ہبہ اخلاق ہے ہے تنویر قال الشامی دقیقۃ کذا یظہر مما مر ان ہبۃ الدین لیست ہبۃ حقیقۃ ہبہ ہے اور یہ ہبہ نہیں ہے اور یہ ہبہ حقیقۃ نہیں ہے اور ہبہ حقیقۃ ہبہ ہے اور یہ ہبہ نہیں ہے اور یہ ہبہ نہیں ہے اور یہ ہبہ نہیں

پہرا دیگی اور دار پر مرکی کا بچا اور سیر بھی پہر اسوں اور خالہ پہر زوی الارحام پہر زوجہ سی پہرا وسکے کو پہر والے پہر شوہر والے اوسکو پہر اصل او اوسکو پہر اولاد اعم للمسلمین اور مین دار الحرب الی دار الاسلام اور نقل کرنا مکروہ نہین طرف زیادہ اشتیاج والے یا زیادہ دیکھنے زیادہ پہر پہر کار کے یا اوس شخص کے جو مسلمانون کے فقہ پر پہنچا دیتے یا دار الحرب سے دار الاسلام کیطرف پھر کر نکلے دار الاسلام کے فقرا مسلمان دار الحرب کے فقرا سے افضل ہین کذا فی البحر ہین کہتا ہون کہ مسلمان قیدیون کو چھڑانا چاہیے جبکہ اون لوگون کے دینے مین اعانت ہو تب سے چھوڑانے پر کذا فی طالب علمی فی المعراج التصدق علی العالم الفقیر افضل او الی الزہاد اوکانت مجانۃ قبل تمام الحول قال الاکثر خلاصہ اور مکروہ نہین نفل کرنا زکوٰۃ کا طرف طالب علم کے اور معراج مین ہے کہ صدقہ کرنا عالم فقیر پر افضل ہے تحاصل فقیر سے اور مکروہ نہین نفل طرف زاہدون کے یا صدقہ کرنا پیشگی مو پہلے سال تمام ہونیکے تو نقل کرنا مکروہ نہین کذا فی الخلاصہ ولا یجوز صرف شیء من الزکوٰۃ الی بنی ہاشم ولا الی مواليهم اور نہین جائز مو سکنا صرف کرنا اہل بدعت پر جیسے کہ اسمیہ ہم عبارت برازیہ کی یہہ ہے کہ نہین جائز صرف کرنا زکوٰۃ کا کہ اسمیہ کیطرف بیس مراد اوسکے جملے ہین وہ ہے جو کفر تک پہونچا دے تاکل اور کہ اسمیہ ایک شعبہ فرقہ ہے منسوب عبد النبی محمد بن کرام کی طرف زہ قاتل ہے کہ جن تعالے عرش پر ستقر ہے اور اسمیہ جوہر کہا اوسمیر اطلاق مو سکتا ہے کذا فی المغرب کہا وقع مشبهة فی ذات الله تعالی ولكن المشبهة فی الصفات کما لا یخفی کہ فرقہ کہ اسمیہ تشبیہ کا قاتل ہے خدا وند تعالی کی ذات مین اور یہی حکم ہے اوس فرقہ کا جو صفات مین تشبیہ کے قاتل ہین مذہب مختار مین ہم یہہ وہ فرقہ ہے کہ قیام حوادث کا خدا تعالے کی ذات کے ساتھ جائز رکھتے ہین تو بعض صفات کو حادث کہتے ہین جیسے اور حوادث کی صفات مین کذا فی الجوہرۃ لان تصویت المعزفة من جهة الصفات يحكم بتقوم المعزفة من جهة الذات بحكم القضاء اس واسطے کہ قوت کرنیوالا معرفت حق سبحانہ کا صفات مین یعنی نہ جاننے والا صفات کا لاحق کیا گیا ہے اوسکے ساتھ جسنے قوت کر دی معرفت ذات کی یعنی تشبیہ ذات اور تشبیہ صفات ایک حکم رکھتے ہین کذا فی جمع الفتاوے کما لا یجوز دفع زکوٰۃ الزانی لولده اه ای من الزنی ولکن الاولی ان یقال لا یجوز دفع زکوٰۃ الزانی لولدہ اور اسکو جسکو نفی کر چکا ہے خواہ اس ولد کا اوسکو جسکو نفی کیا یا ملاعنہ کا اوسکا نفی کیا ہوا اور یہہ عدم جواز زنا سے ثابت ہوا ہے خواہ کان الولد من ذات زوج معروف فصولین کہ اس صورت مین کہ لڑکا ہو ایسی عورت کا جسکے خاوند کو لوگ جانتے ہین کذا فی جامع الفصولین عمادیہ مین اسکی وجہ یہہ لکھی ہے کہ چونکہ نسب ثابت ہوا ہے تو یہہ شرعاً بیٹا ہوا کہ ہوا اور صریحہ سے اسکے خلاف ایک روایت شامی نے نقل کی ہے والکل فی الاولاد شیأ اور سب فروع لا یجوز دفعها لاصل البدع سے یہہ تک ہشاء مین مذکور ہین ولا یحل ان یسأل شیأ من الناس لمن له قوت یومه بالفعل او بالقوة کالصحیح المکتسب اور نہین حلال کہ مانگے کسیکہ قوت وہ شخص کہ اوسکے پاس اوس روز کا قوت موجود ہو بالفعل یا بالقوہ موجود ہو مثلاً تندرست کہ کمائی پر قادر ہو مع شیأ من القوت اسلئے کہا کہ اگر حاجت کی چیز جیسے کپڑا وغیرہ سوال کرے تو جائز ہو قالہ الشامی وبأنه یعطیه ان علم حاجته لا باعتبار صلی المحرم اور گنہگار ہوگا اوسکو دینیوالا اگر اوسکا حال جانتا ہو کیونکہ حرام دینیہ اعانت کرنا ہے ہم اگلی نے شرح مشارق مین کہا ہے کہ اس جیسے شخص کو دینا اگرچہ ازروی قیاس گناہ معلوم ہوتا ہو لیکن اگر اوسکو میسر کہنیوالے تو گنہگار نہ ہوگا مصنف نے اپنی شرح مین کہا کہ ظاہر یہہ ہے کہ مراد علماء کی اوس سے یہہ ہے کہ ایسے شخص کو دینا آمادہ کرنا ہے سوال پر اس ہیئت سے اور اوسکے پاس سے ہو سکتا ہے کہ ایسی باتون سے توبہ کرے کذا فی الشامی

ولو سأل للكتوبة ولا لشتاله عن الكتب بالجهاد او طلب العلم جاز ولو سألها جاز ولو سأل الكسبة كي لا يحرم الفقراء

کا سوال کیا یا اس جہت سے کہ وہ جہاد میں یا طلب علم میں مشغول ہونے سے کمائی نہیں کر سکتا تو جائز ہے اگرچہ ان پر مقدور ہو یعنی اگرچہ قوی اور کسب پر قدرت رکھتا ہو ذکرہ فی البحر فروع سائل محترم کے پیش پڑ دفع مالا یعنیہ یومر عن السؤال مستحب ہے اور مقدور دینا کہ اوپر سے اس کو سوال کی ضرورت نہ ہو اعتبار حالہ من یحتاج سوال ہر ستر سوال تو کہ تاکہ تاکہ ہر سوال ہر ستر سوال ہر ستر سوال ہر ست

عیال کی قدر کفایت سے اور اگر اسطرح صدقہ دینے کے متعلق اوروں کے حق میں کرتا ہی ہو تو کہنا ہوگا اور جو شخص کہ تنگی پر صبر کرے اور سکو اپنا نفقہ قدر کفایت التفات سے کم کرنا کرے وہ بے کذا فی شرح درالبحار اور مثار خانیہ میں محیط سے منقول ہوا کہ جو شخص نفل صدقہ دے تو افضل یہ ہے کہ جمیع مومنین و مومنات کی نیت کرے کیونکہ اوسکو ثواب پورا پہنچگا اور اوسکے اجر میں سے کچھ کم نہ ہوگا واللہ اعلم

باب صدقۃ الفطر

یہ باب صدقۃ الفطر کے بیان کا ہے کیونکہ صوم کے بعد صدقۂ فطر مرتب ہے اور فطر سے مراد فطر کا دن ہے نہ لغوی معنی کیونکہ اطلاق تو شام کو رمضان میں افطار مرتب ہے اور اوسکو صدقہ اس جہت سے کہتے ہیں کہ دینے والے کا صدق اور اخلاص ظاہر کراتے ہے کذا فی المراح من اضافۃ الحکم الشرطیۃ اضافت صدقہ کی فطر کی طرف اضافت حکم کی ہے شرط کیطرف یعنی حکم سے مراد وجوب صدقہ ہے اسلئے کہ حکم شرعی وجوب ہے تو یہاں حذف مضاف کا ہے اور وجوب سے مراد وجوب الادا ہے اسواسطے کہ وجوب الادا کی شرط فطر ہے نہ نفس وجوب کی کیونکہ وجوب کا مدار سبب کے موجود ہونے پر ہے اور سبب رأس ہے قالہ الحلبی والفطر لغۃ اسم لما یحصل بالفطر قبل فعل کذا اور فطر اصطلاح اسلام والوں کی ہے اور فطرہ ساختہ طرہ کہتے ہیں کہ غلط ہے ھم ظاہر یہ ہے کہ شارح کی مراد یہ ہے کہ لفظ فطر موصوف الیہ صدقہ کا ہے اور اسم ہے اور دن مخصوص کا ہے یہ لفظ شرعی ہے یعنی اطلاق اوسکا اوس دن خاص روزہ پر اصطلاح شرع کی ہے کیونکہ فطر جو ضد صوم کی ہے لغوی شروع سے پہلے مستعمل ہے یا مراد اوسکی لفظ فطرہ کا ہے یعنی فطرہ کہ جس سے صدقہ مراد ہو لغوی نہیں ہے اسلئے کہ ان معنوں میں نہیں آیا اور نہ وہ جو قاموس میں مذکور ہے کہ فطرہ الکسر صدقۃ الفطر تو قاموس کے اغلاط میں شمار کیا گیا ہے اور فوری نے تحریر میں کہا ہے کہ اسم صوم کا ہے اور غالباً ماخوذ ہے فطرہ سے جو معنی خلقۃ کے ہے یعنی گویا کہ مہم ذکوۃ ہے بدن کی قالہ الشامی وامر بہا فی السنۃ الثانیۃ الی فرضہا فیہا رمضان قبل الزکوۃ اور حکم کیا گیا اوسکا اوسی سنہ میں رمضان فرض ہوا زکوۃ سے پہلے ھم روزے رمضان کے فرض ہوئے شعبان میں بعد تحویل قبلہ کے کہ یہ کیطرف اور حکم کیا صلے اللہ علیہ وسلم کا صدقۃ فطر کے لئے عید سے دو روز پہلے ہوا اور یہ زکوۃ کی فرضیت سے پہلے ہے یہی صحیح ہے قالہ الشامی کان علیہ السلام یخطب قبل الفطر بیوم او یومین یأمر بإخراجہا ذکرہ الشمنی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھتے تھے عید سے دو روز پہلے حکم فرماتے صدقہ فطر کا لوگوں کو ذکر کیا اوسکو شمنی نے مذہب حنفی سے نقل صحیح سے تخریج کیا ہے عبداللہ بن ثعلبہ سے کہ خطبہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یوم الفطر سے ایک روز یا دو روز پہلے پھر فرمایا ادا کرو ایک صاع گیہوں دو آدمیوں میں یا ایک صاع کھجور یا جو ہر شخص کی طرف سے آزاد ہو یا غلام چھوٹا ہو یا بڑا کذا فی الفتح بسند وحدیث ثعلبہ صححہ ابن السکن وصححہ الحاکم وقال علی شرط الشیخین وسلم وزکوۃ الفطر معناہ قال للاجماع علی ان منکرہا لا یکفر وہو یہ ہے کہ صدقۃ الفطر اور اوہ حدیث جسمیں مذکور ہے کہ فرض کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے زکوۃ فطر کو اسکے معنی یہ ہیں کہ مقرر کیا اوسکو سے کہ اجماع ہے سبب اوپر کہ منکر اسکا کافر نہیں ہے ھم امام شافعی کے نزدیک صدقۃ الفطر فرض ہے اور کذا استدلال حدیث مذکور ہو شارح نے استدلال جواب کی طرف اشارہ کیا ھو سنۃ فی الغرعند اصحابنا وھو الصحیح بدلیل ما روی عن البدائع ھو الصحیح بدلیل الآیات الامر اذا ورد مطلقا ولم یکن الوجوب علی قول وجب ہے صدقۃ الفطر استحباب کے درجہ العمر میں اور اوسکی گنجایش ہو ہمارے نزدیک تین الموں کے نزدیک بھی صحیح ہے ذکر کیا اوسکو بحر میں بدائع سے اور وجہ یہ بیان کی کہ افر صدقۃ الفطر کی ادا میں مطلق ہے یعنی وقت کی قید نہیں سو مدۃ العمر میں جب ادا کریگا تو ادا ہی ہوگا قضا نہ ہوگا ان البتہ عید گاہ میں جانے سے پہلے ادا کرنا مستحب ہے کذا فی البدائع ماند زکوۃ کے کہ ادا کرنا واجب ہی موسع ہے ایک قول پر جب پہلے گذر چکا ولو مات فادّاھا ورثتہ اعتبارا اور اگر مر گیا

پس اسکا ادائے صدقۂ فطر اوسکی طرف سے ادا کیا نوٹ رہے ہم جو وہ مین ہو کہ میں قیمتی کے دینے کو بصدقۂ الفطر ادا کیا فقیر سے
اور وہ مرجاوے تو وہ سکے ترکہ سے لیا جاوے گا یہ کہ وہ ترکہ شمار کرین اور رسم اہل ہم کے سی ہون اور جیسے کیا جاوے اوسی طرح ادا
اگر تو وصیت کرکے مراتو تنہا مین وصیت جاری ہوگی قالہ الشامی وقیل مُضِیْفًا اِلٰی یوم الفطر عینًا اور کہا گیا ہے کہ ادا کیا جاوے بعید
ہے بلکہ مفید یا اوقت ہے کیونکہ حضرت نے فرمایا اَغْنُوْھُمْ عن الطوف فی ھذا الیوم عن السؤال کے قضاء ہوگا اور اب کہنے سے بھی کچھ
کے خاص عید کے روز ہم بہ قول حسن بن زیاد کہا ہے کہ اور کہا ابن الہمام وغیرہا اور ابن ہمام نے اپنی تحریر مین ترجیح دی ہے کہ یہ مطلق مفید
گذر گیا تو ساقط ہوجاتا ہے کما ذکرہ فی الہدایہ وغیرہا اور ابن ہمام نے اپنی تحریر مین ترجیح دی ہے کہ یہ مطلق مفید ہوگا اور اب کہنے سے بھی ادا
علامہ مقدسی نے اسکو رد کیا ہے کہ حضرت کے وقت مین صحابہ صدقۂ الفطر نہ دیتے اگر نے تھے اور یہ بات حضرت کی اخبار سے ثابت ہے
جیسا خود ابن ہمام نے کہا ہے تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ مفید یوم الفطر تنہا نہ تھا اسلئے کہ اگر خاص اوس روز کے ساتھ مفید ہوتا تو اوس سے
ہے اور انہون نے اس قربانی اور نماز روزہ کے اور امر انہو ہم محمول ہے استحباب پر کذا فی الشامی فیعیدہ یکون قضاءہ والمختار فی
الکمال فی شرحہ ویجبہ وتقویم المبصاۃ یوم العید کے ہو وہ قضا اور اسکو ہم کہا ہے کہ مولانے اپنی تحریر مین اور ترجیح
اوسی اسکو نہ زیادہ البتہ اس مین ہم پہلے معلوم ہوچکا کہ مبین کرنا جب کے دن کا ایک تیسرا قول ہے کہ صاحبین ہمام نے کہا ہے کسی اور نے نہین
صدقۂ الفطر آزاد مسلمان پر اگرچہ صغیر و مجنون ہو ہم نے لفظ سے معلوم ہوا کہ غلام پر لازم نہین اور مسلمان کی قید سے معلوم
ہوا کہ کافر کے ذمہ نہین اگرچہ اوسکا غلام یا بیٹا مسلمان ہو کذا فی البحر اور یعنین مجنون و مجنونا اور کے ساتھ واقع ہوا نہ یہ
اوس صورت مین ہے کہ اون دونو یعنی صغیر اور مجنون کے پاس مال ہو ہم نے کہا ہے کہ عقل اور بلوغ جو کہ شرائط مین نہین
اور اوسکے امام محمد اور ابو یوسف نزدیک یہانتک کہ اگر مجنون و صغیر کے پاس مال ہو تو ادا کا ولی صدقہ نکالے اوسکے مال مین سے اور امام محمد
ابو نزکہتے ہین کہ نہین واجب ہے پس اگر ولی صدقہ اون کے مال مین سے دیگا تو ضامن ہوگا قالہ الشامی حتی لو لم یؤد حتی بلغ
ولزمتہما وجب الاداء بعد البلوغ یہانتک کہ اگر نہ نکالے صدقۂ الفطر مجنون اور صغیر کا ولی تو بعد بلوغ کے اور بعد افاقہ کے
ادا واجب ہوگا وتصاب فاضلا عن حاجتہ الاصلیۃ کدیہ وعن عیالہ وان لزمتہم کما مر یعنی صدقۂ الفطر واجب ہے
ہر آزاد مسلمان پر کہ نصاب کا مالک ہو اور نصاب زاید ہو اوس کی حاجت اصلی سے جیسا دین اور زاید ہو عیال کی حاجات سے اگرچہ نصاب
اوسی جیسا پہلے گذر چکا وبہ ای لھذا الیصاب یحرم الصدقۃ کما مر وتجب الاضحیۃ وفطرۃ المملوک علی الراجح اور اسی
اوسی سے ہے کہ واجب صدقۂ الفطر کا قدرت مکنہ کی جہت سے ہو وھو المجب بہ یعتبر التمکن من الفعل فلا یشترط بقاءھا
البقاء الوجوب بل تنہا شرط المحض قدرت مکنہ کا ان مشد دسکے اوسکے ہو وہ واجب ہو بغیر قدرت کے فعل پر پس نہین شرط
باقی رہنا اس قدرت کا وجوب کے باقی رہنے کے واسطے سلم گو وہ اور شرط ہے ہم واضح کہ قدرت جس سے آدمی امور ادا کرتا ہے

اور قسم ہے ایک وہ کہ تونگری اوسکے ساتھ میسر ہو اوسکو قدرت مطلقہ اور قدرت ممکنہ یعنی قادر کہتے ہیں کیونکہ اوسکی جہت سے آدمی اور اوسکا مولیٰ برابر ہو جاتا ہے جیسے نصاب مستند نظر کی قدرت ممکنہ ہے اور زاد اور راحلہ جو کہ اوس اور اوسکے قدرت کے ساتھ تونگری بھی میسر ہو وہ قدرت میسورہ یعنی آسان یہ قدرت کا کامل کہلاتی ہے جیسے نصاب ذاتی الفطرۃ اور اس سے معلوم ہوا کہ شارح نے جو تعریف کی ہے وہ خود قدرت کی نہیں بلکہ اوس وجہ کی ہے جو قدرت نہ کورہ پر شرط نظر ہو اور بقاء قدرت ممکنہ کے شرط ہونے سے یہ بھی کلا کہ اگر نصاب عین فطر کی صبح کے بعد ہلاک ہو جائے تو صدقہ نظر ساقط نہ ہوگا جیسا کہ آگے آتا ہے کالبقل ۱۲ ھدایہ فیکون میسورا فی طرفی الحول فیجب لعدم النقصان بصفۃ الیسر فقیرۃ من العشر الیسر قدرت میسرہ کے ساتھ میسر ہونے کے سبب سے قدرت میسرہ ہے کہ جو کہ وجوب اور صدقہ قدرت کے مسلوبات کے وصف کے ساتھ موصوف ہوا ہو اوسکو خواری سے آسانی کی طرف ہم نے اس تعریف میں نہیں لیا کیونکہ اوسکی تعریف میں گذرا حاصل کہ قدرت ممکنہ ہر گاہ شرط ہو تمکن اور احداث فعل کو تو شرط خصوص ہوئی کہ اوسکے تمکین میں علت کے تمکین میں اور بقا بھی شرط نہیں بقاء وجوب کے لئے کیونکہ بقا ساقط ہے وجود کا اور وجود کی شرط کو کبھی لازم نہیں کہ بقا کی شرط بھی ہو جیسے کہا کہ شرط ہیں انعقاد نکاح میں نہ بقاء نکاح میں بخلاف میسرہ کے اوسکا ایسی شرط ہے کہ اوسمیں معنی علت کے ہیں کیونکہ اوسکو فعل واجب کی صفت کو خواری سے موصوف کے ساتھ دل دیا ہے پس ممکنا تھا کہ فعل واجب ہوا بصورت وجود قدرت ممکنہ کے بصفت خواری موجود ہو شاری کو چھوڑ کر اور اوسکو بصفت یسر واجب کیا پس طرح کی قدرت کا دوام شرط ہے باعتبار معنی علت کے کیونکہ حکم نہیں باقی رہ سکتا مدون اوسکے کذا فی الشامی مختصرا فیشترط بقاء ما بقاء ما یشترط فی مبنی العلۃ پس شرط کیا گیا ہے بقاء قدرت میسرہ کا کیونکہ میسرہ شرط ہے علت کے مبنی میں یعنی اور حکم اپنی علت کے ساتھ رہتا ہے وجود اور عدم میں کذا فی الفتح اور وقد حررنا ہ فیما علقناہ علی المنار اور ہمنے اوسکو منح پیان کیا ہے شارح کی تعلیلات میں تقرر فرع علیہ لا تسقط الفطرۃ وکذا الحج لهلاک المال بعد الوجوب پر تفریع کیا مصنف نے اوسپر جو بیان کیا ہے کہ یعنی قدرت ممکنہ اور میسرہ پس نہیں ساقط ہوتا نظر اور اسی طرح حج مال کے ہلاک ہونے سے موجب وجوب ہونے کے بعد کیونکہ ان دونوں میں قدرت ممکنہ ہے کہ قال الشامی کما لا یبطل الیسار بهلاک نصاب الشهود وبه یشعر اطلاق متنا کالخراج کہ اوسمیں کے ہلاک ہونے سے بخلاف الزکوۃ والعشر فانه یبطل الواجب لانشراط بقاء المیسرۃ بخلاف ذکرہ اور عشر اور خراج کے یعنی خراج متناسبہ اور اشر کو قدرت میسرہ کی بنا شرط ہے یعنی نام ہے نماء کا مال جو نہ ہلاک ہو جاوے اوسکو اوسکی قدرت اور اوسکو بڑی ہوا ہو جی تو زکوۃ ساقط ہو جاتی ہے بخلاف استہلاک کے کیونکہ اس صورت میں بقاء قدرت باقی ہو کہ ہمیں اجر جزئی ہے اور فقیر دین کا بھی لحاظ ہے عن نفسه متعلق ہے بقولہ وان لم یکن لعیاله عن نفسه متعلق ہے بجب کے یعنی صدقہ الفطر واجب ہوا ہے نفس کی طرف سے اگرچہ کسی عذر سے روزہ نہ رکھا ہو ہم یہ بیان کرتے ہیں فطرہ کے مسئلہ اور اصل ہمیں خود اوسکے نفس سے اور آدمی ہے شک اپنا ہو ہم نے آپ اوسپر شاہد ہوئے ہو اور اپنے اوپر اس کا آپ متولی ہوا ہو اوسکے متعلق ہیں ہے وہ جو کہ اوسکے ساتھ متعلق ہو یعنی اوسکا تو اپنے حق کی مؤنت اوسکو ذمہ ہے اور صوم میں عذر کی وجہ اتفاقی ہے اگر لا یعذر بھی تو بھی شخص انظار کرے سب بھی یہی حکم ہے کیونکہ فطر وہ کے اوپر ہمیں ہے شرط نذکر نہیں قالہ الشامی وطفله الفقیر الکبیر المجنون اور اپنے چھوٹے لڑکے کی طرف سے اور پر جو مجنون کی طرف ہم ہے یعنی جو فقیر ہو کیونکہ غنی کا صدقہ اوسکا اپنا ہی ہوگا امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک جب پہلے گذر چکا اور طفل کے لفظ سے معلوم ہوا کہ جنین کی طرف سے صدقۃ الفطر لازم نہیں اور طفل اوسکے اور لڑکی دونوں کو شامل ہے کہ فی التبیین قالہ الشامی ولو تعدد کالابا فعلی کل فطرۃ اور اگر اپاب متعدد ہوں تو ہر اپاب پر فطرہ لازم ہوگا ہم یہ بیان کرتے ہیں صورت یہ ہے کہ کسی شخص کے دو لڑکے ہوں کہ ان میں سے ہر ایک باپ ہی کہے بیٹا ہونا کا دعوی کرے اور دونوں لڑکوں نے دعوی کیا کہ اوسکا باپ الشامی وقد رجح طفلا الصلاح فی الجنین وقالوا لو قسم قال لا فطرۃ اور اگر کاہم کر دیا ہو اپنی لڑکی کا کہ وہ زوجہ کی خدمت کر سکتی ہے پس فطرہ لازم نہیں ہوتا

ہمہ جا مذہب ہمارا مذہب ہے آگے یہ بیان ہے اس پر کہ مذہب کو تسلیم کر چکا بلا اصل میں ہے حنفیہ اور اگر اپنے نابالغ بیٹے کے ہمراہ کہیں گیا ہو تو اس کے باپ پر فطرہ نہیں ہے کیونکہ اس کی موت اور اس کے وجوب میں اسی سے معلوم ہوا کہ یہ مسئلہ میں مرد ہے میں عدم ہے کی مسلمانیت اور جامع نزدیک ہمراہ کی قالہ الشافعی والحنبلی کالا یحتسب قفیلہ کا اعتبار دہ والا یحتسب یار اور اباب کا مثل ہے اپنے کے موضع جیسا اختیار میں ہے کا اختیار کیا ہے ہم حسن کی روایت ہوا اور ظاہر الروایت کے خلاف ہو کہ وہ اباب کے حکم میں ہے کہ جیسے اگر ان دونوں سے ایک مسئلہ بھی ہو اور متحد القدر میں بھی ہے کا اختیار کیا ہے کیونکہ سبب ہو کا تحقیق ہو چکی ہیں اور اس کی موت اور قریب ولایت مطلق ولادا ایسے کے زیب کے سبب اسلام ہوشیار ہے نے بھی اسی روایت کو اختیار کیا کذا فی الشامی وعبید الحلیۃ ولو مات ولدہ الا و نسلہ یکفر اور مرہون آبادکان عبدہ وامۃ بالذین اور نظرہ وجب ہے اپنے غلام مرتہی کیطرف سے اگرچہ مدبر میں ہو میں مستغرق الذوبی الصحیح لما جارہ وہ ہوا ہمارے ہیں کہ کیا ہوا وجب کہ اس کے اس دین کے دینے کی قدر موجود ہو یعنی دین سے زائد نصاب ہی ہو ہے مسیبہ میں ہے اور ہر اور نصاب سے بھی ہے کہ غلام کے سوا اور موجود کہ وہ حوائج اصلی میں ہے کذا فی الہندیۃ کما فی ولا مالی کے غلام تہ اور مال ہو اور وتر قبہ ہ عاما الرقبہ ورد وہ غلام جس کی خدمت کی وصیت ایک شخص کے لئے کی ابدا دسکی ملکیت کی دوسرے کے لئو فطرہ وتر قبہ کے مالک رہے کالعبد العاریۃ والرقبۃ فی الحال ہے میں عبارت کا غلام اور وہ ملکیت کا اور رد غلام موسیٰ کی گا گیا ہو کہ اور نکاح عبدہ کا مالک کے ذمہ ہے خانت کرنی سی ہو ہمارا ہوا خطاب کو کیونکہ ایک کی ملک غلام سے سب زائل ہوتی ہے جب خانت کے بدلہ میں اور سکو دیدے سے زائل نہیں ہوتی کذا فی النہایہ وقول الزیلعی کالمجتبیٰ قلت فتح اور زیلعی کا قول کہ ہو صدقہ جیسا نہیں ہے خطاسے کہ تقاسے نکل گئی کذا فی النہر ہم زیلعی میں ہے کہ جس غلام کے رقبہ کی وصیت ہو تو اور سکا فطرہ اکثر نہیں ہے لیکن شیخ مجتبیٰ زیلعی نے اسکو محمول کیا ہے اس پر کہ جس کو ہم نے ذکر کیا اور موصی نے اسی تو قبول کیا نہ رد کیا قالہ الشامی وعبد الرحمٰن والمراد بالرقبۃ ولو کان عبدا کذا فی التحقیق السبب وھو اسکو یمونہ وتلزمہ علیہ اور عبدہ دسی اپنی مدبر اور ام ولد کیطرف سے اگرچہ غلام کا فرہی ہو کیونکہ سبب وجوب متحقق ہو یعنی راس جس کی مؤنت اسکے ذمہ ہے اور اسی کا وہ ولی ہے ہم یعنی مؤنت واجبہ کا اس طائفہ میں پہلی سبب سے مؤنت واجبہ نکل گئی ہو حوالہ اپنے ذمہ کیے ہو اور دوسری سبب سے عبد بشرط نکل گیا کہ اور سکی مؤنت کا اس میں اور دسی سے ذمہ یہ نکل گئی کہ اور سکی مؤنت مطلقہ نہیں بلکہ مؤنت ضروری ہے نظام خانگی کے لئے اور یہ سیلو کو مجرد موسیٰ ازواج بات کے کچھ لازم نہیں ہیسو وذکر اکذا کا فی الزیلعی ۷ من زوجۃ وولدہ الکبیر العاقل نہیں وجب ہے مؤنۃ الظہر اخی بالی کیطرف سے اور اپنے ولد کبیر کیطرف سے جو عاجز عاقل ہو ہم زوجہ کیطرف سے ولد کے نہیں وجب کہ اور سے ولایت اسمیں نہیں کیونکہ اور سے حقوق زوجیت کے اور کسی طرح کی ولایت نہیں ہے اور ولد عاقل بالغ اگرچہ ایاہج ہو اور خود دوسرے میں اور سکا نکر یک ہو گر اور سکا صدقہ باپ پر واجب نہیں کیونکہ ولایت نہیں کذا فی جوہرہ اور عاقل کی قید سے اور اجتراز ہو گیا صغیر اور مجنون سے کہ اگر کما ہو صغیر ہے ولد اوسی عیلہ بالذات اجر الحاضنۃ للاجنبی حادۃ اف لو فی جنایۃ ولا فلا فہستانی عن المحیط فلیحفظ ہذا اور اگر فطرہ ولی کی طرف سے واجب بالتبرع کے اور اسکی طرف سے نہیں واجب ہے بدائع کذا فی البحر ہم اور اسی سے یہ نتیجہ ہو کہ کوئی امر کیونکہ عادۃ اوں موجود ہو جیسے اگر اور سکی عیال میں موجود ہو یعنی کافر کا ہو کذا فی النہر ہم فتاوی عن المحیط اسکو اور کہ ہم لا اذن عادۃ سے اشارہ ہے کہ نیت حقیقۃ کے موجود ہے دینہ بالنص میں مقصر ہم کی ہو کہ فطرہ بدون نیت کے اور اسمیں مراد بحر میں کیا ہے کہ ظہیریہ کی ظاہر عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر اور اکبر اوں اجنبی کیطرف سے اور اسکی عیال میں سے ہیں بھی بغیر خود نوش اسکے متعلق ہے بدون اوکی اجازت کے تو جائز ہے مطلقا یعنی قبیہ دوجہ اور ولد کو نہیں قالہ الشامی وعبیدہ کالآبق والمالوف والمغصوب والمفقود لو تکن علیہ بینۃ کہ بھاگے ہوئے غلام کی طرف سے کیونکہ ولایت اور سے قائم نہیں ہوئی

اور نہ قید ہی کیلئے ہو نہ وصف خاص ہو جیسا کہ مکاتب اور نہ وصف کیلئے ہو کہ ثبوت کیلئے کافی ہو مگر غصب پر شاہد نہیں کہ ذاتی انحلال عدم مستقصی اس تصحیح کا جو کتاب الزکوٰۃ میں ہے کہ رجب نہیں گو وہ بھی ہوں کہ کہنہ خاصی عامل نہیں ہوتا اور نہ ہر گواہ مقبول کہ اما فی الاستحسان فلا یعدل عن ظاہر الروایۃ فیضیف الی المضمون گر ملاحظہ کیجئے پھر آپ کے بعد نہیں رجب ہوگا سالمای گذشتہ کذا فی فتاوی ھم یہ متشابہ راجع ہے ان کی طرف جیسا کہ ظاہر ہیں اور ہم نہیں ہے اور مخصوص کی طرف نہیں جب کہ ایک کہ ظاہر یہ ہے کہ اسے کوئی کہتا ہے کذا فی الشامی و کما بعض مکاتبہ و لا یضیف علیہ لان ما فی یدہ للمولی کا اور نہیں جب کہ ایک کی طرف نہیں سوا اور نہ رجب ہوں اس مکاتب پر کہ یہ کہ جو چیز مکاتب کے قبضہ میں ہے مولی کی ہے ہم اسے کہ مکاتب عبد ہے جب کہ اور زیادہ کرنے کہتا ہے اور عبد خود مملوک ہو تو مالک نہیں ہو سکتا کذا فی البدائع و عبد یستسعی کہ اور نہ بشتر کہ غلام کی طرف ہم کہ ہو کہ ہر ایک شریک کی ولایت اور ثوبت تاخیر ہو اور نہ امام صاحب کے قول سے اور نہ صاحبین کے ہو جیسا کہ ہر ایک کے دیدہ ہو ہی غلام کی نظر ہو گا جیسا اور اسکے حصہ میں آزمین کمزور ہو گا جیسا ہے یہ میں ہو یعنی اگر جائز غلام ہوں تو دو تہائی شریک کی زمہ دو ثلثان کی نظر ہو گا اور اگر نہیں غلام ہوں تو ایک آنکھ کا نظرہ دونوں پر لازم ہو گا تہائی دو کا لازم ہو گا اور محیط میں ابو یوسف کو اور چسپیدہ کے ساتھ ذکر کیا ہے اور یہی اصح ہے جیسا مقابلین میں اور فتح میں ہے کہ اذا کان عبدا بین اثنین و قالا ہو وجد القبض ان نوبۃ احدھما فجحد احدھما فجحد فقول کو جحد کہ غلام مشترک ہو اور ثوبت ہو جب اوس سے مدت ہے ہوں اور اگر ایک کی نوبت میں وقت وجوب یا بیاد ہے یعنی طلام فجر لزوم النظر تو ایک قول میں دو ہے ہم یعنی قول ضعیف میں جیسا بعض نسخوں میں موجود ہے اور وجہ اس قول ضعیف کی یہ ہو کہ مست ہوں اور مشورہ کے اخلاق سے قال الشافعی و تؤقد الرجوع ہو کان المبلغ مبیعا بخیار فاذا مضی یوم الفطر الخیار فی تلام متلف علی کیسے لا یا اور صدقہ کا وجب موقوف ہو گیا اگر مالک کو اختیار وجب علیہ کا اوں کذ حاکم اور تحریر بار ہی موقوف نظرہ کا لازم اوس مشخص پر ہو گیا وہ غلام قرار پاوے گا جیسا مقبوضہ بحیا یعنی اگر خیار مشتری کا یا زنوں کا اور موقوف اور اسطرح ہو گا کہ ملک متزلزل ہے اور اگر خیار نہ ہوا اور بعد یوم الفطر کے قبض کیا تو مشتری پر لازم ہو گا اور اگر قبل القبض ہر کسا تو کسی پر وجب ہو گا اور اگر عیب کی جہت سے قبل القبض پہر گیا یا اختیار رویت کی جہت سے قوائم کے ذمہ لازم ہو گا اور اگر بعد القبض پہر گیا تو مشتری پر کذا فی النہایہ نصف صاع فاعل بخلاف من مر اور ہو یقینا و سو یقینا نصف صاع فاعل ہو جیسے کہ یعنی فطرہ کی مقدار واجبہ اور اصاع کیونکہ کا یا اور کے کہ اسے کے ستر کا ہم اولی یہ ہو کہ اسے اور ستر من مقدار اور جیسے دو نوں کی رعایت ملحوظ ہو حتیاطاً اگرچہ بعض احسابیین اسے کی تصریح آئی ہے کذا فی البدایہ اسوسطے کہ ستا میں سلیمان بن ابو شیخ سے جو ستر وکی الحدیث ہے پس حتیاط رجب ہو یعنی اسطرح کہ نصف صاع گیہوں کا آتا ہو یعنی کہ راجز ہو نصف صاع گیہوں یا ایک صاع جو کا اور اسطرح نہ زیادہ کہ نصف صاع سے کہ گیہوں کا آتا ہو جو قیمت میں برابر ہو نصف صاع گیہوں کے یا ایک صاع سے کہ جو کا آتا ہو قیمت میں برابر ہو ایک صاع جو کے اور نہ اسطرح کہ نصف صاع گیہوں کا آتا کہ قیمت میں نصف صاع گیہوں کی برابر ہو یا ایک صاع جو کا آتا ہو قیمت میں ایک صاع جو کی برابر ہو کذا فی الفتح تبلیغ برابر ہو میں لفظ آتا ہے سے تفسیر کتاب اور فتح القدیر میں لفظ رجب کذا فی الشامی اور ذیلعی و جعلاہ کالتمر و ھو روایۃ عن الامام و بہ یفتی بالبقیۃ و غیرہ یا نصف صاع گیہوں کا یا ایک صاع جو کا اور رضا نہیں کہ بعض نسخوں میں کہ ہے یعنی ایک صاع مرغی چاہئے اور یہ ایک روایت ہے امام صاحب سے بھی اور تصحیح کی ہے اس روایت کی ہندی و غیرہ نے ہم یعنی اپنی تحریر میں جو ظاہر ہے اور اور اور یہ ہے کہ اوسنے تصحیح نہیں کی ہو بلکہ روہ اصحاب تصحیح نہیں ہے ہم میں کہا ہے کہ اسی تصحیح کی ہے اور الہدایہ نے اور ترجیح دی ہے ابن حاکم نے فتح القدیر میں رئیل کی رو سے دلائل الخلافیات والتمہید لابن عبد البر ھان و ابو الطیب طبری و خلائق اور شرح الہدایہ میں ہر ان سے منقول ہے کہ اسی پر فتوی ہے اور صاع من تمر یعنی مدینہ پاک صاع مجرد اگرچہ ناقص ہو ہم میں کہا ہے کہ نصف صاع یا

صاع مثلی کہا ہے اور جیسے کہ قید نہیں لگائی اس واسطے کہ اگر نصف صاع تر بھی ہو اور اگر بچا تو خشک ہو اور اگر دانہ کیا ہوا اور اس میں نقصان بھی بہت ہو اور اگر روٹی کی قیمت دی تو بھی زیادہ باقی رہ گئی وہی ہے اور اگر وہ نے کہا کہ ذاتی الظہیریۃ اور اگر گیہوں جو میں ملا ہوا ہو ان میں اگر غالب ہوں تو ایک صاع اور اگر گیہوں غالب ہوں تو نصف صاع ہے ذکرہ الشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ وھکذا ذکر فی المحیط وھو الصحیح کذا فی الخلاصۃ اور جو مخلط وغیرہ کا جیسے حضرت شیخ اللہ علیہ وسلم نے اور جو میں تھیم جو اور تھیں دری اس میں مستر قیمت ہے جیسے جو اور دری ہم مباہم میں ملا ہوا ہے کہ مشیہ میں غالب ہیں بعضوں کو بعض کی جگہ قیمت سے شمار کرنا جائز نہیں برابر ہے کہ جس چیز کے بدلنے میں زیادہ ہے وہ اس کی جنس سے ہو یا خلاف جنس ہو مثلاً گیہوں دینا گیہوں کے بدلے قیمت کے اعتبار سے جیسی اسطرح کہ نصف صاع اچھے گیہوں کے بدلے ایک صاع اور متوسط گیہوں جائز نہیں ہے اور نہ ظلہ گیہوں کے بدلے قیمت کے اعتبار سے دو وہی جائز نہیں ہے نصف کے بدلے کچھ جو قیمت نصف صاع گیہوں کی باہر ہو جیسے نصف صاع گیہوں کے اور کری بلکہ بجا جو نصف صاع گیہوں کے شمار کیا جائیگا اور اسکے زمانہ کی کمی زیادتی کا لازم کیا کہ قیمت مختلف ہیں جیسے زمین کہ آلہ الشامی رھو الصاع المعتبر ما یسع الفا و اربعمائۃ درھم من ماء نہر عتابیہ اور صاع جو شہر عتابیہ ہے وہ ظرف ہے جس میں ایک ہزار چار سو درہم کے وزن کے پانی اس سے سادہ جس صاع عتابیہ مکاہ جو ہے اور مد تہ رطل کا اور رطل نصف من کا اور من دو رطل ہوں کا اور درہم ساتھ درہم کا اور ہر ساتھ سے تو ایس سے شمار کر اور ہر شمار کسر تہ رہ درہم کے وزن سے ساتھ سے چار مثقال کا کذا فی شرح وہبانیہ اس بنا اور شرع دونوں اور ہر میں معنی ہر ایک اور رطل عراقی اور صاع کا جو تہامی اور رطل ایک سو تیس درہم کا اور رطل مدنی اور قسم القدیم میں ہے کہ صاع میں اختلاف ہے امام ابو حنیفہ اور محمد نے کہا ہے کہ آٹھ رطل ہوتی کا ہے اور امام ابو یوسف نے کہا ہے کہ پانچ رطل اور دو ثلثی رطل کا اور کہا گیا ہے کہ اختلاف نہیں ہے بلکہ یہ تغیر کا فرق ہے اسلئے کہ ابو یوسف نے بغداد کا مدینہ شریعت کے رطل سے کیا ہے جو تین استار کا ہے اور عراقی تین استار کا ہے اور جب مقابلہ کیا تو اسکا ایک رطل عراقی کا ۱۲ رطل مدنی کے ساتھ تو دو لو برابر ہیں کیونکہ تین استار کا آدمی میں فرق رہتے ہے ایک سو ساٹھ استار ہوتے ہیں اور پانچ کا تہائی تین سو بیس استار ہوتے ہے دو سو ساٹھ سے اور ایک سو ساٹھ استار کے اور یہی بنا ہے اس پر جو کہا امام محمد نے اور ابو یوسف نے خلاف ابو یوسف کا تین کہ اگر ساتھ مشک ذکر کرتے ہے تو جانا چاہیے کہ وہ درہم شرعی ہو جو تیرا لاکھ ہوتا ہے اور جو اس عبارت ہے وہ سولہ تولہ کا ہے جب صاع ایک سو ہزار اسی درہم شرعی کا ہوا تو مقدار ہر درہم کے وزن سے جو ہوں گے ہر ایک درہم کا کذا قالہ الشامی قاضی خان اور بعد باقی تین نے لکھا ہے کہ رطل میں استار کا ہونا ہے ہر ستار ۱/۲ مثقال کا پس وزن رطل کا ہر ایک جنس روپے تولی کے ہے یعنی جو روپیہ کی سرا گیارہ ماشہ کا ہے مانند اسی کے کہ صاع پہنچے (۱۰۴ درہم = ۷ تولہ ۴ ماشہ ۲ رتی ۲ جو روپیہ کی سرا ۱۱

ودفع القيمة اى الدراهم افضل من دفع العين اور بیانیت صدقۃ الفطر کا بدلنے درہم ودینار کا افضل ہے اُس معین کے دینے سے کہ وہ فقیر کی حاجت کے
دفع قیمت زیادہ سے زیادہ ہوں کذا فی الشامی علی الدر المختار یہ جو حکم وجہ دوم سے الطحاوی بنا بر مذہب مفتی بہ کے کذا فی الجوہرۃ والبحر الرائق النظیریۃ
ہم اور اسکے مقابل یہ قول ہے جو مصنفات میں ہے کہ گیہوں کا دینا افضل ہے سبب اول میں ایام بشرت کے ہوں یا تہوار اسلئے کہ یہ موافق سنت کے
ہوا اور اسی پر فتوی ہے کذا فی البحر پس فتوی میں اختلاف ہو گیا کذا فی الحطاوی وھذا قالہ الشامی وھو فرع العین افضل الا یخفی ربہ
قیمت کا ادا کرنا افضل ہے اور ثانی کے دو قولوں میں گرانی کے زمانہ میں تو خود اُس شے سے مراد ہے یعنی غلہ وغیرہ کا افضل ہے جبکہ کہ ارزانی
نہیں ہم ظاہر اس عبارت کا دلالت کرتا ہے کہ یہ مذہب شارح کے نزدیک مختار ہے اور خود اسکو کہنا یہ عبارت سے اور تائید ثانیہ میں اسکو محمد بن سلمہ کا مختار نسبت کرنا ہے
اور شہر بلخ کا یہ مسئلہ ہے کذا قالہ الشامی یطلع فی الفرع المعلق بالبیت یہ مسئلہ جو بیت سے متعلق ہے یعنی صدقۃ الفطر واجب ہونے عید کی صبح صادق کی ہوا
ہونے پر ہم اور امام شافعی کے نزدیک رمضان کے آخر روز کے آفتاب غروب ہونے پر کذا فی البدائع وضمن ما قبلہ اى الفجر اول لیلۃ العید کما
اذا اسلم لاقل علیہ پس جو شخص مر گیا اوس فجر سے پہلے یا پیدا ہوا اور اسکو بعد یا اسلام لایا تو اسپر فطرہ واجب نہ ہوگا ہم کیونکہ یہ اشخاص
وجوب کیوقت اہلیت سے خارج ہیں کذا فی التبیین اور یہی حکم ہے جو تغیر ہو جانے فجر سے پہلے تو نگر ہو جانے فجر کے بعد کذا فی الہندیۃ ق
یستحب اخراجہا قبل الخروج الی الصلوۃ لحدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم امرہم ان یؤدی صدقۃ الفطر قبل خروج الناس الی الصلوۃ
ہم اور مستحب ہے فطرہ دینا عید گاہ میں جانے سے پہلے بعد نماز ہونے فجر عید کے اسلئے کہ حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور وہ یہ ہے کہ افضل خدمت کے ہم اس قول افضل کو حاکم نے
ابن عمر سے روایت کیا ہے اور فتح القدیر میں اسکو بیان کیا ہے قالہ الشامی وھو اداؤھا اداؤھا قبل الصلوۃ افضل استیاناً لما روی ابن ماجۃ
ہوا دا کرنا فطرہ کا یوم الفطر سے پہلے اور نہیں ہے کہ تاخیر فیاس کرکے التشبیہ موجب اذ ہو الأس اور سبب زجر ہے یعنی اُس موجود زجر
ہم اولی یہ ہے کہ بخاری کی خدمت سے استدلال کیا جاوے کہ صحابہ عید سے ایک یا دو روز پہلے فطرہ دیا کرتے تھے فتح القدیر میں ہے کہ
پہلے سے دینا صحابہ کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر مخفی نہ تھا بلکہ آپکے اذن ہی سے ہوگا کذا قال الشامی یشیر الی ان ترکہ للبیان والا لزال
مسئلۃ التقدیم وھو الصحیح وبہ یفتی وھو مروی عن الظہیریۃ بشرط دخول رمضان کے تقدیم کے مسئلہ میں یہی صحیح ہے اور اسی پر فتوے
دیا جاتا ہے کذا فی الجوہرۃ والمروی عن الظہیریۃ یعنی اگر رمضان سے پیشتر فطرہ دیگا تو صحیح نہ ہوگا لکن عامۃ المتون والشروح علی صحۃ التقدیم مطلقا
وصححہ غیر واحد من ارجحیۃ فی الظہر وقیل ان علیہ الفتوی انہ ظاہر الروایۃ قلت فکان ھو المذہب لکن اکثر متون اور شروح متفق ہیں تقدیم کی ہر صورت میں
ہر صورت تعین کیساتھ اگرچہ رمضان سے پیشتر دیوے اور کہنے والے نہیں بلکہ سبھوں نے اسکی تصحیح کی ہے اور نہیں اوسکو ترجیح دیا ہے اور ولوالجیہ سے
نقل کیا ہے کہ یہی ظاہر الروایۃ ہے ہیں کہنا سوا اس کے نہیں ہی ہے مذہب ہم محطا وسبی کہا کہ جس جواب پر فتوی ہوتا ہو وہ مقدم ہوتا ہے ظاہر الروایۃ
پر وجازد فعہ کل شخص فقیر فی مسکین واحد کذا فی الکافی اور جائز ہے دینا ہر شخص کو اپنا فطرہ ایک مسکین کو یا جماعت کو اپنی بنا پر اگر اشتراک
اسی پر مبنی ہے جزم فی الولوالجیۃ والخانیۃ والبدائع والمحیط وتسہیم الشلبی فی الظہار من غیر ذکر خلاف وصححہ فی البدائع فکان ھو الاظہر فکیفری
الکفو اور اسی پر جزم کیا ہے ولوالجیہ اور خانیہ اور بدائع اور محیط میں اور نہ اکتفا کیا تسہیم شلبی کے باب ظہار میں بدون ذکر اختلاف کے
اور بیان نہیں کیا کہ یہی صحیح ہے یا نہیں پس یہی صحیح ہے جو ہم نے بیان کیا ہے مسکین کو دینا یا چند کو اگر ہر ایک کو جو کچھ بیت الصوم للمدیون
فیفیہ الاولویۃ ولذا قال فی الظہیریۃ لا یکرہ الاستحباب الخ ہم اور مراد حدیث شریف اغنوہم الیوم من استجاب کے لیے جو پس مفید ہوا روایت کو
اور آسیواسطے ظہور بین کے ہو کہ تاخیر مکروہ نہیں ہی یعنی تحریماً ہم یہ حدیث دار قطنی اور ابن ابی عدی اور حاکم نے علوم الحدیث میں ابن عمر
سے ان لفظوں سے روایت کی ہے اغنوھم عن الطلب فی ھذا الیوم کذا قال الزیلعی اور یہ اس حدیث سے بہرہ ان ہوتا ہے کہ اغنا جاصل ہوتا ہے کہ ایک
فقیر کو پورا فطرہ نہ دیا جاوے پس چاہیے کہ ایک ہی کو پورا فطرہ دینا واجب ہو مقتضای امر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سو شارح نے

جواب یہ کہ اس استحباب کے لئے ہو تو زنا تقدیم و تاخیر جائز نہ ہوتی اور تقدیم و تاخیر کے جواز پر دلیل سابق مین ہو چکی تو جب امر استحباب کے لئے ہوا تو اسکا خلاف مکروہ نہ ہوگا بلکہ خلاف اولیٰ ہوگا اس جواب سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ایک کا فطرہ متعہ کو دینا مکروہ نہ ہوگا جیسا کہ اوپر گذرا ان کو مگر یہ کہ فرق اسطرح بیان کیا جاوے کہ اگر کل یوم الفطر سے تاخیر کرین تو اغنیا کا کل حاصل ہوتا ہے بخلاف اسکے کہ شہور دین کہ یہ کہ عموم سے اغنا حاصل ہوتا ہے جیسے کہ غنی نے بہ علت بیان کی ہو قالہ الشامی کما حاذرہ فی قولہ وجاز دفع القیمۃ الخ کما مر ویجب ہوا جائز ہو دینا متعہ کے مشخص کا فطرہ ایک مسکین کو بغیر ایسے اختلاف کے کہ اوپر اعتبار کے ہو ہم بعدہ یہ سو مصنف کے کلام کی تعمیم کی ہو یعنی مراد نفی خاص خلاف کے ہو کیونکہ رأیت الرحمن سے دو فسلہ نہین خلاف کی تصریح کی ہو کہ جائز ہو لیا ایک شخص کا جو اوقت عیالہا ہفتۃ کسی عورت کو اسکے خاوند نے فطرہ کے ادا کا حکم دیا ہو سو بلا اجازت خاوند کے اور اسکے کہ یہان اجنبی کہو بدون ملانے اور کسی فقیر کو دیدی تو عورت کیطرف سے جائز ہے مرد کیطرف سے جائز ہم اسلئے کہ مرد نے اجنبال مین سو دینی کی اجازت دی تھی جب عورت نے مرد کا فطرہ اپنے فطرہ مین ملا لیا تو امام صاحب کے نزدیک غلطی کی جہت سے مستہلک ہو گیا تو اسکی مالک عورت ہو گئی از عورت کے ذمہ اور اتنوا اجاج کا مضمون لازم آوے گا قالہ الشامی ہو ان الاخلاط عندنا کما مر استہلاک فتضمن ہو صاحبہ وصار کالہلک یعنی ان اجاز الخ ہو یہ بیان اسکا سو یہ سو کہ سابق مین مذکور ہو ہی یعنی مخلوط ہونا استہلاک ہے امام صاحب کے نزدیک کہ مالک کے حق کو اس سے تعلیق کر دیتا ہے اور صاحبین کے نزدیک نہین تعلیق کرتا تو فطرہ جائز ہوگا اگر دو ہے نے اجازت دی کذا فی الظہیریہ ہم یعنی زوج کی طرف سے بھی جائز ہوگا ولو لم یکن قال فی الدر المختار او اگر صورت مسئلہ کی اسکس ہو (یعنے عورت نے مرد کو کہا کہ میرا فطرہ ادا کر دو اور مرد نے عورت کا فطرہ اپنے فطرہ مین ملا لیا اور فطرہ دیا) تو نہر مین کہا ہو کہ مین نے بصورت کہ نہین دیکھا مضمون ہو تو جواز عدم ملا حاذرہا اور جو سابق مین مذکور ہوا (یعنی ولو آذنی عنہا بالاذن الخ) وہ مقتضی ہو کہ خاوند اور بی بی دو کیطرف سے جائز ہو بدون عورت کی اجازت کے بھی ولا یکفیہ الا امام علی صدقۃ الفطر عنہا علیہ السلام لو فقیرۃ مانع اور نہ سمجھ امام صدقۃ الفطر بغیر کے لئو کسی سباہی کو کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ نہین کیا کذا فی البدائع ہم یعنی یہ بات نہین ہوا کرتی کیونکہ آپ نے مقرر کیا ہو کہ وہ گشت کر کے صدقہ فطر وصول کر لاوے قالہ الشامی (جملہ) لعموم الاذن فی کل حال الخ اور فطرہ و مصارف کے باب مین ماتندر کوئی ہے سب حالات مین ہم فی کل حال سو تعمیم احوال مطلقا اور ہر وہ ہے سو مراد نہین ہو کیونکہ ایک کے لئو کی تو بھی قیدی شرطین ہین جو دوسری ہے لئی نہین ہین ستاذکرہ تو ہین شرط بلوغ اور عقل اور بلوغ اور فطرہ مین ایک بھی شرط نہین ہے بلکہ جنان اراد تعمیم احوال کی ہو مصارف مین خروج کرنے کے لحاظ سے یعنی غنیت شرط ہونا اور تملیک بہانک کہ صرف امامت کافی ہو کمی کذا فی البدائع یہ تو ہے وہ ہی مجمل ظاہر ہوئی قالہ الشامی اذ لا حاجۃ الی ذکر مصرف علیہ یعنی الا بعد الاقرار بالقبض کما ذکرہ فی الدر المختار اور فطرہ مین اتنا فرق ہو کہ فطرہ ذمی کو دیا جائز ہے اور مال کے ہلاک ہونے سے ساقط نہین ہوتا اور دو فسلہ مسلمان گذرے ہیں ایک باب الصرف مین دوسرا اسی باب مین خانیہ مین ہو کہ ذمی کو فطرہ دینا جائز ہے اور مکروہ ہو نزدیک امام شافعی کے اور ایک روایت مین امام ابو یوسف سے جائز ہی نہین اور حاوی مین ہو کہ فتوی امام ابو یوسف کے قول پر ہی قالہ الشامی ولو دفع بعد ما ولد ولد زوجہ صغیرا جاز والا سقط فقیرا علیہ عمدا قتل القاتل الشہید اور اگر دیا اپنا فطرہ اپنے غلام کی بھی کہ تو جائز ہے اگرچہ اسکی بھی کا

فقہ سولی ہی کے ذمہ ہو کذا فی عمدۃ الفتاوی للشہید ہم یعنی فقہ عبد کی دین کا مالک کے ذمہ تبرعاً ہو کہ اوسنسے پوچھ کر کیا ہی اور اوسکے منجملہ حیال سمجھا جاوے اور اوسکا فقہ عبد کے ذمہ ہی سیلئے فقہ کے عوض بیہی اوسکو پوا سکتی ہے قال الشافعی خاتمۃ واجبات الاسلام سبعۃ الفطرۃ و نفقۃ ذی رحم و ثمنہ اضحیۃ و غسل جمعۃ و یوم العید و الوتر و جہاد اھ خاتمہ اسلام کے واجبات سات ہین فطرہ اور زوجہ کا نفقہ اور قرابتدار اور عمرہ اور ماں باپ کی خدمت اور عورت کے حق مین اچھا خاوند کیخدا نے ذاتی الہادی ہم صاحب جوہرہ نے اسکو امام محمدی کیطرف نسبت کیا ہے اور اصول مین ثابت ہی کہ اعداد کے لئے مفہوم مخالف نہین ہے یا یون کہا جاوی کہ واجبات غیر مقدم ہی اور سبعۃ مبتدا ہو خبر اور معنی اسطرح کہ یہہ سات جو مذکور ہوئی منجملہ واجبات اسلام ہین اور شاید الکہ کوئی خصوصیت ہو کہ اوسمین یہہ شریک ہون سوال اور واجبات کے پس نہین دارد ہو تا ہو طحطاوی نے کہا ہی کہ اگر واجبات مشہورہ مراد ہون تو غیر مسلم ہو گیونکہ صلوۃ عیدین اور جماعت وغیرہ رہ گیین اور اگر مطلق واجبات مراد ہین تو خارج مین اوجہ وغیرہا ہین جیسے واجبات ہین اور واجب سو مراد ہو کہ شامل ہو واجب دیانۃ کو جیسے خدمت عورت کی اپنے خاوند کیلیو اسطرح پر شامل ہو فرض عملی کو جیسے وتر اور عمرہ کو واجبات ہین گنانا اُس قول کے موجب ہی جسکے نزدیک عمرہ واجب ہی اور اختلاف تصحیح کا اس باب مین آگے مذکور ہوگا واللہ تعالی اعلم قال الشارح ؛

کتاب الصوم

جو کتاب ہی صوم کی بیان مین ہم یعنی یہہ کتاب اسی روزہ کے بیان مین ہم الصیام مصدر ہی صام یصوم کا بمعنی امساک کے اور شرع مین کامنہ طاقون سے اسی سے نفس کا امساک مطلوب ہوتا ہے اور یہہ مرکب ہو دو چیزون سے ایک عملی دوسرا کہا نے جماع سے باز رہنا تمام روز اور یہہ بڑی اچھی خصلت ہی مگر نفس بیلگام اور شہوت سے پس سخت الہی کو مقتضی ہوی کہ شکست کو پہلے مخفف بکاٹے و بکاہے و یعنی خارج یہہ ہو تو ہر روز یا دو دو شوار موجبی روزہ اور اسی ترتیب کیطرف اشارہ فرمایا قرآن مجید مین اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ اور مبانی اسلام کے پانچ بیان فرمانے مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اقام الصلوۃ و ایتاء الزکوۃ و صوم شہر رمضان اسلیئے الحمد شریف سے اپنی تصنیفات مین بیہی ترتیب رکہی کذا فی شرح ابن الہمام قیل لو قال الصیام لکان اولی لما فی الطہارۃ لو قال للہ علی صوم لزمہ یوم و لو قال صیام لزمہ ثلثۃ ایام کما فی قولہ تعالی فصیام ثلثۃ ایام متتابعات کما کہا ہی یعنی صاحب ہدایہ نے کہا کہ اگر مصنف بجاے کتاب الصوم کے کتاب الصیام کہتا تو بہتر تہا کذا فی ظہیریہ مین کہا ہے کہ اگر کسی شخص نے کہا کہ اللہ کیواسطے میجہ پر صوم ہے تو اس صورت مین اوسپر ایک روز لازم ہوگا اور اگر صیام کہا تو تین روز کے لازم ہونگے جیسا قرآن شریف مین اور دوسے فقہ ذکر تین صیام اور صدقہ اور نسک یعنی بدلا دینے روز سے باجرات یاد کرام وجہ شتہا دی یہ ہے کہ یہہ فرع جو ظہیریہ مین ہی دلالت کرتی ہے کہ لفظ صیام جمع ہو اور جمع کا اطلاق اقل درجہ تین پر ہے جیسا آیت شریف مین ہی طہر لفظ صیام سو تغیر کرتا ہے تہا کہ فرض واجب نفل کو شامل ہوتا قالہ الشامی وعقیبان الصوم ہم الواو اور اس قول پر اغراض کیا گیا ہی یعنی صاحب ہدایہ نے کہا ہی کہ صوم کے انواع متعدد ہین ہم یعنی صوم سیم جنس ہو اور ہم جنس کا اطلاق اپنے انواع سہ گانہ مذکورہ پر ہوجاوا اور مثلہ صوم سو تغیر کرتا ہے صیام سے کیونکہ یہہ دو تو مصدر ہین صام صوما و صیاما اور صوم اور صیام مین ہر گز فرق نہین ہے اور دلالت نہین ہے اور اسلیئے فاضی بیضاوی نے آیہ شریف کی تفسیر مین کہا ہی کہ یہہ بیان ہم جنس فدیہ کا اور قدر روزون کی کہنے کی حدیث سے معلوم ہوتی ہی ان صیام المتعۃ جمع صائم کی مستعمل ہے لیکن وہ یہان مراد نہین ہو سکتی اور نہ آیہ شریفہ مین یہہ معنی مراد ہو سکتے مین علی ان اکثر اہل معنی جمع علاوہ برین الف ولام جمع کے معنی کو باطل کرتا ہی ہم یعنی اگر تسلیم کیا جاوے کہ صیام کا زاد و صوم کی جمع ہو یہہ بھی اولویۃ الصیام کی کوئی وجہ نہین پائی جاتی کیونکہ جب الف لام جمع جمیعت کے معنی جاتے رہے تو صوم

وصیام برابر ہوگئے بعد تقریر کلام شارح کی مراد ہم نہ سمجھے لیکن اسقدر تو ہم بطریق کے کلام کی تجزیہ متنکل ہوگئے اگرچہ نہ سمجھے کیا ہو کہ شاید اسکی وجہ یہ ہو کہ لفظ صیام اگرچہ جمیع معنی لیکن ہو کہ آپ تعریف میں اسکا اطلاق بمعنی روزہ پر ہوا تو مذہب میں ایسا کا اشتہار کیا گیا احتیاطاً بخلاف لفظ صوم کے قال اللہ تعالیٰ وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ اور اصح یہ ہو کہ لفظ رمضان بولنا بیسے بغیر لانے لفظ شہر کے مکروہ نہیں ہو ھم بعضوں نے کہا ہو کہ صوم جو ہم نے بجا ہو سو روایت کی ہو اور اسکا خلاف ذکر نہیں کیا کہ کہ بیشک بولنا رمضان گیا کیونکہ رمضان اسماء الہی سے ہو اور اکثر مشائخ اسبات پر ہیں کہ بہتر قول کرہ نہیں ہو کہ بنکہ احادیث مجموعہ دارد ہی جیسا فرمایا ہے رمضان آیا تا وجہ اسکا یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء سے ہو اور اسماء الٰہی توقیفی ہوا اور کراہت بھی ثابت نہیں ہو اور کراہت کی دلیل ہو تو اسکا ہونا ثابت نہیں ہو گا جیسا حکیم کذا فی الشامی وفی ص قد یکرہ بمعنی الفساد الکلیۃ لشرع متعیناً عدم الصحۃ بہ کما فی الصغیر وغیرہ رمضان فرض ہوا بسبب بلوغ قبلہ کے کسیہ شروع کیا ہو روزہ رمضان کے بجہ وجوب کے قضا لازم ہو ھم یعنی ظاہر یہ ہو کہ سب صغیر نہیں حقیقت لغویہ ہے اور صلوٰۃ کی عبارت اسکو شامل ہو اور تعریف میں ہو کہ وہ باز رہنا ہے انسان کا کھانے پینے سے وغیرہ الشامی وشرع امساک عن المفطرات الآتیۃ اور شرع میں باز رہنا افطار کرنیوالی چیزوں سے ہو تحقیقاً کذا فی الشامی وشرعاً امساک مافیہ مخالفۃ الصوم اور یہ باز رہنا حقیقۃ ہو یا حکماً جیسا کہ بیان کی گیا کیا ہو لہذا کہ یہ کہا کہ اسکو امساک کہنا مکمل ہو ھم یعنی شارح نے اور اسکو افطار کہ ہو یا نہیں کیا قالہ الشامی فی ص فی حق عضو من حیث ہو ہو یعنی اسمیں اختلاف ہو جیسا نماز میں ہو ھم یعنی اول طلوع صبح صادق سے غروب آفتاب تک اور طلوع فجر سے مراد اول زمان طلوع ہو یا روشنی کا انتشار اسمیں اختلاف ہو جیسا نماز میں ہو ھم یعنی اختلاف ہے اور پہلے میں اصح یہ ہو کہ طلوع ہو اور دوسرے میں وسعت جیسا حنوانی نے کہا ہے اور محیط میں ہو کہ اذا فی الشامی من شہر مضمون سلیم کانی ذاراً وامساکہ عن الوطی الخ من حیث ہو ہو یعنی من حیث ہو ہو ہے نیت مقرری کے ساتھ خاص شخص کا یعنی مسلمان کا جو ذی الاسلام ہو من یا روزہ کے وجوب کو جانتا ہو یعنی جو دار الحرب میں ہو اور طاہر ہو حیض و نفاس سے عورت ہو یعنی مرد شبہ و نہ ہو کہ کلام مطلق ہو ھم یعنی جو فرض ہو یا نفل اور علما کا وجوب یا دار الاسلام میں ہونا شرط نفرت وجوب رمضان کی ہو جیسا عقل و بلوغ بھی شرط ہو صحت صوم کی شرط نہیں پس مناسب یہ ہو کہ اقتصار کیا جاوے مسلم طاہر الخ پر کذا فی الشامی ولما البلوغ والافاقۃ فلیسا من شروط العقد لصوم الصحیح من حیث ہو ہو ای صحۃ علیہ لعدم اللیۃ ولما قال الثانی لعدم اللیۃ ولکن بلوغ اور عقل صحت کی شرطیں نہیں کہ نہ کرے گا کہ ادا اور اس شخص کا روزہ کہ جنون سے جنون ہو جاوے بیہوش ہو جاوے درست ہے اور دوسرے روزے کا روزہ جو مجنون اور بیہوش کا درست نہیں ہوا نیت کے نہ ہونے درست نہیں ہوا ھم یہ جواب ہے اس کا جو کہ کوئی یوں کہے کہ شخص مغمی کو مقید کرنا چاہیے بقید بلوغ اور افاقہ کے جنون اور بیہوشی اور نیند بھی جواب کو جامل بھیم کے کلام صوم شرعی کی تعریف میں ہے اور وہ امر کہ کرنے کے لئے کہ صحت اسکے ذکر اور صحت صوم کے موقوف علیہ کے بیان سے حاصل ہو سکتی ہے اور صحت کے موقوف علیہ تین ہیں اول مسلمان ہونا دوم طہارت حیض و نفاس سے صوم نیت کرنا اور فجر ہوا اور افاقہ شروط صحت ہے نہیں ہیں البتہ وجوب رمضان کی شرطیں ہیں پس تقید کرنا ہو صحت سے لانا ہو کہ صحیح ہو گا جیسا حکیم کذا فی الشامی وفی ص قد یکرہ بمعنی الفساد الکلیۃ لشرع متعیناً عدم الصحۃ بہ کما فی الصغیر وغیرہ

دو شنبہ اور جمعرات کے روزہ کے کسی نے نذر کی تو اوسکے بدلے دو سرے دو نہیں ہی کرسکتا ہو لیکن یہ حکم اُس نذر کا ہی جسکو کسی چیز پر شرط کیا ہو جیسا کہ قبول عتاق کے آزاد کا قاله الشامی والکفارات الخ القتل و سب کفارات کے روزوں کا قسم کا توڑنا اور قتل کرنا یعنے قتل کرانا کسی شخص کا خطأ یا قتل کرانا صید کا احرام میں قتل کرنا اور ایسی وہ عبادت ہو جو فتح میں سے کہ کفارہ و نذر کی روزہ کا سبب اُن اسباب میں قسم توڑنا اور قتل وغیرہ اسکو کہ سبب ہیں جو خود پر عزم کرنا ظہار میں اور ورنہ توڑنا رمضان میں اور سبب ہونا ایسا احرام میں قاله الشامی وہی صَوْمُ شَهْرِ رَمَضَانَ شَهْرٌ مِنَ الشُّهُورِ سِتَّةٌ مِنْهَا لَا يَجُوزُ فِيهَا صَوْمٌ بِحَالٍ وَهِيَ الْعِيدَانِ وَأَيَّامُ التَّشْرِيقِ وَيَوْمُ الشَّكِّ عَلَى الْمُخْتَارِ كَمَا فِي الْخَانِيَّةِ وَسَبَبُ وُجُوبِهِ أَدَاءً وَقَضَاءً الْجُزْءُ الَّذِي يَلِي النِّصْفَ الْمَعْرُوفَ مِنَ اللَّيْلِ وَهُوَ مَا يَقَعُ عَلَيْهِ اسْمُ اللَّيْلِ عُرْفًا وَهُوَ الْمُخْتَارُ لِلْفَتْوَى كَمَا فِي الْمُحِيطِ وَالْمُرَادُ بِالْوُجُوبِ الْوُجُوبُ الْمُوَسَّعُ فَلَا يَأْثَمُ بِتَأْخِيرِهِ عَنْ أَوَّلِ وَقْتِهِ وَلَا يَلْزَمُهُ الْكَفَّارَةُ بِالْإِفْطَارِ فِيهِ مِنْ كُلِّ يَوْمٍ وَنَحْوُ الْإِسْلَامِ وَغَيْرُهُ نے اختیار کیا ہو کہ ہر یوم کا وہ جزء سبب ہی جسمیں روزہ کی امتداد ممکن ہو ہم یعنی صبح صادق کے شروع سے وہ ہر جزء کو جو پہلے تک کہ کچھ نکرات میں اور خود وہ پہر اور آسکے بعد میں الشاء صوم ممکن نہیں اور اسلئے ہم نے شرط نیت ہی ہو صوم لیکن بحر میں قصر میں کی ہو کہ سبب وہ جزء ہو جسکے بنکر ہونا ممکن ہو سکتی ہر روز میں پس روزہ واجب ہونا ہی جزء کے متصل اور یہہ کلام بحر کا مقتضے ہی اسبات کو کہ سبب ہر دن کا جزء اول ہی جسے ہیا اور علماء نے بھی اسکی تصریح کی ہی قاله الشامی حتى لو أفاق المجنون في ليلة الثلاثين قبل الفجر أو بعده لزمه الأول لا الثاني عليه وعليه الفتوى كما في البحر الرائق وغاية البيان لكن في الخانية لو أفاق المجنون في أول الليل أو في آخره لزمه صوم رمضان وإن لم يدرك من الليل إلا قدر ما يمكنه أن يقول نويت الصوم ولو أفاق بعد ما طلع الفجر لا يلزمه الصوم اهـ وهذا يخالف ما في البحر عن المحيط من أنه لو أفاق بعد ما نوى من الليل لزمه الصوم وإن لم يدرك من الليل إلا قدر ما يمكنه أن يقول نويت الصوم اهـ ولا مخالفة بينهما لأن ما في البحر مفروض فيما إذا نوى من الليل وما في الخانية فيما إذا لم ينو من الليل فلا يلزمه الصوم لعدم النية وإن أمكنه أن ينوي بعد الفجر لأن النية لا تجزئ بعد الفجر كما في الدرر وغيرها اهـ منه ولا يخفى ما في هذا التوفيق من التكلف والله أعلم اهـ ما في الشرنبلالية وهو مخالف لما في الخانية من أنه لو أفاق بعد ما نوى من الليل لزمه الصوم وإن لم يدرك من الليل إلا قدر ما يمكنه أن يقول نويت الصوم فتدبر

وقیل قائلہ الاکثر ۱۲ وعزاہ الامۃ الشلبی ۱۲ اور کہا گیا ہے کہ نذر فرض ہے شارح نے کہا کہ قائل اکثر ہے اور شرنبلالی نے اس پر اعتماد کیا ہے ۱۲ ھم پس اس پر یہ متنبہ ہے کہ اکثر نے ضابطہ میں تو وجہ ثابت کیا ہے مگر جب کہ ایسی صنعت کے سوا اور کہیں کہا ہوا اور بحر و غیرہ میں مذکور ہے کہ اسکا قائل کمال ہے تو شاید یہ شارح کے ظن کی خطا پر پیشانیت ہے ۱۲ نفلوں کے قائلہ الحلبی اور کمال کا کلام تم القدیر میں یہ ہے کہ فرضیت عدم سے منتفاد ہوگی اجماع ہوا انکار کے ہم نہ یہ آیت شریف کہ محکم ہے منصوص السعد ہونا الشافعی لکن قضیہ سنتی بالفرق بان للنذر فی الذمۃ قطعی لعدم احتمال التغیر ۱۲ والفائیۃ لیکن معہ ہی نذر کے فرض ہونے پر اعتراض کیا ہے اس فرق سے کہ مسلم نذر ہے اور عدم سے اور انہیں کہا فی غمون قضا نماز دن کے تو اگر یہ نذر فرض ہوتی تو بعد حصار اسکی قضا نہ کرہ ہ نہ ہوتی ہو فرض ۱۲ الاطہر کالکفارات یعنی عمل الاکل طلقی الاجماع لا بعینہ الدم القطعی ۱۲ اور کہا گیا ہے کہ نذر فرض ہے بنا بر اظہر اقوال کے جیسے کفارات یعنی فرض عملی ہے کہ نکتہ مطلق اجماع فرض قطعی کو مفید نہیں ہوتا ھم فرض عملی کیسر شارح کا قول جیسا کہ ظاہر ہے اور اسکا چاہنا ہوا ہے اسکو کہ جو شخص آیت تراویح پر ہے فرضیت پر استدلال کرتا ہو ۱۲ فرض قطعی کہتا ہو نفلی جیسا کہ ہمارے میں تصریح کی ہے اور اسیلئے فخر الدین نے اقرار کیا ہے کہ آیت سے وہ استدلال فرضیت پر نہیں ہو سکتا کہ وہ مخصوص ہے اور صدر الشریعۃ نے اسکو جیسے کہ اجماع سو استدلال کیا ہے کہ نافی الشافعی کما ضبط شیخ ۱۲ جیسا تفصیل بیان کیا ہے شیخ ھم میں صدر الشریعۃ کا یہ قول ذکر کیا کہ اسکو فرض ہونا اسی سے ہو کہ لزوم اسکا بالاجماع ثابت ہوا پس قطعی الثبوت ہوا پھر اطلاع ہوا یہ کہ فرض ہی مراد ہے جان فرض اعتقادی ہی جسکا منکر کافر ہو جیسا کہ پانچ عبادات پنجگانہ کی اسی پر دلالت کرتی ہیں اور فرضیت ان منقول سے مطلق اجتماع ثابت نہیں ہوتی بلکہ اوس اجماع سے جو متواتر منقول ہو فرضیت پر جیسا پنجگانہ کے وتر نہ ہوا اور جب منذور میں اجماع فرضیت پر ہوا تو منقول نہ ہوا تو مرتبہ وجوب میں رہا اسکو اجماع ہو منقول مطرح میں شہرت یا اجماع ہو وجوب مفید ہونا ہے نہ فرضیت کو قالہ الشافعی وفعل کغیرھا اور ایک روزہ نفلوں سے پنجگانہ فرض اور واجب کے سوا دوسرے روزے ھم بیان نفل کے معنی لغوی مراد ہیں جیسی زیادتی ۱۲ معنی شرعی کیونکہ ہمیں وہ تفسیر کردہ کی بھی داخل ہیں اور کبھی کہا جاتا ہے کہ معنی شرعی بھی مراد ہیں اسوجہ سے کہ روزہ ایام منہیہ کا بنا بر اپنی ذات کے عبادت مستقلہ ہوا اور اس اعتبار سے کہ ضیافت خدا بندی سے ۱۲ وگرنہ ای کو مستلزم ہو حج نہیں ہوتا ہی اعمال کے اعتبار سے مشروع ٹھہرا اور بحیثیت کے اعتبار سے کہ روزہ الشافعی وھو السنۃ کصوم عاشورا وصوم التاسع فعل شامل ہر سنت کو جیسے کہ وضو اور محرم کا سنہ نویں کے ھم جو فعل کہ اوسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مواظبت کی ہو یا خلفاء راشدین نے حضرت کے بعد و مستحب ہو یہ وہ قسم ہے ایک سنت الہدی کہ اوسکا ترک گمراہی اور کراہت کو موجب ہو جیسے جماعت اور اذان دوم سنت زوائد جیسے جماعت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی لباس اور قیام اور قعود میں اور اسکا ترک کراہت کو موجب نہیں اور ظاہر یہ ہے کہ صوم عاشورا قسم ثانی میں ہو کہ خانیہ میں اسکو مستحب کہا ہوا اور السنۃ ہی ایام میں ہو قال قالہ الشافعی واللذین کایام البیض کما تقدم اور فعل شامل مندوبہ کو جیسے کہ پیر جمعرات کے ایام بیض کے روزے ھم بیض سنت ہونا لیالی کی جو مندوب ہے یعنی تیرہویں چودہویں پندرہویں مستحب کا وگرنہ ہیں کیا کیونکہ کما صولیون کے نزدیک مستحب اور مندوب میں فرق نہیں یعنی وہ فعل ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسپر مواظبت کی ہو اگرچہ کبھی بجا بھی ہو گر ہیت اوسکی طرف ثابت ہو کذا فی الغرر اور اقویٰ کے نزدیک مستحب وہ ہے حضرت نے کبھی کیا ہو اور کبھی ترک کیا ہو اور مندوب وہ کہ صرف ایکبار یا دو بار جائز کی تعلیم کے لئے کیا ہو قالہ الشافعی وھو الجمعۃ والمنفرد ۱۲ وشامل ہے جمعہ کے دن کے روزہ کو اگرچہ اکیلا ہو ھم خبر میں اسکی تصریح کی ہو اور ایسا ہی تحریر النبی کہا کہ جمعہ کا روزہ اکیلا مستحب ہے اکثروں کے نزدیک جیسا وہ منسوب اور مجموعات کا اور مفتون نے سیکڑہ کہا ہوا اور ایسکی مثل محیط میں ہو اور یہ سبب بیان کیا گیا کہ ایام کی فضیلت ہو اور اکیلا روزہ میں غیر قیاد راوین کے ساتھ شب بیہمی ہے پس جو اشیاء میں کراہت اکیلے جمعہ کے روزہ کے نفلی کی ہو سو وہ قول ممنوع کا ہوا اور خانیہ میں ہو کہ کچھ مضائقہ نہیں جمعہ کے روزہ کا امام ابو حنیفہ اور محمد کے نزدیک کیونکہ یہ صحابہ تابعین عباس اسکا روزہ رکھتے اور افطار کرتے تھے اور اس اثر سے مستنبط کرنا دلیل ہو اسبات پر کہ اوس سے مراد استحباب ہوا اور ابو یوسف کہا ہو کہ حدیث اسکی کراہت میں نہیں کہ اختیار ہو پس استحباب

بھی ہے کہ اگر دو روز پہلے یا پہلے طائے قال الشامی وعن ابی یوسف لو صام یوم الشک تطوعا او عن قضاء او نذر ثم تبین انہ من رمضان اجزاہ عن رمضان اور شک کے روز کا روزہ اگر چہ حاجی نے کہا جو روزہ وہ نفیہ تھا اور اگر کوئی حاجی اس کے روکو وقوف عرفات میں مشغل انداز نہ ہوا اور وہ حاکموں کا حاجر ہو تو کرہ نہیں کذا فی المحیط اور اگر شک شہادت پر ہو تو مکروہ ہے کذا قال الشامی والمکروہ شرعا صیام یوم الشک لمن لم یصم قبلہ الخ یعنی جو شخص پہلے سے روزہ نہ رکھتا ہو اور ایام تشریق میں کذا ذکر انہ ایام اور المکروہ منصب کی علامت سے عطف ہے سنت پر یا مرفوع ہو جملہ اور کہ لعید ین فجر اور اصور تین جو شخص نفل کے سنون میں کیا کیا مکروہ ہے شامل کرنے گو اہل کسی ضرورت نہیں قال الشامی وتارکہا کالسائی اوکحائل اور شامل ہی کہ روزہ تنہ بھی کو جیسا عاشورا کا روزہ والیالھم یعنی مطرح کہ زمین بیگار میں کو اسکو ساتھ ملا یا جاوے قالہ الامداد اسلئے کہ مشابہت ہو سبوت کے ساتھ کذا فی المحیط قال الشامی ومستثنی منہ صوم یوم عرفۃ بعرفۃ والیالھم کہ یہ تنہ سبوت کے ساتھ مشابہت نہیں ہو کذا فی المحیط قال الشامی وھو مستثنی من کراھۃ صوم یوم عرفۃ بعرفۃ اور یہ علت کراہت تحریمی پر دلالت کرتی ہے مگر بحیہ کہ کہا جاوے کہ کراہت تنزیہی لعدم تشابہ سے ثابت ہوتی ہو ویذکر فی ظھر ان النفقۃ اور روزہ نوروز اور مہرجان کا اگر قصداً کرے اور اسکو ھم نیروز سب ہو نوروز کا اس روز کا نام ہے کہ آفتاب برج حمل میں آتا ہے اور مہرجان مصرب ہو مہرگان کا وہ دن کہ آفتاب میزان میں آتا ہے اور یہ دونو فارسیوں کے عید کے دن ہیں قول ان فقہ کذا فی المحیط ہر محیط میں کہا ہے تنہ سبوت کے اگر پہلے سے روزہ رکھتا ہو تو افضل بھی ہو کہ ملا دے کہ وہ کہ روزہ افضل بھی ہو کہ روزہ کو بھی کیونکہ اس روزے کی تعظیم کی شابہت ہو جاتی ہے اور یہ حرام ہے قالہ الشامی وھو مفھوم قولھم وصح صوم یوم الشک لمن وافق صومہ صوما کان افضل ایام الخمسۃ اور شامل ہی کراہت کے ہر روزہ کو اور اسکو سوائے کے روزہ کو یعنی یہ کہ روزہ میں کلام نہ کرے اور کلام نہ کرنے کی کراہت اسواسطے ہو کہ مجوس کے ساتھ مشابہت ہو کہ وہ روزہ میں نہیں بولتے کذا فی المحیط اور شامل ہی روزہ مسافر کے روزہ کو یعنی کسی روزے پر یا ہے کہ ہوا اور پیچھے میں افطار کرے اور عمر بھر روزہ رکھتا مکروہ ہے اگر انہیں ایام تشریق مخالفت کی یعنی دو توحید کے دن اور تین ایام تشریق میں افطار کرنے ھم خلاصہ میں ہو کہ جب ایام تشریق میں افطار کرے تو قضا نہیں ہے کہ جو یہ مخالفہ نہیں قالہ الشامی وھذا تعلہ ابی یوسف کما فی الخلاصۃ اور جب امام ابو یوسف کے نزدیک ہو جیسا محیط میں ہو ھم یعنی مکروہ ہونا عموم کے روزہ کہ کہنے کا امام ابو یوسف کے نزدیک بہت ہو تو ذالنفل اور واجبات اور کسب ضروری میں ضعف طاری ہو گا بارہ روزہ رکھنا اسکی مرشت ہو جاویگی مشقت نہ برداشت کرنے کذا فی الحلبی وھی عشر عشرۃ یعنی عشرہ مذکورات جو نفل میں داخل ہیں چنددہ ہیں بطرح کہ عیدین کو دن شمار کریں اور ایام تشریق کے تین دن اور تین ایام تشریق میں شامل نہ کریں لیکن مکروہ ہے تحریمی سے ایام تشریق اور صوم یوم الشک باقی رہگیا اور مکروہ تنزیہی سے عورت کا روزہ بدون اپنے خاوند کی اجازت کے اور غلام کا روزہ بدون مولی کی اجازت کے اور اجیر کا روزہ بدون ستاجر کی اجازت کے باقی رہگیا اور مندرجات میں وشذ منھا وھی عشرۃ کا روزہ اور صوم اور یعنی کہ روزہ نفل اور کہ روزہ نہ رکھنا اور شکر عید کے روزے باقی رہگیا قالہ الشامی والتواصلۃ عشرۃ اور اقوام صوم لازم کے نیز ہیں وسبعۃ متتابعات تسعین ملا فصل روزہ رکھو جانی ہیں اور صیام کفارہ ظہار وقتل وبیمین وافطار رمضان بدل معین وما کان کالجبر ایک تو رمضان کے روزے دوسرے کفارہ ظہار کے روزے تیسرے کفارہ قتل کے چوتھے کفارہ قسم کے پانچویں کفارہ افطار رمضان کا چھٹے نذر معین ساتویں اعتکاف واجب کو وستۃ یتخیر فیھا نفل قضا رمضان وصوم متعۃ وقتل خطا وایمین وجزاء صید ودم متعۃ وصوم جنایۃ حج فعل دوسرے اور چھ تسعین وہ ہیں جن رکھنے والے کو اختیار ہے فعل کا ایک نفل دوسرے رمضان کی قضا تیسرے حج تمتع (اور قران) کے روزے یعنی جب بسبب اطاعت نہ ہو سکے تو ہو اور تین روزے امام حج میں اور سات پھر گھر کو جب پہنچے اندر سات کے فدیہ کے روزے پانچویں ہزار صدقہ کے روزے چھٹے نذر مطلق کے روزے تسعین معین بھینے یا چاہے رکھنے کی قید ہمیں لگائی اور نہ نیت کی اذا افترقن یتعین الاول صوم رمضان والنذر المعین والمنوی فی اول لیلۃ من الشھر یعنی جب یہ ثابت ہو چکا کہ پس صحیح ہوا روزہ رمضان کے روزے اور نذر معین اور نفل کی رات سے نیت کرنے سے ہم اذا کی قید اسواسطے لگائی کہ قضاء رمضان کے اور قضاء نذر معین اور نفل کی قضا کے لئے رات سے نیت کرنی اور تعین شہر والی جیسا آگے لگا اور مثل ہو مراد سوا مرفوع اور واجب کے یعنی سنت ہو یا مندوب یا مکروہ کذا فی البحر والنہر اختیار میں کہا ہو کہ ثبت شرط ہی روزہ تین

دلیل جائز کردہ و کہ نگاہ اور مضان شریف کی رات نہ کرنی مسلمان اس سے خالی نہیں اور زبان سے نیت کا کہنا شرط نہیں اور بعض ہیں کہ نفل کا روزہ ہو کہ فرض کا نیت ہوتی ہے قبل الزوال خواہ بعد الزوال اور بعض کہتے

اگر مریض نیت کرے نفل کی یا مطلق نیت کرے یا کسی واجب کی نیت کرے یا مسافر بسیطرح نیت کرے کہ نیت کرے سے دوسری واجب کی تو ادا سی واجب سے واقع ہوگا نہ رمضان سو یہ حکم ساقط کرنے والا ہے مرض اور سفر کے مخالفت مریض اور مسافر کے

تنبیہ کلام سے مستفاد ہوگا کہ مریض کے یا ہمیں تین قول ہیں ایک وجہ اشباہ سو یہاں مذکور ہوا مسکو فخر الاسلام اور شمس الائمہ حلوانی نے اختیار کیا ہے اور ہم میں تصحیح کیا ہے اور دوسرا وجہ جو متن میں مذکور ہے کہ جسکی نیت کی اسی سو واقع ہوگا اور ہدایہ میں اسکو مختار کہا ہے اور اکثر مشائخ نے اور کہتے ہیں کہ یہی ظاہر الروایۃ ہے لیکن نفل کیصورت میں چاہیئے کہ رمضان ہی سے واقع ہو جیسا کہ گذرا اور تیسرا قول میں تفصیل ہے یعنے اگر صوم اور مسکو ضرر کرتا ہو تو رخصت متعلق خوف زیادت کے ساتھ ہوگا اور مسکا حال مثل مسافر کے ہوگا پس جو نیت کریگا اوسکی سو واقع ہوگا اور اگر صوم اور مسکو ضرر نہیں کرتا جیسو رنجیم میں تو رخصت متعلق حقیقی عجز کے ساتھ ہے پس واقع ہوگا فرض وقتی سے اور کشف اور تحریر میں اسکو مختار کہا ہے کذا فی الشامی واللہ تعالیٰ اعلم **قولہ** الخ یدل لقولہ عن الخ **قولہ** مطلقاً وقالا یتعین بالشارع العہد اور نذر معین تبین نہیں درست ہوتی کسی دوسری واجب کی نیت سو بلکہ واقع ہوگا روزہ اوسی واجب سو جسکی نیت کی ہر صورت میں اسکو کہ شارح کی تعیین میں (جیسے رمضان میں ہے) اور ہندہ کی تعیین میں (جیسے نذر معین میں ہے) فرق ہے **ھم** مطلقاً کے پہ معنی کہ صحیح ہو یا مریض مقیم ہو یا مسافر اور جانا چاہیئے کہ نذر معین کیصورت میں جب روزہ اوس دوسری واجب کیطرف سو واقع ہوا تو نذر معین کی قضا لازم ہوگی بخلاف قول جیسے بخلاف متعین کے **قولہ** وصام مقیم عن رمضان الخ **قولہ** عن رمضان متعلق بقولہ صام **قولہ** اذ الصوم الخ اشارۃ الی ان قولہ عن رمضان الخ متعلق بمحذوف **قولہ** اما لعدم النیۃ الخ **قولہ** رمضان اگر مقیم نے غیر رمضان کا روزہ رکھا اگرچہ رمضان کی ادا قیت سے ہو تو وہ روزہ رمضان ہی کا ہوگا نہ اوسکی نیت کی کیونکہ حدیث شریف میں ہے جب اگیا رمضان تو روزہ نہیں مگر رمضان ہی کا **قولہ** ویصح صوم رمضان الخ **قولہ** الا نیۃ لہ ولو صحیحا **قولہ** فیقع عن العادۃ الخ **قولہ** عن العادۃ اور رمضان کے روزہ میں ہر روز نیت کی احتیاج ہے اگر ہر روز وہ اور متدرست مقیم ہو نا کہ عبادت عادت سے متمیز ہو یعنی کبھی پر بیز کرے جیسو ہا بدرسیاسا کی عادت کرتے ہیں وقال ثوما لک یکفی نیۃ واحدۃ کالصلوٰۃ اور کہا ہے زفر اور مالک رحمہما اللہ نے کہ ایک نیت تمام مہینے کے لیوگی ہے جیسے نماز کی تعریمہ سب رکعتوں کے لیوگی ہی **ھم** اور امام زفر سے روایت ہے کہ مقیم کو احتیاج نیت کی نہیں اور اگر مسافر ہے تو نہیں جائز یہانتک کہ رات سو نیت کرے اور ہمارے علماء ثلثہ کے نزدیک ہر روز کے لیے جدید نیت چاہیئے رات کو ہو یا قبل ضحوہ کبریٰ مقیم ہو یا مسافر کذا فی السراج فلا فساد للصبر فی ایجاد الکل علی العلوم ہم کہتے ہیں امام زفر کے جواب میں کہ فاسد ہونا بعض روزہ کا نہیں موجب ہے یکے فساد کا بخلاف صلوٰۃ کے یعنی قیاس زفر پر روزہ کا نماز پر درست نہیں الفرق للباقی من الصیام قران النیۃ للبقیۃ فی حکمہا اور باقی صیام میں شرط ہو نیت کا متصل ہونا فجر کے ساتھ اگر یہ حکما ہو ھم باقی سے مراد قضاء رمضان اور نذر مطلق اور قضاء نذر معین اور قضاء نفل بعد توڑنے کے اور کفارات اربعہ یعنی ظہار قتل تعین افطار اور ملحقات یعنی جزاء صید اور حلق اور تمتع کذا فی الشامی وھو تبییت النیۃ للصوم **قولہ** اور مقارنت حکمیہ رات میں نیت کرنا ہو ضرورت کی جہت سو **ھم** یعنی صحیح کیوقت کی اخیل شاق ہے اور حرج شرع میں مدفوع ہے بسکے برات کو نیت درست ہوئی کذا قالہ الحلبی **قولہ** فیتیسم الدھر الا فی الوقت الخ اور شرط ہو تعیین نیت کی کیونکہ ان اقسام کے روزہ میں تعیین نہیں بخلاف ادا ئے رمضان اور نذر معین کے کہ ادا میں وقت معین ہے اور ایسا ہی نفل کیونکہ سوا ئے رمضان کے سب زمانہ نفل کا وقت ہو قالہ الشامی **قولہ** والشرط فیہا ان یعلم قلبہ الخ **قولہ** اور شرط نیت سب میں مطلق نیت نہیں ہے بلکہ یہ ہے کہ اپنے دل میں جانے کہ کونسا روزہ رکھتا ہو قال الخادمی فی السنۃ ان یقول بقلبہ الخ صدا دی نے کہا کہ سنت یہ ہے کہ نیت کا تلفظ کرے **ھم** سنت سو ادا مشائخ کی سنت ہو یعنی صلی اللہ علیہ وسلم کی یعنی رات میں نیت کرتا ہوں تو یوں کہو کہ میں نیت کرتا ہوں کہ صبح کو روزہ رمضان کا رکھو اور اگر دنکو نیت کرنی ہو تو یوں کہیئے کہ آج خدا کیواسطے روزہ فرض رمضان کا رکھتا ہوں قالہ الشامی **قولہ** ولا یشترط التبییت قبل الزوال الخ

حتی ان یفتی لیلا حل الفطر وان نیت نہیں باطل ہوتی افطار اللہ کہنے سے بلکہ نیت سے رجوع کرنے سے باطل ہو جاتی ہے مطلق کہ رات سے عزم کرے افطار کا تو بھی نہیں باطل ہوتی یعنی استمناء کا بھی یہی حکم ہے اسواسطے کہ یہ حقیقت میں استمناء نہیں ہے بلکہ مشتہیات اور طلب توفیر کے واسطے ہے جیسا کہ اگر ارادہ ہو استمناء کا کرے بالتحقیق تو صائم نہ ہوگا جیسا کہ بیان میں ہے قالہ الشامی وبنیۃ الصوم الفرض ای واجب ورمضان کی نیت افطار کے باب میں آئے یعنی دن تک مرہت نیت افطار سے روزہ نہ ہونے کی وجہ سے والا فقد صح الاقتداء بہ لان الاتحاد فی الصورۃ کافی فی صحۃ الاقتداء کی نماز میں درست ہے اور یہ دن لفظ کے نماز کہ فاسد نہیں کہ ترک واجب کی وجہ سے وانما یفسد علی اعتقادہ لان اعتقادہ یقتضی ان صلاتہ کالعدم فلا یصلح بناء المکمل علیہ فی اعتقاد المقتدی ولکن یکرہ الاقتداء بہ لانہ یعتقد بطلان صلوٰۃ المقتدی لترکہ واجبا فی اعتقادہ وان کان صحیحا فی اعتقاد المقتدی لاتحاد الصورۃ بینہما کذا فی الدر المختار ومستفاد علیہ اور اگر دن کو نیت قضاء روزہ کی کرے تو وہ روزہ نفل ہوگا اگر روسکو توڑ دے تو قضا کرے اور اگر نہ توڑے تو ادا ہو جائے گا اور یہ دن ہمارا مثل روزہ ظلمی کے کنائی الجوھرۃ النیرۃ میں ایک قول نقل کیا ہے کہ لزوم نفل کا اور یہ نفل نہیں ہوگا کہ توڑنا لازم ہو اور صحیح یہ ہے کہ قضا کی نیت دنکو درست نہیں لیکن جب کبھی توڑ دے تو لازم ہوگا شارح نے اسکا جواب دیا کہ دار الاسلام میں جہل متبر نہیں خصوص ایسے مسئلہ میں کہ عدم جواز نیت قضا کا وہ ظاہر متفق علیہ ہو اور نفلی روزہ کی یہ صورت ہوگی کہ ایک شخص نے اس گمان سے کہ یہ ہر روز روزہ ہے روزہ رکھا اور افطار کر دیا اور سکو خیال ہوا کہ میرے ذمہ روزہ نہیں تو اس شخص کو اس روزہ کا اتمام لازم نہیں ہے کیونکہ اسنے ابتداء نیت ہی کرنی شروع نہیں کیا تھا یہ اسکے ذمہ التزام کا ہوتا قالہ الشامی وکذا یوم الشک وھو یوم الثلاثین من شعبان ان لم یر علی رأس کل تسعۃ وعشرین ولم یحل دون منظرہ غیم او قتر ونحوہ لیلۃ الغیم اور روزہ یوم الشک کا یعنی تیسویں تاریخ شعبان کا اگر ہر ایک دو عادل مرد نے شرع لفظی میں کہا ہو کہ ہم نے رمضان کا چاند دیکھا ہے اور اگر ایک ہی مرد نے کہا ہو تو نہیں لیا جائے گا اور یہ دو مرد ہوں گے اگر ابر یا غبار وغیرہ نہ ہو اور اگر ابر وغیرہ ہو تو ایک مرد کا بھی لیا جائے گا اور یہ دن شعبان کا ہے تو جسکی نیت کی تھی اوسکو کافی نہیں ہے اسمیں مصنف کو یوں کہنا مناسب تھا جیسا عبارت میں ہے کہ اگر ظاہر ہوا کہ وہ دن شعبان کا ہے تو جسکی نیت کی تھی اوسکو کافی ہے اسمیں روایت میں اور اگر ظاہر ہوا کہ رمضان کا دن ہے تو رمضان میں مجزا ہوگا کیونکہ اصل نیت موجود ہے قالہ الشامی وان کان بخلافہ لو عکسا اور اگر ایسا نہو یعنی رمضانیت ظاہر ہو جاوے تو وہ روزہ رمضان

فائدہ

روزہ یوم الشک کا حکم

روزہ یوم الشک کا حکم

کا ہو گا اگر چہ شخص مقیم ہے ھم کیونکہ پہلے معلوم ہو چکا کہ مسافر اگر رمضان میں دوسرے واجب کی نیت کرے تو اوسی واجب کا ہو گا اسلئے کہ اداء رمضان اوسکو نہ ہو واجب نہیں والتفل فیہ احب الی افضل التفاقا ان وافق صوما یصومہ احدکم من شعبان ثلثۃ ایام فانہ کالتفل اور نفل کی نیت سے روزہ رکھنا شک کے روز بالاتفاق افضل ہے اگر موافق اپنی عادت کے روز وں کے ہو یا آخر شعبان میں تین روز یا زیادہ نہ رکھے کہ کمتر ھم یعنی مثلاً اوسکی عادت دوشنبہ یا جمعرات کے روزہ کی تھی اور یوم الشک دوشنبہ کو پڑا جمعرات کو یا ہمیشہ آخر شعبان میں تین روز یا جمعرات سے برابر روزہ رکھنے شروع کیے یہ تین یوم الشک ہی آگیا تو ان صورتوں میں روزہ افضل ہے بخلاف لا تقدموا رمضان بصوم یوم او یومان کیونکہ حدیث شریف میں وارد ہوا کہ رمضان سے پیشدستی سے ایک و دو روز کے روزہ کی ھم ممانعت صحاح ستہ میں ابو ہریرہ سے مرفوعاً روایت کی گئی ہے بطور کہ نہ نسبت کرو رمضان سے اگر دو زیادہ روز کے روزہ کی مگر وہ شخص اگر روزہ روز رکھا کرتا ہو تو وہ اوسکو رکھیلے اور اس سے مراد نفل روزہ کے سوا ہے اور ہدایہ اور اوسکی شروح وغیرہ میں تصریح کی ہے کہ ممنوع تقدم ایک دو روز کا رمضان پر بقصد صوم رمضان کے ہے اور وجہ تخصیص ایکدو روز کی یہ ہے کہ اکثر نقصان کا احتمال ایک دو مہینے میں ہوتا ہے پس ایکدو روزہ زیادہ رمضان سے پیشتر کیوں اور اسکو احتیاط تصور کرے یہ ہے مگر مجھے کذا فی الشامی مختصراً وأما حدیث لا تقدموا رمضان بصوم یوم او یومین الا رجل کان یصوم صوما فلیصمہ فلا اصل لہ لیکن یہ حدیث کہ جسنے روزہ رکھا روز شک میں اوسنے نافرمانی کی ابوالقاسم صلعم کی تو بھی صحیح ھم زیلعی نے بھی کہا ہے پھر کہا ہے کہ موقوفاً عمار بن یاسر سے یہ حدیث منقول ہے اور وہ اس جیسی صورتیں مرفوع کی متدہی ہیں کہنا ہوں کہ لا اصل لہ کو مرفوع ہونے پر حمل کرنا چاہیئے ورنہ یہ حدیث موقوفاً وارد ہی مجاہد سے اور ابو عبیدہ سے اور اوسکو بخاری نے تعلیقاً بیان کیا ہے بطور کہ قال جملۃ من اعلم من کلام الزہاد الشامی ونحامۃ فی الفتح واما الیوم او الیومین فلم یثبت فیہ شیء یعتد بہ لزوال الریب یقیناً لتتمۃ البقیۃ اور اگر نہ موافق ہو عادت کے روزہ کو اور نہ آخر شعبان کے تین روزہ کے ہو تو خواص اہل دل کے رمضان کے روز سے رکھیں اور عوام الناس زوال کے انظار کریں اسی پر فتوی ہے تاکہ نہی باقدام کی تہمت سے بری رہیں ھم نعم القدیر میں ہو کہ خواص بطور روزہ رکھیں کہ عوام کو خبر نہ ہو تاکہ جہال کو شہر رمضان کی زیادتی کا نہ ہو اذا الشامی وکل من حکم بضعیف او موضوع کما فی الشرنبلالی وغیرہ ھم بعد ان ذکر الحدیث المذکور ہذا ہو الحق الذی لا محید عنہ ولا مزید علیہ فلیحفظ ھذا فانہ مہم عظیم وبہ یعلم ان ما اعتاد کثیر من العوام والخواص من صوم یوم الشک او یومین خوفا من الوقوع فی الصوم قبل رمضان بیوم او یومین لیس بشیء اور جو شخص جاننا ہو کیفیت صوم الشک کی وہ خواص میں ہی نہ ہیں تو عوام میں تو بالنیۃ المعتبرۃ فی التطوع علی سبیل البدلیۃ من غیر تعیین کما بینا صوم ذلک الیوم اما للمعتاد فلمقارنۃ عادتہ اور نیت معتبرہ کیفیت صوم الشک میں یہ ہے کہ نفل کی نیت کرے بطور تقیین جو اس دن کے روزہ کا عادی نہیں ہی اور جو عادی ہو اوسکا حکم سابق میں گذرا جبکہ مکروہ نہیں کہ لا یخطر ببالہ انہ من رمضان فاندفع ما ذکرہ اخی زادہ واما ایجاب دل میں اثبات کا خطرہ بھی نہ کرے کہ اگر یہ دن رمضان کا ہی تو یہ روزہ رمضان کا ہی ذکر کیا اوسکو اخی زادہ نے ھم حاصل یہ کہ نیت میں تردد نہ کرے کہ اگر یہ دن شعبان کا ہی تو روزہ نفل ہے اور اگر رمضان کا ہی تو روزہ فرض ہے بلکہ نفل محض کی نیت کرے یقیناً اور رمضانیت کا خطرہ دل میں آنا بد نیت نفل کے مضر نہیں کیونکہ آخر احتیاطاً روزہ رکھتا ہی کذا قالہ الشامی ولیس بما لو نوی یوم الشک انہ من رمضان فوقع ان الیوم من رمضان کان عن رمضان واما لا فلا لان من صام رمضان ولا علم لہ بدخولہ فصام احتیاطا ولم یجزہ ذلک عن رمضان لعدم الجزم بالنیۃ وہذا لو صام ولم یخطر ببالہ انہ من رمضان ولا انہ لیس منہ فہو صائم ولا شک فیہ کما فی الخانیۃ اور جو شخص کہ بھی روزہ رکھتا ہو نہیں تو نہیں کیونکہ نیت کا نہیں کما تقدم لیس صائما من لم یجمع الصیام من اللیل اور رمضان کے روز سے رکھیں اور نفل کا ثواب لیں اور یہ بھی ہو کہ نیت کی اگر صبح کو ناشتہ خلاف روزہ نہیں تو افطار کر دیں اور اگر ناشتہ کر لیا ہو تو روزہ رکھ لیں اور ایسا ہی کرے جبکہ رمضان کا ہی تو روزہ ہو ورنہ اگر نہ رمضان کا ہے نہیں تو کسی دوسرے واجب کا ورنہ نفل ہو فان من رمضان لا یفسد نفلا اور ایسا ہی کرے جبکہ مین روزہ ہو ورنہ اگر گمان

نہ دے سے درمیان دو کفر ہوں کے یعنی فرض دا جب ہے مسکین میں درمیان کرد دا جیسے کردہ کے یعنی فرض نفل کے دوسرے مسئلہ
میں وان ظہر مشافہ والا وصل فیھما ای الباب بالسبب یعنی ھو قبلہ لعدم التقوم قبضا پس اگر دو نیچ ہو اگر دو دن رمضان کا ہو
تو دو روز رمضان ہی کا ہو گا نہیں تو نفل ہو گا اور دو صور تو نہیں نسبی دا جب اور نفل میں ایسا کہ توڑنے سے قضا لازم نہ آوے گی کہ نماز
مستقل نہیں تمام اسکو کہ من دیدہ استقاء فرض کا قصد کرنا تھا تو نفلی روزہ کی مانند ہوا اس ہو سکو کہ دو نہیں اسقاط ما نظر نہ تو التزام
قالہ الشامی کما فی الشامی نا صبا قال الیہ کما فی الدر وھو الصحیح ہم وھو یفسد بالاکل عمدا کہ نہیں ہو سکتے ایسا ہی جیسا بعد نیت کے ہو کر
کہا اور یہی صحیح ہے کذا فی شرح وہبانیہ ھم یعنی بوم الشک کہ نہیں ایک شخص نے نصف روز تک انتظار کیا اور بھوکے اسوا ہم رہم میں ہم کہ کیا ثابت
مسلوم ہوا کہ رمضان کا دن ہے تو اگر اب روزہ کی نیت کر لیا تو جائز ہو گی ہو سکتی کہ یہ کہا ہے ہو روزہ نہیں جانا اور ایک قول یہ ہے
کہ نہیں جائز ہے جیسا حنفیہ میں ہے اور اسی کا یہ زیادہ کیا ہے سراج اور شرنبلالیہ میں قالہ الشامی مکملہ قال المصنف الا یعنی فی قولہ بلال مسی
تمام مطلقا وھو قول ابی یوسف کا کسی عاقل بالغ نے ہلال رمضان کا دیکھا یا عید کا اور اسکا قول ثبت شرعی نہ ہو کہ روزہ نہ رکھا یعنی فاسق ہو یکی عدت
ہے یا طلبی کیونکہ یہ تو روزہ رکھ کر بھوت ہو سکتا ہے جائز ہے ہلال رمضان کا وجوب آور کہا گیا ہے کہ روزہ رکھنا لازم عاطفی بالغ یعنی اگر یہ
فاسق ہو کذا فی الحواشی اور اگر اکیلا یا مجنون دیکھے تو جب تک مجنون اپنی عقل کو نہ گنوا دے تمام نہ ہو گا کوکہ روزہ رکھنے کا حکم کر دیا ظاہر الدین کی
نے کہا کہ اگر ایسے دالی جماعت ہوا اور اکثر کی شہادت معتبر ہو گئی ہو ہا عت عظیم ہونے کی جہت سو تم ہم نہیں ہی ہی حکم ہو گا ہم وان افطر الناس فیہ
فقد فاتہ ما فاتہ ہم اگر افطار کیا تو صرف فضائل ہم سے دو نہیں یعنی اکیلا نہ ہو تو نہیں ہو سکتا ہے ہم نہیں ہو سکتے ہیں ہو سکتے ہیں ہو سکتے

اموال اُن کی گمانوں سے جمع کئے ہیں جو ظاہر الروایۃ کھلا فی ہیں کافی ہیں یہ کہا ہے کہ قبول کیجاوے شہادت مسلم اور مسلمہ کی خواہ عادل ہو یا غیر عادل اور غیر عادل سے مراد مستور ہے خلافا الشامی کما فاسق اتفاقاً نہیں مقبول روزہ کے لئے قول فاسق کا بالاتفاق ہم اسود اسطر کی کا قول الیسوی دیانات میں مقبول نہیں جبکا حاصل ہوا عادلوں سے بیشتر ہو سکتا ہو جیسے روایت احاد مخالف پانی کی طہارت و نجاست وغیرہ کے کہ اوسکی خبر میں الحکم یحیاتی ہے یا الحکم کے بعض اوقات ایسی چیز وں کی علماء عادلوں سے بیشتر نہیں ہوتا قالہ الشامی وعلی ہذا فان قیمۃ متقوم تحری فتسقیہ قالہ الزیلعی فعلم ان القاضی یحکم بما یعلمہ اور آیا فاسق مجازہے اسکا کہ شہادت دیوے یا وجود دیکھا پانفسق جاننا ہو نزاع ہے کہا کذا فی اسود اسطر کہ قاضی کہیں فاسق کی شہادت قبول بھی کرلیتا ہے ہم جلوانی نے کہا کہ عادل کو لازم ہے کہ لونڈی یا بیہ دیوے نہیں تو اوس رات شہادت ادا کرے کہ کہیں اوس صبح کو انظار نکرلیوے اور یہ شہادت فرض عین ہے لیکن فاسق اگر جاتا ہے کہ حاکم میرا قول مان لیگا تو اوسپر ادا شہادت واجب اور مستور میں دو روایتیں ہیں کذا فی السراج اور وکان العدل غائباً او مریضاً او خافَ فوت الثواب بأن کیفیہ الی یاوا لاصلاح بہ اگرچہ عادل مذکور غلام ہو یا عورت یا زنا کی تہمت میں ہلاکا ہو کہ توبہ کرلی ہو کیفیت روئت کی بیان کرے یا نکرے بنا بر مذہب درست کے ہم بر خلاف امام فضلی کے وہ کہتے ہیں کہ اگر عدل کی خبر جب مقبول ہوتی ہو کہ تفسیر کی ہو اور کہو کہ میں نے شہر کے باہر چلال ہیں دیکھا ہے یا کہے کہ شہر میں آجکے کو ان میں دیکھا ہوا اور بہ وں ایسی تفسیر کے مقبول نہیں کذا فی الظہیریۃ قالہ الشامی وتقبل شہادۃ واحد علی اخر کمکیل اشتراہ اور مقبول ہوگا اسی ایک کی، دوسرا پر جیسے مقبول ہو شہادت غلام اور عورت کی ہم یعنی بملاحت شہادت علی الشہادت کے اور احکام میں کہ وہ مقبول نہیں جبتک ایک شخص کی گواہی پر دو مرد یا ایک مرد و دو عورتیں شامل نہوں کذا قالہ الحلبی فلو اعلی شہادتہما اگرچہ شہادت غلام اور عورت کی اپنی مثل پر دو ہم اس قسم سے بہر نکلا کہ ان دونوں کی شہادت آزاد اور مرد کی شہادت پر مقبول ہوا اور اسکو صاحب نہر نے بطریق بحث بیان کیا ہوا اور کہا کہ میں نہیں دیکھا وجب علی القاضی قبولہ ان وقع فی قلبہ صدقہما بالاداء فی صورۃ تشہد کما لو ماتت فطلقہا وارث واجب ہو لونڈی پر دو نشین پر یعنی جو مرد ان میں آمد رفت نہیں رکھتی کہ نکلے اس رات بدون اجازت اپنے مولی کے اور شہادت ادا کرے جیسا حافظہ میں ہو ہم اور جیسی حکم آزاد عورت کا ہے لونڈی اجازت اپنے خاوند کے نکلنا اور غیر محدود یا نے کا حکم بطریق اولے نکلیں قالہ الطحطاوی اور ظاہر یہ ہے کہا کما محل وہ ہو کہ اثبات روئیت ہو سکے موقوف ہو ورنہ نکلنا لازم نہیں قالہ الشامی وشرط لفیض العامۃ والعدالۃ قضاء الشہادۃ ولفظ اشہد شہادۃ وحکم الحاکم فلا تقبل لتعلق حق الغیر بہا اور بلال عید میں غبار وغیرہ کے ہوتے عادل ہونیکے ساتھ نصاب شہادت اموال (یعنی دو مرد یا ایک مرد و دو عورتیں) شرط ہے اور لفظ اشہد اور محدود فی القذف نہونا شرط ہے کیونکہ نہیں نفع بندہ کا متعلق ہے ہم یہ علت ہے شرائط شہادت مذکورہ کی نظر میں نہ عموم میں یعنی جو صوم میں فرد بنی ہے اوسمیں یہ شرط نہیں اور نظر میں نفع دنیاوی ہو پس اوسمیں اور حقوق کے مشابہ ہو پس جو چیزیں حقوق میں شرط ہیں وہ یہاں بھی شرط ہونگی قالہ الشامی تکمل لاستہلال ہم کما لا یشترط فی عتق الامۃ وطلاق الحرۃ لکن نہیں شرط ہو وہ جو حیا نہیں شرط ہو تو لونڈی کے عتق میں اور حرہ کی طلاق میں ہم لونڈی کی آزادی میں اور عمومی الیسوی شرط نہیں کہ اوسمیں حق العبد کے ساتھ حق اللہ تعالی کا بھی ہے یعنی حقانیت پنج فرجہ کی بسطر ح کہ اگرچہ حق عبد ہو لیکن اوسمیں بھی حق اللہ تعالی کا ہے یعنی صوم اُس روز کے روزہ کا حرام ہونا اور صیغہ عیدگاہ کا ہونا ہو نا الیسوی اوسمیں بھی وہ عمومی شرط نہیں ہوا اور طلاق میں حرہ کی قید سے معلوم ہوتا ہے کہ تزوج علوکہ میں وہ شرط نہیں اور جامع الفصولین سے طلاق معلوم ہوتا ہے کہ قال الشامی اذ لو کانا قولا بلا الاحکام فیما یثبت فقط اور اگر لوگ ہوویں الیسوی شرط نہیں پائی تو ہمیں حاکم نہ ہوئے نہ قاضی نہ والی قرر زد کہ ہمیں ایک متعدد کے قول پر یعنی روزہ رکھنا فرض ہے ایسا معلوم ہوتا ہے مصنف کی شرح سے ہم میں تحیا ظاہر ہے کہ گانون والو نہ روزہ لازم ہو تو بوں کی آواز ان سے یا تنبد بلوں کی روشنی سے اسکو ہم ظاہر علامت ہوا اور تحفۃ الفقہاء میں ہو ذکر کیا ہے کہ ہمارے زمانہ میں ہمارے ہا

لیلۃ الشک میں نہیں کرتا ہے مگر ثبوت رمضان کے لئے زوال الشاہد وأطرد أما خبار علی العلۃ المصرح بہا، اور انصار کہ ین و مدلل کے ضرب نسے اگر اسمان مین غبار وغیرہ ہو دلسطو ضرورت ہے کہ یعنی اسوجہ سو ضرورت ہے کہ کوئی حاکم موجو نہین ہو دلسطو شہادت اور الیجاد کے اور رسم العلۃ متعلق ہو سما موا اور اخطروا دونون کے ساتھ قال الشامی (وإن أقر الورحۃ حیث الصوم بین کصبیہ ستکھلون ہن تھم بالصوم فلا یلزم العید کما فی الخانیۃ) اور اگر ایسے حاکم نے چاند دیکھا ہو تو روزہ کے چاند نہین دیکھا ہو تو روزہ کے چاند نہین دیکھا ہو تو روزہ کے چاند نہین

اور ان سب میں سے صحیح یہی ہے کہ امام کی رای پر منحصر ہی اگر اپنے دلمیں انکی درستی اور صحت سمجھے تو صوم کا حکم دے اور موانہ سمجھے تو نہ دے یہی صحیح کہا ہے اور شرنبلالی نے اسیکا اتباع کیا ہے اور بحر میں نتح سے نقل کیا ہے کہ حق وہ ہے جو محمد و ابو یوسف سے روایت کیا گیا ہے کہ اعتبار خبر متواتر آنیکا ہے ہر فرد سے اور نہر میں کہا ہی کہ یہ تصحیح مرجح کے موافق ہے قالہ الشامی ومن الاصحاب انہ یکتفی بشاہدین واختارہ فی البحر اور ایک روایت امام صاحب سے یہ ہے کہ اگتفا کیا جاوے دو گواہوں پر اور بحر میں اسیکو اختیار کیا ہے ہم بحر میں کہا ہے کہ اس زمانہ میں چاہیئے کہ حمل اسی روایت پر ہوا سواسطے کہ لوگ چاند دیکھنے سے کاہلی کرتے ہیں پس علمائے بولکھا ہی جو غیر ہلال کے طالب ہیں یہ متقی ہوگا پس دیکھنے والے کی غلطی کا احتمال غیر ظاہر ہے پھر اسکی تائید کی کہ دلوالجیہ اور ظہیریہ ظاہر دلالت کرتی ہیں کہ ظاہر الروایت صرف اشتراط عدد جمع عظیم اور عدد تو وہ پر بھی صادق آتا ہے اور اسیکو صادق رکہا ہے نہر میں اور منح میں قالہ الشامی وصحح فی الکافیۃ الاکتفاء بواحد حر عظیم ان جاء من خارج البلد اذا کان علی مکان مرتفع واختارہ ظہیر الدین اور اقتدیہ میں (جو ایک نا کا نام ہے) تصحیح کی ہے کہ ایک شخص کفایت کرتا ہے اگر شہر کے باہر سے آیا ہو یا کسی اونچے مکان پر ہو اور اسیکو ظہیر الدین نے اختیار کیا ہے ہم اور فتاوے صغری میں اسی پر اعتماد کیا ہے اور یہی قول طحطاوی کا ہے اور امام محمد نے اسکی طرف اشارہ کیا ہے اصل کی کتاب الاستحسان میں مگر خلاصہ میں کہا ہے کہ ظاہر الروایۃ یہ ہے کہ شہر اور غیر شہر میں فرق نہیں ہوتا کذانے المحراج وغیرہ میں کہتا ہوں کہ نہایہ میں کہا ہے کہ مبسوط میں ہے کہ امام و اسکی مشہادت جب رد کرے کہ آسمان صاف ہوا اور نہ شخص شہر والا ہو پس اگر آسمان ابر ہوا یا دہ باہر سے آدمی یا اونچے مقام پر ہو تو ہمارے نزدیک مقبول ہوگی پس لفظ عند نا دلالت کرتا ہے کہ ہماری ائمہ ثلثہ کا یہی قول ہے اور محیط میں اسی پر جزم کیا ہے اور اسکے مقابل کو بلفظ قیل بیان کیا ہے پر ذکر کیا ہے کہ وجہ ظاہر الروایت کی یہ ہے کہ رویت مختلف ہوتی ہے باعتبار ہوا کی صفائی و کدورت کے اور باعتبار مکان کے نیچے اور اونچے ہونے کے کیونکہ جنگل کی ہوا صاف ہوتی ہے شہر کی نسبت اور کبھی ہلال اونچے مکان سے نظر آتا ہے تو اس شخص کا قصد خلاف ظاہر ہوا بلکہ ظاہر کے موافق ہوا الخ سو اس کلام میں تصریح ہے کہ یہ ظاہر الروایۃ ہے اور حقیقت میں الیسا ہی ہے کیونکہ مبسوط بھی کتب ظاہر الروایۃ سے ہی پس معلوم ہوا کہ دو نور وہ تین ظاہر الروایۃ ہیں کذانے الشامی (حرر) وقد رضان العبد الضعیف عفا اللہ عنہ ولوالدیہ ولجمیع المسلمین آمین یا رب العالمین

معلقۃ بدعواہ صفتہ دینیۃ علی الصحیح قنیۃ الدین والوکالۃ وسائر الدعاوی تقبل بہا الشہود قرنبلالیۃ الہلال یشترط فیہ ما یشترط فی الشہادۃ علی الشہادۃ لعدم الضرورۃ اتحلبی اور رمضان اور عید کے اثبات کا طریق یہ ہے کہ کوئی شخص کسی حاضر پر کسی غائب کے دین کے قبضہ کرنیکی و کالت کا دعوی کرے مشروط بحضور رمضان یا عید کے آنے پر پس یہ شخص حاضر دین اور وکالت کا اقرار کرے اور رمضان یا عید کے آجانے سے انکار کرے پس یہ رویت ہلال پر ٹوٹا ہوا دین اس حکم لگایا جاوے ادا دین کا شخص حاضر پر اور مہینے کا داخل ہونا نہ ثابت ہوگا کیونکہ یہ نہ ہمارے نزدیک رمضان ہیں نہ ہم یہ مجہول ہے اور فاعل ضمیر مدعی کی جو کہ بیان عبارت مدعی کی مفہوم ہے یعنی مدعی دعوی کرے کسی شخص مشہور کہ فلاں شخص کے تیرے ذمہ اسقدر درہم ہیں اور بجگوا دینے کہدیا ہو کہ جب رمضان داخل ہو تو وکیل ہو دین کے قبض کرنیکے لئے اور رمضان نہ داخل نہیں ہوا کہا مطلب ہے کہ رمضان کا روزہ غیر ثبوت بھی واجب ہو سکتا ہے یعنی صرف خبر سے کیونکہ وہ دینیات میں سے ہے اور وجوب صوم کے ثبوت رمضان لازم نہیں آتا اور اسوقت میں فائدہ رمضان کے اثبات کا بطریق مذکور یہ ہے کہ جماعت عظیم پر موقوف نہ ہیگا اگر آسمان صاف ہو کیونکہ مشہادت ثبوت و کالت پر ہے بروقت دخول رمضان کے نزدیت ہلال پر اور وکالت دو گواہوں سے ثابت ہو سکتی ہے حتی عبد ہو نیکی جہت سے اور وکالت ثابت نہیں ہوتی جبتک رمضان کا دخول نہ ہو اور جب دخول رمضان ثابت ہوا تو وہ وقت ہوا جب ہوا قالہ الشامی شہد واللہ شہد مصدقا فی صحیحہ اشہد انہ رمضان الہلال لیلۃ کذا وقضی القاضی بہ ووجد استحقاق المقضی لہ فی الدین فعلی ما جزم بہ القاضی ابن الشحنۃ وتبعہ المصنف ومن تبعہ من شہد بہذا اللفظ تنفیذ ہوا اور جن نسخوں میں شہد وا بلفظ جمع ہے اس سے مراد

ماضی الوعد ہے یعنے اگر دو گواہوں نے گواہی بسبب بڑی کے اسمیر کے قاضی کے سامنے فلانے شاہدوں نے فلانی تاریخ کی رویت کی گواہی دیا ہے اور انکے قاضی نے اسپر حکم لگایا ہو اور شرائط دعوی کی سب پائی گئیں تو اس قاضی کو جائز ہے کہ اسکی گواہی پر حکم لگاوے پس اگر قضاء القاضی بشہادۃ الشاہدین ثابت ہو اسکو ثبوت کہتے ہیں اور اگر اسکے قاضی کے سامنے ثبوت نہ ہوا ہو تو اسکو ثبوت حکمی کہتے ہیں اور بیان کے گواہوں نے اور اسکی شہادت دی ولا یجوز القاضی ان یحکم بخلاف ما علمہ یعنی قاضی کو جائز نہیں کہ اپنے علم کے خلاف حکم کرے یہ عبارت ہے اس مسئلہ کی کہ دوسرے قاضی کی قضاء جائز ہے یا نہیں اور اسکی صورت یہ ہے کہ ایک قاضی نے گواہوں کی شہادت سے رویت ہلال ثابت کی اور حکم کیا اور دوسرے قاضی نے اسکو سنا اور اسکو معلوم ہوا کہ اسکی رویت ہلال کی شہادت جھوٹی ہے تو اسکو جائز نہیں کہ اسکی قضاء کو نافذ کرے اور اسکے موافق حکم کرے اور اسی طرح اگر

سے یہ جا تا جواب میں یہ کہا کہ افطار قاضی کے حکم سے ثابت ہوا واحد کے قول سے نہیں یعنی جب قاضی نے رمضان کے چاند میں ایک آدمی کے قول پر حکم لگایا تو اس بنا پر افطار بعد ۳۰ دن کے ثابت ہو گیا قالہ الشامی وفی الزیلعی الاشبہ ان الاصل الافطار اور ذیلعی میں ہے کہ مشائخ کی ایک جماعت کا اختیار یہ ہے کہ اگر ابر ہو تو فطر جائز ہے اور جو نہیں تو نہیں وھذا الاصح وفیہ الاختیار للتسہیل کالفتح والتبیین اور بقر عید کا چاند اور باقی تو مہینوں کا مانند عید کی ہے صحیح مذہب پر ھم تولہ والاضحی کالفطر یعنے ذوالحجہ شوال کی مانند ہی ہے پس اس میں ثابت نہ ہوگا مگر دو مرد یا دس سے زیادہ اور صفائی کی تحالت میں زیادتی عدد کی ضرور ہے اور نوادر میں امام صاحب سے روایت نقل کی ہے کہ وہ مانند رمضان کے ہے اور متقدمین اسکی تصحیح کی ہے لیکن روایت اول ظاہر الذہب ہے اور اسکی تصحیح ہمارے اور اسکی شروح اور تبیین میں کی ہے پس تصحیح مختلف ہوئی اور پہلی کو ترجیح اسواسطے ہو کہ وہ مذہب پر ھم ہے کذا فی البحر اور باقی تو مہینے کا چاند مثل عید کے چاند کی ہے یعنی انمیں مقبول نہ ہوگی مگر گواہی دو مرد کی یا ایک مرد و دو عورتوں کی جو آزاد ہوں اور تہمت زنا کا نہ ہو یا انکا نہ ہونا جیسے اور احکام میں کذا فی البحر عن شرح مختصر الطحاوی اور امر اد میں ذکر کیا ہو کہ ان مہینوں کا حکم صفائی کی حالت میں مانند رمضان اور عید کے ہے یعنی جماعت عظیم چاہیئے لیکن خیر الدین رملی نے کہا ہو کہ ظاہر یہ ہے کہ باقی مہینوں میں ابر اور غیر ابر میں کچھ فرق نہیں کیونکہ جماعت عظیمہ کی شرط نہیں پائی جاتی یعنی سب لوگوں کا متوجہ ہونا چاند دیکھنے کو پس اگر دو مرد وں نے گواہی دی صفائی کی حالت میں شعبان کے چاند کی اور شعبان بہ ثبوت شرعی ثابت ہو گیا تو ۳۰ دن کے بعد رمضان ثابت ہو جاویگا اگرچہ رمضان صفائی کی حالت میں دو شخصوں کی گواہی سے ثابت نہیں ہوتا کیونکہ اسمیں ثبوت ضمنی ہو اور ضمنیات میں مہینہ کی بابتوں میں گذر ہوتی ہے جو قصدیات میں نہیں ہوتی قالہ الشامی وفی ذریعۃ نافہا وتلیہا لا کاتبہ مطلقا علی الصحیح کذا فی الخانیہ اور جو چاند دن کو منظر آوے وہ اگلی رات کا شمار کیا جاویگا ہر صورت میں صحیح مذہب پر ذکر کیا گیا واسکو خادی فی ھم یعنی قبل زوال کے نظر آوے یا بعد زوال کے اور مذہب کے معنی یہ ہے کہ قول ابی حنیفہ و محمد کا ہی بدلیل میں کہا ہے پس وہ دن رمضان کا ہو گا طرفین کے نزدیک اور ابو یوسف کہتے ہیں کہ اگر بعد زوال کے نظر آیا تو نے شک آیندہ و شب کا ہے اور اگر قبل زوال کے نظر آیا تو پچھلی شب کا ہی اور وہ دن رمضان کا ہو گا اور اسی خلاف پر شوال کا چاند ہے کہ طرفین کے نزدیک آیندہ و شب کا ہی ہر صورت میں اور وہ دن رمضان کا ہو گا اور ابو یوسف کے نزدیک اگر زوال سے پیشتر نظر آیا تو چاند شب گذشتہ کا ہو اور یہ دن عید کا ہی اسلیئے کہ ہلال قبل زوال کے نظر نہیں آیا جاتا اور اگر یہ کہو کہ دو رات کا ہونا چاند رمضان میں ضروری ہوا اور شوال کے چاند میں عید کا دن اور طرفین کے نزدیک اصل بحیہ صحو کہ دنگی رویت کا اعتبار نہیں اعتبار رویت بعد الغروب کا ہی کیونکہ حضرت نے فرمایا ہا غمونی لرویتہ وافطروا لرویتہ پس اتم صوم و افطار کا رویت کے بعد ہی استعمال میں امام ابو یوسف کا قول مخالف نص کے ہو اتنہی ملخصا تح القدیر میں کہ حدیث شریف موجب ہے رویت کی سنت کو سو اور افطار چاہے مقدار دریک سو ہی ہر مہینے کے آخر وقت شام کی رویت ہی نزدیک صحابہ اور تابعین و متقدمین کے خلاف ماقبل الزوال کے تیسرین تا کریخ اور مختار امام ابو حنیفہ و محمد کا قول ہے قالہ الشامی والخلاف للطالع وقیل فاقد قبل الزوال وبعدہ یجب اتفاقا علی الاصح علیہ الزیلعی والشرنبلالی فی حاشیہ الدرر والغرر اور اختلاف مطالع کا اور دن کو چاند دیکھنا زوال سے پہلے یا بعد زوال کے غور طلب ہے ظاہر مذہب پر اور اسی پر اکثر مشائخ ہیں اور اسی پر فتوی ہو کذا فی البحر عن الخلاصہ ھم جاننا چاہیئے کہ نفس اختلاف مطالع میں نزاع نہیں ہو یعنی کبھی دو شہروں میں اتنا بعد ہوتا ہے کہ ایک میں ہلال ایک تاریخ نظر آوے دوسری میں نظر نہ آوے کیونکہ استہلال ہلال کا شمال و جنوب سے مختلف ہوتا ہے باعتبار اختلاف بلدوں کے اور یہی حال ہو اختلاف مطالع شمس کا کہ جب ایک ملک میں صبح ہو گی تو بعض میں دوپہر ہو گی اور بعض میں عصر وہ ہو گا اور بعض میں آدھی رات بلکہ مطالع کے اعتبار کرنے میں ملا

ہو کہ ہر قوم کو اپنے مطلع کا اعتبار لازم ہے اور جہ کے مطلع پر عمل کرنا لازم نہیں یا یہ کہ اختلاف کا بالکل اعتبار نہیں بلکہ جس جگہ چاند نکلنا ظاہر ہو سکے اور اسی پر عمل کرنا لازم ہے بہانتک کہ اگر مشرق میں جمعہ کی رات کو چاند نظر آیا اور مغرب میں ہفتہ کو تو اہل مغرب پر لازم ہے کہ جمعہ کو روزہ رکھیں اور یہی قول اہل شرق کے عمل کا ہے پس یہ قول اول کے قائل ہوئے ہیں اور دلیل اور فیصل نے اسی پر اعتماد کیا ہوا ہے اور اسی کو ترجیح دی ہے اور یہی قول اہل شرق کے عمل کا ہے پس یہ قول اول کے قائل ہوئے ہیں اور دلیل اور فیصل نے اسی پر اعتماد کیا ہوا ہے اور وہی ہمارے ہر ایک بھی یہی سمجھے ہے کیونکہ ہر قوم کو خطاب اشراء ہے موافق ہو جیسا اوقات صلوٰۃ میں اور ظاہر الروایۃ قول ثانی ہے اور وہی ہمارے یہاں معتمد ہے اور الکیون اور حسن بن زیاد کے نزدیک بھی کیونکہ خطاب عام ہے مطلق رویت کے ساتھ جو بہت سے مواقع میں مختلف ہوتی ہے جیسا اوقات صلوٰۃ میں اور اس لئے کہ رویت میں اختلاف سے حرج لازم آتا ہے پس اہل شرق کو روزہ یا افطار لازم ہوگا اہل مغرب کی رویت سے جبکہ ثابت ہو شرق والوں کو اگر ان کو بھی رویت اس طرح ہو کہ عمل کو موجب ہو جیسا ثابت ہوئی گذرا ہم یعنی دو آدمی شہادت پر شہادت دین یا حکم قاضی پر شہادت دین یا جبر تسلیم ہو بخلاف اس صورت کے کہ شہادت دیں پر کہ فلانے شہر والوں نے دیکھا ہو کیونکہ یہ حکایت ہے جیسا کہ حدیث میں ہے قال اللہ علیہ السلام لکاشفہ انہ یقتل ذوالثدیۃ نے کہا کہ شاید یہی ہے کہ اختلاف مطالع معتبر ہے قال لکم الاعرابی بالھلال ایرایتہ انت وکبر فی کہا ہو کہ ظاہر الرویۃ کے اعتبار میں جیسا ظاہر ہوا ہے دوسرے شخص کے جو حسن بن زیاد سے روایت کرتا ہے اور علت نظر یہ دلالت کرتی ہے کہ اداء ہے تبدیل ہو کما ظاہر ہوا ہے

فرع

مسئلہ مختلفہ شارح کا اختیار کردہ کیونکہ عمل جائز ہے جیسا راجح میں ہو اور نزاریہ کے باب الاکراہ میں ہم نے کہا ہے کہ اگر بیوقوف کو ایسی بات پر مجبور کیا جائے جس میں صرف نفع ہو جیسے اسلام لانا تو اکراہ نہیں ہوگا اور اسی پر فتویٰ ہے اور اسی کو ہم نے اختیار کیا ہے اور اسی پر عمل

روزہ اگر روزہ قوی ہو جیسے روزہ کے اتمام کی طاقت رکھتا ہو بنیر مشقت کے اور اگر ایسا ہو کہ صوم کی جہت سے ضعف ہو لیکن کہا ہو سو تو عبادات کو اچھی طرح ادا کرے تو محل اس سے کہ زیادہ دلالت کرے کہ ذاتی ہے الفتح ہم بحر الرائق میں کہا ہے کہ قوی آدمی کو کہ بعد اس کے

قال الشامی کما فی جامع الرموز وعلیہ مشی فی الدرر وہیں دخانا اگر کڑی سوکوں کو کھول یا ہیرا وسکو نکال لیا اور اوسکو سیر سیل تھا ہیرا وسکو کان میں ڈالا اگر چند بار بھی اس سکو کرتا رہا ہو ہیرا اسوا سطہ کہ ہیرا میں ہو کہ آسمین والا جماع روزہ نہیں توڑتا اور ہاں یہ بھی ہو کہ آسمین سے مراد جماع ہو قال الشامی وہذا ولیلہ ما فی المسند عن انس وہو فی الصحیحین انہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل وہو صائم کما سیجئ آتا ہوں کل جو دانتوں میں کچھ رہ گیا ہو تو روزہ نہ جاویگا کیونکہ جو کچھ سکو کھا گئے کے تابع ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ اتنی چیز قلیل ہے اس سے احتراز غیر ممکن ہے پس منزلہ اوسکے ہوا اور اگر چنے کی برابر ہے تو روزہ ٹوٹ جاویگا چنانچہ صفریہ آویگا اور حد القلیل من ان یستلہ فخرج حلقہ یعنی ایسا الحق فیہ بالخلیون دانتوں سے اور چلا گیا اسلئے یہ سے جو ٹب تک نہیں پر تمہارے متن کی اطلاق سے ظاہر اسلوم ہوتا ہو کہ اگر چہ خون غالب ہو تب بھی روزہ نہیں جاتا اور وجہ یہ ہو کہ اوسکی تعمیق کی جیسا شراح نے اور کہا ہے کہ وجہ یہ ہو کہ عادۃً اس سے احتراز ناممکن ہے اور چونکہ یہ قول اگر کے مخالف تمام اہل شارح نے مصنف کے کلام کو محمول کیا اسپر کہ جو خون میں نہ پہنچے مصنف کی اتباع سے کہ اوسنے اپنی شرح میں کہا ہے اما اذا وجد مثل ولی علۃ الدم او تساوی فلا الا اذا وجد طعمہ الخ لیکن جبکہ پہنچے جو خون میں پس اگر خون غالب ہو یا خون اور تھوک برابر ہوں تو روزہ فاسد ہو گا اور جو ہوا نہیں فاسد ہو گا کیونکہ یا وجہ اسکا مغلوب کذا نے الزاز یا استحسنہ المصنف وعلیہ الاکثرین اور اسکو مصنف نے پسند کیا ہو اور یہ تفصیل جو ہم نے کہی اوسپر جو ہوئی وہ جیسے الکرمانی کہا ہو اور قریب ہو کہ آویگا یعنی مصنف کا پسند کرنا ہم نے ذکر کیا ہو اور الاول بحمل الظہر فی حلقہ من الدم واستثنار فیہ کما لا یخفی یعنی ہے قال الشامی والاحسن ما قدمنا من التفصیل الذی ذکرہ الزاہدی وغیرہ قولہ او جامع یا وجامع یعنی روزہ کسی پر پہنچ جاوے جو خون تک اگر چہ اغتیاباً فی مجاوہ یعنی غیبت کی تو کہ توڑہ روزہ نہیں جاتا ہم اوسکی تفصیل خاص حال ایک جماعت نے کی ہے اور جامع صغیر کی شرح میں کہا ہو کہ اگر لوگ اسد باقی مجاوہ یو تو اوسکو کتابہ میں ذکر نہیں کیا اور آسمین احتمال سے لئے کہنے میں کہ روزہ ٹوٹ گیا ہو یا نہیں جیسا کہ ہی دیر میں جڑ ٹوٹے سوا اور بعضوں نے کہا ہو کہ نہیں ٹوٹتا اور یہی صحیح ہے کیونکہ اوسکی طرف سو کوئی فعل نہیں پایا گیا اور نہ آسمین اوسکو بدلی مصلح ہو اسے قال الشامی کما فی الجامع الوالجی وقد اسہب صاحب البحر فی ذلک حتی جعل کلام الناس فی ہذہ المسئلۃ فی نحو عشرین ورقۃ یعنی غیر شخص نے والے میں ہو تو روزہ نہیں جاتا کہ یہ نکلہ اوسکا فعل کچھ نہیں اور نہ اوسکے بدن کی اصلاح ہو بخلاف اوسکے کہ جالقہ کی دوا کی ہو کہ اوس سے روزہ جاتا رہیگا یا تیرا اس طرف سو دو سر طرف نکل جاوے یعنی اوس کے بھی روزہ نہیں جاتا وقولہ او بقی فی الفم قدر ما یقدر علی تمییزہ الخ اور اگر کھا لیا باقی رکھی تو روزہ ٹوٹ گیا ہم بعد ایک ہو دو قولوں پر کہ ورد ان میں اوسوا سکے نیزہ کی لوگ اور تیرے کی بھال میں فرق نہیں ہے فتح القدیر میں تصریح کی ہے کہ خلاف دو لوں میں جاری ہے اور روزہ باقی رہنے کی ایک جماعت نے تصحیح کی ہے اور ملیحی نے جزم کیا کہ دو لوں میں عدم افطار صحیح ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ کلام شارح میں اضطراب ہے کہ پہلے میں صحیح قول نقل کیا اور دوسرے میں اوسکا مقابل قالہ الشامی فاقہم وحرر اوسی فی مقدمہ وقدمنا تمام ذلک وان بقیۃ قطعۃ داخل کر لیا گڑی دھوہ کو دوسرے میں اطرح کہ ایک کنارہ اوسکا باہر ہو تو روزہ نہیں ٹوٹتا اور اگر سب اندر چلا گیا تو ٹوٹ جاویگا وکذا لو بقی خشکہ او صحیحا لرطوبۃ فمہ لزوالہ الآن بصیل شیئا مشکلا روزہ نہیں جاتا اگر حمل لے لکڑی یعنی اگر حلق میں غائب ہو جائیگی تو جاتا رہیگا نہیں تو نہیں یا نگل لے دانگا اگر چہ آسمین لقمہ بنا ہوا ہو مگر یہ کہ آسمین سے کچھ جدا ہو جائے جیسے پٹ میں ہو جاوے تو روزہ جاتا رہیگا وسعادۃ ہذا یستدل لان الحمل فی الفرج مفسد کالمتخذ اور حاصل اسکا یہ ہو کہ اہر داخل ہونیوالی چیز کا تحریم ثابت ہونے میں تین طرح سے فساد صوم ہی کذا فی الدرالمختار یعنی جب فضائے نفوذ کر دی کہ داخل ہونیوالی چیز سے اگر کچھ جدا ہو گا تو روزہ جاتا رہیگا نہیں تو نہیں اگر یہ چیز یا بیٹ میں ہو اسکا تو یہ ہو کہ اسکا تحریم اسطرح سے کذا فی الخلاصۃ وہی اذا ادخل اصبعہ

الیابسۃ فیہ الی دبرہ او فیہا او قبلہ فسد او روزہ نہیں جاتا اگر سوکھی اور نگلی ہوئی دبر میں دی یا عورت نے اپنی فرج میں اور اگر تر ہو تو فاسد ہوگا ھم اور دخل کی ضمیر شخص صائم کی طرف پھرتی ہے جو شامل ہے مذکر و مونث کو قالہ الشامی والمراد بخلوت قطنۃ الخ غائب فسدت ای قطنۃ ھی فیہا الخ یا اگر عورت نے اپنے اندر روئی رکھی اگر غائب ہوگئی تو روزہ ٹوٹ گیا اور اگر ایک جانب فرج خارج میں نکلی ہوئی ہی تو نہیں ٹوٹا والمراد بالعلم فی الاستخراج حتی لو شک عدم الفساد بقاؤہا کما کان ولو کان الشک بعد الاخراج ھ اگر استخراج میں بایں طور کہ پانی حشفہ کی جگہ تک پہونچگیا تو روزہ فاسد ہوگیا اور یہ بہت کم ہوتا ہے اور اگر واقع ہو تو بیماری سخت کا موجب ہوتا ہے ھم موضع حشفہ سے مراد وہ جگہ ہے جہاں دوا آکر بسبب سوجن کے نہیں جاسکتی ہے اور یہ الجامع حال کونہ ناسیا عند ترکہ وکل عند طلوع الفجر ان اتصل بعد الترک بہ کالاحتلام یا جماع کا تھا یہ حکم بحال لیا دوا آنے ہی سے روزہ نہیں جاتا ایسا ہی روزہ نہیں ٹوٹتا اگر قبل الفجر عمداً جماع کیا پھر نگل لیا فجر ہونے پر بھی اگر چہ منی نگلی ہو نگالنے کے بعد کیونکہ یہ بمنزلہ احتلام کے ہے ولو مکث حتی امنی او ردد نظرہ فامنی فسطوان لم تفسد نفسہ فمنی کھڑا رہا یہاں تک کہ منی خارج ہوگئی اور حرکت نہیں کی تو صرف قضا لازم ہے اور اگر اپنی نفس کو حرکت دی اور منی خارج ہوئی تو قضا اور کفارہ دونو لازم ہیں ھم حتی امنی فساد کی شرط نہیں ہے صرف کفارہ کے حکم بیان کرنیکے لئے ذکر کیا ہے شارح نے یہاں صرف وجوب کفارہ کا ذکر کیا ہے حال انکہ فتح القدیر وغیرہ میں دونو راویتیں ذکر کی ہیں بدون ترجیح کے اور مدار الیہ میں ہے کہ عدم فساد اور صورت میں ہے کہ نکال لے بعد یاد آنے کے یا طلوع فجر کے لیکن جب نہ نکالا اور اسی حالت پر باقی رہا تو اوپر فضا ہے کفارہ نہیں ظاہر الروایت میں اور روایت ہے امام ابو یوسف سے کہ کفارہ ساقط ہوگیا ہے طلوع فجر میں واجب ہے نہ یاد آنیکی صورت میں اور اسطرح کہ ابتدا جماع قصداً کی تھی اور جماع ابتداءً دو انتہاءً ایک ہی ہے تو جماع باقصد سے کفارہ واجب ہوا اور وجہ ظاہر الروایت کی یہ ہے کہ کفارہ واجب ہونا ہے روزہ کے توڑنے سے اور توڑنا جو ناہے بعد وجود کے اور اسکا جماع میں مشغول رہنا وجود صوم کو منع کرتا ہے پس جبکہ توڑنا صوم کا متحقق نہوا اسلئے کفارہ بھی لازم نہ آیا انتہے پس یہہ عبارت دلالت کرتی ہے کہ عدم وجوب کفارہ یاد آنیکی صورت میں متفق علیہ ہے کیونکہ ابتداء جماع باصوم تین عمداً تھی اور جماع فعل واحد ہے پس اسوجہ سے شبہہ ہوگیا اور دوسری وجہ یہہ ہے کہ اوپر نہیں پہونچی خلاف امام مالک کے کہ انکے نزدیک بھولکر کھانے یا جماع سے بھی روزہ جاتا رہتا ہے اب اگر قصداً جماع کر بیگا تو اگر نزدیک کفارہ نہیں عرفکہ خلاف صرف طلوع فجر میں ہے نہ یاد آنے کی صورت میں اور ظاہر الروایت کیوجہ کی تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ تحریک نفس اور غیر تحریک میں کچھ فرق نہیں ہے قالہ الشامی کالو نزع فمنعہ او کم جیسا کفارہ واجب ہوگا نگال لیا پر ذخل کیا ھم یعنی دونو مسئلوں میں کیونکہ خلاصہ میں ہے اگر یاد آنے پر نگال لیا پھر ہو دکیا تو کفارہ واجب ہوا اور ایسا ہی مسئلہ صحیح کا الخ لیکن مسئلہ مذکر میں چاہیئے کہ کفارہ نہو جیسا معلوم ہو چکا کہ اسمیں شبہہ خلاف امام مالک کا ہوا اور شبہہ یہہ دوسری قول پر مبنی ہو جسمیں اعتبار اسکا نہیں ہے او دعی اللقمۃ من فیہ عند نزعہا او طلوع الفجر او اتلعہا ان بقی اخرجہا کقرسہ لا یا پھینکے یا لقمہ اپنے منہ میں سے روزہ یاد آنے ہی یا فجر ہونے ہی یعنی روزہ نہیں جاتا اور اگر نگل لیا اسطرح کہ منہ میں سے نہیں نکالا اور نگل گیا تو کفارہ لازم ہے اور اگر منہ سے نکال کر اوگل ہوئے کو کہا گیا تو کفارہ لازم نہیں ھم کیونکہ طبیعت اس سے نفرت کرتی ہے اور یہی اصح ہے جیسا شرح وہبانیہ میں محیط سے منقول ہے قالہ الشامی ایجامعہ فیما دون الفرج ولم ینزل منی فی غیر السبیلین فکذا فی الفرج یعنی جماع کیا غیر فرج میں یعنی قبل اور دبر کے سوا دوسری جگہ میں مثل ناف اور ران کے اور انزال نہوا تو روزہ نہ جائیگا ھم یہاں مراد فرج سوا قبل اور دبر دونو ہیں اسلئیکہ فرج اگرچہ دبر کو شامل نہیں لغۃ لیکن باعتبار حکم کے شامل ہے کیونکہ منفوذ ہے میں

ل ہو ذکر من فرج او غیرہ ۱۲ منہ
ل ہو ذکر من فرج او غیرہ ۱۲ منہ
ل ہو ذکر من فرج او غیرہ ۱۲ منہ

کہا ہے کہ فرج آگے کا عضو مخصوص مرد اور عورت کا ہے باتفاق اہل اللغت کے پھر کہا ہے کہ قبل اور دبر دونو فرج ہیں حکم ہیں قالہ الشامی
وکل الاحتمالات ممکنۃ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم بالنیات ونافع الید ملعس اور اسی واسطے میں نے کہا تھا تو یہ سمجھ غیر مفید ہے اگرچہ مکروہ تحریمی ہے
بموجب حدیث لعن اللہ الکاتب والشاہد کے ہم یہ حکم اسی صورت میں ہے کہ انزال نہو لیکن اگر انزال ہو تو فصاد لازم ہوگی جیسا مضطرات میں ہے
ہم سراج میں ہے کہ اگر اس فعل سے ارادہ تسکین شہوت مفرطہ کا ہے جو دلکو احاطہ کر رہی ہے اور یہ شخص بیتکاح سے نہ بیٹھی ہے
نہ باندی ہے لیکن اوسکو اوس تک پہونچنے کی قدرت نہیں تو ابوالیث نے کہا ہے کہ میں توقع رکھتا ہوں کہ اوسپر وبال نہو لیکن
جس صورت میں کہ مرد لینے کے لیے گیا تو گنہگار ہوگا کذا فی الشامی او ادخل کفہ فی قبلہ امرأۃ من غیر انزال یا اپنا عضو مخصوص
کسی چوپایہ میں داخل کیا یا انسان مردہ میں بغیر انزال کے یعنی اس سو صوم نہیں جاتا اگر انزال ہوگا تو فصاد لازم ہوگی اس سو
فی ہذہ الصور الثلثۃ فانہ لا یفسد صومہ بالاجماع کو اسی جانور کی پیشاب جگہ کو یا ہتھ کو یا منہ کو یا اسکا تنہ چوم لیا پھر انزال ہوا ہم یعنی باوجود انزال کے اس
صورتین روزہ نہیں جاتا تو بغیر انزال بالطریق اولے نہ جائیگا اور بحر اور زیلعی وغیرہ میں اجماع نقل کیا ہے کہ روزہ میں جاتا اس
صورتین اگرچہ انزال بھی ہو جاوے قالہ الشامی او قضی احد الیہ ما او قبلہ ما او دھنہ ما وان وصل الی الداخل خلافا لابی حنیفۃ
حنفہ کے سوا ان میں پانی یا تیل اگرچہ مثانہ تک پونہچ جاوے جسم نہ جانا یعنی اس سو بھی روزہ نہیں جاتا یہ قول ہی ابوحنیفہ کا
اور محمد بھی انکے ساتھ ہیں اظہر روایت کے موافق اور ابو یوسف کہتے ہیں کہ روزہ جاتا رہے اور اختلاف مبنی ہی اسباب پر
کہ مثانہ اور جوف میں منفذ ہے یا نہیں اور ظاہر یہ ہے کہ اسمیں منفذ نہیں اور پیشاب اسمیں براہ مسامات مثل عرق کے جمع ہو جاتا ہے
الحاصل ایسا ہی بیان کرتے ہیں زیلعی ایسا معلوم ہوا کہ پانی یا تیل اگر ذکر کی نلی میں رہجاوے تو بالاتفاق روزہ فاسد نہو گا قالہ الشامی
واما فیما افسد اجماعا کما لو ادخل الماء او غیرہ فی احلیلہ او اقطر فی احلیلہ ماء او ادھنہ او استعط فوصل الی دماغہ او
اوجر حنظلۃ او بلع حصاۃ او نواۃ او استاک بسواک رطب او یابس او بعود او بخرقۃ او بقطن او بخیط او ابتلع شیئا مما بین
اسنانہ او ابتلع ما بین اسنانہ وکان قدرا یعتاد ابتلاعہ او ابتلع ما بین اسنانہ وکان قدرا یعتاد ابتلاعہ او ابتلع ما بین اسنانہ

اگر دھاگا باشد تحرک بین فکر کے چند بار اگرچہ اسمیں تھوک کی گرہ باقی رہگئی ہو ہم لینے جیتا کا باشنے کا ارادہ کرے اور تھوک میں اوسکو بھگو دے پھر اوسکو مسئلہ میں چند بار ڈالے اگرچہ کچھ تھوک مجتمع تاگے میں لگا رہیگا اور زندہ بسی کے نظم میں ہے کہ روزہ جاتا رہتا ہے کذا فی الفتیہ قالہ الشامی الا ان یکون مصبوغا وظہر لہ بقیۃ ابتلعہ فاذا لم یظہر لہ شیء فلا کما فی الخانیۃ اور اگر مکروہ ہوتا گاڑھا نہیں اور اسکا رنگ تھوک میں ظاہر ہو پھر اوسکو نگلدیا ہو اور روزہ یاد ہو تو اسپر دو تین روزہ ٹوٹ جاویگا وتلہ او النخعۃ قبقال بل الخیط بالرفع فان الا ما یخالہ فی فیہ لا یتقوی اور اسکو ابن شحنہ نے نظم کیا ہے اور کہا کہ بار بار تاگا بھگو نیوالا تھوک میں باشتی ہوئی نہیں نقصان اوٹھاتا ہے تاگا مثنہ میں داخل کرنے سے یعنی صوم فاسد نہیں ہوتا ہم کمر مبتدا صفات ہو اور بالرفع متعلق ہو کے اور باوخاطر متعلق خبر کے ہو ۵ وعن ابی یوسف ان بلع الریق بعد ما ابیض کصبیر او اخضر فیہ ظہر او بعض شائبہ سبز مروی ہے کہ اگر تھوک گلابی یا سبز ہو تکرار اوخال کے تو روزہ کو نقصان کرتا ہے جیسا رنگ کہ اوسکی رنگت تھوک میں ظاہر ہو ہم یعنی جیسا گلنار رنگ کا روزہ و توڑتا ہے اور اسپر فلان نہیں ہوا اور لونڈی کی شیر بینی کیطرف اور یہ شیر بین کیطرف اور یہ متعلق ہو ظہر کے کذا فی الظہیریۃ وان ازدرد حلقہ کان تمضمض فسبقہ الماء او شیء ناسیا او تمضمض جاہلا فدخل حلقہ فلا قضاء علیہ اور اگر افطار کیا خطا سے جیسے کلی کی اور منہ میں پانی چلا گیا یا پیلیا سوتے ہیں یا سحر کہا بھی یا جاہل کیا اس گمان پر کہ صبح نہیں ہوئی ہم ان افطر الفجر شرط ہو اسکی خبر آگے نہ کور ہوگی یعنی قضا فقط اور یہاں سے شروع ہے قسم ثانی کا یعنی جس سے قضا لازم آوے نہ کفارہ اور خطا سے افطار کرنیکے یہ معنی ہے کہ ایسا فعل متصور کی جس سے روزہ ٹوٹجاوے ولیکن قصد روزہ توڑنیکا نہ تھا ذا لنہر عن الفتح حاصل یہ کہ اگر کلی کرتے ہوئے پانی حلق میں چلا گیا پس اگر روزہ یاد تھا تو جاتا رہا نہیں تو نہیں جاتا اور سونے کو خطی ٹھہرانے میں یہ کلام ہو کہ نائم کا فعل قصداً نہیں بان نہر میں البتہ تصریح کی ہو کہ مگدہ قوم نائم خطی کی مانند ہیں ہو لنو الیکے حکم میں نہیں کیونکہ نائم اور مجنون کا فعل حلال نہیں اور بسم اللہ ہو لنو والیکا ذبیحہ حلال ہے کذا فی البحر عن الخانیۃ رحمتی نے کہا کہ اسکا معنی یہ ہیں کہ انسان عذر سمجھا گیا بسم اللہ ترک نہ میں بخلاف نوم اور جنون کے سو کہ اطراف منفطات میں نسیان عذر ہے اگرچہ نکہ اکثر اوقات ہوتا ہے اور ذبح کرنا اور منفطرات کا استعمال کرنا حال نوم میں یا جنون میں نادر الوقوع ہے اسلئے نسیان کے ساتھ ملحق ہوا قالہ الشامی فان ذبح فسمی ناسیا کا اوسکے حلق میں کوئی چیز ڈالیجاوے بزور ہم حلق میں ڈالنا شرط نہیں ہے بلکہ اگر گہا یا پیلیا یا نبیذ دستی سو تب بھی روزہ فاسد ہو جاویگا پس لفظ اوحیر اگر ساقط کیا جاوے تو بہتر ہے تاکہ شامل ہو صورت مذکورہ کو اور شامل ہو اس اکراہ کو کہ جو اجراء کیا گیا ہو قالہ الشامی او ان دخل حلقہ یا حلق میں ڈالی جاوے کوئی چیز سو نے کی حالت میں یعنی تب بھی قضا لازم ہوگی واما حدیث رفع الخطا والنسیان وما استکرہوا علیہ اور وہ حدیث جسمیں خطا کے رفع کا ذکر ہے پس اس سے مراد رفع گناہ کا ہی ہم کما ہو المتخصص صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی رفع عن امتی الخطاء والنسیان وما استکرہوا علیہ امام شافعی اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ مخطی اور مکرہ کا روزہ قائم رہتا ہے کیونکہ وہ جانمانہ ہو لنو والیکے مرفوع القلم ہیں اسکو جواب کی تقریر یہ ہو کہ حکم بیان سے تصحیح کلام کے لئے مقدر ہو تو اقتضاء ثابت ہوا اور تقتضی کے لئے عموم نہیں ہوتا ملے جب رفع اثم مراد ہوا کہ حکم آخروی ہی تو وہ دو سرے مضمون کا ارادہ یعنی حکم دنیاوی کا کہ فساد صوم ہو درست نہیں اور ہو لنو والیکا روزہ جو سلامت رہتا ہی تو وہ دوسری حدیث کی حجت سے کہ آپنے فرمایا ہی من جامع ناسیا او احتلم او ازدرد ریقہ او اغتسل او تمضمض او ذرعہ القیء فلم یفطر انما ہو رزق رزقہ اللہ تعالیٰ کما فی شرح المنیۃ) برخلاف سونے کے او اکل وج

یا انزال ہو گیا تقبیلے یا ہاتھ لگنے سے یا اس صورت مذکورہ میں اسکو گمان کیا کہ روزہ ٹوٹ گیا پھر جانا کہ کیا گیا یا جماع کیا تو قضا لازم ہو گی نہ کفارہ وشبہہ کے حق میں یعنی کفارہ وشبہہ سو لازم نہیں ہوا کہ گمان کا اشتباہ یقین پر نہیں ہوا اسلئے کہ کہا ہا پنا جماع کرنا سہو و شبہات کیا نے پنی جماع کرنے قصدی کے ترجیح قصدی جماع سہو روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور پر کان کر لیا اور شبہہ اختلاف علماء کا بھی ہے کیونکہ امام مالک کہتے ہیں کہ روزہ جاتا رہتا ہے سہو کر کھانے سے اور سے آتا ہے اسلئے ہم نے قصداً نے کو ترجیح دی ہے کیونکہ آنحضرت صلعم کا فرمودہ ہے حدیث الصائم سہو کے سوپی قضا و شہوت ہو آگے مشابہ ہے اور اگر وہ جانتا ہو کہ ان امور سے روزہ نہیں گیا پھر کیا تو نے شک کفارہ بھی لازم آوے گا کیونکہ شبہہ اختلاف کا ہے نہ شبہ کا وکذا اذا نسی الشافعی والمراد بعدم وجوب الکفارۃ الاثم وسئالہ للذہ فلا کفارۃ مطلقا لان الذہ لیست محظورۃ فی نفسہا فلا یتعلق بہا الا ثم خلافا لما کان فی ظنہم لسنۃ رجحہ فیما الطرفین ولبیان الاتفاق اور اگر جانتا ہو کہ روزہ نہیں ٹوٹا تو اسکو کفارہ لازم ہو گا جو شرح کے مسئلہ میں لیئے جب ہم کر کہا وہ یا جماع کرے پھر جانے کہ روزہ ٹوٹ گیا پھر کہا نے قصداً کیونکہ اسمیں کفارہ نہیں ہر سہو نہیں ہم مذہب ہیں یعنی اطعام کا علم ہوا پنے مخالف قول شافعیں کے کہ انکے نزدیک متن کے مسئلہ میں بھی کفارہ لازم ہو جب جانتا ہو کہ روزہ نہیں ٹوٹا ہمیں بھی اور اسکی شرح میں ہو کہ بیشک ان کی فیصلہ اصلی بیان مسئلہ متفق علیہ کے حوزہ وسطی اور اعتراض مسلم علیہ کے اوا خصمہ او استنکاف ان ابتہ شبہۃ او اقطر اذ ذہ وقضاء بحتہ کر ایا ناک کی راہ کو مٹی چیز چڑھا لی یا منکا یا کان میں تیل یا دی یا ثفلہ او امامۃ فرض الکل احقیقۃ الجوف او دیعا بہ یا ثفہ اس زخم کو کہتے ہیں جو جوف تک پہنچ یا ہار ہو جاوے اور آمہ اس زخم کو کہتے ہیں جو ام الدماغ یعنی دماغ کی جھلی تک پہنچ جاوے پڑی قوتنگ یعنی یا وہ اس یا ثفہ کی یا آمہ کی ہر سہ پہنچنے و اقعیت میں جوف تک یا ثفہ میں اور دماغ تک آمہ میں ہم بحریں ہیں کہا ہے کہ تحقیق سیر ہو گی درمیان جوف راس اور جوف معدہ کے منفذہ اصلی ہے پس جو چیز سر میں پہنچی ہو وہ پیٹ تک پہنچ جاتی ہے اور حقیقت میں دو راہیں جوف کو ملتا ہے اسباب کی طرف کہ جو ظاہر الرواۃ میں واقع ہوا ہے کہ فساد و دواء ترکے ساتھ مقید ہو یہ عادت ہو یہ نہیں ہے کہ دواء تر پہنچ جاتی ہے خشک روزہ نے الصحیح وصول متبرع ہے یہانتک کہ اگر جانے کی خشک دوا پہنچ گئی تو فاسد ہو گا ہا جانے کے دواء تر نہیں پہنچی تو فاسد نہ ہو گا اور فلاۃ الصحیحین ہے کہ معلوم نہ ہو تقیا تو ترکیب میں ناسہ ہو گا امام کے نزدیک نفار الفساد ہ اور صاحبین کے نزدیک نہیں کہ الاناد ہ فی الحقوق قال الا ما وابلعہ حصاۃ او نواۃ او ما لا یاکلہ الناس عادۃ او یتقذرہ کالحصی وغیرہ محل کیا یعنی ایسی چیز جسکو انسان نہیں کہا تا ہے یا کرہ جانتا ہے یا نفرت کرتا ہے ہم کنکر وغیرہ کے کہا لیئے میں فساد روزہ جب ہو کیونکہ صورۃ افطار موجود ہو اور کفارہ لازم نہیں آتا کیونکہ معنی افطار نہیں پا یا گیا معنے جوف میں پہنچنا ایسی چیز کا جسمیں نفع بدن کا ہو خدا ہو یا دوا اسلئے کفارہ مستفنی ہوا فالہ الشافعی ہو اعلم بہ ونطقہ ابن الصبغ فقال ہو ما یتغذی بہ او یتداوی بہ او یتلذذ بہ فیجب القضاء ہو اسکو ان سہو نہ سے نگلہ ہی کیا ہو اور کیا ہر چیز کہ طبیعت اوسے نفرت کرتی ہے اور غیر کا اکول ہو نوع انسانی کا نواۃ اسکو کہا نے میں کفارہ واجب نہ ہو گا ہم کہتے ہیں کہ اطلاق ہمارا ولا یاکلہ الناس عادۃ اولی من قولہ ما لا یاکلہ الناس عادۃ اخلاف زعم ہو بانیت کی خارج صاحبین سے زیادہ کی نہ افطار کی ہاوجود اسکے کہ انکے نزدیک ہمیں خلاف زعم کہا ہے ہم یعنی صرف قضا لازم ہو گی کفارہ ہم اسکے نہیں کہ لازم نہ کرنا متفق ہے کہ انکے نزدیک وہ صائم ہے کیونکہ انکے نزدیک صحت واقامت واسک چاہیئے کونیت ہو اور تحلیل میں اور اسے بھوکے میں بیان کیا جاوے کہ عدم نیت کی حیث سے صوم ہی متحقق نہ ہوا جسکے توڑنے سے کفارہ لازم آتا اور ترک شبہہ کے ساتھ تو اصل کی تحقیق کے لعدم ہونا جیسا مسئلہ آئندہ میں ہو قال الشامی وما فی صحیح مسلم عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت اصبح رسول اللہ صائما فاتی بحیس فاکل منہ ثم قال انی اصبحت صائما فاکلت منہ قال الزیلعی انہ محمول علی النفل او علی ان الاکل کان قلیلا لا یشبع بہ عادۃ جمعا بین الاحادیث ہم کہتے ہیں کہ حدیث کی تاویل کرنا ہمارے نزدیک نہیں ہم دون کی نیت سے جیسا اطلاق نیت کا بھی نہیں ہم سے تو اخذ کرنا ہو ہی نہیں جسکے توڑنے سے کفارہ لازم آوے قالہ الحلبی ومعناہ ان الصوم یطلق علی النیۃ کذلک اور اس پر سے یہ ہے کہ روزہ کا حکم مطلق نیت کے ساتھ بھی ہو اور

یتحاج لہ مع الرائیۃ بنفسہ لامکان الرویۃ بصفۃ یثبت بہا الہلال فی حق الناس کافۃ وعن ہذا قلنا لو رآہ واحد او اثنان ولم تقبل شہادتہما حتی یرد الامام شہادتہما لان الناس تبع لامامہم فی الصوم والفطر والاضحی والاصل فی ہذا ان الشہادۃ انما تقبل فیما یطلع علیہ العامۃ او یقع فی مسمع منہم لان الشہادۃ ملزمۃ والالزام لایحسن الا فی حق من یمکنہ الالتزام والعامۃ ہم الذین یمکنہم الالتزام بخلاف الخواص لانہم لایقدرون علی الالتزام بانفسہم لان ذلک الی الامام وانما الی الخواص الاداء فلہذا لاتقبل شہادۃ الواحد والاثنین علی رؤیۃ الہلال ما لم یقع فی قلب القاضی صدقہما لان الشہادۃ حجۃ شرعیۃ والقضاء بہا من القاضی لایجوز الا عند غلبۃ الظن بصدق الشاہد کالقضاء بسائر الحجج الشرعیۃ وانما یغلب علی ظنہ صدقہما اذا کثروا لان الکثرۃ من اسباب غلبۃ الظن فی الجملۃ ولہذا اشترط العدد فی سائر الشہادات وہو الصحیح من الروایۃ عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ وروی عنہ انہ یکتفی بالواحد العدل لان خبر الواحد العدل حجۃ شرعیۃ یجب العمل بہ فی الدیانات کما فی الروایۃ والشہادۃ حجۃ شرعیۃ ایضا الا ان الشہادۃ فیہا شبہۃ الخطاء والنسیان لان الشاہد یخبر عما رآہ او سمعہ وقد یخطیء فی الرؤیۃ وینسی فی السماع فلہذا اعتبر العدد لیترجح جانب الصدق فی قولہ ولہذا لم یشترط العدد فی الروایۃ لان الراوی یخبر عما سمعہ من صاحب الشرع وقد یسمع من واحد ویسمع من جماعۃ فلا یؤدی الی الاختلاف فی الروایۃ ولہذا لم یشترط العدد فی الشہادۃ علی الشہادۃ وفی الترجمۃ وفی التزکیۃ وفی الاحصان فی باب الزنا وفی الاعسار وفی الاعذار فی باب القضاء بالنکول وفی الوکالۃ بالخصومۃ وفی الوصایا وفی الوکالۃ بالطلاق وفی الرجعۃ وفی الفیء وفی الایلاء وفی العنۃ وفی الجب وفی العفو عن القصاص وفی الوکالۃ بالنکاح وفی الوکالۃ بالبیع وفی الشفعۃ وفی الہبۃ والصدقۃ وفی الرہن وفی الاقرار بالحدود وفی الرجوع عن الشہادۃ وفی الہلال فی ظاہر الروایۃ لان الشہادۃ فی ہذہ المواضع لاتقبل الا بلفظ الشہادۃ وہو قولہ اشہد لان الشہادۃ حجۃ ملزمۃ والالزام لایحسن الا فی حق من یمکنہ الالتزام بنفسہ والعامۃ ہم الذین یمکنہم الالتزام بانفسہم لان ذلک الی الامام وانما الی الخواص الاداء فلہذا لاتقبل شہادۃ الواحد والاثنین علی رؤیۃ الہلال ما لم یقع فی قلب القاضی صدقہما لان الشہادۃ حجۃ شرعیۃ والقضاء بہا من القاضی لایجوز الا عند غلبۃ الظن بصدق الشاہد کالقضاء بسائر الحجج الشرعیۃ وانما یغلب علی ظنہ صدقہما اذا کثروا لان الکثرۃ من اسباب غلبۃ الظن فی الجملۃ ولہذا اشترط العدد فی سائر الشہادات وہو الصحیح من الروایۃ عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ وروی عنہ انہ یکتفی بالواحد العدل لان خبر الواحد العدل حجۃ شرعیۃ یجب العمل بہ فی الدیانات کما فی الروایۃ والشہادۃ حجۃ شرعیۃ ایضا الا ان الشہادۃ فیہا شبہۃ الخطاء والنسیان لان الشاہد یخبر عما رآہ او سمعہ وقد یخطیء فی الرؤیۃ وینسی فی السماع فلہذا اعتبر العدد لیترجح جانب الصدق فی قولہ ولہذا لم یشترط العدد فی الروایۃ لان الراوی یخبر عما سمعہ من صاحب الشرع وقد یسمع من واحد ویسمع من جماعۃ فلا یؤدی الی الاختلاف فی الروایۃ ولہذا لم یشترط العدد فی الشہادۃ علی الشہادۃ وفی الترجمۃ وفی التزکیۃ وفی الاحصان فی باب الزنا وفی الاعسار وفی الاعذار فی باب القضاء بالنکول وفی الوکالۃ بالخصومۃ وفی الوصایا وفی الوکالۃ بالطلاق وفی الرجعۃ وفی الفیء وفی الایلاء وفی العنۃ وفی الجب وفی العفو عن القصاص وفی الوکالۃ بالنکاح وفی الوکالۃ بالبیع وفی الشفعۃ وفی الہبۃ والصدقۃ وفی الرہن وفی الاقرار بالحدود وفی الرجوع عن الشہادۃ وفی الہلال فی ظاہر الروایۃ لان الشہادۃ فی ہذہ المواضع لاتقبل الا بلفظ الشہادۃ وہو قولہ اشہد

لان الشہادۃ ملزمۃ والالزام لایحسن الا فی حق من یمکنہ الالتزام بنفسہ والعامۃ ہم الذین یمکنہم الالتزام بانفسہم لان ذلک الی الامام وانما الی الخواص الاداء فلہذا لاتقبل شہادۃ الواحد والاثنین علی رؤیۃ الہلال ما لم یقع فی قلب القاضی صدقہما لان الشہادۃ حجۃ شرعیۃ والقضاء بہا من القاضی لایجوز الا عند غلبۃ الظن بصدق الشاہد کالقضاء بسائر الحجج الشرعیۃ وانما یغلب علی ظنہ صدقہما اذا کثروا لان الکثرۃ من اسباب غلبۃ الظن فی الجملۃ ولہذا اشترط العدد فی سائر الشہادات وہو الصحیح من الروایۃ عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ وروی عنہ انہ یکتفی بالواحد العدل لان خبر الواحد العدل حجۃ شرعیۃ یجب العمل بہ فی الدیانات کما فی الروایۃ والشہادۃ حجۃ شرعیۃ ایضا الا ان الشہادۃ فیہا شبہۃ الخطاء والنسیان لان الشاہد یخبر عما رآہ او سمعہ وقد یخطیء فی الرؤیۃ وینسی فی السماع فلہذا اعتبر العدد لیترجح جانب الصدق فی قولہ ولہذا لم یشترط العدد فی الروایۃ لان الراوی یخبر عما سمعہ من صاحب الشرع وقد یسمع من واحد ویسمع من جماعۃ فلا یؤدی الی الاختلاف فی الروایۃ ولہذا لم یشترط العدد فی الشہادۃ علی الشہادۃ وفی الترجمۃ وفی التزکیۃ وفی الاحصان فی باب الزنا وفی الاعسار وفی الاعذار فی باب القضاء بالنکول وفی الوکالۃ بالخصومۃ وفی الوصایا وفی الوکالۃ بالطلاق وفی الرجعۃ وفی الفیء وفی الایلاء وفی العنۃ وفی الجب وفی العفو عن القصاص وفی الوکالۃ بالنکاح وفی الوکالۃ بالبیع وفی الشفعۃ وفی الہبۃ والصدقۃ وفی الرہن وفی الاقرار بالحدود وفی الرجوع عن الشہادۃ وفی الہلال فی ظاہر الروایۃ لان الشہادۃ فی ہذہ المواضع لاتقبل الا بلفظ الشہادۃ وہو قولہ اشہد

ہیں اصل بقاء رویت ہی نہیں اور ایک روایت کفارہ واجب ہونا غالبہ الشامی دون الاول کم یقض فی ظاہر الروایۃ اور اگر حال
تشکک ہو تو قضا لازم نہیں ظاہر الروایۃ میں ہم یعنی جس صورت میں کہ قضا نہ ہو کفارہ بھی نہ ہوگا اور ایک روایت میں ہم ہو گیا اور یہ بھی ہم ہو سکتا
ہو تو قضا بھی لازم نہیں کیونکہ اصل ذمہ سے فراغ ثابت ہے پس جو دجہ شک سے ثابت ہوگا اور فی البحر والنسالۃ تقوم علی سنۃ وجوہ
ثلثین منہا اللملوث آہ یہ کل نکل سکتا ہو ۳۶ طریقہ اور اسکو ذکر کی جگہ پر ہی کیا ہیں ہم نہیں ہو کہ ہم کہ صورت مذکورہ وہ طرح
کھلتی ہیں کہ بیان دو چیزوں ہیں ایک بیان کرنیوالی اطلاع کی چیز دنیا کی یعنی بات کا ہونا وہ ہم حرام کرنیوالی یعنی دن کا ہونا تو ان دونوں
میں سے ہر ایک میں اگر گمان غالب ہے یا بیمر گمان ہے یا شک ہو تو یہ چھ ہوئیں پھر ہر ایک کی تین تین ہیں یا ہے کہ جو کچھ آسمو
سمجھا وہی صحیح تھا یا خلیا یہ کہ حال بحث و خلاف کا تشکک ہوا اور ان اعتبار سے ہم ہوئیں سو ہر ایک باعتبار صوم ہیں یعنی صوم ہو گیا ہو
یا اعتبار صوم ہیں یعنے اعتبار کیوجہ سے یہ ہم ۳۶ ہوئیں اور اسی نظر سے کہ کیونکہ تقسیم اول ہیں فرق کیا ہی ظن ہیں اور تشکک ہیں اسلئے
کہ فائدہ نہیں کیونکہ یہ دونوں احکام ہیں تو جب ہیں اگرچہ مفہوم مختلف ہوں اسواسطے کہ ایک جانب کے راجح ہونیکو ظن کہتے ہیں پس کہ وہ ترجیح
زیادہ ہو کہ جہت یقین کے برابر ہو جو اور اسکو غلبہ ظن اور اکبر الرای کہتے ہیں تو اسی اعتبار سے صوم میں ہو گیا اور نہیں ہو گیا اور یہ دونوں صورتیں ہیں
اعتراض ہوتا ہی کہ شک کو وہم شمار کرنے کی کیا وجہ ہو صوم کے ہم ہونے میں ہی لیا جاہیے اور حرام کرنیوالی میں بھی کیونکہ جب ایک
ہیں شک ہوا تو وہم بھی شک بقینا ہوگا کیا سمجھے کہ شک میں دو طرفیں ہیں برابر ہوتی ہیں مخالف ظن کے پس تقسیم ہم کرنی بیکار ہی
کہا جو دسمجھ گئے ہیں ہو یا وجود حرم کا ہیں جیا شک ہوا اور ایک ایسی کی یا اثبات یا صوم میں ہو یا انتہا ہیں اور یہ چھوں صورتیں ہیں یا
اگر تشکک پر جا ہو یا وجود صحیح کا یا وجود حرم کا یا نہ تشکک ہو ایسی ہوا شمار ہو گی تو اسکے ذمہ صرف قضا ہوا اور اگر صحیح ہو تو اسکے ذمہ
کوئی طلوع نہ ہوئے کے گمان پر پس اگر واقع ہو اکہ فجر ہو گئی تب اسکے ذمہ صرف قضا ہی ہو اور اگر کچھ تشکک ہوا تو اسکے ذمہ کچھ نہیں
ظاہر الروایۃ میں اور کہا گیا ہے کہ قضا کرے احتیاطا اور اگر واقع ہوا کہ ابھی رات ہو قضا اسکے ذمہ کچھ نہیں پس یہ چھ صورتیں ابتدا
صوم میں ہوئیں اور اگر گمان کیا کہ سورج غروب ہو گیا پس اگر مسلم غروب واقع ہوا تو اسپر صرف قضا ہوا اور اگر غروب واقع ہوا یا کچھ
واقع ہوا تو اسکے ذمہ کچھ لازم نہیں اور اگر غروب میں شک ہوا پس اگر کچھ واقع نہ ہوا تو اسپر صرف قضا ہی اور اگر غروب واقع ہوا یا کچھ
نہیں اور اگر موجود ہونا شمس کا پایا گیا تو اوپر صرف قضا اور کفارہ دونوں لازم ہیں کہ اظہار سے کہ آفتاب غروب ہو گیا ہو نہیں اور اگر
گمان کیا جانا صوم غروب کا پھر ظاہر ہوا کہ صوم غروب کا پھر ظاہر ہوا تو اسپر قضا اور کفارہ دونوں ہیں اور اگر غروب میں شک ہوا کفارہ
نہیں اور یہ کہ گمان جانا ہیں ہوئیں یا حال صوم کا اظہار ہو نہیں ہوئیں پس صورتوں میں کچھ لازم نہیں ہو یعنے قضا لازم ہے
کفارہ اور باطل صوم تو نہیں ہو صرف قضا لازم ہے اور جا ہو صورتوں میں قضا اور کفارہ دونوں لازم ہیں کذا فی الشامی من الحلبی قطع
التصوص کما فی افادۃ مفہومہ کذا فی الشامی کفارہ کے لازم نہیں ہم صورت کلہا ہے فرادہ ہیں جو ذکر ہوئیں ہیں دراں الہم
خطاء الہم تقدیم کیصورتیں ہیں جنے بیان کیں شامی کما تو سمعتہا اعلی الذی واجزاں کلہ ما ظاہر فلہ ہما کما ہو مطرح
صرف قضا لازم ہے اگر شہادت دی دو شاہد نے غروب پر اور وہ نے عدم غروب پر ہم افطار کیا ہو پر ظاہر ہوا عدم غروب ہم کفارہ
اسلئے لازم نہ آیا کہ اسنے شہادت غروب پر اعتماد کیا کذا فی الظہیریۃ وفی کافی الحاکم فی طلوع الفجر فہی ولکن لا یسعہ ذا لقبول
شہادۃ الاسنات اور اگر بعد اقرار شہود کے طلوع فجر ہوا تو قضا اور کفارہ دونو لازم ہیں کیونکہ شہادت فعلی کی نہیں بیان میں ہے

کر سکتی شہادت اثبات کرتی ہم اسواسطے کہ گواہ اثبات کرنے والے ہوتے ہیں نفی کے لئے تو صحت کی شہادت مقبول ہوتی نہ نفی کرنیوالے کی دلائی
الجواب اعلم ان الکل انما تنفی فیہ الکفارۃ فعلی ما اذا افطر فیہ صائمان ثم بعد ذلک جرحی احدھما بالمسبۃ فمات فعلیہ جمیع کفارۃ الافطار
انتفی انہ الاصح وعلیہ الفتوی فیہ ونفی الحرج فیہ وفی الحرج نظر فیہ اور جان کر جس صورت میں کفارہ لازم نہیں ہے سو صحیح اصل اس محل میں ہم کہ اس
شخص سے وہ فعل بکثرت صادر ہو گیا ہو کے قصد ہم یوں اگر واسکو کفارہ کا حکم کریں گے تو کفارہ واجب ہو گا اسکے زیر کے ایسی صورتوں یا ہی صورتوں
المایوں نے اور اسی پر فتوی ہو گیا ہے انتہے اور یہ جو ہے کہ لانے الزوال الامتناع شرعا فیہ ہم کہتے ہیں کہ ہاں ہے اور ہم نے اصل یہ بیان کیا ہے
پہلے اپنے جسنے سحر کھانی یا اطلاع کیا رات جانکر امساک کیا پھر دن کو روزہ رکھا جب اسکو روایت ہم کہ اور قول ضعیف ہے کہ
اسکو امساک مستحب ہو گا نہ فتح اور اجماع سے ایسکو طائض اور نفساء اور مریض اور مسافر پر امساک واجب نہیں اور ہم نے جو یہ
خطا نظر کرنے یا بعد آیا یوم الشک میں ہو ظاہر ہو کہ رمضان کا دن ہو گا ایسا امساک بعد یوم واجب ہے ذکرہ قاضی خان اور
اخیرین کی تخصیص کیوجہ معلوم نہیں ہوتی جیسا شارح بھی اسی کی طرف اشارہ کر گیا لان الفرض فیہ وفیما قبلہ واجب اسواسطے
کہ افطار رمضان میں قبیح ہے اور ترک قبیح کا ترک قبیح واجب ہو گا ہم فطر سے مراد مطلق ترک لیا ہے اسلئے کہ بعد صوم دو پہلے ہی فاسد ہو چکا
فارالشامی کیسا وقام طائض او نفساء او مریض او مسافر فصح امساکہ وجب علی مسافر یہ کہ تندرست ہو گیا اور حائضہ النفساء
یہ کہ پاک ہو ہی ہوں اور مجنون کہ سچا ہوں آیا اور نہ ہوں جیسا بیان ہوا ہم مسافر مقیم ہو لینے سے دو پہر کے بعد یا دو پہر کے پہلے کہ کھانا کھا کے
کے بعد اور اگر دو پہر کو یا دو پہر کے بعد سچا ہو گیا تو ہم پر لازم نہ ہو گا اور ہم نے جو کہا کہ وجب جیسا اطلاق کیا کہ کچھ اور جیسا آگے فصل میں آوے گا اور ان مسائل
میں فاسد ہو جیسے کہ جو شخص آخر دن ایسی حالت پر ہو ظاہر ہو کہ اگر اسی حالت پر اول روز ہوتا تو روزہ لازم ہو تا پس اوسکو بھی امساک لازم ہو گا
نے الخلاصہ والبزازیۃ اور چونکہ یہ قاعدہ جیسا افراد کو جامع نہیں ہے کیونکہ آسیں کی جاریہ ہے جسنے صبح چوتھے یوم الشک میں صحبت کی اور وہ دو جاریت کے گمان سے جو کھانی یا افطار کر لے جو وجب کے گمان سے ایسا اعلم قاعدہ کو ہم نے جامع نہیں کہا ہم اوسی طرح
حال ہو اس شخص کا کہ اور سچا روزہ دار ہو جیسے کہ جو ہوئے اور اپنی حالت کے سچے ہونے سے بے خبر ہو اور سکا روزہ کہ اسکا متعمد رہ کیا ہو جیسے کہ
افطار کر ڈالے یا یوم الشک میں منظر رہے ہم ظاہر ہو کہ آج رمضان کا ہی یا خبر کھانی اس خیال سے کہ ابھی صبح نہیں ہوئی ہم معلوم ہو گیا
کہ صبح ہو گئی ان امور دنوں میں بھی اسکے واجب ہے ساتھیں کی مشابہت ہے انتہے یہیں پر الخ میں وجب امساک کے دو قاعدے کہے فارالشامی
اور حائض جو پاک ہوئی ہفتے بعد فجر کے یا فجر کے ساتھ کہ اتنے الخ اور مجنون جو سچیں آیا یعنی کہا سکے بعد یا جب افاقت کا وقت جانا رہا
ورنہ وہ تو جب بیت کر سکا اور سکا روزہ صحیح ہو گا اور ظاہر ہے کہ اسکے اوپر بھی جیسا مسافر فہ فالشامی فیمفطر فی یوم کرھا
ایظا اور جسکا امساک واجب ہو اگر افطار کر لیا تو کفارہ نہیں ہے اور اسکا افطار کیا ہوا خطا سہو ہم منظر کے فرض تقدیر کیا ہم معلوم ہو کہ منظر
سب برابر ہیں کسی میں کچھ فرق نہیں یہیں اشارہ ہے کہ مصنف کے قول یعنی والاجزاء یمکان الجزئی کی کوئی اور صورت نہیں وصحیح ذکرہ وقاسا
اور جسپر امساک واجب ہو لڑکے پر کہ بالغ ہوا یا کافر پر کہ مسلمان ہوا وکذا یقضون ما فاتھم الا الکافر ومن بہ جنون اور یہ سب جو کہ مذکور ہوئے قضا
کریں جو ان سے فوت ہوا یعنی اس روز کا روزہ کہ وہ نہ رکھ سکے یعنی اگر کافر جو مسلمان ہوا یا کافر جو مسلمان ہوا اور اس روز کے روزہ کی
قضا کریں دون الاقل الایام اھلیتھا فی الجزء الاخیر من الیوم کہ وہ دونوں پہلے افطار کر لیں کیونکہ یہ دو اور اس روز کے اول جزو
میں روزہ کے اہل ہوئے ہم یعنی اصل جو یہ ہی کے اہل ہیں مختلف طائض و مسافر و مریض کے کہ اوسکے اوپر روزہ واجب ہوتا ہے
لیکن وجب ادا اور اسی سے ساقط ہی اسلئے قضا واجب ہوئی ہے وھو الکلام فی الصوم اور وہی جزو اول ہے یوم ہم یعنی سبب
ہر روز کے روزہ کا اور یہ خلاف ہی اوسکو جو سحری نے اختیار کیا ہو اور مصنف نے بھی اپنی کتاب کے اول میں بیان کیا ہو کہ وہ اعانا ہو مرکب

کے دن بات کرے ایک جگہ کا سبب روزہ کا ہو لیکن بلوغ اکثر اکثر اقضی الاقسام الیس من الیعنی الشافعی میں روزہ دو پہلے روزہ کی نیت کرنی تو قال سے پہلے تو روزہ نفل ہو گا تو نفل سے ہو گا کہ فقط لازم آوے گی کہ زمانے اشہر حرام میں قضا کرے اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ وہ قول کہ بعض نہیں ہوا نہیں بیان کہ تو اگر بعض صحیح نہیں ہوا تو اگر اشہر حرام میں حیوانات کا ہو تو ثابت ہو کے اور تقول ہم سے اگر قیت کرنے والے سے پہلے یا تاکہ نہ کہ اگر اسکو نہ دیکھے تو قضا واجب ہو گی قالہ الشافعی والوجہ المساوی والمحسن والمرجح قول الاول حتی عن الفرض اور اگر نیت کرلی ساقط ہو اور نفل نے زوال سے پہلے تو خوب ہو گیا تو عصر تک روزہ اور نصف النہار شرعی ہے اور یہ لفظ اسطرح ہم نے کتب میں متعدد جگہ لکھا ہے تاکہ نا بلد قول

قصر جیسا کہ متن سے نکالا پیرا سکو کہا کیا تو وہ بے معنی کے لحاظ سے اور سیر کفارہ لازم ہوتا اول کے اور اسکا برعکس کہ ہنگ بن ہی کہ بکہ اور حسین بان کا لفظ کچھ نہیں ہے بلکہ عقلی کم ہو جاتی ہے تو قول ثانی کے موجب کفارہ نہ ہوگا لیکن طبیعت اوسکی طرف میل کرتی ہے اور بیٹ کی جنس نوع ہوتی ہے تو کفارہ واجب ہوگا ہو جب قول اوّل کے اور یہ ہیں کہا ہو کہ یہ تخصیص ہے بعید ہی اسواسطے کہ اس تقدیر پر قضا کا قول اوہ واجب ہو جاویگا اور نہ زیادہ قول جو محققوں نے ذکر کیا ہے کے لفظ کے معنی ہیں جو ت میں پوچھنا ایسی بیہ کہ تمہیں صلاح پر ان کی ہو خواہ غذا ہو یا دوا یہ بھی لغو ہو گا کیونکہ یہ قول مقابل ہوا اول قول کو اور کل خلاف کی تحقیق ہیں یہی مناسب ہے انتہی ہیں کہتا ہوں کہ اسکا حاصل جیسے کہ تقدیری کے معنوں ہیں اختلاف نہیں ہے بلکہ نظر کے معنوں ہیں لیکن حقا نہ ہے جو محققوں نے نقل کیا ہے اوس سے یہ لازم نہیں آتا کہ تقدیری ہیں اختلاف ہو لیکن تحقیق یہ ہے کہ تقدیری کے معنی ہیں اختلاف ہونے نظر کے اسواسطے کہ علمانے ذکر کیا ہو کہ کفارہ واجب نہیں ہو گا جس صورتوں کہ افطار مقصود نہ ہو معنی موجب یہ ہیں کہ جو وہ ہو یعنی نگلنا اور نظر معنوی یہ ہو کہ اس سے بدنی اصلاح ہو خواہ وہ دوا ہو یا غذا تو اس پر یہ نکلتا ہے کہ کفارہ واجب ہو گا کنکری کے نگلنے ہو کیونکہ صرف اکل کی ہی اور نہ حقنہ وغیرہ ہیں کیونکہ صرف اکل معنوی ہے جیا نچہ بواسیر وغیرہ ہیں اسیطرح مستعمل کیا ہے اور بالغ ہیں ذکر کیا ہو کہ کفارہ واجب ہوتا ہے اس چیز کے جوف ہیں پہونچانے سے جس صورتوں کہ قصد تغذی کا یا غذا دوا ہی کا ہو بھی کے خلاف غیر اس صورت کے پس کفارہ واجب نہو گا اگر یا دام یا اجزاء مشک خشک حلق ہیں آنا یا کنکر کہ اکل صورۃً ہے معنیً نہیں اسواسطے کہ ان اشیاء کو اس طرح کھانا بھی عادت نہیں تو مانند کنکری اور جسمیں سے ہو اوسکو کھانا آیا ہوا کے معنی ہیں ہی ہوگا کہ کھانا وہ کہ قصد و تغذی اور غذا ہی نہیں ہو اور ایسا ہو جیسے کہ بچے کا گھاس کا اکل نہیں کفارہ واجب ہو تو نہ صرف قضا لازم ہو اور ایسا ہی اگر تخمل سے نکلا ہو اگر نکل لیا کہ بھی دسر کیا تو جب کہ جانا کہ اوسکو طبیعت مکروہ جانتی ہو اور اگر کسی بیماری یا دوست کے لحاظ سے کھاوے تو کفارہ واجب ہے کیونکہ اوسکو اس لقمہ کے نگلنے کی حاجت نہیں ہے اور اس سے ظاہر ہوا کہ مراد انکی یا قصد نشی ہے کہ جسمیں صلاح ہو یا کسی ہو کہ قصد تغذی یا غذا ہی یا تلذذ کو اوسکی طرف قصد نہیں کرتا فاذا الشامی واختصم ای فصل الا اذا ان القصد لحل وبئس جامع هیهنا الا اذا دخال صبیح فی دبر فوق ذلك یا پہنچنے کو اوسی جیسی کا کہ جسمیں نہ ہو تا جیسا قصد امر سے نہ لگانا اور عورت کو نہ لگانا قاعدہ یہ ہے کہ جامع بغیر الا ان اور ان وبئس خشک مقصد ہیں دبی وغیرہا ہم شارح نے ای فصل کہنے سے اشارہ کیا کہ یہ حکم خاص نہیں ہے اور اس سے احتراز ہو گیا ان اشیاء سے جو حسین گمان افطار کا ہو سکتا ہو مثلاً اول سحر کو کھایا پیا ہو روزہ ٹوٹ جانے کے گمان سے عمداً کھا لیا تو کفارہ لازم نہیں ہے جیسے کہ یہ بقاء فجر ہو اوا لشامی فظن فطرہ یہ فاکل عمداً ثم تبین کہ ان کہ حاجت وغیرہ وبئس ٹوٹ گیا پھر جانکر کھا لیا فتبین ذالك کلها لا کفارہ فلا کفارہ کرے اور کفارہ دوہی محارم صورتوں ہیں ہم یعنی دوان جامع سے یہانتک اور وقت وجوب قضا اور کفارہ کا بیان کرتے ہیں جبکہ اوپر کہ وجوب علی الفاعل ہے جیسا امام محمد کہتے ہیں اور ابو یوسف کہتے ہیں کہ علی المفعول ہے اور ابو حنیفہ سے دو روایتیں ہیں کذا فی الاختیار لانه مفعول به علیه اسواسطے کہ یہ گمان ہوتا ہے کہ یہ فاعل ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ مفعول ہے حتی لو اکره فاعتلم یفطر علی قول ابی یوسف خلافا لابی حنیفة لو کفر لا یلزمه شیء خانکہ اگر کسی مفتی معتمد علیہ نے اسپر نہ سنی و یا حدیث سنی اور اوسکی تاویل نہ جانتا تو کفارہ نہ دی و بسا اوقات شبہہ کے ہم عرض ہیں ہو جاتا ہے کہ اگر ظن اپنے موقع پر ہو تو کفارہ نہیں اور مفتی کا معتمد ہونا اسلئے کہا کہ فقیہ میں کہا ہو کہ شرط یہ ہے کہ مفتی دو وجہ سے فقہ اخذ کرتے ہوں ایک شہر میں اوسکے قرینہ پر اعتماد ہو کیونکہ اس صورت میں اوسکی قرینہ کی پوشیدہ نہ رہا ہو

اسکو عبید کے فتوی کا اعتبار نہیں اور اس سے معلوم ہوا کہ مقلد جب تک محمول کا نام لیں اکیلے سائل کا اعتماد کافی نہیں اور حدیث سے مراد حدیث ہے جو کہ پہنچ گئی ہو اور اس سے معلوم ہوا کہ صحت حدیث کا معیار وہ قواعد ہیں جو محدثین نے مقرر کئے ہیں اور حدیث پر عمل کرنے سے کسی کو اس لئے منع کرنا کہ وہ حدیث سنی ہوئی نہیں ہے یا سنی ہوئی ہے مگر اس کے خلاف کسی امام مجتہد کے نزدیک اس

حاصل یہ ہے کہ جگہ تاریخ کو وطنی قطع نہیں کرتی رات کو قصد آیا دن کو بسبب اختلاف کفارہ وظہار کے قال الشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ لیلا او نہارا یکفر کفارۃ ظہار ولیلۃ مسافر مستوطن کفارہ رمضان کی نہیں کرتی لیلۃ کفارہ اور مسافر جس کا وطن ہے دو روز دو رات سے زیادہ نہیں کرتی ہو گیا کہ دن کی نیت میں شافعی کا خلاف ہے پس شہر ہو گا کفارہ واجب ہو گا اور اس کی طرف سے اگر ادا نہ ہو اور نہ عاجز ہو بعد عید الاضحیٰ کے کوئی خدا ساقط کرے کفارہ کو بساقط کر دے جیسا مرض جس میں افطار جائز ہے اور اگر ادا کر دیا تو نفل ہو گا اور کفارہ نہیں بھی کفارہ واجب ہو گا اور اختلاف فی مالو جن عند نفسہ او مسافرا فی منزلہ کما لو افطر المقیم ظنا منہ ان سفرہ کما لو افطر المسافر ظنا منہ ان سفرہ لم یبلغ ثلثۃ ایام اور اختلاف کیا ہے اس میں جو شخص کہ جانتا ہو اپنے تئیں کہ میرا سفر تین دن کا ہے لیکن اس نے سفر کیا تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر اپنی خوشی سفر کر کیا تو افطار جائز نہیں اور اسکو سفر میں لیجانا دوا اور مشقت ہے کفارہ واجب ہو گا اور اگر بسبب مرض کے سفر کیا تو افطار جائز ہے اور کفارہ واجب نہیں ہو گا لیکن اگر افطار کرے بعد اسکے کہ سفر کیا تو کفارہ واجب ہو گا اور اختلاف کیا ہے اس میں جو شخص کہ جانتا ہو اپنے تئیں کہ میرا سفر تین دن کا ہے لیکن اس نے سفر کیا تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر اپنی خوشی سف

نہیں تو شاید سہو تو نہیں بتا یا جامع روایت کے کراہا دہ اور استفاء نہیں بتنے بقصد عود کرنے میں اور بقصد نے کرنے میں لیکن ملکہ یہ ہے کہ
اور روزہ یاد ہو کہ نہ نے شرح النقایہ فان ما دبالصوم ولو ھو الصوم تقدیر تن اللہ ھو صحیحہ فالمالت اگر روزہ توڑنے کی نیت سے
ہو اور وہ یکدم روزہ دار ہی نہ رہے تو نہیں ٹوٹتا کما فی المحیط المرابی یوسف کے بیان اعادہ اور قضا کے ان ما کل الصوم والا کل اور اگر قصداً تے کی تو اعادہ کرنا پڑا یا نہیں سے ایک چیز کی مقدار یا زیادہ کو قال الحدادی تو بالا جماع روزہ جاتا
رہا اگر نے تھوڑی تھوڑی ہو اور کفاد۔ لازم نہیں ہو اور اگر نے ملا الفم ہو اور کل کو اعادہ کر لیا بعض کو تو روزہ فاسد ہو گا اور یہی تمام کو
ہم اور خانیہ میں ہو کہ یہی صحیح ہے اور علامہ کثیر نے اسی کو تسلیم کی ہے کذا فی الولوالجی اور قدوری نے اشارہ کیا ہے کہ حکم میں فرق نہیں ہو اعادہ کل کو کرے یا
ایک چوتھی مقدار کو بشرطیکہ نے متفرق ہو جدا جدا ہو سے مزاج میں کراہیت ہو کہ یہی خلاف ظاہر الفم کو قیاساً نہ کرنے میں اور محمد
انہیں شخص کے فعل کو جس نے ملا الفم کو حکم فاجر کا دیا کما اور انہیں کو کسر کہ ملا الفم نہ ہو ہی نہیں کیونکہ اس کا ضبط ممکن ہے اور اس خلاف کو نہیں پہنچا سکتا
میں ظہر ہوتا ہے ایک بیہ کہ ملا الفم ہو اور اذ خود کر جاوے تو بالاجماع روزہ نہیں جاتا اور یوسف کے نزدیک ہیئت کیساتھ مکروہ کہ جاتا ہے
نہیں اور امام محمد کے نزدیک ہیئت کو سکر اس حقن کے فعل کرا سے میں فعل نہیں دوسرا یہ کہ تے ملا الفم ہو اور دسکو اعادہ کیا تھا کہ بعض کو جو کہ ان
تفاوت بالا جماع اطلاق پایا جاوے کیونکہ نے فاجر کو حرف میں اعادہ کر لیا پیٹ فعل سے نہیں یہ کہ تے ملا الفم نہیں ہو اور اسکا اعادہ کیا تو امام
کے نزدیک چوتھائی منہ بھر گیا تو روزہ ٹوٹ گیا اور امام ابو یوسف کے نزدیک نہیں ٹوٹتا کما فی ہی اور نہیں ہو چوتھی ہیئت ہو کہ تو ملا الفم
ہو اور خود قصد کر جاوے اور ابو یوسف کے نزدیک روزہ جاتا رہیگا اور امام محمد کے نزدیک نہیں اور یہی صحیح ہے کذا فی السامی والدلیل
اسبقاء اعلی الطلب القوی علی ادائی متاکد الصوم کان ملا الفم فیہ کالجماع مطلقاً اور اگر قصداً تے کی ہو اگرچہ ملا الفم نہ
تو روزہ فاسد ہو گیا بالاجماع ہر صورت میں یعنی خود بخود کر جاوے یا اعادہ کرے یا اعادہ نہ کرے اور یہی ہو ہمارے تمام القدیرین کہا ہو کہ انہیں تفریع ہو اعادہ کی
کی نہیں جاری ہو سکتی ہو کیونکہ مجبور ہے سے روزہ نہ ٹوٹ گیا گو خود اعادہ کرے اور اعادہ نہ کرے اور ہو ہمارے تمام القدیرین کہا ہو کہ انہیں تفریع ہو اعادہ کی
ملا الفم نے کم ہو یعنی اس طرح کہ اعادہ کرے اور نہ اعادہ کرے تو روزہ نہیں ٹوٹتا امام ابو یوسف کے نزدیک اور یہی صحیح ہو کذا فی الظہیریۃ
کان عن ابی حنیفۃ ان یفسد الصوم اذا قیء ملء الفم عامداً ولیس بشیء ظاہر الروایۃ مثل قول محمد کے یہ ہو کہ روزہ کو توڑتا ہی جیسا فتویٰ میں فعل کیا ہو کافی ہے فان عاد
فابتلعہ لم یفطر وان اعادہ فتیء ملء الفم فسد لانہ لا یعود بعد الخروج لیس اگر محمد کے نزدیک نہ توڑتا اور اگر قصداً اعادہ کیا تو توڑ دیتا
دور اس بیان میں اور میں اصح یہ ہو کہ نہیں ٹوٹتا کذا فی المحیط یعنی ابو یوسف سو دونوں باتیں مشغول ہیں کہ محمد کے نزدیک تو قے منہ بھر
جانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور ابو حنیفہ کے نزدیک نہیں ٹوٹتا اور ہمارے تمام القدیرین کہا ہو کہ محمد کے نزدیک تو قے منہ بھر
جانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور ابو حنیفہ کے نزدیک نہیں ٹوٹتا اور ہمارے تمام القدیرین کہا ہو کہ محمد کے نزدیک تو قے منہ بھر
تو قے منہ بھر ہونا حقیقتاً یعنی خود بخود کر جاوے یا آجاوے ملا الفم ہو یا نہ ہو یا زیادہ یا کچھ منہ کھلا نہ ابو یوسف کے کہ وہ کہتے ہیں کہ اگر
تے ملا الفم ہو تو فاسد ہو جاتا ہے اور اسی پر فتویٰ ہو اور اسکو کمال نے اور فخر الاسلام نے بھی کمال کہا ہے کہ قول ابو
یوسف کا بیان احسن ہو اور ابو حنیفہ اور محمد کا قول لفظ فسد میں احسن کر کیونکہ اطلاق میں یہ قید ہو کہ کوئی چیز پیٹ میں جاوے یا نہ جاوے
کر یہ قید ملاحظہ اسکی پاکی نہ پاکی کے لیے اسباب میں ملحوظ ہو غیر ملحوظ ہیں فرق نہیں مخالف لفظ و قصد کے اندر ہو اور ہیں ہو کیونکہ متعدد ہو جاتا ہے
یعنی مراد ہو شارح کی کہ استحسنہ غیرہ سے کہ جب ثابت کر چکا تو ذکر تعلیف حسن ہوا کذا فالوا اسی پر دلوا کان الجماع بان ایسنادہ ان مشاجعتہ
فالمرجع فیھا وفی افساد صومہا یفطر اور اگر کھایا گوشت جو دانتوں میں ہو اگر مقدار ایک چنے کی زیادہ ہو تو صرف قضا کرے اور چنے سے

کم میں روزہ نہیں جانا ہم ہیچ کی مقدار کو صدر شہید نے غیر متبادر کیا ہے اور دوسری نے بہ اختیار کیا ہے کہ جسکا نگلنا ممکن ہو بدون تکلف لعاب میں روزے کے زوال نے اسکو پسند کیا ہے اسلئے کہ مانع افطار ہے وہ جسے جسم سے جدا کرنا مشکل ہو اور یہ اسی صورت میں ہوگا کہ خود تھوک کے ساتھ جوف میں جاوے ورنہ وہ جو قصبہ حوض میں لگجاوے الا اذا اجتمع حتی قدر علی ان یمجہ فابتلعہ بالقصد یعنی اسصورت میں روزہ ٹوٹ جاوے گا والکفارۃ لان النفس تعافہ اور کفارہ واجب ہوگا اگر کسی نے اسکو کرکہ سمجھا ہو واگر کل منہ یصیر خارجا بالبصق فبلعہ فلا شیء علیہ اور اگر کھانا مقدار ایک تل کے بھی خارج منہ روزہ ٹوٹ جاوے اور کفارہ بھی لازم ہوگا اح اما مصہ فجذبت بلا قصد فہ مگر جبکہ چبا دے اسطرح کہ اوسکے اجزا متفرق ہو جاوں تب منہ میں ہم یعنی اسوا سطرکہ زائد تمین چبت جائیگا اور جوف میں کچھ نہ پہونچیگا اور تھوک کے تابع ہو گا کذا فی السراج پس روزہ سلامت رہیگا الا ان یجد الصمغ فی حلقہ کما مر کہ مزہ پاوے اور حلق کے اندر کو تر روزہ ٹوٹ جاویگا جیسا سابق مذکور ہوا الا ان یقتصد الکل ثانیا وھو الاصح کل قلیل فی صمغہ اور اسکو نگل لے یہ کذا ہی اور کہا ہو کہ یہی قاعدہ کلیہ ہر قلیل شے میں جسکو چبا دے کہ اگر ہر حلق کے اندر پاوے تو روزہ جاتا رہیگا ورنہ نہ جاویگا وکذا لو ذرق بکرۃ کما مضمضہ بلا ذوق فیہما فالفتح یعنی اور کردہ ہے صائم کو کچھ نمکین چیز کا اور اسی طرح چیز کا بے مذہ ہیہ فہ وذوق نہیں ہے قالہ الحلبی یعنی ظاہر یہ ہے کہ یہ کراہت تنزیہی ہو قالہ الرملی لکن ذوقہما کما فی الاوسی والحاوی قال الاول اس لئے کہ عورت کا خاوند یا مالک بد خلق ہو اور وہ بے تمکین چکھے ہے ہم یہ مثال کہنے کی ہے اور چنانچہ لوگ مثال دیتے ہیں کہ کوئی شخص بچے کے منہ میں کچھ چکر دیوے جسکو کئی شخص جانتا ہو الا یعنی حائض یا اسکا کام ہو موجود نہ ہو وفی کراھۃ الذوق عند الشافعی قولان اور چنے کے مول لینے میں دو قول ہیں ووفق قال الغزالی بحمل احدھما علی ما اذا لم یجد منہ بدا والا لا اور نہ ہو منہ بد تو قول نہ تمین کی ہو اسطرح کہ اگر بدون چکھنے کے کسی اور طرح سے سکتا ہو اور غبن کا خوف نہیں تو چکھنا مکروہ ہے اور اگر بدون چکھے چارہ نہیں اور غبن کا خوف ہو تو مکروہ نہیں ہم نہیں ہے کراہت کو اسی قید کے ساتھ مقید کیا کہ چکھنے کے سوا کوئی تدبیر نہ ہو شرا کے لئے جسمیں غبن کا خوف ہو یا منہوس شارح کا قول ولم تحقق غبنا سکے خلاف ہو البتہ والا للآیۃ کے موافق ہے قالہ الشامی وھذا فی الفرض لا النفل کما افادہ قولہ کالمتطوع بالاصل علی المذھب فتنبہ لکن الذی فی الفتح والبحر والنہر والمنح والمقدسی وغیرھا ان الکراھۃ فی النفل والفرض سواء وھو الصحیح المعتمد اور نفل میں بھی ظاہر یہ ہے کہ مکروہ ہے صحیح مذہب پر پس کراہت باقی رہی ہم رملی نے کہا ہو کہ فرض میں مکروہ ہے ہوا رسکی قوت کی جہت سے کما رسکی حفاظت رکھنی چاہیے اور الیے فعل سے بچنا چاہیے جس سے افطار کا خوف ہو اور نفل میں مکروہ نہیں اسواسطے کہ نفل روزہ اصل میں جائز الطرفین ہے تباہ کرا دینا جائز ہو گا بعد توڑنا درست ہونیمیں نفل کا مرتبہ فرض سے پہچ کہا کہ چیز اکثر افطار کو توت نہیں ہو سکتا ہے اور اسکو نفل میں جائز کہا نہ فرض میں قالہ الشامی وکل ما منع الصوم لعارض فھو مفطر ہر چیز کہ روزہ کو فاسد کرتی ہے چبانے کے مانند ہی ہوا مرد نہ روزہ توڑیگا ہم ملک کو جدا بیان کیا اسلئے کہ عورتیں اوسکو بھی مسواک چبا کرتی ہیں فواس سے شبہہ ہوتا تھا کہ شاید جائز ہو حاصل یہ کہ اس قسم کا گوند جوف میں عادۃ نہیں پہونچتا اور سیاہ گوند اور شکو نہیں چباتے اور دلیل ہوا جوف میں چلا جاتا ہو پس اگر ایسا ہی جوف میں پہونچ جاویگا تو روزہ ٹوٹ جاویگا اور اگر ولیا گوند بھی جوف میں نہ پہونچیگا تو روزہ نہیں ٹوٹیگا وکرہ للمتفقہ الا لاجل العلم اور مکروہ ہے استعمال ملک کا متفقہ کو مگر ضرورت میں غیر سے اسوا سلیکہ دلیل لینے عورتوں کی مشابہت متضمن ہے کراہت کو مردوں کے حق میں اور عمومی اسکا معارض نہیں اور ظاہر یہ ہے کہ کراہت تحریمی ہے کذا فی الطحطاوی وقیل لا یح اور ایک قول یہ ہے کہ گوند کا چبانا مباح ہے ہم فخر الاسلام نے کہا کہ امام محمد کے کلام میں اشارہ ہے کہ غیر صائم کے لئے مکروہ نہیں ہے لیکن مرد کو اسکا ترک مستحب ہے مگر عذر کی جہت سے مثلاً منہ میں بدبو ہو لیدخل حق للنساء

ذٰلِكَ يَوْمٌ أَكْلٍ وَشُرْبٍ وَصَوْمٍ أَوْ صَوْمٍ وَذِكْرٍ لِلَّهِ وَهُوَ يَوْمُ عَرَفَةَ وَيَوْمُ النَّحْرِ وَأَيَّامُ التَّشْرِيقِ وَهُوَ عِيدُنَا أَهْلَ الْإِسْلَامِ وَهِيَ أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ وَذِكْرٍ لِلَّهِ تَعَالَى

یعنی یہ کھانے پینے کے دن ہیں اور روزہ رکھنے کے بھی یعنی یہ دن کھانے پینے کے ہیں اور روزہ رکھنے کے بھی اور یہ دن عرفہ کے دن ہیں اور یوم النحر کے اور ایام تشریق کے اور یہ ہماری عید ہے اہل اسلام کی اور یہ دن کھانے پینے کے ہیں اور اللہ کا ذکر کرنے کے

وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمُ عَرَفَةَ وَيَوْمُ النَّحْرِ وَأَيَّامُ التَّشْرِيقِ عِيدُنَا أَهْلَ الْإِسْلَامِ وَهِيَ أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ

اور عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یوم عرفہ اور یوم النحر اور ایام تشریق ہماری عید ہے اہل اسلام کی اور یہ دن کھانے پینے کے ہیں

وَعَنْ نُبَيْشَةَ الْهُذَلِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَيَّامُ التَّشْرِيقِ أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ وَذِكْرٍ لِلَّهِ

اور نبیشہ ہذلی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایام تشریق کھانے پینے کے دن ہیں اور اللہ کا ذکر کرنے کے

وَعَنْ أَبِي مُرَّةَ مَوْلَى عَقِيلٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُمَا قَالَا لَمْ يُرَخَّصْ فِي أَيَّامِ التَّشْرِيقِ أَنْ يُصَمْنَ إِلَّا لِمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ وَلَمْ يَجِدْ هَدْيًا فَلْيَصُمْ أَيَّامَ التَّشْرِيقِ

اور ابو مرہ مولیٰ عقیل سے روایت ہے کہ ابوہریرہ اور ابوسعید خدری نے کہا کہ ایام تشریق میں روزہ رکھنے کی رخصت نہیں دی گئی مگر اس شخص کو جس نے تمتع کیا عمرہ کو حج کی طرف ملا کر اور ہدی نہ پائی تو ایام تشریق میں روزہ رکھ لے

وَعَنْ عَائِشَةَ وَابْنِ عُمَرَ قَالَا لَمْ يُرَخَّصْ فِي أَيَّامِ التَّشْرِيقِ أَنْ يُصَمْنَ إِلَّا لِمَنْ لَمْ يَجِدِ الْهَدْيَ

اور عائشہ اور ابن عمر سے روایت ہے کہ ایام تشریق میں روزہ رکھنے کی رخصت نہیں دی گئی مگر اس شخص کو جس نے ہدی نہ پائی

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمْ يُرَخَّصْ فِي أَيَّامِ التَّشْرِيقِ أَنْ يُصَمْنَ إِلَّا لِمَنْ لَمْ يَجِدِ الْهَدْيَ

اور عائشہ سے روایت ہے کہ ایام تشریق میں روزہ رکھنے کی رخصت نہیں دی گئی مگر اس شخص کو جس نے ہدی نہ پائی

وَعَنْ عَائِشَةَ وَابْنِ عُمَرَ قَالَا لَمْ يُرَخَّصْ فِي أَيَّامِ التَّشْرِيقِ أَنْ يُصَمْنَ إِلَّا لِمَنْ لَمْ يَجِدِ الْهَدْيَ

اور عائشہ اور ابن عمر سے روایت ہے کہ ایام تشریق میں روزہ رکھنے کی رخصت نہیں دی گئی مگر اس شخص کو جس نے ہدی نہ پائی

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمْ يُرَخَّصْ فِي أَيَّامِ التَّشْرِيقِ أَنْ يُصَمْنَ إِلَّا لِمَنْ لَمْ يَجِدِ الْهَدْيَ

اور عائشہ سے روایت ہے کہ ایام تشریق میں روزہ رکھنے کی رخصت نہیں دی گئی مگر اس شخص کو جس نے ہدی نہ پائی

وَعَنْ عَائِشَةَ وَابْنِ عُمَرَ قَالَا لَمْ يُرَخَّصْ فِي أَيَّامِ التَّشْرِيقِ أَنْ يُصَمْنَ إِلَّا لِمَنْ لَمْ يَجِدِ الْهَدْيَ

اور عائشہ اور ابن عمر سے روایت ہے کہ ایام تشریق میں روزہ رکھنے کی رخصت نہیں دی گئی مگر اس شخص کو جس نے ہدی نہ پائی

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمْ يُرَخَّصْ فِي أَيَّامِ التَّشْرِيقِ أَنْ يُصَمْنَ إِلَّا لِمَنْ لَمْ يَجِدِ الْهَدْيَ

اور عائشہ سے روایت ہے کہ ایام تشریق میں روزہ رکھنے کی رخصت نہیں دی گئی مگر اس شخص کو جس نے ہدی نہ پائی

مسئلہ مشکلات ہدایہ پر یہ مسئلہ لکھتے ہے ولا یستاک الصائم بعود رطب ویابس ولا بالسواک الذی قد بقی بعد زوال الخ یعنی روزہ دار کو مسواک کرنا جبکہ بعد زوال کے ہو یا تر ہو یا خشک ہو یا نیا ہو یا پرانا ہو سب صحیح ہے اور نہیں کروہ کہ مکروہ کہنے میں ہو اسکو کہ ضرور ہے تو ہی نہیں جانتی ہو اسکا جواب یہ ہے کہ آخر مکمل کر رہے ہیں زیادہ نہ ہو نہیں ہو اور تازہ مسواک کہ یہ کے نزدیک مکروہ نہیں ہے وذکرہ الشافعی رضی اللہ عنہ قال واما مسواک کہ بعد زوال کے دلائل کا بکر ولحمامۃ ولقد یشوبہ سئل مصعب رضی اللہ عنہ الشافی والمتصل اللہ عنہ الشافی یقضی شہر بلا یہ ہو اللہ اعلم یہ ایسا ہی کروہ نہیں ہے نہ گناہ ہے اور نہ کچھ ایسا ہے اور کمین پانی دینا اور ہوا ہونا جنکے کو لکھا ابو یوسف کے نزدیک اور ایسی پرہیزگاری ہو کہ ذائقہ اثیر تالیہ عن البرہان ھم اسلئے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انہیں مبارک پر پانی ڈالا اور حضرت روزہ سے تھے ہوئے ہیں کی حجت ہے اور اگر ہی مسواک اور ابن عمر کہ پڑا تر کر کے انکے اوپر لپیٹ لیتے تھے روزہ ہی کہ لئے تھے اور ابن عمر ہو کہ ان امور میں اعانت ہی عبادت پر اور دل تنگی کا باعث ہو اور امام ابو حنیفہ نے کروہ فرمایا ہے اسکی وجہ یہ ہو کہ عبادت میں طالبت کا اظہار ہے کذا فی البرہان یسقط الصوم الا حین وقیل الصوم الحدیث ثلث من خلال المرہان الشمس الا وقاد تاخیر السحور والسواک اور سحر میں کھانا اور اور افطار میں جلدی کرنا کہ حدیث شریف تین کام اور ہو تین چیزیں ہو کہ نوکی عادت ہیں سے میں افطار میں جلدی کرنا اور سحر کھانے میں تاخیر کرنا اور مسواک کرنا ھم سحر میں کھانا کہ یہ نے فقہا کے کلام میں صریح نہیں دیکھا کہ اسکے پانی سے بھی سنت حاصل ہو جاتی ہے کہ نہیں لیکن ظاہر حدیث جو اسے ہے روایت کی ہی کہ سیر دلالت کرتی ہی کہ سنت ادا ہو جاتی ہی چنانچہ فرمایا کہ سحر کھانا کچھ برکت ہو تم اور سکو ترک نکرو اگر چہ کوئی تم میں سے اپنی لے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ اور اسکے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں سحر کھانے والوں پر اور تاخیر اوس مقام تک مستحب بھی کہ رات باقی رہتے میں شک نہو پس اگر شک ہو گا تو کھانا مکروہ ہے صحیح روایت یہ اور تعجیل افطار مستحب ہو گا بر کے دن جبکہ غالب غروب شمس کا تھا نہ خبر کی اگر چہ موذن اذان دیدے اور تعجیل مستحب ہے کہ تاروں کے جھلکنے سے پہلے ہو کذا فی الشامی تعلیقہ فیض میں کہا ہو کہ شخص بلند مکان پر جیسا اسکندریہ کا منارہ تو وہ افطار نکرے جبتک اوسکو یقین شمس غروب ہو جاوے اور شہر والے اوس سے پہلے افطار کر سکتے ہیں اگر اوسکے نزدیک غروب ہو جاوے اور اوس سے پہلے اور یہی حال ہو قلوم کا نجد میں نا سحرین فروع مسائل تحفہ شارح ہے لا یجوز ان یعمل عمل الصیام الا الصوم فقط نصف النہار قدر یہ الباقی نہیں جائز ہو کہ کوئی ایسا کام کرے جس سے ضعف ہو جاوے کہ مانع روزہ کا ہو نوا نباتی مثلاً یوں کہ سر کہ آدمی روزہ رکھا ہو اور قی لا رام کہ وقال لا یفطر ذرعا قصر الایام الشتاء پس اگر وہ شخص کہ جو اسقدر جمل ہو کہ کفات کے لیے نہیں ہو تو مکتوبہ کیا جاوے جاڑے کے چھوٹے دن ہو کہ قریب نصف روزہ کے ہوتا ہے ھم رملی نے کہا ہو جامع الفتاوی میں ہو کہ اگر مستحب میں استنباط کی حجت سے روزہ ضعیف ہو جاوے تو اوسکو افطار جائز ہی اور ہر روزہ کے بدلے نصف صاع گیہوں کا دینا واجب ہو گا اور دلو میں کہا ہو کہ ایسی کمزوری کہ روزہ رکھنے کی نہ ہو اور نہ قضا واجب ہو گی اور علی ہذا القیاس اگر کمینی کاشت پر روزہ سے قادر نہ ہو اور نہ اجیر ہی کہ اوسکی ہلاکت ہوتی ہو تو جواز افطار و قضا میں ہو اور یہی حال نانبائی کا ہو مگر جو ہر نانبائی کا ذکر جو شارح نے کیا اوسپر منطبق نہیں ہے اسواسطے کہ وہ کمی نہ پانی کی کمی کو کفایت میں ہو دخل نہیں پس اوسکی یا ہو پر موقوف ہو گا کہ اوسکے حال کے ملاحظہ پر محمول کرنا چاہیئے انتہی لیکن قول الاصباح میں جامع الفتاوی کے مسئلہ بصورت اوس شخص کے الیوبان کی جو ہے بیشہ کو روزہ نہ رکھ سکی ہوں اور ہمارا کلام روزہ دار رمضان میں ہو پس ہو سکتا ہے کہ اوسکے باب میں یوں کہنا چاہیئے کہ جب اوسکے پاس اوسکا اور اوسکے عیال کی کفایت ہو جو ہو تو اوسکو افطار حلال نہیں ہو کیونکہ اوسکو سوال حرام ہے تو افطار بالسوال حرام ہو گا اور جو کفایت ہو جو ہو تو اوسکو عمل کرنا اور اوس مقدار کہ کفایت کرے جائز ہو اور بغیر افطار کیا کر عمل ہو سکتا ہو حرام ہے افطار جائز ہو گا البتہ لکھ کہ وہ اسکام نہیں کر سکتا جسمیں روزہ ہی کہ سبب اسی اگر خوف ہو کہ مہینی کے ہلاک ہو نیکا یا جوری جانیکا اور کوئی آدمی اسکے ہوا جرت راستہ پر کام کرے اور یہ جو اوس کام کو کر سکتا ہے تو افطار جائز ہے اسواسطے کہ اوس کو اور نماز کا قوت جائز ہے قالہ الشامی فان اجھد الحر نفسہ فلم یصم فافطر ولو لم یفعل فمات فلا شئ علیہ پس اگر عمل کے حبت سے سختی اور شدائی یہاں تک کہ

مریض ہو گیا پھر افطار کیا تو اس کے کفارہ میں دو قول ہیں کذا فی التتمہ ہم نے کہا کہ کفارہ لازم ہے اور بعض نے کہا نہیں اور لقانی نے اسی پر فتوی دیا ہے اور اسی کو لوگ کی فہ ہے اور فتوی علی الاطلاق کہ کفارہ نہیں ہے اور افطار کرنے والے پر بلا اختلاف کفارہ نہیں کیونکہ وہ معذور ہے جیسے اور مرد کے حکم سے مجبور ہے ان کا حکم پہنچ چکا ہے کہ ایسے کام سے باز رہیں تو اس تحلیل سے ظاہر ہے معلوم ہوتا ہے کہ آزاد پر کفارہ واجب ہے جو شخص شرعی خیالیہ میں اسکی ترجیح بیان کی ہے کذا فی الشامی وفی الفوائد لو صام بغیر نیۃ القیام ہم صلی قائما جاز بالاجماع العبد دون المدبر اور مدبر کے اور مکاتب کے اور ام ولد کے اور مدبر کے اور مکاتب کے اور ام ولد کے

فصل فی العوارض

مبادیں اور ہوں واللہ اعلم **فصل فی العوارض المبیحۃ لعدم الصوم** صحیح فصل ہوں عوارض جن سے نہیں روزہ نہ رکھنا جائز ہے وقد ذکر المصنف منہا خمسۃ اور مصنف نے عوارض میں سے پانچ کو ذکر کیا یعنی سفر اور مرض اور حمل اور دودھ پلانا اور عرض اور مرض اور بڑھاپا اور حقیقت میں نو ہیں جنہیں شامی نے خلاصہ سے بیان کیا ہے اکراہ یعنی دوسرے کے دباؤ سے روزہ توڑنا جہاد شدت کر سختی یا پیاس کی یا بھوک کے شدید ہونے کی اور خوف ہلاک کا یا عضو کے تلف ہونے کا اور خوف ہلاک کا یا عضو کے تلف ہونے کا **لاکراہ وخوف الہلاک او التلف** کے لئے شامل ہے کما فی الشامی **او نقصان عقل** یعنی عقل کے جاتے رہنے کا خوف ہو **لما یلحقہ الحرج** مشقت **او شدۃ** یعنی سختی **او خوف زیادۃ المرض** یا مرض کے بڑھ جانے کا خوف ہو **او بطئ برئہ** یا مرض کے دیر سے اچھا ہونے کا خوف ہو **لاکراہ وخوف الہلاک او التلف او نقصان عقل** کا یہ خوف اگرچہ پیاس کے ہو یا شدت بھوک سے ہو یا اپنے کسی عضو کے تلف ہو جانے کا خوف ہو یا عقل کے جاتے رہنے کا خوف ہو یہ سب متعلق ہے خوف ہلاک سے **کما قالہ الحلبی** جیسے کہ حلبی نے کہا ہے **وبہ یفتی** اور اسی پر فتوی دیا گیا ہے **لان الاباحۃ للضرورۃ** کیونکہ روزہ کا مباح ہونا ضرورت کی وجہ سے ہے **وتقدر بقدرہا** اور ضرورت کے موافق ہی مباح ہوتا ہے **فمتی خاف الضرر** پس جب کسی کو ضرر کا خوف ہو **ولو بقول طبیب مسلم** اگر طبیب مسلم کہے **او بغلبۃ ظنہ** یا اس کے ظن غالب سے **او بتجربۃ** یا تجربہ سے **او بظہور امارۃ** یا کسی علامت سے **او بخبر مسلم** یا کسی مسلمان کی خبر سے **او کافر طبیب حاذق** یا کافر طبیب حاذق کی خبر سے **او بخبر فاسق** یا فاسق کی خبر سے **او بخبر مستور** یا مستور کی خبر سے **او بخبر صبی** یا بچہ کی خبر سے **او بخبر امرأۃ** یا عورت کی خبر سے **او بخبر عبد** یا غلام کی خبر سے **او بخبر کافر** یا کافر

اور صوم ہی ہم عرض کرتا ہوں کہ جب اسی طرح قول سے افطار کرے حسین پر شرط موجود نہیں ورنہ ظہار کفارہ لازم ہو گا جیسا افطار کرنے سے بدون علامت دخول شہر کے کیونکہ علت یہاں ہوا اور لوگ اس پر غافل ہیں قائم الشامی و اذا قدر فی الشہر تعالی الخبر الطیب کالوضیا لیس ۱۲ الطالب شاہ ۱۲ اور ہمیں صالح کہا ہو کہ علاج ہیں کفارہ کوئی ناجائز ہیں گیہوں بھی جائز ہے طاب ۱۲ قلیوبی لان عندہم صوم المسافر افضل لہم من فطرہم میں کہتا ہوں کہ اسمیں کلام ہے کیونکہ کفارے کے نزدیک سلیمان کی خیر خواہی کیسے ہے پیرا دمشقی کہاں جمع کرا جاتا ہے فروع الشرح الظہیریۃ للامۃ اتفق علی ان الاولی ان یخبرہم عن افادۃ الفرض لا تھا مستقاۃ من اصل الحریۃ الفرض ۱۲ ہیں من فعل کیا ہے ظہیر ہے کہ آدمی کو نہ چاہئے کہ مرنے کے زمان کو مقام جبکہ مرنا ہو کر ہو کر اس سے ادا ہو جائے کیونکہ واجب کے ادا ہونے کے باب میں اور ہے کہ اصل عزیمت پر بانی کہا ہو ہم مثلاً اگر آغاز کار میں کافر تنگ ہو جائے تو طاعت تعداد نہ دینی مرنے کے حکم متعدم ہو گی اور اس سے معلوم ہوا کہ اگر مرنے کی اطاعت کی بہانات کہ روزہ افطار کر لیا تو نابینی پر کفارہ لازم ہو گا کذا فی الشامی الفطر فی الاسفار کالسفر ۱۲ ہیں مسافر دغیرہ کو افطار جائز ہے جبکہ مشاورت قصد من ہو کہ ہو گا یعنی جبکہ زوال سفر ہو اس روز کا اتمام واجب ہو گا ذائے الحلبی وقضوا ایاما افطروا فیہا لانہ اذن لہم فی الافطار ۱۲ فسکار کہیں مسافر دحائل وغیرہ کا جنہوں نے افطار کر لیا ہو ان نہ ہے کہ ہم اسمیں اشارہ ہو امام شافعی کے خلاف کا کہ ان کے نزدیک قضا اور فدیہ واجب ہی ہر روز کے لیکن صاع گیہوں کو ذائے البدائع دلا یلزمہ الا قضاء الیوم الذی افطر فیہ لانہ افطر لعذر فلا یلزمہ الا قضاء الیوم الذی افطر فیہ ۱۲ فسکار کہیں بدون شرط بیانے کے ہو تے ہو اس طرح کہ قضا ہی ہو گا یعنی جس روز سفر کا ارادہ ہو اس سے پہلے اس روز کہ جائز ہو اور اگر علے الفور واجب ہوتا تو افطار روزہ کا جائز نہ ہوتا کیونکہ تاخیر واجب کی ہو اور سکتا تھا فرق ہے کذا فی البحر بخلاف قضا رمضان کے کہ وہ علی الفور ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو جو شخص کہیں مارا ہوا ہو اور سکتا ہو اور سکتا ہو کہ ادا کرے پھر ادا نہ کرے تو ادا کرنا اس پر متعین ہو جاتا ہے اور اگر ادا کرنا شرط ہو قضا ہونے سے بھی اور جو شرط ہو سکتا ہو اس سے معلوم ہو گا کہ نماز فوت شدہ دیکر قضا ادا کی ہی پڑھے اور ظاہر یہ ہے کہ جگے کے ذمہ فوائت ہوں اور سکتا تھا لیکن نہ کی وہ ہوں نے مصرم نہیں دیکھا ذائے البحر میں کہتا ہوں کہ قضا رمضان فوائت میں یہاں کہ جیسے کہ اسے شخص کو کہ تارک قابل مکروہ ہیں مگر موکد مستحبین کہ ذائے الخطابی و فی جعلہ رمضان الثانی وقام الاداء علی القضاء دلیل علی ان من علیہ صوم رمضان اذا اخر القضاء الی رمضان اخر کان قضاء رمضان الاول اداء ۱۲ درگار اور سوا رمضان کے تو ادا کو قضا پر مقدم کر ہی اور فدیہ لازم نہیں کیونکہ قضا کا وجوب علی الفور نہیں ہو بر خلاف ادا رمضان کے کہ وہ قضا کے ساتھ ادا ایک مستحبین کا کہتا ہوں کہ ادا بنا پر ورزش کے ہو کہتی ہیں حالہ الوجوب ویدل لہ قولہ ان صوم رمضان لا یقضی الا بنیۃ من اللیل ۱۲

اذا کفر کفارۃ شہر ثم افطر ایاما اخر او کان مریضا او مسافرا فی بقیۃ شہرہ ان ایامہ کی جواد کرلے واما ان افطر عامدا
فوجوب الکفارۃ بالاجماع لکن جس شخص نے بلا عذر افطار کیا ہو پس جو وصیت اسکے حق میں بطریق ارسے ہو جس نے کہا کہ اسکی طرف سے کردے
وصیت اور اگر کہے زیادہ قضا کی شرط نہیں کیونکہ اتنا کہنا اسکو وقت پر کرنے کیلئے کہنا ہے اور فدی کی طرف اشارہ ہے کہ لفظ ولی اور صی کو بھی شامل ہے کنا فی البدائع وقریب بظہرہ کے ساتھ
لازم نہیں مگر یہ وصیت ہے مگر یہ کہ ثلث مال سے ادا کرے اور الذی یترک فی سبیل اشارہ ہے کہ لفظ ولی اور صی کو بھی شامل ہے کنا فی البدائع وقریب بظہرہ کے ساتھ
صرف نذر ادا دائمی نیت کے جواز میں ہے یہاں تک کہ تملیک بیان شرط نہیں بلکہ اباحت کافی ہے بخلاف نظرہ کے اور فتح القدیر نے کہا ہے کہ
اطلاق کلام کا دلالت کرتا ہے کہ اگر ایک فقیر کو سب فدیہ دیدیا تو جائز ہے عدد شرط ہے مقدار نہیں لیکن اگر اصف صاع سے کم دیکھا تو وہ شمار میں نہیں
ہی پس فوت ہی یعنی بخلاف نظرہ کے ایک قول پر جیسا کہ قالہ الشافعی ویدل علیہ قولہ فی حدیث الصوم ولو اوصی بالصوم
قدرت تلو سو یہ قول الطحاوی کا رد ہو گیا ہے اسلئے کہ یہ خلاف صریح حدیث ہے کہ بقدر قدرت کے ہو اور جو بقدر قدرت کے ہو اسکا حکم جیسا کہ ہدایہ نے ذکر کیا ہے
اور جسے اصوب تعین ہے کہ میت کا کوئی وارث نہ ہو اور اگر وارث ہو تو کل اسے دیدے کذا فی التبیین اسلئے کہ زیادتی کی ممانعت وارث کے
حق کے سبب ہی ہے پس جب وارث نہ ہو تو منع نہیں ہی جیسا اسعود تعین کی وارث ہو اور اجازت دے اور یہی حکم اسے اگر وارث الیاس جیسے رقیق نہ ہوں
لیتے زوجین میں سے کوئی ہو تو وارث کے حصے کے بعد یا بیت علی الثلث کی گنجائش ہو قال الشافعی وان اوصی بعتق رقبۃ یشتریہا بعض ثلثہ
اللہ فیکون الثواب لہ الختام اور اگر میت نے وصیت نہیں کی اور ولی نے اپنے جہاں فدیہ دیا تو جائز ہو فتاوی الحجۃ والفتوی اور ثواب اسی کو ملے گا
کذا فی الاختیام اعتبار ہی عبارت ہیں نے بطریق دیکھی ہے واللہ تعالیٰ اعلم کوئی لا یجب علی الورثۃ الاطعام ثلث ترکتہ فلا تؤخذ منہا الا باجازۃ
وان فصلوا ان کان جائزا وبکون لہ ثواب انتہی اور یہ صحیح نہیں کہ میت کی طرف سے ہو اور یہی ظاہر ہے کہ وہ فرض نہ ہو اور یہ
اپنے ذمہ ہو پس ثواب ہی کیونکر فرض صدقہ دیجائے اور ثواب میں کیونکر کمی ہو سکتی ہی قال الشافعی ان صلیتہ عنہ الولی الصوم ان صام
وغیرہ اس کا اگر کسی غیر کیطرف صدقہ دیجائے اور ثواب میں کمی ہو سکتی ہی قال الشافعی ان صلیتہ عنہ الولی الصوم ان صام
ولا یصل احد عن احد الا بامرہ کذا فی الہدایہ اور اگر وہ نہ کرے یا نماز پڑھے میت کیطرف سے اور ولی دکل ولی کو نہیں جائز ہے اطعام مدت فعالی کے کہ ذرہ
کسی کو کسی کیطرف سے نماز پڑھنے کا حکم دیدے اور ولی کی طرف سے اور ولی دکل ولی کو نہیں جائز ہے اطعام مدت فعالی کے کہ ذرہ
سرد نماز اور کہ ہے ہم اسلام ہو ذمی ہو اور دیوانہ ہو اور صحرا اور شہر میں لیکن شہر میں لیکن کیا ہے کہ شہر وارث کا آنا رہے قتل میں کسی چیز کے ساتھ نہیں ہے
حرکت کی کہ نہ کہ اسی ہو اصوب اصح اصفق مرفوعا ہوا ہو اور وارث کا اعتاق اسکی طرف سے ہو جیسا کہ کیا ہے اور اعتاق کے بدل صوم کا اسی ہو صحیح نہیں ہے
اور طعام اور کسوہ کا اس کفارہ میں ہونا بھی نہیں ہو کفارہ یمین کے شریک کیا ہو اور اسی کو اختیار کیا ہے اور کذا فی المرغینانی اور علامہ قہستانی
نے اسکا جواب دیا ہو یا ابو السعود نے اسکو نقل کیا ہو کہ قتل ہو مراد قتل الصید ہو قتل الشخص میں کیا ہو ان کو بھی وہی وارد ہو جاتا ہو کہ صوم قتل الصید میں

اصل نہیں ہے بلکہ وہ بدل ہو اسوا سکے کہ جو اسکو میسر ہے اسکی قیمت سو درہمی خرید سکتا ہو جو مسکین کو دیکر اسکا طعام کر لے تو وہ ادا ہو جیسے کفارہ یمین کا نصف صاع یا نصف کے بدلے ایک روز کا روزہ اور کافی کا مخلص صحیح ہے کہ جو شخص ایسے روز میں عاجز ہو کہ بدل ہو جو کہ جیسا کفارہ یمین اور قتل میں ہے پس اگر فدیہ دینے والا اپنی طرف سے اسطرح کہ شیخ فانی نہیں صحیح ہے دو تہائی کفارہ نہیں اور اگر وصیت کی فدیہ کی اور مجھے نہ ہوا تو ہر روز کے بدلے ایک مد گیہوں کا دیا جائے اور اگر وصیت نہیں کی تو کچھ نہیں اور کفارہ یمین میں صحیح نہ ہوگا اگر اسکی وارث اسکے مرنے کے بعد اسکی رضا کے ساتھ دیدے تو صحیح ہوگا اور اگر وارث نہ ہو تو بیت المال پر ہے اور اگر بیت المال نہ ہو تو مسلمانوں پر ہے اور اگر اسکی میت ک

اور اگر کوئی شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو یا حائضہ ہو یا نفاس والی ہو تو ان پر روزہ نہیں ہے اور ان پر قضا بھی نہیں ہے اور اگر کوئی شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو یا حائضہ ہو یا نفاس والی ہو تو ان پر روزہ نہیں ہے اور ان پر قضا بھی نہیں ہے

الکمال والتمام الشرعیة وصل ذاتی الوقایة وشرحها اور دوسری روایت میں تو نماز علاج بشکایت قضا کی ہو اور اسکو کمال فی انتظار کرنا کہ ابی
اور تاج الشریعہ نے اور صدر الشریعہ نے وقایہ میں اور اور سکی شرح میں ہم شارح صاحب نہر کا اتباع کیا ہو اسی عبارت میں حلالہ کو قصہ ہم بیان
کی وقایہ اور شرحہ وکفایہ میں ونہایة عند قول المصنف الخ الکان صاحبا لا یرضی بھجرھا وفی ذلک الافطار فیقول لہ
الا الا ھو الصحیح للمذھب ہے اور ضیافت عذر ہے مہمان کے لئے اور دعوت کریں اسکے لئے یعنی نفل روزہ توڑنے میں فرض و واجب
میں نہیں صاحب ضیافت صرف حاضر ہونے سے راضی نہ ہوا اور ترک افطار سے ناراض ہوا ہو تو افطار کر دے روزہ افطار کر دینا ہی صحیح مذہب ہے کذا فی الظہیریہ
اور ایک قول یہ ہو کہ قبل الزوال عذر ہے اور بعد الزوال نہیں اور دوسرا قول یہ کہا گیا ہو کہ اگر بہروسا اپنے اوپر اسکا ہو کہ توڑ دیگا تو توڑ دے
ورنہ نہیں شمس الائمہ نے کہا کہ یہ بہت اچھا ہے ہم نے کہتا ہوں کہ قول صحیح میں یہ ہے پہلی نفسہ ضرر نہ ہو کہ ہو سکے جب وقوف قضا کا نہیں حاصل ہوتا
اپنے آپکو گناہ سے بچانا ہو ہے غیری رعایت ہو اور شارح نے جو مقید کیا قبل الزوال کے ساتھ جب آگے آتا ہے اور اسی سبب اول الذکر کا عین حاصل ہوتا
فالدالشامی ولو حلف حمل علی البصاری بطلان ای انہ ان یفطر افطر ولو کان صائما قضاء ان یحنث فی التعمد والا فلا کرکسی شخص نے روزہ دار کو قسم
دی یعنی یہی کی طلاق کی قسم کھائی کہ اگر روزہ دار افطار کرے تو روزہ قضا رمضان ہو اور اسکو قسم میں حانث
کرنا مقصد روایت پر کرانے کے لئے الزیلعی وفی البھر عن الذخیرة وغیرھا ھذا اذا کان قبل الزوال بعذر فالا لا حد ان یفطر بعد الزوال بغیر عذر جیسے
ذخیرہ سے نقل کیا ہو کہ یہ مسئلہ کبھی مصور ہوتا ہو کہ افطار قبل الزوال ہو لیکن ذوال کے بعد افطار جائز نہیں گمان ہوتا ہو کہ شخص مطلق افطار جائز ہو بعد عذر کے
وفی الاشباہ وما احد اجراہ لا یکفر فیفید انہ یفسد صومہ فیفطر اور اشباہ میں ہو کہ کسی نے کہا کہ نہیں ہو کہ توڑ افطار کرے تو نہیں ہو کہ اگر
روزہ ہو سو اسکا صوم قضا رمضان کے ہم اور قضا رمضان کا افطار کرنا ہو کہ گناہ ہو اور کفارہ نہیں ہو اور نہ قضا رمضان میں متتابعا کرنا
ظاہر دلالت کرتا ہو کہ صوم کفارہ اور نذر میں بعذر ضیافت افطار کرنا نہیں ہو اور بہتر یہ ہو اور نہ ہو تفسد لیکن اوکئی نذر کہ قضا رمضان ہوں بھی
استثنا نہیں جس کا یہ محیط میں ہو کہ امام ابو یوسف سے روایت ہو کہ صوم قضاء اور کفارہ اور نذر میں افطار کرے تو ظاہر یہ ہو کہ مصنف اسی روایت پر ہو
ہو اور ہمیں نذر قضا رمضان کا استثنا نہیں ہو جیسا قالہ الشامی عن الحموی ولا یکلم الرجل الاجنبیة عالم الظہر بلا اذن الزوج الاجنبة عالم الظہر بلا اذن المحرم نفل روزہ مرد کی
عورت کو قضا رمضان کی اجازت ہو لیکن جب خاوند کو کچھ ضرر نہ ہو تو جائز ہو ہم یعنی اسطرح کہ محرم نہ ہو یا مسافر نہ ہو تو اسکو منع نہیں ہو پہنچا اور
عورت نے روزہ رکھ لیا ہو تو مرد کو منع کرنے کو منع نہیں ہو کیونکہ خاوند کا منع کرنا اپنے حق کی وجہ سے ہو یعنی وطی کے سبب تو ان حالات میں روزہ ہو سکا پھر ہم نہیں
نے الرابح اور ظہیریہ سے یہ منع کو مطلق رکھا ہو اور صاحب بحر نے اسکی تقویت کی ہو کہ روزہ عورت کو بلا کراہیت ہو اگرچہ باعث الضعف نہ ہو وطی کرنے میں کہا ہو
کہ میرے نزدیک منع کا ضرر پر مقصور رہنا اوسے ہو کیونکہ ایکدن روزہ رکھنا بلا ہو تو منع کا باعث نہیں ہو پس شرنبلالی نے رد کر دیا ہو کہ ہمیشہ ضرر یعنی خاوند
مریض ہو یا مسافر تو جائز ہو ہے قالہ الشامی ولو فطرھا وجب القضاء ولو قضاھا وابی الیمینوں اور اگر افطار کر دیا مرد نے عورت کا روزہ تو قضا
واجب ہو مرد کی اجازت سو بعد جدائی کے ہم اس سے معلوم ہوا کہ مرد کو افطار کرا دینا جائز ہو اور سیطرح غلام کا حال ہو اور بحر میں خانیہ سے نقل کیا
ہو کہ اگر عورت نے بلا اجازت نفل حج کا احرام باندھا تو مرد کو اور اسکا کھلوانا جائز ہو اور یہی حال نماز کا ہو کذا فی الشامی ولو صام لعبدہ فرده
علیہ بالاذن اللغو الخ ویجوز ان تصوم تطوعا بغیر اذنہ وابی العینی اور اگر غلام نے روزہ رکھا یا نماز پڑھی جو اسکے حکم میں ہو یعنی باندی اور بیٹا مراد ہو
نے بغیر اجازت مولی کے تو نہیں جائز ہو اور اگر افطار کرا دیا تو قضا کرنی مولے کی اجازت سے ورنہ بعد آزادی کے ہم نہیں جائز بیٹے کو مرد و عورت
میں کہا ہو کہ اگر مصور نہیں کہ مولی غائب ہو اور اسکا کچھ ضرر نہ ہو جیسے اسکا حال مانند عورت کی ہو لیکن محیط وغیرہ میں کہا گیا ہو کہ غلام کو روزہ سے منع
ہو اگرچہ آقا کو کچھ نقصان نہ ہو بچاؤ اسکے کیونکہ اسکے منافع ملک میں ہو مولے کے بخلاف عورت کے کہ اسکے منافع زوج کے مملوک نہیں ہو بحر میں صرف اپنے
حق یعنی وطی کا مالک ہو اور بحر میں اسکی تقویت کی ہو اور جانا چاہئے کہ اجیر کا حال میان نہیں کیا اسود سراج میں ہو کہ اگر اوسکا روزہ ہستا ہو

انسان کرتا ہو تو نفل روزہ رکھنا جائز ہے بدون اجازت اور اگر قضا ان نہیں کرتا تو اسکو روزہ جائز ہوا ولو [illegible] قام وقت الضحوۃ الکبریٰ ولم یعلم بالحال الا بعد ذلک ولم یتناول شیئا ولم یجامع اجزأہ صومہ ذلک الیوم وقد تم صومہ وان تناول شیئا او جامع فعلیہ القضاء فقط وان اکل او جامع بعد ما نوی الصوم قبل الزوال فعلیہ القضاء والکفارۃ وان اکل او جامع بعد الزوال فعلیہ القضاء فقط وان نوی بعد ما زالت الشمس لم یصح صومہ ذلک الیوم وان نوی قبل الزوال

ہوا واجب ہوئی ان تو صبی کے ساتھ لحق ہوا پس خطاب اسکی طرف متوجہ ہوا بخلاف اُس صورت کے کہ بالغ ہو کر حالت عقل میں پھر مجنون ہو گیا اور بھی فرماتے ہیں بعض متاخرین کا کہنا نے البدایہ اور شرنبلالیہ میں برا ہے اسکے اسطرح پر جو کہ بالغ ہو کر مجنون اصلی ہو پہلے ایام کی قضا نہیں ہے موافق روایت میں بعض اُن امام کی کہ افاقہ ہو سو پہلے گذشتہ ہے فالشامی قال والدلیل علی ذلک ما فی الفتح وغیرہ ان من علیہ صوم ایام من رمضان فمرض فمات ولم یصح فلا شیء علیہ لان الصوم لا یصح الا بالنیۃ من الصحیح المقیم وقد فاتت اھ اور اگر نذر کیا روزہ ایام منہیہ کے یا اُس برس کے تو نذر صحیح ہے مطلقاً مذہب مختار پر ہم بیان ہو چکا اُن صیام کا جو بنذر ہو اپنے قول سے اپنے اوپر لازم کرلے اور سابق میں اُن روزوں کا نہ کرنا جو خود التزامی کیطرف لازم ہوئے ملتقی کی شرح میں کہا ہے کہ نذر عرفاً زبان کا ہی ہوا اسکی صحت کی شرط یہ ہے کہ معصیت نہ ہو جیسے شراب پینا اور زنا اور اسپر نذر نے محال کو واجب نہ بنایا اور نذر روزہ جو واجب ہو چکا ہو آئندہ کو واجب ہو جیسے روزہ نماز روزہ جو آگے کو واجب ہوا اور یہ شرط ہے کہ وہ جنس کا کوئی واجب بعینہ مقصود ہو جو ہوا اور اُسمیں قضا نافی کو قبول نہیں ہے اور ملتقی کے یہ معنی کہ معنی ہمنہ کا ذکر صریحاً کیا ہوا ہو جیسا بحر میں ہوا اور جو زبان سے ولا یاہو یعنی اگرچہ کہ دل کے کہنے کا قصد بھی نذر منعقد ہو جاویگی چنانچہ ولوالجیہ میں کہا ہے کہ کسی شخص نے کہنا چاہا للہ علیّ صوم یوم ولم یذکر الیوم اور اسکی زبان سے نکلا صوم شہر اور دل سے ایک مہینے کے روزہ لازم ہونگے کہنا نے البحر اور اسی طرح اگر کوئی اور کلام مولدا کہنا چاہا تھا اور اسکے منہ سے نذر کا کلمہ نکل گیا تو نذر لازم ہوگی کیونکہ نذر میں دل بمنزلہ زبان کے ہے مثل طلاق کی کذا فی الفتح اور حلبی الحتار اسود سطر کہا کہ ابو یوسف نے امام صاحب سے روایت کی ہے کہ یہ نذر نہیں صحیح ہے اور یہی قول نذر کا ہے اور زیلعی نے امام صاحب سے روایت کی ہے کہ صحیح نہیں اور اگر کل کے روزہ کی نذر کی اور افطار کیا تو دن یوم النحر کا ہو تو صحیح ہے کذا نے الشامی وذکر قاضی زادہ الشرط وھو ما فی نفس النذر وھو ما یطابق نفس النذر وھو ما یقع علیہ اسم النذر شروع کرنے میں نفلہ نے اسطرح پر فرق بیان کیا ہے کہ شروع کرنا نفل پر واجب عادت ہونیکی وجہ سے لازم ہوئی للہ تعالیٰ افعلی الایام المنھیۃ وھو ما فی اسماعیلیۃ وقضاھا استحساناً لانہ لما وجب لکن ناذر ایام منہیہ میں افطار کریگا وجہ یا نا کہنے سے کیونکہ ہم نے اپنے ذمہ پر واجب نظر کر لیا وان صامھا خرج عن العھدۃ وسع الجھد اور اگر انہیں روزوں کو رکھدیا تو عہدہ سے بری ہو گیا اگرچہ بوجہ فعل حرام ھو وھذا لانہ قبل الایام المنھیۃ ولو بدۃ الشروع انما یلزمہ بالتزامہ وانہ یقبل الصوم وھو بہ اسوقت ہے کہ نذر ایام منہیہ سے پہلے واقع ہوئی پس اگر بعد ایام منہیہ نذر کی مثلاً جو دس کو کہنے کہ آج سے دس روز تک میرے ذمہ ہیں تو لغو ہوا سو گذرا فی الشامی وکذا الحکم لو نذر الشاۃ واشتری اللحم فضحی بھا وبہ یفتی ھو یعنے جو معین سال میں مذکور ہوا اگر سستہ کو نذر کہا یا پالے رکھنا شرط کیا پس افطار کیا ایام منہیہ کو ہم اور اگر اُن ایام میں روزہ رکھلے تو عہدہ سے خارج ہو جاویگا کیونکہ جیسا التزام کیا تھا ویسا ادا کیا لکنہ یقضیھا متتابعۃ لیکن بیان ایام منہیہ کی قضا کرے پے در پے ہم یعنی آخر برس کی تمامی سے ملی ہوئی نہ ہو بغیر فصل کے تاکہ متابع بقدر الامکان متحقق ہو ویعید لو افطر یوما فی العشرۃ قضاءً وادا عادہ کرے یعنی جتنے ایام کے روزہ افطار سے پہلے رکھے چاہیے اگر ایکروز کا روزہ بھی توڑ دے اگرچہ سارے کو رکھ چکا ہو صرف ایک ہی رہا ہو بخلاف سال معین کے کہ اُسمیں قضا ایام منہیہ کی پے در پے نہ واجب نہیں ہوا اور نہ ہی متابع صیغہ لیترتب وقت کو لازم کیا ہے سو اسطرح اگر ایک دن افطار کر ہی تو صرف اوسیدن کی قضا لازم ہوگی کذا فی المحیط وھی ولو لیتتابع التام بعشرۃ وثلثین یوما ضرورۃ الحسبۃ وھذا ھو المراد اور اگر نیا نیت شروع کیا ہو تو ۳۰ کی روز قضا کرے اور اسمسئلہ میں صرف پانچ روز کے روزہ نہیں کافی ہیں ہم پانچ روز ہے

ایام منہیہ کے اور ۳۰ دن رمضان کے اور پھر ۱۰ روز ان سے متصل کہنے چاہئیں اور اگر اصل کسر سے تب بھی عدد ۳۰ ہی رہتا ہے پس کفارہ ظہار بایت پر کفارہ قتل العمد واللہ اعلم

قولہ فان لم یقدر علی الاطعام الخ اور جو شخص ان دو باتوں سے عاجز ہو یعنی نہ تو غلام آزاد کر سکے اور نہ دو مہینے کے روزے رکھ سکے تو اس کے ذمہ ساٹھ مسکینوں کا کھانا ہے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا امام شافعی رحمہ اللہ کا قول ہے ک

یا نماز یا روزہ یا سوا اس کے اگر وہ معین ہو لیکن معیات آئندہ میں معین حرصت رکھتی کسی زمانہ کے ساتھ نہ ہو مکان کے تو وہ مر گئے نہ تقصیر کے
فلو نذر الصلوٰۃ او الصوم الخ مسئلہ قال الامام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ وقال صاحباہ رحمہما اللہ تعالیٰ لیس علیہ قضاء الصلوٰۃ والصوم
یعنی نہیں ہے اس پر قضا نماز کی اور نہ روزہ کی۔ ف۱ یعنی نہیں ہے اس طرح کہ کسی کا ذمہ اس سے بری ہو جائے مگر ادا کرنے سے اور نہ یہ ہے کہ اگر نہ ادا کرے تو گنہگار ہو اور نہ یہ ہے کہ اگر نہ ادا کرے تو اس کا ذمہ بری نہ

جیسا کہ نماز و رمضان میں وقد یطلق الشارع کما یعبر بہا فاذا ذکر ذلک ثبت قبل کمام الشہر کونہ الوضیعۃ المجتہد لا مع کمال الحمایۃ بخلاف البعض فانہ یستلزم ادراک البدل ثم تذرعت کی کہ فدیہ کی بیسے کے غلام مرنے سے پہلے مر گیا اور اس نے زمین و فدیہ نہیں رکھا تو گنہگار و دست بیسے بیٹے کی لازم ہو گا اور جماع جیسا مبنائہ میں ہو کفارہ تضیف کیونکہ کفارہ رمضان کے لئے ادراک اور مقدرت کا ہونا یعنی جس مومن کر رمضان فوت ہو جاوے کسی عذر سے ہر بعض مرت کو اسکو کھانا کھلانا اور زر دینا ہو تو اگر مقدرت کرتی اس مقدار کی کہ فوت کے بالاتفاق لازم ہو صحیح نہ ہے بخلاف نماز روزے کے کہ اسکے ذمہ میں بھی جاری ہو کذا فی المحیط فرع وسع مسائل جو ہم نے لکھی کو قال اللہ اعلموہ کا اعلموہ علیہ السلام صیام حیث کا سبق ذی الکیا سابہ لفظ کیا یا فدیہ کہ مرد روزہ اور اسکو ولی نہ ادا نہیں بلکہ اگر روزہ رکھیگا تو حانث ہو گا جب کہ یا ایمان میں روگا ہم آہت سکر مصارع صفت جواب قسم میں نہیں واقع ہو مگر نون تاکید کے ساتھ اور نون تاکید مثال مذکور میں نہیں تو لا واللہ کا مذہب ہانا مرفوعہ ہاتے گا یا اسکے واللہ اعلموہ کا خالد الحلبی لیکن عامہ مقدسی کے کہ ہر حکم ہاں میں ہانا قبل تیسرے کے اور اب نوعوام اثبات اور نفی میں صرف لعدالہ کے بہرنے ہانو سے نہیں ترک نہیں ہیں اسپر استدلال اصطلاح والی وغیرہ کے سے قسم کے یا ایمان والا نافی ولا صیام لہ ہو جب کہ مثل لہ ہو ہیں لا نافی ہو صیام لہ کہ جب کہ روزہ کی ہر ہر جز آگیا اور ہر ہر رکعت کو نظر کرتے اور قضا کرے نفل رمضان کی نیت متصل یا متصل کہ نافی الرداء وہو ما لا یضر مثلہ متتابعا فی المدینۃ أفطر فی شہر کما مر یا مدنی کہ جیسے کہ روزہ کی پر حیثیت ہو گیا حیثیت میں شمولی کی جہت سے فوت ہو گیا اور فدیہ سے بچا کچھ نہ کہو یہ الجنی شیخ فانی کے حکم میں کہ مثل فرضہ کے کیا یا دو یوم فیکم فلان قدم فلان لعدالا کل والرال الی محجہ یا نہی الناس دخان الا الثالث یا مذر کی کہ روزہ رکھ کر گا جیسا ان نفلا شخص آدھی سحاوا ہو کہا جیسے کہنا جیسا ہو کہ ہو کے بعد جیسا ہو کے بعد تو فضا کرے ہو الیوم یوسع کے مرتد یہ کہ بخلاف نول ہم کم فتح اندر ادا نہیں ہو کہ اگر ہمدرد ال کے آیا نہ محمد کہتے ہیں کہ اور سحر کو لازم نہیں اور سواے محمد کے اور کسی سے روایت نہیں ہو حرمتی کے کہا کہ الظہر سے ہو کہ دو فرد ہوا میں یعنے اما بعد الاکل اما بعد الزوال لیس شارح توضح ثانی میں اسی پر چلا ہو دلو کان لہ صیام قضاء لا قضاء اگر کہ ملا اتا یا مذر رمضان میں تو فضا لازم نہیں ہو بالاتفاق کہ کیونکہ انجا مکان مذر ہوا سکی رمضان ہر واقع ہو گئی اور شہر معذور مقام کی نذر کرے تو اور سحر کو لازم نہیں ہو قالہ المحقق ولو صوما للہ الیوم کذر فعلا کاذا قدم قبل ثانیۃ الضحوۃ وقد نوی صح نفلا اور اگر نیت کی الفاظ سے نہیں کی تو نذر کا کفارہ دیوے فقط مگر جیسا کہ شخص اگر نذر میں پہلے اپس اداے نذر کی نیت کرلی تو نیت کی جہت سے مؤخرہ ادا ہو گئی اور روزہ رمضان کا واقع ہو اس مسئلہ کے بیان میں مفصلا ذکر ہوا ہو غیرہ اس مسئلہ کو فہم سے اگر کہا کہ جیسا کہ ایسطرح روزہ اوس پر لازم ہو جیسا روزہ رمضان کہ اوس نے اتباع سوا اداے اس مسئلہ فہم اور اس نول سے یہیں کا ارادہ کیا ہو یہ وہ شخص رمضان کے نہیں آیا تو ہر کفارہ یہیں ہو گا اور قضا نہیں ہو گی کہ یہ کہنا قسم پوری ہو بیٹگی شرط پائی گئی یعنی روزہ رمضان کہ اور اگر آیا نیت کرنے سے پہلے پھر اس روزہ میں صوم مشرکی نیت کی تو رمضان کی تو قسم پوری ہو ہی نیت کی جہت سے اور بعد روزہ رمضان کیسے بھی کافی ہے فضا لازم نہیں اور اسی پر مسئلہ کا حکم واضح ہو جاتا ہو قال الثانی اذا دخل رمضان فاوجب کان کما اور اگر نذر کی ایک مہینے کی تو لازم ہو گا جو مہینے سے شروع ہو چاہے شروع کرے عدد کے اعتبار سے ہو ہلال سوا اور اگر معین مہینے کی نذر کی تو جانے کے اعتبار سے متصور ہو گا کذا فی الفتح والشرنبلالیۃ عدد کی اس معین مہینے کی فوتی رہا تو لازم ہو گا ہم اسطرح کہ اسکو صرف ہلال نہ کہا کہ ہو جاوے تو ہر روز کی نیت سے صوم واجب ہو گا اور اگر تمام مہینے کی نیت کرے تو اوسکی نیت پر رہیگا کیونکہ کلام کو بھی محتمل فرع جس نے تعین اوسمعا ما لا یشرع الا ان یعلم للیوم یا مذر کی جیسی کہ نور ایضاحہ لازم ہو گا اگر سحر کو نیت کر لے خواہ مرد جنس کی دو لوگ ہو یوم الست غایۃ اما ہم صیام ستین لو قال لست بصفۃ اسم ذکر الفرق الذی لا یزال للست فی حال الصوم فلا زال اور اگر نذر کی

الاظہر ایام کی مشبہ کے روزہ کی تو دو روزہ مکروہ تنزیہی ہے اور اگر نذر کی ہے ایام دن کی مشبہ کے روزہ کی تو روزہ رکھ سکتا ہے اور دو روز صوم تو تین فرق یہ ہوا کہ مشبہ کا روز سات روز میں دو بار نہیں آتا اسلئے دوسری صورت میں سات دن پر محمول ہوا بخلاف اول صورت کے ہم یعنی آٹھ روز میں دو بار مشبہ کا روز ہو سکتا ہے جو مذکور نہیں جو کہ روز ہو گا یا یوں کہا اسبیت الکائن نے ثلاثۃ ایام چلتے وہ سہ روز مشبہ کہ آٹھ سہ روز میں واقع ہو اور وہ دو میں کہ ذائے نہیں اور نفی نہیں کہ یہ ہوا موقت ہو کہ نہ ہو والیکی نیت معلوم نہیں نو جیسی نیت ہو گی ویسی لازم ہو گا کذا فی الطحطاوی وانما لم تنذر الا الذی یقع للعوام من اکثر الصوم فانہ یحتاج من الدار الھدر والشتم والتنکر وغیرھا الی الصبر الا دنیا والدین فضرورۃ یا باطل وحرام یا حرام کہ نذر نہیں ہوتا کہ نذر صحیح ہو سو یہ ہے کہ نذر عوام کیطرف مضاف ہوتی ہے کہ عوام کے واقع ہوتی ہے اور جو کچھ لیا جاتا ہے بیشا اور موام اور جہل اور بعیرہ اولیاء کرام کی طرف نہ کہ اولیاء کا تقرب حاصل ہو سو یہ ہے کہ باطل ہے اور حرام ہے ہم اسکا البطلان بھی وجہ سے کہ ان میں سے ایک یہ ہے کہ یہ نذر غیر اللہ کیلئے ہے اور نذر غیر اللہ کیلئے جائز نہیں کیونکہ یہ عبادت ہے اور عبادت مخلوق کی نہیں ہوتی دوسری وجہ یہ ہے کہ جسکی نذر کی ہے وہ مردہ ہے اور مردہ مالک نہیں ہوتا ہے کہ نذر والا گمان کرتا ہے کہ مردہ امور میں تصرف کرتا ہے جو اعتقاد العالی کے اور اسکا یہ اعتقاد کفر ہے ان اگر یوں کہے کہ یا اللہ میں تیرے لئے نذر کرتا ہوں کہ اگر تو میرے مریض کو شفاء یا میرے غائب کو میرے گھر پہنچا دے یا میری حاجت روا کر دے تو میں اُن فقیروں کو کھانا کھلاؤں گا جو دروازہ پر فلانے سید یا امام کے یہاں یا انکی مسجد کے لئے فرش یا تیل خرید دوں یا انکی مسجد کے خدمت گزاروں کو آٹا اور پیسے دوں یا اور سوا اسکے جیسی نفع فقیر کا ہو اور نذر خاص خدا تعالیٰ کے لئے ہو اور ذکر اس بزرگ کا صرف اسلئے ہو کہ یا اللہ میں تیرے لئے نذر کرتا ہوں کہ اگر تو میرے مریض کو شفاء یا میرے غائب کو میرے گھر پہنچا دے یا میری حاجت روا کر دے تو میں اُن فقیروں کو کھانا کھلاؤں گا جو دروازہ پر فلانے سید یا امام کے یہاں یا انکی مسجد کے لئے فرش یا تیل خرید دوں یا انکی مسجد کے خدمت گزاروں کو آٹا اور پیسے دوں یا اور سوا اسکے جیسی نفع فقیر کا ہو اور نذر خاص خدا تعالیٰ کے لئے ہو اور ذکر اس بزرگ کا صرف اسلئے ہو کہ وہ حرام محض ہے اس بزرگ کے خادم کو اور اسکا لینا جائز نہیں مگر یہ کہ تو وہ فقیر ہو یا اور اسکے عیال فقراء غائب ہوں تو اور اسکو بطور ہدیہ ابتداءً کے لے سکتا ہے اور اسکا لینا بھی کروہ ہے جبتک یہ نذر کرنیوالا قصد تقرب الی اللہ اور صرف نقراء کا کیطرف منہور اس بزرگ سے بالکل قطع نظر کرے کذا فی البحر ملخصا حاصل شرح العلامۃ شرنبلالی علی الدرر فی باب الامام وقد اجاب العلامۃ قاسم الحنفی عن ذلک لناس بذلک ولا سیما فی ھذا الاعصار وقال بسطہ العلامۃ قاسم فی شرح درر البحار الخ ومنہ نذر کہ ہو عوام سے واقع ہوتی ہے اور جو دراہم وغیرہ لیے جاتے ہیں حرام ہیں جبتک یہ قصد نہ کریں اور اگر یہ قصد کریں کہ صرف فقراء کے لئے اور اسمیں لوگ بستی ہیں تو اسکو علامہ قاسم نے ایام میں اور اسکو علامہ قاسم نے شرح درر البحار میں بسط سے بیان کیا ہے ہم یعنی اظہر نذر ہو سکتی ہے کہ صیغہ نذر کا خدا تعالیٰ کے لئے ہو اور اسکا تقرب کے اور شیخ کے ذکر سے اور اسکی نقراء مراد ہیں اور نہیں مگر یہ کہ اُس شخص کو اسکا صرف خبر کر دینا ہے بھی جائز ہے جیسا پہلے مذکور ہو چکا اور یہ بھی ضرور ہے کہ نذر اس قسم کی ہو جسکا نذر کرنا صحیح ہو جیسے دوسرا صدقہ کے لئے جیسا مثل اوسکے لیکن جب نذر کرے تیل کو چراغوں کو لئے قبر پر یا میناروں جیسے جو حضرت سید عبد القادر جیلانی کے قبر پر تیل نذر کیا کرتی ہیں اور شرفی بنا دینا اور سکو روشن کرنی میں سو یہ باطل ہے اور اس سے بچنا واجب ہے کہ تو ہمیشہ کا ستارہ بن کر اوسمیں رات اور لمبے دن ہمیشہ ہوا اور اسکا ثواب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو پہنچا جاتا ہے فالحاصل قال الامام محمد لو کان العوام کبعض الخواص بحیث لا یعتقدون ذلک ولا یفعلون ذلک الا یتقربا لی اللہ تعالیٰ فلا بأس بہ ولیس ھذا من باب النذر للمیت فی شیء اور امام محمد نے کہا ہے کہ اگر عوام ہو جیسا خواص ہوتے تو میں اوسکو اجازت دیتا اور اجی کو ذکر دیتا اور اجی کو لازم ساقط کر دیتا اور یہ اسوجہ سے ہو کہ عوام کو ہدایت پر نہیں پہنچے ہیں سب لوگ حکم دانستہ جاہل ہیں ہم والے سے ساقط کر دیتے ہیں اور سوا اسکو جو عادۃ بالکل نکرتا ہو نذر والا ساقط کرنے سے ساقط نہیں ہوتی جیسے سب نہیں ساقط ہوتا کذا فی الطحطاوی ۔

باب الاعتکاف

یہ باب ہوا اعتکاف کے احکام میں وجہ المناسبۃ التاخیر انہ من اقسام الصوم فی

یستحب الطلب الاکد فی العشر الاخیر ہی مناسبت اعتکاف کی رمضان کے ساتھ اور وہ اخیر اعتکاف کی شرط ہونا صوم ہے کہ ہر حصہ
اقسام اعتکاف میں اور طلب فوکد عشرہ اخیرہ میں ہم یعنی اعتکاف واجب میں صوم شرط ہوا اور شرط مستوجب سے مقدم ہوتی ہے تو مناسب ہوا کہ کتاب الصوم کے ختم میں مسائل اعتکاف کو
بیان کرے قال الشامی وفی لفظ للترمذی وحسنہ لا اعتکاف الا بصوم وجامع شرح المنیہ بعد بیان اعتکاف یعنی معنی پر ہیں ایسے
کسی قیام میں ہو اقرار نفس کو جس کو ہم کرتا ہو اور شرع میں نہیں پہنچا نہ کہ ہو کر شکر کا حاصل کرنا ہو یہ مسجد جامع
میں ہو یعنی مسجد حسین تر تین جس جماعت پنجگانہ کی ہم کرتا ہو اور یہ حکم تمام کو شامل ہے کہ اور مکانات اعتکاف میں بھی ہیں ہو یہ ان کی بابت سو مجھے ہے اور ہر
کی قید لگانی کہ اعتکاف عبادت کا بھی مسجد میں متحقق ہو اس لیے کہ تمام کہ بیان تعریف اعتکاف بیان کیا ہے مقصود ہوا یہ اعتکاف عبادت ہے
میں کہ ہر سہ بیان آگے بذکر ہو کما قال الشامی وھو الامام ہو صوفی ان الاعتکاف فی المسجد ولا یصح الا فیہ کہ امام اعظم رحمہ اللہ
سوا نہیں خواجہ ابو یوسف و محمد کے اعتکاف مسجد میں ہو نہ صحیح ہو مطلقا یعنی نماز پنجگانہ میں ہو یا جمعہ کی ہو بالاقتدا ان امام یہ ہے کہ صحیح ہو
بیان صحت کا ہی نہیں ہو اور فرض اعتکاف نہ صحیح ہو مگر مسجد میں اور افضل ہو ہر اعتکاف سے اور اللہ علیہ وسلم کی تحسین ہو بہت المقدس
میں ہو ہر جامع مسجد میں لیکن مکروہ ہو جامع میں جماعت ہوتی ہو اور اگر جماعت ہوتی ہو تو اپنے محلہ کی مسجد افضل ہو کہ اور مسجد سے کی جماعت نہیں ہوتی ہو
نماز میں زیادہ ہو ان قال الشامی اما لیکن ان یکون لہا اھل یصلون فیہا جماعۃ کی تو اپنے گھر کی مسجد میں ہم مسجد البیت سے مراد وہ جو عورت کو
سیکھ کر کے اندر ایک جگہ نماز کے لیے یعنی مسجد بیت ہو جیسا بزازیہ میں ہو کذا فی النہر اور اس سے معلوم ہوا کہ مرد کو بھی گھر میں کسی موضع کی تعین
کرنا اس کے لیے مستحب ہو اور فرض اور اعتکاف نو سجدہ نہیں ہو نماز چاہیے ظاہر ہے قال الشامی دخل لکن المسجد اور اعتکاف ہو یکو مسجد میں
کرے ہم یعنی ترسی جیسا بیان ظاہر اسلوم ہوتا ہم کذا فی النہر اور یہ مانع ہو صحت صوم کی کہ اصل نہیں ذکر اعتکاف میں موضع صحت صوم کا فقہا
من غیر کلام ابو السعود کان لہ مسجد فی بیتہ ہم یعنی مسجد بیت ہو عورت کا اعتکاف جماعۃ ہو نہ مسجد منزل کے گھر کے اندر جیسا بیان ہم جب کہ ہم میں مسجد بیت
ہم اور اگر وقت اعتکاف کے کسی مرض کے اسکام کو اجتماع مقرر کرلے تو جائز ہو کما قال الشامی دخل لکن المسجد الخ ہو یہ ہم اور
والشامی لا یحتمال فکر قال الشامی وکما اعتکاف عشرہ کے اسکو گھر میں نے اس مسئلہ کو نہیں دیکھا اور ظاہر سمجھ ہو کہ نہیں صحیح ہے کیونکہ
عشرے میں احتمال ذکر ہو سکتا ہم نفی عشرہ باعتبار موت ہو عشرے متتابعہ کی ہو کہ اعتکاف کہ ہر میں مع الکراہت جائز ہو اور یہ عشرہ ذکر ہو سکے
اسکا کہ ہو جاتا ہو کہ کسر بعد درست ہو قال الحلبی بنیۃ واللہ تعالی اعلم قولہ الا لطعام الخ ہم یعنی جائز ہو اعتکاف میں کھانا لینا
ان یعنی اعتکاف شرعی کا ہو کہ بڑا ثواب ہو کہ اور مسجد میں ہو نماز پنج وقتہ مسلمان عاقل کی کہ طاہر ہو جنابت اور حیض اور نفاس سے
دو شرط طاہر ہیں ہم بدلیل ان عبارات جنابت اور حیض اور نفاس سے شرط اعتکاف کی ٹھہرائی ہم یعنی نہیں کہا کہ یوں چاہیے کہ شرط اعتکاف ہو
حیض و نفاس سے اعتکاف میں نہ ہو استراط عدم ہو یعنی اعتکاف میں اور جنبی ہو ایت میں صوم شرط نہیں تو یہ چاہیے کہ صحت جنابت کی شرط ہو
جیسے طہارت جنابت سے اور ایسی نے نہیں دیکھا کہ کسی نے اسکا تعرض کیا ہو اور حاصل یہ ہم کہ طہارت ان نجاستوں سے شرط صحت کی اور طہارت
حیض و نفاس سے شرط صحت کی بھی ہم اعتکاف مفسد ہو میں اور السبیع یعنی ہفتہ میں ہو یا دن ہو ایت سے مسجد میں شرط ہو مخالف جنابت کے
کہ جنابت کے ساتھ صوم ممکن ہو قال الشامی وھو قولہ الصائم لصحب لہ الصلوۃ والسلام ورفع بالقلم عن ثلثۃ الخ اور اعتکاف

قسم ہے ایک واجب ہو بسبب کرنے اپنی زبان سے اور بسبب شروع کرنے کے اور بسبب شرط کرنے کے ذکر کیا ہے اسکو ابن کمال نے
ہم زبان کی قید سے اسلئے لگائی کہ واجب کرنے میں صرف نیت کافی نہیں کذا فی النہر شروع کرنے سے واجب ہونا قول ضعیف پر
متفرع ہے یعنی جسمیں نفل اعتکاف کے لئے روزہ شرط ہو اور نہ صحیح ہے کہ وہ اعتکاف نفل کے لئے کمتر زمانہ اعتکاف ہو تمام
دن تو اور کے ہو جب شروع کرنے سے واجب نہو گا اور یا بالتعلیق عطف ہو بالتذر پاس سے بظاہر معلوم ہوتا ہو کہ نذر اور چیز ہو اور
تعلیق دوسری چیز کیونکہ معطوف اور معطوف علیہ ایکدوسرے کے غیر ہوتے ہیں حالانکہ تعلیق بھی نذر ہی ہے تو شارح کو مناسب تھا
کہ یوں کہتا واجب بالنذر بمنزلۃ المعلق یعنی واجب ہونا ہو نذر سے خواہ نذر بدون شرط کے ہو یا کسی شرط پر مشروط ہو جیسا بحرین
اور امداد میں ہے قالہ الطحطاوی وسنۃ مؤکدۃ فی العشر الاخیر من رمضان قسم دوم سنت موکدہ ہے رمضان کے آخیر عشرہ میں ۱۲
سنۃ کفایۃ فی البرھان سے سنت کفایہ ہو کہ بعض کے کرنے سے سب اور رہنے کے سب سے ساقط ہو گا جیسا برہان میں ہے ہم
اسکی نظیر جماعت سنت ترویح کا پڑھنا ہے کہ اگر بعض لوگ اوا نہ کریں تو تمامیں سے ساقط ہو جاتی ہیں اگر کسی نے شامل میں ترک پر مواظبت
کریں تو گنہگار ہونگے اور اگر سنت ہر ایک شخص پر ہوتیں تو ترک کرنا سنت موکدہ کا گناہ ہوتا جو ترک واجب کی نسبت کم ہو کذا فی الشلبی
لا فرار انما یلام بعدم الانکار علی من لم یفعلہا وہذا لانہا من شعائر الاسلام کیونکہ صحابہ میں سے جس شخص نے انکو ادا نہیں کیا تو حضرت نے اوپر انکار نہیں کیا
اور نہیں ٹوکا ہم یہہ جواب ہوا سکا جو ہدایہ کے قول پر کہنے سے فرض کیا ہو ہدایہ کا قول یہہ ہو کہ صحیح یہہ ہو کہ اعتکاف سنت موکدہ ہو
کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے آخیر عشرہ رمضان میں مواظبت کی ہو اور مواظبت دلیل ہی سنت ہونے کی اعتراض کی تقریر یہہ
ہے کہ مواظبت بغیر ترک کے دلیل ہے وجوب کی تو واجب کہنا چاہیئے نہ سنت موکدہ اسکا جواب یہہ ہو کہ حضرت نے ترک پر انکار نہیں کیا اگر ترک
ہوتا تو ضرور ٹوکتے کذا فی الشامی ومستحب وھو غیر ما مر الاضافۃ بعضہم الی الوقت کما مر وبعضہم الی غیر الوقت کما ھنا تیسری قسم اعتکاف مستحب ہو جو اسکو سوا اور زمانہ
تین ہو اور مستحب بمعنی سنت غیر موکدہ کے ہو وھو ما فیہ الصوم اما فی الاول اتفاقا او علی الاصح علی المذھب اور شرط کیا گیا ہو روزہ وہ اوسطہم تھے
اول یعنی واجب کے فقط بالاتفاق یا بر مذہب صحیح کے ہم علی المذہب فقط کے ساتھ علاقہ رکھتا ہے اور یہی روایت ہو اصل کی اور
اسکو مقابل روایت حسن کی ہو کہ نفل اعتکاف بدون بھی شرط ہو اور یہہ مبنی ہو اختلاف پر اسباب میں کہ نفل بدون نقصید بالیوم کی
ہے یا نہیں پس اصل کی روایت پر یوم کی قید نقصید نہیں ہے اسلئے روزہ بھی شرط نہیں اور حسن کی روایت میں یوم کی قید ہے اسلئے
حسن کی روایت میں تو تین صوم شرط ہے جیسا بدائع وغیرہ میں ہو جن کہتا ہوں کہ اسکا مقتضا یہہ ہو گا کہ اعتکاف مسنون میں بھی
صوم شرط ہو کیونکہ وہ رمضان کے عشرہ اخیرہ میں ہوتا ہے یہانتک کہ اگر اعتکاف کرے بلا صوم کسی مرض یا سفر کی وجہ سے تو جیسا پہلے کہ
سنت نہ شمار کیا جاوے بلکہ نفل ہو اور اُس سے سنت کفایہ کی بجا آوری حاصل نہو قالہ الشامی وبہ یفتی ولو نذر اعتکاف لیلۃ لزمہ یوم
وان نوی لیلۃ معہا الیوم لعدم تبعیتہا للصوم اما لو نوی الیوم صح والفرق لا یخفی پس اگر رات کے اعتکاف کی نذر کی تو نہیں صحیح ہو اگرچہ
اوسکو ساتھ دن کی نیت بھی کرے کیونکہ رات محل صوم کا نہیں ہو لیکن اگر رات بولے اور یوم ارادہ کرے تو درست ہو اور فرق مخفی نہیں ہے
ہم فرق یہہ ہے کہ پہلی صورت میں یوم کو تابع رات کے کیا ہو اور جب متبوع میں نذر نا درست ہوئی تو تابع میں بھی نا درست ہوئی اور دوسری
صورت میں لیلۃ بولا اور یوم مراد لیا یعنی مجاز مرسل دو دفعہ کا استعمال کیا کہ پہلے مقید کو یعنی لیلہ کو مطلق زمانہ میں استعمال کیا پھر اوس مطلق کو
مقید میں استعمال کیا پس یوم مقصود ہوا قالہ الحلبی میں کہتا ہوں کہ یہہ فرع مشکل ہو کیونکہ اطلاق نہار کا مطلق زمانہ پر جائز نہ ہو تو لیل کا اطلاق
اور اگر اسطرح بولنا اطلاق و تقیید کے علاقہ سے جائز کہا جاوے تو چاہیئے کہ اطلاق آسمان کا زمین پر یا درخت کا کسی چیز طویل پر
انسان کے سوا جائز ہو حالانکہ کتب اصول میں اسکے خلاف کی تصریح کی ہو قالہ الشامی فلو قال للہ علی ان اعتکف لیلۃ ونوی فانہ یصح

وان لم یکن اللیل علا للصوم کما مر دلیل اللیل عنا علاف اسکے کہ کہا ہی قدر میں رات اور دن کے ہے بیشہ دریت ہے اگر ہر رات مثل رات کے ہوتی اور ہر دن مثل دن کے ہوتا تو ہر رات اور دن کے لئے ایک ہی مقدار کا اعتکاف ہوتا اور ہر دن کے لئے ایک ہی مقدار کا روزہ ہوتا اور ہر رات کے لئے ایک ہی مقدار کا قیام

قال فانا بجلوا ولا تخلوا اعتكافكم يعني اپنا اعتكاف عبث كر دانيو عبث كر دانيو اسكو اسطرح كه بلا حاجت انسانيه كه بول و براز اور غسل واجب كا هو مسجد سے باهر جاؤ في المسجد كذا في الظهيريه اور مسجد سے نكلنا حاجت انسانى كے يا حاجت طبعى هو جيسے بول و براز اور غسل اگر احتلام هوا هو اور مسجد ميں غسل كرنا ممكن نهو كذا في الظهيريه پس اگر ممكن هو اسطرح كه مسجد ملوث نهو تو جائز نهيں اور اگر مسجد ميں پانى نهو مسجد ملوث نهو تو غسل سے منع كيا جاويگا كيونكه نظافت اور صفائى مسجد كى واجب هے كذا في البدائع اور شرح نقايه ميں هے كه والدان للوضوء خارج المسجد في الجمعة وقت الزوال يا حاجت شرعى هو جيسے عيد ازان اگر مسجد ميں نهو اور مينار يا دروازه مسجد سے باهر هو اور امام جمعه كے وقت زوال كے هم اذان كے لئے مؤذن كى قيد قول ضعيف پر هے صحيح يه هے كه مؤذن اور غير مؤذن ميں فرق نهيں جيسا بحر اور امداد ميں هے اور بحر ميں كها هے كه چڑهنا اسكا مسجد پر جبكه اذان ديگا في المسجد نهيں هوگا اور دروازه اوسكا مسجد ميں هو اور جو مسجد سے باهر هے وه بهى بهى حكم هے ظاهر الرواية ميں اتنا هى كهنا هوتا هے كه بالغ سے ظاهرا معلوم هوتا هے كه اذان بهى شرط نهيں هے كيونكه اوسنے كها هے كه اگر مناره پر چڑهنا اور اعتكاف فاسد نهوتا بلا خلاف اگرچه دروازه ومناره كا مسجد سے باهر هونا كيونكه مناره مسجد ميں هى اسواسطے كه جو چيز مسجد ميں مفتوح هو وه مناره وغيره ميں بهى مفتوح هے جيسے بول وغيره كے ليے مكان مباح اسجد كے كوشه كا انتهى ليكن حسن شهرت ميں هے كه دروازه خارج هوا اوسكو متعدد كرنا چاهيے كه نكلے اذان كے ليے كيونكه مناره هو گا داخل مسجد ليكن مسجد سے متصل هوگا جو دروازه مناره ويك جاده گيا وبگذا هيد هے اور اس تقدير پر كلام شارح كا كه ضعيف مذهب پر متفرع نهيں اور جمله وبالجمله في الحال هو مؤذن جسكا مفهوم مخالف معتبر هے قال الشامي دخن لكنا نهيں اور مسئله مرتبه فرع ديگر هے وهو ما سنذكره قريبا ذلك رايگا اور جو شخص كه مسجد اعتكاف اوسكى دور هو جيسے جامع مسجد سو تو نكلے لئے وقت كه جمعه كو صبا دروسكى سنتوں كے يا بعد اسباب ميں اپنى راهى كه حكم كرے هم يعنى صاحب متن جسكے يا دروسے جيسا بدائع ميں هے جمعه كا جاويگا اوسكو ذكر نهيں كيا كيونكه سنتوں پهلے خطبه كے هوتى هيں قاله الثاني وكيتنى بعدها ايعا رسنتاں الخاف اور سنتيں پڑهے بعد جمعه كے چار يا چهه خلافى الامام مذاهب كے اور مذاهب كے يعنى امام كے نزديك چار اور صاحبين كے نزديك چهه كذا في البدائع ولو مكث الكرخي فيه لانه محل الذكر كان نا الخلافيه بلا ضرورة اور اگر جامع مسجد ميں زياده دير يا مهينا يعنى جيسے ايك دن يا اعتكاف دان هى تمام كيا كذا في السراج تو فاسد هوگا كيونكه جامع مسجد محل اعتكاف هے ليكن ٹهيرا نا مكروه تنزيهى هوگا كيونكه جو چيز كيا جاتا هے اوسكى مخالفت كى بضرورت هم اور آسيں اشاره هے كه جامع مسجد ميں ٹهيرا نا اور گهر ميں ٹهيرا نا حاجت كے ليے واجب هے ان دونو ميں فرق هے كه گهر ميں ٹهيرنے سے اعتكاف فاسد هو جاتا هے اور بدائع ميں هے كه جو حضرت رسول الله صلے الله عليه وسلم سے روايت كيا گيا هے يعنى فضيلت عبادت مريض اور صلوة جنازه كے پاس پس ابو يوسف نے كها هے كه محمول هوا اعتكاف نفل پر اور ممكن هے كه فضيلت محمول هو اس صورت پر كه نكلے كسى حاجت كے ليے ورنه اعتكاف واجب كے ليے اور جنازه كى نماز پڑهے بغير اسكے فضيلت اوسكو واسطے نكلوا نے ميت كے جنازه اتنهى اور اس سے معلوم هوا كه حكم كسى ضرورت كيواسطے نكل آيا تو ٹهيرنا اوسى صورت ميں معتبر هے كه مسجد ميں نهو اور حيادت كيواسطے نهو قاله الشامي فلو خرج ولو نا سيا ساعة زمانية لا رسلية فاسدا كما مر قال لا لو قسا فقضيه پس اگر نكلا عمدا گهر ميں سے ايك ساعت يعنى ايك جزو زمانى كا ساعت يا اتنى جيسا پهلے ذكر هوا بغير عذر كے تو اعتكاف فاسد هو گيا پس اسكى قضا كرے هم اگر اعتكاف واجب بالنذر هو اور تطوع كو اگر يوم كے تمام هونے سے پهلے قطع كيا تو نهيں قضا هم مگر موافق روايت حسن كے جانچه ذكر هو چكا اور فضا كرے اعتكاف متذر كو مهينه متتابع كے اتنى بات هم كه اگر مهينا ميں هو تو قضا بقدر نساد كے هوگى ورنه استيناف كرے كيونكه اعتكاف لازم هوا تها يا نهيں اور فرق نهيں هم اگر نساد منع عمدى سے هو بدون عذر كے جيسے جامع يا عذر سے هو جيسا مرض كه وه سبب نكل آنا يا بغير صنع عبد كے هو جيسے حيض و نفاس و جنون و ديت بهى بهر حيثيت اور اسكا حكم بهى هم كه جب اپنى وقت سے فوت هو جاوے تو اگر بعض

وقت ہوتا ہے تو اسے سفید دھنسا کر یہ لفظ اور اثبات واجب ہیں اور اگر کل قوت ہو تو فوت کی قضا کرے ہیں ہم پس اگر قادر ہوا اور قضا کئی دنوں کی ہو تو ایک مرگیا فوت کرے ہر روز کے لئے مسکین کا طعام اور اگر مجنوں پر فادر ہو اب بھی حکم ہے اگر وقت مدد کے صحیح و سالم ہو اور اگر وقت نذر کی متعدد نہیں خدا پھر اگر ایک روز بھی صحت یاب ہو گیا تو وہ اسی حالت پر ہے روزہ کے باب میں نذر کرنے والا اور اگر ایک روز کو بھی تندرست نہیں ہوا تو اسے ہم کچھ لازم نہیں کرتے الیہ الامر ہمارے اللہ الا اللہ اللہ الا اللہ الا اللہ الا

الثالث فی احکامہا یعنی فیہا اور کہتے ہیں ظاہر کہ اس مسجد میں یعنی مکروہ ہونا تحریمی کیونکہ کراہت تحریمی محمل ہے فقہا کے مطلق بولنے کا کذا فی البحر پھر اپنے جمعہ مطلق کہہ دیتے ہیں زبان اگنی مراد مکروہ تحریمی ہوتی ہے کما قدمنا فی مسائل التیمم مطلقاً التی ہیں مسجد میں بیع و شراء غیر مشکک کے لئے مطلقاً ایسی جگہ میں کہ اپنے لئے اور عیال کے بناجات کے لئے تجویز حاضر ہونا ہو بسبب نہی کے جو اسباب میں دارد ہوا اور تو بدی نے اس حدیث کو حسن کہا ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے بیع و شراء سے مسجد میں اور گم شدہ کی تلاش سے مسجد میں اور شعر پڑھنے سے مسجد میں اور حلقہ بنانے سے پہلے جمعہ کے روز کذا فی الفتح وکذا الکلام فیہ الا الشعر فسیاتی اشیاءً اور سطرح کرو جو غیر مشکک کہا اور سنا مسجد میں مکروہ کذا فی الاشباہ وقد قدمنا قیل الوتی اور ہم اسکو بیان کر چکے ہیں ترسے کچھ پہلے لکن قال ابن ان کان لا یکرہ الاکل والشرب والنوم فیہ فلا ینبغی ان یحکم بکراہۃ الخ لیکن ابن کمال نے کہا ہو کہ نہیں مکروہ ہو کہا پینا سونا مسجد میں بالکل اور مثل اسکے مہمی میں ہم اپنی کمال نے سمجھا ہی سے نقل کیا ہو کہ غیر مشکک کو جائز ہے سو اسجد میں مقیم ہو یا مسافر فرق کریا کیونکہ انکار پانو جانب قبلہ کی یہاں باسکی اعادت پس مشکک کو لازم ہے جائز ہے انتہا اور معراج میں یہاں اسکو نقل کیا ہو اور اس سے مطلقاً کی تفسیر ظاہر ہو جاتی ہو طحطاوی نے کہا کہ یہ قول کہ پانو قبلہ کیطرف نہیں غیر سلف سے ہے کہ بعض علماء نے کہی کہ اثبات پر حرج ہوتا ہے کی ہے اور شارح کے کلام کا مفاد تو جیہ اس استدراک کی ہو اور ظاہر یہ ہے کہ کہانا پینا بھی مثل نوم کے ہو جبکہ مسجد کی نذر کرنے اور نہ طرث کرنے کی صفائی اور نظیف واجب ہو لیکن وقائیہ میں کہا ہو کہ مشکک جائز ہو مسجد میں و بیع و شراء کرے مسجد میں غیر مشکک اور لاعلی سے اسکی شرح میں کہا ہے کہ غیر مشکک کو پہنچ کر کے ان اشیاء سے کہ ذکر ہوئیں سے مسجد میں اس اسکیں مانند نہیں ہے انتہا فی البین ہی پھر کہتے کی عبارت نقل کی اسے قالہ الشامی وبہ یؤخذ فی قولہ علیہ السلام جنبوا مساجدکم صبیانکم الخ وقد قالوا لا یجلس فیہ الا من یصلح للاعتکاف اور مکروہ تحریمی ہے اعتکاف میں بیٹھ رہنا اگر اور سکو عبادت جانتا ہو ورنہ مکروہ نہیں کہ حدیث میں آیا ہو جو شخص بیٹھ رہا حاجات پاس امام اعظم رضی اللہ عنہ نے اسپر بڑا ثواب کہا ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہو ہم کو اسطرح سے اور ہم کو حکم کیا ہو کہ ہم مساجد کو بنائیں اور ہم کو حکم کیا ہو کہ ہم مساجد کو پاک رکھیں اور ہم کو حکم کیا ہو کہ ہم مساجد میں خوشبو کریں

اور صوم و ہدایت میں اسوا اسکو کہتے ہیں اعتکاف کی بابت والی ہے ھم کہ کے اتمام سے پہلے نہیں کی ہو اسی اشارہ ہے کہ عنایۃ بتقدیر من جوز کہ ہو وہ روزہ ہے مبنی مسجد میں رہتا ہوا اسکو ولی کہاں سے ہو ہم کہا کہ اسکی تائید بنا لینے سے کہ کسی کو جب اپنی جاجت کے لئے نکلنا تو اسوقت بھی کیوں حرام ہے اور شروع ہوا دلیلات میں ذکر کیا ہے کہ معاذ بخلاف فحوا اوپر بنی قضاء حاجت یعنی جاجم کر کے غسل کرنے کے لئے مسجد کے خارج جانے کے مانند ہے اور جو یہ آیت نازل ہوئی اِذَا مَا سَوَّغَ مَشَى اِلَيْهِ الْمُتَعَوِّضُ الْمُتَعَاوِلُ یعنی ان میں صحبت نکرو جبکہ تم مسجد میں معتکف ہو چونکہ اسمیل نے کہا کہ اسمیں نظر ہے کیونکہ مسجد میں والی ممکن ہے اگرچہ اسمیں حرمت دوسری جہت سے ہو یعنی مسجد میں بحالت جنابت رہنا علاوہ دیرین ہونیکے کہ زوجہ معتکف ہوا چونکہ مسجد میں اور اسکا خاوند اوس سے مباشرت کریگی تو عورت کا اعتکاف باطل ہو جائیگا الزامی کا مقابل ہاں سماعہ کا قول ہے کہ ہو کر ولی ہے ہم کہ اعتکاف نہیں عنا صوم پر قیاس کرنے کے کذا فی البرہان اور اصح یہ ہے کہ جلت یعنی صوم میں فرق ہے کیونکہ اعتکاف میں خالت یا وہ والی سو جو وہ ہے یعنی مسجد میں ہونا اعتکاف جائیگا کے قَالَ اِلَّا بِالصَّوْمِ وَقَالَا وَالشَّافِعِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ لَا يَصِحُّ وَاِبْطَالُ ہو ہم اعتکاف انزال ہو بے مسلہ لیکر کے یا تمہ لگانے یا ران میں زینے کے کیونکہ فعل انزال ہو جانے سے ہو نہ بنا جام کے ہو کر اور اگر انزال نہ ہو تو نہیں باطل ہوتا کہ اگر فرد وطی کی تبعا جماع حرام ہیں اسلئے نہیں ہے حرج کے اور عدم بطلان سے بطلت لازم نہیں آتی کذا قیل وَلَنَا قَوْلُهُ تَعَالٰى وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَهُنَّ عٰكِفُوْنَ فِي الْمَسٰجِدِ وَالْمُبَاشَرَةُ اسْمٌ لِلْجِمَاعِ حَقِيْقَةً وَهُوَ الْمُتَبَادَرُ اور نہیں باطل ہوتا اعتکاف انزال کے ساتھ نظر کرنا اور نہ بنانے سے ساتھ کرو کا باکل ناسیا بفعلہ ھم فعلہ اسکا ہے اور

ایام الا ثم ایک جگہ لیالی سے تعبیر کیا دوسری جگہ ایام سے اور ایسا ایک ہی جگہ میں ہوا دو قرینہ مختلفہ ہوئے اور دن دونوں میں اور جمیع عالم

خواہ صریح ہو جیسے وہ ایام اور لیالی کہا خواہ ضمناً ہو جیسے تین یوم کا اعتکاف اور دو روز کا سہ روزہ کا قول کے طرفین کے نزدیک لازم ہے اور امام ابو یوسف کے نزدیک پہلی رات اس میں داخل نہیں قالہ الشامی فلو نوی فی نذر الایام او اللیالی ارتفاضاً صحت نیتہ لانیۃ المتفقۃ پس اگر نذر کے امام اور نیت کی تمام شعار کے لیے نذرات کی تو اس کی نیت صحیح ہوگی کیونکہ اس نے حقیقت لغوی کی نیت کی کو عرف میں تو آج کل پھر کوئی مجموعہ شب و روز کو کہتے ہیں اور کبھی لفظ کو بسبب حقیقت لغوی ہوا اور حقیقت عرفی ہی ہوا لوٹ جانے کے وقت حقیقت عرفی کی طرف مصروف ہوتا ہے اسی جہت سے یہاں نیت کی ضرورت ہوئی اور جب اس کی نیت صرف نہار میں درست ہوئی تو اس کو اعتکاف ایام کا لازم ہوگا لیلات کے اور قبل طلوع فجر کے مسجد میں داخل ہو کر اسے اور بعد غروب شمس کے نکلے قالہ الشامی وان اضافہ الی ایام او لیال او لیلۃ او یوم لزمہ الکل اور اگر نیت کی لیالی کی تو بہ نیت صحیح نہیں ہے بلکہ لازم ہوں گے نہار اور دن تو ہو گا کیونکہ اسی نیت کی جو کلام کی محمل نہیں ہے لہٰذا لغو ہوا اور حاصل یہ کہ یا لفظ مفرد ہے یا تثنیہ یا جمع اگر ہر ایک ان میں سے بالیوم ہو یا باللیل اور ہر ایک میں ان چوبیں میں سے بالخصوص کی نیت ہو یا بالعموم کی یا بالکل نیت نہ ہو پھر جس صورت میں دن اور رات اور مجموع کا حکم ہوا دن کی ایام کے مگر جو کچھ مقرر ہو چکا ہے رات پس اگر ایک یوم کے اعتکاف کی نذر کی تو قضا یوم ہی لازم ہوگا بیت اور اسی کی کرے یا کہ اگر اسکے ساتھ رات کی بھی نیت کی ہے تو دو دن لازم ہوں گے اور اگر اعتکاف لیل کی نیت کی ہو تو دن لازم نہ ہوگا جب اس میں نیت یوم کی ہو کذا فی الجوہرۃ النیرۃ الشامی کما لو نذر اعتکاف شہر رجب خاصۃ او رمضان خاصۃ او لیلۃ القدر خاصۃ فانہ یصح نیتہ لان الشہر اسم لمقدار یشتمل الایام واللیالی فلا یحمل مادونہ جیسے اگر نذر کیا اعتکاف ایک مہینہ کا اور نیت کی دنوں کی خاص کر لینے کی تو بھی نیت صحیح ہوگی کیونکہ شہر معنی ہے مہینہ کا اور مہینہ مقدار معین کا ہے مشتمل ہے ایام و لیالی کو پس معین کرنا ہر ایک کا احتمال نہیں ہے ہم جب ہر کہ بلفظ شہر نذر کرے اور اگر متعین نہ کیا ہو گا تو اس کا حال سابق مرقوم ہو چکا قالہ الشامی الا ان یستثنی اللیالی فیختص بالنہار کر اس صورت میں دن کو مستثنیٰ کر دے اور رات کا حال سابق مرقوم ہو چکا اعتکاف دنوں ہی کا ہے شہر کی ہو یا نذر کی وفی استثنائہا یلزمہ نہارہا لا غیر کذا فی علیہ الاکمل اور اگر دنوں کو مستثنیٰ کیا تو استثنا صحیح ہے اور شہر کہ لازم نہ ہوگا اعتکاف نہ کور ہو چکا ہے باب اصل میں کہ رات محل صوم نہیں جانا ہے کہ جب امام کا یعنی دنوں کا مستثنیٰ کر لیا تو اس صورت میں راتیں رہ گئیں تو معین اعتکاف متعذر ہو گیا کیونکہ رات کو اعتکاف کی شرط سے صوم کے ساتھ مناقات ہوتا ہے قالہ الشامی واعلم ان اللیالی تابعۃ للایام الا لیلۃ عرفۃ ولیلۃ الفطر ونحو اللیلۃ الفاصلۃ بین یوم وشہر کما فی الدرر وغیرہا اور جان لو کہ راتیں تابع ہیں ایام کے مگر عرفہ کی رات اور قصبانی کی راتیں سو جب تابع ہیں کہ نذر نہ کرے دنوں کے لیے جیسا کہ مشہور ہے مذہب کے اور الجد کی صحیح میں مذکور ہے کہ اسکو یاد رکھو ہم یعنی شب تابع ہے اس روز کی جو اسکے بعد ہے جیسا کہ تراویح رمضان کی اول شب میں پڑھی جاتی ہیں نہ شوال کی اول شب میں تو اس تقدیر پر جب نذر کرے مذہب تشبیہ یا جمع کو تو مسجد میں داخل ہو قبل غروب آفتاب کے اور نکلے مقدور پوری ہونے کے وقت غروب بعد چاند نکلنے کے یہ بیان ہے اس کی تصریح کی ہے اور یہ بھی تصریح کی ہے کہ داخل ہو قبل طلوع فجر کے نہ پس داخل ہو مسجد میں طلوع فجر سے پہلے الخ اس تقدیر پر لیل داخل ہوگی ایام کی مذہب کر جب کہ ایام کے بعد دنوں کو ذکر کرے کہ لائے الجد اور غروب کی رات تابع ہے یوم کے اور رات کی نہیں ہے جو تقدیم کے بیان کیا کہ دنوں کو مقدم رات جانا ہے ولیلۃ القدر لا یشترط لہا شیء فی رمضان الا انہا تتعین بقلب فرقہا فقط فلہذا لم یذکرہا اور شب قدر رمضان میں دائر ہے

بالاتفاق کہ امام صاحب کے نزدیک رمضان کی پانچویں میں شب برات ہوتی ہے بخلاف جمہور کے کہ اون کے نزدیک تاریخ معین ہے بیشک اس میں اختلاف ہوتا ہے کہ کونسی تاریخ ہوتی ہے اور اصح طریق یہ ہے کہ اس کا علم اللہ کے سپرد کیا جائے اور یہ کہا جائے کہ اللہ اعلم بالصواب اور یہ کہنا کہ فلاں تاریخ ہے یا فلاں تاریخ ہے یہ اٹکل ہے اور اٹکل کا کچھ اعتبار نہیں ہوتا ہے اور اسی لئے علماء نے کہا ہے کہ اس رات کی فضیلت کا حاصل کرنا اس طرح پر ہے کہ پندرہ شعبان کی رات کو بھی اور اس کے بعد کی راتوں کو بھی عبادت میں مشغول رہے تاکہ اس رات کی فضیلت کا بھی حاصل ہو جائے اور اس کے بعد کی راتوں کی فضیلت کا بھی حاصل ہو جائے اور اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے کہ جو شخص پندرہ شعبان کی رات کو عبادت میں مشغول رہے اور روزہ رکھے تو اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں

کتاب الحج

اس کتاب میں احکام حج کا بیان ہے حج کو بعد صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور صوم کے اسلام کو مذکور کیا کہ جملہ عبادات کا مرکب ہے عبادت مالی اور بدنی سر ھو بفتح الحاء وکسرھا لغۃ القصد الی معظم لانہ قصد البیت بعینہ بفتح مکرر اول لغت میں علیرالاطلاق ہر چیز کو قصد کرنے کو کہتے ہیں اصطلاح شرع میں قصد کعبہ کا چنانچہ بعض علماء کے گمان کیا ہم یہ مخصص ھو ما مشتہر القصد کی لیکن فارس مفسر کی کب لغت سے معلوم ہوتا ہو کہ جو عبادت ہر مطلق قصد سے اور قصد خاص سے بھی یعنی کہ معظم کا قصد کرنا ہو اس کو حج کہتے ہیں اور وہ عبادت کے وقت ہو یا زیادہ کا ای طواف وقوف فی مکان مخصوص بالکعبۃ وعرفۃ ونحو مخصص من ضمیر فی الطواف من طاف بالحجر الاخر العرفی الوقوف من زوال شمس عرفۃ الی الفجر النحر بفعل مخصوص بیان یکون حجا نیۃ احرم سابقا کما سیجئے لو فعل کاداء رکن من ارکان الحج الخ

حج بالفعل اور اصطلاح شرع میں حج عبارت ہو زیارت مکان فاضل میں زیادہ مخصوص من مخصوص عمل سے عبادت ہو مراد طواف اور وقوف ہو اور مکان فاضل سے کعبہ معظمہ اور عرفات مراد ہو جیسے بیت اللہ کے گرد گھومنا صحیح قربانی کی غرض سے اور عرفات میں ٹھہرنا عرفی کے دن دوپہر ڈھلے سے عید قربانی کی فجر تک حج کی نیت سے احرام باندھ کر طواف اور وقوف سو پہلے خلاصہ یہ ھو کہ حج کی نیت سے اول احرام باندھ کر طواف اور وقوف کو اوقات مخصوصہ میں ادا کرنا اسکا نام حج ہے چنانچہ تفصیل اس اجمال کی آگے آوے گی مصنف نے حج کی تعریف میں یوں نہ کہا کہ حج عبارت ہو زیارت مکان فاضل سے زیارت مخصوص میں وصفوں اور ارکان کے ایک رکن کے ارکان دینی سو اس لئے کہ حج فعل کو بھی شامل ہو اور ادا کے رکن کی قید لگانا تو حج فعل تعریف حج سے نکل جاتا اور سوائے کہ رکن کو کہتے ہیں نہ فعل کو ھم ارکان دین پانچ ہیں کلمہ شہادت اور نماز اور زکوٰۃ اور صوم رمضان بیت اللہ فرض سنۃ تسع واما اخرہ علیہ السلام لعشر لبقاء سبعا علیہ لقبلہ ج مغفور من ہوا ہجرت کی نویں سال اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ادا حج نہ ھوا دسویں سال تک تاخیر فرمائی لیعلیہ کے اسکے ساتھ یہ بھی تھا کہ حضرت کو اپنی لقاء حیات کا علم نہ تھا کہ تبلیغ رسالت کا مکمل ہو جاوے ھم نویں سال یہ آیت نازل ہوئی وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا کہ جسے فرضیت حج کی ثابت ہوئی اور حضرت نے حج نویں سال نہ کیا شاید کوئی پر لازمہ نہ ہو حج بیت اللہ کا جسکو استطاعت راہ ہو اسکی بنا اس آیت سے فرضیت حج کی ثابت ہوئی اور حضرت نے حج نویں سال حج کیا تو فرضیت حج کا بہت عرصہ بعد گذر جانے ایام حج کے آخری یا خوف تھا کہ اگر مدینہ خالی ہو گا تو شرکین اسپر ہجوم کریں گے یا شرکین کو بیت اللہ کے ساتھ حج کرنا منکر ہو جاوے گا اور علی مرتفے کو بھیجا کہ اور نکھوا دیں کہ اب مشرکین بیت اللہ میں آنے سے منع کر دیا گیا ہے اور سوائے سال حج ادا کیا اور عدم تکرار دلیل ہے تعلیم فصل سے بالاجماع تو اگر حضرت کو عذر نہ ہوتا تو اخیر کرنا متصور نہ تھا کذا فی حاشیہ الحلبی عن الزیلعی ھو کان البیت وھو واجد زادا وراحلۃ تقطع بہ جمیع ما یعتاد عرفا بہ ھم اسطرح کہ سبب حج کا بیت اللہ ہے اور وہ ایک جزو ہوا پھر یہ بھی سبب ہوا حج کا ہوا اور ایکبار سے زیادہ حج کرنا نفل ہے ھم عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ اقرع بن حابس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ کیا حج کرنا ہر سال فرض ہے یا ایکبار فرمایا بلکہ ایکبار سو جو کہ ایکبار سے زیادہ حج کرے تو وہ نفل ہے اخرجہ ابوداؤد وھو کہ فرضیت حج کی قرآن مجید اور احادیث کثیرہ اور اجماع امت سے ثابت ھو لہذا اسکا منکر کافر ہے اور باوجود قدرت کے اسکا تارک فاسق ھو وقد یجب کما اذا جاوز المیقات بلا احرام فانہ یلزمہ العود ان لم یخف فوت الوقوف والا یحج ویجب علیہ احد المسلکین فان اختار الاحرام الصف بالوجوب اور کبھی واجب ہو جاتا ہے جیکہ حج سے منع کیا جاوے کے مقام کو بلا احرام طے کر جاوے ہو خواہ سر حج یا عمرہ کا ہو جیسا کہ ہو جاتا ہے چنانچہ ذکر اسکا آگے سوائے گروہ شخص حج کرنا اختیار کرے گا تو وہ حج واجب کہلاوے گا وقد یتصف بالحرمۃ کالحج بمال حرام اور کبھی حج حرام کہلاتا ہے چنانچہ مال حرام سے حج کرنا جیسے رشوت یا چوری یا غصب یا سود دینے کے مال سے حج کرنا اسطرح کہا حج حرام ہو سکتا ہے حج کا مستحق ہو سکتا اول حلال مال پیدا کرنا لازم ہے طبرانی نے معجم اوسط میں ابوہریرہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک طاجی حج کو نکلتا ہے مال حلال لیکر اور رکاب میں پاؤں رکھکر لبیک کہتا ہے تو آسمان سے منادی ندا کرتا ہو لبیک وسعدیک تیرا زاد حلال ہو اور حج تیرا مقبول ہو اور

قولہ حسبہ الخ کہنے اور کہا ہے میں ہاں نہ کہا جائے تو اسی طرح کہا جائے گا ہر اہ الا لبیک یا سعدیک تیرا لقمہ حرام ہو اور تیرا لقمہ حرام ہو اور تیرا لقمہ حرام ہو اور

ہم کے فرض ہونے کو جانتا ہو یا دار الاسلام کے رہنے سہنے والا اور الحرب میں ایک مدت تک رہنے والا ہو یا ان دونوں کے خبر دینے سے سنکر تقوی اور فسق پر غلبہ ہو تو معلوم ہو گا کہ غلام اور لونڈی پر اور صغیر اور مجنون اور بیہوش پر بقول فخر الاسلام اور اس سلمان پر جو دار الحرب میں قرابت ہم سے مطلق نہیں ہے فرض نہیں ہے صحیح البدن ہم فرض ہے تندرست پر نہ جا سکے اور لولے اور لنگڑے اور جسکو دونوں پاؤں کٹے ہوں اور بیمار اور ایسے بڈھے پر جو اونٹ پر نہیں تھم سکتا ہم کرنے کو جانا فرض نہیں ہے صدر ہے ہدایہ و خانیہ من سلطان یمکنہ منہ ہم فرض ہے بشارت والے پر جو قید نہیں اور حاکم سے ڈرتا نہیں ہو اور سکہ ہم کرنے سے روکتا ہو تو قید ہی اور خائف مذکور اور امیر ہے وہ فرض نہیں گر جبکہ امیر کو ہاتھ پکڑ لیجانے والا نہ ہو تو بھی اسپر ہم فرض نہیں بنا بر قول مشہور کے امام سے اسطرح کی خبر کی قدرت سے آدمی کے قادر نہیں کہتا ہے حاشیہ الطحطاوی ذی زاد یبعہ بہ بدنہ او مالہ السادس الحج واذا قدر علی احد شرطی الوجوب لا یقدر ما ہم فرض ہے جو صاحب زاد پر ایسا فرض ہے جس سے اور کا بدن سالم ہو جسکو گوشت وغیرہ نفیس خوراک کھانے کی عادت ہو جبکہ اوسکو وہ ذلت اور بیرہ پر بدقت ہو بدون گوشت کے قوت نہ پاوے فارہ نہیں گدا جانا اسپر اسطرح کہ خلاف عادت ہو سمت بدن و شوار ہو ذا حلہ مختصرہ او ہو المستحق للمقتات فلا زاد الا فیما یسترط القادر علی الکسب ہم فرض ہے صاحب راحلہ پر جو اسکے سوا مستحق نہ ہو یعنی اوسکے قوت پر قدرت نہ پاوے مگر اسی راحلہ کو بیچنے سے جو اسکے سوا ہو یعنی جو اوسکی حاجت سے زیادہ ہو اور راحلہ کو مرکب کہتے ہیں یعنی جو اوسکی سواری کیواسطے کافی ہو گا اور سواری کا ہونا اوسکے لیے کہ جسکو کسب پیشہ حالی کے اور نادار کیواسطے کہ توفر قدرت حج کی شرط ہے جو کہ بیان ہوا اسپر اسطرح سے کہ اسکے پاس مشقت سے نہ پہنچ سکتا ہو اور اسکی بلا کی قوت ہو تو فرض نہیں کہ وہ راحلہ بیچنا ہو تو حج کا فرض کرنا فی الحیرات ابن حبان عبداللہ بن عمر سے روایت کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے پوچھا کہ حج کس چیز پر فرض ہوتا ہے فرمایا زاد اور راحلہ سے اور ابن عباس سے روایت کی کہ حضرت نے استطاعت سبیل کی زاد اور راحلہ تفسیر فرمائی زاد حلہ اس اونٹنی کو کہتے ہیں جو کہاوے پیئے لائق ہو اور بصیغہ مفعول مرکب شکر کو راحلہ بولتے ہیں زنہ یا زاد کہ کذا فی الصراح للزاد فی السفر یستطیع المشی الیہ بالتشدید المیۃ مطہر سے زاد فی کہ اسطرح جو کہ منظم سو دو رہتا ہو نہ کہ جو اسطرح جو صرف عرفات تک پہنچا دے کہ کذا فی النہر الفائق عرفات تک چلنا جسے ممکن ہو اس تک کہ مشاہیر حج اور اگر بیشتر نہ طاقت کے تو چل سکے تو اوسکو بھی راحلہ شرط ہے کذا فی النہر الفائق او قدر علی من یحج عنہ بالمال او من یعمل ویحج لہ ہم فرض ہے اوسپر جو کہ نائب کرنے پر قدرت ہو جیسی جگہ پر کہ نائب ملتا ہو اور قدرت ہو اور ظہیریہ میں کہا کہ میں نے اپنے استاد سے کہ کتب فقہ میں مسترم نہیں دیکھا اور فقہا نے فرمایا کہ ہو اور حج کی سواری کی کہ اوسپر حج کرے جو کہ اسطرح صاف بیان کی ہے یعنی کہ اوسکے تندرست ہونے کی حاشیہ الطحطاوی بالشہیۃ المختصۃ الاختیار میں جلد پہلے کہا کہ سواری اونٹ اور خواہ کسی چوپہ کو واجب کہنا مسلم نہیں اور اسطرح کہ ہر جنسہ اصل اپنے میں راحلہ اونٹ کو کہتے ہیں لیکن راحلہ سے مراد وہ ہے جو سواری ہو کر تم سانی کے تحمیل کی ہے کہ راحلہ سے مراد وہ ہے جو انسان سوار ہو اور فرار یا راحلہ سے مضر نقل کرتا ہے اور بیچنے اور ایسا کسب و ہنر کے اور بیچ لا دینے جانا اور آنے کے اسپر ہو شرط بیشک ہونا ہر کہ شرط واجب ہو جیسے کہ مسلمان قادر ہونا اونٹ پر اپنے اوپر ہو اونٹ پر اپنے اوپر ہونا مگر لیکن گذرنے کی سواری کی مسافت بعید زمین کہ وہ ہی مخلوقت کسی کے سبب ہو وفی الہدایۃ الحج واجب علی الفور ولا یسعہ التاخیر بعد ما یقدر علیہ لقولہ علیہ السلام من اراد الحج فلیتعجل فانہ قد یمرض الریض وتضل الضالۃ وتعرض الحاجۃ ول

یا تفاق الفقہاء خلافا للاصطخری اور اگر باپ اپنے بیٹے کو حج کرنے کیلئے اسلئے نہ بھیجے کہ مال دے حج کرنے کیلئے اسلئے نہ بھیجے کہ مال دے کر حج کرنے کا اہل نہیں ہوا سلئے کہ وجوب کی شرط کے حاصل کرنا واجب نہیں اور یہ بنی قدرت زاد راحلہ اور ما طلی کی شرائط کے ہوجب سو جو اتفاق فقہا نحلوت ان اصول کے کیلئے کے نزدیک وجوب ادائی شرط سے ہو فتح اعلا بان سنہ کما مر فی الاکی جیسکہ زاد راحلہ فاضل ہونا ضروریات شخص سو جو اخیر اسکی نسبت کیا ہے الزکوۃ میں ہو کہ شرع انفاذ میں ہو کہ ضروریات اصلی ہو کہ اور خدمت کا خلاف اور کہ ستعمال کا لباس اسپ سواری کا مکان کی فران کتابے کے بدلے سے استطاعت ثابت نہیں ہوتی وھیئۃ للتسکن وسیۃ لو کبیر لیکہ کا لاستیسام بیتیعہ والحجاب فانہ کلبرہ بیع الرابی لعنہ وھو لا فضل وغلہ ربہ عادم لا یعد بالقدرۃ علی الاکتساب کما لا یخفی اور ضروریات میں داخل ہے کہ اور اسکی مرمت اگرچہ ایسا نہ ہو کہ اسپر سوار ہو سکے اسپر سوار ہونے کی قدرت ہو اور باقی ہمیشہ حج ہو سکے تو یہی کافی ہے اور یہ حاجت کا جیسا حج کرنے اسلئے اسپر واجب نہیں ان زائد مکان کی بیچنا اور اسی فضل ہوا اور اس تقریر سے معلوم ہوا کہ مکان کیلئے جو

جانتے ہوئے تو سفر حرام ہے میں عذر صریح ہی اسپر ہے کہ علمء سلامتی کا نہیں وھل ما ذکرنا فی الطریق من المکس الخ افادہ علی رضی اللہ عنہ والمعتمد لا کما فی القلیوبی والحفنی وعلیہ الفتح اھ فتح قلت ویؤیدہ ما قدمناہ قبیل الکلام علی الطریق الثانی من الکس الخ نعم فی مناسک الطرابلسی ما یخالفہ والظاہر الاول اھ ویدل علیہ ما فی البحر عن الخانیۃ لو خرجت مع زوجھا الی مکۃ فی سفینۃ فی البحر فلیس لھا ان تخرج الا بمحرم اھ وھو ظاہر فی ان الخوف علی المال لیس عذرا لھا فی ترک المحرم وان کان عذرا لہ فی ترک الجمعۃ والجماعۃ وبہ یظہر ان ما فی الدر المختار من قولہ وخوف علی مال کثیر ضائع او قاض یستضر بذھابہ ای ولو لم یکن لہ مال ظاہر کما فی الفتح والبحر والنہر والشرنبلالیۃ والمنح والمقدسی وغیرھا ان ھذا

باندھ کر آزاد ہو جائیں تو عمرہ کے بعد آدمی کو احرام ہو پر ایک جانب سے دوسرا احرام باندھنا تو درست ہے کہ شروع سے تفل بتاہیر نفل کی نیت سے فرض کر کے ادا کرنا درست ہے جو فرض منیر اور عبد بالغ ہو ہر فرض ہیں ہیں ہیں

اور حنیفہ کے نزدیک بعد فرض ہے اور حنبلیہ کے نزدیک سنت ہر الشیاء من وجہ ای فی الطواف فی الاصح ۱۲ اور طواف کا پیدل ہونا فرض ہے کرنا یا بر نزول اسمح کے مقابل کہ سوار ہو فرانا ہونا جانب سوطواف کرے ہو ہر بار نفل ہو اور در وازہ ہو بیت اللہ کا والمشی فیہ لعن لیس لہ عذر یمنعہ منہ ولو نذر طوافا راکبا شیئا ولو شرع متفلا لزمہ فضلا ۱۳ اور واجب ہے طواف میں پاک ہونا نو پاک چلنا جبکہ ایسا عذر نہیں جو چلنے کا منع ہو اور جسنے نذر پانی طواف کی زمین پر سے سلکر تو اسپر پیدل طواف کرنا لازم ہے اور اگر نفل طواف زمین پر سے شروع کرکے تو اسکو طواف میں پانوں سے چلنا فضیلت ہے والطہارۃ عنہ من النجاسۃ الحکمیۃ علی المذہب فی الحقیقیۃ فمن قدر بدنا او ثوبا او مکانا طاف وقد اکثر علی الاصح کما فی شرح لباب المناسک ۱۴ اطراف میں طہارت نجاست حکمی سے واجب ہے بنابر قوی مذہب اور قول ضعیف یہ ہے کہ نجاست حقیقی کپڑے اور بدن اور طواف کے مکان سے واجب ہے اور اکثر علما کا یہ قول ہے کہ نجاست حقیقی کی طہارت استحباب ہے کہ واجب چنانچہ لباب المناسک کی شرح میں مذکور ہے وستر العورۃ فیہ ویکشف ربع العضو فاکثر کما فی الصلوۃ بخلاف الرأس ۱۵ اور سر ننگا رکھنا واجب ہے طواف میں اور چوتھائی عضو یا زیادہ کھلنے سے طواف میں دم لازم آتا ہے جیسا کہ کشف عضو کا بیان کتاب الصلوۃ میں گذرا ویدا یالہ السعی بین الصفا والمروۃ من الصفا ولو بالمرورۃ کما لا یشترط الطہارۃ فی الاصح ۱۶ اور صفا اور مروہ کے درمیان کی سعی کو سفا سے شروع کرنا اور اگر مروہ سے شروع کرے گا تو شوط اول میں اور سکا شمار نہ ہوگا قول صحیح میں یعنی اول تردد میں سے چلنا صفا تک بھی شوط اول میں داخل نہیں بسبب اسکے کہ واجب ہے بلکہ شوط اول عبارت ہوا تدا سے صفا سے مروہ تک والسعی فیہ فی المسعی لمن لیس لہ عذر کما تقدم ۱۷ اور چلنا سعی میں جسکو چلنے میں کچھ عذر مانع نہیں چنانچہ طواف میں مذکور ہوا وذبح شاۃ للقران والتمتع ۱۸ اور ذبح کرنا بکری کا قران یا تمتع کرنے والے پر صلوۃ رکعتین لکل اسبوع من اسابیع طوافہ ولو قضاء بمکان فلو ترکہا فعل علیہ دم قیل لو ترکہما فدمان ۱۹ اور دو رکعت نماز پڑھنا واجب ہر ہر سات طواف بیت اللہ کے گو قضا ہو کے بعد کسی طواف کیوں نہ ہو یا مکہ کے کو طواف نفل میں ہو اور کعتین واجب ہیں سو اگر دو رکعت کو طواف کرنیوالے نے ترک کیا تو اسپر دو دم کرنا کپڑا واجب ہے مسئلے علمائے کہا کہ ان دو واجب کے موت آوے تو اگر قبل ذبح کے موت آوے تو ذبح کرنے کی وصیت کر جاوے والترتیب الکائن بینہ وبین الرمی والحلق والنحر یوم النحر ۲۰ اور ترتیب کرنا درمیان کنکریاں مارنے اور سر منڈانے اور ذبح کرنے کے قربانی کے دن چنانچہ بیان اس ترتیب کا آگیا واما الترتیب بین الطواف وبین الرمی والحلق فسنۃ فلو طاف قبل الرمی والحلق لا شئ علیہ ویکرہ لہ الطواف وعرفۃ بعد الزوال قبل رمی الجمار ۲۱ اور ترتیب سنت ہے کذا فی لباب المناسک وسیجئ ان التقدیم لا شئ علیہ سقط عنہ وقتہ او آگے آوے گا یعنی مفرد بالحج یعنی جو فقط حج کی نیت کرے یا قارن اور یا متمتع اور سب پر ترتیب واجب نہیں اور مقصد باب الجنایات میں ہم اسکی تحقیق کریں گے وفعل الحائض الا فاضۃ ای الزیارۃ فی یوم من ایام النحر ۲۲ اور اطراف الافاضہ یعنی طواف الزیارۃ کا کرنا سید ین میں حائض کے دخول سے وہی الواجبات کان الطواف ومراعاۃ الحطیم ۲۳ اور واجبات سے ہے طواف کرنا بیت اللہ کا حطیم کے ساتھ ہم حطیم اسی جگہ کا نام ہے جو بیت اللہ کی جانب مغرب اور شمال واقع ہوا سکو گھیرے ہوئے دیوار ہے لوگ اس کا مانند حدیث صحیح میں ثابت ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کی بیوی حضرت ہاجرہ علیہ السلام کی قبر حطیم بیت اللہ کے اندر داخل حجی تو انہوں نے ایام جاہلیت میں جب کعبہ بنایا تو قلت مصارف کے حطیم کو کعبہ سے جدا کر دیا باہر جب حطیم بیت اللہ میں داخل کبھی ہی لہذا طواف میں اوسکا داخل کرنا واجب ہوا اور فرض اوسکا طواف نہ ہونا کہ دخول اوسکا بیت اللہ میں بدلیل قطعی ثابت نہیں والدلیل اعلم ولو ان سبع بعد طواف معتد بہ ۲۴ اوسمی کا ہونا بعد اکثر طواف کے جو شمار کے لائق ہو یعنی چار شوط یا زیادہ، کے بعد ہو اسطرح کہ دو تہائی شوط سے طواف معتبر ہو وبقیت الحائض بالمکان والزمان ۲۵ اور مسجد الحرام کی تعیین مکان خاص اور زمانہ مخصوص میں یعنی حلق کرنا حرم کے اندر ایام نحر میں واجب ہو وترک الحطیم کالجدار بعدا لا توقیف ۲۶ اور مسنونات غیر مقصودہ کا ترک کرنا بعد دقوت عرفات

Marked up by Azeem Uddin Sheikh
Scanned by Amin Khan

واجب ہو چنانچہ جماع اور مباشرت دونوں کے حرام ہونے پر اجماع ہے اور ۳۴ اور جیسے سر کے لباس کے پہننے کے ترک کرنا وتقلیم الاظفار والعانہ ۳۴ اور سر کے مونڈنا ۳۵ اور چہرہ کو کہ ہمارے نزدیک ان کلہ الحلق ترکہ ۳۶ وہی واجب مخیر بہ فی الملتقی وسیجیء تصحیحہ فی الجنایات اور شافعیہ واجبات ہم کے درمیان کسی فعل کے ترک کرنے سے دم کا لازم ہونا ہے حالانکہ یہ بات صحیح نہیں ہے تحقیق اس کی عنقریب انشاء اللہ تعالیٰ آئے گی اور عدم انحلال سے دم کا لازم ہونا ہے اور مسئلہ بیان باب الاحصار میں ہوگا غرض شارح نے واجبات کو افعال سے اور عدم انحلال کو دم سے تعبیر کیا اور یہ دونوں باتیں واجبات کی ہیں اور شارح نے واجبات کا اسوا حاصل یہ بیان کیا کہ واجبات حج اس ۳۵ امر میں منحصر ہیں اور اسکو کہ ہم کہتا ہوں عبارات شراح کے مقابلہ واجبات سے چند اور حالانکہ اوسکو مصنف نے ذکر کیا شارح سے کہ انہی حاشیہ الطحطاوی شرح وقایہ اور قدوری باجمع چیزوں کو واجب کہا یعنی وقوف نزدلفہ اور سعی بین الصفا والمروہ اور رمی جمار یا رواف الصدر اور حلق وامثال اس کے اور کہا ہم کو کہ اسوا سے فرائض اور ان واجبات کے کہ انی افعال ست ہیں بہ استثنے حالانکہ یہ چھ ہیں اسوا سکو کہ واجبات یا پنچ ہیں منحصر ہیں اور اسی سے مقام میں تمتع کرنا حصر کا منافی ہوتا ہے کذا فی مسلم الثبوت **فائدہ جلیلہ** از کتب تفسیر ہیں اصحاب حسہ مذکورہ کو واجبات میں شمار کیا ہے اور بعضی کتابوں میں روایات واجبات کا ضابطہ مذکورہ مندرج ہے پھر منتقی الاخبار میں شارح نے نقل کیا اور کسی سے انکار نہ کیا واجبات کو ضرور نہیں جانا بحال اگر اوسکے اسوا سکو کہ واجبات نہیں اوسکی وجہ معلوم ہو سو لیکن اس اور شارح نے ۳۵ واجبات خارج کردیا سکو بربنا پر صدیث رحمۃ اللہ علیہ ونیز حاسان واداب کان یشتغی النعلۃ ویجاب فی الطہارۃ وعلی ہذا القیاس یا اور ذالفرض اور واجبات جیسے سوا باقی افعال سنت ہیں اور سب چار پنج کہ انش اور نوافل سو نہیں ہو کر اوا نہوا اور اوسکی کمی کے واسطے کچھ ہم نہیں ہو گا نوافل میں جماع کے حرام کی کیا ہے کذا فی حاشیہ الطحطاوی اور ہمیشہ بالطہارت رہنا اور زبان کو غیبت اور سخن گیری اور بیہودہ سے بچانا اور ہمیشہ بہتر وضع الخصوص چہ میں زیادہ تر اوسکا اہتمام لازم ہے قال الصدر الشہید حسن رحمہ اللہ تعالیٰ ولا ینبغی ان یترک الاحرام بالحج الا لعذر او خوف فوت الحج ویستاذن ابویہ ودائنہ وغریمہ الا ان یکون دینہ مؤجلا او کان الغریم یلازمہ اذا حضر ہو کذا فی الخلاصۃ اور قرض کے خلاص ہونے سے اگر اوسکا کچھ سوا اوسکی ضمانت کی ہو اور اگر اوسکا ذمہ ان امر کے ادا کرنے کا ضامن ہو تو اوسکو اجازت کی کچھ حاجت نہیں کذا فی حاشیہ الطحطاوی اور یتعہد المصحف وکتب الحدیث وصلحاء العلم ویسلم علیہم ویسلموا علیہ اور جب ہو چکے تو مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھ کر بیت ہو۔ اور اپنے دوستوں سے رخصت ہونا کرے۔ اور جاتے ہوئے زیارت کرنا اور سب سے اوخر مسجد اور کعبہ کی زیارت کرنا اور رخصت ہونا اور اوسکو دعا کی درخواست کرنا متحد القدر ہیں مگر سفر کے وقت خود رخصت ہونے کو جانا اور جب ہو کر کے آوے تو دوستوں کو اوسکی ملاقات کو جانا چاہیئے بقصد التسلیم علیہم ویکرہ ان یقیم بمکۃ بعد قضاء نسکہ اکثر من ثلثۃ ایام بلیالیہا الا لعذر او لانتظار رفقۃ او لانتظار الجمعۃ بعد النوبۃ او الاستغفار فی الاصح کذا فی البحر الرائق اور مکروہ ہے مکہ میں اقامت کرنا بعد ادا کرنے حج کے تین دن رات سے زیادہ مگر عذر سے یا رفیق کے انتظار سے یا جمعہ کے انتظار سے یا توبہ و استغفار کے لیے یعنی ان میں سے کسی کے واسطے اقامت کرے تو مکروہ نہیں ہے کذا فی البحر الرائق اور ہمیشہ مکہ میں رہنا اور مدینہ میں نہ رہنا مکروہ ہے کذا فی الخلاصۃ اور ہمیشہ مدینہ میں رہنا اور مکہ میں نہ رہنا مکروہ نہیں ہے کذا فی الظہیریۃ اور مکہ سے مدینہ کو جانا افضل ہے کذا فی الخلاصۃ اور مدینہ سے مکہ کو جانا افضل نہیں ہے کذا فی الظہیریۃ اور مکہ سے مدینہ کو جانا اور مدینہ سے مکہ کو جانا برابر ہے کذا فی الخلاصۃ اور مکہ سے مدینہ کو جانا افضل

کو بجا لانا کمال نے اور بدی سے اور فقہ حلال کی طلب میں نہایت کوشش کرنا اور اس سفر میں ضرور ہے رفیق صالح کی صحبت کہ غفلت کیوقت میں ہوشیار کردے اور بصیرتی اور ثابت قدمی کی حالت میں صبر کی تعلیم کرے اور جب بیمہ حاضر ہو توبہ واعانت کرے اور حج کرنیوالے کو مناسب ہے کہ کرایہ والیکو اچھا مہیا کرے اور بدون اسکی اجازت کے زیادہ سواری نہ لاوے اور بعد اجازت کے بھی جانور کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ لادے اور بدون اسکی اجازت کے زیادہ منزلیں نہ طے کر

بتنفیذ الفعل اور التبرع کرده ہو احرام باندھنا قبل ان مہینوں کے اگرچہ انسان کو اپنی ذات پر اختیار منعقد ہوجانے احرام کے ساتھ نذر کرنے کے جیسا کہ اسکا بیان ذکر نذر حج میں گذرا اور مطلق اولیٰ کرانا اسکا تحریم کا نہیں ہوا یعنی قبل کا احرام مکروہ تحریمی ہے والعصر فی العمرة سنة فقط کذا فی الهدایة اور عمرہ کرنا تمام عمر میں ایکبار سنت موکدہ ہے یا بنا بر قوی مذہب کے اور بعضے علماء حنفیہ کے نزدیک فرض کفایہ ہے کذا فی الکافی وصحح فی المحیط الاول وهو ظاهر الروایة اور جو ہم نے وجوب عمرہ کی تصحیح کی اگر کوئی کہے کلام مجمع میں ارشاد ہوا اتموا الحج والعمرة لله یعنے تمام کرو حج اور عمرے کو اللہ کیواسطے اس آیت میں اتمام بمعنے شروع ہم جواب دیں گے آیت میں اتمام کے شامل ہے بتاویل قول ہمارے اتموا بمعنے شروعوا کے اور اسکو تو ہم قائل ہیں کہ سنت بلکہ افضل بعد شروع کے واجب ہوجاتی ہے ہم مراد شروع سے اتمام ہیں ہوتا کہ مرد سنت ہو حج کرنے فعل

استعلام کرنا چاہیے کہ شاہنشاہ علی الاطلاق نے کہ منظہ کو زیرگی دی اوسکو بارگاہ قدسی قرار دیا اور مسجد الحرام کو اوسکا حلوہ خانہ بنایا اور شہر مکہ کو مسجد الحرام کا احاطہ کیا اور حرم کو شہر کا پیخانہ ٹھہرایا اور مواقیت کو حرم کا حجرا گاہ قرار دیا اور وہاں سے احرام باندھنا واجب کیا اور بقصد سیاحت کے اظہار شرف کیواسطے تو کسیمیں سب قاصدین کو مدام داخل ہیں خواہ بعمرہ خواہ بحج یا مجاورت خواہ بنیت تجارت بہر صورت احرام واجب ہو۔ وَالْخَلِيفَةُ بِضَمِّ الْخَاءِ مَكَانٌ عَلَى سِتَّةِ أَمْيَالٍ مِنَ الْمَدِينَةِ وَهِيَ مِيقَاتُ أَهْلِهَا وَمَنْ مَرَّ عَلَى طَرِيقِهِمْ وَهِيَ الْعَقِيقُ الْأَوَّلُ رَأَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَزَعَمُوا أَنَّهُ قَالَ الْحِبُّ فِي بَعْضِهَا وَهُوَ لَكَ بِكَسْرِ الْبَاءِ ایک میقات ذوالحلیفہ ہے بضم ہاء و فتح لام و سکون یاء مہملہ و فاء قتال کیا روات نے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہ منظمہ سے دو منکہ عوام عرب البادیہ علی کہتے ہیں اوسکا گمان ہے کہ علی وقفنی نے پوچھا تو ان سے قال کیا روات نے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہ منظمہ سے دو منکہ عوام عرب البادیہ علی کہتے ہیں اوسکا گمان ہے کہ علی وقفنی نے پوچھا تو ان سے

وَذَاتُ عِرْقٍ بِكَسْرٍ فَسُكُونٍ عَلَى مَرْحَلَتَيْنِ مِنْ مَكَّةَ وَذات عرق بکسر عین و سکون راء مرحلتین یعنی دو منزل ہیں مکہ سے میقات ہے اہل عراق کا سب موافیت سے بعید میقات وہ ہے کہ منظمہ سے

وَقَدْ أَخْرَجَ فِي بَكْسِرٍ فَسُكُونٍ عَلَى مَرْحَلَتَيْنِ مِنْ مَكَّةَ وَذات عرق بکسر عین و سکون راء مرحلتین یعنی دو منزل ہیں مکہ سے میقات ہے اہل عراق کا سب موافیت سے بعید میقات وہ ہے کہ منظمہ سے

وَذَاتُ عِرْقٍ

ہذا اذا اصل من دویرۃ اہلہ الخ یہ حکم اس شخص کا ہے جو میقات کے اندر کسی جگہ کا رہنے والا ہو اگر اہل میقات اور ان کے علاوہ دوسرے لوگ بھی اس میقات سے احرام باندھتے ہوں تو ان کا حکم بھی یہی ہے۔ اور اگر اس میقات سے احرام باندھنے والے صرف اہل میقات ہوں تو ان کا حکم یہ ہے کہ اپنے گھروں سے احرام باندھیں۔ اور اگر اہل میقات کے علاوہ دوسرے لوگ بھی اس میقات سے احرام باندھتے ہوں تو ان کا حکم یہ ہے کہ اپنے گھروں سے احرام باندھنا افضل ہے۔ اور اگر اہل میقات کے علاوہ دوسرے لوگ

والتنعیم افضل اور عمرے کا احرام تنعیم یا بندہ انا افضل ہے جس مکان کا نام ہو مکہ سے حدود تنعیم کا احرام اسوطرح افضل ہوا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عائشہ صدیقہ کو فرمایا کہ عمرہ تو کرو اسطرح سے احرام باندھیں ولفظ حدیث الحرم ابن الملقن فقال لہ ارم الجمار من ادنی الحل بطیبۃ + ثلثۃ امیال ذارمت اتیتہا + وسبعۃ امیال عن عرن وطائف + ومن یلملم سبعۃ یتقن یقینا + وقاسک سبعۃ باشر کریما احسانہ اور ابن الکتن نے حرم کی حدود بن کو یوں نظم کیا ہے کہ حرم کی حد مدینہ طیبہ کی جانب کو سے تین کوس ہے جبکہ ای مخاطب تو احرام کا قصد کرے ہو اور سات کوس عران اور طائف کیطرف سے احرام بندہ کیطرف روش کوس ہے پھر تخمیناً یکطرف سمو کوس ہے اور یمن کیجانب سو سات کوس ہوا اور البتہ ہر طرف سے حد و حرم کی پوری ہوگئی جیسا اپنے رب کے احسان کا منکرا و اکرانا نظم نے کہا کہ بہت اخیر میں لفظ سبعۃ کا بتقدیم سین ہونا تسع کے لفظ سے شتہ نہر ہے فصل فی المواقیت المفرد بالحج ابن فصل میں مسائل احرام اور حج مفرد کا بیان ہے مفرد بالحج اسکو کہتے ہیں جو خالص حج کیواسطے احرام باندھے عمرہ کی شرکت احرام میں نکرے ومن شاء الاحرام اور جو احرام کا ارادہ کرے حج احرام لغت عرب میں دخول فی الحرمۃ کو کہتے ہیں یعنی ہیئت مخصوصہ کے اختیار کرنیکو احرام عبارت ہے حرمات مخصوصہ کے دخول سے بشرط نیت مع الذکر بالسنۃ وہی کذا فی فتح القدیر والنہر الفائق وھو شرط صحۃ الصلوٰۃ لکتکبیرۃ الافتتاح للصلوٰۃ فانہا والحج یفترقان فی التحلیل فلا یفوت الصوم والزکوٰۃ اور احرام شرط ہے حج یا عمرے کی صحیح ہونیکی جیسے تکبیر افتتاح یعنی اول بار اللہ اکبر کہنا صحت نماز کی شرط ہے تو نماز اور حج کیواسطے تحریم اور تحلیل سے مختلف ہوا صوم اور زکوٰۃ کے کہ ان کی صحیح تحریم اور تحلیل نہیں ہے ھم کہ تک یعنی مطلق عبادت کو ہے لیکن حج اور عمرہ میں کثیر الاستعمال ہے فلہذا قالوا من احرم بالصلوٰۃ او بالحج او بالعمرۃ انعقد احرامہ بالاول ان نفسہ مطلقا ولو مطلقین قال الامام الصلوٰۃ ہو حج تو تیرے نماز سے دو ہو سو اول وضیح کہ حج کا فعدا کرنا باہر موقت لازم ہوگا گرچہ حج مطلقین ہو مخلاف نماز کے یعنی اگر نماز و صحی کو گمان ہوا کہ ظہر پڑھ رہا ہے حالانکہ عصر پڑھ رہا ہے تو نماز صحیح نہیں ہوا کہ حج وجب نہیں ہوا تو سکوا ادا کرنا لازم ہے اور اگر ترک کریگا تو اسپر قضا کرنا واجب ہوگا بخلاف نماز مطلقین کے کہ اداء کے سوا قضا لازم نہیں کذا فی الخلاصۃ وما سوی عن المجد الثانی انہ اذا اتی الاحرام بحج او عمرۃ لا یخرج عنہ الا بعمل ما احرم بہ وان افسدہ الا فی الفوات فیعمل العمرۃ والاحصار فیذبح ثم یحلق ودوسری وجہ بھی کہ جب احرام کو پورا کرے یعنی شروع کر چکا عمرہ کا یا حج تو احرام سے نکلوا تو احرام سے نکلنا بدون عمل کے جسکے واسطے احرام باندھا اگرچہ اسکو فاسد کردالے گرچہ حج کے فوت ہوجانے میں البتہ احرام سے نکلوا دے کر اور احصار میں احرام سے نکلنے کے بعد دم بھیجنے کے بعد ہی کے یعنی جب احرام مثلاً حج کیواسطے باندھا تو بعد دن حج کے ترک کرنا احرام کا جائز نہیں مگر دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ حج فوت ہوجاوے یعنی کیونکہ جانے موسم کے تو بعد عمرہ کے احرام ترک کرے دوسری صورت یہ ہے کہ بسبب حصار کے حج کیواسطے نہ جاسکے تو بعد دم بھیجنے کے اسکے احرام کو چھوڑ سکتا ہے مخلاف نماز کے کہ آدمی کسی حالت بعض منوی کے عمل سے نکلنا جائز ہوجاتا ہے مثلاً ایک شخص نے چار رکعت کی نیت کی اور دو رکعت پر سلام پھیرا تو جائز ہوا اور کوئی چیز اسپر لازم نہیں کذا فی حاشیۃ الطحطاوی ویتوقتہ وعشرہ اصحہ وھو المختار قبیحب لحاجۃ من حائض ونفساء وصبی جو احرام باندھنا چاہوے وضو کرے اور غسل کرنا اور مستحب ہوا اور بعد غسل صفائی اور ستھرائی کیواسطے ہے نہ کہ اسطے طہارت اور رفع نجاست کے تو حیض اور نفاس والی عورت اور صغیر کے حق میں بھی غسل کرنا مستحب ہوا والتیمم للحاجز عنہ للحاجز لیس بشیء لانہ ملوث شبہ الوضوء وعلیہ ذکرہ الزیلعی وغیرہ لکن سوی فی الکافی بینہما وبان الاحرام اوجب التیمم کرنا احرام کیواسطے باقی نہ ملنے کی کوفت مشروع ہے میں اسواسطے کہ تیمم سے خاک آلودگی ہوتی ہے نہ صفائی کہ مقصود حاصل ہو مخلاف عید اور عید کے کہ انمیں تیمم شروع ہے اگر غسل کیواسطے باقی ملے چنانچہ زیلعی وغیرہ نے اسکو ذکر کیا ہوا اور کافی میں جمعہ اور عیدین کو اور احرام کو عدم مشروعیت تیمم میں برابر کہا ہوا اور کافی کی روایت کی رو سے ہی ہو نہیں اس دلیل سے کہ مشا کو تحصیل نظافت میں کہہ نہیں اسواسطے کہ مشی کثرت اور نہیں ہے بخلاف انہر وشط انہ السنۃ ان یحرم

اور جو حلال طاہرہ اہرستہ وغسل کی اہلیت حاصل ہونے ثواب سنت کے بھی ہو کہ احرام باندھو غسل کی عبارت پر تو گزر غسل کے بعد دو رکعتیں
پہراحرام باندھیگا اور دو رکعت پڑھیگا تو اور فضیلت سجد حرم پر ہیگا کہ انے اللھم ان ھذہ حجۃ لا ریاء فیھا ولا سمعۃ بل اردت بھا وجھک والدار الاخرۃ فیسرھا لی وتقبلھا منی
وعافنی وحاشی راسہ ان اعتادہ ولا فیسرہ وغسل کئی مقام مستحب ہوا تو اگر کسی وجہ سے اکیلا نہا سکے تو حرج نہیں کا کہ تارک استحباب
نہ بنادے کہ بالکل عادت کرلا اور اپنا سر منڈانا اگر کنڈا نسلنے کی عادت ہو اور اگر سر پر بال ہوں تو اتنے کٹھی سے کہ صدمہ نہ ہو اور بالوں کا گرانا
خدا را رسیل ہو اور خطمی اور شہتان وغیرہ کہ مستحب ہو کہ زنانہ حیاء تر حیاء اور ازیں لوعہ کا مانع نہ ہو فان ھذا مانع منافی مقتضی الوجوب
مستحب بالکل سست ہو اپنی زیر پیدا اپنی نوٹ ہی سوجاع کہ لینا قبل احرام کے اگر اسکو ہمراہ ہو اور کوئی جماع کا مانع نہو چنانچہ صبیہ والمجنونہ
اذا ارھق من السنۃ الی الرکبۃ اور ازار پہنے یعنی تہبند باندھے فان سوا زانکہ ادرج اعلی ظھرہ ولیس ان یدخل الحبل تحت عجزہ ولا یشد
علی کتفہ الا ان یکون ازرتہ واہیۃ او عقدتہ اساءۃ ولا ھم علیہ او جاد کہ ازیں شد برداشتہ اور مستون ہم ہو کہ چادر کو مثبت پر ڈالکر
اپنے تئیں اتنا حصہ بغل سے نیچے کرکے اپنے بائیں مونڈھے پر ڈالے سوگر چادر میں گنڈ ہی ہو یا سکو کسی طرح سے اٹکا نا پڑے یا اگر وہ لگا ہی تو
جزا کیلئے لیکن یہ اولیٰ ہے اور نہ ہونہیں کہ وہم کرنا اسپر لازم آوے وجاز بالاجماع ان یطرح رداءہ ویکتفی بالکابیۃ وقالا یلبس السنۃ
فالا فضل التعوذ کما مر تہبند باندھ اور چادر نہی ہو ان دونوں پر امین ہو مومن پاک سفید ہو ان جب کفن کفایت کا ہوتا ہو اور یہ جو چادر کو مونڈھے پر ڈالنا
اور چادر کا سوہاں سے سنت کا والا احرام کہ اسطرح سنت عورۃ کافی ہے وطلب بدنہ ان کان عندہ لا تو یمامیتقی عنہ ھوامھا ثم اغتسل
غسل اور اپنے تئیں اور اہل احرام کے اپنے بدن خوشبو لگا دے اگر اسکو پاس ہو اور نہ ہو کسی سے طلب کرے اور اپنے پڑے سے اسی خوشبو
لگا دے جو لگا نہ ہو باقی رہو اور منظر آوے یہی قول صحیح ہے دوسرے قول سے ہم بدن میں خوشبو لگانا ہر حسی درست ہے ظاہر الروایہ میں
خواہ اوسکی ذات باقی رہے جیسے مشک اور غالیہ یا نہ باقی رہو جیسے مسلم میں عائشہ صدیقہ سے روایت ہو کہ احرام کیوقت رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کے سر مبارک پر بہتے مشک لگایا اور اوسکی چمک نظر آتی تھی لیکن قول یہ ہے کہ جیسی ہو ایسی خوشبو لگانا درست نہیں جو سور ہا رہو اور
صلی رکعتین بعد ذلک سنفعا یعنی دو رکعتیں فرض بعد وقت مکروہ ونوافل مکروہ المکتوبۃ اور بعد اسکے نماز دو گانہ سنت پڑھے اسوقت میں مکروہ
نہیں اور گانی ھوا احرام کو نماز فرض مانند تحیۃ المسجد کے وقال الشافعی یحرم عقیب الصلوٰۃ لنا قولہ اللھم انی ارید الحج فیسرہ لی وتقبلہ منی
وطول قامتہ وتقبلہ منی تقبل ابراھیم واسمٰعیل علیھما السلام ربنا تقبل منا ولا یخفی ان مقتضی ھذا کہ سوا لانا اپنی زبان سے مراد نہ ہو دل کے ہو دل
کرے اللھم انی ارید الحج تیسیر ہی بتعلیم سے یعنی خدا نداند میں ہم کا اراد و کرنا ہو سوا اسکو میرے واسطے آسان کر دے اور اسکو قبول کر میری
جانب سے آسانی کی کہ اسوا اسطے سے کہ ہم میں مشقت زیادہ ہو اور مدت دراز اسکو ادا کرنے میں لگتی ہو تو ہمیں درخواست آسانی کی مناسب ہوا اور
قبول ہونے کی خواہش کی جیسا تقدا و ہ ابراہیم اور اسمٰعیل علیہما السلام کے کہ وہ دونوں حضرت نے فرمایا کہ اسی ہمارے سے قبول کر ہم کو ہماری
جانب سے لا شک تو سنتا اور جانتا ہے وکان المعتمر فی الطریق کذلک لاختلاف الصلوٰۃ لان ملاۃ المسافر یسیر فکذا فی الھدایہ اور اسی طرح عمرہ
کرنیوالا اور قران کرنیوالا اسی لئے کہ بنیاد اس مشقت کے سفر اور خارج کے کہ کوسمیں آسانی کی طرف رہو نہیں اسواسطے کہ نماز پڑھنے کی مدت قلیل
ہوتی ہے بلا مشقت کذا فی الھدایہ وقیل یقول کذلک فی الصلوٰۃ وحقہ لا یطیق کل صلاۃ وفی الھدایہ اولی اور بعضے علمائے بعضے
صاحب تحفہ اور بعضے نے محمد سے روایت کی کہ نماز میں بھی یہی کہے جو کے آسانی کی درخواست کرے اور یہی بعضے ہر صلوات میں اسکو عام کیا ہو اور
جو ہدایہ میں ہو وہی ہر سہ کے قد ابتدی ذکر صلوٰۃ ما ویاتی بالتلبیۃ الحج بیان للاکمل والا فصح ان یحرم عقیب الفریضۃ ولو بعد نافلۃ لکن یشترط
استقبال القبلۃ لانہ لابد من التعظیم کتشہد وتصلیۃ ولو بالفارسیۃ وقولہ احسن العبادۃ ہر دو کا یہ احرام کے بعد تلبیہ کہ ہی یعنی لبیک کہی
اور لبیک کہنے سوا جو کی نیت کرے یہی میان ہو شرط ہو جو کا بطریق کا مقرر الاحج و مطلق نیت سے بھی جو کرے جو دل ہی میں نیت جو کی کہے زبان

نہ کرے لیکن بشرط متصل کرنے نیت کے ساتھ ایسے ذکر کے جس سے تعظیم رب العالمین مقصود ہو جیسا کہ نیت کے سبحان اللہ اور لا الٰہ الا اللہ کہنا اگرچہ بھد ذکر فارسی زبان میں کرے اگرچہ زبان عربی کا خوب اہر ہو۔ ھم لبیک کہنے سے نیت حاصل نہیں ہوتی اسواسطے کہ زبان سے اور ارادہ کے سوا اور معلوم ہوا کہ نیت کا بنانا زبان سے شرط نہیں بلکہ مستحب ہے۔ والتلبیۃ علی الذھب الی لبیک اللھم لبیک لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لا شریک لک۔ اور تلبیہ یا بارہ مرتبہ سے بہتر ہے۔ مسئلہ جو انس نے ذکر کیا لبیکی عامرین تیری خدمت میں خداوندا تیری حکم میں بار بار حاضر ہوں تیرا شریک نہیں حاضر ہوں تیری منعمین میں بلاشک سب تعریفیں اور سب نعمتیں تیری ہیں اور بادشاہی تجکو مخصوص ہے کوئی تیرا شریک نہیں لفظ ان کا جزو مکسور ہے لغت فصیح میں اور فتحہ بھی جائز ہے اور لفظ لک کی تکرار فتحہ سے یا لغت لک مبتدا اور خبر ہیں نو معصوت میں لک کو ضرور ہے۔ ھم یہ تلبیہ صحابہ سے تدیں عبداللہ بن عمر وغیرہ سے منقول ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ طرح سے احرام کے وقت فرماتے تھے اور زائد دلبیک یا الٰہ الحق کا ذکر زیادہ ہے اور الفاظ کا زیادہ کرنا بہتر نہیں ھم حلبی کی سنا سے میں ہے کہ بعد تلبیہ کے اور الفاظ کا بڑھانا مستحب ہے اور اس تلبیہ سے الفاظ کے اندر اور الفاظ کا زیادہ کرنا بہتر نہیں ھم حلبی کی سنا سے میں ہے کہ بعد تلبیہ کے یوں کہے لبیک وسعدیک والخیر بیدیک والرغبۃ الیک والعمل لبیک الٰھ الحق غفارک ربنا ذنوبنا کلھا دقھا وجلھا وسرھا وعلانیتھا اولھا وآخرھا لبیک یا رب العالمین لبیک لا شریک لک لبیک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لا شریک لک۔ ھم اور اس تلبیہ سے

اور قبل سر دھونا خیال سے اور سکوا نتیار سے تسمین کا جانا جس احرام کو چاہے احرام کر چکر اسطرح ٹھہرا دیا جو محرم کو سیلا سکوا نے مذہب الطحاوی وہ ولیتق تہ التفث قضاء تفثہ قص الظفر وغیرہ ولیوفوا نذورھم وہ ما یلزم بالنذر اور گرفت حج کی مطلق کی یعنی حج فرض ہا حج نفل کی تسمین کی نذر فرض حج کیطرح پیر یعنی فرض حج اوس احرام سے ادا کرے اور ایسا ہی نفل حج کو سمجھین کر لیا تو نفل حج ہوگا اگر پہلے سے نیت نہ تھی حج کیا ہو کوا نے لیث بن ابی سلیم عن مجاہد عن ابن عباس رضی اللہ عنہ القدیم ولیطوفوا بالبیت العتیق سمیت بذلک لانہ اعتق من الجبابرۃ او لانہ لم یملکہ احد او لانہ اعتق من الغرق زمن طوفان نوح علیہ السلام اور اصحابہ کا فعل ہے ابو حنیفہ طوسی نے کہا کہ اصل شعار اور ابو حنیفہ کے نزدیک نہیں اور کیونکہ کرہ ہوا اور حالانکہ احادیث مشہورہ سے ثابت ہے اور اما نعنے کرہ و نہیں کہا گر اس اشعار کو جوا لے اہل نما نہ کہتے تھے اسکو امام نے اونکو دیکھا کہ نہایت زشت کاری کرتے تھے جس سے ہلاکی کا خوف تھا تو صد ہا بار کیوں اونکی فعل کو مکروہ کہا اور اگر اس طرح زشت رفتار ہوگا کہ کہا ان کتوں کو گوشت نہ جانا ہوا اور اسنے علامہ نے کہا کہ قصہ اشعار کی تغلیب امام کے نزدیک کرہ ہی جیسے نقہ ہم تحاج کنایہ کے کہا ہے سلیم کرہ ہی کذا فی العینی شرح الکنز وقد قال الاشعار بالاشعار یعنی الوشم وذکر الوشم فی جماع النساء والفسق اے الخمر وعصی اللہ والجدال فالوہ من المحرم استشعر اور بعد احرام نا نہنے کے فوراً جنابت کے مرا دور جانے کے عورتون کے جماع سوا ہر عورتون کے سامنے جماع کی بات بہت سوا اور پرہیز کرے فسوق سے یعنی نافرمانی اور اطاعت الہی کے چھوڑنے سے اور لڑائی جھگڑا سو اسوا سکوکہ محرم کے حق میں بہت زیادہ و تقبیح ہے یعنی فاسق ہونا اور بے مسئلون اور کسیقون اور کرایہ دارون سے جھگڑنے سے بلکہ اونکی مثل گونگی اور بیان دراتی کا تحمل کرے کہ یہ امور فرض نافی سنوع ہین فرالرفث لا یفسد ولا فسوق ولا جدال فی الحج قتل صیبہ البر والاشارۃ الیہ فی الحاضر والدلالۃ علیہ فی الغائب وقطع شجرہ الحرم الا اذا اعلم فالاعلم اور پرہیز کرے محرم خشکی کے شکار سے نہ دریا کے شکار سے اسوا سکوکہ دریا کا شکار محرم کو درست ہو بموجب آیت فرانی کے اور پرہیز کرے سو جو شکار کیطرف اشارہ کرے سو اور غائب شکار کے بتا دینے سو اور اشارہ کرنا اور بتانا شکار کا وان حرام ہے جو سب دو سرا محرم شکار کے جانور کو نہ بتانا ہو اور اگر جانتا ہو تو اشارہ کرنیوالے اور بتانیوالے محرم پر کچھ نہیں ہر چند محرم نہیں قول اصح مین والتطیب الذی لہ جرم لصقہ او بقرہ متعمدا اور بعد احرام کے پیچھے خوشبو لگانے سے اگرچہ بلا قصد ہو ترہ نہین خوشبو لگانا مذہب کثیرون مین اور کرہ ہو سونگھنا خوشبو کا اور سطرح پھولون اور میوہ کی سو مکروہ تحریمی کہا کرہ و وفی القنیۃ للطحاوی وکرہ للمحرم شم الریحان والورد والبنفسج وکل ما لہ رائحۃ طیبۃ ولا بأس بشم الاذخر والاترج والنارنج والسفرجل والتفاح والکمثری والخوخ والمشمش والبطیخ والقثاء والخیار والقرع والباذنجان والکمأۃ والفطر وسائر الریحان کلہ والبنفسج کذا فی الخانیۃ ولا بأس بشم ما یوضع علی الطعام اور پرہیز کرے محرم ناخن کاٹنے اور چہرہ و ڈھکنے سے سب چہرہ چہارہ سے محرم اور چنانچہ پائمہ اور ٹھڈی بھی کپڑے سے نہ چہارہ ہو مان خانیہ مین ہو کہ یہ مصالقہ نہین اپنی نا پکی رائے سے اور اوس سوا اور اس لحاف التمیر وھیئۃ المدین اور پرہیز کرے سر ڈھکنے سے مخلاف میت کے اور باقی بدن کے یعنی محرم اگر مرجاوے تو ڈھکا سکا سر اور چہرہ و ڈھکا ہوا نہین اور سچرخ سر کے سوا تو وہ محرم کو باقی بدن کا کپڑے سے لپیٹنا اور جیسا حاجت ہو سنوع نہین لیکن سحالت بین کرہ و کہ کرفانی النہر والحمل علی رأسہ شیئا یا کان تغلیہ کما حمل عدل وطستا والرحل ولبدۃ صاحبہ فلذا مہ صاحبہ اور اگر محرم نے اپنے سر پر کپڑا رکھا تو اٹھا لیوے سر کا ڈھکنا ثابت ہوا اور گٹھری اور بدن کے اوٹھانے سے نہ ڈھکنا ثابت ہوگا جب تک کہ ایکدن یا ایک رات سر پر نہ رکھے اور اگر اسقدر نہ رکھا تو اوسپر صدقہ دینا لازم ہوگا محرم نا نہنے مین ہو کہ جس پتر کو آوے مہینون تین بلطہ عادت کو اوسکو سر پر رکھنے سے محرم نہ ہوگا لیس تزارہ یا جاوے گا اور جس چیز کی

لباس پہننے کی عادت نہیں بنا سکتا تو اور عاش تو اس کو کہتے ہیں جس کو سوا اس کے نہ ہو گا کہ اس نے لباس کو عادی و قالی الی دخل فی ستر الکعبۃ قائما مکبرۃ او وجہہ کبر ولا فلا بأس بہ اور فقہا نے کہا ہے کہ اگر محرم داخل ہوا کعبے کے اندر تو سوا اس کے سر کا پھیرنے کو خلاف لگ گیا تو کچھ نہ ہے اور اگر اندر نگاہ کرے مسئلہ نہیں وغسل رأسہ ولحیتہ بالخطمی لا بالطیب والا بتسل الحلوا تم اور محرم بچا وے اپنا سر اور داڑھی کو خطمی کے اور نہ بچا وے اسو اسطے کہ خطمی اس کے نزدیک خوشبو ہے اور بچانے والے پر دم ہو گا یا کہ خطمی کیڑے مکوڑے مارتی ہے اور ان کو نرم کرتی ہے جو یہ جانور ان کے نزدیک تو مستحب واجب ہو گا بخلاف صابون یا اشنان الفاقا بخلاف صابون اور اشنان کے کہ اگر ان چیزوں سے بالوں کو دھوے گا تو اتفاق امام اور صاحبین اوسپر کچھ لازم نہ ہو گا مگر ذکر نبع مال تسرک کے آئے گا کہ تھوڑی جس سے ماتحد نہ ہوتے ہیں اور صابون ایک گونہ اس چیز کی صاف کرتی ہے کہ اتنے حاشیۃ الطحاوی تمادی فی الجوھرۃ وبسالیہ وھو مشکل یاد کیا ہوے ہیں کہ پر کے بدن سے بال دھوتے ہیں تو بالاتفاق امام اور صاحبین کے پر لازم نہیں آیا اور یہ تو مشکل ہے وہم اشکال کی جو ہو کہ خطمی اور پر دونوں سے کیڑے مرتے ہیں اور بال کم ہونے ہیں تو ان دونوں چیزوں میں کچھ فرق نہیں ہمارے نزدیک ھم محرم کو بال کاٹ کر یا کترنا بیطریق جائز نہیں مگر ترنے سے سو نہ نہ ہوئے ہوں گا اور اگر ہو تو ہو گا اور اگر ہو تو ہو گا کہ اس کے سر کو اذی الہم وانتم حرم او بعضہ کذا فی البدائع ولبس ثوبا مصبوغا بورس او زعفران فی اول ما یحرم ولا بأس بالمصبوغ بالمدر والرماد والطین الا ان یکون فیہ طیب یقصد شمہ ولا بأس بالمغسول بالخطمی والاشنان ولا بأس بالمصبوغ بالعصفر والکرسف والحناء ولا بأس بالمصبوغ بالعصفر والکرسف والحناء ولا بأس بالمصبوغ بالعصفر والکرسف والحناء

بن منصور کیتے ہیں اور یہ حدیث مصنف ابن ابی شیبہ میں عبداللہ بن عباس سے بھی مروی ہے کہ اہل ایران اور سلیمی کی صرف بین ثابت ہے کہ تمتع نے حلت احرام میں بعض فرمایا مطلقاً ورنہ نے کہا اصل یہ تھا کہ وہ لیکن میں کا پھرنا مکروہ ہے وہ الاستظلال بالمحمل وغیرہ وقد اوجبه فانها احدام کا اگر کسا مگر اور یہ بیٹھ کے گھر لعد عماری کے سایہ میں ہونے سے بہتر ہے کہ عماری کی چھت اور بند دار ہوتی ہے کہ تو کچھ سر سے چھوتی ہے کہ نہ کرے گا کہ نہ کرے وہی تمام حضرت مکہ پر پہنچا کہ لوگوں کا سہرا اور اشارہ کرنے میں داخل ہوا اور مکہ کا خلاف سر کھلا فرض کر کے اسلام کرے اور شیاں یکیں بھائی وقتہ اور بہتر کو ہوا بھائی کرے جہاں کے بالجہر ہو خواہ اور میں انہا تھا۔ مال ہوا غرکا کہ ان کی ہم وسقطہ وقتہ وسلم اور سہرا اور فحا اور بلی بعد ام التطیبۃ واللبس اور نہ پہنچ کر کرنا اور نظار اور بھیار کے نہ ہونے کا اور اگر ہوں کا معنی کہ انہ کے شرح اور بلی اسوا سکو کہ اور ہوں کا استقلال تنظیر نہیں اور بھائی نہ غیر کا باندھا اس میں داخل ہیں واتحاد الاحرام بلطیب ظاہر اصل مطیبۃ مرۃ او مرتین فعلیہ صدقۃ او الولیہ اصلیہ او مرۃ او پہنچ کر سر کھلنے سے نہیں کہ سر کھلنے نہ مشہور اور سر ہونا سر کھلنے ہو اور سر ایک ہو اور کا رکھا خواہ کہ سر دینا فاذ ہو گا اور اگر بن یا باندھا ہو گا اور کھلا خواہ کہ سر دیکھ کر کیا جانور کا واجب ہو گا کہا فی الہدایۃ ولا یتبع خیطاً او قمیصاً او عمامۃ وقلم ضرسہ وخرز لیس وخلہ وآسہ وذبابہ ولکن وفی ان خاف سقط متفرقا او فمسکہ فان فی الواحد یتصدق بشیء فی الثانی کفن من طعام خیر الاذکاء اور محرم پہنچ کر متمتع کرنے اور فصد اور پچھنوں کے لگوانے میں کچھ نہیں زادہ اگر کھانے سوا اور ٹوٹی پھوٹی کے باندھ ہو اور انہوں سوا اور بدن کے کھلنے سے لیکن اس سے کھلا اور کبھی اگر ہوا یا ہوں ہونے کا خوف ہو اور اگر گرہ کھولنے سے خوف نہ ہو تو رسی کھلوا دے کہ انی النہج ایک جوان میں کچھ صدقہ دے اور تین جوں میں بکری ہو گی سوں خیرات کرے کہ اندانی فرد الا کا اور انی اسکا بیان اسکے آگے ہو گا واذکر الحرم التلبیۃ ہذا یاصحبی ہلی ولو فلا او علوا ہبطوا وادیا الی کبا جہم والسیر وصعدوا کبا ع اوصنا وکذا الی ان یدخلوہم بعضہا اور محرم الزبیک کہ کرے بنا بر سنوا ہے کے جبکہ نماز پڑھ کر جو نفل نماز ہو جب بلندی پر چڑھے یا جب ثانی میں آتری یا جب منشر سوار دل کا بیدلوں سے ٹوٹا اور سطح اگر انجو نافلہ میں ہے ایک دستہ کو لو تلبیک کہو شارع کہنا ہو تب بکسر ثانی ہم ہو لیک کی جسے صحب میں صاحب کی اور ان رو لوگوں کی جن کو لیک ہوا اور آخر اسے داخل المسجد او المحرم یلبی ہم تو لبیک کہے ہم کہتے ہیں رانہ کے پہلے پیشے سے کہ قبول ہونے دعا کا اور وقت ہو کذا فی حاشیۃ الطحطاوی اذا التلبیۃ فی الاحرام کالتکبیر فی الصلوٰۃ فی حالات اور اوقات مذکورہ میں لبیک کہنا سوا سلوسب ہو کہ لبیک کہنا احرام میں ایسا ہے جیسے اللہ اکبر کہنا نماز میں تو جیسے نماز میں ایک حال سے دوسرے حال کے انتقال کیوقت اللہ اکبر کہتے ہیں ویسے ہی احرام میں انتقال حالات میں لبیک کہنا چاہیئے وافضا استانا صوا فی بلاحصر فی کیفیۃ الجوامع لبیک اکثر کہا کرے اپنی آواز کو بلند کرے سنت جان کر جو احرام لوگ کرتے ہیں وفی اذا دخل الحرم یلبی المسجد الحرام بعد اتیانہ یأمن علی التعیۃ داخلا من باب السلام نہارا ذا لم یلبیا مواصعا شاعا الحاجا حلالا للبقعۃ ورجب کہ متفرد داخل ہو فرادل مسجد الحرام میں جاتے بعد ہو کہ اپنے اسباب اور سامان تو ظاہر میں ہو جیسی اول اسباب سفر کو مکان محفوظ میں رکھ کر مسجد الحرام میں داخل ہو دین کو بنا پر مستحب ہے اس دروازہ سے جسکو باب السلام کہتے ہیں اور سامنے میں اور سکو باب بنی شیبہ کہتے ہو خاکا بانا کو گزرتا تھا تھا اور جبل اُحد کی طرف کو ہو جہاں کہ شہر ہو تو احد نام ہو ہم شہر کہ کہتے ہیں ایک جانب کو اونچی ہے اور دوسری جانب نیچی دو منزلوں پر ہو کر داخل ہو جیسا کہ میں کہ سرحد ہے ہندوستان سے جبکہ حرمت الکلا اور کہ ابلغ کہتے ہیں اندھ نصت کہ دنت بھی جانب سے جبکہ کہ ان فسم کا ان بولتی ہیں اور داخل ہوا ہو وقت جانے ہو اور دن کو مستحب ہو لیکن اہل نہ کا قافلہ اگر سحر کو رفت و داخل ہوا ہو اور مستحب یہ کہ وہ میں داخل ہونے کے بعد اللھم ہذا حرمک وامنک فحرم لحمی ودمی وشعری وبشری علی النار وقنی عذابک یوم تبعث عبادک کذا فی شرح المنہاج والبرہان ویستحب الغسل لدخولہا وہو النظافۃ فیجب الخ ویتنشف ویدخل مسجدہا من باب السلام فاذا دخل رأی البیت

ہذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

اور حیض غسل جنابت کی طرح ہے فرمایا حیض اور نفاس والی عورت کو بھی غسل کرنا مستحب ہے وحین شاهد البیت کله قلنا و معناه
اللہ اکثر من الکعبة و هل یلتفت فی عبادته اور جس وقت کہ بیت اللہ کو دیکھے تو نہیں باید اللہ اکبر کہے اور معنی اللہ اکبر کے بعد کہ اللہ
بزرگ ہے کعبہ سے یعنی ہم جو بزرگ بڑا تو کعبہ بھی آسمان داخل ہو کیا اور بیت اللہ دیکھ کر لا الہ الا اللہ کہے تاکہ اس عبادت میں کسیقدر شرک نہ رہا تم ہو یعنی سوائے
خدا کے کوئی اور الٰہ عبادت کے لائق نہیں تو بیت اللہ کی عبادت کی بھی نفی ہو گئی یا شبہ الطواف فی الهواء جابر کی حدیث میں ثابت ہے کہ حضرت سرور عالم
صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کو دیکھ کر تین بار تکبیر فرمائی اور فرمایا لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شیء قدیر پھر کہا
اللھم اور عطا تھ مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کو دیکھ کر یہ دعا فرمائی اللھم زد بیتک ھذا تشریفا و تعظیما و تکریما و مھابة و زد من شرفه و کرمه ممن حجه او اعتمره تشریفا و تعظیما
و تکریما و مھابة و بر یعنی ہمیں مروی ہے کہ عمر فاروق جب بیت اللہ کو دیکھتے تھے کہتے تھے اللھم انت السلام و منک السلام حینا ربنا
بالسلام و ادخلنا دار السلام اذا فی فتح الدیر فرمایا آیا لطواف لانه فی البیت ما لم یخف فوت المکتوبة او حمامھم
او الوتر او سنة البتة یہ بطور تحفہ مروی ہے اور اس سے کہ طواف بیت اللہ تحیہ ہے جبتک کہ فرض نماز کا وقت باقی ہے کراہت نہیں کہ وہ کا خوف نہ ہو تو طواف
اور اگر خوف ہو تو نماز کے بعد طواف کرنا سنت مؤکدہ جانیں یہ بہتر ہے کہ شاید اسی وقت پہنچے کہ اگر طواف کرتا تو وہ وقت فرض کا وقت باقی نہ رہتا سنت
تراویح یعنی دن اور رات کے فرض سوا نفل کہ وہ ہر نماز میں شامل ہو کرنا اور مبارحة الطواف و ما استقبل الحجر فکبر اھللا و اقام علیه کما تصلی و استلمه
بکفیه و قبله و الا صوبه و یہ ہر طواف میں ہر بار حجر اسود کے تکبیر کہنا اور علیحدہ توجہ پہنچنا رفع الیدین کرنا مانند نماز کی اور چومنا حجر اسود کو اپنی دو
ہتھیلیوں کو اور منہ کو چومنا یا دونوں آوازیں کے لگانے یعنی لبوں کے لگانے میں آواز نکالنے اسلام حجر ہے کہ دونوں ہاتھ اس پر رکھے اور اس کو چومے یعنی
ابن ابی ہریرہ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود کا استقبال کیا اور دونوں لبوں کو اس پر رکھا اور دیر تک رہے
کیونکہ ہر حجر القاء کیا تو عمر کو رونے دیکھا تو فرمایا اے عمر یہاں آنسو بہانا چاہئے اور صحاح ستہ میں مروی ہے کہ عمر فاروق نے حجر اسود کو چوما
اور کہا کہ میں جانتا ہوں کہ تو پتھر ہے اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حجر تجھے نہ دیکھا ہوتا تو میں نہ چومتا تو نہیں نفع و ضرر کچھ
اسلام کو قوت بہم و عاکر یہ اللھم ایمانا بک و تصدیقا بکتابک و وفاء بعھدک و البا بعا لسنة نبیک اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک
لہ و انبیک ان تجعل اعتدا و رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم کذا فی شرح المنیہ و ھل یسجد علیه قیل لا تکرہ کیا سجدہ کرے حجر اسود پر
یعنے علمائے کہا کہ اکیا سجدہ کرنا چاہئے ابن منذر اور حاکم نے روایت کی کہ عبداللہ بن عباس حجر اسود پر سجدہ کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا فعل فعل کرنے اور امام مالک نے اسکو بدعت کہا کذا فی النہر یلا ایذاء لا مسا و ترک الاذی و یسعی فان لم یقدر یشیر الیه مستقبلا و
یکبر و یھلل اسلام حجر اسود کا کرنا بدون ایذا رسانی کے یعنی دھکے کہ لوگوں کو نہ پہنچے ہم اسطرح کہ استلام سنت ہے اور تکلیف رسانی کا
ترک کرنا واجب ہے سنت کو واجب کو ترک کرنا جائز نہیں ہو اگر نہ میسر ہو اگر حجر اسود کو نہ چوم سکے تو دونوں ہاتھ کو اوپر سے پھیر
تھ لگا چومے یا ایک لکڑی اور سے پھیر کر لگا دے اسکو چومے یا اپنا منہ فانه یستلم الحجر بمنکاثی یدیه او یقبل احدھما او الشیء الذی مس به الحجر
اپنے ہاتھ کی کسی چیز کو حجر اسود سے لگا دے اگرچہ اس چیز میں عصا ہو تو اسکو لگا دے پھر اس چیز کو چومے اور ان چیزوں میں سے ہے
الاستلام یعنی استقبلہ مشیرا الیه بیدی کذا کما واظبهما علیه اور اگر حجر میں کثرت ہجوم کے استلام اور کسی چیز کے لگانے سے عاجز ہو تو حجر
اسود کے سامنے کھڑا ہو اپنی دونوں ہتھیلیوں کے اندر کیا جانب سوا اسکی طرف اشارہ کرے کہ اس قصد سے کہ گویا ہاتھیلیہ کو حجر اسود پر رکھے ہے

وذکرہ ملا سعد اللہ تعالیٰ وصلی اللہ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وان قبل کعبۃ اراد اللہ اکبر کہے اور کلمہ تو حید پڑھے اور حق تعالیٰ کی حمد کرے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے پھر اپنی دونوں ہتھیلیوں کو منہ پر پھیرے وفی الجمیع تحصیل کفایۃ استاد الائمہ الجرجانی خلافا لمن اوجبہ اور ہمارا سنت کے سوا جمع کے باقی حکایات میں نبی کریم علیہ السلام کے اسم جانب آسمان کی طرف کرے اور قلب و نگاہ کو مگر حرم میں جہاں سے کعبہ سامنے کیا جائے ظاہر الروایت میں کذا فی النہر من الغایۃ وطاف بالبیت طواف القدوم ویسمی طواف الورود ایضا وطواف الصدر ایضا وطواف التحیۃ ایضا وطواف الوارد ایضا وطواف الوداع ایضا وطواف الصدر ایضا وطواف الوارد ایضا وطواف التحیۃ

قرائن سے فرض ہوا اور حکم کا بیت اللہ میں داخل ہونا جبرا جنس ثابت ہوا۔ دلیل تعلیم سے تو احتیاط اسکو مقتضی ہے کہ طواف میں تو حطیم کو داخل کیجئے اور نماز میں خارج دونوں قبلہ مستحیل ہے حکم اور حطیم من جملہ اسمٰعیل اور اجر علیہا السلام کی قبریں سبعۃ اشواط فقط بیت اللہ کے گرد نہ فقط شاذ

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو شخص بیت اللہ کا طواف کرے اور سات بار گنے تو ایک شوط ہے اور سات بار گنے تو ایک طواف ہوتا ہے فلو طاف ناویا سبعا علی ما یقع له فالصحیح انه یلزمه اتمام السبوع المشروع فیه لانه شرع فیه ملتزما کما لو طاف ثم اقتدی بمن یطوف انه یلزمه اتمام ما شرع فیه بالاقتداء شروع فی مستحب فیلزم بالشروع کالصلوٰۃ اور اگر کسی نے سات شوط کا طواف شروع کیا اور ان کو گنا نہیں تو یہ طواف ہو جائے گا اور اس کو لازم ہو گا کہ اس طواف کو پورا کرے اور اس شوط کا لوٹانا واجب ہے

اصلا پہلے تین طوافوں میں رمل ہو ہم کہتا ہوں میں ثابت ہو کہ آنحضرت نے طواف میں یہ سب کیا کہ جب سے سوائے نہ تھا صلے اللہ علیہ وسلم ساتھ اصحاب کے مدینہ سے عمرہ کرنے کو آئے تو مدینہ کے بخار نے ستایا کمزور کر دیا اور دل ضعیف کر دیا تو آنحضرت نے فرمایا مسلمانو کو اکر کے طواف کریں تاکہ مدینہ پر رعب پڑے یہ حدیث بہت سال حجت کی ہوئی اور اہم کہ یہ مسئلہ ثابت لائق اور اقدر سابق رکنی کیا لعنت الٰہی کی پناہ کرنے کو کہ بعد خوب کے اس علت کا پتہ جیسے یہ علل معاندانہ الحمیں میں جاری رہا تھیم کا ہاری رہا تھیم کا ہاری رہا تھیم کا ہ

پر وحی فرستادی اور فرمایا اسی آدمی تو نے بعض دعا جو مجھ سے مانگی کہ میں نے قبول کی اور تیرے گناہ بخشے اور تیرے غم اور ہموم کو دفع کیا اور جو تیری دانا سے بھرے دانا مانگا اور مجھ سے جو تجھ پر ایسا ہی کہ مانگا اور اسی ممانعت کی کہ دور کر دیا گیا تیرا دشمن سے اور نفع القدیر لابن ہمام میں السعاۃ بامقام ابراہیم کے سوا اور یہیں مسجد الحرام میں دو گانہ طواف کا پڑھے اگر دن چھپنے تک دیر کرے اور ان دھل یتعذر المسجد فقرا ان ادرکا اس نماز کو پہلے مسجد الحرام ہی میں پڑھے تو قول متعدد ہے کہ قول مختار یہی ہے اور تنویر میں مسجد الحرام کی فضیلت کیساتھ مطلق مسجد الحرام کی فضیلت کیساتھ مطلق مسجد الحرام کی فضیلت کیساتھ مطلق

سات بار کر صفا سے شروع کرے اور ساتویں شوط کو مروہ پر ختم کرے یعنی صفا سے مروہ تک آنا ایک شوط ہوا پھر مروہ سے صفا تک جانا
ایک دوسرا شوط ہوا اسیطرح سات شوط مروہ پر تمام ہوگا علی ما قالہ المزوقہ ویبتدا اولا بما قدمہ اللہ تعالیٰ ہی اگر مروہ سے ابتدا کرے گا تو صفا تک ایک
شوط اور میں شمار ہوگا یہی قول اصح ہے اسواسطے کہ نبی علیہ السلام نے مخالف ہیئت سے ابتدا صفا سے کی اور فرمایا کہ ابتدا
کرو اس سے جس سے حق تعالیٰ نے ابتدا کی یعنے فرمایا ان جبیہ من شعائر اللہ الصفا والمروۃ من شعائر اللہ کذا فی کاشفۃ الطحاوی وان بدا بالمروۃ
فی المسجد لیکون للطواف اسبوعان فی مسجد فحسن کذا فی مسند الحرام میں جا کر پڑھے اللہ تعالیٰ نے اسواسطے کہا ہے اذکروا اللہ عند المشعر الحرام یعنی مزدلفہ
جو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وہ جگہ مسجد سے دور کہی مسجد الحرام میں جا کر پڑھیں یا صفا و مروہ کے درمیان اور اس جا پر اذکر کے بھی کہہ سکتا ہے کیا علت ہے
وہاں اسکو کرانے کی صحیح الشیخ یقہ یمکن بانہ لیکون فعلہ بالحج ابلغ جعلا بالسعی بین الصفا والمروۃ کہ مفرد میں حج کا احرام باندھے جس طرح حج اور عمرہ کرکے
حج کا احرام توڑتا ہے نزدیک یعنی حنیفہ کے مذہب میں یعنی حج میں حج اور عمرہ کا احرام باندھ کر قواعد عمرہ کرکے احرام حج کا جدا ادا ہوتا ہے نہیں
دیکھو جمعہ میں صحت جمعہ کو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مجرد الوداع میں اصحابہ کو حکم کرکے کہ تم کو ہدایا تھا تو یہ حکم فقط اصحاب ہی کو مخصوص تھا
اسواسطے صحیح مسلم میں ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہوئی کہ حج کرنے کا ہمیشہ کیلئے ہے مخصوص متعۃ الحج وطاف بالبیت خلافا لمن شاء بالاذان وسعی
بعد افضل من الطواف والسعی قولا فی الاقل فعلہ الکل اور افضل طواف کا کہ جسے بیت اللہ کا جتنا چاہے ہو دن رات اسی کے اور طواف کرنا افضل ہے نفل
پڑھنے و مسافر کے حق میں اور اہل مکہ کیواسطے خاص افضل ہے طواف سوری الحج بیقتضیہ قصدہ وہو سنن الہدی والاطواف افضل من الطواف
مطلقا اور سوائے الزکن یمن کے کہ فضیلت صلوٰۃ میں ہوگی حج کی فضیلت کیوں کر ہوگی اس واسطے کہ بعد طواف سعی ہے اور اسی واسطے ایام حج میں طواف سنت افضل ہوتا ہے کہ بیت حج میں
کے مسافر طواف سوء محدوم ہیں اور بعد موسم حج کے طواف ہی افضل ہے نفل نماز سے ہر طرح طحاوی اور ابن جہان نے روایت کی کہ رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیت اللہ کا طواف نماز ہے مگر یہ کہ خدا نے طواف میں کلام حلال کر دیا ہے سو جو کلام کرے تو صرف اچھی خبر کے بولے
ذافی الصحیح عالم الزمان اور نسائی میں بروں سوری ہوگا طواف مثل نماز کے ہے اور ابن ماجہ میں عبداللہ بن عمر سے روایت ہوگی کہ رسول خدا صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک بیت اللہ کا طواف کیا اور دو رکعتیں پڑھیں گویا اسنے ایک گردن کو آزاد کیا اور اسکی کتابت میں اجر ہے ہوئے ورواہ
ابو داؤد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کرکن بالرکن مشتق مقرر میں سر مشق کرنے کے طواف میں ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاٰخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار اور وہ رشتہ ابن ابی بن تمنہ ہی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک اللہ کا بیت حج کرنا نور ہے اور تم کو اس سے اسطرح نور ہوگا جیسا کہ جیسا اور دن بیگانا رہا جاتا ہے اس کی کیا بحث ہے
بعد اسکا کہ قولی تیسرے جامع للاصول وخطب الامام اول خطبۃ الثلاث بسابع ذی الحجۃ بعد الزوال ناصحا فی الظہر بمکۃ فی قول
علی المفتی بہ اور حج کے تین خطبوں میں سے پہلا خطبہ ساتویں تاریخ ذی الحج کی امام پڑھے ظہر کا بعد از زوال ناصح کرکے وہ
دن اس خطبہ میں حج کے احکام تعلیم کرے یعنی احرام باندھنا اور منا اور عرفات کا جانا اور وہاں کی نماز اور عرفات کا ٹھہرنا اور وہاں سے پھرنا
کو کہ تم کو سکھاوے ھم حج کے تین خطبوں میں ایک ساتویں تاریخ کہ دن اور دوسرا عرفات میں ازتیسرے گیارہ ہوئی سنا میں اور سب خطبے بعد زوال اور
نماز ظہر کے پڑھے جاتے ہیں مگر عرفات کا خطبہ بعد زوال قبل خطبہ ظہر کے ہوا اور سب خطبہ عربی میں ہے تحسین واجب ہے مانند خطبہ عیدین
کے اور خطبہ عید اور خطبہ استسقاء اور خطبہ نکاح میں تحمید واجب ہے کذا لا نکاح ہوگا فی الصحیح والمطاوی فاد اصل مسئلۃ الحج یوم التروی وہو الثامن
التاسع یوم الاحد یقف بعرفۃ من الزوال علی قدر ما یتیقن من مکانہ وملک بھا لیخرج عرفۃ ہر جب وہی کی کوئی تاویں نا یوم عرفہ کی نماز کہ میں پڑھے
جمعے کو نماز کیطرح پڑھے اور عرفی کی فوجدان ہوگا اتنا ہی کہ یوم الترویہ کہتے ہیں اور منا کا ایک گاؤں ہے حرم کی حد میں کہ سوتین گز کس
ھم امت کہ میں جمیع حالات میں لبیک کہنا ہوا مزدلفہ کو اور منا کا طرف جمرۃ عقبہ کیطرف کہو اور ہمیشہ ذاکر ہو اللھم لبیک لبیک ادعوا لبیک ادعوا

والیک ارغب اللھم لبیتی صلی اللہ علیہ وسلم فی وقتی ہذا حب سنا مین داخل ہو تو سیدہ دعا ہو اللھم ھذا بیتک والحرم حرمک والامن امنک وھذا مقام العائذ بک من النار فحرم لحمی ودمی وعظامی وبشری علی النار اللھم اٰمنی من عذابک یوم تبعث عبادک واجعلنی من اولیائک واھل طاعتک قال فاذا اصبح یعنی جب صبح طلوع ہو تو کہے اللھم لک الحمد کما ھدیتنا لھذا المقام واکرمتنا بہ وشرفتنا بہ فلک الحمد علی ما انعمت علینا من طاعتک وطاعۃ رسولک صلی اللہ علیہ وسلم اللھم ھذا وقت قد اقبل فیہ حجاجک ووفدک وزوارک وقاصدوک یرجون رحمتک ویخافون عذابک وقد رجوتک وانت اھل الرجاء فاغفر لی ولوالدی ولجمیع المسلمین یا ارحم الراحمین اللھم ارحمنی بترکی ما لا یعنینی وارزقنی حسن النظر فیما یرضیک عنی یا ذا الجلال والاکرام اللھم اجعل فی سمعی نورا وفی بصری نورا وفی قلبی نورا اللھم اشرح لی صدری ویسر لی امری واعوذ بک من وساوس الصدر وشتات الامر اللھم اعوذ بک من عذاب فی النار وعذاب فی القبر اللھم لک الحمد کالذی نقول وخیرا مما نقول لک صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی ولک تراثی اللھم اغفر لی ذنوبی واذھب عنی سیئاتی واکرمنی بحسناتک یا ذا الجلال والاکرام اللھم ارزقنی حجا مبرورا وذنبا مغفورا وعملا صالحا مقبولا وتجارۃ لن تبور یا عالم ما فی الصدور اللھم نجنی من عذاب السعیر وادخلنی الجنۃ مع البشیر النذیر اللھم انی اسئلک من الخیر کلہ عاجلہ وآجلہ ما علمت منہ وما لم اعلم واعوذ بک من الشر کلہ عاجلہ وآجلہ ما علمت منہ وما لم اعلم اللھم انی اسئلک من خیر ما سئلک منہ عبدک ونبیک واعوذ بک من شر ما عاذ بہ عبدک ونبیک اللھم انی اسئلک الجنۃ وما قرب الیھا من قول او عمل واعوذ بک من النار وما قرب الیھا من قول او عمل اللھم اجعل ما قسمت لی من رزق حلالا طیبا اللھم اجعل ما قسمت لی من رزق فی یدی لا فی ید غیری اللھم اجعل ما قسمت لی من رزق فی یمینی لا فی شمالی اللھم اجعل ما قسمت لی من رزق فی حلالک لا فی حرامک

نبی سے معلوم کیا وہاں برابر ہوتا ممکن ہے کہ فراغ عصر اپنی وقت پر ہوتی تو وہاں سے نکلتا پڑتا اور نہ فوت متصفف ہوتا اس ضرورت سے ہے
من الظہر والعصر جائز ہوا اور جماعت میں شفقت اور جب کہ امام کے ساتھ جاتا پڑے ہے و نوں برابر ہیں قولہ ذہب الی الکوفۃ یصلی الظہر
و لما الامام علی ثانیۃ عشر رجلا الخ عصمہ اللہ تعالیٰ الظہر نماز کا وقت ہوا اور امام نے تکبیر کہی اور مستقبل القبلہ نماز کے بعد جاء جماعت سو فت کے لیے کہا ہیں
جاوے فعل کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی اونٹ پر سوار ہو کر جبل عمت کے قریب پہونچ کر اپنے پیروں کے بل قبلہ رو ہو کر ہم
یہیں کہتا ہوں نماز سنت ہے اور یہ ہر امام کی عادت ہو کہ جہاں پہونچ کر ٹھیرے ہے یہیں سے وقف ہو قال الشارح والبرکۃ ہمارے اس
قول کو دلالت کرتا ہے اور جو امام کی عادت ہو کہ جہاں پہونچ کر ٹھیرے ہے یہیں سے وقف ہو قولہ محتارا و مذاہب ہمارے اس
قول کو دلالت کرتا ہے اور جو امام کی عادت ہو کہ جہاں پہونچ کر ٹھیرے ہے یہیں سے وقف ہو قولہ محتارا و مذاہب ہمارے اس
و چھوڑ دیوے اور اگر بھولا ہوا ہو تو یاد ہونے پر سوار ہو اور لوگ امام کے پیچھے پہونچ کر ملیں اور اگر وقت نہیں بچتا ہو تو جہاں پہونچا ہو وہیں نماز
پڑھ جاوے اور امام مناسک کی تعلیم کرتا ہوا وہاں پہونچا ہو اور لوگ امام کے پیچھے پہونچ کر متصل ہوں اور نہ متصل ہو تو جائز ہو گا اگر لوگ امام سے
بہت جدا ہو جاویں تو جائز نہ ہو گا اور امام کا ساتھ چھوڑ دینا ہو گا اور اگر امام کے ساتھ ہو کر ملے تو جائز ہو گا اور اگر امام کے ساتھ ہو کر ملے تو جائز ہو گا
میں کہتا ہوں کہ مسجد نمرہ کے بیچ میں ہو اور یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ افضل حاجیوں میں وہ ہے جو افضل ہو حاجی
سے اور افضل حج کا عرفہ کے دن وہ حج ہے جو ہو عرفہ کے دن اور اگر کوئی شخص عرفہ کے دن سے پہلے آ جاوے تو اس کا حج ہو جاوے گا اور اگر کوئی شخص
عرفہ کے دن سے پہلے آ جاوے تو اس کا حج ہو جاوے گا

وذکر سبعاً لا إله إلا الله وحده لا شریک له له الملک وله الحمد یحیی ویمیت بیده الخیر وهو علی کل شیء قدیر وسبحان الله والحمد لله ولا إله إلا الله والله أکبر ولا حول ولا قوة إلا بالله العلی العظیم یرید رضی الله جانب ماتیسر له الرکن یمانیاً فاطراً لا یرضی والتسلم ترجمہ تمہارے کلام اور بعض دعائیں مانگے اور حاجتیں مانگے اور رحمتی وادی البیداء انیسنا اهل الله یا سالک الله ان ترفقه رسلاً افترضت علی یعینی علی الاعراب واد اصحابک وضعفاء الناس التی اقامها ابراهیم خلیلک وولدت عنی حبیبک الله لکل مشرج الیک برأفة ولکل ممکن لدیک رغبة وقد جئتک مصفرا لیک وسکینا لیدیک وقاضیا حاجتیه اعترف ذنوبی الاعظم ذنب ذنبه وقد ذلک الا ذلک الله الذی یعرفه ومقام معترف عائذ بک یدعوک دعاء المضطر الیک المتضرع الیک الخائف الذی لا یؤمن الا من رحمته ولا یغاث الا من رحمته ولا یعطی الا من رحمته ولا یرحم الا من رحمته ولا یجیر الا من رحمته ولا یعصم الا من رحمته ولا یوفق الا من رحمته ولا یهدی الا من رحمته ولا یغفر

ایک نالہ سہ برادر مزدلفہ کے قریب ہیں سو اگر کوئی محسر یا بطن محسر میں پہنچ گیا تو جائز نہ ہوگا بقول شہید ہم بھی محاذی محسر ہوئے مگر وہ کوئی
معلوم نہ تھا کہ عرفات میں مسجد عرنہ ہے اور مزدلفہ میں محسر ہوتے ہوئے نہ گزرا کہ وہاں کوئی نشان نہ تھا یہ نہیں کہ وہ نشان ہوا ہی کا نام ہے جہاں
اصحاب الفیل غارت ہوئے تو محسر کے معنی ہلاک ہونے والا ہوا چونکہ اصحاب الفیل وہاں غارت ہوئے تھے اور ہوا کا نام محسر اس لئے ہوا کہ وہ اتنی تیز چلی
قال عند قبیل الفجر بصوت یقرب لا یصدر الا عن فاتح یعنی تنفس اور مزدلفہ میں فرجہ کے پہاڑ ہیں اور جنہ قزح نام اول پہاڑ کا ہے
فلذ فیہ مصدر جہ کہ یہ علیت اور عدل کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے غایر ہو جس کے معنی واجد والا ہو اشعر آلۃ المشعر الحرام وعلیہ ویقدادہ قیل کل الموقف
اور قول صحیح یہ ہے کہ مشعر الحرام سبھی جبل قزح ہے کذا فی الکشاف اور اس پہاڑ پر آگ جلتی تھی کہ ایک نشان ہو لیکن اب کسی کو نہ وہ آگ معلوم ہوئی نہ
ہمیں ہے ہم فوان مجتہدین فرمایا کہ جب تم عرفات سے روانہ ہو کر دو شعب الرام کے پاس پہنچو تو اس کو پار کر نہ ہو بلکہ اس سے نہ تصریح کر دی کہ مشعر الحرام
سے بڑا دہ ہم کہا نہ ہے وہ علی السنۃ الناس نادان واقامہ الان السنۃ فی وقتہا فلو تحکم الاعلام فالاختیار خلافہ اور مغرب اور عشا کی روان نماز پڑھے ایک اذان اور دو اقامت سو ہم اسی طرح عشا کی نماز اپنے وقت پر ہم نے فرمایا تھا کہ عشا کی حاجت نہیں چاہے
یہاں مشتبہ بین المصلحتین یہ امام کی حاجت نہیں ہم یہاں سوال دارد ہوتا ہے کہ یہاں مشتبہ بین المصلحتین میں کیوں دوبارہ اقامت نہیں فرمایا حالانکہ
کئی جگہ بین المصلحتین میں ہونگی شمار نہ ہے جواب یہ ہے کہ یہاں دوسری نماز بعینہٖ عشا اپنے اصلی وقت پر ہے اور لوگ سب سمجھتے ہیں فرمایا علام کی گویا حاجت
نہیں کہ دوسری نماز بخلاف عرفات کے کہ وہاں نماز اپنے وقت پر نہیں لہٰذا علام کی حاجت ہوئی اور امام اعظم کے نزدیک
بھی بین المصلحتین میں امام اور جماعت مشروط نہیں جیسے کہ عرفات میں مشروط ہو حالانکہ احادیث سو دونوں جگہ احتیاط ہے ہر سہ اصلی کہ مغرب پہاں
لیٹے وقت سو مناظر ہیں اور عشا کو پڑھا وقت گذرنے کے بعد اور مقصل ہو بخلاف عرفات کے کہ وہاں عشا اپنے وقت سو منفصلہ ہو اور قدیم مخالف
ایسے وقت پر مخالف قیاس ہے بر طرح سے لہٰذا آسمین مورد کی ہیں شروط دوار دہ واجب الرعایت ہیں کذا فی دلائل الاسرار من ابن ملک اور دو
نمازوں کے بیچ میں سنت اور نفل نہ پڑھیں بلکہ مغرب اور عشا کی سنت کو اور وتر کو بعد مغرب اور عشا کے پڑھے کذا فی الہدایہ لیکن المتسط للامام رحمۃ اللہ وقد
لو صلی المغرب او العشاء فی الطریق او فی عرفۃ اعاد علی رتب الصلوٰۃ فاما عشا اور اگر مغرب کی نماز یا عشا کی نماز اور راہ میں یا عرفات کے
پڑھ چکو تو پھر دوبارہ نہ پڑھے دلیل اس حدیث کی کہ نماز نہ پڑھو گے ہم جمیعن بین الصلاتین میں آسامہ بن زید سے مروی ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم
جب عرفات سے روانہ ہوئے تو راہ میں اتر ہوا اور پیشاب کیا پھر آئے ہم نے وضو کیا میں نے عرض کیا کہ نماز پڑھئے فرمایا کہ نماز پڑھو گے ہم پھر حضرت
سوار ہو گئے تو جب مزدلفہ میں آئے تو پھر اتر ہوئے اور وضو کیا پھر نماز مغرب کی نماز اور عشا کی نماز پڑھی فرمایا حدیث سو صدر ہوا ہم کو اختر مزدلفہ کے عرفات اور راہ
میں نماز جائز نہیں تو واجب الاعادہ ہوگی فوقتہما بالزمان والمکان والوقت مالزمان کما مر والمکان کما مر ولذا لو قدم وقت
الفجر حتی لو وصل مزدلفۃ قبل الفجر حتی یطلع الفجر یصلی الفجر بغلس جو کوئی نہ پہنچا مزدلفہ میں صبح صادق سے مگر بعد طلوع فجر کے تو
نماز مغرب کی تاخیر کرے اور بعد طلوع صبح صادق ادا کرے اور وقت کہ مغرب اور عشا کا ہے وہ یوم النحر کی رات ہے اور مکان خاص مزدلفہ ہے اور وقت
خصوص عشا کا وہ ہے جبتک عشا کا وقت آدھی تہائی رات تک ہے اور پہلی کو لائق ہے جنہ وجوہ سے یعنی یہاں کہ سوال منصوص ہیں جبکہ جواب
بین قضیہ کے چرانی ہو چنانچہ ترجمہ چند سوال اور جواب کو ذکر کرتا ہوں مطلع ہونے کے لئے قبل کرکے سوال کرن نہ نماز پڑھی ہیں اذان ہوئی تھی
جواب عشا کی نماز ہو مزدلفہ میں پڑھے مگر مغرب اور عشا میں فاصلہ نہ ہو سوال کرن نماز ہم جو بے وقت پڑھی جاوے وہ قضا نہیں ہوتی کیا وجہ ہے
مزدلفہ کی مغرب ہو سوال کرن نماز ہو جو اپنے وقت پر پڑھی جاوے وہ واجب الاعادہ ہو جواب مزدلفہ کی مغرب ہو اور بسبب وقت کے عشا
بھی کہ نماز یا مزدلفہ میں پڑھی جاوے سوال کرن عشا ہو جبکہ صاحب ترتیب قبل مغرب کے پڑھے ہوا اور صحیح ہو جواب مزدلفہ کی عشا ہو

وقت پر پڑھی گئی پھر بیہم صادق ہو گئی **سوال** کون نماز ہے جسکا پڑھنا ایک خاص مکان میں واجب ہے **جواب** فرض عشاء کی مغرب اور عشاء کے مابین ظاہر الروایۃ فی المذہب ان الفرض یتعین بالطرق الثلثۃ فلو صلی صلاۃ احداھما ثم صلی الاخری فی بیتہ او فی مسجد آخر لم یجز عن الفرض ہاں اگر عشاء کا اعادہ دوسرے محلہ میں کرے تو جائز ہے اور اعادہ کی نماز کا اعادہ اور دوسرے محلہ میں کرنا جائز ہے غرض جبتک بیہم صادق نمودار نہیں ہوئی اور بعد بیہم کے وہ نماز جائز ہو جاوے گی خواہ مغرب ہو خواہ عشاء اسواسطے کہ اعادہ وہ واسطے جس میں اصلی تعین کے تنہا عشاء کیوقت میں سواب باقی نہ رہا اور بعد بیہم صادق مغرب اور عشاء کا وقت نہیں نہ پڑھنا اور سونے تک یہ جبتک ظلام نہ ہو گا فرض نہ ہوا اور ظلام کا فرد اول نماز کو راہ میں پڑھے اور اسواسطے کہ اگر راہ میں نہ پڑھے تو قضا ہو جاوے گی کذا فی منیۃ المصلی **وصلی العشاء قبل المغرب بزمن لہ صلی المغرب ثم اعاد العشاء کان لہ ذلک** ظاہر الجواز اور اگر عشاء کی نماز اپنے وقت پر پڑھی قبل مغرب کی نماز کے مزدلفہ میں تو پھر مغرب پڑھے اور عشاء کا اعادہ کرے سو اگر عشاء کا اعادہ ایسا ہو گیا کہ مجرد ظاہر ہو گئی تو وہ عشاء باطل جائز ہو جاوے گی چنانچہ امام اعظم کے نزدیک ایک شخص نے نہر کی نماز ترک کی پھر اسکے بعد اپنے وقت کی نافلہ پڑھی حالانکہ ظہر متروک اور یکبار وہ ہی فوت ہو گئی اور ان جائز نہیں ہو اگر وہ ایسی جگہ پڑھی جو نواب سب نمازیں صحیح ہو گئیں کذا فی الخلاصۃ **ویندب المغرب اداء لا قضاء ما لم یفت حد الاستحباب** اور مغرب اور عشاء کیوقت اداء و قضا کی اور مغرب کی سنتوں کو ترک کرے بار قول صحیح کے کذا فی الظہاریۃ **ویحیی لیلۃ القدر کلہا او اکثرہا** کے لئے صاحب النور رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جو شخص لیلۃ القدر میں تراویح پڑھے یعنی صاحب نور نے اسکا فتوی دیا ہے ہم نہ الفاظ کا مجموعہ ہے کسی نے سوال کیا کہ لیلۃ القدر کیلئے سب سے افضل کونسی رات ہے تو میں نہیں اور میرا ایمان ہے ظاہر اسپر تھا ہمارے میں نے جزیرہ میں دیکھا کہ لیلۃ القدر سارے سال کی راتوں سے افضل ہوتی ہے کہا کہ ہمکو ایسا معلوم نہیں ثابت نہیں ہوتا بالجملہ بعد شب بیداری کے اور بعد ذاتی کے جامع ہو تو مناسب ہو کہ نماز اور تلاوت قرآن اور تضرع میں سب رات اور فضیلت لیلۃ القدر کی فقط مزدلفہ میں منحصر نہیں بلکہ یہ فضیلت اور سی سوہو سوہی کو اسکی عبادت کا ثواب لیلۃ القدر سے زیادہ ہے کذا فی حاشیۃ الطحطاوی وحدیث شریف **سیأتی العشاء الی بان عشاء فی الجماعۃ افضل من احیاء لیلۃ** کے شارحین نے اسکو ضعیف کہا ہے جیسا کہ ہماری کے شارحین نے بسبب مخالفت کے اصول مذہب کی المجد کے فضل ہیں رمضان کے عشرہ اخیرہ کے **وصح الفجر الثانی بالطلوع الشمس وبیعا کما کان فرضہ فلو ترکہ یعید بوقتہ** یا **یاثم علیہ** اور مزدلفہ میں اور مزدلفہ کے ترک کا وقت ظلوع شمس تک ہے اور ظلوع شمس تک اگر بے وہاں گذارا ان چلا جاوے مانند عرفات کے لیکن اگر وقوف مزدلفہ کا واجب کے ترک کرنے سے تمام سب کو بھی پھر لازم نہیں **وکبر وہلل ولبی وصلی علی المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ودعا** اور وہاں حالت وقوف میں تکبیر اور تہلیل کرے اور لبیک کہا اور مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا اور دعا کرے آسمان کی طرف اٹھاوے اکرم ہی سنت ہے چنانچہ حدیث جابر میں مصرح ہوا اور ستر بار رشرح مختار میں ہو کہ یوں دعا کرے **اللھم انت خیر مطلوب وخیر من دعی الیہ اللھم لک الحمد کالذی نقول وخیرا مما نقول اللھم لک صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی والیک مآبی ولک تراثی اللھم اعوذ بک من وسوسۃ الصدر وشتات الامر اللھم اعوذ بک من شر ما تجیء بہ الریح** اور جب خوب روز روشن ہو جاوے تو سنا کیطرف چلے تہلیل کرتا اور درود پڑھتا اور استغفار کی جگہ سے ہو کہ جب ظلوع شمس تک دو رکعت پڑھنے کی مقدار فاصلہ

رحم کرنا نے اللہم عن الحمیۃ اللہ ہیرہ بہ ترجب محرم کے اندر بنے نشاب جانا مقدار بھینک مارنے جمرہ کے اسم علم کو وہ موقف تعداد ہی ہو
یعنے اصابا بالفیل کی ہلاکی کا مقام ہے عضبا الہی وہاں نازل ہوا تھا وہاں سو بھاگنا چاہئے اگر بیدل ہو تو خوشتابی کرے اور اگر سوار ہو
تو رکب کو نہ کرے بہی سنون ہو طاوی نے کہا کہ مسافت راہی محسر کی ۴۴۴ ہاتھ ہے تو بعید جو شتاب سے سرعت کی مقدار جان کی سو
تعدیہ ہمین ملکہ تقریب ہو ادھی جمرۃ العقبۃ من بطن الوادی وہی لا ترمیھا من فوقہا ستعدا تا بحتیا ترمیھا الاصابع
جب منا ہیں آوے تو جمرۃ العقبہ کو نالی کے اندر سے مارے کہ ان اور انگلیون کے سرے سوا سوا ہو اور نالی کے اوپر سے نہ مارے یا نکلے تو ہو ہو کہ خلاف سنت
ہے ہم جمرہ عقبہ میں اسکی جار جمرہ آوے جو بڑی چھوٹی پتھر کے کوئے ہین اور تین جمار یان تین مکانون کا نام ہو پھر کنکریاں اور تہیں
پہنچے ہیں آگے کو جمرہ اولے کو تھوس جسکو اجائنے کہتے ہیں اور وہ سہ جمرہ وسطی اور تیسرا جمرۃ العقبہ آوے حذف کیا ہمجمرہ والی تیسرے خط
شمالی وغیرہ کے پھینکنے کے کہ تیسرے ہین کلمہ کی دو دن اور لکھیں کہ اوا بی الناس سے آوے مرتب ہین کہا تھ مت بہ ہو کہ ابتدا سے کرے سو کہ اسباب
سے ہو کہ بلا ہی آوے اور الجنی نے قول شافی کی تصحیح کی سے اسکا ہو کہ رسول ہین شیطان کی نشانہ ہوا ہے اور ہم کو امر کیا ہے اسکا اور اسا سنت کے بیان
سے درمہ جمرہ سے اوا ہے اسکی جار جمرہ کنکرانی الجمع تھجم ان جمرہ ہین عبد اللہ بن عباس سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ابراہیم
خلیل اللہ خانہ کعبہ کے اور کرنے کو آئے تو شیطان ان کو سامنے آیا جمرۃ العقبہ کے پاس تو سات کنکریان ابراہیم خلیل نے اوسکو سات کنکریان مارین یہانتک کہ زمین
اوسمین گم ہوگیا پھر جمرۃ وسطی کے پاس آیا تو سات کنکریان ابراہیم خلیل نے اوسکو سات کنکریان مارین یہانتک کہ زمین اوسمین گم ہوگیا پھر جمرۃ اولے کے پاس آیا تو سات کنکریان ابراہیم خلیل نے اوسکو سات کنکریان
مارین یہانتک کہ زمین اوسمین گم ہوگیا ابن عباس نے کہا کہ شیطان کو مارتے ہوا اور اپنے باپ ابراہیم کے دین پر چلتے ہو کذا فی الزیلعی الترسیہ
قولہ ہمو کون کل جمرۃ بسبع حصیات مثل الاول والثانی ہو کہ ہر جمرہ کو ساتھ کنکری مار

لانہ لیس من جنس ما کان یرمی وما فی ذوق الاشیاء من جواز بالجواز الا للاشیاء اور جائز نہیں مارنا سونے اور چاندی سے اس واسطے کہ سونے چاندی سے ہیکلوں کو نہ مارا کرتے ہیں نہ مارنا اور سنگلی سونا مارنا بھی جائز نہیں اس واسطے کہ وہ زمین کی جنس سے نہیں اور نہ اس واسطے کہ زمین میں جو ہیکلیں کے انکا جواز نہ کہنا ہی سونے کے مخالف کے اگرچہ اس جنس ذات سے نہیں ولیکن جنس ارض سے ہیں ودیگر کا حکم حکم الجمرۃ لانہا حجرۃ وہ کنکر بھی من قبیل حجارۃ وہی حجر ہیں اور کہنا ہو کنکریاں لینا جمرات کے پاس سے واسطے کہ جو کنکریاں کہ رمان میں پڑی ہیں ہیں وہ مردود ہیں مقبول نہیں اس حدیث کی دلیل سے کہ جسکا حکم مقبول نہ ہوا ہو اوسکی کنکریاں اوٹھرائی باقی ہیں ہم یہ حدیث کتب احادیث میں نہ کہ ہو کہ کنکریاں مزدلفہ سے لاوے یا اُس پہاڑ سے لاوے جو مزدلفہ اور منا کے درمیان ہو سو یہ ثابت نہیں بلکہ جہاں سے چاہو اٹھالے کوئی حرج نہیں کنکریاں کے پاس سے لینا واسطے کہ سعید بن جبیر سے منقول ہو کہ میں نے ابن عباس سے سوال کیا کہ کیا سبب ہے اسکا کہ خلیل علیہ السلام کو وقت رمی جمرات کنکریاں بھیجتے ہیں سو جمرات ایسی جگہ ہیں کہ جہاں سے آسمان کے کنارہ نظر آتا ہو کہ ندکر لیتے تو ابن عباس نے جواب کیا کہ مگر معلوم نہیں کہ جسکا حج مقبول ہوا ہو اوسکی کنکریاں مرفوع ہو جاتی ہیں اور جسکا حج مقبول نہیں ہوتا اوسکی پڑی رہتی ہیں ہادی نے کہا جب ابن عباس سے سنا تو نہیں کنکریاں لیتا یا اور جگہ سے لیتا ہوں سوا سکے تو بھی ہو جاتا ہے اور سب جمرات کی کنکریوں کا شمار ستر ہے جمرۃ العقبہ کو یوم النحر میں اور منا کے میں تو دن ہیں ہر دن تین جمرات کو سات سات کنکریاں مارتے ہیں تو سب ملا کر ستر ہیں اور بعضے علماء نے کنکریوں کا دو سو انہتر کہا ہے یعنی ۲۶۹ معلوم ہو جاوے گا کنکریاں کے اختیار و وقته من الفجر الی الغروب فمن رمی بعد ذلک اداء وبکرۃ کالرمی قبل الزوال ویکرہ الرمی وقت طلوع الشمس وقت الظہیرۃ وقت غروبہا کذا فی الکافی وقت رمی کا فجر سے غروب آفتاب تک ہے اور جو رمی بعد غروب آفتاب کے ہو وہ ادا ہے اور جو رمی وقت طلوع آفتاب کے ہو مکروہ ہے اور جو رمی وقت زوال سے ہو وہ بھی مکروہ ہے غروب سے فجر تک اسپر علم حمل طلوع آفتاب ضرورت تاریخ بھی کہ رمی کرنا فی الظہائری فہو فی ذبح الرمی من ساعۃ کالیلۃ مقصود یہ ہے کہ جو کوئی اگر جاہے اسکو کہ نفر اول میں چلا جاوے تو جائز ہے اور دوسرا روز بھی کرنا جو نہیں فضل ہو لمن اتقی فمن تعجل فی یومین فلا اثم علیہ ومن تاخر فلا اثم علیہ لقولہ تعالی فمن تعجل فی یومین فلا اثم علیہ ومن تاخر فلا اثم علیہ لمن اتقی والاتم ان لا یتعجل فی النفر الاول فقط اور اسی پر اجماع ہے اگر کوئی نہ کرے تو بھی جائز ہے اور اگر ہر روز کنکریاں مارتا رہے تو بھی جائز ہے اور اسی پر اجماع ہے اور اسی واسطے کہ ہر روز کنکریاں مارنا ہر روز کی عبادت ہے جیسے نماز ہر روز کی عبادت ہے اور ہر روز کی عبادت ہر روز کے لئے ہوتی ہے بعد اُس روز کے ادا نہیں ہوتی اور اسی واسطے کہ

وأمير المؤمنين ويستحب بركة المحرم وفي كراهته الأسير كراهته آتا اليهود ثم قال فمن ترك شيئا مما ذكرنا في فعل الضحية وحلق له كل شيء إلا النساء قبل ذبح الأضحية والتضحية اور بہتر کرنے پانچویں ذوالحجہ کو احرام باندھنے سے جو چیزیں اس نے احرام باندھنے سے ممنوع ہو گئیں تھیں سو حلال ہو گئیں مگر عورتیں ہمبستر حلال نہیں اور قول اصح یہ ہے کہ جو شخص اور کسی کا بھی احلال نہیں ہم ہدی ملک خود شود خانہ بذبح کند اور اسکو قسمت کہا ہوا اور ابو الطیب فقیہ کے نزدیک شکار حلال ہوتا ہے اور اسی تسمیہ کی ہوا یام اضحیہ بھی ہو گویہ بھی مسلک بلکہ علی حلال ہے علوامی ۔ ۱۲ فقہی کی اس حدیث میں کہ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذا دخل العشر وکان لاحدکم اضحیۃ یضحی فلا یاخذن شعرا ولا یقلمن ظفرا ولا یحلقن شعرا ولا یمسن من بشرہ شیئا حتی یضحی اور اسی حدیث کے موافق ہمارے علماء کا مذہب ہے کہ ذوالحجہ کا چاند دیکھ کر جو قربانی کرنا چاہے اس کو اس وقت سے اور اسکے رسول اور اسکی کو کہ کر کسی قسم کے بال اور ناخن نہ کاٹے اور اس حدیث کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم اس شخص کے ساتھ مخصوص ہے جو قربانی کرے اور جو قربانی نہ کرے اس کو اس حکم سے کچھ تعلق نہیں اور اسی پر ہمارے علماء کا عمل ہے اور اسی کو ترجیح دی ہے ۱۲ منہ

وطواف الزيارة أول وقته بعد طلوع الفجر يوم النحر وهو اي الطواف يوم النحر الأول فضل عندنا والثاني لغير المعذور والثالث لغير المعذور والمرأة الزیارہ کا شروع وقت بعد طلوع فجر کے ہے جو قربانی کے دن اور طواف کرنا قربانی کے پہلے ان تین افضل ہے اور اسکے بعد تیسرے دن عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے یوم النحر کو طواف الافاضہ کیا پھر ہٹا کر ظہر کی نماز ادا کی اور طواف الزیارہ کا وقت ممتد ہے یعنی تا عمر نہیں جب طواف کر چکا فرض ادا ہو گیا وقال الشافعي الحائض تنفر قبل الحلق ان شاء ولا شيء عليها وقال الحلق ليس بنسك فلا شيء عليه لعذره مثل الإحصار بالمرض ولا يخرج من الحرم إلا بالحلق وبعد طواف الزیارہ کے اگر عورت حلال ہو گئی جیسے حلال ہونے کے سبب اور طواف کے بیان میں گذرا اور حائضہ کو اگر طواف کرتے قبل حلق کے ذکر کی چیز اور حلال ہوئی اور گر اپنا ناخن منڈا کاٹے گا تو گناہ نہ ہوا اور اسکو احرام سے محرم نہیں نکلتا ہے دون حلق کے اور حلق کے عدم وجوب سے معلوم ہوا کہ حلق اس علی کا عمل ملت نہیں ظاہر نہیں ہوا کہ بعد طواف کے جو حلق بھی کرا لے فتقصیر عودت کے حق ظاہر ہوتا ہے کہ ذوالقعدہ اخر عیدالایام النحر وایامہ ثلثۃ ایام النحر ویومان بعدہ وہو قول ابی حنیفۃ واحمد لقولہ تعالیٰ واذکروا اللہ فی ایام معدودات فمن تعجل فی یومین فلا اثم علیہ ومن تاخر فلا اثم علیہ لمن اتقی ولان ما بعد یوم النحر لا یصلح للرمی فلا یصلح للنفر کالیوم الرابع ولہما قولہ تعالیٰ فمن تعجل فی یومین فلا اثم علیہ ولو لم یجز النفر فی الیوم الثالث لم یرتفع الاثم بالتعجل فی الیومین ولان الرمی یجب فی الیوم الثالث فیجوز النفر فیہ کالیوم الرابع

سات سات کنکریاں مارے اور ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہے جمرۃ العقبہ میں اور ان دو دنوں کے درمیان میں ۴۰ ہاتھ کا فاصلہ ہے اور جو شخص بیمار یا بیہوش ہو اور جی نہ سکے تو اسکی طرف سے دوسرا آدمی سی کر کنکریاں مارے اور جی جمار میں سے ہر ترتیب مسنون ہے اور اسی طرح نہیں کنکریاں النہر ۱۲ وقف جائز ولا یصلی الظہر یوم النحر ولا العصر بمنی ولا المغرب بالمزدلفۃ ولا العشاء بعرفۃ ولا یتنفل بعد طلوع الفجر یوم النحر الا سنۃ الفجر ولا بعد العصر بعرفۃ ولا بعد المغرب بالمزدلفۃ ولا بعد العشاء بمنی ولا بعد صلوٰۃ الصبح بمکۃ لمن لم یطف للصدر ولا یصوم یوم عرفۃ بعرفۃ لمن اراد الدعاء فیہ ولا یصوم ایام التشریق بمنی الا لمتمتع لم یجد الہدی ولا یصوم یوم الشک عن رمضان ولا عن غیرہ ولا یصوم یوم الفطر ولا یوم الاضحیٰ ولا یوم النحر ولا یوم الوسط من ایام التشریق ولا یصوم احد یوم السبت تطوعا الا بانضمام یوم قبلہ او بعدہ الی ذلک الیوم ولا یصوم یوم الشک تطوعا ولا یصوم یوم الجمعۃ تطوعا الا بانضمام یوم قبلہ او بعدہ الی ذلک الیوم ولا یصوم یوم النیروز ولا یوم المہرجان

کہ کیا جیسے فرسنون ہے مگر اول مفتوح ہے اور ہم نے ایک ہی ساعت دو ان شہر کو بسبب عظیم اول مفتوح ثوابک رقشہ یہ اس مکان کا نام ہے جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے تھا اسمیں بہت پانی کثرت سے ہیں اسکو الجلوہ اور علوۃ اور خطاۃ بھی کہتے ہیں اور مکہ کے کافرستان میں کا جو کوئی نام ہے بسبب ان داخل نہیں ہم بسبب اس آفت کے جو اوسنے ربیعہ پر کی ساعت بہ ساعت بڑھتے اور اعلی رتبہ کو پہنچے کہ اظہار صبر اور ضرب اور مشاہدہ میں ہو گئے اور ایک نیچہ لیکر کہ سلمان ہوا اور کوا اسنے اصلح الرماح کہا ہے اور اس سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اظہار صبر اور ضرب عطا کی ہے اور مسلمانوں میں جنکی پر سوار نہ تھا کہ ہر سوار کو تین کافروں کا اقتفا ہے ساتھ مرگئے اور ہم نے پہنچا امام اعظم کے تریک سنت مردہ ہو گیا اور سلمان کو نزدیک قصدی شہادت اقتفا کی ہے اگر کوئی مصلی ہم پر یہ روایت کرے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی ہم پر اسلحہ اٹھاوے ہم میں سے نہیں ہے تو ہم اسکو اس حدیث سے جو ابن عمر سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی ہم پر اسلحہ اٹھاوے ہم میں سے نہیں ہے اور ہم نے کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی ہم پر اسلحہ اٹھاوے ہم میں سے نہیں ہے اور ہم نے کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی ہم پر اسلحہ اٹھاوے ہم میں سے نہیں ہے

وَمَنْ هُوَ وَاجِبٌ عَلَى أَهْلِ مَكَّةَ وَمَنْ حَوْلَهُمْ فَإِنَّهُ يَجِبُ عَلَيْهِمْ كُلِّهِمْ أَنْ يَحُجُّوا وَيَعْتَمِرُوا إِذَا اسْتَطَاعُوا إِلَيْهِ سَبِيلًا وَهُوَ الزَّادُ وَالرَّاحِلَةُ وَنَفَقَةُ مَنْ يَلْزَمُهُ نَفَقَتُهُ مِنْ أَهْلٍ وَوَلَدٍ وَخَادِمٍ وَنَحْوِهِمْ وَنَفَقَةُ الذَّهَابِ وَالرُّجُوعِ وَلَا يَكْفِي وُجُودُ ذَلِكَ بَلْ يُشْتَرَطُ أَنْ يَكُونَ فَاضِلًا عَنْ مَسْكَنٍ يَحْتَاجُ إِلَيْهِ لِسُكْنَاهُ أَوْ يَحْتَاجُ إِلَى سُكْنَاهُ غَيْرِهِ لِأَجْلِ أُجْرَتِهِ وَعَنْ أَثَاثِ الْبَيْتِ وَعَنْ آلَاتِ الْحِرَفِ وَعَنْ كُتُبِ الْعِلْمِ وَعَنْ نَفَقَةِ عِيَالِهِ وَمَنْ يَلْزَمُهُ نَفَقَتُهُ مُدَّةَ ذَهَابِهِ وَرُجُوعِهِ وَعَنْ قَضَاءِ دَيْنٍ حَالٍّ عَلَيْهِ وَعَنْ أَدَاءِ دَيْنٍ مُؤَجَّلٍ إِنْ حَلَّ أَجَلُهُ قَبْلَ خُرُوجِ الرُّفْقَةِ وَعَنْ أَدَاءِ دَيْنٍ لَا يُطَالَبُ بِهِ وَعَنْ أَدَاءِ دَيْنٍ يُطَالَبُ بِهِ إِذَا كَانَ لَا يَخَافُ مِنْ حَبْسِهِ وَعَنْ أَدَاءِ دَيْنٍ يَخَافُ مِنْ حَبْسِهِ إِذَا كَانَ لَا يَجِدُ وَفَاءً لِغَيْرِ الدَّيْنِ وَعَنْ أَدَاءِ دَيْنٍ يَجِدُ وَفَاءً لِغَيْرِهِ إِذَا كَانَ لَا يَخَافُ مِنْ حَبْسِهِ وَعَنْ أَدَاءِ دَيْنٍ يَجِدُ وَفَاءً لِغَيْرِهِ إِذَا كَانَ يَخَافُ مِنْ حَبْسِهِ وَعَنْ أَدَاءِ دَيْنٍ لَا يَجِدُ وَفَاءً لِغَيْرِهِ إِذَا كَانَ لَا يَخَافُ مِنْ حَبْسِهِ وَعَنْ أَدَاءِ دَيْنٍ لَا يَجِدُ وَفَاءً لِغَيْرِهِ إِذَا كَانَ يَخَافُ مِنْ حَبْسِهِ

وَالْمَرْأَةُ إِذَا كَانَ لَهَا مَحْرَمٌ أَوْ زَوْجٌ كَالرَّجُلِ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا مَحْرَمٌ وَلَا زَوْجٌ لَمْ يَجِبْ عَلَيْهَا الْحَجُّ بِنَفْسِهَا وَلَا بِمَالِهَا وَإِنْ وَجَدَتْ رُفْقَةً مِنْ نِسَاءٍ ثِقَاتٍ وَقِيلَ يَجِبُ عَلَيْهَا إِذَا

وطواف پر لگانا تو ادا ہو جائے گا مگر بے نوا کہ سب سے چشم پوشی اور خوب کوشش کرکے دعا کرے اور دعا مانگے کہ یہ حج ادا ہو جائے گا فی زمن ہم کو فانی زمن سے کہ ادا ہو جائے گا اور یہ کوشش اور دعا مانگنا تو اور فارسی زبان خان زمن سے کہ تکبیر اور تہلیل اور تحمید اور درود پڑھ اور دعا کر اور مطلب یہ ہو کہ حج ادا سو کا اسلام کرکے اور اللہ اکبر سے کنارہ العالم گیر تو وَعَلَى كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَعْلُومَاتٍ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ الَّذِي جَعَلْنَاهُ مَثَابَةً لِلنَّاسِ وَأَمْنًا وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى وَعَهِدْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَٰذَا بَلَدًا آمِنًا وَارْزُقْ أَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ آمَنَ مِنْهُمْ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَأُمَتِّعُهُ قَلِيلًا ثُمَّ أَضْطَرُّهُ إِلَىٰ عَذَابِ النَّارِ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُسْلِمَةً لَكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ وَمَنْ يَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ إِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهُ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ إِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ أَسْلِمْ قَالَ أَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ وَوَصَّىٰ بِهَا إِبْرَاهِيمُ بَنِيهِ وَيَعْقُوبُ يَا بَنِيَّ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ لَكُمُ الدِّينَ فَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ أَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ مَا تَعْبُدُونَ مِنْ بَعْدِي قَالُوا نَعْبُدُ إِلَٰهَكَ وَإِلَٰهَ آبَائِكَ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ إِلَٰهًا وَاحِدًا وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ وَقَالُوا كُونُوا هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ تَهْتَدُوا قُلْ بَلْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِنْ رَبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوْا وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ صِبْغَةَ اللَّهِ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ صِبْغَةً وَنَحْنُ لَهُ عَابِدُونَ قُلْ أَتُحَاجُّونَنَا فِي اللَّهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ وَلَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُخْلِصُونَ أَمْ تَقُولُونَ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطَ كَانُوا هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ قُلْ أَأَنْتُمْ أَعْلَمُ أَمِ اللَّهُ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهُ مِنَ اللَّهِ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلَّاهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا قُلْ لِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ وَإِنْ كَانَتْ لَكَبِيرَةً إِلَّا عَلَى الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ قَدْ نَرَىٰ تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ وَإِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُونَ وَلَئِنْ أَتَيْتَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ بِكُلِّ آيَةٍ مَا تَبِعُوا قِبْلَتَكَ وَمَا أَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ إِنَّكَ إِذًا لَمِنَ الظَّالِمِينَ الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ وَإِنَّ فَرِيقًا مِنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ وَلِكُلٍّ وِجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ أَيْنَ مَا تَكُونُوا يَأْتِ بِكُمُ اللَّهُ جَمِيعًا إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَإِنَّهُ لَلْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِي وَلِأُتِمَّ نِعْمَتِي عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِنْكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِنْ لَا تَشْعُرُونَ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللَّهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَبَيَّنُوا فَأُولَٰئِكَ أَتُوبُ عَلَيْهِمْ وَأَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيمُ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ خَالِدِينَ فِيهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ وَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَٰنُ الرَّحِيمُ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ مَاءٍ فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ وَتَصْرِيفِ الرِّيَاحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْدَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ وَلَوْ يَرَى الَّذِينَ ظَلَمُوا إِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ أَنَّ الْقُوَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا وَأَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعَذَابِ إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتُّبِعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا وَرَأَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ وَقَالَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا لَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّأَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوا مِنَّا كَذَٰلِكَ يُرِيهِمُ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ عَلَيْهِمْ وَمَا هُمْ بِخَارِجِينَ مِنَ النَّارِ يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ إِنَّمَا يَأْمُرُكُمْ بِالسُّوءِ وَالْفَحْشَاءِ وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ وَمَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا كَمَثَلِ الَّذِي يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ إِلَّا دُعَاءً وَنِدَاءً صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُونَ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلَّهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ الْكِتَابِ وَيَشْتَرُونَ بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ مَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ إِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ فَمَا أَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ نَزَّلَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِي الْكِتَابِ لَفِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَىٰ حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْأُنْثَىٰ بِالْأُنْثَىٰ فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ ذَٰلِكَ تَخْفِيفٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ فَمَنِ اعْتَدَىٰ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ فَمَنْ بَدَّلَهُ بَعْدَمَا سَمِعَهُ فَإِنَّمَا إِثْمُهُ عَلَى الَّذِينَ يُبَدِّلُونَهُ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ فَمَنْ خَافَ مِنْ مُوصٍ جَنَفًا أَوْ إِثْمًا فَأَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ أَيَّامًا مَعْدُودَاتٍ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَهُنَّ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ أَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَهِلَّةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ ظُهُورِهَا وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقَىٰ وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأَخْرِجُوهُمْ مِنْ حَيْثُ أَخْرَجُوكُمْ وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ وَلَا تُقَاتِلُوهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتَّىٰ يُقَاتِلُوكُمْ فِيهِ فَإِنْ قَاتَلُوكُمْ فَاقْتُلُوهُمْ كَذَٰلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ فَإِنِ انْتَهَوْا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ فَإِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ إِلَّا عَلَى الظَّالِمِينَ الشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمَاتُ قِصَاصٌ فَمَنِ اعْتَدَىٰ عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدَىٰ عَلَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ وَأَنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ وَأَحْسِنُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ فَإِنْ أُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ وَلَا تَحْلِقُوا رُءُوسَكُمْ حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِنْ رَأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ فَإِذَا أَمِنْتُمْ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ذَٰلِكَ لِمَنْ لَمْ يَكُنْ أَهْلُهُ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ الْحَجُّ أَشْهُرٌ مَعْلُومَاتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ يَعْلَمْهُ اللَّهُ وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَىٰ وَاتَّقُونِ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ فَإِذَا أَفَضْتُمْ مِنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللَّهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَاذْكُرُوهُ كَمَا هَدَاكُمْ وَإِنْ كُنْتُمْ مِنْ قَبْلِهِ لَمِنَ الضَّالِّينَ ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ فَإِذَا قَضَيْتُمْ مَنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ أَوْ أَشَدَّ ذِكْرًا فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ أُولَٰئِكَ لَهُمْ نَصِيبٌ مِمَّا كَسَبُوا وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ وَاذْكُرُوا اللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَعْدُودَاتٍ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ وَمَنْ تَأَخَّرَ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ لِمَنِ اتَّقَىٰ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُعْجِبُكَ قَوْلُهُ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللَّهَ عَلَىٰ مَا فِي قَلْبِهِ وَهُوَ أَلَدُّ الْخِصَامِ وَإِذَا تَوَلَّىٰ سَعَىٰ فِي الْأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ وَإِذَا قِيلَ لَهُ اتَّقِ اللَّهَ أَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْإِثْمِ فَحَسْبُهُ جَهَنَّمُ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ وَاللَّهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ فَإِنْ زَلَلْتُمْ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْكُمُ الْبَيِّنَاتُ فَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَهُمُ اللَّهُ فِي ظُلَلٍ مِنَ الْغَمَامِ وَالْمَلَائِكَةُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ سَلْ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَمْ آتَيْنَاهُمْ مِنْ آيَةٍ بَيِّنَةٍ وَمَنْ يُبَدِّلْ نِعْمَةَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ زُيِّنَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُونَ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاللَّهُ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً فَبَعَثَ اللَّهُ النَّبِيِّينَ مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ وَأَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ وَمَا اخْتَلَفَ فِيهِ إِلَّا الَّذِينَ أُوتُوهُ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ فَهَدَى اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا لِمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِهِ وَاللَّهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُمْ

العموم الخاص امر مقدر فی الخصص اور عورت مرد کی مانند ہیں احکام جو ہیں جو کہ مرد کے لیے ہیں عورت اور عورت کے لیے ہیں سوائے اس کے جو کہ مرد کے ساتھ خاص ہے جیسا کہ اس کو جماعت کی حاضری اور جہاد اور مسجد میں حاضر ہونا مردوں کے شان میں کہا ہے کما فی شرح المجمع اسم ولسائر الناس شیئا علیہ وسلم عن عبادۃ بن الصامت عنہ جاد بل لک لیکن عورت جو اپنا اوپر کے اپنا چہرہ کپڑے سے چھپا اس اسکو حکم عورت کا ہے احرام کے چہرہ میں نہ ڈھانپے سر کو نہ کپڑے اور اگر چہرہ کے اوپر کوئی چیز ڈالے اور چہرہ سے اسکو ہٹا کر نہ جائز ہے بلکہ مستحب ہے کہ اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ اسکو کشادہ روزی دے اور چہرہ کو کوئی چیز چہرہ سے لگتی ہے دامن یا رومال کو چھوتی ہے کہ وہ چہرہ کو لگا رہتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ ایک چیز اتنے فاصلہ کے اوپر ہے بات نہیں ہوتی عورت اپنے چہرہ پر کہتی ہے اور کپڑا اسپر ڈال لیتی ہے تو چہرہ کو بھی نظر نہیں آتا اور کپڑا بھی چہرہ کو نہیں لگتا کپڑا نے اپنے اوپر سہارا دیا ہوا ہے جس طرح سے پہلے مسئلہ میں ذکر ہوا کہ مشترسوار ہمارے ساتھ گذرتے تھے اور ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پیدل تھے جب سوار ہمارے برابر آتے تھے تو ہم اپنا اپنا چہرہ اپنے کپڑوں لیتے تھے جب وہ ہم سے آگے نکل جاتے تھے تو ہم چہرہ کھول دیتے تھے کذا فی البرہان ولکن یجعل ثوبہ علی رأسہ فیسدلہ من قدامہ شیئا فشیئا وقد قالت عائشۃ رضی اللہ عنہا کان الرکبان یمرون بنا ونحن مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محرمات فاذا حاذونا سدلت احدانا جلبابہا من رأسہا علی وجہہا فاذا جاوزونا کشفنا رواہ ابو داؤد وقد قال ابن الہمام ان ہذا ضعیف ولا یلزم المرأۃ ستر قدمیہا ولا یکرہ لہا لبس الخفین ولا یجب علیہا ستر الیدین ولا یکرہ لہا کشفہما ولا لبس القفازین ولا تغطی وجہہا ولا تلثم ولا تتبرقع ولا تنتقب ولا تلبس البرقع ولا القفازین ولا تغطی وجہہا بشیء یمس وجہہا ولا بأس بان تسدل علی وجہہا ثوبا او غیرہ من فوق بناء علی ان الوجہ لیس بعورۃ وہو الاصح کذا فی الہدایۃ وفی الخانیۃ

حج میں لاکر لیتے دو رکوع کا ایک ساتھ احرام کرلو اور صحیح بخاری میں عمر فاروق سے یوں روایت ہے سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول وہو بالعقیق اتانی اللیلۃ آت من ربی فقال صل فی ہذا الوادی المبارک وقل عمرۃ فی حجۃ اور صحیحین میں انس سے روایت ہے سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول لبیک عمرۃ وحجا لبیک حجا وعمرۃ کنا زمن الزبیر ان نحج ایک جگہ کا نام مدینہ کے پاس ہے والصلوٰۃ والسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام احرم بالحج ثم دخل علیہ النحر فلم یبن الحلق الا قصر قارنا اور قول فیصل یہ ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اول احرام حج کا کیا ہے پھر حج میں دخل کرلیا ہے اور اسکے جواب میں جو کہا ہم کفار عمرہ کرنے کو موسم حج میں ترگانا وہ حاجت تھے لہذا نبی علیہ السلام کو ہو کر حج کے ساتھ عمرہ بھی ملا دیں تاوہ گمان باطل ہو جائے جو اہل الجاہلیت کا مسلم السعادت میں خوب محقق بیان کیا ہے خلاصہ اسکا یہ ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے احرام میں اختلاف احادیث صحیحین میں سے نہایت ہی زیادہ بین ہیں صرف حج کا احرام حج اور عمرہ کا ساتھ بایں طور کہ احرام باندھا تھا بعد اسکو عمرہ کو بھی انہیں میں داخل کرلیا تو ان ہو گیا اور بعضی احادیث میں تمتع بھی ثابت ہوتا ہے تو ان احادیث مختلفہ کا طریق توفیق یہ ہے کہ اول فقط حج کا احرام باندھا تھا بعد اسکو عمرہ کو بھی انہیں میں داخل کرلیا تو ان ہو گیا اور یہ تمتع مع تمتع اصطلاحی مراد نہیں بلکہ تمتع لغوی مراد ہو جیسی مانند ویسا اسپر سکو قران کی اقسام میں شک نہیں کہ ایک احرام میں دو عبادتوں کا ادا ہونا ممکن ہے اور عمرہ بھی اور صحابہ رضی اللہ عنہم تین قسم کے تھے کوئی تو فقط حج کا احرام باندھا تھا اور بعضوں نے فقط احرام عمرہ کا باندھا لیکن اونٹ کے ساتھ ہدی تھی تو بعد دونوں عمرے کے لوگ اپنا احرام حج فسخ کرکے عمرہ کے احرام سے حلال ہو گئے اور بعضوں نے فقط حج کا احرام باندھا تھا لیکن اونٹ کے ساتھ ہدی نہ تھی تو بعد اسکے کہ حج کو طواف کرکے دالین منی عمرہ کرکے احرام اتار دیں کہ حج کیا ہے طور پر احرام باندھ لیں فسخ کرا حج کا عمرہ سے اسپر سکو کہتے ہیں فذلک قولہ تعالیٰ فمن تمتع بالعمرۃ الی الحج پر قران کے بعد تمتع افضل ہے پھر تمتع حج و عمرہ سے افضل ہے والقران اللہم وبین الشیئین شرکا ای یصرہما بالتلبیۃ معا وعمرۃ صاحبیۃ وحکما بان حج ملتبع او اقیم بالحج قبل طواف الرابعۃ وعکسہ بان یدخل الحرم الحج قبل الحج اظہر لقولہ وان اسلما ولعدم وان لم یطف لہما ثم وقف بعرفۃ دون میقات دون میقات دون میقات

کیونکہ افعال حج پر عرفہ کے افعال کی نوافلات مشروع ہیں اور وقوف عرفات کی قید سے معلوم ہوا کہ عمرہ تو ہر عرفات ہی عمرہ باطل نہیں ہوتا قول صحیح میں اگر ذالحجہ اور ملوان کی بارہویں تاریخ کو عمرہ کا احرام باندھا ہو تو اس کا عمرہ باطل ہو جاتا ہے اور اصل اس مسئلہ کی یہ ہے کہ جو حج جزائی یا دمی ہو جس کو سکتہ متعلقہ اور شاغل ہو اس سے وقت تین کے اور کوئی حج ہو کہ تو وہ چیز اس کے منافی ہو جاتی ہے اور شاغل ہے ہم جس مسئلہ کے قبیل سے بیان شروط مواقیت میں قبل وقوف عرفات کے داخل ہونے کے اور اصل اس مسئلہ کی عمرہ متمتع بسبب مجاورت اور جملہ متعلقات کے شاغل ہو گئی وضاحت اس مسئلہ کی یہ ہے کہ جو عمرہ کو باطل ہو گیا تھا کیا جاوے یا نہیں بسبب شروع کے اس کے لازم کر دیا گیا ہے اور جو عمرہ کہ باطل ہو گیا تھا کیا جاوے یا نہیں بسبب شروع کے اس کے لازم کر دیا گیا ہے اور جو عمرہ کہ باطل ہو گیا تھا کیا جاوے یا نہیں بسبب شروع کے اس کے لازم کر دیا گیا ہے

باب التمتع

عرفہ قران اور تمتع کے احکام میں اعتبار بالنیۃ کا ہونا ہم پہلے سے اور نہ ہونا بھی اسی لیے کہ ہم نفع پہنچانے کے واسطے ان جعل العمرۃ واکثر اشہر الحج اشہر الحج الخ اور اصطلاح شرع میں تمتع یہ ہے کہ عمرہ کیا جاوے یا عمرہ کو اگر شروط یعنی چار شروط کے جاوے ان میں حج کے مہینوں میں سوا قابل اہل مکہ کے حج کے واسطے احرام باندھا ہو اور طواف اکثر طواف اشہر حج کے پہلے ہی اکثر طواف شوال میں کیا ہو اسی سال حج کیا ہو شخص متمتع ہو گا کذا فی الفتح القدیر اسی اسطرح اگر قران اشہر حج میں ہوا مصنف کہتا ہے کہ تعریف کتب فقہ کو اس تعریف کے بدلنا چاہیئے ہم مصنف کے اپنی شرح منحۃ الغفار میں تقریر کی ہے کہ یا ہاء اور دو راء اور دو حاء مہملہ معلوم ہوتا ہے کہ تمتع میں احرام عمرہ کا اشہر حج میں کی شروط مع الاکمال فتح القدیر میں ہم نے کہا اشہر حج کا احرام شرط نہیں اور حنفیہ شرح مختار میں ہر مکاہ موجود ہے کہ اگر قبل اشہر حج کے احرام کیا اور عمرہ بشہر حج میں ادا کیا تو متمتع ثابت ہوا لہذا صاحب کنز نے اشہر حج کے احرام کی قید نہیں لگائی جواب یہ منتج ہوا کہ تمتع اس سے عبارت ہے کہ عمرہ یا اکثر طواف شہر حج میں واقع ہو خواہ قبل شہر کے احرام کیا ہو یا میں شہر حج میں لہذا ہے نہیں تعریف ہمیشا دیتے ہیں تعریف ہوتا ہے کہ ہر ہمیشہ کہ ہر ہمیشہ کہ ہر ہمیشہ

افضل ہے بہتر ہے اور جو کوا اکر کے امر بنایا ہو کہ زیادہ کی کیسی متمتع قرات الزیادہ میں دخل کرے اور صفاوہ کی سعی طواف الزیارۃ کے بعد کرے اگر احرام حج کے بعد پہلے سعی کر چکا ہو اور دم کر چکا ہو متمتع نفل قارن کی سعی جیسا قولین پر تو کم از کم جو وہ بھی ادا ہو سعی متمتع پر بھی واجب الاعادہ ہے

قولہ الا صحیحہ علیہ اور فرمائی اس دم کے کام مقام نہیں ہو سکتی ہمارا مسلک یہ ہے فرمائی اور یہ جیسے ہدی ایسے دم میں واجب ہے وان عجز عن جمیع ہدیہ الخ اگر اس پر سب متمتع عاجز ہو دم کرنے سے تو زمان کہ دور ہو نہیں کر سکتا یعنی نہیں الا یام اور عبادت بعد فراغت کے وہ ساقط ہو جاتی ہے اور صحیح یہ ہے کہ ساقط نہیں ہوتی بلکہ ادا کی اس پر دین ہے جیسے دین ہدی الا یام کا ہے اور جائز ہے دین کا بعد فراغت کے ادا کرنا جیسے دین ہدی

الاسلام صحیح نہیں تو منتج اور سکتا باطل نہیں مانند تارن کی یعنی جیسے قارن کے موسوم تو ان باطل نہیں ہوتا کذا فی الغلطا دہی وان طاف لها قبل
من ادبعۃ قبل اشہر الحج او بعدها فهی حجۃ فقہ متمتع ولطان دوبۃ قبلها لا احصاء الا لاکثر اور اگر عمرہ کو اسطرح سفر شروع کیا جو کہ
کیا جو کے مہینہ اسی سے پہلے اور طواف کر بانی چار شوط سے زیادہ یا جو کے مہینوں میں تو اور سکا تو منتج صحیح ہے اسواسطے کہ اکثر طواف اشہر حج میں واقع ہوا اور اگر
چار شوط سے کم طواف کیا تہائی شہر حج کے اور تین شوط سے زیادہ اشہر حج میں تو کہو تو منتج صحیح نہیں بنا برا عتبار اکثر طواف کے کذا فی الحلیۃ ومن عمرۃ فی ایام
الاشہر وسکن بمکۃ فی اهل الوقت او صرم حجۃ او بصرہ حجۃ او حج عامہ فقہ متمتع اجتماعا وحج من عامہ فقہ قارن اور جس شخص نے اشہر حج میں عمرہ کرکے احرام اوڑا
اور کہ میں رہا مراد یہ کہ داخل اسوقت سے اور صرم حجۃ یا بصرہ حجۃ یا بصرہ سے مراد یہ ہے کہ اپنے شہر سے سوا اور کسی شہر کا اور حج عامہ کا یہ ہے کہ اپنے شہر سے احرام حج کا
کرا اور کہ سفر شروع باقی ہو ولو افسدها وحج من البصرۃ الی مکۃ وقضاها وحج فقہ متمتع لا ان کان قضاها بعد الحج اور اگر اشہر حج میں عمرہ کو فاسد کر دیا
بسبب جماع کے پھر ابصرہ سے مکہ کو گیا اور قضا کی عمرے کی اور حج کیا تو منتج متمتع نہ ہوگا مگر اس شخص کے اسواسطے کہ کوفی جیسا فاسد عمرہ کی جگہ کا ہے کذا فی
اور سکو کی میں رہنا جب ہو گیا عمرہ قضا کرنے کیواسطے بصرہ جب وہ اہل کوفہ میں پلٹا تو منتج نہ ہوا اسواسطے کہ عمرہ اداکی جگہ سے ہوگا نہ آفاقی کذا فی المحلوانی اسکا
اذ الاصل ان الاصلاۃ لله وحده وان لها سفرا حتی لا یترک الا لعذر او لضرورۃ عما قدمنا اور یہ کلیہ قاعدہ کلیہ ہے کہ ہر عبادت کہ اصل اسکی اللہ تعالیٰ کے واسطے ہے
اسکا سفر کرنا بھی اللہ ہی کیواسطے ہے اور اسکا ترک نہ کرنا مگر عذر یا ضرورت سے جیسا کہ ہم نے پہلے ذکر کیا ہے

باب الجنایات

باب الجنایات لما فرغ من بیان ما یکون سببا لوجوب الدم شرع فی بیان ما یکون سببا لوجوب الجزاء والجزاء اسم لواجب یتأدی بالمال او بالصوم
او بالاطعام والجنایات جمع جنایۃ وهی فعل محظور یتولد منه بسبب احرام او فی الحرم او فی اشهر حرم والجنایۃ فی اللغۃ اسم لکل فعل قبیح یفعل سوء بقصد او بغیر قصد
وفی الشرع اسم لف

کذا فی الملتقط وفی المجتبیٰ عن محمد یجب علیہ دم ہندیہ قولہ لانہ یجب الخ یعنی ہندی مرتبہ ہو مگر چونکہ خوشبو ہے لہٰذا وجوب
بعد ذکر مطلق خوشبو کے اس کو بھی ذکر کر دیا کما فی البحر اور اوّل ہو ہم الجملۃ السابقۃ اور لانہا بالخاصیۃ الخ یہ جواب ہے
اعتراض کا جو اوپر مذکور ہوا اور فرق درمیان یہ ہے کہ ان دونوں میں خوشبو ہے اور سکوہ کہ دونوں خالص ہوں خوشبو ہے اور سکوہ کہ دونوں میں اصل ہیں خوشبو کی یا ان میں خوشبو
کے تردد کی وجہ سے خوشبو زائل ہو جاتی ہے مثل گلاب اور بیلا اور چنبیلی کے اور جن میں ثانی الذکر ہے ان میں خوشبو زائل ہو جاتی ہے ان کا لیا اور دینوں
کے کوٹنے کے کوٹنے سے ذہم کا لازم نہیں ہوتا ہم نے بارہا دیکھا ہے کہ بیلا کے پھول جا بجا بلکہ اکثر مدینہ منورہ میں پائے جاتے ہیں کہ بالیدہ ہو جاتے ہیں اور ان کی خوشبو
بس اور صاحبین کے نزدیک روغن زیتون اور شیخ کے نزدیک بنفشہ واجب ہے ذہم اور خوشبو دار تیل میں بالاتفاق ذہم واجب ہے فقط واللہ
اعلم قولہ استعط ہ او داوی بہ جراحۃ او شقوق رجلیہ او اقطر فی اذنیہ لانہ یقع ہ او اکتحل ہ اتفاقا اگر محرم نے روغن زیتون یا بنفشہ تیل کو کہ بالا
کا ہمن ٹالا یا اُس میں زخم کی دوا کی یا دونوں پاؤں کی بوائی میں لگایا یا دونوں کانوں میں ٹپکایا یا دونوں کانوں میں ٹپکایا یا اور سر نہ ذہم کرتا واجب ہوتا صدقہ بخلاف
المسک والبنفسج العالیۃ والکافی ہو ما ھو طیب وتمامہ فیہ قولہ الحرام بالاستعمال او حمل بہ الخ اوپر مذکور ہوا اور انکار استعمال کی صورت مشکل اور ضرر
غالبہ اور کانوں اور سر میں بھی یہی چیزوں کے جن سے فوائد خوشبو ہی اسی لئے استعمال میں جزا لازم آتی ہے اگر یہ بطریق دوا انکار استعمال کی صورت میں محرم کو اگلی
چیز میں اختیار ہے چاہے تو ذہم کرے چاہے روزہ رکھے چاہے کھانا کھلاوے کذا فی الظہیریہ فی طعام فلا یجزیہ فلا یصح فیہ والا
لو یکفہ وکان مندوبا کما لو کفہ کسوۃ طیب وتمامہ اور اگر مشک وغیرہ کو کھانے میں ڈالا یا محرم پر جس کی خوشبو نہیں ہوا کھانے میں
خوشبو آتی رہی یا نہ ہی اور اگر خوشبو نہ پایا یا بلکہ کھانے میں اور پوستی ڈالا اور خوشبو دار نہیں یعنی کھانے سے نہ آتی ہو اور سکا کھانا کچھ ہو اگر خوشبو
معلوم ہوتی ہو جیسے خوشبو دار سیب کا سوکھنا کہ بے ہم جس خوشبو دار چیز کا کھانا معمول ہے جیسے گوشت اور الائچی اور دار صینی کے خیسہ
کیا نے میں مخلوط ہو جاوے تو اسکا کھانا جائز ہے کذا فی شرح المنظار اور لیس صبیغا لنسا معتادا فلو اکلہ او وضعہ علی کفہ لا یلزمہ
یا محرم نے سیاہ کپڑا پہنا اُسلئے پر جو محرم پہنتے کی عادت ہو مگر اس قسم میں یا تو کپڑا خلاف عادت بلدہ تھا جیسے کہ بانہا یا یا جامہ پہنا اور دونوں صورتوں میں فدیہ
دیکھا تو کوئی چیز واجب نہیں نہ ذبح نہ صدقہ او سدر رأسہ تعمدا او بخمل رأسہ او خدیہ طاھیۃ علیہ یا بانہ جیسا کہ عمامہ یا لباس
جیسے ٹوپی یا گگی سی اور اگر سر چھپانا خلاف عادت کے اٹھانے سے تو کوئی چیز واجب نہیں جیسا کہ ایلہ کاصلی او فی الاصح قولہ او یوما او اکثر لیلۃ
دن یا پوری رات پہنا کپڑا پہنے رہا یا سر چھپائے رہا تو ذہم کرنا اور سر واجب ہوا اور اس سے کم میں نہیں اور جس سر کے پہننے میں یا ساعت ہر جزو صدقہ
واجب ہوتی ذبح واجب ہوتا ہے قولہ او الاکثر علی الیوم کالیوم والی فرقہ لیلۃ او ثانا او لو جمیعا کذا لیس اگر ایک رات زیادہ پہنا رہا یا دن کی ہر ایک ساعت میں
کپڑے لپیٹ رہا تو ذہم واجب ہوتا ہے اور دن میں اگر یہ محرم رات میں لباس کرتا آتا ہوا اور دن میں ہر ایک ساعت پہنا رہا اور سکر پہنا اور اوڑھا یا پوشاک اور ہتھیار پہنے رہا تو
قولہ او قمیصا او جبۃ سرت عورت ایک جزو ہے مالم یتمزق الخ یعنی اگر پھٹ جاوے اور ستر عورت نہ ہو سکے تو واجب نہیں قولہ او سراویل او قباء او خفین او
کعبین قولہ او لا یوما الخ ایک روز اور چند روز کا لباس اُسوقت تک برابر ہے جبتک محرم نے لباس اتارنے کی نیت نہ کر لی ترک لباس کا ارادہ نہیں کیا سوا اگر ارادہ
کیا وقت ترک لباس پر محرم کے کپڑا اور ہتھیار سب کا کپڑا پہنا تو اب جزا ہند ہو گئی ہیں ہتھیار کا ترک کا ارادہ کر لیگا اور نہ ذہم کرے گا اور سر واجب ہو گا
خواہ اوراق قصد کرے کہ اسوسے کفارہ دے یا نہ دے یا نہ جانتا ہو ولکن یفتدی الخ قولہ او للبرد او الحر او لمداواۃ جائز ہے اگر سر پر بوجہ گرمی یا سردی کے
لا یطیق بدون کپڑا رکھنا ہو یا اور کسی ضرورت سے ہو جیسا کہ اوپر مذکور ہوا قولہ او کان لا یجد الا ھما الخ اگر ایک ہی کپڑا پہنا سوا اسکے پہننے کی جزا میں ذبح کیا پھر اور کپڑا ملا اور اور
رہا تو دوسری جزا بھی اسپر واجب ہو گی اسطرح کہ لباس محرم کو ممنوع ہو تو دوام لباس کے بعد ذبح کرنے کے حکم تابتہ ہو یا لباس جیسے ابتدا ای
لباس میں جزا واجب ہوتی تھی ویسی ہی بعد ذبح کے دوام لباس کو دوسری جزا واجب ہو ہی وہ دوام اللبس کما ھو دوام الطیب کما سیاتی
بعیدا قولہ او لم یجد الا ثوبا او ما یتقی بہ البرد او ما یتقی بہ الحر الخ اور عاجز کہنا اور لباس کا جسکو احرام کے وقت پہنے ہو تھا ایسا ہی ہو یا احرام بعد احرام کے اسکے پہننا اور اگر مثلاً اس قسم کا

کو جائز احرام کہہ سکتے ہیں مگر صحیح احصار احرام کے بھی بن ہو سکتے ہے مگر اگر وہ سر نہ مونڈے گا تو سر میں جوئیں پڑ جائیں گی اور سر میں جوئیں پڑ جانا بھی ایذا ہے اور ایذا سے دم واجب ہوتا ہے پس سر نہ مونڈن

ایک حوالہ دیکھ لیا جو مکہ کے درمیان اور دوسرا طواف پہلے طواف کے متصل مکہ کے اندر کہہ لایا ہو تب پہلا طواف مستحب ہوگا اور دوسرا طواف کی سعی کا اعادہ کرنا طواف ثانی میں واجب نہیں کذا فی الہجرۃ وفی اعتبار طواف للعرق حیثما وضعا علیہ دم کذا فی التوشیح وطوافا شوطا لا یدخل البصد فوق العرق الذی ارتفع القدر بین مکۃ کر کے بنابت یا دھنہ نہ ہونے میں عمرۃ کا طواف کیا تو اس پر بھی واجب ہوا دم اس پر واجب ہوا اگر عمرہ کے طواف میں سے ایک شوط کو ترک کیا اسی اسکو کھرو کی جمایات میں سند کہ وغل نہیں اور اگر

سونڈ جانوا اور ایسا ہی جاہئے کا حکم ہے اگر بایام تحریر کے اندر حرم میں بلا ڈھ آ ہو اور اگر یہ ایام تحریر کے حرم میں بال کرا دے تو فدیہ دے کر کفارہ دے گا اور یہ پر گا یہ بیٹا خبر کے اور قتل عطف علی قتل الخ اور اگر عورت کا وہ سر لیا تو ایک خون واجب ہو لفظ قتل کا حلق کے لفظ پر عطف ہوا اور لمس کیونکہ ہوتا ہے اور قتل الاھم والاسم یکذبہ او جاھم بلیھمۃ والنزل کی باعورت کا نشہ ہوت مسائل کیا ہے نزول ہوا ہو خون اور سہو واجب ہو تو قال صح ہیں یا نہ کہ ذبت آلہ نماسل ہیں فکا کرسی نجاتی یا جانور سہو جام کیا اور انزال بھی ہوا تو خون واجب ہوگا اور یہ دون انزال کے خون واجب نہیں کما نے الغطاء وہی من الجراد واخر الطائر الحلق وطواف الفرض عن ایام النحر تو فیھا بھا ہے حاجی نے سر منڈانے اور طواف الزیارہ دین ایام النحر کو تاخیر کی اسواسطے کہ حلق اور طواف الزیارہ ایام نحر میں متعین ہیں تاہم وہ جبکہ اور حاجیوں کے نزدیک مناسک کی تاخیر میں خون واجب نہیں اور قدم ثم حلق او حل الحرم ھدیۃ او یوم النحر ھدیۃ او اشیاء الوجی ثم الذبح یقدم الحلق ثم الطواف الخ مقدم کیا ایک عبادت کو دوسری عبادت پر سہو یوم النحر میں چار عبادتیں جمع ہیں ان کا ترتیب واجب ہیں اول جمرہ العقبہ کی رمی پھر دوم کرنا قارن اور متمتع کے حق میں نہ تھا مگر کہ جو الیکہ ہو زنج کے بدر سے منڈانا ان پر طواف الزیارہ کو تقدیم اور تاخیر نے امام اعظم کے نزدیک دوم کرنا واجب ہوا اور حاجیوں کے نزدیک تقدیم تاخیر جو کچھ واجب نہیں اس دلیل سے کہ بخاری اور مسلم میں حدیث صحیح ثابت ہو کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع میں منا کے اس تھا اور لوگ مسائل پوچھ کرتے صحابہ سوال کیا اور اسی کیا کہ مجھکو معلوم نہ تھا یوں کرنے سے پہلے حضرت نے فرمایا کہ تو کچھ کرا دے کچھ حرج نہیں اور دوسرا شخص آیا اسی کہا یا رسول اللہ مجھکو معلوم نہ تھا میں نے سر کو پہلے حضرت نے فرمایا کہ رمی کرا دے اور کچھ حرج نہیں موقوف کسی چیز کی تقدیم اور تاخیر پر سوال نہاں اگر حضرت نے یہی فرمایا کہ کچھ حرج نہیں امام اعظم کیطرف سے یہ جواب ہوگا کہ نفی حرج سے نفی کفارہ اور نفی فساد حج لازم نہیں ہوتا لیکن نفی ہوا کفارہ ثابت نہیں اور مسائل ظاہر ہے کہ تقدیم اور تاخیر موجب حج نہیں لہذا سوال نے اپنی نادانستگی کے عذر قبول دیا اور اگر معلوم ہوتا تو سوال اور عذر تلاش کیا جاتا جس سے ظاہر ہوگا کہ یہ حدیث ترتیب کی مسنون ہونی اور دم جبر ہونی دونوں کی محتمل ہوا اور جب ہونی دونوں کی محتمل ہوا تو جبکہ اجماع حضرت نے بسبب جہل اور عدم علم کے ترک کیا ہو تو مقام مطالبہ میں نہ آیا جب ثابت ہوا کہ ترتیب واجب ہے علاوہ اسکے ابن ابی شیبہ نے قتادہ سے روایت کی کہ جو اب کسک کو دوسرے کسک پر مقدم کرے اسپر خون واجب ہے اور بعضوں نے یہی حدیث مرفوعہ بیان کی سنن ابن ماجہ میں ابن عباس سے مروی ہے کہ جو شخص کسی چیز کو دوسری چیز پر مقدم کرے یا پیچھے

تمر ہو تو کہ سارع اسکر کر کر ۱۲ وعلق شارہ ۱۲ وان کن تمرہ ۱۲ وطعمہ ۱۲ وعصر فقتہ ۔ مترجم اپنی مرضی کو ترجیح یا ہو ہر دسی کو جو تھائی سے کر مڈا یا ہی کر دیں کہ تھوڑی ہی ال ہو مڈی ۱۲ وفضل قل من حسنۃ طاہر اخذہ الساعۃ عصر مرفوع ہیں کل مصروفہ ۱۲ ولد اسمرار ان لکل عصر صاع ۱۲ کان یبدہ ۱۲ یشفص ۱۲ ساعۃ ۔ ہر ہو مڈی کر کے لوٹے ۱۲ یا ہو تا ہو ہی سیوڈ اک تمر ہر ہو سو جاء جاء کے ہیں ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ سے پھر اور دوسرے ہاتھ سے جاء اور ایک ہاتھ سے پھر اور دوسرے ہاتھوں سے جاء جب سولہ ہو جائے دو بیٹھ سے چھ تھا کر ہر ہاتھ کا تھوکی ہزاریں نصف صاع کا صدقہ ہو یوسلہ ہاں کا صدقہ آٹھ صاع ہو جس کا تخمینا کچھ اوپر ۳۴ سیر گیہوں ہوتے ہیں ادا یا دیا چاہیے مگر اس صورتیں جس کے بیچ صدقہ ایک بکری کی قیمت کی برابر ہو جائے تو دینا چاہئے اگر اقل مصرفی حرام ہے کامل کی چوراسی برابر ہو اسلئے کہ ساقط نہ کر ہو جائیگا کہ عورتوں کے بھی کپڑوں کا دام کر المطلوبی نے کہا کہ مقدم ہیں مثل ۱۲ یا دو اسکی تمر ہ ہیں بھی کہ کر ہی کہ ناقص ہی حسر نصف صاع ہے بکلاف وغایہ اور دو سرے کے کر اجب ایک ہی صدقہ پر اتفاق کی ہے

اوطاف للقارم او للصدیر ہدیۃ او ورث للہ مرۃ صدقۃ یبقی کل سلوہ وس لیسے ہدیۃ صاع او احد الحجم الثلث ۱۲ وبقی کل حصاع صدقۃ ۱۲ کان سودہ کہ ۱۲ وہ طاف الوداعی ۱۲ بنصف صاع ۱۲ باطواف القدوم یا طواف الصدر کو موقوف ہو گیا ۔ طواف اسکے ساتھ سنوں سے تیرتا لکم کر لوٹے اور طواف کے ہر شروط اور سعی کے مرتفوں کے ترک کرنے سے نصف صاع کا صدقہ واجب ہوا حرات ملہ سے کسی حمرہ کو بھی ترک کر لی اور مرکنگری کے ترک کرنے سے سو صدقہ واجب ہو یہی نصف صاع کا ہر صدقہ بکری کی قیمت کی برابر ہو جاتا ہے تو کم کر کے لوٹے چاہیے اسی ہو کر ہو چکا اور وداعی ہے کہ رکنے کی ہاں کی ہو کہ نصف صاع کر کے لوٹے ھم طعاوی نے کہا کہ وداعی کا قول صحیح ہے یہ ہو عورتوں سے مکروہ جو یہی نہیں چاہیے کہ کم کر لوٹائے او حلق ۱۲ تقصیر ۱۲ او حلل ۱۲ جمرۃ ۱۲ وسعۃ ۱۲ وقلم اظفرہ ۱۲ واخذ من شاربہ ۱۲ واخذ من عنفرۃ ۱۲ واللہ ۱۲ محمد ۱۲ فاذا ۱۲ احصاء فاذا ۱۲ محرم کسی مرجر عمر کا سر مڈی ہو تو محرم ہوا ہر موجہ ۱۲ تیر کی کروں کے مال مڈی ہو یا اسکی اخص کے لوٹے کے کھوٹ ایک کر ہر کے کسی بعض نہ ہو تو ترک وہی ۱۲ اسکو سر کپڑا ہوا ہو تو اسپر کپڑا ۱۲ ہر نہیں یا نفاق ہو ۱۲ صدقہ کرائے الصیر ۱۲ تصدق بنصف صاع من طعام ۱۲ قولہ صاع لگیوں کا صدقہ دینا ہے اسد صدقہ عید الفطر کے حکم ہے جواب ہوا ان جنت کا لیے اگر ایک سو سے کم ہیں رہتو لیا ہو ۱۲ ایک دن کو کم ہو کر ہے یا سیا کپڑا پہنا ہوا موجہ ۱۲ یا ح سر سے کم مڈی ہو ۱۲ مصروف ہو جاء اس کو یا باطواف القدوم او طواف الصدر کو موقوف ہو کر ہے یا تیں خود طواف لیسے کے کم کر ہو یا کسی عذر کی وجہ سے ترک کر دی ہو یا غیر کا سر مونڈ ہو تو نصف صاع گیہوں کا صدقہ دینا ہو طعاوی نے کہا گیہوں کی قیمت الغالب ہو جس سے نصف صاع گیہوں ہو جو ایک صاع کھجور یا جو کی برابر ہو یہ اشارہ ہے صدقہ فطر کی تنزیل ہی ہو ان لم یجد الحلق او لیس بہ قروح ۱۲ او کان بہ قروح فی الرجل او صداع ۱۲ او مع ہو علی سرتہ ۱۲ مسالیت ۱۲ یسیر

ادھام للہ ۱۲ ایام ۱۲ ولی تمتع ۱۲ اور اگر دو سو طاعی یا مال مونڈی یا کر کے یا سیا کپڑا پہنا کسی عذر سے تو اسکو اختیار ہے اگر اور دکھانی چاہے تو حرم میں ایک کو بھی نحر کر دے یہ تین صاع گیہوں جو صدقہ دے وہی جہاں چاہے حرم میں یا غیر حرم میں یا تین روزے کہیں جہاں چاہے اگر دے شرق وغرب لکھا ہے کہ یہ ہے کہ خوف ہلاکی کا ہو کہ شیشت سر کے یا بیماری ہو یا سخت قتال کے سلاح پہننا پڑے اور ظاہر اخوف سے مراد یہ ہے کہ گمان غالب ہو ہلاکی کا وہ ہم لکھیں اگر ضرورت سے زیادتی کرے جیسی اگر فقط ٹوپی پہنے سو ضرورت دفع ہوتی ہو تو فدیہ نہ ہو ۱۲ اگر لے سر ۱۲ یہ ہے قولہم ہو لیکن ذبح کرنا اس زیادتی سے ۱۲ نہ ہم آو گا جانب کہ صاحب بحر الرائق نے گمان کیا ہو کہ سر منڈانے سے اسکی نفی ہو کر ہی حق ھم صحیح ہے یہ کعب بن عجرہ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لاء اور میں ہانڈی کے نیچے آگ جلا رہا تھا اور میرے سر سے جوئیں گر رہی تھیں سو حضرت نے فرمایا کہ کیا تجھ کو تکلیف دیتی ہیں میں نے کہا ہاں فرمایا کہ منڈوا ڈال اور تین روز روزہ رکھ یا چھ محتاج کو کھانا دے یا دنبہ کر کھا یہ ہے کہ نصف صاع کا دے کر محکوم معلوم ہیں کہ ان تین چیزوں میں سے کوئی دو

پہلے بلوغ پھر ثابت اور زنی اذرع کان وطئہا مرۃ او مرتین او اکثر منہ فعلیہ بقرۃ وان تکرر منہ الزنا بغیر وطئ فعلیہ شاۃ
تم پر یہ حکم ثابت ہوا ہے اگر تکرار کے ساتھ وطی کرے یا صحبت کرے مرد ہم جنس یا جانور کے ساتھ تو اس پر ایک گائے ہے اور اگر تکرار کے ساتھ زنا کرے بغیر وطی کے تو اس پر ایک بکری ہے
روایت ہوئی حجۃ الاسلام نے کہا ہے کہ حکم کی بکری بہتر ہوا سکو کہا نہیں فرمایا ہیں اور تو دیکھ اچھا ہے مسکین کو کہ اپنا ہے وہی ہے مسکین کی وصف
خاص ہو گیا حد اور عموم ان تین محل میں ہے حضرت نے اسکی تفصیل بیان فرمائی وطئہ فی احد السبیلین او دبرہ او امرأۃ او بہیمۃ فلو ثبت بشہادۃ
گواہوں سے اور ہو گئے ہیں اور ثابت ہوا ہے اگر اقرار کیا ہو اور اگر ثابت ہوا ہے گواہوں سے تو اس پر حد ہے اور اگر اقرار کیا ہے تو اس پر حد نہیں ہے
سے قبل تو ان عورتوں کے اسکے ہم کرنا حد کرنا ہو اور قبل میں جماع کیا ہو اور دبر میں محرم سے جماع کیا ہو کیا ہو کہ اپنی خوشی کیا یا زبردستی
جانگی عورت سو صحبت کی بایسوئی سو محرم صغیر یا جو ان ہوشیار ہو یا دیوانہ مغمور ہو یا مجنون کی صداوی ہے تسلیم کی جو لیکن صغیر اور مجنون پر اس
جماع ہو دیوانہ اور قضاء ہو لازم نہیں مطاوعۃ کی نے کہا وطی انسان کی ہر صورت مفسد ہے جو کی انزال ہو یا نہ ہو اور جانور کی وطی مطلقاً مفسد نہیں
الا شافعی نے آدمی کی قیاس کی ہی اور کہا جو حرمۃ الفعل ہے جو کہا نہیں ہو تو اس کی منفعت جو ولد ایسا ہو اور ساتھ ان نسب کے
مخالف ہو کہ اسنے والد کا ابوالبنت بہائمہ ذکر حیاناً او ذکر میتاً فاسد فیہما جمیعاً اور اسی طرح اگر عورت نے ذکر حمار کو یا ذکر میت کو اپنی
بہت میں داخل کیا تو اور مکاح فاسد ہو گیا بالاتفاق ویفسد رجوعاً فاسیٰ کفارۃ وبدنۃ ویفسد ولو نفلاً اور وہ رجوع جو
کہ اپنی فاسد جو کو کہتے ہیں رجوع جو ہو کر کہتے ہیں یعنی طلاق دیا کر اسکو اپنکل ترک کر دی بلکہ جسقدر مناسک باقی تھی سو ان کو بھی سو ان کو ترک کر دیا
اور ہم کو ادا کیا اسی طرح نفل کو اس جو فاسد کر لیں تو یہ بھی فاسد ہو گیا اصل میں ہو تو بھی قضاء اجب ہو ہم اصل اس مسئلہ کی وہ حدیث ہو جو
ابوداؤد کے مراسیل میں مروی ہو کہ ایک نے اپنی عورت سو صحبت کی اور دونوں محرم تھے سر سے حرام صلے اللہ علیہ وسلم سے اسکا مسئلہ
پوچھا حضرت نے فرمایا کہ تو دونوں اپنے حج کو قضا کرنا اور ہدی لانا اور ہدی نے بھی اسکو روایت کیا ہو اگرچہ یہ حدیث مرسل ہو لیکن مرسل
امام اعظم کے نزدیک حجت ہو خلاوہ اسکو دار قطنی نے عبداللہ بن عمر سے روایت کی ہو کہ جماع سو حج باطل ہو تا ہے ساتھ لے پوچھا جب حج
باطل ہوا تو نہیں ہو کہا نہیں بلکہ لوگوں کے ساتھ جاوے حج کرنے میں سو وہی کہ یعنی مناسک کو عمل میں لاوے اور سوال آئندہ قضا کرنے
اور ہدی لاوے اور عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمر بن العاص کا فتوی اسکو موافق ہو بیہقی نے کہا کہ ابن آثار کی اسناد صحیح ہیں اور امام مالک
کی موطا میں علی مرفعی اور عمر رضی اور ابوہریرہ سو اپنی قسم کا فتوی ثابت ہے کہ فی تحج القدیر ولو افسد الاقضاء علیہ لقولہ
علیہ السلام من مرد فعلیہ الاعادۃ ولان المراد قضاء الاعادۃ ولان الاقضاء یسمی اعادۃ اور سوال آئندہ میں اسکا واجب ہو کہا نہیں شارح
کہتا ہے میں نے یہ مسئلہ کسی کتاب فقہ میں نہیں دیکھا اور ظاہر اقضاء سو مراد یہاں اعادہ ہے جو کہا یعنی لغوی معنی مراد ہیں ہم یہ تقریر صاحب
ہدایہ کی جو ہو مصنف کے جامع ازہر میں کسی طالب علم کے سوال کے جواب میں مذکور ہوئی تھی کذا فی النہر والجوہر ثم ان قبل فلان خاف
فوت الحج او فات بالفعل وہو یعلم ذلک فجامع ہل یلزمہ المضی فی الفاسد والقضاء نعم کما فی الفتح وغیرہ لان الشروع ملزم
قضاء کی وجہ سے جو کہ جماع میں کافی ہو وطیہ بعد الوقوف بعرفۃ وقبل طلوع فجر یوم النحر او بعد الحلق قبل الرمی قضاء وشاۃ وطیہ بعد الجنایۃ او جماع
محرم کا بعد وقوف عرفات کے جو کہ فاسد نہیں کرتا اسوا سکو کہ حدیث میں ثابت ہو چکا کہ جو عرفات میں ٹھہرا اور مکاح جو تمام ہو اپنی نماز سو محفوظ
رہا اور اس جماع سو ایک اونٹ یا گائے کا زیادہ واجب ہو چنانچہ ابن عباس سو بھی مروی ہو کذا فی تحج القضاء ۔ بخلاف نفلہ کے حوالہ
الزنا ۔ کے قبل حج کر لینے سو ایک بکری کا دینا واجب ہو اسوا سکو کہ بلکہ قصد جو کہ وہ کہ بعد حلق کے سوا اور جو قربان کے سب شامل ہو
گر بطلاق ہو جاتے ہیں ۔ اور متون فقہ میں یہی روایت ہو ابن ہمام نے کہا کہ سب میں ایک اونٹ یا گائے کا دینا واجب ہو اور بحر الرائق میں اسکو
رد کیا ہو کذا فی الظہیریہ ۔ وطیہ فی عمرۃ قبل طوافہا اربعۃ مفسد لہا تقضی وترجی وشاۃ وطیہ بعد اربعۃ ذبح ولم

تصید حلالا فاتلفہ اخذ منہ ولی محرم کما یاتی او محرما بین قبول طوات کرنے چار شوط کے معد ہی مرتکبی تو عدد فاسد ہونے کے عمرہ کے اتمال کو کر جاوے اور ایک بکری ذبح کرے اور عمرہ کو قضا کرے بنا بر وجوب کے اور ولی کو احرام کا عمرہ میں بعد چار شوط کے مصدر کہنا نہیں لیکن اس قصور کی جزا میں ایک بکری ذبح کرے بخلاف امام شافعی کے اور انکو بعد چار شوط کے بعد ولی سے عمرہ فاسد ہوتا ہے اسواسطے کہ عمرہ اور نکو فرض ہے کذا فی الظہاریہ وما فی قتل محرم صیدا الخ جیسا کہ اگر قتل کرے محرم صید یعنی شکار کرے تو اوپر ہزار درجہ کے صید کرنے میں خشکی کے جانور کو جو اپنی اصل میں وحشی ہو خشکی کا علاوہ وہ جو شکار تو الہ اور تناسل خشکی میں ہو اگرچہ پانی میں رہا کرتا ہو اور دریائی جانور وہ ہے جسکا توالد اور تناسل پانی میں ہو اگرچہ وہ خشکی میں رہا کرتا ہو جیسا کہ بطخ اور مینڈک اور دریائی گھوڑا اور آدمی کو چھوڑ کر اور مگر تو انکو قتل جزی محرم پر جزا واجب نہیں اور وحشی کی دوسری قید یہ ہے کہ اپنی اصل خلقت میں وحشی ہو وحشی کی یہ حقیقت ہے کہ جب پکڑا جاوے تو بھاگ جاوے خواہ یا فون سے خواہ تیروں سے تو پہلا اثر جو ظاہر ہوں صید میں داخل ہے اور وحشی اونٹ اور گائے صید نہیں اصل خلقت میں وحشی نہیں اور وقت سے مراد وہ وقت ہے جس میں وہ شکار کو پہلی وحشی سے اور وحشی اونٹ اور گائے صید

قاضی خان میں مرد اور عورت کو قدیم ہو صید پر اور محرم ہونے میں صید پر اور واحد اعلم کو اس لئے فتح القدیر و دلیل ہے بیشک اگر حکم عدل کا کفارہ کا لایاکل الطعام محرم لیکن اگر صید پر ہو تو کسی حالین حلال نہیں صید کو اس لئے مقطع کو دیکھ کر مقطع کا طعام کھانا جائز نہیں وفی الفرازیہ الصید للمحرم اکل اذا لم یصد لاجلہ او لاجل محرم آخر اور نہایہ میں ہو کہ ذبح کیا ہوا شکار کا کھانا ہر حال میں حلال ہے مرد اور کھانے سے سوا الا ضافی اسوا سطح کر مرد اس میں عورت شامل ہے اور شکار میں جانور ہی کذا فی الظہیریہ وفی الجوہرۃ النیرۃ وھو ما توحش ویمتنع ویعدو وقیل الوحش ھو الذی لا یقدر علیہ لقولہ تعالیٰ لکی لا تنالہ ایدیکم وقیل الوحش ھو الذی لا یقدر علیہ الا بالرمی کذا فی المحیط وفی الکافی الوحش ما توحش من بنی آدم وامتنع منہ ان لا یکون فی مقدورہ فیہ فائدۃ والتذکیۃ لا تفید ہذا صید کی جزاء واجب ہونے میں ظاہر اور صید کی جزاء واجب سلام ہونا ہو ستحق کذا فی فتح القدیر امام اعظم اور ابو یوسف کے نزدیک جزاء صید میں واجب لازم ہے اور امام شافعی اور محمد کے نزدیک بطریق صید کا جزاء میں ضرور ہے جیسا کہ جزاء میں بڑی اور چھوٹی میں بڑی کا کفارہ واجب ہونے میں قیمت اور اگر دو عدل کے قتل میں گائے یا دنبے کے واجب ہونے میں تو دونوں کے لازم ہونے حق تعالیٰ نے فرمایا الا تقتلوا الصید وانتم حرم ومن قتلہ منکم متعمدا فجزاء مثل ما قتل من النعم یحکم بہ ذوا عدل منکم ہدیا بالغ الکعبۃ او کفارۃ طعام مساکین او عدل ذلک صیاما الآیۃ یعنی صید کو نہ مارو اور محرم ہو کر اور جو تم میں سے قصداً مارے تو جزا اسے مثل اوسکی جسکو مارا جانوروں میں سے وہ جانور جسکو دو عادل تم میں سے حکم کریں جزا بھیجنا کعبہ کا یا کفارہ طعام یعنی کہ اپنا برابر اوسکی قیمت کا طعام مساکین کو دیا اوسکی جگہ روزہ رکھنا جانوروں میں سے وہ جانور جسکو دو عادل حکم کریں جزا بھیجنا کعبہ کا یا کفارہ طعام یعنی کہ اپنا برابر اوسکی قیمت کا طعام مساکین کو دیا اوسکی جگہ روزہ رکھنا امام شافعی نے فرمایا کہ مثل سے مراد مثل صورت ہے اور امام اعظم کے نزدیک مماثلت معنوی واجب ہے یعنی باعتبار قیمت کے ہو اسطرح کہ مماثلت مطلقہ تو وہ ہو جو صورۃ اور معنیٰ وہ دونوں ہو جیسا کہ مثل مشترک النوع میں ہوتا ہے اور مماثلت مطلقہ تو بیان بالاتفاق مراد نہیں ابتدا مماثلت معنوی مراد ہوئی اسواسطے شرع میں مماثلت معنوی ہی متعین ہوئی جیسا کہ ذا فی حقوق العباد دین کذا فی الہدایۃ وشرحہا والمجزی فی مسئلۃ الجزاء لا یؤکل ولو خیر بینہ وبین الاطعام او الصیام علی قیمۃ مثلہ ان کان السبع لا یؤکل کالذئب والسباع الفساد فی غیر المأکول لیس کالفساد فی المأکول کذا فی الجوہرۃ النیرۃ اور مقتول جانور کا بدلا زیادہ یا کم ہونا اوسکی قیمت کا بدلا زیادہ یا کم ہونا ہے یعنی اگر صید کی قیمت سو درم ہو اور جانور سو درم کا ہو تو جانور برابر ہو گیا اور جزا نہیں اگرچہ سو درم کا ہو تو غیر ماکول اللحم اگرچہ بڑی ہو جیسے ہم میں شیر اور بھیڑیا ہو بڑی ہو اور اوسکی قیمت زیادہ ہو تو بھی جزا نہیں کیونکہ غیر ماکول اللحم کے قتل میں سوا جنایت حرمت کے کوئی فساد نہیں کہ نقد اور کا گوشت لائق کھانے کے نہیں تو اوسمیں واجب نہیں کہ خبر نہ بڑی ہو بڑی ہو یا چھوٹی ہو بڑی ہو یا چھوٹی ہو بڑی ہو یا چھوٹ

وان قصر من طعام مسکین کان الواجب اداء قیمته تصدق بها علی مساکین وان ذبح شاة اجزاه ولو ذبح شاة علی ان علیه طعام مسکین او صوم ثلثة ایام او ذبح شاة اخری اجزاه ذبح شاة واحدة عن جنایات فی احرام واحد وان جنی جنایات فی احرامات مختلفة فعلیه لکل جنایة جزاء واحد وان جنی جنایات فی احرامات مختلفة فعلیه لکل جنایة جزاء واحد وان جنی جنایات فی احرامات مختلفة فعلیه لکل جنایة جزاء واحد

ترجمہ اور اگر کم کیا طعام مسکین کا تو واجب ہے ادا کرنا قیمت کا اس کی صدقہ کرے مسکینوں پر اور اگر ذبح کرے بکری تو جائز ہے اور اگر ذبح کرے بکری اس پر کہ اس پر طعام مسکین کا ہے یا روزے ہیں تین یا ذبح کرے دوسری بکری تو جائز ہے ذبح کرنا ایک بکری کا بدلے کئی جنایتوں کے ایک احرام میں اور اگر کئی جنایتیں کرے کئی احراموں میں تو واجب ہے ہر جنایت کے لئے ایک بکری

وان قصر من طعام مسکین کان الواجب اداء قیمته تصدق بها علی مساکین وان ذبح شاة اجزاه ولو ذبح شاة علی ان علیه طعام مسکین او صوم ثلثة ایام او ذبح شاة اخری اجزاه ذبح شاة واحدة عن جنایات فی احرام واحد وان جنی جنایات فی احرامات مختلفة فعلیه لکل جنایة جزاء واحد وان جنی جنایات فی احرامات مختلفة فعلیه لکل جنایة جزاء واحد وان جنی جنایات فی احرامات مختلفة فعلیه لکل جنایة جزاء واحد

ترجمہ اور اگر کم کیا طعام مسکین کا تو واجب ہے ادا کرنا قیمت کا اس کی صدقہ کرے مسکینوں پر اور اگر ذبح کرے بکری تو جائز ہے اور اگر ذبح کرے بکری اس پر کہ اس پر طعام مسکین کا ہے یا روزے ہیں تین یا ذبح کرے دوسری بکری تو جائز ہے ذبح کرنا ایک بکری کا بدلے کئی جنایتوں کے ایک احرام میں اور اگر کئی جنایتیں کرے کئی احراموں میں تو واجب ہے ہر جنایت کے لئے ایک بکری

اولاً حتی قال ابو یوسف تملکه اھ حیلان نقطعها انسان فعلیه قیمة اما لکها کما لو رمی فی الحرم او الحل فقتل صیدا مملوکا لانسان او صید الحرم فی الحل او الحل فی الحرم کما ھو ظاھر اطلاق الجواب وھو الصحیح لان الصید لا یملک بالید بل بالاخذ ولھذا لو اخذ صید الحرم فی الحل او صید الحل فی الحرم ملکه ولو کان الصید یملک بالید لما ملکه کما لا یملک الصید المملوک بالید وھذا ظاھر وقوله ولو رمی صیدا فی الحل فقتل صیدا فی الحرم او رمی صیدا فی الحرم فقتل صیدا فی الحل فعلیه الجزاء لان الصید لا یملک بالید بل بالاخذ ولھذا لو اخذ صید الحرم فی الحل او صید الحل فی الحرم ملکه ولو کان الصید یملک بالید لما ملکه کما لا یملک الصید المملوک بالید وھذا ظاھر وقوله ولو رمی صیدا فی الحل فقتل صیدا فی الحرم او رمی صیدا فی الحرم فقتل صیدا فی الحل فعلیه الجزاء لان الصید لا یملک بالید بل بالاخذ ولھذا لو اخذ صید الحرم فی الحل او صید الحل فی الحرم ملکه ولو کان الصید یملک بالید لما ملکه کما لا یملک الصید المملوک بالید وھذا ظاھر وقوله ولو رمی صیدا فی الحل فقتل صیدا فی الحرم او رمی صیدا فی الحرم فقتل صیدا فی الحل فعلیه الجزاء لان الصید لا یملک بالید بل بالاخذ ولھذا لو اخذ صید الحرم فی الحل او صید الحل فی الحرم ملکه ولو کان الصید یملک بالید لما ملکه کما لا یملک الصید المملوک بالید وھذا ظاھر

الحرم او الصید الذی فی الحرم کالصید الذی فی الحل فی حق الحرمة حتی لا یجوز للمحرم ان یقتل الصید الذی فی الحرم کما لا یجوز له ان یقتل الصید الذی فی الحل وھذا ظاھر وقوله ولو رمی صیدا فی الحل فقتل صیدا فی الحرم او رمی صیدا فی الحرم فقتل صیدا فی الحل فعلیه الجزاء لان الصید لا یملک بالید بل بالاخذ ولھذا لو اخذ صید الحرم فی الحل او صید الحل فی الحرم ملکه ولو کان الصید یملک بالید لما ملکه کما لا یملک الصید المملوک بالید وھذا ظاھر وقوله ولو رمی صیدا فی الحل فقتل صیدا فی الحرم او رمی صیدا فی الحرم فقتل صیدا فی الحل فعلیه الجزاء لان الصید لا یملک بالید بل بالاخذ ولھذا لو اخذ صید الحرم فی الحل او صید الحل فی الحرم ملکه ولو کان الصید یملک بالید لما ملکه کما لا یملک الصید المملوک بالید وھذا ظاھر

فلو رمی صیدا فی الحل فقتل صیدا فی الحرم او رمی صیدا فی الحرم فقتل صیدا فی الحل فعلیه الجزاء لان الصید لا یملک بالید بل بالاخذ ولھذا لو اخذ صید الحرم فی الحل او صید الحل فی الحرم ملکه ولو کان الصید یملک بالید لما ملکه کما لا یملک الصید المملوک بالید وھذا ظاھر وقوله ولو رمی صیدا فی الحل فقتل صیدا فی الحرم او رمی صیدا فی الحرم فقتل صیدا فی الحل فعلیه الجزاء لان الصید لا یملک بالید بل بالاخذ ولھذا لو اخذ صید الحرم فی الحل او صید الحل فی الحرم ملکه ولو کان الصید یملک بالید لما ملکه کما لا یملک الصید المملوک بالید وھذا ظاھر

وقوله ولو رمی صیدا فی الحل فقتل صیدا فی الحرم او رمی صیدا فی الحرم فقتل صیدا فی الحل فعلیه الجزاء لان الصید لا یملک بالید بل بالاخذ ولھذا لو اخذ صید الحرم فی الحل او صید الحل فی الحرم ملکه ولو کان الصید یملک بالید لما ملکه کما لا یملک الصید المملوک بالید وھذا ظاھر

فلو رمی صیدا فی الحل فقتل صیدا فی الحرم او رمی صیدا فی الحرم فقتل صیدا فی الحل فعلیه الجزاء لان الصید لا یملک بالید بل بالاخذ ولھذا لو اخذ صید الحرم فی الحل او صید الحل فی الحرم ملکه ولو کان الصید یملک بالید لما ملکه کما لا یملک الصید المملوک بالید وھذا ظاھر

لمكان الفيروان كان يعتاض عن صيد من قوم العيناء فوق المحرم وقوم صيد لكم وهو حلال له ما لم يصد لكم او يصد لاجله
فاحتمل الفيروان لكم وهو حلال له ما لم يصد لكم او يصد لاجله

ہو تو جائز ہے اسلام کے اگر شکار کیوں نہ ہو تو بھی جائز ہے اور اگر حرم میں شکار کرے تو حرام ہے اور شکار کیا ہوا جانور حلال نہ ہوگا اور نہ حرم کا شکار ہے نہ حلال کا شکار ہے اور اگر حرم میں شکار کیا ہوا جانور حلال کے ہاتھ آیا تو حلال کے لئے حلال ہے اور حرام کے لئے حرام ہے

وقد اتى الله الحرام وله ما صاد فيه والحرم كله اسم واحد

حاصل یہ ہے کہ حرم اور حلال میں ایک کا شکار دوسرے کے لئے حلال ہے اور حرم کا شکار حلال کے لئے حلال نہیں ہے

فاحتمل الفيروان لكم وهو حلال له ما لم يصد لكم او يصد لاجله

اور اگر حلال نے حرم میں شکار کیا ہو تو اس کا گوشت حلال ہے

سباع والکثیر ضوا لزائد علی ثلثۃ والجراد کما سیجیء بیانہ فی مصنف صاع کا صدقہ واجب ہے اور کثیر وہ ہے جو تین سے زائد ہو اور مدہ ہی جو ان کی بابت ہے قلیل اور کثیر کی وجوب جزا میں کذا فی المحیط اور فتاوی قاضیخان میں ہے کہ دس یا زیادہ یہ کثیر ہیں اور اس سے کم قلیل کذا فی الخلاصۃ ولا یقتل غراب الا ان یعقر علی الظاہر لظہر ہریرۃ وتعمیم الصیدلۃ فی الظہیریۃ اور کچھ جانور ہیں کہ محرم پر بے حرج محرم کو کوے کے قتل کرنے میں سوا عقعق کے بنا بر قول ظاہر کے کذا فی الظہیریۃ اور بحر الرائق کی تعلیم کو دیکھا ہو غنیۃ الفاتی میں بحر الرائق میں کہا کہ یہ تینوں قسم کے کوے کا مذا درست ہو تو ہمیں عقعق بھی آگیا کہ موذی ہوتا ہے جانور کے مبتر کو چونچ سے کھود تا ہے اور نہیں غنیۃ الفاتی میں کہا کہ بدائع میں ابو یوسف سے مصرح روایت ہو کہ حدیث میں اس کو مرکے قتل کرنیکا حکم ہے جو بنا بہت زیادتا اور نجاست دونوں کہا ہوا اور نہیں قسم موذی ہے اور سراج الدرایۃ میں ہے کہ عقعق جانور کے اکثر نہیں ستاتا ہے تو دوام ایذا رسانی کا وہ جو مضر نہ ہو گیا اور ظہیریہ میں ہے کہ عقعق نہیں دور دانتوں میں ظاہر روایت یہ ہے کہ وہ صید میں داخل ہے حتی کہ اگر محرم ایک پرندہ کو اسکا رنگ سیاہ اور سفید ہوتا ہوا سکی آواز میں اور فان کے مشابہ ہو وجد اکبر یقتلان وجی الدب حیدانی فیقتل الحیاء اور چیل کے قتل میں کچھ نہیں شارح کہتا ہو حیدا کبر حاء فتح میم اور بہ جنہی نے جو کا نقطہ بھی نہیں بجز یا کہ ہم تذا کہ بفتح اول دوم ذوک کی تیز کو کہتے ہیں اور ظاہر تو یہ ہو کہ بسبب اول ہو کہ لانہ فی القاموس وذئب فی صیدہ وعقرب قارۃ بالھبۃ وجی الدب بدنی بالسین وکل کلب عقور ای جنسی والغیرۃ فلیس بصید بصید اصلا اور بھیڑیے اور سانپ اور بچھو اور جو ہو اور کلب عقور یعنی وحشی کتے کے قتل میں کچھ جزا نہیں اور وحشی کتے کے سوا اہلی کے قتل میں کچھ نہیں شارح کہتا ہو کہ ظاہر کا لفظ بھی ہو اور بہ جنہی نے اسمیں تسہیل بھی جائز کہی ہو شتے ہمزہ اور الف کے بین بین میں پڑھا ہو شتے صید ہو لیکن بسبب اسکی ایذا رسانی کے جزا اور اسکے قتل کے ساقط ہو گئی صاحب غنیۃ الفاتی نے اپنی کتاب میں سقوط جزا کی علت اسبطرح بیان کی ہو اور نجاری اور مسلم میں ہو کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ موذی جانور ہیں کہ حل اور حرم میں ایسے جانے میں کوا اور چیل اور بچھو اور چوہا اور کلب عقور اور مسلم کی دوسری روایت میں سانپ فکر ہو بچھو کے عوض اور صحیحین کی دوسری روایت عبد اللہ بن عمر یوں ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انکو مارنے میں محرم پر کچھ گناہ نہیں اور دار قطنی اور طحاوی کی حدیث مرفوع میں محرم کو بچھو کے قتل کی اجازت ہو اور حسین ابی داؤد کی حدیث مرفوع میں سبع عادی کے قتل کرنے کی محرم کو اجازت ہو یعنی وہ درندہ جو حملہ کرے کذا فی فتح القدیر و بعقرض وعلی کان یاکل عادۃ لا بالندرۃ وان قالوا الراجح قال الکمال الاعتبار الندرۃ کما ہو مقتضی اطلاقہم کما فی الفتح اور ہمارے نزدیک جنہی کے قتل میں کچھ نہیں خواہ بڑی قسم کا کچھ ہو یا چھوٹا اور چوہا چیتنی ہو یا بڑی مار ناسب کا جائز ہے لیکن اگر بلا ضرورت مارے تو مارنا حلال نہیں کذا فی النہر الفائق وذئب فقہانے کہا ہو کہ کلب اہلی حتی پالو کتا جبکہ موذی نہو تو مارنا حلال نہیں اور کتوں کے قتل کرنیکا حکم جس حدیث میں ہو سو وہ منسوخ ہو کذا فی الفتح یعنی اور مصور حتی ہیں جبکہ کتے ضرر کرتے ہوں اسکے لفظ میں مصرح ہو کہ جب کتے ایک گانو نہیں زیادہ ہو جاویں اور وہاں کے لوگوں کو ضرر پونہچاتے ہوں تو وہاں کے لوگ کتوں کو قتل کر دالیں کذا فی النہر وفتح وفی الفواکہ وفی ذئب وفی ضبع وفی ثعلب وفی ضبان ویقتل وحشی حیوان لیل ای عرس وام حبین واما ربیدا والربیع وکذا اجمیر عرس الاھلی لیست بصید ولا یستوفاہ من البلد اور بیسو اور چیڑی اور نیولا اور جنگلی اور لکھی اور گرگٹ اور چھپکلی اور سیہی اور ہر سو اور جنگلی اور نیولا اور ام حبین اور کھنکھیرا اور الیسی جمیع حشرات الارض کے قتل کرنے میں محرم پر کوئی چیز لازم نہیں اسواسطے کہ یہ جانور اور کیڑے صید نہیں ہیں اور نہ انسان کے بدن سے پیدا ہوتے ہیں جسکے قتل سے جزا لازم آوے وسنذکر ما یحل قتلہ وما یحرم وسنذکر حیوان ما صائل لا یکف دفعہ الا بالقتل فلو امکن بغیر قتلہ لزمہ الجزاء کما لو رمتہ فقتلہ او ھلک بہ او رمتہ وحشیا فقتلہ او ھلک بہ اور جو جانور کہ حملہ کرے تو اسکے قتل سے جزا لازم نہیں ہو جسکا ہٹانا بغیر قتل کے ممکن نہو تو اگر بغیر قتل کے دفع کرنا ممکن ہو اور پھر بھی اسکو قتل کر دیگا تو اسپر جزا لازم ہو گی جیسکو کہ قاتل پر قیمت لازم ہو گی اگر حملہ کر نیوالا جانور کسیکا مملوک ہو کذا فی النہر طحطاوی نے کہا کہ شارح کی تشبیہ میں معلوم ہو کہ تشبیہ میں وجہ لازم ہو نہ کہ ایک

ص شرم کی نسبت سو کہ ص کی نسبت سو تو ۱ ہوئی اور دوسری حق مالک کو نسبت جنسہ کے ہو ولہ ذہ شاۃ ولو ھا ثلثا لانہ کالاصل ھ
الاصل و نقد و تبع و یدخل اھل اور باندی محرم کو نہ بیچ کر ہی گا اگرچہ اسکا باپ ہو ہن ہو اسواسطے کہ ہین للتملک اصل ہو نہ تا
اور جائز نہین نہ بیچ کر اگا ہو اور دشت اور مرغی اور بطا ابی کو اسواسطے کہ یہہ جانور اصل تعلق ہین ہو نہ تبع تعلق ہین کہ محرم کو نہ بیچ کر اگا ہو نہ
کرا عوام ہو بطا ابی سے ۔ بلد مراد ہو کہ محرم ہین اور حرم نہین رہتی ہن اسواسطے کہ وہ بنا بر اصل تعلق ہے الوف اور اہو ہی ہوتی ہے کہ الوف
وحشی بلکے کہ جو بھی مس آڈنے سے رہنے ہین کہ اگر سکو نہ کرنے ہین محرم پر فدیہ واجب ہو گی کہ انی المخلقۃ و اکل ما صادہ حلال لہ الا ان یصطاد لہ او
فی الحل و لا لا یاکہ محرم و لا لا ما صید لہ او بامرہ او دلہ احد فاکل الحلال لا یحرم علی المحترم اور شکار جو محرم کو کہا ہا اس شکار کا
جسکو غیر محرم نے شکار کیا ہو اور حیل مین نہ ہو اگر چہ محرم نے کہو سو اسواسطے شکار کیا ہو تو بھی جائز ہو کہ شرط یہ کہ محرم نے شکار کو نہ بتا یا ہو اور نہ اسکی
مدد کار کہ جیسی اوزار آلہ ہو اسواسطے کہ ہو سو اگر ان امر نسبت سے ایک اور شکی پایا جا یگا تو وہ شکار غیر محرم کو تو حلال ہو گا اور محرم پر حلال نہو گا بنا
قول تحفہ کے جسکو ہمارے نے روایت کیا ہم امام مالک اور شافعی کے نزدیک اگر غیر محرم شکار کریگا محرم کو اسکا کھانا نہین ہو دلیل ہمارے ہن دلیل ہمارے
اور ابو داؤد کی حدیث کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صید تمہارے حلال ہو جبکہ کہ تم نہ شکار کرو یا تمہارے واسطے شکار کیا جائے اسکا
جواب یہ ہو کہ اس حدیث کی کیفی ہن نہین نے تضعیف کی ہو اور اگر صحیح ہو تو یہہ مطلب ہو کہ جب محرم کے امر سے شکار نہ کیا ہو تو حلال نہین اور امام مظہر کی
دلیل یہ حدیث ہو جو صحاح ستہ مین ابو قتادہ سے مروی ہو کہ حضرت کے اصحاب یعنی محرم تھا اور نہ تھے غیر محرم صحرین نے ایک گدھ دیکھ کر شکار کیا اور اسکو
کھا گیا اور اصحابے اوسکو کہا یا اور اسکا سوال حضرت سو کیا فرمایا کہ کسی نے تمہارے لئے اشارہ کیا تھا شکار کا یا اوسکی طرف اشارہ کی تھا اصحابے کہا کہ نہین
حضرت نے فرمایا تو کھاؤ ۔ باقی گوشت کو اور تسلی کی روایت یون ہو کہ کیا تمنے یون ہو کہ کیا تمنے اشارہ کیا تھا یا اعانت کی تھی اصحابے کہا کہ نہین فرمایا کہ کھا
لھا ہی نے کہا کہ ابو قتادہ نے قطعا نہو اسلئے شکار کیا تھا بلکہ محرم اصحاب یہ کہا ہی کیا تھا پر ہم نے حضرت نے اسکو مباح فرمایا کہ انے اپنے شکار کیا
وجب علیہ الجزاء بقتل صید البر و ھو ما توحش اصلا و دارا کالوحش و الطیر و ان استانس کالحمام و الصید ما یؤکل لحمہ و لو
حکما کالحمر الوحشیۃ و الضب و الیربوع و لا یجب بقتل الصبوع لانہ لیس بصید و لا بقتل ما لا یؤکل کالسباع و الحدأۃ و الغراب
الابقع و الکلب العقور و الحیۃ و العقرب و الفارۃ و الحریۃ و الذئب و الحشرات و ان قتل محرم صیدا ضمنہ بمثلہ من النعم
ان کان لہ مثل و قیمتہ ان لم یکن لہ مثل و یتصدق بہ حیث شاء و ھو مخیر بین ان یذبح المثل او یقومہ دراھم و یشتری بھا طعاما
فیتصدق بہ او یصوم عن طعام کل مسکین یوما و ان قتل جماعۃ محرمون صیدا فعلی کل واحد منھم جزاء کامل و ان اشترک
حلال و محرم فی قتل صید فعلی المحرم جزاء کامل و لا شیء علی الحلال و ان دل محرم حلالا علی صید فقتلہ او اشار الیہ
فقتلہ بتلک الاشارۃ فعلیہ الجزاء و ان دل محلا علی صید فی الحرم او اشار الیہ فقتلہ فلا جزاء علیہ و ان دل محرم محلا علی صید
فقتلہ فی الحل فعلی المحرم الجزاء و لا شیء علی المحل و ان دل حلال حلالا فی الحل علی صید فی الحرم او اشار الیہ فقتلہ فلا جزاء علیہ
و ان دل محرم محلا علی صید فی الحرم او اشار الیہ فقتلہ فعلی المحرم الجزاء و لا شیء علی المحل و ان دل حلال محلا فی الحل علی صید
فی الحرم او اشار الیہ فقتلہ فلا جزاء علیہ و ان دل محرم محلا علی صید فی الحل او اشار الیہ فقتلہ فی الحل فلا جزاء علیہ

ص شرم کی نسبت سو کہ ص کی نسبت سو تو ۱ ہوئی اور دوسری حق مالک کو نسبت جنسہ کے ہو ولہ ذہ شاۃ ولو ھا ثلثا لانہ کالاصل ھ
الاصل و نقد و تبع و یدخل اھل اور باندی محرم کو نہ بیچ کر ہی گا اگرچہ اسکا باپ ہو ہن ہو اسواسطے کہ ہین للتملک اصل ہو نہ تا
اور جائز نہین نہ بیچ کر اگا ہو اور دشت اور مرغی اور بطا ابی کو اسواسطے کہ یہہ جانور اصل تعلق ہین ہو نہ تبع تعلق ہین کہ محرم کو نہ بیچ کر ہی گا ہو نہ
کرا عوام ہو بطا ابی سے ۔ بلد مراد ہو کہ محرم ہین اور حرم نہین رہتی ہن اسواسطے کہ وہ بنا بر اصل تعلق ہے الوف اور اہو ہی ہوتی ہے کہ الوف
وحشی بلکے کہ جو بھی مس آڈنے سے رہنے ہین کہ اگر سکو نہ کرنے ہین محرم پر فدیہ واجب ہو گی کہ انی المخلقۃ و اکل ما صادہ حلال لہ الا ان یصطاد لہ او
فی الحل و لا لا یاکہ محرم و لا لا ما صید لہ او بامرہ او دلہ احد فاکل الحلال لا یحرم علی المحترم اور شکار جو محرم کو کہا ہا اس شکار کا
جسکو غیر محرم نے شکار کیا ہو اور حیل مین نہ ہو اگر چہ محرم نے کہو سو اسواسطے شکار کیا ہو تو بھی جائز ہو کہ شرط یہ کہ محرم نے شکار کو نہ بتا یا ہو اور نہ اسکی
مدد کار کہ جیسی اوزار آلہ ہو اسواسطے کہ ہو سو اگر ان امر نسبت سے ایک اور شکی پایا جا یگا تو وہ شکار غیر محرم کو تو حلال ہو گا اور محرم پر حلال نہو گا بنا
قول تحفہ کے جسکو ہمارے نے روایت کیا ہم امام مالک اور شافعی کے نزدیک اگر غیر محرم شکار کریگا محرم کو اسکا کھانا نہین ہو دلیل ہمارے ہن دلیل ہمارے
اور ابو داؤد کی حدیث کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صید تمہارے حلال ہو جبکہ کہ تم نہ شکار کرو یا تمہارے واسطے شکار کیا جائے اسکا
جواب یہ ہو کہ اس حدیث کی کیفی ہن نہین نے تضعیف کی ہو اور اگر صحیح ہو تو یہہ مطلب ہو کہ جب محرم کے امر سے شکار نہ کیا ہو تو حلال نہین اور امام مظہر کی
دلیل یہ حدیث ہو جو صحاح ستہ مین ابو قتادہ سے مروی ہو کہ حضرت کے اصحاب یعنی محرم تھا اور نہ تھے غیر محرم صحرین نے ایک گدھ دیکھ کر شکار کیا اور اسکو
کھا گیا اور اصحابے اوسکو کہا یا اور اسکا سوال حضرت سو کیا فرمایا کہ کسی نے تمہارے لئے اشارہ کیا تھا شکار کا یا اوسکی طرف اشارہ کی تھا اصحابے کہا کہ نہین
حضرت نے فرمایا تو کھاؤ ۔ باقی گوشت کو اور تسلی کی روایت یون ہو کہ کیا تمنے یون ہو کہ کیا تمنے اشارہ کیا تھا یا اعانت کی تھی اصحابے کہا کہ نہین فرمایا کہ کھا
لھا ہی نے کہا کہ ابو قتادہ نے قطعا نہو اسلئے شکار کیا تھا بلکہ محرم اصحاب یہ کہا ہی کیا تھا پر ہم نے حضرت نے اسکو مباح فرمایا کہ انے اپنے شکار کیا
وجب علیہ الجزاء بقتل صید البر و ھو ما توحش اصلا و دارا کالوحش و الطیر و ان استانس کالحمام و الصید ما یؤکل لحمہ و لو
حکما کالحمر الوحشیۃ و الضب و الیربوع و لا یجب بقتل الصبوع لانہ لیس بصید و لا بقتل ما لا یؤکل کالسباع و الحدأۃ و الغراب
الابقع و الکلب العقور و الحیۃ و العقرب و الفارۃ و الحریۃ و الذئب و الحشرات و ان قتل محرم صیدا ضمنہ بمثلہ من النعم
ان کان لہ مثل و قیمتہ ان لم یکن لہ مثل و یتصدق بہ حیث شاء و ھو مخیر بین ان یذبح المثل او یقومہ دراھم و یشتری بھا طعاما
فیتصدق بہ او یصوم عن طعام کل مسکین یوما و ان قتل جماعۃ محرمون صیدا فعلی کل واحد منھم جزاء کامل و ان اشترک
حلال و محرم فی قتل صید فعلی المحرم جزاء کامل و لا شیء علی الحلال و ان دل محرم محلا علی صید فقتلہ او اشار الیہ
فقتلہ بتلک الاشارۃ فعلیہ الجزاء و ان دل محلا علی صید فی الحرم او اشار الیہ فقتلہ فلا جزاء علیہ و ان دل محرم محلا علی صید
فقتلہ فی الحل فعلی المحرم الجزاء و لا شیء علی المحل و ان دل حلال حلالا فی الحل علی صید فی الحرم او اشار الیہ فقتلہ فلا جزاء علیہ
و ان دل محرم محلا علی صید فی الحرم او اشار الیہ فقتلہ فعلی المحرم الجزاء و لا شیء علی المحل و ان دل حلال محلا فی الحل علی صید
فی الحرم او اشار الیہ فقتلہ فلا جزاء علیہ و ان دل محرم محلا علی صید فی الحل او اشار الیہ فقتلہ فی الحل فلا جزاء علیہ

متعینہ کرنا چاہئے قبل اُڑانے کے یعنی اُڑانے سے پہلے یوں کہنا چاہئے کہ جو اسکو پکڑے وہ اسکا مالک ہو کذا فی الظہیریۃ وفی کراھیۃ شمائل الترمذی سَیِّبْ دَابَّۃً فَاسْتَعَارَ اَحَدٌ وَاصْطَادَھَا قَالَ اَسِیْبُ لِلْبَائِعِ عَلَیْہِ اَیْ قَالَ اَحَدٌ تَسَیَّبْ بِھَا لِمَنْ اَخَذَ ھَا وَاِنِّیْ قَالَ لِاَحَدٍ اَسِیْبُ لِیْ بِھَا فَتَلَھَا اَخَذَ ھَا وَالْعَوْلُ بِعَیْنِہٖ اِنْتَھٰی اور مختارات النوازل کی کتاب الکراہیۃ میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے چڑیا پکڑ لیا اور دوسرے شخص نے اسکو پکڑ لیا اور اسکو آزاد کہہ گیا تو مالک اول کو اوسپر اختیار نہیں بلکہ چھوڑنے والے پر ہے کذا فی الظہیریۃ اور اگر چھوڑنے والے نے اسکو پکڑ لیا اور اسکو آزاد کہہ گیا تو مالک اول کو اوسپر اختیار نہیں بلکہ چھوڑنے والے پر ہے کذا فی الخلاصۃ اور اگر چھوڑنے والے نے کہا ہو کہ تجکو اسکی کچھ حاجت نہیں تو مالک اول کو اوسکا لینا جائز ہو اور مالک ہی کا قول اسمیں قسم کے ساتھ معتبر ہوگا انتہی کلامہ لَا یَجِبُ اِنْ کَانَ الصَّیْدُ فِیْ بِلَادٍ یَأْکُلُ فِیْھَا الْعَادَۃُ الْقَاصِیَۃُ بِذٰلِکَ مِنْ مَالِ الْحَجِّ چھوڑنا واجب نہیں اگر صید محرم کے گھر میں بسبب جاری ہونے عادت ظاہر کے اسمیں اور جریان عادت دلائل شرعیہ میں سے ایک دلیل ہے یعنی صحابہ کبار احرام باندھتے تھے اور انکے گھروں میں صید اور دامن موجود رہتے تھے اور اوسے متعرض نہیں کرتے وہ چھوڑ دیتے ہیں اور یہ اجماع فعلی ہوا اور اجماع حجت شرعی ہے دلیل اوس کا واجب نہیں اگر چہ بچوا محرم کے ہاتھ میں ہو بدلیل لینے ضعف کے ساتھ غلاف کے محرم کو یعنی جیسے بیضہ کا ضعف کا ہاتھ میں لینا جائز نہیں لیکن اگر جزدان میں ہو تو لینا اوسکا درست ہے سطرح محرم کو صید کا ہاتھ میں لینا جائز نہیں لیکن اگر وہ پنجرے میں ہو تو پنجرے کا ہاتھ میں لینا درست ہوا سر اسطرح کہ صید پنجرے میں ہے نہ ہاتھ میں اور مصنف نے کہا کہ پنجرے میں لینا ہاتھ میں لینے کی برابر ہے اس دلیل سے کہ جو پنجرہ کو غصب کرے وہ صید کا غاصب شمار ہوگا کذا فی النہر وَلَا یَجُوْزُ اَخْذُ الصَّیْدِ عَلَی الْمُحْرِمِ وَلَا بَیْعُہٗ وَلَا اِمْسَاکُہٗ فِی الْحِلِّ وَاَمَّا اِمْسَاکُہٗ فِی الْحَرَمِ فَلِاَنَّ الْاِمْسَاکَ فِی الْحَرَمِ کَالْاِمْسَاکِ فِی الْاِحْرَامِ اور صید اس پر حرام ہے یعنی اوسکا لینا اور بیچنا اور حل میں روکنا اور حرم میں روکنا اسلئے کہ حرم کا امساک احرام کا امساک ہے کذا فی الخلاصۃ وَلَا یُرْسِلُہٗ عَلٰی صَیْدٍ اور نہ اوسکو چھوڑ دینے میں محرم یا حلال کی ملک سے نکلا ہوا تھا تو اوسکو بعد فراغت احرام کے صید کا پکڑنا حل میں جائز ہوا اور اوسکو لینا صید کا اس آدمی سے جائز ہے جسنے صید کو اس سے لیا تھا اسواسطے کہ اوسکا چھوڑ دینا اختیار سے نہ تھا بلکہ مجبوری احرام یا بضرورت دخول حرم تھا فَلَوْ کَانَ جَارِحًا کَاَنْ کَسَرَ قَوَائِمَہٗ اَوْ جَنَاحَیْہِ فَلَا ضَمَانَ عَلَیْہِ اگر صید پر جارح کا پھاڑنا ہوا ہو جسنے بازو صید کے توڑ دیئے ہوں تو اوسپر ضمان نہیں اسواسطے کہ اوسنے صید کو جیتا ہوا نہیں پایا جسکو چھوڑ دینا واجب ہو اسواسطے کہ اوسنے بازو صید کے توڑ دیئے ہیں اور اگر زائل اور شدنی حرم میں ہوں تو ضمان کے نزدیک بیع جائز ہے کذا فی النہر وَلَوْ اَخَذَ حَلَالٌ صَیْدًا فَاَدْخَلَہُ الْحَرَمَ اَوْ مُحْرِمٌ صَیْدًا فَاَدْخَلَہُ الْحَرَمَ فَاَرْسَلَہُ مِنْ یَدِہٖ اَوْ قَفَصِہٖ فَاِنْ لَمْ یَسْتَحْکِمْ اَخْذُہٗ اَوْ اَخَذَہُ فَاَرْسَلَہُ فَلَا ضَمَانَ عَلَیْہِ اور اگر غیر محرم نے صید کا صید پکڑا پھر اوسکو حرم میں داخل کیا پھر اوسکو حرم میں اوسکے ہاتھ سے یا پنجرے سے چھوڑ دیا اور اوسکا چھوڑنا مستحکم نہ تھا اور اوسکا پکڑنا اور چھوڑنا ایک ہی مرتبہ تھا تو ضمان واجب نہیں ہوگا اور اگر اوسکا چھوڑنا مستحکم تھا یا اوسکا پکڑنا اور چھوڑنا دو مرتبہ تھا تو ضمان واجب ہوگا اور اگر اوسکے ہاتھ سے یا پنجرے سے چھوڑ دیا تو ضمان واجب نہیں ہوگا اور اگر اوسکے ہاتھ سے یا پنجرے سے چھوڑ دیا تو ضمان واجب

مالک ہی نہیں اور محرم نے کیا صید کو اور مشترک نہیں جیسے اس سے پہلے اگرچہ حلال تھا بسبب ہر کرنے کے للمطلوبی والصیبۃ لا بالملک اللحم بسبب اختیاری کشتار
وھذا قول لسبب تحریم الصید والسبب لغیرہ لحق الصید حتی لو ذبحہ محرم مسلم یکون میتۃ لانہ لا یملکہ ولا یحل لہ الاکل فلما قال تبعاً للغیر فی الحرمۃ لا لانہ ترفہ وعلہ فی
الاستحقاق بالاتفاق لکن فی الغیر حق اللہ تعالیٰ لا یملک بالاجماع وھو الظاہر وصید کا مالک نہیں ہوتا محرم اختیاری سبب سے بالصید یہ ہے اور صفہ
اور وصیت کے بلکہ جبری مثلاً نے اختیاری سبب کا مالک ہوتا ہے اور جبری سبب کا مالک نہیں ہوتا محرم اختیاری سبب سے بالصید یہ ہے اور صفہ
اتباع محرم الزائن من المحل وھو مستحق کی جیسے وراثت یعنی محرم صید کو بوراثت اپنے اقربہ مرتا ہوا اور اسکو شکار میں صاحب محرم کے
اضافی قول ذارہ باصے لیکن غیر اضافی میں سارے صید کو نہیں ہوتا محرم صید کو نہیں ہوتا اور یہی قول ظاہر ہے اور صید محرم کے حق میں
صید محترم الصید ہے مطلقاً الغرر تعالیٰ (وحرم علیکم صید البر مادمتم حرما) فرمانے اشارہ کیا کہ امن کا قول خلاف ظاہر ہے تو نہ من میں داخل کرنا
اسکا مسامحہ ہوتا فان قتلہ محرم اخر او قتلہ محرم مسلم حلال جزاء بین الاجنبیا کجنایۃ والقاتل یفصل پھر اگر محرم کی کچھ صید کو دوسرا بالغ مسلم محرم نے
قتل کیا تو دونوں محرم و جزا کا ضمان بین کرینگے لاحرم ہونے کے فیکنی جزاء واحد فی قتل قتل کیونکہ ہر محرم قابل پر جیسے بالغ اور مسلم کے قاتل
ان ہی جیسے لگانا تھا اگر مجنون مغلوبا ہو جیسے کہ صغیر اور نصرانی دونوں قیدوں سے کوئی کالڈانی ماشیۃ الفطلوبی ودیم الخ اخذ علی وابلہ لانہ قیمۃ
ما کان یقیمہ المتقوم کے برکر نے والا محرم قاتل محرم ہے پھر جیسے جنفذ کہ اجنبی ضمان دیا ہوا اسکو کہ قاتل نے کہ ٹھہرایا ہے پراد ہے کہ ثابت کر دیا جو ہر ہر مرغ مرغ
بین حمامیں اگر قاتل اسکو قتل کر ڈالا اور بکر ٹوالا صید کو جو مرغ دیتا تو جزا ساقط ہو جاتی اور جبکہ قاتل نے اسکو قتل کر ڈالا تو اب ہر محرم پر ایک ہر مرغین ہوگی
وھو الیہ کما مر ولا یضمن فارغ ما حتاز کالمال کالبہ ولا یضمن شیئا اور جیسے ہر ایسا قاتل جو اسکو شکار پر جبکہ شکار نے اس کا کفارہ دیا
ہوا اور اگر اسکو اوسکی جزا میں رکھ ہوں تو پھیر دیا جائیگا بہتر ہو یہ بنا بر اس قول کے جسکو کمال الدین ابن الہمام صاحب فتح القدیر نے پسند کیا ہے اگر اسکو
اوسکی کچھ ڈاڈ نہیں دیا جبکہ پھیرے اور یہ بھی نے بھی اسی قول پر تعین کیا ہوا اور محمد میں نفی ہی جبکہ قول صحیح ہو گا نے انہ و لو کان القاتل شبیہا
لا یرجع علی ربہا ولو صبیا او لصغیر او لمجنون او لمغلوب او لمحرم لانہ قاتل ولکن یرجع الاجنبی علیہ بالقیمۃ بالغیر ہو مستحق للعباد دی وحق اللہ تعالیٰ
اور اگر صید محرم کا مارڈالا انسان والا جانور ہو تو اسکو مالک سونپ دیگا اور اگر اسکو قاتل کو کاٹ ہوا نصرانی مرا نصرانی نے کافر ہو تو اسکو پھیر دیا جائیگا
بنا بر ان اللہ کے ولیکن محرم صید کا پھر نہیں لا سکتا اور اسکی قیمت پھیر دیگا اسکو کافر حق العباد کا حق ہے اور اللہ کا حق ہے فقیر کو دیگا کما علی المفرد یہ دم لیس
جنایتہ علی احرامہ یعنی یفعل شیئا من محظورات الاحلاقا و ترکا واجبا مس وجبت الجزا و قطع نبات الحرم او لسعۃ الجراد کما لو
لیس جنایتہ علی الاحرام فعلی القارن منہ ثم ساق الھدی ان احرم قبل طواف القدوم او لم یسق لم یجز عن شیء ہوا جو کہ قارن واجب ہوتا ہے جب اسنے
احرام کے جنایت کی تو اوس میں قارن پر دو خون واجب ہوتے ہیں ایک جج کا خون اور دوسرا عمرہ کا خون اور اسکو کہا قارن اور احرام کا محرم
اور جنایت احرام سے اوس چیز کا ارتکاب ہوا جو احرام کے محظورات میں سے ہو اسکو کہا کہ ارتکاب کرنا اور ترک کرنا واجب کا جیسے اسکو کہا کہ ترک کرنا واجب
کو اور اسکو کہا کہ ارتکاب کرنا واجب کا جیسے احرام کے محظورات میں سے ہو اسکو کہا کہ اگر تنہا حج کرنیوالا کہ ہی واجب نہیں ہوتا جیسے حج کے
کہ ہی احرام کے بغیر ہو جیسے کہ احرام کے بغیر ہو جیسے کہ احرام کے بغیر ہو جیسے کہ

سے صید کرے تو جزا نہ ہوگی یعنی ایک ہی جزا لازم ہوگی کیونکہ دخول کے معنی صید ایک ہی تو ہوگی و بطل بیع محرم علی حلال صیدہ اذا کان اکل المشتری منہ بامرہ او کان اصطادہ وھو محرم او قاد قالبیع فاسدۃ اور جب محرم کا صید کردہ حلال خرید لے مشتری سے صید نہ لیا جائے مثلاً حلال نے محرم کے کہنے سے شکار کیا یا محرم کے اشارہ سے شکار کیا یا محرم کے صید کو ہانک کر لایا یا محرم کے صید کو ہنکا کر لایا یا محرم کے صید کو خرید کر لایا یا محرم کے صید کو ہبہ میں لیا یا محرم کے صید کو بطور میراث کے لیا یا محرم کے صید کو بطور وصیت کے لیا یا حلال نے محرم کے اشارہ سے شکار کی

احرام یا اہل سے فرو تر نہ ہو نیز خود ہی بسبب جاہل ہونے کے میقات اہل کو بھی نہ جانتا ہو تو جس جگہ کو یہ اطمینان ہو کہ اس سے آگے میقات نہیں اسی جگہ سے احرام باندھ لے اور اگر کسی کو یہ اطمینان نہ ہو تو جہاں سے اس کا دل گواہی دے وہیں سے احرام باندھ لے۔ وَدَخَلَ فَرْقَدَانَا اَوْ لِلْبُسْتَانِ اِلَخ مکانات میں داخل ہونے والے کے لئے میقات کا حکم نہیں بلکہ یہ حکم صرف ان لوگوں کے لئے ہے جو میقات سے گزرنے کا قصد رکھتے ہوں۔ وَلَوْ عَنَّ لَهُ الْحَاجَةُ عَلَى اَمْيَالٍ اِلَخ اگر کسی شخص کو میقات سے باہر کوئی ضرورت پیش آجائے تو اس کے لئے میقات سے باہر جانا جائز ہے۔ وَلَا يَجُوْزُ لِاَهْلِ الْبُسْتَانِ اِلَخ بستان میں رہنے والوں کے لئے میقات سے بلا احرام گزرنا جائز نہیں۔ وَلَا بَاْسَ بِدُخُوْلِ الْبُسْتَانِ اِلَخ بستان میں رہنے والوں کے لئے بلا احرام داخل ہونے کی اجازت ہے۔ وَلَا يَدْخُلُ اَهْلُ الْبُسْتَانِ اِلَخ بستان والوں کے لئے بلا احرام حرم میں داخل ہونا جائز نہیں

لیکن برا کیا کہ ممنوع کام کیا اور دم دینا پڑے گا اور یہ دم دینا قرآن سے ثابت ہے تو خود دیکھتا ہے اور اتفاقی ہے حج اور عمرہ جمع کرنے میں دم دینا شکر کے جو تو خود ہی کہتا ہے کہ ذالک فی المتمتع دون الحرم یعنی حج الحرام من قرن او افرد کان علیہ دم شکر الا یسقط عنہ الا بالاحرام من المیقات الاول لان ما وجب شکرا لا یسقط الا بالاحرام من المیقات الاول (اور جو شکر واجب ہوا ہے وہ ساقط نہیں ہوتا مگر میقات اول سے احرام باندھنے سے) اور جب تو نے کہا کہ اتفاقی ہے حج کرنا اور اکٹھا جمع کرنا اور اس پر دم واجب ہونا تو یہ شخص جو مسافر اور اہل مکہ کے سوا ہے اگر وہ حج افراد کرے اور عمرہ نہ کرے تو اس پر دم واجب ہوگا اور دوسرا سال میں بلا وجوب دم واجب ہوگ

ایک امر یہ کہ جو بیوی عورت حج کے لئے اور دوسرا احرام سے باہر آنے کا ہو جائے جو احرام سے باہر آنا ہو جائے جو کہ مکروہ ہوا مالانکہ الخ تو قول احرامہ یلزم ان یحلل احرام الحج اما حلال العمرۃ فیجوز ان یحلل قبل اوانہ بالتقصیر او الحلق لانہ لیس فی حرمۃ کحرمۃ الحج فجاز ان یحلل قبل اوانہ بالتقصیر او الحلق کالمحرم بالعمرۃ المتمتع اذا حل قبل اوانہ بالتقصیر او الحلق لا یلزمہ شیء کذا ہذا اقول یہ کلام سہو ہے کیونکہ اس کا احرام بھی اسی طرح کا ہے جس طرح کہ متمتع کا احرام ہے اور متمتع کو اس کا حلق کرنا اور بیچ کو ذبح کرنا اور سر منڈوانا اور کپڑے اتارنا اور سر بال ترشوانا اور حج کو فسخ کرنا اور عمرہ کو فسخ کرنا اور عمرہ کو حج کے ساتھ ملا کر قران کرنا اور حج کو عمرہ کے ساتھ ملا کر قران کرنا اور عمرہ کو حج کے ساتھ ملا کر قران کرنا اور حج کو عمرہ کے ساتھ ملا کر قران کرنا اور حج کو عمرہ کے ساتھ ملا کر قران کرنا اور حج کو عمرہ

ہدی کے ذبح ہونیکا گمان ہی کیا ہو محظورات احرام سے کوئی فعل کرنا جیسے شکار مارنا ہو ظاہر ہوا کہ ہدی ذبح ہوئی تھی یا فعل میں ذبح ہو گئی تھی بہرحال ہدی تو اور سبب اپنی جنایت کیوجہ سے لازم ہو گئی وعلیہ ان یحل حیث یحل بدلہ لقولہ تعالیٰ بالغ ہدیا بالغ محلہ والمحل ان لم یحج حیث حبس عام یہ اور اگر حج کا احرام باندھا ہو اگر یہ فعل حج ہوتا اور سبب ظہور حج ہو جاتا جیسے شروع کرنیکے بعد حج فاسد ہو جانیکے سبب تحلل کرنے کیلئے بھی ہدی لازم ہوتی مگر یہ ہدی بعد زوال مالک کے اوسی سال حج ادا کیا تو فقط حج لازم ہوگا بہ نسبت عمرہ کے ذانی المتعۃ وحصل المعتمر حجہ اگر عمرہ کیلئے احرام باندھا ہو اور اگر وہ کا بھی تو اوسپر قضا ایک عمرہ واجب ہے وحصل القارن حجتہ وعمرتہ ان احصل لہما الفعل الا ترا کہ قارن پر ایک حج اور عمرہ واجب ہیں ایک عمرہ کے ادا کرنے سے اوسکا قران تمام نہیں ہو جاتا ہے بلکہ قران ہو جاتا ہے جو قران کرے جانور قربان کرے یہ

اور حاکم و طبرانی اور ابن ابی شیبہ و احمد و ابو یعلی اور بزار اور دارقطنی نے بسند صحیح روایت کیا ہے کہ جو شخص کہ یہ حدیث سنے پھر اس کو نہ کہے تو اس نے رد کی کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ جو شخص اپنی زندگی میں کسی کا ثواب کیا ہو کیا وہ اس کو پہنچتا ہے فرمایا ہاں پہنچتا ہے اور وہ کہ کسی کا دوست یا غیر مسلم کے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعد میت کے کسی بھیجا ہو کہ جا پڑا ہمارا فلاں کو پہلے اپنی خانہ کے ساتھ اور روزہ رکھا کسی کا دوست یا غیر مسلم کے بتایا تھا اور یہ بھی ہوا ہے کسی مؤمن نے سے روایت کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو غیر مسلمان بگانہ بھی ہو اور کسی کو ہدیہ بھیجا ہو یا اس کا ثواب پہنچایا ہو اور وہ خوش ہوئے بھی اس سے جیسے کوئی تم میں خوش ہوتا ہو طبق سے جب کوئی اس کو تحفہ بھیجے اور حسن ابو داؤد میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل مردوں پر

وکیل کے دینے کو وقت نیت کی ہو تو بھی صحیح ہے ۔ عبادات مالی میں نیابت امور اسقاطیہ جائز ہے عبادات بالبدن میں از قبیل صلوٰۃ اور رفع حاجت محتاج تصور اصلی سے کہ موجد ارتباب کے فعل میں بھی حاصل ہے اور جب عبادت بدون نیت کے صحیح نہیں اور کافر ذمی اہل نیت کا نہیں لیکن جب نائب کی نیت معتبر ٹھہری تو نائب کی تو مسلم اور ذمی نیابت میں دونوں برابر ہونگے اور نیت کرنا ابتداءً نائب کے ذمہ کہ واجب نائب محتاج ہے کہ ہونے کے وقت نیت کرے یا دوام حکمی میں ادائی عبادت کی نیت کرلے کذا فی المنح والبحر والنہر والبدائع کصلوٰۃ وصوم لا تنقسما مطلقاً اور عبادت بدنی جیسے نماز اور روزہ اور اعتکاف اور تلاوت قرآن اور اذکار نیابت کو نہیں قبول کرتے ہرطرح سے نہ قدرت میں نہ تحمل میں اس واسطے کہ عبادات میں غرض اصلی یہ ہے کہ افعال مختصہ سے روح اور بدن پر محنت و مشقت پڑے تاکہ روح کو صفائی اور قرب الٰہی حاصل ہو تو یہ امر حاصل نہیں ہو سکتا نائب کے فعل سے جب تک خود ذکر نہ کرے لہٰذا ان میں مطلقاً نیابت جائز نہیں نہ قدرت میں نہ تحمل میں اور یہی مطلب ہے اس حدیث کا کہ لا یصلی احد عن احد ولا یصوم احد عن احد اخرجہ النسائی عن ابن عباس یعنی کوئی روزہ نہ رکھے کسی طرف سے اور نہ نماز پڑھے کوئی کسی کی طرف سے یعنی نیابت مفہوم اور صلوٰۃ میں ساقط نہیں ہوتا مگر ہاں نفل کا ثواب ہو تو بھی بجائے اس حدیث کے مدعا یہ ہے کہ ولدا پنے والدین کو اس واسطے نہ بخشے اور روزہ نہ رکھے اور ملکیہ ہے منعقد ہونا حج کا فرض تقبل النیابۃ عند الحج فقط اور حج عبادت کامل اور بدن کا مرکب ہے فرض حج سے نیابت کا قبول کرنا کسی وجہ سے جائز ہو سکتے وقت فقط ہر حیثیت کہ حج کی حقیقت میں مال کو دخل نہیں اس واسطے کہ حج عبادت ہو وقوف اور طواف کا لیکن چونکہ بھیجا مرخالیا بدون زاد اور راحلہ کے حاصل نہیں ہوتا تو گویا حج ان کا جزو ہو گیا کذا فی الظہیریہ حج میں حج کے وقت نیابت جائز ہوئی مال کی جہت سے اور قدرت میں نیابت جائز نہ ہوئی بدن کی جہت سے کذا فی النہر لکن یشترط دوام الحج الی الموت لانہ فرض التحق تلف الاداء عادۃ بزوال العذر عاجزی میں نیابت جب کی جائز ہو جب تک مرت تک عجز جیسے برابر ہو اور اگر عجز ادنیٰ نہیں نیابت صحیح نہیں اس واسطے کہ حج تمام العمر میں ایک بار فرض ہوا تھا کہ اعادہ لازم نہ ہو زوال عذر سے یعنی ایک شخص حج کرنے سے عاجز ہو سو اس نے مال دیکر نیابت اپنے ذمہ لیا پھر بعد نیابت کے عاجزی کا عذر جاتا رہا تو واسپر واجب ہو کہ خود ورنہ حج کرے اسواسطے کہ مرت تک عجز برابر ہونا شرط ہے ویشترط بقاء الحج عنہ ای عن الآمر فلو قال احجوا فلانا عن فلان ولم یسم اسمہ فتوفی عن الامر صح ویتلغی نیۃ القاب اور اس شرط سے نیابت جائز ہوئی نائب اپنے منیب آمر کیطرف سے حج کرے سو یوں کہے احرام کیوقت کہ میں نے احرام باندھا فلانے شخص کیطرف سے اور دیوے لبیک کہا فلانکی طرف سے اور اگر منیب کا نام بھول جاوے اور امر کرنیوالے کی طرف سے نیت کرلی تو صحیح ہے اور دل کی نیت کافی ہو تصریح بلفظ ضرور نہیں ھذا ای اشتراط دوام الحج الی الموت اذا کان الحج فی الثلث والمرض یرجی زواله وان لم یکن کذلک کالمزمن والزمانۃ یسقط الفرض بحجۃ الغیر عنہ فلا اعادۃ مطلقاً سواء استقر ذلک العذر او لا یعنی معذور مثلاً اندھا ہو اور اندھا پن دوام حج کا مرت تک اور موقت تک ہو کہ عاجزی کا نہ زوال پذیر ہو اور اگر ایسی نہ ہو یعنی ایسا عجز ہو کہ اسکو زوال کی امید نہ ہو جیسے اندھا پن مرنا اور لولا پن مرنا تو اسکی طرف سے غیر کے حج کرنے سے فرض ساقط ہو جاویگا تو اس حالت میں اعادہ حج کا مطلقاً لازم نہیں خواہ عجز مستمر ہو عدم عبادت وغیرہ کا ہمیشہ پایا جاوے یا نہ جیسے اسواسطے کہ عجز لازمی کی حالت میں موت ہو کذا فی النہر کنز وغیرہ متون میں معذور زوال پذیر اور عدم زوال پذیر کا کچھ فرق مذکور نہیں لیکن متن اور شارح نے باقتضاء اسی صاحب بحر بہ تفصیل محیط اور تتارخانی قاضی خان اور مبسوط سرخسی نقل کی اور کہا ہے کہ یہی حق ہو واللہ اعلم کذا فی الغیاثی ولو احج وھو صحیح فمرض استمر حتی مات یقع عن حجۃ الاسلام شرنبلالیہ اور اگر ایک شخص نے حج کر دیا اپنی طرف سے حالت صحت میں پھر وہ بلیسہ زمانہ مرض نے نائب کے حج سے عاجز پایا اور ہمیشہ عاجز بیمار ہا مرتا تک تو وہ حج مسقط فرض میں کافی ہو گا بلیسہ پائے جانے شرائط کے یعنی نائب کے حج کرنے وقت منیب عاجز تھا تو حج نفلی کا ثواب نائب کو حاصل ہو گا کذا فی الظہیریہ ویشترط الامر بہ ای بالحج عنہ فلا یجزی حج الفرع بعد ان لم الا اذا حج الوارث عن موروثہ لامر مورثہ لانہ امر بما یجزئہ بشرطیکہ امر کرے منیب نائب کو اپنی طرف سے فرض حج کرنیکا تو جائز نہیں حج فرزند کا باپ کیطرف سے بدون اجازت باپ کے مگر جب کہ وارث خود حج کرے یا خود مورث کیطرف سے تو اللہ جائز ہو جیسے باپ جاوے

اور عورت کے ہمراہ والد حال کے یعنی بعد وارث عورت کے ال پر متصرف ہوا تو گویا عورت نے اور بیع کیا کہ وہ بیٹے اور بیٹی اور عم اور کہ نہ ذی العیال ہے اور رفیق تین اشہر اطلاق النفقۃ من مال الولد کما فی الدر المختار وتجب الاجرۃ بتقدیر وتعیین وہو قولہ لیتمکن من الاستمتاع بہا ای بالوطی ای بالنفقۃ یعنی مثلاً ہر کہ کل نفقہ اب کو دیگے مال سے بیوی کا نفقہ اور مکان سے ہو تو کل کیا ہے بالمال نے اپنے مال سے جو کچھ کیا طرف سے ہو جیسے کہ اگر اجنبی نے ادا کر دیا ہو اور ہم کہا ہے کہ اجنبی ادا کر دیگا

ولو أمر دينًا او صحنًا كما يصح اور اگر دینا یا صحن کو اپنی طرف سونپ حج کرنیکا امر کیا تو صحیح نہیں نسیب سنم الحج کے واذا فرض المامور بالحج فی الطریق لیس له دفع المال المتبرع به عن الحج ذلک الغیر عن المیت لما اذا اذن له بذلک بان قیل له وقت الدفع اصنع ما شئت فهو زلة ذلک فرض او کلا لانه صار وکیلا مطلقًا اور جب کہ حج کا امر دامین سپرد کر چکا تو اسکو جائز نہیں غیر کو مال دینا کہ یہ شخص غیر میت کیطرف سے حج کرے اگر اوس صورت میں جب کہ اوسکو غیر کے مال دینے اور حج کرنے کی اجازت دیگئی ہو اسطرح پر کہا گیا ہو مال دیدو کہ جو تیرا جی چاہے تو اب اسکو غیر سے حج کروانا جائز ہو خواہ وہ بیمار ہو یا نہ ہو اسواسطے کہ اس عبارت مطلقہ سے وہ وکیل مطلق ہو گیا خواہ آمر زندہ ہو یا میت کذا فی الظہیریہ واخرج المکفن الحج وما زاد فی الطریق وارضی ما لحج عنه انما یحل الوصیة به اذا احج عنه بعد وجوبه اما لو حج من ماله فلا اگر میت کا مال حج کیواسطے اور اوسنے امین مرگیا اور اوسنے اپنی طرف سے حج کرنیکی وصیت کی شارح کہتا ہو وصیت کرنا صحیح ہے جب اوسنے بعد وجوب حج کے اور اسی حج میں غیر کی طرف سے حج کیا جب مال حج غرض ہوتا اور سب حج کی وصیت کرنا درست نہیں فان فضل المال او امات المکان فامره علیه السلام ای حمل عشرة دراهم فیما سماه استحسانًا فلیتصدق بالباقی یعنی اگر میت نے وصیت میں مال یا مکان کی تفصیل کر دی ہو کہ اسقدر مال سے یہ مکان حج کیا جائے تو ایسے کہ جو بیچ سکے اور اگر مال یا مکان کو اوسنے متعین نہ کر دیا ہو تو اوسکی طرف سے حج کیا جاوے اور اوسکو شہر سے بنا بر قیاس کے نہ بنا بر استحسان کے تو اسکو بار دکھنا چاہیئے دلیل ظاہر کو قیاس کہتے ہیں اور دلیل خفی کو استحسان کہتے ہیں اور جہان قیاس اور استحسان مجتمع ہوں وہاں استحسان مقدم ہوتا ہو لیکن جسکا اوس موضع میں مقدم ہونا قیاس میں پہلے اشارہ کر آئے کا وہ یہ کہ اسکو بار دکھنا چاہیئے کذا فی الظہیریہ کہ قیاس کا قول ہوا مام کا اور استحسان قول ہو صاحبین کا وجہ قیاس کی یہ ہو کہ جسقدر میت نے صرف کیا وہ باطل ہو گیا اور دنیا کے حق میں اگر چہ آخرت کا ثواب قائم ہوا اسواسطے کہ اسکو کسی حدیث میں ثابت نہ ہو کہ جب ابن آدم مرگیا تو اوسکا عمل منقطع ہو گیا اور وصیت کا جاری کرنا بھی دنیا کے احکام ہو سو تو میت وطن سو وصیت باقی رہیگی اور جسکا حج نہ حاصل ہوا تو صرف میت کا کالمعدم ہو گیا اور وجہ استحسان یہ ہو کہ قرآن مجید میں ثابت ہو کہ جو کچھ سعی کرے نکے الانسان الا ما سعی اور حدیث صحیح میں ثابت ہو کہ جو کچھ میت کے واسطے صدقہ کیا جاوے اور حج کیا جاوے اور روزہ رکھا جاوے اور اسکو ثواب پہنچتا ہو اور طبرانی اور ابو یعلی اور بیہقی نے البر سیوطی نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہو کہ ایک شخص نے رسول کیطرف حج کرکے اور امین ہو کر آیا اور اوسکا ثواب اوسکو پہنچا ہو اور طبرانی اور ابو یعلی اور بیہقی نے البر سیوطی نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہو کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ جو حج کیواسطے نکلا اور مرگیا تو اوسکو حج کرنیوالیکا ثواب قیامتکو نکلیگا جاوے گا تو اس آیت اور حدیث سے معلوم ہوا کہ سفر اور مسافرت سے باطل نہیں ہوا تو وصیت مکان سے جاری ہو گی نہ وطن سے کذا فی الہدایہ وفتح القدیر فلو اوصی عن غیره لم یصح لم یصح بہ اگر کسیکیطرف سے وصی حج کروانے والا جو سو اسکی غیر سے تو صحیح نہیں اوصی ان یحج عنه بالف دینار من بلد ثلثه وان لم یعین بلدا حج عنه من حیث یبلغ استحسانًا میت نے وصیت کی کہ میرا حج کیا جاوے اگر میت کا تہائی مال اوسکو کفایت نکرے تو پورا اگر کفایت نکرے تو جہان سے پہنچ سکے وہاں سے حج کیا جاوے بدلیل استحسان مذکور ورنہ قیاس یہ ہو کہ میت کا مال میت کے وطن سے نکلے اور اوسکو کفایت نکرے تو حج ساقط ہو جاوے اور اگر کفایت نکرے تو جہان سے پہنچ سکے وہاں سے حج کیا جاوے بدلیل استحسان مذکور ورنہ قیاس یہ ہو کہ

قرض ادا کرنا بدیں وجہ حج بھی جائز ہے بخلاف حج کے اس واسطے کہ حاضر کو طرف سے حج کرنا بدون رضا مکی اور کے جائز نہیں اور قرض ادا کرنا بدون رضا مکی قرضدار کے جائز ہے کذا فی الخلاصہ ومن حج عن غیرہ بامرہ فقد سقط عنہ الفرض ان شاء اللہ تعالیٰ وقد اساء لانہ خالف امر ربہ ولا یقع حجہ الا عن نفسہ کذا فی الکافی ویبدأ الحاج بالحج عن نفسہ ثم بالحج عن غیرہ کذا فی الزاہدی ومن حج عن غیرہ بامرہ ثم حج عن نفسہ فالاولی ان یحرم بالحج عن نفسہ ثم بالحج عن غیرہ کذا فی الخلاصہ ولو احرم عن غیرہ بامرہ ثم احرم عن نفسہ قبل ان یطوف لاجل الاول انقلب احرامہ عن نفسہ کذا فی الکافی ولو احرم عن غیرہ بامرہ ثم احرم عن نفسہ بعد ما طاف لاجل الاول انقلب احرامہ عن نفسہ کذا فی الکافی ولو احرم عن غیرہ بامرہ ثم احرم عن نفسہ بعد ما طاف لاجل الاول اربعۃ اشواط ثم افسد احرامہ عن نفسہ فعلیہ ان یمضی فی فاسدہ ویقضی حجۃ عن نفسہ ثم یحرم عن الآمر کذا فی الکافی ولو احرم عن غیرہ بامرہ ثم احرم عن نفسہ بعد ما طاف لاجل الاول اربعۃ اشواط ثم افسد احرامہ عن نفسہ فعلیہ ان یمضی فی فاسدہ ویقضی حجۃ عن نفسہ ثم یحرم عن الآمر کذا فی الکافی ولو احرم عن غیرہ بامرہ ثم احرم عن نفسہ بعد ما طاف لاجل الاول اقل من اربعۃ اشواط ثم افسد احرامہ عن نفسہ فعلیہ ان یمضی فی فاسدہ ویقضی حجۃ عن نفسہ ثم یحرم عن الآمر کذا فی الکافی ولو احرم عن غیرہ بامرہ ثم احرم عن نفسہ بعد ما طاف لاجل الاول اکثر الا

جائے گا تو نہ ان تین سبب حصول مقصد کے اور اسکو حج تمام ہو گیا اور ان مات محلماً مؤدیاً صرف نفقتہ والطریق جمل وقوله حج من منزل آمیر ہ بثلث مالہ فان لم یفعل فان مات فی الطریق فحیث بلغ فان مات فی الباقی بعدها هلك الاول کما یحج عن ثلثہ علیہ الحج فیبطل الوصیۃ اور اگر امیر راہ میں مر گیا اور اسکا نفقہ چوری گیا راہ میں قبل وقوف موقف کے تو جہاں کیا وہاں امیر کے وطن اور اسکو تہائی باقی مال سے یعنی باقی متروکہ کے ثلث سے حج کرانا ثلث باقی کفایت کرے وطن تو بہتر ہے ورنہ جہاں تک ہو سکے وہاں سے جہاں کیا جاوے پھر اگر دوسری بار بھی امیر مر جاوے اور نفقہ جو ری جاوے تو اور اسکے بعد تیسرے کے باقی مال کے ثلث سے حج کیا جاوے اسی طرح بار بار جو حج کیا جاوے یہاں تک کہ متروکہ میت سوا اتنا باقی ہو سکے ثلث سے حج ہو سکے جیسے بقدر حج باقی رہے تو وصیت حج کی باطل ہو جاویگی بعد قول امام اعظم رحمہ کا اور بایں ہو سکتا نزدیک کل مال کے ثلث سے حج کیا جاوے نہایہ میں ہے کہ یہ نزدیک اگر اس مال سے امیر کو مرنا کہہ دیا باقی ہو لفظ کفایت تو حج کیا جاوے اور نہیں تو وصیت باطل ہے کذا فی فتح القدیر وملتقی الابحر قلت وظاهر انه لا بد من حج فی تركة المأمور فليحرر اھ شارح کہتا ہے ظاہر قول ماتن یعنی ثلث باقی ہے سے جو کہ دلالت کرتا ہے کہ امور سے مقدر حج کا بہر لینا نہ چاہئے مؤلف اور اسکی تقریر کو کسب نقد میں تلاش کرنا چاہئے مطلق کہنے والے نے کہا ہے میں نے مراجعت کی کسی نقد کیطرف تو اس کو نہ دیکھا کہ ترکہ امور سے بہر لینا جائز ہے ہم کہتے ہیں مطلق کہنے کسی کتاب کا نام مذکور نہ کیا یا اقسام کا بیان نہ کیا حیث لا تخالف لما مر او قولهما استحسانا یعنی اگر امور راہ میں مر جاوے تو بہر آمر کے وطن سے حج کیا جاوے مؤدیان کے درمیان سے جہاں امور مر گیا بخلاف صاحبین اور قول صاحبین کا استحسان ہے اور قبل امام کا قیاس ہے کیونکہ ہر حج ان بمنا بہ قیاس کے مشروع ہوتا ہے مقربہ مذکور ہو گیا فروع مسائل محمد شارح تصریح مع الفا بالقران والتمتع تمامًا کما ان خیر عن السنة فلا وان عینت حملا له الا استحباب الا للتعیین امر مخالف ہو گا آمر کے قران یا تمتع کرنے سے جنانچہ مذکور ہو چکا مخالف ہو گا سال اول کے تاخیر کرنے سے اگر بہر آمر نے سال اول کا حج مقرر کر دیا ہو اسکو کہہ تعیین جلدی کیواسطے ہونے تقدیم کے یا واسطے اسکو کہ سبھال جائیداد میں اداسی فرض ہیں لیکن اول سال افضل ہے کہ شاید نفقہ باقی نہ رہے کذا فی الظہیریہ والافضل ان یحج الیه اور افضل یہ ہو کہ امور بعد کے آمر کے وطن کیطرف پہر آوے اور نہ کریں تاخیر نکرے اگر کرائے تو ایک نفقہ کا آمر تو رائے و علیہ فتاوی کذا فی الفتح والافضل من النفقة وان شرط له فالشرط باطل الا ان یرجع له بها فالفضل من نفقته او ورثته الميت به یفتی اور امر پر واجب ہے کہ جو خرچ آنے جانے سے زیادہ ہو اسی پہر سے وارث یا ورثہ میت کے واسطے ہو فاضل مال کی اجرت ہو تو یہ شرط باطل ہو گی اور امر پر فاضل مال کا پہنچا دینا لیکن اگر کہہ کہ یہ روپیہ گا وکیل کر دیا ہو لیکن یوں کہا ہو کہ جو فاضل مال بچے اسکو وکیل یعنی امور کو بھی وکیل کیا اور اس مال پر اپنی ذات کیواسطے قبضہ کر لیوے گا تو اسکو اختیار ہے کہ جو کچھ چاہے خرچ کرے اور اسکو اختیار ہے کہ جس شخص معین کو چاہے امور کو یا غیر امور کو کذا فی الظہیریہ یا وارث یا فاضل کو خوشی ماموز کر دے یہ ورثا اسکو لازم ہو گا کہ نفقہ مامور کا مملوک نہیں ہو گیا حج کر آنے سے اگر نہ جائے نہیں نفقہ دربارت کے صرف کرنے میں اور اسکو اختیار نہ ہو گا کہ وہ مال میت کا مملوک کر لیوے اگر ایسا ہو تو بطور اجارہ کا ہو گا حالانکہ طاعات پر اجارہ جائز نہیں کذا فی فتح القدیر وعلیہ امور کو اپنے ساتھ کسی کو کھلانا اور احرام کی اجرت دینا اور چراغ کا تیل مول لینا اور حجام کو اجرت دینا اور دوا خریدنا کذا ان اس کو جائز نہیں الا باجازت میت یا وارث کذا فی الشرنبلالیہ والوجہ انه ان لیستوی المال من المأمور والمیت فی الحرم اور میت کے وارث کو جائز ہو گا مال پہنچانے امور سے جبکہ امور احرام باندھا ہو وکذا ان احرم وقد قبض الیه یحجه عنه بلا وصیة فاحرم تطوعا کذا فی الظہیریہ اور اگر امور احرام باندھا اور حالانکہ امور کو اپنا نہایت کیطرف سونپ دیا ہے اپنا احرام باندھا پہر امور مر گیا تو اسکو وارث کو مال لینا بعد احرام کے بھی درست ہو گا ولو صح بنفسه الا ان یأمره بالرفع او یکون وارثًا او لم یخبر الميقاتي او رضي كما جائز ہو گا خود میت کیطرف سے حج کرنا کسی اس صورت میں اور اسکو حج کرنا جائز نہیں کہ میت نے اسکو حکم کیا ہو مال دیکر کہ یعنی یوں کہا ہو کہ اسقدر مال لیا اور اسکو حج میری طرف سے حج کر کو ذا فی الفتاوی وصی وارث ہو اور وارثی نہ ہو اور وارثی کو حج کرنیکو جائز نہ کہیں تو بھی اسکو بنداب خود حج کرنا جائز نہیں ولو قال متفقٌ عنه ولذا لو عینه تعین فما لا یکون امرًا ظاهرًا ان یکون امرًا کذا فی الظہیریہ اور اگر امور نے کہا کہ یہ تین حج کر نیسے روکا کسی خلاف کے عذر سے اور وارثوں نے اسکی تکذیب کی تو امور کی تصدیق نہ کیجاوے گی اور اگر مال خرچ کیا ہو گا تو اسکو دینا پڑیگا

کرے کہ کوئی ظاہر فتوٰی سنگ مینہ کی گنجائش ہو جو تلاوت دین حاجیوں کا قافلہ ٹھاہر ہے مدت تک مینہ کی جڑی لگ گئی تو اسکا وہی تصدیق ہوگی کہ ذبح الضطرار ولو قال یجب ولکن یرد علیہ بعینہ لا الکلام فی الاجزاء والاکمال مایوجب المیت وقد اجیب بان الاجزاء لایفاد فی الاکمال اگر اسے کہا کہ دین حج کا کفارہ میت کیطرف سے اور اور قرآن نے اونٹی کفارہ کی تصدیق کیوا دیگی تیسرے کے ساتھ تو وہ تصدیق ہوگی جب کہ امور ضرار موجب کفارہ اور اسکو قرآن میں سے راہ نہ ہو کیا اور ہم اور ہو گا تفضیلا بینہ وبعرانہ کان رکم الخ بالبلاء الا اذا یکون اصل قرار یہ اللہ لو یتجزء کہ مثیل اسکو سنت کے دلیل سے گواہ اس بات پر کہ امور ہیں الفوز کہ اس قسم میں شاید کہ نفی ہو گا اسی مثیل تین اسم کو مقصود اس قول سے واللہ دین کہ یہ حج کی کمی ہو جاوے تو اگر یہ دو قول ظاہر میں اثبات ہیں لیکن درپردہ نفی ہو گی جب وارث کو اگر یہ اس پر کہ میں نے حج نہیں کیا تو البتہ گواہ نہیں مثیل ہو گی اسی کو لفظ کہ نام کا ان الطاء کو اثبات ہونے کی کنائی الطلاق باب الھدی ھوی الغنوہ التضریع عاجلۃ الی الحرم من التعریف بقدر ما یبلغ بہ فیہ یہ اسباب ہوی کے احکام میں ہوی مت اشرع میں اسکو کہتے ہیں جو حرم محرم میں ہو یا نبی حلال جائز کا تحمہ کہ زنا جاوی کا اور اسکو ذبح کہ نے سے حرم میں حق قعالی کا قرب اور معاملہ کی حاصل ہو آدا ہ شاۃ ہوی کا اولی رتبہ پر کہ ہی وھو اعلی الی حس ستین وبقرۃ بن مستین وبقرۃ بن ستین اور ہوی کی اعلی قسم ایک برس کا اونٹ ہو اور اوسط نصف برس کی گائے ہو اور ادنی قسم بھیڑ ہو کہ ایک برس کی ہو یا نبی فی ذبح التسکی اور جب تین ہوی کے عرفات میں ہوجاوے یا پھر کر دن میں ۱۲ کا کرمان کی کہ مال پر کر سو کر دیا بلکہ مکہ کے خون میں شتاب ہے یعنی اپنے ہو تمتع اور قران کے ہوی میں شہنار ہتے ہو اور جنایات کے ہوی میں ہو اما ساتھ جیسے فدیا کی نماز کہ جیا یا افضل ہے کہ ذبح الحرم ولا یجوز ذبحہ الھدایا کما جاء فی الضحایا کا سیسے فتح الراء المشددۃ فی بارشہ یوقف لقرۃ وان اختلفت اجناسہا یا اور جائز تین ہوی میں گو حرم جائز کہ صیم سالم جائز ہو زنا تین میں چنانچہ اسکی تفصیل کتاب الاضحیہ میں آوے گی تصمیم شرکہ کہ لینا ایک شخص کا پیشہ مشکوک ہے اونٹ اور گائے میں جو نیت خوبت کے خرید ہوی ہو اگرچہ اجناس ہوں چنانچہ قران اور تمتع اور احصار اور جزا صید وغیرہ ذلک لیکن قربت کا استوی الجنس مناسب ہے کذا فی المبوع وحضور المساء فی الحج فی کل شیء الا فی طواف الزکوۃ صبا را حاشیا وطی یعبا الوقوف قبل الحلق کا مر اور جائز ہو بہتر کہ یکا ذبح کی ہو شتی میں گو طواف الیارت کو جنابت یا نفاس کی حالت میں کرنے سے اور لیدہ وقوف عرفات قبل ملن کے وطی کو نہیں سہیڑ بکری کا ان میں لیکہ اونٹ یا گائے کا ہو کہ ان یا ان واجب ہو چنانچہ باب الجنایات میں مذکور ہو چکا وہ ذبحوا ما کلتہ بل ہدیا بکا کا ضحیۃ میں کتب الطوشم اذا سلم الحرم والمتعۃ والقران فقط دلوا کل من غیر ما ضمین ما اکل اور جائز ہو کہا جاوی کی کہ قربانی کی مانند مستحب ہے کہا جاوی للفلا کے ہوی کا جب کہ وہ حرم تک پہنچ جاوے اور تمتع اور قران کے ہوی کو کہا جائز ہو فقط اور سوا حج للفل اور تمتع اور قران کے اور ہوی کو کہا جائز ہو فقد کہا نہیں کے قیمت رسانا لازم ہو گا ہم اگر قتل کے ہوی کو قبیل سر کے پہنچے کے ذبح کیا تو اور سکا کہنا جائز نہیں کہ وہ صدقہ ہو ہی ہوی ہو تو اور سکا کہنا بھی جائز نہیں کذا فی المبسوط ویستحب یوم النحر الی وقتہ وھو کما یلیم الغنوۃ کذا یہم المتعۃ والقران فقط طلوع فجر قبلہ بل بعدہ دسلکہ دہم اور فقط تمتع اور قران کے ہدی کے وقت کہ کیسے اور سلو یوم النحر تین کے لفظ یوم کا بیان کیسے لئے مطلق وقت حج تمیں اوقات محرکہ شامل ہوگا اور دہم تیں دن تلبی دسمین گیا ہو یوں اور احرام اور تمتع اور قران کے ہوی کو کہ ذبح کرنا کہ قبل یوم النحر کے ! لاجل جائز نہیں بلکہ بعد بار ہویں کے اجب کا لی ہے لیکن ترک وہ جب ہوا کہ امام محرم نہیں ہے اسکے سوا دوسرا عوض واجب ہوا اس کے نزدیک صاحبین کے نزدیک اور سوا تمتع اور قران کے جنایات اور نذر اور احصار اور نفل کے ہوی کا کہ ذبح کرنا امام محرم نہیں ہے کذا فی الظہارۃ وتعیین الحرم کا معنی للکل الا لفقیر فلہ التصدق بالکل اور سب قسم کے ہوی کے ذبح کرنیکے واسطے حرم تعین ہے مثلاً کسی نے نذر مطلق کی کہ گوسفند کا حرم کے محتاج کیا کہ اسکو حرم میں ذبح کرے لیکن حرم کا محتاج افضل ہے خیر ہے وصدقہ فی الحل وخطاہ فی زمانہ یا اور ہوی کی ہو جاوے تو کہ خیرات کر دی اور سلو کہ صحاح ستہ میں علی مرتضی سے روایت ہو کہ حضرت رسالے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اونٹوں کے گوشت اور جو دین اور کھالوں کے تصدق کرنیکا حاجا ہوں

بڑا اور فرمایا کہ نصاب کی مرد وری اس میں ہے کہ جاندار کے ذبح کے وقت اس کے اعضا کاٹے جائیں اور اس کی جان نکلے اور یہ بات ظاہر ہے کہ جانور کے ذبح کے وقت اس کے اعضا کاٹنے سے اس کو تکلیف ہوتی ہے اور اس کی جان نکلتی ہ

گواہی نہیں سنتے لوگوں کا رجع ہوا ہو گیا کذا فی فتح القدیر وقبلہ ای قبل فتیہ قبلت الخ اما علی المذہب فلان الاکثر ہم الاقلا اور قبول وقوف عرفات کے گواہی معقبل ہو گی یعنی اگر گواہوں نے گواہی دی کہ یوم الترویہ یعنی آٹھویں تاریخ میں لوگوں نے وقوف عرفات کا وقوف کیا تو حالانکہ لوگ کی گواہی قبول کرتا ہے بشرطیکہ مدارک وقوف عرفات کو اکثر لوگوں کے ساتھ ہو اگر اکثر کے ساتھ نہ ہو تو گواہی قبول نہیں ہو گی اگر آٹھویں تاریخ کو گواہی نہ دی کہ ہم دن عرفہ کا فوت کر آئے ہیں اگر امام کو جب لوگوں کے ساتھ یا اکثر لوگوں کے ساتھ وقوف عرفات ممکن ہو تو گواہی قبول ہو گی قیاس میں ہم اور استحسان میں بھی اسی طرح کہ وقوف عرفات کی بنا قرعہ رمضان پر ہے اگر رمضان و شوال دو مہینہ ناقص ہوں تو اگر امام نے دن عرفہ کا

ملک میں جو حیلے کیے جاتے ہیں ان کا بیان ہے اور یہ بھی کہ ان حیلوں کے ذریعہ جو کام اور کاروبار نہیں ہونے چاہئیں وہ ہوجاتے ہیں

فروع مسائل متعلقہ مناسک حج العبد افضل حج ام الفقر الی اللہ کا حج افضل ہوتا ہے حج اسلام کے محتاج ہو حج نفل نہیں گویا یہ چیز ہے کہ اور گویا زبان بند کیا جاتا ہے اور سیر نفل نہیں لیکن افضل ہے اور الدار کو حج واجب شروع ہوئی حالانکہ فضیلت زہد کی افضل ہے فضیلت نفل سے اور اگر وہ کہا جائے کہ افضل حج ہونا افضلیت نہیں کیونکہ فی الطہارۃ حج الفرض العلم من طاعۃ الوالدین افضل من حج النفل فرض حج ہے اور ماں باپ کی فرمان برداری سے اور اللہ کی مخلوق کی طاعت غیر ان میں خالق کی معصیت ہو نفل ہے حج کے اور اللہ کا حق والدین کی طاعت افضل ہے نفل حج سے علی الخصوص کہ والدین کسی خدمت کے محتاج ہوں بناۃ الرباط افضل من حج التطوع اس لیے کہ رباط میں اور دشمنان قضا کا افضل ہونا نفل حج سے اور اللہ کی راہ کی مشقت عام ہے ہر ایک مسلمان کو اور حج کی مشقت فقط اسی کو جو حاجی ہے والخلیفۃ فی القسم قرن حج الزیارۃ افضلیۃ الحج المشقۃ فی المال البدن جمیعاً قال ابو حنیفۃ رحمہ اللہ حج افضل ہے اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک حج مشقت کی وجہ سے افضل ہے یا نفل حج اور قضا حج زیادہ ہے حج سے کیونکہ فرض ہے حج اسلام کے اور حج کی مشقت فقط اسی کو ہوتی ہے جو حاجی ہے اور مشقت ہر ایک مسلمان کو ہوتی ہے اور یہ کہنا کہ حج میں مال اور بدن دونوں کو مشقت ہوتی ہے اور مشقت کی وجہ سے حج افضل ہے یہ کہنا درست نہیں کیونکہ بعض اوقات حج میں مشقت نہیں ہوتی اور بعض اوقات حج میں مشقت ہوتی ہے اور

حقوق اللہ کے التعیین ثابت نہیں ہو جاتی حقوق العباد اور اگر حقوق اللہ اور حقوق العباد کل کی تکبیر کے قائل ہیں تو بھی ایسا کہنا وہ مطلقاً نہیں ہوگا کہ ظلم ہو ہیں کر جیسے ظالموں کا قول دوام سلطنت ہو یا اگر ہو اور بسطوح مصلوحہ اور رسم اور دکرۃ کی اقتضا سلط ہو جاتی ہے بلکہ یہ مطلب ہے کہ اور اسی حقوق کی تاخیر کا اقتضا ساقط ہو جاتا ہے ہاں بعض صحیح میں جو احادیث تکبیر سیئات کی وارد ہیں ان کا عموم اور اطلاق کا کوئی قائل نہیں کما فی المتم من الخروج ما یخل بالمہابۃ انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اتی بلیل حتی فی الاذان والظاہر الضعیف اور یہ حدیث ابن ابی کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول ہوئی بیان کی کہ تین پیر اور ظالم ہیں ہر بردی روایت ابو ہریرہ کی عباس بن مرداس سلمی سے ہوتی کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا کی امت کی مغفرت کی بسوا ظالم عورتوں میں دعا کی سو اسوا ظالم کے اور گناہوں کی مغفرت ہوئی اور ارشاد فرمایا کہ میں مظلوم کو راضی خوشنود کر دوں گا کہ ظالم کو بخش دوں اور یہ ظالم کو بخشنے سے بہتر ہے کہا کہ یہ حدیث ضعیف ہے اسی طرح کہا عباس بن مرداس اسکا راوی منکر الحدیث ہے ساقط الاعتبار ہے حدیث غریب ضعیف ہے لیکن اسکی شواہد احادیث صحیحہ کثیرہ سے ہیں ازاں جملہ احادیث مذکور ہوئی حافظ منذری نے کہا حدیث ابن ماجہ کی حدیث ابن ہریرہ کی مضامین قریب اور اوسط اور اوسط کی پیر بن عدی سے اور ابو نعیم نے الحلیہ میں ابن ابی اوفی کے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عرفات میں وقوف کیا اور فرمایا کہ آفتاب ڈوبے چھپنے نے فرمایا کہ اپنے بلال لوگوں کو خاموش کر بلال نے کہا کہ ہو کر لوگوں کو خاموش کیا پھر فرمایا اے لوگو کہ ہمیں جبرئیل علیہ السلام سے ابھی آئے اسپر ہے کہ اللہ سلام بھیجا اور کہا کہ اللہ عزوجل نے اہل عرفات اور اہل مشعر کو بخشا اور ان کی تبعات یعنی مظالم کا ضامن ہوا تو عمر بن خطاب کو خوش ہوئے اور کہا یا رسول اللہ یہ ہم لوگوں کو خصوص ہے فرمایا کہ تمہارے واسطے اور جو لوگ تمہارے بعد آویں گے قیامت تک اگر وہ بھی توبہ کریں خطاب نے کہا کہ بہت ہے کثیر اور طیبی نے کہا کہ تمہارے بعد آویں گے یعنی تمہارے عہد میں اور ام المؤمنین عائشہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی عرفے سے زیادہ تر ذلیل اور خوار اور غضبناک شیطان نہیں پایا جاتا اور کسی سبب سے نہیں مگر یہ کہ دیکھتا ہے نزول رحمت کو اور وعدہ عظام کی مغفرت کو الا فی یوم القیمۃ کما صرح بہ فی الحدیث یہ حدیث مرفوع ہے کیسے ہے کہ کیا سوا عرفہ کی طرف مطلقاً نہیں ہاں اور دن ہیں سے بجائے کہ ان دنوں ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے مائن کے پیٹ سے ہوا ابو التیمم الاسلامی نکلا ہے اس حدیث بخاری کا سوال ہوا کہ اس حدیث میں صغائر اور کبائر کی مغفرت مراد ہے یا فقط صغائر کی جواب یہ دیا کہ ظاہر حدیث سے صغائر اور کبائر دونوں کی مغفرت معلوم ہوتی ہے اور بعض احادیث میں اسکی تصریح بھی ہے لیکن حقوق العباد سوا اور سے ہیں محمول کیا اور یہ بکیل ہے اور سیم شعیب الدین رملی شافعی سے ایسا کہنا ہوا تو جواب دیا کہ صغائر اور کبائر جو کہ مظالم کی بھی مغفرت مراد ہے اور اسکا دلیل ابو داؤد اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت سے دیا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عرفے کے دن دو ہم فرشتے حق تعالیٰ کی خزانچی سے سوال کرتا ہے کہ میرے بندوں کو کیا عطا کیا اور ہر سوال سے آئے میں ہیری حدیث کے اب دار ہو کر تو اگر اگلی گناہ اور ہم شمار کیا ہے یا مثل تلوار ہائے ان کے کہ کل کی بارش سے بخشے گا جاؤ میرے بندے مغفرت ہو کر دیا اللہ کہ اگر ہی منع الغبار اور ملائکہ اسی مسئلہ مغرب ہیں کہ الباب کما مر ہوا اور سین ذکر ہو کہ جو اگلے منہ ہو گئے ہوں کہ جو حقوق اللہ میں بالاتفاق قطعاً ہو کہ یا سوا اور کہا سلسلہ حق اللہ اور مطلقاً مظالم میں اختلاف ہو طیبی قائل ہو کہ جو مظالم اور کبائر کو ہم کہا تو یہ قول مستبعد ہو کہ مظالم اور کبائر بخشے ہیں مگر علی الاطلاق میں تمام اہل سنت اور جماعت کے نزدیک چنانچہ شیخ نور بخشی وغیرہ اور اسکو معتبر ذکر کیا ہے اور احادیث مغفرت ہیں اور جمہور اہل سنت کو قول میں کہ مضافات ہیں احادیث مذکور ہیں وعدہ مغفرت پر محمول ہیں اور صورت تشبیہ توبہ ازاں کو لوگوں کی مغفرت مظالم ہوئے جیسا کہ محمول ہو جیسا روایت میں ہے کہ جو مقبول ہو گا اور کہ مظالم معاف ہو جاویں گے اطراح کہ حق تعالیٰ اہل حقوق کو راضی خوشنود کر دیا ہے والعلم عند اللہ تعالیٰ الوقوف عند المیت اذا الوقوف عند الاحیاء افضل یعنی مستحب ہے اہل میت کے پاس ٹھہرنا کہ ان کو تسلی ہو ثابت کہ فقیر کو تکلیف نہ ہو اور ہجوم میں نہ کیونکہ منع ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے جنازہ پر ہجوم نہ کیا ہو

برج حجر داخل ہوتے تو رمل کرے اور کعبہ کو بائیں پشت ڈال کر سیدھے چلے جائے یہاں تک کہ حاسر کی دیوار سے تین ہاتھ کا فاصلہ رہتا تھا پھر وہاں نماز پڑھے مستحب اور لائق ہو کہ نہتا ہو سکے ظاہر اور باطن سے وہاں باادب ہو اور زیادہ دیر اور دیوار سے بہت قریب نماز نہ پڑھے جو حرج تعالیٰ سے متعلق ہو اگر ہو اور جو الٰہی کو ہلکا نہ جانے

سے بھی افضل ہو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد کے نزدیک یہ افضل ہے مدینہ سے اور امام مالک کے نزدیک مدینہ افضل ہے مکہ کے ذاتی المنہ و زیارۃ قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم سندہ بقولہ ولا تعمل الرحال الا الی ثلثۃ مساجد الحدیث کذا فی المرقاۃ و بعض علماء نے اس کو مستحب بلکہ بعض علماء نے اس کو واجب کہا ہے جیسا کہ مفصل مذکور ہے اور طاعت ہو اللہ تعالیٰ مقرب طریق زیارت کا تفصیل اس کی یہ ہے کہ جب زیارت کرنا قبر شریف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یا مسجد نبوی کی یا اور مسجدوں کی تو چاہیئے کہ اول غسل کرے اور پاک کپڑے پہنے اور خوشبو لگائے اور پھر جائے مسجد میں اور پڑھے دو رکعت نماز تحیۃ المسجد کی اور بعد ازاں جائے قبر شریف پر اور کھڑا ہو سامنے جالی کے اور پیٹھ کرے قبلہ کی طرف اور منہ کرے قبر شریف کی طرف اور کہے السلام علیک یا رسول اللہ السلام علیک یا نبی اللہ السلام علیک یا خیرۃ اللہ من خلقہ السلام علیک یا حبیب اللہ السلام علیک یا صفوۃ اللہ السلام علیک یا امین اللہ السلام علیک یا خاتم النبیین السلام علیک یا امام المرسلین السلام علیک یا قائد الغر المحجلین السلام علیک یا شفیع المذنبین السلام علیک یا رحمۃ للعالمین السلام علیک یا سید العرب والعجم السلام علیک یا من بعثہ اللہ رحمۃ للثقلین السلام علیک یا من اسری بہ اللہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی السلام علیک یا من عرج بہ اللہ الی السماء السابعۃ فرای ما رای السلام علیک یا من کلمہ اللہ لیلۃ المعراج السلام علیک یا من دنا فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی السلام علیک یا من صلی بالانبیاء فی بیت المقدس السلام علیک یا من رآہ ربہ فاثنی علیہ السلام علیک یا من شفع فی امتہ فشفعہ اللہ السلام علیک یا من یقول ربی ھب لی امتی امتی السلام علیک یا من یقول اللہم امتی امتی السلام علیک یا من وعدہ ربہ فارضاہ السلام علیک یا من لا یخزیہ اللہ ولا یشقی من تبعہ السلام علیک یا من ھو اول شافع و اول مشفع السلام علیک یا من ھو اول من یحرک حلق الجنۃ فیفتح اللہ لہ فیدخلہ الجنۃ ویدخل معہ فقراء المؤمنین السلام علیک یا من ھو اکرم الاولین والاٰخرین السلام علیک یا من ھو اکرم الشفعاء السلام علیک یا من ھو اکرم من انشقت عنہ الارض السلام علیک یا من ھو اکرم من ارکب البراق السلام علیک یا من ھو اکرم من لبس الحلۃ السلام علیک یا من ھو اکرم من وطئ الثریٰ بقدمہ السلام علیک یا من ھو اکرم من تکلم بالوحی السلام علیک یا من ھو اکرم من ارتقی الی السماء السلام علیک یا من ھو اکرم من جاء بالقرآن السلام علیک یا من ھو اکرم من جاء بالفرقان السلام علیک یا من ھو اکرم من جاء بالنور والضیاء السلام علیک یا من ھو اکرم من جاء بالسبع المثانی والقرآن العظیم السلام علیک یا من ھو اکرم من جاء بالصراط المستقیم السلام علیک یا من ھو اکرم من جاء بالدین القویم السلام علیک یا من ھو اکرم من جاء بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ السلام علیک یا من ھو اکرم من جاء بالحق والتصدیق السلام علیک یا من ھو اکرم من جاء بالحق من ربہ

ابو محمد کے نزدیک کچھ نہیں اور یہی فصل اور حسی ہے اور یہی بالفعل لوگ کے حق میں ہے کہ ان کے حق میں ہے **خاتمہ** مشتمل ہے دو فصل پر **فصل اول**
کتاب حج صفاری میں ترجمہ نے چاہا کہ قصہ ترک بعمل کر کے حج کا طریقہ بیان کرے اس سبب سے ایمان اور باعث مزید ثواب کے ہو
چونکہ کتب حدیث میں مثل صحیح بخاری عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے کوئی حدیث جابر اس مسئلہ کی ابتدا و شروع سے آخر تک نہیں ملتا اور اسکا ترجمہ کرنا
اسکے تصفحات کے مناسب مقدم جانا سنن ابی داؤد میں ابراہیم جعفر صادق سے مروی ہے کہ امام محمد باقر نے جابر بن عبداللہ کے کہا کہ مجکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے حج کی کیفیت طریقہ بتلاؤ تو جابر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نو برس تک حج نہیں کیا پھر دسویں برس اعلام کیا اپنے حج کرنیکا تو مدینہ
میں لوگ بہت سے اکٹھے ہونے چاہتا تھا کہ حضرت کی پیروی کرنے اور آپکے عمل کی پیروی کرنے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نکلا یعنی مدینہ سے اور ہم لوگ بھی آپکے
ساتھ نکلے یہاں تک کہ ذوالحلیفہ میں پہنچے تو زمان اسکا ولادت محمد بن ابی بکر کہ جنی ہو اسماء بنت عمیس حضرت کے پاس کسیکو بھیجا کہ اب میں کیا کروں
فرمایا کہ غسل کر اور کپڑے سی کر باندھ لے احرام باندھ دو حضرت نے مسجد میں احرام کی نماز پڑھی پھر اونٹنی پر سوار ہوئے جب کھڑا ہوا تو اونٹنی پر سوار ہوا جب
اس نے قصد حضرت کا کیا کہ کھڑی ہو گئی میدان میں جابر نے کہا کہ میں نے جو اپنے آگے تک نظر کیا تو سوار اور پیدل تجھ اور اپنی طرف بھی بہت دیکھا اور
بائیں طرف بھی بہت دیکھا اور پیچھے بھی بہت دیکھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں تھے جس پر قرآن اترتا تھا اور وہ اسکی مقصود کو جانتے
تھے سو جو حضرت نے عمل کیا ہمنے بھی اوسی پر عمل کیا حضرت نے تلبیہ کہا کہ اوسکو پکارا کہ اطہرت فرمایا لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ
لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ اور لوگوں نے بھی اسطرح تلبیہ کہا جسے تم کہتے ہو حضرت نے انہیں لوگوں پر کچھ
رد اور انکا تلبیہ نہیں اور حضرت نے اپنے کہنا لازم کر لیا جاتے رہے کہ حجر کے پاس آکر استلام کیا یعنی ہاتھ لگایا حجر اسود کو پھر آگے چلے یعنی شہر حجر میں جمع ہوئے اور اونٹنی پر سوار تھے تہلیل
یہاں تک کہ جب حضرت نے صبح کی نماز پڑھی اور صبح روشن ہو گئی تو صبح کے وقت قبل طلوع آفتاب کے تکبیر کہی اور حضرت نے کہا کہ یہ جگہ ہے کہ جس میں ہم سے ہمارا نبی تکبیر کہتا تھا یعنی شہر حجر میں جمع ہوئے اور اونٹنی پر سوار تھے تہلیل
یہاں تک کہ جب حضرت نے اپنے کہنا لازم کر لیا جاتے رہے کہ حجر کے پاس آکر استلام کیا یعنی ہاتھ لگایا حجر اسود کو پھر آگے چلے یعنی شہر حجر میں جمع ہوئے اور اونٹنی پر سوار تھے تہلیل
میں پر حضرت مقام ابراہیم کے پاس آئے پڑھی وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى اور مقام ابراہیم کو اپنے اور بیت اللہ کے درمیان
یعنی مقام ابراہیم کے پاس نماز پڑھی دو رکعت قبل ہو اللہ احد اور قل یا ایہا الکافرون کی قرأت سو حضرت ربیعہ اسد یعنی بڑے گئے اور حجر الاسود کو استلام
کیا پھر دروازہ سے صفا کیطرف نکلے جب صفا کے قریب پہنچے تو یہ آیت پڑھی اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ہم بھی اوسی سے ابتدا کرتے ہیں
جس سے اللہ نے ابتدا کی تو صفا سے ابتدا کی سوار ہوئے صفا پر یہاں تک کہ کعبہ اللہ نظر آیا تو اللہ اکبر اور تہلیل کی اور فرمایا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ اَنْجَزَ وَعْدَهٗ وَ
نَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ پھر اترے صفا سے پس چلے یہاں تک کہ وادی میں مارے فرمایا پھر اوتر کر مروہ کی طرف تا ایکہ جب ہمارے قدم بچوں کے وادی میں
ڈالے اندر وادی کے یہاں تک کہ جب چڑھے کوئی تو اسپر جو چلنا ہوا تو فرمایا ہم اوسکی نسبت کیا جو صفا پر کیا یہاں تک کہ اخیر طواف مروہ
پر فرمایا کہ اگر مجکو آگے سے معلوم ہوتا جو پیچھے معلوم ہوا تو میں ہدی کو ساتھ لاتا اور اس عبارت کو میں عمرہ کر ڈالتا سو تم لوگوں میں سے
جسکے ساتھ ہدی نہ ہو وہ حلال ہو جاوے اور اوسکو عمرہ کر ڈالے تو تمام لوگ حلال ہو گئے اور یہ کہنے لگے اونٹ کے اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جسکو ساتھ ہدی
تھی وہ محرم ہی رہا سو عبدالرحمن بن حنش کھڑے ہوئے سو کہا یا رسول اللہ عمرہ کو ان کے شہر میں اسی سال کے فحص میں ہر یا ہمیشہ کے ہو تو وہ فرمایا کہ
اوسکا میں کو فیصلہ کیا ہر برس فرمایا کہ داخل ہو گیا عمرہ حج میں اسطرح اسکو دو بار فرمایا اور نہیں بار فرمایا کہ ہمیشہ کے ہمیشہ کو جابر نے کہا اور علی رضی
اللہ عنہ نے آپ حضرت کے یہاں کے ارث لیکر تو فرمایا فاطمہ زہرا کو کہ احرام نہیں باندھتیں اور رنگین کپڑے پہنتی ہیں اور سرمہ لگاتی ہیں تو علی رضی اللہ عنہ نے
ناخوش ہو کر اور کہا کہ میں نے اوسکا حکم دیا ہے تو فاطمہ زہرا نے کہا کہ میرے باپ نے حکم دیا ہے تو جابر نے کہا کہ علی رضی اللہ عنہ عراق کے ملک میں
گئے تھے جس میں گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فاطمہ زہرا رنگنی کپڑوں کے لیے اور اوس کے جوڑا دینے کی شکایت کی اور حضرت نے کہا تھا اور حضرت کو
برا معلوم ہوا کہ اوسکے گھر میں رنگنی کپڑوں کے لیے اور اوس نے کہا کہ میں نے اوسکو اوسکے باپ سے کہتے سنا اور باپ نے حضرت سے ذکر کیا تھا

الحمد للہ والمنہ
فقیر محمد عبدالرحمن عفی عنہ
الراقم
الحمد للہ والمنہ
فقیر محمد عبدالرحمن عفی عنہ
الراقم

سے کہا حضرت بہنہ فرمایا تو کیا صاحب جو کی نیت کی تھی علی رضی اللہ عنہ نے یوں کہا تھا کہ الٰہی میں نیت کرتا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
حضرت فرمایا کہ میرے ساتھ رہو دی ہو تو حلال ہو جاؤ یہ قصہ کہا کہ جو دی کی حلال ہو جانا قصہ میں سے لائے تھے اور حضرت کے ساتھ ہی تھی سب ملا کر
ساٹھ تھے جب یہ اہم الرؤیہ یعنی آٹھویں ذی الحجہ کو مکہ چلے تو جج کا احرام کیا اور حضرت سوار ہوئے اور مدینہ میں ظہر کی نماز پڑھی اور عصر اور مغرب اور عشا اور صبح کی نماز پڑھی پھر طلوع آفتاب کے بعد چلے اور منیٰ میں آکر قیام کیا اور حضرت نے حکم کیا کہ کوئی خیمہ نہ توڑیں کھڑا کیا گیا پھر حضرت رہا پھر ہوئے اور سیدھے تک تنہا قریش کو کہ حضرت
وقوف کریں گے مزدلفہ میں مشعر الحرام کے نزدیک جیسے کہ تھے میں قریش وہاں وقوف کیا کرتے تھے پھر مزدلفہ سے روانہ ہو چلے گئے یہاں تک کہ عرفات میں آ
پہنچے کہ وہ ستارہ بالا تھا پھر میں سوار ہوئے یہاں تک کہ آفتاب ڈھلا پھر آپ نے حکم کیا قصواء اونٹنی پر کجاوہ باندھا گیا حضرت سوار ہوئے یہاں تک کہ
آبادی کے اندر آئے پھر خطبہ پڑھا لوگوں کے درمیان سورہا کہ تمہارے خون اور تمہارے مال تم پر حرام ہیں جیسے یہ تمہارا دن اس تمہارے مہینہ میں اس تمہارے
پیشوں میں حرام ہے ہر امر ربوا یہ کہ ہر چیز مسلم جاہلیت سے میرے پاؤں کے نیچے ڈالی گئی یعنی باطل ہو گئی اور جاہلیت کی خونریزیاں رائج تھیں یعنی انکا دعوے
کرنا جائز نہیں اور پہلا خون جو میں رائج ہوا ہوں اپنے خاندان کے خونوں میں سے ابن ربیعہ یا بیعہ بن الحارث المطلب کا خون ہے جو شیر خوار تھا بنی سعد میں دکھ
ہذیل کی قوم نے قتل کیا تھا اور ربا جاہلیت کا جیسا رائج تھا ویسا ہی باطل ہوا ہوں اپنے خاندان سے عباس بن عبد المطلب کا جیسا ہے سود کے مسئلہ
بٹا دیا گیا ہر قسم کے سود سے عورتوں کے متعلق میں تمہارے اوپر کا ان کا حق ہے اور تمہارا بھی ان کے اوپر کا ان کا تم پر یہ حق ہے کہ تمہارے بستروں پر کسی دوسرے
کو نہ روندنے دیں اس شخص سے جسکو تم ناپسند کرتے ہو یعنی زنا کریں اور خبردار رہو تم ان عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو تم نے ان کو اللہ کی امانت کے ساتھ لیا ہے
اگر ایسا کریں تو ان کو مار دو ایسی مار جو سخت اور غیر اثر انداز ہو اور ان پر تمہارا حق یہ ہے کہ تم انکو ان کا کپڑا اور کھانا دستور کے موافق دو اور میں نے تم میں ایسی چیز چھوڑی
ہے کہ تم کبھی گمراہ نہ ہو گے بعد اسکے اگر تم اسکو مضبوط پکڑے رہو گے وہ چیز کتاب اللہ ہے اور تم سے سوال کیا جائیگا پھر کیا جائیگا پھر تم کیا کہو گے
لوگوں نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے تبلیغ احکام کی اور پہنچا دیا اور خیر خواہی کی حضرت نے شہادت کی انگلی آسمان کی طرف اٹھائی اور
لوگوں کی طرف جھکائی اور فرمایا اللہ گواہ رہنا اللہ گواہ رہنا تین مرتبہ اذان کہی گئی اور پھر ظہر کی اقامت کہی گئی اور حضرت نے ظہر کی
نماز پڑھی پھر دوسری بار اقامت کہی گئی حضرت نے عصر کی نماز پڑھی اور دو دو فرضوں کے درمیان میں کچھ نماز نہیں پڑھی یعنی سنت اور نفل کچھ
نہ پڑھے پھر حضرت قصواء اونٹنی پر سوار ہوئے یہاں تک کہ موقف میں یعنی عرفہ کے مقام میں آئے بوبانی اونٹنی قصواء کا پیٹ پتھروں کی طرف کر دیا اور پیدل
اپنے سامنے کیا پھر حضرت قبلہ کیطرف متوجہ ہوئے اور برابر وقف رہے یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا اور تھوڑی سی زردی بھی جاتی رہی یہاں تک کہ
گرد اوا آفتاب کا غائب ہو گیا اور اونٹنی پر اپنے پیچھے اسامہ کو بٹھلایا پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم روان ہوئے راہ چلتے اور اونٹنی کی کسل کی
وجہ سے حضرت اپنے ہونٹ سے یہاں تک کہ اوسکا سر کجاوہ کو لگ جاتا تھا اور حضرت داہنے ہاتھ سے اشارہ کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اے لوگو آہستہ چلاؤ اے
لوگو آہستہ چلاؤ یعنی سے چلو یعنی جلد بازی نہ کرو کسی نہیں اور جب کوئی ٹیلا پایا چڑھی آتی تھی تو حضرت اگے کو تھوڑا سا ڈھیلا کر دیتے تھے تاکہ چڑھ جائے
یہاں تک کہ مزدلفہ میں پہنچ کر ایک اذان اور دو اقامت سے ایک اذان اور دو اقامت کے درمیان میں نوافل نہ پڑھا پھر حضرت نے فرمایا یہاں
کو فجر خوب روشن ہو گئی جب فجر طلوع ہو گئی اذان اور اقامت سے پھر حضرت قصواء پر سوار ہوئے یہاں تک کہ مشعر الحرام میں آئے اور
اوس پر چڑھ گئے اور متوجہ بقبلہ ہوئے موحد تعالیٰ کی تکبیر اور توحید کرنے لگے اور یہاں تک خوب روز روشن ہو گیا پھر
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم روان ہوئے راہ چلتے ہوئے آفتاب نکلنے سے پہلے اور فضل بن عباس کو پیچھے بٹھلایا یہاں تک کہ محسر میں آئے تو اونٹنی کو
تھوڑا تیز چلایا پھر حضرت وہ درمیان والی راہ پر چلے جو جمرۃ العقبہ کو لیتی جمرۃ العقبہ تک پہنچتے ہی یہاں تک کہ حضرت جمرۃ العقبہ تک پہنچے جو درخت
کے پاس ہے سو اسکو سات کنکریاں اپنی مانند سنگ ریزہ کے ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہتے تھے اور نالہ کو اوپر سے رمی کی پھر رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم روان سے پھر آکر نحر کے مکان میں آئے اپنے دست مبارک سے ترسٹھ اونٹ نحر کئے اور باقی حضرت کو حکم کیا سو باقی

سر اونٹ کو تحر کیا اور اپنے ہی ہیں اور کو شریک کیا پھر حکم کیا ہر اونٹ سے گوشت کا ٹکڑا جدا جدا سر دیگیں میں گوشت ڈالا گیا حضرت نے اور علی رضی اللہ عنہ نے اس میں سے گوشت کھایا اور اس کا شوربا پیا پھر حضرت سوار ہوئے اور بیت اللہ میں آئے پھر مکہ میں ظہر کی نماز پڑھی پھر عبد المطلب کی اولاد کے پاس آئے اور زمزم پر پانی پیا تھے اور فرمایا پانی نکالو اے عبد المطلب کی اولاد اگر اس کا خیال نہ ہوتا کہ لوگ تمہارے پانی لینے پر غلبہ اور تم پر سبقت کریں گے تو میں بھی تمہارے ساتھ پانی کھینچتا اے عبد المطلب کی اولاد اسے حضرت کو ایک ڈول پانی دیا حضرت نے اسے اوپر سے پیا اصحاب فتح اللہ نے کہا کہ اس میں حضرت کو سلم نے اپنی صحیح میں اور ابن ابی شیبہ اور احمد بن حنبل اور ابن ماجہ اور دارمی نے اپنی اپنی کتاب میں روایت کیا ہے

فصل ۲ زیارت شریف کے آداب زیارت میں

حسن ابی دلا دین اور ہر حرمت مسجود ہی ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن جب قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کی روح کو میرے پاس بھیج دیا جاتا ہے یہاں تک کہ میرے سلام کا جواب دیتا ہوں اور میں اسے پہچانتا ہوں اور جب سے حضرت اس عالم کی طرف تشریف لے گئے ہیں سلام کے جواب دینے کو میں اسطرح اور ابوبکر بن ابی شیبہ وغیرہ نے اور ہر یرہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو زیارت کرے میری قبر کی میرے پاس اور اسکو شفاعت واجب ہو گئی اور ابوبکر بزار نے صحیح سند سے اور طبرانی نے معجم کبیر اور ابن عبد البر نے عبد اللہ بن عمر سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو میری زیارت کرے گا میری شفاعت اسکو واجب ہو گئی اور ابوبکر بزار نے بسند معتبر عبد اللہ بن عمر سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو میری زیارت کرے گا اور میری قبر کی زیارت کے بعد فوت ہو گا اور سے میری حیات میں زیارت کی ہے اور ابن سکن اور ابن منده نے صحابہ میں اور ابو نعیم نے حلیہ میں اور ابن عدی نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں عمر سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے حج کیا اور میری قبر کی زیارت کی میری وفات کے بعد تو گویا اس نے میری حیات میں اور ابن نجار نے اور ابن عدی نے اور بیہقی نے اور ابن عساکر نے عبد اللہ بن عمر کے سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے حج کیا اور میری زیارت کی تو اس نے مجھ پر ستم کیا اور حافظ ابن عساکر نے عبد اللہ بن مالک سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے حج کیا اور میری زیارت کی تو اس نے مجھ پر ستم کیا اور حافظ ضیاء نے مختارہ میں روایت کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علم اور عقد میں جس کو وسعت اور عقد دے رہو میری زیارت سے اور میری زیارت کرنے کو اپنی اوپر لازم کر لے اور تاریخ المدینہ لابی النعیم اور حافظ ضیاء نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علم اور عقد والے عبد اللہ بن عمر کے وسیلہ سے میرے پاس آئیں اور ابن عدی اور ابو یعلی نے بروایت ثقات روایت کیا اللہ کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو میری زیارت کو آیا میرے پاس اور کوئی اور حاجت نہ ہو تو میرا حق ہے کہ میں اس کی شفاعت کروں اور ابن عدی نے بروایت ثقات روایت کیا کہ

نزول میں مکہ سے چلا کہ اسی سات کوس چلے ہوں گے کہ بھوک اور پیاس نے غلبہ کیا اور بیٹا گھوڑے سے اور میں اونٹ سے اور بھوکے اور پیاسے گر پڑے اور وہیں یہ لوگ سے ایوب سے اور پوچھتے ہیں اور پھول چلتے ہیں تو آپ نے کہا کہ بھوکے اور پیاسے ہیں اور اس کو قوم عاد القیس میں مدینہ میں داخل ہونے تو رحمت کو یہ بیکسی اور بے بسی تھی اور حضرت سے بہت ہی کم بیکار نہیں فرمایا تھا اگر وہ اپنی سر اور کی حوالہ غسل کرنے اور وضو کی بدلے کے تیمم تمام قدمت میں حاضر ہونا قبول فرمائی آنے کے کہ اگر وہ بہت سے غسل نہ کر سکا ہو تو اندر بہت سے غسل کرتے اور اس سے بہتر کرتے ہیں جو مطلق باہر سے کیا ہو اس لیے ہے بہت مناسبت احوام ہیں جو تب نہ شریفہ نظر آوے تو اور کسی علت اور خصلت کی ہرگز نہیں کہ کیونکہ وہ مکان پاک ہے جسکو حق تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے پسند فرمایا سو کمال متون اور عظیم ہے پر دور دیتے ہیں ہم یہ مدینہ غلیظ میں داخل ہوں [illegible] وَاجْعَلْ لِّي مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا نَّصِيرًا اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَفَضْلِكَ اور لازم ہے کہ کمال فروتنی اور عاجزی سے اس شہر معظم کی عزت کو دیکھا اور روضہ منورہ پہنچا اہل ہوا در دیکھے تصور کرے کہ اس سرکار کی ذات پاک کے رہنے سے حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ اور تعالیٰ سے کرش تعالیٰ ہمارے لیے نبی کریم کا صحبت گاہ ہمارا اور یہ مکان مطہر وطیب وحی امر اصل الحکام اور یہ جو مسلام اور مہبط ایمان اور چشمہ عرفان ہے تم کو اس عالم صدیقہ سے معلوم ہے کہ تمام بلاد و کوہ سے فتح ہوگئے مدینہ قرآن سے فتح ہوا ہے اور چاہیے کہ اپنے دل کو بہت اور خلیفہ مصطفیٰ ہے بہ ادب سے اور دان چلنے ہوئے یہ تفکر کرے کہ گویا صاحب سرور عالم ہے شاید یہ قدم حضرت کے موضع قدم مبارک پر پڑا ہو اور اپنا امام اور پیشوا اپنا آقا سمجھے اور دل سے یہ یقین کرے کہ گویا حضرت کی نجاتی ہے اور کہتے جائے کہ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ یہ کہیں وہاں سوار ہوتے تھے اور کہتے تھے کہ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ یہ کہیں وہاں پر حضرت سید البشر صلی اللہ علیہ وسلم کے مسجد شریف میں داخل ہوتے تھے اور کہتے تھے کہ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

يَا خَيْرَ الْخَلَائِقِ اَجْمَعِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِيْنَ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اِمَامَ الْمُتَّقِيْنَ اَلسَّلَامُ

اے بہترین سب خلق کے سلام تجھ اے سردار پیغمبروں کے اور ختم کرنے والے نبیوں کے سلام تجھ اے پیشوا پرہیزگاروں کے سلام

عَلَيْكَ يَا قَائِدَ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا الشَّفِيْعُ الْمُشَفَّعُ لِلْعَاصِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَفِيْعَ الْمُذْنِبِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ

تجھ پر اے پیشوا روشن اور اعضا چمکیلے والوں کے سلام تجھ اے بھیجے ہوئے تو سفارش کیا ہوا گناہگاروں کے سلام تجھ اے سفارش کیا ہوا گناہگاروں کے سلام تجھ

يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خِيَرَةَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَفْوَةَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَيُّهَا الْهَادِيْ اِلَى صِرَاطِ رَبِّهِ الْمُسْتَقِيْمِ

اے حبیب اللہ کے سلام تجھ اے چنیدہ اللہ کے سلام تجھ اے برگزیدہ اللہ کے سلام تجھ اے راہنما راہ پانیوالے اپنے سیدھی راہ کے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ وَصَفَهُ اللّٰهُ بِقَوْلِهٖ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ وَبِقَوْلِهٖ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ

سلام تجھ اے وہ کہ جسکا وصف کیا اللہ نے اپنے قول میں کہ تو ہے اوپر بڑے خلق کے اور اپنے قول میں کہ مومنوں پر شفقت کرنیوالا ہے مہربان سلام تجھ

يَا مَنْ سَبِّحَ الْحَصٰى فِيْ يَدَيْهِ وَحَنَّ الْجِذْعُ اِلَيْهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ اَمَرَنَا اللّٰهُ بِطَاعَتِهٖ وَالطَّاعَةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ اَلسَّلَامُ

اے وہ کہ تسبیح پڑھی کنکروں نے اسکا تو اپنی دونوں ہتھیلیوں میں اور اشتیاق میں آئی اسکی طرف سلام تجھ اے وہ کہ حکم کیا ہمکو اللہ نے اسکی اطاعت کا اور وہ اطاعت ہے اور درود وسلام ہو تجھ پر اور سلام

عَلَيْكَ وَعَلٰى اٰلِكَ الْاَتْقِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى ذُرِّيَّتِكَ الطَّيِّبِيْنَ وَاَزْوَاجِكَ الطَّاهِرَاتِ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَصْحَابِكَ

تجھ پر اور تمام آلہا اور رسولوں پر اور آپ کی اولاد پاک پر جو پرہیزگار ہیں اور آپ کی بیبیوں پاک اور مومنوں کی ماں پر اور آپ کے یار

اَجْمَعِيْنَ كَثِيْرًا دَائِمًا اَبَدًا كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضٰى جَزَاكَ اللّٰهُ عَنَّا اَفْضَلَ مَا جَزٰى نَبِيًّا عَنْ اُمَّتِهٖ وَرَسُوْلًا عَنْ اُمَّتِهٖ وَاٰتٰى اَحَدًا مِّنْ اُمَّتِهٖ

سب پر بہت سلام ہمیشہ مدام کر جیسا کہ پسند کرے ہمارا رب اور خوش ہو اور بدلہ دے تجھ کو اللہ ہماری طرف سے بہتر بدلہ جو کسی نبی کو دیا اسکی امت کی طرف سے اور جو کسی رسول کو دیا اسکی امت کی طرف سے اور جو کسی کو دیا

اَنَّكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَخِيَرَتُهٗ مِنْ خَلِيْقَتِهٖ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ

کہ کوئی معبود نہیں سوا اللہ کے وہ اکیلا ہے اور کوئی اسکا شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اسکے بندے اور رسول اور برگزیدہ ہیں اسکی خلق میں سے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے

قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ وَاَدَّيْتَ الْاَمَانَةَ وَنَصَحْتَ لِاُمَّتِهٖ وَاَقَمْتَ الْحُجَّةَ وَاَوْضَحْتَ الْمَحَجَّةَ وَجَاهَدْتَ

رسالت کو پہنچا دیا اور امانت کو ادا کیا اور امت کی خیر خواہی کی اور پوشیدہ باتوں کو واضح کیا اور حجت کو قائم کیا اور راہ کو روشن کیا اور جہاد کیا مکاب

فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ وَقُلْتَ عَنْ دِيْنِ اللّٰهِ حَتّٰى اَتَاكَ الْيَقِيْنُ فَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى رُوْحِكَ وَجَسَدِكَ وَصَلَّى

اللہ کے بارے میں جیسا کہ اسکے جہاد کا حق ہے اور آپ اڑے رہے دین اللہ کے پر یہانتک کہ آپ کو وفات آئی پس صحت کرے اللہ آپکی روح اور آپکے بدن اور آپ کی قبر

اَفْضَلَ وَاَكْمَلَ وَاَزْكٰى وَاَنْمٰى صَلٰوةً دَائِمَةً اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فُدِّيْتَ وَفُدِّيَ قُبُوْرٌ ضَمَّتْ جِسْمَكَ وَزَوَّارُ قُبُوْرِكَ حَسْبِيْ

افضل اور کامل تر اور ستھری اور بڑھنے والی ہمیشہ کو قیامت تک اے رسول اللہ کے ہم آپ پر قربان ہیں اور قربان ہیں وہ قبریں جنہوں نے آپکے جسم کو چھپایا اور قربان ہیں زیارت کرنیوالے آپکی قبر کی زیارت کرنیوالے سوا اللہ کے ہمکو کافی ہے

مِنْ بِلَادٍ شَاسِعَةٍ وَنَوًى اَحِنَّ بَعِيْدَةٍ فَاَصْبِرْ نَفْسِيْ حَتّٰى اَلْقٰى رَبِّيْ وَاَرِدَ حَوْضَكَ وَاَتَمَتَّعَ بِرُؤْيَتِكَ وَاَسْتَضِفَّ

بہت مسافت کے شہروں اور وطنوں سے قصد کرکے آپکی طرف آئے ہیں اور آپکی زیارت سے اور آپکے دیدار سے مشتاق ہوئے ہیں پس صبر کرتا ہوں میں اپنے نفس پر یہانتک کہ ملوں اپنے رب سے اور وارد ہوں آپکے حوض پر اور فائدہ اٹھاؤں آپکے دیدار سے اور مہمان ہوں

بِكَ رَبِّنَا فَاِنْ لَّحْظَةً فَقَدْتُّهُمْ ظَهَرَ وَنَا وَلَا وَزَارَ قَدْ اَثْقَلَتْ كَوَاهِلَنَا وَاَنْتَ الشَّافِعُ الْمُشَفَّعُ الْمَرْجُوُّ

آپکے پاس اپنے رب کے پس اگر ایک لحظہ بھی ہم انکو نہ دیکھیں تو ہماری پیٹھیں ٹوٹنے لگتی ہیں اور گناہ ہمارے بوجھ ڈالتے ہیں ہماری گردنوں پر حالانکہ آپ ہی شفاعت کرنیوالے قبول کیے ہوئے ہیں اور آپ ہی امید گاہ ہیں

لِلْمُذْنِبِيْنَ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ

گناہگاروں کے اور مقام محمود میں اور تحقیق فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور اگر وہ جب کہ ظلم کیا انہوں نے اپنوں اوپر آئے تیرے پاس اور

اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا وَقَدْ جِئْنَاكَ فَارِّيْنَ لَا نَسْتَشْفِعُ بِاَحَدٍ غَيْرِكَ اِلَيْكَ وَلَا نَسْئَلُ رَبَّنَا اَنْ يَّشْفَعَ لَنَا

بخشوانا انکا رسول تو البتہ پاوے اللہ کو توبہ قبول کرنیوالا مہربان اور تحقیق آئے ہیں ہم تیرے پاس گریزاں ہو کر نہیں سفارش کراتے ہم تیرے سوا کسی کو تیری طرف اور نہیں سوال کرتے ہم اپنے رب سے اس امر کا کہ سفارش کرے ہمارے

سَبِيلِكَ وَسُنَّةِ نَبِيِّكَ وَعَلَى مِلَّةِ نَبِيِّنَا وَأَمَّتِنَا عَلَيْهِ وَأَحْشُرْنَا فِي زُمْرَتِهِ پر اپنے راستہ اور دین کے راستہ اور جیسے وہ حاکم کہا ہوا درجیسے سلام کے
[illegible] اور ہمیں اس پر موت دے اور ہمارا حشر اس کے ساتھ کر اور ہمارا دین کہے اللّٰهُمَّ إِنَّكَ قُلْتَ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوراً
رَحِيماً أَفَنَسْأَلُكَ جَاؤُكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّاباً رَحِيماً وَقَدْ جِئْنَاكَ سَامِعِينَ قَوْلَكَ
طَائِعِينَ أَمْرَكَ مُسْتَغْفِرِينَ إِلَيْكَ بِمَنِّكَ اللّٰهُمَّ وَبِأَيْدِينَا الْغُفْرَانُ وَلَا بِأَيْدِينَا وَلَا أَمْهَاتِنَا وَلَا آبَائِنَا وَلَا إِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ
وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ
سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ اور ان الفاظ زیارت میں اختیار ہے جاہے
پڑھے اور جاہے کہے اور جس شخص کو استغفار نہ آتی ہو تو آتا کھنا کفایت ہے السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
وعلیٰ صاحبیک ابی بکر الصدیق وعمر الفاروق اور بقدر توفیق جو چاہے پڑھ سو مسجد کے پیچھے ابو [illegible] کیا ہے کہ جو شخص مدینہ کے مسافروں کے پاس آوے جیسے
اور مسافر کے اب آنا پڑا ہے یا جانا چاہتا ہے کہ آوے قبول ہوتی تھی اور وہ ستون منبر اور قبر شریف کے درمیان میں ہے سو وہاں درگذت
نماز پڑھے اور توبہ کرے اور عاجزی کرے پھر وہ نفیس آوے جہاں الفضل الماثر نماز پڑھا تھا سے موجبتا ہو سکے وہاں نفل نماز پڑھو اور
دعا کرے اور تسبیح اور تہلیل اور استغفار کرے پھر منبر کے پاس آوے اور یہ نیت برکت اوس منبر پر ہاتھ رکھے جسکو رمانہ کہتے ہیں جسکو
حضرت خطیب پڑھتے ہے کے وقت دست مبارک رکھتے تھے پھر ستون حنانہ کے مقام کی زیارت کرے جو حضرت کے فراق میں رویا تھا اور قصہ
اوسکا احادیث صحیحہ میں مشہور ہے اور اس امر کی کوشش کرے کہ ایک رات مسجد نبوی میں بیدار رہے آدھی منبر اور قبر شریف کے پاس
اور اوسکے آئین میں قرأت قرآن مجید اور ذکر اللہ اور درود میں بسر کرے کذا فی الاختیار شرح المختار اور بعض الفاظ زیارت تاریخ مدینہ
سے منقول ہیں اور جب تک مدینہ طیبہ میں رہے مسجد نبوی میں نوافل کے جماعت کی نماز مسجد نبوی میں نوافل پڑھے سوائے مسجد الحرام کے اور مسجد
سے ہزار درجہ وہاں کی نماز افضل ہے پھر حضرت کی زیارت کے بعد جنت البقیع جسکو بقیع الغرقد کہتے ہیں حدیث
میں ثابت ہوا ہے کہ اس مقبرہ سے ستر ہزار بغیر حساب قبر لیلۃ المبدر داخل ہوئے اور جنت میں بلا حساب داخل ہوں گے اور تاریخ مدینہ میں
مذکور ہے کہ دس ہزار صحابی بقیع میں مدفون ہیں پھر جب بقیع میں داخل ہو تو مسنون ہے کہ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ وَإِنَّا
إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُونَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِأَهْلِ بَقِيعِ الْغَرْقَدِ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلَهُمْ اور بقیع کی قبور مشہورہ کی زیارت کرے جنانچہ
قبہ اہل بیت میں غربی قبہ جو حضرت عباس عم رسول اللہ کی اور شرقی قبہ جس میں سبط اکبر امام حسن اور امام زین العابدین اور امام محمد باقر
اور امام جعفر صادق کی علیہ السلام اور امیر المومنین عثمان بن عفان کی زیارت کرے اور صفیہ عمہ رسول اللہ کی قبر اور فاطمہ بنت
اسد علی مرتضیٰ کی مادر کی قبر اور حسنا ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اور قبہ ازواج مطہرات کی زیارت کرے اور عثمان بن
مظعون اور عبداللہ بن عوف کی زیارت کرے اور امام مالک کی قبر کی زیارت کرے کہ چھ قبور مشہور ہیں اور بقیع میں فاطمہ زہرا علیہا السلام
کی جس کی زیارت کرے جسکو میت الاعزاز کہتے ہیں اور وہاں نماز پڑھے اور ایک روایت یوں ہے کہ انکی قبر بھی وہیں ہے اور
مشہور ہے کہ خیشہ کو شہید احد کی زیارت کرے لیکن صحیح کی نماز پڑھ کہ جاوے تاکہ ظہر کی نماز مسجد شریف میں ملے فوت ہوا اور
ابتدا زیارت سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ سے کرے اور یوں کہے السَّلَامُ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ
دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُونَ اور آیۃ الکرسی اور سورۃ الاخلاص پڑھے کذا فی الاختیار شرح المختار
اور جو جبل احد کی زیارت کرے کہ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ احد پہاڑ ہے جو ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اوسکو دوست رکھتے ہیں اور ابن عمر سے
مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مصعب بن عمیر کی قبر پر گئے سے یعنی شہداء احد میں پھر وہاں کھڑے ہوئے اور فرمایا

کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو خدا کے نزدیک زندہ ہے سو اسے لوگو زیارت کیا کرو اور اوسکو سلام کیا کرو پس قسم ہے اوس ذات پاک کی کہ جسکی قابض میں میری جان ہے کہ جو اوسکو سلام کرے گا اوسکو جواب دیں گے قیامت کے دن تک کہ خدا فی فتح المقدیر آدمی سرخ کے کہ شنبہ کے روز مسجد قبا کو جاوے اور اسطرح کہ سیمین بن عمر یہ بن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مسجد قبا کی زیارت کرتے تھے ہر شنبہ کے دن سوار اور پیدل اور اوسمیں دو رکعت نماز پڑھتے تھے اور فی اسی میں ہے سہل بن حنیف سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص قبا کو گیا پھر وہاں دو رکعت نماز پڑھی تو اوسکو عمرہ کی برابر ثواب ملیگا صاحب قبا اول مسجد جو اسلام میں تعمیر ہوئی اور اوّل اوسمیں جمعہ پڑھا گیا ہے مدینہ کی اکیسویں منزل پر قبا واقع ہے اور مسجد کے گرد تک احوال مسجد یعنی طول و عرض اوسکا سات ہاتھ ہے اور اوسمیں تین محراب ہیں اور اوسکے تین دروازے ہیں ایک دروازہ جانب شرقی اور دوسرا جانب غربی اور تیسرا جانب جنوبی اور اوسکے چھت پر کھجور کی شاخیں ہیں اور اوسکے صحن میں ایک کنواں ہے جسکا نام بئر اریس ہے یعنی کنواں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا اور اوسکے پانی سے وضو کرنا مستحب ہے اور اوسکے پانی سے پیر اور ہاتھ دھونا شفا ہے اور اوسکے پانی سے وضو کرنا اور اوسکا پانی پین

بجا لاتی ہے اور اپنے مولیٰ کی عبادت پر سابق سے زیادہ تر مستعد ہو جاوے کہ جو مقبول کی بھی علامت ہے کہ آگے سے بہتر ہوجاوے
کذا فی شرح القاری و الکرمانی حق تعالیٰ ہمکو اور ہمارے اخوان مسلمین کو حج مبرور اور زیارت مقبول اپنے کرم سے عنایت کرے اور
ہماری رسیدگی فرماوے آمین ثم آمین فائدۂ جلیلہ یعنے آداب زیارت کے واسطے انتفاع مسلمین کے خلاصۃ الوفا تاریخ مدینہ منورہ سے
ذکر کرتے ہیں تحفۃ اداب زیارت کے یہ ہے کہ قبر شریف کی دیوار کو ہاتھ سے چھوئے نہ چومے نہ دھان طواف کرے کہ مکروہ ہے الخ
کہ علماء حنفیہ کے تصریح ہوا ہر چھیڑ اور بیٹھ کو دیوار سے لگانا بھی مکروہ ہے بلکہ مقتضائے ادب یہ ہے کہ دور رہے جیسا حضرت
کی حیات میں اگر حاضر ہوتا تو دور رہتا بھی حق ہے اور ایسی پر علماء اجماع ہے اور جیسے سچے کہ جیونے اور جیونے میں محبت اور برکت
زیادہ ہے تو ایسے اوسکی حیات اور فضلت سے اور اسلئے کہ برکت اور محبت پسندیدہ اوسمیں ہے جو شرع شریف کے موافق اور قول
علماء کے مطابق ہے اختیار العلوم میں مسطور ہے کہ قبر کا چومنا اور چھونا بدعت اور نصاریٰ کی عادت ہے انس بن مالک صحابی نے ایک
کو دیکھا کہ حضرت کی قبر شریف پر رقعہ رکھے ہے تو اوسکو منع کیا اور کہا کہ یہاں حضرت کے زمانہ میں معروف نہ تھا اور اداب
سے یہ ہے کہ قبر شریف کے پاس جبکہ سلام نکرے کہ بدعت ہے اور اوس سے زیادہ بڑا یہ ہے کہ زمین کو چومے جاہل لوگ جانتے
ہیں کہ یہ تعظیم کا کام ہے حالانکہ یہ غلط ہے قطب عبدالدین بن حاجہ نے کہا کہ مجلو جاہلوں سے تعجب نہیں آتا بلکہ بعضے علماء محقق تعجب
آتا ہے جو اوسکی خوبی کا فتوی دیتے ہیں جان بوجھ کر اور آداب سے یہ ہے کہ قبر مقدس کو پشت نہ دے نماز میں نہ غیر نماز میں
اور نہ قبر کے سامنے نماز پڑھے اور حنبلی اسلام نے کہا کہ جب نماز کا ارادہ کرے تو حجرہ شریفہ کو پیٹھ پر کر کھڑا ہو اور نہ قبلہ کی
آگے کرے اور لازم ہے کہ قبر شریف کے ادب سے آنکھ نیچے کئے رہے اور بیہودہ گفتگو نکرے اور چلا کر نہ بولے اسی طرح حضرت
کا اداب بعد وفات کے اوسیطرح رہے جیسا کہ حیات میں جیسا کہ حیات میں زیارت حضرت کی حدیث میں مسطور ہے اور
جب قبر شریف کی طرف سے کہ نکلے اگر چہ خارج مسجد کیطرف سے نکلے تو لازم ہے کہ کھڑا ہو جاوے اور سلام عرض کرے امام مالک
کا یہی مذہب ہے کہ اہل مدینہ کو لازم نہیں کہ جب مسجد میں آویں تو سلام کریں لیکن مسافرین کو لازم ہے اور باقی مذاہب نائبہ میں
ہر شخص کو سلام کرنا لازم ہے ہر بار بطور استحباب کے اسواسطے کہ خیر کی کثرت بھی خیر ہے محب الدین صاحب خلاصہ نے کہا کہ حجرہ
شریفہ کا دیکھنا عبادت ہے بقیاس رؤیت کعبہ کے اور مسجد سے باہر قبہ شریفہ کو نہایت تعظیم اور محبت سے دیکھتا رہے اور آداب
سے یہ ہے کہ قیام مسجد کی مدت میں درود کی کثرت کرے اور روزے رکھے اور مسجد شریف کی نماز جماعت پر چھوڑے اور اعتکاف
کرے اور ایک رات مسجد میں رہے اور قرآن ختم کرے اور ختم کے بعد سلام نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ہر روز تعمیل میں
جاوے کہ امام نووی نے کہا علی الخصوص دن جمعہ کے اور آداب سے یہ ہے کہ مدینہ کے رہنے والوں سے محبت رکھے خصوصاً علماء
اور صالحین اور سادات اور مسجد کے خادمین سے خلی صب المراتب بھاتنک کہ عوام اہل مدینہ اور وہاں کے غلام جنمیں کوئی فضیلت نہیں
وہ بھی وجہ لائق احترام ہیں بسبب ہمسائگی خیر الانام کے علیہ الصلوٰۃ والسلام اگرچہ وہاں کے عوام تارک السنت اور مرتکب بدعت
ہوں لیکن شرف سکونت مدینہ اور ہمسائگی حضرت رب العٰلمین اوس کو نسبت سے ہر صورت ستحسن اور واجب التعظیم ہیں اسمیں سے کہ خاتم
اوسکا بخیر ہو اور قرب ظاہری قرب باطنی میں تاثیر کرے ۞ فَيَأْسَاكُمْ بِهِ كَأْسًا طَيِّبَةً فَلَكُمْ إِلَى الْفَلَكِ الْمُعَلَّى
حبیب کذا فی تاریخ السید السمہودی ہم جیسے اہل مدینہ واجب التعظیم ہیں ویسے ہی اہل مکہ لازم التکریم ہیں اسواسطے کہ
اہل مدینہ ہمسایہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اور اہل مکہ ہمسایہ بیت اللہ ہیں تو محبت اور تعظیم اہل حرمین شریفین انسان
ایمانی کی نور العینین ہے

خاتمۃ الطبع

احقر العباد محمد احسن صدیقی عرض کرتا ہے کہ میری زبان کو قوت نہ تھی کہ شکر صنم حقیقی کا کہوں یا لکھوں جسنے اپنے کرم و فضل سے اس کتاب عالی جناب کو میری تصحیح اور تبییض سے اتمام کو پہنچایا اور مجھ دون اس سے فراغت پائی ۔ فی شہر اللہ الحرام رجب المرجب ۱۲۸۵ ہجری بمقام دہلی ۔ امین ۔ مطبع الوسیع اسکی تصحیح میں بہت خون جگر کھایا ہے اگر اسپر بھی کہیں غلطی ناظرین لاغلط فرامین تو مقتضای عادت بھی اصلاح فرما کر اس عاجز کو دعای خیر سے یاد کریں ۔ بیرش گر عطای رسی وظیفہ فزون ۔ گر ہیچ نفس بسر نمالی از خطا نبود ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلًا وَّ اٰخِرًا وَّ ظَاهِرًا وَّ بَاطِنًا وَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَ

مجیبًا وَّ تَابِعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ

اشتہار

اس کتاب کے مقوق بموجب قانون لیتھوگرافک ایکٹ ۱۸ کے محفوظ کرائے گئے ہیں کوئی صاحب بدون اجازت تحریری احقر العباد کے تصحیح

التماس

جس جلسہ پر محمد ظفر الی احقر ناظرین ہائے ہیں اسکو مسروق تصور کرکے قصد شر انفرائین ۔

تنبیہ

اس سلسلہ اسباب کے کہ یہ کتاب مطبوع مطبع صدیقی ہے سطر عنوان لوح متضمن مادہ تاریخ لکھی گئی ۔